حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و کلام پر مبنی مستند کتاب

شرح دیوان

فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

فیضان الفرید رحمۃ اللہ علیہ

شارح

ابو احمد غلام حسن اویسی قادری

مدرسہ فیض اویسیہ چکنمبر پاکپتن شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیضان الفرید رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com
Marfat.com

مدینہ ۷۸۶ / ۹۲

بود درجہاں ہر کسے را خیالے ٭ مرا از ہمہ خوش خیالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

Abu Saleh Muhammad Faiz Ahmed Owaisi Qadri Rizvi

---

۷۸۶ / ۹۲   تاریخ ———

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد۔

الفقیر بڑھاپے کی ہڈی کی تکلیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے فی الحال ڈاکٹروں نے تحریری کام کرنے سے روک دیا ہے جس وجہ سے میں خود کچھ لکھنے سے قاصر ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں خیر و برکت فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو دینی خدمات میں مسعود فرمائے اور آپ کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے خصوصاً حیات الفرید اور کتاب ھذا فیضان الفریدیہ کے دوران بابا فرید کو شرف قبولیت سے نوازے آمین ثم آمین فقط

محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

سیرانی مسجد۔ سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان ٭   فون: ۸۸۱۳۷۱

ADDRESS : SIRANI MASJID, SIRANI ROAD, BAHAWALPUR, PAKISTAN TEL : 881371

marfat.com

Marfat.com

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و کلام پر مبنی مستند کتاب

شرح دیوان

فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

فیضان الفرید رحمۃ اللہ علیہ

بابا فریدالدین مسعود گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ

شارح

ابو احمد غلام حسن اویسی قادری

مدرسہ فیض اویسیہ چکنمبر ۔ پاکپتن شریف

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ ۔ اردو بازار، لاہور

marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب		شرح دیوان فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ المعروف فیضان الفرید رحمۃ اللہ علیہ
شارح		ابواحمد غلام حسن اویسی قادری
ناشر		مشتاق احمد
اہتمام		سلمان خالد
پروف ریڈنگ		محمد احمد اویسی۔ابواحمد اویسی
کمپوزنگ		گل گرافکس
پرنٹرز		اسد نیئر پرنٹرز،لاہور
قیمت		600 روپے

سٹاکسٹ: مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاک پتن شریف

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمی یا اصلاح کی گنجائش ہو تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔انشاء اللہ آپ کی آراء کا احترام کرتے ہوئے اگلے ایڈیشن میں درستگی کر دی جائے گی۔شکریہ

ادارہ

marfat.com
Marfat.com

فہرست

سورۃ فاتحہ معہ منظوم ترجمہ	15
حمد	16
نعت شریف	17
سلام میرا	17
منقبت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم	18
محفل غوث اعظمؒ دی	18
مدحت سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ	19
مدح حضرت فریدالدین مسعود گنج شکرؒ	19
ہدیہ تشکر	20
انتساب	21
تقاریز	22
مقدمہ	26
حیات الفرید	28
سلسلہ نسب، آباؤ اجداد کی برصغیر میں آمد	29
بابا فرید مادرزاد ولی کامل	29
پیدائش مبارکہ	30
بابا فرید کی تعلیم	30
مرشد کریم سے پہلی ملاقات	31
شجرہ طریقت	33
طے کا روزہ	34
ہانسی میں قیام، حصول خلافت	36
کھتوال میں آمد	37
اجودھن میں قیام	37
آپ کی ازواج واولاد	37
ملفوظات گنج شکر	38
وصال	[illegible]
نعرۂ فریدیہ چشتیہ	39
بابا فرید کی شاعری	41
جت دھاڑے دھن وری	43
جند نمانی کڈھیے، ہڈاں کوں کڑکائے	45
موت کی کیفیت	47
کافر کی موت کا منظر	49
مسلمان کی موت کا منظر	50
مومن کو بشارت	51
موت کی آرزو کرنا منع	53
جند دوہٹی مرن ور	55
موت مٹ جانے کا نام نہیں	56
والوں نکی پل صراط	58
پل صراط کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ	63
ور درویشی گاکھڑی	65
ملفوظات گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	65
حکایت	65
کچھ نہ بجھے کچھ نہ سجھے	68
دنیا کی حقیقت	69
فریدا جے جانیں تل تھوڑڑے	74
اللہ کی شان	76
اللہ تعالیٰ کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ	78
بے جان لڑ بچہ جنہاں	79
ہر بچے کی پیدائش فطرت پر	80
فریدا جے تو عقل لطیف	83
گناہوں کے انجام کا منظر	84
[illegible] کا منظر	84

marfat.com
Marfat.com

جہنم کا منظر ---------- 85
فریدا جو تیں مارن ٹکیاں ---------- 88
امیر اہلسنت کی زندہ مثال ---------- 91
امیر اہلسنت کا وصیت نامہ ---------- 91
فریدا جاں توں کھٹن ویل ---------- 92
تقویٰ ---------- 94
انسانی زندگی کے تین درجات ---------- 95
دیکھ فریدا جو تھیا ---------- 99
مشاہدۂ کائنات ---------- 100
موت کی تیاری ---------- 102
دیکھ فریدا جو تھیا شکر ہوئی وس ---------- 103
دنیا زہر قاتل ---------- 104
فریدا اکھیں دیکھ پتینیاں ---------- 107
دعوت غور و فکر، غلام کی مثال ---------- 109
موت کا بلاوا ---------- 111
فریدا کالیں جنہیں نہ راویا ---------- 112
مدینہ کہہ کر پکارنا ---------- 112
معجزہ ---------- 113
کرامات اولیاء حق ---------- 114
فریدا کالیں دھولیں صاحب سدا ہے ---------- 116
توبہ کا دروازہ ---------- 120
آپناں لایا پرم نہ لگے ای ---------- 121
عشق کی حقیقت ---------- 123
فریدا جن لوئین جگ موھیا ---------- 128
فریدا کو کیندیاں چانگیندیاں ---------- 130
شیطان ---------- 130
بنی آدم کیلئے خصوصی نصیحت ---------- 136
فریدا تھیو پواہی دبھ ---------- 137
اچھے دوست اچھی صحبت کا فائدہ ---------- 138
تواضع کی مثالیں ---------- 141
مساجد کی فضیلت و آداب ---------- 143
فریدا خاک نہ نندیے ---------- 147
عاجزی وانکساری ---------- 148
قرآن مجید کی ابتدا [ب] سے کی حکمتیں ---------- 148
تکبر کی مذمت ---------- 151
خاک کی فضیلت ---------- 152
فریدا جاں لوبھ تاں نہہ ---------- 153
محبت اور لالچ ---------- 154
معاشرتی بگاڑ ---------- 156
فریدا جنگل جنگل کیا بھویں ---------- 157
اللہ شہ رگ سے بھی قریب ---------- 158
فریدا اینیں نکی جنگھیں ---------- 159
جوانی اور بڑھاپے کا فرق ---------- 161
پانچ باتوں کو غنیمت جانیئے ---------- 161
فریدا راتیں وڈیاں ---------- 164
قیام اللیل و تہجد ---------- 165
فریدا جے میں ہوندا واریا ---------- 171
مہمان نوازی کی فضیلت ---------- 173
توکل ---------- 176
فریدا لوڑے داکھ بجوڑیاں ---------- 178
جیسا کرو گے ویسا بھرو گے ---------- 178
آخرت میں نیکوں کا استقبال ---------- 180
فریدا گلیئیں چکڑ، دور گھر ---------- 186
محبت کا ادنیٰ کرشمہ ---------- 191
بھجو سجو کمبلی ---------- 192
مرشد کریم کی حاضری ---------- 194
مرشد کی شان ---------- 194
[illegible] ---------- 196

marfat.com
Marfat.com

حقیقت دنیا	201	بڈھا ہویا شیخ فرید	279
فریدا شکر کھنڈ نوات	202	موت کی تیاری اور یاد	283
فضائل ذکر	206	بار پرائے بیسنا	285
فریدا روٹی میری کاٹھ کی	210	سوال کرنے کی ممانعت	286
کم رزق پر راضی ہونے کی فضیلت	212	کندھ کہاڑا، سر گھڑا	289
حساب اعمال کے متعلق عقائد اہلسنت	216	کام ایک نیتیں جدا جدا نیت	292
رکھی سکھی کھائے کے	217	فریدا! کناں آٹا اگلا	294
طعام زیادہ کھانے کے نقصان	219	پاس دمامے چھت سر	298
اج نہ ستی کنت سیوں	221	کوٹھے منڈپ ماڑیاں	301
انسان حق تعالیٰ کیلئے	223	دنیا فانی	302
سو ہرے ڈھوئی نہ لھی	227	قبر کی بکثرت یاد کرنے کی فضیلت	304
دنیا و آخرت متضاد	230	فریدا کنھو اگیاں	307
سوہورے پیئے کنت کی	233	روح	308
اللہ تعالیٰ کے متعلق عقائد اہلسنت	238	روح نکلنے کے منظر	310
ناتی دھوتی سنبھی	241	دوھیں دیوے بلندیاں	312
غسل میت	241	روح نکلنے کا منظر	314
جوبن جاندے نہ ڈراں	244	دیکھ کیا ہے جو تھیا	317
فریدا! چنت کھٹولا، وان دکھ	248	فریدا۔ کندھ مصلا صوف گل	319
حافظ مرید احمدؒ کی قبر سے خوشبو	252	منافقین	321
فیض ملت کی دو مثالیں	253	فریدا رتی رت نہ نکلے	326
برھا برھا آکھیئے	256	لفظ عشق اور علماء کرام اور اولیائے کرام	327
اللہ تعالیٰ کی محبت	257	ایہہ تن سکھورت ہے	339
فریدا! ایہہ وس گندلاں	260	بھے پے تن کھیں	341
دنیا کی مذمت	261	خوف خدا	342
فریدا! چار گوائیاں ہنڈھ کے	264	تیوں ہر کا بھو	345
قبر میں سوالات	267	فریدا سوای سرور ڈھونڈ لہہ	348
فریدا در دروازے جائے کے	273	مرشد کریم کی تلاش	349
گنہگاروں کے انجام کا منظر	274	فریدا تنڈھی کنت نہ راویو	353
گھڑے گھڑے ماریئے	278	[illegible]	354

marfat.com
Marfat.com

ساتھ چیزوں کا دائمی ثواب ----------	355
قبر کی پکار ----------	356
عذاب قبر کے اسباب ----------	357
عذاب قبر سے محفوظ رکھنے کے اسباب ----------	360
فریدا سر پلیا، داڑھی پلی ----------	360
جوانی سے بڑھاپا ----------	361
دنیا کی بے وفائی ----------	361
نیک بختی کی گیارہ علامات ----------	362
بدبختی کی علامات ----------	363
فریدا کوٹھے دھکن کیتڑا ----------	364
لہو ولعب ----------	367
کبوتر بازی، جانور لڑانا۔ تاش وشطرنج ----------	367
فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں ----------	371
عمارات پہ خرچ کرنے کی حقیقت ----------	373
صحابی کا عشق حبیب کبریا ----------	373
فریدا منڈپ مال نہ لاءِ ----------	374
نبی کریم ﷺ کی بے مثال بشریت مبارکہ ----------	376
فریدا جنہیں کمیں نہ گن ----------	378
کھیل کود کا سامان خریدنے کی مذمت ----------	379
لہو ولعب عقلمندوں کا کام نہیں ----------	381
دنیا کی حقیقت ----------	381
کھیل کود ----------	383
بسنت تہوار یا غضب کردگار نشہ ----------	383
فضول گفتگو ----------	387
خاموشی ----------	388
فریدا صاحب دی کر چاکری ----------	391
ہمت وحوصلہ کے چند مناظر ----------	393
تکلیف کے جواب میں تبلیغ ----------	395
فریدا کالے میںڈے کپڑے ----------	396
سیاہ عمامہ وچادر ----------	397
انبیاء معصوم ----------	399
تتی تو ءِ نہ پلوے ----------	400
اطاعت رسول ----------	402
قیامت کے دن کفار ----------	404
شفاعت کا منظر ----------	406
جاں کواری تاں چاؤ ----------	410
کلر کیری چھپڑی ----------	411
دنیا کی مذمت ----------	415
ہنس اُڈرے کودھرے پیا ----------	418
شان اولیاء اللہ ----------	418
قاضی شہر کی شرارتوں کا انجام ----------	419
چل چل گیاں پنکھیاں ----------	421
قیامت کا منظر ----------	422
فریدا اِٹ سرہانے، بھوئیں سَون ----------	424
موت (نظم) ----------	425
عذاب قبر کا ثبوت ----------	426
فیشن کرنے والو خبردار ----------	429
اللہ والوں کی شان ہی نرالی ----------	429
فریدا بھنی گھڑی سونوی ----------	430
موت کا تذکرہ ----------	431
غفلت چھوڑ دے ----------	432
فریدا بھنی گھڑی سونوی ٹٹی ناگر لج ----------	435
جہنمی دوبارہ دنیا کی خواہش کریں گے ----------	436
شہید کی انوکھی خواہش ----------	437
۱۹۶۵ء کی جنگ میں بزرگان دین کی شمولیت ----------	438
تصرفات اولیاء بعد وصال ----------	439
بے نماز کتیا ایہہ نہ بھلی ریت ----------	439
[illegible] متعلق [illegible] ----------	441

marfat.com

Marfat.com

نماز کی فضیلت ---------- 442
اٹھ فرید او ضو ساز ---------- 445
وضو کی فضیلت ---------- 447
با جماعت نماز فجر کی فضیلت ---------- 448
جو سر سائیں نہ نویں ---------- 449
کوتاہی کا نتیجہ ---------- 451
فریدا کتھے تینڈے ماپے آ ---------- 452
موت یاد کرنے کی فضیلت ---------- 452
موت کا منظر ---------- 453
عبرت کی جا ---------- 454
فریدا من میدان کر ---------- 457
تکبر کی مذمت ---------- 458
فریدا خالق خلق میں ---------- 461
کوک فریدا کوک توں ---------- 462
قبر میں مومن کی شان ---------- 464
دائمی ذکر حق ---------- 464
مرشد کریم سے تعلیم و تلقین ---------- 465
فریدا جیں وِنہہ نالا کپیا ---------- 467
انسان کی اقسام ---------- 468
خوف خدا کے واقعات ---------- 472
فریدا میں نوں مار کے منج کر ---------- 472
متکبر کی مذمت ---------- 474
تواضع اور عاجزی کے فضائل ---------- 475
مضرت نفس کی وجوہات ---------- 476
جین چلن رتن ---------- 478
فریدا برے دا بھلا کر ---------- 480
غصہ کی مذمت ---------- 483
فریدا پنکھ پروھنے ---------- 485
دنیا میں مثل مسافر ---------- 488
حضرت لقمان کی وصیت ---------- 489
فریدا رات کتھوری ونڈیئے ---------- 491
صلوٰۃ اللیل ---------- 492
نماز تہجد ---------- 493
صالحین کا طریقہ ---------- 494
فریدا میں جانیا دکھ مجھ کوں ---------- 496
جہاد کی فضیلت ---------- 497
دکھوں کا اظہار ---------- 497
صبر کا اجر ---------- 500
فریدا بھوم رنگاولی ---------- 502
سانپ ---------- 504
حقیقت دنیا ---------- 504
مرشد کریم کی نظر ---------- 506
باادب بانصیب ---------- 509
اللہ کے محبوبوں سے سچی عقیدت ---------- 509
غوث اعظم کے دھوبی کی بخشش ---------- 510
بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کرنے کا فائدہ ---------- 511
بزرگوں کی خدمت کے فوائد ---------- 512
ادب ---------- 513
بے ادب بے نصیب ---------- 514
فریدا عمر سہاوڑی ---------- 516
چن توں سوھنا انسان ---------- 518
کندھی وھنی نہ ڈھاہ ---------- 521
حساب کتاب کا منظر ---------- 523
فریدا دکھاں سیتی دِنہہ گیا ---------- 526
فرشتوں کی پکار ---------- 527
آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار ہے ---------- 528
لمی لمی ندی وہے ---------- 530
فریدا گلیں [illegible] ---------- 532

marfat.com
Marfat.com

اچھے دوست کی پہچان	532
اللہ والوں سے محبت	534
چہرے پر نور	536
فریدا ایہہ تن بھوکنا	537
نفس مطمئنہ	538
فریدا رب کھجوریں پکیاں	540
کھجور اور انگور	542
شہد کے فضائل	545
فریدا تن سکا پنجر تھیا	548
بابا فرید کے نام اور القاب	550
کا گا کرنگ ڈھونڈھولیا	551
محبت	552
اللہ و محبوبانِ حق سے محبت	553
کا گا سب تن کھائیو	556
کا گا نین نکاس دوں	556
مقام قرب	559
کا گا چونڈ نہ پنجرا	559
جسم میں دل	560
فریدا گور نمانی سڈ کرے	564
آخرت کی پہلی منزل	567
ذکر قبر و موت	569
اپنیں لوئنیں ویکھدیاں	570
دعوت غور و فکر	571
آپ سنواریں میں ملاں	575
اللہ تعالیٰ کی اطاعت	576
ذکر اللہ کی فضیلت	580
اللہ کا اعلان جنگ	581
کرامات	581
ساویکھ ترن دیاں	584
ادلے کا بدلہ	585
میں جانیا وڈ ہنس ہے	587
بدمذاہب کی دوستی	590
کیا ہنس کیا بگلا	592
قدرت کاملہ	593
توبہ	595
توبہ اور عبادت	598
کندھی اُتے رکھڑا	599
دنیا کی بے ثباتی	600
فریدا محل مسکن رہ گئے	601
روحوں کی آپس میں ملاقات	602
مردوں کے لیے دُعا	602
فریدا موتے دا بناں اینویں دسے	603
فریدا موتے دا بناں ایویں جیویں	604
عذاب دوزخ	605
اکناں نوں سبھ سوجھی	608
فریدا دریا وے کنے بگلا	609
کھیل کود	610
زلزلے اور سیلاب	611
باز پئے تس رب دے	611
ساڈھے ترے من دیہڑی	612
دنیا مومن کیلئے قید خانہ	613
ملک الموت جاں آوسی	616
ویکھو بندہ چلیا	617
فریدا ہوں بلہاری	618
بے ادبی کا انجام	620
نگاہ امیر اہلسنت کا فیضان	620
دعوت اسلامی کے شعبے	621
[illegible]	621

marfat.com
Marfat.com

اولیائے کرام کے مجاہدات ---------- 622
فریدا رُت پھری ون کنبیا ---------- 624
فریدا اپاڑ پٹولا دھج کری ---------- 625
اسوۂ حسنہ ---------- 626
کائے پٹولا پاڑتی کمبلوی پھرے ---------- 627
فریدا گرب جنہاں وڈیائیاں ---------- 629
تکبر کی مذمت ---------- 629
فریدا گربن نہ وڈیائیاں ---------- 632
مرشد کی ضرورت واہمیت ---------- 633
کامل مرشد کی پہچان ---------- 633
آدابِ مرشد ---------- 634
فریدا تنہاں کھڈ راوتے ---------- 637
نفس امارہ کے غلبے کی علامت ---------- 638
صورتوں کا مسخ ہونا ---------- 638
غافلین کے انجام کا منظر ---------- 639
فریدا پچھلی رات نہ جاگیوں ---------- 642
فریدا کنت رنگاولا ---------- 643
اللہ کی شان ---------- 644
فریدا دکھ سکھ اک کر ---------- 647
صبر کا اجر ---------- 648
فریدا دنی وجائی وجدی ---------- 649
شیطان کی ہمنوائی ---------- 649
جھگڑے سے بچنے کی فضیلت ---------- 649
فریدا دل رتا اس دنی سیوں ---------- 650
دنیا کا رنگ ---------- 651
پہلے پہرے پھلوا ---------- 651
صبح تک سوتے رہنے کی نحوست ---------- 652
تہجد کے وقت اٹھنے کے فضائل ---------- 652
داتیں صاحب سندیاں ---------- 653
ڈھونڈیندے سُہاگ کوں ---------- 654
اللہ بندے دے نال ---------- 655
صبر منجھ کمان اے ---------- 656
صبر اندر صابری ---------- 660
استقلال واستقامت ---------- 660
فیض ملت کا صبر واستقامت ---------- 661
سب سے زیادہ مصائب کن لوگوں پر آتے ہیں ---------- 661
صبر ایہہ سُواؤ ---------- 663
صبر دا اجر ---------- 664
فریدا درویشی گاکھڑی چوپڑی پریت ---------- 667
تن تپے تنور جیوں ---------- 668
مسلسل جدوجہد ---------- 668
تن نہ تپاءِ تنور جیوں ---------- 669
جسم انسانی کے حقوق کا لحاظ ---------- 670
مجاہدہ میں مشاہدہ ---------- 670
ہوں ڈھونڈیندی سجناں ---------- 671
پنکھی ہیکڑو، پھاہیوال پچاس ---------- 672
کون سوا کھر کون گن ---------- 677
فضیلت تلاوت ---------- 678
ذکر اللہ کی فضیلت ---------- 679
فضیلت صلوٰۃ وسلام ---------- 680
حیات حبیب کبریا ﷺ ---------- 681
نون اکھر کھون گن ---------- 685
عاجزی ---------- 685
مت ہوندی ہوئے ایانا ---------- 687
درویشوں کی تین صفات ---------- 688
اک پھکا نہ گالائیں ---------- 695
سبھناں من مانک ---------- 696
دل [illegible] ---------- 697

marfat.com
Marfat.com

دو گروہ مومن اور منافقین ---------- 698
مومن اور منافق کا فرق ---------- 701
رتے عشق خدائے ---------- 702
نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب ---------- 704
آپ لیئے لڑ لاءِ ---------- 706
مرشد کریم کادر ---------- 707
پروردگار اُپار ---------- 709
اللہ کی شان ---------- 709
اللہ کے مبارک نام ---------- 711
اللہ تعالیٰ کے متعلق عقائد ---------- 712
اچھی صحبت کے فوائد ---------- 714
بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا ---------- 715
تیری پناہ خدایا ---------- 720
دعا ---------- 721
اسم خدا ---------- 722
بولے شیخ فرید پیارے ---------- 725
اج ملاوا شیخ فرید ---------- 726
قبر ---------- 728
بے جانا مر جائیے ---------- 729
بولیئے سچ دھرم ---------- 730
سچ بولنے کی برکات ---------- 730
جھوٹ بولنا علامت نفاق ---------- 731
تقلید کی حقیقت ---------- 732
چھپل لنگھیندے پار ---------- 733
شیخ حیاتی جگ ---------- 734
کتک کونجاں چیت ڈونہہ ---------- 736
چلے چلن ہار ---------- 738
زمیں پچھے آسمان فریدا ---------- 739
تپ تپ لوہ ---------- 740
روح کی بے چینی ---------- 740
موت ایک پل ---------- 741
روح کا اصل وطن ---------- 741
تیں شوہ من مانہہ ---------- 741
اللہ تعالیٰ کی شان ---------- 743
تیں صاحب کی میں سار نہ جانی ---------- 745
کالی کوئل تو کِت ---------- 746
حضرت موسیٰ کے مزار سے آواز ---------- 748
پر ہے بے ہوں کتھ سکھ پائے ---------- 748
وِدھن کھوہی مندھ اکیلی ---------- 750
ضرورت مرشد ---------- 751
کر کر پار بھے ---------- 751
واٹ ہماری کھری اڈینی ---------- 754
درویشی پل صراط ---------- 755
اس اوپر ہے مارگ میرا ---------- 755
بیڑا بندھ نہ سکیوں ---------- 756
ہتھ نہ لا کسمڑے ---------- 757
اک اپنی پت لے، شوہ کیرے بولا ---------- 762
محبوبان حق کا مردے زندہ کرنا ---------- 763
کہے فرید سہیلیو ---------- 764
اٹھ فرید اسئیا ---------- 766
تعمیر مسجد ---------- 766
مسجد کی صفائی اور آداب ---------- 768
احکام فقیہ ---------- 770
اج کہ کل کہ چونہہ دیہیں ---------- 773
اچا کرنہ سد فریدا ---------- 777
اساں تساڈی سجنو ---------- 780
آپہر ادھنی منجاہ ---------- 781
[illegible] ---------- 781

marfat.com
Marfat.com

فریدااک وہا جیں لون ------- 783
لعنت کرنے کا وبال ------- 784
زمانے کو گالی دینے کی مذمت ------- 784
افضل اسلام ------- 784
فریداا کے تاں سکن ------- 786
اکے تاں لوڑ ------- 786
آ ودلدھو ساتھڑو ------- 788
فریداایہہ جو جنگل رکھڑے ------- 790
بڈھا تھیا شیخ فرید ------- 791
فریدا جس تن برہا اُپجے ------- 792
طے کا روزہ ------- 793
چلہ معکوس ------- 794
پریتم تم مت جانیا ------- 796
فریدا پری وسارن ------- 797
فریدا پیریں بیڑا ٹھیلھ کے ------- 799
پیریں کنڈھے پندھڑا ------- 800
تکل کاسہ کاٹھ دا ------- 801
انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہنا طریقہ کفار ------- 802
فریدا تن رھیا میں بھٹیا ------- 806
تن سمند، منسا لہر اُرتارُو ------- 807
فریدا توں توں کریندے جو موئے ------- 808
حیات الانبیاء ------- 809
فریدا ایہہ مسجدیں ابو تھیاں ------- 811
سائیں سندے نادکھے ------- 812
مُٹھی مارن گا کھڑی ------- 813
ٹوپی لینڈے باورے ------- 813
ریا کاری ------- 815
عمامہ کے فضائل ------- 815
شب بیداری ------- 818
فریدا جاگنا ای تاں جاگ ------- 819
فریدا ------- 820
فریدجتی خوشیاں کیتیاں ------- 821
ناحق قتل کا انجام ------- 821
قتل میں مدد دینے والے کی سزا ------- 822
فریدا جاں جاں جیویں دنی تے ------- 823
حلال وحرام روزی ------- 824
جسا سے راتیں وڈیاں ------- 825
جاں موں لگا نینہہ ------- 826
فریدا جنگل ڈھونڈھیں سنگھنا ------- 827
فریدا جیں در لگے نینہہ ------- 828
فریدا جے توں دل درویش ------- 829
عقیدہ کا مطلب ------- 829
فریدا جے توں ونجیں حج ------- 831
فضائل حج ------- 831
جے جے جیویں دنی تے ------- 837
فضائل صدقات وخیرات ------- 837
چوڑیلی سیوں رتیا ------- 839
فریدا داڑھیاں لکھو تن ------- 841
فریدا در بھیڑا گھر سنگوا ------- 844
فریدا در سائیاں کانیاں ------- 845
فریدا دردنہ ونجم ------- 846
فریدا دل اندر دریاؤ ------- 846
فریدا دامہ وجیا موت دا ------- 847
کوٹ ڈھٹھا گھر لٹیا ------- 848
رونے پیٹنے کی مذمت ------- 849
فریدا دنی دے لالچ لگیاں ------- 851
فریدا سکا سک سکندیاں ------- 852
فریدا ایہہ جرجر ------- 853
[illegible] ------- 854

marfat.com
Marfat.com

نزولِ مصیبت کی حکمتیں ---------- 854
مصائب وآلام سبب انعام ---------- 855
بڑھاپا انعام ربانی ---------- 857
فریدا سو در سچا ---------- 858
ہجرت ---------- 858
فریدا سے داڑھیاں کوڑیاں ---------- 863
مذہبی بہروپے ---------- 864
فریدا ایسا ہوئے رہو ---------- 866
صبر کی فضیلت ---------- 866
فریدا ایسا ہو رہو جیسے ککھ مسیت ---------- 868
سائیں سیویاں گھل گئی ---------- 870
فریدا پاؤں پسار کے ---------- 870
فریدا راتیں چار پہر ---------- 870
فریدا راتیں سویں کھٹ ---------- 871
متوکلین کی صفت ---------- 872
یادِ حق سے غفلت کا نتیجہ ---------- 873
فریدا ستیاں نیند ---------- 875
فریدا کھیتی اجڑی ---------- 875
فریدا اجڑی کھیتی گروی ---------- 878
فریدا کڈیں آہ ہکوا ---------- 879
ہمت مرداں مدد خدا ---------- 880
فریدا کدے آہوں ہیکڑا ---------- 881
فرید چلے پردیس کو ---------- 882
شیخ کامل کی صحبت ---------- 884
اللہ والوں کی تلاش ---------- 884
واقعہ موسیٰ علیہ السلام خضر کی تلاش کیلئے ---------- 889
خواجہ اویس قرنیؓ ---------- 890
قاعدہ صوفیانہ ---------- 892
بے پیر شیطان کا چیلہ ---------- 892
فرید کرن حکومت دنی دی ---------- 893
کناں دنداں اکھیاں ---------- 894
کنت نیناں تن گارڑی ---------- 895
فریدا کو کینڈر اتاں کوک ---------- 896
دعا ---------- 897
ناپاک بدن کی مذمت ---------- 902
فریدا کیا لڑچے ---------- 903
فریدا لہریں سائر کھینہدیاں ---------- 904
فریدا ما نک مول اتھاہ ---------- 905
فریدا ماں جے مینڈی کملی ---------- 908
مناں مُن مُنایا ---------- 913
فریدا منج مکہ منجھ ماڑیاں ---------- 914
وحدت الوجود وحدت شہود ---------- 916
موی نتھا موت تھیں ---------- 920
فریدا موں تن اوگن ایترے ---------- 943
فریدا میں تن اوگن ایترے ---------- 944
وچھوڑا بریار ---------- 945
سیج وچھارن پاہرو ---------- 945
فریدا وڈی ایہہ بہادری ---------- 946
بری صحبت کا اثر ---------- 947
فریدا ہاتھی سوہن انباریاں ---------- 948
فریدا اُتھاں ٹکیئے ---------- 949
زندگی دا وساہ نہیں ---------- 950
ہتھوں دوں ہتھوے ---------- 952
تعاون کی اقسام ---------- 952
فریدا جنہیں دا صبر کمان ---------- 954
فریدا (بندے رب دے) ---------- 955
فریدا ہے جیا گھڑی ---------- 956
فریدا میں نوں منج کر ---------- 957
پچھے آسمان فریدا ---------- 958
فریدا اٹریا اٹریا جا ---------- 960
اختتامیہ ---------- 960

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ
وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے)

(ترجمہ سورۂ فاتحہ شریف)

ابتدا ہر کام کی کرتے ہیں بسم اللہ سے ــــ خیر کے طالب ہیں رحمان و رحیم اللہ سے
حمد زیبا ہے خدا کو ہے وہ رب العالمین ــــ اور کوئی برتر نہیں عالم میں اس ذی جاہ سے
ہے وہ رحمٰن و رحیم اور مالک روزِ جزا ــــ پاس ہے امرونہی کا ڈرتے ہیں اللہ سے
ہے وہی معبود کرتے ہیں اسی کی بندگی ــــ طالب امداد بھی ہیں ہم اسی اللہ سے
ہے دعا اس سے دکھائے وہ صراط مستقیم ــــ راہ ایسی نعمتیں حق کی ہوئیں جس راہ سے

جس طریقے سے ہوئیں اقوام مقہورِ خدا
دے پناہ اس راہ سے اور جادۂ گمراہ سے

(کلیات سخن ڈبائیوی ۲۱۳۔ تجلیات۔ از حضرت صوفی محمد ظفر شاہ رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف)

marfat.com
Marfat.com

حمد

(از صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ)

سب کا پیدا کرنے والا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
سب سے افضل سب سے اعلیٰ میرا مولیٰ میرا مولیٰ

سب کو وہ ہی دے ہے روزی، نعمت اس کی دولت اس کی
رازق داتا پالن ہارا، میرا مولیٰ میرا مولیٰ

ہم سب اس کے عاجز بندے، وہ ہی پالے وہ ہی مارے
خوبی والا سب سے نیارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

اوّل آخر غائب حاضر اس کو روشن اس پر ظاہر
عالم دانا واقفِ کل کا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

عزت والا، حکمت والا، نعمت والا، رحمت والا
میرا پیارا، میرا آقا، میرا مولیٰ میرا مولیٰ

(نعتیہ کلام ریاض نعیم ص ۳)

marfat.com
Marfat.com

نعت شریف

(از حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ)

کل نبیاں دا سرتاج محمد (ﷺ) بحر عرف امواج محمد (ﷺ)
قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی شرف شب معراج محمد (ﷺ)
امت تیری کیوں غم کھاوے جنیدی تیکوں لاج محمد (ﷺ)
سچل کوں غم کوئی نا ہیں کیتا لا یحتاج محمد (ﷺ)

(کلام سچل سرمست ص ۱۰)

سلام میرا

شاہِ رسل سے کہنا قاصد سلام میرا قدموں پہ سر رکھ کر دینا پیام میرا
غم ہو نہ فکر کوئی ، ہوں ختم کل مشاغل حق حق ہو، یا محمد تکیہ کلام میرا
پیش نظر رہوں میں ، ہر وقت ہو حضوری تاب نظر بڑھائے ذوقِ دوام میرا
نیچی نہ ہوں نگاہیں ، ہم مشربوں کے آگے ہو اک نظر اِدھر بھی چھلکے نہ جام میرا
دنیا کا غم نہیں ہے ، محشر میں شرم رکھنا اتنا ہی آپ کہہ دیں ہے یہ غلام میرا
دو گز زمین عطا ہو ، قدموں میں اپنے آقا زُمرے میں خادموں کے لکھ جائے نام میرا
اور نہ آرزو ، نہ ارماں ہے ، ایک ہی تمنا دیں خود جواب آقا ، لے لیں سلام میرا

پُر ذوق ہو سخن پہ قائم ہے نظم جب تک
مقبولیت کا درجہ پائے کلام میرا !

(جذبات سخن ڈبائیوی صوفی محمد ظفر شاہ ص ۱۴ کلیات سخن . بائیوی صوفی محمد ظفر شاہ رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف)

marfat.com
Marfat.com

منقبت خلفائے راشدین

(از: پیر سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

چاروں ای یار سول اللہ دے چار گوہر سب اک تھیں اک چڑھندڑے نی
ابوبکر تے عمر عثمان علی آپو اپنے گنیں سوہندڑے نی

جہاں صدق یقین تحقیق کیتا راہ رب دے سلیس و کندڑے نی
ذوق چھڈ کے جہاننے زہد کیتا واہ واہ اوہ رب دے بندڑے نی

صوبے چار نی شرع محمدی دے ملک دین اندر نبی اندڑے نی
پائی فتح کر کے جنگ کافراں تے کیتے تم کفار دے دھندڑے نی

نگہبان ہوئے سرا متاندے جھولن نبی کریمؐ دے جھنڈڑے نی
بازو قلم بندر سول دے ڈلک مارن سچے چار موتی لڑی گندڑے نی

جہاں فرق انہانو چہ کجھ جاتا اوہ دھروں حضور دے کندڑے نی
وارث شاہ مدد چار یار دی جی ربا رکھیں فعل جو مندڑے نی

(اصلی تے مکمل ہیر وارث شاہ کلاں پیراں دتہ والی ص ۵۹)

محفل غوث اعظم دی

(الحاج عبد الستار نیازی رحمۃ اللہ علیہ)

ایہہ محفل غوث الاعظم دی اتھے غوث پیا دیاں باتاں نے
ہو رہیاں ساری محفل تے اج نور دیاں برساتاں نے

محفل نوں سجا کے بیٹھے نے میراں دے سارے دیوانے
میراں دی نذر گزارن لئی ہنجواں دیاں کول سوغاتاں نے

غوثاں دا غوث ہے غوث جلی جیہدے سدے تے جھک دے قطب ولی
پنجتن دے باغ دی ہے اوہ کلی میراں دیاں اچیاں ذاتاں نے

سب ڈبیاں بیڑیاں تر جاون، ذرے وی بن دے زر جاون
سب خالی کاسے بھر جاون، جدوں پیندیاں اُسدیاں جھاتاں نے

اوہدی یاد دے دیوے دے اندر پوندا ز ہو تیل عقیدت دا
پھر ویکھیں ھندیاں نال تیرے کیویں غوث دیاں ملاقاتاں نے

ہے عاجز قلم نیازی دا، میراں غوث دیاں تعریفاں توں
میرے ذہن خیال ساتوں اُچیاں میراں دیاں صفت صفاتاں نے

(نوائے نیازی ص ۶۴ کلیات نیازی)

marfat.com
Marfat.com

مدحت سلطان الہند غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

(از محمد اعظم چشتی)

مظہر کبریا غریب نواز — بحر جود وسخا غریب نواز
واقفِ سرِ ظاہر و باطن — گنج حلم وحیا غریب نواز
عالمِ راز ہر خفی و جلی — کانِ مہر و وفا غریب نواز
دردو عالم مزین از ذاتت — مسندِ چشتیا غریب نواز
رُوسیا ہے کہ ہر رات آمد — پاک شد از خطا غریب نواز
خاکِ پائے سگانِ کوچۂ تو — سُرمۂ چشمِ ما غریب نواز
نیست آسان کہ وصف تو گوید
اعظم بے نوا غریب نواز

(کلیات اعظم۔غذائے روح ص:۶۳)

مدح حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

(از وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

مودود دا لاڈلا پیر چشتی شکر گنج مسعود بھر پور ہے جی — بابا قطب اندے وچہ ہے پیر کامل جنیدی عاجزی زہد منظور ہے جی
خاندان وچہ چشت دے قابلیت شہر فقر دا پٹن معمور ہے جی — شکر گنج نے آن مکان کیتا دکھ درد پنجاب دا دُور ہے جی
گنج کھول کے دولتاں ونڈیاں نے فیض آپ دا فیض گنجور ہے جی — نال اک نگاہ دے خاداماں نوں ہویا ترت بقا حضور ہے جی
زُہد الانبیاء نام دھرایا سو آپ صابری وچہ صبور ہے جی — وارث شاہ فرید الدین اُتے رحم رب دا فضل وفور ہے جی

(اصلی تے مکمل ہیر وارث شاہ کلاں پیراں دتہ والی ص:۶۰)

marfat.com
Marfat.com

ہدیہ تشکر

الفقیر القادری۔ محمد احمد اویسی، محمد فیض احمد اویسی اور محمد احمد رضا اویسی کا بے حد مشکور ہے کہ ان کے تعاون سے فقیر ابو احمد اویسی کو پرسکون ماحول اور فرصت کے لمحات میسر آئے۔

علاوہ ازیں اللہ دتہ (اے ڈی صاحب) 11/KB، استاذ محترم جناب منیر احمد بودلہ صاحب جناب شاہ بہرام وٹو صاحب (کلیانہ) جناب اصغر علی پنوار صاحب محمد شعبان فریدی (پرانا تھانہ پاکپتن شریف) جناب شفقت وسیم (کلیانہ) جناب کلیم اللہ صاحب جناب پیر غلام قادر چشتی، جناب غلام نبی صاحب (قبولہ شریف) جناب اقرار حسین عامر صاحب (11/KB پاکپتن)، صوبیدار محمد عبداللہ، ماسٹر ممتاز حسین (ماڑی ہزارہ) کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے خصوصی تعاون اور حوصلہ افزائی فرمائی، سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ دوست حوصلہ افزائی نہ کرتے تو ہو سکتا ہے کہ فقیر ہمت ہار بیٹھتا اور یہ چند الفاظ کا گلدستہ پیش کرنے سے قاصر رہتا۔

فقیر ابو احمد درج ذیل علمائے کرام کا بھی نہایت مشکور ہے کہ علمی مسائل کے حل میں خصوصی تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔

1- مفسر قرآن حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور۔
2- مفسر قرآن حضرت علامہ محمد فیض احمد درانی مدظلہ العالی لیاقت پور۔
3- حضرت علامہ اللہ دتہ نوری مدظلہ العالی سابق خطیب دربار بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف۔
4- استاذ العلماء حضرت علامہ ابوالطیب علی محمد اویسی مدظلہ العالی خطیب ہوتہ (پاکپتن شریف)۔
5- محقق دوراں حضرت علامہ عبدالمجید اویسی مدظلہ العالی لیاقت پور۔
6- حضرت علامہ مشتاق احمد اشرفی قادری پرانا تھانہ (پاکپتن شریف)۔
7- حضرت علامہ ابو احمد بشیر احمد فاروقی امیر جماعت اہلسنت پرانا تھانہ پاک پتن شریف۔
8- حضرت علامہ پیر حافظ محمد ارشد چشتی، اڈہ کرمانوالہ (پاکپتن شریف)

marfat.com
Marfat.com

انتساب

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کی تمام اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام خصوصاً مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین کریمین کے نام بصد ادب واحترام نذر عقیدت۔ علاوہ ازیں امام الاولیاء حضرت محبوب سبحانی غوث الصمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نام، حضرت فیض ملت ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کے نام کہ جن کے فیضان نظر سے الفقیر القادری چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ پیش کر سکا اور امیر اہلسنت حضرت ابوالبلال محمد الیاس عطاری قادری کے نام کہ جن کی سعی سے الحمدللہ پوری دنیا میں دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

؎ گر قبول اُفتد زہے عزوشرف

فیضانِ انبیاء واولیاء کا طلبگار

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی

مدرسہ فیض اویسیہ 11/KB ڈاکخانہ کلیانہ (پاکپتن شریف)

marfat.com
Marfat.com

تقریظ سعید

محقق ابن محقق حضرت علامہ مولانا شفقت رسول سیالوی خطیب اعظم کلیانہ (پاک پتن شریف)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الحمدللّٰہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سیدالانبیاء و المرسلین و علی اٰلہ و اصحابہ اجمعین امابعد۔

اولیائے کاملین اور علمائے ربانیین کا فیضان ہے کہ پوری دنیا میں اسلام پھیلا ہوا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو پنجابی کا پہلا شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ آپ کا کلام سمجھنا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں۔

الحمدللہ یہ معلوم کر کے بیحد خوشی ہوئی کہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی شرح اردو زبان میں حضرت علامہ ابواحمد غلام حسن اویسی قادری (چک نمبر 11/KB تحصیل وضلع پاکپتن شریف) نے لکھی ہے۔ اس شرح کا مسودہ چند مقامات سے پڑھا ہے۔ بابا صاحب کے کلام کی اتنی ضخیم اور بہترین شرح آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔

مؤلف کا انداز تحریر بہترین، آسان اور عام فہم ہے۔ اشعار کے تقریباً ہر لفظ کا معنی مطلب بہترین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اکثر اعراب بھی لگا دیئے گئے ہیں تاکہ اشعار کو پڑھنے میں بھی آسانی رہے۔ شرح کو قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، بزرگان دین کے ملفوظات، حکایات اور اشعار سے مزین کیا گیا ہے۔ خصوصاً موئیٰ نٹھا موت تھیں والے شعر پہ خوب محنت کی گئی ہے۔

فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ مؤلف کی سعی قبول فرمائے۔ ان کے علم وعمل اور زور قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ مؤلف، معاونین اور ناشر کے لیے ذریعہ نجات بنائے آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ۔

فقط

طالب دُعا

ابواُسامہ شفقت رسول سیالوی

کلیانہ پاکپتن شریف

marfat.com
Marfat.com

تقریظ سعید

حضرت علامہ مولانا محمد یار شاہ مدظلہ العالی خطیب اعظم جامع مسجد دربار حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (پاک پتن شریف)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الحمد للّٰہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علٰی سید الانبیاء و المرسلین امابعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ صالحین کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ایسی گھڑیاں ہر مومن کو عطا فرمائے۔ ابواحمد غلام حسن اویسی قادری نے اپنے مرشد کریم حضرت علامہ فیض ملت ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی سے اجازت خصوصی اور دعائیں لے کر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان کے کلام کی شرح لکھنی شروع کی اور خوب لکھی ہے۔ واضح کر دکھایا کہ اولیائے کرام کا کلام قرآن و احادیث میں بیان کردہ حقائق کا خلاصہ ہوتا ہے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی شرح بنام فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید چند مقامات سے پڑھی ہے۔

ابواحمد اویسی صاحب نے اس شرح میں ایسے اشعار کی شرح پہ خصوصی توجہ فرمائی ہے جن میں شانِ اولیاء و شانِ انبیاء کا بیان تھا یا کسی طرح بزرگانِ دین کی شان اقدس پہ انگشت نمائی کی جاسکتی تھی خصوصاً موی نتھا موت تھیں والے شعر کو پڑھ کر عام قاری کے ذہن میں جو خدشات پیدا ہو سکتے تھے انہیں دور کرنے کی بہترین کوشش کی اور اس شعر کی شرح بہترین انداز میں تحریر فرمائی اللہ کرے زورِ بیان اور زیادہ۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی سعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور اہل اسلام کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ کتاب مؤلف، ناشر اور معاونین اور قارئین کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔

طالب دعا

محمد یار شاہ

خطیب جامع مسجد دربار حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com
Marfat.com

تقریظ سعید

شیخ القرآن والتفسیر محقق ابن محقق حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی، جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور (پاکستان)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیک یا سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین o

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ وہ نابغہء روزگار شخصیت ہیں جن کی عظمتوں کا ایک زمانہ معترف ہے۔ صدیاں بیت جانے کے باوجود آپ کے نام کی عظمت کا علم چار دانگ عالم میں لہلہا رہا ہے یقیناً رہتی دنیا تک عالم طریقت کے سپوتوں میں ان کے نام کا چراغ روشن رہے گا۔ کیونکہ خالق کائنات کا وعدہ ہے" فاذکرونی اذکرکم "ان کے بہشتی دروازے پر محرم شریف میں ایک جم غفیر جمع ہوتا ہے میرے حضور قبلہ سیدی ومرشدی مفسر اعظم پاکستان قبلہ والد گرامی دامت فیوضاتھم نے بابا فرید کا بہشتی دروازہ رسالہ میں خوب دلائل دیئے ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے یہاں حضرت بابا فرید کی شاعری پر بات کرنا ہے آپ کے کلام میں سوز وگداز اور کیف ومستی کا ایک سمندر موجزن ہے اُن کے کلام کو ایک بالغ نظر قاری پڑھ کر فکر کی گہرائیوں میں چلا جاتا ہے۔ ایسی فکرانگیزی ہے کہ ایک ایک لفظ اسرار ورموز سے بھرا ہوا ہے۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاعرانہ قد وقامت کی رفعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سکھوں نے اپنی مذہبی مقدس کتاب میں ان کے کلام کو شامل کیا ہوا ہے۔ فقیر ۱۴۲۴ھ نارووال دورہ تفسیر کے لیے جامعہ اویسیہ کنزالایمان میں حاضر ہوا تو حضرت علامہ تبسم بشیر اویسی کی رفاقت میں سکھوں کے ایک بہت بڑے گردوارہ میں سیاحت کے لیے جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں کے ذمہ دار سردار جی سے مذہبی حوالے سے بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا تو انہوں نے ایک کمرۂ خاص دکھایا جہاں ان کی مقدس کتاب پڑھی جارہی تھی یہ سن کر فقیر کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس میں بابا فرید کے اشعار پڑھے جارہے تھے۔ واپسی پر علامہ محمد ارشد خامر القادری کے ذریعے بابا صاحب کے کلام پر تحقیقی مواد پڑھنے کو ملا تو پتہ چلا کہ ان کے بکھرے ہوئے کلام کو یکجا کرنے والے خود بابا گرونانک ہی تھے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جو لوگ آپ کے کلام پر اعتراض کرتے ہیں انہیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ صرف اللہ عزوجل کا کلام ہی ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لی ہے ورنہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے کلام تک میں بھی تغیر وتبدل ہوتا رہا اسی طرح بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں بھی یقیناً ترمیم وتنسیخ کی گئی ہوگی۔

بعض اشعار تو عوام الناس کی [illegible] طرح نہیں ہو پاتی۔ اس لیے حضور

marfat.com
Marfat.com

باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی تشریح وتوضیح کی مزید ضرورت تھی اہل علم حضرات اس پر صدیوں سے کام کررہے ہیں۔میرے برادرِطریقت حضرت علامہ مولانا ابواحمد غلام حسن اویسی قادری نے قبل ازیں (حیات الفرید) لکھ کر قبلہ باباصاحب کی سوانح حیات اوران کی خدمات وکرامات کو جمع کر کے ایک قابل تحسین کام کیا ہے جوکہ ارباب علم ودانش کے لیے ایک روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے اب انہوں نے سینکڑوں صفحات پر مشتمل کلامِ بابافرید پر ایک ضخیم شرح لکھی ہے جو قابل داد بھی ہے اور قابل فخر بھی۔یوں تو شرح لکھنے والے شروحات لکھ رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے لیکن ایک عالم دین جن کے شب وروز پڑھنے پڑھانے میں گزررہے ہوں ان کی لکھی ہوئی شرح کو اور زاویہء نگاہ سے دیکھا جائے گا۔موصوف نے باباصاحب کے کلام کو ہرطرح سے دیکھا، جانچا اور پرکھا ہے اور پھر اس پر لکھا ہے بالخصوص شریعت مطہرہ کی رو سے جو بحث کی ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے۔فقیر شارح اور ناشرین کے حق میں دعائے خیر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس عظیم کاوش کو باریابی نصیب فرمائے اور دارین میں فلاح کا باعث بنائے۔

آمین بحرمت سیدالمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

فقط

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

محمد فیاض احمد اویسی

دارالعلوم اویسیہ رضویہ

۱۹شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

۳ستمبر ۲۰۰۷ء بہاولپور (پاکستان)

marfat.com
Marfat.com

مقدمہ

الحمدللہ حیات الفرید کتاب چھپی، دوست احباب خوش بھی ہوئے چند دوستوں نے بھرپور انداز سے حکم فرمایا کہ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی شرح کی ضرورت ہے اور شرح بھی ایسی ہو کہ جس میں آپ کی تعلیمات کو اس طرح بیان کیا جائے گویا کہ ایک عام آدمی پہ بھی واضح ہو جائے کہ اولیاء اللہ قرآن وسنت سے دور رہ کر ولایت حاصل نہیں کرتے بلکہ قرآن وسنت پہ عمل پیرا ہونے اور دین حق کی تبلیغ میں سعی کرنے سے حق تعالیٰ انہیں ولایت کاملہ سے نوازتا ہے کیونکہ بعض بھنگیوں اور چرسیوں نے محض شریعت مطہرہ کے خلاف زندگی گزارنے کو ولایت قرار دیا ہے ایک عام آدمی بھی سمجھ سکے کہ واقعی جیسے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام قرآن وسنت کے خلاف نہیں بلکہ قرآن وسنت ہی سے حاصل کردہ خیالات کو شعروں کے سانچے میں میں ڈھال کر پیش کیا ہے ایسے ہی اکثر بزرگوں کے کلام کا حال ہے اگر کسی بزرگ کے کلام میں جو چونکہ چنانچہ کا سلسلہ قیل وقال چلتا ہے وہ بھی اس کلام کو نا سمجھنے کی بنا پر ہوتا ہے۔

بہر حال خصوصاً محمد ارشد عطاری قادری مدظلہ العالی نے تو خوب اور بار بار تاکید کی کہ بابا صاحب کا کلام عام پڑھنا اور سمجھنا مشکل ہے مہربانی فرما کر اس کی شرح کر دیں تا کہ کلام پڑھنا بھی آسان ہو جائے اور سمجھنا بھی۔ اللہ کے سہارے حامی بھر لی اور کام شروع کر دیا اس سلسلہ میں کتب کی فراہمی والا مسئلہ جناب محمد ارشد قادری عطاری خادم مکتبہ بابا فرید پاکپتن شریف اور صفدر علی صاحب مالک مکتبہ نظامیہ پاکپتن شریف نے کچھ نہ کچھ حل کر دیا۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پہ مبنی جتنے بھی مجموعے میسر ہو سکے اکٹھے کیئے۔ لغت کے سلسلے میں معارف فرید یہ از ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، پنجابی لغت، فیروز اللغات، تنویر اللغات، نور اللغات، جامع اللغات، جامع نسیم اللغات، جدید لغات فارسی اور تفسیر نعیمی وغیرہ پہ اعتماد کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سہارے کام شروع کر دیا بڑے بڑے مسائل نے راستہ روکنے کی سعی کی مگر بحمدہ تعالیٰ حضرت بابا فریدالدین الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جیسے سخی بزرگ کی روحانیت نے خصوصاً مدد فرمائی۔ الفقیر ابو احمد اویسی نے اس شرح لکھنے کے دوران کئی مقامات پر حدیث نبوی کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ کا مشاہدہ متعدد مواقع پہ کیا۔ الحمدللہ۔ خالق کائنات نے توفیق عطا فرمائی کہ یہ شرح مکمل کر سکا اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے اور ہم سب کو بزرگانِ دین کے اقوال [illegible] پڑھنے اور سمجھنے اور ان [illegible] کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

marfat.com
Marfat.com

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اپنی نیک دعاؤں میں فقیر ابو احمد اویسی، فقیر کے والدین اساتذہ، عزیز واقارب، معاونین، اور اس شرح سے فائدہ اٹھانے والوں اور جملہ مؤمنین ومؤمنات کے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا و آخرت میں اپنے خصوصی انعامات سے نوازے آمین ثم آمین، بحرمت سید المرسلین۔

طالب دعا

الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی

مدرسہ فیض اویسیہ چک نمبر 11 / کے بی

ڈاکخانہ کلیانہ (پاکپتن شریف)

marfat.com
Marfat.com

حیات الفرید

﴿ الحمد لله رب العالمین و الصلوٰة و السلام علی سیدنا الانبیاء و المرسلین اما بعد ﴾

جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کی شان میں رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ o ﴾ (پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۶۲)

حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

﴿ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة ﴾

یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

(قبر کھل گئی ص ۲ بحوالہ حلیۃ الاولیاء)

اس لیے الفقیر ابواحمد اویسی نے فیضانِ الفرید شرح دیوانِ بابا فرید پہ کام شروع کیا اللہ تعالیٰ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جناب محمد ارشد عطاری قادری مدظلہ العالی نے حکم فرمایا کہ اس کے ساتھ ساتھ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ پہ بھی خلاصہ کی شکل میں مضمون شامل کیا جائے۔ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تذکرہ مبارک ملاحظہ فرمائیے تفصیلات کے لیے ہماری تالیف کردہ تصنیف لطیف حیات الفرید کا مطالعہ کیجئے حیات الفرید ایک نہایت مفید کتاب ہے۔ اس میں (1) بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ کا تذکرہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کریم سے لے کر نبی کریم صلی اللہ وسلم تک بڑے بہترین انداز میں بیان کیا گیا۔ (2) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول[1] پہ بہترین مضمون ہے کم از کم تیس حوالہ جات ہیں۔ (3) حیات الفرید میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے گنج شکر ہونے کے متعلق متعدد روایات بیان کی گئی ہیں۔ (4) بابا صاحب کی کرامات، آپ کے ملفوظات اور تقریباً ساٹھ شلوک معہ ترجمہ پیش کیئے گئے ہیں۔ (5) عام کتب سے ہٹ کر اس کتاب

---

[1] مزید حوالہ جات کے لیے الفقیر القادری ابواحمد اویسی کی زیر ترتیب تصنیف میلادِ حبیب کبریاؐ اور ۱۲ ربیع الاول ولادت حبیب کبریاؐ میں ملاحظہ فرمایئے۔

marfat.com
Marfat.com

میں اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید نعرہ چشتیہ کے متعلق ایک بہترین مضمون چھ صفحات پہ مبنی درج کیا گیا۔ انشاء اللہ اس تصنیف کی بے شمار خوبیاں پڑھنے سے معلوم ہوں گی۔

سلسلہ نسب:

قطب الکاملین حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرخ شاہ کابلی کے خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔

(1) قطب الکاملین حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ۔ (2) بن شیخ سلیمان۔ (3) بن شیخ شعیب۔ (4) بن شیخ محمد احمد۔ (5) بن شیخ یوسف۔ (6) بن شیخ شہاب الدین المعروف فرخ شاہ کابلی (7) بن شیخ نصیر فخرالدین محمود۔ (8) بن شیخ سلیمان۔ (9) بن شیخ مسعود۔ (10) بن شیخ عبداللہ واعظ الاصغر۔ (11) بن واعظ الاکبر ابوالفتح۔ (12) بن شیخ اسحاق۔ (13) بن شیخ ابراہیم۔ (14) ابن شیخ ادھم۔ (15) ابن شیخ سلیمان۔ (16) ابن شیخ منصور۔ (17) بن شیخ ناصر۔ (18) بن شیخ عبداللہ۔ (19) بن امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب

آباؤ اجداد کی برصغیر میں آمد مبارکہ:

آپ فرخ شاہ بادشاہ کابل کے خاندان سے تھے اس زمانہ میں سلطنت فرخ شاہ کے ہاتھ مبارک میں تھی کابل کی سلطنت سے پہلے تھی جب حوادثات روزگار سے خلل پذیر ہوئے۔ شاہ غزنی کے قبضہ میں آئے فرخ شاہ کی اولاد بھی دیار کابل میں اپنے املاک اور اسباب میں مشغول رہی یہاں تک کہ چنگیز خاں نے خروج کیا اور ملک ایران کو تہ تیغ لایا اور خوب لوٹ مچائی پھر غزنی کو خراب کیا۔ آپ کے جد امجد شیخ الشیوخ عالم حضرت قاضی شعیب رحمۃ اللہ علیہ تین صاحبزادوں کے ہمراہ اور مال و اسباب لے کر لاہور پہنچے۔ (حیات الفرید ص ۸۸)

پھر قاضی شعیب رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان نقل مکانی کرتے ہوئے لاہور سے قصور پہنچے تو یہاں قیام فرمایا۔ قصور کا قاضی عدل وانصاف اور مروت میں بڑا مشہور تھا۔ قاضی صاحب نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کی عظمت وفضیلت کے تذکرے سنے ہوئے تھے اس لیے اس خاندان کی تشریف آوری کو اپنی خوش نصیبی سمجھ کر خوب تعظیم وتکریم کی۔ اس خاندان کے متعلق قاضی قصور نے سلطان شہاب الدین غوری کو خط لکھا سلطان شہاب الدین غوری نے جواباً دو خط لکھے ان میں سے ایک میں لکھا کہ یہ خاندان خوددار ہے یہ صاحب کردار بھی ہیں اور صاحب کمال بھی اس لیے تم خود ہی شیخ شعیب کو ایسے عہدہ ومنصب کی پیش کش کرو جو ان کے شایانِ شان ہو۔ اس طرح شیخ شعیب رحمۃ اللہ علیہ کو کھتوال کا قاضی بنا دیا گیا۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی کامل:

آپ کی ولادت باسعادت سے کئی سال پہلے ہی مشائخ عظام نے یہ پیشینگوئی کر دی تھی کہ ہندوستان میں ایک شیخ کامل پیدا ہوگا گنج شکر کے نام سے موسوم ہوگا ہزاروں لوگ فیض حاصل کر کے خدا تک پہنچیں گے آپ کے اکثر مرید قطب وقت ہوں گے۔

حکایت:

آپ ابھی اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں ہی تھے ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ کو بیر کھانے کی خواہش ہوئی آپ کے

marfat.com
Marfat.com

ہمسائے کے گھر میں بیری کا درخت تھا اور بیر لگے ہوئے تھے آپ کی والدہ نے چند بیر مالک کی اجازت کے بغیر توڑ کر کھانے چاہے تو پیٹ میں بچہ انتہائی بیزار ہوا یہاں تک کہ آپ کی والدہ بیر نہ کھا سکیں۔ اور بیر اسی بے قراری میں نیچے گر گئے۔ جب آپ پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ احسان مند ہو کر کہا کرتی تھیں کہ بیٹا تمہاری وجہ سے دورانِ حمل مجھے اللہ تعالیٰ نے مشکوک غذا سے بچائے رکھا۔ جب کئی بار آپ کی والدہ ماجدہ نے یہ بات کہی تو ایک دن بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اماں جان اس قدر آپ میری احسان مند نہ ہوں کہ میں نے آپ کو مشکوک بیر کھانے سے باز رکھا یہ سن کر آپ حیران ہوئیں اور آئندہ کچھ نہ کہا۔

پیدائش مبارکہ:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ کے سن ولادت کے متعلق تذکرہ نویسوں میں اختلاف پایا جاتا ہے آپ کی ولادت کے متعلق 595ھ۔ 584ھ۔ 582ھ۔ 571ھ۔ 575ھ۔ 565ھ۔ 569ھ۔ 548ھ۔ یہ سن بیان کیئے جاتے ہیں۔

ان میں سے زیادہ قرین قیاس بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت 571ھ یا 569ھ ہے کیونکہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سن وفات اکثریت کے نزدیک 664ھ ہے اگر آپ کے سن وصال کے اکثریت کے قول کو لیا جائے تو پھر آپ کی عمر مبارک دیکھی جائے گی کہ آپ کی عمر مبارک کل کتنی ہے اس سلسلے میں آپ کی عمر مبارک 95 سال اور 93 سال ملتی ہے۔

صاحب سیر الاولیاء نے آپ کی عمر مبارک 95 سال لکھی ہے جبکہ فوائد الفوائد میں بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب خلیفہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی نے آپ کی عمر مبارک 93 سال بیان کی ہے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک دوسرے قول کی نسبت زیادہ معتبر ہے اور زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ جتنا خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی عمر مبارک کے متعلق جانتے ہیں اس کے مدمقابل اتنا امیر خورد رحمۃ اللہ علیہ نہیں جان سکتے اس لیے واضح ہوا کہ آپ کا سن ولادت 571ھ ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ۔

فائدہ: اسی طرح مقام پیدائش کے متعلق تفصیلات مطلوب ہوں تو ہماری تصنیف حیات الفرید کا مطالعہ انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

آپ کی ولادت مبارکہ کھتوال میں ہوئی جسے آج کل چاولی مشائخ کہا جاتا ہے جسے بعض علاقوں میں حاجی شیر بھی کہا جاتا ہے۔

چاولی مشائخ بورے والا سے تقریباً دس میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف واقع ہے چاولی مشائخ آج کل ضلع وہاڑی میں ہے۔

ابدال کی پیشن گوئی:

ایک دفعہ انتیس شعبان کو آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے لوگوں نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت قاضی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آج بادل ہے آپ فرمائیں تو کل روزہ رکھ لیا جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل شک کا دن ہے۔ (یعنی معلوم نہیں کہ کل تیس کا دن ہو یا یکم رمضان) اور شک میں روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اس کے بعد لوگ ایک ابدال کے پاس حاضر ہوئے وہ وہیں رہتا تھا۔ یہی مسئلہ دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آج رات قاضی سلیمان کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو کہ قطب وقت ہوگا۔ اگر وہ بچہ کل دودھ نہ پیئے اور روزہ رکھے تو تم لوگوں کو بھی روزہ رکھ لینا چاہیے اگر وہ بچہ دودھ پی لے اور روزہ نہ رکھے تو روزہ نہ رکھنا۔

marfat.com
Marfat.com

اسی شب بچہ پیدا ہوا۔ دوسرے دن اس نے دودھ نہ پیا۔ اور روزہ رکھا انہیں دیکھ کر لوگوں نے بھی روزہ رکھ لیا۔ جب افطاری کا وقت ہوا تو آپ نے ایک پستان سے دودھ پی لیا اور دوسرے پستان سے سحری کے وقت دودھ پیا۔ اسی طرح آپ نے رمضان المبارک کے تمام روزے رکھے۔ (حیات الفرید ص ۹۹)

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی:

آپ کا نام مسعود رکھا گیا۔ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تقریب میں اپنا نام انہیں عطا فرمایا۔ اسی طرح شکر گنج کا خطاب آپ کو اپنے مرشد کریم سے ملا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یہ خطاب آپ کو عالم غیب سے عطا ہوا۔ اس سلسلے میں کافی واقعات مشہور ہیں کہ آپ کو گنج شکر کیوں کہا جاتا ہے۔ جیسے آپ کا ایک لقب گنج شکر ہے اسی طرح آپ کے ایک سو ایک القاب و اسماء اور بھی ہیں۔ جن کا ورد حاجت روائی میں بے حد مؤثر ہے اور بارہا اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔

فائدہ: گنج شکر آپ کو کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کے متعلق تفصیلات اور آپ کے اور القاب اور ان کے فوائد وغیرہ حیات الفرید میں پڑھیئے۔

تعلیم:

آپ کے والد گرامی کا وصال آپ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا اسی لئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت کی تمام ذمہ داری آپ کی والدہ حضرت بی بی قرسم خاتون پر عائد ہو گئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو چار سال کی عمر میں اپنے قصبہ کھتوال میں ہی آپ کو قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم دلوانا شروع کر دی۔ آپ کے سوانح نگار بیان کرتے ہیں کہ آپ نے چھوٹی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ صرف و نحو اور فقہ کی ابتدائی کتب پڑھیں۔

جب آپ کی عمر مبارک پندرہ سال ہوئی تو آپ ملتان تشریف لے گئے۔ ملتان میں حضرت مولانا منہاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ترمذی سے فقہ کی مشہور کتاب نافع پڑھی۔ اور علوم دینیہ حاصل کیئے۔ پھر آپ قندھار تشریف لے گئے وہاں پانچ سال میں تفسیر و حدیث، فقہ صرف و نحو، منطق وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔

مرشد کریم سے پہلی ملاقات:

جب آپ کی عمر اٹھارہ سال ہو گئی، تو ایک دن کا ذکر ہے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے ایک گوشے میں بیٹھے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہے ہے آپ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ مطالعہ فرماتے تو آپ کو گرد و پیش کی کوئی خبر نہ رہتی۔ مگر اس دن مطالعہ میں انہماک پیدا نہیں ہو رہا تھا۔ اچانک ایک بہترین خوشبو نے آپ کو چونکا دیا۔ بابا صاحب نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ ایک روشن چہرہ بزرگ وضو خانے کی طرف جا رہے تھے آپ انہیں دیکھتے ہی رہ گئے۔

وہ بزرگ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ تھے آپ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر ملتان تشریف لائے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیا پھر نماز ادا کی۔ اور پھر اسی گوشے کی طرف تشریف لائے جہاں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بیٹھے رہو فرزند خواجہ صاحب نے پوچھا: کون سی کتاب پڑھ رہے ہو؟

marfat.com

Marfat.com

بابا صاحب نے عرض کیا: نافع کا مطالعہ کر رہا ہوں (نافع فقہ حنفی کی بہترین کتاب ہے)
خواجہ صاحب نے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا: انشاء اللہ یہ کتاب تمہیں بہت نفع دے گی۔
بابا صاحب نے عرض کیا: میرا نفع تو حضرت کی نگاہِ کیمیا اثر میں پوشیدہ ہے۔
خواجہ صاحب نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ میں کون ہوں؟ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا بے شک میں آپ کی ذات گرامی سے واقف نہیں مگر میرا دل کہتا ہے کہ آپ کے قدموں سے اٹھنے والا غبار ہی میری منزل ہے۔
خواجہ صاحب نے فرمایا: میں شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (رحمۃ اللہ علیہ) کا مہمان ہوں اور ان ہی کی خانقاہ میں ٹھہرا ہوا اگر تمہیں فرصت ہو تو تم بھی وہاں آجانا۔
خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بابا فرید کو دعاؤں سے سرفراز کرتے ہوئے اپنے خدمتگاروں کے ہمراہ حضرت شیخ بہاؤالدین کی خانقاہ شریف کی طرف تشریف لے گئے۔
رات گذری پھر نماز فجر ادا کر کے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ خواجہ صاحب کی ملاقات کے لیے حضرت خواجہ بہاؤالدین کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ وہاں مشتاقانِ دید کا ایک ہجوم تھا آپ نے خانقاہ کے ایک خادم سے کہا ''میں بھی حضرت قطب (رحمۃ اللہ علیہ) کی قدم بوسی کو حاضر ہوا ہوں؟''
خادم نے جواب دیا: شیخ کو اتنی فرصت کہاں؟ راستے میں کھڑے ہو جاؤ صاحبزادے! شیخ گزریں گے تو دیدار کر لینا۔
بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار اصرار کیا تو خادم نے جھنجھلا کر کہا ''شیخ سے کیا عرض کروں؟''
بابا صاحب نے کہا: بس اتنا عرض کر دینا کہ طالب علم فرید حاضر ہوا ہے۔ خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے نام سنتے ہی فرمایا: اسے جلدی بھیجو ہم اسی کا انتظار کر رہے ہیں۔''
خادم نے واپس آکر کہا: جاؤ شیخ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔
جب آپ وہاں پہنچے تو خواجہ صاحب نے حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا:
''شیخ یہ فرید ہے میرا فرید''
خواجہ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے فرمایا ''ماشاء اللہ، ماشاء اللہ'' خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آٹھ دن تک ملتان میں مقیم رہے بابا صاحب بھی وہیں رہے۔ ایک دن خلوت حاصل ہوئی تو عرض کیا ''یہ غلام شاہ کے دامن لطف و عنایت سے مستقل وابستگی چاہتا ہے خواجہ صاحب نے فرمایا: انشاء اللہ تمہیں یہ وابستگی بھی حاصل ہو جائے گی۔''
پھر جب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی جانے لگے بابا صاحب تین منزل تک ساتھ رہے۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا:
''بابا! اب تم واپس جاؤ اور کچھ دن تک علم ظاہری حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے ملاقات کرو۔ کہ کون کس مقام پر کیا کر رہا ہے پھر دہلی آنا میں آپ کا انتظار کروں گا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ غمناک آنکھوں سے واپس ہوئے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زبانی طور پر بیعت کرنے کا وعدہ کر لیا تھا اور باقاعدہ رسمِ بیعت کئی سال بعد دہلی میں ادا کی گئی تھی۔

بابا کہلانے کا سبب:

ملتان سے رخصت ہوتے ہوئے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر

marfat.com
Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کو بابا کہہ کر پکارا۔ غور فرمائیے اس وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً 18 سال تھی۔ اٹھارہ برس کے نوجوان کو کوئی بھی بابا نہیں کہتا خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بابا کہنا علم معرفت کے رازوں میں سے ایک راز تھا۔ جس کا اظہار خواجہ صاحب نے کیا۔ یہ نگاہِ ولایت کا کرشمہ ہے کہ جو آپ نے بیان فرمایا یہ ولی کامل کی کرامت تھی کہ جس کا اظہار خواجہ صاحب کی زبان مبارک سے ہوا کہ آپ نے نوجوانی میں ہی مستقبل کے علوم سے واقفیت حاصل کر کے علوم غیب میں سے علم غیب کا اظہار فرما۔"

عبادت وریاضت کا شوق:

آپ کچھ عرصہ ملتان شریف رہے ملتان شریف میں تحصیل علم میں مشغول رہے۔ آپ کو عبادت وریاضت کا شوق بچپن ہی سے پیدا ہو گیا تھا۔

حکایت:

بچپن میں آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو نماز پڑھنے کے لیے جس مصلّٰی پر نماز پڑھنے کو کہا کرتی تھیں۔ نماز سے قبل ہی شکر کی ایک پڑیا رکھ دیا کرتی تھیں نماز پڑھنے کے بعد آپ اٹھالیا کرتے تھے اتفاقاً ایک دن آپ مصلّٰی کے نیچے شکر رکھنا بھول گئیں۔ بابا صاحب نے نماز پڑھی مصلّٰی اٹھا کر دیکھا تو اس دن مصلّٰی کے نیچے شکر کا خزانہ موجود تھا۔ آپ نے جتنی چاہی شکر اٹھالی۔ اس کا تذکرہ اپنی والدہ ماجدہ سے کیا۔ (حیات الفرید)

عبادت و ریاضت:

آپ اسباق سے فراغت حاصل کرنے کے بعد عبادت وریاضت میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے دنیوی علائق سے گوشہ نشینی اختیار کی۔ آپ کی گوشہ نشینی اور عبادت وریاضت کی شہرت زمانہ طالب علمی میں ہی ہر طرف پھیل گئی۔

سفر بغداد:

ملتان سے علوم حاصل کرنے کے بعد آپ بغداد شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں کئی بزرگوں کی زیارت سے مستفید ہوئے۔ خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ آپ ملتان سے قندھار تشریف لے گئے وہاں سے علم حاصل کرنے کے بعد بغداد شریف پہنچے ان دنوں شیخ شہاب الدین عمر سہروردی، سیف الدین باخزری سعدی حموی بہاؤ الدین، شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی، شیخ اوحد الدین کرمانی اور شیخ فریدالدین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ جیسے اولیاء اللہ کی مجالس میں رہے پھر کچھ عرصہ بعد آپ دہلی چلے گئے۔ مرشد کریم حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے مرشد کریم نے آپ کو فرمایا "مولانا فرید کار خود تمام کردہ بودی آنگاہ من آمدی یعنی مولانا فرید اپنا کام پورا کرنے کے بعد میرے پاس آئے ہو۔ (۵۸۴ھ) میں حاضر ہو کر مرشد کریم سے باقاعدہ طور پر بیعت کی۔

شجرہ طریقت:

1۔ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف۔ (پاکستان)

2۔ حضرت قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ۔ (دہلی ہندوستان)

3۔ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف (ہندوستان)

marfat.com
Marfat.com

4۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ مکۃ المکرمہ شریف۔ (سعودی عرب)

5۔ حضرت خواجہ شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ زندنہ یا شہر زندان قنوج۔

6۔ حضرت خواجہ محمد مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ چشت شریف نزد ہرات دریا کے کنارے۔

7۔ حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ چشت شریف نزد ہرات دریا کے کنارے۔

8۔ حضرت ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ چشت شریف۔

9۔ حضرت خواجہ ابو احمد چشتی چشت شریف۔

10۔ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی حسنی رحمۃ اللہ علیہ (بانی سلسلہ چشتیہ چشت شریف چشتیہ عکہ (شام)

11۔ حضرت خواجہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ مدفن دینور۔

12۔ حضرت خواجہ امین الدین ابی ھبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ بیرہ جنگل بصرہ۔

13۔ حضرت خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ۔ (بصرہ)

14۔ حضرت خواجہ ابراہیم ادھم بلخی رحمۃ اللہ علیہ حضرت لوط علیہ السلام کے مزار کے قریب۔ (شام)

15۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مزار کے قریب مکۃ المکرمہ۔

16۔ حضرت شیخ ابو الفضل عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ۔ (بصرہ)

17۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ (بصرہ)

18۔ حضرت امیر المؤمنین شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ نجف اشرف۔

19۔ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینۃ المنورہ۔ (سعودی عرب)

شرف بیعت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں خواجہ قطب الاسلام کے شرف بیعت سے سرفراز ہوا تو آپ نے کلاہ چار ترکی دعا گو کے سر پر رکھی اور بڑی شفقت فرمائی۔ اس وقت قاضی حمید الدین ناگوری مولانا علی کرمانی، سید نور الدین مبارک، شیخ نظام الدین ابو المویدؒ، مولانا شمس ترک شیخ محمود موئنہ اور دیگر عزیز حاضر تھے۔

مختصر یہ کہ حضرت گنج شکر نے مرید ہونے کے بعد غربی دروازے کے برج کے نیچے حجرہ بنایا اور حق کے ساتھ مشغول ہو گئے۔

چلہ معکوس:

جب حضرت شیخ قطب الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت ہوئی تو آپ نے اُچ شریف (تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور) کی مسجد حاج پہنچے۔ اور وہاں چلہ کیا۔

طے کا روزہ:

منقول ہے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے چاہا کہ مجاہدہ اختیار کریں۔ آپ نے مرشد کریم سے مدعا عرض کیا تو مرشد کریم

marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا کہ "طے کے روزے رکھا) کرو۔آپ نے تین دن تک کچھ نہ کھایا پیا تیسرے دن ایک شخص چند روٹیاں لایا۔آپ نے سمجھا کہ یہ غیب سے آئی ہیں۔آپ نے روزہ افطار کیا تو پھر دیکھا کہ ایک کوا درخت پر بیٹھا مردار کی آنتوں کے ٹکڑے کر رہا ہے! اسے دیکھتے ہی جی متلایا جو کچھ کھایا تھا وہ قے کے راستے باہر نکل گیا۔آپ کا معدہ اس کھانے سے خالی ہو گیا۔آپ نے یہ واقعہ مرشد کریم کے سامنے عرض کیا تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مسعود! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم نے تین دن کے بعد جو افطار کیا تھا وہ ایک شرابی کے کھانے سے افطار کیا تھا۔یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت تھی کہ تمہارے معدے نے وہ کھانا قبول نہ کیا۔جاؤ اور پھر "طے" کا روزہ رکھو۔تین دن بعد جو کچھ تمہیں غیب سے ملے اس سے افطار کرنا۔آپ نے پھر تین دن کا "طے" کیا یعنی تین دن کا روزہ رکھا اب چھ دن گزر گئے ضعف بڑھ گیا۔

بھوک کی حرارت سے نفس جلنے لگا۔آپ نے ہاتھ مبارک زمین کی طرف بڑھایا اور زمین سے چند سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈال لیئے وہ شکر بن گئے۔جب یہ کرامت دیکھی تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہ شیطان کا مکر نہ ہو۔آپ نے وہ سنگریزے تھوک دیئے۔پھر حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو گئے۔آدھی رات گزری تھی کہ ضعف غالب آتا محسوس ہوا پھر سنگریزے زمین سے اٹھا کر منہ میں ڈالے تو وہ بھی شکر بن گئے۔وہ بھی تھوک دیئے۔تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا تو آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔شیخ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ غیب سے جو کچھ حاصل ہو اس سے افطار کرنا یہی طیب ہوگا۔صبح مرشد کریم کے پاس حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو مرشد کریم نے فرمایا جو کچھ غیب سے روزی میسر آئی وہ طیب ہے جاؤ تم ہمیشہ شکر کی طرح شیریں رہو گے۔

دادا مرشد کی زیارت:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ دوسری مرتبہ اجمیر شریف سے دہلی تشریف لائے تو حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں سے فارغ ہو کر پوچھا "بختیار! مسعود کہاں ہے؟" آپ نے عرض کیا: حضور وہ چلے میں بیٹھا ہے۔
حضرت خواجہ خواجگان نے قطب العالم سے فرمایا چلو! مسعود کے پاس چلیں۔

جب دونوں بزرگ چلہ خانہ میں داخل ہوئے تو بابا صاحب نے آہٹ پا کر آنکھیں کھولیں تو اپنے سامنے پیر و مرشد کو کھڑے پایا۔تعظیماً کھڑا ہونا چاہا مگر نقاہت کے باعث کھڑا نہ ہو سکے۔آنکھوں میں آنسو آ گئے سر تعظیماً زمین پہ رکھ دیا۔خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بختیار! اس جوان کو کب تک مجاہدہ کی آگ میں جلاؤ گے اب اسے کچی بخشش دو اور اصل کام بتا دو۔

حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔آپ کی موجودگی میں بندہ کی کیا مجال

آپ نے فرمایا: یہ تمہارا مرید ہے۔اس کا کشود کار تم پر موقوف ہے۔پھر از راہِ نوازش فرمایا کہ آؤ ہم دونوں اس کو کچھ دیں۔خود بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں طرف کھڑے ہوئے اور خواجہ قطب رحمۃ اللہ علیہ کو بائیں طرف کھڑا کیا دونوں بزرگوں نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی توجہ باطنی سے مالا مال فرمایا اور اسم اعظم کی تعلیم دی۔

ہاتف غیبی سے ندا آئی کہ فرید را برگزیدم یعنی ہم نے فرید کو برگزیدہ کیا۔

اس بخشش کے بعد حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے خلعت خاص عطا فرمائی خواجہ قطب نے بھی خصوصی عطاؤں سے نوازا۔خواجہ صاحب نے فرمایا: فرید [illegible]

marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی دعا:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن میں ہانسی چلے جانے کی نیت سے شیخ قطب الدین قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی آنکھیں تر ہو گئیں اور فرمایا ''مولانا فرید الدین! میں جانتا ہوں کہ تم جانا چاہتے ہو۔
میں نے عرض کیا: جو حکم ہو گا اس کی تعمیل کروں گا۔

فرمایا: جاؤ! مقدر یہ ہے کہ ہمارے سفرِ آخرت کے وقت تم ہمارے پاس نہ ہو گے پھر حاضرین سے فرمایا فقیر کی نعمت دین و دنیا اور فقر کے اضافے کے لیے سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھیں۔ یہ سورتیں سب نے پڑھیں پھر آپ نے مجھے مصلیٰ خاص اور عصا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہاری امانتیں یعنی سجادہ، خرقہ اور نعلین قاضی حمید الدین ناگوری کو دے دوں گا۔ وہ پانچویں دن کے بعد تجھے پہنچا دیں گے۔ اسے ملحوظ رکھو کہ ہمارا مقام تمہارا مقام ہے یہ بات جب آپ نے کی تو تمام اہل مجلس نے نعرہ مارا اور سب نے مل کر دعا کی۔

حصول خلافت:

خواجہ قطب العالم نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت سے نوازا۔ خلافت کی سند لکھ کر عطا فرمائی۔ آپ پھر بھی مرشد کریم کی خدمت کرتے رہے۔ ایک دن مرشد کریم نے آپ کو فرمایا: فرید! آپ اسلام کی تبلیغ واطاعت کی خدمت سرانجام دیں۔ تم میرے وصال کے وقت میرے پاس نہ ہو گے البتہ میرے وصال کی خبر سنتے ہی دہلی آجانا۔

ہانسی میں قیام:

جب حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت سے سرفراز ہوئے تو لوگوں کا ہجوم ہوا۔ اپنے آپ کو چھپانے کے لیے دہلی سے نکل کر ہانسی چلے گئے۔ وہاں ظاہری و باطنی مجاہدوں اور ریاضتوں میں مشغول ہو گئے یہاں اپنے آپ کو چھپائے رکھتے تھے۔ آپ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی آپ کے حالات سے باخبر ہو۔ یہاں تک کہ ایک دن مولانا نور ترک اور (بعض) دوسرے علماء نے آپ کو تعصب کے طور پر ناصبی اور مرجئی کہا حالانکہ آپ ان دونوں فرقوں سے پاک تھے۔ آپ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔

مرشد کا وصال:

شیخ الاسلام حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اس وقت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہانسی میں تھے۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ خرقہ مبارک اور نعلین چوبیں مجھے عطا فرمائیں۔ حضرت خواجہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا یہ خرقہ اور نعلین چوبیں فرید الدین مسعود کو دے دینا اور وہ میرا خلیفہ اور جانشین ہے۔ حضرت قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے وہ امانت دل و جان سے قبول کر لی۔ 14 ربیع الاول 633ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ اسی رات ہانسی میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہو گیا آپ صبح سویرے اٹھے اور دہلی کی طرف روانگی اختیار کی۔ آپ وصال کے چار دن بعد دہلی پہنچے۔ مرشد کریم کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے پھر قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ امانت لے کر آپ کے سپرد کر دی۔ آپ نے اس سرمایہ دارین کو بڑی عقیدت واحترام کے

marfat.com
Marfat.com

ساتھ حاصل کیا خرقہ مبارک پہن کر مسند پر بیٹھ گئے یہ دیکھ کر ایک جہان آپ کے گرد جمع ہو گیا۔

سرہنگان کی عقیدت و محبت:

ابھی یہاں تین دن ہی گذرے تھے کہ ہانسی سے سرہنگا نامی شخص آیا اقتباس الانوار میں اس کا نام سرہنگان لکھا ہوا ہے جبکہ سیر الاولیاء میں سرہنگا لکھا ہوا ہے۔ بہر حال سرہنگان بابا صاحب سے ملنے دہلی آیا۔ دربان نے اسے بابا صاحب سے ملنے نہ دیا۔ تین دن تک سرہنگان کی آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ جمعۃ المبارک کے دن بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے تو سرہنگان روتے ہوئے آپ کے پاؤں پر گر پڑا اور عرض کیا تین دن ہو گئے ہیں یہاں پڑا ہوا ہوں۔ ملاقات نہ ہو سکی یہ سن کر آپ نے فرمایا میں یہاں نہیں رہ سکتا۔ حاضرین نے عرض کیا حضرت قطب الاقطاب نے یہ مقام آپ کو عطا فرمایا ہے۔ یہ قطعاً مناسب نہیں کہ آپ کہیں دوسرے مقام پر چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا جو نعمت حضرت نے مجھے عطا فرمائی ہے خواہ شہر ہو یا بیابان وہ ہمیشہ میرے پاس ہے یہ کہہ کر آپ دہلی سے ہانسی تشریف لے گئے۔ آپ کو ہانسی میں گوشہ خلوت حاصل تھا اس لیئے یہاں کافی عرصہ رہے۔

کھتوال میں تشریف آوری:

ہانسی میں جب خلقت کا ہجوم ہونے لگا تو آپ کھتوال (کوٹھے وال) پہنچے جہاں آپ کے آبا ؤ اجداد رہتے تھے وہاں آپ کچھ عرصہ رہے۔ یہاں بھی ملتان قریب تھا یہاں بھی خلقت کا ہجوم ہونے لگا۔ آپ دنیوی شہرت پسند نہیں کرتے تھے۔

اجودھن (پاکپتن شریف) میں قیام:

اس لیئے آپ لاہور جانا چاہتے تھے مگر مغلوں نے لاہور کو تاخت و تاراج کر ڈالا اس لیے آپ لاہور جانے کی بجائے اجودھن (پاکپتن شریف) سکونت اختیار کر لی۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریباً اٹھتر یا ستر سال کی عمر میں اجودھن تشریف لائے۔ تقریباً 24 سال یہاں گزارے آخر عمر تک آپ نے بقیہ زندگی یہیں گزاری۔ یہاں ایک جوگی رہتا تھا وہ غریبوں پر بہت ظلم ڈھاتا جو ذرا بھی سرتابی کرتا تو اس پہ بلا نازل کرتا اور اسے تباہ و برباد کر دیتا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے شکست دی جس سے وہ یہاں سے چلا گیا اس طرح اس جگہ سے کفر و ضلالت اور ظلم کے وجود کا خاتمہ ہوا۔

یہاں کے جادوگروں اور قاضی مشہد نے آپ کو بہت تنگ کیا مگر اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی کے مصداق ولئی کامل کے انوار سے قلوب روشن ہوتے گئے اسلام پھیلتا گیا۔

آپ کی ازواج و اولاد:

(1) آپ کی زوجہ محترمہ شہزادی ہزیرہ بانو۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ آپ غیاث الدین بلبن کی صاحبزادی تھیں۔

(2) بی بی نجیب النساء۔ (3) ام کلثوم۔

بعض کے نزدیک یہ ہے کہ آپ نے چار عورتوں کے ساتھ نکاح کیا ان میں سے تین کے نام تو ملتے ہیں مگر چوتھی کا نام تاریخ میں نہیں ملتا۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ (1) حضرت خواجہ نصیر الدین (2) حضرت خواجہ شہاب الدین گنج علم۔ (3) حضرت خواجہ بدرالدین سلیمان۔ (4) حضرت خواجہ نظام الدین۔ (5) حضرت

marfat.com
Marfat.com

خواجہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

صاحبزادیاں تین ہیں۔(1) حضرت بی بی مستورہ۔(2) حضرت بی بی شریفہ۔(3) حضرت بی بی فاطمہ رحمہم اللہ اجمعین۔

کرامت:

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یوسف ہانسوی دیرینہ دوست تھے ایک دفعہ جب وہ سفر سے واپس آئے۔ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اس سفر میں تم نے کس کس بزرگ کی زیارت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں بزرگ اس طرح مشغول ہے اور فلاں اس طرح مجاہدات کر رہا ہے یہ سن کر آپ کے دل میں رغبت پیدا ہوئی کہ انہیں دیکھنا چاہیے آپ وضو کرنے کے لیے اٹھے لیکن جلد ہی واپس تشریف لے آئے۔ یوسف نے دریافت کیا کہ آپ کہاں تشریف لے گئے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے جو بعض مشائخ کی تعریف کی تھی میرے دل میں ان کے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے جا کر سب کو دیکھا ہے۔ سب نے دکانداری کر رکھی ہے اور روزی کی خاطر پیر بنے ہوئے ہیں۔ (حیات الفرید ص ۱۸۳۔ مراۃ الاسرار ص ۶۷۷۔ سیر الاولیاء ص ۱۷۸)

آپ کی کرامات بے شمار ہیں: مزید کرامات ہماری تصنیف ''حیات الفرید'' اور زیر ترتیب تصنیف ''تجلیات الفرید'' میں ملاحظہ فرمایئے۔

ملفوظات گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ:

★ غفلت اور گفتگو میں مشغول نہیں ہونا چاہیے تا کہ قیامت کے دن شرمندگی نہ ہو۔

★ کوئی بھی کام اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔

★ جس مذہب میں ہم ہیں وہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے یہ مذہب بالکل درست ہے۔ اس میں خطاؤں کا احتمال تک نہیں۔

★ جس دل میں علماء اور مشائخ عظام کی محبت ہو ان کی محبت کا ایک ذرہ گناہوں کے ڈھیر کو جلا کر ختم کر دیتا ہے۔

★ علمائے[1] کرام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں اور مشائخ عظام حق تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں۔

★ عقل سب سے زیادہ شریف چیز ہے کہ اگر عقل نہ ہوتی تو پھر حق تعالیٰ کی معرفت کا علم بھی نہ ہوتا۔

★ میزبان کے لیے واجب ہے کہ میزبان خود مہمان کے ہاتھ دھلائے۔

★ جو شخص میرے پاس آئے وہ دولت مند ہو یا غریب اسے محروم نہ رکھنا۔

---

[1] اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو یہود و ہنود اور دیگر غیر مسلموں کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات ادا کرتے ہوئے علمائے کرام اور مشائخ عظام کے متعلق زبان طعن دراز کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً یہ جاہلانہ قول کہ بھیاڑ نے چودھویں صدی کے مولویوں کے متعلق کہا تھا کہ اگر میں نے یوسف علیہ السلام کو کھایا ہو تو چودھویں صدی کے مولویوں میں سے ہوں معاذ اللہ۔ اس قول کی کوئی حقیقت نہیں یہ ایک من گھڑت جاہلانہ قول ہے۔ تاریخی نقطہ نظر سے اس قول کی حقیقت سے مزید آشنائی کے لیے فقیر ابو احمد اویسی کی زیر ترتیب کتاب ''تجلیات الفرید'' کا مطالعہ کیجئے۔ یہاں صرف یہ سمجھ لیجئے کہ یہ جاہلانہ قول من گھڑت ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ تاریخی نقطہ نظر سے بھی دیکھیے کہ عرصہ دراز کی چودہ صدیوں کے بعد مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی عرصہ بعد ہجرت ہوئی اور پھر اس سے آگے کی صدیاں مراد لینا چہ معنی دارد حق تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی (ابو احمد غلام حسن اویسی)

marfat.com
Marfat.com

★ جو شخص بزرگان دین کے ہاتھ مبارک کو تعظیم کے طور پر چومتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے یوں پاک کر دیتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا ہے۔

★ جو پیر اہل سنت و جماعت کے طریق پہ نہیں اور اس کے اقوال و افعال اور حرکات وسکنات حدیث اور قرآن مجید کے مطابق نہیں وہ اس راہ (پیری ومریدی) میں ڈاکو ہیں۔

فائدہ: اس سے ان جاہل قسم کے نام نہاد پیر کہلانے والوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو قران وسنت کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں۔

(تلك عشرة كاملة)

فائدہ: کرامات اور ملفوظات کے سلسلہ میں ہماری تصانیف حیات الفرید اور تجلیات الفرید (زیر ترتیب) کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔

وصال:

4 محرم الحرام 664ھ کا دن حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سخت تکالیف میں گزارا مگر اسی شدت کے باوجود آپ نے سب نمازیں با جماعت ادا کیں۔ اپنے اوراد و نوافل بھی پورے کیئے عشاء کی نماز با جماعت ادا کی پھر آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ کچھ دیر بعد ہوش آیا تو پھر پوچھا کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے تو عرض کیا گیا جی ہاں۔ فرمایا ایک دفعہ اور پڑھ لوں۔ اس طرح تین مرتبہ ادا کی۔ عشاء کی نماز بمعہ وتر ادا کی۔ پھر ایک دوگانہ اور ادا کیا اور سجدہ ہی میں ایک مرتبہ بلند آواز سے یا حی یا قیوم کہا اور جان جان آفرین کے سپرد کردی۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کا مزار مبارک پاکپتن شریف میں ہے۔
بہشتی دروازہ 6 محرم تا 10 محرم کی راتوں میں کھولا جاتا ہے۔

نعرہ فریدیہ:

اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید۔ چشتیہ سلسلہ میں یہ کلمات بڑے ذوق وشوق اور محبت سے والہانہ انداز میں بولے جاتے ہیں خصوصاً جب بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کچھ بیان کیا جائے یا خواجہ گنج شکر کی کرامات سنی یا بیان کی جائیں بہشتی دروازہ گزرتے وقت اپنے جذبات محبت کا اظہار اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید کہہ کر کیا جاتا ہے۔

زبان سے گندے کلمات ادا کریں تو ان کی تاثیر بھی مسلم ہے مثلاً کسی کو گالی دی جائے تو مد مقابل فوراً غصہ میں آکر مرنے مارنے پہ تل جاتا ہے۔ خوشی والی بات سن کر آدمی کے جسم میں خوشی کے جذبات پیدا ہوجاتے ہیں۔ غمگین اور افسوسناک خبر سن کر جسم پہ افسوس اور غمگینی کے جذبات طاری ہوجاتے ہیں۔ قرآن پاک سن کر بعض اوقات بندے کے جذبات میں رقت پیدا ہوجاتی ہے۔ صحابہ کرام اور بزرگان دین کے بے شمار واقعات پیش کیئے جاسکتے ہیں۔

نعرۂ چشتیہ کی ابتداء:

جب سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ آپ کے وصال کے بعد اجودھن (پاکپتن شریف)

marfat.com
Marfat.com

تشریف لائے تو آپ نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک بنانا چاہا تو غیب سے یہ آواز آئی کہ روضہ شریف کی بنیاد اور حرمت ایسی پاک اینٹوں سے کی جائے جن پر قرآن پاک ختم کیئے گئے ہوں۔ یہ سن کر سلطان المشائخ نے سینکڑوں حفاظ بلوائے اور اینٹوں پر قرآن پاک ختم کیئے گئے پھر ان اینٹوں سے روضہ مبارک تیار کیا گیا۔ جب کام مکمل ہو گیا۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی دوبارہ تدفین کے دوران ارواح پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کبار وائمین و پیران شجرہ شریف ظاہر ہوئیں۔ اور جو مشرقی دروازہ (نوری دروازہ) سے باہر تشریف لائیں اور روضہ شریف سے متصل جو چھوٹی سی کوٹھڑی بنی ہوئی ہے جس کا نام "قدم رسول" ہے یہاں سب روحیں کھڑی ہوگئیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ہوا کہ۔

"اے نظام الدین با آواز بلند بشارت دو کہ جو بھی اس بہشتی دروازہ سے گزر جائے گا امان پائے گا۔"

خواجہ صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! از راہ کرم دیدار سے لوگوں کو مشرف فرمادیں۔ حضور نے آپ کی یہ گزارش قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ:

"جو کوئی اس وقت آئے بلا شبہ اپنی چشم ظاہر سے مجھے دیکھ لے۔"

یہ سن کر حضرت خواجہ نظام الدین (رحمۃ اللہ علیہ) پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اسی حال میں آپ نے دستک دے کر با آواز بلند اللہ محمد چار یار حاجی قطب فرید، فرید، فرید کہتے ہوئے بہشتی دروازہ میں داخل ہو کر مشرقی دروازہ سے باہر آئے۔

فائدہ: یہ روایت اور اس جیسی دیگر روایات الفقیر ابو احمد اویسی کی تصنیف کردہ کتاب حیات الفرید میں اس موضوع پہ بہترین مقالہ درج کیا گیا ہے علاوہ ازیں تاریخ پاکپتن، انوار الفرید، اسرار عترت فریدی، رسالہ حضرت بابا فرید گنج شکر اور بہشتی دروازہ از پیر محمد امین ساجد، رسالہ بہشتی دروازہ از پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پیر محمد عبدالرحمٰن چشتی مہاروی، جواہر فریدی، رسومات عرس فریدی از بشیر الدین، خزینۃ البرکات واز سید امام علی شاہ۔ بہشتی دروازہ از فیض ملت ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی وغیرہ میں بھی اس موضوع کے متعلق مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

اسی نعرہ چشتیہ کے سلسلے میں مفسر قرآن حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے بیان فرمایا کہ اس کے عدم جواز کی تو کوئی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا اسم جلالت ہے خوشی و مسرت کے اظہار کے وقت یا وجد کی حالت میں یا دکھ سکھ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی زبان پہ جاری ہونا صد ہا برکات کا سبب ہے۔ اس کے بعد نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ سلم کا اسم گرامی ہے اسی نام کے آتے ہی ہزاروں مسائل اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خود بخود ہی حل ہو جاتے ہیں پھر چار یاروں کا تذکرہ ہے وہ بھی حصول برکات کا سبب ہے آخر میں آپ کے مرشد کریم اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر مبارک ہے ان کی وجہ سے کوئی بھی ایسی شرعی قباحت پیدا نہیں ہوتی کہ اسے برا کہا جائے اس لیے اس نعرے کے سلسلے میں اعتراض کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ اگر دیکھا جائے اور تحقیق کی جائے تو اس نعرے کے موجد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اولیائے کرام کے سرتاج ہیں ان کی زبان مبارک سے نکلنے والا نعرہ غلط یا ناجائز نہیں ہوسکتا۔ (حیات الفرید ص ۳۶۵۔۳۶۴)

فائدہ: اس نعرہ کے متعلق تفصیلی مطالعہ کے لیے ہماری کتاب حیات الفرید اور زیر ترتیب کتاب تجلیات الفرید کا مطالعہ ملاحظہ فرمائیے۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری:

قطع نظر اس کے کہ جو شلوک فریدی کے نام سے شلوک پکارے جاتے ہیں یہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں یا نہیں۔ اس حقیقت پہ اگر غور کیا جائے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کس علاقے میں پیدا ہوئے۔ اس علاقے کی مادری زبان کونسی ہے۔ اس زبان کا لب ولہجہ کیا ہے۔ پھر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے شلوک پڑھے جائیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ بابا صاحب کھتوال (ملتان کے قریب) میں پیدا ہوئے۔ اس علاقے میں آج بھی زیادہ تر پنجابی اور سرائیکی زبان ملی جلی بولی جاتی ہے۔ کھتوال میں آپ نے 18 سال تو مستقل گزارے پھر دوبارہ بھی کچھ عرصہ یہاں گزارا علاوہ ازیں کچھ عرصہ آپ ملتان شریف میں تدریس کے سلسلے میں بھی رہے۔ پھر آپ دہلی چلے گئے۔ دہلی سے ہوتے ہوئے آپ اجودھن میں تشریف لائے یہاں بھی آپ نے عرصہ دراز یعنی 18 سال یا 24 سال کا گزارا نیز زیادہ تر آپ کی شاعری اگر ہے تو اسی علاقے کے مطابق ہونی چاہیے۔ اگر ہے تو پھر اسی علاقے کی زبان میں ہونی چاہیے کیونکہ شب و روز اسی علاقے کے عوام سے رابطہ رہتا ہے اس وقت اتنے علوم عام بھی نہیں تھے کہ ہر آدمی پڑھا لکھا ہو۔ کوئی قلیل قلیل ہی پڑھنا لکھنا جانتا تھا۔ تو بابا صاحب تکلم علاقائی زبان میں ہی کرتے ہوں گے اسی طور پر بھی واضح ہوتا ہے کہ زیادہ تر آپ کا کلام پنجابی یا ہندی میں ہونا چاہیے۔ جو عام لوگوں کی زبان ہے۔

اس دور میں جس علاقے میں آپ رہتے تھے اس علاقے کی زبان کونسی تھی اس سلسلے میں ایک حکایت ملاحظہ کیجئے کافی حد تک اسی ایک ہی حکایت سے علم ہو جائے گا کہ کونسی زبان اس وقت اس علاقے میں بولی جاتی تھی۔

حکایت:

سیر الاولیاء میں جناب بابا صاحب کی زبان مبارک سے فارسی عربی کے علاوہ مقامی زبان میں کچھ ہندی کے ایسے بول ادا ہوئے ہیں جن کو قصرِ اردو کی بنیادی اینٹیں کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً جب حضرت بابا صاحب کے خلیفہ جناب مولانا جمال الدین ہانسوی کا انتقال ہوا تو ان کی بوڑھی خادمہ (جن کو حضرت بابا صاحب مادرِ مومناں فرمایا کرتے تھے) مولانا کے خورد سال صاحبزادے حضرت برہان الدین صوفی کو لے کر بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے ازراہِ شفقت ونوازش باپ کی خلافت بیٹے کو عطا فرمائی۔ اس پر ان خادمہ نے ہندی زبان میں کہا۔

کھاجا برہان الدین بال ہے۔ (سیر الاولیاء۔ ص ۱۸۳)

خواجہ چھوٹا

یہ سن کر حضرت بابا صاحب نے فرمایا:

پونوں کا چاند بھی بالا ہوتا ہے۔

پہلی رات

یعنی اے خواجہ! برہان الدین چھوٹا ہے حضرت نے جواب دیا پہلی رات کا چاند چھوٹا ہی ہوتا ہے تدریجاً ترقی کرتا ہے۔

مادر مومناں بخدمت شیخ العالم عرض داشت بزبان ہندی کہ خواجہ برہان الدین بالا ہے۔ (انوار الفرید ص ۴۰۳)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ: معلوم ہوا کہ اس وقت اس علاقے میں بولی جانے والی زبان پنجابی اور ہندی سے ملتی جلتی تھی اسی زبان میں آپ عام لوگوں سے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: پھر یہ بات سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی ہے کہ فارسی وعربی میں شعر کہنے والا عام بول چال والی زبان میں شعر نہ کہہ سکے۔ پس واضح ہوا کہ آپ نے مقامی بولی میں بھی کلام کیا ہے ہوسکتا ہے آپ نے اشعار بھی کہے ہوں محض شلوک کا نام سنتے ہی انکار کر دینا کہ چونکہ یہ سکھوں کی زبان کا لفظ ہے لہٰذا یہ بابا صاحب کے نہیں ہو سکتے قطعاً غلط ہے۔

دوہرہ: جواہر فریدی میں یہ دوہرہ حضرت بابا صاحب سے منسوب کیا جاتا ہے۔

فریدا دھڑ سُولی، سر پنجرہ، تلیاں ٹھوکن کاگ
رب اجیویں باہوری تو دھنی اساڈے بھاگ

(انوار الفرید ص ۴۰۴)

فائدہ: اس دوہرہ کو بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر شلوکوں سے ملا کر دیکھئے زبان بالکل ملتی جلتی ہے۔ کوئی فرق نظر نہیں آتا پس واضح ہوا کہ غالب گمان یہ ہے کہ یہ شلوک بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ہی ہوں گے۔

فائدہ: تفصیلات کے لیے معارف فریدیہ، بول فریدی اور ہماری زیر ترتیب کتاب تجلیات الفرید کا مطالعہ کیجئے۔

......☆☆......☆☆......

marfat.com
Marfat.com

جت دھاڑے دھن وری

جِت دِھاڑے دَھن وَرِی سَاہے لَے لِکھائے ملک جوکنّیں سُنیندا مُونہہ وِکھالے آئے

حل لغات:

★جِت: جس۔ ★دِہاڑے: دن۔ ★دَھن: مال و دولت، عورت جوان عورت، یہاں پر مجازاً یہی معنی ہیں اصل مراد روح ہے۔ ★وری: وری (ورن سے) ماضی ہے جو کہ واحد مؤنث کے لیے بولا جاتا ہے بمعنی شادی کر دینا، بیاہ کر لے جانا۔ یعنی سگائی کی گئی۔ مراد جسم سے روح کی نسبت۔ ★سَاھے: ساہ کی جمع بمعنی سانس اور ساہا کی جمع بمعنی شادی بیاہ کی مقرر کی گئی تاریخ یہاں یہی مراد ہے۔ ★ملک: فرشتہ۔ ★مراد حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ ★جو۔ جیہڑا۔ ★ کنّیں: کانوں سے۔ ★سُنیندا: سنا جاتا ہے سننے میں آتا ہے۔ ★مونہہ: چہرہ۔ ★وکھالے: دکھلاوا، چہرہ دکھلانا، چہرے سے نقاب ہٹا کر چہرہ دکھانا۔ ★ آئے: آکر۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے متعلق ایک مثال کے ذریعے بیان فرمایا ہے کہ جس دن دلہن کی منگنی ہوئی یعنی جس دن سے روح کی نسبت جسم سے طے ہوئی اسی دن (ازل) سے ہی اس کی شادی کی تاریخ بھی مقرر کر دی گئی شادی سے مراد موت ہے اس کی سانسیں لکھ دی گئی ہیں جب موت کا وقت آجاتا ہے تو ملک الموت جو سننے میں آتا ہے وہ نقاب کشائی کے سلسلے میں آجاتا ہے۔

مثال:

گویا بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں موت سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ جیسے دلہن کی منگنی ہوتی ہے اور شادی کی تاریخ مقرر کر دی جاتی ہے تو مقررہ تاریخ سے نہ دلہن، نہ دولہا اور نہ ہی دلہن اور دولہا کے عزیز و اقارب ان میں سے کوئی بھی غفلت اختیار نہیں کرتا بلکہ ہمہ وقت ہر ایک کی نظر مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پہ رہتی ہے۔ بڑے زور شور سے شادی کی تیاری شروع کر دی جاتی ہے دلہا اور دلہن کے ذہن میں ہمہ وقت شادی کا موقع گونجتا رہتا ہے کوئی لمحہ بھی اس تصور سے غافل نہیں گزرتا ہے۔ بعینہٖ انسان کو بھی ہمہ وقت موت کی یاد میں مگن رہنا چاہیے ایک لمحہ بھی موت سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ جو وقت مقررہ سے غافل ہو جائے وہ عقلمند نہیں بلکہ ایسا غافل بیوقوف ہے۔ زیاں کار ہے، نقصان اٹھانے والا ہے۔ کہ جب اچانک ملک الموت آ گیا تو پھر پچھتانا پڑے گا۔ کیونکہ اس نے موت کے لیے تیاری نہیں کی ہوگی۔ پھر کہے گا کہ مجھے چند لمحات مہلت دے دے مگر اس وقت مہلت نہ ملے گی۔ موت کا وقت آنے سے پہلے اس کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔

marfat.com
Marfat.com

اس شعر میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ جس دن دلہن کی منگنی ہوئی یعنی جس دن روح اور جسم کی نسبت طے ہوئی اسی دن ہی تقدیر لکھ دی گئی اور موت کی تاریخ اور وقت بھی لکھ دیا گیا۔

قرآن مجید میں انسان کی پیدائش کے متعلق متعدد آیات میں وضاحت کی گئی ہے۔

1۔ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ العلق)

آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ ترجمہ کنزالایمان۔

2۔ ﴿الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ۝ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ الاعلیٰ)

جس نے بنا کر ٹھیک کیا اور جس نے اندازہ پر رکھ کر راہ دی۔ (کنزالایمان)

3۔ ﴿فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ الطارق)

تو چاہئے کہ آدمی غور کرے کہ کس چیز سے بنایا گیا جست کرتے (اُچھلتے ہوئے) پانی سے جو نکلتا ہے پیٹھ سے اور سینوں کے بیچ سے۔ (کنزالایمان)

4۔ ﴿الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝﴾

(پ۳۰ سورۃ الانفطار)

جس نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا پھر ہموار کیا جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا۔ (کنزالایمان)

5۔ ﴿مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ عبس)

اسے کاہے سے بنایا پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا پھر اسے راستہ آسان کیا۔

6۔ ﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝﴾ (پ۲۹ سورۃ المرسلت آیت نمبر ۲۰ تا ۲۳)

کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں محفوظ رکھا ایک معلوم اندازہ تک پھر ہم نے اندازہ فرمایا تو ہم کیا ہی اچھے قادر۔ (کنزالایمان)۔

7۔ ﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝﴾

marfat.com
Marfat.com

بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ وہ اسے جانچیں تو اسے سنتا دیکھتا کر دیا۔ (پ ۲۹ سورۃ الدھر)

8۔ ﴿اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی ۝﴾

(پ ۲۹ سورۃ القیمہ آیت ۳۸۔۳۷)

کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی جائے پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا۔ (کنز الایمان)

حدیث 1:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیریں آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے لکھیں۔ (مسلم شریف مشکوٰۃ شریف)

حدیث 2:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ سچے مصدوق نبی نے خبر دی کہ تم میں سے ہر ایک کا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے پھر اسی قدر خون کی پھٹک پھر اسی قدر لوتھڑا پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ چار باتیں بتا کر بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے کام اس کی موت، اس کا رزق اور بد بخت یا نیک بخت ہے سب کچھ لکھ جاتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے تو اس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں سے بعض جنتیوں کے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اچانک نوشتہ تقدیر اس کے سامنے آجاتا ہے اور دوزخیوں کے کام کر لیتا ہے پھر وہاں ہی پہنچتا ہے۔ اور تم میں سے بعض دوزخیوں کے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں صرف ایک ہاتھ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتہ سامنے آتا ہے اور جنتیوں کے کام کرتا ہے پھر اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب القدر۔ مسلم شریف۔ بخاری شریف)

خلاصہ شرح:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ جب روح کا تعلق جسم کے ساتھ قائم ہوتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں نبی کریم کا واضح بیان ہے کہ جب نطفہ خون بنتا ہے تو پھر خون سے پھٹک اور پھٹک سے لوتھڑا بنتا ہے تو اس وقت ایک فرشتہ آتا ہے اس کے متعلق چار امور لکھ جاتا ہے۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ جب مقررہ تاریخ آتی ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام اسے واپس لے جانے کے لیے آجاتے ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آمد اور جسم وروح کی مفارقت کی کیفیت انشاء اللہ کسی مناسب جگہ پر مفصل بیان کی جائے گی۔

----☆☆☆----

جِند نمانی کڈھے، ہڈاں کوں کڑ کائے   ساہے لکھے نہ چلنی جِندو کوں سمجھائے

حل لغات:

★ جند: جان، زندگی، روح ★ نمانی: مسکین، کمزور ★ تیں: بے چاری ★ کڈھے: نکالے۔ ★ ہڈاں:

marfat.com
Marfat.com

ہڈیاں، ہڈیوں۔ ★ گوں: کو۔ ★ گوکائے: توڑ کر، ٹکڑے ٹکڑے کر کے، ذرہ ذرہ کر کے۔ ★ ساہ: سانس۔ ★ لکھے: لکھے ہوئے، مقررہ، تقدیر کے مقررہ فیصلے۔ ★ نہ چلنی: بس نہ چلنا، تقدیر کے لکھے ہوئے نے ٹلنا نہیں۔ ★ جندو: جان، روح۔ ★ سمجھائے: سمجھادے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام جب مسکین اور بے چاری روح کو جسم سے نکالتا ہے تو اس وقت جسم کی ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام ہڈیوں کو توڑ کر، کڑکا کر روح کو جسم سے نکالتا ہے۔ تقدیر کا لکھا اٹل ہے یہ ٹل نہیں سکتا اس لیے کسی کو چاہیے کہ یہ بات کوئی بے چاری روح کو سمجھادے۔

مطلب:

موت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ موت کی کیفیت یعنی ایک غیر محسوس حقیقت کو محسوس طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ معلوم حقائق کے ذریعے نامعلوم کو بیان فرمایا ہے تاکہ موت کی حقیقت کچھ نہ کچھ سمجھی جاسکے۔ آپ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام جب جسم سے روح نکالتے ہیں تو جسم بڑی سخت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ سارا جسم ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ انسانی جسم میں سخت ترین چیزیں ہڈیاں ہوتی ہیں۔ ان میں بھی بعض چھوٹی چھوٹی اور نرم ہڈیاں ہوتی ہیں جبکہ بعض ہڈیاں بڑی بڑی اور سخت ہوتی ہیں جب حضرت عزرائیل علیہ السلام روح نکالتے ہیں تو چھوٹی اور بڑی سبھی ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں۔ آپ ہڈیوں کو توڑ توڑ کر، گوکا کر سارے جسم سے روح نکالتے ہیں۔ اس وجہ سے سارا جسم ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ تقدیر کا لکھا اٹل ہے۔ اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ہر انسان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے کما قال اللہ تعالیٰ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الموت اس لیئے چاہیے کہ کوئی روح کو یہ حقیقت سمجھادے کہ موت سے گھبرانے کی ضرورت نہیں کہ موت تو آنی ہے آئے گی کسی حالت میں نہیں ٹلنے والی ہاں البتہ موت کے آنے سے پہلے تیاری کرلے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغولیت اختیار کرلے، تاکہ موت کا مرحلہ آسانی سے طے ہو جائے اور مرنے کے بعد انعامات ربانی حاصل ہوں۔

......☆☆......☆☆......

marfat.com
Marfat.com

موت کی کیفیت

موت کی سختی:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ بنی اسرائیل کی قوم کے عجیب عجیب واقعات ہیں پھر یہ بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ قبرستان پہنچا تو کہنے لگے کہ ہم یہاں نماز پڑھیں اور اللہ سے یہ دعا مانگیں کہ وہ کسی مردے کو قبر سے اٹھائے اور وہ ہمیں موت کے بارے میں بتائے، پھر انہوں نے نماز پڑھی اور اپنے رب سے دعا مانگی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے انتہائی پرانی سیاہ قبر سے اپنا سر نکالا اور کہا اے لوگو تم کیا چاہتے ہو، اللہ کی قسم مجھے فوت ہوئے نوے سال بیت چکے ہیں لیکن موت کی سختی اب بھی یوں محسوس کرتا ہوں جیسے یہ ابھی ابھی آئی ہو تم اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اصل حالت میں لوٹا دے اس کی پیشانی پر سجدوں کا نشان تھا۔ (تنبیہ الغافلین جلد ص ۳۵_۳۴)

موت کی سختی کی مثال:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ موت کی شدت اور اس کی تکلیف مؤمن پر اس قدر ہے جیسے تلوار سے کسی کو تین سو ضربیں لگائی جائیں۔ فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کو موت پر یقین ہے اور وہ جانتا ہے کہ ایک دن آ کر رہے گی تو اس کے لیے ضروری ہے کہ استعداد کے مطابق نیک عمل کرے اور برے برے اعمال سے اجتناب کرے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ موت کب آئے گی حضور علیہ السلام نے صرف امت کی نصیحت کے لیے موت کی شدت اور سختیوں کو بیان فرمایا ہے تاکہ وہ اس کے لیے تیاری کریں اور دنیا کے مصائب پر صبر کریں اس لئے کہ مصائب دنیا پر صبر موت کی سختی پر صبر سے آسان ہے کیونکہ موت کی سختی عذاب آخرت سے اور عذاب آخرت عذاب دنیا سے سخت ہے۔ (تنبیہ الغافلین جلد _صفحہ ۳۵)

حکایت حضرت عیسٰی:

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے کہ وہ حکم الٰہی سے مردوں کو زندہ کیا کرتے۔ کافروں نے کہا کہ آپ تو تازہ مرنے والوں کو زندہ کرتے ہیں ہوسکتا ہے وہ مومن نہ ہو ذرا کسی قدیم مردہ کو زندہ کر کے دکھایئے آپ نے ان سے فرمایا کہ تم خود ہی کسی مردے کا انتخاب کرلو تو وہ کہنے لگے اچھا آپ سام بن نوح کو زندہ کریں آپ اس کی قبر پر آئے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے سام بن نوح کو زندہ فرمادیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے ان سے کہا گیا یہ کیا؟ آپ کے زمانے میں تو بڑھاپا نہیں ہوتا تھا، سام نے کہا کہ میں نے ایک آواز سنی تو گمان کیا کہ شاید قیامت واقع ہوگئی تو قیامت کی ہیبت سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہوگئے، سوال کیا گیا کہ آپ کی موت کو کتنا عرصہ ہوا کہنے لگے چار ہزار سال لیکن موت کی سختی کا اثر ابھی تک

marfat.com
Marfat.com

زائل نہیں ہوا۔ کہا گیا ہے کہ مؤمن جب مرتا ہے تو اس پر حیات اور دنیا کی طرف واپسی پیش کی جاتی ہے تو وہ موت کی سختی کی بناء پر اسے قبول نہیں کرتا لیکن شہدا موت کی شدت نہیں پاتے تب وہ دنیا میں آنے کی تمنا کرتے ہیں تا کہ وہ جہاد میں شریک ہو کر پھر شہید کیے جائیں۔ (تنبیہ الغافلین ص ۴۲ جلد اول)

حضرت عمر فاروق نے حضرت کعب رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ موت سے متعلق کوئی بات سناؤ تو انہوں نے کہا کہ موت ایسے کانٹے دار درخت کی مثل ہے جو ابن آدم کے پیٹ میں داخل کر دیا گیا ہو اور ہر کانٹا اس کے رگ و ریشے میں اپنی جگہ پکڑ لے پھر کوئی طاقت ور انسان اس درخت کو کھینچے جس سے اس کا کچھ حصہ تو ٹوٹ جائے اور کچھ اندر ہی رہ جائے۔ (تنبیہ الغافلین اول ص ۳۹)

حضرت عزرائیل علیہ السلام کا بیان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد کے سر کے پاس ملک الموت کو دیکھا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا کہ میرے صحابی سے نرمی کرنا کیونکہ وہ مومن ہے ملک الموت نے عرض کیا آپ کو خوشخبری ہو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میں تو ہر مومن کے لیے نرم ہوں قسم بخدا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جب میں بنی آدم کی روح نکالتا ہوں اور اہل خانہ روتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ چیخ و پکار کیوں؟ قسم بخدا ہم نے اس پر نہ تو ظلم کیا ہے نہ اسے لے جانے میں عجلت کی ہے اور نہ ہی اس کی روح قبض کر کے ہم نے گناہ کیا ہے لہٰذا تم اس حکم الٰہی پر رضی ہو جاؤ تو اجر پاؤ گے اگر تم نے اسے خطاء سمجھا اور جزع فزع کی تو گنہگار ہو جاؤ گے اور تمہاری مرضی کا خیال رکھنا ہم پر لازم نہیں بلکہ تمہارے ذمہ ہمارا قرض باقی ہے ہم دوبارہ آئیں گے لہٰذا ڈرو۔ ڈروتم۔ خشکی اور تری میں جہاں بھی لوگ بستے ہیں چوبیس گھنٹے ان کے چہروں کو دیکھتا ہوں۔ میں ان کے ہر چھوٹے بڑے سے واقف ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کو جانتا ہوں قسم بخدا اگر میں چاہوں کہ ایک مچھر کی روح قبض کرلوں تو حکم الٰہی کے بغیر میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے ایسے شخص پر تعجب ہے کہ موت کے وقت جس کی عقل اور زبان صحیح ہو مگر وہ موت کی کیفیت بیان نہ کرے پھر کہا کہ جب میرے والد کی موت کا وقت آیا تو ان کی عقل اور زبان درست تھی تو میں نے کہا ابا جان آپ تو فرماتے تھے کہ موت کے وقت جس کی زبان و عقل صحیح ہو اور موت کی حالت بیان نہ کرے تو اس پر تعجب ہے، فرمایا بیٹا موت بیان سے باہر ہے پھر بھی کچھ بتا دیتا ہوں، قسم اللہ کی ایسا لگتا ہے جیسے رضوی پہاڑ میرے کندھوں پر رکھ دیا گیا ہو اور میری روح سوئی کے ناکے سے نکالی جا رہی ہو اور ببول کے کانٹے میرے پیٹ میں گھسے ہوئے ہوں جیسے زمین و آسمان کے دونوں طبق آپس میں مل چکے ہوں اور میں ان کے بیچ میں پھنس گیا ہوں، پھر فرمایا اے میرے بیٹے مجھ پر تین حالتیں آ چکی ہیں۔ (1) مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کا جنون تھا۔ اگر انہی دنوں مجھے موت آ جاتی تو میری تباہی لازمی تھی۔ (2) اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی راہ دکھائی اور حضور علیہ السلام سے مجھے سب سے زیادہ محبت ہو گئی نیز میں نے جنگوں میں شرکت کی، کاش کہ انہی دنوں میں مر جاتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرا جنازہ پڑھاتے اور میرے حق میں دعا فرماتے۔ (3) پھر دنیاوی کاموں میں منہمک ہو گئے اب پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک میرا کیا حال ہو گا، حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی وہاں سے اٹھا ہی نہ تھا کہ وہ فوت ہو گئے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۴۰ ج ۱)

marfat.com
Marfat.com

کافر کی موت کا منظر

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کافر بندہ دنیا سے آخرت کی جانب جانے لگتا ہے تو اس کے پاس کالے چہروں والے فرشتے آتے ہیں اور ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں تو وہ حد نظر تک پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں پھر عزرائیل اس کے سر کے پاس آکر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے نفس خبیثہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور سختی کی طرف نکل پھر وہ اس کے تمام جسم میں پھیل جاتی ہے تو عزرائیل اس کو ایسے کھینچتا ہے جیسے بھیگی ہوئی اون سے کنڈی کو کھینچا جاتا ہے جس سے اس کی رگیں اور پٹھے ٹوٹ جاتے ہیں، جب وہ اس کو پکڑتا ہے تو دیگر ملائکہ اس سے فوراً لے لیتے ہیں اور ایک لمحہ بھی اس کے پاس نہیں رہنے دیتے اور اس کی روح کو ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں، اس سے بدبو نکلتی ہے اور وہ اسے اوپر لے جاتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت سے بھی گذرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ خبیث روح کس کی ہے؟ تو وہ اس کا گندہ نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں کی روح ہے پھر وہ آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں، دروازہ کھلواتے ہیں لیکن دروازہ اس کے لیے نہیں کھولا جاتا پھر حضور علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ کہ نہ ان کے لیے آسمانوں کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ چلا جائے" پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اس کے اعمال نامے کو سجین میں لکھ دو پھر اس کی روح کو پھینک دیا جائے گا، آپ نے پھر یہ پڑھا۔ ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اس کو نوچ لیا اور ہوا نے اس کو کسی گندی جگہ جا پھینکا پھر دوبارہ اس کی روح کو اس کے جسم میں ڈالا جاتا ہے تو ملائکہ آکر اس کو بٹھاتے ہیں۔

اور سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے افسوس میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے افسوس میں نہیں جانتا، وہ پوچھتے ہیں، اس ذات مقدس کے متعلق کیا کہتا ہے جو تم میں مبعوث کیے گئے؟ وہ کہے گا افسوس میں نہیں جانتا۔ پھر آسمان سے ایک آواز آئے گی کہ میرے بندے نے جھوٹ بولا ہے اس کے لیے جہنمی بچھونا بچھا دو اور اس کے لیے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو تو جہنم کی گرمی اور لو اس کی قبر میں داخل ہوگی اور قبر اس پر تنگ ہو جائے گی جس سے اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی اور اس کے پاس ایک قبیح صورت آدمی آئے گا جس کے کپڑے گندے اور بدبودار ہوں گے وہ اسے کہے گا کہ آج کے برے دن کی تجھے بشارت ہو جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا تو وہ پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا برا عمل ہوں تو وہ کہے گا یا رب قیامت کو قائم نہ کر یا رب قیامت کو قائم نہ کر۔ (تنبیہ الغافلین ص ۵۰-۴۹ ج ۱)

marfat.com

Marfat.com

مسلمان اور کافر کی روح نکلنے میں فرق اور قبر کی کیفیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مؤمن پر موت پیش ہوتی ہے تو فرشتے مشک وعنبر اور ریشمی کپڑے لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی روح کو اس طرح نکالتے ہیں جیسے آٹے سے بال نکالتے ہیں اور اسے کہتے ہیں اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف رجوع کر تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے اور جب اس کی روح نکالتے ہیں تو اس کو مشک وعنبر میں کر کے ریشمی کپڑے میں لپیٹ لیتے ہیں اور اسے اعلیٰ علیین میں بھیج دیتے ہیں اور جب کافر پر موت آتی ہے تو فرشتے بال سے بنے ہوئے ٹاٹ جن میں کوئلے ہوتے ہیں لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی روح کو شدت سے کھینچتے ہیں اور اسے کہتے ہیں اے نفس خبیثہ اپنے رب کی طرف چل تجھ پر سختی کی جائے گی کیونکہ عذاب الٰہی اور رسوائی تیرا مقدر ہے جب اس کی روح نکال لی جاتی ہے تو اس کو کوئلوں میں رکھ کر یوں آواز دی جاتی ہے جیسے ہنڈیا کے جوش کے وقت شوں شوں کی آواز، پھر اس کی روح کو ٹاٹ میں لپیٹ کر سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب مؤمن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر کو اس پر ستر ہاتھ تک کشادہ کر دیا جاتا ہے اور اس پر خوشبوئیں بکھیری جاتی ہیں اور اسے ریشم سے ڈھانپ دیا جاتا ہے اگر اسے قرآن میں سے کچھ یاد ہو تو اس کو اس کا نور کافی ہوتا ہے نہیں تو سورج جیسی روشنی اس کی قبر میں کی جاتی ہے اور اس کی مثال اس دلہن جیسی ہوتی ہے جو سوتی ہے تو اسے اہل خانہ میں سے سوائے محبوب کے اور کوئی نہیں اٹھاتا۔ اور ایسے اٹھتی ہے جیسے اس کی نیند مکمل نہ ہوئی ہو۔ اور کافر اس پر تو قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اس کے پیٹ میں باہم پیوست ہو جاتی ہیں اور اس پر لمبی گردنوں والے سانپ چھوڑ دیئے جاتے ہیں جو ہڈیوں تک اس کے گوشت کو کھا جاتے ہیں پھر عذاب کے فرشتے اس پر آتے ہیں جو کہ بہرے، گونگے اور اندھے ہوتے ہیں ان کے پاس لوہے کے گرز ہوتے ہیں جس سے وہ اس کو مارتے ہیں نہ تو وہ اس کی آواز سنتے ہیں کہ رحم کریں اور نہ اس کو دیکھ سکتے ہیں کہ ترس کریں نیز صبح وشام اس پر آگ پیش کی جاتی ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۵۰۔۵۱ حصہ اول)

مسلمان کی موت کا منظر

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک انصاری شخص کے جنازے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ روانہ ہوئے قبر پر آئے اور قبر ابھی تیار نہ تھی، پس حضور علیہ السلام بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد ایسے بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہیں ''یعنی ادب سے'' آپ کے ہاتھ میں عود کی لکڑی تھی اور اس سے آپ مٹی کرید رہے تھے پھر آپ نے سر اٹھایا اور دو یا تین بار فرمایا عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو پھر فرمایا جب مومن بندہ دنیا سے جنتی کی طرف جانے لگتا ہے تو اس کے پاس ایسے فرشتے آتے ہیں جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں اور ان کے پاس جنتی کفن اور جنتی خوشبو ہوتی ہے وہ بیٹھ جاتے ہیں حدِ نگاہ تک پھر عزرائیل اس کے سر کے پاس آ کر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے نفس مطمئنہ اللہ کی مغفرت و رضا کی طرف نکل، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کی روح ایسے بہتی ہوئی نکلتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی کے قطرے۔ اور ملائکہ اس

marfat.com
Marfat.com

کو لے لیتے ہیں اور ایک لحظے کے لیے بھی سہواً عزرائیل کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ وہ اسے جنتی کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں جس سے مشک سے زیادہ اچھی خوشبو نکلتی ہے پھر وہ اسے لے کر اوپر جاتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت سے بھی گذر تے ہیں تو وہ کہتے ہیں یہ خوشبودار روح کس کی ہے؟ تو وہ اس کا اچھا نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے پھر وہ آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں، دروازہ کھلواتے ہیں تو ان کے لیے دروازہ کھل جاتا ہے اور وہاں اس کا استقبال ہوتا ہے اور وہ فرشتے دوسرے آسمان تک ہمراہ چلتے ہیں اسی طرح ساتویں آسمان تک اسے لے جایا جاتا ہے پھر ارشاد باری ہوتا ہے کہ اس کے اعمال نامے کو علیین میں لکھو اور اسے زمین پر بھیج دو کیونکہ ان کو ہم نے زمین سے پیدا کیا وہیں اسے لوٹا دو اور پھر وہیں سے ہم دوبارہ ان کو نکالیں گے تو روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے پھر دو فرشتے آکر اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ جواب میں کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر ملائکہ سوال کرتے ہیں اس ذات کے متعلق تو کیا کہتا ہے جو تیری طرف مبعوث ہوئے تھے تو وہ جواب دے گا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں تو وہ کہیں گے تو نے کیسے جانا تو وہ کہے گا میں نے کتاب اللہ پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی تو ایک ندا آئے گی میرے بندے نے سچ کہا اس کے لیے جنتی فرش بچھا دو اور اسے جنتی لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی طرف کا ایک دروازہ کھول دو تا کہ اسے وہاں سے ہوا اور خوشبو پہنچتی رہے اور حد نگاہ تک اس کی قبر کو کشادہ کر دو پھر ایک حسین چہرے والا مرد اس کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ آج کے دن کی آسانی پر خوشی منا جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا تو وہ اس سے کہے گا کہ تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا میں تیرا نیک عمل ہوں پس وہ کہے گا یا اللہ قیامت قائم کر دے یہاں تک کہ میں اپنے گھر اور خدام میں لوٹ جاؤں یعنی جنت میں۔ (تنبیہ الغافلین۔ حصہ اول ص ۴۷۔۴۸)

مرتے وقت مؤمن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوش قسمت ہے وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے فہم عطا فرمائی اور اسے غفلت کی اونگھ سے بیدار کیا اور اسے اپنے خاتمے کی فکر کرنے کی توفیق بخشی، ہم اپنے خاتمہ بالخیر کے لیے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں اس لیے کہ مؤمن کو بوقت موت اللہ تعالیٰ سے بشارت ملتی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ثابت قدم رہے اور کہا گیا ہے کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرائض ادا کرتے ہیں اور محرمات سے بچتے ہیں، یحییٰ بن معاذ رازی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ یعنی وہ فعلاً اور قولاً ثابت قدم رہے بعض نے کہا ہے وہ سنت اور جماعت پر قائم رہے تو اس پر رحمت کے فرشتے نازل ہوں گے یعنی ایمان پر قائم لوگوں پر موت کے وقت فرشتے یہ خوشخبری لے کر آئیں گے کہ تم خوف نہ کھاؤ اس سے جو کچھ امر دنیا سے تمہارے سامنے ہے اور تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کے لئے لسان نبوت سے تمہارے لئے وعدہ کیا گیا تھا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۴۳ جلد اول)

کہتے ہیں کہ موت کے وقت بشارت کی پانچ وجوہات ہیں۔

(1) عام مؤمنین کے لیے انہیں کہا جائے گا کہ ابدی عذاب سے خوف نہ کھانا یعنی تم پر ہمیشہ عذاب نہیں رکھا جائے گا کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

تمہارے انبیاء کرام اور اولیاء کرام شفاعت فرمائیں گے ثواب کے نہ ملنے پر غم نہ کرو جنت کے لیے خوش ہو جاؤ تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔

(2) مخلصین کے لیے انہیں کہا جائے گا کہ اپنے اعمال کے روکے جانے پر خوف نہ کھاؤ کیونکہ تمہارے اعمال مقبول ہیں اور ثواب کے نہ ملنے پر ملال نہ کھاؤ اس لیے کہ تمہارے لیے دگنا ثواب ہے اور توبہ کے بعد جو کچھ تم نے کیا ہے اس کا بھی ملال نہ کھا۔

(3) توبہ کرنے والوں کے لیے۔ ان سے کہا جائے گا کہ اپنے گناہوں سے نہ ڈرو کہ وہ بخشے گئے ہیں اور توبہ کے بعد ثواب نہ ملنے پر بھی غم نہ کھا۔

(4) زاہدوں کے لیے کہ تم حشر اور حساب کا خوف نہ کھاؤ اگر دُگنا ثواب نہیں ملا تو غم نہ کرو خوش خبری سنو بغیر حساب و عذاب کے جنت کی۔

(5) علماء کے لیے جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں اور عالم باعمل ہیں ان سے کہا جائے گا کہ تم قیامت کے دن کی ہولناکیوں کا خوف نہ کرو اور تم غم کرو کہ تمہیں تمہارے عمل کی جزا دی جائے گی خوشخبری ہو کہ تمہارے لئے بھی جنت ہے اور تمہارے نقش قدم پر چلنے والوں کے لیے بھی، خوشی ہے اس شخص کے لیے جس کو آخری لمحے میں بشارت نصیب ہو کیونکہ یہ بشارت اس کے لیے ہے جو مؤمن ہوگا اور اس کے عمل اچھے ہوں گے۔ پھر اس پر فرشتے نازل ہوں گے تو یہ ملائکہ سے دریافت کریں گے کہ تم کون ہو؟ ہم نے تم سے بڑھ کر حسین چہرے والا اور خوشبو والا نہیں دیکھا تو ملائکہ کہیں گے ہم تمہارے دوست ہیں دنیا میں ہم تمہارے اعمال کو لکھتے تھے اور ان کی حفاظت کرتے تھے اور ہم آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں، پس عقل مند کو چاہیے کہ وہ غفلت کی نیند پر متنبہ ہو اور غفلت کی نیند سے بیدار ہونے کی چار علامتیں ہیں۔

(1) امور دنیا کو قناعت کے ساتھ قابو میں رکھے اور آہستہ چلے۔
(2) آخرت کے کاموں میں حریص ہو جائے اور عجلت کرے۔
(3) دینی کاموں میں علم کے ساتھ تدبیر کرے اور کوشش کرے۔
(4) مخلوق کے متعلق ہمدردی اور حسن معاملہ کا جذبہ رکھے۔ (تنبیہ الغافلین ۴۴ حصہ اول)

اور کافر کی جس وقت موت آتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور سزا کی خبر دی جاتی ہے پس اس کی طرف کوئی چیز مکروہ نہیں اس چیز سے جو اس کے آگے ہے وہ ناپسند سمجھتا ہے اس کی ملاقات کو متفق علیہ۔

﴿ وَفِيْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ ﴾

اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں ہے کہ اور موت اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ملاقات سے پہلے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے یعنی دار الآخرت میں جانا پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند فرماتا ہے، ملاقات کی محبت کا معنی یہ ہے کہ جب [illegible] کی حالت میں [illegible] جس وقت [illegible] مقبول نہیں ہوتا تو ایسی حالت

marfat.com
Marfat.com

میں مؤمن کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اپنی موت کو اپنی زندگی سے زیادہ چاہنے لگ جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر اپنے فضل کا اضافہ فرماتا ہے اور اسے اپنی کثیر عطاؤں سے مالا مال فرماتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے جب کافر اپنے لئے تجویز کی گئی سزاؤں کا شمار کرتا ہے تو وہ اپنی گمراہی پر روتا ہے اور موت کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند فرماتا ہے یعنی اسے رحمت سے دور فرماتا ہے اور سزا دینے کا ارادہ فرماتا ہے امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث کے یہ معنی نہیں کہ ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت فرماتا ہے یا ان کے ناپسند کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ناپسند فرماتا ہے بلکہ اس بیان کی غرض یہ ہے کہ جب ان کی ملاقات اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتی ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے خواہشمند ہوتے ہیں انتہا کلامہ وتوضیحہ۔

محبت اللہ تعالیٰ کی صفت:

محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور بندے کی اپنے رب سے محبت اس کی تابع ہے اور اسی کا عکس ہے جس طرح پانی کا عکس دیوار پر ظاہر ہوتا ہے اور حضور علیہ السلام کا یہ فرمان اس کی تائید کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے اپنی طرف مشغول فرما دیتا ہے اور قرآن مجید میں یحبونہ سے یحبھم کو مقدم رکھنے میں اسی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت کا ذوق عطا فرمائے اور محبت میں ہی ہمیں تکریم بخشے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ موت کو تو ہم سب بھی ناپسند کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ ناپسندیدگی مقصود نہیں بلکہ جب مؤمن کے پاس موت آتی ہے تو اس وقت ملائکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان نعمتوں کی بشارت لے کر آتے ہیں جو اس کو عطا ہونے والی ہوتی ہیں تو بھی اس کو اللہ تعالیٰ سے ملنے سے بڑھ کر کوئی شے محبوب نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے البتہ جب فاجر یا کافر کے پاس موت آتی ہے تو فرشتے اس کے برے انجام سے اس کو ڈرانے کے لیے آتے ہیں تب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔ (تنبیہ الغافلین جلد اول ص ۳۴)

دعوت عبرت:

موت کی کیفیت کیا ہے؟ ذرا غور فرمائیے ہمارے ہاں اکثر یہ رواج ہے معمولی سی تکلیف ہوئی۔ معمولی سا دکھ ہوا۔ کوئی دلی آرزو پوری نہ ہوئی۔ تو فوراً ہم انتہائی بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پکار اٹھتے ہیں کہ یا اللہ! اس سے بہتر تو یہ تھا کہ ہمیں اس جہانِ فانی سے اٹھا لیتا۔ اس جدائی کے صدمے سے تو بہتر تھا کہ یہ وقت آنے سے پہلے ہمیں مار دیتا ہے، یا کوئی فوت ہو جائے تو پھر بھی بعض لوگ نہ جانے بے صبری کے کیا انداز پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے لیے عبرت کا نشان ہے۔ اس شخص سے کبھی پوچھیئے جو موت کے احوال سے گزر رہا ہو۔ اس سے بھی بڑھ کر موت کے متعلق حقائق خالق کائنات اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

موت کی آرزو کرنا ممنوع:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

﴿لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَّ اِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّسْتَعْتِبَ﴾ (بخاری شریف۔مشکوۃ شریف کتاب الجنائز باب تَمَنّی الْمَوْتِ ذِکْرِہٖ)

تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے اگر وہ نیک ہے تو شاید کہ وہ نیکی زیادہ کر لے اور اگر وہ بدکار ہے تو ہو سکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے رضامندی چاہیے یعنی توبہ کر لے۔

حدیث نمبر 2:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہٗ اِنَّہٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ اَمَلُہٗ وَاِنَّہٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُہٗ اِلَّا خَیْرًا﴾ (مسلم شریف، مشکوۃ شریف کتاب الجنائز باب تَمَنّی الْمَوْتِ ذِکْرِہٖ)

تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے اور اس کے لیے دعا نہ کرے اس سے پہلے کہ اس کو آئے اس لیے کہ جس وقت وہ مر جاتا ہے اس کی امید منقطع ہو جاتی ہے مومن کو اس کی عمر نہیں زیادہ کرتی مگر بھلائی۔

حدیث نمبر 3:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَاِنَّ ہَوْلَ الْمُطَّلَعِ شَدِیْدٌ وَّاِنَّ السَّعَادَۃِ اَنْ یَّطُوْلَ عُمُرَ الْعَبْدِ وَیَرْزُقَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ الْاِنَابَۃَ﴾ (مشکوۃ شریف کتاب الجنائز باب تَمَنّی الْمَوْتِ ذِکْرِہٖ)

مرنے کی آرزو نہ کرو جان کنی کا ہول سخت ہے تحقیق نیک بختی یہ ہے کہ بندے کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی اطاعت نصیب کرے۔

فائدہ :

ان احادیث سے واضح ہوا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی آرزو کرنے سے منع فرمایا ہے خصوصاً دنیوی دکھوں تکلیفوں اور مصائب سے عاجز آ کر موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ بھی ایک طرح سے بے صبری کا مظاہرہ ہے جو کہ ایک مومن سے ایسی بے صبری کا مظاہرہ متصور نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں مجبور ہو کر آرزو کرنا ہی چاہتا ہے۔

تو حدیث مبارکہ میں ہے کہ

حدیث :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

﴿لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا يُدَّفَاعِلاً﴾

تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے کسی ضرر کی وجہ سے کہ اس کو پہنچے اگر وہ ضروری طور پر ایسا کرنا چاہتا ہے پس وہ کہے:

﴿اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّیْ﴾

(بخاری شریف۔مسلم شریف۔مشکوۃ شریف کتاب الجنائز)

یا اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے اور مجھ کو مار جس وقت مرنا میرے لیئے بہتر ہو۔

----☆☆☆----

جِند وَوھٹی مَرن وَر، لے جاسی پَرنائے
آپَن ہتھیں جول کے، کیں گَل لگے دھائے

حل لغات:

★ جند: جان، روح۔ ★ وَوھٹی: دُلہن، بیوی۔ ★ مرن: موت۔ ★ وَر: دولہا۔ ★ لے جاسی: لے جائے گا۔ ★ پرنائے: بیاہ کر، ویاہ کر کے، شادی کر کے۔ ★ آپن: اپنے۔ ★ ہتھیں: ہاتھ سے، ہاتھوں سے۔ ★ جول کے: رخصت کر کے، الوداع کر کے۔ ★ کیں: کس کے۔ ★ گل لگے: معانقہ کرے، گلے ملے۔ ★ دھائے: دوڑ کر، جلدی سے دوڑ کر۔

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ روح دلہن ہے جبکہ اس کا دولہا موت ہے۔ اس لیے وقت آنے پر موت کا دولہا اس روح کو بیاہ کر لے جائے گا۔ عزیز و اقارب سب اس دلہن کو روتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے الوداع کرتے ہیں۔ کس کے گلے ملے؟ گویا سبھی اب بیگانے ہو چکے۔

مطلب:

اس شعر میں بھی بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے متعلق وضاحت بیان فرمائی ہے کہ آپ نے اس شعر میں ایک مثال کے ذریعے بیان فرمایا ہے کہ جسم انسانی میں روح دلہن کی مانند ہے اور موت کو دولہا کہا گیا ہے بیان فرمایا ہے کہ جیسے دولہا آتا ہے نہایت سج دھج کے ساتھ آتا اپنے ساتھ باراتی لاتا ہے۔ لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ دولہا اپنی دلہن کو بیاہ کر لے جاتا ہے جب دلہن کی رخصتی کا وقت آتا ہے تو دلہن کے والدین، عزیز و اقارب دھاڑیں مار مار کر رونے لگتے ہیں، انتہائی غمگینی کی حالت میں دلہن کو گلے ملتے ہوئے رخصت کرتے ہیں۔ سبھی سنگی ساتھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں روتے ہیں چیختے چلاتے ہیں مگر اسے جانے سے کوئی نہیں روکتا۔ دلہن اب رخصت ہوتے وقت کس کس کے گلے ملے اب سبھی بیگانوں کی مثل رخصت کر رہے ہیں کوئی بھی اپنا بن کر نہیں روکتا۔

دلہن:

اس شعر میں روح کو ووہٹی کہا گیا ہے حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب ترجمانی کی ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اگر زندگی گزاری ہوگی تو واقعی اس کے لیے عزت کا مقام حاصل ہوگا۔ اس کا اپنا گھر ہوگا۔ اسے ہمیشہ انعامات سے نوازا جاتا رہے گا جیسے دلہن نیک بی بی شادی کے بعد سسرال جاتی ہے خاوند کی فرمانبردار ہو تو نہایت اعلیٰ مقام پاتی ہے سبھی اس کی عزت کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزار کر جانے والوں کو نہایت اعلیٰ مقام سے نوازا جاتا ہے۔ نافرمان اور بدتمیز پہلے دن ہی سسرال میں تنگی اٹھاتی ہے بقیہ زندگی میں بھی نہایت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اپنے بیگانے سبھی اسے طعن وتشنیع کرتے ہیں زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے لیے نہایت مشکل اور تکلیف دہ گزرتا ہے۔

اسی طرح جو دنیا میں دنیوی اغراض ومقاصد میں پڑ کر آخرت بھلا بیٹھتا ہے اللہ جل جلالہ ورسولہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو جس نے پس پشت ڈالے رکھا قبر میں پہنچتے ہی اسے منکر نکیر کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے سامنے مردے کی کیا کیفیت ہوگی اس کی انشاءاللہ وضاحت ہوگی۔ اس کے ساتھ قبر کا کیا سلوک ہوگا حشر کے میدان میں ان کا نہایت برا حال ہوگا۔ میزان کے موقع پر ان کا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا، پل صراط سے گزرتے ہوئے ان کا جو انجام ہوگا اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں رکھے ناقابل بیان ہے۔ مختصر یہ کہ اس شعر میں روح کو دلہن کئی وجوہات کی بنا پر کہا گیا ہے۔

موت مٹ جانے کا نام نہیں

﴿وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ يَمُوْتُ فَقُلْتُ اقْرَأْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ﴾

(مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز باب مایُقال عندمَن حَضَرَہُ الْمَوْتُ۔ ابن ماجہ شریف)

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ میں حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا وہ مرنے کے قریب تھے میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام کہنا۔

فائدہ: مرنے والا مرنے کے بعد اگر نیست ونابود ہو جاتا ہے تو پھر وہ سلام کیسے دے سکتا ہے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ موت نیست ونابود ہو جانے کا نام نہیں۔

حدیث:

نسائی شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت مومن کو موت آتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لاتے ہیں کہتے ہیں کہ نکل اس حال میں کہ تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے راضی ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ تجھ سے راضی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رزق کی طرف اور ایسے رب کی طرف جو غضبناک نہیں ہے وہ بہترین مشک کی خوشبو کی طرح نکلتی ہے یہاں تک کہ فرشتے ایک دوسرے سے پکڑتے ہیں اسے لے کر آسمانوں کے دروازوں پر آتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کس قدر خوشبو ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے مومنوں کی روحوں کے پاس اس کو لاتے ہیں پس وہ

marfat.com
Marfat.com

اس روح کے آنے سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک تمہارا کسی غائب شخص کے آنے سے خوش ہوتا ہے اس سے پوچھتے ہیں فلاں نے کیا کیا؟ فلاں نے کیا کیا؟ کہتے ہیں اس کو چھوڑ وہ دنیا کے غم میں تھا پس وہ کہتا ہے وہ مر چکا ہے کیا تمہارے پاس نہیں آیا۔ وہ کہتے ہیں اس کو دوزخ کی آگ کی طرف لے گئے ہیں اور کافر کو جس وقت موت آتی ہے عذاب کے فرشتے ٹاٹ لے کر آتے ہیں نکل تو ناخوش تجھ پر ناخوشی کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف وہ نہایت بدبودار مُردار کی بو کی طرح نکلتی ہے یہاں تک کہ دروازوں پر اس کو لاتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں یہ بدبو کس قدر بری ہے۔ یہاں تک کہ اس کو کافر کی روحوں کی طرف لاتے ہیں۔
(سنن نسائی شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الجنائز)

موت کی حقیقت:

آج کل بعض لوگوں نے موت کا معنی یہ بیان کرنا شروع کر دیا ہے کہ موت کا معنی ہے نیست و نابود ہو جانا۔ فناہ ہو جانا۔ تباہ و برباد ہو جانا۔ مرنے والے کا تعلق ہر طرف سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ موت کا یہ معنی غلط ہے۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے موت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”اہل علم کا ارشاد ہے کہ موت عدم محض اور فناء صرف کا اسم نہیں ہے۔ موت تو رُوح کے تعلق کے خاتمے کا نام ہے اور ایک حجاب ہے جو رُوح اور بدن کے مابین قائم ہو جاتا ہے اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی جانب انتقال کر جانے کا نام موت ہے۔“ (تذکرۃ الموت اردو ترجمہ ص ۴۹)

دائمی زندگی:

اس حقیقت کی وضاحت درج ذیل حوالہ میں ملاحظہ فرمائیے کہ اگر موت نیست و نابود کا نام ہوتا تو شہداء کو:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ﴾ (پ ۲۔ البقرہ آیت ۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ (کنز الایمان)

فائدہ: پس معلوم ہوا کہ شہداء کو حیات دائمی حاصل ہوتی ہے حالانکہ بظاہر وہ شہید ہو چکے اس کے باوجود انہیں مردہ کہنے سے روکا جا رہا ہے اور منع بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے لافانی کلام میں کیا ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں پس واضح ہوا کہ موت نیست و نابود ہونے کا نام نہیں۔

انسانی تخلیق:

ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں اور ابو نعیم نے حضرت بلال بن سعد سے روایت کیا کہ انہوں نے اپنے وعظ میں بیان فرمایا کہ:

”اے دائمی زندگی کے طالبو! تم فناہ کے لیے تخلیق نہیں کیئے گئے تم ابدی حیاتی کے لیے تخلیق کیئے گئے ہو۔ ایک گھر سے دوسرے گھر کی جانب منتقل ہونے کے لیے تخلیق کیئے گئے ہو۔“ (تذکرۃ الموت ص ۴۹)

مومن کا تحفہ:

حاکم نے مستدرک میں اور ابن مبارک نے زہد میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ

marfat.com
Marfat.com

بن طہر سے روایت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔'' (تذکرۃ الموت ص ۵۰)

فائدہ: حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمایئے اور غور کیجئے کہ کیا نیست و نابود ہونا مومن کا تحفہ ہے یا حیاتِ ابدی ہونے میں مومن کا اکرام ہے۔ اگر نیست و نابود ہونا مومن کا تحفہ ہے تو پھر منافقین اور کافروں کے لیے موت چہ معنی دارد؟

پس واضح ہوا کہ محض نیست و نابود ہونے کا نام موت نہیں۔ اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے روح کو دلہن کہا ہے چونکہ آپ مومن ہیں اولیاء اللہ میں سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق زندگی گزاری اسی لئے آپ نے روح کو دلہن بیان فرمایا جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حبیب نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مومن کے فوت ہونے پر جو کچھ اس کی روح کے ساتھ پیش آئے گا سبھی کچھ بیان فرمایا ہے۔

-----☆☆☆-----

وَالوں نِکّی پُل صِرَاط، کنّیں نہ سُنی آئے   فرِیدا رکوی پوندی اِی، کھڑا نہ مُہائے

حل لغات:

★ والوں: بال سے۔ ★ نکی: چھوٹی، باریک۔ ★ پُل صراط: صراط بمعنی راستہ اور پل صراط کا معنی گذرگاہ یا مرحلہ جیسے پل دریا، نہر یا راجباہ وغیرہ کے اوپر پل ہوتی ہے تو ایک سرے سے اوپر کو پل کا راستہ جاتا ہے تو اس دریا وغیرہ کے اوپر سے گزر کر وہ راستہ دوسرے کنارے پر جاتا ہے اسی طرح موت کا مرحلہ بھی ایسا ہی ہے۔ ★ کنیں: کانوں سے ★ نہ سنی آئے، سنائی نہیں دیتی یعنی موت کوئی ایسی آواز وغیرہ جیسی نہیں کہ وہ سنی جاسکے اور سن کر کہی جاسکے کہ یہ موت ہے۔ ★ فریدا: اے فرید۔ ★ رکوی: آواز، خبر۔ ★ پوندی ای: پڑتی ہے۔ ★ کھڑا: کھڑا رہ کر۔ ★ نہ مُہائے: ضائع نہ کرے نہ گنوائے، نہ لُٹا۔

حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے مرحلے کے متعلق فرمایا ہے کہ موت ایک ایسی گزرگاہ ہے جو بال سے بھی زیادہ باریک ہے اس کی آواز کانوں سے سنی نہیں جاسکتی (اور نظر بھی نہیں آتی) اے فرید! اس موت سے متعلق تو سنتا ہے حیران ہو کر محض کھڑے کھڑے ہی اپنا وقت ضائع نہ کر۔ یعنی موت کا وقت آنے سے پہلے اپنا وقت ضائع نہ کر بلکہ نیک اعمال اختیار کر۔

اس شعر میں پل صراط سے مراد پل صراط بھی ہوسکتی ہے۔

مطلب:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ موت کی حقیقت کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ موت کوئی ایسی آواز نہیں ہے کہ جب موت کسی پر وارد ہو تو کہا جاسکے کہ اس کی آواز سخت ہوتی ہے یا باریک، اس کی آواز نرم ہوتی ہے یا سخت اس کی آواز مدھم ہوتی ہے یا تیز یا اس کی آواز ایسی ہوتی ہے ایسی ہوتی ہے وغیرہ کہ اس آواز کو سن کر کہا جاسکے کہ یہ موت ہے۔ اور نہ ہی موت کوئی ایسی

marfat.com
Marfat.com

چیز ہے کہ اسے دیکھا جا سکے۔ نہ ہی موت کوئی ایسی مادہ چیز ہے کہ اسے محسوس کیا جا سکے۔ موت تو محض جسم سے روح کے جدا ہونے کا نام ہے۔ جسم و روح کے فناہ ہونے کا نام نہیں۔ اے فرید! اس موت کے متعلق کھڑے ہو کر محض حیران و پریشان ہونے اور وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں جب اس نے آنا ہے تو بس آجانا ہے۔ اس لیے ایک ایک لمحہ برباد نہ کر، غفلت دور کر دے اور نیک و صالح اعمال اختیار کرتا کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے۔

یہاں پل صراط سے مراد وہ مخصوص پل صراط بھی ہو سکتی ہے فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک اور روایت بیان فرماتے ہیں کہ۔ پل صراط جہنم پر بال سے باریک ایک پل ہے جو کہ تلوار سے زیادہ تیز ہے جس پر لوہے کے کانٹے ہیں اور کنڈیاں ہیں۔ وہ پوری روایت ہی ملاحظہ فرمائیے۔

پل صراط:

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا کوئی دوست اپنے دوست کو بروز قیامت یاد رکھے گا؟ آپ نے فرمایا سوائے تین مواقع کے بقیہ ہر جگہ یاد رکھے گا، ایک تو میزان کے وقت ہر کسی کو یہ خوف ہوگا کہ اس کے اعمال کا وزن ہلکا ہے یا بھاری، دوم اعمال ناموں کے ملنے کے وقت یہ خوف ہوگا کہ سیدھے ہاتھ سے ملتے ہیں یا الٹے ہاتھ سے، سوم جب ایک گردن آگ سے نکلے گی اور سب کو گھیرے میں لیتے ہوئے کہے گی میں تین طرح کے لوگوں پر مؤکل کی گئی ہوں ان لوگوں پر جو دوسرے (نام نہاد بناوٹی) خداؤں کو پکارتے تھے اور ہر متکبر سرکش اور ہر اس شخص پر جو یوم حساب پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ پھر ان کو اسی طرح گھیرے میں لے کر جہنم کی وادیوں میں ڈال دے گی اور جہنم پر بال سے باریک ایک پل ہے جو کہ تلوار سے تیز ہے جس پر لوہے کے کانٹے اور کنڈیاں ہیں اور لوگ اس کے اوپر سے گزریں گے کوندتی ہوئی بجلی کی طرح، تیز ہوا کی طرح، بچتے بچاتے ہوئے اور کچھ زخمی ہو کر منہ کے بل جہنم میں گر جائیں گے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۶۱ جلد اول)

حدیث شریف:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہیں دوزخ یاد آ گئی تو آپ رونے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا يُبْكِيْكِ تمہیں کون سی چیز رلاتی ہے؟

ام المومنین نے عرض کی:

﴿ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ اَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾

اے مردو! کیا تم قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد کرو گے؟

﴿فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا فِىْ ثَلٰثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ اَحَدٌ اَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ يَخِفُّ مِيْزَانِهٖ اَمْ يَثْقُلُ وَ عِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ هَآءُ اُقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ اَفِىْ يَمِيْنِهٖ اَمْ فِىْ شِمَالِهٖ اَمِنْ وَرَآءِ

marfat.com
Marfat.com

ظَهْرِهٖ وَ عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَیْ جَهَنَّمَ ﴾

(رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ شریف باب الحساب والقصاص والمیزان)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین موقعوں میں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔

★ میزان کے پاس حتیٰ کہ جان لے کہ اس کا وزن ہلکا ہے یا بھاری۔

★ نامہ اعمال ملنے کے وقت جب کہا جائے کہ آؤ میرا نامہ اعمال پڑھو حتیٰ کہ جان لے کہ اس کا نامہ اعمال کہاں پڑتا ہے اس کے دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں پیٹھ کے پیچھے۔

★ اور پل صراط کے نزدیک جبکہ وہ دوزخ کے کناروں کے درمیان رکھا جائے گا۔

فائدہ: یہاں ذکر سے مراد زبان سے ذکر کرنا نہیں بلکہ دل میں سوچنا مراد ہے یہ ہیبت کمال ایمان کی دلیل ہے ورنہ آپ کے جنتی ہونے پر آیات قرآنیہ احادیث نبویہ دال ہیں آپ یقیناً جنتی ہیں مگر خوف خداوند کریم ہے (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۳۹۷)

فائدہ: اس میں خطاب عام خاوندوں سے ہے یعنی اے خاوندو! تم لوگ قیامت میں اپنے بال بچوں کو بخشواؤ گے یا نہیں۔ اس خطاب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ ہیں حضور کی شفاعت تو ہر مسلمان کو پہنچے گی۔ چہ جائیکہ خاص اپنے گھر والے لہٰذا مطلب واضح ہے اس سے شفاعت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۳۹۷)

کوئی خاوند اس وقت تک اپنے بیوی بچوں کو یاد نہ کرے گا جب تک اسے اپنے متعلق ان تین باتوں کا اطمینان نہ ہو جائے وزن کے وقت نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے، نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں مل جائے۔

پل صراط سے بخیریت پار لگ جائے ان تین منزلوں سے گزر کر مطمئن ہو کر اپنے بال بچوں کو یاد کرے گا۔ جواب شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ ان خاوندوں کے متعلق ہے جن کو یہ تین الجھنیں ہوں۔ اسے اپنی فکریں ہوں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن گنہگاروں کی فکر ہوگی اپنی فکر نہ ہوگی۔

حضرت انس نے حضور انور سے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ قیامت میں آپ کے ملنے کے مقامات کون کون سے ہیں؟ وہاں آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟

تو حضور نے اپنے ملنے کے یہی مقامات بیان فرمائے ہیں میزان، حوض کوثر، پل صراط غرضیکہ یہ سوال و جواب عوام کے متعلق ہے نہ کہ حضور کے متعلق خیال رہے کہ روزِ قیامت پل صراط دوزخ پر رکھی جائے گی جس پر گزرنا ہر ایک کے لیے ضروری ہے کفار وہاں ہی گر جائیں گے مومن بخیریت گزر جائیں گے۔ وہاں سے گزرنا ضروری ہے کہ جنت کے راستہ میں یہ پل ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۳۹۸۔۳۹۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! کیا تم صاف دوپہری میں جب سورج کے ساتھ بادل نہ ہو سورج کے دیکھنے میں شک کرتے ہو اور کیا تم چودھویں رات میں چاند کے دیکھنے میں جبکہ اس کے ساتھ بادل نہ ہو شک کرتے ہو؟

marfat.com
Marfat.com

عرض کیا: یارسول اللہ! نہیں

فرمایا: تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار میں شک نہیں کرو گے مگر ایسا جیسے ان دونوں میں سے ایک کے دیکھنے میں شک کرتے ہو۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اعلانچی اعلان کرے گا کہ ہر گروہ اس کے پیچھے جائے جس کی وہ پرستش کرتا تھا تو جو بھی اللہ کے سوا بتوں کی اور پتھروں کی عبادت کرتے تھے اس میں سے کوئی نہ بچے گا مگر دوزخ میں گر جائیں گے حتیٰ کہ جب ان نیک وبدوں کے سواء جو اللہ کی عبادت کرتے تھے کوئی نہ بچے گا تو ان کے پاس رب العالمین آئے گا تم کیا انتظار کر رہے ہو؟ ہر امت اپنے معبود کے ساتھ جا رہی ہے۔

اس پر عرض کریں گے یارب! ہم نے دنیا میں ان لوگوں کو چھوڑے رکھا جب کہ ہم ان کے بہت حاجت مند تھے اور ہم ان کے ساتھ نہ رہے اور جناب ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی روایت میں ہے کہ کہیں گے یہ ہی ہماری جگہ ہے حتیٰ کہ ہمارے پاس ہمارا رب آئے۔

پھر جب ہمارا رب جلوہ گر ہوگا ہم اسے پہچان لیں گے۔

جناب ابو سعید (رضی اللہ عنہ) کی روایت میں ہے کہ رب فرمائے گا کہ کیا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی نشانی کہ تم اسے پہچان لو گے۔

وہ عرض کریں گے ہاں!

تو اب (اپنی شان مبارکہ کے مطابق) پنڈلی کھولے گا تو ان میں سے جو دل کے اخلاص سے رب کو سجدہ کرتے تھے کوئی نہ رہے گا مگر اللہ اسے سجدہ کی اجازت دے گا۔ اور جو لوگ اپنے بچاؤ اور دکھلاوے کے لیے سجدہ کرتے تھے ان میں سے کوئی نہ بچے گا مگر اللہ اس کی پیٹھ ایک تختہ بنا دے گا۔ وہ جب بھی سجدہ کا ارادہ کرے گا اپنی پیٹھ پر گر جائے گا پھر دوزخ پر پل (پل صراط) رکھا جائے گا اور شفاعت واقع ہوگی اور کہیں گے: الٰہی سلامت رکھ! سلامت رکھ!

تو مسلمان پلک جھپکنے کی طرح اور بجلی کی طرح اور ہوا کی طرح، پرندے کی طرح اور تیز گھوڑے کی طرح، اونٹ کی طرح گزریں گے۔ بعض تو نجات پائیں گے سلامت رہیں گے۔ بعض زخمی ہو کر چھوڑ دیئے جائیں گے بعض دوزخ کی آگ میں گرا دیئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ جب مسلمان آگ سے خلاصی پالیں گے تو اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ نہیں ہے تم میں سے کوئی زیادہ جھگڑنے والا اپنے اس حق میں جو تمہیں ظاہر ہو جائے بمقابلہ مسلمانوں کے جو وہ اللہ سے جھگڑیں گے قیامت کے دن اپنے دوزخی بھائیوں کے لیے عرض کریں گے یارب! وہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے۔

ان سے کہا جائے گا کہ جنہیں تم پہچانتے ہو نکال لو۔ ان کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی یہ لوگ بڑی خلقت کو نکالیں گے پھر کہیں گے یارب جن کے متعلق تو نے ہم کو حکم دیا۔ تھا ان میں سے تو کوئی باقی نہ رہا رب فرمائے گا واپس جاؤ جس کے دل میں دینار برابر بھلائی پاؤ اسے نکال لو تو وہ بڑی خلقت کو نکالیں گے پھر فرمائے گا واپس جاؤ جس کے دل میں آدھے دینار برابر بھلائی پاؤ اسے بھی نکال لو۔ چنانچہ وہ بہت بڑی خلقت کو نکال لائیں گے۔

پھر عرض کریں گے یارب ہم نے ... بھلائی والا ... چھوڑا ... اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فرشتوں نے شفاعت

marfat.com
Marfat.com

کرلی، رسولوں نے شفاعت فرمالی، مومنوں نے شفاعت کرلی۔ اب سوائے ارحم الراحمین کے کوئی نہیں۔ باقی رہا تب آگ میں سے ایک مٹھی بھرے گا تو ان لوگوں کو وہاں سے نکال دے گا جنہوں نے کبھی کوئی بھلائی نہیں کی جو کوئلے ہو چکے ہوں گے انہیں اس نہر میں ڈالے گا جو جنت کے دہانوں میں ہے جسے زندگی کی نہر کہا جاتا ہے تو وہ یوں اگیں گے جیسے دانہ سیلاب کے اوپر کوڑا میں اگتا ہے پھر وہ نکلیں گے موتی کی طرح ان کی گردنوں میں مہریں ہوں گی۔ انہیں لوگ کہیں گے کہ یہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں جنہیں رب نے بغیر عمل کیئے ہوئے بغیر بھلائی آگے بھیجے ہوئے جنت میں داخل فرمادیا تو ان سے کہا جائے گا کہ تمہارے لیئے وہ ہے جو تم نے دیکھا اور اس کی مثل (مشکوٰۃ شریف باب الحوض والشفاعۃ)

اس حدیث مبارکہ کے متعلق چند ضروری فوائد۔

☆ بت پرستوں کے تمام بت حتیٰ کہ سورج، چاند بھی وہاں موجود ہوں گے خیال رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مریم کو عیسائیوں نے اور حضرت عزیز کو یہود نے پوجا مگر ان کے فوٹووں کو اور صلیب کو پوجا تھا وہ لوگ ان تصویروں اور صلیب کے ساتھ دوزخ میں جائیں گے لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ پھر تو چاہیے کہ یہ حضرات بھی دوزخ میں جائیں کہ انہیں یہود یا عیسائیوں نے پوجا تھا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۴۲۸)

☆ اور چاند کا دوزخ میں جانا سزا پانے کے لیئے نہیں بلکہ دوزخیوں کو سزا دینے کے لیے حتیٰ کہ سورج کی گرمی آگ کی گرمی سے مل کر ان لوگوں کی تکلیف کو اور بھی زیادہ کردے گی لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ان پتھروں کو بلا قصور دوزخ میں کیوں ڈالا گیا اسی طرح دوزخ میں مقرر شدہ فرشتے عذاب دیں گے عذاب پائیں گے نہیں۔ (مراۃ خلاصہ مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۴۲۸)

☆ رب کے آنے سے مراد ہے اس کا حکم آنا یا یہ متشابہات میں سے ہے اس ظاہری آنے جانے سے رب پاک ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۴۲۸)

☆ وہ علامت و نشانی حجت الٰہی ہے جو ایمان و عرفان کا نتیجہ ہے اس ذریعہ سے ہم رب تعالیٰ کو پہچان لیں گے (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۴۲۹)

☆ پنڈلی کھولنے کی بہت تو جیہیں کی گئی ہیں مگر صحیح تو یہ ہے کہ یہ متشابہات میں سے ہے رب تعالیٰ پنڈلی وغیرہ سے پاک ہے بعض نے فرمایا کہ اس سے ان لوگوں کی پنڈلی مراد ہے یعنی ان پر ایسی تکلیف نازل ہوگی کہ ان کی پنڈلی کھل جائے گی۔ بعض نے فرمایا کہ اس سے رب کی پنڈلی مراد ہے جو اس کی شان کے لائق ہے بعض نے فرمایا کہ اس سے رب تعالیٰ کی تجلی صفات مراد ہے اللہ اعلم بمرادہ وحبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۴۲۹)

☆ جب تک سارے مؤمنین بخیریت گزر نہ جائیں گے تب تک انبیاء کرام سلم سلم کہتے رہیں گے صرف دوبارہی نہ کہیں گے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

پل سے گزارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۴۳)

marfat.com
Marfat.com

پل صراط کے متعلق اہل سنت و جماعت کا عقیدہ:

صراط حق ہے یہ ایک پل ہے کہ پشت جہنم پر نصب کیا جائے گا۔ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گزر فرمائیں گے پھر اور انبیاء و مرسلین پھر یہ امت پھر اور امتیں گزریں گی اور حسب اختلاف اعمال پل صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے بعض تو ایسے تیزی سے گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہو گیا اور بعض تیز ہوا کی طرح کوئی ایسے جیسے بجلی ہے اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے یہاں تک کہ بعض شخص سُرین پر گھسٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا اور پل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے) لٹکتے ہوں گے جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اسے پکڑ لیں گے مگر بعض تو زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرا دیں گے اور یہ ہلاک ہوا۔ یہ تمام اہل محشر تو پل پر سے گزرنے میں مشغول مگر وہ بے گناہ گنہگاروں کا شفیع پل کے کنارے کھڑا بہ کمال گریہ وزاری اپنی امت عاصی کی نجات کی فکر میں اپنے رب سے دعا کر رہا ہے رَبِّ سَلِّمْ ۔ الٰہی ان گنہگاروں کو بچالے بچالے اور ایک اسی جگہ کیا حضور اس دن تمام مواطن میں دورہ فرماتے رہیں گے کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے وہاں جس کے حسنات میں کمی دیکھیں گے اس کی شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے اور فوراً ہی دیکھو تو حوض کوثر پر جلوہ فرما ہیں پیاسوں کو سیراب فرما رہے ہیں۔ اور وہاں سے پل پر رونق افروز ہوئے اور گرتوں کو بچایا ہے غرض ہر جگہ انہیں کی دوہائی ہر شخص انہیں کو پکارتا۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۳۰ جلد اول)

فائدہ: پل صراط آج قائم نہیں ہے قیامت میں اس وقت قائم کیا جائے گا اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو دوزخی اس سے پہلے دوزخ میں پہنچائے گئے وہ پل صراط سے نہ گزارے گئے کہ پل تو اس کے دوزخ میں پہنچنے کے بعد قائم کیا گیا۔
(مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۴۳۰)

خلاصہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ پل صراط سے موت مراد ہے۔ اگر پل صراط سے مراد موت ہے تو پھر اس کا مطلب ہوا کہ محبوب حقیقی تک پہنچنے کے لیے موت کے سیدھے راستے سے گزرنا پڑے گا۔ موت کے پل سے گزر کر ہی محبوب تک پہنچا جا سکتا ہے۔

اگر پل صراط سے مراد وہی پل صراط ہو جو قیامت کے دن قائم کی جائے گی تو پھر اس شعر کا مطلب ہوگا کہ بال سے زیادہ باریک جو پل صراط سننے میں آتی ہے۔

اس کی آواز کانوں سے سنی نہیں جا سکتی اور اسے اب نظر سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ حیران و پریشان ہونے کا کوئی فائدہ نہیں وہ امور سر انجام دے جس سے موت کے پل صراط سے بھی گزرنا آسان ہو جائے اور جو پل صراط دوزخ کے اوپر قائم کیا جائے گا اس سے بھی گزرنا آسان ہو جائے۔ خواہ مخواہ غفلت میں زندگی کے لمحات گزارنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:

marfat.com
Marfat.com

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب بیان فرماتے ہیں:

یہ پل صراط وہ راستہ ہے جس کی تلاش میں فقیر لوگ رہتے ہیں اس کا سر تحریر میں نہیں آتا سینہ بہ سینہ ہے یہ پل صراط ایک کسوٹی ہے جو کہ مومنین اور فاسقین کو لگانے سے حق پرست و باطل پرست ظاہر کر دیتی ہے جو مومن ہوتا ہے اس امتحان میں پاس ہو جاتا ہے اور آسانی سے گزر جاتا ہے اور جو فاسق ہوتا ہے وہ فیل ہو جاتا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غار میں گر پڑتا ہے۔ (دیوان فرید ص ۴۸)

فائدہ: اگر غور و فکر کیا جائے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ درویش کے لیے دنیا مثل جہنم۔ اس دنیا پر ایک پل صراط یعنی اس دنیا میں درویش کے لیے محبوب کی رضا کے مطابق زندگی گزارنا اسی طرح مشکل ہے جیسے پل صراط سے گزرنا مشکل ہوگا۔ درویشوں کے لیے یہ دنیا بھی مثل پل صراط کے بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے معمولی سی غفلت سے راہ حق سے کاٹ کر دنیا کی فریب کاریوں کا شکار ہو جانا کوئی مشکل کام نہیں بلکہ آناً فاناً شیطانیت کی انتہا تک جا پہنچتا ہے۔ اس لیے گویا آپ فرما رہے ہیں کہ اے درویش! اس دنیا کی پل صراط سے خوب احتیاط سے گزر کہیں معمولی سی غفلت اندھے غار میں نہ گرا دے۔ پس حیران و پریشان کھڑا کھڑا اپنا وقت برباد نہ کر بلکہ اعمال صالح اختیار کرتا کہ اس پل صراط سے گزر کر محبوب کے حضور سرخروئی نصیب ہو جائے۔

-----☆☆☆-----

فریدا در درویشی گا کھڑی، چلاں دنیا بھت   بنھ اُٹھائی پوٹلی، کتھے ونجاں گھت

حل لغات:

★ در: دروازہ، راستہ، روش۔ ★ درویشی: فقیری۔ ★ در: درویشی۔ فارسی ترکیب لفظی ہے جس کے معنی درویشانی روش یا درویش کی زندگی (معارف فریدیہ ص ۷۷) درویشانہ زندگی: درویشانہ رنگ ڈھنگ۔ درویشانہ انداز زندگی۔ ★ گاکھڑی: مشکل، کانٹے دار۔ تکلیف دہ ★ چلاں۔ چلنا۔ ★ بھت: کی طرح، نمونہ، انداز، طرز۔ ★ بنھ: باندھ کر۔ ★ اُٹھائی: اٹھالی۔ ★ پوٹلی: گٹھڑی، چھوٹی سی گٹھڑی، تھیلی، تھلی۔ ★ کتھے: کہاں۔ ★ ونجاں: جاؤں۔ ★ گھت: رکھوں، بچھاؤں۔ ★ کتھے ونجاں گھت: کہاں جا کر رکھوں، کہاں جا کر بچھاؤں۔

درویشی کا دروازہ نہایت مشکل ہے۔ کیوں نہ میں بھی دنیا والوں کی روش اختیار کرلوں۔ میں نے درویشی کی پوٹلی باندھ کر اٹھالی ہے اب اسے کہاں لے جا کر پھینکوں۔

مطلب:

اے فرید! درویشی (فقر) کا دروازہ نہایت مشکل ہے اس راستے کو اختیار کرنا ہر تیں اور میں کے بس کا روگ نہیں ہے۔ درویشی کی منزل کو سر کرنا نہایت دشوار ہے اس راستے چلتے ہوئے منزل مقصود کا پالینا نہایت کٹھن اور طویل ہے۔ کیوں نہ میں بھی

marfat.com
Marfat.com

دنیاوالوں کی ہی روش اختیار کرلوں۔ جیسے دوسرے لوگ دھوکہ فریب، ٹھگی وغیرہ کی چالیں چلتے ہیں میں بھی انہیں جیسا بن جاؤں۔ کیونکہ دنیا اور دنیا والے خوب تنگی کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ اللہ والوں کے لیے نہایت دشواریاں کھڑی کردیتے ہیں۔ جس وجہ سے درویشانہ رنگ ڈھنگ کو اپناتے ہوئے زندگی گزارنا بڑا مشکل کام ہے۔ اس راستے میں چلتے ہوئے بڑے بڑے لوگ ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔ مگر ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ یا تو اس درویشانہ زندگی کی طرف قدم نہ بڑھاتے وہ الگ بات تھی۔ اب قدم پیچھے ہٹانا کم ہمتی ہے اب جو پوٹلی درویشی والی باندھ کر اپنے سر پر اٹھالی ہے اسے کہاں لے جا کر پھینکوں۔ حق تعالیٰ کا راستہ چھوڑنا میرے بس کا روگ نہیں ہے۔ درویشی اختیار کیئے رکھنا میری مجبوری ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔

یہی وہ راستہ جو منزل مقصود تک پہنچنے کا سبب ہے جب یہی راستہ ہی دنیا والوں کو دیکھ کر ترک کر دیا جائے۔ تو راہ حق سے پھسل جائے گا جو کہ نہایت خسارے کا سبب ہے۔ صراطِ مستقیم کی طرف گامزن رہنے کے لیے یہی پُر امن اور سیدھا راستہ ہے۔ اس لیے منزل پہ بھی پہنچنا ضروری ہے۔ اس راستے کی بجائے کوئی اور راستہ ایسا نہیں جو حق تعالیٰ تک پہنچا سکے۔ اس لیے اسے کیسے چھوڑوں۔ اور یہ راستہ چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

دنیا داری اور درویشی:

دنیاداری تو نہایت آسان ہے مگر فقر اور درویشی نہایت مشکل کام ہے۔ ظاہری طور پر درویشوں جیسی زندگی اختیار کرنا بھی مشکل نہیں کہ درویشوں کی مانند روزے رکھنا، درویشوں کی طرح بال رکھ لینا، درویشوں کی مانند لباس پہن لینا مختصر یہ کہ ظاہری طور پر درویش بننا بھی مشکل کام نہیں بلکہ آسان ہے ہاں حقیقتِ فقر اور اس کے تقاضے نہایت مشکل ہیں۔ درویشی کا ظاہری رنگ ڈھنگ تو کوئی مشکل نہیں ہاں البتہ درویشی کے تقاضے یعنی فقر اور تقویٰ اختیار کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ ذرا سی لغزش سے سب کچھ آناً فاناً ضائع ہو جائے گا۔

راہِ فقر سے شیطان ڈرتا ہے:

قرآن مجید میں رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿اَلشَّیْطٰن یعِدُکم الفقر ویامرکم بالفحشاء﴾

شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور تمہیں بدی کا حکم دیتا۔

درویشی کے متعلق ملفوظاتِ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ درویشی پردہ پوشی ہے اور خرقہ پہننا اس کا کام ہے جو مسلمان وغیرہ کے عیب چھپائے اور کسی کے آگے ظاہر نہ کرے اور دنیاوی مال اس کے پاس ہو تو اسے راہِ خدا میں صرف کرے اور ذخیرہ نہ کرے۔ (راحت القلوب ص ۶)

☆ فرمایا: حقیقت کی زکوٰۃ یہ ہے کہ چالیس میں سے کچھ بھی نہ بچائے بلکہ تمام راہِ خدا میں تقسیم کردے اسی واسطے کہ درویشی خود فروشی ہے۔

حکایت:

موقع کی مناسبت سے حکایت بیان ... دعا ... دہلوی قدس سرہ العزیز کی زیارت کی اور

marfat.com
Marfat.com

چند روز آپ کی خدمت میں بسر کیئے اس عرصہ میں تقریباً چھ ہزار دینار ہر روز آپ کی خانقاہ میں بطور نذر آتے اور سب راہِ خدا میں صرف کیئے جاتے اور رات کو ایک پیسہ بھی نہ بچاتے۔ ساتھ ہی یہ فرماتے کہ اگر میں کچھ بچاؤں تو مجھے درویش نہیں کہیں گے بلکہ کہیں گے کہ یہ مالدار درویش ہے۔ (راحت القلوب ص ٦)

☆ درویشی قناعت ہے۔ جو کچھ اسے ملے یہ نہ کہے کہ ایسا ملنا چاہیے تھا کیونکہ سلوک اولیاء میں نے لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ کسی درویش کی زیارت کو گئے تو اس کے ساتھ سلوک کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ اسی اثناء میں جو کی دو روٹیاں درویش کے پاس تھیں لیکن بے نمک مالک دینار نے فرمایا اگر نمک ہوتا تو بہتر ہوتا۔ درویش کی لڑکی نے سنتے ہی کوزہ اٹھا کر بقال کی دکان پر گروی رکھا اور نمک لا کر حاضر کیا۔ دونوں نے مل کر کھایا تو مالک دینار نے فرمایا کہ قناعت اسی کا نام ہے۔ لڑکی نے آداب بجالا کر عرض کیا کہ اگر آپ میں قناعت ہوتی تو ہمارا کوزہ بنیئے کی دوکان پر گروی کیوں رکھا جاتا۔ اے مالک دینار سنو! ہماری یہ حالت ہے کہ سترہ سال سے ہم نے نمک بالکل ترک کیا ہوا ہے یہ کیا آپ نے فرمایا ہے کہ درویشی آپ سے بعید ہے اور یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔

رباعی:

چُوں عمر درگذشت درویشی بہ چُوں کار بقسمت است کم کوشی بہ
چُوں ترس حیات است زر پوشی بہ چوں گفتہ نوشت است خاموشی بہ

اور ابھی تجھے معلوم نہیں کہ درویش کے سر پر کیا کیا سختیاں گزرتی ہیں۔ (راحت القلوب ص ٦٧)

☆ فرمایا: درویشی پردہ پوشی کا نام ہے پس درویش کو لازم ہے کہ ان چار چیزوں سے الگ رہے۔ (i) آنکھیں اندھی بنا لے تا کہ لوگوں کے عیب نہ دیکھے۔ (ii) کانوں کو بہرا کر لے تا کہ نہ سننے کے لائق باتیں نہ سنے۔ (iii) زبان گونگی کر لے تا کہ نہ کہنے والی بات کوئی نہ کہے۔ (iv) پاؤں کو لنگڑا کر لے تا کہ جہاں جانا مناسب نہ ہو وہاں نہ جائے۔

پس اگر کسی میں یہ خصلتیں پائی جاتی ہوں تو سمجھ لو کہ درویش ہے ورنہ جھوٹا مدعی ہے اور اس میں درویشی کی کوئی بات نہیں۔ (راحت القلوب ص ٨)

حکایت:

شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ نے چالیس سال تک آنکھ بند رکھی سبب پوچھا تو فرمایا تا کہ لوگوں کے عیب نہ دیکھوں اور اتفاقاً دیکھوں تو پردہ پوشی کروں اور کسی سے نہ کہوں۔ (راحت القلوب ٨)

☆ جس درویش نے دنیا کا کام شروع کیا اور مال و مرتبہ و ترقی چاہی وہ درویش نہیں بلکہ طریقت کا مرتد ہے اس واسطے کہ دنیا سے روگردانی کا نام فقر ہے۔ (راحت القلوب)

حکایت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حرائق میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ شاہ عراق تین سال تک بیمار رہا خواجہ شہاب الدین تستری رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا تا کہ دعا کریں جب آپ [illegible] تو [illegible] کے [illegible] دور ہو گیا اور واپس چلے آئے ایک

marfat.com
Marfat.com

گھڑی کے کفارے میں جو بادشاہ کے پاس صرف ہوئی سات سال اہل دنیا سے میل جول قطع کر دیا۔

☆ یہ بھی فرمایا کہ اس بارے میں مشائخ طریقت کہتے ہیں کہ فقراء کے لیے دنیا کی صحبت زہر قاتل ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دولت مند آدمیوں سے جس قدر پرہیز کیا جائے اُسی قدر خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے اہل دنیا کی محبت جس قدر ان کے دل میں ہوگی اسی قدر نقصان ہوگا اس واسطے کہ فقر تقرب اور طریقت کا مذہب یہ ہے کہ درویش کے دل میں ذرہ بھر بھی اہل دنیا کی محبت نہ رہے۔(راحت القلوب ص ۱۳)

☆ فرمایا: درویش کو ذکر میں ایسا فرد ہونا چاہیے کہ اس کے بدن کا ہر ایک بال زبان بن جائے۔(راحت القلوب ص ۱۳)

☆ فرمایا: اس راہ میں بڑا اصول حضوری دل ہے اور حضوری دل، حلال لقمہ کھائے اور اہل دنیا سے پرہیز کیئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔(راحت القلوب)

☆ فرمایا: جو صوف پہنے اُسے چرب اور شیریں لقمہ نہیں کھانا چاہیے۔اور نہ ہی دنیا سے میل جول رکھنا چاہیے۔(راحت القلوب ص ۱۴)

☆ فرمایا: خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے عمدہ میں لکھا دیکھا ہے کہ اس راہ کا اصول دل کی صلاحیت ہے اور یہ صلاحیت اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ باطن تمام مذمومات دنیاوی یعنی غل وغش، حسد وتکبر اور حرص وبخل سے پاک کرے اور دل کو اس سے صاف کرے جو کام کی بات ہے اور درویشی کا جوہر بھی اسی مقام پر ظاہر ہوتا ہے۔(راحت القلوب ص ۱۲)

﴿تلك عشرہ كاملہ﴾

یہاں دس اقوال بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔چند حکایات بھی عرض کی ہیں انہیں ملاحظہ فرمایئے اور غور فرمایئے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا کہ درویشی کا دروازہ نہایت مشکل کام ہے دنیا والوں کی روش نہایت آسان ہے۔بابا صاحب فرماتے ہیں کہ جی میں تو جاتا ہے کہ میں نے یہ کیسا مشکل راستہ اختیار کرلیا ہے مگر غور تو کرتے ایسے لوگ ہو گزرے ہیں جو اس راستے کو اپنا چکے ہیں درویشی کا راستہ اختیار کرلیا ہے تو اب اسے کہاں چھوڑیں یہ مردوں کا کام تو نہیں بہادر اٹھے ہوئے قدم واپس نہیں اٹھاتے وہ اپنی منزل کی طرف گامزن رہتے ہیں۔علامہ اقبال بیان فرماتے ہیں کہ:

غلامی میں نہ کام آتی ہیں نہ تدبیریں نہ شمشیریں
اگر ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کیا خوب کسی نے بیان فرمایا ہے کہ:

ے نہ ڈر منزل کی دوری سے قدم آگے بڑھاتا جا

حکایت:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں تربوز کا چھلکا پڑا تھا۔کسی نے تربوز کھایا تھا اور چھلکا راستے میں ہی پھینک کر چلا گیا۔بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمجھے کہ یہ کسی کے کام کا نہیں اور نہ ہی کسی کی ملک ہے۔وہ چھلکا اٹھالیا۔تربوز کے کھیت والے کو تلاش تھی کہ تربوز چوری توڑنے والے کو پکڑے۔وہ چور کو تلاش کرتا کرتا حضرت صاحب تک پہنچا اس نے جب دیکھا کہ آپ کے پاس تربوز ہے تو اس نے خیال کیا کہ تربوز میرے کھیت میں سے توڑے ہوں

marfat.com
Marfat.com

گے۔ یہ خیال کر کے اس مردود نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مارا جب وہ مار رہا تھا اس وقت تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کچھ نہ کہا مگر آپ کے دل مبارک میں یہ بات آئی کہ افسوس کہ فقیری کی قیمت تربوز کا ایک چھلکا بھی نہ ہوئی۔ جب اس فقیری کا حال دنیا میں یہی ہے تو فقیری کے اس بوجھ کو اُٹھائے پھرنے سے کیا فائدہ؟ یہ فقیری یعنی درویشی والا بوجھ پھینک دینا چاہیے۔ جب تربوزوں کے کھیت کا مالک حضرت کے ساتھ خفا ہو کر واپس اپنے کھیت میں پہنچا۔ تو جا کر دیکھا کہ کل تربوز کھیت میں آدمیوں کے کاٹے ہوئے سر ہو گئے ہیں۔ اتنے میں اس کی جان تو قالب سے گئی کہ شاید بادشاہ مجھے مار دے گا۔ کیونکہ مجھ سے قصور ہوا۔ وہ فقیر تو خدا کا دوست (ولی کامل) تھا۔ وہ فوراً بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر قدموں پہ گرا اور زار زار رونے لگا کہ حضرت! میرا قصور معاف کیجئے۔ میرا دین بھی گیا اور دنیا بھی۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے رحم دل تھے۔ آپ کے دل مبارک میں رحم پیدا ہوا۔ آپ نے اسے فوراً معاف کر دیا۔ کھیت فوراً ٹھیک ہو گیا۔ حضرت صاحب کو تکلیف دینے والا جزامی ہو گیا۔ یہ ضلع ہوشیار پور کے کسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ جہاں آپ تشریف لے گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ تا زمان حال اس کی جد سے ایک بُرائی ضرور ہوتا رہتا ہے۔
(خلاصہ از دیوان فرید ص ۳۰)

فائدہ: بے ادب بے نصیب۔ اس موضوع پہ مزید مطالعہ کے لیے شیخ القرآن والتفسیر، شیخ الحدیث، فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ کی تصنیف لطیف با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

فائدہ: نفس امارہ کی خواہشات کو رد کر کے حق تعالیٰ سے لو لگانا حق تعالیٰ سے قرب کا سبب ہے یہی درویشی کی قلیل لفظوں میں حقیقت ہے۔

نفس کو مارتے تو پھر بیڑا ہے پار دشمن جان سے تیرا یہ دوست دار

-----☆☆☆-----

کُجھ نہ بُجھے، کُجھ نہ سُجھے دُنیا گُجھی بھاہ سائیں میرے چنگا کیتا، تاں ہُنھی ونجاہاہ

حل لغات:

کجھ: بعض کتابوں میں کجھ یعنی ک کے نیچے زیر آیا ہے مگر ہم نے آج کل کی زبان کے مطابق ک پہ پیش لگا دیا ہے تا کہ اُسے پڑھنا اور عام لوگوں کے لیے سمجھنا آسان ہو جائے، کجھ بمعنی کچھ، کچھ بھی۔ ★ بجھے: پتہ لگے، علم ہو: ٹھنڈی ہو، ٹھنڈی ہو جائے، بجھ جائے۔ ★ سجھے: بمعنی سوجھے۔ سمجھ آئے: اندازہ ہو۔ ★ گجھی: پوشیدہ۔ ★ چھپی ہوئی، گہری، پراسرار، انوکھی۔ ★ بھاہ: آگ۔ ★ سائیں: مالک، آقا، محبوب، رب۔ ★ اچھا: بہتر، بھلا۔ ★ کیتا: کیا۔ ★ ناہیں: نہیں۔ ★ تاں: تو۔ ★ ہُنھی: (ھن بھی) یعنی میں بھی۔ ★ ونجاں ھاہ: چلا جاتا، جل جانا، تباہ و برباد ہو جاتا۔

دنیا ایک ایسی پوشیدہ آگ کی مانند ہے کہ اس کی حقیقت کی سمجھ نہیں آتی۔ کہ نہ تو یہ بظاہر نظر آتی ہے اور نہ ہی اس کی حقیقت سمجھ آتی ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ دنیا ایک پوشیدہ آگ ہے۔ اور اس آگ سے بچنا نہایت مشکل کام ہے۔ میرے مالک، میرے مولا نے بڑا اچھا کیا کہ اس سمجھ نہ آنے والی [illegible] مجھے بچا لیا [illegible] جلتا۔ جیسے دوسرے دنیا دار دنیا کی

marfat.com
Marfat.com

آگ میں جل رہے ہیں میں بھی انہیں کی طرح اس آگ میں جلتا رہتا۔تباہ وبرباد ہوجاتا۔

مطلب:

دنیا کی حقیقت سمجھنا ایک عام آدمی کے بس کا روگ نہیں ہاں میں نے دنیا کا پتہ لگانے کی بہت کوشش کی کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے کونسی چیز اس میں اچھی ہے اور کون سی چیز میرے لئے نقصان دہ ہے؟ حتیٰ الوسع کوشش کی مگر کچھ بھی سمجھ نہ آئی۔کیونکہ دنیا ایک پوشیدہ آگ۔ایسی پوشیدہ آگ کہ جو بظاہر دیکھنے سے نظر نہیں آتی مگر بندے کو تباہی کے دہانے پر پہنچادیتی ہے۔اس دنیا میں مگن سے رجحان اللہ تعالیٰ کی طرف ہونے کی بجائے شیطانی امور کی طرف ہوجاتا ہے روحانیت میں ترقی کی بجائے تنزلی شروع ہوجاتی ہے۔بظاہر نیک اعمال صالح معلوم ہوتے ہیں مگر ریاکاری کی نظر ہوکر راکھ کرڈھیر بن جاتے ہیں۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہوا۔اس دنیا کے مکروفریب سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم نہ ہوتا تو میرا بچنا بھی مشکل تھا۔میرے مالک نے کرم فرمایا تو حقیقت سمجھ آئی ورنہ میں بھی دنیاداروں کی طرح بربادی کی دلدل میں پھنس جاتا۔

دنیا کی حقیقت:

دنیا بظاہر بڑی خوبصورت ہے اس کی دلکشی پورے عروج پر ہے۔اس کی خوبصورتی دیکھ کر اسی میں دل لگالینا قطعاً مناسب نہیں جب تک اس کی حقیقت سے آشنائی نہ حاصل کرلی جائے۔مثلاً سانپ کو دیکھئے بظاہر سانپ کتنا خوبصورت نظر آتا ہے۔ظاہری خوبصورتی کے باوجود ہم اس سے بچنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ محض اس لئے کہ سانپ کی خوبصورتی کا قرب حاصل کرتے کرتے سہواً ہم اپنی جان سے ہاتھ دھوسکتے ہیں کیونکہ بظاہر سانپ بڑا خوبصورت نظر آرہا ہے مگر حقیقتاً بڑا زہریلا ہے۔اس کا معمولی سا ڈسنا ہمارے لیے نقصان دہ ہے ہمیں زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔محض ظاہری خوبصورتی انسان کو حقیقت سے آشنا نہیں کرسکتی بلکہ بعض اوقات انسان اس کی دلفریبی میں آکر دھوکہ کھاجاتا ہے جو کہ نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔

آگ کا انگارہ:

دیکھئے بظاہر آگ کا انگارہ کتنا خوبصورت لگتا ہے۔دہکتا انگارہ خوبصورتی کے لحاظ سے بڑا خوبصورت ہے مگر اس کا ظاہری قرب انسان کو جلادیتا ہے۔اگر ہم اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر اس سے کھیلنا شروع کردیں تو جیسے ہم اس کے ساتھ پیار کریں گے بظاہر اسے بھی پیار کے جواب میں پیار ہی کرنا چاہیے۔اگر ہم اس آگ کے انگارہ کے ساتھ کھیلیں تو اس انگارے کو بھی چاہیے کہ محض کھیل کی حد تک ہی رہے۔مگر نہیں کبھی اس آگ کے انگارہ سے کھیلتے ہوئے اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر دیکھئے اپنی خوبصورتی کے باوجود جونہی ہمارے ہاتھوں سے مس کرے گا فوراً ہمارے ہاتھوں کو جلائے گا۔کیونکہ اس کی فطرت جلانا ہے اس نے اپنی فطرت پہ ہی عمل کرنا ہے۔اس نے جلانا ہی ہے اس نے یہ نہیں دیکھنا کہ آپ تو اس کے ساتھ کھیلنا چاہتے۔آپ تو اس کے ساتھ دوستانہ بڑھانا چاہتے ہیں۔اس کا تمہارے ساتھ دوستانہ یہی ہے کہ وہ تجھے جلائے گا۔بظاہر خوبصورت نظر آنے والا انگارہ حقیقت کے لحاظ سے نقصان کا سبب بن سکتا ہے ہاں ذرا دور رہ کر ایک حد کے دوران رہتے ہوئے اسی سے فائدہ حاصل کرنا چاہے گا تو تیرے لیئے کھانا پکانے کا سبب بھی بن سکتا ہے پانی گرم کرنے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔چائے پکانے کے کام بھی آسکتا

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ دودھ گرم کرنے کے بھی کام آ سکتا پس اسی طرح آگ سے ہزاروں فوائد حاصل کیئے جاسکتے ہیں مگر زیادہ قرب نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔

فائدہ: دنیا میں موجود اکثر چیزوں کا یہی حال ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے ان سے ایک خاص فاصلے پر رہتے ہوئے ہزاروں فوائد حاصل کیئے جاسکتے ہیں مگر اندھا دھند ان کا قرب نقصان کا سبب بن سکتا۔

دنیا:

دنیا کے معانی ہیں: (1) کرۂ ارض۔ (2) کائنات۔ (3) بہت سی چیزیں۔

دنیا سے مراد ہوتا ہے اس کائنات میں جو کچھ ہے سب کچھ دنیا میں شامل ہے۔ مگر درویش اکثر یہ لفظ دین کے الٹ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ لفظ دین کے متضاد کے لیے استعمال کیا جانا عام ہے۔ مثلاً دنیا دار کے معانی ہیں۔ (1) دنیا کے دھندوں میں پھنسا ہوا آدمی۔ (2) ظاہری اخلاق کا آدمی۔ (3) چالاک آدمی (فیروز اللغات) یہ تینوں معانی دین کے متضاد چلنے والے شخص کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح دنیا داری کے معانی ہیں: (i) دنیا کے دھندے۔ (ii) بال بچے، رشتہ داریاں۔ (iii) ملنساری، میل جول، یہ معانی بھی اکثر عام استعمال ہوتے ہیں دین کے ساتھ خصوصیت نہیں۔

دنیا ساز:

کے معانی ہیں ظاہر داری کرنے والا۔ دنیا دار یہ معانی بھی محض ظاہری طور پر استعمال ہوتے ہیں دین کے متضاد کے لیے کیونکہ دین میں محض ظاہر داری کسی کام کی نہیں ہوتی دین میں تو ظاہر و باطن یکساں ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔

دنیاسازی:

ظاہر داری کی باتیں بناوٹ، نمائش یہ معانی بھی دین کے متضاد معانی میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔

دنیائے دنی:

بمعنی کمینی دنیا۔

دنیاوی:

دنیا کا، دنیا سے نسبت رکھنے والا، دینی کا الٹ۔

دنیوی:

دنیاوی۔

فائدہ: ان تمام الفاظ کے معانی فیروز اللغات سے لیئے گئے ہیں اور ان معانی میں سے اکثر دین کے متضاد معانی میں استعمال ہوتے ہیں اسی لئے درویش اکثر دنیا کو دین کے متضاد کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں جہاں بھی دنیا کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ وہاں دنیا سے مراد وہی دنیا ہے جو دین کے متضاد ہوتی ہے۔ ہاں یاد رکھیئے جو بظاہر دنیوی امور ہوتے ہیں مگر ان کا تعلق دین سے بھی ہوا سے دین کے متضاد معنی میں استعمال نہیں کر سکتے جیسے عام لوگ بھی کمائی کرتے ہیں مگر اللہ والے حلال ذرائع کو اپناتے ہوئے حلال روزی کماتے ہیں حلال ذرائع سے کمائی ہوئی دولت جو ... اور ... خرچ کی جائے اسے دین کے

marfat.com
Marfat.com

مخالف دنیا کے نام سے موصوف نہیں کیا جا سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ رزق حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے اب غور فرمائیے کہ دین کے خلاف امور سرانجام دینے والا اللہ کا دوست کیسے ہو سکتا ہے پس واضح ہوا کہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے مطابق کمائی ہوئی دولت اور اسی راستے میں لگائی جانے والی دولت وغیرہ ساز وسامان کو دین کے مخالف نہیں کہا جا سکتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اس مقام پر دنیا سے مراد مطلقاً دنیوی امور ہیں ان کا تعلق وہاں محض دنیا سے ہو یا دین سے۔ پس واضح ہوا کہ جہاں دنیا کی مذمت ہے وہاں وہ دنیا مراد ہے جو دین کے خلاف ہو۔

احادیث کی روشنی میں دنیا کی حقیقت

حدیث:

حضرت مستورد بن شداد سے روایت ہے کہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

﴿وَاللّٰہِ مَا الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مِثْلُ مَا یَجْعَلُ اَحَدُکُمْ اِصْبَعَہٗ فِی الْیَمِّ فَلْیَنْظُرْ بِمَ یَرْجِعُ۔﴾ (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الرقاق پہلی فصل)

اللہ کی قسم! نہیں ہے آخرت کے مقابل مگر ایسی جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ انگلی کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے۔

فائدہ: یہ بھی فقط سمجھانے کے لیے ہے ورنہ فانی اور متناہی کو باقی غیر فانی غیر متناہی سے وجہ نسبت بھی نہیں جو بھیگی انگلی کی تری کو سمندر سے ہے۔ خیال رہے کہ دنیا وہ ہے جو اللہ سے غافل کر دے، عاقل عارف کی دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے اُس کی دنیا بہت ہی عظیم ہے غافل کی نماز بھی دنیا ہے جو وہ نام ونمود کے لیے کرتا ہے، عاقل کا کھانا پینا، سونا جاگنا جینا مرنا بھی دین ہے کیونکہ حضور کی سنت ہے مسلمان اس لیے کھائے، پیئے، سوئے، جاگے کہ یہ حضور کی سنتیں ہی حیاۃ الدنیا اور چیز ہے حیوۃ فی الدنیا اور حیاۃ للدنیا کچھ اور یعنی دنیا کی زندگی، دنیا میں زندگی، دنیا کے لیے زندگی، جو دنیا کی زندگی میں ہو مگر آخرت کے لیے ہی دنیا کے لیے نہ ہو وہ مبارک ہے مولانا فرماتے ہیں:

آب در کشتی ہلاک کشتی است   آب اندر زیر کشتی پشتی است

کشتی دریا میں رہے تو نجات ہے اور اگر دریا کشتی میں آجائے تو ہلاک ہے، مومن کا دل مال واولاد میں رہنا چاہیے مگر دل میں اللہ ورسول کے سوا کچھ نہ رہنا ضروری ہے۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۳)

حدیث 2:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بھیڑ کے مرے ہوئے بچے پر گزرے تو فرمایا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ یہ اُس کا ایک درہم میں ہو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا ہم نہیں چاہتے کہ یہ ہمیں کسی

marfat.com
Marfat.com

بھی چیز کے عوض ملے۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿فَوَ اللّٰهِ اَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ﴾

اللہ کی قسم! دنیا اللہ کو اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جیسی یہ تمہارے نزدیک ہے۔(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

فائدہ: صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ دنیا دار کو تمام جہان کے مرشد ہدایت نہیں دے سکتے، تارک الدنیا دیندار کو سارے شیاطین مل کر گمراہ نہیں کر سکتے، دنیا دار دینی کام بھی کرتا ہے تو دنیا کے لیے اور دیندار دنیاوی کام بھی کرتا ہے تو دین کے لیے۔(مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷۔ص ۳)

حدیث 3:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْكَافِرِ﴾

دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب الرقاق)

فائدہ: مومن دنیا میں کتنا ہی آرام میں ہو مگر اس کے لیے آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا جیل خانہ ہے جس میں وہ دل نہیں لگاتا، جیل اگر چہ اے کلاس ہو پھر بھی جیل ہے اور کافر خواہ کتنی ہی تکالیف میں ہوں مگر آخرت کے عذاب کے مقابل اس کے لیے دنیا باغ اور جنت ہے وہ یہیں دل لگا کر رہتا ہے۔لہٰذا حدیث شریف پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مومن دنیا میں آرام سے رہتے ہیں اور بعض کافر تکلیف میں ایک روایت میں ہے کہ حضور انور نے فرمایا اے ابوذر! دنیا مومن کی جیل ہے اور قبر اس کے چھٹکارے کی جگہ، جنت اس کے رہنے کا مقام اور دنیا کافر کے لیے جنت ہے۔موت اس کی پکڑ کا دن اور دوزخ اس کا ٹھکانہ۔(مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۴ بحوالہ مرقات شرح مشکوٰۃ)

حدیث 4:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بعد جن چیزوں سے تم پر خوف کرتا ہوں وہ دنیا کی تروتازگی ہے، دنیا کی زینت ہے جو تم پر کھول دی جائے گی تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا خیر بھی شر لاتی ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے فرماتے ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسینہ مبارک پونچھا اور فرمایا سائل کہاں ہے؟

غالباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی تعریف فرمائی پھر فرمایا خیر شر کو نہیں لاتی جسے بہار اُگاتی ہے اس میں سے بعض وہ ہے جو پیٹ پھلا کر ہلاک کر دیتی ہے یا بیمار کر دیتی ہے سوائے اس جانور کے جو سبزی کھائے حتیٰ کہ اس کی کوکھیں تن جائیں تو دھوپ میں آ جائے تو لوٹے پوٹے پیشاب کرے پھر لوٹ جائے اور کھائے اور یقیناً یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے تو جو اُسے اُس کے حق سے لے اور اس کے حق میں خرچ کرے تو وہ اچھا مددگار ہے اور جو ناحق لے وہ اس کی طرح ہو گا جو کھا لے اور سیر نہ ہو یہ مال اس کے خلاف

marfat.com
Marfat.com

قیامت کے دن گواہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق۔ مسلم شریف، بخاری شریف)

حدیث 5:

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةً﴾

اگر دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

(رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

حدیث 6:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَ مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَ مَا وَالَاهُ وَ عَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ﴾

ہوشیار رہو! دنیا لعنتی چیز ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ لعنتی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور سوائے اس کے جو رب کے قریب کر دے اور عالم کے اور طالب علم کے۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ و مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

حدیث 7:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچا لیتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچا لیتا ہے تو باقی کو فناہ ہونے والی پر اختیار کرو۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

حدیث 8:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا کوئی ایسا شخص ہے جو پانی پر چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں؟

(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ! نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یونہی دنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

حدیث 9:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو اور اس کے لیے وہ جمع کرتا ہے جسے عقل نہ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

حدیث 10:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ

marfat.com
Marfat.com

شراب گناہوں کی جامع ہے اور عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ اور دنیا کی محبت ہر گناہ کا سرا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقائق)

﴿تلك عشرة كاملة﴾

دنیا کے متعلق حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

دین تے دنیاں سکیاں بھیناں، تینوں عقل نہیں سمجھیندا ہو
دونویں اکس نکاح وچ آون تینوں شرع نہیں فرمیندا ہو
جویں اگ تے پانی تھاں اکے وچ واسا نہیں کریندا ہو
دوہیں جہانیں مٹھا باہو جیہڑا دعویٰ کوڑا کریندا ہو

(ابیات باہو ص ۳۱۹ از پروفیسر سلطان الطاف علی)

فائدہ: دنیا کی حقیقت کے متعلق مزید بزرگان دین کے اقوال انشاء اللہ کسی اور مقام پہ عرض کیئے جائیں گے۔ بابا صاحب فرماتے ہیں کہ دنیا ایک ایسی نظر نہ آنے والی آگ ہے جو بظاہر بڑی محبوب محسوس ہوتی ہے مگر حقیقتاً نقصان دہ ہے حق تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اس کی حقیقت سے آشنائی بخشی کہ میں اس دنیا کے مکروفریب سے بچ گیا سائیں سے مراد مرشد کریم کی ذات بھی ہو سکتی ہے اگر مراد مرشد ہو تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مرشد کریم نے خصوصی مہربانی فرمائی اور مجھے دنیا کی گندگی سے لتھڑنے سے بچالیا کہ اس کی حقیقت مجھ پہ واضح کردی ورنہ میں بھی عام لوگوں کی طرح اس نہ نظر آنے والی آگ کا شکار ہو جاتا۔

-----☆☆☆-----

فریدا جے جانیں تِل تھوڑڑے، سنبھل بُک بھریں   جے جاناں شوہ نڈھڑا، تھوڑا مان کریں

حل لغات:

★ جے: اگر حرفِ شرط۔ ★ جانیں: تو سمجھے۔ ★ تل: ایک مشہور و معروف زرعی جنس جس سے تیل نکلتا ہے، سفید اور سیاہ دو رنگ کے تل ہوتے ہیں، انسانی چہرے یا کسی اور مقام پہ سیاہ نقطہ، آنکھ کی پتلی: ذرہ مگر یہاں تل زندگی کے لمحات مراد ہیں۔ ★ تھوڑڑے: بہت کم، تھوڑے کی تصغیر یعنی بہت ہی کم۔ ★ سنبھل: احتیاط سے، خوب دھیان سے، احتیاط کر کے، سوچ سمجھ کر۔ ★ بُک: دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملا کر بھرنا، مگر اس سے مراد فضول خرچی ہے، زندگی کے لیل و نہار ہوشمندی سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزارنا۔ ★ شوہ: خاوند، میاں، مالک، سائیں، محبوب شوہر۔ ★ نڈھڑا: چھوٹا سا، تھوڑی عمر والا، کم عمر، نوجوان، بے پرواہ، یہاں یہی مراد ہے، لاپرواہ نڈھڑا، نڈھا کے آخر میں ''ڑا'' تصغیر کے لیے۔ ★ تھوڑا: کم۔ ★ مان: فخر، غرور، ناز، تکبر، گمان نخرہ، لاڈ، گھمنڈ، عزت۔ ★ کریں: کرنا۔

اے فریدا! اگر تو جانتا ہے کہ تل کم ہیں یعنی زندگی کا وقت کم ہے زندگی کی سانسیں کم ہیں، تو پھر زندگی کے لمحات نہایت

marfat.com
Marfat.com

سمجھداری سے گزارنے چاہئیں۔ اگر معلوم ہے کہ محبوب بے پرواہ ہے اور محبوب کو عاجزی پسند ہے تو پھر عاجزی اختیار کرنا، فخر وغرور اور تکبر نہ کرنا۔

مطلب:

اے فرید! اگر تو جانتا ہے کہ تل تھوڑے ہیں یعنی زندگی کا وقت کم ہے زندگی گزارنے کے لیے بہت کم سانسیں ہیں تو دونوں ہاتھ سے لپیں بھر بھر کر خرچ نہیں کرنے چاہئیں۔ اس لیے ہمیں فضول کاموں میں یہ زندگی کا نہایت قیمتی وقت برباد نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے اپناتے ہوئے زندگی کا ایک ایک سانس نہایت ہوشیاری اور سمجھداری سے گزارنا چاہیے۔ اگر یہ حقیقت تجھ پہ آشکارا ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو عاجزی پسند ہے تو پھر عاجزانہ روش اختیار کر۔ فخر غرور اور تکبر چھوڑ دینا چاہیئے۔ مان نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ محبوب سے دوری کا سبب ہے۔

شرح:

اس شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب بیان فرماتے ہیں کہ (بابا فرید عورت کو نصیحت کرتے ہوئے انسانیت کا پیغام دیتے ہیں) اگر تجھے پتہ چل جائے کہ تل تھوڑے ہیں (تیرے دن تھوڑے ہیں) تو دونوں ہاتھ بھر بھر کے نہ خرچ کرنا (فضول وقت نہ ضائع کرنا (اگر تجھے علم ہو جائے کہ تیرا محبوب یا شوہر (تیرا رب) بے نیاز ہے تو زیادہ مان اور نخرے مت کرنا (تیرا رب بے نیاز ہے اس لیے غرور میں نہ رہنا بلکہ نیک عمل کرنا۔ (معارف فرید ص ۸۰)

پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب اس شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

اے فرید! اگر میں جانتا کہ تل تھوڑے ہیں تو احتیاط کے ساتھ ان سے مٹھی بھرتا یعنی اگر میں جانتا کہ زندگی کا وقت تھوڑا ہے تو اس زندگی کے لمحات کو سوچ سنبھل کر گزارتا اور اگر میں یہ جانتا کہ میرا مالک بے پرواہ ہے تو میں اپنے اعمال پر اتنا زیادہ اعتماد نہ کرتا کہ نجات کا انحصار عملوں پر نہیں ہے خدا بے پرواہ ہے وہ گنہگاروں کو بخش دیتا ہے اور عابدوں زاہدوں کو پکڑ سکتا ہے۔ (کلام بابا فرید گنج شکر ص ۴۸) فائدہ: درج بالا دونوں حوالہ جات میں معمولی سی تبدیلی کی ہے۔

فائدہ: اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے مثال کے ذریعے سمجھایا ہے۔

مثال یہ بیان فرمائی ہے کہ اے فرید! اگر تو جانتا ہے کہ تل کم ہیں تو پھر سنبھل کر دونوں ہاتھوں سے تل خرچ کرنا احتیاط کرنا کہیں بے احتیاطی تیرے لیئے پچھتاوے کا سبب نہ بن جائے اسی طرح اگر تو جانتا ہے کہ محبوب بے پرواہ ہے اس نے تیری نہیں ماننی بلکہ اپنی منوانی ہے بے پرواہ محبوب اپنی منواتا ہے وہ محبوب جو ہے جب محبوب کی ہی ماننی ہے تو پھر من مانی نہ کرنا کہیں نقصان نہ اٹھا بیٹھے محبوب کو ناراض نہ کر بیٹھے۔

اس مثال کے ذریعے ان دیکھے حقائق بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ دیکھے ہوئے حقائق کے ذریعے سمجھا رہے ہیں۔ نا معلوم حقائق کو معلوم حقائق کے ذریعے سمجھا رہے ہیں۔ مشکل ترین حقائق آسان ترین مثال کے ذریعے سمجھا رہے ہے کہ ارے انسان تجھے جو عمر عطا ہوئی ہے تجھے تو معلوم نہیں عمر کم ملی ہے یا زیادہ؟ تو جانتا نہیں کہ تیری موت کا ڈنکا کب بج جانا ہے تیری زندگی کا کب اختتام ہو جانا ہے گویا یوں سمجھ لیجئے جو معلوم بھی نہیں [illegible] پوری احتیاط سے اللہ تعالیٰ کو راضی

marfat.com
Marfat.com

کرتے ہوئے گزار دے جب نیا سانس میسر آجائے اسے بھی نہایت احتیاط سے گزار اسی طرح جو سانسیں میسر آتی جائیں وہ نہایت احتیاط اور سمجھداری سے گزارتا چلا جا۔ حق تعالیٰ پہ نظر رکھ ایک لمحہ بھی غفلت کا شکار نہ ہو جانا۔ کیونکہ جو زندگی عطا کر رہا ہے اس نے اس کے متعلق پوچھنا بھی ہے کہ وہ زندگی تو نے کیسے گزاری ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گزار کیونکہ تو نہیں جانتا کہ آئندہ سانس تجھے ملے گا یا نہیں۔

چند گنتی کی سانسیں تجھے میسر آئی ہیں انہیں برباد ہونے سے بچا نہایت احتیاط سے ہر سانس کو نگاہ میں رکھتے ہوئے نہایت احتیاط سے گزارتا کہ محبوب حقیقی ہر سانس گزرنے پہ راضی ہو اس کی ناراضگی بڑی سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان:

کوئی بھی انسان اس کی ناراضگی کا متحمل نہیں ہوسکتا کیونکہ کوئی بھی علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قدیر نہیں سوائے خالق کائنات کے خالق کائنات کی شان ہے کہ وہ اللہ علی کل شیءٍ قدیر ہے۔

سب حاکموں سے بڑا حاکم:

اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے۔

﴿اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ التین)

کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں۔ (کنز الایمان)

سب کا حساب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگا:

﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَهُمْ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ الغاشیہ)

(ترجمہ کنز الایمان) پھر بے شک ہماری طرف ہی ان کا حساب ہے۔

﴿وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ البروج)

اور اللہ ان کے پیچھے سے انہیں گھیرے ہوئے ہے۔ (کنز الایمان)

﴿فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ البروج)

ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا۔ (کنز الایمان)

﴿وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ البروج)

اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ (کنز الایمان)

﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۝﴾ (پ۲۹ سورۃ الدھر)

بے شک وہ علم و حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

marfat.com
Marfat.com

﴿اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o﴾ (پ۲۹ سورۃ المزمل)

بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ﴾ (پ۲۹ سورۃ المزمل)

وہ پورب کا رب ہے اور پچھم کا رب اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (کنزالایمان)

﴿مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ o﴾ (سورۃ الفاتحہ)

روز جزا کا مالک۔ (کنزالایمان)

﴿اَللّٰہُ الصَّمَدُ﴾ اللہ بے نیاز۔

﴿تلك عَشَرَۃٌ کَامِلَہ﴾

بہرحال محبوب حقیقی بڑا عظیم ہے تمام عظمتیں اسی سے ہیں اگر اس کا قرب میسر ہے تو تمام عظمتیں حاصل ہوں گی اگر وہ ناراض ہو جائے تو کچھ بھی میسر نہ ہوگا کیونکہ جو کچھ حاصل ہونا ہے اسی سے ہی حاصل ہونا۔ جو کچھ ہونا ہے تو محض اس کی مہربانی اور عنایت سے ہونا ہے۔ محبوب حقیقی کی تو یہ شان ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ۔

﴿اَللّٰہُ الصَّمَدُ o﴾ (سورۃ اخلاص پ۳۰)

اللہ بے نیاز ہے۔

اس بے نیاز کے سامنے تیری میں نہ چل سکے گی۔ اپنی خودی اس ذات کے سامنے ختم کر دے اپنے معمولی معمولی اعمال کو سب کچھ نہ سمجھ بیٹھ کیونکہ ان کی قبولیت بھی تبھی ہے جب اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ورنہ تیرے اعمال کس کام کے۔ ہاں اس مالک و خالق کی رضا کے لیے اعمال اختیار کرے گا تو تب تیرے اعمال کی اہمیت ہوگی۔ وہ ایسا بے پرواہ ہے کہ اگر چاہے تو گنہگاروں کو معاف کر دے اور چاہے تو بظاہر نیکوکاروں کو جہنم میں پھینک دے کیونکہ وہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔

حدیث 1:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق بندہ دوزخیوں کے کام کرتا ہے اور وہ جنتی ہوتا ہے۔ اور جنتیوں کے کام کرتا ہے اور وہ دوزخیوں میں سے ہوتا ہے۔ سوائے اس کے نہیں اعمال کا اعتبار خاتمہ کے ساتھ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان)

حدیث 2:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بنی آدم کے سب دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں مانند ایک دل کے اس کو جس طرح چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ (مسلم شریف)

marfat.com
Marfat.com

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ:

وہ (اللہ تعالیٰ) جو چاہے اور جیسا چاہے کرے کسی کو اس پر قابو نہیں اور نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ اس کو نہ اونگھ آئے نہ نیند، تمام جہان کا نگاہ رکھنے والا نہ تھکے نہ اوکتائے تمام عالم کا پالنے والا۔ ماں باپ سے زیادہ مہربان، علم والا، اُسی کی رحمت ٹوٹے دلوں کا سہارا، اُسی کے لیے بڑائی اور عظمت ہے۔ ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے صورت بنانے والا، گناہوں کا بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا، قہر و غضب فرمانے والا۔ اس کی پکڑ نہایت سخت جس سے بے اُس کے چھڑائے کوئی چھوٹ نہیں سکتا وہ چاہے تو چھوٹی چیز کو وسیع کردے اور وسیع کو سمیٹ دے جس کو چاہے بلند کردے اور جس کو چاہے پست ذلیل کو عزت دے دے اور عزت والے کو ذلیل کردے جس کو چاہے راہِ راست پہ لائے اور جس کو چاہے سیدھی راہ سے الگ کردے جسے چاہے اپنا نزدیک بنالے اور جسے چاہے مردود کردے جسے جو چاہے دے اور جو چاہے چھین لے وہ جو کچھ کرتا ہے یا کرے گا عدل و انصاف ہے ظلم سے پاک وصاف ہے نہایت بلند و بالا ہے وہ سب کو محیط ہے اس کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔ نفع وضر اُسی کے ہاتھ میں ہیں۔ مظلوم کی فریاد کو پہنچتا ہے اور ظالم سے بدلہ لیتا ہے اس کی مشیت اور ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ مگر اچھے پر خوش ہوتا ہے۔

اور بُرے سے ناراض۔ اس کی رحمت ہے کہ ایسے کام کا حکم نہیں فرماتا جو طاقت سے باہر ہے۔ اللہ عزوجل پر ثواب یا عذاب یا بندے کے ساتھ لطف یا اس کے ساتھ وہ کرنا جو اس کے حق میں بہتر ہو اس پر کچھ واجب نہیں مالک علی الاطلاق ہے جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے ہاں اس نے اپنے کرم سے وعدہ فرمالیا ہے کہ مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور بمقتضائے عدل کفار کو جہنم میں اور اس کے وعدہ و وعید بدلتے نہیں اُس نے وعدہ فرمالیا ہے کہ کفر کے سوا ہر چھوٹے بڑے گناہ کو معاف فرمادے گا۔ (بہارِ شریعت جلد اول حصہ اول ص ۷)

رحمت حق بہانہ می جوید:

اللہ تعالیٰ جس پہ چاہے فضل و کرم کرے اور اسے خصوصی عنایات سے نواز دے جس کے تھوڑے عمل سے راضی ہوجائے کسی کے دفتروں کے دفتر قبول نہ فرمائے فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث مبارکہ بیان کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص کو چلتے ہوئے راستے میں شدید پیاس لگی تو اس نے کنواں تلاش کیا اور پھر اس میں اتر کر پانی پیا۔ جب باہر نکلا تو دیکھا کہ کتا پیاس سے تڑپ رہا ہے اور ٹھنڈی مٹی پر منہ مار رہا ہے اس شخص نے کہا شاید اس کتے کو بھی پیاس لگ رہی ہے جس طرح کہ مجھے لگی تھی پھر وہ کنویں میں اترا اور اپنے موزہ میں پانی بھرا اور اسے منہ میں دبا کر باہر نکلا پھر اس کتے کو پانی پلا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کردیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! جانوروں سے ہمدردی کرنے پر بھی ثواب ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہر جانور سے ہمدردی کرنے پر اجر ملتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ دوم ص ۸۲)

فائدہ: دیکھئے اللہ تعالیٰ نے محض کتے کو پانی پلانے پر بخش دیا۔

مختصر یہ کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شعر مبارک میں یہ پیغام دے رہے ہیں کہ زندگی کے لمحات کا کوئی شمار نہیں نہ جانے کتنے میسر آئیں ان کو نہایت احتیاط سے اعمال صالح اپناتے ہوئے گذاریں۔ پھر اپنے اعمال پہ نازاں نہیں ہونا چاہیے کیونکہ محبوب

marfat.com
Marfat.com

حقیقی کو محض بے روح اعمال کی ضرورت نہیں اسے تو تیرا خلوص سے کیا ہوا تھوڑا عمل بھی قبول ہے اور بے خلوص کیئے ہوئے اعمال کے دفتروں کے دفتر سبھی بے کار ہیں وہ بے پرواہ ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس کے سامنے اپنے اعمال کی وجہ سے فخر، غرور اور تکبر اختیار نہ کر۔ وہ چاہے تو تیرے اعمال قبول کرے چاہے تو خلوص نہ ہونے کے باعث رد کر دے اس لیئے فخر و غرور کے بت کو پاش پاش کر دے۔

-----☆☆☆-----

جے جاناں لڑ چھجناں ، پیڈھی پائیں گنڈھ   تیں جے وڈ میں نہ کو، سبھ جگ ڈٹھا ہنڈھ

حل لغات:

★ جے: اگر۔ ★ جاناں: جاننا۔ ★ لڑ: پلہ، کنارہ، پلو، کپڑے کا پلو، دامن، آنچل چادر کا وہ پلو کہ جس کے ساتھ چادر کو باندھنے کے لیے چادر میں اڑس لیتے ہیں تاکہ چادر جسم سے الگ نہ ہو جسے پنجابی میں ڈب بھی کہتے ہیں۔ ★ چھجناں: پرانا ہونا، خستہ، پتلے کپڑے کے دھاگے الگ الگ ہو کر اس کی بناوٹ کا خراب ہونا، نرم ہو کر کپڑے کا کھل جانا، پھٹ جانا۔ ★ پیڈھی: پکی، مضبوط۔ ★ پائیں: پانا، لگانا۔ ★ گنڈھ: گرہ باندھنا، بندھن۔ ★ تیں: تُو، تیرے تجھ۔ ★ جے: جیسا۔ ★ تیں جے: تجھ جیسا، تیرے جیسا۔ ★ وڈ: بڑا۔ ★ نہ: نہیں۔ ★ کو: کوئی۔ ★ سبھ: تمام، سارا، پورا۔ ★ جگ: جہاں، دنیا جہان کائنات، مخلوق۔ ★ ڈٹھا: دیکھا۔ ★ ہنڈھ: چل پھر کر، تجربہ کر کر کے دیکھ لینا، بار بار تجربہ کرنا، آزما کر، پرانا کر کے، جانچ پڑتال کر کے۔

اگر جاننا ہے کہ کنارہ یعنی پلہ چھجناں ہے تو پھر پختہ اور مضبوط گرہ دے لیجئے۔ تاکہ پھٹنے سے محفوظ رہے۔ تیرے جیسی عظمتوں کا مالک کوئی بھی نہیں ہے میں نے سارا جہان دیکھ لیا ہے۔

مطلب:

اگر جاننا کہ پلہ چھجناں ہے۔ خراب ہونے والا ہے پختہ گرہ دے لیجئے تاکہ پھٹنے سے محفوظ رہے۔ یعنی اگر راہِ حق سے بھٹکنے کا خوف لاحق ہو تو اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن و سنت) کو مضبوطی سے تھامنا چاہیے۔

یا اللہ! میں تیرے جیسی عظمتوں کا مالک نہیں ہوں۔ میں نے سارا جہان دیکھ کر آزما لیا ہے بالآخر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یا اللہ میں تجھ جیسا نہیں ہے تو عظیم ہے میں ناچیز ہوں، تو اکبر ہے۔ میں تیری رحمتوں کے سہارے پہ ہوں۔ تو خود مختار علیٰ کل شیء قدیر ہے میں عاجز و مسکین ہوں۔ سارے جہان میں تیری عظمتوں کے مقابل کوئی نہیں تو عظیم ہے اگر کسی کو کوئی عظمت ملی ہے تو تیری ہی بارگاہ سے ملی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق:

اللہ تعالیٰ سے انسان کا تعلق کیسا ہونا چاہیے؟ اس شعر میں اسی سوال کے متعلق بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ جب تمام ارواح کو تخلیق کیا تو سب سے پہلے بھی ارواح سے پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو قَالُوْا سبھی ارواح نے جواب دیا تھا کہ بَلٰی ہاں یا اللہ تو ہمارا رب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ارواح کے تخلیق کے ساتھ ہی اپنی ربوبیت کا اقرار کروا لیا تھا جس نے یاد

marfat.com
Marfat.com

رکھا اس نے یاد رکھا جس نے بھلا دیا اس نے بھلا دیا۔ ان ارواح کو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم انور میں رکھا۔ یہی ارواح اپنے اپنے وقت پر اس دنیا میں آتی رہیں گی انسان پیدا ہوتے ہی چست و چالاک نہیں ہوتے، گنہگار و خطا کار نہیں ہوتے بلکہ بھی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی ہے۔

ہر بچے کی پیدائش فطرت پر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْيُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾

ہر بچہ دین فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جیسے جانور بے عیب بچہ جنتا ہے کیا تم اس میں کوئی ناک کان کٹا پاتے ہو پھر فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش ہے جس پر لوگوں کو پیدا فرمایا اللہ کی خلق میں تبدیلی نہیں یہ ہی سیدھا دین ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف، باب القدر)

فائدہ: فطرت کے لفظی معنی ہیں چیرنا ایجاد کرنا یہاں اصلی اور پیدائشی حالت مراد ہے یعنی ہر انسان ایمان پر پیدا ہوتا ہے عالم ارواح میں رب تعالیٰ نے تمام روحوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا سب نے بلیٰ کہہ کر اقرار کیا اس اقرار پر قائم رہتے ہوئے دنیا میں آئے یہ اقرار و ایمان سب کا فطری اور پیدائشی دین ہے۔ بچہ ہوش سنبھالنے تک دین فطرت توحید و ایمان پر قائم رہتا ہے ہوش سنبھالنے پر جیسا اپنے ماں باپ اور ساتھیوں کو دیکھتا ہے ویسا ہی بن جاتا ہے۔ (مرآۃ شرح مشکوۃ شریف جلد اول ص ۱۰۰)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو فطرت پر ہی پیدا کیا اور اس جہان فانی میں بھیجا یہ انسان اس دنیا میں آتے ہی سبھی قول و قرار بھول گیا دنیا کی بہار کیا دیکھی دین و ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا حالانکہ جاننے والے تو والدہ کے شکم میں بھی ہوں تو اپنی آنکھوں سے اپنی منزل اوجھل نہیں ہونے دیتے۔

حکایت:

مشائخ چشت کے بعض ملفوظات میں مرقوم ہے کہ جس وقت حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں تھے ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ کو بیر کھانے کی خواہش ہوئی آپ کے ہمسایہ کے گھر میں ایک بیری کا درخت تھا جس پر پختہ بیر لگے ہوئے تھے انہوں نے درخت کے مالک کی اجازت کے بغیر چند بیر توڑ لیے اور آپ کھانا چاہتی تھیں کہ پیٹ کے اندر بچہ بے قرار ہو گیا یہاں تک کہ وہ بیر نہ کھا سکیں اور بیر ہاتھ سے گر گئے جب حضرت اقدس پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ احسان مند ہو کر کہتی تھیں کہ بیٹا تمہاری بدولت حمل کے دوران مجھے اللہ تعالیٰ نے مشکوک غذا سے بچائے رکھا۔ جب آپ نے کئی بار یہی بات والدہ ماجدہ سے سنی تو ایک دن فرمایا کہ اماں جان! اس قدر میری احسان مند نہ ہو، کہ میں نے آپ کو مشکوک بیر کھانے سے باز رکھا۔ یہ بات سن کر آپ حیران ہوئیں اور آبدیدہ ہو کر کہا۔ (اقتباس [illegible] ص ۲۳۴ [illegible] الفرید ص ۹۷)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ: اسی طرح حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بڑا مشہور و معروف واقعہ ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ ہر روز قرآن مجید تلاوت فرمایا کرتی تھیں آپ اس وقت والدہ محترمہ کے شکم میں تھے جب آپ اس جہان فانی میں جلوہ افروز ہوئے۔ دن مہینوں اور سالوں میں بدلے جب آپ کو قرآن مجید پڑھنے کے لیے استاد نے پڑھانا شروع کر دیا تو سبحان الذی اسریٰ بعبدہ یعنی پندرہویں پارے تک آپ نے قرآن مجید زبانی سنا دیا استاد محترم نے حیران ہو کر پوچھا کہ آپ نے یہ کہاں سے یاد کیا تو آپ نے فرمایا کہ میری والدہ محترمہ اتنا قرآن پڑھا کرتی تھیں میں نے اپنی والدہ محترمہ کے شکم اطہر میں ہی اتنا قرآن مجید حفظ کر لیا ہے اس سے آگے آپ مجھے پڑھائیں۔

فائدہ: اسی طرح نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا ایک طرف کا دودھ پینا اور دوسری طرف کا دودھ چھوڑ دینا جسے تقریباً سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی اسی قبیل سے متعلق ہے۔

حکایت:

یہ حکایت جو بیان کی جارہی ہے اس سے ملتی جلتی کئی بزرگوں کی حکایات مشہور و معروف ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ 29 شعبان کو آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے لوگوں نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت قاضی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر مسئلہ دریافت کیا کہ آج بادل چھایا ہوا چاند صحیح طور پر نظر نہیں آرہا گر آپ فرمائیں تو کل ماہ رمضان المبارک کا پہلا روزہ رکھ لیں۔

حضرت قاضی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کل شک کا دن ہے (یعنی یقینی طور پر کچھ بھی معلوم نہیں کہ کل تیس شعبان کی ہوگی یا یکم رمضان المبارک کی تاریخ ہوگی) اور شک میں روزہ رکھنا مکروہ ہے اس کے بعد وہ لوگ ایک ابدال کے پاس حاضر ہوئے اس ابدال کا اسم گرامی بردویرا تھا اور اسی قصبہ کوٹھیوالہ میں رہتے تھے جب یہ مسئلہ ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آج رات قاضی سلیمان کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو کہ قطب وقت ہوگا اگر وہ بچہ کل دودھ نہ پیئے اور روزہ رکھے تو تم لوگوں کو بھی روزہ رکھ لینا چاہیے۔ اگر وہ بچہ دودھ پی لے اور روزہ نہ رکھے تو تمہیں بھی روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

اسی رات بچہ پیدا ہوا اور اسی دن اُس بچے نے دودھ نہ پیا اور روزہ رکھا۔ ان کو دیکھ کر لوگوں نے بھی روزہ رکھ لیا جب افطاری کا وقت ہوا تو آپ نے ایک پستان سے دودھ پی لیا اور دوسرے پستان سے سحری کے وقت دودھ پیا۔ اسی طرح آپ نے رمضان المبارک کے تمام روزے رکھے ایک پستان سے افطاری کے وقت دودھ پیتے اور دوسرے پستان سے سحری کے وقت دودھ پیتے رہے۔ (حیات الفرید، ص ۱۹۹ اقتباس الانوار ص ۲۳۵، ۲۳۴۔ تجلیات خواجگان چشت ص ۲۶۳۔۲۶۴)

تعلق:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے علم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق اتنا کمزور اور ٹوٹ جانے والا ہے حالانکہ اس تعلق کا آغاز روحوں کی تخلیق کے وقت ہی سے قائم ہو گیا تھا مگر افسوس کہ عالم ارواح سے آتے ہی دنیا کی ہوا لگتے ہی وہ تعلق اور رابطہ ٹوٹتا نظر آنے لگا پلہ چھٹنے والا ہے یعنی تعلق ٹوٹنے والا ہے۔ تو اسے مضبوط رکھنے کی غرض سے قرآن وسنت کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیتا یا باندھ لیتا۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث 1:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منکر کے سوا میری ساری امت جنت میں جائے گی۔

عرض کیا گیا منکر کون؟ فرمایا: جس نے میری فرمانبرداری کی بہشت میں گیا جس نے میری نافرمانی کی منکر ہوا۔
(بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حدیث 2:

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے کے تابع نہ ہوجائے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حدیث 3:

حضرت بلال ابن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری مردہ سنت کو جو میرے بعد فنا کردی گئی زندہ کرے اسے ان تمام کے برابر ثواب ہوگا جو اس پر عمل کریں اس کے بغیر ان عاملوں کے ثواب سے کچھ کم ہو اور جو گمراہی کی بدعت ایجاد کرے جس سے اللہ و رسول راضی نہیں اس پر ان سب کے برابر گناہ ہوگا جو اس پر عامل ہوں۔ اور یہ ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ کرے گا۔ (ترمذی شریف۔ ابن ماجہ شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حدیث 4:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن سیکھا پھر اس کی اتباع کی اللہ تعالیٰ اسے گمراہی سے بچائے گا اور قیامت کے دن سخت عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

حدیث 5:

ایک روایت میں ہے کہ فرماتے ہیں کہ جو قرآن کی پیروی کرے گا وہ دنیا میں گمراہ اور آخرت میں بدبخت نہ ہوگا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ کہ جو میری ہدایت کی اتباع کرے وہ نہ گمراہ ہو اور نہ بدنصیب۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حدیث 6:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو جماعت سے بالشت بھر بچھڑا اس نے اس اسلام کی رسی اپنی گردن سے اتار دی۔ (ابوداؤد شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حدیث 7:

حضرت مالک ابن انس رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تم میں دو چیزیں وہ چھوڑی ہیں جب تک انہیں مضبوط تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے پیغمبر (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت)۔ (مؤطا امام مالک۔ مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

فائدہ: یہ وہ چیزیں جنہیں مضبوطی سے [illegible] انسان راہ حق سے ڈگمگاتا نہیں۔ اس لیے

marfat.com

جسے محسوس ہو کہ وہ دنیا کی بھول بھلیوں میں بھٹک سکتا ہے اسے چاہیے کہ وہ قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق مضبوطی سے زندگی گزارے انشاء اللہ شیطان کی تمام چالیں ناکارہ ثابت ہوں گی۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سارا جہان گھوم پھر کر دیکھ لیا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اس جیسا کوئی نہیں۔اس لئے اس کے احکام کا خلاف نہیں کرنا چاہیے۔

-----☆☆☆-----

فریدا جے توں عقل لطیف کالے لکھ نہ لیکھ　　　آپنے گریوان میں، سرنیواں کر ویکھ

حل لغات:

* فریدا: اے فرید، حضرت بابا فرید الدین شکر گنج اپنے آپ کو مخاطب کر کے بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید۔ * جے: اگر * توں: تو اسی طرح بعض کتابوں میں تیں لکھا ہوا ہے اور تیں کا معنی بھی تو ہی ہے۔ * عقل: دانائی، سمجھ، فہم، شعور، ادراک۔ * لطیف: نرم، نازک، صاف، شفاف، پاکیزہ۔ * عقل لطیف: باریک بیں عقل، باریک باتیں سمجھنے والی عقل، بات کی تہہ تک پہنچ جانے والی عقل، حقیقت کو سمجھ جانے والی عقل، نازک باتوں کو سمجھ لینے والی عقل، حکمت و دانائی کی حقیقت کو جانچ لینے والی عقل۔ * کالے: سیاہ، مگر یہاں کالے مراد بداعمالیاں، گناہ، بدکاریاں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف امور کو سرانجام دینا۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیاں، برے اور گندے کام۔ * لیکھ: قسمت، مقدر، لکھت، اعمال نامہ۔ * آپنے: اپنے گریوان بعض کتابوں میں یہ لفظ گریبان بھی لکھا ہوا ہے مراد گریباں یعنی قمیض یا کرتے وغیرہ کا وہ حصہ جو گلے کے نیچے رہتا ہے۔ * سر: سر۔ * نیواں: نیچا کر کے، جھکا کر۔ * ویکھ: دیکھ لے۔

اے فرید! اگر تو عقل لطیف رکھتا ہے تو پھر اپنے نامۂ اعمال میں سیاہ اعمال نہ لکھ یعنی اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیوں پہ مبنی خطا کاریوں میں زندگی نہ گزار سر جھکا کر اپنے گریبان میں دیکھ۔

مطلب:

اے فرید اگر تیری عقل پاک صاف ہے۔ اگر تو عقل سلیم رکھتا ہے عقل اور دانائی تیرے پاس ہے تو پھر برے اعمال سے اپنا عملنامہ سیاہ نہ کر اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ۔ اپنے ضمیر سے مشورہ کر کیونکہ ضمیر تجھے حق کی صدا سے آشنا کر دے گا۔ گناہ کے کام سے ضمیر کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ کھٹکا سا پیدا ہوتا ہے۔ دل پہ دھبے پڑ جاتے ہیں۔ جس وجہ سے پتہ چل جائے گا کہ یہ کام اچھا ہے یا برا۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے یا ناراضگی کا سبب ہے۔ غور و فکر کر۔

عقل لطیف:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر تو عقل لطیف ہے؟ اگر تجھے عقل لطیف حاصل ہے اگر تو سمجھدار ہے اپنا بھلا برا سب کچھ جانتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

کالے لیکھ:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو عقلمند ہے تو کالے لکھ نہ لیکھ۔ کالے بمعنی سیاہ۔ کالے لیکھ سے مراد ہے بداعمالیاں اختیار نہ کر گناہوں کی زندگی سے پرہیز کر، گناہوں سے دوری اختیار کر۔

گناہوں کے انجام کا منظر:

قرآن واحادیث میں گناہوں کے انجام کا منظر بڑا بھیانک بیان کیا گیا سارے گناہوں کا انجام اس مختصر کتاب میں بیان نہیں کیا جاسکتا بطور نمونہ چند گناہوں کے انجام کا منظر ملاحظہ فرمایئے اوران سے توبہ اختیار کیجئے تا کہ ایسے بھیانک انجام سے بچ سکیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کا صدقہ ہمیں ایسے مناظر سے نہ دوچار کرے۔ اپنی خاص رحمت کرتے ہوئے ایسے نادیدنی مناظر سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین، قرآن مجید میں ہے کہ

﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِؕ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌۙ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌۙ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةًۙ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍؕ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍۙ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍؕ﴾ (پ۳۰ سورۃ الغاشیہ آیات 1 تا 7)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اس مصیبت کی خبر آئی جو چھا جائے گی۔ کتنے ہی منہ اس دن ذلیل ہوں گے کام کریں۔ مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں۔ نہایت جلتے چشمے کا پانی پلائے جائیں۔ ان کے لیے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے کہ نہ فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں۔ (کنز الایمان)

جہنم کے دروازے اور دخولِ جہنم کا منظر

حضور علیہ السلام نے فرمایا اے جبرائیل کیا جہنم کے دروازے ہمارے دروازوں کی مانند ہیں عرض کیا نہیں وہ کشادہ اور اوپر نیچے ہیں اور ستر برس کی مسافت پر ایک دوسرے سے دور ہیں، اور ہر دروازہ دوسرے سے ستر گناہ زیادہ گرم ہے، دشمنانِ الٰہی کو جہنم کے دروازوں پر لایا جائے گا تو دوزخ کے داروغے طوق اور زنجیریں لے کر ان کا استقبال کریں گے پھر زنجیریں ان کے منہ میں ڈالی جائیں گی جو پیچھے نکل آئے گی اور اس کے بائیں ہاتھ کو گردن سے باندھ دیا جائے گا اور دائیں ہاتھ کو الٹا کر کے پس پشت زنجیروں سے جکڑ دیا جائے گا۔ اور ہر شخص کو اس کے شیطان کے ہمراہ زنجیروں سے باندھ کر منہ کے بل گھسیٹا جائے گا، ملائکہ لوہے کے گرز سے ان کو ماریں گے کوئی بھی اس غم و دکھ سے نکلنا چاہے گا تو پھر اسے اسی میں دھکیل دیا جائے، حضور علیہ السلام نے فرمایا جبرائیل ان دروازوں میں رہنے والے کون ہیں؟ عرض کیا سب سے نچلے دروازے میں منافق، اور اصحاب مائدہ سے کفر کرنے والے اور آل فرعون ہیں اس جگہ کا نام ہاویہ ہے دوسرے دروازے میں مشرکین ہیں اس جگہ کا نام جحیم ہے۔ تیسرے دروازے میں صابی ہیں اس کا نام سقر ہے، چوتھے دروازے میں شیطان اور اس کے متبعین اور مجوسی ہیں اس جگہ کا نام لظی ہے، پانچویں میں یہودی ہیں اس کا نام حطمہ ہے، چھٹے میں عیسائی ہیں اور اس کا نام السعیر ہے پھر حضور علیہ السلام سے حیا کرتے ہوئے جبریل رک گئے تو

marfat.com
Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ ساتویں دروازے والوں کے متعلق بھی بتادو، عرض کیا اس میں آپ کی امت میں سے گناہ کبیرہ والے ہوں گے جو بغیر توبہ کئے مر گئے، تو آپ یہ سن کر غش کھا کر گر گئے، جبریل علیہ السلام نے آپ کا سر اقدس اپنی گود میں رکھ لیا جب کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا اے جبریل میرے لئے یہ بات عظیم مصیبت اور شدید غم کی ہے کہ میری امت میں سے کوئی شخص جہنم میں جائے، جبریل نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! آپ کی امت کے اہل کبائر جہنم میں جائیں گے، پھر حضور علیہ السلام رونے لگے اور جبریل بھی رونے لگے۔ اور آپ اپنے حجرے شریف میں چلے گئے اور لوگوں سے کنارہ کشی فرمائی، صرف نماز کے لیے آتے اور پھر اندر چلے جاتے۔ دن یونہی تنہائی اور گریہ وزاری میں گزر گئے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۸۲ جلد اول)

گنہگاروں کے ٹھہرنے کے مقام جہنم کا منظر

فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نار جہنم کو ایک ہزار سال تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی پھر اسے ایک ہزار سال تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک جلایا گیا یہاں تک وہ تاریک ترین رات کی طرح سیاہ ہوگئی۔ یزید بن مرثد سے مروی ہے کہ ان کے آنسو کبھی نہ تھمتے تھے وہ ہمیشہ روتے رہتے تھے جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یوں وعید دی ہوتی کہ اگر گناہ کیا تو تو ہمیشہ حمام میں محبوس رہے گا تب بھی حق یہ ہے کہ میرے آنسو نہ رکتے لیکن یہاں تو وعید ایسی آگ میں محبوس رکھنے کی ہے جس کو بھڑکانے کی مدت تین ہزار سال ہے، حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں اونٹ کی گردن کی شکل سانپ ہیں جس کو ڈسیں گے تو وہ چالیس برس تک تکلیف میں مبتلا رہے گا، اور خچروں جیسے بچھو ہیں وہ بھی جس کو ڈسیں گے تو وہ چالیس برس تک اس کی تکلیفوں میں مبتلا رہے گا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ تمہاری یہ دنیاوی آگ نار جہنم سے ستر حصے کم ہے، حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ تمہاری یہ دنیاوی آگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جہنمیوں میں کمترین عذاب والا وہ ہے جس کے پاؤں میں آگ کے جوتے ہوں گے، جس سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح ابل رہا ہوگا، اس کی آنکھوں سے آگ برس رہی ہوگی، اس کی آنتیں پیٹ سے نکل کر اس کے قدموں میں پڑی ہوں گی وہ سمجھتا ہوگا کہ سب سے زیادہ عذاب میں میں مبتلا ہوں حالانکہ وہ اہل نار میں سے کمترین عذاب میں مبتلا ہوگا۔

(تنبیہ الغافلین ص ۷۶-۷۷)

اصحاب جہنم کی فریاد پر جوابِ ایزدی

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ دوزخی لوگ مالک نامی داروغہ جہنم کو پکاریں گے تو چالیس سال تک ان کو جواب نہیں ملے گا پھر داروغہ ان سے کہے گا کہ تم نے بس ہمیشہ ایسے ہی رہنا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ کو پکار کر کہیں گے "اے ہمارے پروردگار ہمیں نکال دے۔ اگر پھر ہم ایسا کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے" تو انہیں پوری دنیا کی مدت کی دگنی مقدار تک جواب

marfat.com
Marfat.com

نہیں دیا جائے گا، پھر ان سے کہا جائے گا کہ "راندے ہوئے اس میں رہو اور تم بات نہ کرو" صحابی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم پھر وہ قوم ایک جملہ تک نہیں بولے گی پس بعد ازاں جہنم میں ان لوگوں کی چیخ و پکار ہوگی ان کی آوازیں گدھوں جیسی ہوں گی جس کی اول کو زفیر اور آخر کو شہیق کہتے ہیں، پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قوم کیا تمہارے لئے اس سے کوئی پناہ ہے یا کیا تم اس پر صبر کر سکتے ہو، اے قوم اطاعت الٰہی تم پر آسان ہے لہٰذا اس کی اطاعت کرو، کہا جاتا ہے کہ جہنمی ہزار سال تک چیختے رہیں گے مگر انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا، پھر وہ کہیں گے اگر ہم دنیا میں صبر کرتے تو چھٹکارا مل جاتا۔ تو وہ ایک ہزار سال تک صبر کریں گے لیکن ان کے عذاب میں کوئی کمی نہ ہوگی تب وہ کہیں گے "ہمارے لئے برابر ہے ہم فریاد کریں یا صبر کریں اب ہمارے لیے کوئی نجات نہیں ہے" پھر وہ اللہ تعالیٰ سے پیاس اور شدت عذاب کی وجہ سے ایک ہزار سال تک بارش کی دعا کرتے رہیں گے تاکہ حرارت اور پیاس میں کمی ہو جب وہ ایک ہزار برس تک الحاح وزاری کرتے رہیں گے تب اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام سے فرمائے گا۔ یہ کیا شے مانگتے ہیں جبرائیل عرض کرے گا اے اللہ تو جانتا ہے کہ یہ بارش کا سوال کر رہے ہیں پھر ایک سرخ بادل ظاہر ہوگا وہ گمان کریں گے کہ بارش برسے گی لیکن اس سے خچر کی مانند بچھو گریں گے اگر وہ ان میں سے ایک کو بھی ڈسے گا تو ایک ہزار سال تک اس کا درد نہ جائے گا پھر وہ بارگاہ الٰہی میں ایک ہزار سال تک بارش کی دعا مانگیں گے تو ایک سیاہ بادل نمودار ہوگا تو وہ کہیں گے یہ بارش والا بادل ہے پھر ان پر اونٹ کی گردنوں جیسے سانپوں کی بارش ہوگی، اگر وہ کاٹ لے گا تو ایک ہزار سال تک اس کے درد میں افاقہ نہ ہوگا اور یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کہ ہم ایک عذاب پر دوسرے عذاب کو زیادہ کر دیں گے ان کے فساد کی بناء پر" یہی اللہ تعالیٰ کا انکار اور معصیت کی وجہ سے۔

گناہوں کا انجام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہ ہیں انہیں میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

1: مرجئہ۔ قدریہ (دونوں گمراہ فرقے ہیں) (البدور السافرہ فی احوال الآخرۃ ص ۴۷۸)

2: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ویل جہنم میں ایک وادی ہے جس سے دوزخیوں کے لیے پیپ بہتی ہے اور وہ مکذبین (جھٹلانے والوں) کے لیے ہے۔ (البدور السافرہ فی احوال الاخرۃ بحوالہ بیہقی ص ۵۳۵)

3: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُبُّ الْحُزْن (غم کا کنواں) سے پناہ مانگو۔ عرض کی گئی حب الحزن کیا ہے؟

فرمایا وہ وادی ہے جس سے جہنم روزانہ (100) بار پناہ مانگتی ہے اور ابن ماجہ میں ہے کہ وہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔
عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کون داخل ہوں گے؟
فرمایا ریاکار، قاری (حافظ عالم وغیرہ) اپنے بداعمال کی وجہ سے۔

(ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، طبرانی، البدور السافرہ فی احوال الاخرت ص ۵۳۹)

4: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مالک مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ تین ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے نہ ان پر نگاہِ کرم

marfat.com
Marfat.com

فرمائے گا اور وہ منسا میں ہوں گے اور منسا جہنم میں ایک کنواں ہے وہ تین یہ ہیں۔ (i) تقدیر جھٹلانے والا۔ (ii) دین میں بری بدعت کی بنیاد ڈالنے والا۔ (iii) ہمیشہ شراب پینے والا۔ (البدور السافرہ ص ۵۳۹)

فائدہ: اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے اس میں دین میں بری بدعت کی بنیاد ڈالنے والے کی بجائے اولاد سے بیزار ہونے والا ہے۔

5: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بسا اوقات انسان کوئی بات کہہ بیٹھتا ہے اسے علم نہیں ہوتا کہ اس میں کتنا گناہ ہے وہ اس کی وجہ سے دوزخ میں جائے گا وہ اتنا بعید ہے جیسے مشرق ومغرب کی درمیانی مسافت۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، البدور السافرہ ص ۵۴۱)

6: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خواتین تم صدقہ کیا کرو۔ اور استغفار کی کثرت کرو کیونکہ میں دوزخ میں تمہیں زیادہ دیکھتا ہوں۔ ان میں سے ایک خاتون نے کہا یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے، ہم کیوں دوزخ میں زیادہ ہوں گی فرمایا تم لعنت زیادہ کرتی ہو اور اپنے شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

فائدہ: اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ تم خیر و بھلائی کو ٹالتی ہو۔

7: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک گھاٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے تو فرمایا دیکھو کیا شے تمہیں نظر آتی ہے ہم نے عرض کی گھونسلہ نظر آتا ہے اس میں کوا ہے جس کے دو پاؤں سفید ہیں اس کی چونچ سرخ ہے آپ نے فرمایا عورتیں جنت میں نہ جائیں گی مگر وہ جو کوے کی طرح گھونسلے میں ہوں (یعنی ہر دنیوی آلائش سے آزاد)

(البدور السافرہ ص ۵۷۹)

فائدہ: اس سے وہ خواتین عبرت حاصل کریں جو مسلمان کہلاتی ہیں مگر گیمز کے نام پر شریعت مطہرہ کا مذاق اڑاتی نظر آتی ہیں۔ ہیں بھی مسلمان مگر آرٹ کے نام سے ناچ پارٹیوں کا تماشہ بنتی ہیں۔ بغیر حجاب کے گلیوں، بازاروں، سیرگاہوں اور دیگر پبلک مقام پر دعوت نظارہ بنی پھرتی ہیں۔

8: حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل نار وہ تند خو (بد مزاج جلد ناراض ہونے والا) اجڈ اکھڑ مزاج، متکبر دنیا کا مال جمع کرنے والا اور خیر و بھلائی کو روکنے والا اور اہل جنت میں ضعفاء (ضعیف کی جمع) ومغلوب ہوں گے۔ (البدور السافرہ ص ۵۷۹)

9: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایک آدمی کو قیامت میں لا کر ڈالا جائے گا تو اس کی آنتیں پیٹ سے نکل کر دوزخ میں پڑی ہوں گی اور وہ ان کے اردگرد ایسے چکر لگا رہا ہوگا جیسے گدھا چکی کے اردگرد چکر لگاتا ہے اس پر دوزخی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں تمہیں کیا ہو گیا تو ہمیں نیکی کا حکم کرتا اور برائی سے روکتا تھا؟ وہ کہے گا میں نیکی کا حکم کرتا لیکن خود نیکی نہیں کرتا تھا اور تمہیں برائی سے روکتا تھا لیکن میں خود اس برائی کا ارتکاب کرتا تھا۔ (البدور السافرہ ۵۷۹ بحوالہ بخاری شریف۔ مسلم شریف)

فائدہ: اس سے بے عمل علماء، حفاظ، واعظین اور مبلغین کو عبرت حاصل کرنی چاہیے

marfat.com
Marfat.com

10: حضرت عبید اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا فتویٰ دینے پر زیادہ جرأت مند دوزخ میں زیادہ جانے والا ہے۔ (البدور السافرہ ص ۵۸۱ بحوالہ دارمی)

11: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو دنیا میں دوزبانوں والا (منافق ہو تو اس کی قیامت میں آگ کی دوزبانیں ہوں گی۔ (البدور السافرہ ص ۵۸۲)

فائدہ: مزید احادیث کے لیے کتب احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

اپنے گریوان میں سرنیواں کرکے ویکھ:

گویا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ کی نافرمانی کرے تو پھر تجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا لہٰذا اب تک جو گناہ کیئے ہیں ان کے متعلق توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشوا سچی توبہ کر۔ گزشتہ گناہوں کی وجہ سے شرمندگی اختیار کر توبہ کر آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ تہیہ کر۔ کیونکہ جو گناہ کیئے انکا اثر دل پہ یہ ہوتا ہے کہ دل پہ گناہوں کا ایک دھبہ لگا دیا جاتا ہے جب انسان توبہ کرتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا جو تیں مارن مُکیاں، تنہاں نہ ماریں گھُم — آپنے گھر جایئے، پیَر تنہاں دے چُم

حل لغات:

★ جے: اگر۔ ★ تیں: تو، تجھے۔ ★ مارن: ماریں، تکلیف دیں، دکھ پہنچائیں۔ ★ تنہاں: انہیں، ان کو۔ ★ نہ ماریں: نہ مارنا، مت مارنا، نہ تکلیف دینا نہ دکھ پہنچانا۔ ★ گھم: پھر کر، گھوم کر، پلٹ کر، مڑ کر، بدلہ لینے اور انتقام لینے کی غرض کے لیے۔ ★ آپنے: اپنے۔ ★ پیَر: پاؤں۔ ★ تنہاں دے: اُن کے۔ ★ چُم: چوم۔ ★ مارن مُکیاں: مٹھی بند کر کے ماریں۔

اے فرید! جو لوگ تجھے مٹھی بند کر کے ماریں تو بدلہ لینے کی غرض سے گھوم کر تو بھی انہیں نہ مار۔ بلکہ ان سے معافی مانگ کر اپنے گھر چلا جا۔

مطلب:

اے فرید! اگر لوگ تجھے کے ماریں، تجھے تکلیف دیں۔ تو اس کا انتقام لینے کی غرض سے گھوم کر تو اُن کے درپے آزار نہ بن۔ اُن پہ جوابی حملہ کرتے ہوئے۔ ان سے بدلہ لینے کی غرض سے تو بھی انہیں مارنا نہ شروع کر دے۔ بلکہ ان کے قدم چوم کر اپنے گھر چلے جانا چاہیے یعنی ان سے بدلہ یا انتقام نہ لے بلکہ دشمن سے دشمنی اختیار کرنے کی بجائے ان سے پیار محبت سے پیش آ برائی کا جواب برائی سے نہیں، اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں بلکہ محبت سے دے، نفرتوں کا جواب محبتوں سے، پتھروں کا جواب پھولوں کی پتیوں سے دے (یہی نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم) اور صوفیاء کرام کا طریقہ مبارک ہے)

فائدہ: اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے عفو و درگزر سے کام لینے، اگر کوئی زیادتی کرے تو اسے معاف کر دینے اور انتقام نہ لینے بلکہ ان سے معافی مانگ کر تحمل برداشت اور صبر اختیار کرنے اور توکل

marfat.com
Marfat.com

کا درس دیا ہے۔

فریدا جو تیں مارن مُکیاں تنہاں نہ ماریں گھم:

آپ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! جو تجھے ماریں اسے اس کے جواب میں اس سے بڑھ کر نہ مارنا یعنی انتقام نہ لینا۔ بلکہ انہیں معاف کر دینا۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَّ الْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيْمٌ﴾

مومن بھولا بزرگ ہوتا ہے فاجر چالاک بخیل اور بد اخلاق ہوتا ہے۔

(ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، مشکوۃ شریف، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق)

فائدہ: اسی لئے مومن جب نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارک اور قرآن کی تعلیمات کو سماعت کرتا ہے تو اس کے مطابق عمل کرنے کے لیے یہ نہیں سوچتا کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا چاہئے اگر غلبہ حاصل ہو جائے تو پھر مد مقابل مخالف کو پیس کر رکھ دوں بلکہ معاف کر دیتا ہے۔ اور یہی طریقہ سید الانبیاء محبوب کبریا نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے۔

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے ان مشائخ اور علماء کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو عام لوگوں سے ترشروئی اختیار کرتے ہیں۔

دوسروں کی اذیتیں برداشت کرنے والے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صفت مبارکہ تھی کہ آپ دوسروں کی اذیتیں برداشت کرتے تھے حضرت علامہ امام محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ صَفُوْحٌ عَنِ الزَّلَّاتِ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ زَلَّاتٌ جمع ہے زَلَّةَ کی جس کا معنی ہے لغزش مطلب یہ ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ جرائم پر مواخذہ نہ فرماتے، لغزش سرزد ہوتی تو اس پر مواخذہ نہ فرماتے بلکہ معاف فرما دیتے اور درگذر فرماتے کیونکہ آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ دوسروں کی اذیتیں برداشت کر لیتے لیکن کسی کو تکلیف نہ دیتے۔ (مطالع المسرات اردو ترجمہ شرح دلائل الخیرات ص ۲۶۸)

عفوٌ:

نبی کریم رؤف الرحیم کے اسماء مبارکہ میں سے ایک اسم گرامی عَفُوٌّ ہے کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معاف فرماتے اور درگذر فرماتے تھے۔ حضرت علامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ دلائل الخیرات کی شرح میں تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا خُذِ الْعَفْوَ معاف کرنے کو عادت بنایئے نیز فرمایا (فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ) انہیں معاف کرو اور درگذر کرو اور صفح کا معنی ایک ہے مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ جرائم پر مواخذہ فرماتے اور لغزشوں سے درگذر فرماتے یعنی اگر کسی سے آپ کی ذات سے متعلق لغزش سرزد ہوتی تو اسے معاف فرما دیتے اور اس پر گرفت نہ فرماتے، کیونکہ آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ دوسروں کی اذیتیں برداشت کر لیتے لیکن دوسروں کو اذیت نہ دیتے اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

نے آپ کو حکم دیا

''اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ'' اچھے طریقے سے دفع کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا۔ کسی مسلمان پر کبھی لعنت نہیں فرمائی۔ جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کبھی اپنے دست اقدس سے کسی کو تکلیف نہیں دی کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی شخص نے آپ کو تکلیف دی ہو اور آپ نے اس سے انتقام لیا ہو یا اپنی ذات کے لیے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہو البتہ! اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی مخالفت کرتا تو خدا کے لیے انتقام لیتے اور ناراض ہوتے، اس وقت کوئی چیز آپ کی ناراضگی کو فرو نہ کر سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تورات میں آپ کی صفت بیان فرمائی کہ آپ تند مزاج، سخت دل اور بازاروں میں آواز بلند کرنے والے نہیں ہیں اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف فرما دیتے ہیں اور درگذر کرتے ہیں۔ حضرت شعیا علیہ السلام کی طرف نازل کردہ وحی میں بھی اسی طرح تھا۔

مشرکین نے احد کے دن آپ کے اگلے دانت، ہونٹ، پیشانی اور رخسار مبارک زخمی کر دیئے خود کی کمانیاں ٹیڑھی کر دیں۔ آپ کو پتھر مارے یہاں تک کہ آپ کے پہلو کے بل ایک گڑھے میں چلے گئے، خون آپ کے چہرہ انور پر بہہ رہا تھا، یہ سب واقعات اسی ایک دن میں ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت گراں گزرے، عرض کیا کاش! آپ ان کے خلاف دعا فرماتے، آپ نے فرمایا مجھے لعان بنا کر نہیں بھیجا گیا مجھے داعی اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے یا فرمایا میری قوم کو ہدایت عطا فرما کہ وہ نہیں جانتے۔ آپ پر جادو کیا گیا، زہر پلائی گئی، کچھ لوگ آپ کو شہید کرنے کے در پے ہوئے لیکن آپ نے سب کو معاف فرما دیا۔ (مطالع المسرات اردو ترجمہ شرح دلائل الخیرات ص ۲۳۱)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کو معافی:

وحشی سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے تمام مسلمان اس کے قتل کرنے کے بہت در پے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم بھی فرما دیا تھا مگر وہ طائف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا یہاں تک کہ جس زمانہ میں طائف کا وفد حضور کی خدمت میں جا رہا تھا تو لوگوں نے کہا تو بھی وفد کے ساتھ حضور کی بارگاہ میں پہنچ جا کیونکہ حضور قاصدوں کو قتل نہیں کرتے۔ تو ان کے ساتھ چلا جا اور ایمان لے آ۔ اس پر وہ ان کے ہمراہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا **اشھد ان لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ واشھد ان محمد ارّسول اللّٰہِ**۔ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تو وحشی نہیں ہے؟

اس نے کہا: ہاں میں وحشی ہوں۔

فرمایا: بیٹھ جا اور مجھے بتا کہ تو نے میرے چچا کو کیسے شہید کیا؟

اس کے بعد اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پوری کیفیت بیان کی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سامنے نہ آنا اور اپنا چہرہ مجھے نہ دکھانا۔

وحشی بیان کرتے ہیں کہ جب بھی میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا تو میں آپ کے سامنے نہ آتا اور بھاگ کر آپ کے پس پشت بیٹھ جاتا۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ میں مسیلمہ کذاب سے جنگ ہوئی تو میں بھی اسلام کے لشکر کے ساتھ اس جنگ میں چلا گیا اور وہی حر[illegible] سے حضرت حمزہ [illegible] شہید کیا [illegible] نے مسیلمہ کذاب پر پھینکا چنانچہ حربہ اس

marfat.com
Marfat.com

کی پشت سے باہر نکل گیا اس کے بعد ایک انصاری آیا اس نے تلوار سے اس پر حملہ کیا میں نہیں جانتا کہ وہ میرے حربہ کی ضرب سے مارا گیا یا اس کی تلوار سے زخمی ہوا لیکن میں نے ایک عورت کو ایک چھت کے اوپر سے یہ کہتے سنا کہ ایک سیاہ رو غلام نے مسلیمہ کذاب کو ہلاک کر دیا۔

منقول ہے کہ وحشی کہا کرتے تھے کہ قَتَلْتُ خَیْرَ النَّاسِ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَقَتَلْتُ شَرَّ النَّاسِ فِی الْاِسْلَامِ۔
میں نے زمانہ جاہلیت میں سب سے بہتر شخص کو شہید کیا اور زمانہ اسلام میں سب سے بدتر شخص کو قتل کیا۔

(مدارج النبوت جلد ۲ ص ۵۰۳۔۵۰۲)

فائدہ: نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزید واقعات اس سلسلے میں پڑھنے ہوں تو کتب سیرت۔ تفاسیر، کتب احادیث وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے طور پر اولیائے کرام کا بھی یہی دستور رہا ہے کہ وہ معاف کر دیا کرتے تھے۔

اس پُر فتن دور میں امیر اہل سنت کی زندہ مثال:

شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی ذاتِ مبارکہ یقیناً محتاجِ تعارف نہیں آپ دامت برکاتہم العالیہ شریعت مطہرہ اور طریقت منورہ کی وہ یادگار سلف شخصیت ہیں جو کہ کثیر الکرامات بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ علماً و عملاً، قولاً و فعلاً ظاہراً و باطناً احکامات الٰہیہ کی بجا آوری اور سنن نبویہ کی پیروی کرنے اور کروانے کی بھی روشن نظیر ہیں آپ اپنے بیانات، تحریری رسائل، ملفوظات اور مکتوبات کے ذریعے اپنے متعلقین و دیگر مسلمانوں کی اصلاحِ اعمال کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔

الحمد للہ عزوجل آپ کے یک رنگ قابل تقلید مثالی کردار تابع شریعت، بے لاگ گفتار نے ساری دنیا میں لاکھوں مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا کر دیا ہے۔ آج کے پرفتن دور میں یہ آپ کی زندہ کرامت ہے کہ پوری دنیا میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے مطابق اپنے سروں پہ تاج المؤمنین عمامہ شریف سجائے ہوئے نظر آتے ہیں پوری دنیا کے ممالک میں سبز گنبد خضریٰ کی نسبت سے سبز عماموں کی بہار ہمارے قلوب کے لیے دلوں کا قرار، ہماری آنکھوں کے لیے نور، اور ہمارے اذہان کے لیے سرور کا سبب ہے۔

مزید آپ کا تعارف انشاء اللہ تعالیٰ کسی اور مقام پر بیان کیا جائے گا۔

امیر اہل سنت کا وصیت نامہ

امیر اہل سنت مدظلہ العالی وصیت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

مجھے جو گالی دے، برا بھلا کہے، زخمی کر دے یا کسی طرح بھی دل آزاری کا سبب بنے میں اسے اللہ عزوجل کے لیے پیشگی معاف کر چکا ہوں۔

مجھے ستانے والوں سے کوئی انتقام

marfat.com
Marfat.com

بالفرض کوئی مجھے شہید کردے تو میری طرف سے اُسے میرے حقوق معاف ہیں وَرثاء سے بھی درخواست ہے کہ اسے اپنا حق معاف کردیں اگر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے صدقے محشر میں خصوصی کرم ہوگیا تو ان شاء اللہ عزوجل اپنے قاتل یعنی مجھے شہادت کا جام پلانے والے کو بھی جنت میں لیتا جاؤں گا۔ بشرطیکہ اُس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

اگر میری شہادت عمل میں آئے تو اس کی وجہ سے سے کسی قسم کے ہنگامے اور ہڑتالیں نہ کی جائیں۔ اگر "ہڑتال" اس کا نام ہے کہ مسلمانوں کے کاروبار زبردستی بند کروائے جائیں، مسلمانوں کی دکانوں اور گاڑیوں پر پتھراؤ وغیرہ ہو۔ بندوں کی ایسی حق تلفیوں کو کوئی بھی مفتی اسلام جائز نہیں کہہ سکتا۔ اس طرح کی ہڑتال حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اس طرح کے جذباتی اقدامات سے دین ودنیا کے نقصانات کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ (مدنی وصیت نامہ ص ۱۱۔۱۰)

فائدہ: اس ساری بحث کا لب لباب یہ ہے کہ اگر کوئی تنگی، تکلیف، مصیبت، دکھ، درد کے اسباب تیرے لیئے پیدا کرتا ہے تو اسے معاف کردینا چاہیے کیونکہ اپنی ذات کے لیے سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مقدس یہ ہے کہ اپنی ذات کے لیے انتقام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیتے تھے بلکہ آپ معاف کردیا کرتے تھے اولیائے کرام کی بھی یہی تعلیمات ہیں اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے بھی یہی تعلیم دی ہے کہ اے فرید! اگر کوئی تجھے دکھ پہنچاتا ہے تو اسے دکھ کے جواب میں دکھ، تکلیف کے جواب میں تکلیف نہ پہنچا تو اسے اینٹ کے جواب میں پتھر نہ مار بلکہ تو انہیں معاف کردے بلکہ ان سے معافی مانگ کر اپنے گھر چلا جا ایک نہ ایک دن انہیں احساس ہوگا کہ میں نے اس بھلے آدمی کو جو تکلیف دی اس نے مجھے اس کے جواب میں تکلیف نہیں دی بلکہ الٹا مجھ سے ہی معافی مانگ کر چلا گیا حالانکہ معافی تو مجھے مانگنی چاہیے تھی۔ میں نے کتنا برا کیا اُس نے کتنا بھلا کیا۔ واضح ہوا کہ وہ تو واقعی محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ اپنائے ہوئے ہے جیسے آپ طائف کے لوگوں کو راہ حق کی تبلیغ کے سلسلے میں گئے تو وہاں کے لوگوں نے شریر لڑکے پیچھے لگا دیئے۔ انہوں نے پتھر مار مار کر آپ کو لہولہان کر دیا جب فرشتے نے عرض کی اگر حکم ہو تو ان بھی کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں مگر آپ نے فرمایا نہیں میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں ان لوگوں کو سمجھ نہیں اگر سمجھ ہوتی تو اس طرح نہ کرتے بلکہ الٹا انہیں کے لیے دعا فرمائی۔

جب انہیں احساس ہوگا کہ وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مشغول ہوکر انعامات ربانی کا مستحق ہو رہا ہے اور میں کفار کی روش اپنائے ہوئے ہوں تو یہ احساس پیدا ہوتے ہی وہ خود بخود شرمندہ ہوں گے اور راہِ حق کی طرف چل کھڑے ہوں گے۔

----☆☆☆-----

فَرِیدا جاں تُوں کَھٹّن ویل، تاں تُوں رَتّا دُنی سیُوں   مَرگ سَوائِی نِیہہ جاں بھَرِیا تاں لُدِیا

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ جاں [illegible] ★ تُوں [illegible] ★ [illegible] کمانا ★ ویل: ویلا، وقت، موقع۔ ★ تاں:

marfat.com
Marfat.com

تب، پھر، اس وقت۔ ★ توں: تُو۔ ★ رَتا: لال، رنگین، موٹا تازہ، مست۔ ★ دُنی: دنیا کی جمع یعنی لوگ، دنیا والے، دنیا کے دھندے۔ ★ سِیوں: تو تھا، ساتھ تھا۔ ★ مرگ: موت، اجل۔ ★ سوائی: زیادہ سے زیادہ، اصل سے زیادہ۔ ★ نینھ: بنیاد رکھی۔ ★ جاں: جب، جد۔ ★ بھر یا: بھر گیا۔ ★ تاں: تب۔ ★ لدیا: انڈیلا، خالی کر دیا۔

مطلب:

اے فرید! تیرے پاس جو وقت تیرے لئے کچھ کمانے اور حاصل کرنے کا وقت تھا وہ وقت تو موٹا تازہ تھا۔ عیش و عشرت کا دلدادہ رہا۔ غفلت کی زندگی گزارتے ہوئے عیش پرستی کی روش اختیار کیئے رکھی۔ دنیاوی مشاغل میں مست رہا۔ مگر یہ بھی ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ جان کے ساتھ موت کو بھی محبت ہے۔ اسی لیے جو زندہ ہے اس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جونہی موت نے آنا ہے تو زندگی کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا پس ایسی صورت میں انڈیل کر خالی کر دیا جائے گا۔

فریدا جاں توں کمٹن ویل:

اے فرید! جب تیرے پاس کمائی کرنے کا وقت تھا انسان کی دنیوی زندگی پیدائش سے شروع ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کو دنیا میں اپنی عبادت کے لیے بھیجا ہے کما قال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

﴿وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔﴾

اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کو دنیا میں اپنی عبادت کے لیے بھیجا راہِ حق دکھانے اور عبادت کرنے کے صحیح طریقے بتانے کے لیے مختلف ادوار میں مختلف انبیاء کرام اور رسول تشریف لاتے رہے۔ مخلوق خدا تک خالق کائنات کا پیغام پہنچاتے رہے۔ سب سے آخر میں سید الانبیاء محبوب کبریا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم پہ اپنا کلام قرآن مجید نازل فرمایا، قرآن پاک میں ہے کہ:

﴿ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ ﴾

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛ فِيۡهِ ۛ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ۝ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ۖ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ ﴾ (سورۃ البقرہ پ ۱)

ترجمہ کنزالایمان:

الٓمّٓ۔ وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے۔

marfat.com
Marfat.com

فائدہ: پہلی آیت مبارکہ حروف مقطعات پہ مشتمل ہے اس کا حقیقی مفہوم اللہ اعلم و رسولہ۔ دوسری آیت مبارکہ میں مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم پہ اترنے والی لافانی کتاب قرآن مجید کی عظمت بیان کی گئی ہے کہ خبردار اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں پھر قرآن مجید ہی کی صفت بیان ہوئی کہ قرآن مجید متقین یعنی پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔ پھر متقین کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ متقین وہ لوگ ہیں جو بے دیکھے ایمان لاتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز قائم رکھتے ہیں۔ ہماری عطا کردہ روزی میں سے ہماری ہی راہ میں خرچ کرتے ہیں یعنی انفاق فی سبیل اللہ۔ تمام انبیاء کرام پہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا اس پہ ایمان لاتے ہیں۔ آخرت پہ یقین رکھتے ہیں۔ ان صفات کے حامل افراد ہی ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

متقی یعنی پرہیز گار:

تقویٰ کے کئی معنی آتے ہیں نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا متقی وہ ہے جو شرک و کبائر و خواہش سے بچے بعضوں نے کہا متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر نہ سمجھے بعض کا قول ہے تقویٰ حرام چیزوں کو ترک اور فرائض کو ادا کرنا بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے بعض نے کہا تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا نام ہے (خازن) یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مآل کے اعتبار سے ان میں کچھ مخالفت نہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تقویٰ کے مراتب

(1) عوام کا تقویٰ:

ایمان لا کر کفر سے بچنا۔

(2) متوسطین کا تقویٰ:

اوامر و نواہی کی اطاعت۔

(3) خواص کا تقویٰ:

ہر ایک ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے۔ (تفسیر خزائن العرفان بحوالہ تفسیر جمل)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے نزدیک تقویٰ کی اقسام:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تقویٰ سات قسم کا ہے۔

1۔ کفر سے بچنا یہ بفضلہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔

2۔ بدمذہبی سے بچنا یہ ہر سنی کو نصیب ہے۔

3۔ ہر کبیرہ سے بچنا۔

marfat.com
Marfat.com

4۔ صغائر سے بھی بچنا۔

5۔ شبہات سے احتراز۔

6۔ شہوات سے بچنا۔

7۔ غیر کی طرف التفات سے بچنا۔ یہ اخص الخواص کا منصب ہے اور قرآن عظیم ساتوں مرتبوں کا ہادی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تفسیر نور العرفان میں حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متقی کے معنی ہیں ڈرنے والے یا بچنے والے یعنی اللہ سے ڈرنے والے اور برے عقائد، برے اعمال سے بچنے والے، تقویٰ دو طرح کا ہے۔ (i) جسمانی۔ (ii) قلبی۔

(1) جسمانی تقویٰ:

گناہوں سے بچنے، نیکیاں کرنے کا نام ہے۔

(2) قلبی تقویٰ:

اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی تعظیم کا نام ہے۔ رب فرماتا ہے۔

﴿ وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَ الْقُلُوْب ﴾

عقیدہ: یہاں متقین سے مراد صحابہ کرام ہیں یعنی یہ جو متقی تم کو نظر آ رہے ہیں وہ اسی قرآن کی ہدایت سے متقی بنے ہیں سمجھ لو قرآن کیسا ہے (تفسیر عزیزی) صحابہ کا تقویٰ قرآن کی حقانیت کی دلیل ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

فائدہ: اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غلیظ الفاظ میں یاد کرتے رہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو انشاء اللہ مختصر طور پر دورہ تفسیر القرآن فیض العرفان المعروف دورہ تفسیر القرآن میں عقائد و اعمال کے متعلق قدرے تفصیلات پیش کی جائیں گی۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا مقصد:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا مقصد یہ ہے کہ اے فرید جس انداز سے زندگی گزارنے کی ضرورت تھی تو اس طرح زندگی کما حقہ نہیں گزار سکا کیونکہ انسانی زندگی میں کئی قسم کے تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے یہ زندگی عطا فرمائی گویا انسانی زندگی کا مقصد وحید تو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اس کے علاوہ انسانی زندگی کا کوئی مقصد نہیں دیکھنا یہ ہے کہ عبادت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کا نام عبادت ہے۔ اس میں حقوق اللہ بھی شامل ہیں اور حقوق العباد بھی شامل ہیں۔ افسوس کہ ہم حقوق اللہ سے بھی غافل ہیں اور حقوق العباد کا بھی خیال نہیں کرتے۔ پھر ہم نے رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر جواب دہ بھی ہونا ہے۔ اب بتائیے رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر ہم کیا جواب دیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہم سے پوچھا کہ اے انسان میں نے تجھے اپنی عبادت کے لیے زندگی عطا کی تھی تو کیسے کیسے کام کر کے آیا تو اس وقت ہم کیا جواب دیں گے۔

انسانی زندگی کے تین درجات:

انسانی زندگی کے تین درجات ہیں ...

marfat.com
Marfat.com

(1) بچپن :

انسان کی یہ زندگی بڑی عجیب ہوتی ہے۔ پیدا ہوتے ہی انسان کا بچہ کچھ نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مہربانی سے یہ ایک ایک لحہ گزارتے ہوئے بڑا ہوتا جاتا ہے والدین خوش ہوتے ہیں کہ ہمارا بیٹا بڑا ہوتا جا رہا ہے لیکن حقیقتاً انسان کی زندگی کم سے کم ہوتی چلی جا رہی ہے بچپن سے لڑکپن آ جاتا ہے۔ چونکہ ابھی تک عقل پختہ نہیں ہوتی۔ پوری سمجھ نہیں ہوتی اس لئے کوئی فریضہ اس کے ذمے نہیں ہوتا ہاں البتہ والدین کے لیے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اولاد کو نماز پڑھنا سکھائیں وغیرہ۔

(2) جوانی :

جب جوانی کا دور شروع ہوتا ہے تو سمجھ بھی پوری ہوتی ہے ہر بات سمجھنے لگتا ہے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے شعر میں جو بیان فرمایا گیا ہے کہ فریدا جاں توں کھٹن ویل کہ اے فرید جب تیرے کمانے کے دن تھے وہ یہی جوانی کا دور مراد ہے۔

کیونکہ جوانی کے دنوں میں جسم میں توانائی اپنے جوبن پہ ہوتی ہے، پٹھے مضبوط ہوتے ہیں بندہ بڑے سخت سے سخت کام سرانجام دے سکتا ہے۔ انسانی اعضاء مثلاً ہاتھ، پاؤں' آنکھیں' کان، دل، دماغ مختصر یہ کہ تمام جسم توانائیوں سے لبریز ہوتا ہے۔ مشکل سے مشکل کام بچوں کو کھیل معلوم ہوتا ہے، کوئی مشکل مشکل معلوم ہی نہیں ہوتی۔ نظر خوب تیز ہوتی ہے۔ کان خوب کام کرتے ہیں، زبان میں قوت گویائی پورے جوبن پہ ہوتی ہے۔ دل ودماغ بھی توانائیوں سے بھرپور ہوتے ہیں ہاتھ اور پاؤں شیر سے مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتے ہیں۔ ایسے ہی دور کے متعلق بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جوانی کا دور وہ ہے اگر تو ہمت کرتا تو سارا سارا دن اور ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتا اور تجھے ذرہ بھی تکلیف یا مشکل کا احساس تک نہ ہوتا۔ جنگلات طے کرنا، دریاؤں سے گزرنا کچھ بھی تیرے لیئے ناممکن نہ محسوس ہوتا۔ وہ وقت تو عبادت میں گزارتا۔ مگر اس وقت تو نے اس طرح توجہ ہی نہ کی۔ بلکہ اس وقت تو تو دنیا میں اتنا مست اور مگن ہوا کہ شاید تو نے ہمیشہ ایسے ہی رہنا ہے۔ شاید یہ دن تجھے ہمیشہ اسی طرح حاصل رہیں گے۔ ایسا قیمتی دور تو نے عیش وعشرت میں گزار دیا، لڑائی جھگڑوں اور دنگا فساد میں گزار دیا۔ گناہوں کی وادی تیرے لیئے سیرگاہ بنی رہی۔

دنیا کے تند وتیز طوفان کو تو موڑنے کی طاقت رکھتا تھا مگر افسوس کہ تو خود ہی اس طوفان کو موڑنے کی بجائے اسی کا حصہ بن گیا۔ اسی کا ساجھی اور حصے دار بن گیا۔ جب تیری جوانی کا وقت تھا حالانکہ اللہ سے قرب حاصل کرنے کا وقت تو نے اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے منہ موڑے رکھا غفلت کا شکار رہا۔

در جوانی توبہ کردن شیوهٔ پیغمبری

وہ وقت تھا کہ تو تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرتا۔ اولیاء کرام کے بتائے ہوئے راستے کو اپنا تا تا کہ صراطِ مستقیم پہ چلن نصیب ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور یادِ حق میں ہمہ وقت گزارنے کا وقت تھا مگر افسوس کہ اس وقت تو دنیا میں شیطان کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنستا چلا گیا حتیٰ کہ دنیا سے کوچ کا وقت قریب آ گیا نیکی کمانے کا وقت گزر گیا۔

جوانی کا دور:

جوانی کے دور میں تو موٹا [illegible] دور [illegible] نہیں آتے تھے۔ مگر تو عیش وعشرت میں

marfat.com
Marfat.com

مست دنیا کے حصول کی دوڑ کے مقابلہ میں تو بھی شامل ہو گیا دنیا کے حصول کے سلسلے میں نہ جائز دیکھا نہ ناجائز ہر طرح سے دنیا میں کامیابی کے خواب دیکھے بلکہ دنیا کے حصول میں نظر آنے والے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کی کوشش کی اس سلسلے میں تو نے بہت کچھ ضائع کیا وقت ضائع کیا، نیکیاں برباد کیں، گناہوں کے ڈھیر لگا لیئے۔

بڑھاپا:

انسانی زندگی کا آخری دور بڑھاپا ہوتا ہے۔ بڑھاپے کے دنوں میں انسان کے اپنے اعضاء بھی ایک ایک کر کے ساتھ چھوڑتے چلے جاتے ہیں رہ رہ کر حسرت ہوتی ہے کہ کاش مجھ سے ہو سکتا تو آج لوگوں کو حقیقت سے آشنا کرتا مگر زبان بھی اس سلسلے میں ساتھ نہیں دیتی۔ کسی کو نیکیوں کی طرف راغب کرنا چاہتا ہے اس سلسلے میں اس کے پاس جانا چاہتا ہے تو آنکھیں معذرت کرتی ہیں پاؤں جواب دے جاتے ہیں۔ اب کوئی اہم کام کرنا نہایت دشوار ہوتا صرف موت کا ہی انتظار رہ جاتا ہے۔ موت کے انتظار میں انسان دن گنتا رہتا ہے۔ مگر

اب کیا ہو وت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

فائدہ: قرآن مجید میں ہے کہ

﴿وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ العصر)

اس زمانہ محبوب کی قسم۔ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ (کنز الایمان)

فائدہ: رب کائنات نے ارشاد فرمایا اِنَّ الانسان لفی خسر ۝ بے شک آدمی نقصان میں ہے کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے عبادت کرنے کے لیے اس دنیا میں بھیجا تو رأس المال کے طور پر زندگی عطا فرمائی۔ اصلی پونجی کی حیثیت سے گنتی کے سانس عطا فرمائے۔ وہ رأس المال تو لحہ بہ لحہ کم ہوتا جا رہا ہے پیدا ہوتے ہی خرچنا چاہا تب بھی یہ رأس المال خرچ ہوتا گیا نہ خرچنا چاہا تب بھی یہ رأس المال کم ہوتا گیا اور یہ انسان ہے کہ غفلت میں پڑا رہا۔ اس کے بدلے میں انسان نے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنی تھی۔ رأس المال خرچ ہوتا گیا اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رخ ہی نہ کیا حتیٰ کہ بہترین رأس المال ضائع کر بیٹھا اب آخری چند کوڑیاں رہ گئیں تو پھر اس طرف دھیان ہوا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تو پہلے ہی انسان کو خبردار کر دیا تھا کہ خبردار تیری زندگی کے شب و روز ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا گزرتے جا رہے ہیں تو گھاٹے کا شکار ہوتا جا رہا ہے سنبھل جا، ہوشیار ہونے میں ہی فائدہ ہے مگر غافلانہ روشنی نہ چھوڑی کہ آج یہ دن دیکھنا پڑا۔

درسِ عبرت:

گزرا وقت تو واپس آ نہیں سکتا اب موجودہ وقت سے ہی سنبھل جا! ہوشیار ہو جا گزرے دنوں میں کیئے ہوئے بد اعمال سے توبہ کر آئندہ راہِ راست اپنا۔

marfat.com
Marfat.com

طالب مولا بن:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو طالب مولا بن تا کہ جو کچھ حق تعالیٰ کی ملکیت ہے وہ ہر چیز تیری طلب کرے۔ (حیات الفرید)

توبہ:

ارے انسان! زندگی کے جتنے لمحات بھی رہ گئے ہیں خدارا! انہیں لمحات کو غنیمت جان کیئے ہوئے گناہوں سے شرمندہ ہوتے ہوئے حق تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر سچے دل سے توبہ اختیار کر اور آئندہ ایسے امور نہ کرنے کا پختہ تہیہ کر لے توبہ کے متعلق حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

﴿اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ﴾

جو شخص گناہوں سے توبہ کرے وہ ایسے شخص کی طرح ہے جس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۲۴ ہشت بہشت)

حکایت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ مرنے سے پہلے توبہ کرنی چاہیے پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کی توبہ کا باعث کونسی بات ہوئی؟

فرمایا: ایک روز میں شراب خانے میں بیٹھا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ اے بشر حافی موت سے پہلے توبہ کر لے۔ جب یہ آواز سنی تو توبہ کر لی اور پھر ان گناہوں کے نزدیک بھی نہ پھٹکا جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ درجہ عنایت فرمایا:

(اسرار الاولیاء فصل ۲۴ ص ۲۵ ہشت بہشت)

خلاصہ یہ کہ جوانی کا دور بڑا بہترین دور تھا۔ ولولے اور جوش کی وجہ سے بہت کچھ کیا جا سکتا تھا مگر افسوس کہ وہ دور ضائع کر بیٹھے جان کے ساتھ موت کو بھی ایک خاص تعلق ہوتا ہے ایک خاص محبت ہوتی ہے۔

پس جونہی موت کا وقت آیا تو زندگی اپنے اختتام کو پہنچ جائے گی پس انسانی وجود سے روح نکال لی جائے گی جسم کا پنجرہ خالی رہ جائے۔

وڈے وڈے راجیاں نوں موت نے نئیں چھوڑیا
جیہڑے اتے دل آیا ، اوہو پھل توڑیا
ہرے بھرے باغ کئی ہوگئے ویران اوئے
بندیا جہان اتے کریں نہ گمان اوئے
سدا نہیوں رہنا ایتھے کسے انسان اوئے

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

ویکھ فریدا جو تھیا ، داڑھی ، ہوئی بھور اگا نیڑے آیا، پچھا رہیا دور

حل لغات:

★ویکھ: دیکھ لے۔ ★فریدا: اے فرید۔ ★جو تھیا: جو کچھ گذر گیا، جو کچھ ہوگیا، جو کچھ ہو چکا، جو کچھ ہوا۔ ★بھور: بھوری، آدھی سفید آدھی سیاہ، آدھی سفید ★اگا: سامنے والا، آگے والا حصہ، مراد زندگی کا آخری وقت، اور اس سے مراد موت کا وقت دنیا کے بعد قبر اور حشر کا وقت، قیامت کا وقت کہ جب بندے سے اس کا مالک وخالق پوچھ گچھ کرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ بندے سے دنیا میں گزارے ہوئے ایام کے متعلق پوچھے گا۔ ★نیڑے: قریب۔ ★پچھا: ماضی، گزشتہ: گزرا ہوا زمانہ، زندگی کا گزرا ہوا دور، پیدائش کا وقت بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ★رہیا: رہ گیا۔

اے فرید! جو ہو گیا ہے کہ داڑھی بھی اب تو آدھی سفید اور آدھی سیاہ ہو گئی ہے۔ آگا یعنی موت کا وقت نزدیک آ گیا ہے اور پچھا یعنی پیدائش کا وقت دور ہو چکا ہے۔

مطلب:

اے فرید! ذرا دیکھ تو سہی۔ یہ حقیقت تجھ پہ روشن ہو جائے گی۔ اب تک جو زندگی تو نے گزاری ہے۔ جیسے تیسے گزاری ہے۔ ماضی سے تو سبق سیکھ۔ عبرت حاصل کر تیری داڑھی سفید ہو گئی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ تو بوڑھا ہو چکا ہے۔ موت اب تیرے قریب آ گئی ہے۔ گزرا ہوا زمانہ اب بہت دور جا چکا ہے۔ کیونکہ جو لمحات گزر چکے ہیں انہیں تو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ ہاں آگا یعنی سب کے بعد تیرے سامنے موت آنی ہے اب اس کا وقت قریب آ گیا ہے موت کا پیغام تجھے تیری داڑھی کے سفید بالوں نے دے دیا ہے۔

بڑھاپا:

حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ انسان کو متنبہ فرماتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ دیکھئے۔ تیرے جسم میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ کہ بلا سبب نہیں ہیں۔ ان کی وجوہات ہیں ان میں غور و فکر کر۔ گویا آپ اس شعر میں غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں۔

مشاہدۂ کائنات:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنے جسم میں پیدا ہونے والی تبدیلی یعنی بال سیاہ تھے۔ اب تک انسان دیکھتا آیا کہ میرے تمام بال سیاہ تھے اب آدھے سفید ہو گئے ہیں کیوں؟ اس کیوں کا جواب تلاش کرنے کے لیے انسان کو غور و فکر کرنا پڑے گا۔ اپنے وجود اور اپنے وجود سے باہر مشاہدہ خصوصی انداز سے کرنا پڑے گا تاکہ یہ گتھی سلجھائی جا سکے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ایک عالم دین تھے اس لیئے آپ مشاہدہ کائنات سے پہلے اپنے ہی جسم کا مشاہدہ کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ جو انسان اپنے ہی جسم کا مشاہدہ نہیں کر سکتا وہ اتنی بڑی کائنات کا مشاہدہ کیسے کر سکتا ہے۔ جبکہ اپنا جسم تو ہمہ وقت اپنے پاس ہی رہتا ہے جبکہ کائنات کی بقیہ چیزیں ہر وقت ساتھ نہیں رہتیں۔ پہلے کیسے تھیں اب کیسے ہیں۔ اس تبدیلی میں کتنا وقت لگا۔ اس کے اسباب کیا ہیں؟ وغیرہ وغیرہ ہمارا اپنا جسم تو ہر وقت ہمارے سامنے ہے اس کا مشاہدہ ... من عرف نفسہ کا سبق دینا چاہتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

ویکھ فریدا جو تھیا، داڑھی، ہوئی بھور اگا نیڑے آیا، پچھا رہیا دور

حل لغات:

★ ویکھ: دیکھ لے۔ ★ فریدا: اے فرید۔ ★ جو تھیا: جو کچھ گذر گیا، جو کچھ ہو گیا، جو کچھ ہو چکا، جو کچھ ہوا۔ ★ بھور: بھوری، آدھی سفید آدھی سیاہ، آدھی سفید ★ اگا: سامنے والا، آگے والا حصہ، مراد زندگی کا آخری وقت، اور اس سے مراد موت کا وقت دنیا کے بعد قبر اور حشر کا وقت، قیامت کا وقت کہ جب بندے سے اس کا مالک وخالق پوچھ گچھ کرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ بندے سے دنیا میں گزارے ہوئے ایام کے متعلق پوچھے گا۔ ★ نیڑے: قریب۔ ★ پچھا: ماضی، گزشتہ: گزرا ہوا زمانہ، زندگی کا گزرا ہوا دور، پیدائش کا وقت بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ★ رہیا: رہ گیا۔

اے فرید! جو ہو گیا ہے کہ داڑھی بھی اب تو آدھی سفید اور آدھی سیاہ ہو گئی ہے۔ آگا یعنی موت کا وقت نزدیک آ گیا ہے اور پچھا یعنی پیدائش کا وقت دور ہو چکا ہے۔

مطلب:

اے فرید! ذرا دیکھ تو سہی۔ یہ حقیقت تجھ پہ روشن ہو جائے گی۔ اب تک جو زندگی تو نے گزاری ہے۔ جیسے تیسے گزاری ہے۔ ماضی سے تو سبق سیکھ۔ عبرت حاصل کر تیری داڑھی سفید ہو گئی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ تو بوڑھا ہو چکا ہے۔ موت اب تیرے قریب آ گئی ہے۔ گزرا ہوا زمانہ اب بہت دور جا چکا ہے۔ کیونکہ جو لمحات گزر چکے ہیں انہیں تو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ ہاں آگا یعنی سب کے بعد تیرے سامنے موت آنی ہے اب اس کا وقت قریب آ گیا ہے موت کا پیغام تجھے تیری داڑھی کے سفید بالوں نے دے دیا ہے۔

بڑھاپا:

حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ انسان کو متنبہ فرماتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ دیکھئے۔ تیرے جسم میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ کہ بلا سبب نہیں ہیں۔ ان کی وجوہات ہیں ان میں غور وفکر کر۔ گویا آپ اس شعر میں غور وفکر کی دعوت دے رہے ہیں۔

مشاہدۂ کائنات:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنے جسم میں پیدا ہونے والی تبدیلی یعنی بال سیاہ تھے۔ اب تک انسان دیکھتا آیا کہ میرے تمام بال سیاہ تھے اب آدھے سفید ہو گئے ہیں کیوں؟ اس کیوں کا جواب تلاش کرنے کے لیے انسان کو غور وفکر کرنا پڑے گا۔ اپنے وجود اور اپنے وجود سے باہر مشاہدہ خصوصی انداز سے کرنا پڑے گا تا کہ یہ گتھی سلجھائی جا سکے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ایک عالم دین تھے اس لیئے آپ مشاہدہ کائنات سے پہلے اپنے ہی جسم کا مشاہدہ کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ جو انسان اپنے ہی جسم کا مشاہدہ نہیں کر سکتا وہ اتنی بڑی کائنات کا مشاہدہ کیسے کر سکتا ہے۔ جبکہ اپنا جسم تو ہمہ وقت اپنے پاس ہی رہتا ہے جبکہ کائنات کی بقیہ چیزیں ہر وقت ساتھ نہیں رہتیں۔ پہلے کیسے تھیں اب کیسے ہیں۔ اس تبدیلی میں کتنا وقت لگا۔ اس کے اسباب کیا ہیں؟ وغیرہ وغیرہ ہمارا اپنا جسم تو ہر وقت ہمارے سامنے ہے اس کا مشاہدہ ... من عرف نفسہ کا سبق دینا چاہتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

مشاہدۂ کائنات:

بہر حال مشاہدہ کے معنی ہیں ایک دوسرے کو آمنے سامنے (دیکھنا) فیروز اللغات میں اس کے معنی (دیکھنا، معائنہ کرنا، صوفیوں کی اصطلاح میں نور الٰہی کا نظارہ کرنا) بیان ہوئے ہیں۔ اردو زبان میں یہ لفظ غور و فکر کے ساتھ دیکھنے کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ کائنات کے معنی ہیں (دنیا، حقیقت، حیثیت (فیروز اللغات))

اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی شائع کردہ اسلامیات اختیاری انٹر میڈیٹ میں کائنات کے معانی (تمام وہ چیزیں جن کا وجود ہے اور اس سے مراد ہے زمین و آسمان میں پائی جانے والی تمام چیزیں ہیں۔) اس طرح مشاہدہ کائنات کا مطلب بنتا ہے اپنے اردگرد پائی جانے والی تمام چیزوں کو غور و فکر کے ساتھ دیکھنا۔ (اسلامیات اختیاری یونٹ ۱ تا ۹ ص ۱۱۷)

اس کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزوں کو غور و فکر سے دیکھنا۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر متعدد آیات میں انسانوں کو مشاہدۂ کائنات کی طرف توجہ دلائی ہے۔

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝﴾

بے شک آسمانوں اور زمین کی ساخت میں، دن اور رات کے بدلتے رہنے میں بھی عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں۔ (سورۃ آل عمران: ۱۹۰)

﴿اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝﴾

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۹۱)

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (ترجمہ کنز الایمان)

فائدہ: ہر انسان ان مناظر کو دیکھتا ہے لیکن ہر انسان ان میں غور و فکر نہیں کرتا۔ معمولی سے معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی غور و فکر کرے کہ کوئی معمولی سے معمولی چیز خود بخود نہیں بن جاتی اتنی بڑی زمین اور ایسا عجیب و غریب آسمان خود بخود کیسے بن گیا بے اختیار انسان کے منہ سے یہ کلمات جاری ہو جاتے ہیں کہ بلاشبہ ان کو تخلیق کرنے والا کوئی ہے جو کہ واقعی بڑی قوت و حکمت والا ہے۔ اس مالک نے ان چیزوں کو فضول اور بے مقصد نہیں بنایا یہ سب کچھ ایک خاص مقصد کے لیے بنے ہیں۔

سر کے بالوں کا سفید ہونا:

اسی طرح بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وجود میں غور و فکر کرنے کے لیے توجہ دلائی ہے۔ گویا آپ انسان کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ اے انسان اس دنیا میں غافلانہ زندگی مناسب نہیں ہے اس جہان میں ہر چیز مسلسل ایک خاص حکمت کے تحت تبدیل ہوتی نظر آرہی ہے اس تبدیلی میں ایک پیغام ہے اس کو سمجھنے کی کوشش کر۔ اگر غور و فکر کرے گا تو اس میں

marfat.com
Marfat.com

تیرا ہی بھلا ہے۔

مثلاً یہی دیکھ کہ جب تو پیدا ہوا تھا تو کتنا بڑا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ تیرے جسم میں تبدیلیاں آتی گئیں۔ ہاتھوں اور پاؤں میں کچھ قوت آئی تو اپنے اختیار سے تو انہیں ہلانے جلانے لگا شاید پہلے محسوس کرتا ہوگا کہ بس یہ حرکت ویسے ہی ہے حالانکہ تیری اس حرکت میں بھی مالک وخالق کی بڑی حکمتیں پوشیدہ تھیں کہ ان ہاتھوں پاؤں کی حرکات کے ذریعے ہی تو تمام کام سرانجام دے گا۔ انہیں کی حرکات وسکنات کے ذریعے تو اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل کر سکتا ہے اور ان ہاتھوں پاؤں یعنی جسمانی حرکات و سکنات سے ہی تو اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کا بھی مستحق ٹھہر سکتا ہے۔

یہی تیرے اعضاء جب قدرے مضبوط ہوئے تو آہستہ آہستہ اٹھنے اور چلنے لگا حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ تو اپنے مدمقابل کسی کو بھی کچھ نہ جاننے لگا حالانکہ تجھے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ میری ان جسمانی تبدیلیوں میں قدرت اللہ تعالیٰ کی شامل ہے مگر جونہی قدرے قدرت وطاقت تجھے میسر آئی تو حق تعالیٰ سے غافل ہوگیا انسان کی اس غفلت کو دور کرنے کے لیے جب جوانی ڈھلنے لگی۔ جوانی پورے جوبن سے ڈھلنے کے قریب ہوتی ہے تو عموماً سر کے بال سفید ہونا شروع ہو جاتے ہیں یہ ایک حیثیت سے انسان کے لیے انتباہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو متنبہ کرتا ہے کہ انسان اب تو تیری زندگی کا جوبن زوال پذیر ہونے والا ہے دیکھ تیرے بالوں کی سیاہی سفیدی میں بدل گئی ہے اور سیاہ بال سفید ہونے لگے ہیں۔

یعنی بال سیاہ تھے تو سفید ہونے لگے ہیں جب انسان جوان ہوتا ہے جوانی کے بھرپور ایام کے دوران لال سرخ اور سفیدی مائل نظر آتا ہے خوبصورتی کا شاہکار نظر آتا ہے۔ مگر جوں جوں جوانی ڈھلتی جاتی ہے سیاہ بال سفید ہوتے چلے جاتے ہیں اور خوبصورت نظر آنے والے چہرے پہ سیاہی پھیلتی نظر آتی ہے۔ خوبصورتی میں آہستہ آہستہ کمی لاحق ہوتی جاتی ہے جو اس طرف اشارہ ہے کہ اب تیرے وجود کی توانائیوں میں زوال شروع ہوگیا۔ داڑھی سفید ہونی شروع ہو جاتی ہے سر کے بال بھی سفید ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ نظر کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ انسانی جسم آہستہ آہستہ بے شمار بیماریوں کا شکار ہونے لگتا ہے کبھی کوئی تکلیف کبھی کوئی تکلیف، کبھی کوئی بیماری لاحق ہوئی تو کبھی دانت درد کرنے لگے تو کبھی آنکھوں کی تکلیف دکھ میں مبتلا کرنے لگی۔ کبھی کانوں میں درد شروع ہوگیا تو کبھی ٹانگیں درد کرنے لگیں، مختصر یہ کہ آہستہ آہستہ یہ جسم بیماریوں کا ڈیرہ بن جاتا ہے۔ انسانی جسم میں یہ تمام تبدیلیاں انسان کے لیے وارننگ کی حیثیت رکھتی ہیں مگر ان سے عبرت وہی حاصل کرتا ہے جو سمجھدار اور عقلمند ہوتا ہے۔

اور بے وقوف ان سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ تکلیف کے وقت ہی اللہ یاد آتا ہے۔ تندرستی حاصل ہوتے ہی وہ پھر اپنی بے ڈھنگی چال چلنے لگتا ہے۔

درسِ عبرت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں ہمیں درس دے رہے ہیں کہ ارے انسان اسی وقت کو ہی غنیمت جان لے۔ یہ جو تیرے جسم میں آئے دن کی تبدیلیاں ہیں یہ تجھے متنبہ کر رہی ہیں کہ اب تو بوڑھا ہوتا جا رہا ہے اور بڑھاپا موت کا پیغام لے کر آتا ہے۔ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

موت کا ہے پیغام ذرا غور کر انسان
[illegible]

marfat.com
Marfat.com

ابھی تک جو غفلت کا شکار ہے اس غفلت کو ترک کر کے حقیقت سے آشنائی حاصل کر۔

غلط سوچ کی تردید:

ہوسکتا ہے کہ تو سوچتا ہو کہ ابھی تو میں جوان ہوں۔ سر کے بال سفید ہوتے ہی یہ حقیقت پہچان کہ اب تو جوان نہیں رہا۔ اب بوڑھاپے کا عروج آنے والا ہے۔ یاد کر اتنی لمبی زندگی تو نے کیسے برباد کر دی اب اگلا یعنی تیری زندگی کے آخر میں جو آنے والا ہے یعنی موت کا وقت وہ قریب آ گیا ہے قبر۔ تجھے پکار رہی ہے۔ اور تیرا پچھلا یعنی پیدائش کا وقت تو بہت دور چلا گیا ہے۔ تیری موت اب تیرے سر پہ کھڑی ہے کسی بھی لمحے تجھے دبوچ لے گی جیسے جانور جو ذبح ہونے والا ہوتا ہے اسے چارہ خوب ڈالا جاتا ہے پانی پلایا جاتا ہے گرمی ہو تو بعض اوقات نہلایا جاتا ہے وہ جانور سمجھتا ہے کہ یہ سب کچھ میرے ساتھ حسب عادت ہو رہا ہے مگر اچانک جب اس کے گلے پہ چھری چلتی ہے تو اسے حقیقت سمجھ آتی ہے۔ ان سفید بالوں کو عام حالات تصور نہ کر بلکہ یہ تجھے ایک طرح کا پیغام دے رہے ہیں کہ اب تیری تیاری کا وقت قریب سے قریب آتا جا رہا ہے۔ موت تیرے سر پہ کھڑی ہے قبر تجھے پکار پکار کر بلا رہی ہے۔

موت کی تیاری:

اس لیے انسان کو موت کی تیاری کی طرف راغب ہونا چاہیے۔

افضل انسان وہ ہے جو موت کی تیاری میں لگا رہے

کہا گیا ہے کہ پانچ خصلتیں جس شخص میں ہوں وہ تمام لوگوں سے افضل ہے۔

(1) اپنے رب کی اس طرح عبادت کرے کہ وہ مقبول ہو۔

(2) خلق خدا کے لیے اس کا نفع ظاہر ہو۔

(3) لوگ اس کے شر سے مامون و محفوظ ہوں۔

(4) لوگوں کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی توقع نہ رکھے۔

(5) موت کے لیے ہمیشہ تیار رہے۔ جان لے میرے بھائی کہ ہم مرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور اس سے چھٹکارا ناممکن ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ "بے شک تو مرنے والا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ" کہ "اے پیارے نبی آپ فرما دیجئے کہ تمہارا فرار تمہیں ہرگز فائدہ نہ دے گا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو۔" پس ہر مسلمان پر لازم ہے کہ موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ "کہ "تم موت کی تمنا تو کر کے دیکھو اگر تم سچے ہو لیکن وہ کبھی بھی ہرگز اس کی آرزو نہ کریں گے ان اعمال کے باعث جو انہوں نے اپنے ہاتھوں کیے ہیں،" پس اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ جو سچے ہیں وہ موت کی تمنا کرتے ہیں اور جو جھوٹے ہیں وہ اپنے برے اعمال کے [illegible] بھاگتے ہیں۔ [illegible] لیے تیار رہتا ہے اور وہ اپنے رب سے

marfat.com
Marfat.com

ملاقات کی تمنا رکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں محتاجی کو پسند کرتا ہوں تا کہ اپنے رب کے لیے متواضع رہوں اور میں بیماری کو پسند کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے گناہوں کا کفارہ ہے اور اپنے رب سے ملاقات کے شوق میں موت کو پسند کرتا ہوں۔

فائدہ: جب صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کا موت کے متعلق عمل یہ ہے تو انبیاء کرام موت کو کیسا تصور کرتے ہوں گے۔ بالخصوص حضرت موسیٰ علیہ السلام اس لیے موسیٰ تھا کا وہ مطلب نہیں جو بظاہر معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان نیک ہو یا بد موت اس کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے اگر وہ نیک ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس نیکو کاروں کے لیے بھلائی ہے، اور اگر وہ گنہگار ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس کو مزید مہلت دے رہے ہیں تا کہ وہ اور زیادہ گناہ کرے اور ایسوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

دانا مومن:

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ موت مؤمن کی سواری ہے نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام سے سوال کیا گیا............سب سے افضل مؤمن کون ہے؟ فرمایا جس کا اخلاق اچھا ہے پھر دریافت کیا گیا دانا مومن کون ہے؟ فرمایا جو بکثرت موت کو یاد کرتا ہے اور موت کے لیے اچھی تیاری کرتا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں دانا وہ ہے جو نفس کو اپنے تابع کرے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرے اور وہ شخص ذلیل ہے جو نفسانی خواہشات کی اتباع کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی آرزو رکھے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۴۶۔۴۵)

-----☆☆☆-----

دیکھ فریدا جو تھیا، شکر ہوئی وِس   سائیں باجھوں آپنے، ویدن کہیئے کِس

حل لغات:

★ دیکھ: دیکھ۔ ★ فریدا: اے فرید! ★ جو: جو کچھ۔ ★ تھیا: ہو گیا، ہوا۔ ★ وِس: زہر۔ ★ سائیں: خدا، آقا، رب، مالک مولیٰ شوہر، بھکاری، وہ کلمہ کہ جس سے درویش ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں۔ مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ ★ باجھوں: بنا، بغیر، سوا، علاوہ۔ ★ آپنے: اپنے۔ ★ ویدن: روگ، دُکھ، درد، تکلیف، مصیبت، مشکل۔ ★ کہیئے: کہیں، سنائیں۔ ★ کِس: کسے، کس کے سامنے، کس کو۔

اے فرید! دیکھ تو سہی (حالات کیسے بدل گئے ہیں) تیری حیات مستعار کی شکر جیسی میٹھی اور پیاری زندگی بھی گناہوں کی کڑواہٹ کے سبب زہر کی مانند تلخ ہو گئی ہے۔ تیری زندگی نے تمام شیرینیوں کو زہر میں بدل دیا ہے۔ اس لیئے اب یہ دکھ اور مصیبت مالک وخالق کے بغیر کس کے سامنے بیان کریں۔

marfat.com
Marfat.com

مطلب:

اے فرید! جو کچھ ماضی میں بیت چکا ہے اسے دیکھ۔ غور کر۔ غور وفکر سے کام لے۔ کیا سے کیا ہو گیا ہے حالات کیسے بدل گئے ہیں۔ جو کچھ بھی شکر کی طرح میٹھا محسوس ہوتا تھا۔ اب وہی زہر کی مانند ہو گیا ہے۔ بڑھاپے کی وجہ سے کسی چیز کا بھی لطف نہیں رہا۔ کتنے افسوس کا مقام ہے۔ تو کتنے دکھوں اور مصیبتوں میں گھر گیا ہے۔ مگر اسی کا تذکرہ کرنے کی جگہ بھی تو کوئی نہیں رہی سوائے ایک جگہ کے۔ وہ کون ہے کہ جس کے سامنے اس مصیبت کا اظہار کرے سوائے مالک ومولا کے۔ ایسا کوئی بھی نہیں کہ جس سے اپنی یہ مشکل اور دکھڑا بیان کرے۔

دنیا زہر قاتل:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب دیوان فرید میں لکھتے ہیں کہ:

﴿الدنیا سم قاتل لا دوائہ﴾

دنیا زہر قاتل ہے جس کی کوئی دوا نہیں۔

نعمتیں دنیا کی یہ جملہ یہاں زہر قاتل ہیں بحکم امتحان

فائدہ: حقیقت بھی یہی ہے کہ دنیا میں وہ زہر قاتل ہے تو ایک معصوم انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے۔ جب انسان اس جہان فانی میں آتا ہے تو ہر قسم کے عیوب اور گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ اسی حال میں فوت ہو جائے تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہ ہوگا اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوگی کیونکہ اس نے ابھی تک گناہ نہیں کیا ہوگا اب جوں جوں اس کے تعلقات دنیا کے ساتھ قائم ہوں گے اگر قسمت اچھی ہے صحبت اچھی ملی تو بہتر ورنہ یہی معصوم صورت ننھا منھا بچہ بڑا ہوگا تو اللہ اعلم یہ چور بنے گا، اچکا بنے گا، ڈاکو بنے گا، قاتل بنے گا۔ کافر بنے گا، مشرک بنے گا نہ جانے کیا کیا بنے گا۔ اس پہ دنیا کا ہی جادو چلا کہ یہ معصوم سا انسان، اس دنیا کے ساتھ لگ کر کیا سے کیا بنے گا۔ اس لیے کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا ایک ایسی زہر قاتل ہے کہ جس کا تریاق کوئی چیز نہیں۔ اب دیکھیے جیسے زہر بظاہر دیکھنے میں چھوٹی سی گولی ہوتی ہے ٹیبلٹ بنی ہوئی ہوتی کبھی کیپسول کی شکل میں ہوتی ہے کبھی سفوف کی شکل میں ہوتی ہے۔ مائع شکل میں بھی زہر ہوتی مختصر یہ کہ زہر کے مختلف رنگ، مختلف روپ، مختلف شکلیں مختلف حالتیں ہوتی ہیں ایسی شکلوں میں مفید ترین ادویہ بھی ہوتی ہیں۔ جس سے انسان بے شمار بیماریوں سے نجات حاصل کرتا ہے۔ اور اسی جیسی زہر بھی ہوتی ہے جو انسان کی تکلیف دور کرنے کی بجائے انسان کے لیے جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔

یہی حال دنیا کا بھی ہے دنیا کے بھی مختلف روپ ہوتے ہیں مختلف رویوں میں اسے پہچاننا اسی طرح مشکل ہو جاتا ہے جیسے بیماریوں کا علاج کرنے والی گولی اور زہر کی گولی یا کیپسول یا سفوف وغیرہ میں عام آدمی کے لیے امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے اسی طرح دنیا کی حقیقت سے آشنائی حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے بعض اوقات دنیا والے کے چہرے پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک جیسی سنت بھی ہوگی۔ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ والا عمل نماز بھی وہ ادا کر رہا ہوگا۔ کبھی حج کرتے ہوئے کعبے میں بھی نظر آئے گا۔ عام انسان اس کی داڑھی دیکھ کر دھوکا کھا جائے گا ... ادا ... دھوکا کھا جائے گا۔ بظاہر جذبہ جہاد سے سرشار

marfat.com
Marfat.com

مجاہد کو بظاہر شہادت کے مرتبہ پہ فائز ہوتے ہوئے دیکھ کر دھوکہ کھا جائے گا اس کی اصلیت واضح نہ ہو گی مگر حدیث مبارکہ کا مفہوم ملاحظہ فرمائیے یہ البدور السافرہ فی احوال الاخرۃ جو کہ حافظ الملت والدین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے اس کا اردو ترجمہ شیخ القرآن والحدیث فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی رظلہ العالی نے احوال آخرت کے نام سے لکھا اور اسے عطاری پبلشرز کراچی کی جانب سے شائع کیا گیا یہ کتاب احوال آخرت کے متعلق ایک بہترین تصنیف ہے۔

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے تین شخصوں سے حساب لیا جائے گا۔

☆ شہید لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور انہیں اچھی طرح معلوم کرائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا عمل کیا؟

وہ عرض کرے گا۔ میں تیری راہ میں لڑ کر شہید ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ بات تو صحیح ہے لیکن تو اس لیے جنگ لڑا تھا کہ لوگ کہیں تو بڑا بہادر ہے تو تجھے یوں ہی کہا گیا ہے۔ اس کے بعد حکم ہو گا اسے کھینچ کر منہ کے بل دوزخ میں پھینکا جائے۔ یہاں تک کہ وہ دوزخ میں پھینکا جائے گا۔

☆ عالم دین جس نے علم دین پڑھا اور قرآن پڑھا اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا وہ انہیں خوب یاد کرائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا عمل کیا؟

وہ عرض کرے گا کہ میں نے علم تیری خاطر پڑھا پھر تیری خاطر قرآن پڑھا اور پڑھایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو جھوٹ بول رہا ہے تو نے علم اس لیے پڑھا کہ لوگ کہیں یہ بڑا عالم ہے بڑا قاری ہے حکم ہو گا اسے منہ کے بل کھینچ کر دوزخ میں پھینکا جائے یہاں تک کہ اسے دوزخ میں پھینکا جائے گا۔

☆ مالدار (غنی) کو جسے اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کا مال عطا فرمایا اسے لایا جائے گا اسے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلائے گا وہ انہیں اچھی طرح جان لے گا تو اسے فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا عمل کیا؟

وہ عرض کرے گا کہ میں نے کسی خرچ کرنے کی جگہ کو نہیں چھوڑا ہر طرح تیرے لیئے میں نے مال لٹایا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے کیا کہ لوگ کہیں کہ یہ بڑا سخی ہے تیرے لیئے اسی طرح کیا گیا۔ حکم ہو گا کہ اسے منہ کے بل دوزخ میں پھینکا جائے چنانچہ ایسے ہی کیا جائے گا۔ (البدور السافرہ ص ۵۸۱۔۵۸۰)

فائدہ: اس طرح بعض لوگ نمازی ہوتے ہیں مگر ان کے متعلق قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ لا الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ لا الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ لا﴾

(پ ۳۰ سورۃ الماعون)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔(ترجمہ کنزالایمان شریف)

فائدہ: مراد اس سے منافقین ہیں جو تنہائی میں نماز نہیں پڑھتے کیونکہ اس کے معتقد نہیں اور لوگوں کے سامنے نمازی بنتے ہیں اور اپنے آپ کو نمازی ظاہر کرتے ہیں اور دکھانے کے لیے اٹھ بیٹھ لیتے ہیں اور حقیقت میں نماز سے غافل ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

فائدہ: اسی طرح دنیا کی حقیقت بھی عام لوگوں کی سمجھ سے باہر ہے۔اس کی حقیقت بڑے بڑے نام نہاد مولوی بھی سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ جل جلالہ انبیائے کرام اور اولیائے کرام ہی اس کی حقیقت صحیح طور پر سمجھتے ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ دنیا کے متعلق کیا بیان فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیے:

دنیا گھر منافق دے یا گھر کافر دے سونہدی ہُو
نقش نگار کرے بہتیرے زن خوباں سُھ موہندی ہو
بجلی وانگوں کرے لشکارے سر دے اُتوں جھوندی ہُو
حضرت عیسیٰؑ دی سلھ وانگوں باہو راہ ویندیاں نوں کوہندی ہُو

دنیا ڈھونڈن والے کتے دَر دَر پھرن حیرانی ہُو
ہڈی اُتے ہوڑ تنہاں دی لڑدیاں عمر وہانی ہو
عقل دے کوتاہ سمجھ نہ جانن پیون لوڑن پانی ہُو
باجھوں ذکر ربے دے باہو کُوڑی رام کہانی ہُو

دنیا ست عین جیفہ کلاب اند طالباں — دیں قول واضح است از نبی آخر الزمان
بیر نج و محنتِ تو چوروزی دھد خدا — محنت چرا کشی پے جیفہ چوں سگان

یعنی دنیا فضول محض ہے اور اس کے طالب کتے ہیں اور یہ قول حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔جب خدا تعالیٰ تمہیں بے رنج و زحمت روزی عطا کر رہا ہے تو پھر کتوں کی طرح اس کے پیچھے کیوں سرگرداں ہے۔

(دیوان سلطان باہو فارسی۔حاشیہ ابیات باہو ص ۳۲۷)

دنیا کا اثر:

اس دنیا کا بے گناہ انسان پہ کیا اثر ہوا۔جو قیمتی زندگی کی سانسیں لے کر آیا تھا۔وہ گزرتا رہا۔آہستہ آہستہ دنیا کے جادو کے اثر میں غیر محسوس طریقے سے آتا چلا گیا حتیٰ کہ حقیقت سے کوسوں دور جا پڑا۔حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ جب انسان ایک گناہ کرتا ہے تو اس گناہ کا اثر دل پہ ایک سیاہ نشان کی صورت میں لگتا ہے دوسرا گناہ کرنے سے دوسرا دھبہ پڑا حتیٰ کہ ایک وقت وہ آتا ہے کہ انسان کا دل سیاہ ہو جاتا ہے جب اس کے سارے دل پہ سیاہی پھیل جائے تو وہ نیکی اور بدی میں امتیاز کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے بلکہ الٹا بدیاں اور گناہ اسے اچھے لگتے ہیں اور نیکیاں اسے اچھی نہیں لگتیں۔اسی حالت کے متعلق حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج

marfat.com
Marfat.com

شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمایا ہے کہ ویکھ فریدا اے فرید! اب دیکھ تو سہی دنیا کی کیسی حالت ہوگئی ہے کہ زندگی جو شکر جیسی شیریں تھی وہ کس طرح زہریلی بن گئی ہے۔ نیکی بدی کی پہچان نہ رہی، اپنے بیگانے کی پہچان بھول گئی۔ باپ بیٹے سے دور دور جا رہا ہے بیٹا باپ سے نفرت کر رہا ہے۔ والدہ اولاد سے بیزار نظر آ رہی ہے۔ اولاد والدہ سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ اپنے بیگانے بنتے جا رہے ہیں ایمان اور اسلام کا تعلق بھی بس برائے نام ہی رہ گیا ہے۔ حقیقت کو سمجھنا ہی کوئی نہیں چاہتا۔ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کہا جا رہا ہے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ احساسات اپنے وقت کے ہیں کہ جس وقت آج سے ہزاروں گنا اچھی حالت تھی اگر آج بابا صاحب اس دنیا والوں کو ملاحظہ فرماتے تو ان کے متعلق ان کا کیا احساس ہوتا۔

دوسرا مطلب:

ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتا رہا مگر جب بڑھاپا طاری ہوا تو سارے اعضائے جسمانی جواب دینے لگے۔ جسم میں شکر زیادہ ہوگئی تو میٹھی چیزیں نہیں کھا سکتے کیونکہ صحت کے لیے مثل زہر قاتل ہے۔ ہاضمہ خراب ہو گیا۔ دانت منہ میں نہ رہے جس وجہ سے کھانا تناول کرنا مشکل ہو گیا۔ کھانا کھاتے ہی بدہضمی کی وجہ سے پیٹ میں گیس اور پیٹ درد شروع ہو گیا۔ اس طرح کھانے والی چیزیں زہر کا کام دینے لگیں۔ گویا آخر بڑھاپے کے دور میں یہ حالت ہو جاتی ہے کہ کچھ بھی نہیں کھایا پیا جا سکتا اگر کھا پی لیا تو ہضم نہیں ہو سکتا جو صدہا تکالیف کا سبب اسی لیئے آپ نے فرمایا کہ ایسے وقت میں شکر بھی صحت کے لیے زہر کی پڑیہ ثابت ہوتی ہے۔ یہ دکھ تکلیف اور مصیبت کس کے سامنے بیان کریں۔

تیسرا مطلب:

اللہ والوں کا دل دنیا اور دنیا والوں کے احوال دیکھ دیکھ کر کڑھتا رہتا ہے۔ مسلمان ہو کر اللہ ورسول اللہ کی نافرمانی چہ معنی دارد؟ مگر مسلمان قرآن پڑھتے بھی ہیں مگر نافرمانی بھی کرتے ہیں۔ احادیث کا مطالعہ بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی گمراہی کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں اللہ والے گمراہی پھلتی ہوئی دیکھتے ہیں تو ان کا دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہتے ہیں ہمیں جوان اسباب کی وجہ سے دکھ اور تکلیف پہنچ رہی ہے وہ ہم کس کے سامنے بیان کریں ہمارے دکھ درد سننے والا کوئی بھی نہ رہا سبھی ایک ایک کر کے اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ ہمارے ساتھیوں میں سے اگر کوئی اِکا دُکا رہ بھی گیا ہے تو اس تک ہم پہنچ نہیں سکتے پھر ہم اس کے سامنے اپنی دکھ اور تکلیف کا اظہار کیسے کریں۔ بس اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارے دکھ درد کو سننے والا کوئی نہیں رہا اب اپنے مالک وخالق کے سوا کس کے سامنے اپنے دکھ درد بیان کریں۔

-----☆☆☆-----

فریدا اَکھیں ویکھ پتّیناں، سُن سُن رِنّھے کَن
سَاکھ پکَندِی آئی آ، ہور کَریندی وَنْ

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ اَکھیں: آنکھیں۔ ★ ویکھ: دیکھ۔ ★ پتّیناں: تھکی ہاری، پتھرائی ہوئی، تھک گئی ہیں، دیکھنے کے قابل نہیں رہ گئی ہیں۔ ★ سُن سُن: سن سن کر سنتے سنتے۔ ★ رِنّھے: [illegible]، سننے کے لائق نہ رہے، تھک گئے،

marfat.com
Marfat.com

پک گئے، خراب ہو گئے۔ ★ کنّ: کان۔ ★ ساکھ: شاخ، ٹہنی، کھیتی۔ ★ اعتبار: بھرم، نیکنامی مگر یہاں شاخ، ٹہنی یا کھیتی مراد ہے۔
★ پکنڈی آئی آ: پک گئی ہے۔ ★ ہور: اور۔ ★ کریندی: کرتی ہے، بدلتی ہے۔ ★ وَنّ: رنگ، روپ۔

مطلب:

اے فرید! آنکھیں دیکھتے دیکھتے تھک گئی ہیں بلکہ تھک کر پتھرا گئی ہیں۔ کان سنتے سنتے بہرے اور بیزار ہو چکے ہیں۔ بولے ہو گئے ہیں کہ اب تو یہ کان مزید کچھ سننے سے قاصر ہو گئے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ساری زندگی کی کھیتی اب تو پک کر تیار ہو چکی ہے۔ اس کا رنگ روپ بھی مختلف تغیرات کا شکار ہو کر کچھ کا کچھ ہو گیا۔

قرآن پاک میں ہے:

﴿وَ اَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۙ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝﴾ (سورۃ النحل آیت نمبر ۱۵۔۱۶)

اور اس نے زمین میں بڑے بوجھ پہاڑ گاڑ دیئے کہ کہیں وہ تمہیں لے کر ہلنے کانپنے نہ لگے اور اس نے ندیاں راستے بنائے شاید کہ تم راہ پالو۔

فائدہ: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ مالک وخالق بڑی قدرتوں کا مالک ہے وہ جو چاہے کرنے پر قادر ہے وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر اس نے زمین پر بڑے بوجھ گاڑ دیئے ہیں کہ زمین اِدھر اُدھر حرکت نہ کرنے لگے۔ اگر حرکت کرنے لگی تو اس میں موجود سب کچھ تہس نہس ہو جائے گا۔ کسی چیز کو بھی سکون حاصل نہ ہو سکے گا۔ یہ اس کی قدرت کاملہ ہے۔ جس نے ہمارے سکون کے لیے زمین کو کانپنے سے روکنے کے لیے پہاڑوں کا انتظام کیا تاکہ جن انسانوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے وہ پرسکون ہو کر اپنے خالق و مالک کی عبادت کر سکیں۔

ندیوں سے مراد پانی کے مقامات یعنی نہریں، چشمے، ندیاں بھی ہو سکتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو اس میں علم وعرفان کی ندیاں یعنی علمائے کرام، اولیائے کرام اور سب سے بڑھ کر انبیاء کرام بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ کہ یہ علم وعرفان کے سمندر ہیں۔ ان سے علم وعرفان کے پیاسے اپنی پیاس بجھاتے ہیں حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ انہیں سے حق تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ پاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے کہ عام آدمی میں بھی ولایت کاملہ پیدا کر کے اسے ہدایت حاصل کرنے کا سبب بنا دیتا ہے۔ جن کا تعلق حق تعالیٰ سے ہوتا ہے ان سے معجزات و کرامات کا اظہار گاہے گاہے ہوتا رہتا ہے جس سے پہچانا جا سکتا ہے کہ یہ مقام ایسا ہے جہاں سے راہ حق کا درست سبق حاصل ہو سکتا ہے۔ علم وعرفان کا حصول یہاں سے ممکن ہے۔ علم وعرفان کے پروانے اِدھر دوڑے آتے ہیں۔ اور اپنی اپنی منزل پاتے ہیں۔

عبادت کے لیے سکون:

یہ حقیقت ہے فقہی مسئلہ بھی ہے کہ کھانا تیار ہو اور بھوک خوب لگی ہوئی ہو۔ نماز کا وقت بھی ہو تو حکم یہ ہے کہ پہلے کھانا کھا لے اور پھر نماز ادا کرے تاکہ پرسکون حالت میں نماز ادا کر سکے۔ تاکہ نماز کے دوران توجہ کھانے کی طرف ہی بار بار منعطف نہ ہو اور سکون میسر ہو۔

marfat.com
Marfat.com

قدرت کاملہ:

اللہ تعالیٰ قدرت کاملہ کا مالک ہے اس کا ہر کام مبنی بر حکمت ہوتا ہے ہماری سمجھ میں نہ آئے تو یہ ہماری اپنی سمجھ کا قصور ہے ورنہ حق تعالیٰ کے ہر امر اور کام میں ہزار ہا حکمتیں موجود ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کو تدریجی طور پر اس کی زندگی کے اختتام تک پہنچاتا ہے۔ وہ قادر مطلق اگر چاہتا تو یکدم پیدا ہی بڑھاپے کی شکل میں کر دیتا یا جوانی کے عالم میں پیدا کر دیتا۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو زندگی عطا فرمائی۔ یا حضرت حوا کو زندگی سے نوازا۔ انہیں کب ہماری طرح بچپن اور لڑکپن دکھایا۔ اسی طرح ہر انسان کو تخلیق کرنے پر قادر ہے مگر یہ اس کی حکمت ہے کہ وہ انسان کو آہستہ آہستہ زندگی کے آخر مقام تک پہنچاتا ہے۔

انسانی زندگی کے مختلف ادوار:

انسانی زندگی میں مختلف ادوار آتے ہیں۔ انسان پیدا ہوتے ہی کوئی کام کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ پھر آہستہ آہستہ تدریجاً اپنے عروج کی طرف گامزن ہو جاتا ہے انسان پہ ایک وہ وقت تھا کہ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا ایک وہ وقت آیا کہ سب کچھ بن بیٹھا۔ فخر و غرور اور تکبر میں کتنی ترقی (جو حقیقت میں تنزل تھی) کی کہ اپنے آپ کو خدا سمجھ بیٹھا، اپنے جیسے انسانوں سے سجدہ کرانے لگا۔ جب یہ وقت آیا تو جس خالق و مالک نے نیست سے ہست کیا تھا۔ کچھ بھی نہ تھا تو جس خدا نے زندگی جیسی نعمت سے نوازا اسی خدا کو بھول بیٹھا بلکہ انا ربکم الا علیٰ کی صدا بلند کرنے لگا۔ اس کے باوجود اس بے خبر کو کیا علم کہ چند ہی ساعتوں بعد جب زندگی اختتام پذیر ہونے والی ہوگی تو کیا حشر ہوگا۔ اپنے آپ کو خدا کہلانے والے کو جوتے لگائے جائیں گے تو اسے سکون حاصل ہوگا گویا اپنے ہی غلاموں سے جوتے کھائے گا تو کچھ سکون ہوگا۔ حتیٰ کہ جوتے کھاتے کھاتے اس کا دماغ بھی درست ہوگا، اسے سکون بھی آئے گا اور اسی حالت میں ہی مر جائے گا۔

بہر حال بچپن، لڑکپن، نوجوانی، جوانی، ادھیڑ عمری اور بڑھاپا یہ انسانی زندگی کے مختلف ادوار ہیں۔ ان ادوار میں سے ہر ایک دور میں انسان کی حالت مختلف ہوتی ہے۔ اس دور کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں۔ اور یہ سب ادوار یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے بعد آتے چلے جاتے ہیں ایک دور گزرا تو دوسرا آ گیا، دوسرا دور گزرا تو تیسرا دور آ گیا علیٰ ھذا القیاس حتیٰ کہ بڑھاپا آ گیا۔

تدریجی عمل:

انسانی زندگی تدریجی عمل سے گزرتی چلی جاتی ہے پہلے انتہائی کمزور پھر آہستہ آہستہ قوت آنی شروع ہو جاتی ہے آہستہ آہستہ اقتدار بھی حاصل ہوتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ انسان اپنا عروج حاصل کرتا ہے پھر جوانی کے بعد ادھیڑ عمری اور آخر میں بڑھاپا یہ سب تدریجی طور پر گزرتے ہیں یہ نہیں ہوتا کہ یکدم انسان جوان ہو گیا ہو اس میں ہمارے لیئے درس عبرت ہے کہ تدریجی طور پر پورے قواعد وضوابط سے کیا ہوا کام ٹھیک رہتا ہے۔ اسی طرح احکام اسلام بھی اللہ تعالیٰ نے تدریجی طور پر بھیجے تا کہ ان پہ عمل پیرا ہونے میں آسانی رہے۔

دعوتِ غوروفکر:

اس میں انسان کے لیے ایک د[illegible] اور بیکار سلسلہ نہیں چلایا۔ بس

marfat.com
Marfat.com

انسان تو جو اس جہان فانی میں آیا ہے محض فضولیات اور بے کار امور کی خاطر نہیں آیا کہ اپنی متاع عزیز زندگی کی بہاریں ضائع کر رہا ہے تو عبادت کے لیے بھیجا گیا ہے اگر تو عبادت کرے گا تو فائدہ میں رہے گا ورنہ نقصان اٹھائے گا۔

غلام کی مثال:

ایک غلام کو اس کے آقا نے کچھ مال متاع دیا اور فرمایا کہ جاؤ تیرے پاس اتنے عرصے کا وقت ہے اس وقت کے دوران تو نے تجارت کرنا ہے اتنے عرصے بعد واپس آنا ہے اگر تو نے نقصان کے امور سر انجام دیئے تو اس کی تجھے سزا ملے گی اور اگر تو نفع بخش کاروبار سے نفع حاصل کر کے آیا تو تجھے انعام سے نوازا جائے گا۔ جب نیا نیا کاروبار کی خاطر نکلا تھا تو نیا جوش تھا نیا جذبہ تھا۔ اس وقت اپنے مالک کا خیال رکھتا اس کے فرمان کے مطابق تجارت کرنے لگا مگر آہستہ آہستہ جب آزادی دیکھی، لوگوں کی دیکھا دیکھی یہ بھول گیا کہ میں غلام ہوں۔ سامانِ تجارت کسی نے دیا ہے اس نے حساب کتاب لینا ہے۔ نفع بخش کاروبار ہوا تو انعامات سے نوازا جاؤں گا۔ نقصان کر کے واپس گیا تو سزا پاؤں گا۔ بہر حال جب دنیا کی رنگینیاں دیکھیں تو آہستہ آہستہ اپنی حقیقت بھولتا چلا گیا۔ ابھی تو پورا سال پڑا ہے بڑا وقت ہے چند ہی ماہ میں منافع کما کر واپس چلا جاؤں گا۔ اسی طرح ایک ایک دن ضائع کرتا رہا۔ دولت بھی برباد ہوتی رہی حتیٰ کہ جب آخر وقت آیا تو اب چونکہ اپنی دولت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا، سارا کاروبار بھی ٹھپ ہو گیا آخر وقت آ گیا اسے مجبوراً واپس ہونا پڑا۔ اب پچھتانے لگا مگر مرتا کیا نہ کرتا۔ بالآخر اسی حال میں مجبوراً خالی ہاتھ لوٹنا پڑا۔ تباہ و برباد کی ہوئی دولت پہ بھی حسرت اور افسوس اور مالک کے سامنے ہونا بھی بڑا دشوار۔ جب مالک کے حضور حاضر ہوا، پشیمانی، افسوس کے سوا اس کے پاس کچھ نہ تھا بالآخر اپنے مالک کے عتاب کا مستحق ٹھہرا۔

تو یہی مثال ہماری زندگی کی ہے ہم سبھی نے مرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ حساب کتاب ہونا ہے وہ وقت آنے سے پہلے سنبھل جانے میں ہی فائدہ ہے۔

بڑھاپے کی حقیقت:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ بچپن سے اب تک زندگی کے سب ادوار دیکھے۔ دیکھتے دیکھتے اب تو آنکھیں دکھنے لگی ہیں نظر کمزور ہو گئی ہے بلکہ آنکھیں دیکھتے دیکھتے پتھرا گئی ہیں۔ دنیا اور دنیا سے متعلق باتیں سنتے سنتے کان پک چلے ہیں تھک گئے ہیں۔ زندگی کی کھیتی اب پک گئی کہ اپنے انجام کو پہنچنے والی ہے رنگ روپ بھی بدل گیا ہے بڑھاپے کے تمام لوازمات چھا چکے ہیں۔

جب بڑھاپا آتا ہے تو آنکھیں خود بخود کمزور ہو جاتی ہیں۔ قوت سماعت بھی زوال کا شکار ہو جاتی ہے۔ جسم بے جان سا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اپنے ہی جسم پہ کنٹرول کمزور پڑ جاتا ہے۔ جب آتا ہے تو جانے کے لیے نہیں آتا بلکہ زندگی کا مستقل روگ بن جاتا ہے بلکہ سارے انسان کو ہی قبر تک لے جانے کے لیے آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ہم بڑے شوق سے کھاتے تھے اب دانت انہیں چبانے سے قاصر رہ جاتے ہیں کیونکہ اولاً تو سارے دانت ہی ٹوٹ جاتے ہیں کوئی چیز بھی دانتوں سے چبائی نہیں جاتی۔ بڑے شوق سے کھائی جانے والی چیزیں بھی اب تو چبائی نہیں جا سکتیں جس کی وجہ سے کھانا کھانا بھی [illegible] بن جاتا ہے [illegible] طرح کھانا زہر مار کر ہی لیا جائے تو وہ ہضم ہی نہیں [illegible]

marfat.com
Marfat.com

ہوتا ہے کھانا کھاتے ہیں تو بھی تکلیف نہیں کھاتے تو بھی تکلیف ہر حال میں بڑھاپا اپنا رنگ دکھاتا ہے۔

تغیر و تبدل:

عجب وقت آیا ہے کہ جب بڑھاپا آجاتا ہے تو آدمی ایک عجیب ٹریجڈی کا شکار ہو جاتا ہے۔ جو باتیں ہمارے کانوں اور آنکھوں کو بھلی لگتی تھیں اب ان سے بیزاری ہو گئی ہے اب ان چیزوں کو دیکھنے اور سننے سے طبیعت بے زار رہنے لگی ہے کیونکہ کسی چیز سے سرور تو تب آئے جب کہ جسم کو سکون میسر آئے۔ جب کسی طور پر جسم کو سکون میسر نہیں تو بیزاری کے سوا کیا ملے گا۔

موت کا بلاوا:

آنکھوں کا پتھرا جانا ،کانوں کا ساعت سے جواب دے جانا۔ قوت گویائی کا سلب ہو جانا، ہاتھوں پاؤں کا بے طاقتی کا مظاہرہ کرنا، ہمارے اپنے وجود کا ہمارے کنٹرول میں نہ رہنا یہ تمام امور انسان کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ میرا اپنا ہاتھ میرے کہے کے مطابق عمل پیرا کیوں نہیں ہو رہا۔ میرے اپنے پاؤں ہیں مگر چل نہیں رہے بلکہ چلنے سے قاصر ہیں۔ یہ سب کچھ کیا ہے۔ یہ سب قوتیں کہاں گئیں سوچنے کا مقام ہے۔ جیسے یہ قوتیں جواب دے گئیں اس طرح ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ روح بھی اس جسم کا ساتھ چھوڑ جائے گی۔ گویا بڑھاپا ہمیں متنبہ کرنے آتا ہے کہ غافل انسان! غفلت دور کر، ہوشیار ہو جا یہ وقت بھی غنیمت جان۔ اس وقت سے بھر پور فائدہ اٹھا لے۔ کیونکہ بالوں کی سفیدی تجھے متنبہ کر رہی ہے کہ اب موت قریب آئی ہے کسی بھی لمحے تجھے دبوچ لے گی۔ بڑھاپا نزدیک آنے سے سمجھ لے کہ زندگی تجھ سے روٹھنے والی ہے۔ اب وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ تو اپنے خالق و مالک کہ جس نے تجھے زندگی جیسی نعمت سے نوازا تھا اس کے حضور حاضر ہو۔ اس کا بلاوا آنے والا ہے۔ اس کے حضور حاضری کا وقت اب آ گیا ہے۔

﴿ اِلَی اللّٰہِ مر جعکم جمیعا ﴾

تمہارا سب کا مرجع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔

اب اسی وقت کو یاد کر جب تو حق تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوگا۔ یہ دنیا کے کھیل کود تماشے سب ختم ہونے والے ہیں۔

سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپے حسن جوانی ، سدا نہ صحبت یاراں

آج کے وقت کو غنیمت جانتے ہوئے رجوع الی اللہ کر، اپنی حیات مستعار کے بقیہ لمحات کو ہی اطاعت حق میں سنوار لے ورنہ یہ وقت بھی تو ضائع کر بیٹھے گا۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا کالیں جنہیں نہ رَاوِیا، دَھولیں رَاوِے کوئے　　　کر سائیں سیوں پِرْ ہڑی ، رنگ نَویلا ہوئے

حل لغات:

★ نویلا نویکلا: نرالا، علیحدہ، الگ۔ ★ نیا: تازہ، البیلا، بانکا، نیا نویلا۔ ★ سیوں: سے، تو تھا، ساتھ تھا۔ ★ پرھڑی: محبت پیار، لگاؤ، پریت ★ ہوئے۔ہو۔ ★ فریدا: اے فرید۔ ★ کالیں: کالے، سیاہ، سیاہ بالوں کے دور میں یعنی جوانی کے دور میں کیونکہ جوانی کے ایام میں اکثر کے بال سیاہ ہوتے ہیں الاّ شاذٌ اور کالیں یعنی کالے سیاہ بالوں کے وقت۔ ★ جنہیں: جس نے۔ ★ نہ رَاوِیا: نہ خوش کیا، راضی نہ کیا، مائل نہ کیا۔ ★ دھولیں: سفید بالوں کے وقت یعنی بڑھاپے کے وقت، بڑھاپے کے دور میں، سفید بال۔ ★ راوے: مائل کرنا، متوجہ کرنا، خوش کرنا، راضی کرنا، مائل کرنا۔ ★ کوئے: کوئی یعنی بڑھاپے میں کوئی ہے جو اپنے خالق و مالک کو راضی کرلے تو کرلے ایسا کوئی کوئی ہی ہوتا ہے ورنہ اس طرف تو کسی کا رجحان بھی پیدا نہیں ہوتا۔ ★ سائیں: آقا، رب، مولا، مالک، اکثر درویش اس لفظ کے ساتھ ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں۔ حالانکہ اس لفظ کے اکثر معانی کو ملاحظہ کیجئے۔ بابا فرید کے ہاں اس لفظ کا استعمال ملاحظہ فرمایئے یہ پنجابی لفظ ہے بلکہ سرائیکی زبان میں تو یہ لفظ بکثرت استعمال ہوتا ہے استعمال کے مطابق ہی اس کے معانی متعین کیئے جاتے ہیں۔

مدینہ:

سوال: دعوتِ اسلامی والے بعض اوقات مدینہ کہہ کر پکارتے ہیں حالانکہ السلام علیکم کہنا چاہیے۔

جواب: الحمدللہ ہمیں تمام اہلسنت کو دعوتِ اسلامی سے پیار ہے اور ایسی محبوب جماعت سے پیار ہونا بھی چاہیے کیونکہ یہ جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی طرف توجہ دیتی ہے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے چراغ جلاتی ہے جہاں تک مدینہ کہنے کا تعلق ہے۔ مدینہ سلام کی حیثیت سے نہیں کہا جاتا بلکہ مخاطب کو مخاطب کرنا مقصد ہوتا ہے۔ مخاطب کو متوجہ کرنا مقصد ہوتا ہے۔ مخاطب کو متوجہ کرنے کے لیے مدینہ کہہ دیا جاتا ہے تاکہ مخاطب سن کر ادھر متوجہ ہو جائے۔

اسی طرح مدینہ کہہ کر ایک دوسرے کو مخاطب کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ جیسے اوئے، ارے، ابے وغیرہ الفاظ زبان سے ادا کر کے یا اشارے کے ذریعے ایک دوسرے کو مخاطب کرنے میں کوئی حرج نہیں بعینہٖ مدینہ کہہ کر ایک دوسرے کو مخاطب کرنے میں بھی حرج نہیں جیسا کہ اوئے ارے وغیرہ جیسے الفاظ پکار کر ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کی بجائے مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب شہر کا نام لے کر ایک دوسرے کو مخاطب کر لیتے ہیں تاکہ مخاطب کو بھی علم ہو جائے کہ مجھے مخاطب کیا جا رہا ہے اور محبوب کے محبوب شہر کی یاد بھی سوچوں میں پیدا ہو جائے۔ جیسے عمومی الفاظ کے ذریعے ایک دوسرے کو مخاطب کرنے میں حرج نہیں ایسے ہی مدینہ کہہ کر پکارنے میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ اگر غور کیا جائے تو اس میں بے شمار فوائد محسوس ہوں گے۔

1۔ مدنی تاجدار کی یاد تازہ ہو جائے گی۔

2۔ یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ کوئی بیگانہ نہیں بلکہ کوئی اپنا ہی مخاطب ہے۔

3۔ اس مخاطب کا ملنا نقصان کا باعث نہیں بلکہ انشاءاللہ فوائد کا سبب ہوگا۔

4۔ مخاطب کرنے والا کوئی خالص [illegible] ہے [illegible]

marfat.com
Marfat.com

5۔ کسی نہ کسی فائدے کا سبب ہی ہوگا۔ وغیرہ۔

قبلہ فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے بھی ایک فتوی میں اس کے جواز کو واضح کیا ہے۔

(فائدہ) اسی طرح بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ بعض ناسمجھ لیٹرین میں بیٹھے ہوئے ہوں اور باہر سے مدینہ کہا جائے تو وہ لیٹرین میں بیٹھے بٹھائے ہی مدینہ کہہ دیتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے بلکہ خاموش رہنا چاہیے۔ ایسی حالت میں تو سلام کا جواب بھی نہیں دینا چاہیے۔

مطلب:

اے فرید! جس نے سیاہ بالوں کی حالت میں یعنی نوجوانی اور جوانی کے ایام میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی۔ وہ سفید بالوں کی حالت میں یعنی بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ کو کیسے یاد کرے گا حالانکہ جوانی کے ایام میں طاقت بھی ہوتی ہے۔ ولولہ، جذبہ اور جوش بھی جوبن پہ ہوتا ہے۔ کچھ نہ کچھ کر چکنے کی انسان میں ہمت بھی ہوتی۔ اگر ساری ساری رات رب کائنات کی عبادت میں گزارنا چاہے تو جسم بھی ساتھ دیتا ہے۔ ایسے وقت جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا وہ بڑھاپے کی حالت میں خاک یاد کرے گا حالانکہ بڑھاپے میں جسمانی کمزوری، ہمت جواب دے جاتی ہے، تمام ولولے، جذبے اور جوش ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ اگر اس طرف متوجہ ہو بھی جائے تو جلد ہی ہمت جواب دے جاتی ہے۔ آخر کار ہمت ہار بیٹھتا ہے۔ ایسی حالت میں وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کیسے کرے گا۔

بہر حال آپ بیان فرماتے ہیں کہ جسمانی حالت خواہ کیسی ہی گر جائے۔ جسمانی حالت خواہ کیسی ہی ہو۔ ہر حال میں اپنے خالق و مالک سے محبت کرنی چاہیے۔ اگر اپنے مالک سے محبت کرے گا تو روحانی رنگت ایسی چڑھتی ہے کہ بندہ حیران رہ جاتا ہے۔ پھر بندے میں عملی لحاظ سے ایسی فتوحات حاصل ہوتی ہیں کہ جسم اللہ تعالیٰ کی رضا میں عبادت کرتے کرتے تھکتا نہیں۔ خواہ قدموں پہ سوجن آ جائے یا کوئی اور تکلیف ہر حال میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں ان پہ روحانی اور جسمانی رنگ ہی کچھ اور چڑھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اولیائے کرام کو خصوصی کرامات سے نوازتا ہے۔

فائدہ: کرامات اور معجزات حق ہیں ان کا انکار حقائق کے خلاف ہے کیونکہ کرامات و معجزات کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بکثرت ملتا ہے۔ محض ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔

معجزہ کا بیان:

نبی کے دعویٰ نبوت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدق کا اعلانیہ دعویٰ فرما کر محالاتِ عادیہ کے ظاہر کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور منکروں کو اس کی مثل کی طرف بلاتا ہے اللہ عزوجل اس کے دعوے کے مطابق امر محال عادی ظاہر فرما دیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں اسی کو معجزہ کہتے ہیں جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہو جانا اور ید بیضا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور ہمارے حضور کے معجزے تو بہت ہیں۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ اول ص ۱۲)

marfat.com
Marfat.com

عقیدہ:

جو شخص نبی نہ ہو۔ وہ نبوت کا دعویٰ کر کے کوئی محال عادی اپنے دعویٰ کے مطابق ظاہر نہیں کر سکتا ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۱۲)

فائدہ: نبی سے جو بات خلاف عادت قبل نبوت ظاہر ہو اس کو ارہاص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مؤمنین سے جو صادر ہو اسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فجار یا کفار سے جو اُن کے موافق ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۱۲)

کرامت اولیاء حق ہے:

کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ:

مردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرض تمام خرق عادات اولیاء سے ممکن ہیں سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا، دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۵۶)

دیو بند مکتبہ فکر کے نزدیک کرامت کی حقیقت:

کرامت یہ ہے کہ کسی نبی کے متبع کامل سے خلاف عادت الٰہی کوئی بات ظاہر ہو اور اسباب طبیعت سے وہ اثر پیدا نہ ہوا ہو خواہ وہ اسباب جلی ہوں یا خفی ہوں پس اگر وہ امر خلاف عادت نہ ہو یا اسباب طبیعت جلی یا خفی سے ہو تو وہ کرامت نہیں ہے۔

(واقعات وکرامات اکابر علماء دیو بند ص ۱۹)

فائدہ: کرامت اس وقت کہلائے گی جب اس کا اظہار مومن متبع سنت کامل تقویٰ والے سے ہو۔

(واقعات وکرامات اکابر علمائے دیو بند ص ۱۹)

کرامت بحکم خدا ظاہر ہوتی ہے:

اولیاء کے ہاتھوں کرامات کا ظہور اللہ کے حکم سے ہوتا ہے جس سے مقصود یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کے ہاتھوں خلاف عادت کا ظاہر کرا کر اس کی عزت بڑھانا چاہتا ہے اور یہ کرامات ولی کے لئے اللہ کی نعمت ہوتی ہے۔

(واقعات وکرامات اکابر علمائے دیو بند ص ۱۹)

کرامت کی تین قسمیں:

کرامت کی تین قسمیں ہیں:

- ایک یہ کہ علم بھی ہو اور ارادہ بھی ہو جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان مبارک سے دریائے نیل کا جاری ہونا۔

(ابو الشیخ کتاب العظمہ، تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی)

marfat.com
Marfat.com

اور حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کا زہر قاتل پی جانا اور زہر کا آپ پر اثر نہ کرنا۔

(دلائل نبوت بیہقی وابونعیم وحیٰوۃ الحیوان دمیری)

☆ دوسری قسم یہ ہے کہ علم ہو مگر ارادہ نہ ہو جیسے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس بے موسم میووں اور پھلوں کا آنا۔

☆ تیسری قسم یہ ہے کہ نہ علم ہو نہ ارادہ ہو جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانا اور کھانے کا دوگنا تین گنا ہو جانا اسی لئے خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس پر تعجب ہوا جس سے ان کے علم و ارادہ کا پہلے سے نہ ہونا ثابت ہوا۔ کرامت کی ان تین قسموں میں سے پہلی قسم پر تصرف و ہمت کا اطلاق کیا جا سکتا ہے دوسری اور تیسری قسم کو تصرف نہیں کہہ سکتے البتہ برکت و کرامت کہیں گے۔ (واقعات و کرامات اکابر علماء دیوبند ص ۲۰)

عبادت و ریاضت کے سلسلے میں حضور کو اللہ کا حکم:

﴿یایها المزمل ۝ قم اللیل الا قلیلا ۝ نصفه او انقص منه قلیلا ۝ او زد علیه ورتل القرآن ترتیلا ۝ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا ۝ ان ناشئة اللیل هی اشد وطأ واقوم قیلا ۝ ان لک فی النهار سبحا طویلا ۝ واذکر اسم ربک وتبتل الیه تبتیلا ۝﴾ (سورۃ مزمل پ ۲۹)

ترجمہ: اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔ بے شک رات کا اٹھنا، وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے بے شک دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں۔ اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔ (ترجمہ کنز الایمان)

فائدہ: مراد یہ ہے کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ خواہ قیام نصف شب سے کم ہو یا نصف شب یا اس سے زیادہ ہو (بیضاوی) مراد اس قیام سے تہجد ہے جو ابتدائے اسلام میں واجب و بقولے فرض تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب شب کو قیام فرماتے اور لوگ نہ جانتے کہ تہائی رات یا آدھی رات یا دو تہائی رات کب ہوئی تو وہ تمام شب قیام میں رہتے اور صبح تک نمازیں پڑھتے اس اندیشہ سے کہ قیام قدر واجب سے کم نہ ہو جائے یہاں تک کہ ان حضرات کے پاؤں سوج جاتے تھے پھر یہ حکم ایک سال کے بعد منسوخ ہو گیا اور اس کا ناسخ بھی اسی سورت میں ہے:

﴿فاقرءوا ما تیسر منه﴾ (تفسیر نور العرفان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رات میں عبادت کرنا:

متعدد روایات میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اسی قدر لمبی نماز پڑھا کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آ جایا کرتا تھا۔ لو ... یا رسول اللہ آپ اتنی مشقت اٹھاتے ہیں حالانکہ آپ بخشے بخشائے

marfat.com
Marfat.com

ہیں۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(حکایات الصحابہ ص ۶۹۔تبلیغی نصاب)

حکایت:

ثابت کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) کی نماز ایسی تھی کہ گویا لکڑی ایک جگہ گاڑ دی۔ایک شخص کہتے ہیں کہ ابن زبیر جب سجدہ کرتے تو اس قدر لمبا اور بے حرکت ہوتا تھا کہ چڑیاں آ کر کمر پر بیٹھ جاتیں۔بعض مرتبہ اتنا لمبا رکوع کرتے کہ تمام رات صبح تک رکوع میں ہی رہتے بعض اوقات سجدہ اتنا ہی لمبا ہوتا کہ پوری رات گذر جاتی جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑائی ہو رہی تھی تو ایک گولہ مسجد کی دیوار پر لگا۔جس سے دیوار کا ایک ٹکڑا اڑا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حلق اور داڑھی کے درمیان سے گذرا مگر ان کو کوئی انتشار نہ ہوا اور نہ رکوع سجدہ مختصر کیا۔ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے بیٹا جس کا نام ہاشم تھا پاس سو رہا تھا چھت میں سے ایک سانپ گرا اور بچہ سے لپٹ گیا۔وہ چلایا گھر والے سب دوڑے ہوئے آئے۔شور مچ گیا اس سانپ کو مارا۔ابن زبیر رضی اللہ عنہ اسی اطمینان سے نماز پڑھتے رہے سلام پھیر کر فرمانے لگے، کچھ شور کی آواز آئی تھی کیا تھا؟ بیوی نے کہا اللہ تم پر رحم کرے بچے کی تو جان ہی گئی تھی تمہیں پتہ ہی نہ چلا۔فرمانے لگے تیرا ناس ہو اگر نماز میں دوسری طرف توجہ کرتا تو نماز کہاں باقی رہتی۔ (حکایات صحابہ ۶۹ بحوالہ ہدایہ وغیرہ)

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے نماز وغیرہ دینی امور میں خصوصی شغف اپنایا اسی طرح اولیائے کرام نے بھی اس طرف خاص توجہ کی۔تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں خصوصی انعامات سے نوازا۔ان سے خصوصی کرامات گاہے گاہے۔ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

خصوصی فضل و کرم:

اللہ تعالیٰ انبیائے کرام اور اولیاء کرام پہ خصوصی فضل و کرم فرماتا ہے ان کا رجحان ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رہتا ہے دن ہو یا رات وہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔سارا سارا دن یادِ حق میں مشغول رہتے ہیں۔ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ہمہ وقت یادِ حق میں مشغول رہنا اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظرِ کرم کا نتیجہ ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا کالیں دھولیں صاحب سدا ہے، جے کو چت کرے

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید!۔ ★ کالیں: کالے سیاہ بالوں کے دور میں مراد جوانی کے دور میں۔ ★ دھولیں: سفید بالوں کے وقت مراد بڑھاپے کے دور میں۔ ★ صاحب: دوست، ساتھی، مالک، آقا۔کلمہ تعظیم: شریف۔ ★ سدا: ہمیشہ، ہر وقت، لگاتار، مسلسل، متواتر۔ ★ جے: اگر۔ ★ کو: کوئی۔ ★ چت: پشت کے بل، [illegible] کے رُخ، نظر، دل، رجحان، توجہ، دھیان۔ ★ چت کرے: دھیان کرے، توجہ کرے، رجحان [illegible]

marfat.com
Marfat.com

کالے دھولیں صاحب سدا۔ سیاہ بالوں کا وقت یعنی جوانی کے وقت اور سفید بالوں کے وقت یعنی بڑھاپے کے وقت۔ جب بھی تو اپنے رب سے محبت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تو ہر حال میں اور ہر وقت مہربان ہے۔

مطلب:

اے فرید! سیاہ بال ہوں یعنی عالم جوانی ہو یا بڑھاپے کا دور ہو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ اگر جوانی کا دور ہو پھر بھی اسی مالک وخالق کا قرب چاہئے اور اگر بڑھاپے کا دور ہو تو پھر بھی ہمہ وقت اور ہمہ جہت اسی سے لو لگانی چاہیے۔ اگر شامتِ اعمال کے باعث جوانی کا دور غلط کاریوں میں گزار کر تباہ و برباد کر چکا ہے تو اچھا تو نہیں کیا بہر حال پھر بھی یہ بات نہیں کہ اب بھی اس تباہی میں گر کر پڑا رہے۔ نہیں بلکہ اگر جوانی تباہ کر چکا ہے تو پھر بقیہ زندگی کے ایام کو تو سنوار لے۔ بقیہ ایام زندگی کو تو تباہ و برباد ہونے سے بچا لے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں جب بھی حاضری کا شرف حاصل کرے گا اسے ہمہ وقت رحیم و کریم پائے گا۔ ستار و غفار پائے گا۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ تواب، ستار اور غفار ہے۔ جب بھی اس کی بارگاہ میں حاضر ہو گا وہ عنایات سے نوازتا ہے۔ بس شرط یہ کہ تو اس طرف دل لگا کر تو دیکھ۔ اس طرف اپنا رجحان پیدا کر۔ تو جونہی اس سے دل لگائے مالک وخالق تجھے عنایات سے نواز دے گا۔ وہ یہ نہیں دیکھے گا کہ یہ اتنا بڑا سیاہ کار ہے۔ اتنا بڑا گنہگار ہے وہ تو تیری تمام بدکاریوں کو معاف کر دے گا۔ اس لیے جو بھی وقت میسر ہے فوراً اس بارگاہ میں حاضر ہو۔ اس طرف رجحان پیدا کر کے اپنی قسمت کا ستارہ چمکا لے۔

حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿یَا اَیُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْهِ فِیْ مَائَةَ مَرَّةٍ﴾

لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو۔ میں اللہ کی طرف دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔

فائدہ: توبہ و استغفار روزے نماز کی طرح عبادت بھی ہے اسی لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عامل تھے یا یہ عمل ہم گنہگاروں کی تعلیم کے لیے ہے ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ یہ عمل ہم گنہگاروں کی تعلیم کے لیے ہے، ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ گناہ آپ کے قریب بھی نہیں آتا صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گناہ کر کے توبہ کرتے ہیں اور وہ حضرات عبادت کر کے توبہ کرتے ہیں۔

زاہداں از گناہ توبہ کنند
عارفاں از عبادت استغفار

سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کے لیے دنیا میں دو امانیں ہیں ایک نے پردہ فرمالیا اور دوسری قیامت تک ہمارے پاس ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور استغفار۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۷۸)

★ حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو! دیکھو میں دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔

(مسلم شریف، مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۷۹ مشکوٰۃ شریف، باب الاستغفار والتوبہ)

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ لوگوں سے مراد مسلمان ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی

marfat.com
Marfat.com

طرف توبہ کرواے مسلمانو! سب کے سب (کنز الایمان) اور ہوسکتا ہے کہ سارے انسانوں سے خطاب ہو یعنی اے کافرو کفر سے توبہ کرواے گنہگارو گناہوں سے باز آجاؤ۔ اے نیک کارو اپنی نیکی کو کم جانو اور توبہ کرو۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص توبہ کا حاجت مند ہے جو پہلے عرض کیا گیا اس کی تائید اس جملے سے ہوگئی۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری تعلیم کے لیے توبہ کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ جب ہم معصوم ہو کر روزانہ سو بار توبہ کرتے ہیں تو تم کو چاہیے کہ تم ہزاروں بار توبہ کیا کرو۔

(مراۃ شرح مشکوۃ ج ۳ ص ۳۷۹)

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ﴾

بندہ جب اقرار گناہ کر لیتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں سیاہ داغ لگ جاتا ہے اگر توبہ کرے اور معافی مانگ لے تو اس کا دل صیقل ہو جاتا ہے اور اگر گناہ زیادہ کرے تو سیاہی زیادہ ہوتی ہے حتی کہ دل پر چھا جاتی ہے یہی وہ زنگ ہے جس کا رب تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ یعنی ان کے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ لگا دی۔

(مشکوۃ شریف، ابن ماجہ شریف، ترمذی شریف)

فائدہ: حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے متعلق فرمایا ہے کہ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ یعنی یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔

فائدہ: خیال رہے کہ انسان کا دل شفاف آئینہ کی طرح ہے ذرا سے غبار سے دھندلا ہو جاتا ہے گناہ دل کے غبار ہیں اور کفر دل کا زنگ، قلب کا قالب سے گہرا تعلق ہے جیسے جڑ کا شاخوں سے، اس لیئے گناہ جسم کرتا ہے اور سیاہ دل ہوتا ہے دیکھو غم و فکر دل کو ہوتا ہے اور جسم دبلا و پیلا پڑ جاتا ہے۔ جسم کو صاف رکھنے، غسل کرانے، اچھی ہوا دینے سے دل کو شفا ہوتی ہے یہ بھی خیال رہے کہ جیسے گناہ بہت آہستگی سے دل کو میلا کرتا ہے ایسے ہی توبہ اور نیک اعمال بہت آہستگی سے میلے دل کو صاف کرتے ہیں مگر نبی کی عداوت یکدم شفاف دل کو میلا نہیں بلکہ زنگ آلود کر دیتی ہے جیسے شیطان کا حال ہوا کہ لاکھوں کی سال کی عبادت ایک سیکنڈ میں برباد ہو کر اس کا دل ناقابل علاج زنگ آلود ہو گیا اور مقبول بندے کی نگاہ کرم ایک آن میں زنگ آلود دل کو صاف کر کے اس پر پالش کر دیتی ہے موسیٰ علیہ السلام کی نظر سے برسوں کے مجرم جادوگر، مومن، صحابی، صابر اور شہید ہو گئے حضور غوث پاک کی ایک نظر سے چور قطب ہو گئے اسی لئے صوفیاء فرماتے ہیں:

یک زمانہ صحبت با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
یک زمانہ صحبت با انبیاء — بہتر از ہزار سالہ طاعت بے ریا
یک زمانہ صحبت با مصطفٰی — بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

marfat.com
Marfat.com

★ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفْتَنَ التَّوَّابَ ﴾

بے شک اللہ تعالیٰ اس مومن کو پسند فرماتا ہے جو فتنوں میں گھرا ہوا توبہ کرتا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الاستغفار و التوبہ فصل سوم)

★ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نے فرمایا:

﴿ اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ ﴾

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا گناہ تھا ہی نہیں۔ (ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف، باب الاستغفار والتوبہ فصل سوم)

★ شرح سنہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی آپ نے فرمایا:

﴿ اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ وَّالتَّائِبُ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ ﴾ (مشکوٰۃ شریف، باب الاستغفار والتوبہ فصل سوم)

ندامت توبہ ہے اور توبہ والا ایسا ہے کہ گویا گناہ کیا ہی نہیں۔

★ حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ طُوْبٰی لِمَنْ وَّجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا ﴾

اس کے لیے بہت خوبیاں ہیں جو اپنے نامہ اعمال میں بہت استغفار پائے۔ (ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ فصل سوم)

★ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں عرض کیا کرتے تھے الٰہی مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو نیکیاں کریں اور خوش ہو جائیں اور گناہ کریں تو معافی مانگ لیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے آدمی مار ڈالے پھر مسئلہ پوچھنے نکلا تو ایک پادری کے پاس پہنچا اس سے پوچھا کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے وہ بولا نہیں اس نے اسے بھی مار ڈالا اور مسئلہ پوچھتا پھرا پھر اسے کسی نے بتایا کہ فلاں بستی میں جا۔ اس حال میں اسے موت آ گئی تو اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف کر دیا۔ اس کے متعلق رحمت و عذاب کے فرشتوں نے جھگڑا کیا۔ رب نے اس بستی کی طرف حکم بھیجا کہ قریب آ جا اور اس بستی کی طرف کہ دور ہو جا پھر فرمایا دونوں بستیوں کے درمیان ناپو پھر وہ اس بستی کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا چنانچہ اس کی مغفرت کر دی گئی۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، باب استغفار والتوبہ بخاری شریف)

فائدہ: اس طرح گر کر مرا کہ اس کا چہرہ اور سینہ تو اس عالم کی بستی کی طرف تھا جہاں جا رہا تھا اور پیٹھ اس گناہوں کی بستی کی طرف جہاں سے آ رہا تھا اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا پسند آ گئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ پوچھنے کے لیے ... لم کے شہر کی تعظیم اور اس کی طرف منہ

marfat.com
Marfat.com

کر کے سونا یا مرنا بھی رب تعالیٰ کو پسند ہے سنت یہ ہے کہ مومن کعبہ کو منہ اور سینہ کر کے سوئے، میت کو کعبہ کے رخ دفن کرو۔ بعض عشاق مدینہ منورہ یا بغداد شریف کی طرف منہ کر کے دعائیں مانگتے ہیں۔ نماز غوثیہ میں بعد نماز گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف منہ کر کے چلتے ہیں اور ادھر ہی منہ کر کے دعا مانگتے ہیں ان سب کی اصل یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد۳ ص ۳۸۲)

فائدہ: معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوبوں کے محبوب مقامات کی طرف گناہوں کی توبہ مانگتے ہوئے جانا اللہ تعالیٰ کو نہایت درجہ محبوب ہے الحمد للہ ہم اہل سنت و جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ولیٔ کامل حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار انور کی طرف اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہوئے اس دروازہ میں سے گزرنے کی سعادت حاصل کرتے جسے بہشتی در وازہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کا وہ شخص سچے دل سے گناہوں کی مغفرت کے لیے اس بستی کی طرف گیا۔ پہنچا بھی نہیں موت واقع ہو گئی اللہ تعالیٰ نے بخشش فرمادی اسی طرح انشاء اللہ سچے دل سے گناہوں کی بخشش طلب کر نے اور سچے دل سے توبہ کرتے ہوئے جب بہشتی دروازہ سے گزرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خصوصی مہربانی فرماتا ہے۔ گناہوں کی بخشش فرمادے گا۔ بہشتی دروازہ کے متعلق قدرے تفصیل ہماری تصنیف لطیف حیات الفرید میں ملاحظہ فرمائیے۔ نیز ہماری زیر ترتیب کتاب تجلیات الفرید میں بھی تفصیلی مضمون انشاء اللہ تعالیٰ مطالعہ کو ملے گا۔

توبہ کا دروازہ:

انسان خواہ کسی ہی حالت میں زندگی ضائع کرتا رہا ہو۔ زندگی کے لیل و نہار تباہ و برباد کر بیٹھا ہو۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرلے اپنے کیئے پہ پچھتانے لگے واقعی صحیح احساس پیدا ہو جائے کہ میں اپنا سب کچھ برباد کر بیٹھا پھر اس کیئے ہوئے بداعمال کو بخشوانے کے لیے بارگاہِ حق میں جھک جائے۔ وہ وقت جوانی کا وقت ہو یا بڑھاپے کا دور ہو۔ ہر وقت ہی اللہ تعالیٰ کی بخشش کے دروازے کھلے ہوئے ہیں جب بھی کوئی پکارتا ہے اللہ تعالیٰ پکار کا جواب دیتا ہے۔ جوانی کا عالم ہو انسان راہِ حق کی طرف متوجہ ہو جائے تو بارگاہِ حق سے رحمتوں کی برسات کا نزول ہو جاتا ہے۔ ساری عمر بیت گئی۔ عمر کا آخری دور آ گیا یعنی ضعف کی انتہا ہو گئی بڑھاپے نے خوب جکڑ لیا۔ ایسے حال میں بھی رب ذوالجلال کے جلال کے پیش نظر جھک گیا کیئے ہوئے بداعمال سے تائب ہوا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجاتی ہے۔ انعامات ربانیہ کی بہار چھا جاتی ہے۔ توبہ کے متعلق کلام ربانی ملاحظہ فرمائیے

﴿فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ﴾

(سورۃ توبہ آیت نمبر۳ پ۱۰)

تو اگر تم توبہ کرو تو تمہارا بھلا ہے اور اگر منہ پھیرو تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے۔ (کنز الایمان)

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○﴾

(سورۃ نور آیت نمبر۵)

مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور سنور جائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان: (ترجمہ کنز الایمان)

marfat.com
Marfat.com

توبہ کے متعلق حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات:

★ فرمایا: توبہ کی چھ قسمیں ہیں۔ (i) دل اور زبان سے توبہ۔ (ii) آنکھ کی توبہ۔ (iii) کان کی توبہ۔ (iv) ہاتھ کی توبہ۔ (v) پاؤں کی توبہ۔ (vi) نفس کی توبہ۔

(1) دل اور زبان سے توبہ:

جب توبہ کی دل سے تصدیق نہ کرے اور زبان سے اقرار نہ کرے تو توبہ درست ہی نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے کہ جب تک دل دنیا کی دوستی، کھوٹ، حسد، دکھ، فحش، ریا اور برائی وغیرہ سے پاک نہ ہو جائے اور ان معاملات سے دل توبہ نہ کرے اس کی توبہ توبہ شمار نہیں ہوتی۔ (اسرار الاولیاء ص ۳۴ ہشت بہشت)

★ فرمایا: آنکھ کی توبہ تین قسم کی ہے اول ممنوعہ اشیاء کے دیکھنے سے دوسرے اگر مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور کچھ دیکھ لے تو اس سے توبہ کرے کہ میں نے کیوں دیکھا۔

★ آنکھ دیکھ لے تو کسی کے آگے اسے بیان نہ کرے۔

★ کان کی توبہ یہ ہے کہ تمام نا قابل شنید باتوں سے توبہ کرے اور کوئی ممنوعہ شے نہ سنے پھر اس کی توبہ شمار ہوتی ہے۔

★ توبہ ہاتھ کی یہ ہے یعنی کوئی چیز ایسی نہ چھوئی جائے جس کا پکڑنا منع ہے۔

★ پاؤں کی توبہ یہ ہے کہ جن مقامات پہ جانا مناسب نہیں ہے وہاں نہ جائے اور خواہش سے پاؤں باہر نہ رکھے۔

★ چھٹی توبہ نفس کی ہے بس چاہئے کہ نفس کو تمام خواہشات، ماکولات اور شہوات سے باز رکھا جائے اور ان سب سے توبہ کی جائے۔ اور نفس کی خواہش کے مطابق عمل نہ کیا جائے قرآن شریف میں ہے **وَمَنْ خَافَ مَقَامَ ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماویٰ** یعنی جو شخص اپنے پروردگار سے ڈرے اور خواہشات سے نفس کو روکے تو اس کا مقام بہشت میں ہوگا۔ (اسرار الاولیاء فصل چہارم)

فائدہ: حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرما رہے ہیں کہ جس وقت بھی بندہ اپنی سابقہ روش چھوڑ کر رب تعالیٰ سے محبت کرے گا اسی وقت اللہ تعالیٰ مہربان ہو جاتا ہے رب تعالیٰ نہیں دیکھتا کہ اس نے بڑھاپے میں توبہ کی ہے یا اس نے جوانی میں توبہ کی۔ جس وقت بھی رب تعالیٰ سے محبت کی جائے اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی انعامات سے نوازتا ہے۔ مگر

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

-----☆☆☆-----

آپنا لایا پرم نہ لگے ای، جے لوچے سبھ کوئے
ایہہ پرم پیالہ خصم دا جَیں بھاوے تَیں دے

حل لغات:

★ آپنا: اپنا۔ ★ لایا: لگایا، اپنی خواہش سے لگایا۔ ★ پرم: پریم، محبت، عشق، پیار، دوستی، لگاؤ۔ ★ نہ لگے: نہیں لگتا۔
★ جے: اگر۔ ★ لوچے: چاہے، خواہش کرے [illegible] ★ سبھ: ہر، ہر ایک، ہر کوئی۔ ★ ایہہ: یہ۔ ★ [illegible]

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ بہر حال خصم: مالک، خدا، آقا، شوہر، یہاں بمعنی خدا ہے۔ ★ جیں: جسے، جس کو۔ ★ بھاوے: پسند کرے، چاہے۔ ★ تیں: اُسے، اُس کو۔ ★ دے: عطا کرے، لے دے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت اپنے لگانے سے نہیں لگتی خواہ سارا جہان ہی کیوں نہ چاہے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کا پریم پیالہ تیں میں کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند آجاتا ہے اسے مل جاتا ہے۔

مطلب:

پیار، محبت یا عشق ایسی چیز نہیں کہ جو چاہے اسے میسر ہو جائے۔ اگر کوئی اپنی مرضی سے عشق حقیقی کا طالب ہو تو یہ اس کی خام خیالی ہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اپنے لگانے سے یعنی اپنی مرضی سے عشق حقیقی نہیں لگ سکتا کہ جس کا جی چاہے اسے عشق حقیقی کا جام مل جائے اگر سارے انسان بھی اس کے طلبگار ہوں تو پھر بھی عشق حقیقی سے محرومی ہوگی۔ ہاں یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا کردے۔ اللّٰہ یعطی من یشاء۔ جسے اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے اسے عشق حقیقی حاصل ہو جاتا ہے۔

محبت:

محبت ایک ایسا جادو ہے جو سر کے چڑھ کے بولتا ہے۔ جب ایک دفعہ بول اٹھے تو اس کا آوازہ آناً فاناً پوری دنیا میں پھیل جاتا ہے۔ ہر طرف اسی کے چرچے ہوتے ہیں ہر طرف اسی کی باتیں سننے میں آتی ہیں۔

محبت ایک ایسا پھول ہے جس کی خوشبو آناً فاناً ہر طرف پھیل جاتی ہے۔ دیکھنے میں نہایت خوبصورت مگر جو ایک دفعہ سونگھ لیتا ہے ساری زندگی کے لیے روگ بن جاتا ہے بلکہ اس سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کی حقیقت واضح کرتے ہوئے الفقیر القادری ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ

پیار یہ کیا ہے پھول زہر میں بسا ہے　　　نادان اسے کیا جانے ، نہ جانے یہ کیا ہے

فائدہ: اس شعر میں پیار و محبت کے متعلق سوال کیا گیا ہے اور اسی کا جواب دیا گیا ہے کہ پیار کی حقیقت کیا ہے؟ بس یوں سمجھ لیجئے کہ محبت ایک زہر میں بسا ہوا پھول ہے جسے سونگھنے والا پھول سمجھ کر سونگھتا ہے مگر حقیقتاً وہ پھول نہیں مگر زہر کو سونگھ رہا ہوتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں پھول سونگھ رہا ہوں اب بظاہر دیکھنے اور سونگھنے کے لحاظ سے پھول ہوتا ہے مگر اس میں اثر زہر کا ہوتا ہے سونگھ پھول کو رہا ہے۔ اثر زہر دکھا رہا ہے۔ جیسے زہر اپنا اثر غیر محسوس طریقے سے دکھاتا ہے محسوس ہی نہیں ہوتا کہ زہر ہے اسی طرح محبت آہستہ آہستہ ہونا شروع ہوتی ہے غیر محسوس طریقے سے محبت ہونے لگتی ہے محسوس ہی نہیں ہوتا کہ محبت کا بھوت سوار ہوتا جا رہا ہے مگر جیسے زہر میں بسا ہوا پھول سونگھتے سونگھتے اتنا اثر ہو جاتا ہے کہ انسان کو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں محب جان دینے کو گوارا کر لیتا ہے مگر محبوب سے دوری میں ایک لمحہ بھی گزارنا ناممکن نظر آتا ہے۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ زہر اچھی طرح دماغ پہ اثر کر جاتا ہے دبے پاؤں آنے والی محبت بھی اپنا ایسا رنگ جماتی ہے کہ پورے دل و دماغ پہ کنٹرول سنبھال لیتی ہے۔ جیسے زہر میں بسا پھول سونگھتے سونگھتے انسان پہ اتنا اثر دکھاتا ہے کہ سارا جسم مدہوشی کے عالم میں چلا جاتا ہے اسے دنیا جہان میں سے کسی چیز کی سدھ بدھ نہیں رہتی بلکہ اسی کے نشے میں ہی گٹ ہو جاتا ہے اس کے دماغ میں اور ہی جہان آباد ہو

marfat.com
Marfat.com

جاتا ہے نہ وہ اس جہان کو چھوڑنا چاہتا ہے اور نہ وہ جہان اسے چھوڑنا چاہتا یہی کیفیت محبت میں مبتلا ہونے والے انسان کی ہوجاتی ہے۔

عشق نے نکما کر دیا غالب — ورنہ ہم بھی انسان تھے کام کے

عشق کی حقیقت:

محبت کی سب سے زیادہ متحرک شکل کو عشق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ صاحب (عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی تصنیف لطیف عشق رسول کریم ﷺ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

قارئین کرام! میں اپنے تئیں عشق کو محبت کی سب سے زیادہ متحرک شکل قرار دیتا ہوں۔ اسی لئے تو عشق محبت کی انتہا ہے اور محبت عشق کی ابتداء (عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۱)

عشق اگرچہ یہ لفظ قرآن حکیم میں نہیں آیا تاہم اس لفظ نے عربی ادب میں خاصی اہمیت حاصل کر لی ہے، بڑے بڑے عالموں، دانشوروں، فلاسفروں اور صوفیوں نے عشق کے اسباب اور اس کے درجات کے بارے میں مفصل اظہار خیال کیا ہے۔

عشق کی تعریف بیان کرنے کی کوشش میں الجاحظ کے رسالہ فی العشق کا نام لیا جا سکتا ہے علاوہ ازیں جالینوس اور بقراط کے اقوال بھی بیان کیئے گئے ہیں صوفیوں کے ہاں عشق کا ولولہ کسی قدر مزاحمت کے باوجود اندھی زندگی کا ایک جزو کا درجہ اختیار کر چکا ہے۔ فلسفیوں نے بھی عشق کو ایک عقلی چیز مانا ہے۔ (عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۱)

عشق و محبت کے مقامات:

عشق و محبت کے مقامات کے متعلق جناب متین رفیق ملک صاحب لکھتے ہیں کہ عشق و محبت کے مقامات پر حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات، استفسارات اور ملفوظات پر مبنی کتاب "مکالمات" میں سے چند ایک ملفوظات ملاحظہ کیجئے۔

☆ محبت محبّ سے ہے اور محبت عرفان ہے۔

☆ بزرگانِ دین محبت کے تھوک بیوپاری ہوتے ہیں وہ نفرت کا کھوٹا سکہ لے کر محبت اور خلوص کا کھرا مال دیتے ہیں اور یہ بڑا نفع کا سودا ہوتا ہے۔

☆ محبت ہر مقام پر ایسے تعین سے پاک رہتی جیسے مہندی کے پتے پر میں رنگ، رنگ پتے میں موجود رہتا ہے۔ پتا تعین رکھتا ہے لیکن رنگ جو اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کیئے ہوئے ہے تعین سے پاک۔

☆ محبّ کو نہ دکھ نظر آتا ہے نہ راحت، نہ دھوپ نظر آتی ہے نہ چھاؤں، نہ کوہ نظر آتا ہے نہ مرغزار اگر وہ کسی کو دیکھتا ہے تو صرف محبوب کو اور اس کی بدولت ہر شے کو دیکھتا ہے یعنی ہر شے میں اس کی جلوہ گری پاتا ہے۔

☆ عقل جب دکھاتی ہے اپنا گھر دکھاتی ہے اور عشق جب دکھاتا ہے محبوب کا گھر دکھاتا ہے۔

فائدہ: مکالمات میں استفسارات بھی درج ہیں ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ کریں عشق کی اہمیت و افادیت مزید واضح

marfat.com
Marfat.com

ہو جائے گی اور یہ علم ہوتا ہے کہ عشق ایک مبارک شے ہے۔

سوال: خودی تکبر، مان اور گمان انسان سے کس طرح ختم ہو سکتے ہیں؟

جواب: عشق صرف عشق سے۔ جس گھر میں عشق کے مبارک قدم آجاتے ہیں وہاں سے خودی، تکبر، مان اور گمان خود بخود رخصت ہو جاتے ہیں اور وہ وہاں چلے جاتے ہیں جہاں ان کا مقام ہوتا ہے یعنی مقام غرض و غایت چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں:

عقل آمد دین و دنیا شد خراب　　عشق آمد ہر دو عالم کامیاب

قارئین محترم! یہ اقوال میری اس بات کا ثبوت ہیں کہ عشق، محبت ہی کی متحرک شکل ہے اور یہ محرک خواہش جو پوری دنیا میں جاری و ساری ہے عشق کائناتی ہے اور پھر اسلام نے محبت شفقت اور عشق کو معیار ایمان قرار دیا ہے بلکہ اصل دین ہی محبت اور عشق ہے۔ (عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۲۔۴۱)

عشق کے معنی:

☆ عشق (ع) مذکر۔ از حد محبت۔ شوق۔ عادت۔ ایک قسم کا جنون۔ (فیروز اللغات ص ۸۷۷)

☆ عشق: بے پناہ اور بے انداز۔ محبت جو جنون کی حد تک چلی جائے

شاد باش ای عشق خوش سود ای ما　　اے طبیب جملہ علت ہای ما

فرہنگ فارسی یعنی جدید لغات فارسی ص ۶۶۰ از ڈاکٹر محمد عبداللطیف ایم اے پی ایچ ڈی۔

☆ عشق: (ع۔ا۔ مذکر) حد سے زیادہ محبت۔ (فیروز اللغات اردو جدید ص ۴۸۲)

☆ (ع۔ا۔ مذ) (i) محبت۔ فریفتگی: پریم۔ پیار۔ چاہ۔ (ii) شوق۔ خواہش

جامع فیروز اللغات اردو پرونائونسنگ ڈکشنری از الحاج مولوی فیروز الدین۔

☆ عشق: ع۔ بہت محبت کرنا۔ کسی شے سے ایک قسم کا جنون (کریم اللغات ص ۱۰۱)

☆ عشق محبت ہی کی متحرک شکل ہے اور یہ محرک خواہش جو پوری دنیا میں جاری و ساری ہے عشق کائناتی ہے اور پھر اسلام نے محبت شفقت اور عشق کو معیار ایمان قرار دیا ہے بلکہ اصل دین ہی محبت اور عشق ہے۔ (عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۲)

☆ محبت کی سب سے زیادہ متحرک شکل کو عشق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

☆ میں اپنے تئیں عشق کو محبت کی سب سے زیادہ متحرک شکل قرار دیتا ہوں اسی لئے تو عشق محبت کی انتہا ہے اور محبت عشق کی ابتدا۔ (عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۱)

☆ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں:

ہر کرا جامہ زعشقے چاک شد　　اوز حرص و عیب کلی پاک شد
شاد باش اے عشق خوش سودائے ما　　اے طبیب جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما　　اے تو افلا طون و جالینوس ما
جسم خاک از عشق بر افلاک شد　　کوہ در رقص آمد و چاک شد

marfat.com
Marfat.com

یعنی جس کے وجودِ نفسانی کا جامہ عشق سے چاک ہو گیا وہ حرص اور ہر عیب سے پاک ہو گیا۔
اے ہمارے عشق خوش سوداء اور ہماری تمام بیماریوں کے طبیب تو خوش رہ۔
اے ہماری نخوت وغرور کی دوا۔ اے ہمارے عشق تو ہی ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے۔
جسم خاک عشق سے افلاک پر پہنچا۔ پہاڑ رقص میں آ کر چست وچالاک ہو گیا۔

ان اشعار میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عشق خوش سودا کو تمام بیماریوں کا طبیب اور اسی عشق کو اپنی نخوت وناموش کی دوا اور اسی عشق کو اپنا افلاطون اور جالینوس فرما کر اس کی مدح فرمائی ہے پہلے شعر کے ساتھ ان اشعار کو ملا کر پڑھیئے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا مفہوم آپ پر واضح ہو جائے گا کہ زورِ گندم عشق نہیں کیونکہ وہ انسانی خواہشات کو ابھارتا اور انسان کو بے شمار امراضِ قلبیہ میں مبتلا کر دیتا ہے عشق تو ان کے نزدیک ایک ایسا جوہر لطیف ہے کہ اگر وہ کسی کے وجودِ نفسانی کا جامہ چاک کر دے تو وہ حرص اور عیب سے پاک ہو جائے وہ فرماتے ہیں کہ عشق ہی تمام بیماریوں کا طبیب اور نخوت وناموس کی دوا ہے اسی عشق نے جسدِ خاکی کو افلاک پر پہنچایا اور عشق سے پہاڑ رقص میں آیا۔ (شرح درود وتاج ص ۳۰۱۔۳۰۰)

★ تمام اہل لغت نے لفظِ عشق پر کلام کرتے ہوئے اس کے معنی فرطِ محبت کے لکھے ہیں: (شرح درود وتاج ص ۳۰۲)

★ مختیار الصحاح میں ص ۴۳۷ میں ہے۔

﴿ العِشْقُ فَرْطُ الْحُبِّ ﴾ (شرح درود وتاج ص ۳۰۲)

★ لسان العرب جلد ۱۰ ص ۲۵۱۔

★ تاج العروس ج ۷ ص ۱۳۔

★ قاموس جلد ۳ ص ۲۶۵۔

★ قاموس میں ہے۔

﴿ اَلْعِشْقُ ...... اِفْرَاطُ الْحُبِّ وَ یَکُوْنُ فِیْ عَفَافٍ وَ فِیْ دَعَارَۃٍ۔ ﴾

(قاموس ج ۳ ص ۲۶۵)

یعنی عشق کا معنی افراطِ محبت ہے جو پاک دامنی میں ہوتا ہے اور جنت میں بھی معلوم ہوا کہ عشق اور محبت میں شدت اور افراط کے سوا کوئی فرق نہیں۔ (شرح درود وتاج ص ۳۰۳)

★ یہ لفظ قرآن مجید میں نہ سہی مگر حدیث میں عشق کے الفاظ موجود ہیں بروایت خطیب بغدادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

﴿ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ ثُمَّ مَاتَ شَهِیْدًا ﴾

جس کو کسی سے عشق ہوا پھر اس نے چھپایا اور پاک دامن رہتے ہوئے مر گیا وہ شہید ہے۔

(شرح درود وتاج ص ... بحوالہ الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۵۷ مصر)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ: اگر چہ ان دونوں حدیثوں میں ضعف کا قول کیا گیا ہے لیکن اس حدیث کو امام سخاوی نے مقاصدِ حسنہ میں اسانید متعددہ سے وارد کیا۔ بعض میں کلام کیا اور بعض کو برقرار رکھا۔ جن اسانید کو برقرار رکھا وہ ضعیف نہیں چنانچہ امام سخاوی نے اس حدیث کی اسانید میں سے ایک سند کے متعلق فرمایا وَهُوَ سَنَدٌ صَحِيْحٌ (مقاصد حسنہ ص ۴۲۰)

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام خرائطی اور ویلمی و غیر هما نے روایت کیا بعض محدثین کے نزدیک اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَكَتَمَ فَصَبَرَ فَهُوَ شَهِيْدٌ جس کو کسی سے عشق ہو گیا پھر وہ پاک دامن رہا اور اسے چھپایا اور صبر کیا تو وہ شہید ہے اور امام بیہقی نے اسے طرق متعددہ سے روایت کیا (مقاصدِ حسنہ ص ۴۱۹) اہل علم جانتے ہیں کہ طرق متعددہ سے سند ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے مختصر یہ کہ لفظ عشق حدیث میں وارد ہے۔

فائدہ: درود تاج شریف کی بہترین شرح شیخ القرآن والحدیث، شیخ القرآن والتفسیر فیض ملت ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے شرح درود تاج کے نام سے کی۔ الحمد للہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور (پاکستان) کی طرف سے حضرت علامہ محمد عطاء الرسول اویسی رضوی مدظلہ تعالیٰ نے شایانِ شان طریقے سے اسے شائع کیا۔ اس شرح مبارکہ میں درود تاج پہ جتنے بھی بے بنیاد قسم کے اعتراضات کیئے جاتے ہیں ان سبھی کی خوب قلعی کھولی گئی ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو اس تصنیف لطیف کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

فائدہ:

- پس واضح ہوا کہ اس ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے چند لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ لفظ عشق اتنا برا نہیں ہے کہ جس کے استعمال کو اتنا غلیظ سمجھ لیا جائے کہ چڑ ہونے لگے۔ جیسے بعض لوگوں کو لفظ عشق سے چڑ ہوتی ہے۔ اگر بالفرض محال بعض لوگوں کے ذہن کے مطابق وہی معنی کیئے بھی جائیں جو ان کی ذہنی اختراع پہ مبنی من گھڑت معنی ہیں تو پھر لفظ محبت کو استعمال کرنا بھی نا ممکن ہو جائے گا۔

محبت کا مفہوم:

- بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک لطیف میلان قلبی کا نام محبت ہے۔

حالانکہ یہی لفظ محبت حسن وشباب کے تعلق، نفسانی خواہش اور زور گندم کے معنی میں بکثرت مستعمل ہے حدیث میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں مثلاً بخاری شریف میں ہے۔

﴿ اِنَّهَا كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ اَحْبَبْتُهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَآءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا فَاَبَتْ ﴾

یعنی غار میں پھنسے ہوئے تین آدمیوں میں سے ایک نے کہا میرے چچا کی بیٹی تھی جس سے میں ایسی محبت کرتا تھا جیسی شدید ترین محبت مردوں کو عورتوں سے ہوتی ہے لہٰذا میں نے اس سے اپنی خواہش پوری کرنی چاہی تو اس نے انکار کر دیا۔ (شرح درود تاج بحوالہ بخاری شریف جلد اول ص ۳۰۴)

marfat.com
Marfat.com

حقیقتِ حال:

پس واضح ہوا کہ عشق کے نام سے بدکنا اور لفظ محبت استعمال کرنا یہ دوڈھنگی چال سمجھ میں نہیں آتی۔ دونوں کے معانی ایک ہیں۔ ہاں لفظ عشق میں افراط ہے۔ اس لیئے لفظ عشق پہ آوازے کسنے والوں کو لفظ محبت کا استعمال بھی بند کر دینا چاہیئے۔ عشق میں افراط کے علاوہ اور کوئی فرق نہیں جیسے اپنے ماں باپ اور اولاد وغیرہ کو معشوق نہیں کہہ سکتے اسی طرح کا حال محبت سے لفظ محبوب کا بھی ہے۔ اسی طرح سے مومنین کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے یا نہیں کیا ہم اللہ تعالیٰ کو محبوب کہہ سکتے ہیں۔ یا جن جن سے ہمیں محبت ہو سکتی ہے کیا ہم ان سب کو محبوب بھی کہہ سکتے ہیں۔ ذرا غور طلب امر ہے۔

شدتِ محبت و فرطِ محبت:

لفظ عشق نہ سہی مگر اس کے معنے (شدتِ محبت اور فرطِ محبت)
قرآن وحدیث میں بکثرت وارد ہیں۔

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (پ۲ البقرہ)

اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔ (کنزالایمان)

فائدہ: ایمان والوں کو جتنی زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے اتنی زیادہ محبت کسی اور سے نہیں محبت کی اسی افراط کی کیفیت کو عشق کے نام سے یاد کیا جاتا۔ بعض لوگ نہ مانیں تو نہ مانیں اگر ماننے پہ آجائیں تو ہر کس وناکس کے لیے مان لیتے ہیں۔ پس واضح ہوا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ عشق استعمال کرنے میں کوئی ہرج نہیں خواہ مخواہ چونکہ چنانچہ کی ہیر پھیر سے کوئی فائدہ نہیں۔

محبت یعنی عشق حقیقی خود بخود دلگانے سے نہیں لگتا بلکہ یہ تو خالق کائنات کی عطا ہے جسے حاصل ہو جائے۔ اسے بن مانگے حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی اپنی مرضی سے عشق کی وادی میں چھلانگ لگانا چاہیے تو کسی کے بس کا روگ نہیں اللہ تعالیٰ جس پہ فضل و کرم کر دے اسے عشق حقیقی کی سوغات حاصل ہوتی ہے۔ عشق حقیقی وہ پریم پیالہ ہے جو ہر کسی کے ہونٹوں سے نہیں لگتا بلکہ اللہ جنہیں اس مقصد کے لیے خاص کر لے۔ انہیں یہ انعام ربانی میسر آتا ہے۔ عشق سے مراد عشق حقیقی ہے ورنہ جسے عام فاسق و فاجر لوگ عشق کہتے ہیں حقیقتاً اسے عشق نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ عشق نہیں بلکہ فسق ہوتا ہے۔ یا اسے عشق مجازی کہتے ہیں۔

عشقِ حقیقی:

☆ خدا تعالیٰ کا عشق (فرہنگِ فارسی ص ۶۶۱)
☆ خدا تعالیٰ کا عشق، محبت الٰہی۔ (فیروز اللغات اردو جدید ص ۴۸۲)
☆ خدا تعالیٰ کا عشق۔ (ص ۸۷۷ فیروز اللغات)
☆ خدا تعالیٰ کا عشق۔ محبت الٰہی۔ (فیروز اللغات جامع اردو پروناؤنسنگ ڈکشنری ص ۸۹۷)

فائدہ: بغیر کسی دنیوی لالچ اور فاسقانہ روش کے عشق محض اللہ تعالیٰ، انبیائے کرام، اولیائے کرام، دین، قرآن اور اسلام وغیرہ سے بے پناہ محبت کا نام ہے اگر کوئی ... ساری دنیا بھی چاہے تو کچھ بھی نہیں

marfat.com
Marfat.com

ہوسکتا۔ یہ پریم پیالہ کسی کے ہاتھ نہیں آسکتا یہ تو اگر اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائے تو پریم پیالہ حاصل ہوسکتا ہے۔ سوائے اس کے چاہنے کے نہیں مل سکتا۔

فائدہ: مخدوم ابرار احمد خان گیلانی مدظلہ العالی نے کیا خوب لکھا ہے کہ

عشق الٰہی کا پریم اور جذب اپنے لگانے سے نہیں ہوتا اگر چہ سب کا دل چاہتا ہے یہ عشق خدا کا پیالہ ہے جس کو چاہے دیوے ہاں اگر اس کا کوئی مشتاق ہو تو مرفوع الاجازت شیخ کے برزخ کا پرو ہو کر اس صراطِ مستقیم کی تلقین حاصل کرے امید قوی ہے کہ عشق الٰہی اس کو حاصل ہوگا اور درجہ فنا سے گذر کر درجہ بقا باللہ تک پہنچ جائے گا۔ (دیوان فرید ص ۴۴)

ہے مسبب سے تجھے غفلت مگر — اس سے رکھتا ہے سبب پر تو نظر
جب سبب سیکھا مسبب کو نہ بھول — ہے سبب کو حکم حق اصل الاصول

-----☆☆☆-----

فریدا جن لوئن جگ موہیا، سے لوئن میں ڈٹھ — کجل ریکھ نہ سہندیاں، سے پنکھی سوئے بھٹھ

حل لغات:

★ فریدا: اے فریدا! ★ جن: جنہوں نے۔ ★ لوئن: (لو بمعنی روشنی ہے) مراد آنکھیں۔ ★ جگ: جہان، دنیا، دنیا جہان۔ ★ موہیا: ٹھگ لیا۔ ★ جگ موہیا: دنیا فریفتہ کی، دنیا عاشق بنالی۔ دنیا گرویدہ کرلی: سب کو اپنی طرف کھینچ کر گرویدہ و عاشق بنالیا۔ ★ سے: وہی، انہوں نے انہیں۔ ★ میں ڈٹھ: میں نے دیکھا۔ ★ کجل: سرمہ، کاجل۔ ★ ریکھ: دھار، ڈوری، لکیر ★ نہ سہندیاں: برداشت نہیں کرسکتی ہیں۔ ★ پنکھی: پرندے۔ ★ سوئے: سوتے یا انڈوں یا پھر انڈوں سے بچے نکالے۔ ★ بھٹھ: بمعنی وِٹھ، پرندوں کی غلاظت بیٹھ، گوبر۔

جن آنکھوں نے ساری دنیا کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا انہیں میں نے خوب دیکھا ہے جن نینوں میں کاجل کی لکیر کا بوجھ بھی ان کی نزاکت کی وجہ سے نہ ٹھہر سکتا تھا۔ انہیں نینوں کے حلقوں میں پرندے انڈے دیئے اور بچے نکالے بیٹھے ہیں۔

مطلب:

اے فرید! وہ نین جنہوں نے سارے جہان کو اپنی خوبصورتی کا نشانہ بنا کر فریفتہ کرلیا۔ اپنا گرویدہ ایسا کیا کہ محب کا کھانا پینا حرام کردیا۔ میں نے وہی نین (خوبصورت آنکھیں) دیکھے ہیں جب ان پہ موت وارد ہوئی تو پھر ان پہ ایک ایسا وقت بھی آیا ہوا میں نے دیکھا ہے وہی آنکھیں جن کی مستی، ناز اور اشاروں پہ دنیا ناچتی تھی۔ لوگ ان کے ایک ایک اشارے پہ اپنا سب کچھ وار دیا کرتے تھے۔ ان کی نزاکت کا یہ عالم ہوا کرتا تھا کہ وہ اپنی نزاکت کے باعث کاجل کی دھاری بھی برداشت نہ کرسکتی تھیں۔ ان پہ ایک ایسا بھی وقت آیا کہ جب ایسے نینوں والے اس جہان فانی سے رخصت ہوئے تو ان کی وہی خوبصورت آنکھیں عبرت کا نشان بن گئیں ان کی آنکھوں کے خانوں میں پرندوں نے اپنی رہائش کرلی وہاں غلاظت پھینکنے لگے وہی خوبصورت آنکھیں عبرت کا نشان بن گئیں۔

marfat.com
Marfat.com

درس عبرت:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے عبرت حاصل کرنے کا سبق دیا ہے گویا آپ بیان فرماتے ہیں کہ جو آج ہمیں خوبصورتی کے اعلیٰ نمونے نظر آ رہے ہیں جب ان پہ زوال آنا ہے تو ان کی پہچان مشکل ہو جائے گی۔ مثلاً

حکایت:

ایک دفعہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہر کے بازار میں چلے جاتے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لونڈی اپنی مالکہ بیوی جو کہ طوائف تھی کو سرمہ کی سلائی بھر بھر کر دیتی ہے۔ جب سرمہ کی سلائی اس طوائف نے اپنی آنکھ میں ڈالی۔ سرمہ چونکہ قدرے موٹا تھا اس لیئے آنکھ میں کھجلاہٹ پیدا کرنے لگا۔ آنکھ میں تکلیف ہونے لگی تو اس طوائف نے لونڈی کو چند چابک مارے اور گالیاں بکنے لگی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ یہ ماجرا دیکھ کر چلے گئے چند دن بعد پھر اسی ملک میں تشریف لائے تو کیا دیکھا کہ طوائف کا جسم کرنگ ہو کر قلعہ شاہی کی خندق میں پڑا ہے کیونکہ بادشاہ طوائف پر خفا ہو گیا اور مروا دیا۔ اس طوائف کی آنکھ کے خول میں جانوروں نے انڈے دے رکھے تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھا زبان مبارک سے یہ شلوک فرمایا جو داخل عبرت ہے اس واسطے کہ جس آنکھ میں سرمہ کی سلائی کھجلانے سے درد ہوتا تھا اب اس میں انڈے ہیں۔

(دیوان فرید ص ۴۶)

فائدہ: اب دیکھیئے وہی نین کہ جن میں قدرے موٹا سرمہ ڈالا گیا کہ جس سے درد ہوا۔ جس کے نتیجے کے طور پر لونڈی کو سزا دی گئی ان نینوں کا انجام کیا ہوا۔ کہ وہی نینوں والی طوائف قتل کر دی گئی اور اس کی لاش کو خندق میں پھینک دیا گیا۔ وہ لاش سوکھ کر کرنگ ہو گئی۔ کھوپڑی اور آنکھوں میں پرندوں نے اپنا گھونسلا بنا لیا۔ جہاں پرندوں کی غلاظت یعنی بیٹھ بھی ڈالی جاتی مگر یہ اب کچھ کرنے سے قاصر ہو گئی۔ اب وہ اپنی کھوپڑی اور آنکھوں سے پرندوں کو بھی نہیں اڑا سکتی۔ کیونکہ وہ موت سے ہمکنار ہو چکی ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت کی وادی سے گزر چکی ہے۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے انسان ہزاروں عبرت کے نشانات دیکھتا ہے مگر عبرت حاصل نہیں کرتا حالانکہ عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

کتا:

بعض کتنے اپنی زندگی میں کسی کو قریب نہیں آنے دیتے ان کی دہشت لوگوں پہ طاری ہوتی ہے۔ مگر جب مر جاتے ہیں انہیں دور پھینک دیا جاتا ہے اس کی ہڈی ہڈی ہو جاتی ہے عبرت کا نشان پیش کر رہی ہوتی ہے۔ کتنے خوبصورت جانور اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پھر کچھ عرصہ بعد ان کی ہڈیاں عبرت کے نشان بھی ہم نے دیکھے اسی طرح کتنے بڑے بڑے جابر ظالم ڈاکو قسم کے لوگ، بادشاہ، امیر، وزیر، مشیران کی زندگیوں کا مطالعہ کیجئے کیسی کیسی عبرت کا نشان بنتی نظر آتی ہیں۔

فائدہ: ڈاکٹر ظہور احمد اظہر اسی شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ کھوپڑی میں آنکھوں کے خانوں میں پرندوں کی رہائش اور غلاظت بہت بڑی عبرت ہے۔ (معارف فریدیہ ص ۹۱)

marfat.com
Marfat.com

فریدا کوکیندیاں، چانگنیدیاں، متّیں دیندیاں نت　　　　جو شیطان ونجایا، سے کِت پھریں چت

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید! ★ کوکیندیاں فریاد کرتے ہوئے، فریادی ہوکر ★ چانگیندیاں اچانگن مصدر سے فعل حال جاری یعنی آہ وزاری کرتے ہوئے، چیختے اور چلاتے ہوئے، شور کرتے ہوئے۔ ★ متّیں: نصیحتیں۔ ★ دیندیاں: دیتے ہوئے۔ ★ نت: ہر روز، ہمہ وقت، ہر وقت، ہمیشہ۔ ★ ونجایا: برباد کیا، خراب کیا، ضائع کیا۔ ★ سے: وہ، ایسا۔ ★ کِت: کیسے۔ ★ چت: دل، توجہ، دھیان، خیال، دل، وغیرہ۔

گمراہوں کو چیخ چیخ کر، پکار پکار کر، سمجھا سمجھا کر سمجھانے والے تھک گئے مگر گمراہ کچھ سمجھنے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ کیونکہ جنہیں شیطان نے گمراہ کیا ہے۔ اس کا دل کب راہِ راست کی طرف آتا ہے۔

مطلب:

اے فرید! جو شخص اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوجاتا ہے اس پہ شیطان مسلط ہوجاتا ہے وہ شیطان کی غلامی کے باعث حقیقت سمجھنے کی طرف رغبت ہی نہیں کرتا اس لیئے فریاد کرکر کے چیختے ہوئے ہمہ وقت روزانہ اسے نصیحت کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا جسے شیطان نے راہِ حق سے بھٹکا دیا ہے اور وہ اس حال کو پہنچ گیا کہ اس کا دل سیاہ ہوگیا۔ اب اسے حقیقت حال سمجھنا نہایت دشوار ہوگیا ہے۔ اب وہ اپنے دل کو شیطانی جال سے کیسے موڑے۔ اب اس کا رجوع الی اللہ مشکل ہوگیا۔

شرح:

پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب نے اس شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اے فرید! ہم گمراہ ہوجانے والے کو چیخ چیخ کر اور بہ آوازِ بلند پکار پکار کر سمجھاتے اور عقل کی بات بتا کر خبردار کرتے رہے لیکن جسے شیطان یعنی اس کے نفس امارہ نے ہی گمراہ کررکھا ہو اس کے دل کو نفسانی خواہشات سے پھیر کر راہِ راست پر کیسے لایا جائے انہیں تو ان کے نفس کا شیطان سیدھے راستے پر آنے ہی نہیں دیتا۔ (کلام بابا فرید گنج شکر ص ۳۲)

شیطان:

شیطان انسان کا شروع سے ہی دشمن ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے شیطان نے دشمنی کمائی۔ حالانکہ شیطان نے اپنے طور پر دشمنی کی مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت مبارک ہی یہی تھی کہ آدم کو خلافت سے نوازا جائے گا۔ شیطان کی سیدنا آدم علیہ السلام سے دشمنی خود اس کے لیے ہی نقصان میں اضافے کا سبب بنی۔

شیطان کی پیدائش:

غلام نبی بن عنایت اللہ نے قصص الانبیاء کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے قصص الانبیاء میں ہے کہ:

حق سبحانہ تعالیٰ نے دو صورتیں دوزخ کے اندر پیدا کیں۔ ایک صورت شیر کی دوسری بھیڑیے کی یہ دونوں صورتیں قدرت الٰہی سے دوزخ سجین میں جا کر باہم جفت ہوئیں اس سے یہ عزازیل پیدا ہوا۔ (قصص الانبیاء ص ۲۵)

marfat.com
Marfat.com

عزازیل نے کتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی:

شیطان نے وہاں ہزار سال تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا پھر اس کے بعد ہر طبقہ زمین پر ہزار سال عبادت کر کے زمین و دنیا پر آیا حق سبحانہ تعالیٰ نے اس کو دو بازو زبرجد سبز کے عنایت کیے تب وہاں سے اڑ کر آسمان اول پر آ گیا وہاں ہزار برس تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا تب اس کا نام خاشع ہوا۔ وہاں سے دوسرے آسمان پر گیا ہزار سال خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا وہاں کے رہنے والوں نے اس کا نام عابد رکھا۔ پھر تیسرے آسمان پر جا کر ایک ہزار سال تک رب العالمین کی عبادت کی وہاں اس کا نام ولی رکھا گیا پھر پانچویں آسمان پر بھی ایک ہزار سال تک عبادت کی وہاں اس کا نام عزازیل رکھا گیا۔ اس کے بعد چھٹے پر جا پہنچا وہاں بھی ایک ہزار سال تک عبادت کی اس کے بعد ساتویں آسمان پر جا پہنچا وہاں بھی ایک ہزار سال تک رب العالمین کو سجدہ کیا۔ حاصل کلام یہ کہ ایک کف دست کے برابر جگہ زمین و آسمان میں باقی نہ رہی جہاں اس نے اپنا سر نہ جھکایا ہو۔

بعدہ عرش معلّٰی پر جا کر چھ ہزار برس حق تعالیٰ کی پرستش کر کے ایک مقام پر سجدے سے سر اٹھا کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی خدایا مجھے لوح محفوظ پر اپنے فضل و کرم سے اٹھا لے تاکہ میں تیری قدرت دیکھوں اور تیری عبادت زیادہ کروں جناب باری تعالیٰ سے اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسے اٹھا لے۔ جب وہ لوح محفوظ پر گیا نظر اس کی نوشتے پر پہنچی اس میں لکھا تھا کہ بندہ خدا چھ لاکھ برس تک اپنے خالق کی عبادت کرے اور ایک سجدہ خدا کا نہ کرے تو خدا تعالیٰ اس کی چھ لاکھ برس کی عبادت کو مٹا کر سب مخلوقات میں اس کا نام ابلیس مردود محروم رکھے گا۔ عزازیل اس کو پڑھ کر رو ہیں چھ لاکھ برس تک کھڑے ہو کر رویا جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی عزازیل جو بندہ میری اطاعت نہ کرے اور میرا حکم بجا نہ لائے سزا اس کی کیا ہے عزازیل نے کہا خداوند جو شخص حکم اپنے خالق کا نہ مانے اس کی سزا لعنت ہے۔ فرمایا اے عزازیل تو اس کو لکھ رکھ اور عبداللہ بن عباس نے روایت کی ہے کہ عزازیل کے مردود ہونے سے بارہ ہزار برس پہلے یہ امر واقع ہوا تھا حاصل یہ کہ عزازیل نے کہا لعنة اللّٰه علي ما اطاع اللّٰه۔ ترجمہ: لعنت خدا کی اس پر جو اطاعت نہ کرے اللہ تعالیٰ کی تب حکم ہوا کہ عزازیل بہشت میں کئی ہزار سال خزانچی بہشت کا رہا اور ایک دن اس جہان کا اس جہان کے ہزار سال کے برابر ہے پس بہشت میں ایک منبر نور کا رکھوا کر ہزار برس تک درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کرتا رہا۔ جبرائیل، میکائیل و عزرائیل اور اسرافیل اور جمیع ملائک اس منبر کے نیچے بیٹھ کر وعظ سنا کرتے تھے ایک روز فرشتے آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اگر ہم لوگوں سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو عزازیل کو شفیع کریں گے تاکہ خداوند کریم ہمارا گناہ معاف کرے اتفاقیہ ایک روز فرشتوں کی نظر اس نوشتے پر جو لوح محفوظ پر لکھا تھا جا پڑی۔ اسے دیکھ کر سب رونے اور سر پیٹنے لگے تب وہ کہنے لگا کہ آج تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو روتے بھی ہو اور اپنے سر کو پیٹتے بھی ہو۔ انہوں نے کہا کہ لوح محفوظ پر لکھا ہے کہ ہم میں سے ایک شخص معزول و مردود ہو گا۔ اس بات کو سن کر عزازیل کہنے لگا میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نصیب کرے سب اس کی بات کو سن کر خاموش ہو گئے اور ایک دن عزازیل نے جناب احدیت میں عرض کی کہ یا الٰہی جنوں نے پردہ زمین پر آپس میں کشت و خون و فساد برپا کر رکھا ہے مجھے ان پر سپہ سالار بنا کر بھیج دے تاکہ میں وہاں جا کر سب کو مار ڈالوں جناب احدیت نے قبول فرمایا۔ اے عزازیل تو چار ہزار فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر زمین پر جا کسی کو قتل اور کسی کو کوہ قاف میں ڈال کر روئے زمین کو مفسدوں سے پاک کر۔ (قصص الانبیاء۔ ص ۲۷۔۲۶)

marfat.com
Marfat.com

ابلیس و شیطان:

مردود ہونے سے پہلے اس کا نام عزازیل تھا مگر پھر اس کا نام ابلیس و شیطان منکر ہو گیا۔ ابلیس بلس سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ناامید یا مکار چونکہ شیطان بھی رحمتِ الٰہی سے ناامید ہو چکا اور اس نے مکر و فریب کو اپنا پیشہ بنا لیا اس لیئے اسے ابلیس کہا جانے لگا۔

لفظ شیطان شَطْنٌ سے بنا ہے شَطْنٌ کے معنی ہیں دور ہونا چونکہ یہ بھی ہر رحمت سے دور ہے اسی لیئے اس کو شیطان کہا جاتا ہے لہٰذا یہ بروزن فیعال اور اس کا نون اصلی ہے یا شَیْطٌ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں باطل اور جھوٹا ہونا۔ اس صورت میں اس کے الف اور نون زیادہ ہوں گے اب ہر مکار فریبی کو بھی شیطان یا ابلیس کہا جانے لگا قرآن کریم فرماتا ہے وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ (تفسیر نعیمی جلد اول ص ۳۱۰)

فائدہ: آج کل بعض مغربیت سے مانوس ذہنیت رکھنے والے اور نیچری عقیدے میں مستغرق لوگ جنت، دوزخ، قیامت، حشر وغیرہ کا انکار کرتے ہیں۔ اور قرآن مجید کو اپنی رائے کے مطابق ڈھالنے کے لیے تحریفیں کرتے ہیں شیطان سے مراد انسان کی بری صفات مراد لیتے ہیں حالانکہ ان کا یہ قول اہل اسلام، عیسائیوں اور یہودیوں وغیرہ کے بھی خلاف ہے۔

شیطان کی خرابیوں کے تین خاص اوقات:

مفسرین فرماتے ہیں کہ جب فرشتے سجدے میں گرے تو شیطان آدم علیہ السلام کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا اسی وقت سے اس کی صورت مسخ کردی اور وہ نکال دیا گیا۔

تفسیر عزیزی میں اس جگہ ہے کہ ایک بار شیطان نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ تو اللہ کی بارگاہ میں بڑے مقبول ہیں میری شفاعت فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی حکم الٰہی ہوا کہ آپ کی شفاعت قبول اور شیطان کی توبہ منظور مگر شرط وہی پہلی ہے کہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے موسیٰ علیہ السلام نے شیطان کو خبر دی۔ اس نے جواب دیا کہ جب میں نے زندہ آدم کو سجدہ نہ کیا تو مردے کو کیا سجدہ کروں مگر اے موسیٰ تمہاری شفاعت کا مجھ پر احسان ہے اس لیئے میں آپ کو ایک فائدے کی بات بتاتا ہوں کہ میں تین وقتوں میں آدمی کو بہت خراب کرتا ہوں۔

- ایک غصے کی حالت میں کہ اس وقت میں بجائے خون کے اس کے جسم میں دوڑتا ہوں اور جو چاہتا ہوں اس سے کرا لیتا ہوں۔
- دوسرا جہاد کی حالت میں کہ غازی کو بار بار یاد دلا کر روکتا ہوں۔
- تیسرے غیر عورت کے ساتھ خلوت کی حالت میں کہ زنا کرا دیتا ہوں۔

تفسیر روح البیان نے اس جگہ فرمایا کہ حق تعالیٰ شیطان کو ایک لاکھ برس جہنم میں رکھ کر وہاں سے نکالے گا اور فرمائے گا کہ تو اب بھی حضرت آدم کو سجدہ کر لے وہ انکار کرے گا اور دوزخ میں وہ واپس کر دیا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی جلد اول ص ۳۱۲۔۳۱۱)

شیطان منکر ہوا اور غرور کیا:

﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ ق

marfat.com
Marfat.com

وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ○ (البقرہ۔آیت نمبر ۳۴)

اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔

☆ شیطان سے جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تجھے سجدہ سے کس چیز نے منع کیا؟ یا تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا تو شیطان نے جواب دیا۔ سوال معہ جواب دونوں ہی ملاحظہ فرمایئے۔

﴿ قَالَ مَا مَنَعَکَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ ط قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ج خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ○ ﴾

فرمایا: کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔

﴿قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا یَکُوْنُ لَکَ اَنْ تَتَکَبَّرَ فِیْهَا فَاخْرُجْ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ○ ﴾

فرمایا: تو یہاں سے اتر جا۔ تجھے نہیں پہنچتا کہ تو یہاں رہ کر غرور کرے نکل تو ہے ذلت والوں میں۔

﴿قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ○ ﴾

بولا مجھے فرصت دے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں۔

﴿قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ○﴾

فرمایا تجھے مہلت ہے۔

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَ قْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ ﴾

بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔ میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا۔

﴿ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ط وَلَا تَجِدُ اَکْثَرَهُمْ شٰکِرِیْنَ ○ ﴾

پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے داہنے اور ان کے بائیں سے اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

﴿قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُ وْ مًا مَّدْحُوْرًا ط ﴾

فرمایا یہاں سے نکل جا! رد کیا گیا راندہ ہوا۔

marfat.com
Marfat.com

﴿ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَ مْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ ﴾

ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں تم سب سے جہنم بھر دوں گا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

(سورۃ الاعراف آیات ۱۲ تا ۱۸ پ ۸)

فائدہ: اس کی مراد یہ تھی کہ آگ مٹی سے افضل و اعلیٰ ہے تو جس کی اصل آگ ہوگی وہ اس سے افضل ہوگا جس کی اصل مٹی ہو اور اس خبیث کا یہ خیال غلط و باطل ہے کیونکہ افضل وہ ہے جسے مالک و مولا فضیلت دے۔ فضیلت کا مدار اصل و جوہر پر نہیں بلکہ مالک کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہے۔ اور آگ کا مٹی سے افضل ہونا یہ بھی! صحیح نہیں کیونکہ آگ میں طیش و تیزی اور ترفع ہے یہ سب استکبار کا ہوتا ہے اور مٹی سے وقار حلم و حیا و صبر حاصل ہوتے ہیں۔ مٹی سے ملک آباد ہوتے ہیں آگ سے ہلاک، مٹی امانتدار ہے جو چیز اس میں رکھی جائے اس کو محفوظ رکھے اور بڑھائے آگ فنا کر دیتی ہے باوجود اس کے لطف یہ ہے کہ مٹی آگ کو بجھا دیتی ہے اور آگ مٹی کو فنا نہیں کر سکتی علاوہ بریں حماقت و شقاوت ابلیس کی یہ کہ اس نے نص کے موجود ہوتے ہوئے اس کے مقابل قیاس کیا اور جو قیاس کہ نص کے خلاف ہو وہ ضرور مردود ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

شیطان کو جنت سے نکل جانے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جنت سے نکل جانے کا حکم دیا۔

﴿ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُ وْمًا مَّدْحُوْرًا ط ﴾

فرمایا: یہاں سے نکل جا رد کیا گیا راندہ ہوا۔

﴿ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَ مْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ ﴾

ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں تم سب سے جہنم بھر دوں گا۔

حضرت آدمؑ کو جنت میں رہنے کی اجازت:

شیطان کو جنت سے نکل جانے کا حکم دینے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رہنے کی اجازت عطا فرمائی۔

﴿وَ يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ ﴾

اور اے آدم تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہو تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے۔

شیطان کا داؤ:

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا ﴾

پھر شیطان نے ان کے جی میں خطرہ ڈالا کہ ان پر کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان سے چھپی تھیں۔

marfat.com
Marfat.com

﴿وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝﴾

بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے والے۔

﴿وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ۙ﴾

اور ان سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔

﴿فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ﴾

تو اتار لایا انہیں فریب سے۔

﴿فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ﴾

پھر جب انہوں نے پیڑ چکھا ان پر ان کی شرم کی چیزیں کھل گئیں اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے۔

﴿وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝﴾

اور انہیں ان کے رب نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اس پیڑ سے منع نہ کیا اور نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾

دونوں نے عرض کی اے رب ہمارے! ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔

﴿قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝﴾

فرمایا: اترو۔ تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا ہے اور برتنا ہے۔

﴿قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴾

فرمایا اسی میں جیو گے اور اسی میں مروگے اور اسی میں اٹھائے جاؤ گے۔

marfat.com
Marfat.com

بنی آدم کے لیے خصوصی نصیحت:

﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِیْشًا ؕ﴾

اے آدم کی اولاد بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو۔

﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَیْرٌ ؕ﴾

اور پرہیز گاری کا لباس وہ سب سے بھلا۔

﴿ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ۝﴾

یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔

﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝﴾ (پ۸ سورۃ الاعراف ۲۶ تا ۲۷)

اے آدم کی اولاد (خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکالا اتروا دیے ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انہیں نظر پڑیں بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں۔ کہ تم انہیں نہیں دیکھتے بے شک ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے جنوں کو ایسا ادراک دیا ہے کہ وہ انسانوں کو دیکھتے ہیں اور انسانوں کو ایسا ادراک نہیں ملا کہ وہ جنوں کو دیکھ سکیں حدیث شریف میں ہے شیطان انسان کے جسم میں خون کی راہوں میں پیر جاتا ہے حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر شیطان ایسا ہے کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو تم ایسے سے مدد چاہو جو اس کو دیکھتا ہے اور وہ اسے نہ دیکھ سکے یعنی اللہ کریم ستار رحیم غفار سے مدد چاہو۔ (تفسیر خزائن العرفان)

فائدہ: پس واضح ہوا کہ شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے یہ بڑا مکار، دغاباز، اور نظر نہ آنے والا دشمن ہے وہ تو ہمیں دیکھتا ہے مگر ہم اسے دیکھنے سے قاصر ہیں۔ ایسے دشمن سے مقابلہ بڑا مشکل ہوتا ہے مگر ہمیں اس کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ شیطان تو رہا شیطان نفس امارہ اس سے بھی خطرناک ہے۔ اللہ والے، انبیاء کرام اولیاء کرام اور علمائے ربانین ہمیشہ سمجھاتے رہے سمجھاتے رہتے ہیں اور انشاء اللہ سمجھاتے رہیں گے مگر جن کو شیطان نے گمراہ کیا ہے جو شیطان کے پیروکار بنے وہ آسانی سے راہِ راست پہ نہیں آسکتے۔

marfat.com
Marfat.com

فائدہ: ہمیں اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرنی چاہیے مگر افسوس کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تابعداری کی بجائے شیطان اور نفس امارہ کے غلام بنتے جا رہے ہیں، حالانکہ ہمیں شیطان اور نفس امارہ کی تابعداری نہیں کرنی چاہیے۔

غوث اعظم کا فرمان ذیشان:

محبوب سبحانی، غوث الصمدانی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

افسوس ہے کہ بندہ خدا ہونے کا دعویٰ اور غیر کی تابعداری۔ اگر تم اس کے سچے بندے ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے دوستی اور دشمنی رکھو۔

پکا مسلمان اپنے نفس اور شیطان اور خواہش کی پیروی نہیں کرتا۔ شیطان کو پہچانتا بھی نہیں کہ اس کی تابعداری کرے۔ دنیا کی پرواہ نہیں کرتا۔ کہ اس کے سامنے ذلیل ہو بلکہ اس کو ناکاری سمجھتا ہے۔ آخرت کی طلب کرتا ہے اس کے حصول کے بعد اسے بھی ترک کر کے اپنے مالک جل شانہٗ سے جاملتا ہے ہر وقت اس کی عبادت اسی کے حصول کے واسطے کرتا ہے اللہ جل شانہٗ کا کلام سنتا ہے:

﴿ اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ ﴾

(اس کو تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی عبادت خاص دیندار ہر ایک چیز سے بے رُخ ہو کر کریں)

خلقت میں سے کسی کو بھی اُس کا شریک نہ بناؤ حق جل شانہٗ کو ایک جان اس نے سب چیزیں پیدا کیں اور اسی کے دست قدرت میں سب چیزیں ہیں۔ (فتح الربانی وعظ محبوب سبحانی ص ۷۔۶ پہلی مجلس)

-----☆☆☆-----

فریدا تھیؤ پُواہی دبھ، جے سائیں لوڑیں سبھ ۔۔۔ اِک چھجے، بیا لتاڑیئے، تاں سائیں دے درواڑیئے

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید! ★ تھیؤ ہونا۔ لفظ (تھینا یا تھیون سرائیکی زبان میں ہونا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، ہو جا، جدید پوٹھوہاری زبان میں بھی یہ لفظ پایا جاتا ہے تھینا سے امر کا صیغہ ہے، یعنی ہو جا۔ ★ پُواہی: رستہ کی۔ ★ دبھ: گھاس کی ایک قسم، یہ بڑی سخت جان گھاس ہوتی ہے، اور اس کی جڑ بڑی لمبی ہوتی، بڑی مشکل سے ختم ہوتی ہے۔ ★ جے: اگر۔ ★ سائیں: آقا، مالک، خدا وغیرہ۔ ★ لوڑیں: لوڑن مصدر سے، بمعنی ضرورت، اگر تجھے ضرورت ہو۔ ★ سبھ: سب مکمل، سارا کچھ۔ ★ اِک: ایک۔ ★ چھجے: نرم پڑ جائے، تفصیل گزر چکی ہے۔ ★ بیا: دوسرا، علاوہ کوئی اور۔ ★ لتاڑیئے: لتاڑن مصدر سے لتاڑنا، پیروں تلے روندنا، پیر رکھ کر گزرنا۔ ★ تاں: پھر۔ ★ سائیں: آقا، مالک خدا وغیرہ۔ ★ دے: کے۔ ★ در: دروازے، دروازہ، آستانہ عالیہ، ٹھکانہ، گھر کا دروازہ۔ ★ واڑیئے: واڑنا مصدر سے یعنی داخل کیجئے، لے جائیں، لے جایئے۔ ★ تھیؤ: (تھینا یا تھیون: ہونا) ہو جا، جدید پوٹھوہاری اور لہندا میں امر کا صیغہ "تھی" اور جمع "تھیو" (یعنی ہو جاتا) ہے (معارف فریدیہ ص ۹۳) اسی طرح سرائیکی زبان میں بھی اس کا یہی معنی ہے۔

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر [illegible] فرمایا [illegible] معرفت اور اس خالق حقیقی تک رسائی کا

marfat.com
Marfat.com

طالب ہے تو پھر راستے کی گھاس دبھ کی طرح ہو جا کیونکہ جب دبھ نرم ہو جاتی ہے۔ ڈھیلی ہو کر پھیل جاتی ہے۔ دوسرے جب وہ پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے۔ تو پھر رب کائنات کے آستانہ عالیہ یعنی مسجد مبارک میں لے جانے کے لائق ہو جاتی ہے۔ یعنی جب تک اس میں تیزی اور سختی رہتی ہے۔ یہ مقام حاصل نہیں کر سکتی جب اس میں تو اضع اور نرمی آجاتی ہے تب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز کر اس کے گھر تک اس کی رسائی ہوتی ہے یہی حال انسان کا بھی ہے۔

اس شعر میں تین چیزوں کو خصوصیت سے بیان کیا گیا ہے۔

★ جب تک دبھ میں سختی رہتی ہے تب تک وہ مسجد میں بچھانے کے لائق نہیں رہتی گویا بابا فرید الدین مسعود اس شعر میں سختی کی مذمت بیان فرمائی ہے کہ انسان کو سختی ختم کر دینی چاہیے۔ اگر سختی ختم کرے گا تو اسے کوئی مقام حاصل ہو گا ورنہ سوائے آگ کے جلانے کے یا ڈنگروں کے کھلانے کے کسی کام کی نہیں۔ یعنی جب تک سخت رہتی ہے اس پہ بھی سختی ہی کی جاتی ہے اسے عذاب ہی سہنے پڑتے ہیں۔

★ جب دبھ سے سختی ختم ہو جاتی ہے نرماہٹ پیدا ہو جاتی ہے تو پھر یہی دبھ۔ اللہ تعالیٰ کے رحمتوں والے گھروں مساجد میں بچھانے کے لائق ہو جاتی ہے پھر ایسی حالت میں اکثر لوگ اسے مساجد میں یا قرآن مجید پڑھانے کے مقامات پہ بچھاتے ہیں یعنی ایسی نرم دبھ کو اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی انعامات سے نوازتے ہوئے اسے اپنے قرب والے مقام مساجد تک پہنچنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ جہاں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ گویا ان انعامات اور رحمتوں کا سبب سختی چھوڑ کر نرمی پیدا کرنا ہوئی۔

★ چوتھا فائدہ یہ بھی حاصل ہوا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے نوازنا چاہتا ہے انہیں اپنے مقرب مقامات اور رحمتوں والے مقامات پہ پہنچنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب والے مقامات کون سے ہیں؟ مساجد، قرآن مجید پڑھنے کے مقامات، بزرگانِ دین یعنی انبیائے کرام اور اولیائے کرام کے مزارات، علمائے کرام کا قرب صحبت صالحین، اچھے دوست وغیرہ۔

اچھے دوست اور اچھی صحبت کا فائدہ:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو جب کسی کی بہتری منظور ہوتی ہے تو (بطور نعمت) اسے دوست عطا فرماتا ہے تاکہ اگر وہ شخص کبھی یاد الٰہی سے غافل ہو جائے تو وہ (دوست) اسے یاد دلایا کرے اور اگر وہ خود ہی اللہ کو ہمیشہ یاد رکھنے والا ہو تو بھی وہ دوست اس کی مزید مدد کرتا رہے۔ (کیمیائے سعادت ۳۹۳)

★ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو مومنوں کا آپس میں مل بیٹھنا کبھی فائدے سے خالی نہیں ہوتا۔

★ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب کسی کو کہیں سایہ میسر نہ ہو گا تو سات (قسم کے) آدمی اللہ تعالیٰ (کی رحمت) کے سائے میں محفوظ و مامون ہوں گے۔

(i) امام عادل۔ (ii) جوانی میں عبادت کرنے والا۔

(iii) وہ جو مسجد سے باہر نکلنے کے با[illegible] خیال میں رہے۔

marfat.com
Marfat.com

(iv) وہ دو اشخاص جنہوں نے حق تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے دوستی پیدا کی اور جن کا آپس میں ملنا اور ایک دوسرے سے جدا ہونا اسی کے لیے ہوتا ہے۔

☆ وہ شخص جس کی خلوتیں بھی یادِ باری تعالیٰ سے آباد ہوں اور اس حالت میں بھی اس کی آنکھیں پرنم رہتی ہوں۔

☆ وہ مرد جسے کوئی حسین عورت دوشیزہ اپنی طرف بلائے اور وہ یہ کہہ کر انکار کردے کہ میں خوف خدا سے ڈرتا ہوں۔

☆ وہ شخص جو دائیں ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہو۔ (نسخہ کیمیاء ترجمہ کیمیائے سعادت ص ۳۹۴)

حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا کے لیے اپنے بھائی کی زیارت کو جاتا ہے۔ اس کے پیچھے پیچھے اللہ کا ایک فرشتہ منادی کرتا جاتا ہے کہ اے (اللہ تعالیٰ کے دوست) تجھے مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بہشت عطا کر دی۔

حکایت:

ایک شخص اپنے دوست کی ملاقات کو جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک فرشتہ اسے راستے میں ملا اور اس شخص سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ بولا فلاں بھائی کی زیارت کے لیے جا رہا ہوں فرشتے نے کہا: کیا کسی ضرورت کے تحت وہاں جاتے ہو؟

اس نے کہا: نہیں کوئی حاجت وغیرہ نہیں (صرف از راہ محبت اس کے دیدار کو جاتا ہوں)

فرشتے نے پوچھا: کیا وہ (رشتہ میں) تمہارا کوئی قریبی ہے؟

اس نے کہا نہیں ایسا بھی نہیں ہے۔

فرشتے نے کہا: پھر آخر کس غرض سے وہاں جا رہے ہو؟

اس نے جواب دیا: (میری اور اس کی دوستی حق تعالیٰ کے لیے ہے اس لیے) حق تعالیٰ کے لیے وہاں جاتا ہوں اور حق تعالیٰ کے لیے ہی دوست بھی رکھتا ہوں تب وہ فرشتہ بولا: سنو! مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے پاس یہ خوشخبری دے کر بھیجا ہے کہ "ہم نے تجھے اپنا دوست بنالیا ہے اس لیئے کہ تو نے فلاں شخص کو ہمارے لئے اپنا دوست بنا رکھا ہے اور ہم نے اپنے اوپر (اپنے فضل و کرم سے) واجب کر لیا ہے کہ تجھے بہشت میں بھیجا جائے۔ (نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت ص ۳۹۴)

کیسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے:

لوگوں نے ایک مرتبہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے پوچھا یا روح اللہ! ہمیں کیسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا چاہئے؟ فرمایا (ان لوگوں کی صحبت میں) جن کا دیدار تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے، جن کی گفتار سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جن کا کردار تمہیں آخرت کی طرف راغب کر سکے۔ (کیمیائے سعادت ۳۹۵)

صالحین کی صحبت اور خدمت کی فضیلت:

﴿عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِي

marfat.com
Marfat.com

اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُکَ شَرْبَۃً وَقَالَ بَعْضُھُمْ اَنَا الَّذِیْ وَھَبْتُ لَکَ وَضُوْءً فَیَشْفَعُ لَہٗ فَیُدْخِلُہُ الْجَنَّۃَ ﴾ (رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ شریف، باب الحوض والشفاعۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنمی لوگ ایک قطار میں کھڑے کیئے جائیں گے تو ایک جنتی آدمی کا ان لوگوں کے پاس سے گزر ہوگا تو جہنمیوں میں سے ایک آدمی اسے کہے گا اے فلاں! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں وہی ہوں کہ آپ کو شربت پلایا تھا اور کوئی جہنمی کہے گا کہ میں وہی ہوں کہ آپ کو وضو کا پانی دیا تھا تو وہ جنتی اس جہنمی کی شفاعت کرے گا اور اس کو جنت میں داخل کردے گا۔

فائدہ: اس حدیث مبارکہ میں صالحین کی خدمت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صالحین یعنی علمائے ملت و مشائخ کے ساتھ عقیدت و محبت اور ان حضرات کی مخلصانہ خدمت دونوں جہان میں خیر و برکت کا باعث اور قیامت کے لیے بہترین سامانِ آخرت ہے آپ نے حدیث میں پڑھ لیا ہے کہ ایک گھونٹ پانی پلانے والے اور وضو کے لیے پانی دینے والے آدمی کو صالحین کی اتنی سی خدمت کی بنا پر ایک نیک بندے کی شفاعت سے جنت مل گئی اور جہنم سے ہمیشہ کے لیے رہائی حاصل ہوگئی۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

شنیدم کہ در روزِ اُمید وبیم بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

یعنی میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن خداوند کریم بہت گنہگاروں کو نیکوں کی وجہ سے بخش دے گا۔

(بہشت کی کنجیاں ص ۲۰۰۔۱۹۹

فائدہ: خدمت ہوتی ہے صحبت کے باعث۔ نیک صحبت کا اثر دنیا و آخرت میں نہایت مفید ہے اللہ تعالیٰ اللہ والوں کی صحبت سے دنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

اولیاء اللہ کی صحبت میں گزارا ہوا ایک لمحہ سو سالہ بے ریا کی ہوئی حق تعالیٰ کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَایَزَالُ الرَّجُلُ یَذْھَبُ بِنَفْسِہٖ حَتّٰی یُکْتَبَ فِی الْجَبَّارِیْنَ فَیُصِیْبُہٗ مَا اَصَابَھُمْ ﴾

ایک شخص ہمیشہ اپنے نفس کو کھینچتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو سرکشوں میں لکھا جاتا ہے۔ اس کو وہ چیز پہنچتی ہے جو اُن کو پہنچتی ہے۔ (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ بالغضب والکبر فصل ۲)

فائدہ: یہ تکبر کرنے والوں کی سزا ہے اور جو تکبر اور غصے سے بچتے ہیں ان پہ اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتا ہے: (حضرت ابن عباسؓ کا قول)

حدیث:

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ... منبر شریف پر کھڑے ہو کر فرمایا لوگو! تواضع اختیار

marfat.com
Marfat.com

کرو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں۔

﴿مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَّفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ ﴾

جو اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں سے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا ہے وہ اپنی نظر میں حقیر ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں کی آنکھوں میں عظیم ہو جاتا ہے۔

﴿وَّمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَّفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِيْرٍ۔ ﴾ (مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر)

اور جو کوئی تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے اور وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے اور اپنی نظر میں عظیم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ لوگوں کے نزدیک وہ کتے اور خنزیر سے بھی بڑھ کر خوار تر ہو جاتا ہے۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿قَالَ مُوْسٰى ابْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ ﴾

موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے کہا یا رب! تیرے بندوں میں سے تیرے ہاں سب سے زیادہ عزیز کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو شخص قدرت رکھنے کے باوجود بخش دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر)

تواضع کی مثالیں

★ منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رات کے وقت ایک مہمان آیا عشاء کی نماز پڑھ کر آپ کوئی بات لکھ رہے تھے اور مہمان بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا، اِدھر قریب تھا کہ چراغ بجھ جاتا، مہمان نے کہا امیر المؤمنین میں چراغ درست کر دیتا ہوں، آپ نے فرمایا یہ بے مروتی ہے کہ مہمان سے کوئی کام لیا جائے، مہمان نے کہا پھر غلام کو اٹھا دوں؟ فرمایا نہیں اس کی تازی نیند ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے اور چراغ کو ٹھیک کر دیا، مہمان نے کہا امیر المؤمنین آپ خود کیوں اٹھے؟ آپ نے فرمایا میں گیا تو بھی عمر تھا اور آیا تو بھی عمر ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جو تواضع یعنی عاجزی وانکساری کو اپنا شیوہ بنائے۔

★ حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام آئے تو علماء نے آپ سے ملاقات کر کے آپ کی تعریف کی اور عرض کیا [illegible] تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں، آپ

marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ امور یہاں طے ہوتے ہیں؟ آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا امور وہاں طے ہوتے ہیں، لہٰذا امیر ا راستہ چھوڑ دو ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سفر کے لیے اپنے غلام کے ساتھ باری مقرر کر دی کہ وہ اونٹنی پر سوار ہوں گے اور ایک فرسخ تک غلام اونٹنی کی مہار پکڑیں گے ایک فرسخ تک، جب شام کے قریب پہنچے تو نوبت یہ تھی کہ باری غلام کے سوار ہونے کی تھی چنانچہ غلام سوار ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کی مہار پکڑ لی راستے میں پانی آ گیا تو آپ پانی میں گھس گئے اور جوتے بائیں بغل میں دبا لئے مگر اونٹنی کی مہار بھی پکڑے رہے اُدھر امیر شام حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ استقبال کے لیے آئے اور عرض کیا امیر المومنین شام کے رؤسا آپ کے استقبال کے لیے آ رہے ہیں یہ اچھا نہیں ہے کہ وہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ عزت اللہ تعالیٰ نے اسلام کے سبب عطاء فرمائی ہے مجھے لوگوں کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۲۳۰-۲۲۹)

★ منقول ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے امیر تھے مدائن کے ایک سردار نے کوئی چیز خریدی اتنے میں آپ وہاں سے گزرے تو اس امیر نے مزدور سمجھ کر آپ کو بلایا اور کہا کہ یہ سامان اٹھاؤ چنانچہ آپ نے اس کا سامان اٹھا لیا۔ راستے میں لوگ ملتے اور کہتے اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے ہم یہ سامان اٹھا لیتے ہیں لیکن آپ انکار فرما دیتے، اس سردار نے اپنے دل میں کہا افسوس میں نے امیر مدائن سے یہ سامان اٹھوایا پھر وہ آپ سے معذرت کرنے لگا اور کہا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا اللہ آپ کو سلامت رکھے آپ نے فرمایا چلو اور سامان اس کے گھر تک پہنچا دیا پھر اس رئیس نے کہا کہ میں آئندہ کسی سے کام نہیں لوں گا روایت ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کوفہ کے امیر تھے ایک دفعہ ایک گھاس بیچنے والے کی دکان سے گھاس خریدا، دکاندار نے اور آپ نے مل کر گھاس باندھی اور دونوں جانب سے گٹھے کو کھینچا تو اس کا حجم پہلے سے کم ہو گیا آپ نے اسے کندھے پر ڈالا اور گھر لے آئے۔

★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین کا امیر بنا کر بھیجا، جب وہ بحرین میں داخل ہوئے تو گدھے پر سوار تھے اور کہتے تھے امیر کے لیے راستہ چھوڑ دو، امیر کے لیے راستہ چھوڑ دو یہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق وانکسار تھا، اسی لئے اللہ تعالیٰ، فرشتے اور خلق خدا کے نزدیک وہ باعزت تھے۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۲۳۰-۲۳۱)

★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ صدقہ کرنے سے مال کبھی کم نہیں ہوتا، جو ظلم کرنے والے کو معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے۔

★ روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے آپ کے سامنے طشت تھا جس میں گوشت کے پارچے تھے اور آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر تناول فرما رہے تھے کہ ایک ایسی لا ابالی عورت آئی کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ عورت ہے یا مرد؟ اس نے حضور علیہ السلام کی طرف دیکھا اور کہا کہ دیکھو غلام کی طرح بیٹھے ہیں حضور علیہ السلام [illegible] غلام ہوں [illegible] اور غلاموں کی طرح ہی کھاتا ہوں

marfat.com
Marfat.com

آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو بھی کھا، اس نے کہا نہیں، ہاں البتہ اگر آپ اپنے ہاتھ سے کھلائیں تو کھاؤں گی پھر کہا نہیں بلکہ مجھے وہ لقمہ دیجئے جو آپ کے منہ مبارک میں ہے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک میں سخت گوشت کا ایک ٹکڑا تھا، آپ نے اس کو چبایا پھر نکال کر اس کو دے دیا راوی کا کہنا ہے کہ عورت نے وہ ٹکڑا لیا اور اس کو چبایا جب وہ ٹکڑا اس کے پیٹ میں گیا تو وہ شرم وحیا سے بے ہوش ہوگئی یہاں تک کہ وہ کسی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں کرسکتی تھی راوی کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد کوئی بیہودہ بات اس کی سننے میں نہیں آئی یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے سدھار گئی۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول)

★ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے زمین کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور اس بات کا مجھے اختیار دے دیا گیا کہ میں عبدیت والا نبی بنوں یا بادشاہ نبی بنوں۔ تب جبریل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کرو اور عبد بنوں لہٰذا میں نے عبدیت والا نبی بننا پسند کیا اور مجھے عبدیت والی نبوت مرحمت فرمادی گئی اور میں وہ پہلا شخص ہوں جس کے لئے زمین پھٹے گی اور میں یہ پہلا شفاعت کرنے والا ہوں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں جو خشیت الٰہی سے تواضع کرتا ہے قیامت کے دن اسے اللہ تعالیٰ مقام رفیع عطاء فرمائے گا اور جو کوئی بڑائی کا اظہار کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو پستی کی جگہ دے گا۔

★ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے ہمیں فرمایا وہ شخص کہ جس کی روح اس کے جسم سے جدا ہو رہی ہو ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص دنیا سے جا رہا ہو اور وہ تین چیزوں یعنی تکبر، خیانت اور قرض سے بری ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

★ حضرت ابو عبداللہ بن ابو جعفر فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بازار سے دو قمیص چھ درہم میں خریدیں اور اپنے غلام اسود سے فرمایا کہ ان دونوں میں سے ایک قمیص پسند کرے لہٰذا غلام نے اچھی قمیص پسند کر لی تو دوسری قمیص حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہن لی، اس کی آستینیں ہر طرف سے بڑی تھیں آپ نے قینچی منگوا کر آستینیں کاٹ دیں اور اسی میں لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دیا اور ہم کٹی ہوئی آستینوں کے کنارے آپ کے ہاتھ کی پشت پر دیکھ رہے تھے اور آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا کپڑا لٹکائے ہوئے تھا فرمایا اے فلاں اپنا کپڑا اونچا کرلے کیونکہ اس طرح تیرا کپڑا بھی پاک رہے گا اور تیرے دل میں بھی تقویٰ پیدا ہوگا اور کپڑا بھی جلدی نہیں گلے گا۔

مساجد کی فضیلت

صحابی رسول حکیم بن عمیر کہتے ہیں دنیا میں مہمان بن کر رہو، مسجدوں کو گھر بنالو، اپنے دلوں کو رقت سے آشنا کرو، فکر آخرت اور رونے کی کثرت کرو تو خواہشات تم پر غالب نہ آسکیں گی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مؤمن کو جائز نہیں کہ وہ تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز کو اپنا وطن سمجھے۔

(i) مسجد جس میں عمر بھر عبادت کرتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(ii) گھر جس میں وہ سر چھپاتا ہے۔

(iii) حاجت جس سے کوئی حرج نہ ہو،

نزال بن سبرہ کہتے ہیں منافق مسجد میں اس پرندے کی مانند ہوتا ہے جو پنجرے میں بند ہو،

مسجد میں دنیا کی گفتگو منع ہے:

خلف بن ایوب کا واقعہ ہے وہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ غلام نے آ کر کسی چیز کے متعلق پوچھا، آپ اٹھے اور مسجد سے باہر نکل کر اسے جواب دیا۔ کسی نے باہر نکل کر جواب دینے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے اتنے سالوں سے کوئی دنیاوی بات مسجد میں نہیں کی اس لئے آج بھی میں نے بات کرنے کو پسند نہیں کیا۔

مقام کی بلندی:

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی بندے کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت بلند ہوتا ہے جب احکامات الٰہیہ اور مساجد اللہ کی تعظیم کرتا ہے اور اس کے بندوں کی بھی عظمت کا قائل ہو، مساجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں مؤمن پر لازم ہے کہ وہ اس کی تعظیم کرے کیونکہ مساجد کی تعظیم میں درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہی تعظیم ہے۔

زاہد کا قول:

ایک زاہد کا قول ہے کہ میں نے کبھی مسجد میں کسی چیز سے سہارا نہیں لگایا اور نہ کبھی مسجد میں پاؤں پھیلائے اور نہ دنیاوی گفتگو کی ہے یہ بات میں نے اس لئے کہی ہے تاکہ لوگ اس بات پر چلیں۔

پانچ باتیں:

امام اوزاعی فرماتے ہیں پانچ باتیں ایسی ہیں جن پر حضور علیہ السلام اور آپ کے تبعین باحسن کاربند رہے۔

(i) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا۔ (ii) سنت کی پیروی۔

(iii) مساجد کو آباد کرنا۔ (iv) تلاوت قرآن۔ (v) جہاد فی سبیل اللہ۔

تین افراد:

حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں تین افراد اللہ تعالیٰ کے پڑوسی ہیں۔

(i) جو شخص مسجد میں داخل ہوا تو واپس لوٹنے تک وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے۔

(ii) جو شخص رضائے الٰہی کے لیے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔

(iii) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج یا عمرے کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے وہ شخص جب تک اپنے گھر میں واپس نہ آجائے وہ دربار الٰہی کے وفد میں شمار ہوتا ہے۔

مومن کے قلعے:

کہتے ہیں کہ مؤمن کے تین قلعے ہیں (i) مسجد (ii) ذکر الٰہی (iii) تلاوت قرآن جب تک مؤمن ان میں سے کسی

marfat.com
Marfat.com

ایک سے بھی متعلق رہتا ہے تو وہ قلعہ میں شیطان سے محفوظ ہوتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنت میں حوروں کا حق مہر مساجد میں جھاڑو دینا اور ان کو آباد کرنا ہے حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں جو شخص مسجد میں چراغ روشن کرتا ہے تو فرشتے اور حاملین عرش اس کے لیے استغفار کرتے ہیں جب تک وہ مسجد میں رہتا ہے حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں زمین میں مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اور نمازی اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والے ہیں اور جس کی زیارت کی جاتی ہے اس کا حق ہے کہ وہ اپنے زائر پر انعام واکرام کرے۔ (تنبیہ الغافلین)

احترام مسجد اور آداب مسجد

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مشہور ہے کہ احترام مساجد کی پندرہ باتیں ہیں۔

(i) اگر لوگ مسجد میں بیٹھے ہوں تو داخل ہوتے وقت سلام کہا جائے بشرطیکہ کوئی ایک بھی نماز نہ پڑھ رہا ہو اگر کوئی بھی نہ ہو یا نماز پڑھ رہے ہوں تو پھر کہے:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ﴾

ہمارے رب کی طرف سے ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔

(ii) مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ہر شے کا ادب ہے اور مسجد کا ادب دو رکعتیں ہیں۔

(iii) مسجد میں خرید وفروخت نہ کرے۔

(iv) نیام سے تلوار نہ نکالے۔

(v) کسی گم شدہ شے کا اعلان نہ کرے۔

(vi) ذکر الٰہی کے علاوہ آواز کو بلند نہ کرے۔

(vii) دنیا کی کوئی بات نہ کرے۔

(viii) لوگوں کی گردنوں کو نہ پھلانگے۔

(ix) جگہ کے لیے جھگڑا نہ کرے۔

(x) صف میں کسی پر تنگی نہ کرے۔

(xi) نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔

(xii) انگلیاں نہ چٹخائے۔

(xiii) وہاں تھوکے نہیں۔

(xiv) مسجد کو گندگی سے، مجنون اور بچوں سے اور حد قائم کرنے والوں ''سزا دینے والے'' سے صاف رکھے۔

(xv) ذکر الٰہی بکثرت کرے اور اس سے غفلت نہ کرے، حضرت حسن سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مسجدوں [illegible] ہوں گی [illegible] اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے اور تم بھی ان

marfat.com
Marfat.com

کے ساتھ نہ بیٹھو۔ (تنبیہ الغافلین ص ۳۷۴ حصہ اول)

فائدہ: کسی گم شدہ شے کا اعلان نہ کرے پہ غور فرمایئے اور ہماری آج کل کی حالت دیکھئے کہ دنیا جہان کی بات چیت اور جھگڑے جھیڑے بھی مسجد میں کرتے ہیں اعلانات خصوصاً دوکانوں پہ سبزی آ گئی تو اعلان مسجد میں برف آ گئی کا اعلان مسجد میں۔ باہر سے آنے والے پھڑی والوں کا اعلان مسجد میں وغیرہ خدارا غور فرمایئے اور ایسے اعلانات کو روکنے کی کوشش کیجئے۔ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے خلاف ہیں۔

چار غریب چیزیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا میں چار چیزیں غریب ہیں۔ (i) ظالم کے سینے میں قرآن۔ (ii) بے نمازیوں کے گاؤں میں مسجد۔ (iii) ان پڑھوں کے گھر میں قرآن مجید۔ (iv) برے لوگوں میں صالح مرد۔

فائدہ: مسجدیں ویران اپنی ویرانی کی طرف ہمیں متوجہ کر رہی ہیں مگر ہم ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے خدارا۔ قرآن، مساجد اور صالحین سے محبت کیجئے۔

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا روز حشر مسجد میں سفید بختی اونٹوں کی صورت میں لائی جائیں گی جن کی ٹانگیں عنبر کی گردنیں زعفران کی اور سر مشک اذفر کے ہوں گے، مؤذن ان کی مہار ''نکیل یا لگام'' تھامے ہوں گے اور امام پیچھے سے چلاتے ہوں گے اور وہ میدان محشر سے برق خاطف کی طرح گذر جائیں گے اور اہل قیامت کہیں گے یہ مقرب فرشتے ہیں یا انبیاء و مرسلین ہیں پھر انہیں بتایا جائے گا کہ اے اہل قیامت یہ نہ تو مقرب فرشتے ہیں اور نہ انبیاء و مرسلین ہیں بلکہ یہ امت محمدیہ کے وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے۔

نمازیوں کی سفارش:

حضرت وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ مسجدوں کو ایسی کشتیوں کی شکل میں قیامت کے دن لایا جائے گا جن پر موتی اور یاقوت جڑے ہوں گے اور وہ اپنے نمازیوں کی سفارش کریں گی۔

شیر خدا کا قول:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ صرف اسلام کا نام رہ جائے گا، قرآن صرف ایک رسم بن کر رہ جائے گا، مسجدیں، خوبصورت تعمیر ہوں گی مگر ذکر الٰہی سے خالی ہوں گی اور اس زمانے کے علماء بدترین ہوں گے انہیں سے فتنے پھوٹیں گے اور ان کی طرف ہی لوٹ جائیں گے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۳۷۵)

فائدہ: لٰہذا عبرت حاصل کیجئے کہ خوبصورت مساجد تو ہیں نمازی نہیں جو کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ علاوہ ازیں یہاں مدنی تاجدار کے علوم غیبیہ پہ بھی غور فرمایئے۔

marfat.com
Marfat.com

خلاصہ:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ اگر تو اپنے پیدا کرنے والے مالک و خالق کی معرفت چاہتا ہے اور مالک و خالق تک رسائی چاہتا ہے تو وہی طریقہ اپنا جو طریقہ ایک معمولی سی دبھ والا طریقہ کہ جیسے اللہ کے گھر مسجد میں پہنچنے کے لیے عاجزی اختیار کرتی ہے تو مسجد میں پہنچتی ہے مسجد میں جہاں نمازیوں پہ رحمت حق نازل ہوتی ہے وہاں اس معمولی سی دبھ پہ بھی رحمت حق کا نزول ہوتا ہے۔اسی طرح تو بھی عاجزی اختیار کر لے تکبر کی غلاظت سے اپنے آپ کو بچا اور حق تعالیٰ کے گھر مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے حاضر ہو۔کہ یہ تیرے لئے حق تعالیٰ کی رحمتوں کے حصول کا سبب ہوگا۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدَا خَاک نہ نِندِیئے، خاکوں جیڈ نہ کوئے جِیوندیاں پَیراں تلّے، مویاں اُپَرّ ہوئے

حل لغات:

★فریدا: اے فرید!۔ ★خاک: مٹی، زمین۔ ★نِندیئے: نِندنا مصدر سے، برا کہنا، برا قرار دینا، رد کرنا، ذلیل و رسوا کرنا، ذلیل کرنا۔ ★خاکوں جیڈ: مٹی کے برابر کا۔ ★نہ کوئے: کوئی بھی نہیں۔ ★پَیراں: پاؤں کے تلے، نیچے۔ ★مویاں: مرجانے کے بعد۔ ★اُپر: اوپر، ہوئے، ہوتی ہے۔زندگی اے فرید! خاک یعنی مٹی کو نہیں نندنا چاہیے کیونکہ حقیقت یہ ہے۔کہ خاک یعنی مٹی جیسی کوئی چیز بھی نہیں ہے انسان کی زندگی میں یہی خاک انسان کے قدموں تلے ہوتی ہے اور جب انسان مرجاتا ہے تو یہی مٹی اوپر ہو کر پردہ پوشی کا سبب بنتی ہے۔

مطلب:

اے فرید! خاک یعنی مٹی کو برا کہہ کر اس سے پرہیز کرنا قطعاً مناسب نہیں۔کیونکہ خاک جیسا کوئی نہیں ہے یہ بڑے کام کی چیز ہے خاک یعنی مٹی میں ایک ایسی صفت ہے جو بارگاہِ حق سے رحمتوں کے حصول کا سبب ہے۔خاک جیسی تواضع شاید ہی کسی میں ہو۔اس کی تواضع کا حال تو یہ ہے کہ جو انسان اس پہ اکڑ اکڑ کر فخر و غرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے چلتے ہیں۔یہ ان کے لیے بھی اپنی تواضع کا اظہار کرتی ہے۔ان کی زندگی میں ان کے پیروں کے نیچے ہی رہتی ہے۔ان کے پاؤں کے نیچے سے نکل نہیں جاتی۔اسی طرح جب مرجائیں گے تو پھر بھی یہ خاک اوپر ہوتی ہے۔مرنے والا خواہ نیک ہو یا بد ہر حال میں اس کی پردہ داری کرتی ہے۔اس کا کوئی عیب ظاہر نہیں ہونے دیتی۔اس لیئے ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے۔اور اس سے عاجزی کا درس سیکھنا چاہیے۔

خاک کی خصوصیت:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خاک یعنی مٹی سے تخلیق کیا۔اور خاک میں بعض ایسی خصوصیات ہیں جو دیگر عناصر اربعہ میں سے کسی میں بھی نہیں پائی جاتیں۔عناصر اربعہ یعنی ہوا، آگ، پانی اور مٹی۔ان عناصر میں سے ہر ایک کی مخصوص خصوصیات ہوتی ہے مگر جو خصوصیات خاک میں پائی جاتی ہے وہ کسی اور میں نہیں مثلاً عاجزی، انکساری کی صفت ایک ایسی عظیم صفت ہے کہ ہوا، آگ اور پانی میں سے کسی میں بھی یہ صفت نہیں [illegible] جاتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

انکساری:

دیگر عناصر کی خصوصیات اپنے اپنے مقام پر مگر عاجزی اور انکساری کی صفت اللہ تعالیٰ کو اتنی محبوب ہے کہ جسے یہ صفت حاصل ہو جاتی ہے سمجھیئے کہ اللہ تعالیٰ کا نشان بن جاتی ہے۔ یعنی جسے یہ صفت حاصل ہو جاتی ہے دور سے ہی اس کے لیے یہ صفت پہچان بن جاتی ہے کہ اس پہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

پھلدار درختوں کی صفت:

درختوں کو ہی دیکھئے کہ جس درخت کو جتنا زیادہ پھل لگتا ہے وہ درخت اتنا ہی نیچے کی طرف جھکتا چلا جاتا ہے گویا اللہ تعالیٰ درخت کو جتنا نوازتا ہے وہ درخت اتنا ہی جھکتا ہے اور جس درخت کو پھل نہیں لگتا وہ درخت سیدھا کھڑا رہتا ہے۔

جس درخت کو پھل لگا وہ جھک جائے یعنی عاجزی اختیار کر لے تو وہ درخت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے سے بچ جاتا ہے۔ ٹوٹنے سے محفوظ رہتا ہے اور لوگ بھی آسانی سے پھل اتار لیتے ہیں۔ اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہاں جس درخت کو پھل لگے وہ جھکے نہیں تو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ نیز جھکا ہوا نہ ہونے کی وجہ سے پھل اونچا ہوتا ہے جس پہ عام آدمی کا ہاتھ نہیں پہنچتا تو لوگ پھل اتارنے کے لیے ڈھیلے اور پتھر مارتے ہیں۔

گویا جس درخت کو پھل لگے وہ درخت عاجزی اور انکساری کرتے ہوئے جھک جائے تو ٹوٹنے سے بچ جاتا ہے۔ اور پھل توڑنے والے بھی آرام سے اس سے پھل اتار لیتے ہیں۔ اور جو پھل لگا درخت جھک نہیں جاتا بلکہ حسب دستور سیدھا کھڑا رہتا ہے وہ لوگوں کے پتھر بھی کھاتا ہے۔ اس پہ پھل کامیاب بھی بہت کم ہوتا ہے۔ بہت کم پھل لگتا ہے۔ نیز اکثر ایسا درخت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر اپنی خوبصورتی بھی کھو بیٹھتا ہے۔ یہی حال حضرت انسان کا کہ جسے جو فضیلت حاصل ہو جاتی ہے وہ عاجزی اور انکساری کرے تو اس پہ انعامات ربانی کی مزید فراوانی حاصل ہوتی ہے۔ انسانوں میں بھی مقبولیت حاصل کرتا ہے انسان اس کی عزت و احترام بھی کرتے ہیں۔ جبکہ متکبر انسان ظالم و جابر بھی ہوتا ہے لوگ اس کے قرب کو عذاب سمجھتے ہیں۔ اس کی برائی عام ہوتی ہے اس پہ اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب بھی ہوتا ہے۔

قرآن مجید کی ابتداء ب سے کی حکمتیں:

عام حروف کے مقابل ب میں چند خصوصیات ہیں ان میں سے ایک خصوصیت عاجزی وانکساری پائی جاتی ہے جس وجہ سے کلام ربانی کی ابتداء حرف (ب) سے ہوئی بہر حال قرآن مجید کی ابتداء "ب" سے ہونے کی دس حکمتیں صاحب تفسیر روح البیان حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

1۔ الف میں بلندی، تکبر، تطاول ہے اور باء میں عجز، تواضع، انکساری ہے بس مطابق قاعدہ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رفعه الله باء الف سے رتبہ میں بڑھ گئی۔

2۔ باء الصاق کے لیے آتی ہے (جس کا معنی ملنا ملانا ہے) بخلاف اکثر حروف۔ بالخصوص الف کے کہ وہ حروف قطع سے ہے۔ (جس کا معنی جدائی ہے)

3۔ باء ہمیشہ مکسور پڑھی جاتی ہے جب کہ الف کے ظاہر و باطن میں عجز و انکسار چلا گیا پس اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عندیت یعنی

marfat.com
Marfat.com

قرب کا درجہ نصیب ہوا جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں ان قلوب کے قریب ہوں جو میری خاطر ہمیشہ عجز وانکساری میں رہتے ہیں۔

4۔ باء میں بظاہر عجز وانکسار مگر بہ باطن اس میں بلندی درجات وعلو ہمت ہے اور یہ صفات صدیقین کے ہیں مگر یہ صفات الف میں نہیں ہیں بلندی درجہ تو یہ کہ اس میں نقطہ ہے اور الف میں نہیں اور بلندی ہمت یہ کہ اس کو بہت سے نقطے پیش کیئے گئے تو اس نے سوائے ایک کے باقی کو قبول نہیں فرمایا تا کہ اس کا حال اس عاشق صادق جیسا ہو جائے جو صرف ایک محبوب کی طلب رکھتا ہے۔

5۔ باء میں قرب حق کی طلب صادق ہے کیونکہ جب اسے نقطہ ملا تو نقطہ کو اپنے قدموں میں پھینک دیا اور نقطہ ملنے سے نازاں بھی نہیں ہوئی۔ جیم اور یا کو اس کے منافی سمجھنا چاہیے کہ کیونکہ ان کے نقطے نیچے نہیں بلکہ باعتبار وضع حروف ان کے وسط میں ہیں ہاں ان کو دوسرے حروف سے ملانے کے وقت اُن کے نقطے نیچے ہو جاتے ہیں مگر اس وقت نقطوں کا نیچے ہونا اس لیے ہے کہ جیم کو خاء سے اور یا کو تا سے مشابہت نہ ہو جائے بخلاف باء کے کہ اُس کا نقطہ ہمیشہ اس کے نیچے ہوتا ہے خواہ وہ تنہا ہو یا کسی دوسرے حروف سے ملی ہوئی ہے۔

6۔ الف حرف علت ہے بخلاف باء کے۔

7۔ باء باعتبار معنی کے حرف تام اور متبوع ہے اگرچہ باعتبار ظاہر کے تابع ہو کر آئی ہے۔

یعنی حروف کی وضع کے وقت الف کے بعد میں واقع ہوئی ہے۔ اور معنوی اعتبار سے الف باء کے تابع ہوا کرتا ہے بخلاف باء کے کہ وہ الف کی تابع ہو کر نہیں آئی اور جو چیز معنوی اعتبار سے متبوع ہے وہ اقوی ہوتی ہے۔

8۔ باء حرف عامل اور متصرف اپنے غیر میں ہے اسی وجہ سے اُسے قدرت حاصل ہے بدیں وجہ ابتداء کے لائق ہوئی بخلاف الف کے کہ وہ عامل نہیں۔

9۔ باء اپنے نفسی صفات کے اعتبار سے حرف کامل ہے بایں طور کہ الصاق واستعانت واضافت کے لیے آتی ہے دوسری بات اس میں یہ ہے کہ اپنے غیر کو مکمل کرتی ہے یعنی اپنے مدخول کو مجرور کرتی ہے اور اسے مکسور بھی یعنی متواضع بناتی ہے ایسا متواضع کہ اپنے صفات اس میں پہنچاتی ہے۔ یہی بلندی درجہ وقدرت اسے حاصل ہے کہ اپنے غیر میں توحید وارشاد کی تکمیل کراتی ہے اسی تقریر کے موافق سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے "میں وہ نقطہ ہوں جو باء کے نیچے ہے۔"

پس باء کو ارشاد ودلالۃ علی التوحید کا مرتبہ عطا کیا گیا ہے۔

10۔ باء حرف شفوی ہے جتنے اس کے پڑھتے وقت ہونٹ کھلتے ہیں کسی دوسری شفوی میں نہیں کھلتے یہی تو مرتبہ ہے کہ انسان نے عالم ارواح میں الست بربکم کے جواب میں بلیٰ بولتے وقت پہلے باء سے اپنا منہ کھولا تھا۔ پس جب کہ پہلا وہ حرف جو انسان نے بولا اسی سے پہلے اپنا منہ کھولا (یہ خصوصیات باء کے ہیں) اسی وجہ سے حکمت الٰہیہ کا تقاضا ہوا کہ اس کو باقی حروف سے چن لے لہٰذا تمام حروف سے اس کو چنا۔ اور اس کا قدر تمام (حروف سے بلند فرمایا اور اس کے برہان کو ظاہر کیا اور اس کو اپنی کلام وکتاب وخطاب کا مفتح ومبداء بنایا) کذا فی التاویلات النجمیہ

marfat.com
Marfat.com

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان جلد اول پ اول ص ۱۵-۱۴)

فائدہ: چونکہ باء کو یہ اولیت اس کی عاجزی وانکساری کے سبب ملی اسی طرح جو کوئی بھی عاجزی وانکساری کی صفت اپناتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے خصوصی انعامات سے نوازتا ہے۔

حدیث:

﴿وَ عَنْ عُمَرَ قَالَ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَفَهُوَ فِیْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِیْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَّ مَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَّ فِیْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْخِنْزِيْرٍ﴾

(مشکوٰۃ شرف باب الغضب والکبر)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر شریف پر کھڑے ہو کر فرمایا لوگو! تواضع اختیار کرو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جو اللہ کے لیے لوگوں سے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے وہ اپنی نظر میں حقیر ہو جاتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوتا ہے۔ اور جو کوئی تکبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دیتا ہے وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر ہو جاتا ہے اور اپنی نظر میں عظیم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ لوگوں کے نزدیک وہ کتے اور خنزیر سے بھی بڑھ کر خوارتر ہو جاتا ہے۔

تواضع کے ذریعے بندے کی عزت میں اضافہ:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عفو ودرگذر کے ذریعے بندے کی عزت بڑھاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سربلند کرتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب ص ۱۴۴ باب فضیلت تواضع وقناعت)

حدیث مبارکہ:

فرمان نبوی ہے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں مگر اس کے ساتھ دو فرشتے ہیں اور انسان پر فہم وفراست کا نور ہوتا ہے جس سے وہ فرشتے اس کے ساتھ رہتے ہیں پس اگر وہ انسان تکبر کرتا ہے تو وہ اس سے حکمت چھین لیتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ! اسے سرنگوں کر اور اگر وہ تواضع اور انکساری کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اسے سربلندی عطا کر۔ (مکاشفۃ القلوب)

حدیث مبارکہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کے لیے خوشخبری ہے جس نے تونگری میں تواضع اختیار کی جمع کردہ مال کو اچھے طریقے سے خرچ کیا، تنگدست اور

marfat.com
Marfat.com

مفلسوں پر مہربانی اور علماء و دانشمندوں سے میل جول رکھا۔ (مکاشفۃ القلوب باب فضیلت تواضع وقناعت ص ۴۴۱)

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے ان لوگوں کو خصوصاً عبرت حاصل کرنی چاہیے جو علمائے اسلام کے خلاف شب و روز مخالفانہ رویہ اپنائے رکھنے کو دین اسلام کی خدمت تصور کرتے ہیں۔ اور جہلاء طبقہ کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے جو اکثر و بیشتر یہ مقولہ ہر کسی کو سناتے ہوئے سنائی دیتے ہیں بلکہ علمائے اسلام، علمائے ربانین کے خلاف خدا واسطے کا بیر رکھتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں کہ دیکھو جی ان مولویوں سے دور رہنا ضروری ہے کیونکہ یہ وہی مولوی ہیں جن کے متعلق بھیڑیئے نے یعقوب علیہ السلام کے سامنے کہا تھا کہ یا نبی اللہ! اگر میں نے آپ کے یوسف کو کھایا ہو تو میں چودھویں صدی کے مولویوں میں سے ہوں۔"

خدارا! ذرا غور تو فرمائیے یہ مقولہ کہاں تک سچا ہے اور کس قدر جھوٹا ہے۔ کہاں یعقوب علیہ السلام کا دور مبارکہ کہ یعقوب علیہ السلام کے دور مبارک سے لے کر مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک تک ہزاروں سال کا پیریڈ ہے۔ بیسیوں صدیاں بیت گئیں اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مبارک کے دور سے اب تک 1429 تک تقریباً 1428 سال گزر گئے عرصہ ہوا چودھویں صدی گزرے ہوئے اور پندرہویں صدی کو شروع ہوئے۔ ابھی تک اس نامعقول مقولہ کی نامعقولیت ان جہلاء پہ واضح نہ ہو سکی۔ دوسری بات یہ کہ الحمد للہ! یہ مقولہ کوئی کسی کتاب سے نہیں دکھا سکتا کیونکہ الحمد للہ کسی معتبر کتاب میں کسی صحیح روایت کے ساتھ یہ مقولہ درج ہی نہیں ہے۔ یہ سازش تھی انگریز دور میں یہود و ہنود، عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں کی کہ ان لوگوں کو اسلام کے مبلغین کے خلاف لوگوں کو ورغلایا جائے یہ شوشہ بھی انہیں کا اڑایا ہوا ہے جیسے علمائے کرام کے خلاف جھوٹے اور بے بنیاد لطائف اور تہذیب سے عاری نظموں اور اشعار میں علمائے اسلام کی مذمت پہ مبنی مضامین کو رواج دیا گیا یہی حال اس بے بنیاد شوشے کا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو انشاء اللہ تعالیٰ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے موضوع پہ لکھی جانے والی تصنیف لطیف تجلیات الفرید میں تاریخی حوالوں کے اعتبار سے خوب وضاحت لکھی جائے گی۔ (الفقیر القادری ابو احمد اویسی) اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو انشاء اللہ الگ رسالہ بھی تحریر کیا جائے گا۔

تکبر کی مذمت:

شیطان تکبر میں ہی آ کر بارگاہِ حق سے دور ہوا۔ اسی طرح جو انسان تکبر اختیار کرتا ہے وہ بھی شیطان کی روش اپناتا ہے جو سراسر زیاں کا سبب ہے۔

حدیث:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَایَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ وَّلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ کِبْرٍ ﴾

آگ (جہنم) میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے مانند ایمان ہے۔ اور جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے مانند کبر ہے۔ (مسلم شریف [illegible] باب الغضب والکبر)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ: بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر مبارک میں تواضع وانکساری کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اے فرید! اس خاک کو معمولی نہ سمجھ لینا یہ بڑی کام کی چیز ہے۔ اس میں بظاہر جو تجھے عجز پن نظر آرہا ہے یہ برا نہیں ہے بلکہ یہ تو اس کی ایک صفت ہے اس لیے اس عاجزی اور تواضع کی بنا پر اسے ایسا ویسا اور گھٹیا نہ سمجھ لے۔ تکبر کی مذمت بھی اسی شعر میں ہی اشارے کے ذریعے بیان کی گئی ہے۔ خبردار کسی گھمنڈ، غرور اور تکبر کا شکار ہو کر اس زمین کے متعلق کوئی اول فول کلام نہ کر بیٹھنا اس کی عظمت کو دیکھ جو لوگ اس پر اکڑ اکڑ کر چلتے ہیں وہ بھی اور عام لوگ بھی جب زندہ ہوتے ہیں تو یہ ان کے سامنے عاجز ومسکین بنی ہوئی ہے ان کے پاؤں کے نیچے ہے۔ اور جب مر جاتے ہیں تو پھر بھی ان کی پردہ پوشی یہی زمین ہی کرتی ہے تو اس کا حوصلہ تو ملاحظہ فرمائیے۔

خاک کی فضیلت:

ارے انسان ذرا غور تو کر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کا جسدِ انور اسی خاک سے ہی بنایا تھا اس سے بڑھ کر اس کی فضیلت تجھے کیا بتاؤں۔ تیرا اپنا وجود بھی اسی خاک سے بنا ہوا ہے۔ ساری زندگی انسان اسی خاک پہ ہی گزارتا ہے۔ جب فوت ہوتا ہے تو پھر بھی یہی خاک ہی ہمارے کام آتی ہے۔ اس کے باوجود یہ عاجز ہی نظر آتی ہے اس سے تو ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے کہ جس خاک سے ہمارا وجود ہے اس سے تو ہمیں پیار کرنا چاہیئے چہ جائیکہ کہ ہم اسے اچھا نہ سمجھیں۔

فریدا خاک نہ نندیئے کا ایک اور مطلب:

پروفیسر کشن سنگھ نے اسی شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خاک تھے رمزاے اوہناں واسطے جنہاں نوں اگلیاں نے، قابض جماعتی سماج دے زور آوراں نے آپنے پیراں دی خاک بنایا ہویا اے، محکوماں نوں آپنے مطیع صرف ڈنڈے دے زور نال ای رکھیا جاندا۔ اوہناں نوں آپ نے پیر ہیٹھ وچھایا جاندا اے۔ اوہناں داپتہ مار کے، اوہناں دا سدا چارک ساہ پی کے، اوہناں دی مت مِلین کر کے، اوہناں دی مَت آپنے ادھین کر کے، نظریاتی دباء نال اوہناں نوں ذہنی طور تے لمیاں پا کے ختم کر کے۔

اک تاں اوہ معاشی، سماجی، سیاسی طاقتوں دی، ہتھوں خالی ہوندے نہیں، اُپرلیاں دے حکم دے ای بدھے ہوندے نیں۔ سماج وچ چلدی ای اُپرلیاں دی مرضی اے۔ جو ہوندا اے ہوندا ای اوہناں دا کیتا کرایا اے، محکوماں دا آپنے آپ تے مان تے وشواش تاں ایہہ ویگ ای کھاپی چھڈ دا اے۔ اُپروں نظریاتی طور تے اوہناں دا ساہ ایس حد تک پیتا جاندا اے کہ اوہ آپ ای اندروں آپ نوں ہینا مَن لگ پیندے نیں۔ اُپرلیاں نوں آپنے آپ نالوں صرف طاقتور ای نہیں۔ سگوں سیانے تے چنگے وی من لگ پیندے نہیں۔ ہیٹھلیاں دی نندیا کرنا، اُپرلیاں دے ہتھ وچ اِک کارگر نظریاتی ہتھیار ہوندا اے اوہ عملی طور تے اوہناں نوں احمق، مورکھ بنا کے ای نہیں رکھ دے، اوہناں نوں بے عقل آکھ آکھ کے ایہہ منوا! بس کر دے نیں کہ ہین ای مت ہین۔

فرید صاحب ایہناں زور اوراں نوں بند کاں نوں مخاطب ہو کے کہندے نیں کہ جنہاں نوں تسیں نند دے او، ایہناں نوں مت بند وخطا کھاؤ گے، جنہاں دھرتی دے جایاں نوں تسیں ککھاں توں ہولا سمجھی بیٹھے او۔ اوہنا جیڈا کوئی نئیں۔ تسیں اوہناں دے پانی ہار نہیں۔ اوہناں دی تواریخی تقدیر اوہناں نوں بلا رہی اے۔ اٹھا رہی اے۔ ایہہ ٹھیک اے کہ اج تُسیں اوہناں دے اُتے او۔ پرتساں سدا اوہناں دے اُتے رہنا نہیں۔ اوہ وقت بہت دور نہیں جدوں اوہ تہاڈے اُتے ہون گے تے تُسیں آپو آپنیاں کیتیاں

marfat.com
Marfat.com

کرتوتاں دا پھل بھوگدے او ہناں بیٹھاں ہوگے۔

دوسری لائن وچ (مویاں) دا مطلب بندے دی سادھارن موت نہیں تے نہ ای اُپر ہوئے دا معنے قبر دی مٹی اے جو مُردے دے اُتے پیندی اے۔ مویاں دا معنے اتھے سماج دے زوراوراں دی جماعتی موت اے تے اُپر ہوئے دا معنے اے سماج دے ہیٹھلیاں دا، مدھے مدھولیاں دا زوراوراں دے اُپر آؤنا۔ ایہہ شلوک پیراں ہیٹھ آؤندی مٹی دے قبروچ پئے مردے دے اُتے آون نوں اوس داوڈپنا کر کے پیش نئیں کر رہیا ایہہ سماج وچ آ رہی جماعتی اُلٹا پلٹی دا احساس کروا رہیا اے۔ ایہہ جاگرت ہو رہی اے لوکاں دی طاقت ول دھیان دوار ہیا اے۔ ایہہ اوس نوں جیڈ نہ کوء۔ کہہ کے اُجاگر کر رہیا اے۔ اوس دیاں نبھاوناواں پیش کر رہیا اے اوس نوں اوس دی آ رہی موت دا چیتا کروا دھیا اے۔ دوسرے پاسے لوکاں نوں چراں توں سُتی پئی، پر ہن جاگ رہی اوہناں دی طاقت دا، اوس طاقت دیاں نبھاوناواں (سکتاں) دا احساس کروار ہیا اے اوہناں دے سر چک کے سِدھیاں کھڑیاں ہون واسطے اوہناں دی نظریاتی تیاری کروار ہیا اے۔ پرتکھ کر رہیا اے کہ ازادی دے پیتڑے تے مولوں ای مُردے ہان نہیں چھائی ہوئی۔ اوتھے ہن پوہ پھُٹا لا اے۔ ترجیح جیڈ نہ کوءِ تے، مویاں اُپر ہوءِ، تے اے۔

فائدہ: خلاصہ اس ساری بحث کا یہ ہے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ارے ظالم و جابر انسانو! جن لوگوں کو تم آج ظلم و بربریت کی بھینٹ چڑھا رہے ہو۔ ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہے یہ مت سمجھنا کہ یہی ان کا مقدر ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وقت ایک سا نہیں رہتا۔ وقت بدلنے والا ہے، تمہارے ظلم و ستم اور جبر و بربریت کی سیاہ رات چھٹنے والی ہے۔ تمہاری گھٹا ٹوپ اندھیریاں اور آندھیاں تھمنے والی ہیں۔ تمہارے دن تھوڑے رہ گئے ہیں اب پوہ پھٹنے والی ہے صبح کا اجالا ہونے والا ہے آج غموں کی رات کے خاتمے کا وقت ہونے والا ہے جنہیں تم پاؤں کے نیچے کی مٹی یعنی اپنے غلام سمجھتے ہو وہ تمہاری قید سے آزاد ہونے والے ہیں گویا اس شعر میں جہاں مظلوموں کو حوصلہ دیا ہے۔ حریت کا درس دیا ہے وہاں ظالموں اور جابروں کو ان کی حقیقت سے بھی آشنا کروایا ہے کہ عنقریب دن بدلنے والے ہیں آج اتنے ظلم کرنا جتنے کل سہہ سکو۔

بہر حال یہ شعر اپنے اندر اتنی وسعت رکھتا ہے۔ کہ اس سے مزید راہیں بیان کی جاسکتی ہیں مگر یہ شرح اتنی متحمل نہیں ہوسکتی۔

-----☆☆☆-----

فریدا جاں لوبھ تاں نینہہ، کیا لب تاں کوڑا نینہہ   کچر جھٹ لنگھایئے، چھپر ٹٹے مینہہ

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید!۔ ★ جاں: جہاں، اگر، جب۔ ★ تاں: پھر۔ ★ لوبھ: طمع، لالچ۔ ★ نینہہ: پیار، محبت، تعلق، لگاؤ، عشق۔ ★ کوڑا: جھوٹا۔ ★ کچر: کب تک، کتنے وقت تک، کتنی دیر تک۔ ★ جھٹ: تھوڑا سا وقت، تھوڑی دیر ایک لمحہ۔ ★ لنگھایئے: گذاریئے۔ ★ چھپر: کلی، کانوں اور سرکنڈوں کی چھت والی جھگی، گھاس پھوس کا سائبان۔ ★ ٹٹے: ٹوٹے ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

★ مینہہ: بارش، موسلا دھار بارش۔

مطلب:

اے فرید! اگر لالچ پیدا ہو جائے۔ اگر لوبھ یعنی لالچ ہو تو سچی محبت نہیں ہو سکتی ایسی لالچ والی محبت صحیح معنوں میں محبت نہیں ہوتی بلکہ جھوٹی ہوتی ہے ایسی جھوٹی محبت ٹوٹے پھوٹے چھپر کی مانند ہوتی ہے جو زیادہ وقت بارش سے محفوظ نہیں رکھ سکتا اس کے نیچے کب تک بارش سے بچ سکتا ہے۔

اے فرید! جہاں لالچ، طمع اور حرص ہوتا ہے وہاں محبت کہاں؟ یعنی جہاں لالچ ہوگا۔ وہاں محبت نہیں ہو سکتی۔ اگر اپنی زبان سے اس کا اظہار کرتا بھی ہے تو یہ اس کا محبت جتانا محض زبانی جمع خرچ ہے حقیقت سے اس کا کوئی واسطہ نہیں دوسری لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ۔ ایسی محبت جھوٹی محبت ہوتی ہے۔ سچی محبت نہیں۔ اس میں خلوص نہیں ہوتا۔ جب تک مطلب پر محبت قائم رہی۔ جونہی مطلب حاصل ہوا۔ دوستی ختم ہوگئی اسے محبت نہیں کہا جا سکتا۔ جھوٹی دوستی اور محبت، حقیقتاً محبت نہیں ہوتی بلکہ غرض ہوتی ہے۔ لالچ ہوتا ہے۔

اس کی مثال بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے مصرے میں بیان فرمائی ہے کہ۔ جھوٹی محبت سے کسی کو بھی حقیقتاً کوئی فائدہ نہیں ہوتا جیسے ٹوٹے ہوئے چھپر کے نیچے جو شخص آرام کرنا چاہے تو وہ وہاں کب تک بارش سے بچ سکتا ہے یا ٹوٹا ہوا چھپر کب تک اسے بارش سے بچا سکتا ہے۔ اسی طرح دنیوی مطلب اور غرض کی محبت انسان کو حقیقت میں دکھوں اور تکلیفوں سے نہیں بچا سکتی۔ بلکہ اگر بغور دیکھا جائے تو پہلے سے بھی زیادہ تکلیف اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ بارش تو کچھ دیر بعد رک جائے گی مگر ٹوٹے ہوئے چھپر سے کافی وقت بعد تک پانی گرتا رہے گا جو کہ دکھ اور تکلیف کا سبب بنا رہے گا۔

محبت اور لالچ کا تعلق:

محبت اور لالچ دونوں ایک دوسری کی متضاد ہیں دونوں ایک دوسری کے خلاف ہیں اگر محبت صحیح ہوگی تو وہ لالچ نہیں ہو سکتا اور اگر لالچ نے ڈیرے ڈال لیئے تو پھر وہاں محبت نہیں رہ سکتی۔ جہاں لالچ ہوگا محبت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جیسے دن اور رات آپس میں متضاد ہیں۔ اب غور کیجئے اگر دن ہوا تو پھر اسی وقت رات نہیں ہو سکتی۔ جہاں رات ہوگئی وہاں دن نہیں ہو سکتا۔ دونوں ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ یکجا نہیں ہو سکتے اسی طرح آگ اور پانی ایک دوسرے کے متضاد ہیں یہ دونوں ایک ہی وقت میں یکجا نہیں ہو سکتے۔ یہی حال محبت اور لالچ کا ہے کہ دونوں متضاد ہیں یا محبت ہوگی یا لالچ ہوگا۔ دونوں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ محبت بھی ہے اور لالچ بھی ہے ایسا دعویٰ کرنے والا اپنے دعوے میں جھوٹا ہوگا۔ اس کے دعوے میں سچائی نہیں ہو سکتی۔ جہاں لالچ ہوتا ہے وہاں سچی محبت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جھوٹی محبت ہوگی۔ کیونکہ محبت تو ہر قسم کی غرض اور لالچ سے مبرا ہوتی ہے۔

فائدہ: لالچ اور محبت یکجا نہیں ہو سکتے اس لیے لالچی کے ساتھ محبت کرنا ہزار ہا خرابیوں کا سبب ہوتا ہے لالچی کے ساتھ عشق یا محبت کرنا اسی طرح سمجھ لیجئے کہ جیسے بارش بڑی زوروں سے برسنے لگے۔ ہر طرف سے جل تھل ہو جائے اور آدمی ٹوٹے ہوئے چھپر کے نیچے جا کھڑا ہوا اور امید رکھے کہ اب میں بارش سے محفوظ ہوگیا تو غور تو فرمائیے۔ کیا ایسا شخص بارش سے محفوظ رہ سکتا

marfat.com
Marfat.com

ہے؟اس کا جواب نفی میں ہوگا کہ ایسا شخص بارش سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی دعویٰ کرے بھی تو یہ اس کا دعویٰ جھوٹا ہوگا۔ اس کے دعوے میں کوئی صداقت نہیں۔ بلکہ اگر بغور دیکھا جائے تو ایسا شخص زیادہ مصیبت کا شکار ہوگا۔ یہی حال لالچی سے محبت کرنے کا ہوتا ہے۔

دنیا کی محبت اور اللہ کی محبت:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے کہ بابا صاحب فرماتے ہیں کہ جب دنیا سے محبت ہے تو پھر خدا کی محبت نہیں ہوتی کیونکہ ہر دو محبت کا جمع ہونا صفت متضاد ہے۔ اگر دنیا کی محبت یا حرص ہے تو خدا کی محبت مشکل ہے جیسے کہ ٹوٹا ہوا چھپر بارش کو لحظہ بھر نہیں روک سکتا۔ (دیوان فرید ص ۵۱)

غوث الاعظم محبوب سبحانی کا ارشاد مبارک:

غوث اعظم ،محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تمہارے دل دنیا کی محبت اور حرص میں بیمار ہیں ان کا علاج زہد اور ترک دنیا اور اللہ کی طرف توجہ کر کے کرو، دین کی سلامتی سرمایہ ہے اور نیک عمل منافع ہیں جو چیز سرکشی کرے اس کی طلب چھوڑ دو اور بقدر قناعت پر قناعت کرو۔ عقل مند کسی چیز پر خوشی نہیں مناتا کیونکہ حلال کا حساب اور حرام کا عذاب ہے۔ بہتوں نے حساب اور عذاب کو بھلا رکھا ہے۔ (فتح الربانی فیض سبحانی ص ۱۳۵)

☆ حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی معرفت چاہتے ہو تو اس کی تدبیر اور تقدیر پر راضی ہو جاؤ اور ان میں اپنے نفس، حرص، خواہش اور ارادے کو شریک نہ کرو۔ تندرت جسم والو! عملوں سے فراغت والو! تمہیں کونسی چیز اللہ تعالیٰ سے، محفوظ رکھے گی اگر اس بات کی اپنے دلوں کو اطلاع کرو تو البتہ اور حسرت کھا کر بیدار ہو جاؤ۔

(فتح الربانی فیض سبحانی ص ۱۳۵)

دنیا سے محبت کا نتیجہ:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دنیا سے جس قدر محبت کرے گا اسی قدر آخرت سے دور رہے گا پس مولا اور بندے کے درمیان جو حجاب ہے تو یہی دنیا اور فساد کی جڑ ہے تو یہی دنیا چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طالب الدنیا لایکون بنا للمولٰی۔ دنیا کا طالب مولیٰ کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۴ ص ۱۱۰)

اہل دنیا کا انجام:

حضرت خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن دنیا دار دوزخ میں ڈالے جائیں گے نہ اس واسطے کہ انہوں نے کوئی گناہ کیا ہے بلکہ اس واسطے کہ اہل دنیا اور ان سے محبت کرنے والے ان کی بے عزتی دیکھ لیں اور افسوس کریں۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۴ ص ۱۱۱)

محبت مطلب دی:

جناب ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب فرماتے ہیں کہ جتھے حرص، طمع دی ماری ہوئی محبت ہووے اوہ مطلب دی محبت ہوندی اے جدھے وچ بے غرضی تے خلوص نہیں ... غرض ملاقات تے مطلب دے بغیر

marfat.com
Marfat.com

محبت کرنی تے خدمت دا چاء رکھناں اصل محبت ہُندی اے۔ پر لوبھ لالچ والی جھوٹھی محبت بندے دی غرض ہُندی اے محبت نہیں ہوندی۔ (بول فریدی ص ۲۷)

فائدہ: یہ امر مسلمہ ہے کہ محبت وہی جو بے غرض ہوتی۔ اغراض و مقاصد میں لپٹی ہوئی محبت دراصل محبت ہوتی ہی نہیں بلکہ اسے غرض کہہ سکتے ہیں بلکہ اگر غور و فکر اور تدبر سے ذرا بھی کام لیا جائے تو ایسی محبت محبت ہی نہیں ہوتی بلکہ نفرت ہوتی ہے محض غرض کی بنا پر لفظ محبت زبان پہ لائی ہوتی ہے۔

معاشرتی بگاڑ:

رشوت لے کر کسی کام کا کر دینا۔ گویا پیسے دینے والے کو بھی ایک نوعیت کی بظاہر محبت نظر آ رہی ہے کہ بڑی تنگیاں، تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھا کر حاصل کی جانے والی دولت چند لمحوں میں رشوت خور کے ہاتھ تھما دینا جو کہ کئی سالوں میں بھی کمانا مشکل ہوتی ہے۔ اسے واقعتاً محبت کہہ سکتے ہیں یا طمع یا لالچ؟ چور، ڈاکو وغیرہ سے اس لیئے محبت جتلائے رہنا کہ اس کے بداثرات سے بچ جائے یا اس کا چوری اور ڈکیتی کا مال اسباب میں سے حصے دار بن سکے۔ یہ محبت ہے یا غرض ہے۔ ہمارا معاشرہ اکثر ایسی ہی محبت کے سبب بگاڑ میں مبتلا ہو چکا ہے کہ ہر ایک اپنی ہی غرض کا غلام بنا ہوا ہے۔ کسی کو کسی سے سچی محبت نہیں۔ ہمارے معاشرے میں بے سکونی، دنگا فساد، قتل و غارت، خون خرابہ، ہمہ وقت تناؤ کا شکار رہنا، ہزار ہا قسم کی نفسیاتی اور جسمانی تکالیف کا سبب اسی اغراض و مقاصد کی محبت کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے۔ ظلم کی سولی پہ انسانوں کو لٹکایا جا رہا ہے۔ انسانیت منہ چھپائے آہیں اور سسکیاں بھر رہی ہے۔ انسانیت کو مجبور کیا جا رہا ہے۔ انسان انسانیت سوز امور سرانجام دے کر انسان کو دکھی کر کے فتح کے ڈنکے بجاتا نظر آ رہا ہے ایک طرف سے اسی کے شکار انسان رو رہے ہیں چلا رہے ہیں آہیں بھر رہے ہیں آنسو بہا رہے ہیں ان کے آنسو پوچھنے والا کوئی نہیں دوسری طرف خوشیاں منا رہے ہیں یہ سب بگاڑ اسی جھوٹی محبت کے ثمرات ہیں۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرما رہے ہیں کہ:

جس محبت میں لوبھ، لالچ، غرض اور مقاصد پائے جاتے ہیں وہ محبت دراصل محبت نہیں ہے بلکہ اسے محبت کے نام سے موسوم کرنا ہی لفظ محبت کی رسوائی ہے۔ یہ محبت نہیں غرض ہے یہ محبت نہیں لالچ ہے۔ بلکہ جھوٹ ہے فریب ہے دھوکہ ہے لہٰذا ایسی دوستی اور محبت سے دور بھاگنا چاہیئے اس کی مثال یوں سمجھیئے کہ ٹوٹا ہوا چھپر کب تک بارش کے سامنے سینہ سپر ہو کر بارش سے حفاظت کر سکتا ہے اسی طرح جھوٹے حکمران اپنی حکمرانی کب تک قائم رکھ سکتے ہیں، جھوٹی تہذیب کب تک ہمارے سروں پر راج قائم رکھ سکتی ہے۔ جھوٹ کب تک سچ کا منہ چڑھا سکتا ہے۔ جھوٹی رام کہانی کب تک اپنا سچ قائم رکھ سکتی ہے۔ جھوٹا انانیت کا دیو کب تک اپنا بھرم قائم رکھ سکتا ہے۔ جھوٹی محبت کب تک قائم رہ سکتی ہے۔

جھوٹ فریب، دنگا فساد، لالچ، منافقت وغیرہ جیسی گندی صفات ہمیشہ اپنا اثر قائم نہیں رکھ سکتیں۔ اسی طرح ظالموں کا ظلم آخر ختم ہونے ہی والا ہے۔ کب تک یہ قائم رہ سکتے ہیں اس لیئے اسے ترک کر دیا جائے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا جنگل جنگل کیا بھویں، وَن کنڈا موڑیں
وَسّی رَبّ ہیالیے ، جنگل کیا ڈھونڈیں

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید!۔ ★ جنگل درختوں کی کثرت کا مقام، صحرا، بنجر اور ویران جگہ، چراگاہ۔ ★ بھنویں: (بھون یعنی گھومنا پھرنا)۔ ★ وَن: ایک خاص جنگلی درخت، پیلو کا درخت۔ ★ کنڈا: کانٹا، موڑیں موڑنا مصدر سے بمعنی پاؤں تلے روندنا۔ ★ وَسی: بستا ہے، رہتا ہے۔ ★ رَب: پالنے والا، پروردگار، مالک، خدائے تعالیٰ ★ ہیالیے یہ لفظ معارف فریدیہ ص ۹۷ میں حیا لیئے لکھا ہوا ہے یعنی حول اور حیال ایک ہی چیز ہے آس پاس اردگرد (معارف فریدیہ ص ۹۷)

جبکہ Baba Fareed Shakar Ganj

حیات و تعلیمات اور کلام بابا فرید مرتب خالد پرویز ملک میں ہیالیئے ہے۔ دیوانِ فرید از مخدوم ابرار احمد خان گیلانی ص ۵۱ میں ہی آلیئے۔ کلام بابا فرید گنج شکر از پروفیسر محمد یونس حسرت میں ہیا لیئے۔ بول فریدی میں ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے ہی آلیئے لکھا ہے تیرے نال ای کے معنی میں یعنی تیرے ساتھ ہی یا تیرے پاس ہی تیرے قریب ہی کے معنی ہیں جبکہ حالیئے کا معنی بنتا ہے اردگرد آس پاس ہئی آلیئے یعنی آلے دوالے ہئی یعنی اردگرد ہے۔ آس پاس ہے۔ قرہب ہی ہے۔ ہیا لیئے۔ ہئی آلیئے ہی ہے۔ پس واضح ہوا کہ زیادہ تر کتب میں ہیالیئے ہی لکھا گیا ہے یا اسی سے قریب قریب معمولی سے لفظی فرق سے لکھا گیا ہے بہر حال مفہوم تقریباً ایک جیسا ہی بنتا ہے۔ ہیالیئے بمعنی دل میں قرآن پاک کا مفہوم بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی کا مفہوم مبارک بھی ہے کہ ہم تو انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ ہیالیئے ہی زیادہ قرین قیاس صحیح محسوس ہوتا ہے اللہ اعلم بالصواب ڈھونڈیں۔ تلاش کرتا ہے، ڈھونڈتا ہے۔

خلاصہ مطلب:

اے فرید! اللہ تعالیٰ کی تلاش میں جنگل جنگل کیوں گھومتا پھر رہا ہے وَن اور کانٹوں پہ چلتے چلتے انہیں بھی لتھاڑتا پھر رہا ہے اور اپنے پاؤں بھی بلاوجہ زخمی کرتا پھر رہا ہے تو غور و فکر سے کام لے اللہ تعالیٰ تو تیرے اپنے دل میں بستا ہے تو اللہ تعالیٰ کو جنگلوں میں کیوں تلاش کرتا پھر رہا ہے۔

مطلب:

اے فرید! اپنے رب کی تلاش میں تو جنگلوں میں پھر رہا ہے۔ مقصد صرف اتنا ہے کہ تو اپنے مالک و خالق کی تلاش میں نکلا ہے اس سلسلے میں ہر قسم کے دکھ اور تکالیف برداشت کرتا پھر رہا ہے۔ ایک جنگل مکمل ہوا دوسرا جنگل شروع ہو گیا۔ جنگل کے کانٹے روندتا پھر رہا ہے۔ حالانکہ غور و فکر سے کام لے۔ کہ رب تو تیرے پاس ہے۔ تیری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ تو اسے جنگل جنگل ڈھونڈنے میں خواہ مخواہ تکلیفیں اٹھاتا پھر رہا ہے اگر اسے تلاش کرنا چاہتا ہے تو اپنے من میں تلاش کر۔

؎ اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی

marfat.com
Marfat.com

اللہ شاہ رگ سے بھی قریب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قرب کے متعلق بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جب یہ ایک حقیقت ہے تو پھر تو اس مالک کو جنگلوں میں کیوں تلاش کر رہا ہے جب وہ ہے تیرے اپنے وجود میں تو تجھے باہر تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسے اپنے اندر تلاش کر۔ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

مسجد ڈھاہ دے مندر ڈھاہ دے تے ڈھاہ دے جو کچھ ڈھیندا
اک بندے دا دل نہ ڈھاویں، رب دلاں وچہ رہندا

رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ:

﴿وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد﴾

اور ہم بہت قریب ہیں اس کی طرف شہ رگ سے۔

حدیث قدسی:

﴿قَلْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَرْشُ اللّٰه تَعَالٰى﴾

مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ (اردو ترجمہ محک الفقر کلاں ص ۱۳۶)

جس دل اسم اللہ دا چمکے عشق بھی کردا ہلّے ھو
بھار کستوری دے چھپدے ناہیں بھانویں دے رکھیئے سے پلّے ھو
انگلیں پچھے دینہہ ناہیں چھپدے، دریا نہیں رہندے ٹھلّے ھو
اسیں او سے وچ اوہ اساں وچ باھو یاراں یار سوتے ھو

(ابیات باھو ص ۲۸۴)

دل دریا سمندروں ڈونگھے، کون دلاں دیاں جانے ھو
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونجھ موہانے ھو
چوداں طبق دل دے اندر، جتھے عشق تمبو ونج تانے ھو
جو دل دا محرم ہووے باھو سوئی رب پچھانے ھو

(ابیات باھو ص ۲۹۷)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ: پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب نے لکھا ہے کہ۔ شیخ الاسلام فریدالدین والحق قدس اللہ سرہ العزیز رسالہ گنج الاسرار میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل فرمایا ہے کہ:

﴿لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعی قلب عبدالمؤمن﴾

میری سمائی کے لیے میری زمین اور میرے آسمان کی وسعت کافی نہیں البتہ میرے مومن بندے کا دل میرے سمانے کے لیے کافی ہے۔

اس کا مقصد مومن بندے کے دل کی وسعت جتانا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آسمان و زمین میں اتنی فراخی نہیں ہے جتنی کہ بندۂ مومن کے دل میں ہے۔

فائدہ: اسی لیے بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ اگر حق تعالیٰ کی تلاش ہے بس اِدھر اُدھر رب کو تلاش نہ کرتا پھر کہیں سے بھی نہ ملے گا صرف بندہ مومن کا دل ہی وہ مقام ہے جو جلوۂ حق کا مقام ہے۔ اگر تلاش کرنا چاہتا ہے تو اپنے ہی دل میں اسے تلاش کر لے۔

-----☆☆☆-----

فریدا اِیہنیں نِکّی جنگھییں، تھل ڈُونگر بھویوم　　　اج فریدے کوزڑا، سَے کوہاں تھیویوم

حل لغات:

★ ایہنیں: اِنہاں، انہی۔ ★ نِکّی: چھوٹی چھوٹی، باریک، پتلی ★ جنگھییں جمع ہے اس کا واحد ہے، جنگھ، جنگھ کا معنی ہے ایک ٹانگ (معارف فریدیہ) جنگھیں بمعنی ٹانگیں۔ ★ تھل: صحرا، خشک زمین، جگہ، اونچی زمین۔ ★ ریگستان: دریائے جہلم اور اٹک کا درمیانی ریگستان۔ ★ ڈونگر: پہاڑ، پہاڑی علاقہ۔ ★ بھویوم: گھومتا پھرا معارف فریدیہ ص ۹۸ بھنواِم لکھا ہوا ہے مگر دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ ★ اَج: آج۔ ★ کوزڑا: چھوٹا سا کوزہ، مٹی کا برتن یا لوٹا جس سے وضو کیا جاتا ہے، ڈونگا، آبخورہ، پانی پینے کا چھوٹا سا مٹی کا بنا ہوا برتن، بعض کتب میں یہ لفظ کوجڑا لکھا ہوا ہے یہ لفظ کوجا یعنی کُجا یعنی چھوٹا سا ڈولا نما برتن اور کوزڑا لفظ کوزہ سے کوزڑا۔ معنی و مفہوم ایک ہی ہے۔ ★ سَے: سینکڑوں۔ ★ کوہاں: یہ لفظ جمع ہے اس کا واحد ہے کوہ، جسے اردو میں کوس کہا جاتا ہے یعنی ایک حد معینہ۔ کوہ تقریباً دو میل کا ایک کوہ ہوتا ہے۔ مراد سو کئی سو میل دور۔ ★ تھیویوم مجھ سے ہو گیا ہے یعنی پاس پڑا ہوا کوزہ بھی سو کوس دور پڑا ہوا معلوم ہوتا ہے تھیون سے یعنی ہونا ہے۔

ان چھوٹی چھوٹی ٹانگوں کے ساتھ ریگستان اور پہاڑی علاقے گھومتا پھرتا رہا ہوں کوئی تھکاوٹ محسوس نہ ہوتی تھی۔ لیکن آج بڑھاپے کی وجہ سے میرا حال یہ ہو چکا ہے۔ کہ اے فرید! قریب پڑا وضو کرنے والا کوزہ یعنی لوٹا بھی مجھے سینکڑوں میلوں دور معلوم ہوتا ہے۔

مطلب:

میں اپنی ان چھوٹی چھوٹی ٹانگوں ... صحرا ... پہاڑ ... چلتا پھرتا رہا۔ ایک وہ وقت بھی تھا کہ مجھے

marfat.com

Marfat.com

محسوس ہی نہ ہوتا تھا۔ تھکاوٹ کا نام تک نہ ہوتا تھا وہ جوانی کا دور تھا۔ مگر آج وہ جوانی کا دور گزر گیا۔ وقت ایک سا نہیں رہتا یہ ایک اٹل حقیقت ہے اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ آج ایسا وقت آ گیا ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے اتنی کمزوری لاحق ہو گئی ہے کہ اے فرید! پاس پڑا ہوا لوٹا بھی مجھے سینکڑوں میل دور پڑا ہوا لگتا ہے۔ ہمت ہی جواب دے گئی ہے بے ہمتی کی انتہا ہو گئی ہے۔

گویا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ ہر حال میں وقت کو غنیمت جان! تندرستی کو غنیمت جان۔ بیماری آنے سے پہلے تندرستی کی قدر پہچان بڑھاپے سے قبل جوانی کو پہچان۔ اس کی قدر کرنا سیکھ۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کو مختلف ادوار میں منقسم فرمایا ہے اور ہر دور کے تقاضے کے مطابق انسان کے لیے احکام نازل کیئے گئے۔ مثلاً شیر خوار بچہ، بچپن، لڑکپن، نوجوانی، جوانی، ادھیڑ عمری، بڑھاپا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے چاند کی منزلوں کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴾ (سورۃ یونس آیت ۵)

وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا بنایا اور اس کے لیے منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جانو۔ اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق۔ نشانیاں مفصل بیان فرماتا ہے علم والوں کے لیے۔ (کنزالایمان)

﴿ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝ ﴾

بے شک رات اور دن کا بدلتے آنا اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان میں نشانیاں ہیں ڈر والوں کے لیے۔ (کنزالایمان)

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ﴾

(پ ۱۱ سورۃ یونس ۶ تا ۸)

بے شک وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اس پر مطمئن ہو گئے اور وہ جو ہماری آیتوں سے غفلت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے بدلہ ان کی کمائی کا۔ (کنزالایمان)

فائدہ: ان آیات میں سورج اور چاند کی روشنی، وقت کا تصور، دن رات کا بدلنا زمین و آسمان میں خاص نشانیوں کا پایا جانا، زمین و آسمان کی مخلوقات میں پا... عجائبات کی ... گیا ہے کہ اگر آدمی علم بھی رکھتا ہو اور

marfat.com
Marfat.com

اسے احساسِ ذمہ داری بھی ہو یہ حقیقت کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ ان سب چیزوں کو بنانے والا اللہ ہے۔ دن رات کے بدلنے سے اور چاند کی مختلف منزلیں واضح کرتی ہیں کہ یہ سب کچھ عبث نہیں پیدا کیا گیا اس میں اللہ تعالیٰ حکمتیں ہے۔ یہ سب کچھ واضح کر رہا ہے کہ یہ سب نظام چلانے والا اللہ ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔

فائدہ: اسی طرح انسان میں بچپن، لڑکپن، نو جوانی، جوانی، ادھیڑ عمری اور بڑھاپا یہ محض بائی چانس نہیں آ جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے یہ سب کچھ ہوتا ہے ہر حالت انسان کے لیے کوئی نہ کوئی خاص پیغام لاتی ہے۔ بڑھاپا انسان کے لیے یہ پیغام لاتا ہے کہ اب چلو چلی کا وقت ہے نہ جانے کس وقت کہاں اور کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے اس شعر میں بڑھاپے کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

جوانی اور بڑھاپے کا فرق:

اس شعر میں جوانی دیوانی اور بڑھاپے کا فرق بیان کیا گیا ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کے درمیان بہت فرق ہوتا ہے۔

- ✯ جوانی کے دنوں میں آدمی میں ہمت و جرأت ہوتی ہے بڑھاپے میں ہمت و جرأت جواب دے جاتی ہے۔
- ✯ جوانی کے دنوں میں بندہ کام کرتے کرتے نہیں تھکتا جبکہ بڑھاپے میں معمولی سے کام سے بھی تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔
- ✯ جوانی کے ایام میں بندہ حوصلہ مندی سے کام لیتے ہوئے مشکل سے مشکل کام بھی آسانی سے کر لیتا ہے جبکہ بڑھاپے کے ایام میں بندے کے لیے آسان کام کرنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔
- ✯ جوانی کے لیل و نہار میں ہر آنے والی گھڑی ترقی کی جانب قدم آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں جبکہ بڑھاپے میں ایک جگہ پہ قائم رہنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔
- ✯ چھوٹی چھوٹی ٹانگوں کے ذریعے کئی کئی میل سفر کرنا محض ایک کھیل کود کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ بڑھاپا کے دوران سفر کرنا انتہائی مشکل کام ہوتا ہے۔
- ✯ دل و دماغ جوانی کے ایام میں نہایت چاک و چوبند ہوتے ہیں۔ بڑھاپے کے دوران دل و دماغ ماؤف ہو جاتے ہیں۔
- ✯ جوانی کے ایام میں میلوں دور کی چیز ایسے ہی معلوم ہوتی ہے کہ پاس ہی پڑی ہے جبکہ بڑھاپے کے دوران جسمانی عجیب کیفیت ہو جاتی ہے کہ پاس پڑی ہوئی چیز بھی ایسے محسوس ہوتی ہے جیسے سینکڑوں میل دور پڑی ہے۔
- ✯ بہر حال جوانی اور بڑھاپے میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔ اسی لیئے کہا جاتا ہے کہ موت سے قبل زندگی کو غنیمت جان، بڑھاپے سے قبل جوانی کو غنیمت جان، بیماری سے قبل تندرستی کو غنیمت جان، دکھوں سے قبل سکھوں کو غنیمت جان۔

پانچ باتوں کو غنیمت جانیئے

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو بطریق نصیحت فرمایا کہ پانچ باتوں

marfat.com
Marfat.com

کو پانچ باتوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔

(1) اپنے شباب کو بڑھاپے سے پہلے۔

(2) اپنی صحت کو بیماری سے پہلے۔

(3) اپنی فراغت کو معروفیت سے پہلے۔

(4) اپنی امارت کو غربت سے پہلے۔

(5) اپنی حیات کو موت سے پہلے۔

بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ باتوں میں کثیر علم جمع فرمایا ہے، بے شک آدمی جو عمل جوانی کے عالم میں کرسکتا ہے۔ بڑھاپے میں اس کی قدرت نہیں رکھتا، کیونکہ جوانی میں اگر معصیت کی عادت پڑ جائے تو بڑھاپے میں وہ اس کو چھوڑنے پر قدرت نہیں رکھتا اس لیے جوان کو چاہیے کہ وہ جوانی میں ہی اچھے اعمال کی عادت ڈال لے تا کہ بڑھاپے میں نیک عمل اس کے لیے آسان ہو جائے نیز آپ کا یہ فرمانا کہ صحت کو بیماری سے پہلے غنیمت اس لیے کہ صحت منداپنے مال و جان کو کام میں لاسکتا ہے تو صحت مند کو چاہیے کہ وہ اپنی تندرستی کو غنیمت سمجھے اور اپنے مال اور بدن کو اعمال صالحہ میں لگائے کیونکہ بیماری کی صورت میں وہ بدنی طاعات میں کمزور ہو جائے گا اور اس کے ہاتھ میں مال ایک تہائی رہ جائے گا، اسی طرح معروفیت سے پہلے فراغت کا مفہوم یہ ہے کہ رات کو وہ فارغ ہوتا ہے جبکہ دن میں معروف تو بہتر ہے کہ وہ رات کو فراغت کی حالت میں نماز پڑھے اور دن کی معروفیت میں بالخصوص سردیوں میں روزے رکھے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ سردیاں مؤمن کے لیے غنیمت ہیں اس لیے کہ سردیوں میں راتیں لمبی ہوتی ہیں جن میں وہ قیام کرتا ہے اور دن چھوٹے ہوتے ہیں جن میں وہ روزے رکھتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رات بہت لمبی ہے اسے سو کر چھوٹا نہ کرو اور دن روشن ہے اس کو اپنے گناہوں سے تاریک نہ کرو نیز فقیری سے پہلے امیری کو غنیمت سمجھو یعنی اللہ تعالیٰ نے جو تجھے روزی عطا کی ہے اس پر راضی ہو اور اسے غنیمت جان لے اور لوگوں کے مال کی طرف طمع نہ کر، آپ کا یہ فرمان کہ زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جان کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی جب تک زندہ ہے تو وہ عمل پر قدرت رکھتا ہے لیکن جب مرجاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں پس مؤمن کے لیے ضروری ہے کہ وہ فانی ایام حیات کو ضائع نہ کرے اور زندگی کے باقی دنوں کو غنیمت جانے یہ دانا کا قول ہے فارسی میں ایک دانا کا قول ہے کہ جس نے بچپن کھیل کود میں، جوانی مستی میں اور بڑھاپا سستی میں گذار دیا تو اس نے خدا پرستی کب کی؟ یعنی بچپن کے ساتھ کھیل میں جوانی غفلت اور لہو لہب میں اور بڑھاپا کمزوری میں گذار دیا، موت کے بعد عمل یعنی عبادت ختم ہو۔ اس کے لیے زندگی میں لعنت کی جاتی ہے، پس ملک الموت کی آمد کے لیے تیار رہو اور اسے ہر وقت یاد رکھو کیونکہ وہ تجھ سے کبھی غافل نہیں ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۳۷)

بڑھاپا:

بڑھاپے کی عمر دراصل ایک ایسے روگ کی حیثیت رکھتی ہے کہ انسان نے اتنا تکلیف دہ دور اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا ہوتا جتنا تکلیف دہ دور بڑھاپے کا ہوتا ہے۔ اس شعر کی شرح عبدالقیوم قریشی نے یوں بیان کیا ہے کہ جوانی وچ تے اسیں ایہناں

marfat.com
Marfat.com

چھوٹیاں چھوٹیاں لتاں نال دور نزدیک آندے جاندے آں جنگل پھرے پہاڑاں تے چڑھدے آں۔ پر بڑھاپا وی کیہ عمراے۔ پئی کمزوری پاروں لاگے پئی ہوئی شے وی چکن جوگا نہیں ہوندا تے ایس طرحاں لگدا اے پئی ایہ کافی دور پئی اے۔ اصل وچ بابا جی آکھدے نیں کہ ہر بندہ سوچدا اے پئی جوانی وچ کھاپی لواں تے عیش عشرت کرلواں تے بڈھے وارے اللہ اللہ کرلواں گے تے لوکاں دی خدمت کرلواں گے جو کہ حقیقت وچ اوہ عمر نکمی تے بیکار ہوندی اے۔ کیوں جے بندہ اپنے جوگا وی نہیں ہوندا اسگوں ہر کم لئی کوئی نہ کوئی آسرا بھالدا اے۔ ایس لئی اوہنے کیہ عبادت کرنی تے کیہ لوکاں دی خدمت کرنی ہوندی اے ایس لئی بندے نوں ہر ویلے سوہنے رب نوں یاد کرنا چاہی دا اے۔ (پنجابی کلاسیکی شاعری ص ۱۳۲۔۱۳۱)

فائدہ: بوڑھوں کے لیے یہ شعر درسِ عبرت ہے، جوانوں کے لیے راہ عمل کہ اے بوڑھے انسانو! اپنا بچپن دیکھو، پھر جوانی کے ایام دیکھو! پھر اب موجودہ حالت پہ غور وفکر کرو۔ اب زندگی کی شام ہو چکی ہے کسی وقت بھی موت کا حادثہ درپیش ہو سکتا ہے ایک ایک لحہ کو غنیمت جانتے ہوئے ضائع ہونے سے بچانے کی فکر کر۔ اور ہمہ وقت موت کی تیاری میں زندگی کے بقیہ لحات گزار۔

موت کی تیاری کی فضیلت

نادر علم:

حضرت عبداللہ بن مسور ہاشمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری حاضری کا مقصد یہ ہے کہ مجھے کوئی نادر علم سکھائیں آپ نے فرمایا کہ تو نے رأس العلم کے متعلق کیا کیا؟ اس نے کہا یہ رأس العلم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تو نے اللہ جل جلالہٗ کو پہچان لیا ہے اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے موت کو جانا ہے؟ کہا ہاں آپ نے فرمایا پھر موت کے لیے کیا تیاری کی ہے اس نے کہا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ آپ نے فرمایا جاؤ پہلے انہیں پر پختہ رہو، پھر آنا، میں تجھے نادر علم سکھاؤں گا، جب وہ شخص کئی سالوں بعد آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اپنا ہاتھ دل پر رکھ کر جو چیز تمہیں پسند نہیں ہوگی وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بھی ناپسند کرو گے اور جو چیز اپنے لیے پسند کرو گے وہی اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے پسند کرو گے یہی نادر علم ہے۔ بے شک موت کی تیاری رأس العلم سے بہتر یہ ہے کہ اس کی تیاری میں مشغول ہو جاؤ دل میں اسلام کے داخلے کی علامت انہی عبداللہ بن مسور ہاشمی سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعل صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾

پس جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کی گمراہی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے سینے کو تنگ فرما دیتا ہے'' پھر فرمایا جب نور اسلام دل میں داخل ہو جاتا ہے تو اس میں فراخی و کشائش پیدا ہو جاتی ہے، عرض کیا گیا، کیا اس کی کوئی علامت ہے؟ ... بیزاری، اور دار خلد کے ساتھ وابستگی

marfat.com
Marfat.com

اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری۔ (تنبیہ الغافلین ص ۳۶ ج اول)

-----☆☆☆-----

فریدا راتیں وَڈیاں دُھکھ دُھکھ اُٹھن پاس
دِھرگ تِنہاں دا جیونا ، جِنہاں وِڈانی آس

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ راتیں: رات کی جمع۔ ★ وَڈیاں: بڑی لمبی۔ ★ راتیں وڈیاں: بڑی اور لمبی لمبی راتیں۔ ★ دُھکھ اُٹھن: دکھنے لگتے ہیں، درد کرنے لگتے ہیں، سوئے سوئے جسم میں گرمی کے باعث آگ کی تپش کی وجہ سے سکون ملنے کی بجائے تکلیف ہونے لگتی ہے۔ ★ پاس: بمعنی پاسے، پہلو۔ ★ دھرگ: لعنت، پھٹکار، دُھر دُھر، دُھتکارنا۔ بُرا بھلا کہنا: دور بھگاتے رہنا۔ ★ تنہاں دا: ان کا۔ ★ جیونا: جینا، زندہ رہنا۔ ★ جنہاں: جنہوں نے، جن لوگوں نے۔ ★ وِڈائی: بیگانی، پرائی، کسی اور کی، غیر کی۔ ★ آس: امید، خواہش، آرزو، بھروسہ، سہارا احتیاجی۔

اے فرید! اب راتیں بڑی لمبی ہیں سوتے سوتے تھکاوٹ ہو جاتی ہے اور اس تھکاوٹ کے سبب پہلو گرمی کے سبب جل اُٹھتے ہیں۔ اس وجہ سے نیند بھی نہیں آتی۔ بے چینی سے کروٹیں بدلتے رات گزارنی مشکل ہو جاتی ہے۔ افسوس ان لوگوں پر کہ جو خود ہمت سے کام نہیں لیتے جو دوسروں کی مدد کے سہارے کی آس لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔

مطلب:

اے فرید! اب ساری رات سونے میں گزرتی ہے۔ سوتے سوتے پہلوؤں میں درد ہونے لگتا ہے اتنی بڑی راتیں ہیں کہ محض سو سو کر گزارنا بھی مشکل ہو جاتا ہے اتنی بڑی بڑی راتیں کیوں ضائع کرتا ہے۔ غفلت کو ترک کر۔ اُٹھ اور اپنے خالق و مالک کی یاد میں کچھ وقت صرف کر لے کیونکہ بابا بلھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ:

اُٹھ جاگ گھر اڑے مار نئیں
ایہہ سون تیرے درکار نہیں

بہر حال بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں کچھ وقت گزار محض اوروں کی آس پہ نہ رہ۔ ان کی زندگی پہ لعنت ہے جن کا جینا محض دوسروں کے سہارے ہوتا ہے جو محض دوسروں کے سہارے پہ جیتے ہیں۔

فائدہ: گویا آپ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اب راتیں اتنی بڑی ہوتی ہیں کہ سوتے سوتے گرمی کی وجہ سے جسم جلنے لگتا ہے، جسم میں درد اور تکلیف پیدا ہو جاتی ہے فضول اور تکلیف میں مبتلا ہو کر بقیہ وقت گزارنے کی بجائے کیوں نہ یہ وقت اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر یہ گزارا جائے جس سے جسم کو بھی سکون ہوگا روح کو بھی روحانی غذا حاصل ہوگی۔ اس لیئے نماز تہجد ادا کی جائے۔ اب ذرا نماز تہجد کے فضائل پہ مبنی چند احادیث اور مسائل ملاحظہ فرمایئے۔

پچھلی رات:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر مبارک کا ایک مطلب یہ ہے کہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! راتیں اب تو اتنی بڑی ہیں کہ سوتے سوتے جسم د[illegible] تکلیف کا سبب ہے اس لیے اٹھنے کو

marfat.com
Marfat.com

جی چاہتا ہے۔ وہ وقت تقریباً پچھلی رات کا ہوتا ہے۔ پچھلی رات اللہ تعالیٰ کی رحمت کا وقت ہے کہ اس وقت اللہ کی رحمت انسان کو پکارتی ہے کہ ہے کوئی اللہ تعالیٰ کے انعامات حاصل کرنے کی خواہش رکھنے والا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے انعامات سے نوازا جائے۔ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کا وقت ہے تو اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیے اس کی عبادت میں مشغولیت اختیار کرنی چاہیے۔ مگر افسوس ان لوگوں کی زندگی پر جو یہ وقت بھی ضائع کر بیٹھے ہیں۔ ان کی زندگی پر لعنت ہے جو سوائے خدا کے دوسرے کی امید پہ زندہ رہتے ہیں۔ خالق و مالک پہ توکل نہیں کرتے۔

قیام اللیل کی فضیلت:

﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ○ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ؕ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ؕ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ؕ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ○﴾ (سورۃ مزمل آیت نمبر 1 تا 9 پ 29)

(ترجمہ کنزالایمان) اے جھرمٹ مارنے والے۔ رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔ بے شک رات کا اٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے۔ بیشک دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔ وہ پورب کا رب اور پچھم کا رب اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔

فائدہ: تھوڑا حصہ آرام کے لیے ہو باقی شب عبادت کے لیے گزاریے۔ اب وہ باقی کتنی ہی ہو اس کی تفصیل آگے ارشاد فرمائی۔ (خزائن العرفان) آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ خواہ قیام نصف شب سے کم ہو یا اس سے زیادہ ہو (بیضاوی) مراد اس قیام سے تہجد ہے جو ابتدائے اسلام میں واجب و بقولے فرض تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب شب کو قیام فرماتے اور لوگ نہ جانتے کہ تہائی رات یا آدھی یا دو تہائی رات کب ہوئی تو وہ تمام شب قیام میں رہتے اور صبح تک نمازیں پڑھتے اس اندیشہ سے کہ قیام قدر واجب سے کم نہ ہو جائے۔ یہاں تک کہ ان حضرات کے پاؤں سوج جاتے تھے پھر یہ حکم ایک سال کے بعد منسوخ ہوا۔ اس کا ناسخ بھی اسی سورت میں ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ (تفسیر خزائن العرفان)

قیام لیل کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَةِ رَاْسِ اَحَدِكُمْ بِاللَّیْلِ بِحَبْلٍ فِیْهِ ثَلَاثُ عُقَدٍ

marfat.com
Marfat.com

فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰہَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاِذَا قَامَ فَتَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ اِنْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ کُلُّھَا فَیُصْبِحُ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ قَدْ اَصَابَ خَیْرًا وَاِنْ لَمْ یَفْعَلْ اَصْبَحَ کَلًّا خَبِیْثَ النَّفْسِ لَمْ یُصِبْ خَیْرًا ﴾

شیطان رات کو ہر ایک کے سر پر تین گرہیں لگاتا ہے۔ اگر وہ جاگ کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے تو آدمی صبح تو فرحاں و شاداں اٹھتا ہے اور بھلائی حاصل کرتا ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو سست اور خبیث النفس ہو کر اٹھتا ہے اور کسی بھلائی کو حاصل نہیں کرنے پاتا۔ (سنن ابن ماجہ شریف ماجاء فی قیام اللیل حدیث نمبر ۱۳۸۵)

چہرے کی نورانیت:

﴿مَنْ کَثُرَتْ صَلٰوتُہٗ بِاللَّیْلِ حَسُنَ وَجْھُہٗ بِالنَّھَارِ ﴾

جس کی نمازیں رات کو زیادہ ہوتی ہیں اس کا دن میں چہرہ روشن ہو جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی قیام اللیل حدیث نمبر ۱۳۸۹)

جنت میں سلامتی سے داخلہ:

حضرت عبداللہ بن سلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب مدینہ میں ورود مسعود ہوا تو لوگ آپ کے پاس گئے میں بھی آپ کی زیارت کے لیے گیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں۔ آپ نے سب سے پہلے یہ کلام فرمایا کہ اے لوگو! ہر ایک کو سلام کیا کرو، کھانا کھلایا کرو۔ رات کو جب لوگ سوتے ہوں تو نمازیں پڑھا کرو تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ تو سلامتی سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ شریف ماجاء فی قیام اللیل)

گھر والوں کو جگانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب آدمی رات کو اپنی زوجہ کو جگاتا ہے اور دونوں دو رکعت (نماز تہجد) پڑھتے ہیں۔

کُتِبَا مِنَ الذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرَاتِ۔

تو انہیں اللہ تعالیٰ کے ذاکرین میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ شریف ماجاء فی قیام اللیل حدیث نمبر ۱۳۹۱)

قیامت کے دن مفلسی کا سبب:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی والدہ محترمہ نے ان سے فرمایا اے سلیمان! رات کو زیادہ نہ سویا کرو کیونکہ زیادہ سونا تمہیں قیامت کے دن مفلس بنا دے گا۔ (سنن ابن ماجہ شریف باب ماجاء فی قیام اللیل)

marfat.com
Marfat.com

رات کے قیام کی تاکید:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ﴾

اے عبداللہ! فلاں کی طرح نہ ہو جانا جو رات کو قیام کیا کرتا تھا پھر اس نے چھوڑ دیا۔

(سنن ابن ماجہ شریف ماجاء فی قیام اللیل)

شب بیداری کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے جب کوئی شخص سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگاتا ہے۔ ہر ایک گرہ پہ یہ جماتا ہے کہ ابھی بہت رات باقی ہے (ابھی اور سوتے رہو) پس اگر وہ شخص جاگ جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور پھر اگر وہ وضو کر لے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز میں مشغول ہو جائے تو تیسری گرہ (بھی) کھل جاتی ہے جب صبح ہو جاتی ہے تو انسان ہشاش بشاش اور چاک و چوبند ہو کر اٹھتا ہے۔ ورنہ بدمزاج اور سست ہو کر اٹھتا ہے۔ (ابوداؤد شریف ابواب قیام اللیل جلد اول)

رات کی نماز نہ چھوڑو:

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُهُ وَكَانَ إِذَا مَرِضَ أَوْ كَسِلَ صَلَّى قَاعِدًا﴾

رات کی نماز نہ چھوڑ۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو ناغہ نہیں کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مریض یا سست ہو جاتے تو اس نماز کو بیٹھ کر ادا فرماتے۔ (ابوداؤد شریف ابواب قیام اللیل جلد اول حدیث نمبر ۱۲۹۳)

سونا صدقہ:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ رات کو نماز پڑھتا ہو پھر کسی رات اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے مگر اس کے لیے (ناغہ شدہ) رات کا بھی اجر لکھا جائے گا۔ اور اس کا سونا صدقہ ہوگا۔

رات کا وظیفہ رہ جائے تو پھر کیا کرے:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنا ورد اور وظیفہ بغیر پڑھے سو جائے تو صبح کو بیدار ہو تو اس کو فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو (اس کے نامہ اعمال میں) اسی طرح لکھا جائے گا جیسے اس نے (مقررہ وظیفہ وغیرہ) رات کو پڑھ لیا ہو۔

marfat.com
Marfat.com

رحمتِ حق کا متوجہ ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلٰى سَمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِىْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْاَلُنِىْ فَاُعْطِيَهٗ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِىْ فَاَغْفِرَ لَهٗ﴾ (سنن ابوداؤد جلد اوّل۔ ابواب قیام اللیل حدیث نمبر ۱۳۰۱)

جب رات کی آخری تہائی رہ جاتی ہے تو ہمارا پروردگار (عرش سے) آسمانِ دنیا پر جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ مجھ سے کون شخص دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ مجھ سے کون (مراد) مانگتا ہے کہ میں اس کی مراد پوری کروں کون مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں۔

بوقت شب نبی کریم ﷺ کے اٹھنے کا وقت:

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:
اللہ تعالیٰ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار فرما دیتا پھر صبح ہونے سے پہلے آپ ﷺ اپنے وظیفہ سے فارغ ہو جاتے۔

☆ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو) کس وقت نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ جب آپ مرغ کی آواز سنتے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔ (سنن ابوداؤد شریف ابواب قیام اللیل)

نمازِ تہجد:

صلوٰۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشاء کے بعد رات میں سو کر اٹھیں اور نوافل پڑھیں۔ سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ 4 ص 19 - 18 بحوالہ ردالمختار)

تہجد کی رکعتیں:

کم از کم تہجد کی دو رکعتیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ تک ثابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو، دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے اس حدیث شریف کو نسائی و ابن ماجہ اپنی سنن میں اور ابن حبان اپنی صحیح اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور منذری نے کہا یہ حدیث بر شرط شیخین صحیح ہے۔ (بہار شریعت حصہ 4 ص 19 بحوالہ ردالمختار)

مسئلہ:

جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اسے چھوڑنا مکروہ ہے کہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہما کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا اے عبداللہ تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا نیز بخاری وغیرہما [illegible] جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔ (بہار

marfat.com
Marfat.com

شریعت حصہ 4 ص 19)

مسئلہ: دن کی نفلوں میں ایک سلام میں چار رکعتوں سے زیادہ پڑھنا اور رات کے نوافل میں ایک سلام میں آٹھ رکعتوں سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور افضل دونوں میں چار رکعت ہیں اس واسطے کہ اُس میں تحریمہ دیر تک باقی رہتا ہے پس اُن میں مشقت بھی زیادہ ہوگی اور فضیلت بھی زیادہ ہوگی۔ (فتاویٰ عالمگیری اردو ترجمہ جلد اول ص 180)

فائدہ: مترجم نے اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ایک ہی تحریمہ پر بہت دیر تک نفس کو روکنا پڑتا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص 180)

مسئلہ: والا فضل فی اللیل عند ابی یوسف و محمد مثٰی مثنی وفی النہار اربع اربع و عند الشافعی فیھما مثٰی مثنی و عند ابی حنیفۃ فیھا اربع اربع۔

اور افضل رات میں امام ابو یوسف و محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک دو، دو ہیں اور دن میں چار چار ہیں اور افضل (امام) شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رات و دن دونوں میں دو، دو رکعت ہیں اور (امام اعظم حضرت امام) ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک رات و دن دونوں میں چار چار ہیں (عین الھدایہ اردو شرح ہدایہ جلد اول ص 700)

فائدہ: مفصل فضائل و مسائل کے لیے کتب فقہ بالخصوص بہار شریعت جلد اول حصہ 4 اور کتب احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

غفلت:

پس واضح ہوا کہ پچھلی رات اٹھ کر نماز تہجد میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ اور یاد حق میں مشغولیت اختیار کرنا دنیا و آخرت میں انعامات ربانی کے حصول کا سبب ہے ہاں یہ وقت نہایت قیمتی ہے اس لیے غفلت کا پردہ چاک کر دینا چاہیے۔ بلاوجہ چارپائی پہ اِدھر اُدھر پہلو بدل بدل کر غفلت میں یہ وقت نہیں گزارنا چاہیے۔ کیونکہ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ:

جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد نے فرمایا
غفلت دا در چھوڑ سجناں ، وقت رحمتاں والا آیا

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

جو دم غافل سو دم کافر اسانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو
سنیا سخن گیاں کھل اکھیں اساں چت مولا وَل لایا ہو
کیتی جان حوالے رب دے ، اساں ایسا عشق کمایا ہو
مرن تو اگے مر گئے باہو تاں مطلب نوں پایا ہو

(ابیات باہو ص ۲۴۳)

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے:

marfat.com
Marfat.com

فاذکرونی اذکر کم کر ذکر خدا دا بھائی
غفلت دا کر پردہ چاک ، ایہہ گل بزرگاں سمجھائی
موتو قبل انت موتو مرن توں پہلاں مرجا
غفلت تھیں کھول اکھیں ، پھر دوہیں جہانیں ترجا

دھرگ تنھاں دا جیونا، جینہاں وڈانی آس:

شعر کے اس مصرع میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ ان کی زندگی پہ افسوس ہے۔ جو ہمت سے کام لینے کی بجائے دوسروں کی مدد کی آس لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔ اپنے مسائل کے حل کے لیے خود ہمت نہیں کرتے اگر خود ہمت کرتے تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا۔ خود ہمت نہ کرنے کی وجہ سے وہ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

ہمت مرداں مدد خدا ، ایہہ ہے مسلمہ اصول
ہمت جو کر دے ناہیں ، برباد تھیندے ہن فضول

جدائی اور دکھ کا وقت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اے فرید! اللہ تعالیٰ نے یہ راتیں بڑی لمبی لمبی بنائی ہیں اپنے وجود کی طرف دیکھ مگر یہ جسم تو ظاہر جسم اور مختلف چیزوں سے مل کر بنا ہے اس میں روح پھونکی گئی ہے اس لیے کہ زندہ ہے تجھے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا پھر تیرے اس جسم میں قسم قسم کی توانائیاں عطا فرمائیں جس سے تو عجیب وغریب کام لیتا ہے۔ تیرا یہ جسم اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور اس جسم میں روح بھی اسی حق تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے یکجا کر کے تجھے زندگی عطا فرمائی اب تجھے اس دنیا میں غفلت کا شکار نہیں ہونا چاہیے بلکہ تجھے چاہیے کہ تو اپنی معرفت حاصل کر اگر تو نے اپنی معرفت حاصل کر لی تو اپنے خالق و مالک کی بھی معرفت حاصل کر سکے گا۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ۔

جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اسی نے ہی اپنے رب کو پہچان لیا۔

اپنی حقیقت کو پہچانتے ہوئے اپنے خالق و مالک کے مقام سے آگاہی حاصل کر تو جدھر بھی دیکھے گا تجھے ہر مقام سے اپنے مالک و خالق کے تجلی پہ نظر پڑے گی۔

اس لیے ہمت سے کام لیتے ہوئے رات کی چند گھڑیاں سو کر پھر اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر ہو جا اس کی عبادت میں مشغول ہو جا اس مالک سے غافل نہ ہو کیونکہ وہ تو حی و قیوم مالک ہے۔ بلکہ جسے زندگی عطا ہوئی اسی کے در سے عطا ہوئی۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ غفلت میں جسم بھی تکالیف میں مبتلا ہو جاتا ہے پہلو دکھنے لگتے ہیں آگ سی محسوس ہونے لگتی ہے اس لیے غفلت ترک کر کے اپنے مالک کے حضور حاضر ہو جا پچھلی رات کا وقت بڑا قیمتی ہے اسے ضائع نہ کر اللہ تعالیٰ تجھے اپنے انعامات

marfat.com
Marfat.com

سے نوازے گا۔ اگر غفلت میں وقت ضائع کر بیٹھا تو محبوب کے جلووں سے تو آشنائی نہ حاصل کر سکے گا جدائی اور دکھوں کی کھسن گھیریاں تیرا نصیب بن جائیں گی۔ ایک ایک لمحہ تجھے صدیوں پہ حاوی نظر آئے گا۔ ہمیشہ بے چینی میں زندگی گزرے گی ایسے لوگوں کی کیا زندگی ہے؟ لعنت ہے ایسی زندگی پہ جو نہ دنیا میں اچھی گزری اور نہ ہی آخرت میں بھلائی کی امید اس لیے غفلت چھوڑ کر، اوروں کی امید پہ اپنی زندگی تباہی کے اندھیرے کنوئیں میں دفن نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ غفلت ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں زندگی گزارنی چاہیے۔ دنیا اور دنیا و مافیہا سے رخ پھیر کر حق تعالیٰ کے عشق میں حقیقت سے آشنائی حاصل ہوگی۔

جیں دل عشق خرید نہ کیتا سو دل درد نہ پھٹی ہو
اس دل تھیں سنگ پتھر جو دل غفلت اٹی ہو
جیں دل عشق حضور نہ ملیا سودر گا ہوں سُٹی ہو
ملیا دوست نہ انہاں باہو ، جنہاں چوڑ نہ کیتی ترٹی ہو
جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیتی ہو
ہک بتخانے جاوا صل ہوئے ہک خالی رہے مسیتی ہو
عشق دی بازی انہاں لئی سر دتیاں ڈھل ناں کیتی ہو
ہرگز دوست نہ ملدا باہو جنہاں ترٹی چوڑ نہ کیتی ہو
جنگل دے وچ شیر مریلا باز پوے وچ گھر دے ہو
عشق جیہا صراف ناں کوئی کجھ ناں چھوڑے وچ زر دے ہو
عاشقاں نیند رُبھکھ ناں کائی ، عاشق مول نہ مردے ہو
عاشق جیندے تداں ڈٹھوسے باہو جداں صاحب اگے سر دھردے ہو

(ابیات باہو)

-----☆☆☆-----

فریدا جے مَیں ہوندا واریا، مِتّاں آیڑیاں ہیڑا جلے مجیٹھ اُبّہ انگاریاں

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ جے: اگر، حرف شرط۔ ★ میں: اپنی ذات، خود، آپ ★ ہوندا: ہوتا، کئی کتابوں میں ہُندا بھی لکھا ہوا ملتا ہے، یہ دونوں طرح ہی پنجابی زبان کا لفظ ہے۔ بعض لوگ ہُندا لفظ ہی بولا جاتا ہے۔ اس لفظ کو پیش کی

marfat.com
Marfat.com

بجائے ''ؤ'' بڑھا دیتے ہیں۔اسی طرح بعض لوگ بعض اوقات ''ؤ'' کی بجائے پیش لکھ دیتے ہیں۔ ★ واریا: قربان ہوا، ہوتا، قربان کیا گیا، کسی پر نچھاور کیا گیا۔ ★ مِتاں (متراں سے) یاروں، دوستوں۔ ★ آپڑیاں: آیاں ہویاں۔معارف فریدیہ میں یہ لفظ آوڑیاں لکھا ہوا ہے۔آنے والے جو گھر آ گئے۔گھر میں داخل ہو گئے۔ ★ ہیڑا۔دل، وجود، جسم، گوشت کا ٹکڑا، ہیرا، سرخ یا قوت ★ مجیٹھ: پکے لال رنگ والے ٹکڑے۔ ★ مجھ: ایک جڑی بوٹی جو سرخ رنگ کرنے میں کام آتی ہے، ایک تو وہ ویسے ہی سرخ ہوتی ہے، جب انگارے پر جلے تو سرخی بڑھ جاتی ہے (معارف فریدہ ص ۱۰۰) ★ جیوں: جیسے، جس طرح۔ ★ اُپر: اوپر ★ اگاریاں، انگاروں۔

کسی چیز کے موجود ہونے کے باوجود اسے میں نے اپنے دوستوں سے چھپایا تو میرے اس چھپانے کی وجہ سے اللہ کرے میرا دل اُسی طرح جلے جیسے مجیٹھے کی لکڑی انگاروں پہ جلتی ہے۔

مطلب:

اے فرید! مہمان کی حیثیت سے آنے والوں پر اگر کچھ نہ کچھ قربان کیا ہوتا۔ان کی مہمان نوازی کی ہوتی تو یہ میرے لیے سکونِ قلب کا سامان ہوتا ہے۔یہ تو ہوا نہیں۔اس محرومی کی وجہ سے اب دل اس طرح جل رہا ہے۔جس طرح مجیٹھ انگاروں پہ جلتا ہے۔مجیٹھ کا رنگ ویسے ہی سرخ ہوتا ہے مگر جب انگاروں پہ جلتا ہے تو اس کی سرخی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔کچھ ایسا ہی حال میرا بھی ہے کہ ایک تو ایک ہو مہمانوں کی کماحقہ خاطر تواضع نہیں کر سکا۔ان کی حالت دیکھ دیکھ کر میرے قلق میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

فائدہ: اس شعر میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے سخاوت کی فضیلت، توکل، جھوٹ نہ بولنا ہمیشہ سچ بولنے کا درس دیا ہے کاش اللہ کرے اللہ کے بندوں کو اولیاء اللہ کے بیان کردہ اور اپنائے ہوئے راستے کے مطابق صراطِ مستقیم پہ چلنے کی توفیق مل جائے۔

کرامت:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں پھرتے پھرتے رات کو ایک جگہ جا کر بیٹھے اس وقت حضرت کے پاس کاٹھ کی روٹی پارچہ میں بندھی تھی دیکھ کر بیابان جنگل میں ایک مسافر حضرت کے پاس آ کر بیٹھ گیا، شام کا وقت تھا مسافر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ فقیر کے پاس روٹی موجود ہے جب کھائے گا تو مجھ کو بھی دے گا۔مسافر کو اسی آرزو میں بہت رات گزری اور اس خیال سے اس کو نیند نہ آئی۔منتظر رہا کہ کب روٹی پارچہ سے کھول کر دیتے ہیں جناب نے از روئے باطن کے دریافت کیا کہ یہ مسافر بباعث گرسنگی (بھوک) کے بے تاب ہے حضرت نے اس سے فرمایا کہ بندۂ خدا! تو شک نہ کر و میرے پاس روٹی نہیں ہے یہ تو نمونہ ہے میرے نفس کو دکھلانے کا اگر میرے پاس اصلی روٹی ہوتی تو میں تیرے اوپر قربان کرتا اس میں میرا فریب نہیں ہے۔(دیوان فرید ص ۵۶)

فائدہ: گویا آپ نے فرمایا اے میرے دوست! میں نے یہ کھانا تجھ سے چھپا کر نہیں رکھا ہوا کہ تو چلا جائے گا تو پھر کھاؤں گا ایسی بات ہرگز نہیں بلکہ یہ تو روٹی کا نمونہ ہے اسے کھایا نہیں جا سکتا۔اگر اسے کھایا جا سکتا ہوتا تو میں ہرگز تجھ سے دور نہ رکھتا بلکہ تجھے کھلا دیتا یہ تو میرے لیئے مفید کام ہوتا اگر میں نے چھپایا ہوتا تو یہ میرے لیئے نقصان کا سبب ہوتا اللہ کرے میرا دل اسی

marfat.com
Marfat.com

طرح جلے جیسے مجیٹھے کی لکڑی انگاروں پہ جلتی ہے۔

مہمان نوازی:

گویا اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے مہمان نوازی کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے کہ اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو میں اپنے دوستوں سے کچھ نہ چھپاتا جو کوئی مہمان میرے پاس آتا میں اس کی خدمت کرتا۔ مہمان نوازی کے ذریعے حق تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کر کے خوش ہوتا۔

فرمان ربانی:

قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ط﴾ (سورۃ نور آیت نمبر ۶۱)

تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔ (ترجمہ کنز الایمان)

شان نزول:

قبیلہ بنی لیث بن عمرو کے لوگ تنہا بغیر مہمان کھانا نہ کھاتے تھے کبھی کبھی مہمان نہ ملتا تو صبح سے شام تک کھانا لیئے بیٹھے رہتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر خزائن العرفان فصل ۳)

مہمان نوازی کی فضیلت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿اَلْخَيْرُ اَسْرَعُ اِلَى الْبَيْتِ الَّذِىْ يُؤْكَلُ فِيْهِ مِنَ الشَّفْرَةِ اِلٰى سَنَامِ الْبَعِيْرِ﴾

برکت اس گھر میں جس میں کھانا کھلایا جائے بہت جلدی آتی ہے جس طرح چھری اونٹ کی کوہان کو جلد کاٹ دیتی ہے۔ (ابن ماجہ شریف۔ مشکوۃ شریف باب الضیافۃ)

متقی لوگوں کو کھانا کھلانے کا حکم:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مومن اور ایمان کی مثال گھوڑے کی مانند ہے۔ جو اپنی رسی میں دوڑتا ہے پھر اپنی رسی کی طرف لوٹ آتا ہے مومن بھول جاتا ہے پھر ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اپنا کھانا متقی لوگوں کو کھلاؤ اور سب مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ (مشکوۃ شریف باب الضیافۃ)

فرشتوں نے دعا کی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے اذن مانگا۔ اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ سعد نے عرض کیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ لیکن نبی کریم کو نہ سنایا (دل میں جواب دیا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ سلام کیا اور سعد نے تین دفعہ ہی جواب دیا لیکن آپ کو نہ سنایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ گئے۔ سعد آپ کے پیچھے آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ... آپ نے کوئی سلام نہیں کیا مگر میں اپنے

marfat.com
Marfat.com

کانوں سے سنتا رہا ہوں اور میں نے آپ کو اس کا جواب بھی دیا ہے لیکن آپ کو نہیں سنایا۔ میں نے پسند کیا کہ آپ کے زیادہ سے زیادہ سلام اور برکت حاصل کروں پھر آپ تشریف لائے۔ سعد نے آپ کی خدمتِ اقدس میں خشک انگور پیش کیے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا:

﴿ اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَاَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ ﴾

تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا ہے فرشتوں نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی ہے اور روزے داروں نے تمہارے ہاں افطار کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الضیافۃ فصل ۲)

مہمان کی عزت:

حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جَائِزَتُہٗ یَوْمٌ وَّلَیْلَۃٌ وَّالضِّیَافَۃُ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ وَّلَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَّثْوِیَ عِنْدَہٗ حَتّٰی یُحْرِجَہٗ ﴾

جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے اس کی پر تکلف دعوت ایک دن اور ایک رات ہے اور تین دن اس کی مہمانی ہے اس کے بعد خیرات ہے مہمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کے پاس ٹھہرا رہے یہاں تک کہ اُس کو تنگی میں ڈالے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الضیافۃ فصل ۱)

سخاوت:

چونکہ آپ نے اس شعر میں سخاوت کی فضیلت بھی اشارۃً بیان فرمائی ہے اس لیے سخاوت کی فضیلت بھی ملاحظہ فرمائیے:

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۵ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ﴾

(پ ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۲)

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔
(ترجمہ کنز الایمان)

marfat.com
Marfat.com

تفسیر:

بر سے تقویٰ و اطاعت مراد ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات کا یعنی واجب ہوں یا نافلہ سب اس میں داخل ہیں۔ جن کا قول ہے کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اسے رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرے وہ اس آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو۔ (تفسیر خزائن العرفان، بحوالہ تفسیر خازن)

حکایت:

حضرت عمر بن عبدالعزیز شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے ان سے کہا گیا اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کر دیتے فرمایا شکر مجھے محبوب و مرغوب ہے یہ چاہتا ہوں کہ راہِ خدا میں پیاری چیز خرچ کرو۔ (تفسیر خزائن العرفان، بحوالہ تفسیر مدارک)

حکایت:

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینۃ المنورہ شریف میں بڑے مالدار تھے انہیں اپنے اموال میں بیرحا (باغ) بہت پیارا تھا جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں کھڑے ہو کر عرض کیا کہ کیا مجھے اپنے اموال میں بیرحا سب سے پیارا ہے میں اس کو راہِ خدا میں صدقہ کرتا ہوں۔ حضور نبی کریم رؤف الرحیم نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء پر اپنے اقارب اور بنی عم میں اس کو تقسیم کر دیا۔

حکایت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے لیئے ایک باندی خرید کر بھیج دو جب وہ آئی تو آپ کو بہت پسند آئی آپ نے یہ آیت پڑھ کر اللہ کے لیے اس کو آزاد کر دیا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت قرآنی:

﴿ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ ﴾ (سورۃ البقرہ)

ہم نے جو کچھ ان کو عطا کیا ہے اسی میں سے یہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

سخا ریا سے پاک ہے:

سخا میں ریا کو دخل نہیں ہے کہ وہ ایسے نفس سے پاک ہوتی ہے جو پاک ہیں اور جس کی سرشت میں بلندی ہے ایسے بلند ہمت انسان سخا کے عوض دنیا اور آخرت کے معاوضہ کے خواہاں نہیں ہوتے کیونکہ عوض طلبی سے بخل کا احساس ہوتا ہے اس لیے بخل کی بنیاد ہی معاوضہ طلبی ہے پس سخا خالص محض ہے اور وہ اہل صفا کے لیے مخصوص ہے اور اہل انوار کے لیے جائز ہے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد انہیں کی طرف سے ہے۔

﴿ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ ﴾

marfat.com

(سورۃ دہر آیت نمبر 9 پ 29)

Marfat.com

ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔

اس آیت میں کسی معاوضہ کے خیال سے کھانا کھلانے کی تردید کی گئی ہے لہٰذا جو کام محض خدا کے لیے کیا جاتا ہے اس میں بدلہ کی خواہش نہیں ہوتی (جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں لِوَجْهِ اللّٰه کے بعد لا نرید کہا گیا ہے۔ اس صورت میں سرشت اپنی پاکی اور طہارت کے باعث مرادِ حق کی طرف خود بخود کھنچتی ہے اور اس کا کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتی۔ یہی مکمل ترین سخا ہے جو پاک فطرت لوگوں کا خاصہ اور شیوہ ہے۔ (عوارف المعارف شریف ص۴۰۲)

توکل:

اس شعر مبارک میں توکل کی صفت کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ کسی چیز کے موجود ہونے کے باوجود میں نے اپنے دوست احباب سے کچھ نہیں چھپایا کیونکہ گویا آپ فرما رہے ہیں کہ میں تو متوکل ہوں اور صفت توکل آدمی کو اس کی اجازت نہیں دیتی کہ کچھ پاس موجود ہو اور پھر اس لیے دوست احباب اور مہمانوں کو نہ دے کہ میرا کل کیسے گزرے گا۔

توکل علی اللّٰہ:

قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ﴾

اور جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہے۔

فائدہ: توکل اس کا نام ہے کہ بندہ اپنے تمام کاموں کو حق سبحانہ کو اس طرح سونپ دے کہ پھر اس میں ذرہ برابر تصرف نہ کرے جب تو کل چیزیں ترک نہ کرے گا تیرا توکل پورا نہیں۔ (سبع سنابل سنبلہ۳ ص۲۱۸)

ھوالاول والاخر والظاھر والباطن کی تفسیر:

صاحب کشف الاستار قدس سرہ نے آیہ کریمہ ھو الاوّل والاٰخر والظاھر والباطن کی تفسیر میں فرمایا کہ زبان رحمت اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ بنی آدم دنیا کی مخلوق میں تیرے لئے چار گروہ ہیں۔

- ★ پہلا گروہ کہ اول حال میں تیرے کام آئے جیسے ماں اور باپ۔
- ★ دوسرا گروہ جو آخر میں تیرا ہاتھ بٹائے جیسے بیٹا پوتے۔
- ★ تیسرے وہ لوگ جو ظاہر میں تجھ سے پیوستہ ہیں جیسے دوست احباب۔
- ★ چوتھے وہ جو در پردہ تیرے ساتھ وابستہ ہیں جیسے بیویاں اور کنیزیں۔

رب العلمین فرماتا ہے کہ ان میں سے کسی پر بھروسہ نہ کرو اور اپنا کارساز انہیں نہ جانو کہ سب سے اول تو میں ہوں کہ تجھے عدم سے وجود میں لایا اور آخر میں ہوں کہ تیرا رجوع میری ہی جانب ہوگا اور ظاہر بھی میں ہوں کہ تجھے بہترین صورت دے کر سنوارا اور باطن بھی میں ہوں کہ حقائق و اسرار کو تیرے دل میں ودیعت رکھا۔

اے عزیز! مرد کو چاہیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند دنیا سے منہ پھیر لے اور (جان لے کہ) فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ یہ سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العلمین کے۔ ... کی طرف کرے۔ فرزندوں کو قربان کرنے کا

marfat.com
Marfat.com

ارادہ رکھے اور پھر اپنے آپ کو جلتی آگ میں جھونک دے تا کہ دوستی کا دعویٰ سچا اُترے۔ (سبع سنابل سنبلہ ۳ ص ۲۱۸)

حق کا راستہ:

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی تارک الدنیا ابدال سے پوچھا کہ تحقیق حق کا کونسا راستہ ہے؟

فرمایا: مخلوق پر نظر مت رکھو کہ اس پر نظر ڈالنا تاریکی ہے۔

میں نے عرض کیا: اس سے تو چارہ نہیں۔

فرمایا: ان کی بات مت سنو! کہ ان کی بات سننا سخت دلی ہے۔

میں نے عرض کیا: اس سے بھی گریز نہیں ہوسکتا۔

فرمایا: ان کے ساتھ معاملہ مت رکھو کہ ان کے ساتھ معاملہ کرنا وحشت ہے۔

عرض کیا: میں تو انہیں میں رہتا ہوں تو اس سے فرار کیونکر ممکن ہے؟

فرمایا: ان کا سہارا مت تکو (متوکل بن جاؤ) کہ ان کا سہارا تکنا ہلاکت ہے۔

میں نے عرض کیا: شاید (یہ ہوسکے)

فرمایا: اے فلاں غافلوں پر نظر رکھو، جاہلوں کی باتیں سنو۔ جھوٹوں سے معاملہ کرو اور چاہتے ہو کہ حق کے ساتھ بھی تمہارا دل لگا رہے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

با خود نشین و ہمدم و ہمراز خویش باش　　حیف آیدم کہ با تو کسے ہم نشیں بود

ترجمہ: اپنے آپ میں رہ اور اپنا ہی ہمدم و ہمراز ہوجا۔ مجھے تو اس کا افسوس ہے کہ کوئی غیر تیرے پاس بیٹھے۔

(سبع سنابل سنبلہ ۳)

خلاصہ:

آپ نے اپنے اس شعر میں مہمان نوازی کی فضیلت بیان فرمائی کہ اگر میرے پاس کچھ آجائے تو میں دوست احباب اور آنے والے مہمانوں سے چھپا کر نہیں رکھوں گا بلکہ آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کرتا۔ تکلیف میں مبتلا آتا تو اس کی تکلیف دور کرتا۔ صدقہ خیرات کرتا رہتا یہ نہ سوچتا کہ میں کنگال ہوجاؤں گا بلکہ اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ کرتا کیونکہ یہ تمام صفات دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب ہیں۔

اگر میں چھپاتا تو اس چھپانے کی وجہ سے میرا ضمیر مجھے طعنے دے دے کر کسی کو منہ دکھانے کے قابل ہی نہ چھوڑتا۔ بلکہ کچھ نہ ہونے کی وجہ سے میرے قلب میں قلق بڑھتا رہتا ہے جو میرے لیے انتہائی تکلیف دہ ہے۔ جیسے مجیٹھا جلتا ہے تو نہایت سرخ ہوجاتا ہے مزید اس کی سرخی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا لوڑے داکھ بجوڑیاں کِکّر بیجے جٹ ہنڈے اُن کتیندیاں پیڈھا لوڑے پٹ

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ لوڑے: چاہے، مانگے، طلب کرے، طالب ہو، تلاش کرے، ڈھونڈے۔ ★ داکھ: انگور۔ ★ داکھ بجوڑیاں: باجوڑ علاقے کا بہترین انگور۔ ★ ککر: کیکر، ببول۔ ★ بیجے: کاشت کرے۔ ★ جٹ: جاٹ، کسان، کاشتکار۔ ★ ہنڈے: وقت گزارے، زندگی گزارے۔ ★ اُن: اون۔ ★ کتیندیاں: کاتتے ہوئے۔ ★ پیڈھا: پہنتا ہوا۔ ★ لباس پہنتے ہوئے۔ ★ پٹ: ریشم۔

نادان جاٹ کو باجوڑی انگوروں کی طلب مگر وہ کیکر بیج دیتا ہے۔ (اس طرح کیکر بیجنے سے انگوروں کے گچھے تو حاصل نہیں ہوسکتے اسی طرح نادان اُون کتاتا ہے اور ریشم پہننے کا متمنی ہے۔ (یہ اس کی بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے اون کتانے کے بعد ریشم تو پہننے کو نہیں ملے گا)

مطلب:

اے فرید! بعض جاٹ بڑے ہی عجیب وغریب ہوتے ہیں کیکر کے بیج لگاتے ہیں جس سے کیکر کے درخت ہی اگتے ہیں۔ موسم میں اعلیٰ قسم کے باجوڑی انگور کی خواہش کرتے ہیں کہ ان سے باجوڑی انگوروں کا پھل حاصل ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ جو کاشت کرے گا وہی کچھ پائے گا۔ جو فصل کاشت کی جائے گی وہی کاٹی جائے گی۔ جیسا کریں گے ویسا ہی بھریں گے۔

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر مبارک کا مطلب یہ ہے کہ۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ دنیا میں جیسے عمل اختیار کرے گا ویسے ہی اجر سے نوازا جائے گا۔ اگر دنیا میں کسی پہ مہربانی کی تو کل کلاں قیامت کے روز مہربانی کا سلوک ہوگا۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

دنیا آخرت کی کھیتی ہے:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿الدنیا مزرعة الاخرة۔﴾

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے:

اس شعر میں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سادہ سی مثال کے ذریعے حقائق سمجھانے کی بہترین کوشش کی ہے۔ کوئی خود ہی حقیقت سمجھنے کی کوشش نہ کرے تو اور بات ہے ورنہ اس شعر میں حقیقت سادہ سی مثالوں کے ذریعے سمجھایا گیا ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے، اپنی کرنی اپنی بھرنی، اپنے کیتے دی چھانویں بہنا اے (پنجابی کہاوت)

اعمال تو اپنے نفس کے لیے کرنے اور توقع اللہ تعالیٰ کی رضا والے اعمال کے بدلے کی کرنا یہ کہاں کی دانشمندی ہے۔

لالچ میں آکر سب کچھ ضائع کردینے کے بعد امید رکھنا کہ میری دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں گے یہ کیسی سوچ ہے؟

marfat.com
Marfat.com

عملِ بد کا انجام برا:

جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب اسی شعر کی شرح بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عجب بات ہے کاشت تو کرتا ہے کیکر کے درخت مگر پھل کے موسم میں اعلیٰ قسم کے باجوڑی انگور مانگتا ہے۔ تمام عمر تو اون کاتتے گذار دیتا ہے مگر پہنتے وقت ریشم کی خواہش کرنے لگتا ہے! (جو بوؤ گے وہی کاٹو گے، حسنِ عمل کا نتیجہ حسین و جمیل پھل ہوگا عمل بد کا پھل برا نتیجہ ہوگا۔ جو بیج کر گندم کبھی نہیں کاٹ سکتے۔ (معارف فریدیہ ص ۱۰۱)

فائدہ: معلوم ہوا کہ جو کیکر کے درختوں کا بیج اپنی زمین میں بیجے اور جب پھل لگنے کا وقت آئے تو وہاں جا کر باجوڑی بہترین انگور تلاش کرتا پھرے تو اسے نظر نہیں آئے گا یعنی اسے انگور وہاں سے نہیں ملیں گے یہ اس کی بے وقوفی ہے کہ وہ کیکر کے درخت بیج کر اب وہاں سے انگور تلاش کرتا پھرتا ہے اسی طرح اگر وہ لاکھوں سال بھی اسی تلاش میں ضائع کر دے تو اسے کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا اسے وہی کچھ حاصل ہوگا جو کچھ اس نے بیجا ہوگا۔ اگر گندم بیجی ہے تو گندم حاصل ہوگی اگر جو بیجے ہیں تو جو ہی کاٹے گا، اگر چنے کا بیج بیجے گا تو کھیت میں سے اسے چنے ہی حاصل ہوں گے اسی طرح کیکر بیجنے والا کیکر ہی حاصل کرے گا۔

ہاں اگر باجوڑی انگور مطلوب ہیں تو باجوڑی انگوروں کی بیلیں اپنے کھیتوں میں لگانی پڑیں گی۔ اگر باجوڑی انگوروں کی بیلیں لگائیں تو پھر جب پھل لگنے کا وقت ہوا انگور تلاش کرنے میں اتنی محنت بھی نہ کرنی پڑے گی اور انگور نظر بھی آئیں گے۔ کیکر بیج کر انگور تلاش کرنے والا ہزار ہا سال انگور تلاش کرتا پھرے انگور تلاش نہ کر سکے گا کیونکہ اس نے انگور بیجے ہی نہ تھے اب اسے انگور کیسے حاصل ہوں؟ یعنی اب اسے انگور حاصل نہ ہوں گے۔ محنت بھی ضائع گئی کہ انگور حاصل نہ ہوئے اور علاوہ ازیں جسے علم ہوا کہ فلاں صاحب نے کیکر بیج کر اب انگور ڈھونڈتا پھر رہا ہے تو لوگ اسے پاگل کہیں گے۔

اُسی طرح نادان اُون کاتا ہے اور پھر وہ ریشم کی تمنا کرے تو اسے بھی ریشم نہیں حاصل ہوگا اسے بھی اونی موٹا اور کھردرا لباس ہی میسر ہوگا ریشم جیسے نرم و ملائم اور عمدہ لباس کی حسرت ہی لیئے مرجائے گا اسے ریشم کا لباس اس اون کے کتے ہوئے دھاگے سے جو لباس بنا گیا حاصل نہ ہوگا۔

خواہش کریں یا عمل کریں:

بعض لوگ محض خواہش کرتے ہیں کہ فلاں چیز حاصل ہو جائے فلاں چیز حاصل ہو جائے مگر اس کے حصول کے لیے کوشش نہیں کرتے محض خواہش کرنے سے مطلوبہ چیز حاصل نہ ہوگی ہاں خواہش کے ساتھ ساتھ اگر اس کے حصول کے لیے جدوجہد بھی کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس تمنا کا حصول ممکن ہے ناممکن نہیں اس لیے خواہش کے ساتھ ساتھ عمل پیہم اور مستقل مزاجی کی ضرورت ہے۔

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح ہے عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

خواہش کے حصول کے لیے محکم یقین سے کوشش کی جائے اور کوشش کی راہ میں معمولی معمولی رکاوٹوں کو دور کرتے

marfat.com
Marfat.com

ہوئے اگر بڑی رکاوٹیں آ بھی جائیں تو گھبرا نہ جائیں بلکہ جہدِ مسلسل سے کام لیتے رہیں آخر کار منزل مقصود تک پہنچ ہی جائیں گے۔علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

دنیا آخرت کی کھیتی:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿الدنیا مزرعة الاخرة﴾

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اگر دنیا میں اچھے اعمال اختیار کیئے تو اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم حاصل ہوگا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں والا مقام جنت حاصل ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے اعمال اس دنیا میں کیئے۔اس دنیا میں رہتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کا سامنا کرنا پڑے گا۔کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اچھے عمل کیئے تو اچھی جزا ملے گی۔برے اعمال اختیار کیئے تو برا انجام ہوگا۔

آخرت میں نیکوں کا استقبال:

قرآن پاک میں ہے کہ:

﴿لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ (پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۳)

انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔(کنز الایمان)

دو گروہ:

قرآن پاک میں ہے کہ:

﴿وَ اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ یٰوَیْلَنَا قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَ كُلٌّ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ هُمْ فِیْهَا لَا یَسْمَعُوْنَ ۝﴾

(پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیات نمبر ۹۷ تا ۱۰۰)

marfat.com
Marfat.com

اور قریب آیا سچا وعدہ تو جبھی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی کافروں کی کہ ہائے خرابی بے شک ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے۔ بے شک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے۔ اگر یہ خدا ہوتے۔ جہنم میں نہ جاتے اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا وہ اس میں رینکیں گے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے۔ (کنز الایمان)

دوسرے گروپ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ذیشان ملاحظہ فرمائیے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۙ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا ۚ وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۚ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝﴾

(پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیات نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ وہ اس کی (ہلکی سی بھنک بھی) نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ (ترجمہ کنز الایمان شریف)

فائدہ: درج بالا آیات سے واضح ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریں گے کفر اختیار کریں گے ان کا انجام نہایت عبرتناک ہوگا انہیں جہنم میں پھینکا جائے گا اور وہ وہاں سے نہ نکل سکیں گے جبکہ دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوگا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کے مطابق زندگی گزاری ہوگی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ فرمایا کہ انہیں جنت میں مقام عطا فرمایا جائے گا۔

فائدہ: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون سے اعمال جنتی ہیں کہ جنہیں اپنا کر ہم اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق ہو سکتے ؟

اس سوال کا سیدھا سا اور آسان سا جواب یہ ہے کہ قرآن وسنت کے مطابق اعمال اختیار کر کے دنیا میں زندگی گزار جائیں۔ جن اعمال کو کرنے کا اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے ان کے مطابق حیات مستعار کی چند گھڑیاں گزار جائیں اور جن امور سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ان سے باز رہیں یعنی جو اعمال جہنم میں جانے کا سبب ہیں ان سے پرہیز کریں۔

جنتی اعمال:

مفصل معلومات کے لیے تو قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی کتب اور علمائے اہل سنت کی کتب کا مطالعہ فرمائیے۔ جنتی اعمال کے مطابق چند احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

(1) اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں ہیں جس میں وہ ہوں گی ایمان کی حلاوت پالے گا۔ جو شخص کہ اللہ اور اس کا رسول اس کی طرف سب سے بڑھ کر محبوب ہو اور جو کسی دوسرے شخص کو صرف

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی خاطر دوست رکھتا ہے اور جو شخص کفر میں لوٹ جانے کو اس طرح برا سمجھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اُس سے نکال لیا ہے جس طرح آگ میں جانا برا سمجھتا ہے۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف کنز الایمان)

(فائدہ) اس حدیث مبارکہ میں (1) اللہ و رسول اللہ سے محبت۔ (2) صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر دوستی۔ (3) کفر میں لوٹ جانے کو برا سمجھنا یہ تین اعمال اس حدیث میں بیان کیئے گئے کہ انہیں ایمان کی حلاوت حاصل ہوگی۔

(2) نگاہِ نبوت کا کرشمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی (گنوار) آیا اس نے عرض کیا کہ مجھے ایک ایسا عمل بتائیے جب اسے کرلوں جنت میں داخل ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا۔ فرض نماز پڑھ، فرض زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ۔

اس نے عرض کیا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے نہ میں اس پر کچھ زیادتی کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا جب وہ پھرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ وہ ایک جنتی آدمی دیکھے وہ اس کی طرف دیکھ لے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

(3) شھادت توحید و رسالت کی فضیلت:

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے تھے کہ:

﴿مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَهُ عَلَيْهِ النَّارَ﴾

(مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الایمان فصل ۳)

جو شخص گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ حرام کردی ہے۔

(4) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾

جو کوئی فوت ہوا اور وہ جانتا ہے کہ لا الہ اللہ جنت میں داخل ہوگا۔ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب کنز الایمان فصل ۳)

(5) نبی کریم ﷺ کی اطاعت کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری سب امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے قبول نہ کیا عرض کیا گیا کہ کس نے قبول نہ کیا فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی پس اس نے قبول نہ کیا۔

(بخاری شریف مشکوٰۃ شریف، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

marfat.com
Marfat.com

(6) نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ سے محبت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! اگر تو قدرت رکھتا ہے تو صبح کرے اور شام کرے اور تیرے دل میں کسی کا کینہ نہ ہو پس تو کر پھر فرمایا اے میرے بیٹے اور یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی شریف)

(7) سنت کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری سنت کے ساتھ دلیل پکڑی میری امت کے بگڑنے کے وقت اس کے لیے سو شہید کا ثواب ہے۔ (مشکوۃ شریف)

(8) حلال کھانے کی فضیلت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے حلال کھایا اور سنت کے مطابق عمل کیا لوگ اس کی زیادتی سے محفوظ رہیں جنت میں داخل ہوگا ایک شخص نے عرض کیا اللہ کے رسول! آج کے دن ایسے لوگ بہت ہیں فرمایا میرے پیچھے بعد کے زمانہ میں کم ہوں گے۔ (ترمذی شریف۔ مشکوۃ شریف)

(9) دسویں حصے پر عمل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسے زمانے میں ہو جس نے دسواں حصہ اس چیز کا چھوڑ دیا جس کا حکم دیا گیا ہے تو ہلاک ہو گیا پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس نے دسویں حصہ کے ساتھ عمل کیا جس کا حکم دیا گیا ہے تو نجات پالے گا۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف)

(10) مسجد بنانے کی فضیلت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ایک مسجد بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ (مشکوۃ شریف)

(فائدہ) اس موضوع پر مزید احادیث الفقیر ابواحمد اویسی کی زیر ترتیب کتاب ''جنتی اعمال'' میں ملاحظہ فرمائیے۔

(1) ایمان نہ لانا:

(تلك عشرة كاملة)

جہنم کے اسباب

اب چند احادیث ایسی ملاحظہ فرمائیے جو ان اعمال کی مذمت میں بیان ہوئی ہیں جو جہنم کے اسباب ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم! جس کے

marfat.com
Marfat.com

قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے میرے مبعوث ہونے کو اس امت سے کوئی نہیں کہ وہ یہودی ہو یا عیسائی پھر اس حالت میں مرے کہ ایمان نہ لایا ہو اس چیز پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں مگر وہ دوزخیوں میں سے ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

(2) شرک کی مذمت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو چیزیں ہیں جو جنت اور دوزخ کو واجب کرتی ہیں ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! دو چیزیں واجب کرنے والی کون سی ہیں فرمایا جو شخص مر گیا اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے آگ میں داخل ہوگا اور جو شخص مرے اللہ سے شرک نہ کرتا ہے۔ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

(3) سات ہلاک کرنے والی چیزیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو صحابہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟

فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، قتل کرنا، اس جان کا جسے اللہ نے حرام کیا مگر حق کے ساتھ، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی (جہاد) کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور ایماندار بے خبر پاکدامن عورت پر تہمت لگانا۔

(بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ باب الکبائر۔ مسلم شریف)

(4) مبغوض تین اشخاص:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین اشخاص اللہ کی طرف سے نہایت مبغوض ہیں۔ (1) کجروی کرنے والا۔ (2) اسلام میں جاہلیت کا طریقہ ڈھونڈنے والا۔ (3) مسلمان آدمی کا ناحق خون طلب کرنے والا کہ اس کا خون بہائے۔ (بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ باب الاعتصام والسنۃ)

(5) سوادِ اعظم کی پیروی نہ کرنے کی مذمت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿ اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ ﴾

سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو کیونکہ (بڑی جماعت کی پیروی کرنے کی) شان یہ ہے کہ جو جماعت سے تنہا (الگ) ہوا۔ آگ میں تنہا ڈالا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الاعتصام والسنۃ)

(6) جماعت سے علیحدگی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت علیحدہ ہوا اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ (رواہ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ شریف)

7۔ ربعی بن خراش سے روایت ہے اس نے سنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ خطبہ پڑھ رہے تھے انہوں نے بیان فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

marfat.com
Marfat.com

﴿ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَن يَّكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ ﴾

جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ)

8۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ﴾

جو شخص عمداً میری طرف جھوٹی بات کی نسبت کرے اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالینا چاہیے۔

(مسلم شریف جلد اوّل باب تغلیظ الکذب)

(9) ظلم قیامت کے دن اندھیرے کا سبب:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ظلم کرنے سے بچتے رہو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے میں رہنے کا سبب ہے اور بخیلی سے بھی بچتے رہو اس لیئے کہ بخیلی نے تم سے پہلوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اُن کی بخیلی ہی نے ان کو اس بات پر ابھارا تھا کہ انہوں نے اپنے خونوں کو بہایا اور حرام چیزوں کو حلال ٹھہرایا۔

(مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۱۶۴)

(10) زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا انجام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا۔ سو اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کا یہ مال اس کے لیے گنجا سانپ بنایا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور وہ سانپ قیامت کے دن اس کی گردن میں بطور طوق ڈالا جائے گا پھر سانپ اس کے منہ کے دونوں کناروں کو یعنی باچھوں کو پکڑ لے گا پھر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الایہ

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الزکوٰۃ)

فائدہ: مزید مطالعہ فرمانا چاہیں تو قرآن واحادیث کا مطالعہ کیجئے۔

خلاصہ:

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اگر دنیا میں اچھے کام کیئے تو انشاء اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور برے اعمال کیئے تو ان کا بدلہ ملے گا ہاں یہ سوچنا چاہیے کہ برے اعمال اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور غضب والے امور اختیار کر کے جنت کے حصول کی خواہش کرنا۔ صحیح طریقہ نہیں ایسے امور ترک کرنے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پہ مبنی ہوئے انہیں چھوڑ کر ایسے امور کے مطابق زندگی گزارنا ضروری ہے جن کے مطابق عمل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام صادر فرمائے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

فریدا گلییں چکڑ، دُور گھر، نال پیارے نینہہ   چلاں تاں بھجے کمبلی، رہاں تاں ٹٹے نینہہ

★ فریدا: اے فریدا۔ ★ گلییں: گلیوں میں۔ ★ چکڑ: کیچڑ۔ ★ دُور: بعید، فاصلے پر زیادہ فاصلے پر۔ ★ علیحدہ: الگ، جدا، زیادہ فاصلہ، زیادہ سفر۔ ★ گھر: مکان، ٹھکانا، وطن۔ ★ نال: ساتھ۔ ★ نینہہ: پیار، محبت۔ ★ چلاں: چلوں، سفر کروں۔ ★ تاں: تو، تب۔ ★ بھجے: بھیگے، گیلے ہوئے، بھیگ گئے۔ ★ کمبلی: چادر۔ ★ رہاں: رہوں، رک جاؤں، ٹھہروں، رہ جاؤں۔ ★ ٹٹے: ٹوٹ جائے۔ ★ نیوں: پیار محبت۔

گلیوں میں ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے۔ محبوب کا گھر دور ہے۔ محبوب سے محبت بھی بے انتہا ہے محبوب سے کیا ہوا عہد نبھانا بھی ہے۔ اگر اس موسم میں محبوب کے گھر کی طرف روانہ ہوتا ہوں تو میری کمبلی بھیگ جائے گی۔ اگر جاتا نہیں ہوں تو پھر محبت پہ حرف آتا ہے۔ خواہ کچھ بھی ہو جائے محبت کا تعلق نہیں ٹوٹنا چاہیے۔

مطلب:

اے فرید! گلیوں میں بارش کی وجہ سے کیچڑ ہی کیچڑ ہے۔ جہاں میں کھڑا ہوں یہاں سے گھر کافی دور ہے۔ اِدھر موسمی حالات یہ ہیں۔ گھر تک پہنچنا مشکل ہے گویا مشکلات میں گھرا ہوا ہوں۔ اِدھر ایک عظیم ہستی سے محبت ہے۔ محبوب کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جان جائے تو جائے مگر میرے محبوب کے راستے کا پتھر کوئی چیز نہ بنے۔ اگر کیچڑ بھرے بازاروں گلیوں میں برستی بارش میں سفر جاری رکھتا ہوں تو میری کملی بھیگتی ہے جو کہ جسمانی تکالیف کا سبب ہے اور اس وجہ سے اگر رُکتا ہوں تو محبت میں فرق آتا ہے۔

بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ راہِ حق بڑا کٹھن ہے۔ ہر طرف سے اس راستے میں رکاوٹیں ہی رکاوٹیں ہیں۔ کہیں دکھوں کا راج ہے۔ کہیں مصائب و آلام کا گھیرا ہے۔ دنیوی ترغیبات اور شیطانی لالچ کا بھی جوبن ہے ان تمام امور سے انسان بچ بھی نکلے تو شیطان کی طرف سے مشکلات کی انتہا کر دی جاتی ہے شیطانی چالیں یہ راستہ روکنے کی پوری سعی کرتی ہیں۔ آخرت تک کا سفر بڑا لمبا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا تمام مشکلات اور تکالیف کا مردانہ وار مقابلہ کر کے تمام رکاوٹوں کو دور کر کے ایمان سلامت لے کر بارگاہِ حق میں حاضری کا شرف حاصل کرنا راہِ سلوک کے راہی کے لیے ضروری ہوتا ہے۔

حکایت:

اس شعر میں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ یہ حکایت متعدد کتب میں پائی جاتی ہے۔ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کافی عرصہ اپنے مرشد کریم بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدین کو وضو کراتے رہے ایک روز دیکھا کہ آگ موجود نہیں۔ آگ کی تلاش ضروری ہوئی بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے قلب اطہر میں خیال آیا کہ آگ موجود نہیں بارش ہو رہی ہے۔ گلیوں میں کیچڑ ہی کیچڑ ہے۔ اندھیری رات ہے۔ اگر آگ لینے جاتا ہوں تو بدن بھی بھیگ جائے گا۔ سارے کپڑے بھی بھیگ جائیں گے۔ کمبلی بھی بارش کے پانی میں بھیگ جائے گی جس کی وجہ سے بڑی سخت تکلیف ہوگی۔ اگر نہیں جاتا تو بارہ سال کی ساری محنت پانی [illegible] دن ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اس خیال کے ساتھ ہی خیالات بدلے یہ خیال ذہن میں آیا کہ میرا بدن بھیگتا ہے تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش کرے۔ مرشد کریم کی یہ خدمت محض اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر ہے۔ اس لیے اس محبت کے سلسلے میں جو تکالیف بھی آئیں مجھے منظور ہیں۔ مصائب و آلام برداشت کرلوں گا مگر میری محبت میرے خدا سے نہ ٹوٹے۔ یہ کہہ کر آگ لینے شہر یا محلہ میں گئے۔ حضرت کی شکل بڑی خوبصورت تھی اور آپ کی جوانی نہایت ہی عمدہ بلکہ قابل رشک تھی۔

آپ ایک عورت کے گھر آگ لینے کے لیے گئے وہ عورت آپ کو دیکھتے ہی فوراً عاشق ہوگئی۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے آگ طلب کی اس نے اپنی ایک خواہش پیش کی۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مائی تو کیا چاہتی ہے؟

اس نے کہا کہ آپ کی آنکھ بڑی خوبصورت ہے یہ آنکھ نکال دے تو میں اس آنکھ کے بدلے میں آگ دے دوں گی۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو آنکھ تجھے درکار ہے یہ نکال لے۔ اس نے آنکھ راست جناب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چاقو سے نکال لی اور آگ دے دی۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ پہ پٹی باندھی اور مکان پر آکر پانی گرم کیا اور پھر وضو کرانے لگے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ تمہاری آنکھ کو کیا ہوا ہے؟ عرض کہ آئی ہوئی ہے جیسا کہ ہمارے ہاں آشوب چشم کو آئی ہوئی کہتے ہیں۔ مرشد کریم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ فرید! آنکھ آئی ہوئی ہے تو آنے دے اور پٹی کھول دے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے کی دیر تھی کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ سے پٹی کھول دی۔ آپ کی آنکھ مبارک بدستور تندرست ہوگئی مگر سہواً بہ نسبت دوسری آنکھ کے کچھ فرق رہا۔ (پنجابی کلاسیکی شاعری۔ دیوان فرید بول فریدی وغیرہ)

فائدہ: عبدالقیوم قریشی صاحب اسی حکایت کے بعد لکھتے ہیں کہ:

اصل وچ بابا جی ایس روایت موجب ایہ سمجھاندے نیں پئی جدوں اللہ نال لو لگائی اے تے فیر دنیا دی پرواہ نہیں کرنی چاہیدی۔ کیوں جے ایہ دنیا دا لالچ گلیاں دا چکڑ اے جہدے نال توکل تے تقویٰ دی چادر گندی ہو جاندی اے ایس لئی بندے نوں خالص ہو کے اوس سوہنے رب نال لو لگانی چاہی دی اے تے فیر اوہ آپے ای منزل تیکر راہنمائی کرے گا۔

(پنجابی کلاسیکی شاعری ص ۱۴۲)

فائدہ: گویا آپ نے یہ درس دیا کہ بارش آتی ہے تو آئے کوئی پرواہ نہیں۔ بارش کی وجہ سے ہر قسم کے دکھ اور تکالیف قابل برداشت ہیں مگر یہ کہ عہد وفا قائم رہنا ضروری ہے۔

پختگی کا سبق:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب بیان فرماتے ہیں کہ:

حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ دا مطلب ایس بول وچ اصل دل دی خوب راہنمائی کردا اے کہ انسان جے توں اللہ نال محبت پائی اے تے فیر غیر اللہ دی کوئی پرواہ نہ کر، دنیاں دیاں خواہشاں تے لوبھ لالچ نوں دل وچ جگہ نہ دہ۔ ایہ لوبھ لالچ گلیاں دے چکو وانگر نیں، جیہڑے تیرے توکل تے تقوے دی کملی نوں گندا کر کے، تینوں اپنے رب دی محبت توں دور لے جاہن گے۔

ایس کر کے توں دنیاں د[illegible] توں سدھے راہ توں ہٹا کے تیرا پینڈا اکھوٹا

marfat.com
Marfat.com

نہ کر دیسن ۔ جے توں لولائی اے تے اوہدے راہ تے پکا ہو جا۔ اوہ آپ ای تیری راہنمائی کرے گا تے تینوں تیرے مقصد دی منزل تے اپڑا دے گا۔ (بول فریدی ص ۸۰)

مرشد کریم سے محبت کا درس:

اس شعر میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کریم سے محبت کا درس دیا ہے کہ مرشد کریم سے پختہ اور سچی محبت ہونی چاہیے۔ اس سلسلے میں تن من دھن قربان کر دینا تجھے مشکل نظر نہ آئے۔ اپنے وجود کو مشکلات کی بھٹی میں ڈال کر حق کے راستے کے لیے کندن بن جا جیسے سونا بھٹی میں جا کر خالص سونا نکلتا ہے اور اس میں مزید نکھار پیدا ہو جاتا ہے اس کی اہمیت دو چند ہوتی ہے۔

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد
کندن بنتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد
بغیر مشقت کامل کوئی بھی نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تو نگیں ہوا

نبی کریم ﷺ کی محبت اور صحابہ کرامؓ:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام پہ لبیک کہتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہر قسم کی تنگیاں، تکالیف اور مصائب و آلام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ وہ جان جائے تو جائے ایمان نہ جائے کے مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ مناظر دکھائے کہ سننے والے بھی دنگ رہ جاتے ہیں۔

استقامت علی الحق:

حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور ابو طالب کے انتقال کے بعد قریش نے حضور کو وہ آزار پہنچائے، جو حیات ابی طالب میں نہیں پہنچا سکتے تھے۔

ایک کمینے اور بیہودہ شخص نے آپ کے سر مبارک پر خاک ڈال دی۔ آپ خاک میں اٹے گھر آئے آپ کی بیٹیاں اس حالت کو دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوئیں۔ ایک بیٹی نے اٹھ کر آپ کے سرانور اور چہرہ مبارک کو دھویا۔ وہ صاحبزادی روتی جاتی تھیں اور آپ ان کو یہ کہہ کر تسکین دیتے تھے کہ جانِ پدر! رو مت، خدا تمہارے باپ کا حافظ و ناصر ہے۔ ہاں، ابو طالب کی زندگی تک قریش مجھ سے ایسی بدسلوکی نہیں کر سکتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام حصہ اول ص ۱۴۴)

طائف والوں کی بدسلوکی:

قریش کی ایذا رسانی اور بدسلوکی اب حد سے بڑھ گئی اور وہ زبانی گفت و شنید سے ہاتھا پائی تک پہنچ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ بایں خیال طائف تشریف لے گئے کہ شاید وہاں کا مشہور زبردست قبیلہ ثقیف آپ کی دعوت قبول کر لے

marfat.com
Marfat.com

اور فرمان الٰہی کا مطیع بن کر سعادت اسلام حاصل کر لے۔ اس طرح اپنی قوم کے مقابلہ میں ایک مددگار اور حامی گروہ بھی آپ کو مل جاتا لیکن بنی ثقیف پر چونکہ آپ کو بہت زیادہ وثوق نہ تھا اس لیئے آپ تنہا تشریف لے گئے صرف آپ کے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔ طائف پہنچ کر آپ بنی ثقیف کے بڑے سرداروں سے ملے۔ یہ تین حقیقی بھائی تھے۔ عبد یالیل بن عمرو بن عمیر، مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر۔ ان کے ہاں قریش کے خاندان بنی جمح کی ایک عورت بھی تھی ان تمام نے آپ کو اپنے پاس بٹھا کر تشریف آوری کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ تم دین حنیف کی خدمت و نصرت کرو اور میرے قومی مخالفوں کے مقابلہ میں میری حمایت پر آمادہ ہو جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو سن کر ثقفی سرداروں میں سے ایک نے کہا کہ اگر خدا نے آپ کو رسول بنایا ہے تو وہ کعبہ کے لباس کو پھاڑ ڈالے گا۔

دوسرا بولا: کیا خدا کو آپ کے سوا کوئی اور آدمی رسول بنانے کے لیے ملا ہی نہیں؟

تیسرے نے کہا: بخدا میں آپ سے کچھ بھی نہیں کہوں گا کیونکہ بقول آپ خود خدا کے رسول ہیں تو آپ کا مرتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ آپ کو کوئی جواب دیا جائے اور اگر آپ خدا پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں تو میں آپ سے بات بھی نہیں کرتا۔

یہ حوصلہ شکن گفتگو سن کر آپ قبیلہ ثقیف سے کسی بہتری کی اُمید قطع کر بیٹھے اور ان سے رخصت ہوئے۔ آپ یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ آپ کی قوم اس حال کو سنے اور مایوس ہو جائے لیکن بنی ثقیف نے آپ کی پرواہ نہ کی اور اپنے کمینوں اور نالائق لڑکوں کو بھڑکا کر آپ کے پیچھے لگا دیا بدمعاشوں کے ہجوم نے شور و غل مچا کر آپ پر سنگ باری کی اور آپ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ کی چاردیواری میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ عتبہ و شیبہ اس وقت وہاں موجود تھے۔ آپ کے باغ میں داخل ہو جانے پر بنی ثقیف کے اوباش لڑکے واپس چلے گئے اور آپ ایک انگور کی شاخ کے زیر سایہ جا بیٹھے پھر آپ نے اپنی حالت زار پر اللہ تعالیٰ سے مناجات کی اور عرض کیا کہ الٰہی! یہ تمام مصیبتیں ہیچ ہیں اگر تو مہربان رہے تیرے غضب سے ڈرتا ہوں اور تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہوں۔ تمام قوتیں اور طاقتیں تیری ہی طرف سے ہو سکتی ہیں اور تو ہی حامی و ناصر ہے۔

ادھر آپ نے یہ دعا فرمائی، اُدھر عتبہ و شیبہ نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو انہیں کچھ پاس قرابت آ ہی گیا۔ انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام عداس نامی کو حکم دیا کہ ایک خوشۂ انگور تھالی میں رکھ کر آپ کے روبرو لے جاؤ کہ وہ اس سے کھالیں۔ عداس انگوروں کا

marfat.com
Marfat.com

طبق آپ کے سامنے لایا اور عرض کیا کہ تناول کیجئے۔آپ نے بسم اللہ پڑھ کر چند دانے کھائے۔عداس آپ کی صورت دیکھنے لگا اور اس نے کہا بخدا اس ملک کے لوگ تو یہ کلام کبھی نہیں کہتے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم کس ملک کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟

عداس: میں نصرانی ہوں اور نینوا کا باشندہ۔

نبی کریم ﷺ: ہاں اس مردِ صالح یونس بن متی کی بستی۔

عداس: (حیرت زدہ ہو کر) آپ کو یونس بن متی کا حال معلوم ہے؟

نبی کریم ﷺ: کیوں معلوم نہ ہوتا، وہ میرے بھائی اور نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔

یہ سن کر عداس آپ کے سر مبارک اور ہاتھ پاؤں چومنے لگا اس کی یہ حالت دیکھ کر عتبہ اور شیبہ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔لو اس شخص نے تو ہمارے غلام کو بھی بگاڑ ڈالا۔

عداس واپس گیا تو اس کے مالکوں نے کہا۔تیرا برا ہو۔تو اس شخص کے دست و پا کو چوم کیوں رہا تھا؟

عداس: آقا! اس وقت دنیا میں اس شخص سے بہتر کوئی نہیں۔اس نے مجھے ایسی بات بتائی جس کی خبر ہو سکتی ہے تو صرف نبی کو۔یہ سن کر عتبہ اور شیبہ نے عداس کو بہت ملامت کی اور کہا: خبردار اس شخص سے ہوشیار رہنا۔ایسا نہ ہو کہ یہ تیرا دین بگاڑ دے۔تو نصرانی ہے اور تیرا دین اس کے دین سے اچھا ہے۔(سیرت ابن ہشام ص ۱۴۶۔۱۴۵)

حضرت سعد بن عبادہ کی استقامت:

راہِ حق صراطِ مستقیم کی خاطر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے گئے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم استقامت کے کوہِ گراں ثابت ہوئے ان میں سے مثال کے طور پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ قریش عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے وہی کہا جسے کعب بن مالک نے بیان کیا ہے۔اس نے قریش سے کہا یہ تو بڑی بات ہے میں نہیں سمجھتا کہ بغیر میرے میری قوم نے ایسا کیا ہو۔مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔اس جواب پر قریش واپس چلے گئے سب لوگ منیٰ سے اپنی اپنی راہ ہو گئے مگر قریش نے اس خبر کی ٹوہ لگائی تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ بالکل سچ تھی اب وہ خزرج کے تعاقب میں چلے انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور منذر بن عمرو بنو ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے عزیز قریب کو حاجر میں جا لیا۔منذر ان کی گرفت سے نکل گیا مگر سعد کو انہوں نے پکڑ لیا اور اسی کے کجاوے کے تسموں سے اس کی مشکیں باندھ کر مارتے ہوئے اور سر کے بالوں سے جو بڑے بڑے تھے گھسیٹتے ہوئے مکہ لائے۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ان کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا کہ قریش کے چند آدمی وہاں آئے، ان میں ایک نہایت حسین، وجیہ گورے رنگ کا مقبول صورت شکل بھی تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر اس ساری جماعت میں کوئی بھی بھلا آدمی ہو سکتا ہے تو یہ ہو سکتا ہے۔ مگر میرے قریب آ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے نہایت سخت تھپڑ مجھے مارا۔ میں نے دل میں کہا جب اس کا یہ حال ہے تو دوسروں سے تو کیا بھلائی کی امید کی جا سکتی ہے۔ مجھے پکڑے ہوئے وہ گھسیٹتے لیے جا رہے تھے کہ ان میں ایک شخص نے موقع سے میرے قریب آ کر کہا کیا کسی قریشی سے رسم اور دوستی نہیں ہے میں نے کہا کیوں نہیں؟ میں اپنے وطن میں جبیر بن مطعم بن عدی بن عبد مناف کے کارندوں کو جو تجارت کے لیے وہاں آتے پناہ دیتا تھا اور کسی کو ان پر زیادتی نہیں کرنے دیتا تھا اور حارث بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف سے بھی میرا یہ ہی سلوک تھا۔ اس شخص نے کہا پھر کیا ہے تم ان دونوں کا نام بلند آواز سے لو اور اپنے اس مراسم کا اظہار کرو۔ میں نے اس کی تجویز پر عمل کیا وہ شخص ان دونوں کی تلاش میں چلا گیا اور وہ اسے کعبہ کے پاس مسجد حرام میں مل گئے۔ اس نے ان سے کہا کہ ایک خزرجی کو ابطح میں پیٹا جا رہا ہے اور وہ تمہاری دہائی دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے اس سے خاص مراسم ہیں انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس شخص نے کہا۔ سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ)

وہ دونوں کہنے لگے: بے شک وہ سچا ہے وہ اپنے وطن میں ہمارے تجارتی کارندوں کو پناہ دیتا تھا اور ان کو ظلم سے بچاتا تھا۔

وہ دونوں ابطح آئے اور انہوں نے سعد کو قریش کے ہاتھوں سے چھڑا لیا۔ اور سعد اپنی راہ چل دیئے۔ جس شخص نے ان کے تھپڑ مارے تھے وہ بنو عامر بن لوی کا عزیز سہیل بن عمرو تھا۔ (تاریخ طبری۔ جلد ۲ ص ۱۰۰۔ ۹۹)

فائدہ: حق کی خاطر دکھ تکالیف برداشت کر کے بھی حق کا ساتھ دینا اور حق پہ استقامت اختیار کرنا ازل سے ہی مومنین کا شیوہ ہے۔ واقعہ کربلا کے مناظر پہ غور کیجئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے ان لحات کو سوچوں کا مرکز بنائیے جب آپ ابھی تک غلامانہ زندگی گزار رہے تھے اور حق کی خاطر کفار کے ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے تھے۔ وغیرہ۔ تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے انشاء اللہ تعالیٰ کچھ مزید تفصیل کسی اور مناسب موقع پر عرض کی جائے گی۔

محبت کا ادنیٰ کرشمہ:

یہ محبت کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہے کہ جب سچی محبت ہوتی ہے تو پھر سچی محبت کی خاطر بندہ اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حق کی خاطر تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شعر میں استقامت کی ایک زندہ مثال بیان کی اور وہ بھی اپنی زندگی سے۔ حکایت بیان ہو چکی ہے۔

ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کو مرشد کریم سے انتہائی محبت بھی ہے۔ دوسری طرف مرشد کریم کے وضو کرنے کا وقت بھی قریب آ رہا ہے۔ مطلع ابر آلود ہے۔ بلکہ بڑی شدید بارش ہو چکی ہے۔ اور وقفے وقفے سے بارش ہو بھی رہی ہے۔ گلیوں اور بازاروں میں ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے۔

آگ پاس موجود نہیں ہے کیونکہ ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے کے باعث مرشد کریم کو تکلیف ہوگی۔ اس لیے پانی کو گرم کرنا ضروری ہے۔ اب غور فرمائیے کہ آگ موجود نہیں ... بارش برس رہی ہے اگر آگ

marfat.com
Marfat.com

لینے کے لیے باہر نکلتا ہوں تو کمبلی بھی بھیگ جائے گی سردیوں کے موسم میں برستی بارش کے دوران بھیگ جانا جبکہ ہوا تیز چل رہی ہو تو آدمی کا کیا حال ہوتا ہے۔ انتہائی شدید تکلیف کا سبب مگر کیا کریں کہ اب اگر جاتا نہیں محبت پہ حرف آتا ہے۔ اگر آگ کی تلاش کرتا ہوں تو سخت تکلیف دہ موسم کا شکار ہوتا ہوں۔ بالآخر آپ تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آگ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ سوچیئے تو سہی، غور وفکر ضرور کیجئے کہ ایسے موسم میں، ایسے حالات میں مگر آپ کی سوچوں پر یہ غلبہ ہے کہ جان رہے یا نہ رہے، دکھوں سے تکلیفوں سے سامنا کر کے بھی محبوب مرشد کریم کی محبت پہ حرف نہیں آنا چاہیے ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں کے مصداق پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ امتحان کہ آگ تک پہنچ بھی گئے مگر آگ پر پہنچتے ہی نیا امتحان شروع ہوتا ہے کہ اگر آگ لینی ہے تو تجھے اپنی آنکھ نکال کر دینی پڑے گی۔ مگر آپ پر غلبہ محبت کا عالم ہے کہ آپ سوچتے ہیں جب یہ تمام جسم ہی اس کا غلام ہے تو پھر ایک آنکھ دینے سے کیا فرق پڑے گا۔ اس سلسلے میں اگر جان بھی دینی پڑے تو سودا مہنگا نہیں۔ بہر حال آپ اس امتحان میں بھی آنکھ دے کر پاس ہو گئے۔ اس طرح آپ اپنی منزل تک پہنچ گئے۔ آپ نے اس شعر میں استقامت کو بہترین انداز میں بیان کیا ہے۔ کہ میرا جسم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتا ہے تو کوئی پرواہ نہیں مگر محبت میں فرق نہیں آنا چاہیے۔

-----☆☆☆-----

بھجو سجو کمبلی ، اللہ ورسو مینہہ جائے ملاں تنہاں سجناں ، تُٹو ناہیں نینہہ

حل لغت:

★ بھجو: بھیگ جا۔ ★ سجو: گیلا ہو جا۔ ★ کمبلی: چادر۔ ★ ورسو: برسے، برستی جا۔ ★ مینہہ: بارش۔ ★ جائے ملاں: جا ملوں، جا کر ملوں۔ ★ تنہاں: اُن۔ ★ سجناں: جمع ہے اس کا واحد ہے سجن دوستوں، یاروں۔ ★ تُٹو ناہیں: نہ ٹوٹے۔ ★ ناہیں: نہیں۔ ★ نینہہ: پیار محبت دوستی، رشتہ، ناطہ، تعلق، بنیاد، ساتھ۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

اے میری کمبلی! اگر تو بھیگتی ہے تو بھیگ جا مجھے کوئی پرواہ نہیں یا اللہ! اگر تو بارانِ رحمت بھیجتا ہے تو بھیج۔ مجھے میرے ارادے سے کمبلی کا بھیگنا اور بارش کا برسنا نہیں روک سکتا۔ میں ضرور اپنے محبوب سے شرف ملاقات کے لیے جاؤں گا۔ تاکہ سچی محبت کا ناطہ قائم رہے ٹوٹے نہیں۔

فائدہ:

مطلب یہ ہوا کہ حالات کیسے بھی حوصلہ شکن پیدا ہو جائیں۔ مگر میں حوصلہ ہارنے والا نہیں۔ حالات مجھے شکست نہیں دے سکتے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ جو ہمت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے کہ وہ کامیابی سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔ ہمت ہارنے والے بیٹھے رہ جاتے ہیں اور ناکامی کا کلنک ان کے ماتھے کا جھومر بن کر لٹکتا ہے۔ گویا بابا صاحب ہمیں اس شلوک میں یہ درس دیتے ہیں کہ اگر کمبلی بھیگتی ہے تو بھیگ جائے اس وجہ سے جو تکلیف مجھے ہوگی انہیں بھی برداشت کرلوں گا۔ حالات خواہ کتنے

marfat.com
Marfat.com

ہی حوصلہ شکن پیدا ہو جائیں مگر میں حوصلہ ہارنے والا نہیں۔ کمبلی بھیگتی ہے تو کیا اگر پھٹ بھی جائے تو پھر بھی میں حالات سے شکست تسلیم کرنے والا نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمت کی بارش برسائے تو پھر بھی کوئی پرواہ نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم میرے شامل حال رہا تو پھر میں ہر حال میں اپنے دوست کو ملنے جاؤں گا تاکہ محبت کا ناطہ جو ان سے ہے وہ نہ ٹوٹے۔

دوسرا مطلب:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرماتے ہیں کہ کمبلی بھیگتی ہے تو بھیگ جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اگر کمبلی پھٹتی ہے تو پھٹ جائے۔ بغیر کمبلی یا کپڑے کے ہی اتنے خطرناک موسم میں جانا پڑا تو اس سردی، بارش اور کیچڑ کے طوفان سے میں گھبرانے والا نہیں اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش میرے شامل حال ہوگئی تو پھر مجھے کس چیز کی پرواہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے کہ اللہ علیٰ کُلِّ شیءٍ قدیر۔ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ اگر ایسا قادر مطلق خالق کائنات کی رحمت شامل حال ہوگئی تو پھر مجھے ایسے خطرناک حالات کا مقابلہ کرنے سے کیا خطرہ۔ پھر میں کیوں گھبراؤں۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

بہر حال گویا آپ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوگئی تو پھر میں انشاء اللہ تعالیٰ دوست کی ملاقات ضرور کرنے جاؤں گا تاکہ محبت کا ناطہ نہ ٹوٹے بلکہ اور مضبوط ہو۔

تیسرا مطلب:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے میری کمبلی اگر تو بارش سے بھیگتی ہے تو بھیگتی رہو مجھے کوئی پرواہ نہیں کیونکہ میں نے ہر حال میں اپنے محبوب کے ہاں جانا ہے۔ اگر تو پھٹتی ہے تو پھٹ! میں کیا کروں۔ کیا ہوا تو میرے محبوب کا راستہ روکنے کے لیے راستے کی خرابیاں، کیچڑ اور نہ جانے کیسے کیسے حالات راستہ روکنے کی سعی کریں گے مگر میرا عزم راسخ ہے۔ میں نے جو عہد وفا کیا ہے اسے نہیں ٹوٹنے دوں گا۔ میری محبت صادق ہے یہ نہیں کہ معمولی سی تکلیف دیکھوں گا تو شاید میری محبت کے غبارے سے ہوا خارج ہو جائے گی۔ ایسی کیفیت جھوٹی محبت کی ہوتی ہے۔ الحمد للہ میری محبت صادق ہے۔ میں ضرور اپنے محبوب سے جا کر شرف ملاقات حاصل کروں گا تاکہ میرا عہد وفا قائم رہے۔

چوتھا مطلب:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بھجو سے مراد دنیوی لالچ میں بھیگنا ہے۔ بجو سے مراد بالکل ہی خراب حالت ہو جانا ہے۔ کمبلی سے مراد زندگی۔ اللہ ور سو مینہہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم۔ گویا آپ نے اس شعر میں فرمایا کہ خواہ دنیا کے لالچ دل میں آ بھی جائیں بلکہ پوری زندگی بھی دنیوی گندگیوں سے لبریز ہو جائے۔ تو اس کے باوجود مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ فضل وکرم کرے، اللہ تعالیٰ فضل وکرم کی بارش برسائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دوست سے جا کر شرف ملاقات حاصل کریں گے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی بارش ہوگئی تو دنیوی لوبھ لالچ اور گناہوں کی سب گندگیاں صاف ہو جائیں

marfat.com
Marfat.com

گی۔ بس اس کے فضل و کرم اور رحمت کے سہارے راستے کے تمام پتھر اور رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی۔ منزل خود بخود قدموں میں آجائے گی۔ کامیابی خود بھاگی چلی آئے گی۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزل پانے کے لیے رواں دواں رہوں گا۔ حتیٰ کہ آخرت میں حق تعالیٰ کے قرب سے نوازا جاؤں گا ہر حال میں اپنی منزل پہ نظر رکھوں گا، ہر قسم کے مصائب و آلام کا مقابلہ کرتے ہوئے قدم قدم چلتا ہوا۔ زندگی کی آخری سانس تک اسی منزل کا راہی رہوں گا تا کہ حق تعالیٰ سے جو محبت ہے اس پہ حرف نہ آئے۔

پانچوں مطلب:

جناب مخدوم ابرار احمد خان گیلانی مدظلہ العالی شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

خواہ دل کی کمبلی دنیا کی نعمتوں کی خواہشوں کے کیچڑ سے بھیگ جائے اور بھاری ہو جائے لیکن جب پیر کامل کے برزخ کے وسیلہ سے خدا کی طرف سے رحمت خاصہ کے فیض کی بارش ہو رہی ہے تو اس کیچڑ کا کچھ اندیشہ نہیں ہے۔ خود بخود اتر جائے گا۔ حتیٰ الوسع اپنے محبوب کے وصل اور رضا مندی اور متابعت کو مقدم سمجھ کر اس کے حصول کے درپے ہو۔ (دیوانِ فرید ص ۶۲)

پیرو مرشد کی بارگاہ میں حاضری:

امام الاولیاء حضرت سید محمد عبداللہ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ قادر بخش شریف کمالیہ فیصل آباد۔ اپنے ملفوظات میں بیان فرماتے ہیں کہ اے طالبان حق! جس نے پیرو مرشد کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور اپنے وجود کو اپنے مال اور املاک کو پیر کے سپرد نہ کیا اور ان پر اپنا حق جانا وہ جھوٹا ہے کیونکہ بوقت بیعت اس نے شیخ کی راہنمائی اور اپنی غلامی کو قبول کر لیا تھا۔ غلام کو اپنے آقا کی اطاعت بلا چون و چرا کرنی چاہیے۔ جس غلام نے اپنے آقا کی خوشنودی حاصل کر لی وہ مقبولیت کے اعلیٰ مقام پر سرفراز ہو جاتا ہے۔ مردانِ خدا نے اوّل بہشت کے عوض لذاتِ دنیا کو چھوڑ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے لیے نعمائے بہشت کو بھی چھوڑ دیا۔ اس طرح جملہ مخلوقات سے منقطع ہو کر صرف ایک کے ہو گئے۔ جنہوں نے بہشت کی طلب میں لذات دنیا کو چھوڑ دیا۔ دوزخ کی آگ اُن پر حرام ہو گئی۔ دنیا وفا سے نا آشنا ہے۔

اے لوگو! تم کب تک اس بے وفا پر اعتماد کرو گے۔ کامل مرشد کی نظر باطن پر ہوتی ہے وہ مخلوق کے باطن سے باخبر اور ان کے اخلاص و ریا سے آگاہ ہوتے ہیں۔

طالبانِ صادق پیرو مرشد کے مقام سے واقف ہوتے ہیں اور دلوں کو صاف کر کے یہاں پہنچتے ہیں اور سچائی کو عزیز رکھتے ہیں جنہوں نے پیرو مرشد کو اپنے جیسا ایک آدمی جانا وہی دربارِ مرشد میں سچ بولنے سے گریز کرتے ہیں۔ طلب صادق کا تقاضا یہ ہے کہ پیرو مرشد کے حق میں اپنے وجود، مال، املاک اور یہاں تک کہ اولاد سے دستبردار ہو جائے اور پیرو مرشد کی محبت پر اور کسی چیز کی محبت غالب نہ آئے۔ راہِ مستقیم یہ ہے کہ پیرو مرشد کے حکم کی بلا چون و چرا تعمیل کی جائے خواہ اس میں جان اور مال کا خطرہ ہو جو شخص اس راہِ مستقیم سے دور رہے وہ ہمیشہ محجوب اور مجبور رہے گا۔ (قلب سلیم ص ۱۶۲۔۱۶۱)

مرشد کی شان:

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مرشد کی شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

marfat.com
Marfat.com

اگلے پہر جو کجھ نہیں کھٹیا ھن دیگر نوں کی کرسیں ہو
کرلے توشہ عملاں والا ، جاں جاں ایہہ دم سرسیں ہو

جھوک لڈیسی وںج پچھوتاسیں جدجو یگانی وڑسیں ہو
اتھے کامل مرشد اتے نیک وسیلہ باہو، تاں بیڑے رسول دے چڑھسیں ہو

ایسا مرشد ملیا سانوں جس دل وچ نظر نکائی ہو
وہم خیال کر گئے کنارا جدوں مرشد کل ہلائی ہو
ذاتے نال چا ذات رلائی کیتوس فضل الٰہی ہو
اتھے اوتھے دو ہیں جہانیں باہو ، مینوں مرشد جیہا نہ کوئی ہو

جس نوں مرشد کامل ملیا ، اس دی کی نشانی ہو
قلب کمال جمال کرنیدا ، ایہہ نفس کرتیدا فانی ہو
دو ہیں جہانیں ضامن ہوندا ، نال ملیندا جانی ہو
ایسے کامل مرشد توں باہو ، میں جان کراں قربانی ہو

برقعہ نور حضور اپنے دا مرشد میں تے پایا ہو
نام نشان نہ اپنا کوئی ہرگز باہر آیا ہو
ایہو حال اوسے دا کرساں ، جیہڑا میں ول آیا ہو
ایہہ سچا راہ توحید دا باہو ، کامل پیر پڑھایا ہو

عشق اساتوں نماز پڑھائی تاں پڑھدے چپ چپاتی ہو
دم دم دے وچ لکھ رکھتاں [illegible] جانن گنگی باتی ہو

marfat.com
Marfat.com

مرشد اسانوں وضو سجایا ، دریا وحدت وچ ناتی ہو
پیاں نمازاں قبول تداہیں باہو ، جد یاراں یار پچھاتی ہو

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی مِلیس ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہ بوٹی لائی ہو

ایہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ہو
لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں ھک کھولاں ھک کجاں ہو
اتنیاں ڈٹھیاں صبرناں آوے ہور کتے ول بھجاں ہو
مرشد دا دیدار باہو ، مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لاندا ہو
جس گت اتے سوھنا راضی ہوندا، اوہو گت سکھاندا ہو
ہر دم یاد رکھے ہر ویلے، سوھنا اٹھاندا بہاندا ہو
آپ سمجھ سمجھیندا باہو ، آپ آپے بن جاندا ہو

-----☆☆☆-----

فرید مَیں بھلا واپگ دا ، مَت مَیلی ہو جائے گہلا روح نہ جانے ، سر بھی مِٹی کھائے

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ بھلا وا: بھول، غلطی، خطا۔ ★ پگ: پگڑی، عمامہ۔ ★ دا: کا۔ ★ مَت: کہیں ایسا نہ ہو کہ۔ ★ میلی: گندی، خاک اور دُھول میں بھری ہوئی، غلیظ، نجس۔ ★ گہلا: غافل، بے خبر، پاگل بے سرت، مجنوں، کملا، جھلا۔ ★ روح: جان، جوہر دل، اندرونی خواہش، نیت، من۔ ★ نہ جانے: نہیں جانتا۔ ★ سَر: کھوپڑی، کسی چیز کا بالائی حصہ، چوٹی، ابتداء۔ فکر،

marfat.com
Marfat.com

خیال، سردار، کنارہ، عنوان وغیرہ۔

میں اپنی دستار یعنی پگڑی کی فکر میں ہوں کہ کہیں یہ میلی نہ ہو جائے مگر میری روح اس حقیقت کو نہیں جانتی کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ ایک دن مٹی میری دستار تو کیا میرے سر کو بھی کھا جائے گی۔

مطلب:

اے فرید: میں اس بھول کا شکار ہو چکا ہوں کہ کہیں میری پگڑی میلی نہ ہو جائے۔ اس لیے مجھے اپنی پگڑی کی اچھی طرح حفاظت کرنا ہے۔ اپنی پگڑی کو سنبھالنا ہے۔ اسے میلی ہونے سے بچانا ہے۔ مگر غافل روح غفلت میں ہے اسے یہ خبر نہیں۔ پگلی روح یہ نہیں جانتی کہ جس سر پر پگڑی رکھی ہوئی کہ جسے میلا ہونے سے روکنے کے لیے میں اتنی سعی میں مصروف ہوں وہ سر ہی خاک کی نذر ہونے والا ہے۔

پگڑی کو عزت کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے پہلے لوگ جو کسی کی منت کرنا چاہتے تھے اس کے پاؤں میں اپنی پگڑی ڈال دیا کرتے تھے یہ انتہائی معذرت ہوا کرتی تھی۔ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے اس شعر کا مطلب یہ ہوا کہ لوگ اپنی عزت اور ناموس کو بچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ مگر پگڑی کو بچا کر کیا کرو گے جبکہ اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ بالآخر پگڑی جس سر پر ہے وہ سر ہی ایک دن خاک میں مل کر خاک ہو جائے گا نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ بہر حال اگر اپنی عزت و ناموس بچانا ہے تو محض ظاہر داری پہ ہی نظر نہ رکھو بلکہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ جس کے حکم پر موت وارد ہو گی۔ جس کے حضور حاضر ہونا ہے اس اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے عز و شرف کو بچانا چاہیے۔

جھوٹی بڑائی:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب اسی شعر کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

دنیاوی شہرت، وڈیائی تے جھوٹھیاں چودھراں دے خیال توں فرماندے نیں کہ اسی ایہناں دا ای سنبھالا کردے رہنے آں، پر ایس گل نوں بھل جاندے آں کہ جس وجود لئی اسی ایہ لوبھ لالچ تے دنیادی وڈیائی لبھدے پھرنے تے اونہوں سنبھالدے رہینے آں اوہ وجود دی اخیر نہیں۔ ایہناں تے ایس دی مٹی وچ رل کے مٹی ہو جاناں ایں۔

جد اخیر ایہ ای اے تے فیر کیوں نہ سارے مان غرور وسار کے عجز تے انکساری نال ایتھے سب نوں اپنے توں بھلا جان کے ہر اک دی خدمت کیتی جائے، تے دنیاوی جھوٹھی وڈیائی تے مان غرور نوں بھلا کے اپنے رب اگے سیس نوایا جائے۔ جد دنیا دیاں زینتاں چمکیو ایتھے ای رہے جانیاں نے اونھاں دا لوبھ کیہ کرناں۔ (بول فریدی ص ۸۱)

فائدہ:

دنیا فانی ہے اور اس میں جو کچھ ہے سب کچھ فانی ہے۔ اس لیے فانی سے دل لگانا نقصانی ہے یعنی نقصان کا سبب ہے۔ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

فناہ ہونا اے دنیا نے ایہہ ہے دنیا فانی

ایس ... نی

marfat.com

Marfat.com

دنیاکی حقیقت:

اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کی حقیقت واضح فرمائی ہے کہ جو کچھ ہمیں دنیا میں نظر آ رہا ہے یہ محض ایک دھوکہ ہے۔ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

ظاہری بڑا کچھ، کچھ بھی نہیں مت اتھے دل لاویں
آخر دا کر وپار سجناں، کیتے پھر نہ پچھتاویں
دنیا ظاہر ہنی ایہہ دھوکہ، مت دھوکہ کھا جاویں
بچ جا اج ایس سراب توں نہ دھوکہ کھا جاویں

دنیا کی ہوا کا تعفن:

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقلمند شخص دنیا میں قوت لایموت پر ہی راضی ہوتا ہے وہ دنیوی مال جمع کرنے میں مشغول نہیں ہوتا بلکہ وہ عمل آخرت میں مشغول ہوتا ہے کیونکہ آخرت سکون اور نعمتوں کا گھر ہے جبکہ دنیا فانی ہے دھوکہ اور فتنے والی جگہ ہے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو زمین پر اتارا تو انہوں نے جنت کی خوشبو کی بجائے دنیا کی ہوا سونگھی تو اس کے تعفن کے سبب چالیس روز بیہوش رہے۔ (تنبیہہ الغافلین ص ۲۹۴ ج ۱)

دنیا نیند کا خواب:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک دفعہ حضور علیہ السلام کی محفل میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا بہت ہی خوبصورت، روشن چہرہ، حسین زلفیں سفید رنگت اور سفید لباس والا تھا۔ آخر کہا السلام علیک یا رسول اللہ، حضور علیہ السلام نے فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ دنیا کیا ہے؟ فرمایا نیند کا خواب مگر ایسے لوگ جزا و سزا کے مستحق ہوں گے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ جنت کیا ہے؟ فرمایا ہمیشہ کا مستقر۔ جہاں ایک جماعت جنت میں ہوگی اور دوسری جہنم میں۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ جنت کیا ہے؟ فرمایا دنیا کا بدل۔ جہاں تارک دنیا کو نعمتیں ملیں گی۔ عرض کیا جہنم کیا ہے؟ فرمایا دنیا کا بدل جس کے طالب کو ہمیشہ وہاں رہنا ہے عرض کیا اس امت کے بہترین لوگ کون ہیں؟ فرمایا جو اطاعت الٰہی کے لیے عمل کرتے ہیں، عرض کیا دنیا کا قیام کتنا ہے؟ فرمایا جتنا قافلے سے بچھڑا ہوا کہیں ٹھہرتا ہے عرض کیا دنیا و آخرت کے درمیان فاصلہ کتنا ہے؟ فرمایا پلک جھپکنے جتنا۔ حضرت جابر کہتے ہیں پھر وہ شخص چلا گیا اور دوبارہ نظر نہ آیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جبریل تھا اس کی آمد کا مطلب یہ تھا کہ تمہیں آخرت کی رغبت اور دنیا سے بے رغبتی سکھائیں۔ (تنبیہہ الغافلین ص ۲۹۵ حصہ اول)

فائدہ: معلوم ہوا کہ سوال پوچھنا محض لاعلمی کی دلیل نہیں ہوتا بعض اوقات اوروں کو بتانے اور سمجھانے کے لیے بھی سوال کر دیا جاتا ہے جیسے یہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سوال بیان ہوئے ہیں اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو حضور کے پوچھنے پر حضور کی لاعلمی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تفصیلات انشاء اللہ تعالیٰ اللہ نے توفیق عطا فرمائی تو فیض العرفان دورہ تفسیر القرآن [illegible] میں [illegible]

marfat.com
Marfat.com

دنیا سے بے رغبتی:

جب دنیا کی ظاہر داری کی حقیقت واضح ہوگئی ہے تو پھر اس سے بے رغبتی اختیار کرنی چاہیے۔ دنیا دل لگانے کا مقام تو نہیں بلکہ اس سے دوری اختیار کرنی چاہیے اسی میں فائدہ ہے۔

خلیل اللہ:

منقول ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیل بنایا فرمایا تین چیزوں کی وجہ سے:

1- جب مجھے دو باتوں کا اختیار دیا گیا۔ تو میں نے رضائے الٰہی والی بات کو دوسری پر ترجیح دی۔

2- میں نے اپنے رزق کے لیے کبھی اہتمام نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ میرا کفیل ہے۔

3- میں نے صبح وشام کا کھانا بغیر مہمان کے کبھی نہیں کھایا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۲۹۵)

داناؤں کا قول:

داناؤں کا کہنا ہے کہ قلب کی حیات چار اشیاء میں ہے۔ (۱) علم (۲) رضا (۳) قناعت (۴) زہد۔ علم سے رضا حاصل ہوتی ہے، رضا سے قناعت اور قناعت سے زہد تک پہنچا جاتا ہے اور یہی دنیا سے بے رغبتی ہے مزید فرمایا کہ زہد تین چیزوں کا نام ہے (۱) دنیا کی معرفت پھر اس کا ترک (۲) مولیٰ کی خدمت پھر اس میں ادب (۳) آخرت کا شوق پھر اس کی طلب۔

(تنبیہ الغافلین ص ۲۹۵)

عقلمند کے لیے تین کام:

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی فرماتے ہیں کہ حکمت آسمان سے دلوں پر نازل ہوتی ہے مگر جس دل میں یہ چار باتیں ہوں اس میں وہ نہیں ٹھہرتی (۱) دنیا کی رغبت (۲) کل کی فکر (۳) بھائی سے حسد (۴) اہل دول سے محبت۔ انہی حضرت یحییٰ کا قول ہے کہ وہ شخص واقعی عقلمند ہے جو تین کام کرے (۱) دنیا کو چھوڑ دے قبل از یں کہ دنیا اس کو چھوڑ دے (۲) قبر کی تیاری کرے داخل ہونے سے پہلے (۳) ملاقات سے پہلے اپنے خالق کو راضی کرے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۲۹۶)

چھ باتیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے چھ باتیں جمع کرلیں گویا اس نے جنت کی خواہش اور جہنم سے فرار میں کوئی کمی نہیں چھوڑی (۱) جس نے معرفت الٰہی حاصل کر کے اس کی اطاعت کی (۲) جس نے شیطان کو پہچانا پھر اس سے بچا (۳) جس نے آخرت کو پہچانا اس کی اتباع کی (۴) جس نے آخرت کو پہچانا پھر اس کی خواہش کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے اے علی چار باتیں ایسی ہیں جو بدبختی میں شمار ہیں (۱) آنکھوں کا جمود (۲) دل کی سختی (۳) دنیا کی محبت (۴) لمبی امیدیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور قبر اس کے لیے قلعہ اور جنت اس کا مسکن ہے اور کافر کے لیے دنیا جنت ہے قبر اس کی جیل ہے اور جہنم اس کا مسکن ہے۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۲۹۷_۲۹۶)

marfat.com
Marfat.com

دنیا مومن کا قید خانہ:

حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کا فرمان کہ ''دنیا مومن کا قید خانہ ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو دنیوی انعامات کتنے ہی میسر کیوں نہ ہوں مگر یہ نعمتیں اُن انعامات الٰہی کے مقابلے میں جو اسے جنت میں عطا ہوں گی ہیچ ہیں اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی قید میں ہو کیونکہ موت کے وقت مومن پر جنت پیش کی جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے نعمتیں تیار کر رکھی ہیں اس کو دیکھ کر وہ اپنے آپ کو قیدی سمجھتا ہے جبکہ کافر کو موت کے وقت جہنم دکھائی جاتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھ کر یہ سمجھتا ہے آج تک وہ جنت میں تھا، اس لیے عقل مند انسان جیل میں کبھی خوش نہیں رہتا لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ دنیا کو دیکھے اور دنیا کے متعلق دی گئی مثالوں میں غور کرے یہ مثالیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں نیز داناؤں سے بھی کچھ مثالیں منقول ہیں کیونکہ مثالوں سے اشیاء کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَ ظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

(پ ۱۱ س یونس ع ۳، آیت نمبر ۲۴)

ترجمہ:

دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اُگنے والی چیزیں سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے سنگھار لے لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آ گئی ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں تو ہم نے اسے کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ہم تو یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لیے۔ (کنزالایمان)

مناظر کی کہانی ہر دور میں اور ہر جگہ دوہرائی جاتی ہے مگر اس کے باوجود ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں ہم اس بھلاوے کا شکار ہیں کہ کہیں ہماری پگ میلی نہ ہو جائے کہ لوگ کہیں گے جی دیکھو! ان کی پگ کیسی میلی ہے۔ حالانکہ یہ دنیا اور دنیا و مافیہا سب کچھ فانی ہے فناہ ہونے والی ہے یہ پگ بھی پھٹ جائے گی ہم خود ہی اسے گندگی کے ڈھیر پہ پھینک دیں گے یا آگ میں جلا دیں گے یا چیتھڑے بن کر ادھر اُدھر اُڑتی پھرے گی اور جس سر پر یہ پگ (پگڑی) باندھی ہوئی ہے اس نے بھی مرنا ہے اسے یہ موت آنے والی ہے ایک وہ وقت آئے گا کہ پگڑی تو رہی پگڑی۔ جس سر پر یہ پگڑی باندھی جاتی ہے۔ وہ مغرور سر بھی نیچے گر جائے گا۔ قبر میں داخل ہوگا۔

دنیا دے لاریاں تے کیوں مغرور ہویوں

[illegible] ہوئیوں

marfat.com

Marfat.com

دشمن پرانا تیرا ایہو شیطان اوئے

سدا نہیوں رھنا ایتھے کسے انسان اوئے

غافل روح کو یہ خبر نہیں کہ پگڑی والے سر نے بھی ایک دن مٹی میں جانا ہے۔

کھندی قبر غافلا وے موت سرتے کھڑی

اھم خطبہ:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضور علیہ السلام جو خطبہ دیتے تھے میں نے چار سال تک اس کو تلاش کیا مگر نہ ملا۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ خطبہ ایک انصاری صحابی کے پاس ہے جن کا نام جابر بن عبداللہ ہے لہٰذا میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ آپ نے وہ خطبہ سنا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا اے لوگو بے شک تمہارے لیے علمی مراکز ہیں تم وہاں جایا کرو۔ وہاں تمہارے لیے درجات ہیں اُن تک پہنچو اور بلاشبہ مؤمن بندہ دو خطروں میں گھرا ہوا ہے (۱) اسے معلوم نہیں کہ اس کی عمر گزشتہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کیا فیصلہ فرمائیں گے (۲) معلوم نہیں کہ اس کی بقیہ زندگی کے متعلق تقدیر میں کیا ہے، لہٰذا بندے کو خود ہی زاد سفر تیار کرنا چاہیے۔ اپنی حیات سے موت کے لیے۔ اپنی جوانی سے بڑھاپے کے لیے۔ کیونکہ دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لیے پیدا کئے گئے ہو اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے موت کے بعد استغفار کا کوئی موقع نہیں اور دنیا کے بعد گھر جنت میں ہے یا دوزخ میں ہوگا بس میں یہی کہتا ہوں اللہ تعالیٰ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل ص ۲۹۳)

فائدہ: یہ خطبہ تعلیم امت کے لیے ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ حضور کے گناہ تھے کہ جن کی مغفرت طلب کی۔

فائدہ:

مختصر یہ کہ جس دنیا کی خاطر ہم بھولے ہوتے ہیں کہ اگر ہم نے داڑھی رکھ لی تو دنیا کیا کہے گی، اگر ہم نے سر پر عمامہ باندھ لیا تو لوگ کیا کہیں گے یہ نوجوان ہے یا بوڑھا۔ دنیا والوں کی خوشی کی خاطر ہم نے بیاہ شادی پر نہ ناچ اور کنجریاں نہ بلوائیں تو لوگ کیا کہیں گے کہ یہ مرگ ہے یا شادی۔ اگر ہم نے شادی یا کسی اور فنکشن پر اپنی ناک کی بلندی کے لیے ادھار وغیرہ لے کر خوب خرچ نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے کہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود انہوں نے کیا خرچ کیا حالانکہ مشکل اوقات میں دنیا اور دنیا والوں میں سے کسی نے بھی ساتھ نہیں دینا یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ دنیا اور دنیا والوں کی بے وفائی کے قصے عام مشہور ہیں۔

انما الاعمال بالنیات:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص آخرت کی نیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے شمائل کو جمع فرما دیتا ہے اور اس کے دل میں غنا پیدا۔ فرما دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتے ہوئے آتی ہے اور جو شخص دنیا کی نیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنا حکم بدل دیتا ہے اور اس کی محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دی جاتی ہے اور اس کو دنیا اتنی ہی نصیب ہوتی ہے جتنی کہ اللہ تعالیٰ اس کے مقدر میں لکھ دیتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین ۲۹۲ حصہ اوّل)

marfat.com

Marfat.com

حکایت:

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر آرام فرما تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور حضور علیہ السلام کے پہلو پر چٹائی کے نشانات دیکھ کر رونے لگے آنحضور علیہ السلام نے رونے کی وجہ معلوم کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے قیصر وکسریٰ اوران کی دنیاوی آسائشات یاد آ گئی ہیں۔ اور آپ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور حالت یہ ہے کہ جسم پر چٹائی کے واضح نشانات ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے حصہ کی نعمتیں بعجلت دنیا میں مل گئیں۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۹۲ حصہ اول)

دوباتوں کا خوف:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے تمہاری دو باتوں کا ڈر ہے (۱) لمبی امیدیں (۲) اور اتباع خواہشات۔ کیونکہ لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور اتباع خواہشات حق سے روکتی ہے۔ بے شک دنیا پیٹھ پھیر کر بھاگ چکی ہے جبکہ آخرت سامنے ہے اور لوگ ان دونوں کے ساتھ متعلق ہیں، سوتم آخرت والے بنو۔ دنیا والے نہ بنو اس لیے کہ آج یوم عمل ہے یوم حساب نہیں۔ اور کل ''بروز حشر'' حساب ہوگا عمل نہیں ہوگا یعنی آج بکثرت عمل کرو کیوں کہ کل عمل پر تم قدرت نہ رکھو گے۔

-----☆☆☆-----

فریدا شکر، کھنڈ، نوات، گڑ، ماکھیوں، ماجھ دُدھ ... سبھے وستو مٹھیاں، رب نہ پُجن تدھ

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ کھنڈ: چینی۔ ★ نبات: گنا، کماد۔ ★ ماکھیوں: شہد۔ ★ دُدھ: دودھ۔ ★ ماجھا: بھینس کا۔ ★ سبھے: سبھی، تمام، ساری۔ ★ وستو: چیزیں۔ ★ مٹھیاں: میٹھی۔ ★ پجن: اپڑن، پہنچیں، پہنچنا، پہنچانا، عبادت کرنا۔ ★ تدھ: تجھے، تجھ کو، آپ کو۔

شکر، کھانڈ یعنی چینی نبات (مصری) گڑ، شہد اور بھینس کا دودھ یہ ساری چیزیں ہی میٹھی ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان تمام کی مٹھاس ذکر اللہ کی مٹھاس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

مطلب:

شکر، چینی، گنا، گڑ، شہد، بھینس کا دودھ یہ تمام چیزیں میٹھی ہیں۔ لذت دینے والی اور خوشی پہنچانے والی ضرور ہیں جسمانی لذت کا سامان ہیں لیکن یاد رکھ یہ تجھے اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچا سکتیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ رب تعالیٰ تک پہنچانے کی بجائے الٹا ان سے غفلت ہوتی ہے بندہ ان لذات میں پڑ کر اکثر اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے۔

بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ سب چیزیں اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کچھ بندے کو اللہ سے غافل کرسکتی ہیں ان تمام چیزوں سے بڑھ کر مٹھاس ایمان کی ہے۔ اس کی مٹھاس کو فنا نہیں بلکہ اس کی مٹھاس لافانی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

یہ سب چیزیں میٹھی ہیں ظاہری طور پر میٹھی ہیں مگر باطنی طور پر کچھ میٹھی ہیں اور کچھ چیزیں کڑوی ہیں۔ جو چیزیں نیک کمائی سے حاصل کی گئی ہیں اور اللہ جل جلالہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے مطابق استعمال کی گئی ہیں وہ تمام چیزیں ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی میٹھی ہیں یعنی زبان کے لحاظ سے میٹھی ہیں باطنی طور پر نیکیاں کرنے کا سبب بنتی ہیں اور جو چیزیں نیک کمائی کے ذریعے حاصل نہ کی گئیں ان چیزوں کا استعمال حرام ہے۔ جو گناہوں کا سبب ہیں حالانکہ بظاہر زبانی چٹخارے کے لحاظ سے تو یہ میٹھی ہیں حلق سے اترتے ہی کئی تکالیف اور بیماریوں کا سبب بن سکتی ہیں کئی چیزیں گناہوں کی دلدل میں گرنے کا سبب بن سکتی ہیں کئی چیزیں گناہوں سے لتھڑنے کے بعد جہنم میں جانے کا سبب بن سکتی ہیں ایسی چیزیں بظاہر تو میٹھی محسوس ہوتی ہیں باطنی طور پر زہر قاتل سے بھی زیادہ نقصان دہ بن سکتی ہیں کیونکہ زہر قاتل کا اثر موت تک رہتا ہے جبکہ گناہوں کے اسباب مرنے کے بعد بھی جان نہیں چھوڑتے۔ قبر میں بھی عذاب کا سبب بنتے ہیں، پھر جہنم میں پھینکے جانے کا بھی سبب بنتے ہیں جہاں موت کو بھی یاد کریں گے تو موت بھی نہیں آئے گی کیونکہ موت کو بھی ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایسی چیزوں سے زیادہ نقصان دہ اور خطرناک کیا چیز ہو سکتی ہے۔

حرام غذا والے کی دعا قبول نہیں ہوتی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے قبول نہیں کرتا مگر پاک کو۔ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو بھی اس طرح کا حکم دیا ہے جس طرح نبیوں کو حکم دیا ہے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

اے رسولو! حلال رزق سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَارَزَقْنٰكُمْ

اے ایمان والو! ان چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔

پھر آپ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے اس کے بال پراگندہ اور غبار آلودہ ہیں اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اس کا پینا حرام ہے حرام کے ساتھ اس کو غذا دی جاتی ہے ایسے آدمی کی دعا کیسے قبول ہو۔ (مسلم شریف، مشکوۃ شریف کتاب البیوع)

لعنت:

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت، زانیہ کی کمائی سے منع فرمایا، اور سود کھانے والے، سود کھلانے والے پر، گودنے والی عورت پر، گدوانے والی عورت پر اور تصویر اتارنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری شریف، مشکوۃ شریف کتاب البیوع)

marfat.com
Marfat.com

حرام مال سے پلے ہوئے گوشت کا انجام:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں وہ گوشت داخل نہیں ہوگا جو گوشت حرام مال سے پلا ہو۔ ہر وہ گوشت جو حرام مال سے پلا ہو آگ اس کے زیادہ لائق ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع)

حرام سے پرورش پانے والے جسم کا انجام:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں وہ جسم داخل نہ ہوگا جو حرام کے ساتھ پرورش کیا گیا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع)

مشتبہ چیزوں سے بچنا:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے جو مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنا دین اور اپنی عزت کو پاک کر لیا جو شبہات میں پڑا حرام میں واقع ہوا جیسے چرواہا چراگاہ کے قریب چراتا ہے قریب ہے کہ اس میں سے جانور چریں خبردار ہر بادشاہ کی چراگاہ ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کی روند اس کی حرام (کی ہوئی) چیزیں ہیں جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جس وقت وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم درست ہوتا ہے اگر وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے خبردار وہ دل ہے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع)

فائدہ:

پس معلوم ہوا کہ یہ سب چیزیں بظاہر میٹھی ہیں لیکن حقیقتاً میٹھی تب ہیں کہ حلال اور جائز طریقہ سے حاصل کی جائیں اور شرعی نقطہ نظر کے مطابق استعمال کی جائیں پھر یہ چیزیں ظاہر لحاظ سے بھی میٹھی ہیں اور باطنی لحاظ سے بھی میٹھی ہوتی ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان کی مٹھاس ذکر اللہ کی مٹھاس سے کم ہے۔ ان سب میٹھی چیزوں کی مٹھاس ذکر اللہ کی مٹھاس کے برابر نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام ان سب چیزوں سے منہ موڑ کر ذکر اللہ میں مشغول ہو گئے پھر ایسے ذکر اللہ میں مشغول ہوئے کہ غذا کی رغبت بھی ختم ہو گئی اتنی قلیل غذا پہ گزارہ کر لیتے کہ ایک عام آدمی سن کر انگشت بدنداں رہ جاتا ہے، مثلاً بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کاٹھ کی روٹی بنوائی ہوئی تھی جسے آج بھی پاکپتن شریف میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جب بھوک لگتی، زیادہ تنگی کا سبب بنتی تو وہی روٹی نفس کے سامنے پیش کر دیتے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ

فریدا روٹی میری کاٹھ کی ، لاون میری بھکھ
جیہناں کھادی چوپڑی، گھنے سہن گے دکھ

marfat.com
Marfat.com

بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی خوراک

صوم دوام:

حضرت سلطان المشائخ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرماتھے کہ شیخ علی جو میرٹھ کے رہنے والے تھے اور ان کا مزار بھی وہیں ہے وہاں پہنچے اس زمانے میں حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ صوم داؤدی رکھ رہے تھے افطار کے وقت شیخ علی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے مہمان تھے جب یہ دونوں بزرگ کھانا کھا رہے تھے تو شیخ علی کے دل میں خیال گزرا کہ اچھا ہوتا اگر آپ صوم دوام رکھتے حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے کشف باطنی سے ان کے خطرے کو معلوم کرلیا اور فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا جو خاصانِ خدا کے دل میں خیال گزرا میں اسے پورا کرتا ہوں۔آپ کو صوم دہر کا خیال ان ہی بزرگ کی وجہ سے پیدا ہوا۔

(سیر الاولیاء ص ۱۵۵)

فائدہ: اولیاء اللہ کی شان ہے کوئی نہ سمجھ سکے تو اور بات ہے۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی آقا کا عالم کیا ہوگا۔

افطار کی کیفیت:

حضرت سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ فرید الحق والدین رحمتہ اللہ علیہ کا اکثر افطار شربت سے ہوتا تھا ایک پیالہ شربت کا آپ کے لیے لایا جاتا اور کبھی کچھ منقہ اس میں ڈال دیئے جاتے۔آپ اس میں سے نصف بلکہ دو تہائی حاضرین میں تقسیم فرما دیتے اور ایک تہائی جو کہ باقی رہ جاتا اسے خود نوش فرماتے اس میں سے بھی اگر کچھ باقی رہ جاتا تو آپ حاضرین میں سے جس کو چاہتے عطا فرماتے جس خوش نصیب کی قسمت میں یہ دولت ہوتی اسے مل جاتی۔ بعدۂ نماز سے پہلے دو روٹیاں گھی میں چرب کر کے لائی جاتیں۔یہ دو روٹیاں ایک سیر سے کچھ کم ہوتی تھیں آپ ایک روٹی کے ٹکڑے کر کے حاضرین میں تقسیم فرما دیتے اور دوسری روٹی آپ خود تناول فرماتے اور اس ایک روٹی میں بھی جس کو چاہتے عطا فرماتے۔مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ ذکر و شغل میں مشغول ہو جاتے۔ذکر و اوراد کی مشغولی ختم ہونے کے بعد آپ کے سامنے دستر خوان بچھایا جاتا۔ جس پر قسم قسم کے کھانے چنے جاتے آپ سب کا سب تقسیم کر دیتے اور اس میں سے کچھ نہ کھاتے پھر دوسرے دن افطاری کے وقت اسی معمول کے مطابق کھاتے۔(سیر الاولیاء ص ۱۵۶)

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خوراک:

حضرت خواجہ سلطان المشائخ نے ایک موقع پر جبکہ شیخ بدر الدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر چل رہا تھا فرمایا کہ شیخ العالم فرید الحق والدین اجودھن میں مقیم ہو گئے تھے اور درویشانہ روٹی اور ان چیزوں پر جو وہاں کے جنگل میں اُگتی ہیں مثلاً پیلو اور اس جیسی دوسری چیزیں اُن پر قناعت فرماتے تھے۔(سیر الاولیاء ص ۱۵۵)

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا بیان:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس زمانے میں حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں درویشوں کو جس دن ٹینٹ اور گل کریر پیٹ بھر کر کھانے کو مل جاتے وہ روز روزِ عید ہوتا تھا

(تذکرہ حضرت بابا فرید گنج شکر [illegible])

marfat.com
Marfat.com

فاقے:

کوئی ہفتہ ایسا نہ گزرتا تھا جس میں دو تین وقت کا فاقہ نہ ہوتا ہو اور ایسا نہ ہوتا ہو کہ ایک بیوی کے ہاں سے خادمہ آتی اور عرض کرتی کہ مخدوم! آج فلاں حرم کے ہاں فاقہ ہے پھر دوسری کے ہاں سے یہ اطلاع آتی کہ آج فلاں حرم کو دوسرا فاقہ ہے یا فلاں بچہ ہلاکت کے قریب ہے۔ (شان بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۶)

ذکر اللہ کی مٹھاس زیادہ

عموماً یہ ہوتا ہے کہ جب آدمی کے پاس اتنا مال ہوتا ہے کہ وہ اپنی ضروریات کی فراہمی سے بے فکر ہو جائے تو سوائے حریص کے پھر وہ اطمینان کے ساتھ یاد حق میں مشغول ہو جاتا ہے لیکن حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کمال یہ ہے کہ نہ ہوتے ہوئے بھی پوری دلجمعی اور کمال استغراق کے ساتھ یاد حق میں مشغول رہتے تھے اگر کچھ ہوتا تو مضطر اور نہ ہوتا تو مطمئن رہتے تھے کیونکہ فقیر اپنے فقر کی حفاظت اس طرح کرتے ہیں جس طرح مالدار اپنے مال کی۔ (شان حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۶)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ اولیاء اللہ کے نزدیک ذکر اللہ کی مٹھاس دنیوی میٹھی چیزوں سے زیادہ ہوتی ہے اولیاء اللہ خصوصاً بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کیسی خوراک کھا کر ذکر اللہ کی مٹھاس کی وجہ سے ہی یہاں روکھی سوکھی کھا کر ذکر اللہ میں مشغول رہے۔ صوم داؤد اور صوم دہر وغیرہ رکھنے سے بھی یہ واضح ہوا کہ اللہ والے ذکر اللہ کی مٹھاس اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے مد مقابل کسی چیز کی اہمیت نہیں مانتے۔

فضائل ذکر اللہ

1- حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم ذکر کے لیے نہیں بیٹھتی مگر ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں ان کو رحمت ڈھانک لیتی ہے ان پر سکینہ اترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان فرشتوں میں بیان فرماتا ہے جو اس کے قریب ہیں۔

(رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل......)

2- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ

اللہ کو یاد کرنے والے اور یاد نہ کرنے والے زندے اور مردے کی مانند ہیں۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ)

3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں

marfat.com
Marfat.com

بندے کے گمان سے بھی زیادہ قریب ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔ جب وہ مجھ کو اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھ کو جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

-4 حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو تمہارے بہترین اعمال کے متعلق آگاہ نہ کروں جو بہت پاکیزہ ہیں تمہارے بادشاہ کے نزدیک اور درجوں کے ظاہر سے۔ بہت بلند ہیں سونے چاندی کے خرچ کرنے سے بہتر ہیں، جہاد سے بہتر ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ آپ ضرور خبر دیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشا فرمایا خدا کا ذکر ہے۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف، موطا امام مالک)

-5 حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کون آدمی بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور اس کے عمل نیک ہوں۔ اس کے لیے خوشی ہو۔ پھر عرض کیا کہ اللہ کے رسول کونسا عمل بہتر ہے؟

فرمایا: جب تجھ کو موت آئے تو تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

-6 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت تم بہشت کے باغ میں سے گزرو تو اس کے میوہ سے کھاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ بہشت کے باغ کیا ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذکر کے حلقے۔

-7 حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کی کلام اس پر وبال ہے مگر اس کا نیکی کا حکم کرنا۔ برائی سے منع کرنا یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

فائدہ: حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

-8 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے ذکر کرنے والوں کو بازاروں میں تلاش کرتے ہیں اگر ذکر کرنے والی قوم کو پالیں تو آپس میں پکارتے ہیں اپنے مطلب کو جلدی آؤ۔

آپ نے فرمایا: فرشتے ان کو اپنے پروں سے آسمانِ دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔ نبی کریم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان کا حال پوچھتا ہے حالانکہ وہ فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے میرے بندے کیا کرتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں: تسبیح کرتے ہیں اور تیری بڑائی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں اور تیری بزرگی کے ساتھ تجھ کو یاد کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ مجھ کو دیکھتے تو ان کا حال کیا ہوتا؟

marfat.com
Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر آپ کو دیکھ لیتے تو بہت بندگی کرتے اور تیری بزرگی بہت بیان کرتے اور تیری تسبیح بیان کرتے۔
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا مانگتے ہیں؟
فرشتے عرض کرتے ہیں: جنت کا سوال کرتے ہیں۔
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟
آپ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں: اللہ کی قسم نہیں دیکھا۔
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دیکھ لیتے تو پھر ان کا کیا حال ہوتا؟
آپ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر دیکھ لیتے تو اس پر بہت حرص کرتے اور اس کو بہت طلب کرنے والے ہوتے اور اس میں بہت رغبت کرتے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟
آپ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں دوزخ سے۔
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟
آپ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں: خدا کی قسم! رب پروردگار! انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا۔
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟
آپ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر اسے دیکھ لیتے تو اس سے ڈر کی وجہ سے بہت بھاگتے۔
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو بخش دیا۔
آپ نے فرمایا کہ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ذکر کرنے والوں میں فلاں شخص بھی ہے جو ذکر کرنے والا نہیں جو کسی کام کے لیے آیا تھا ان میں بیٹھ گیا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ ذکر کرنے والے ہیں کہ ان میں بیٹھنے والے بھی بدبخت نہیں۔
اسے بخاری نے روایت کیا اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ
فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ان میں فلاں بندہ ہے جو بڑا گنہگار ہے وہ جاتے جاتے ان کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسے بھی بخش دیا۔ وہ قوم ہے کہ بدبخت نہیں ہوتا جو ان کے پاس بیٹھے۔

(مشکوۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل التقرب الیہ)

فائدہ: میلاد النبی، معراج النبی، عرس کی وہ محافل کہ جن میں ذکر اللہ ہوتا ہے۔ وفات شدگان کے ایصال ثواب کے لیے منعقدہ محافل مثلاً ختم شریف۔ ساتا۔ اکیسواں، چہلم۔ محافل نعت وغیرہ یہ سبھی ذکر اللہ کی محافل ہی ہوتی ہیں خالص ثواب کی نیت سے ان محافل میں شامل ہونے والے بھی انشاء اللہ تعالیٰ انعامات ربانی سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ فیضیاب ہوتے رہیں گے کیونکہ یہ تمام محافل ذکر اللہ ہی کی محافل ہیں۔

9- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسی قوم نہیں جو ایک ایک مجلس

marfat.com
Marfat.com

میں کھڑے ہوں اور اللہ کا ذکر نہ کریں مگر وہ گدھے مردار کی مانند کھڑے ہیں اور ان پر افسوس ہوگا۔

(ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف)

-10 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجلس (میں بیٹھنے والوں نے اس مجلس میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا تو یہ مجلس ان پر حسرت ہوگی۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کو چاہے عذاب کرے چاہے بخش دے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

امیر اہلسنت اپنی بہترین تصنیف لطیف فیضان سنت میں لکھتے ہیں کہ:

حدیث پاک میں آتا ہے: کسی درخت پر کلہاڑا اس وقت چلتا ہے جبکہ وہ ذکر اللہ سے غفلت اختیار کرے ''جو جانور ذکر اللہ (عزوجل) سے غافل ہوتا ہے وہ ذبح کر دیا جاتا ہے۔ (الملفوظ) (فیضان سنت باب ذکر کی فضیلت)

حکایت:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی شخص نے ایک پرندہ تحفہ کے طور پر بھیجا آپ نے قبول فرما کر اُسے پنجرے میں بند کر دیا اور کچھ مدت اپنے پاس رکھ کر ایک دن آزاد کر دیا لوگوں نے پوچھا: حضرت آپ نے اسے آزاد کیوں کر دیا؟ تو فرمایا: مجھے اس پرندے نے بڑی منت سے کہا تھا کہ ''اے جنید! افسوس تُو تو اپنے دوستوں کے ساتھ ملاقات کا لطف اٹھائے اور مجھے میرے دوستوں کی ملاقات سے یوں دور رکھے اور پنجرے میں بند رکھے''۔

مجھے اُس پر رحم آیا اور چھوڑ دیا۔ اُڑتے وقت وہ کہنے لگا کہ پرندہ یا جانور جب تک ذکر اللہ میں مصروف رہتا ہے آزاد رہتا ہے اور جہاں اس پر غفلت طاری ہوئی قید میں مبتلا ہو جاتا ہے اے جنید (رحمۃ اللہ علیہ) میں یادِ الٰہی سے ایک ہی دن غافل ہوا تھا جس کی سزا میں مجھے پنجرے کی سخت قید بھگتنا پڑی۔ ہائے ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اکثر اوقات ذکر اللہ سے غافل رہتے ہیں۔ اے جنید (رحمۃ اللہ علیہ)! میں آپ کے سامنے پکا وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ذکر اللہ سے غافل نہ رہوں گا یہ کہہ کر پرندہ اُڑ گیا۔

پھر وہ پرندہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آیا کرتا تھا اور ان کے ہمراہ دسترخوان پر دانے وغیرہ بھی کھایا کرتا تھا جب حضرت جنید بغدادی (رحمۃ اللہ علیہ) کا انتقال ہوا تو وہ پرندہ بھی زمین پر گر پڑا اور تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ اُس کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا چونکہ اُس پرندے پر میں نے رحم کھایا تھا اللہ (عزوجل) نے بھی مجھ پر رحم کیا۔ (فیضان سنت باب ذکر کی فضیلت بحوالہ نزہۃ المجالس)

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

غافل مچھلیاں اور دانا بچی:

ایک بزرگ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ مچھلیاں پکڑ رہے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی چھوٹی بچی بھی بیٹھی تھی۔ آپ جو بھی مچھلیاں پکڑتے وہ اپنی لڑکی کو دیتے جاتے اور وہ لڑکی اپنے والد سے مچھلیاں لے کر پھر دریا میں ڈالتی جاتی۔ حضرت فارغ ہو کر اُٹھے تو لڑکی سے فرمایا: بیٹی! مچھلیاں کہاں ہیں۔ تو وہ بولی: اباجان! میں نے تو ان سب کو پھر دریا میں ڈال دیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت نے فرمایا: تم نے یہ کیا کیا؟ ساری محنت برباد کردی۔

وہ بولی: آپ ہی نے تو بتایا تھا کہ جو مچھلی ذکر اللہ سے غافل ہو جاتی ہے وہی جال میں پھنستی ہے تو آپ جس مچھلی کو پکڑتے تھے میں سمجھ لیتی کہ یہ مچھلی ذکر اللہ سے غافل ہے جبھی تو پکڑی گئی ہے اس لیے میں نے اس خیال سے کہ غافل مچھلیاں کھا کر اُن کی صحبت سے کہیں ہم بھی ذکر اللہ سے غافل نہ ہو جائیں۔ لہٰذا میں نے وہ ساری مچھلیاں پھر دریا میں ڈال دیں۔

(فیضان سنت باب ذکر کی فضیلت بحوالہ نزہۃ المجالس)

دلوں کا چین:

قرآن مجید میں ہے کہ:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

سن لو! اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (پ ۱۳ ع ۱۰)

فائدہ:

گویا یہ بے چینی اور بے اطمینانی ذکر اللہ سے غفلت کی وجہ سے ہے اللہ (عزوجل) کا ذکر دل کی غذا ہے اور دل اگر اپنی غذا نہ پائے تو بے چین نہ ہو تو کیا ہو معلوم ہوا کہ یہ پریشانیاں اور حیرانیاں محض اللہ (عزوجل) کے ذکر سے غفلت کے باعث ہیں۔

غافل انسان اپنے رب کو یاد کر
دل کی اُجڑی بستیاں آباد کر

(فیضان سنت ص ۸۴،۸۳)

فائدہ:

چونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر دلوں کے لیے چین ہے اور دل پورے جسم کے بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ یہی دل جلوہ گاہ حق ہے۔ اس لیے اس کی پسند اور اس کی خوراک اور اس کی پریشانی کو دور کرنے کا سامان ذکر اللہ ہے۔ ذکر اللہ ہی دل کے لیے لذیذ ترین غذا ہے۔ شکر کھنڈ، نوات، گڑ، ماکھیوں ماجھا دُدھ (بھینس کا دودھ) وغیرہ یہ سب کچھ دوسرے جسم کے لیے لذیذ غذائیں ہیں جبکہ ذکر اللہ دل کے لیے لذیذ غذا ہے اور دل جلوہ گاہ حق ہے۔ اس لیے تمام جسم کا سردار ہے۔ بادشاہ اور سردار کی پسند باقی سب کی پسند سے اعلیٰ ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ سب چیزیں مٹھاس ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ سکنا تو کیا اس کے برابر بھی نہیں ہو سکتیں۔

-----☆☆☆-----

فریدا روٹی میری کاٹھ کی، لاون میری بھکھ جیہناں کھادی چوپڑی، گھنے سہن گے دُکھ

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ کاٹھ دی روٹی: لکڑی کی روٹی، مراد خشک اور سادہ روٹی۔ ★ لاون: سالن سبزی، ترکاری، سلونا۔

★ بھکھ: بھوک، مراد یہ ہے کہ بھوک ہی میرا سالن ہے اگر بھوک لگی ہو تو خشک اور سادہ روٹی بھی بڑی آسانی اور مزے سے

marfat.com
Marfat.com

کھائی جاسکتی ہے۔ ★جیہناں: جنہوں نے۔ ★ کھادی: کھائی۔ ★ چوپڑی: گھی لگی روٹی یا گھی میں تَل تَل کر پکائی ہوئی روٹی یا تازہ تازہ گرم گرم روٹی پہ گھی لگائی گئی روٹی پراٹھا۔ ★ گھنے: زیادہ، گہرے۔ ★ سہن گے: سہیں گے، برداشت کریں گے، جھیلیں گے۔ ★ دُکھ: تکلیفیں، مصیبتیں۔

روٹی میری کاٹھ یعنی لکڑی کی اور بھوک میرا سالن ہے۔ مگر جو لوگ اس دنیا میں گھی سے چپڑی ہوئی روٹیاں کھا کر عیش وعشرت میں مشغول ہیں وہی زیادہ دکھ بھی سہیں گے۔

مطلب:

اے فرید! میری روٹی لکڑی کی ہے۔ روٹی کے ساتھ سالن کی ضرورت ہوتی ہے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے میری بھوک ہی اس کا سالن ہے۔ جب مجھے بھوک تنگ کرتی ہے اسی لکڑی کی روٹی سے ہی اپنی بھوک مٹا لیتا ہوں۔ یاد رکھیے جن لوگوں نے گھی لگی روٹی کھائی یعنی جن لوگوں نے عیش وعشرت میں زندگی بسر کی۔ وہی آگے چل کر عذاب سے دوچار ہوں گے انہیں ہی زیادہ دکھ سہنے پڑیں گے۔ کیونکہ خالق کائنات نے اس دنیا میں زندگی گزارنے کے متعلق حساب لینا ہے۔ جن لوگوں کی زندگی عسرت میں گزری ہوگی ان کا حساب کتاب بھی آسان سا ہوگا اور جن لوگوں نے دنیا میں خوب عیش وعشرت کیے ہوں گے۔ دنیوی زندگی خوب اللوں تللوں میں گزاری ہوگی۔ انہیں حساب کتاب بھی ویسا ہی دینا پڑے گا۔

فائدہ:

گویا آپ نے اس شعر میں فرمایا ہے کہ جب مجھے بھوک ستاتی ہے تو میں اسی کاٹھ کی روٹی پہ دانت آزمائی کرتا ہوں۔ جب تکلیف ہوتی ہے میری بھوک خود بخود ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اور میرا گزارہ ہو جاتا ہے۔ اس تکلیف کی وجہ سے توجہ بھوک سے ہٹ کر تکلیف کی طرف ہو جاتی ہے۔ جس وجہ سے بھوک کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ میرا تو جیسے تیسے گزارا ہو جاتا ہے مگر جو گھی لگی روٹی کھا رہے ہیں عیش وعشرت میں زندگی بسر کر رہے ہیں انہیں عذاب ہی سہنے پڑیں گے کیونکہ جنہوں نے جتنی دولت کھانے پینے اور پہننے میں زیادہ استعمال کی اسی تناسب سے ان کا حساب کتاب بھی زیادہ ہوگا جیسا کہ دنیا میں جسے دولت زیادہ میسر آئی ہے اس کا آڈٹ بھی اسی حساب سے ہوتا ہے۔ جس کو دولت کم دی جائے کہ فلاں فلاں کام میں لگائی ہے اس کا حساب کتاب بھی آسان ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ:

1- وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْن۔

حکمت:

رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے کسی کو کم رزق دے یا زیادہ۔ جسے جتنا چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے کسی کو کم رزق عطا فرماتا ہے کسی کو زیادہ رزق عطا فرماتا ہے یہ اس کی حکمت ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بھی خالی از حکمت نہیں ہوتا۔

2- وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (پ ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۱۲)

اور خدا جسے چاہے بے گنتی دے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

فائدہ: پس واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ [illegible] عطا فرماتا ہے [illegible] عطا فرماتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

3- وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ط كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○ (پ ۱۲ سورۃ ہود، آیت نمبر ٦)

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے۔ (کنزالایمان)

4- اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ

اللہ جس کے لیے چاہے رزق کشادہ اور تنگ کرتا ہے۔ (کنزالایمان)

فائدہ: پس واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے وسیع رزق عطا فرمائے اور جس کے لیے چاہے رزق تنگ کرے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔

کم رزق:

جسے کم رزق ملے اسے چاہیے کہ یہ سوچ کر صبر اختیار کرے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق دینا ہے وہی ملتا ہے بلاوجہ بے صبری کا مظاہرہ کرنے سے کیا ہوگا کچھ بھی نہیں ہائے وائے کرنے سے کوئی رزق بڑھ تو نہیں جائے گا۔ صبر کرے تو پھر بھی وہی رزق ملتا ہے اور بے صبری کا مظاہرہ کرتا پھرے تو پھر بھی وہی رزق ملتا ہے۔ جب یہ صورت حال ہے تو پھر کیوں نہ حق تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے تھوڑے ہی رزق پر راضی ہو جائے۔

کم رزق پہ راضی ہونے کی فضیلت

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کامیاب ہوا وہ شخص جو مسلمان ہوا اور اس کو بقدر کفایت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے قانع بنا دیا اس کو اس چیز میں جو اس کو عطا کی گئی۔

حدیث:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَی اللّٰهُ لَهٗ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهٗ اِسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شِقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهٗ بِمَا قَضَی اللّٰهُ لَهٗ۔

(رواہ احمد والترمذی وقال هٰذا حدیث غریبٌ) (مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر)

آدم کے بیٹے کی نیک بختی یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کیا اس پر وہ راضی ہو اور آدم کے بیٹے کی بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ [illegible] اللہ نے اس کے لیے

marfat.com

Marfat.com

مقدر کیا اس پر خوش نہ ہو۔

رزق انسان کو تلاش کرتا ہے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ اَجَلُهُ (رواہ ابو نعیم فی الحلیہ، مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر)

رزق بندے کو اس طرح ڈھونڈتا ہے جس طرح اس کی اجل اسے ڈھونڈتی ہے۔

فائدہ:

درج بالا احادیث سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس انسان کی مدد کرتا ہے کہ جو کچھ ملے اسی پر قناعت اختیار کرے پھر دوسری حدیث مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ شخص نیک بخت ہے جو کچھ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے میسر ہو اسی پر راضی ہو جائے مزید طلب نہ کرے انسان کو کیا ضرورت ہے جو رزق مالک وخالق نے کسی کے لیے لکھا ہے وہ اسے ہر حال میں ملنا ہے بلکہ رزق تو انسان کو خود ڈھونڈ لیتا ہے خواہ انسان ایک لحہ پہلے مشرق کے کنارے پر اور دوسرے ہی لمحے مغرب کے کنارے پر پہنچ جائے جو کچھ اس کے مقدر میں رزق ہے وہ اسے ڈھونڈ لے گا جیسے موت انسان کو ڈھونڈ لیتی ہے۔

اصحاب طریقت کے نزدیک بددین وبددیانت:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: شریعت اور طریقت میں صادق بندہ وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے بلکہ فراخ دلی سے اپنے مولا کی اطاعت میں مشغول رہے اور درحقیقت جان لے کہ جو کچھ میرے مقدر میں ہے مجھے مل کر رہے گا اس سے کچھ ذرہ بھر بھی کم نہ ہوگا پس اے درویش! اگر سالہا سال تو مارا مارا پھرے تو جو رزق تیری قسمت میں لکھا جا چکا ہے وہ بغیر تیری کوشش اور طلب کے تجھے مل جائے گا اور اگر تو زیادہ چاہے تو ایک ذرہ بھر بھی نہیں ملے گا۔ اے درویش فقیر! فقر کی راہ میں ثابت قدم وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے اور آج تو میں نے کھا لیا ہے کل کیا کھاؤں گا ایسے شخصوں کو اصحاب طریقت بددین اور بددیانت کہتے ہیں۔

(اسرار الاولیاء فصل ۳، ص ۲۲)

رزق کے لیے غمگین ہونا کبیرہ گناہ:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بزرگ کی زبانی سنا ہے کہ یہ بھی ایک کبیرہ گناہ ہے کہ انسان رزق کے لیے غمگین ہو کہ آج تو کھا لیا کل شاید ملے گا یا نہیں۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳، ص ۲۳)

حکایت:

ایک دفعہ ایک شخص نے روزگار سے تنگ آ کر شہر کو چھوڑنا چاہا۔ جب ایک بزرگ سے وداع ہونے گیا تو اس نے پوچھا: کہ تو کہاں اور کیوں جانا چاہتا ہے؟

اس نے عرض کیا: یہ شہر چھوڑنا چاہتا ہوں شاید میرے روزگار میں بہتری ہو جائے۔

اس بزرگ نے فرمایا: اُس شہر کے خدا کو میرا سلام کہنا۔

وہ حیران رہ گیا اور پوچھا کیا ...

marfat.com
Marfat.com

اس بزرگ نے فرمایا: اے نادان! جب تو اتنا جانتا ہے کہ خدا ہر جگہ ایک ہے تو کیا اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس شہر میں تیرا مقدر ایک ہی ہے۔ جا! فراخ دلی سے طاعتِ الٰہی میں مشغول ہو پھر دیکھ کہ تجھے کیا کیا نعمتیں ملتی ہیں۔ (اسرار الاولیا فصل ۳، ص ۲۵، ۲۶)

رزق کی چار اقسام:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ طبقات نے رزق کو چار قسم کا لکھا ہے۔

(۱) رزق مقسوم (۲) رزق مذموم (۳) رزق مملوک (۴) رزق موعود

رزق مقسوم:

وہ ہے جو قسمت کے اندر لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے وہ ضرور بالضرور ملے گا۔

رزق مذموم:

وہ ہے کہ جو کچھ کھانے پینے کی چیز ملے اس پر صبر نہ کرے یعنی جبکہ خود اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے جیسا کہ قرآن مجید میں وعدہ فرمایا گیا ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا تو پھر صبر نہ کر سکے۔

رزق مملوک:

وہ ہے جو نقدی اور اسباب وغیرہ جمع کیا جائے یا تجارت کی جائے البتہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیکی حاصل ہوتی ہے جس سے قوت حاصل ہوتی ہے لیکن اے درویش! اس راہ کے سالکوں نے کہا ہے کہ تجارت وہ شخص کرتا ہے جسے حق تعالیٰ کے فضل و کرم کا انکار نہ ہو۔ مگر درویش کے لیے یہی مناسب ہے کہ جو نقدی یا اسباب اسے ملے سب راہِ خدا میں صرف کرے اور ذرہ بھر بھی اپنے لیے محفوظ نہ رکھے۔

رزق موعود:

پھر فرمایا کہ اے درویش! موعود رزق وہ ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں اور عابدوں سے کیا ہے اور خود کلام مجید میں فرمایا ہے:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

یعنی نیک لوگوں کو رزق کے اندیشے سے فارغ کر دیا ہے کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ بے مانگے ان کو رزق پہنچے گا اور جو ان کی ضروریات ہیں مہیا کی جائیں گی۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳ ص ۲۶، ۲۷)

فائدہ: بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مردِ خدا وہی تھے جو ذرہ بھر بھی راہِ خدا سے باہر نہیں ہوتے اور رزق کی خاطر کبھی مشوش نہیں ہوئے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳ ص ۲۹)

فائدہ: اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے توکل کا بھی سبق دیا ہے کہ جو کچھ حلال طریقے سے میسر آجائے اسی پر قناعت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ حرام کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیے مگر توکل اور قناعت کے متعلق انشاء اللہ آئندہ شعر میں کچھ وضاحت کی جائے گی۔

marfat.com
Marfat.com

غرباء جنت میں پہلے:

باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ میسر آجائے اسی پہ قناعت کرنی چاہیے زیادہ کی طلب میں وقت برباد نہیں کرنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غرباء کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔

حدیث نمبر 1:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا اکثر لوگ جو جنت میں داخل ہوئے غریب تھے اور دولت مند قیامت کے دن روک لیے جائیں گے (وہ مالدار جن کا حساب ہونا ہے) سوائے اس کے نہیں۔ کافروں کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا اکثر اس میں داخل ہونے والی عورتیں ہیں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء)

فائدہ:

مالدار لوگ دو قسم کے ہیں ایک جنتی دوسرے دوزخی۔ جو مالدار دوزخی ہیں۔ وہ تو دوزخ میں ٹھہرائے گئے جیسے قارون، فرعون، ابوجہل وغیرہ۔ جو جنتی ہیں وہ حساب کے لیے روکے ہوئے رہے فقراء مسلمان وہ جنت میں بھیج دیئے گئے۔ خیال رہے کہ مالدار جنتیوں سے مراد وہ مالدار ہیں جن کا حساب ہونا ہے جن کا حساب ہی نہیں لیا جانا وہ جنت میں فوراً بھیج دیئے گئے۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۵۹)

حدیث نمبر 2:

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْاَ غْنِيَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَى الْجَنَّةِ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيفاً۔

فقراء مہاجرین قیامت کے دن مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف فضل الفقراء فصل اوّل)

حدیث نمبر 3:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يَدْخُلُ الْفُقَرَآءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَ غْنِيَآءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نصفِ يَوْمٍ

جنت میں فقیر لوگ امیروں سے پانچ سو سال یعنی آدھے دن پہلے جائیں گے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء)

فائدہ:

اس لیے غرباء کو چاہیے کہ جو کچھ میسر آئے اسی پر صبر کر کے اپنی زندگی کے لیل ونہار گزاریں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیوں میں [illegible] کے روز اس فضیلت سے سرفراز ہوسکیں۔

marfat.com
Marfat.com

حساب اعمال:

جن لوگوں کو زیادہ وسائل مہیا ہوئے انہیں قیامت کے دن زیادہ حساب دینا پڑے گا زیادہ وقت صرف ہوگا اور فقراء مسلمان کہ جن کے دنیا میں وسائل کم ہوئے انہیں کم وقت لگے گا۔

حساب اعمال کے متعلق اہلسنت وجماعت کا عقیدہ:

عقیدہ: حساب حق ہے اعمال کا حساب ہونے والا ہے۔(بہار شریف حصہ اول ص ۲۸)

عقیدہ:

حساب کا منکر کافر ہے کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے گا کہ خفیۃً اُس سے پوچھا جائے گا۔تو نے یہ کیا کیا اور یہ کیا؟ عرض کرے گا ہاں اے رب! یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اقرار لے گا۔اب یہ اپنے دل سے سمجھے گا کہ اب گئے۔فرمائے گا کہ ہم نے دنیا میں تیرے عیب چھپائے اور اب بخشتے ہیں اور کسی کے ساتھ سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی باز پرس ہوگی۔جس سے یوں سوال ہوا وہ ہلاک ہوا۔کسی سے فرمائے گا اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہ دی، تجھے سردار نہ بنایا اور تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کو مسخر نہ کیا۔ان کے علاوہ اور نعمتیں یاد دلائے گا۔

عرض کرے گا ہاں! تو نے سب کچھ دیا تھا پھر فرمائے گا تو کیا تیرا خیال تھا کہ مجھ سے ملنا ہے عرض کرے گا کہ نہیں۔ فرمائے گا تو جیسے تو نے ہمیں یاد نہ کیا ہم بھی تجھے عذاب میں چھوڑتے ہیں بعض کافر ایسے بھی ہوں گے کہ جب نعمتیں یاد دلا کر فرمائے گا کہ تو نے کیا کیا؟ عرض کرے گا کہ تجھ پر اور تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا، نماز پڑھی، روزے رکھے، صدقہ دیا اور ان کے علاوہ جہاں تک ہو سکے گا نیک کاموں کا ذکر کیا جائے گا ارشاد ہوگا تو اچھا تو ٹھہر جا تجھ پر گواہ پیش کیے جائیں گے یہ اپنے جی میں سوچے گا مجھ پر کون گواہی دے گا۔اُس وقت اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی۔اور اعضاء کو حکم ہوگا بول چلو اُس وقت اس کی ران اور ہاتھ پاؤں، گوشت پوست ہڈیاں سب گواہی دیں گے کہ یہ تو ایسا تھا ایسا تھا۔وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اور رب عزوجل ان کے ساتھ تین جماعتیں اور کردے گا۔معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہوں گے اس کا شمار وہی جانے۔تہجد پڑھنے والے بلا حساب جنت میں جائیں گے اس امت میں وہ شخص بھی ہوگا جس کے ننانوے دفتر گناہوں کے ہوں گے اور ہر دفتر اتنا ہوگا جہاں تک نگاہ پہنچے وہ سب کھولے جائیں گے۔رب عزوجل فرمائے گا ان میں سے کسی امر کا تجھے انکار تو نہیں ہے میرے فرشتوں کراماً کاتبین نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا عرض کرے گا نہیں اے رب! پھر فرمائے گا تیرے پاس کوئی عذر ہے عرض کرے گا نہیں اے رب! فرمائے گا تیری ایک نیکی ہمارے حضور میں ہے اور تجھ پر آج ظلم نہ ہوگا اس وقت ایک پرچہ جس میں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہوگا نکالا جائے گا اور حکم ہوگا جا تلوا۔عرض کرے گا اے رب! یہ پرچہ ان دفتروں کے سامنے کیا ہے؟ فرمائے گا تجھ پر ظلم نہ ہوگا پھر ایک پلڑے پر یہ سب دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں وہ پرچہ ان دفتروں سے بھاری ہو جائے گا بالجملہ اُس کی رحمت کی کوئی انتہا ہی نہیں جس پر رحم فرمائے گا تھوڑی چیز بھی بہت کثیر ہے۔

(بہار شریعت حصہ اول ص ۲۹،۲۸ جلد اوّل)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

سارے شعر کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے۔ گویا آپ فرماتے ہیں کہ،

اے فرید! میری روٹی کاٹھ کی ہے۔ مجھے جیسا بھی کھانا مل جاتا ہے وہی روکھا سوکھا کھانا کھا لیتا ہوں۔ کم ہو تو پھر بھی گزارہ کر لیتا ہوں۔ جیسا بھی کھانا میسر آ جاتا ہے۔ بہترین سمجھ کر کھا لیتا ہوں۔ اس شعر میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس دور کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ جس دور میں آپ نے کاٹھ کی روٹی باندھ رکھی تھی کہ جب بھوک زیادہ تنگ کرتی تو آپ اسی سے ہی گزارہ کر لیتے۔

روٹی کے ساتھ سالن وغیرہ کی طلب بھی آپ فضول سمجھتے تھے اسی لیے فرمایا کہ لاون میری بھکھ یعنی جب بھوک ہوتی ہے تو جیسا بھی کھانا میسر آ جاتا ہے بہترین معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمت محسوس ہوتا ہے۔ اور جن لوگوں نے بڑے اہتمام سے گھی لگی روٹیاں یعنی پراٹھے کھائے۔ جب قیامت کے دن حساب کتاب ہوگا۔ اعمال میزان عمل پہ تولے جائیں گے تو انہیں ہی زیادہ تکلیف ہوگی، انہیں ہی زیادہ دیر وہاں رکنا پڑے گا۔

ہمارے جیسے فقیر، قلاش کے پاس نہ اتنے وسائل ہیں نہ زیادہ دیر حساب کے لیے پریشان ہونا پڑے گا۔ اسی لیے تھوڑے پر ہی راضی رہنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ انعامات کے حصول کا سبب ہے۔

-----☆☆☆-----

رُکھی سُکھی کھاءِ کے ، ٹھنڈا پانی پی　　　فریدا ویکھ پرائی چوپڑی ، نہ ترسائیں جی

حل لغات:

★ رُکھی: روکھی، گھی اور سالن کے بغیر روٹی۔ ★ سُکھی: سوکھی، خشک اور سادہ روٹی کہ جس پر گھی وغیرہ بھی نہ لگایا گیا ہو۔ ★ کھائے کے: کھا کر۔ ★ پانی پی: روکھی سوکھی روٹی کھا کر اوپر سے پانی پی لے۔ ★ ویکھ: دیکھ۔ ★ پرائی: بیگانی، کسی کی، کسی اور کی، کسی دوسرے کی۔ ★ چوپڑی: گھی لگی روٹی۔ ★ نہ ترسائیں: نہ ترسانا۔ ★ جی: من، دل، طبیعت۔

روکھی سوکھی جیسی بھی روٹی مل جائے اسے کھا لے اور اوپر سے ٹھنڈا پانی پی کر گزارہ کر لیا کر۔ دوسرے لوگوں کی گھی لگی روٹیاں دیکھ دیکھ کر اپنا جی نہ ترسانا۔

مطلب:

اے فرید! رُوکھی سوکھی جیسی بھی روٹی میسر آ جائے وہی کھا لیا کر۔ اور پھر ٹھنڈا اور سادہ پانی ہی پی کر گزارہ کر لیا کر۔ اپنی رُوکھی سوکھی روٹی چھوڑ کر اوروں کی گھی لگی روٹی کو دیکھ دیکھ کر اپنا جی نہیں ترسانا چاہیے۔ کیونکہ اپنی روکھی سوکھی روٹی کی بجائے اگر تو دوسرے لوگوں کی گھی لگی روٹی دیکھتا رہے گا تو تیرے جی میں بھی یہ خواہش بیدار ہوگی کہ ان جیسی روٹی میں بھی کھاؤں۔ اور یہ ہزارہا پریشانیوں کا سبب ہے۔ لالچ ہر حال میں مصائب و آلام کا سبب ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر [illegible] جو شخص اسے اپنا لے گا انشاء اللہ تعالیٰ ہزاروں

marfat.com

Marfat.com

دکھوں سے خود بخود ہی نجات حاصل کر لے گا اور جو اس کے برعکس کرے گا تو پھر وہ چاہے گا کہ مجھے بھی ویسی ہی عیش و عشرت کے سامان میسر آئیں۔ اگر کوشش کے باوجود ویسے حالات پیدا نہ کر سکا تو ممکن ہے وہ غلط راہوں کا راہی ہو کر اپنی دنیا اور آخرت دونوں ہی برباد کر لے کیونکہ ایسا شخص جائز اور ناجائز ذرائع اپنا کر وہ سب کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس سلسلے میں خواہ اسے جو کچھ بھی کرنا پڑے۔

فائدہ:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرما رہے ہیں کہ ارے انسان اس دنیا میں جیسے تیسے وقت کٹے۔ زندگی گزار کر بالآخر چلے جانا ہے۔ یہاں بیٹھ نہیں رہنا۔ اس لیے رزق حلال جیسا بھی میسر آجائے اسی پہ گزارہ کر لیجئے۔ جیسی روکھی سوکھی روٹی مل جائے اسی پہ ہی قناعت کر لیجئے اور اوپر سے ٹھنڈا پانی پی لیجئے حرام کی کمائی سے بچ۔ کیونکہ حرام مال سے پرورش پانے والا جسم جہنم میں جائے گا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ بَنَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ بَنَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں وہ گوشت داخل نہیں ہوگا جو گوشت حرام مال سے پلا ہو ہر وہ گوشت جو حرام مال سے پلا ہو آگ اس کے زیادہ لائق ہے۔ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع)

فائدہ:

جبکہ حلال رزق کمانے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کے محبوب مدنی تاجدار احمد مختار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ۔

ترجمہ: رزق حلال کمانے والا اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا دوست ہے۔

شکم کی حفاظت ضروری:

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

اب طالب عبادت! تجھ پر اپنے شکم کی حفاظت بھی لازم و ضروری ہے پیٹ کی اصلاح اور حفاظت ایک نہایت امر مشکل ہے لہٰذا اس کی اصلاح و حفاظت کے لیے زیادہ محنت و مشقت کی ضرورت ہے اس کے بگاڑ کا اثر بہت زیادہ ہے کیونکہ یہ تمام جسمانی قوتوں کا منبع اور معدن ہے۔ اسی شکم سے ہی جسم میں کمزوری یا قوت، عفت یا سرکشی وغیرہ کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لیے اگر تم صحیح اور بامقصد عبادت کا عزم و ارادہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو تو تم پر حرام غذا، شبہ کے کھانے اور فضول حلال سے اپنے پیٹ کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اوّل دوزخ کی آگ سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ○

جولوگ یتیموں کا مال ظلم کے طریقوں سے کھاتے ہیں ایسے لوگ بیشک اپنے شکموں میں آگ جھونک رہے ہیں اور عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ (نارِ دوزخ) میں داخل ہوں گے۔ (منہاج العابدین ص ۱۳۶)

طعام زیادہ کھانے کے نقصانات

حلال طعام زیادہ کھانا قساوت قلبی کا سبب:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حلال طعام زیادہ کھانے سے قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے اور نور زائل ہوجاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

لاتمیتوا القلب بکثرة الطعام والشراب فان القلب یموت کالزرع اذا کثر علیه المآء

حاجت اور ضرورت سے زیادہ کھانے پینے سے گریز کرو کیونکہ اس سے دل مردہ ہوجاتا ہے جس طرح ضرورت سے زیادہ پانی سے کھیتی تباہ ہوجاتی ہے۔ (منہاج العابدین ص ۱۳۸)

فائدہ:

بعض صالحین نے اس کی مثال یوں دی ہے کہ معدہ دل کے نیچے ایک ابلتی ہوئی ہنڈیا کی طرح ہے تو معدہ سے بخارات دل کو چڑھتے ہیں اور ان کی وجہ سے دل میلا اور خراب ہوجاتا ہے۔ (منہاج العابدین ص ۱۳۹)

-2 زیادہ کھانا کھانے سے اعضاء میں فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ فساد برپا ہوتا ہے اور بیہودہ کاموں کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ جب انسان خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے تو اس کے جسم میں تکبر اور آنکھوں میں بدنظری کی خواہش پیدا ہوتی ہے کان بری باتیں سننے کے مشتاق ہوتے ہیں زبان بیہودہ گوئی پر آمادہ ہوتی ہے شرمگاہ شہوت رانی کا تقاضا کرتی ہے اور پاؤں ناجائز مقامات کی طرف حرکت کرنے کے لیے بے قرار ہوتے ہیں اور اس کے برعکس اگر انسان پیٹ غذا سے پُر نہ کرے بلکہ بھوک باقی رہنے دے تو عام اعضاء سکون و آرام کریں گے نہ تو کسی برائی کا لالچ کریں گے اور نہ برائی دیکھ کر مسرور اور خوش ہوں گے۔ (منہاج العابدین ص ۱۳۹)

-3 ضرورت سے زیادہ کھانے سے علم وفہم میں کمی واقع ہوتی ہے کیونکہ شکم پری دانائی اور زیرکی کو ختم کردیتی ہے۔ حضرت دارانی رحمتہ اللہ علیہ نے بالکل درست فرمایا ہے کہ اگر دنیا اور آخرت کی حاجت و ضرورت پورا کرنے کی خواہش مند تو خالی

marfat.com
Marfat.com

پیٹ اسے پورا کرنے کی کوشش کر پیٹ بھر کھا لینے کے بعد عقل اور فہم میں فتور برپا ہو جائے گا۔

4- پیٹ بھر کر کھانے سے عبادت میں کمی واقع ہوتی ہے کیونکہ انسان جب خوب سیر ہو کر کھا لیتا ہے تو اس کا بدن بوجھل ہو جاتا ہے آنکھوں میں نیند بھر جاتی ہے اور اعضاء سست پڑ جاتے ہیں کوشش کے باوجود کوئی کام نہیں کر سکتا ہر وقت زمین پر مردار کی طرح پڑا رہتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ۔

اذا كنث بطينا فعد نفسك زمينا

جب تو پیٹو بن جائے تو پھر اپنے آپ کو پابہ زنجیر سمجھ۔

5- پیٹ بھر کر کھانا کھانے سے عبادت کی حلاوت مفقود ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا تاکہ عبادت کی حلاوت نصیب ہو اور جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی سیر ہو کر نہیں پیا رب تعالیٰ کی ملاقات کے شوق سے۔

6- خوب پیٹ بھر کر کھانے میں حرام یا شبہے کے طعام میں پڑنے کا خطرہ ہے کیونکہ حلال اتنا وافر نہیں ملتا بلکہ معمولی گزارے کے موافق ملتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

ان الحلال لا یاتیك الاّ قوتا والحرام یاتیك جزا فاجزا فا

بے شک حلال غذا تجھے نہیں ملے گی مگر معمولی گزارے کے موافق اور حرام تیرے پاس بے تحاشا آئے گا۔

7- فضول مال کو جمع کرنے پھر اسے تیار کرنے اور پھر کھانے میں دل اور بدن مشغول رہتا ہے پھر اس سے فارغ ہونے اور خلاصی پانے میں مصروف رہتا ہے اور پھر اس سے پیدا ہونے والی خرابیوں سے سلامتی کی کوشش کرتا ہے کیونکہ زیادہ کھانے سے بدن میں خرابی پیدا ہوتی ہے بلکہ دینی لحاظ سے تو اس سے ہزاروں خرابیاں اور آفات پیدا ہوتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اصل کل داءِ البردہ واصل کل دواءِ الازمة

ہر بیماری کی اصل بدہضمی ہے اور ہر علاج کی اصل بھوک اور کم خوراک ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اے لوگو! مجھے بیت الخلاء کی طرف زیادہ آنا جانا پڑتا ہے یہاں تک کہ زیادہ کھانے سے مجھے اپنے رب سے شرم آئی۔ کاش اللہ تعالیٰ میری روزی کنکریوں میں کر دیتا کہ میں انہیں چوس لیا کرتا یہاں تک کہ مجھے موت آ جاتی۔

8- آخرت میں حساب و کتاب کی ہولناکیوں اور سکرات موت کی شدت کا باعث بھی پیٹ بھر کر کھانا ہے روایات میں آیا ہے **ان شدة سكرات الموت علىٰ قدر لذات الدنيا فمن اكثر من هذه اكثر له من تلك** یعنی۔ بے شک سکرات موت کی شدت موت دنیا کی لذتوں کے مطابق ہے تو جس نے زیادہ لذتیں اُٹھائیں اسے نزع کی تکلیف بھی زیادہ ہوگی۔

اس سے آخرت کے ثوا[illegible] ہے [illegible] تا ہے

marfat.com
Marfat.com

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ○

تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کو خوب برت چکے سو آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس وجہ سے کہ تم دنیا میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔

10- ضرورت سے زیادہ غذا استعمال کر کے جو ترک ادب کا ارتکاب ہوتا ہے اس پر روز حشر موقف میں روکا جائے گا پوری طرح حساب لیا جائے گا اور ضرورت سے زائد غذا استعمال کرنے پر شرم و عار دلائی جائے گی اور ملامت کی جائے گی اور شہوات کی طلب پر کوسا جائے گا دنیا کی حلال چیزوں کے استعمال کا حساب اور اتباع شہوات پر زجر و توبیخ کی جائے گی اور حرام پر عذاب اور اس کی زینت اختیار کرنے پر ہلاکت و بربادی پیش آئے گی۔

فائدہ:

درج بالا دس نمبرز پر مبنی زیادہ کھانا کھانے کے نقصانات حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف منہاج العابدین سے عرض کیے ہیں۔

فائدہ:

اسی لیے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت فرمائی ہے کہ روکھی سوکھی غذا کھانا ہزاروں فوائد پر مبنی ہے اور بیگانی گھی لگی روٹی اور مرغن غذاؤں کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنا بلکہ انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہزار ہا نقصانات کا سبب ہے اس لیے ان سے بچ بس روکھی سوکھی جیسی ہی مل جائے اسے کھا کر ہی گزارہ کر لے اور اوپر سے ٹھنڈا پانی پی لے اگر نہ بھی سیر ہوا تو پانی کسر پوری کر دے گا۔ تجھے مزید کھانے کی طلب نہیں رہے گی۔

-----☆☆☆-----

اج نہ سُتّی کنت سیُوں، انگ مڑیں مُڑ جائیں
جائے پُچھو ڈوہاگنی، تم کیوَں رین دِہائیں

حل لغات:

★ اج: آج۔ ★ سُتّی: سوئی۔ ★ نہ سُتّی: نہ سوئی۔ ★ کنت: شوہر، خاوند، مالک۔ ★ سیُوں: ساتھ، پاس۔ ★ انگ: جوڑ، عضو، جسم کے اعضا۔ ★ مڑیں مڑ جائیں: ٹیڑھے ہوتے جاتے ہیں، دکھتے ہیں، درد کرتے ہیں، تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔۔ ★ جائے پُچھو: جا کر پوچھو، جا کر پوچھ لو۔ ★ ڈوہاگنی: بدنصیب عورت، طلاق یافتہ عورت، خاوند کی ٹھکرائی ہوئی عورت۔ ★ کیو: کیسے، کس طرح۔ ★ رَین: رات،۔ ★ وِہائیں: گزاریں، گزارنا۔

میں آج ہی اپنے محبوب کے ساتھ نہیں سوئی تو میرا برا حال ہو گیا ہے۔ میرا سارا بدن ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہا ہے۔ میرے اعضاء مڑے جا رہے ہیں۔ اُن بے نصیب عورتوں کا حال کوئی [illegible] لٹ چکے ہیں کہ وہ تنہائی کی

marfat.com
Marfat.com

راتیں کیسے گزارتی ہیں۔ یعنی ان کا حال کیسا ہوتا ہے۔ مراد محبوب حقیقی ہے۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ تمثیلاً بیان فرماتے ہیں کہ میں آج اپنے محبوب کے ساتھ نہ سوئی تو میرا نہایت برا حال ہو گیا ہے۔ سب کچھ وہی ہے مگر محبوب سے جدائی ہے۔ صرف اسی بنا پر کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا۔ میرے جسمانی اعضاء ٹوٹ پھوٹ رہے ہیں بلکہ یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے اعضاء ٹوٹ ٹوٹ کر دوہرے ہو رہے ہیں۔ پھر کوئی بدنصیب سہاگ لٹی شوہر کی ٹھکرائی ہوئی طلاق یافتہ یا جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو اس سے جا کر دریافت کرے کہ وہ شوہر کے بغیر زندگی کیسے گزارتی ہے ۔دن تو جیسے تیسے دنیا کی بھول بھلیوں میں گذر جاتا ہے تنہائی کی سیاہ راتیں محبوب کے بغیر کیسے گزارتی ہے۔

تمثیل:

اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تمثیل کے ذریعے سمجھایا ہے کہ اگر تو یہ زندگی غفلت کا شکار ہو کر گزار گیا، آج اگر تو نے اپنے محبوب کی معرفت اور قرب حاصل نہ کیا تو پھر جدائی کے لمحات تیرے لیے ہر لمحہ ایک سے بڑھ کر ایک عذاب ثابت ہوگا ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ۔

جے توں اج ایس زندگی وچ اپنے رب نال وصل نہ کیتا، اوہدی معرفت حاصل نہ کیتی یا اوہدی جان پچھان توں ناواقف ریہوں تے اوہدے ولوں تیرا نا بروجو دسکے ڈھینگر وانگ سُک سڑ جائے گا، جیہڑا فیر سوا بالن دے کسے کم نہیں آ و نا ں میری ایہ دی گل بے شک کسے رب دی یاد والے کولوں یا کسے حق دے واصل کولوں جا کے پوچھ لے اوہ تینوں دسے گا اوہدی رات کویں بیت دی اے، اوہ اپنے مالک دی یاد ولوں ساری ساری رات کدی غافل نہیں ھُندا، اوھنوں ایہو خطرہ رہندا اے کہ اپنے مالک ولوں منہ موڑ کے متے میں اوہدے ولوں رد یا نہ جاں تے سدا سدا لئی اوہدے توں دور ہو کے، اپنے آپ نوں بلدے دوزخ دا بالن نہ بنالاں (بول فریدی ص ۸۵)

فائدہ:

گویا اس شعر میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حق تعالیٰ کی معرفت کے حصول کی تاکید فرما رہے ہیں کہ اے انسان! جہان میں رہتے ہوئے حق تعالیٰ سے غفلت اختیار نہ کر بلکہ حق تعالیٰ سے وصل حاصل کرنے کی کوشش کر اسی میں تیرا فائدہ ہے اگر آج اس دنیا میں رہتے ہوئے حق تعالیٰ سے وصل حاصل کرے گا تو پھر بعد از مرگ بھی تجھے حق تعالیٰ کا قرب اور وصل حاصل رہے گا، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور انعامات تجھے حاصل ہوں گے اور اگر آج اس دنیا میں رہتے ہوئے تو نے غفلت میں زندگی گزار دی تو قبر و حشر میں بھی غافل رہے گا جو تیرے لیے ایک عذاب سے کسی طرح بھی کم نہیں ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدنیا مزرعة الاخرة

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

فائدہ:

جو کچھ اس دنیا میں بو[illegible] گا [illegible] ت [illegible] اگر نیک اعمال اختیار کرے گا تو تجھے اسی کا

marfat.com
Marfat.com

صلہ ملے گا اور اگر بدی کے کاموں میں زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کر دیئے تو ان کے بدلہ سے عذاب کا مستحق ٹھہرے گا اس سے بڑھ کر کیا عذاب ہوگا کہ تجھے حق تعالیٰ سے دوری حاصل ہوگی۔ حق تعالیٰ کا قرب تو حاصل نہیں کر سکے گا۔

انسان حق تعالیٰ کے لیے:

اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنے لیے بنایا۔ کائنات میں ظاہراً موجود ہر شے انسان کی خدمت کے لیے اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عبادت کے لیے تخلیق فرمایا۔ حیات مستعار کے یہ لمحات اللہ تعالیٰ نے محض اس لیے عطا فرمائے کہ حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کر، حق تعالیٰ کا قرب حاصل کر، اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ اگر اپنی حیات مستعار کا مقصد بھول بیٹھا تو کتنا بڑا نقصان ہوگا آج تو اس حقیقت سے آشنا نہیں جب اس حقیقت سے آشنائی حاصل ہوگی تو تب آنکھیں کھلیں گی۔ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِن وَالْاِنْسِ اِلَّا لیعبدون۔

اور جنوں اور انسانوں کو نہیں بنایا مگر محض اپنی عبادت کے لیے۔

اس لیے ہم پہ بھی لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کریں۔ اپنی زندگی کے مقصد تک پہنچنے کی سعی کریں۔ مگر یہ کب ہوگا؟ جب ہم اپنی ہستی کو سمجھیں گے کہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں اس دنیا جہاں میں بھی کچھ نہیں محض حق تعالیٰ ہے۔ ہر طرف اسی کے جلوے ہیں۔ اس ذات کے جلووں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس ذات کے سامنے کسی کی کوئی حقیقت نہیں، وہ ہر جگہ ہے ظاہر بھی باطن بھی ہے وہ اللہ علی کل شی ءٍ قدیر بھی ہے۔

ملفوظ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام الاولیاء حضرت سید محمد عبداللہ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اے عزیزو! جب تک تم اپنی ہستی کے پندار سے خلاصی نہ پاؤ گے تمہاری آنکھ کا بھینگا پن دور نہ ہوگا۔ اپنی خودی کو مٹا دو تا کہ اس ہستی نواز کی ہستی کے سوا تمہیں غیر کی ہستی نظر نہ آوے۔ اور تم اسے ہر جا ہر وقت اور ہر شے میں جلوہ افروز دیکھ سکو۔

کسی صاحب نے سوال کیا: ''قبلہ و کعبہ! اپنی خودی کو کس طرح مٹایا جائے؟

فرمایا: مبتدی کے لیے لازم ہے کہ ہر شے کی محبت سے دستبردار ہو کر اپنے شیخ کی محبت کو دل میں جگہ دے شیخ کے مقام کو پہچانے۔ آداب کو ملحوظ رکھے اور شیخ کے حکم کی تعمیل میں دل و جان سے ہمیشہ مستعد رہے بلکہ اس کے سامنے اس طرح رہے جس طرح میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے جب محبت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو سوائے محبوب کے دل ہر شے سے خالی ہو جاتا ہے محبت خود راہنما ہوتی ہے اور اگر صداقت پر مبنی ہو تو مقصود اور مطلوب سے ملا دیتی ہے۔

راہرواں راخستگی راہ نیست
عشق ہم راہ است ہم خود منزل است

marfat.com
Marfat.com

حکایت:

چنانچہ حکایت ہے کہ ایک بھنگی ایک بادشاہ کے محلات میں صفائی پر مامور تھا اتفاق سے ایک دن اس کی نظر برسرِ بام جاپڑی جہاں شہزادی کھڑی تھی۔ دیکھتے ہی ہوش وحواس رخصت ہو گئے عشق کا تیر کاری لگا سب کاروبار اور کھانا پینا چھوٹ گیا دن بہ دن صحت گرنے لگی بیوی نے علاج معالجہ کی طرف رجوع کیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ آخر ایک دن بیوی سے کہنے لگا۔

اے نیک بخت! اب میری زندگی کی کوئی امید نہیں رہی کیونکہ میرا درد لاعلاج ہے اور رو رو کر تمام قصہ بیان کیا۔ بیوی کا دل بھر آیا۔ شاہی محلات میں جا کر شہزادی سے سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ کہنے لگی تو ابھی گھر جا اور میری طرف سے اسے پیغام دے کہ وہ فلاں مقام پر بیٹھ کر میرا انتظار کرے۔ میں کسی روز موقع پا کر اسے ملنے آؤں گی۔ بھنگی یہ پیغام سن کر محبوب کے انتظار میں اس مقام پر جا بیٹھا۔ دل میں محبوب کا درد، لب پر ذکر اور آنکھوں میں انتظار لیے ہوئے اسے ایک زمانہ گزر گیا۔ لوگوں میں اس کی فقیری کا چرچا ہونے لگا اور آنے جانے والوں کا تانتا بندھ گیا لیکن وہ کسی طرف التفات نہ کرتا۔ رفتہ رفتہ شاہی دربار میں چرچا ہوا بادشاہ ملاقات کے لیے آیا اور فقیر کی بے تعلقی دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ محلات میں پہنچ کر ذکر کیا تو شہزادی کو بھی اپنا وعدہ یاد آ گیا۔ بادشاہ سے اجازت حاصل کر کے اپنے عاشق کی ملاقات کے لیے وہاں پہنچی مگر فقیر نے کوئی توجہ نہ کی بالآخر کہنے لگی اے اللہ کے بندے! اِدھر دیکھ میں وہی ہوں جس کے لیے تو نے یہ روپ بھرا ہے۔ فقیر نے کہا اے شہزادی! میں بھی تو وہی ہوں مگر اب غیر سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اے شہزادی! جس حسن کا پرتو میں نے تجھ میں دیکھا تھا وہ حسن اپنے تمام حجابوں سے نکل کر اب مجھے ہر شے میں نظر آ رہا ہے۔ جب میں محبت کی آگ میں جل کر اپنی ہستی سے گزر گیا تو اس حسن مطلق نے مجھے نئی زندگی عطا فرمائی پھر جب میں نے اپنے اندر جھانکا تو وہی حسن رگ رگ میں نظر آیا اور اُس نے مجھے ''من وتو'' سے الگ کر دیا ہے۔ جب میں اپنی جان سے مر گیا تو جان جاناں سے زندہ ہو گیا''۔

فرمایا: اگر کوئی طالب مولا اس طرح اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل کرے اور مطلوب حقیقی کے انتظار میں اس طرح بیٹھ جائے تو منزل مقصود پر پہنچ جائے گا۔ اپنی ہستی کے پندار کا نام خودی ہے جس نے اپنی ہستی کے پندار اور وہم سے چھٹکارا پالیا اور وہ فنا کے مقام سے گزر کر ملک بقا میں داخل ہو گیا ارشاد نبوی ہے **مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ** جس نے اپنی حقیقت کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پالیا۔

اے عزیز! سن لے کہ تیرا جسم ہے اور تیری جان ہے۔ اگر تو نے اپنے آپ کو ایک جسم سمجھ رکھا ہے تو یہ بھول ہے تیری جان تیرے جسم سے نہیں بلکہ تیرا جسم تیری جان سے ہے اور تیری جان پرتوِ جان جاناں ہے جو فنا سے ناآشنا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

(۱) آں چناں کہ پرتوِ جاں برتن است ۔۔۔ پرتوِ جانانہ بر جانِ من است
(۲) جاں ہمہ نوراست وتن رنگست و بو ۔۔۔ رنگ و بو بگذارو دیگر آں مگو
(۳) رنگ دیگر شد ولیکن جاں پاک ۔۔۔ فارغ از رنگ ست و ازار کان خاک

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

(۱) جس طرح تن پر جان کا پرتو ہے اسی طرح میری جان پر پرتوِ جانانہ ہے۔

(۲) جان نور اور تن رنگ و بو ہے تو رنگ و بو سے گذر جا۔

(۳) رنگ بدل جانے والی چیز ہے مگر جان پاک، رنگ، بو اور خاکی عناصر سے پاک ہے۔

جنہیں چشم حق بیں حاصل ہو جاتی ہے وہ ذرہ ذرہ میں حق ہی کو دیکھتے ہیں، ہر شے میں اور ہر صورت میں اُسی کے رنگ کو پاتے ہیں۔ یہاں حلول واتحاد اور جفت وزوج کو راہ نہیں کہ وہ دوئی کی صورت میں ہی ممکن ہے۔ مگر دوئی ہے کہاں؟

مقام توحید میں فصل اور وصل کا کوئی معاملہ ہی نہیں۔ فصل یا وصل اس سے ہو جو غیر ہو۔ جب اس کے سوا کوئی موجود حقیقی ہے ہی نہیں تو پھر وہ کس سے الگ ہو اور کس کے ساتھ ملے وہ نہ کہیں سے آیا اور نہ کہیں گیا پھر غور کرو کہ جب ہر مقام اور ہر خانہ اور ہر شے اُسی سے معمور اور ہر جا اسی کا ظہور ہے تو پھر وہ آئے تو کہاں سے آئے اور جائے تو کہاں جائے وہ دور جاننے والوں سے بھی دور نہیں کہ قرب اور بعد اپنی اپنی سمجھ اور استعداد کا معاملہ ہے۔

پاس کہوں تو پاس ہے اور دُور کہوں تو دور ہے
جان جان جہان میں سب میں ہے بھرپُور

وصال اس کے سوا کچھ نہیں کہ دوری اور ہجر کے وہم سے نجات حاصل کر لی جائے۔

گدایاں را ازیں معنی خبر نیست
کہ سلطانِ جہاں با ماست امروز

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

(۱) اگر ہزاراں اندیک کس بیش نیست — جز خیالات عدد اندیش نیست

اگر چہ نظر ظاہر بیں میں ہزاروں کثرتیں دکھائی دیتی ہیں مگر حقیقت میں ذات واحد کے سوا کچھ بھی نہیں ہے یہ کثرت صرف اُن خیالات کی وجہ سے معلوم ہوتی ہے جو گنتی اور عددوں کے شمار پر انحصار کرتے ہیں۔

(۲) بحرِ واحدنی ست جفت و زوج نیست — گوہر و ماہیش غیرِ موج نیست

بحرِ وحدت میں جفت وزوج نہیں ہے سمندر میں مچھلی اور موتی نے سمندر سے ہی زندگی پائی ہے۔

(۳) نیست اندر بحر شرک پیچ پیچ — لیک با احول چہ گویم ہیچ ہیچ

سمندر میں شرک کا نام بھی نہیں لیکن آنکھ کے بھینگاپن سے مختلف چیزیں نظر آتی ہیں۔

(۴) اصل بیند دیدہ چوں اکمل بود — دو ہمی بیند چوں احوال بود

جس کی بینائی کامل اور درست ہے اس کی نظر اصل پر پڑتی ہے دو تو وہی دیکھتا ہے جس کی آنکھ میں بھینگاپن ہے۔

(۵) ایں دوئی اوصاف دید احول است — ورنہ اوّل آخر آخر اوّل است

marfat.com
Marfat.com

یہ دوئی بھینگے پن کی خرابی کی وجہ سے ہے ورنہ جو اوّل ہے وہی آخر ہے اور جو آخر ہے وہی اوّل ہے۔
(قلبِ سلیم مجلس ۲۰)

حکایت:

سمندر میں ایک صاحب فہم مچھلی سے کسی دوسری مچھلی نے دریافت کیا لوگ کہتے ہیں کہ سمندر بہت بڑا ہوتا ہے۔ مجھے بتلاؤ تو سمندر کیسا ہے؟ مچھلی نے جواب دیا۔ اے نادان! اگر تجھے یہ بتلا دے کہ سمندر کے سوا کوئی اور چیز بھی ہے تو میں تمہیں سمندر کی حقیقت بتلا دوں گی۔ اے نادان! افسوس کہ تو نے سمندر ہی سے زندگی پائی اور سمندر ہی میں زندگی کی بہاریں گزاریں پھر سمندر ہی سے بے خبر ہے۔ (قلبِ سلیم مجلس ۲۰)

سلطان العارفین کا فرمان:

سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

جاننا چاہیے کہ دنیا کی زندگی کی مثال سجین کے مقام سے ہے اور معرفت خداوندی کی مثال علیین کے مقام سے ہے پس اے طالب! جب اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے قلب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت جاگزیں ہو جاتی ہے اور غلبات سکر اور معرفت خداوندی کے بموجب ہر دم موت اس کی متلاشی ہوتی ہے تو دنیا کی زندگی میں مقام سجین اور مطلق عذاب معلوم ہوتی ہے اور معرفت خداوندی اس کا مقام علیین کا مزہ دیتی ہے پس اے طالب! جب کسی کو بعد از موت مقام علیین اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحبت اولیائے کرام میسر ہوتی ہے تو اسے دنیا کی حیاتی اچھی نہیں لگتی اور عالم ناسوت کی طرف اس کی روح توجہ نہیں کرتی چونکہ دنیا کی حیاتی جب اس کی نگاہ میں سجین سے زیادہ سخت ہے تو علیین کی حیاتی تو اس کو بدرجہ اولیٰ اچھی اور بہتر ہوگی اور صوفیائے کرام کا قول ہے کہ بعض عشاق کو دیدار کے سوا کوئی مقام اچھا نہیں لگتا وہ خواہ علیین ہو یا سجین ہو۔ (محک الفقرہ کلاں ص ۱۸۶)

فائدہ:

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

با کسے گردد محبت حق مدام
موت آنجائے نیاید والسلام

جس کسی کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہمیشگی ودوام حاصل ہو گیا اُس کو موت نہیں آتی وہ سلامتی والا ہے۔ موت ان کی وصل ہے اور وصل اُن کا اللہ کے نام سے واصل ہے صاحب معرفت کو ہمیشہ معرفت مولیٰ کی معراج ہے۔ (محک الفقراء کلاں ص ۲۲۵)

فائدہ:

محبوب کے قرب کا تو یہ عالم ہے اور جو محبوب سے محجوب اور دور ہیں ان کا کتنا برا حال ہوتا ہوگا، دوری والے ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کا کیا حال ہوتا ہے یہ تو وہی جانتے ہیں جو اس دوری کی قید میں قیدی ہیں تڑپ تڑپ کر ان کا برا حال ہوتا ہے۔ یہ حقیقت کسی کی سمجھ میں نہیں آتی تو اس عورت سے پوچھئے جو اپنے محبوب سے دور کر دی گئی ہو یا جسے محبوب نے ٹھکرا دیا ہو۔ اس لیے ان تمام امور کو ترک کر دینا ضروری ہے جو محبوب حقیقی سے دوری کا باعث ہیں۔ اسی مثال کے ذریعے ہی بابا فرید الدین

marfat.com
Marfat.com

مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقت سمجھائی ہے۔

-----☆☆☆-----

سَوہرے ڈھوئی نہ لَھی پیئے ناہیں تھاں　　پر واتڑی نہ پُچھے ، دھن سوہاگن ناں

حل لغات:

★ سوہرے: سسرال والے۔ ★ ڈھوئی: آمد: سہارا، پناہ، آسرا، تھاں، جگہ۔ ★ لَھی: لَبھنا، اترنا، ٹھکانہ۔ ★ پیئے: میکے، پیکے، ماں باپ کا گھر۔ ★ ناھیں: نہیں۔ ★ تھاں: جگہ، ٹھکانہ۔ ★ پر: پیا، محبوب، پیارا، شوہر۔ ★ واتڑی: (وات یعنی بات) منہ، منہ کی بات، حال احوال، خیر خیریت، پوچھنا۔ ★ پچھے: پوچھے۔ ★ دھن: دولت، مال، جائیداد، قسمت، منطقۃ البروج کا نواں برج۔ بڑا، بڑی، واہ۔ ★ سوہاگن: شوہر والی، آباد عورت، شادی شدہ، ووھٹی، خاوند والی عورت یعنی جس عورت کا شوہر زندہ ہو۔ ★ ناں: نہیں، نام کی، برائے نام۔

مطلب:

اسے سسرال میں کوئی سہارا اور پناہ نہیں ملتی اور نہ ہی اس کے لیے میکے میں کوئی جگہ ہے۔ اس کا خاوند بھی اس کی وات یعنی بات تک نہیں پوچھتا۔ اس عورت نے پھر بھی اپنا نام سہاگن رکھا ہوا ہے۔ ایسی بدنصیب سہاگن کا کیا کہنا جو ہر طرف سے بدنصیبی کے جنگل میں بھٹکتی پھرتی ہے۔

فائدہ:

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر بیان فرماتے ہیں کہ سسرال سے مراد یہاں آخرت اور عقبیٰ ہے اور میکے سے بابا فرید کا مقصود یہ دنیائے فانی ہے، سہاگن عورت سے مراد یہاں پر بیچاری روح ہے جس روح کے لیے دنیا فانی تو موت نے چھین لی، آخرت میں ویسے جگہ نہیں پیا سے مراد مالک وخالق ہے جو سدا بے نیاز ہے۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۱۰)

فائدہ:

گویا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

کہ بیچاری روح کیا کرے کہ اسے میکے یعنی دنیا میں بھی کسی طور پر سکون میسر نہیں ہے کبھی دکھ کبھی سکھ، کبھی تنگیاں، کبھی آسانیاں، کبھی مصائب وآلام کے بادل گھر کرتے نظر آتے ہیں، کبھی اپنے بھی بیگانے بنتے نظر آتے ہیں مختصر یہ کہ اس روح کو دنیا میں سکون نہیں کیونکہ روح کی غذا جسمانی غذا سے جدا ہے۔ دنیا میں شیطان اور شیطانیت کا عروج نظر آ رہا ہے جبکہ روح کی حقیقت کیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ:

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔

تو پھر روح کے لیے دنیا اور شیطانیت [illegible] لیے دنیا میں بھی اسے سکون وقرار نہیں۔ دنیا

marfat.com
Marfat.com

میں بھی روح کے لیے سکون کی جگہ کم ہے اگر کہیں سکون ہے بھی تو پھر وہاں تک پہنچنے کے لیے اس کے راستے میں راہ ماروں کی بھی بھر مار ہے اس لیے روح بیچاری کو میکے یعنی دنیا میں بھی سکون نہیں۔ پھر دنیا دارالعمل ہے یہاں شب و روز دنیوی علائق سے بھی نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔ بلکہ اللہ والوں کے لیے تو یہی دنیا کی زندگی ایک عذاب سے کسی طرح بھی کم نہیں اسی لیے مومن کے لیے دنیا قید خانہ ہے۔

حدیث نمبر 1:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (مسلم شریف، مشکوۃ شریف کتاب الرقاق)

فائدہ:

مومن دنیا میں جتنا بھی آرام میں ہو مگر اس کے لیے آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا جیل خانہ ہے جس میں وہ دل نہیں لگاتا جیل اگرچہ اے کلاس ہو، پھر بھی جیل ہے اور کافر خواہ کتنی ہی تکالیف میں ہوں مگر آخرت کے عذاب کے مقابل اس کے لیے دنیا باغ اور جنت ہے اور یہاں دل لگا کر رہتا ہے لہٰذا حدیث شریف پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مومن دنیا میں آرام سے رہتے ہیں اور بعض کافر تکلیف میں ایک روایت میں ہے کہ حضور انور نے فرمایا اے ابوذر دنیا مومن کی جیل ہے اور قبر اس کے چھٹکارے کی جگہ، جنت اس کے رہنے کا مقام ہے اور دنیا کافر کے لیے جنت ہے موت اس کی پکڑ کا دن اور دوزخ اس کا ٹھکانہ۔

(مراۃ ج ۷، ص ۴، بحوالہ مرقات)

حدیث نمبر 2:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کی نیکی ضائع نہیں کرتا اس کی نیکی کے سبب دنیا میں دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کا بدلہ دیا جاتا ہے لیکن کافر اپنی نیکیوں کا اجر جو دنیا میں کرتا ہے دنیا میں پالیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخرت میں پہنچے گا تو اس کے لیے نیکی نہ ہوگی جس کا وہ اجر دیا جائے۔ (مشکوۃ شریف، کتاب الرقاق)

فائدہ:

کافر جو دنیا میں ہوا، دھوپ، غذا، پانی وغیرہ کھا پی لیتا ہے وہ اس کی نیکیوں کے حساب میں آجاتا ہے جب آخرت میں پہنچے گا تو اُس کا حساب ہو چکا ہوگا۔ وہاں کچھ نہ پائے گا مومن دنیا میں قانون سے کھاتا پیتا ہے آخرت میں محبت سے اجر پائے گا قانون میں حساب ہے، محبت میں بے حسابی۔ ہوٹل میں کھانا حساب سے ملتا ہے دعوت میں بغیر حساب کے کہ ہوٹل قانون کی جگہ ہے دعوت محبت کا ظہور **یرزقون فیھا بغیر حساب** مومن کی دنیاوی تکالیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں حتیٰ کہ بیماریاں، فکریں، رزق کی تنگی سب کفارات ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ج ۷ ص ۵۔۴)

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر3:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدَلَ حُجِبَتْ (مشکوۃ شریف کتاب الرقاق)

آگ خواہشات سے گھیر دی گئی ہے اور جنت تکالیف سے گھیر دی گئی ہے (مسلم بخاری) مگر مسلم کے نزدیک بجائے حُجِبَتْ کے حُفَّتْ ہے۔

فائدہ:

ایک مسلمان کی روح کے لیے دنیا واقعی دکھوں کا گھر ہے تکالیف کا گھر ہے مصائب و آلام کا گھر ہے۔ مگر اس کے باوجود سب کچھ سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کے قرب کی خاطر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف راغب ہوتا ہے اس سلسلے میں ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتا ہے۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"دوزخ خود خطرناک ہے مگر اس کے راستہ میں بہت سے بناوٹی پھول و باغات ہیں، دنیا کے گناہ بدکاریاں جو بظاہر بڑی خوشنما ہیں۔ یہ دوزخ کا راستہ ہی تو ہیں۔"

جنت بڑا باردار باغ ہے مگر اس کا راستہ خاردار ہے جسے طے کرنا نفس پر گراں ہے، نماز روزہ، حج و زکوٰۃ، جہاد و شہادت جنت کا راستہ ہی تو ہیں، طاعات پر ہمیشگی، شہوات سے علیحدگی واقعی مشقت کی چیزیں ہیں، خیال رہے یہاں شہوات سے مراد حرام خواہشیں ہیں جیسے شراب، زنا، سرور حرام کھیل تماشے اس میں جائز خواہشات داخل نہیں اور مکارہ سے مراد عبادت کی اطاعات کی مشقتیں ہیں لہٰذا اس میں خودکشی و مال برباد کرنا داخل نہیں۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ج ۷ ص ۵ بحوالہ مرقاۃ)

مومن کیلئے واقعی دنیا میں ٹھکانہ نہیں:

حدیث(1):

حضرت عمرو ابن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خدا کی قسم! میں تم پر فقیری سے خوف نہیں کرتا لیکن میں تم پر اس سے خوف کرتا ہوں کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے جیسے تم سے پہلے والوں پر پھیلا دی گئی تھی تو تم اس میں رغبت کر جاؤ جیسے وہ لوگ رغبت کر گئے اور تمہیں ویسے ہی ہلاک کر دے جیسے انہیں ہلاک کر دیا۔

حدیث (2):

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا۔ (رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان، مشکوۃ شریف کتاب الرقاق)

marfat.com
Marfat.com

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا باغات وکھیت نہ اختیار کرو ورنہ تم دنیا میں راغب ہو جاؤ گے۔

فائدہ:

یہ زمانہ جہاد اور سپاہیانہ زندگی کا ہے اس زمانہ میں باغات و کاشت میں مشغول نہ ہو ورنہ کفار تم کو ہلاک کر دیں گے یہ فرمان عالی ہنگامی حالات کے ہیں جبکہ مسلمانان مدینہ ہر چہار طرف سے کفار میں گھیرے ہوئے تھے اُس وقت عیش و آرام کی زندگی، پختہ مکانات بنانے، دنیاوی کاروبار میں مصروف ہونے سے منع فرما دیا گیا تھا جیسا کہ زمانہ جنگ میں رات کو روشنی کرنے کی اجازت نہیں ہوتی بم باری کے خوف سے لیکن جب حالات بدل گئے یہ احکام بھی نہ رہے چنانچہ خلافتِ عثمانیہ میں مسلمانوں نے اپنے گھر پختہ، مسجد نبوی شریف شاندار بنائی اور باغات وکھیتی باڑیاں خوب کیں خیال رہے کہ اُس زمانہ میں جیسے مکانات پختہ کرنا ممنوع تھے ویسے ہی قبور پر عمارات سے منع کر دیا گیا تھا جب سکون کا زمانہ آیا تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے مکانات بھی پختہ بنائے اور بزرگوں کے مزارات پر عمارات بھی بنائیں تاکہ زائرین کو زیارت اور تلاوت اور عبادات وغیرہ میں سہولت ہو۔ اس کی تحقیق حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جاء الحق میں دیکھو۔

یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو باغات کھیتی باڑی میں ایسا مشغول ہو کہ دین کو بھول جائے۔ اس صورت میں یہ حکم دائمی ہے کھیتی باڑی ہی کیا جو چیز رب سے غافل کرے وہ ممنوع ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷ صفحہ ۱۸)

دنیا و آخرت متضاد:

دنیا اور آخرت ایک دوسری کی متضاد ہیں۔ جو کوئی دنیا اور دنیوی امور میں زیادہ مشغولیت اختیار کرتا ہے وہ آخرت کا نقصان کر بیٹھتا ہے مثلاً حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَاٰثِرُوْا فَاَمَّا يَبْقٰى عَلٰى مَايَفْنٰى ۔(رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچالیتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچالیتا ہے۔ تو باقی کو فنا ہونے والی پر اختیار کرو۔

فائدہ:

دنیا و آخرت دونوں کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی۔ دنیا آخرت کی ضد ہے۔ ہاں دنیا سے محبت کرنا آخرت اور رضائے الٰہی کے لیے بہت ہی بہتر ہے۔ مال سے محبت، بچوں کی پرورش، عزیزوں کے حقوق ادا کرنے حج وقربانی اور زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے بہر حال اچھا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم، عقل و ایمان کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان جان لے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے، دنیا میں منہمک نہ ہو جائے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ج ۷ ص ۱۸ بحوالہ مرقات)

marfat.com
Marfat.com

دنیا کا بندہ لعنتی:

چونکہ دنیا روح کے لیے نقصان ہی نقصان ہے دنیا انسان کی آخرت کی تباہی کا اکثر سبب بنتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیادار کے متعلق فرمایا ہے کہ دنیا کا بندہ لعنتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدُّنْیَا وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمْ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی، فرماتے ہیں کہ لعنتی ہے دنیا کا بندہ اور لعنتی ہے درہم دینار کا بندہ۔

فائدہ:

دنیا یا درہم و دینار روپیہ پیسہ کا پجاری وہ ہے جو ہر کام ان چیزوں کے لیے کرے حتیٰ کہ نماز بھی پڑھے تو دنیا کے لیے۔

(مرآۃ شرح مشکوۃ ج ۷ ص ۱۹)

دنیا روح کیلئے تکالیف کا سبب:

مختصر یہ کہ دنیا انسان کی آخرت کے لیے نقصان دہ ہے مگر وہ دنیا جو دین کے مخالف ہو کر ہو۔ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں نقص کا سبب بنے اور وہ دنیا جو ان امور میں معاونت کرے معاون ثابت ہو وہ مفید ہی مفید ہے۔ روح اس دنیا میں ہزار ہا پریشانیوں میں مبتلا رہتی ہے دنیا میں بھی اسے سکون میسر نہیں۔ جیسا کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔ اور جو روح اس دنیا میں مبتلا ہوگئی تو اس کی آخرت بھی تباہ ہوگئی۔

جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے۔

حدیث:

حضرت کعب ابن مالک سے روایت ہے وہ اپنے والد گرامی سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں میں چھوڑ دیے جائیں وہ اُن بکریوں کو زیادہ خراب نہیں کرتے جتنے انسان کے حرص کرنے سے مال و عزت پر اُس کے دین کو۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف کتاب الرقاق)

مال فتنہ ہے:

عَنْ کَعْبِ بْنِ عِیَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ لِکُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَّ فِتْنَةُ اُمَّتِی الْمَالُ۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف کتاب الرقاق)

حضرت کعب ابن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کا کوئی فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اللہ محبت کرے:

یہ تو حال ہے دنیا اور دنیا کی اشیاء کا اب ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ وہ کیا طریقہ ہے کہ جسے اپنائیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرے۔

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص آیا تو بولا یا رسول اللہ! مجھے ایسے کام پر رہبری کریں کہ جب میں وہ کروں تو مجھ سے اللہ بھی محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں۔

فرمایا:

قَالَ اِزْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبُّکَ اللّٰہُ وَازْهَدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ

دنیا میں بے رغبت رہو، تم سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ محبت کرے گا اور لوگوں کی پاس کی چیزوں سے بے رغبت رہو تم سے لوگ محبت کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق فصل ۲، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف)

فائدہ:

دنیا سے بے رغبتی کے رکن تین ہیں۔ (۱) محبت دنیا سے علیحدگی (۲) زائدہ دنیا سے پرہیز (۳) آخرت کی تیاری ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ محبت اس لیے کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن سے محبت نہیں کرتا دشمن کا دشمن بھی دوست ہوتا ہے۔ (مرقات)

صوفیاء فرماتے ہیں کہ آگ کے ڈر سے دنیا میں رہتے ہوئے اس سے الگ رہنا زہد ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۴، ج ۷)

پرواتڑی نہ پچھے:

محبوب سے مراد یعنی اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ دنیا میں اکیلے ہیں۔ دنیا اور دنیا داروں کے درمیان پھنسے ہوئے ہوتے ہیں۔ دکھوں تکلیفوں میں مبتلا ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ اس طرف اُس طرح توجہ نہیں فرماتا جیسے دنیا داروں کو دکھوں کی بجائے سکھ نصیب کرتا ہے۔ وہ ہر طرف غالب نظر آتے ہیں مگر یہ مالک وخالق کی حکمت ہے۔

گویا اس شعر کا مطلب یہ ہوا کہ روح بیچاری اس دنیا میں آئی تو ہر طرف سے انہیں خراب کرنے کی کوشش کی گئی شیطان اور شیطان کی ذریت نے اپنے پورے جتن لگائے مختلف امتحانات سے گزرنا پڑا جو دکھوں اور تکلیفوں کا سبب بنا۔ روح بے حد تنگی اور تکلیف محسوس کرنے لگی۔ تو محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے۔ کوئی دکھوں میں ہو یا سکھوں میں ہو۔ وہ حال احوال تک نہیں پوچھتا بلکہ امتحانات کی بھٹی سے گزارتا ہے۔ ایسے احوال میں روح بیچاری کیا کرے۔ نام تو دھن سہاگن ہے نام تو مسلمان ہے مگر کام مسلمانوں جیسے نہیں۔ نام تو مومن ہے مگر کام مومنوں جیسے نہیں۔ ارے انسان جیسے بھی بن پڑے اپنے محبوب حقیقی کو راضی کرنے کی سعی کرتا رہ کہ شاید کوئی ایک عمل ہی شرف قبولیت پا جائے اور قرب کا سبب بن سکے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

ساہورے پئیے کنتِ کی ، کنت اَگم اتھاہ
فریدا سوئی سہاگنی ، جو بھاوے بے پرواہ

حل لغات:

* ساہورے: سسرال والے (آخرت)۔ * پئیے: میکے، میکے کی دنیا (یہ جہان فانی)۔ * کنت: شوہر، خاوند محبوب۔ * اگم: آخرت، آگے۔ * اتھاہ: پہنچ سے باہر، پراسرار، ڈونگھا۔ * سو: وہ، وہی۔ * سہاگنی: خاوند والی عورت۔ * بھاوے: پسند آئے، اچھی لگے، پیاری لگی۔ * بے پرواہ: غافل، توجہ نہ کرنے والے۔ دھیان نہ کرنے والا، خیال اور فکر نہ کرنے والا، دولت مند، جسے کسی کی بھی پرواہ نہ ہو، بے غرض جو کسی کا محتاج نہ ہو، متوکل۔

مطلب:

اس شعر کا مطلب جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔ آپ نے بیان فرمایا ہے۔
سسرالی دنیا ہو (آخرت ہو) یا میکے کی دنیا (یہ جہان فانی) سب کچھ مالک الملک کا ہے اور مالک الملک کی ذات پہنچ سے باہر اور بے حد گہرائی والی ہے اس لیے نانک تو یہ کہتا ہے کہ سہاگن (کامیاب اور کامران) وہی ہے جو اس ذات بے نیاز کو پسند آجائے (یہ بابا جی کا اللہ تعالیٰ کی قدرت مطلقہ، کہ وہ قادر علی الاطلاق ہے پر ایمان کی دلیل ہے) (معارف فریدیہ ص ۱۱۲، ۱۱۱)

فائدہ:

اس اشلوک کے متعلق پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب لکھتے ہیں کہ یہ اشلوک بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے بلکہ یہ اشلوک دراصل گرونانک کا ہے جو انہوں نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس اشلوک سے پہلے اشلوک کے جواب میں لکھا۔ پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب لکھتے ہیں کہ۔

تحقیق:

اشلوک نمبر ۳۲ بابا فرید کے شلوک نمبر ۳۱ کا جواب ہے۔ (کلام بابا فرید گنج شکر ص ۴۲)
صاحب معارف فریدیہ جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے بھی یہی تسلیم کیا ہے کہ یہ اشلوک بابا گرونانک کا ہے۔

1- بعض محققین اس اشلوک کو بھی بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا اشلوک تسلیم کرتے ہیں مثلاً عبدالقیوم قریشی صاحب ایم اے پنجابی نمبر 1 پنجابی کلاسیکی شاعری میں بول فریدی کے نام سے چند اشلوک کا ترجمہ اور شرح بیان کی ہے۔ اسی اشلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ایہدے وچہ بابا جی فرماندے نیں'' (پنجابی کلاسیکی شاعری ص ۱۳۳)

2- نیز عبدالقیوم قریشی صاحب نے یہ اشلوک ص ۱۳۳ پر اس طرح درج کیا ہے۔

ساہورے پئے کی کنت اگم اتھاہ
فریدا ہوئی سہاگنی جو بھاوے بے پرواہ

3- اس اشلوک کو ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے بول فریدی کے ص ۸۶ پر یوں درج کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ساہورے پیئے کنت کی کنت اگم اتھاہ
فرید اسوئی سہاگنی جو بھاوے بے پرواہ

فائدہ:

اگر کہا جائے کہ جناب عبدالقیوم قریشی صاحب نے تو یہ شلوک بول فریدی سے ہی نقل کیا ہے۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ گو انہوں نے بول فریدی سے یہ شلوک نقل کیا ہے مگر انہوں نے اپنی تحقیق سے لکھا ہے کیونکہ ڈاکٹر صاحب ایم اے کی پنجابی کتاب میں لکھ رہے ہیں۔یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ایم اے کے پنجابی کورس میں یہ شعر آخر تحقیق سے ہی لکھا گیا ہے۔ورنہ انہیں چاہیے تھا کہ وضاحت فرمادیتے کہ یہ سلوک بابا فرید کا نہیں۔شلوک فریدی سے صرف چند ہی شلوک نمونہ کے طور پر اس کتاب میں بیان کیے ہیں اگر انہیں یہ شبہ ہوتا کہ یہ شلوک بابا صاحب کا نہیں ہے تو پھر اس کی بجائے کوئی اور شلوک بیان کر دیتے۔یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ شلوک ان کے نزدیک بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ہے۔ورنہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ایم اے کی اس کتاب میں یہ اشلوک بغیر تحقیق کے ہی لکھ دیا گیا ہے۔یہ بات میرے لیے تو سمجھ سے باہر ہے کہ کہہ دیا جائے کہ انہوں نے بغیر تحقیق ہی لکھ دیا ہوگا۔یہ الگ بات ہے کہ ان کی تحقیق سے کسی کو اختلاف ہو۔اور ایسے اختلافات اکثر پائے جاتے ہیں۔اور اس اختلاف کی بنا پر سو فیصد یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ شلوک بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے۔اور الفقیر ابواحمد اویسی نے بھی شلوک اسی لیے یہاں درج کر دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ہو۔

دنیا و آخرت میں سب کا مالک اللہ:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ (سورۃ الناس)

تو تم کہو اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب۔سب لوگوں کا بادشاہ۔سب لوگوں کا خدا (کنز الایمان)

اللہ کی سلطنت:

(۱) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○ (پ ۶، سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۷)

اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین۔اور ان کے درمیان کی جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔(کنز الایمان)

(۲) اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○ (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۴۰)

کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی سزا دیتا ہے جسے چاہے اور بخشتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (کنز الایمان)

marfat.com
Marfat.com

(۳) اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں۔ سن لو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں (کنز الایمان)

(۴) هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (پ ۱۱ سورۃ یونس آیات نمبر ۵۵،۵۶)

وہ جلاتا اور مارتا ہے اور اس کی طرف پھرو گے۔

(۵) قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(پ ۱۸ سورۃ المومنون آیت نمبر ۸۸)

تم فرماؤ کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کا قابو اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تمہیں علم ہو۔

(۶) قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (پ ۱۸ سورۃ المومنون آیات نمبر ۸۴،۸۵)

تم فرماؤ کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو۔ اب کہیں گے کہ اللہ۔ تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے (کنز الایمان)

(۷) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ (پ ۲۲ سورۃ الفاطر آیت نمبر ۱۳)

یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے۔

(۸) لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (پ ۲۴ سورۃ الزمر آیت نمبر ۴۴)

اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی پھر تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے (کنز الایمان)

(۹) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (پ ۲۶ الفتح آیت نمبر ۱۴)

اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (کنز الایمان)

(۱۰) وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ (پ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت نمبر ۸۵)

marfat.com
Marfat.com

اور بڑی برکت والا ہے وہ کہ اسی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (کنزالایمان)

فائدہ:

مختصر یہ کہ دنیا و ما فیھا اور آخرت میں جو کچھ ہے اور جو کچھ ہوگا سبھی کچھ کا حقیقی طور پر مالک اللہ ہے وہ مالک ہے جسے جو کچھ چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے۔

جسے جو کچھ عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے آقا اپنے غلام کو، باپ اپنی اولاد کو عطا فرماتا ہے۔ آقا اور باپ کی عطا سے انکار کرنا قطعاً صحیح عقیدہ کے خلاف ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عطا سے محبوبان حق بھی مدد کرتے ہیں۔

محبوبانِ بارگاہِ حق کی عطا کا انکار غلط ہے۔ جیسے جو اللہ سب کچھ کرتا ہے مگر اللہ کے پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حضرت آصف بن برخیا کا تخت لانا۔ یہ اللہ کی عطا سے یہ قدرت حضرت آصف بن برخیا کو حاصل ہوئی۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوڑھیوں کو تندرست کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے تھا ورنہ حقیقی طور پر تو مصیبت ٹالنا بیماروں کو شفا اور بے اولاد کو اولاد بالذات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ قرآن مجید میں ہے کہ۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ (پ۱۹ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۸۰)

اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

فائدہ:

اب دیکھیئے ذاتی طور پر تو شفا اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے مگر اس کے باوجود علاج وغیرہ کروانے کا فرمان نبوی سے واضح ثبوت ملتا ہے۔ شفاء اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے مگر ہم بیمار ہو جائیں تو حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں کیوں؟ اس لیے تاکہ شفاء حاصل ہو۔ جب شفاء اللہ تعالیٰ سے حاصل عطا ہوتی ہے تو پھر اسی کے پاس جانا چاہیے حکیم یا ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ اور نہ ہی ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جانے سے شفا حاصل ہونی چاہیے۔ بلکہ مرض میں اضافہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا کہ شفا میرے پاس ہے تو ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس تم کیا لینے جاتے ہو۔ تسلیم کرنا پڑے گا کہ شفا تو اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے مگر اس سلسلے میں دوائی کھانے کو سبب بنایا کہ دوائی استعمال کرو گے تو اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے گا اسی طرح اللہ اولیاء اللہ و انبیائے کرام کے دروازے پر جانا شرک نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے ہی دروازے ہیں۔

حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیے کہ۔

حدیث(1):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَطْوِى السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ

اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو سمیٹ لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب النفخ فی الصور)

(۲) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دے گا پھر انہیں اپنے داہنے ہاتھ میں لے گا پھر فرمائے گا۔

اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ

میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں جابر؟ کہاں ہیں تکبر والے لوگ؟ پھر زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔

(مشکوٰۃ شریف باب النفخ فی الصور)

فائدہ:

ہاتھ سے مراد قدرت ہے لپیٹنے سے مراد ان سب کو مسخ اور تابع فرمان بنا لینا اگرچہ آج بھی آسمان و زمین تابع فرمان ہیں مگر قیامت میں اس کا پورا پورا ظہور ہوگا۔ آسمان کے لیے داہنا ہاتھ فرمانا اور زمین کے لیے بایاں ہاتھ فرمانا اس لیے ہے کہ آسمان پر کبھی کسی کی بادشاہت نہ ہوئی۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷، ص ۳۵۷)

فائدہ:

آج سائنس والے کہتے ہیں کہ اصل زمین ایک انچ کی تھی جسے پھیلا کر اتنا فراخ کر دیا گیا ہے ان کے قول پر تو یہ حدیث بالکل ہی ظاہر ہے کہ زمین جتنی پہلے تھی اتنی ہی چھوٹی سی کر دی جاوے اسلام بھی کہتا ہے کہ پہلے زمین پانی پر جھاگ تھی یہ جھاگ کعبہ معظمہ کی جگہ محفوظ رہے وہ ہی زمین کی اصل ہیں قیامت میں بھی ایسی ہی کر دی جاوے گی اس کی کیفیت رب تعالیٰ ہی جانے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ شریف، ج ۷ ص ۳۵۶)

پس واضح ہوا کہ دنیا و آخرت میں ہر جگہ حقیقی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت:

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مقابل کسی کی قدرت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابل کسی کا علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے اللہ علی کل شیءٍ قدیر۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق و قدرت میں کوئی ساجھی نہیں۔ نہ ہی کوئی اس کا شریک ہے وہ وحدہ لاشریک ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۧ (پ ۳۰ سورۃ الاخلاص)

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ (کنز الایمان)

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے متعلق عقائد

عقیدہ:

اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسماء میں۔ واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے۔ عدم محال قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے ازلی کے بھی یہی معنی ہیں یعنی ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے۔

عقیدہ: وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج۔

عقیدہ: اس کی ذات کا ادراک عقلاً محال ہے کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اس کو محیط ہوتی ہے اور اس کو کوئی احاطہ نہیں کر سکتا البتہ اُس کے افعال کے ذریعہ سے اجمالاً اس کی صفات پھر ان صفات کے ذریعہ سے معرفت ذات حاصل ہوتی ہے۔

عقیدہ: اس کی صفات نہ عین ہیں نہ غیر یعنی صفات اسی ذات ہی کا نام ہو ایسا نہیں اور نہ اُس سے نحو وجود میں جدا ہو سکیں کہ نفس ذات کی مقتضیٰ ہیں اور عین ذات کو لازم۔

عقیدہ: جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں۔

عقیدہ: ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔

عقیدہ: صفات الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بد دین ہے۔

عقیدہ: جو عالم میں سے کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حدوث میں شک کرے کافر ہے۔

عقیدہ: نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا نہ اُس کی بی بی۔ جو اسے باپ یا بیٹا بتائے یا اس کے لیے بی بی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بد دین ہے۔

عقیدہ: وہ حی ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔

عقیدہ: وہ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

عقیدہ: وہ ہر کمال و خوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے جس میں عیب و نقصان ہے پاک ہے۔ یعنی عیب و نقصان کا اس میں ہونا محال ہے بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان، وہ بھی اس کے لیے محال ہے مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہم عیوب اس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی باطل محض ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان، نقصان تو اس محال کا ہے۔

عقیدہ: حیات، قدرت، سننا، دیکھنا، کلام، علم، ارادہ اس کے صفات ذاتیہ ہیں مگر کان، آنکھ، زبان سے اس کا سننا، دیکھنا، کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام [illegible] ہے ہر باریک سے باریک کو کہ خوردبین

marfat.com
Marfat.com

سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے بلکہ اس کا دیکھنا اور سننا اُنہی چیزوں پر منحصر نہیں ہر موجود چیز کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے۔

عقیدہ: مثل دیگر صفات کے کلام بھی قدیم ہے حادث ومخلوق نہیں جو قرآن عظیم کو مخلوق مانے ہمارے امام اعظم ودیگر آئمہ رحمتہ اللہ عنہم نے اُسے کافر کہا بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کی تکفیر ثابت ہے۔

عقیدہ: اُس کا کلام آواز سے پاک ہے اور یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے مصاحف میں لکھتے ہیں۔ اسی کا کلام قدیم بلاصوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادث (بہار شریعت حصہ اوّل)

عقیدہ: **لم یزل ولا یزال باسمائه وصفاته یحدث له اسم ولا صفة** وہ اپنے اسماء وصفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا کوئی اسم یا کوئی صفت اس کے لیے حادث نہیں ہوئی۔

(ف) اس کی توضیح یہ ہے کہ **لم یزل عالما بعلمه والعلم صفة فی الازل** وہ ہمیشہ سے عالم ہے اپنے علم کے ساتھ اور علم اس کی صفت ازلی ہے۔ **وقادر القدرة والقدرة صفة فی الازل** اور ہمیشہ سے قادر ہے اپنی قدرت کے ساتھ اور قدرت اس کی صفت ازلی ہے۔

یعنی یونہی ہمیشہ اُس کی صفت رہے گی۔

ومتکلما بکلامه والکلام صفة فی الازل

اور ہمیشہ سے متکلم ہے اپنے کلام کے ساتھ اور کلام اس کی صفت ازلی ہے

وخالقا بتخلیقه والتخلیق صفة فی الازل

اور ہمیشہ سے خالق ہے اپنی تخلیق کے ساتھ اور پیدا کرنا اس کی صفت ازلی ہے۔

(مقدمہ ہدایہ شریف، فقہ اکبر، عین الہدایہ اُردو شرح، ج ۱، ص ۵)

مسئلہ:

اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں نہیں کہنا چاہیے اس سلسلے میں تفصیلات مطلوب ہوں تو علمائے اہلسنت وجماعت کے فتاویٰ اور عقائد پر مبنی کتب کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا بالخصوص احکام شریعت اور شیخ التفسیر والحدیث استاذ العلماء رئیس التحریر فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کا فتاویٰ فتاویٰ اویسیہ جلد اوّل۔

فتاویٰ اویسیہ میں فیض ملت دامت برکاتہم العالیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرت مولانا اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے جو تحریر فرمایا ہے وہی حق ہے یعنی کہ اسم جلالت (اسم اللہ) کے ساتھ میاں (اللہ میاں) مکتوب ہو یہ ممنوع ومعیوب ہے۔ (فتاویٰ اویسیہ جلد اوّل۔ بحوالہ احکام شریعت)

فائدہ:

اس سلسلے میں قبلہ فیض ملت نے کیا خوب بحث تحریر فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

احکام شرعیہ کا دارومدار عرف پر ہے عرف کو اتنی فوقیت ہے کہ لغت اصلیہ کو ترک کر دینا ضروری ہو جاتا ہے اصول فقہ کی ہر کتاب مثلاً اصول الشاشی، نورالانوار وغیرہ ... کہ ... ہوں گا، اس سے مراد ہوتی ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

تیرے گھر نہ آؤں گا یہ عرف ہے اور یہ اتنا غالب ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر سے باہر ہو کر پاؤں اس کے گھر میں رکھ دے حانث نہ ہوگا حالانکہ لغوی معنی پر حانث ہو جانا چاہیے لیکن نہیں ہوتا اس لیے کہ لغوی معنی پر عرفی معنی کو غلبہ حاصل ہے۔ ہاں اگر کوئی اس کے گھر میں گھوڑے، جیپ، کار وغیرہ پر سوار ہو کر داخل ہو تو حانث ہو جائے گا اگرچہ گھر میں قدم نہیں رکھا تو ثابت ہوا کہ شرعاً عرفی کے معنی کا غلبہ ہے اب لفظ میاں کا عرف دیکھیئے یہ لفظ کبھی بیوی کے لیے اسی کے شوہر پر بولتے ہیں مثلاً کسی عورت سے پوچھا جاتا ہے کہ میاں کا کیا حال ہے؟ تو اس سے اس کا شوہر مراد ہوتا ہے کبھی خود عورت بھی کہتی ہے کہ میرے میاں یہ کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یونہی ہمارے بعض علاقوں میں اس کا اطلاق والد اور معزز شخصیت پر ہوتا ہے۔ اور یہ اطلاق بہت مشہور بھی ہے کہ بعض میاں صاحب اقتدار بھی رہے ہیں وزارت عظمیٰ تک بھی پہنچے بعض علاقوں میں اس کا اطلاق بے زور اور کمزور آدمی پر بھی ہوتا ہے مثلاً کوئی اپنے سے کسی غالب آدمی سے کام نہیں نکلوا سکتا تو لوگ کہتے ہیں کہ وہ تو میاں ہے وہ بیچارہ کیا کر سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ جب ثابت ہوا کہ میاں کا اطلاق عرف عام میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر ہوتا ہے اسی لیے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ لاشعوری میں کبھی نوبت کفر تک بھی پہنچ سکتی ہے۔

فقہاء کا قاعدہ:

علاوہ ازیں فقہاء کا قاعدہ ہے کہ جو لفظ مخلوق کے لیے مستعمل ہو اسے اللہ تعالیٰ پر استعمال کرنا کفر ہے مثلاً حاضر و ناظر کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لیے بعض فقہاء کرام کے نزدیک کفر ہے اس لیے کہ حاضر الحضور سے بمعنی کسی جگہ پر مقیم اور ناظر النظر سے ہے بمعنی آنکھ سے دیکھنا یہ دونوں باتیں مخلوق کے لیے ہیں اللہ تعالیٰ ان اوصاف سے پاک ہے۔ بعض فقہاء نے تاویلاً ان کا اطلاق جائز رکھا ہے چنانچہ ردالمحتار (شامی) میں ہے کہ اگر حاضر و ناظر اپنے معنی میں ہو تو اللہ تعالیٰ کے لیے بولنا کفر ہے اگر بتاویل مستعمل ہو تو جائز ہے۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''تسکین الخواطر فی تحقیق الحاضر والناظر'' (مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں ہے۔ فتاویٰ ویسیہ جلد اوّل مسئلہ نمبر۴)

فریدا! سونی سھاگنی جو بھاوے بے پرواہ:

محققین کا اختلاف اس بارے میں واضح ہو چکا بہرحال اگر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر مبارک ہے تو بھی ٹھیک اور اگر یہ شعر گرونانک کا ہے تو پھر اس شعر سے گرونانک کا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے متعلق عقیدہ بھی واضح ہو گیا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔

بہرحال بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پہنچ سے باہر ہے۔ مختصر یہ کہ کامیاب و کامران وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند آ جائے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تجھے محبوب بنا لے گا۔

marfat.com
Marfat.com

ناتی ، دھوتی ، سنبھی ، سُتّی آءِ نچند
فریدا رہی سو بیڑی ہنگ دی ، کتھوری گندھ

حل لغات:

★ ناتی: نہائی، غسل کیا۔ ★ دھوتی: دُھلی ہوئی، دُھل کر صاف ہوئی ہوئی۔ ★ سنبھی: سنوری ہوئی، بجی ہوئی، پھبی ہوئی، بنی ٹھنی، بناؤ سنگھار کیے ہوئے۔ ★ ستی آ: آ کر سوگئی۔ ★ نچند: بے فکر، بے پرواہ، بے چنت، پرسکون۔ ★ فریدا: اے فرید! ★ رہی سو: رہ گئی ہے۔ ★ بیڑی ھنگ دی: ھینگ کی معمولی سی مقدار۔ ★ کتھوری: کستوری۔ ★ گندھ: خوشبو، یہ لفظ معارف فریدیہ میں گند بمعنی خوشبو لکھا ہوا ہے۔

مطلب:

حسین وجمیل انسان میت نہا دھو کر یعنی غسل کر کے سج دھج کر بے فکر ہو کر پُرسکون سوگئی ہے۔ بے فکر سوئی پڑی نظر آتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہنگ کی بدبو (مردہ جسم کی لاش) رہ گئی ہے۔ اس میں سے کستوری کی خُوشبو (روح) ختم ہوگئی ہے یعنی روح اس کے جسم سے نکل گئی ہے۔

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے انسانی میت کے غسل اور پھر کفن دینے کی حالت اور اس کے بعد کی حالت کوخوب بہترین اور عبرت آموز انداز میں بیان کیا ہے۔

غسل میت:

چونکہ میت کے غسل کے متعلق بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میت کے غسل کے متعلق اسلامی احکام ملاحظہ فرما لیئے جائیں۔

میت کا غسل:

احناف کے نزدیک میت کو غسل دینا واجب ہے اور یہ سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان پر مسلمان کے چھ حقوق ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ مرجائے تو اس کو غسل دے جمہور کا مذہب یہی ہے۔ کہ میت کو غسل دینا واجب ہے سیدنا آدم علیہ السلام جب فوت ہوئے تو ان کو فرشتوں نے غسل دیا پھر کفن پہنایا اور خوشبو لگائی اور ان کے لیے قبر کھودی اور اس میں لحد بنائی پھر ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو قبر میں رکھ کر کچی اینٹیں لگائیں پھر قبر سے باہر آ کر اس کو مٹی سے بھر دیا۔ (تفہیم البخاری جلد ۲، ص ۳۲۵)

فائدہ:

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ میت کا غسل زندوں پر سنت اور اجماع امت کے نزدیک حق واجب ہے یہ نہایہ میں لکھا ہے لیکن اگر بعضے اس کو ادا کریں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے یہ کافی میں لکھا ہے واجب غسل ایک بار ہے اور اس کی تکرار سنت ہے

(فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۲۵۰)

marfat.com
Marfat.com

غسل کا طریقہ:

جس چارپائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اُس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر کا اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابن اسلامی کارخانہ کا بنا ہو، بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بیٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو غسل کا اعادہ نہ کریں۔ پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ دیں۔

(بہار شریعت جلد اوّل حصہ ۴، ص ۱۰۸، ۱۰۷)

مسئلہ:

نہلانے والا معتمد شخص ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے مثلاً چہرہ چمک اٹھا یا میت کے بدن سے خوشبو آتی تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور کوئی بری بات دیکھی مثلاً چہرے کا رنگ سیاہ ہو گیا یا بدبو آئی یا صورت یا اعضاء میں تغیر آیا تو اسے کسی سے نہ کہے اور ایسی بات کہنا جائز بھی نہیں کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ اپنے مردوں کی خوبیاں ذکر کرو اور اس کی برائیوں سے باز رہو۔ (بہار شریعت حصہ ۴، ص ۱۰۸)

مسئلہ:

اگر بد مذہب مرا اور اس کا رنگ سیاہ ہو گیا یا کوئی اور بات بُری ظاہر ہوئی تو اُس کا بیان کرنا چاہیے کہ اس سے لوگوں کو عبرت و نصیحت ہو گی۔ (بہار شریعت حصہ ۴، ص ۱۰۸ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل)

میت کا کفن:

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے کفن کے تین درجے ہیں ضرورت، کفایت، سنت مرد کیلئے سنت تین کپڑے ہیں (۱) لفافہ (۲) ازار (۳) قمیص اور عورت کے لیے پانچ تین یہ (۱) اوڑھنی (۲) سینہ بند۔

کفن کفایت مرد کے لئے دو کپڑے ہیں (۱) لفافہ (۲) ازار اور عورت کے لیے تین (۱) لفافہ (۲) ازار (۳) اوڑھنی یا (۱) لفافہ (۲) قمیص (۳) اوڑھنی۔

کفن ضرورت دونوں کے لئے یہ کہ جو میسر آئے اور کم از کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔

(بہار شریعت حصہ ۴، ص ۱۱۲ بحوالہ درمختار عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ: بلاضرورت کفن کفایت سے کم کرنا ناجائز و مکروہ ہے (بہار شریعت بحوالہ درمختار)

marfat.com
Marfat.com

مسئلہ: کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین و جمعہ کے لیے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اُس قیمت کا ہونا چاہیے۔ حدیث میں ہے مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں سفید کفن بہتر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔

(بہار شریعت بحوالہ غنیۃ و ردالمحتار)

مسئلہ: میت نے اگر مال چھوڑا تو کفن اُسی کے مال سے ہونا چاہیے۔ (بہار شریعت)

کفن پہنانے کا طریقہ:

میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجو یعنی ماتھے ناک ہاتھ اور گھٹنے پر کافور ملیں پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر دہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دہنی طرف سے تاکہ دہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔

عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بالوں کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اُس کا طول نصف پشت سے سینہ تک رہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے اور یہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اُڑھاتے ہیں یہ محض بے جا و خلاف سنت ہے پھر بدستور ازار و لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری درمختار وغیرہما)

میت کا سجنا دھجنا:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ بظاہر مسلمان میت کو غسل اچھی طرح دیتے ہیں اس کے ظاہری بدن سے تمام میل کچیل اور بدبودار پسینہ وغیرہ اتارتے ہیں مَل مَل کر غسل دیتے ہیں گندگی اگر لگی ہو تو اسے خوب دھوتے ہیں غسل وغیرہ دیتے ہیں اور بہترین لباس یعنی کفن پہنا دیا جاتا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ میت بڑی پُرسکون حالت میں سوئی ہوئی ہے۔ اسے کسی قسم کی کوئی فکر نہیں مگر حقیقت اس کے برعکس ہے یہ بظاہر پُرسکون آنے والی میت میں رہ کیا گیا ہے سب کچھ تو لُٹ گیا۔ اس جسم پہ جو حکمرانی کرنے والی چیز روح تھی وہ تو نکل گئی ہے اب تو محض مردہ جسم کی لاش رہ گئی ہے جسے چند ہی لمحات بعد دفن کر دیا جائے گا۔

گویا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں انسان کو عبرت دلا رہے ہیں کہ اے انسان عبرت حاصل کرو چند لمحوں پہلے تم زندہ ہو چند ہی لمحوں بعد نہ جانے تمہارا کیا حشر ہونے والا ہے۔

فائدہ:

قرآن مجید میں ہے کہ:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا

marfat.com
Marfat.com

عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ (پ ۳۰ سورۃ التکاثر)

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا، ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔ پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔ ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہو گی۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ کثرت مال کی حرص اور اس پر مفاخرت مذموم ہے اور اس میں مبتلا ہو کر آدمی سعادت اخرویہ سے محروم رہ جاتا ہے۔ (خزائن العرفان)

موت سے غفلت:

مگر افسوس کہ ہم اپنی موت سے غافل ہیں یہ پڑی ہوئی لاش والا بھی اپنی موت سے غافل تھا ہمارے سامنے مردے کی لاش پڑی ہے مگر ہم پھر بھی غافل ہیں موت پھر بھی بھولی ہوئی ہے۔ بظاہر ہمیں معلوم ہو رہا ہے کہ یہ لاش کہ جسے فوت ہونے کے بعد غسل دے دیا گیا ہے سجی سجائی آرام و سکون سے سو رہی ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے جیسے روح اور جسم کا اجتماع تھا یہ زندہ تھا ہمارے سامنے اس کے وجود میں روح بھی موجود تھی مگر اس کے جسم سے روح نکال لی ہمیں خبر تک نہ ہوئی اب تو یہ محض ڈھانچا ہی رہ گیا ہے جسے ہم سجی سجائی پر سکون سمجھ رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اب تو اس میں کچھ نہیں رہا۔ ہماری غفلت شعاری کا یہ عالم ہے۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ بعض اوقات ہم اپنی غفلت شعاری میں ڈوبے ہوئے ہونے کی وجہ سے ہوتا کچھ ہے مگر ہم کچھ اور سمجھ بیٹھتے ہیں جو سراسر ہی حقیقت کے برعکس ہوتا ہے۔ حقیقت سے آشنائی ضروری ہے اور غفلت بھی ایک حیثیت سے موت ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا کِتی جوبَن پریت نہ جائے ۔۔۔ جوبن جاندے نہ ڈراں، جے شوہ پریت نہ جائے
جوبن جاندے نہ ڈراں، جے شوہ پریت نہ جائے ۔۔۔ فریدا کِتی جوبَن پریت وِن، سُک گئے کُملائے

حل لغات:

★ جوبن: جوانی، حسن، اُٹھتی جوانی، رونق بہار، جوانی کی رعنائی، جوانی کی رونق۔ ★ جاندے: جاتے ہوئے، ختم ہوتے ہوئے، ضائع ہوتے ہوئے، برباد ہوتے ہوئے۔ ★ نہ ڈراں: نہیں ڈرتا، خوف نہیں کرتا۔ ★ جے: اگر۔ ★ شوہ: خاوند، میاں، مالک، آقا، خدا، پیارے محبوب۔ ★ پریت: محبت، لگاؤ، پیار۔ ★ شوہ پریت: شوہر یا مالک کی محبت، اللہ تعالیٰ کی محبت، حب الٰہی۔ ★ نہ جائے: ختم نہ ہو۔ ★ فریدا: اے فرید۔ ★ کِتی: کتنے ہی، کتنے سارے، بہت سے۔ ★ وِن: بغیر۔ ★ سُک گئے: خشک ہو گئے، سوکھ گئے۔ ★ کملائے: مرجھائے، خشک ہوئے، مرجھا گئے۔

marfat.com
Marfat.com

اگر محبوب کی محبت میری طرف سے ختم نہ ہو تو پھر مجھے جوانی اور جوبن ختم ہونے کا کوئی خوف نہیں۔ کیونکہ کتنی ہی جوانیاں محبت نہ میسر آنے کی وجہ سے سوکھ گئی ہیں۔

مطلب:

بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ مجھے جوبن یعنی جوانی کے ختم ہونے کا کوئی خوف نہیں۔ اگر مالک وخالق سے میری محبت نہ جائے۔ کیونکہ اے فرید! کتنے ہی جوبن اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر خشک ہو گئے۔ کتنی جوانیاں اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر مرجھا گئی ہیں۔

جوبن جانے کا ڈر کیوں نہیں؟

صوفیاء کرام کا مقصد وحید یہ ہوتا ہے کہ ہماری زندگی کے شب وروز محض خالق کائنات کی رضا میں گزرنے چاہئیں۔ اگر اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا تو سمجھو کہ سب کچھ مل گیا کیونکہ جوان کی زندگی کا مقصد تھا وہ انہیں حاصل ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت حاصل ہو گی اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت حاصل ہو جائے تو انہیں گزرے ہوئے ایام کی فکر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں جو ایام گزرے وہ تو ان کی شادمانی کا سبب ہوتے ہیں۔ خوشی ومسرت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ والوں کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت سے محرومی کا خدشہ رہتا ہے کہ کہیں ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت سے محروم نہ ہو جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری کوئی بدعملی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب نہ بن جائے۔ موت کا آنا اللہ والوں کے لیے افسوس کا سبب نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ موت ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات کا سبب ہوتی ہے اس لیے خوشی ومسرت کا باعث ہوتی ہے۔ ہنستے ہوئے اس جہان فانی سے کوچ کر جاتے ہیں۔

موت محبوب کے قرب کا سبب:

موت سے اولیاء اللہ ڈرتے نہیں بلکہ موت تو اللہ والوں کے لئے محبوب حقیقی کے قرب کا سبب ہے۔ اس لیے اولیاء اللہ موت سے نہیں ڈرتے۔

حدیث نمبر 1:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب کذافی انیس الواعظین (لباب الحدیث، ص ۱۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت ایک پل ہے جو دوست سے ملاقات کراتی ہے (حبیب سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات) ہے۔

فقراء کی موت راحت:

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الموت اربع موت العلمأوموت الاغنیاء وموت الفقراء وموت الامراء۔ فموت العلماء ثلمة فی الدین، و موت

marfat.com
Marfat.com

الاغنیاء حسرۃ، و موت الفقراء راحۃ، و موت الامراء فتنۃ○

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اموات چار قسم کی ہوتی ہے۔ علماء کی موت، مالداروں کی موت فقراء کی موت، حکام کی موت۔ علماء کی موت دین میں نقصان لاتی ہے، مالداروں کی موت حسرت ہوتی ہے (اور ندامت ہے) فقراء کی موت راحت ہے (یعنی مصائب دنیا سے) حاکموں کی موت فتنہ ہے۔

(لباب الحدیث اردو ترجمہ ص ۱٦۵)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ فقراء کی موت دنیوی مصائب وآلام سے نجات کا سبب ہوتی ہے۔ موت کے آتے ہی دنیوی دکھوں اور مصیبتوں سے انہیں نجات حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ انہیں سکون ہی سکون حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ کوئی پردیس میں تو نہیں جاتے بلکہ اپنے ہی گھر میں جاتے ہیں۔ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں یہ دوسرا گھر بھی ان کا اپنا ہی ہوتا ہے جس میں سبھی آسائشیں میسر ہوتی ہیں پھر انہیں تکلیف کاہے کی۔

حدیث:

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :ان اولیاء اللہ لاتموتون۔ وانّما ینتقلون من داری الی اخری○

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے دوست مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر یعنی (آخرت) کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ (لباب الحدیث ص ۱٦٦)

فائدہ:

کون کہتا ہے کہ ولی مر گئے
ارے قید سے چھوٹے اور اپنے گھر گئے

ابواحمد اویسی نے عرض کیا ہے:

دوست اللہ دے مردے ناہیں وچ حدیث دے آیا
ھک گھروں دوجے گھر جاندے نبی پاک نے فرمایا

موت مؤمنین کے لیے راحت:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :نعم الموت راحۃ المؤمن

marfat.com
Marfat.com

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اچھی موت مؤمنین کے لیے سبب راحت ہے۔

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اللہ کی موت ان کے لیے فناہ ہونے کا نام موت نہیں بلکہ ان کی موت ان کے لیے اسی طرح ہی سمجھ لیجئے جیسے ایک آدمی کے دو مکانات ہوں ایک مکان چھوڑ کر وہ دوسرے مکان میں چلا جائے تو اسے ایسا کرنے میں کیا تکلیف ہوگی خصوصاً ایسے گھر میں چلے گئے ہوں کہ جہاں پہلے مکانات سے بھی راحت وسکون اور سہولیات زیادہ میسر ہوں۔ اولیاء اللہ تو اولیاء اللہ موت تو عام مؤمنین کے لیے بھی راحت کا سبب ہے۔

قبر میں نبی کریم ﷺ کی زیارت:

عشاق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ان کے لیے راحت وسکون کا سبب بنتی ہے۔ قبر میں پہنچتے ہی نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میسر آتی ہے۔ یہی زیارت مبارک ایک ایسا انعام ربانی ہوتا ہے کہ عشاق کے لیے محبوب کریم کی زیارت تمام دکھوں اور مصائب وآلام سے فوراً نجات حاصل ہوجاتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی مناسب موقع پر قدرے تفصیلات بیان کی جائیں گی۔

اولیاء اللہ کا موت کے وقت مسکرانا:

یہی انعامات اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتے ہیں جس کی وجہ سے موت کے وقت اکثر اولیاء اللہ مسکراتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہوتے ہیں۔ اس جہان فانی سے رخصتی کا انہیں کوئی خوف یا ڈر نہیں ہوتا بلکہ راحت وسکون ہوتی ہے۔ انعامات ربانی کو ملاحظہ فرماتے ہیں تو مسکرانے لگتے ہیں۔ یہی مسکراہٹ کی گھڑی ان کی دنیا کی آخری گھڑی ثابت ہوتی ہے۔

حضرت بلالؓ کا اظہار خوشی:

(جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو) موت (کے وقت) کی اذان کی صدا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کانوں تک پہنچی تو آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ کو کہا کہ ہائے یہ کیسا غم ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ (ایسا) نہیں ہے بلکہ واہ کتنی خوشی ہے۔ کہ کل ہم اپنے دوستوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت سے شرف ملاقات حاصل کریں گے۔

(اطاق المفہوم اردو ترجمہ احیاء العلوم جلد ۴، ص ۸۸۷)

فائدہ:

اطاق المفہوم احیاء العلوم شریف کا اردو ترجمہ ہے اردو ترجمہ احیاء العلوم کے تو بہت ہوئے مگر جو ترجمہ فیض ملت شیخ القرآن والحدیث ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے کیا بڑا بہترین ترجمہ ہے خصوصاً اس میں یہ خوبی بھی ہے کہ جہاں بھی ضرورت پڑی مسائل میں احناف کا نقطہ نظر بھی واضح کیا گیا ہے نیز اس ترجمہ میں اہلسنت و جماعت کے عقائد بھی واضح کیے گئے ہیں۔ موت کے متعلق حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اظہار خوشی محسوس کیجئے معلوم ہوا کہ اللہ والے موت سے نہیں ڈرتے اور نہ ہی گھبراتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ بھی موت سے نہ گھبرائے موسیٰ نتھا تھیں سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ نہیں بلکہ موسیٰ نتھا موت تھیں کا کیا مطلب ہے الحمد للہ اسی شرح میں بیان کیا گیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائے

marfat.com
Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مبارک کا وصال کے وقت مسکرانا:

منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ وصال کے وقت آنکھیں کھول کر مسکرا اٹھے اور ارشاد فرمایا لـمثـل هذا فليعمل العاملون (الصفت ۶۱) ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام چاہیے۔ (اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم ج ۴ ص ۸۸۹)

اشتیاق موت:

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ پہ فوتگی کے وقت خودی بہت طاری تھی۔ آپ نے فرمایا: آپ کی روح مبارک محض اشتیاق کی وجہ سے ہی پرواز کر جاتی تو پھر بھی یہ تعجب کی بات نہیں۔

(اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، ج ۴، ص ۸۸۹)

فائدہ:

یہ اللہ والوں کی موت کے تین مناظر ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی محبت میں ساری زندگی مشغول رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

-----☆☆☆-----

فریدا چنت کھٹولا، وان دُکھ، برہ وچھاون لیف ایہہ ہمارا جیونا، تُوں صاحب سچّے ویکھ

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ چنت: سوچ، چنتا، فکر۔ ★ کھٹولا: چھوٹی سی کھاٹ، چھوٹی سی چارپائی۔ ★ وان: سوت یا مونج کی وہ رسی کہ جس سے چارپائی بنی جاتی ہے۔ ★ دُکھ: درد تکلیف، مصیبت، رنج، عذاب۔ ★ برہ: وچھوڑا، جدائی، فراق۔ ★ وچھاون: بچھانا، بچھونا۔ ★ لیف: لحاف، رضائی۔ ★ ایہہ: یہ۔ ★ جیونا: زندہ رہنا، زندگی، جیون۔ ★ توں: تو۔ ★ صاحب: شوہ، سائیں، مالک، آقا، دوست، ساتھی، کلمہ تعظیم شریف۔ ★ صاحب سچے: اے مالک حقیقی، اے سچے مالک۔ ★ ویکھ: دیکھ، توجہ فرما۔

مطلب:

اے فریدا! سوچ اور فکر ہماری چارپائی ہے۔ اور ہماری یہ چارپائی دکھ کے بان سے بنی گئی ہے۔ اور اس کا بچھونا اور لحاف جدائی سے بنا ہے۔ یہ ہمارا جینا ہے۔ ہم اسی طرح اس دنیا کی حیات مستعار کے لحات گزارتے ہیں۔ اے مالک وخالق، اے مالک حقیقی، اے سچے مالک وحدہٗ لاشریک ہمارے ان احوال پہ نظر رحمت فرما۔ ہم پہ رحم فرما۔

دعوتِ غوروفکر:

اس شعر مبارک میں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ غوروفکر اور تدبیر کی دعوت دے رہے ہیں آپ فرمارہے ہیں کہ فریدا! یعنی اے فرید! چنت غوروفکر کر۔ ذرا سوچ تو سہی۔ غوروفکر اور تدبر سے کام لے۔ اس دنیا میں محض غلافلانہ زندگی کا نام زندگی گزارنا نہیں ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے [illegible] تباہ وبرباد کرنا کہتے ہیں غلافلانہ

marfat.com
Marfat.com

روش اختیار کرنا سمجھداری نہیں بلکہ بیوقوفی ہے۔ بیوقوفانہ روش بیوقوف ہی اپناتے ہیں اب ذرا خود غور وفکر سے کام لے کہ کیا تو سمجھدار ہے یا بے وقوف۔ اگر سمجھدار ہے تو پھر سمجھداری سے کام لیتے ہوئے غلا فلانہ روش ترک کر دے بلکہ ایسی روش اختیار کر جو تجھے حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بنے کیونکہ جس نے تجھے زندگی سے نوازا ہے۔ اسی کی طرف سے جب حکم ہوگا تو تجھے موت کے منہ میں جانا پڑے گا۔ بالآخر اسی مالک کے حضور حاضر ہونے کا بھی حکم ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف پہلوؤں کا ذکر کیا اور کئی مواقع کے متعلق غور و فکر کرنے کا بھی حکم فرمایا قرآن مجید میں ہے کہ

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

(سورۃ آل عمران آیت ۱۹۱)

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ لیٹے۔ اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔
اے رب ہمارے! تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔ پاکی ہے۔ تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مظاہر قدرت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے متعلق غور وفکر کرنے کا متعدد آیات میں ذکر فرمایا ہے۔ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس شعر مبارک میں غور وفکر اور تدبر سے کام لینے کا درس دیا ہے کہ خبردار! عقل وخرد سے کام لو۔ زندگی کو سوچ کر گزارو۔

کھٹولا:

کھٹ یعنی چارپائی۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کے لئے کھٹ یعنی چارپائی کا استعارہ استعمال کیا ہے۔ جیسے بندہ چارپائی پہ لیٹ کر سوتا ہے ایسی ہی انسان زندگی کی چارپائی پر وقت گزارتا ہے۔ کہیں چارپائی کے بازو ہیں جو زندگی کے اختتام کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہیں بان ہے تو کہیں چھوٹے موٹے سوراخ ہیں جو دکھوں کا اظہار کر رہے ہیں کہیں دکھوں کی بارات نظر آتی ہے تو کہیں سکھ انسانی زندگی کے لیے بہار لاتے ہیں۔

وان دکھ:

سوت یا مونج کی وہ رسی کہ جس سے چارپائی بنی جاتی ہے یعنی ہماری زندگی کی چارپائی دکھوں کے بان سے بنی جاتی ہے۔ یعنی ہماری زندگی میں سکھ اور سکون کم ہی ہوتا ہے بلکہ ہر طرف سے دکھوں کی یلغار ہوتی ہے۔ القلیل کالمعدوم۔ قلیل معدوم کی طرح ہوتا ہے یعنی قلیل نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ جس چیز کا غلبہ ہوتا ہے اکثر اسی کا تذکرہ ہوتا ہے۔ چونکہ سکھ اور سکون کا وقت گزرتے دیر نہیں لگتی اور مصیبت کی ایک گھڑی ہزاروں سال پہ بھاری نظر آتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ سکھ چین نام کی کسی چیز سے بھی ہم واقف نہیں بلکہ ہر طرف دکھوں کا ہی راج ہے۔

marfat.com
Marfat.com

چاروناں دی چانی ہوندی فیر ھنیریاں راتاں
کہنا میاں محمد والا ہر دم سوچ بچاراں
سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپے حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں

اسی لیے آپ نے وان دُکھ فرمایا ہے۔

برہ وچھاون لیف:

آپ اس شعر میں بیان فرمار ہے ہیں کہ ہماری یہ زندگی کی چارپائی دکھ کے بان سے بنی گئی ہے کہ ہماری زندگی میں اکثر دکھوں کا ہی راج رہتا ہے اس پہ بچھایا جانے والا بستر بھی جدائی سے بنا ہوا ہے۔ جو کہ ہزار ہا دکھوں کا سبب ہے۔ گویا بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمار ہے ہیں کہ اللہ والوں کے لیے حق تعالیٰ کا قرب چاہیے مگر اس راستے میں شیطان کی چالیں راستے کا پتھر بن کر روکاوٹوں کا سبب بنتی ہیں۔ دنیا دار العمل ہے اس سلسلے میں ہزار ہا تکلیفوں اور مصیبتوں کا سامان کرنا پڑتا ہے۔ مگر علامہ اقبال ہمت بندھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ قید خانہ کوئی آرام گاہ تو نہیں ہوتی۔ دکھوں مصیبتوں اور تکلیفوں کا گھر ہوتا ہے مگر وہاں سے گھبرا جانا مردوں کا کام نہیں بلکہ یہ بزدلی ہے۔ ہمت سے کام لینا چاہیے۔

ہمت مرداں مدد خدا

یعنی اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا ہے جو ہمت سے کام لیتے ہیں کاہل اور سست لوگوں کی کوئی بھی مدد نہیں کرتا۔ زیادہ ہی دکھوں اور مصیبتوں میں گھرے رہتے ہیں۔ اگر دکھ سکھ آئے تو نظر اللہ تعالیٰ پہ رکھنی چاہیے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی دکھوں اور مصیبتوں سے نجات عطا فرمانے والا ہے۔

دنیا آزمائش گاہ:

دنیا میں جتنی بھی ترقی کی منازل ہیں ان منزلوں کو سر کرنے کے لیے ہمت سے کام لینا پڑتا ہے۔ دکھوں اور تکلیفوں کے زہریلے سانپوں کے مونہوں کو کھیتی حاصل کرنے کے لیے تھاڑ کر کھیتوں کو پانی دینا پڑتا ہے اگر کوئی ڈر جائے کہ کھیتوں کو پانی دینے کے لیے وقت رات کے اندھیرے کا ہے اور رات کے اندھیروں میں کھیتوں میں سانپ نکلے ہوئے ہوتے ان کے ڈنگ مارنے کا خطرہ ہے اگر کھیتوں میں پانی دینے کے لیے گئے تو سانپوں کے ڈسنے کا خدشہ ہے تو پھر انسان کھیتوں میں نہیں جا سکتا۔ کھیتی خشک ہو کر نقصان کا سبب ہو گی اگر کھیتی سے پھل حاصل کرنا ہے تو ان سانپوں کے اوپر سے گزر کر ان کی پرواہ کیے بغیر نڈر ہو کر ہمت سے کام لیتے ہوئے کھیتوں کو پانی دینا پڑے گا مگر نتیجہ اللہ کے سپرد کیا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی انسان کی محنت ضائع نہیں کرتا۔

marfat.com
Marfat.com

امتحان:

چونکہ دنیا بھی انسان کے لیے امتحان گاہ ہے امتحان دینے کے لیے طالب علم کو شب و روز محنت میں وقت گزارنا پڑتا ہے سارا سارا دن پڑھنے میں وقت گزارنا پڑتا ہے باقی لوگ آرام کی نیند سوتے ہیں طالبعلم کا بھی دل چاہتا ہے کہ میں بھی بےفکری سے آرام کروں مگر وہ جانتا ہے کہ اگر میں اس طرف سے بے پرواہ ہو گیا تو پھر میں اس امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ ناکامی کے گڑھے میں جا گروں گا اس لیے وہ ہمت سے کام لیتا ہے شب و روز تعلیمی محنت میں اپنی زندگی کے لمحات گزارتا ہے بالآخر کامیاب ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے اس جیسے ہزاروں انسان ہزار ہا فکروں میں مبتلا ہوتے ہیں اور ایسا ہونہار طالبعلم آرام و سکون سے زندگی بسر کرتا ہے۔ یہی مثال اللہ والوں کی ہے کہ اللہ والے قبر و حشر میں آرام و سکون سے ہوں گے کیونکہ انہوں نے دنیا یعنی دار العمل میں شب و روز محنت کی کوئی لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیا تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو گیا وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

بہر حال اولیاء اللہ اس دنیا کی آزمائش گاہ میں کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں مقامات علیا سے نوازتا ہے۔

برہ وچھاون لیف:

اس دنیا کی زندگی کا لیف یعنی بچھونا، لحاف جدائی اور فراق سے بنا ہوا ہے۔

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی رحمتوں والے مقام جنت میں آرام سے زندگی گزار رہے تھے۔ انہیں زمین کے لیے خلیفہ بنایا گیا تھا۔ اب جنت والے مقام سے جب انہیں خلافت والے مقام پر بھیجا گیا تو بہشت اور بہشتیوں سے جدائی کی گھڑیاں سر پر آ پہنچیں۔ جدائی سے دکھ سہنا پڑا مگر خلیفۃ الارض کے تاج سے نوازا گیا۔ پس واضح ہوا کہ اس دنیا کی حیات مستعار کے لمحات کا بستر انسان کے لیے عالم ارواح سے جدائی کا مقام ہے۔ روح بے چین ہو جاتی ہے اللہ والوں کی روح دنیا میں بھی اسی بےچینی کا اظہار کرتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والے کم ہی اس دنیا میں محویت اختیار کرتے ہیں یوں محسوس ہوتے ہیں کہ گو ان کا جسم تو اس دنیا میں ہے مگر ان کی سوچیں اور فکریں یہاں نہیں بلکہ کسی اور دنیا میں ہیں۔ اسی جدائی کی کسک محسوس کرتے رہتے ہیں مگر جب انہیں صحیح سلامت زندگی کے لمحات گزار کر موت کا وقت آ جاتا ہے تو جب موت کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں اپنے مقام سے انہیں آشنائی ہوتی ہے کہ الحمد للہ ہم ایمان سلامت لے کر بارگاہِ حق میں حاضر ہونے والے ہوتے ہیں تو ان کے وجود مسعود سے خوشی کا اظہار ہوتا ہوا نظر آتا ہے ہم میں سے اکثر نے بھی یہ تجربہ کیا ہوگا کہ بعض اوقات جب کوئی فوت ہو جاتا ہے اس کے وجود عنصری سے روح پرواز کر جاتی ہے تو اس کے وجود میں سے چہرے کی طرف دیکھیں تو پیشانی چمکتی ہوئی نظر آتی ہے چہرے پہ مسکراہٹ ہوتی ہے بعض اوقات جب ان کی قبر کھودی جاتی ہے اس سے عجیب و غریب خوشبو اس مٹی سے ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت عبدالحق شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار سے خوشبو:

الفقیر القادری ابو احمد کی عمر ابھی تیرہ چودہ سال تھی اس وقت میرے ماموں حافظ منظور احمد صاحب کے استاذ محترم جناب حافظ عبدالحق شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ (چک شاہ کرم نزد عارف والہ ضلع پاکپتن شریف) کا وصال ہوا۔ آپ نے ساری زندگی

marfat.com
Marfat.com

قرآن مجید کی تدریس کے شغل میں گزاردی ان کا وصال ہوا۔

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی جب قبر مبارک کھودی گئی تو اس سے ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ قبر مبارک کھودنے والے اور اردگرد بیٹھے لوگ حیران رہ گئے کہ یہ خوشبو کیسی ہے اور کہاں سے آرہی ہے مگر اللہ تعالیٰ جسے جو سعادت عطا فرمائے اللّٰہ یُعْطِیْ مَنْ یَّشَآءُ آپ کا مزار مبارک چک شاہ کرم تحصیل عارف والہ ضلع پاکپتن شریف میں ہے۔

حافظ مرید احمد رحمتہ اللہ علیہ کی مزار سے خوشبو:

حافظ مرید احمد رحمتہ اللہ علیہ پہلے چک 8 کے بی میں قرآن مجید کی تعلیم دیتے رہے بعد ازاں اپنے مرشد کریم حضرت پیر محمد حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ (جن کا مزار پرانوار چک شاہ کرم نزد عارف والہ میں ہے) کے فرمان ذیشان کے مطابق چوک پرانا تھانہ جس کا نام بعد میں حسین آباد رکھا گیا مگر تا حال زیادہ تر پرانا تھانہ کے نام سے ہی مشہور ہے حسین آباد تحصیل و ضلع پاکپتن شریف میں ساری زندگی قرآن مجید کی خدمت کی ہزاروں حفاظ و قراء حضرات نے آپ سے قرآن مقدس کی تعلیم حاصل کی۔

آپ کو ہسپتال میں داخل کروایا گیا تو وہاں ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں مگر جب طبیعت قدرے سنبھلتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مبارک سننے کی فرمائش کرتے یا تلاوت قرآن مجید سے دل بہلاتے۔ جب وصال ہو گیا تو آپ کی قبر مبارک کھودی جانے لگی تو الفقیر ابواحمد اویسی نے حضرت علامہ حافظ نذیر احمد صاحب ساکن کلیانہ سے عرض کیا کہ آؤ قبر انور بنتی تو دیکھیں۔ جب قبر مبارک جہاں کھودی جارہی تھی تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ ایسی خوشبو پھیلی ہوئی ہے کہ اس جیسی خوشبو زندگی بھر نہ سونگھنے کو ملی تھی۔ الفقیر حیران ہوا کہ یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے۔ الفقیر نے توجہ کی تو محسوس ہوا کہ قبر کی طرف سے آرہی ہے۔ سوچ پیدا ہوئی کہ اسی طرف چارپائی بھی پڑی ہے شاید وہاں سے خوشبو آرہی ہے۔ مگر پھر جنوب کی طرف ہو کر دیکھا تو پھر بھی قبر کی طرف سے محسوس ہوئی پھر شمال کی طرف جا کر غور کیا تو اب آپ کا جسد مبارک مجھ سے مغرب کی طرف تھا اور قبر مبارک جنوب کی طرف۔ بالآخر جب میں مغرب کی سمت آیا تو اب آپ کا وجود عنصری مجھ سے مغرب کی طرف تھا اور قبر مبارک مشرق کی طرف بنائی جارہی تھی تو اچھی طرح واضح ہوا کہ یہ قبر کے اندر سے ہی خوشبو آرہی ہے۔

میرا یوں قبر کے چاروں طرف پھرنے کی کیفیت حضرت علامہ حافظ نذیر احمد صاحب (ساکن کلیانہ تحصیل و ضلع پاکپتن شریف) نے محسوس کی تو پوچھنے لگے۔ کیوں خیر ہے؟ الفقیر القادری ابواحمد نے عرض کیا کہ قبر کھودنے والے مقام کی طرف ذرا غور تو کیجئے آپ کیا محسوس کر رہے ہیں۔ انہوں نے جو غور کیا تو کہنے لگے بڑی بہترین خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ پھر الفقیر نے عرض کیا کہیں یہ خوشبو چارپائی کی طرف سے تو نہیں آرہی؟

انہوں نے کہا کہ ہو سکتا ہے؟ عرض کیا اس طرح نہیں قبر کی مغربی سمت جا کر غور کرو۔ انہوں نے جب مغربی سمت جا کر غور کیا تو فرمانے لگے یہ خوشبو چارپائی کی طرف سے نہیں بلکہ قبر جہاں کھودی جارہی ہے ادھر سے آرہی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے پھر انہوں نے آئندہ جمعۃ المبارک کے دن ساتہ کے ختم مبارک کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے بھی اس واقعہ کا تذکرہ بڑے دلنشیں انداز میں بیان کیا۔

فائدہ:

ایسے واقعات ایک دو [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے دین کے خدام پہ کرم

marfat.com
Marfat.com

نوازی فرماتا ہے۔ جب وہ دنیا کی زندگی سے آخرت کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو انہیں خصوصی انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

ایھہ ھمارا جیونا:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مبارک شعر میں فرمایا یہ ہے کہ ہمارا جینا اللہ والوں کی زندگی دنیا میں اس طرح گزرتی ہے۔ اکثر اللہ والے دکھوں، تکلیفوں اور مصیبتوں میں وقت گزارتے ہیں مگر بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتے بلکہ مجال ہے کہ ان کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑے۔ دکھوں اور مصیبتوں کے پہاڑ ان سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے ہیں مگر ان کے حوصلے اور ہمت کو نا کام نہیں کر سکتے۔

فیض ملت کے حوصلے اور ھمت کی دو مثالیں:

حضرت علامہ فیض ملت شیخ القرآن والحدیث ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی مدینہ منورہ میں تھے کہ آپ کے لخت جگر محمد صالح اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ ایک حادثہ کا شکار ہوئے بالآخر اسی حادثہ کے باعث وصال فرما گئے۔ محمد صالح اویسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے عظیم مفتی تھے۔ پورے مدرسے کا سارا انتظام انہیں کے سپرد تھا۔ بڑے بہترین مدرس تھے۔ خطیب ایسے کہ جن خطیبوں کا جادو سرچڑھ کے بولتا تھا تو وہ بھی آپ کا خطاب سن کر انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ دین کا جذبہ ایسا کہ گٹر وغیرہ کی جو صفائی کرنے سے طلبہ کتراتے تھے۔ خود گٹر صاف کر دیا کرتے تھے اور گٹر صاف کرتے ہوئے ان کی پیشانی پر ذرا بھی بل نہ پڑتا۔ الحمد للہ ایسا منظر خود الفقیر ابو احمد اویسی نے دیکھا کہ تین طلبہ پاس کھڑے ہیں اور آپ گٹر کی صفائی کر رہے ہیں۔ بہر حال جب ایسی عظیم شخصیت کا وصال ہوا تو قبلہ فیض ملت کو مدینۃ المنورہ میں فون کے ذریعے اطلاع ہوئی تو آپ نے اپنے لختِ جگر حضرت علامہ قبلہ محمد فیاض احمد اویسی مدظلہ العالی کو حکم فرمایا کہ فیاض احمد آپ جایئے۔ ہم تو مدنی تاجدار کے مہمان ہیں۔ آپ کی مہمانی میں چند ایام گزارنا چاہتے ہیں۔

جب آپ واپس آئے محمد صالح اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے چہلم کے موقع پر الفقیر بھی بہاولپور حاضر ہوا۔ آنے والے مریدین آپ کے سامنے جب اظہار تعزیت فرماتے تو روتے ہوئے اظہار تعزیت فرماتے مگر آپ صبر و تحمل کا پہاڑ بن کر آنے والوں کو صبر و تحمل کا درس دیتے۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر مجال ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے کسی نے اُف تک کی آواز سنی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سامنے اس طرح صبر کا مظاہرہ آج کے اس گئے گزرے دور میں بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ بندہ حیران رہ جاتا ہے۔

فیض ملت کا ھسپتال میں داخلہ:

فیض ملت شیخ القرآن والحدیث شب و روز دین متین کی خدمت میں کوشاں ہیں۔ الفقیر القادری 1989ء میں آپ کے پاس پہلی دفعہ دورہ تفسیر کے سلسلہ میں حاضر ہوا تو بڑی کوشش کی کہ آپ کے آرام کرنے کا وقت دیکھوں مگر سوائے دو اوقات کے میں نے آپ کو کبھی سوتے ہوئے یا آرام کرتے نہ دیکھا ایک تو اشراق کے نوافل ادا کرنے کے بعد تقریباً آدھا گھنٹہ اور ایک دوپہر کے وقت قیلولہ شریف علاوہ ازیں۔ آپ ساری ساری رات دین کی خدمت میں کتابیں تصنیف کرتے ہوئے یا مختلف کتابوں کے ترجمے کرتے ہوئے یا طلبہ کو قرآن واحادیث کا مفہوم سمجھاتے ہوئے گزارتے۔ الحمد للہ چار ہزار سے زائد کتب آپ سپرد قلم کر چکے ہیں۔ آپ کو ایک پھوڑا نکلا اور شگر کی وجہ سے پھوڑا خراب ہوگیا وکٹوریہ ہسپتال میں آپ کو داخل کروایا گیا پھوڑے کی وجہ سے انتہائی

marfat.com
Marfat.com

شدید تکلیف متعدد بار اپریشن کروانا پڑا ڈاکٹروں نے لکھنے پڑھنے وغیرہ سے منع کر دیا مگر اس کے باوجود آپ ہر کام کرتے ہیں دیکھنے والا انتہائی پریشانی کے عالم میں جتلا ہو جاتا۔ پلستر بندھا ہوا۔ عجیب حالت چلا پھرا نہ جاتا۔ تکلیف کے سبب آپ کو سائیکلی اور ریڑھی وغیرہ پہ اٹھا کر مسجد میں لایا جاتا مگر آپ انتہائی صبر و تحمل اور برداشت سے کام لیتے ہوئے کسی کے پوچھنے پر ارشاد فرماتے الحمد للہ بہتر ہوں۔ اتنا خاص کوئی مسئلہ نہیں معمولی سا مسئلہ ہے انشاء اللہ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔ بلکہ آپ خود اپنے ملنے والوں کا دل بندھاتے۔ انتہائی تکلیف کے باوجود تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ اور تا حال جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ تا دیر آپ کا سایہ مبارک ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین۔

توں صاحب سچے ویکھ:

مالک حقیقی ہمارے احوال پہ نظر رحمت فرما

آپ نے شعر کے اس حصے میں دعا فرمائی ہے کہ یا اللہ اب تو ہمارے احوال پہ رحمت و برکت فرما۔

فضیلت دعا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ مانگے۔ جب تک جلد بازی سے کام نہ لے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا: یہ کہ کہے میں نے دعا مانگی اور مانگی مگر مجھے امید نہیں کہ قبول ہو لہٰذا اس پر دل تنگ ہو جائے اور دعا مانگنا چھوڑ دے۔

(مسلم شریف، مشکوۃ شریف کتاب الدعوات)

کسی کیلئے پس پشت دعا مانگنے کی فضیلت:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مسلمان کی اپنے بھائی کے لیے اس کی پس پشت دعا ضرور قبول ہے اس کے سر کے پاس فرشتہ مقرر ہوتا ہے کہ وہ جب اپنے بھائی کے لیے دعا خیر کرتا ہے تو مقررہ فرشتہ کہتا ہے کہ آمین اور تجھے بھی اس جیسا ملے۔ (رواہ مسلم شریف، مشکوۃ شریف کتاب الدعوات)

فائدہ:

کسی کے سامنے کسی کے لیے دعا کرنے میں چاپلوسی، خوشامد، ریاء وغیرہ کا احتمال ہے مگر پس پشت دعا میں یہ احتمال نہیں اس میں اخلاص ہی ہوگا اسی لیے پس پشت کی قید لگائی اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی کی خدمت بہترین عبادت ہے اور اس کی خیر خواہی بہترین عمل (مراۃ المناجیح جلد ۳، ص ۳۱۳)۔

فائدہ:

تم مسلمان بھائی کے لیے دعا کرو تو فرشتہ تمہارے لیے دعا کرے گا اگر تم نے فرشتہ کی دعا لینا ہے تو دوسروں کو دعا دو۔ بعض بزرگ جب کوئی دعا کرنا چاہتے ہیں تو پہلے دوسروں کے لیے دعا کرتے ہیں اور اپنے لیے بھی جمع کے صیغہ سے دعا کرتے ہیں ان عملوں کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح، جلد ۳، ص ۳۱۳)

marfat.com
Marfat.com

ایصالِ ثواب:

ایصالِ ثواب بھی ایک حیثیت سے فوت شدگان کے لیے دعا ہی ہوتی ہے نیز جس کے لیے دعا مانگی جارہی ہوتی ہے وہ تو ویسے ہی اس جہان فانی سے رخصت ہو چکا اس کی چاپلوسی اور خوشامد وغیرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لہٰذا یہ ایصالِ ثواب والی دعا بھی اللہ تعالیٰ قبول فرماتا نیز اس کے لیے فرشتہ بھی دعا فرماتا ہے۔

دعا ھی عبادت:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ دعا ہی عبادت ہے۔

ثُمَّ قَرَاَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

پھر یہ آیت مبارک کہ تلاوت فرمائی کہ رَبُّکُمْ......... تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

(ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات فصل ۲)

فائدہ:

دعا جو بھی خلوص نیت سے مانگی جائے وہ عبادت ہے جیسے عام دعائیں عبادت ہیں اسی طرح مختلف مواقع پر جو دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ بھی عبادت ہیں جیسے دیگر دعائیں عبادت ہیں اسی طرح ایصالِ ثواب کے وقت جو دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ بھی دعائیں ہی ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازتا ہے ختم شریف یا ایصالِ ثواب کے موقع پر کیسے دعا مانگی جاتی ہے۔

کہ یا اللہ! یہ جو کچھ ثواب میرے ملک ہوا ہے اس کا ثواب اپنی رحمت سے تمام انبیاء کرام خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مؤمنین و مؤمنات اور بالخصوص فلاں فلاں کو بخشا یا اللہ یہ ثواب تو ان تک پہنچا۔ ان کی مغفرت فرما ان کے گناہ بخش دے اپنی رحمت والا مقام جنت عطا فرما آمین۔

اب اس دعا میں کیا حرج ہے۔

دعا قضا کو ٹالتی ھے:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا يَزِيْدُ فِى الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ

قضاء کو دعا کے سوا کوئی چیز نہیں لوٹاتی اور نیک سلوک کے سوا کوئی چیز عمر نہیں بڑھاتی۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات فصل ۲)

رب کرم والا:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب حیاء والا ہے کرم والا ہے اس سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے وہ انہیں خالی لوٹا دے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

الحمدللہ دعا کے متعلق پنجتن کی تعداد کے موافق یہاں پانچ احادیث پیش کرنے کی سعادت تبرکاً حاصل کی ہے انشاءاللہ کسی اور مقام پر اس موضوع پر قدرے تفصیلات عرض کی جائیں گی۔

بہر حال اس شعر مبارک کے آخری حصے میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرماتے ہوئے عرض کیا ہے کہ اے میرے کریم مالک و خالق، نظرِ رحمت فرما ہمارے دکھ، تکلیفیں، مصائب و آلام دور فرما۔ دنیا و آخرت میں ہمیں سرخرو فرما آمین بجاہ سید المرسلین۔

-----☆☆☆-----

برہا برہا آکھیے ، برہا تُوں سُلطان　　　فریدا جِت تن برِہوں نہ اُپجے سو تن جان مسان

حل لغات:

* برِہا: وچھوڑا، جدائی، فراق۔ * آکھیے: کہیے، کہتے ہیں، پکارتے ہیں، بلایئے۔ * توں: تُو۔ * سلطان: سردار، طاقت والا، اختیار والا، فرماں روا، بادشاہ۔ * فریدا: اے فرید۔ * جت: جس۔ * تن: جسم، وجود، فرد، شخص۔ * برہوں: وچھوڑا، جدائی۔ * اُپجے: پیدا ہوائے، ظاہر ہوئے، دکھائی دے، نظر آئے، اُگنا۔ * سو: وہی۔ * جان: سمجھ۔ * مسان: ہندوؤں کے مُردے جلانے کی جگہ، شمشان۔

مطلب:

ہم بھی جدائی، جدائی اور فراق، فراق کا شور مچاتے ہیں جدائی اور وچھوڑے سے تنگ آ کر نہ جانے کیا کیا پکارتے رہتے ہیں۔ گلہ اور شکوہ ہماری زبانوں پہ رہتا ہے۔ مگر ہجر، یہ جدائی یہ فراق کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اصل طاقت تو تو ہی ہے۔

اے فرید! جس انسان کے جسم میں فراق کا احساس نہیں ہوتا اسے مردہ سمجھنا چاہیے یا ہندوؤں کے مردہ جلانے کی جگہ شمشان سمجھنی چاہیے۔

کیونکہ جو ہر دم خالق کی یاد میں مست رہتا ہے وہ زندہ ہے اور جو غفلت کی نیند میں ڈوب جاتا ہے وہ زندگی میں بھی مردہ ہوتا ہے۔ اسے زندہ نہیں سمجھا جا سکتا اور جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے اس کی یاد اور اس کے ہجر و فراق میں اپنی حیات مستعار کے لیل و نہار گزارے وہی انسان زندہ ہے۔ اور وہی اپنی زندگی کا مطلب جانتا ہے۔ حقیقت میں وہی انسان جو فوت ہو جائے تو بھی زندہ رہتا ہے کیونکہ اس نے حیُّ القیوم خالق و مالک کے ساتھ اپنی زندگی کی سانسوں کو جوڑ دیا ہے وہ موت سے نہیں ڈرتے۔

جو دم غافل سو دم کافر:

ہر وقت حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا ہی عشقِ حقیقی ہے ورنہ جو دم بھی غفلت میں گزرے وہ بے کار ہی ہے کیونکہ وہ دم جو غفلت میں گزرا حق تعالیٰ ... جائے۔ ورنہ جسے حق تعالیٰ کی یاد نصیب

marfat.com
Marfat.com

ہو جائے اس کی محبت آہستہ آہستہ عشق کا درجہ اختیار کر لیتی ہے حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ

الف
اللہ صحی کیتو سے جد چمکیا عشق اگو ہاں ہو
راتیں دیہاں دیوے تا تکھرے نت کرے اگو ہاں سو ہاں ہو
اندر بھائیں، اندر بالن، اندر دے وچ دھوکھاں ہو
باھو شوہ تداں لدھیو سے، جداں عشق کیتو سے سوہاں ہو

ج
جو دم غافل سو دم کافر اسانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو
سنیا سخن گیاں کھل اکھیں اساں چت مولا ول لایا ہو
کیتی جان حوالے رب دے اساہ ایسا عشق کمایا ہو
مرن توں اگے مرگئے باھو، تاں مطلب نوں پایا ہو

(ابیات باھو)

اللہ تعالیٰ کی محبت:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کی محبت تمام مقامات میں سے انتہائے درجہ کی عنایت اور تمام مقامات میں بلند مرتبہ رکھتی ہے اس لیے کہ ادراک محبت کے بعد وہ کسی بھی قسم کا مقام کیوں نہ ہو شوق ہو یا انس یا رضا وغیرہ سب اس کے تابع اور ثمرہ ہیں اور محبت سے پہلے جتنے بھی مقامات ہیں جیسے توبہ، صبر، زہد اور دوسرے مقامات ہیں وہ تمام محبت کے مقامات کی حیثیت اور دوسرے مقامات اگرچہ ان کا ہونا شاذ و نادر ہے مگر پھر بھی تمام دلوں میں اس کا امکان ہوتا ہے اور اس کے امکان کے ایمان سے کوئی بھی دل خالی نہیں ہوتا۔

(انطاق المفہوم اردو ترجمہ احیاء العلوم، ص ۵۳۵، جلد ۴)

اللہ تعالیٰ کی محبت کا ثبوت:

جو محبت بندے کو اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے اس کا وجود ہے اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول سے محبت فرض ہے۔ (احیاء العلوم، ص ۵۳۵)

آیات (1):

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (سورۃ المائدہ ۵٤)

وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا (کنز الایمان)

(2) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (سورۃ البقرہ آیت ۱٦۵)

اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر کسی کی محبت نہیں (کنز الایمان)

marfat.com
Marfat.com

حدیث (1):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ احبّ الیہ مما سوا ھما

تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نزدیک ان کے ماسوا سے سب سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔ (احیاء العلوم شریف، جلد ۴، ص ۵۳۶)

حدیث (2):

سرکار مدینہ سرور سینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت اس لیے کرو کہ وہ تمہیں ہر صبح اپنی نعمت سے سرفراز کرتا ہے اور مجھ سے محبت اس لیے کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ (احیاء العلوم شریف، جلد ۴، ص ۵۳۶، باب ۶)

فائدہ:

جس سے محبت ہوتی ہے اس کی جدائی اور فراق میں برا حال ہوتا ہے مگر حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ جدائی یا فراق بری چیز نہیں بلکہ یہ تو سلطان ہے بادشاہ کیونکہ اسی کے سبب سے بندہ اپنے محبوب سے غفلت کا شکار نہیں ہو جاتا۔ گویا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ سارا جہان جدائی سے نالاں نظر آ رہا ہے کسی سے فراق اور جدائی کے متعلق تعریف نہیں سنی۔ اس کے متعلق جس کی بھی زبان کھلی ہے ہجر کے خلاف ہی کھلی۔ حالانکہ ہجر و فراق تو سلطان ہے۔ یعنی دلوں کا حاکم اور بادشاہ ہے۔ بلکہ ہجر و فراق کو غور سے دیکھا جائے تو یہی دلوں پہ حکومت کرتا ہے جو جسم ہجر و فراق سے آشنا نہیں ہوتا وہ تو جلے ہوئے مردے کی راکھ ہے۔ اور وہ زندہ نہیں بلکہ مردہ ہے۔ جناب ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

''اے فرید! جس دے بدن نوں ایہ ہجر فراق نہیں لگدا، اوہ تن سڑے ہوئے مردے دی سواہ اے اوہدا زندگی نال کوئی تعلق نہیں۔ زندہ اوہ ای اے جیہڑا اپنے مالک دی یاد وچ اے۔ جنہوں اپنے خدا دی محبت اے تے اوسے دے ہجر وچ اوہ عمر دے دن گزاردا اے تے اوہ ای زندہ اے تے اپنی زندگی دا مطلب وی جان دا اے۔

اوہ جیہے لوک تے دونہاں جہاناں وچ جیوندے جاگدے ایں کیوں جے اوہ زندہ رب نال زندگی دے ساہ جوڑ بیٹھا اے۔ اونہوں موت دا کوئی ڈر نہیں اور اوہدے لئی وارث شاہ دی ایہ گل ہوئی اے گیا۔

وارث شاہ اوہ سدا ای جیوندے نیں جنہاں کیتیاں نیک کمائیاں نیں۔ (کلام فریدی، ص ۸۹)

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

زہد زہد کریندے، تے روزے نفل نمازاں ہو
عشق غرق ہوئے وچ وحدت اللہ نال محبت رازاں ہو
مکھی قید شہد وچ ہوئی کیہ اُڈسی نال شہبازاں ہو
[illegible] ہو (ابیات باہو، ص ۳۶۷)

marfat.com
Marfat.com

ئی سوز کنوں سڑیا سارا میں تے دُکھاں ڈیرے لائے ہو
کوئل وانگوں کوکیندی وتاں نال ونجن دن اضائے ہو
بول پپیہا رُت ساون آئی ، متاں مولا مینہ وسائے ہو
صدق ثابت صدق تے قدم اگوہاں باہو، رب سکدیاں دوست ملائے ہو
ع عشق راز ماہی دے کولوں کدی نہ ہوون واندے ہو
نیند حرام تنہاں تے ہوئی جیہڑے اسم ذات کماندے ہو
ھک پل مول آرام نکردے ، ڈینہہ رات و تن کرلاندے ہو
جنہاں الف صحی کر پڑھیا باہو ، واہ نصیب تنہاں دے ہو
عشق اسانوں لِسیاں جاتا لتھا مل مہاڑی ہو
ناں سو دے ناں سون دیوے جینویں بال رہاڑی ہو
پوہ ماہنہ منگے خربوزے میں کتھوں لیساں واڑی ہو
عقل فکردیاں بُھل گیاں گلاں باہو جد عشق وجائی تاڑی

بلکہ یہ فراق تو محبوب کی یاد میں ہمہ وقت مگن رکھتا ہے ایک لحہ بھی غافل نہیں ہونے دیتا۔ یہ بظاہر تکلیف دینے کا سبب بنتا ہے مگر حقیقتاً راحت وسکون کا سبب بنتا ہے۔ بظاہر دکھ کا سبب ہے مگر حقیقتاً سکھ کا سبب ہے کیونکہ ہمہ وقت محبوب کی یاد میں دل محو رہتا ہے۔ جیسے مجازی عاشق پتہ ہلنے کی آواز سنتا ہے تو سمجھ لیتا ہے کہ شاید میرا محبوب آرہا ہوگا مستعد ہو جاتا ہے اس کے ذہن سے غفلت کوسوں دور بھاگ جاتی ہے مگر جب اللہ سے محبت رکھنے والا حق تعالیٰ کے فراق میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ بھی بدرجہ اولیٰ زیادہ مستعد ہوتا ہے کہ عاشق مجازی کا عشق بھی فانی۔ معشوق بھی فانی اور عاشق بھی فانی ہوتا ہے جب سب کچھ ہی فانی ہوتا ہے تو اسے کیا ملنا اس کے باوجود وہ اتنا مستعد ہوتا ہے کہ عام آدمی اتنا مستعد نہیں ہو سکتا اپنے تن من دھن سب کچھ اس فانی عشق اور فانی محبوب پہ قربان کرنے کے لیے تل جاتا ہے۔ تو محبوب بھی صادق ہو محبّ صادق اور محبت بھی صادق ہو تو ایسا محبّ کیوں نہ جھوٹے عاشق سے زیادہ مستعد ہوتا ہوگا۔ ہر لحہ قیمتی سے قیمتی بنتا چلا جاتا ہے ہر لحہ یاد حق میں گزارتا ہے۔ ہر لحہ محبوب حقیقی سے قرب میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے تو پھر ایسی جدائی اور ایسے فراق کو کیوں نہ سلطان کہیں اسی لیے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فراق کو بُرا بھلا کہنے کی بجائے سلطان فرمایا ہے۔

اور جسے حق تعالیٰ کی محبت اور اس کے فراق کا مزہ نصیب نہیں ہوا وہ دراصل انسان زندہ ہے ہی نہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ مردہ ہے۔ اس لیے کفار کو مردہ کہا گیا ہے کہ انہیں حق تعالیٰ کی محبت کی چاشنی نصیب ہی نہیں ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

فریدا ایہہ وِس گندلاں دھریاں کھنڈ لِواڑ اِک راہیندے رہ گئے ، اِک رادھی گئے اُجاڑ

حل لغات:

* ایہہ: یہ۔ * وِس: زہر۔ * گندلاں: سرسوں کے نرم نرم تنے جن کا سالن بنایا جاتا ہے۔ * دھریاں: رکھیاں، پڑی ہیں، رکھی ہیں۔ * کھانڈ: چینی۔ * لواڑ: لگا کر، لپیٹ دی گئی۔ * اِک: ایک۔ * رَاہندے: ہل چلاتے، ہل چلا کر زمین کو فصل کاشت کرنے کے قابل بنایا۔ * رادھی: بیجی ہوئی، بوئی ہوئی، تیار کی ہوئی۔ * گئے اُجاڑ: برباد کر گئے، تباہ کر گئے، ویران کر گئے، خراب کر گئے۔

اے فرید! (دنیا اور دنیا کی دلفریبیوں میں نہ پڑ) کیونکہ یہ تو زہریلی گندلیں ہیں جو کھانڈ میں لپیٹ کر تمہارے سامنے رکھ دی گئی ہیں۔ کچھ لوگ یہی زہریلی گندلیں کاشت کرتے رہ گئے اور لوگ ایسے ہیں جو ان کی تیار فصل، ان کے موت کے منہ میں چلنے جانے کی وجہ سے اُجڑ گئی۔ اس طرح دنیا کی لفریبیوں کا شکار ہونے والے دونوں گروہ تباہی و بربادی کا شکار ہو گئے۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی حقیقت سمجھاتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! اس دنیا کی نعمتیں، مال و دولت، شہرت اور بڑائی وغیرہ دنیوی اُمور کی حقیقت یوں سمجھ لیجئے کہ یہ سب چیزیں یعنی زہر والی گندلیں رکھی ہوئی ہیں۔ ایسی زہریلی گندلیں کہ جن پر بظاہر کھانڈ یعنی چینی لپیٹ دی گئی ہے۔ کچھ لوگ تو ایسے ہوئے جو ان کو کاشت کرنے میں اپنی زندگی گزار گئے اور کچھ ایسے ہوئے کہ بوئی ہوئی کھیتیاں ہی اجاڑ گئے۔ گویا ان میں سے کسی نے بھی فائدہ نہ کیا۔ دونوں گروہ ہی نقصان میں رہے اور برباد ہوئے۔

اس دنیا میں وہی لوگ اس دنیا کے جال سے بچ نکلے جن کو رب کائنات نے توفیق عطا فرمائی اور وہ انہیں زہریلی دنیوی راہ و رسم کو ترک کر کے زندگی گزار گئے اور اپنے آپ کو دنیا اور دنیوی بھول بھلیوں سے بچائے رکھا۔

فائدہ:

اس شعر میں بھی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا اور دنیا کے ساز و سامان کی حقیقت واضح بیان فرمائی ہے کہ یہ دنیا جو ہمیں بڑی دلفریب نظر آئی ہے جسے دیکھ کر بڑے بڑے زاہد اپنا زہد چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اس دنیا کی حقیقت وہ نہیں جو ہمیں بظاہر نظر آتی ہے بلکہ اس دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ بظاہر تو یہ بڑی خوبصورت نظر آ رہی ہے مگر حقیقت اس کی بڑی ہی بدصورت ہے۔ بظاہر یہ بڑی پیاری اور میٹھی نظر آ رہی ہے مگر حقیقت کے لحاظ سے یہ جیسی نظر آ رہی ہے ویسے ہے نہیں بلکہ انتہائی زہریلی ہے۔ کہ ذرا سا بھی اس کا داؤ چل گیا تو یہ جسم و جان کو بھی نقصان پہنچا سکتی اور دین و ایمان کے لیے بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ بظاہر یہ دنیا بڑی مفید نظر آنے والی ہے۔ حقیقتاً یہ مفید نہیں بلکہ انتہائی نقصان دہ ہے اس کے ساتھ دوستی لگانے والوں نے کبھی اس سے وفا نہ پائی۔ یہ دغاباز ہے۔ ہر ایک سے دغابازی کرنا اس کا شیوہ ہے یہ بظاہر بڑے سبز باغ دکھاتی ہے انسان کو لبھاتی ہے مگر جب انسان اس کے قریب ہوتا ہے تو پھر یہ دھوکہ دے جاتی ہے اور انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔

marfat.com
Marfat.com

دنیا والوں کی مذمت:

قرآن مجید میں ہے کہ:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ○ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۶ پ ۱، ع ۱۰)

یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے۔ (کنزالایمان)

دنیا کی مذمت احادیث میں (1):

حضور نبی کریم رؤف الرحیم کا گزر ایک مردہ بکری پر ہوا۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا (یہ مردہ) بکری اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے یا نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اگر ذلیل نہ ہوتی تو اسے یہاں کیوں پھینک جاتا۔

آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بکری سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اچھی ہوتی تو کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ ملتا۔ (احیاء العلوم شریف، جلد ۳، ص ۳۴۴)

-2 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ

دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت

-3 اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَافِیْهَا اِلَّا مَا کَانَ اللّٰهُ مِنْهَا

دنیا ملعون ہے اور جو اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے بجز ان اشیاء کے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں۔

-4 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنی دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے وہ دنیا کا ضرر کرتا ہے۔ پس باقی کو فانی پر اختیار کرو۔ (احیاء العلوم، جلد ۳، ص ۳۴۴)

-5 فرمایا: دنیا میٹھی اور سبز ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ کرتا ہے۔ اور دیکھتا ہے کہ تم کیسے عمل کرو گے جب بنی اسرائیل کے لے دنیا زیادہ ہوگی اور اس کا خوب پھیلاؤ ہوا تو زیورات اور عورتوں اور خوشبو اور کپڑوں میں مست ہو گئے۔

(احیاء العلوم، جلد ۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول مبارک:

-1 حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن کے دل میں دنیا و آخرت دونوں کی محبت جمع نہیں ہوتی جیسے کہ ایک برتن میں آگ اور پانی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ (اطاق المفہوم اردو ترجمہ احیاء العلوم جلد ۳، ص ۳۴۷)

-2 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ... کے فریب میں آجاتا ہے بالآخر

marfat.com
Marfat.com

۔ چھوڑ جاتا ہے دنیا تو اس کی رسوائی کرتی ہے۔ لیکن وہ اس پر اعتماد کر کے زمین پر بے خوف رہتا ہے اور بڑی حسرت ان پر ہے جو دھوکہ کھا کر جس چیز کو برا جانتے ہیں وہی ان کے سامنے آتی ہے اور اپنی محبوب چیزوں سے جدا رہتے ہیں اور جو کچھ ان سے وعدہ ہوا کرتا تھا وہ اس وقت آ پہنچتا ہے اور افسوس ہے اس پر جو دنیا کو مد نظر رکھے اور خطاؤں کو دستور العمل بنائے۔ کل گناہوں کی فضیحت و رسوائی کا سامنا ہوگا۔ (اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، جلد ۳، ص ۳۴۹)

دنیا و آخرت کی طلب:

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو دنیا کو طلب کرے گا اس کا بھی یہی حال ہے کہ جتنی ملی اس سے زیادہ کا ہی طالب ہوتا ہے اور جو آخرت کو محبت سے طلب کرتا ہے اس کا بھی یہی حال ہے کہ جتنا ملے اس سے زیادہ چاہتا ہے نہ اس کی انتہا ہے۔ (احیاء العلوم)

دنیا و آخرت سوکنیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول مبارک ہے کہ:

دنیا و آخرت آپس میں سوکنیں ہیں جتنا ایک راضی ہوگی اتنا ہی دوسری ناخوش ہوگی۔ (احیاء العلوم)

حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کا قول مبارک:

ایک مرتبہ رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا سے پوچھا گیا کہ دنیا کیا ہے؟ اور کن لوگوں کی جگہ ہے؟ فرمایا: دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔ دنیا کو منافق کے سوا کوئی نہیں طلب کرتا یہ منافقوں کا مقام ہے۔ (ہشت بہشت، اسرار الاولیاء فصل ۱۴)

فائدہ:

سلطان العارفین نے اسی لیے ارشاد فرمایا کہ:

دنیا ڈھونڈن والے کتے در در پھرن حیرانی ھو
ہڈی اتے ہوڑ تنہاں دی لڑدیاں عمر وہانی ھو
عقل دے کوتاہ، سمجھ نہ جانن پیون لوڑن پانی ھو
باجھوں ذکر رب دے باہو، کوڑی رام کہانی ھو
دنیا گھر منافق دے یا گھر کافر دے ہوندی ھو
نقش نگار کرے بہتیرے، زن خوباں سبھ موہندی ھو
بجلی وانگوں کرے لشکارے سر دے اُتوں جھوندی ھو
حضرت عیسیٰ دی سلھ وانگوں باہو راہ ویندیاں نوں کوہندی ھو

(ابیات باہو)

marfat.com
Marfat.com

حکایت:

حضرت علامہ فیض ملت قبلہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ لعالی لکھتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ایک شخص تیس سال سے آپ کے قریب ہی ایک قبر کے کنارے کفنی پہنے ہوئے بیٹھا رویا کرتا ہے اور رات دن بے قرار رہتا ہے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ شخص بہت لاغر ہوگیا ہے چہرہ بھی زرد ہے اور آنکھوں میں گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص تیس سال سے گور وکفن کے خیال نے تجھ کو خدا سے پھیرا ہوا ہے ان کا خیال چھوڑ کیونکہ تیرے راستہ میں یہ حائل ہیں اس شخص نے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے نور سے اپنے حال کا مشاہدہ کیا اور جو عیب اس میں تھا وہ اس کو اس میں نظر آ گیا۔ فوراً نعرہ مار کر جان دے دی اور اسی قبر میں گر پڑا۔ (ذکر اویس، ص ۲۱۲)

سبق:

1- جب راہِ مولیٰ میں گور وکفن بھی حجاب ہوں تو پھر دنیا کی دوسری چیزیں کس قدر اور کتنی حجاب ہوں گی۔

2- تقویٰ کا مطلب بیان کرتے ہوئے خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک آدمی یہ نہ سمجھ لے کہ گویا وہ تمام مخلوق قتل (فنا) کر چکا ہے یعنی جب تک دنیا سے کلی طور پر قطع تعلق نہ کرلے وہ تقویٰ (پرہیزگاری) میں کامل نہیں ہوسکتا۔

(ذکر اویس، ص ۲۱۲)

دنیا کی فریب کاریاں:

انسان دنیا اور دنیا کی فریب کاریوں میں مشغول ہو کر حق تعالیٰ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان دنیا میں مشغولیت کے باعث حق تعالیٰ اور آخرت سے بالکل ہی بے خبر ہو جاتا ہے جیسے بظاہر گندلیں بڑی خوبصورت نظر آ رہی ہوں ان پر چینی یا گڑ کا خول چڑھا دیا گیا ہو تو بظاہر تو معلوم ہوں گی کہ یہ ایک مٹھائی ہے دل چاہے گا کہ یہ کھالوں مگر پہلے علم نہ ہوگا کہ اس کی حقیقت کیا ہے جب کھائے گا ان میں بسی ہوئی زہر نے جب اپنا اثر دکھایا، زہر جسم پر غالب آ گیا تو علم اس وقت ہوگا جب ہلاکت میں پڑ گیا دنیا کا بھی یہی حال ہے کہ جب انسان دنیا کو دیکھتا ہے تو اس کی رنگینیوں میں کھو کر حقیقت معلوم نہیں کرسکتا اس کے دماغ پہ اس کی روشنیاں اثر کرگئیں حقیقت سمجھنے سے دماغ ماؤف ہو گیا جب اس میں اچھی طرح مشغولیت اختیار کر لیتا ہے تو حق تعالیٰ کی محبت دل سے نکال دیتی ہے۔ آخرت کے امور کے خلاف دنیوی امور میں انسان اپنے شب و روز گزارنا شروع کر دیتا ہے اس طرح انسان جوں جوں دنیا میں مشغول ہوتا چلا جاتا ہے حق تعالیٰ اور آخرت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے کیونکہ ایک ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور دنیا کی محبت دونوں یکجا نہیں ہوسکتیں دونوں ہی ایک دوسری کے متضاد ہیں ان دونوں میں سے ایک رہے گی تو دوسری چلی جائے گی۔ جیسے آگ اور پانی ایک دوسرے کے متضاد ہیں اگر آگ کا جلوہ برقرار رہا تو پانی کو بھاگنا پڑے گا اور اگر پانی غالب آ گیا تو آگ بجھ جائے گی یہی حال دنیا اور آخرت کا ہے۔ دنیا اور حق تعالیٰ کی محبت کا ہے اس لیے جو حق تعالیٰ کی محبت کا طلبگار ہے اسے چاہیے کہ دنیا سے پرہیز کرے۔ اگر پرہیز نہیں کرے گا تو دنیا میں مبتلا ہو جائے گا۔ دنیا میں مبتلا ہونا بھلائی سے محرومی کا سبب ہے۔

جو لوگ دنیا میں مبتلا ہوئے انہوں نے دنیا میں مبتلا ہو کر ایسے ایسے امور سر انجام دیئے کہ الامان والحفیظ۔ یہود و نصاریٰ کی

marfat.com
Marfat.com

تباہ کاریاں، اخلاقی اقدار کا زوال پذیر ہونا، تہذیب کے نام پر ڈانس پارٹیوں کا اودھم مچانا، انٹرنیٹ ٹی وی پروگرامز، سینما وغیرہ پہ عریانی وفحاشی کا سیلاب، اپنے تحفظ کے نام پر ہتھیاروں کی دوڑ میں نمبر اول آنے کی ٹرائی اور اگر کوئی مخالف بنا لے تو اس کی تباہی کے لیے پوری دنیا کو ملا کر دھاوا بول دینا۔ اسلام اور اسلام کے متعلقات کو نشانۂ ستم بنانا یہ سب کے سب وہ امور ہیں جو دنیا سے محبت رکھنے والوں کے کردار کی چند جھلکیاں ہیں۔ جن کا مشن ہی یہ بن چکا ہے کہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھے بھی لے ڈوبیں گے۔ ان کی زندگی کی ساری کھیتیاں ہی اجڑ گئیں ان میں سے کسی نے بھی اپنی کھیتی سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ یہ کھیتیاں بونے والے بھی اور انہیں استعمال کرنے والے دونوں گروہوں نے نقصان ہی نقصان اٹھایا۔ صرف وہی لوگ فائدے میں رہے جو اس دنیا کے جال سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

-----☆☆☆-----

فریدا چار گوائیاں ہنڈھ کے، چار گوائیاں سَم　　　لیکھا رب منگیسیا توں آئیوں کیہڑے کم

حل لغات:

★ چار گوائیاں: چار گھڑیاں وقت برباد کر دیا، ضائع کر دیا، چار پہر دن کے اور چار ہی پہر رات کے۔ ★ ہنڈھ کے: پھر کے، استعمال کر کے، پرانا کر کے۔ ★ سَم: سو کر، غفلت میں۔ ★ لیکھا: رقم، حساب کتاب، حساب۔ ★ رب: پالنہارا، پالنے والا، پروردگار، مالک، خدائے تعالیٰ، اللہ تعالیٰ۔ ★ منگیسیا: مانگے گا، طلب کرے گا۔ پوچھ گچھ کرے گا۔ ★ توں: تُو۔ ★ آئیوں: آون سے ماضی یعنی تُو آیا۔ ★ کیہڑے: کس، کون سے۔ ★ کم: کام۔

چار پہر دنیوی کاموں میں مصروف رہ کر ضائع کر دیئے اور چار پہر غافلانہ نیند میں ضائع کر دیئے۔ مرنے کے بعد جب رب کائنات حساب کتاب کرے گا کہ تجھے دنیا میں کس کام کے لیے بھیجا تھا اور تو کیا کیا کرتا رہا ہے۔ تو اس وقت تیرے پاس کیا جواب ہوگا۔

مطلب:

دن اور رات میں آٹھ پہر ہوتے ہیں۔ ان آٹھ پہروں کو چوبیس گھنٹوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے بیان فرماتے ہیں کہ۔

اے فرید! تو نے قیمتی زندگی کے چار پہر یعنی آدھی زندگی دنیوی مشاغل میں ضائع کر دیئے۔ اور چار پہر یعنی بقیہ زندگی تو نے غفلت کی نیند میں شامل ہو کر گزار دیئے۔ اس طرح گویا تو نے اپنی قیمتی زندگی ساری کی ساری ہی ضائع اور برباد کر بیٹھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ایک خاص مقصد کے لیے بھیجا تھا تو اسے بھول بیٹھا اور اپنی زندگی ساری ہی برباد کر بیٹھا اب اگر رب کائنات نے زندگی کا حساب کتاب کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے تجھ سے حساب مانگا کہ تجھے دنیا میں کس لیے بھیجا تھا اور تو دنیا میں جا کر کیا کیا کرتا رہا۔ تو اس سوال کا جواب تیرے پاس کیا ہے؟ جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے دے گا۔

marfat.com
Marfat.com

فریدا چار گوائیاں ہنڈھ کے چار گوائیاں سم:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں غفلت سے بیدار ہونے کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک دن اور ایک رات کو ملا کر ایک دن شمار کیا جاتا ہے۔ جس میں کل آٹھ پہر ہوتے ہیں چار پہر سورج چمکتا ہے اور سورج کی روشنی رہتی ہے یعنی سورج طلوع ہونے سے لے کر سورج غروب ہونے تک چار پہر ہوتے ہیں اور سورج غروب ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک رات بھی چار پہر پر مشتمل ہوتی ہے گویا ایک شب و روز میں کل آٹھ پہر ہوتے ہیں۔ آٹھ پہر کا یہ دن گنتی میں آتا ہے۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ آٹھ پہر کا وقت کوئی تھوڑا وقت نہیں ہوتا بلکہ کافی وقت ہوتا ہے۔ چار پہر تو دنیا داری کے معاملوں میں مصروف رہ کر بھاگ دوڑ سے پیچھے پھرتے گزار کر ضائع کر بیٹھے۔ اس وقت کے دوران بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رجحان نہ کیا بلکہ سارے دن کے چار پہر بھی ضائع کر دیئے۔ غفلت میں گزار دیئے۔ دن کے وقت دنیوی امور میں مشغولیت سے ضائع کر دیئے۔ رات جو ذکر و فکر میں یاد الٰہی کرنے کا وقت تھا عبادت و ریاضت کا وقت ختم ہو گیا سوتے ہوئے چار پہر پورے ہوئے نیند اور خواب غفلت میں رات کے چار پہر بھی گزار دیئے۔ اس طرح گویا چار پہر بھی برباد ہو گئے اس طرح دن اور رات کے آٹھوں پہر برباد کر بیٹھے۔

انسانی تخلیق کا مقصد:

قرآن مجید میں ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اس کے علاوہ انسانی زندگی کا کوئی مقصد نہیں۔ قرآن مجید میں فرمان ربانی ہے کہ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○

اور ہم نے جن اور انسانوں کو تخلیق نہیں کیا مگر صرف عبادت کیلئے۔

فائدہ:

اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں اپنی عبادت کے لیے بھیجا ہے مگر ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہیں ہم اس طرف توجہ ہی نہیں کرتے بلکہ اپنی حیات کے حصول کا جو مقصد تھا وہ بھی بھلا بیٹھے ہیں۔

لیکھا رب منگیسیا توں آیوں کیہڑے کم:

رب تعالیٰ ہم سے حساب کتاب لے گا کہ اے انسان جب قیامت کا دن ہوگا اس وقت خالق کائنات ہم سے پوچھے گا کہ اے انسان میں نے تجھے زندگی عطا فرمائی وہ زندگی تو نے کیسے کاموں میں گزاری میں نے تو آنکھیں عطا فرمائی تھیں ان آنکھوں سے کیا دیکھتے رہے دنیا میں کیا کیا سیر و سیاحت کی میں نے تجھے ہاتھ کس مقصد کے لیے عطا فرمائے تھے ان ہاتھوں سے تو نے کیا کیا کام سر انجام دیئے میں نے تجھے پاؤں عطا فرمائے تھے تو نے کیا دیکھا کہ کس جگہ سے کس جگہ جاتا تھا تو نے ان پاؤں سے کیا کیا کام کئے تھے یہ سب تعالیٰ کی طرف سے ہمیں عطا ہوا اس سب کا حساب ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

موت:

جو بنا ہے اس نے ٹوٹنا ہے جو اس دنیا میں آیا ہے آخر اس نے اس دنیا سے جانا بھی ہے کیونکہ اس دنیا میں جو کچھ ہے سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔ کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ یعنی کہ نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

موت سے متعلق نصیحت آموز اقوال

حضرت شفیق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ زبانی طور پر چار چیزوں میں لوگ میرے موافق ہیں لیکن عمل میں نہیں ہیں۔

1- کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں لیکن کام آزادوں جیسے کرتے ہیں۔
2- کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا کفیل ہے وہی ہمیں رزق دیتا ہے لیکن دنیا میں سے کچھ حاصل کئے بغیر ان کے دل مطمئن نہیں ہوتے۔
3- کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے لیکن دنیاوی مال ومتاع جمع کرتے ہیں۔
4- کہتے ہیں کہ موت کا وقت بدل نہیں سکتا مگر کام وہ اس قوم جیسے کرتے ہیں جو یہ سمجھتی ہے کہ اس پر موت نہیں آئے گی۔

(تنبیہ الغافلین، ص ۴۰، ج ۱)

چھ چیزیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں، جن پر مجھے اتنا تعجب آتا ہے کہ ہنسی آجاتی ہے اور تین چیزوں پر اتنا دکھ ہوا کہ رونا آگیا،

وہ تین چیزیں کہ جن پر مجھے ہنسی آئی ان میں۔

(۱) پہلی یہ ہے کہ وہ شخص جو دنیا کی تلاش میں ہے اور موت اس کی طالب ہے یعنی وہ دنیا سے لمبی لمبی امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے لیکن اسے موت کی فکر نہیں ہے۔

(۲) دوسرا غافل لیکن اس سے غفلت نہیں کی جارہی یعنی وہ موت سے غافل ہے لیکن اس کے روبرو قیامت ہے۔

(۳) وہ شخص جو جی بھر کر ہنستا ہے لیکن اسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے یا ناراض ہے۔ اور وہ چیزیں جنہوں نے مجھے رُلایا ہے ان میں۔

(۱) پہلی چیز اپنے محبوبوں کا فراق ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا وصال۔

(۲) مرتے وقت گھبراہٹ۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی کوئی پتہ نہیں کہ میرے لیے جنت کا حکم ہوگا یا جہنم کا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ موت کے بارے میں جتنا تم جانتے ہو اتنا اگر حیوانوں کو علم ہو جاتا تو تمہیں کبھی اچھا گوشت کھانے کو نہ ملتا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۴۱)

marfat.com
Marfat.com

بکثرت موت یاد کرنے کی فضیلت:

ابی حامد لفاف کہتے ہیں جو شخص کثرت سے موت کو یاد کرتا ہے تو اسے تین باتوں میں تکریم دی جاتی ہے (۱) یعنی توبہ میں عجلت، (۲) رزق میں قناعت (۳) اور عبادت میں فرحت، اور جس کو موت کا خیال نہیں اسے تین چیزوں سے تکلیف دی جاتی ہے یعنی (۱) توبہ میں دیر، (۲) معمولی رزق پر عدم رضا اور (۳) عبادت میں سستی۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل ص ۴۱)

قبر میں سوال:

سب سے پہلے مرنے کے فوراً بعد ہی قبر میں سوالات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا الحمد للہ ہمارے پیغمبر ہمارے لیے کتنی محبت رکھنے والے ہیں کہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی ہمیں وہ سوال بتا دیئے اور ان کے جوابات بھی بتا دیئے نیز جو جواب نہ دے سکے گا اس کی کیفیت بھی بیان فرما دی اور جو جواب بآسانی دے دیں گے انھیں جن انعامات سے نوازا جائے گا وہ بھی بتا دیا۔

قبر آخرت کی پہلی منزل:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ ان کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا کہ جب آپ کے سامنے دوزخ کا ذکر آتا ہے تو اس وقت تو آپ روتے نہیں اور قبر کو دیکھ کر روتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قبر آخرت کی پہلی منزل ہے جس نے اس سے نجات پائی اس کے لیے آئندہ بھی آسانی ہوگی اور جس نے اس منزل میں پہلی آسانی نہ پائی تو آئندہ اس کے لیے سختی ہی سختی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے قبر سے زیادہ ہولناک چیز کوئی نہیں دیکھی ہے۔ (سنن ابن ماجہ ذکر القبر والبلاء، جلد دوم)

قبر میں سوال:

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ فرمایا مسلمان سے جب قبر میں پوچھ گچھ ہوتی ہے تو وہ گواہی دے اٹھتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو یہ ہی رب کا فرمان ہے کہ

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

اللہ تعالیٰ مومنوں کو مضبوط بات پر قائم رکھتا ہے دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ آیت عذاب قبر کے متعلق نازل ہوئی۔ مردے سے کہا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر پہلی فصل)

marfat.com
Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اُسے بٹھاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ تو ان صاحب کے متعلق کیا کہتا تھا یعنی محمد۔ تو مومن کہتا ہے اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تب اُس سے کہا جاتا ہے کہ اپنا دوزخ کا ٹھکانہ دیکھ جیسے اللہ تعالیٰ نے جنت کے ٹھکانے سے بدل دیا تو وہ ان دونوں کو دیکھتا ہے لیکن منافق اور کافر اس سے کہا جاتا ہے کہ ان کے صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا؟

وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا جو لوگ کہتے تھے وہی میں کہتا تھا تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ تو نے نہ پہچانا قرآن پڑھا اور لوہے کے ہتھوڑوں سے مار ماری جاتی ہے جس سے وہ ایسی چیخیں مارتا ہے کہ سوا جن وانس تمام قریبی چیزیں سنتی ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر)

قبر میں تین سوال:

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اُسے بٹھاتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں کہ

مَنْ رَّبُّكَ

تیرا رب کون ہے؟

فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ

وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَادِيْنُكَ

پھر وہ کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟

فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ

پس وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔

فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ

پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ صاحب کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے

فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

تو وہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا يُدْرِيْكَ

marfat.com
Marfat.com

فرشتے کہتے ہیں کہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟

فَيَقُوْلُ قَرَءْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ

وہ کہتا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) پڑھی۔اس پر ایمان لایا اور اسے سچا جانا۔

فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰيَةَ

پس یہی اس آیت کی تفسیر ہے یثبت اللہ الآیہ۔

قَالَ فَيُنَادِ مِنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ ○

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے لہٰذا اس کے لیے جنت کا بستر بچھاؤ اُسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو پس دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔فرماتے ہیں کہ اس تک جنت کی ہوا اور وہاں کی خوشبو آتی ہے اور تا حد نظر قبر میں فراخی کر دی جاتی ہے۔

وَاَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ

رہا کافر۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی موت کا ذکر فرمایا اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔پھر وہ اُسے بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں۔

فَيَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ

تیرا رب کون ہے؟

فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ

وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَادِيْنُكَ

پھر اس سے پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟

فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ

پھر وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

فَيَقُوْلَانِ مَاهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ

marfat.com
Marfat.com

پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ کون صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے۔

فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ

پھر وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

فَيُنَادِىْ مُنَادٍمِّنَ السَّمَآءِ اَنْ كَذَبَ فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَاباً اِلَى النَّارِ

تب پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے لہٰذا اس کے لیے آگ کا بچھاونا بچھاو، آگ کا لباس پہناو اور اس کے لیے آگ کی طرف دروازہ کھول دو۔

قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا

فرمایا پھر اُس تک وہاں کی گرمی اور لُو آتی ہے۔

قَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى يَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهٗ اَعْمٰى وَاَصَمَّ مَعَهٗ مِرْزَبَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَاباً فَيَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيْرُ تُرَاباً ثُمَّ يُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ۔ (رواہ احمد ابوداؤد و مشکوٰۃ المصابیح باب اثبات عذاب القبر)

فرمایا: اس پر اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ وہاں اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر ہو جاتی ہیں پر اس پر اندھے بہرے فرشتے مسلط ہوتے ہیں جن کے پاس لوہے کے ہتھوڑے ہوتے ہیں اگر ان سے پہاڑوں کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی ہو جائے۔ اُس سے اسے مارتے ہیں ایسی مار جس سے جن وانس کے سوا پورب پچھم کی مخلوق سنتی ہے جس سے وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔

میدان حشر میں سوال:

پھر دوبارہ جب زندہ کیا جائے گا تو پھر حساب کتاب اور سوال ہوں گے ان میں سے چند ایک احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

میدان حشر:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن لوگوں کو صاف سفید زمین پر جمع کیا جائے گا جو سفید میدے کی روٹی کی طرح ہوگی۔ سہیل یا اس کے غیر نے کہا کہ اس میں کوئی نشان نہ ہوگا۔ (بخاری شریف، پ ۲۷)

marfat.com
Marfat.com

پسینہ نصف کانوں تک:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ جس دن لوگ رب العلمین کے حضور کھڑے ہوں گے، کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ

قَالَ یَقُوْمُ اَحَدُهُمْ فِیْ رَشْحِهٖ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْهِ

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں میں سے بعض نصف کانوں تک اپنے پسینے میں کھڑے ہوں گے۔ (بخاری شریف، پ ۲۷)

فائدہ:

اس حدیث کی شرح شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمتہ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ یہ پسینہ قیامت کے دن مسلسل خوف وہراس، سورج کی نزدیکی اور لوگوں کے ہجوم کے سبب ہوگا۔

بیہقی نے ابو ہریرہ سے مرفوع روایت کی کہ سورج لوگوں کے قریب آئے گا حتیٰ کہ نصف کانوں تک پسینہ پہنچ جائے گا ابن حبان نے عبداللہ سے صحیح حدیث روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کافر کے منہ تک پسینہ ہوگا یہاں تک کہ وہ کہے گا اے میرے پروردگار مجھے اس سے آرام دے اگرچہ دوزخ میں پہنچادے۔

(تفہیم البخاری شرح بخاری شریف، جلد ۱، ص ۲۱۔۲۰)

میدان حشر میں تکالیف بداعمالیوں کے سبب سے:

اس سے واضح ہوا کہ میدان حشر میں پسینہ وغیرہ کا آنا پہلے بداعمال کے سبب سے ہوگا۔ بداعمال کی وجہ سے بطور سزا انہیں ایسی تکالیف برداشت کرنا پڑیں گی۔

مخلوق کے معاملات میں سب سے پہلے قصاص:

قیامت کے دن مخلوق کے معاملات میں سب سے پہلے قصاص کے متعلق فیصلے کیے جائیں گے۔

عمر بن حفص، اعمش شقیق، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ بِالدِّمَاءِ

سب سے پہلے جس شے کا لوگوں میں فیصلہ کیا جائے گا وہ خون ہیں۔ (بخاری شریف پ ۲۷ حدیث نمبر ۱۴۵۳)

فائدہ:

دنیا میں لوگوں کے درمیان جو اشیاء تھیں سب سے پہلے قصاص کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ قیامت میں لوگوں کے درمیان سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں کیونکہ مخلوق کے معاملات میں سب سے پہلے قصاص کے فیصلے ہوں گے اور اللہ

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ کی عبادات میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ (تفہیم البخاری شریف ،بخاری شریف ، جلد ۱۰ ، ص ۲۳)

ظلم کی سزا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس شخص کے ذمہ اس کے بھائی کا ظلم ہو وہ اس سے معاف کروالے اس سے پہلے کہ اس کی نیکیوں سے اس کے بھائی کے لیے لی جائیں۔ کیونکہ وہاں کوئی درہم و دینار نہیں۔ اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے بھائی کی برائیاں لے کر اس پر ڈالی جائیں گی۔ (بخاری شریف، پ ۲۷)

حساب سخت:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ قَالَتْ قُلْتُ اَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَاباً يَّسِيْرًا

جس کا حساب سختی سے لیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ عنقریب حساب آسان ہوگا۔

قَالَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ محض پیشی ہے۔ (بخاری شریف، پ ۲۷)

اعمالنامہ:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ نہیں ہے کوئی شخص کہ قیامت میں اس کا حساب لیا جائے مگر وہ ہلاک ہو جائے گا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا؟ جس کو اس کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا عنقریب اس کا حساب آسانی ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ تو صرف پیشی ہے ہم سے کوئی نہیں کہ جس کا قیامت میں سختی سے حساب لیا جائے گا مگر اسے عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری شریف، پ ۲۷)

فائدہ:

یعنی جو اس نے گناہ کیے ہیں اور اپنے حق میں اور اپنے مسلمان بھائیوں کے حق میں تقصیریں کی ہیں ان کا حساب لیا جائے تو اسے عذاب دیا جائے گا۔ (تفہیم البخاری، ص ۲۶، ج ۱۰)

میزان:

آخرت میں حساب کے متعلق پل صراط اور میزان کے متعلق قدرے تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے۔

بہر حال رب کائنات [illegible] ے پاس کیا جواب کیا ہوگا۔ اس لیے

marfat.com
Marfat.com

اس جواب کے لیے آج ہی ہمیں غفلت چھوڑ کر حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور جس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں زندگی عطا فرمائی ہے اس کے مطابق ہم اپنی زندگی گزاریں تا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے۔

نعمتوں کے متعلق پوچھ گچھ:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔ ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی۔ (کنزالایمان)

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ؕ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ (سورۃ القارعہ پ ۳۰)

تو جس کی تولیں بھاری ہوئی وہ تو من مانتے عیش میں ہیں اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں وہ نیچا دکھانے والی گود میں۔ اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی۔ ایک آگ شعلے مارتی۔ (کنزالایمان)

-----☆☆☆-----

فریدا در دروازے جائے ، کیوں ڈِٹھو گھڑیال
ایہہ نِدوسا ماریئے ، ہم دوساں دا کیا حال

حل لغات:

★ در دروازے: دروازے میں، دروازے کے اندر، دروازے کے درمیان میں، دروازے پر۔ ★ جائے کے: جا کے، جا کر۔ ★ کیوں: کیہ، کس طرح، کیسے۔ ★ ڈِٹھو: دیکھا۔ ★ گھڑیال: پیتل کا وہ گھنٹا جو مندروں میں یا امیر لوگوں کے دروازے پر بجایا جاتا ہے۔ دھات کا وہ ٹکڑا کہ جس پر کبھی ہتھوڑا مار کر وقت کا حساب بتایا جاتا تھا، یا بڑی سی گھڑی۔ ★ ایہہ: یہ۔ ★ ندوسا: بے دوش، بے قصور، بے گناہ۔ ★ ہم دوساں: ہم قصورواروں کا، ہم گنہگاروں کا۔ ★ دا: کا۔

تو نے دیکھا ہے کہ گھڑیال کو مسلسل ہر دروازے پہ مار پڑتی ہے۔ یہ بیچارہ بے قصور ہی اس طرح پیٹا جا رہا ہے۔ ہمارا گنہگاروں اور خطا کاروں کا کیا حال ہوگا یعنی ہمیں کیسے کیسے عذابوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مطلب:

اے فرید! تو نے ہر دروازے پہ دیکھا ہے کہ گھڑیال کا حال کیسا ہے؟ کہ گھڑیال ہر دروازے پہ بجایا جاتا ہے۔ گویا کہ ہر

marfat.com
Marfat.com

دروازے پر پہنچ کر گھڑیال کو کوٹا جاتا ہے۔ ہر دروازے پر گھڑیال کو مسلسل مار پڑتی ہے۔ حالانکہ اس مار کے کھانے میں اس گھڑیال کا کیا قصور یا غلطی ہے۔ اس میں گھڑیال کی کوئی خطا یا غلطی نہیں پھر بھی اسے سزا دی جا رہی ہے۔ اس میں پنڈتوں کے طریقے کو بابا صاحب نے بیان فرمایا کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ پنڈت ہر دروازے پہ گھڑیال بجاتے ہوں گے یا یہ بھی ممکن ہے کہ جسے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے بیان فرمایا ہے کہ۔

''بابا صاحب جیسے صاحب حال صوفی کہیں دہلی (میں رہائش) کے دوران میں شاہی قلعے کے دروازے پر جا کر گھڑیال بجائے جانے کا منظر دیکھا ہوگا، وقفے وقفے سے گھڑیال کو لوہے کے بھاری ڈنڈے سے یا ہتھوڑے سے پیٹا جانا فرید جیسے باشعور وحساس انسان، عبقری شاعر اور نیک ونازک دل صاحب حال صوفی کے لیے یہ منظر اثر انگیز ثابت ہوا۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۲۰)

گویا بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ گھڑیال بلاقصور ہی پیٹا جا رہا ہے ہم قصورداروں اور گنہگاروں کا کیا حال ہوگا؟ اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ ہم کیے ہوئے گناہوں کی مغفرت مالکِ حقیقی سے چاہیں، توبہ کریں اور بعد آئندہ گناہوں کی دلدل میں نہ پھنسنے کا پختہ تہیہ کریں۔

فائدہ:

اس شعر میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ جب یہ گھڑیال بے گناہ اتنی سزا پا رہا ہے تو ہم گنہگاروں کا حال قیامت کے دن کیا ہوگا۔

گنہگاروں کے عبرتناک انجام کا منظر

منظر نمبر 1:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿١﴾ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ﴿٢﴾ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ﴿٣﴾ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ﴿٤﴾ۖ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ؕ﴿٥﴾ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ﴿٦﴾ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ﴿٧﴾ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ﴿٨﴾ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿٩﴾ (پ ۳۰، سورۃ الھمزۃ)

خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے، پیٹھ پیچھے بدی کرے۔ جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا اور تو نے کیا جانا کیا روندنے والی ہے اللہ کی آگ بھڑک رہی ہے وہ جو دلوں پر چڑھ جائے گی بے شک وہ ان پر بند کر دی جائے گی لمبے لمبے ستونوں میں۔ (کنزالایمان)

2- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ○

(سورۃ البلد آیت نمبر ۲۰ پ ۳۰)

marfat.com

Marfat.com

اور جنھوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا وہ بائیں طرف والے اُن پر آگ ہے اس میں ڈال کر اوپر سے بند کر دی گئی۔ (کنزالایمان)

3- إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ (پ۳۰ الغاشیہ آیت نمبر ۲۲ تا آخر)

ہاں جو منہ پھیرے اور کفر کرے۔ تو اسے اللہ بڑا عذاب دے گا۔ بیشک ہماری ہی طرف ان کا پھرنا ہے۔ پھر بے شک ہماری ہی طرف ان کا حساب ہے۔

4- هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ ۝ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ۝ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ ۝ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ۝ (پ۳۰، الغاشیہ آیت نمبر ۱ تا ۷)

بے شک تمہارے پاس اس مصیبت کی خبر آئی جو چھا جائے گی۔ کتنے ہی منہ اس دن ذلیل ہوں گے۔ کام کریں مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں۔ ان کے لیے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے کہ نہ فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

نافرمانوں کو جو سزائیں دی جائیں گی ان کا تذکرہ قرآن مجید میں کافی مقامات پر موجود ہے جو مزید مطالعہ کا شوق رکھتا ہو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن کنز الایمان معہ متن مطالعہ کرے انشاء اللہ کافی فائدہ ہوگا۔

نافرمانوں کی سزا:

نافرمانوں کی سزا قرآن مجید میں بھی بیان کی گئی ہے جبکہ احادیث مبارکہ میں بھی بکثرت نافرمانوں کی سزا کا تذکرہ ملتا ہے۔ درج ذیل چند احادیث جہنم کے متعلق اور بداعمالیوں کی سزا کے متعلق ملاحظہ فرمائیے۔

جھنم:

1- نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب دوزخ میں اس شخص کو ہوگا جس کے لیے دو جوتیاں یا دو تسمے آگ کے ہیں اس کا دماغ اس طرح کھولتا ہوگا جس طرح ہنڈیا جوش مارتی ہے وہ خیال کرے گا کہ اس سے بڑھ کر کسی کو عذاب نہیں جبکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف صفۃ النار و اھلھا)

2- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اہل دنیا سے ایک بڑے ناز و نعمت والا شخص لایا جائے گا [illegible] جائے گا اے ابن آدم! تو نے کبھی بھلائی

marfat.com

Marfat.com

دیکھی ہے کبھی تجھ پر نعمت گزری ہے وہ کہے گا نہیں اے میرے رب! اہل جنت کا ایک سخت ترین از روئے محنت دنیا کا ایک آدمی لایا جائے گا اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا اسے کہا جائے گا اے ابن آدم کبھی تو نے محنت دیکھی تھی کبھی سختی کا گذر تیرے پاس سے ہوا تھا وہ عرض کرے گا اے میرے رب! نہیں کبھی میرے پاس محنت نہیں گذری۔ کبھی میں نے سختی نہیں دیکھی۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب صفۃ النار و اھلھا)

3- حضرت سمرہ جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بعض دوزخی ایسے ہوں گے کہ آگ ان کو ٹخنوں تک پکڑے گی بعض ایسے ہوں گے آگ ان کو گھٹنوں تک پکڑے گی بعض ایسے ہوں گے کہ آگ ان کی کمر تک پکڑے گی بعض ایسے ہوں گے کہ آگ ان کو گردن تک پکڑے گی۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب صفۃ النار و اھلھا)

4- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دوزخ کی آگ ہزار برس تک جلائی گئی حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی پھر اس کو ہزار برس جلایا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس اس کو جلایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی اب وہ سیاہ اور تاریک ہے۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف باب صفۃ النار و اھلھا)

5- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے ستر سال تک اس پہ چڑھا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح اس میں گرایا جائے گا۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

6- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کافر اپنی زبان کو دوزخ میں تین کوس اور چھ کوس تک کھینچے گا لوگ اس کو روندیں گے۔ (رواہ احمد والترمذی وقال ھذا حدیث غریبٌ)

7- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گرم پانی دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا یہاں تک کہ اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے اس کو کاٹ ڈالے گا یہاں تک کہ اس کے قدموں سے نکل جائے گا۔ اور یہ صہر ہے پھر جس طرح ہے اسی طرح کر دیا جائے گا۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف صفۃ النار و اھلھا)

8- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهٗ کی تفسیر میں آپ نے ارشاد فرمایا دوزخی زرد آب سے پلایا جائے گا اس کو گھونٹ گھونٹ پیئے گا فرمایا اس کے قریب کر دیا جائے گا وہ اس کو مکروہ جانے گا جب اس کے نزدیک کیا جائے گا تو اس کے چہرہ کو بھون ڈالے گا اس کے سر سے کھال گر جائے گی جب اس کو پیئے گا تو اس کی انتڑیاں کاٹ دے گا۔ یہاں تک کہ اُس کی دُبر سے نکل جائیں گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کو گرم پانی پلایا جائے گا وہ ان کی انتڑیاں کاٹ دے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ پیاس کی فریاد کریں گے تو ایسے پانی کے ساتھ فریاد رس کیے جائیں گے جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا چہروں کو بھون ڈالے گا پینے کی بری چیز ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

9- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! روؤ! اگر رونا نہ آئے تو تکلیف سے روؤ کیونکہ اہل دوزخ روئیں گے اُن کے آنسوئن کے رخساروں پر نالوں کی مانند رہیں گے حتیٰ کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے خو[illegible] جائے گا ان کی [illegible] اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو

marfat.com
Marfat.com

چلنے لگیں۔(مشکوٰۃ شریف، صفۃ النار واھلھا)

10- حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دوزخ میں بختی اونٹوں کی مانند سانپ ہوں گے ایک سانپ ایک مرتبہ کاٹے گا تو دوزخی اس کی تختی اور اس کا زہر چالیس سال تک پاتا رہے گا اور دوزخ میں پالان بند خچروں کی مانند بچھو ہیں ان میں سے ایک کاٹے گا تو وہ اس کا زہر چالیس برس تک پاتا رہے گا۔

(مشکوٰۃ شریف صفۃ النار واھلھا)

بداعمالوں کے انجام کے مناظر:

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخ میں بد بخت ہی جائے گا عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! بد بخت کون ہے؟ فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے اطاعت نہ کرے اور اس کے لیے کسی معصیت کو ترک نہ کرے۔

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا گیا کہ زیادہ تر لوگ جنت میں کس عمل کی وجہ سے داخل ہوں گے؟

آپ نے فرمایا تقویٰ اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے

آپ سے دریافت کیا گیا کہ لوگ کون سے عمل کی وجہ سے دوزخ میں زیادہ جائیں گے؟

آپ نے ارشاد فرمایا منہ، زبان اور پیشاب گاہ کی وجہ سے۔(سنن ابن ماجہ باب ذکر الذنوب حدیث نمبر ۴۲۵۰)

3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچو کہ عموماً عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔(شرح الصدور، ص ۲۷۷ ترجمہ از فیض ملت ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی)

4- حضرت شیخین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے کسی بڑے معاملے میں نہیں ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر قبر پہ ایک ایک لگا دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ کیوں کیا؟

آپ نے ارشاد فرمایا: شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں۔ اللہ ان کے عذاب میں کمی فرمائے۔(شرح الصدور، ص ۲۷۸)

5- حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو گالی دیتا ہوا مرا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک جانور مسلط کر دے گا جو اس کا گوشت کھائے گا اور وہ اس کی تکلیف قیامت تک پائے گا۔

(شرح الصدور، ص ۲۸۶)

6- حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ جو شخص چوری، شراب خوری اور زنا میں مبتلا ہو کر مرتا ہے تو اس پر دو سانپ مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے رہتے ہیں۔(شرح الصدور ص ۲۸۸)

7- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان بھائی کی برائی بیان کرتا ہے غیبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے یوم

marfat.com
Marfat.com

قیامت جہنم کے پل پر اس وقت تک کھڑا کرے گا کہ جو کچھ اس نے کہا تھا وہ نکل جائے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۵۸)

8- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن بدترین آدمی دو چہروں والا چغل خور ہوگا جو آپ کے پاس اور چہرہ لے کر آتا ہے اور دوسرے کے پاس اور چہرہ لے کر جاتا ہے اور فرمایا کہ جو دنیا میں چغل خوری کرتا ہے قیامت کے دن اس کے منہ سے آگ کی دو زبانیں نظر آئیں گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۵۹)

9- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کے پاس کوئی مال ہے اور وہ اس مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تو قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں اس مال کو گرم کر کے اس شخص کی پیشانی، پسلی، پیٹھ داغے جائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائیں بندوں کا اس دن میں جبکہ وہ (ایک) دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ اس کے بعد ہر ایک شخص کو اپنی منزل (جنت یا جہنم) کا علم ہوگا۔ اسی طرح جو بکریوں والا ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا تو قیامت کے دن اسے ان بکریوں کے سامنے ایک صاف چٹیل میدان میں ڈالا جائے گا اور وہ بکریاں اس کو سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی۔ ان بکریوں میں کوئی ٹیڑھے سینگ کے یا بغیر سینگ کے نہ ہوگی۔ جب ایک مرتبہ تمام بکریاں مار چکیں گی تو از سر نو پہلی بکری آئے گی (اور اسے مارنے لگے گی) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا فیصلہ فرمادیں گے قیامت کے دن جو کہ تم لوگوں کے حساب سے پچاس ہزار سال کا ہوگا پھر اس شخص کو اپنی منزل کا علم ہوگا کہ جنت کی طرف ہے یا دوزخ کی طرف۔ اسی طرح جو اونٹ والا اپنے اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن وہ اونٹ اتنی ہی زیادہ تعداد میں آئیں گے جیسا کہ وہ تھے اور اونٹوں کا مالک صاف (چٹیل) میدان میں بٹھایا جائے گا اور وہ اونٹ اس کو پاؤں سے روندیں گے اس شخص پر سے آخری اونٹ گزر جائے گا تو پہلے اونٹ کو واپس لوٹا دیا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ فرمادیں گے اس دن جس دن کی مقدار تم لوگوں کے حساب سے پچاس ہزار سال ہوگی۔ اس کے بعد جنت یا دوزخ (میں جانے کے لیے) اپنا راستہ دیکھے گا۔

(سنن ابوداؤد شریف باب احکام زکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۴۴)

10- حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ مصیبت کے وقت اپنے سر کے بال نوچے، اگر کسی نے نوچے اپنے سر کے بال تو ہر بال کے بدلے میں اس کے لیے ایک سانپ اس کے اعضاء پر مقرر کیا جائے گا قیامت کے دن اور ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانوں میں سے اور اس پر لعنت کریں گے فرشتے اور اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام اور تمام مخلوق۔ (لباب الحدیث باب ۳۹)

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں غافلانہ روش ترک کرنے کے لیے تاکید کی ہے کہ ذرا غور و فکر کیجئے کہ جب گھڑیال وغیرہ بغیر کسی قصور کے ہی مار کھا رہا ہے۔ وہ بے قصور ہی کھا رہا ہے۔ ہمارا کیا حال ہوگا جب کہ ہم تو گنہگار بھی ہیں خطا کار بھی ہیں اس لیے ہمیں غافلانہ روش چھوڑ کر حق تعالیٰ کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے اور سابقہ گناہوں کی توبہ کرنی چاہیے۔

marfat.com
Marfat.com

گھڑیے گھڑیے مارِیئے ، پہریں لہے سزائے — سو ہیڑا گھڑیال جیوں ، ڈُکھی رَین وہائے

حل لغات:

★ گھڑیے گھڑیے: گھڑی گھڑی بعد، پل پل بعد، ہر لحہ بعد۔ ★ ماریئے: مارتے ہیں، بجاتے ہیں۔ ★ پہریں: ہر پہر، ہر پل، ہر لمحے، ہر پہر کے بعد۔ ★ لہے: لوے، لے لے بھگتے، اترے، کم ہو۔ ★ لہے سزا: سزا کم ہوتی جائے۔ ★ ءِ: سزا اور وہائے کے بعد ہمزہ اور یا وزن اور قافیہ کے لیے ہے۔ ★ سو: اسی طرح۔ ★ ہیڑا: دل۔ ★ جیوں: جیسے، جس طرح، اسی طرح۔ ★ ڈُکھی: دُکھی، دُکھیارہ، دکھوں میں مبتلا۔ ★ رَین: رات۔ ★ وہائے: گذار دے۔ گذارے، بسر کرے۔

مطلب:

گھڑیال ہر گھڑی کے بعد بجایا جاتا ہے گویا ہر پہرے کے بعد گھڑیال کو سزا کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس طرح گھڑیال پر ہر پہر کے بعد سزا کم ہوتی ہے ہمارا دل بھی گھڑیال کی مانند ہے۔ بار بار اس پر بھی درد کی چوٹیں پڑتی ہیں۔ جیسے گھڑیال سزا پاتا ہے اسی طرح دکھی انسان بھی رات کے لمحات کو شمار کرتے کرتے گزارتا ہے۔ جیسے بار بار بجنے سے گھڑیال کی سزا میں کمی ہوتی جاتی ہے اسی طرح جیسے جیسے دل کی دھڑکن چلتی ہے اس کے دھڑکنے سے انسانی حیات کم ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک وہ وقت آئے گا کہ دل بالکل ہی دھڑکنا بند کر دے گا۔ جسے عام زبان میں موت کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ جو موت سے ڈرتے ہیں سو ڈرتے ہیں مگر قربان جائیں طالبان حق کے کہ وہ تو محبوب کو جدائی میں ایک ایک دھڑکن کو شمار کرتے زندگی کا وقت گزارتے ہیں کہ کونسا وقت ہوگا کہ ہمیں بارگاہ حق سے بلاوا آئے گا اور ہمیں دیدار حق سے مشرف کیا جائے گا ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی خاص عنایات سے نوازے گا اور اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا۔ اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ بعض لوگ موسیٰ نتھا موت تھیں سے موسیٰ کلیم اللہ مراد لیتے ہیں۔ دعوت غور وفکر ہے کاش کہ کسی کے دل میں اتر جائے میری بات۔

-----☆☆☆-----

بُڈھا ہویا شیخ فرید ، کنبن لگی دیہہ — جے سَو ورھیاں جیونا بھی تَن ہوسی کھیہہ

حل لغات:

★ بُڈھا: بوڑھا۔ ★ ہویا: ہوا۔ ★ شیخ: بوڑھا آدمی، پیر، مرشد، مذہبی علوم میں فائق پیشوا، سجادہ نشین، مسلمانوں کی ایک ذات۔ ★ دیہہ: جسم۔ ★ جے: اگر۔ ★ ورھیاں: سالوں۔ ★ جیونا: زندہ رہنا۔ ★ ہوسی: ہوگا۔ ★ تن: بدن، جسم۔ ★ کھیہہ: غبار مٹی۔

شیخ فرید اب بوڑھا ہو گیا ہے اس کا جسم اب بوڑھا ہو گیا ہے اس کا جسم اب کانپنے لگا ہے یعنی خود اس کا اپنے اعضاء پہ بھی کنٹرول نہیں رہا۔ اگر سو سال بھی زندہ رہ گیا تو کیا ہو جائے گا آخر کار جسم نے مٹی ہو جانا ہے۔

مطلب:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر [illegible] اپنے [illegible] ظاہر رکھتے ہوئے۔ جسمانی کیفیت کو

marfat.com
Marfat.com

بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

شیخ فرید اب بوڑھا ہو گیا۔ جسم کے جوڑ بھی کمزور ہو گئے ہیں۔ جسم پہ رعشہ طاری ہونے کی وجہ سے جسم کانپنے لگا کہ جسم پہ مکمل طور پر پہلے جیسا کنٹرول نہیں رہا۔ گویا موت قریب آ گئی ہے۔

موت آ بھی جائے تو کیا ہوا کیونکہ موت نے تو بہر حال آنا ہی ہے۔ ہر ایک چیز پہ موت آئے گی یہ ایک اٹل قانون ربانی ہے کہ کُلُّ نفسٍ ذَائِقَۃُ الموت کہ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جو بنا ہے اس نے ٹوٹنا ہے۔ جسے زندگی عطا ہوئی اس نے مرنا ہے۔ اس لیے اگر سو سال بھی زندہ رہیں تو آخر کار موت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بدن نے تو خاک ہونا ہی ہے۔

فائدہ:

اس شعر میں حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسلمہ حقیقت بیان کی ہے کہ جوانی گزارنے کے بعد بڑھاپا آتا ہے۔ جوانی کو غنیمت جاننا چاہیے کیونکہ جوانی کے ایام میں اکثر بندے کے تمام اعضاء بہترین کام کرتے ہیں۔ تمام قوتیں جوبن پر ہوتی ہیں۔ نظر خوب کام کرتی ہے۔ ہاتھ پاؤں کی قوتیں اپنے جوبن پر ہوتی ہیں۔ کام کرتے کرتے جسم تھکتا نہیں۔ بلکہ جذبے ٹھاٹیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہوتے ہیں۔ اس لیے بڑھاپے سے قبل جوانی کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اسی طرح تندرستی کے وقت خوب محنت کر کے اپنے خالق و مالک کو راضی کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔ کیونکہ تندرستی کے ایام میں بھی دل و دماغ کی قوتیں مجتمع ہوتی ہیں۔ دل و دماغ کو یکسوئی بھی حاصل ہوتی ہے۔ مگر جب جسم کو تکالیف اور بیماریاں لگ جائیں تو دل و دماغ میں ان بیماریوں کی وجہ سے عبادت میں یکسوئی حاصل نہیں ہوتی بلکہ عبادت کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ عبادت کرتے وقت بھی خیالات منتشر رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں عبادت کرنے میں دل نہیں لگتا۔

بوڑھا ہونے کا سبب:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں آیا تو اس وقت بچہ تھا۔ بچپن کا دور دیکھا۔ لڑکپن کا دور بھی گزر گیا۔ جوانی مستانی کی بہاریں بھی دیکھیں۔ ان بہاروں میں ایسا دل لگا کہ اپنے آپ کو بھی بھلا بیٹھا۔ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس کا جادو سر چڑھ کے بولا جو کچھ حقیقتاً نقصان دہ تھا مگر جوانی کے منہ زور گھوڑے نے کچھ سوچنے ہی نہ دیا۔ نقصان دہ امور کو اپناتا چلا گیا۔ ایک نقصان دہ امر یعنی گناہ کا اثر دل پہ پیدا ہوا، دوسرے پہ دلیری کا سبب بنا یہاں تک کہ پوری زندگی اسی کی نظر ہو گئی۔ اسی لیے غفلت میں مست رہا۔ دنیا اور جو کچھ دنیا میں تھا محض اس کے پیچھے یونہی بھاگتا رہا حالانکہ دنیا و مافیھا ایک ایسا خواب تھا جس کی تعبیر نہایت ہی نقصان دہ تھی۔ یہ سب کچھ ایک ایسی نیند تھی کہ جس میں شاغل ہو کر انسان سب کچھ سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ دنیا و مافیھا ایک ایسا نشہ ہے جس میں گم ہو کر انسان اپنے آپ کو بھی خیر باد کہہ دیتا ہے۔ اس کا پیچھا کرنا یہ ایک ایسی غلطی ہے کہ جس کا مداوا ممکن ہی نہیں۔ یہ ایک ایسی نسبت ہے کہ جسے اپنا کر اس سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا نشان ہے جسے حاصل کرنے کے لیے خواہ جتنا بھی دوڑیں سراب کی مانند اس کی انتہا تک پہنچنا مشکل ہے۔ یہ ایک ایسا سراب ہے کہ جسے دیکھ کر سراب کا خدشہ بھی ذہن میں پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسی زہر ہے کہ غیر محسوس طریقے سے اثر انداز ہوتی ہے مگر اس کے اثر سے نکلنا انتہائی دشوار ہے صرف وہی اس کے اثر سے نکل سکتا ہے جس پہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہو جائے۔

اللہ یعطی من یّشآء ...... ایسا ... [illegible] ... انسان نہ صرف صراط مستقیم سے ہٹ جاتا

marfat.com
Marfat.com

ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ صراط مستقیم پہ گامزن ہوں مگر حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا خوبصورت رسی نما ناگ ہے کہ جس کے ایک ہی ڈنگ سے انسان اپنی ایمانی زندگی کی بازی ہار بیٹھتا ہے۔

بہرحال مختصر یہ کہ اس دنیا کے پیچھے بھاگتے بھاگتے اتنا آگے نکل گیا کہ اس سے واپسی ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہوگئی۔ اپنی حیات مستعار کے بہترین لمحات ضائع بھی کر بیٹھا۔ جسم نہایت ضعف کا شکار ہوگیا ہے۔ سر یر کانپنے لگا ہے۔ اس زہریلی دنیا میں جو کچھ حاصل کیا وہ بھی کچھ بداعمالیوں پہ مبنی زہریلے اعمال تھے جو دنیا و آخرت میں نقصان عظیم کا سبب ہیں۔ اب سوچتا ہوں کہ شیخ فرید بوڑھا ہوگیا ہے جسم تھرتھر کانپنے لگا ہے اب کتنا عرصہ زندگی باقی رہ گئی ہے اب اگر سو سال بھی زندگی کی بہاریں میسر آجائیں تو کیا حاصل ہوگا۔ جس نہج پر زندگی کی گاڑی دوڑ رہی ہے اس کا بدلنا نہایت مشکل ہے۔ آخر کار موت کے منہ میں جانا ہے بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ موت کا لقمہ بن جانا ہے۔ میرا یہی جسم جسے آج معمولی معمولی سی مٹی سے بھی بچاتا ہوں خوب حفاظت کرتا ہوں۔ اس نے بالآخر مٹی ہو جانا ہے۔ جس دنیا اور و مافیہا کی خاطر میں نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کام ساری زندگی کیے۔ جس کی خاطر اپنی دنیا بھی برباد کی۔ آخرت بھی بنانے کی بجائے بگاڑ بیٹھا۔ اب بداعمالیوں کے خوفناک اژدھے مجھے ڈس رہے ہیں۔ اس کی خاطر گناہ بھی کیے مگر خواہ جتنا بھی زندہ رہ لوں آخر اب موت آنے والی، موت کا شکار ہو جاؤں گا۔ جس کی خاطر دنیا اور آخرت تباہ کر بیٹھا وہی دنیا و مافیہا میرے ساتھ نہیں جائے گا سب کچھ یہیں کا یہیں پڑا رہ جائے گا۔

بڑھاپا اللہ کی یاد دلاتا ہے:

بہرحال بڑھاپا انسان کو یاد دلاتا ہے کہ انسان تو خود مختار نہیں ہے۔ اس وجود پہ کسی اور کا بھی کنٹرول ہے۔ اگر تو خود مختار ہوتا تو جیسے جوانی آئی تھی تو اسے کبھی اپنے شکنجے سے نہ نکلنے دیتا۔ تو لاکھوں دوائیں استعمال کرتا رہا۔ معجونیں، کیپسول ٹیبلٹس اور سیرپ مگر یہ سب کچھ تیری جوانی کا تحفظ نہ کر سکے بالآخر بڑھاپا آ گیا۔ بڑھاپے نے تجھے آ دبوچا۔ معلوم ہوا کہ تو خود مختار نہیں ہے کہ دنیا میں جو کچھ چاہے کرتا پھرے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جتنے دن یا جتنی سانسیں تجھے عطا فرمائی ہیں وہ گزار کر آخر یہاں سے جانا ہے اور بڑھاپا تیرے جسم کو ہلا ہلا کر جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر تجھے خبردار کر رہا ہے کہ خدارا!! اپنی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹا کر حقیقت سمجھنے کی کوشش کر عنقریب تو موت کا شکار ہونے والا ہے لہٰذا خدارا حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوجا۔ گویا بڑھاپے میں رعشے کا طاری ہونا، وجود کا کنٹرول سے باہر ہو جانا ایک حیثیت سے متنبہ کر رہا ہے کہ خبردار حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوجا۔ اب تیری زندگی کے دن کم رہ گئے ہیں۔

بڑھاپا موت کی یاد:

جوانی کے بعد ڈھلتی جوانی بھی انسان کو تنبیہ کرتی ہے کہ خبردار انسان جیسے تیری قوتیں آہستہ آہستہ زوال کا شکار ہو رہی ہیں ایک وہ وقت آنے والا ہے کہ تیرا سارا جسم ہی تیرے کنٹرول سے باہر ہوجائے گا حتیٰ کہ تیری اپنی ہی زندگی تجھے عذاب نظر آنے لگے گی۔ تو خود موت طلب کرے گا مگر خود موت کا طلب کرنا اچھا نہیں۔ بڑھاپا انسان کو موت یاد دلاتا ہے کہ عنقریب تو اس جہان فانی سے رخصت ہونے والا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوجا فقیر ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

دنیا میں مست الست نہ ہو جا، دنیا کوڑ پسارا ای
جیں دل لایا ایس دنیا اندر، نہ بنی کسے دا سہارا ای
بڑھاپا تینوں پیا سمجھاندا، تیری زندگی دا آخری کیارا ای
ابو احمد دنیادی مستی نہ کم آونی، ایہہ سارا کوڑ پسارا ای

فائدہ:

جس دنیا کی خاطر ساری عمر ضائع کی وہ یہیں پڑی رہ جائے گی۔اس میں سے کچھ بھی ساتھ نہ جائے گا دنیا کی بے وفائی اور بے ثباتی کے متعلق محمد اعظم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

دنیا

بڑی حسین مگر بے ثبات ہے دنیا
کہ اک کرشمۂ موت و حیات ہے دنیا
وہ جن سے پھول بھی شرمائیں، وہ حسین نہ رہے
وہ جن پہ چاند ہو قربان وہ مہ جبین نہ رہے
وہ بلبلیں وہ گلستاں وہ باغباں نہ رہے
وہ کارواں نہ رہے، میر کارواں نہ رہے
ہر اک زباں پہ تھی جن کی داستان نہ رہے
وہ حکمراں وہ فلک بوس آستاں نہ رہے
کبھی نہ بھول کہ دنیا مقامِ عبرت ہے
نہ دل لگی کی جگہ ہے نہ جائے عشرت ہے
کسی کی بن نہ سکی اس جہانِ فانی میں
کہ ایک دنیا ہے مصروف نوحہ خوانی میں

(کلیات اعظم، ص۲۴۳، رنگ و بو، ص۸۹)

تن ہوسی کھیھہ:

آپ نے فرمایا کہ دنیا میں مشغول ہو کر اس کے حصول کے لیے دوڑتے دوڑتے شیخ فرید بوڑھا ہو گیا۔ جسم کانپنے لگا ہے۔ جس کی خاطر ساری زندگی داؤ پہ لگادی تھی وہ دنیا بھی وفا نہیں کرے گی اب میری زندگی کا آخری دور ہے اگر سو سال بھی زندہ رہوں تو پھر بھی مرنا ہے۔ مگر جس کی خاطر دنیوی زندگی ضائع کی وہ دنیا یہیں پڑی رہ جائے گی اس لیے انسان ذرا غور کر ایسی بے وفا کے پیچھے پڑ کر اپنی پونجی ضائع نہ کر حقیقت سمجھنے کی کوشش کر۔ غفلت کا پردہ چاک کر کے حق سمجھنے کی کوشش کر۔

بڑی عدالت میں پیشی کیلئے تیاری کرو:

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے نفس سے حساب کر لو اس سے پہلے کہ قیامت میں تمہارے عمل کا وزن ہو اور قیامت میں حساب و کتاب سے پہلے نفس کا حساب کر لو اور بڑی عدالت میں پیشی کے لیے خود کو تیار کرو

marfat.com
Marfat.com

اور قیامت کے دن تمہیں پیش ہونا ہے اور تم میں سے کوئی بھی اس دن چھپ نہیں سکے گا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ ۲، ص ۳۰۸)

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ کا قول مبارک:

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے قبرستان میں ایک شخص کو کچھ کھاتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ موت اس کی آنکھوں کے سامنے ہے اور وہ کھانا کھا رہا ہے اس لیے یہ شخص منافق ہے۔ نیز یہی حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس قوم پر تعجب ہے جنہیں زادِ راہ جمع کرنے کا حکم دیا گیا ہے سفر کی تیاری کا نقارہ بجا دیا گیا ہے اور پہلا قافلہ جا چکا ہے مگر یہ لوگ بیٹھے کھیل رہے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۱۰)

بڑھاپا اور موت کا قرب:

جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو پھر مزید لمبی زندگی ایک خواب و خیال کے علاوہ کچھ نہیں۔ بڑھاپا کی لمبی زندگی ایک حیثیت سے بڑی تکلیف دہ ہوتی ہے اکثر اوقات ایسی زندگی عذاب سے کم نہیں ہوتی۔ بڑھاپا اور موت آپس میں انتہائی قریب ہوتے ہیں۔

موت کیلئے تیاری:

اس لیے جب بڑھاپا شروع ہو جائے تو خصوصیت سے موت کے لئے تیاری شروع کر دینی چاہیے۔ کہ عنقریب موت سے سامنا کرنا پڑے گی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کو ہر وقت موت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

موت کو یاد کرنے کا حکم:

اس لیے ہمیں دنیا کی مصروفیات ختم کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔ گناہوں کو ترک کرنا اور نیکی کے امور میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ غفلت دور کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ہم ہر وقت موت کو یاد کریں تاکہ آہستہ آہستہ گناہوں سے بچنے کی سعی کرنے میں مشغولیت آسان ہو جائے۔

موت کو یاد کرنے کا حکم:

آج ہم موت سے غافل ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد گرامی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَكْثِرُوْا ذِكْرَهَا ذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ

لذتوں کو کھو دینے والی موت کو بہت یاد کرو۔ (ترمذی شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوۃ شریف کتاب الجنائز)

فائدہ:

اس لیے موت کو ہر وقت یاد رکھنے کا ایک فائدہ تو یہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ موت لذتوں کو

marfat.com
Marfat.com

انسان کے جسم سے نکال دینے کا سبب بنتی ہے اور بے شمار گناہ ہم سے محض لذتوں کے حصول کے سلسلے میں ہی ہوتے ہیں گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک پہ عمل کرنے سے بے شمار گناہ خود بخود ہی ہم سے دور بھاگ جاتے ہیں۔

حکایت:

الفقیر القادری ابواحمد اویسی سکول سے چھٹی کے بعد واپس گھر آرہا تھا۔گرمیوں کا موسم جوبن پر تھا۔کھادر نہر میں پانی رواں دواں تھا۔ادھر کلیانہ پل پہ فقیر ابواحمد چڑھا میری نظر سامنے اٹھی انتہائی پریشان کن منظر میری نظروں کے سامنے تھا کہ ایک نوجوان عورت سفید لباس میں سامنے کے کنارے پہ نہا رہی تھی سارا جسم کپڑوں سے باہر جھانک رہا تھا اس کے پاس سے دو نوجوان گزر رہے تھے الفقیر نے دل ہی دل میں وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں عرض کی کہ مولا کریم بچانا۔نگاہوں کو کہ فوراً جھکا لیا۔گھنٹی بجائی ۔اس عورت نے سامنے نظر اٹھائی داڑھی والا بزرگ سمجھ کر فوراً بیٹھ گئی اوپر ایک کپڑا لپیٹ لیا۔الفقیر ابواحمد اویسی نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔داڑھی شریف یعنی سنت حبیب کبریا کی برکت اور دعا کی برکت دیکھ کر فقیر ابواحمد اویسی نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

مومن کا تحفہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ

یعنی مومن کا تحفہ موت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، کتاب الجنائز)

موت کو یاد کرنے کی فضیلت:

موت کو بھلا دینا قطعاً مناسب نہیں موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیے اس میں بے شمار فوائد ہیں۔

1- موت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا سبب ہے حق تعالیٰ کی ملاقات چاہتے ہوئے موت کو یاد کرنا بڑا فضیلت والا کام ہے۔

حدیث:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو دوست رکھے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند رکھے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا کسی اور (صحابی) کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو موت کو ناپسند رکھتے ہیں۔

اس جملہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بتقاضائے طبیعت بشری۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ جلد ۲، ص ۷۹۱)

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا۔نہیں! لیکن مومن شخص کو جس وقت موت آتی ہے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور عزت افزائی کی اسے خوشخبری دی جاتی ہے اس کو اس چیز سے بڑھ کر کوئی محبوب شے نہیں رہ جاتی جو اس کے آگے ہے پس دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو

marfat.com
Marfat.com

حدیث:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اگر تم موت کو بکثرت یاد کرے تو وہ تمہیں دنیاوی لذتوں اور ہنسنے سے روک دیتی جیسا کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں پھر فرمایا کہ موت کو بکثرت یاد کرو کہ لذتوں کو توڑنے والی ہے۔ (تنبیہ الغافلین، حصہ اوّل، ص ۳۸)

-----☆☆☆-----

بار پرائے بَیسنا ، سائیں مجھے نہ دیہہ
جے تُوں ایویں رکھی ، جیو سَریروں لیہہ

حل لغات:

(۱) پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب نے کلام بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ میں بیسنا کی بجائے "بینا" بمعنی بیہنا یعنی بیٹھنا لکھا ہے۔

* بار: بوہے اُتے، دروازہ، گھربار۔ * پرائے: بیگانے۔ * بَیسنا: بیٹھنا۔ * سائیں: اے مالک، آقا، رب۔ * دیہہ: دے دے۔ * جے: اگر۔ * تُوں: تُو۔ * ایویں: اسی طرح، یونہی۔ * رکھی: رکھے گا۔ * جیو: جان، روح، جی۔ * سَریروں: جسم سے، بدن سے۔ * لیہہ: لے۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ بیگانے دروازے پہ بیٹھنا میرے نصیبوں میں نہ کرے یا اللہ اگر تو مجھے اسی طرح رکھنا چاہتا ہے تو پھر یا اللہ بہتر یہ ہے کہ تو میرے جسم سے جان نکال لے۔ کیونکہ ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔

علامہ اقبال نے بھی بیان فرمایا ہے کہ۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

فائدہ:

اس شعر میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے دوسروں کے سہارے پہ جینے کی مذمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے کہ یا اللہ! مجھے دوسروں کے سہارے پہ جینے کی توفیق نہ عطا فرمانا بلکہ اگر مجھ پہ ایسا برا وقت کبھی آجائے تو پھر میرے لیے اس زندگی سے موت بہتر ہے اس لیے ایسی زندگی کی بجائے مجھے موت عطا فرما دینا کیونکہ ایسی زندگی کہ جس میں ضمیر کا سودا کرنا پڑے ضمیر مارنا پڑے، دوسروں کا دست نگر بننا پڑے زندگی نہیں بلکہ حقیقتاً ایسی زندگی موت ہے اور دین اسلام کی حفاظت کے سلسلے میں اگر مردانہ وار موت آجائے تو وہ موت نہیں بلکہ حقیقتاً زندگی ہے ملاحظہ ہو قرآن مجید میں ہے کہ۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۝

marfat.com
Marfat.com

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ (کنزالایمان)

دوسروں کا سہارا:

اسلام میں دوسروں کا سہارا میسر آنے کی امید کی بجائے دوسروں کے سہارا بننے کے فضائل بیان کیے ہیں۔ مجبوری کے احوال علیحدہ ہیں ان سے انکار نہیں مگر نماز کو لیجئے۔ روزہ کے افطاری اور روزہ رکھنے اور روزہ رکھانے کے فضائل بیان ہوئے ہیں اسی طرح روزہ افطار کرانے والے کو روزہ رکھنے والے کی مانند ثواب عطا ہونے کی نوید بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح جو فضائل صدقہ فطر دینے اور زکوٰۃ ادا کرنے کے جو فضائل ہیں وہ صدقہ لینے کے فضائل نہیں ہیں۔ محض تن آسانی کی بنا پر محنت نہ کرنا۔ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے محض بیکاری میں وقت گزارنا، محض لوگوں کے صدقات و خیرات وغیرہ کے حاصل ہونے کی وجہ سے خود ہاتھ پاؤں نہ ہلانا، محنت نہ کرنا فضیلت والا کام نہیں ہاں یہ الگ معاملہ ہے کہ قدرتی آفات کا شکار ہو جانا۔ یا قادر مطلق کی طرف سے حالات ایسے پیدا ہو جائیں کہ صدقات و زکوٰۃ وغیرہ کی ضرورت لاحق ہو جائے یہ الگ مسئلہ ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سوال کرنے کی حوصلہ شکنی کی ہے۔

سوال کرنے کی ممانعت (1):

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی کا جنگل جا کر رسی میں لکڑیوں کا بوجھ باندھ کر لانا اور اسے فروخت کرنا جس سے اس کو استغناء حاصل ہو لوگوں کے سامنے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ وہ اسے دیں یا انکار کریں۔ (سنن ابن ماجہ شریف جلد اوّل ابواب الزکوٰۃ)

حدیث (2):

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو میری ایک بات قبول کرے گا میں اس کے لیے جنت کا ذمہ دار ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ میں قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا لوگوں سے بھیک نہ مانگو اس کے بعد (حضرت) ثوبان (رضی اللہ عنہ) کی یہ حالت تھی کہ اگر گھوڑے پر سوار ہوتے اور کوڑا گر جاتا تو کسی سے نہ مانگتے بلکہ خود گھوڑے سے اتر کر اُٹھاتے۔ (سنن ابن ماجہ شریف ابواب الزکوٰۃ)

حدیث (3):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دولت جمع کرنے کے لیے لوگوں سے سوال کیا تو وہ دوزخ کے انگاروں کا سوال کرتا ہے اب اس کو اختیار ہے کہ کم حاصل کرے یا زیادہ۔
(سنن ابن ماجہ شریف ابواب الزکوٰۃ)

فائدہ:

اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں کہ جن لوگوں نے بھیک مانگنا بطور پیشہ اختیار کیا ہوا ہے خصوصاً اچھے بھلے تندرست و توانا آدمی خود بھی اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اچھے بھلے تندرست ہونے کے باوجود، اچھی خاصی ان کے پاس دولت ہونے کے باوجود کسی طریقے سے ہی حاصل ... مخصوص حالات ... جائز نہیں ہے نہ اسے صدقہ دینا جائز ہے

marfat.com
Marfat.com

اور نہ ہی اسے صدقہ لینا جائز ہے۔

فائدہ:

مسلم شریف میں ہے کہ جو شخص مال بڑھانے کے لیے بھیک مانگے تو وہ انگارہ مانگتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بلاسخت ضرورت بقدر حاجت مال رکھتا ہو زیادتی کے لیے مانگتا پھرے وہ گویا دوزخ کے انگارے جمع کر رہا ہے چونکہ یہ مال دوزخ میں جانے کا سبب ہے اسی لیے اسے انگارہ فرمایا۔ اس حدیث سے آجکل کے عام پیشہ ور بھکاریوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے حال ہی میں راولپنڈی میں ایک بھکاری نے مشترکہ مکان کے نیلام میں ۴۵ ہزار روپے کی بولی دے کر مکان خریدا۔ بھیک ہی مانگتا تھا افسوس ہے کہ آج مسلمانوں میں بھیک مانگنے کا مرض بہت زیادہ ہے۔ اس گناہ میں وہ بھی شریک ہیں جوان موٹے مشٹنڈوں پیشہ ور بھکاریوں کو بھیک دیتے ہیں۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد سوم، ص ۶۹)

حدیث (4):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ

نہ تو غنی کے لئے صدقہ جائز ہے اور نہ ہی صحت مند کے لیے۔ (سنن ابن ماجہ شریف ابواب الزکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۰۶)

قیامت کے دن چہرے پر زخم:

5۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے غنا کی حالت میں سوال کیا تو وہ قیامت کے روز جب آئے گا تو اس کے چہرے پر زخم ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آدمی کتنے مال سے غنی ہوتا ہے آپ نے فرمایا پچاس درم یا اس کی مالیت کے سونے سے۔ (سنن ابن ماجہ شریف ابواب الزکوٰۃ)

تین شخصوں کیلئے سوال جائز:

6۔ روایت ہے حضرت قبیصہ ابن مخارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک قرض کا ضامن بن گیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس کے لیے کچھ مانگنے کو حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا ٹھہرو حتیٰ کہ صدقہ آجائے۔ تو ہم اس کا تمہارے لیے حکم دے دیں گے پھر فرمایا اے قبیصہ تین شخصوں کے سوا کسی کو مانگنا جائز نہیں ایک وہ جو کسی قرض کا ضامن ہو گیا ہو اسے مانگنا جائز ہے حتیٰ کہ بقدر قرض پالے پھر باز رہے۔ ایک وہ جس پر آفت آجائے جو اس کا مال برباد کر دے اسے مانگنا حلال ہے۔ حتیٰ کہ زندگی کا قیام پائے یا فرمایا کہ زندگی کی درستی پائے اور ایک وہ جسے فاقہ پہنچ جائے حتیٰ کہ اس کی قوم سے تین عقل والے اٹھ کر کہیں دیں کہ فلاں فاقہ کو پہنچا ہے تو اسے مانگنا حلال ہے حتیٰ کہ زندگی کا قیام یا زندگی کی درستی پائے۔ اے قبیصہ ان کے سوا مانگنا حرام ہے کہ مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الزکوٰۃ)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

خیال رہے کہ تین کا یہ حصر اضافی ہے حقیقی نہیں۔ ان تین کے علاوہ اور صورتیں بھی ہیں جن میں سوال درست ہوتا ہے۔ جیسے وہ بے دست و پا جو کمانے پر قادر نہ ہو وہ طالب علم جس نے اپنے کو طلب علم کے لیے وقف کر دیا ہو اور لوگ توجہ نہ کرتے ہوں بغیر طلب نہ دیتے ہوں۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ خانقاہوں کے وہ مجاور جنہوں نے اپنے آپ کو ریاضت و مجاہدات کے لیے حقیقی معنی میں وقف کر دیا ہو۔ ان کے لیے ان ہی میں ایک سوال کر سکتا ہے روٹیاں، کپڑے جمع کر سکتا ہے مگر خیال رہے کہ رب تعالیٰ نیت سے خبردار ہے مانگنے کے لیے صوفی نہ بن جائے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۳، ص ۶۹)

چہرے پر گوشت نہ ہوگا:

7۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے میں گوشت کا پارہ نہ ہوگا۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، بخاری شریف)

نبی کریم ﷺ جنت کے ضامن:

8۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھے اس کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے گا تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو کسی سے کچھ نہ مانگتا تھا۔

(سنن ابو داؤد، سنن نسائی شریف، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث مبارکہ کی شرح بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یعنی جو مجھ سے بھیک نہ مانگنے کا عہد کرے تو میں اس کی چار چیزوں کا ذمہ دار ہوتا ہوں۔ زندگی تقویٰ پر موت ایمان پر، کامیابی قبر میں، چھٹکارا حشر میں۔ کیونکہ جنت ان چار چیزوں کے بعد نصیب ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جنت کا مالک و مختار بنایا کیونکہ بغیر اختیار ضمانت کیسی؟ یہ بھی معلوم ہوا کہ سوال سے بچنے والے کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امان میں لے لیتے ہیں پھر اس پر نہ شیطان کا داؤ چلے، نہ نفس امارہ قابو پائے۔ جسے وہ اپنے دامن میں چھپالیں اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور کا تصرف اور حضور علیہ السلام کی امن و امان عالم میں قیامت تک جاری ہے۔ کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ضمانت صرف صحابہ کے لیے نہیں تا قیامت ہر سوال سے بچنے والے مومن کے لیے ہے۔

ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

یہاں شیخ نے فرمایا کہ انبیاء کرام کی یہ ضمانتیں باذن الٰہی ہیں اور برحق ہیں حتیٰ کہ ایک پیغمبر کا نام ہی ذل الکفل ہے کیونکہ وہ اپنی امت کے لیے جنت [illegible] ثوبان رضی اللہ عنہ نے ایسا عمل کیا کہ

marfat.com
Marfat.com

وفات تک کسی سے کچھ نہ مانگا۔ معلوم ہوا کہ علم پر عالم پہلے خود عمل کرے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ، جلد سوم، ص ۸۱)

(9) حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوال کھرونچے ہیں جن سے آدمی اپنا منہ کھرچتا ہے تو جو چاہے اپنے منہ پر یہ کھرونچے رکھے اور جو چاہے اس سے بچے مگر یہ کہ آدمی حکومت والے سے کچھ مانگے یا ایسی چیز کہ اس کے بغیر چارہ نہ پائے۔

(سنن ابوداؤد شریف، سنن ترمذی شریف، سنن نسائی شریف، مشکوۃ شریف)

ٹاٹ اور پیالہ (10):

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کچھ مانگنے کے لیے آیا آپ نے فرمایا کہ کیا تیرے گھر میں کچھ نہیں۔ عرض کیا ہاں! ایک ٹاٹ ہے جو ہم کچھ بچھا لیتے ہیں اور کچھ اوڑھ لیتے ہیں۔ اور ایک پیالہ جس سے پانی پیتے ہیں۔ فرمایا وہ دونوں ہمارے پاس لے آؤ۔ وہ یہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو اپنے دستِ انور میں لیا اور فرمایا یہ کون خریدتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں ایک درہم میں لیتا ہوں۔ آپ نے دو یا تین بار فرمایا۔ ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے۔ ایک صاحب بولے کہ میں دو درہم میں لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں انہیں دے دو اور دو درہم ان انصاری کو دیئے۔ اور فرمایا ان میں سے ایک کا غلہ خرید کر اپنے گھر میں ڈال دے اور دوسرے کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لا۔ حضور کے پاس وہ کلہاڑی لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے اس میں دستہ ڈالا پھر فرمایا جاؤ۔ لکڑیاں کاٹو۔ اور فروخت کرو اور اب میں تمہیں پندرہ دن تک نہ دیکھوں پھر وہ صاحب لکڑیاں کاٹتے اور بیچتے رہے پھر حاضر ہوئے اور دس درہم کما چکے تھے اس نے کچھ درہموں سے کپڑا اور غلہ خریدا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لیے یہ اس سے بہتر ہے کہ سوالات قیامت کے دن تمہارے منہ میں داغ بن کر آئیں۔ تین شخصوں کے سواء کسی کو سوال جائز نہیں۔ کمر توڑ فقیری یا رسوا کن قرض یا تکلیف دہ خون سے۔

(رواہ ابوداؤد ، ابن ماجه الی قولیه یوم القیمه، مشکوٰة شریف، کتاب الزکوٰة)

فائدہ:

چونکہ بھیک مانگنے کی مذمت بڑے سخت الفاظ میں احادیث میں بیان ہوئی ہے اسی لیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یا اللہ! ایسا وقت آنے سے پہلے میرے جسم سے جان نکال لینا تاکہ یہ داغ لے کر قیامت کے دن حاضر نہ ہونا پڑے۔

-----☆☆☆-----

گندھ کُہاڑا ، سِر گھڑا ، وَن کے سِر لُوہار فریدا ہَوں لوڑاں شَوہ آپنا ، تُوں لوڑیں انگیار

حل لغات:

★ گندھ: کاندھے پر۔ ★ کہاڑا: کلہاڑا۔ ★ سرگھڑا: سر پر گھڑا۔ ★ وَن: پیلو کا درخت۔ ★ ہوں لوڑاں: میں تلاش کرتا ہوں۔ ★ شوہ: آقا، مالک، رب، شوہر وغیرہ۔ ★ آپنا: اپنا۔ ★ توں: تُو۔ ★ لوڑیں: ڈھونڈھتا ہے، تلاش کرتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

★ انگیار: انگارے، آگ کے جلتے ہوئے کوئلے یا انگارے۔

تو کاندھے پہ کلہاڑا رکھے، سر پر پانی کا گھڑا اٹھائے ہوئے لوہار بن کر جنگل میں آیا ہے۔ ایسی کیفیت میں تو اپنا محبوب تلاش کرنے کا متمنی ہے۔ تو اس لکڑی کی تلاش میں ہے جو جل کر کوئلے اور انگارے بن جائے گی۔ گویا میرا محبوب تو اللہ تعالیٰ ہے اور تیرا محبوب و مطلوب اللہ تعالیٰ کی بجائے انگارے ہیں۔

مطلب:

لوہار نے اپنے کاندھے پہ کلہاڑا اٹھا رکھا ہے اور اپنے سر پہ پانی کا گھڑا آگ سے مراد دنیا ہے گھڑا اٹھایا ہوا ہے کہ جب پیاس لگی اس سے اپنی پیاس بجھالوں گا۔ اور ایک درخت وَن (پیلو کا درخت) پہ چڑھ چکا ہے وہ درخت کو کاٹنا چاہتا ہے۔ جبکہ اے فرید! میں تو اپنے رب کی تلاش میں جنگل میں آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سے جنگل جیسا بن گیا ہوں۔ اسی طرح آپ اُس لوہار درخت کاٹنے والے کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوہار۔ درخت کاٹنے والے! مجھے تو اپنے رب کی تلاش ہے۔ اور تُو آگ کے انگارے ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔

دنیاداروں کی مذمت:

اسی شعر میں دنیا اور طالب دنیا کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ انسان کو تو رب کائنات کی طلب چاہیے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کو طلب کرے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرے تو بھی کچھ اسے حاصل ہو جائے گا۔ اس کے مدمقابل محض دنیا کی طلب میں زندگی گزارنا کوئی اچھا کام نہیں ہے۔

ڈاکٹر ظہور احمد اسی شعر کی شرح بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

طلب دنیا آگ کے پیچھے ہے جس طرح فرمایا گیا کہ دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں جبکہ اللہ والوں کو اپنے رب کی رضا اور خوشی ہی مطلوب ہوتی ہے۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۲۵)

نیت:

اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر امور کو بھی بیان فرمایا ہے اور اخلاص کا ذکر خصوصی طور پر کیا ہے۔ جنگل میں دو امور کا ذکر کرتا کہ تو جنگل میں اس لیے مارا مارا پھر رہا ہے کہ جنگل لکڑیاں کاٹ کر گھر لے جائے یا فروخت کرے جو کہ آگ جلانے کے کام آئے گی۔ جنگل جانے کا تیرا مقصد تھا کہ آگ کے لیے سامان کرے اور میرا مقصد تھا میں اپنے مالک کی عبادت کروں تاکہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ دونوں کا کام ایک ہی ہے مگر اس ایک کام سے مقصد دونوں کے جدا جدا ہیں۔ اب انہیں ملے گا وہی کچھ جس کی جس نے نیت کی ہوگی۔

حدیث:

1۔ حضرت علقمہ بن وقاص اللیثی رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو منبر شریف پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی

marfat.com
Marfat.com

دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْ اِلٰی امْرَأَۃٍ یَنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَاھَاجَرَ اِلَیْہِ

اعمال نیات کے ساتھ ہیں ہر شخص کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے لہٰذا جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہے جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا اس کی ہجرت عورت کے لیے ہے جس سے وہ نکاح کی خواہش رکھتا ہے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔ (بخاری شریف حدیث نمبر 1 جلد اوّل)

فائدہ:

حدیث کا معنی یہ ہے کہ ثَوَابُ الْاَعْمَالِ بِالنِّیَّۃِ کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔ جس کسی نے ہجرت اس نیت سے کی کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ جس نے دنیا یا عورت سے نکاح کرنے کی نیت کی تو اسے وہ کچھ ملے گا اور آخرت میں کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا۔

یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ عمل شروع کرتے وقت نیت کا اعتبار ہے۔ اگر عبادت کی نیت کی اور بعد میں کوئی ایسی چیز مل گئی جو اخلاص کے مغایر ہو تو علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور سلف سے نقل کیا ہے کہ اعتبار ابتداء کا ہے اگر عمل کی ابتداء خالص اللہ کے لیے ہو تو بعد میں عارض ہونے والی شی مضر نہیں مثلاً خالصاً کوئی فعل شروع کیا پھر اس میں فخر و عجب وغیرہ مل گیا تو اخلاص میں کمی نہ ہوگی اور اسے ثواب بدستور حاصل ہوگا۔ (تفهيم البخاری جلد اوّل، ص ۲۸)

حدیث:

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِیءٍ مَّانَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْ اِمْرَأَۃٍ یَتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَاھَاجَرَ اِلَیْہِ۔ (متفق علیہ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال نیتوں سے ہیں ہر شخص کے لیے وہی ہے جو نیت کرے بس جس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف ہو تو اُس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہو تو اس کی ہجرت اس طرف ہوگی جس کے لیے کی۔ (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ جو کام جس نیت سے کیا گیا اس کا ثواب اسی حساب سے ملے گا ختم شریف، ایصال ثواب، ساتا، قل شریف، اکیسواں اور سالانہ ایصال ثواب کی محافل اہلسنت و جماعت کے نزدیک فوت شدگان کے ایصال ثواب کے لیے ہوتی ہیں اس لیے اہلسنت کو ان کا ثواب نیت کے مطابق ملتا ہے جبکہ جن کا عقیدہ اس کے برعکس ہے وہ وہی کچھ پاتے ہیں یہ تو اپنے اپنے

marfat.com
Marfat.com

نصیب کی بات ہے۔جس کا جو نصیب اسے وہی کچھ ملتا ہے۔اسے وہی کچھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حاصل ہوتا ہے جس کی انسان نیت کرتا ہے۔

اخلاص:

چونکہ اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اخلاص کا خصوصی ذکر فرمایا ہے اس لیے آیئے قرآن مقدس کی آیات اخلاص کے متعلق ملاحظہ فرمائیے۔

1- وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۵ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ○ (پ۳۰ سورۃ البینہ آیت نمبر۵)

اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے۔ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔(کنزالایمان)

2- لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورۃ الحج آیت ۳۷)

نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو ان کے گوشت اور نہ ان کے خون البتہ پہنچتا ہے اس کے حضور تقویٰ تمہاری طرف سے۔

ان آیات میں اخلاص کے متعلق وضاحت کی گئی ہے۔جو کام بھی کیا جائے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مدنظر رکھ کر کیا جائے اسی میں فائدہ ہے۔اس شعر مبارک میں حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اخلاص کا درس دیا ہے۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن صخرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں فرمایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَامِكُمْ ، وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ

(ریاض الصالحین جلد اول، ص۲۲)

بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہاری صورتوں کو بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

فائدہ:

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے خلوص کو دیکھتا ہے کہ اس عمل کے متعلق تمہارے دلوں میں خلوص کتنا ہے۔

کام ایک نیتیں جدا جدا:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ ایک ہی کام مختلف لوگ مختلف نیت سے کرتے ہیں ضروری نہیں کہ دونوں ہی ایک جیسے [illegible] فرمایا ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

ایک وہ ہیں جو جنگل کی طرف جاتے ہوئے کاندھے پہ کلہاڑا رکھے ہوئے، سر پر گھڑا پانی کا رکھے ہوئے کہ جب پیاس لگی تو پانی سے پیاس بجھالیں گے اور لکڑی کاٹ کاٹ کر جنگل سے لائیں گے۔ لوہار پیلو کے درخت کے سر پر جا کھڑا ہوتا ہے تا کہ وہ لکڑی کاٹے۔ ادھر بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جیسے درویش صفت انسان بھی جنگل کا رخ کرتے ہیں تا کہ وہ جنگل میں پوشیدہ رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائیں تا کہ ان کی محویت توڑنے والا کوئی نہ آئے۔ تا کہ ان کی عبادت کرنے کے دوران انہیں کوئی پریشان نہ کرے۔ پوری یکسوئی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائے۔ دیکھئے لکڑیاں کاٹنے والا لکڑی کاٹنے کی نیت سے گیا تا کہ جنگلات سے لکڑی کاٹ کر لائیں فروخت کریں یا خود ہی گھر میں یہ لکڑی جلانے کے کام میں لائیں۔ ان کا مقصد انگاروں کا حصول تھا۔ اللہ والوں کا جنگل جانا اپنے محبوب حقیقی کی رضا حاصل کرنا تھا۔ دونوں کے کام ایک جیسے مگر نیتیں جدا جدا کہ لکڑہارے کو آگ کی تلاش ہے جبکہ درویش کو خالق کی تلاش ہے۔ اپنے رب کی تلاش ہے۔ گویا آپ تنبیہا ارشاد فرما رہے ہیں کہ ارے انسان اپنا مقصد معمولی چیزوں کا نہ رکھو۔ اپنی زندگی میں اعلیٰ مقاصد کا حصول نشانِ منزل بناؤ۔ ہر گری پڑی چیز پہ لٹو نہ ہو جاؤ۔

زندگی:

زندگی ایسے انداز سے گزارو کہ تجھے دنیا میں کسی کے لیے تکلیف اٹھانا پڑے تو صبر و تحمل اور برداشت سے کام لو۔ واللہ مع الصابرین۔ اگر صبر، تحمل اور برداشت سے کام لو گے تو اللہ تعالیٰ کی معیت تجھے حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ تجھے انعامات سے نوازے گا۔

لکڑہارے کی زندگی:

لکڑہارا صبح ہی صبح اٹھتا ہے تو اس کے ذہن میں صبح ہی سے درخت کاٹنے کا مقصد ہوتا ہے۔ صبح ہو یا شام، دن ہو یا رات لکڑیاں کاٹنا محض پیسے کمانے کا بھوت اس کے ذہن میں سوار رہتا ہے۔ وہ درخت جو دھوپ کے وقت سایہ مہیا کرتا ہے۔ بھوک کے وقت پھل دیتا ہے۔ حسب ضرورت پھل، پھول اور لکڑیاں دیتا ہے۔ کتنی جاں نثاری سے کام لیتا ہے لیکن لکڑہارا کہ محض چند ٹکوں کی خاطر اس کی تمام قربانیوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ اسے ہی کاٹ کر بازار میں جا پھینکتا ہے۔ ارے انسان، درویش بن، اللہ والا بن، دنیا دار نہ بن، آج کسی کو تکلیف دے گا تو کل خود تکلیف اٹھائے گا۔ آج کسی کو تنگ کرے گا تو کل تجھے بھی تنگ کرنے والا کوئی آجائے گا۔ اس لیے اللہ والا بن اللہ کی مخلوق سے پیار کرنا سیکھ یہی روش تجھے اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازے جانے کا سبب بنے گی۔

دنیا اور طالبِ دنیا کی مذمت:

اس شعر میں جہاں درویشی کی فضیلت بیان فرمائی ہے وہاں دنیا اور دنیا سے منسلکین کی مذمت بھی بیان فرمائی ہے۔ کہ دنیا کے پیچھے بھاگو تو یہ نہایت دشواریوں سے نبرد آزما ہونے کے بعد تھوڑی بہت حاصل ہوتی ہے۔ ہزاروں مصائب و آلام کا سبب بنتی ہے۔ اس کے پیچھے بھاگو گے تو یہ تجھے دوڑا دوڑا کر مارے گی۔ لیکن پھر بھی حقیقی لحاظ سے تجھے حاصل کچھ بھی نہیں ہوگا۔ تجھے ظالم، خونخوار، چور، اچکا، ڈاکو بنا دے گی تیرے اپنوں سے تجھے دور پھینک دے گی۔ اپنوں کے درمیان یہ دنیا تجھے لڑا دے گی۔

یہی وجہ ہے کہ آج اس دنیا میں نفسی نفسی کا عالم ہے۔ باپ بیٹے کے درپے آزار ہے۔ بیٹا باپ کا دشمن، ماں بیٹی کی آپس میں نہیں بنتی، بیٹی ماں سے بیزار ہے۔ بھائی بھائی سے نفرت کرنے لگا ہے دوست، دوست کا ہی دشمن ہے یہ کیا ہے؟ یہ دنیا کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہے جو دنیا کے سحر میں آ گیا وہ اپنا سب کچھ برباد کر بیٹھتا ہے۔ اس کا سب سے

marfat.com
Marfat.com

پہلا نشانہ یہ لگتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے دور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ شیطانی ہتھکنڈے اور ہتھیاروں سے گھائل ہو کر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

زینت دنیا میں مردانِ حق کے لیے کوئی کشش نہیں:

اسی لیئے دنیا کے ہزار ہا نازنخرے ہی مگر مردانِ حق پہ دنیا کا جادو نہیں چل سکتا حضرت پیر سید محمد عبداللہ شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

دنیا کی زینت میں مردانِ حق کے لیے کوئی کشش نہیں ہوتی کیونکہ وہ ارشادِ الٰہی سے غافل نہیں رہتے اور غریبوں پر زیادہ شفقت فرماتے ہیں کہ مخلوق کے احوال سے باخبر ہوتے ہیں مگر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ کسی کی پردہ دری نہیں کرتے۔ خود دانا اور بینا ہیں کسی کے کہنے اور سننے پر بدگمانی اختیار نہیں کرتے۔ کامل مرشد کے دربار میں ریاکاروں کی رسائی نہیں ہوتی جنہیں مرشد سے محبت ہوتی ہے وہ اس کی متابعت کرتے ہیں۔ طالبانِ صادق مرشد کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں کسی کو نقصان پہنچانا یا کسی کی تذلیل کرنا ان کا دستور نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر ایک کے بہی خواہ ہوتے ہیں سب پر مہربانی کرتے ہیں۔ کسی کی غلطی پر مواخذہ نہیں کرتے بلکہ درگزر سے کام لیتے ہیں اور اپنے دلوں کو بغض، کدورت اور حسد سے ہمیشہ پاک صاف رکھتے ہیں کیونکہ جو دل اللہ کی یاد سے بھرے ہوئے ہوں اُن دلوں میں ایسی چیزیں سما نہیں سکتیں۔ اہل اللہ کی مجلس میں کسی کا بغض اور کینہ راہ نہیں پا سکتا ہے۔ وہاں اخلاص اور محبت کے سوا کسی چیز کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ دل کی صفائی کے بغیر اہل اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا ادب کے خلاف ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص رنگ میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور جس رنگ میں چاہیں اُسی رنگ میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ (قلب سلیم، ص ۲۶۵-۲۶۴)

فائدہ:

یہ ہے درویش اور دنیا دار کی زندگی کا فرق۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء اللہ کے نقشِ قدم کے مطابق زندگی کے لمحات گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

-----☆☆☆-----

فریدا اِکناں آٹا اُگلا اِکناں ناہیں لُون   اَگے گئے سِنجا پسن ، چوٹاں کھاسی کون

حل لغات:

★ اکناں: کئی ایک، کچھ، چند، کافی۔ ★ ناہیں: نہیں۔ ★ لُون: نمک۔ ★ اَگے: مراد اگلا جہان، آخرت، اس دنیا سے اگلی دنیا میں۔ ★ سنجا پسن: پہچانے جائیں گے۔ ★ چوٹاں: سٹاں، ضرباں، مار ★ خسارہ، گھاٹا، نقصان۔ ★ کھاسی کون: کون کھائے گا۔

ایک تو وہ لوگ ہیں کہ جن کے پاس آٹا بہت زیادہ ہے۔ اور ایک ایسی قسم کے لوگ بھی ہیں کہ جن کے پاس نمک بھی نہیں ہے۔ ان میں سے اچھا کون ہے اور بُرا کون ہے؟ اس کی حقیقت دنیا میں معلوم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ آخرت میں معلوم ہوگا کہ وہاں کون عذاب سے دوچار ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

مطلب:

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عجیب تقسیم دیکھی ہے اس کی حکمتیں تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں تو کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے پاس بے حساب آٹا یعنی رزق ہے دنیوی مال ومتاع بے شمار ہے۔ لاکھوں پتی اور اربوں پتی بلکہ اس سے بھی زیادہ دولتوں اور مال اسباب کے ڈھیر ہیں۔ وہ اپنے آپ کو نہ جانے کس گھمنڈ میں آ کر آسمانی مخلوق سمجھتے ہیں اپنے مدمقابل کسی کو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ جبکہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کے پاس نمک بھی نہیں ہے۔ بالکل ہی ناداری اور مفلسی کا شکار ہیں۔ دولتمند انہیں دیکھ کر دور سے ہی نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اس دنیا میں تو ہر ایک جیسے تیسے اپنی زندگی گزار کر چلا جائے گا۔ لیکن قیامت کے دن پہچانے جائیں گے کہ ان میں سے خسارے اور گھاٹے میں کون رہا کیونکہ ہر ایک کو اس کا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ اس نے دنیا میں کیا ہوگا اسی لیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ۔

الدنیا مزرعة الاخرة

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

فریدا! اکناں آٹا اگلا:

اِکناں کا معنی ہے کچھ۔ کئی لوگ، چند یعنی بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ اے فرید! کئی لوگ تو ایسے ہیں کہ ان کے پاس آٹا بہت زیادہ ہے۔ انہیں خود اندازہ نہیں کے ان کے پاس کیا کچھ ہے۔ کتنا کچھ ہے۔ آٹا بول کر مراد ہر قسم کی دھن دولت ہے۔ اور یہ بکثرت استعمال میں آتا رہتا ہے کہ جُز بول کر کل مراد لینا یہاں بھی جز بول کر کل مراد ہے۔ یعنی ہر قسم کی دولت۔ آپ فرمارہے ہیں کہ کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ جن کے پاس دولت کی ریل پیل ہے۔ انہیں خود اندازہ نہیں کہ وہ کروڑ پتی ہیں کہ ارب پتی ہیں کہ کھرب پتی بلکہ یہ پتیاں بھی محض نام کی ہیں کہ ان کا بھی آخر کچھ نہ کچھ شمار ہے مگر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی دھن دولت کا کوئی شمار نہیں۔ کثرت ظاہر کرنے کے لیے بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے آٹا کو استعمال کیا ہے کہ خوراک میں بکثرت آٹا استعمال ہوتا ہے۔ اس کے بکثرت استعمال کی وجہ سے بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اسے بکثرت کے لیے استعمال کیا۔

اکناں ناہیں لُون:

ناہیں کا معنی ہے نہیں اور لُون کا مطلب ہے نمک آپ نے فرمایا کہ بعض لوگوں کا یہ حال ہے کہ جیسے خوراک میں نمک کو قلیل مقدار میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی لیے قلیل مقدار میں ظاہر کرنے کے لیے بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہاں نمک استعمال کیا ہے کہ جس سے قلت کی کیفیت معلوم ہو جائے۔ یہاں بھی جز بول کر کل مراد لیا گیا ہے یعنی بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کے پاس برائے نام ہی دھن دولت ہے۔ ان کا گزارہ بھی نہایت دشوار ہوتا ہے۔ بلکہ اکثر نوبت فاقوں تک پہنچتی ہے۔

اگے گئے سنجاپسن، چوٹاں کھاسی کون:

اس جہانِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد پردہ اُٹھے گا اور حقیقت سے آشنائی ہوگی کہ کون نجات حاصل کرتا ہے اور کون سزاؤں کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ دولت مندوں کو اپنی دولت پہ ناز ہے، وہ نازاں ہیں کہ جیسے ہم دنیا میں آرام وسکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی ہم [illegible] بھی مصائب کا شکار رہتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

تنگیوں ترشیوں میں وقت گزارتے ہیں آخرت میں بھی ان کا حال ایسا ہی ہوگا۔

جبکہ غربت کے مارے، دکھوں اور تکلیفوں سے ہمنوائی میں زندگی گزارنے والے نازاں ہیں کہ دنیا میں تو زندگی جیسے تیسے گزر جائے گی مگر آخرت میں انشاء اللہ ہم غرباء تم سے پہلے جنت میں جائیں گے اور تم حساب کتاب کی گتھیاں سلجھانے میں الجھے رہو گے۔ جتنی زیادہ دھن دولت ہوگی اتنا ہی زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حقیقتِ حال:

حالانکہ ان دونوں گروہوں کا حال حقیقت کے خلاف ہے کیونکہ ایسے امراء بھی ہیں جو حقوق اللہ کی ادائیگی میں ذرہ بھی کوتاہی نہیں کرتے اور حقوق العباد بھی کما حقہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ تو گویا ان کی زندگی اللہ تعالیٰ جلا جلالہ کے فرمان کے مطابق گزرتی ہے ایسے افراد تو دنیا میں ہی حق تعالیٰ ے انعامات سے نوازے جاتے ہیں۔ دنیا میں رہتے ہوئے بھی وہ دنیا اور دنیا کی چالوں سے دور رہتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی صف میں ہوتے ہیں ایسے افراد کے لیے نہ تو دنیا میں کسی قسم کا غم اور فکر ہوگا اور نہ ہی آخرت میں انہیں کسی قسم کی تنگی کا سامنا کرنا پڑے گا **کماقال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔**

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

خبردار بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف اور نہ ہی انہیں حزن ہوگا۔

غریب مگر اعمال صالح سے دور:

بعض لوگ بظاہر ان کے پاس دھن دولت نہیں ہوتی ایک ایک لقمے کے محتاج ہوتے ہیں کوئی شک نہیں کہ جن کے پاس دھن دولت نہیں ان کا حساب کتاب بھی اتنا ہی تھوڑا ہوگا مگر یاد رہے کہ ان سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا حساب کتاب تو ہونا ہے ان میں ہی دھر لیے گئے تو یہ شوخیاں کس کام آئیں گی۔ تھوڑے پہ راضی نہ ہوں بلکہ حق تعالیٰ کے گلے شکوے سے ہمہ وقت اپنی زبان کو گندہ کرتے رہیں تو وہ تھوڑی دولت کس فائدے کی۔ چوری، ڈکیتی وغیرہ جیسے امور میں پڑ کر حق تعالیٰ کی ناراضگی کے اسباب اکٹھے کر کے گئے تو پھر آخرت میں کیسے سامنا کریں گے۔

حقیقت:

ان دونوں کے مابین درمیانی اور صحیح روش یہ ہے کہ غریب ہو اللہ کے دیئے ہوئے پہ راضی ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں ہمہ وقت مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مگن رہے۔ ایک ایک لمحہ صحیح سمت میں زندگی گزارتا ہے۔ تو ایسی غربت اللہ تعالیٰ کا انعام، ایسا فقر واقعی حق تعالیٰ کے قرب کا سبب اور اسی طرح دولت کے ڈھیر ہوں، بے حساب دولت ہو، مگر ذہنی اور فکری لحاظ سے بندہ اللہ تعالیٰ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کما حقہ ادا کرتا رہے۔ حق تعالیٰ کی معروفت حاصل ہو جائے۔ پوری زندگی حق تعالیٰ کے قرب والے اعمال میں گزارے خاتمہ بالخیر ہوگیا تو ایسا شخص بھی حق تعالیٰ کے انعامات کا مستحق ٹھہرے گا۔

میدان حشر:

میدانِ حشر میں یہ حقیقت ... ان ... نوازا جاتا ہے۔ اپنی اپنی ڈفلی

marfat.com

Marfat.com

پر اپنا اپنا راگ الاپنا تو ہر کسی کو پسند آتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میدان حشر میں واضح ہو جائے گا اس سے قبل بہتری اسی میں ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے، اعمال صالح اختیار کیے جائیں دنیوی چالوں سے پرہیز کیا جائے۔ حق تعالیٰ کے قرب کے لیے ایسے امور اختیار کیے جائیں جو حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (پ۳۰، سورۃ العصر)

اس زمانہ محبوب کی قسم! بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی۔ اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ (کنزالایمان)

دولت مندوں کیلئے خاص حدیث مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو بھائی تھے ان میں سے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا اور دوسرا (حصول معاش) کے لیے کوئی کام کرتا۔ ایک دن کام کرنے والے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنے بھائی کی شکایت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: شاید اُسی کی وجہ سے تجھے رزق ملتا رہا۔ (ریاض الصالحین جلد اوّل، ص ۷۷)

فائدہ:

دولت مندوں کو دولت کی وجہ سے فخر و غرور اور تکبر سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بلکہ حق تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ جس نے انہیں دولت عطا فرمائی تا کہ اس کے ذریعے وہ اللہ والوں کی خدمت کر سکیں۔ اللہ والوں کی خدمت کر کے حق تعالیٰ کے قرب سے نوازے جائیں۔ یہی دولت گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنے۔

شعر کا دوسرا مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا ایک یہ مطلب ہے کہ بعض افراد کے پاس تو نیکیوں کے انبار ہیں۔ کیونکہ ان کا اوڑھنا بچھونا ہی احکام دین ہے۔ وہ ہمہ وقت زندگی اسلام کے مطابق گزارتے ہیں۔ ہر وقت نیکی کرنے کے حریص ہوتے ہیں ہمہ وقت گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ جو نیکیوں کا سبب ہے۔ ان کے پاس اتنی نیکیاں ہوتی ہیں کہ انہیں شمار بھی نہیں کیا جا سکتا جبکہ بعض ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس نیکی نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی اگر کوئی بھول چوک سے نیکی کر بھی لے تو ان کے ہاں نیکیاں بدیوں کے مقابلے میں اتنی ہی سمجھ لیجیے جیسے آٹے میں نمک ہوتا ہے۔ آٹے میں نمک کے برابر مقدار نہیں بلکہ انتہائی قلت مراد ہے یعنی انتہائی کم نیکیاں ان کے پاس ہیں کیونکہ نیکیوں کی طرف ان کا رجحان بھی نہیں ہے۔ نیکیاں ہوں اگر ان کا رجحان نیکیوں کی طرف ہو۔ دیکھیں قیامت کے دن کن لوگوں کو بخشش کا پروانہ ملتا ہے اور کن لوگوں کو سزا کے طور پر جہنم کا ایندھن بننا پڑتا ہے۔

تیسرا مطلب:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب نے اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

کہ ایک کے پاس دنیا کی عمدہ نعمت ہے اور ایک کے پاس نمک نہیں ہے قیامت کے دن معلوم ہو گا کہ کون مار کھاوے اور کس کی نجات ہو۔(دیوان فرید، ص ۶۹)

چوتھا مطلب:

جناب بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک تو ایسے شخص ہیں کہ جنہوں نے عبادت ظاہری کے سبب فرائض پورے کر کے اعمال حسنہ حاصل کیے ہیں اور اس کی برائیاں نیکیوں سے بدل گئی ہیں اور باطنی عبادت میں جھد وریاضت کر کے اپنے سانس خدا کے حساب میں لگائے ہیں۔(دیوان فرید، ص ۷۰)

اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ جنہوں نے ظاہری طور پر آٹے میں نمک کے برابر عبادت کی اور ایک فرض بھی ایسا ادا نہیں کیا جیسے ادا کرنے کا حق تھا۔ اپنی حیات مستعار کے سارے لمحات دنیا کی حرص میں پھرتے پھراتے گزار دیئے ہیں۔ ان کے پاس صحیح عبادت آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ جب یہ لوگ اس جہان فانی سے کوچ کریں گے۔ تو سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ انہیں کھانے پینے کے لیے بھی جہنم میں جہنمی غذا ئیں ہی دی جائیں گی جو کہ عذاب میں شدت پیدا کریں گی۔

-----☆☆☆-----

پاس دمامے، چھت سر، بھیری، سڈو رڈ جاۓ سُتے جیران میں، تھیئے یتیماں گڈ

حل لغات:

* پاس: قریب ہی، جن کے قریب۔ * دمامے: نقارے، نوبت، طبل۔ * چھت سر: سر پر چھتر، سر پر شامیانہ، سر پر تنبو، سر پر خیمہ۔ * سڈو: بول، سرتال کی آواز والے، ایک مخصوص سُر کہ جس میں بول جوڑے جاتے ہیں۔ * رڈ: بھٹ۔ * قصیدہ گو: قصیدے کہنے والے شاعر * جیران: پڑوس، ہمسائیگی، ہمسایہ، اجڑی ہوئی جگہ، ویران جگہ، قبرستان۔ * تھیئے: ہوئے، ہوگئے۔ * جائے سُتے: جا کر سو گئے، مزار مر گئے، اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ * گڈ: مل گئے، رُل گئے، گڑھے گئے، گاڑھ دیے گئے، دفن کر دیئے گئے۔

کتنے ہی ایسے بادشاہ اور امراء ہو گزرے ہیں کہ جن کے پاس نقارے، سروں پہ سایہ کرنے کے لیے چھتر، باجے اور گانے والے اور ان کے قصیدہ پڑھنے والے ہمہ وقت رہتے تھے۔ یعنی ان کی قصیدہ خوانیاں اور یہ سب کچھ ان کے کسی کام نہ آیا بالآخر مرنے کے بعد یتیموں اور لاوارثوں کے پڑوس میں دفن ہوئے۔

مطلب:

کتنے بڑی بڑی شان وشوکت کے مالک جبار اور متکبر امراء، وزرا اور بادشاہ ہوئے ہوں گے زندگی میں جن کے پاس نقارے بجائے جاتے تھے۔ ان کے سروں پہ چھتر کا سایہ کیا جاتا تھا۔ ان کے پاس ان کی شان بڑھانے کے لیے باجے بجائے جاتے تھے۔ ان کی تعریفوں پہ مبنی گانے اور قصیدے پڑھنے والے بھٹ قسم کے لوگوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ آخر کار جب موت کا پیغام ان کے پاس پہنچا۔ موت کی وادی میں قدم رکھتے ہی یتیموں کی مانند یتیموں کے پڑوس میں دفن کیے گئے۔ جیسے لاوارثوں اور یتیموں

marfat.com
Marfat.com

کو قبرستان یا مرگھٹوں میں دفن کر دیا جاتا ہے وہ بھی دائمی نیند سو گئے۔ ان کا پرسانِ حال بھی کوئی نہیں ہوتا۔

موت میں یکسانیت:

کوئی بادشاہ ہو یا گدا، امیر، ہو یا فقیر، امراء ہوں یا فقراء نیک ہو یا بد، گنہگار ہو، بدکار، بھی انسانوں کے لیے موت لازم ہے۔ مریضوں کو بھی موت کا سامنا کرنا پڑے گا، حکیم اور ڈاکٹر جو ساری زندگی زعم خویش میں موت کے منہ سے مریض چھینتے رہے خود وہی موت کی گھاٹی میں چلے گئے حالانکہ یہ بھول تھی کہ حکیم اور ڈاکٹر موت سے پنجہ آزمائی کر کے بعض مریضوں کو موت کے پنجے سے چھڑانے میں کامیاب ہو گئے یاد رکھیئے جب موت نے پنجہ آزمائی کرنی ہے تو خاموشی سے چلتے بننے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اگر طبیب اور ڈاکٹر موت کے پنجے سے مریض چھڑا سکتے ہوتے تو کوئی حکیم یا ڈاکٹر نہ مرتا۔ کوئی بادشاہ یا امیر، مشیر، وزیر نہ مرتا۔ مگر جب موت آتی ہے تو بادشاہ اپنی سب بادشاہیاں بھول جاتا ہے۔ امیر کو اس کی امارت کی خبر بھی نہیں رہتی، وزیر کو اپنی وزارت محض خواب خیال محسوس ہونے لگتی ہے لڑاکو اور خونخوار اور ڈاکوؤں کی بے کسی دیدنی ہوتی ہے۔ بڑے بڑے جرنیلوں کرنیلوں کے پاس جب موت آتی ہے تو سبھی کی آنکھیں پتھرا جاتی ہیں۔ ہاں اللہ والوں کی کیفیت اور ہوتی ہے۔

اللہ والے بھی بظاہر خالی ہاتھ جا رہے ہوتے ہیں دنیا دار کہ جن کے پاس اربوں کھربوں کی جائیدادیں ہوتی ہیں وہ بھی خالی ہاتھ جا رہے ہوتے ہیں۔ پوری دنیا پہ حکمرانی کے خواب دیکھنے والے دارا و سکندر جیسے بادشاہ بھی خالی ہاتھ ہی اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

موت دا پیغام سن لے یارا، موت نے اک دن آنا
موت جد آسیں کول تیرے، تینوں سب کچھ بھل جانا
دنیا وچ سنبھل جا پیارے، ایتھوں اوڑک توں ٹر جانا
ڈھیر دولتاں دے بھل جانے، خالی ہی ایتھوں ٹر جانا

دنیوی جاہ وجلال:

اِدھر دنیا میں تو دنیا والے تعریفوں کے پُل باندھ رہے ہوں گے یہ اتنا بڑا بہادر تھا موت آئی تو اس کی بہادری کہاں گئی، پوری دنیا پہ راج کرنے والے کا راج آج کہاں ہے؟ وزراء کی وزارتیں کس نے چھین لی ہیں۔ بہر حال یہ سب کچھ موت کے کرشمے ہیں موت سب انسانوں کو بظاہر ایک جیسا کر دیتی ہے۔ موت کے سامنے ان تعریفوں کا کیا زور چلتا ہے ٹھیک ہے جب بادشاہ تھا اُس وقت تھا اب تو مردہ ہے، ٹھیک ہے جب بادشاہ تھا تو اس کی بادشاہی تھی اب تو مردہ ہے، ٹھیک ہے جب وزیر تھا تو اس کی وزارت تھی اب تو وزارت مٹی میں رُل گئی اب تو مردہ ہے۔ ٹھیک ہے جب یہ بہادر تھا بہادر تھا اب تو مردہ ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ کی وادی میں جب کوئی قدم رکھتا ہے تو بھی دنیوی مناسب بھول جاتے ہیں۔ دنیوی منصب بھولے بسرے ہو جاتے ہیں دنیوی جاہ وجلال سب ختم ہو جاتے ہیں۔ دنیوی راج ریت کے گھروندے کی مانند گر جاتے ہیں۔ دنیوی جاہ وحشمت کے سب بت پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ دنیوی امیری بھی ...

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر لکھتے ہیں کہ

marfat.com
Marfat.com

ایسے ایسے متکبر تے مان غرور دے بھرے گردناں اچیاں کر کے ٹرن والے امیر وزیر تے بادشاہ جنہاں دے دمامے وجدے سن تے سراں تے چھتر جھولدے سن اگے اگے اوہناں دے نقارے تے واجے وجدے سن اوہ لاوارث یتیماں وانگر کھپ کے قبراں وچ دب گئے تے سدا دی نیندر سوں گئے تے کسے پرت کے اوہناں دی وات نہ لئی۔ (بول فریدی)

وڈے وڈے راجیاں نوں موت نے نئیں چھوڑیا
جیہڑے اتے دل آیا اوہو پھل توڑیا

ہرے بھرے باغ کئی ہوگئے ویران اوئے
سدا نہیوں رہنا ایتھے کسے انسان اوئے

گردنیں جھک گئیں:

جب موت کا ڈنکا بجا تو بڑے بڑے متکبر انسان اپنے تکبر کو بھول گئے۔ وہ گردنیں کہ جنھوں نے اپنے رب کے سامنے بھی کبھی جھکنا نہ سیکھا تھا موت کے ڈنکے کی آواز سنتے ہی ڈھلک پڑیں۔ ہمیشہ سربلندی کا سبق پڑھنے والوں کی گردنیں جھک گئیں۔ اپنے آپ کو بادشاہ کہلانے والوں کا کیا حشر ہوا، کس سے مخفی ہے فرعون کو دیکھیے کہ ظلم و بربریت کا ایک خاص نشان تھا۔ بادشاہ ہو کر اپنے آپ کو سجدہ کرانے لگا۔ حتیٰ کہ خدا بن بیٹھا اپنے آپ کو سجدہ کرانے والے بناوٹی خدا کا کیا حشر ہوا آج بھی اس کی لاش دنیا والے دیکھ رہے ہیں۔ گاؤں گاؤں، شہر شہر میں ایسی سی ڈیز مل جاتی ہیں کہ جن میں فرعون کی لاش دکھائی گئی ہے عبرت کا نشان بنی پڑی ہے انشاء اللہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے عبرت کا نشان بنی ہوئی ہے۔ آج نمرود کہاں گیا وہ بھی اپنے آپ کو سجدہ کرواتا تھا خود تخت پہ بڑے کروفر سے بیٹھتا تھا۔ گردن اکڑا اکڑا کر چلتا تھا اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا جب مرا تو اس کی حالت یہی ہوئی۔ بناوٹی خدا کی گردن جھک گئی۔ اس کی لاش بے بسی کا عبرت ناک انجام پیش کرنے لگی مگر افسوس کہ اس سے وہی عبرت حاصل کرے گا جن کے نصیب اچھے ہوں گے ورنہ..... سبق اس وقت تو ضرور حاصل ہو گا جب خود اسی پہ موت وارد ہوئی۔ مگر اس وقت کا سنبھلنا چہ معنی دارد؟

حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○

اتنے بڑے بڑے متکبر بادشاہ، خدائی کا دعویٰ کرنے والے اپنے آپ کو سب مخلوق سے اعلیٰ سمجھنے والوں کا آخر کار انجام کیا ہوا۔ وہی انجام ہوا، جو ایک عام سے آدمی کا ہوتا ہے یعنی وجود سے روح پرواز کر گئی پیچھے بدن روح کے بغیر رہ گیا جسے عرف عام میں مردہ کہا جاتا ہے۔ ان کی اپنی آنکھوں نے ان کے کہے کے مطابق نہ عمل کر کے یعنی پتھرا گئیں۔ اس کے اپنے ہاتھوں نے نافرمانی کر دی، اس کے اپنے ہی پاؤں نافرمان ہو گئے۔ یہ کیسے اپنے آپ کو خدا کہلواتے رہے کہ ان کا اپنا وجود ہی ان کو خدا ماننے کو تیار نہیں۔

یہ کیسے حکمرانی پورے ملک پر کرتے تھے کہ ان کے اپنے وجود نے ہی ان کی حکمرانی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ موت کا شکار ہو گئے

marfat.com
Marfat.com

قرآن مجید میں ہے کہ:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ (سورۃ التکاثر، پ۳۰)

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا (کنزالایمان)

قرآن مجید میں ہے کہ:

فکاین من قریۃ اھلکتھا وھی ظالمۃ فھی خاویۃ علی عروشھا

پس کتنی بستیاں ہم نے کھپادیں اوروہ گنہگارتھیں اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر۔

پروفیسر کشن سنگھ نے اسی شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

حاکم جماعتاں (میلاں، طبقیاں) نوں مخاطب اے کہ ایہہ تہاڈے چھتر دھولر تے ٹھاٹھ باٹھ چار دیہاڑیاں دی کھیڈ اے۔ ایس راجہ کیری نے ایتھے ای رہ جانا اے۔ موت دے مگروں حساب ہونا اے۔ قبروچ تساں وی یتیماں دے نال رہ جانا اے، ایہناں دولتاں دے مگر بھج کے، ایہناں دے لین واسطے جوتسی پاپ کردے او اوہناں دی سزا بھگتنی پوے گی۔ حاکم جماعتاں (میلاں، طبقیاں) دے ٹھاٹھ باٹھ حلکیاں کیتا ہویا اے گھٹے گوڈیاں رلایا ہویا اے۔ رب دے پیانے نال من کے اوھناں دی قیمت منفی دسی ہوئی اے۔ اج کل دے پاٹھک واسطے ایس شلوک دی کاوِک (شعری) انسانی قیمت موت توں مگروں دی زندگی اُتے وِشواش وچ نہیں۔ ایس راہیں جو سماجی انسانی قدراں قیمتاں دا پیانہ لاگو لیتا ہویا اے اوس اُتے اے۔

(جیہناں پچھا تاپچ کلام بابا فرید، ص۱۷۲)

-----☆☆☆-----

فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں، اُسار یندے بھی گئے   کُوڑا سَودا کر گئے ، گورِیں آئے پئے!

حل لغات:

★ کوٹھے: جمع ہے واحد ہے کوٹھا، کوٹھا بمعنی مکان بالاخانہ، مکان کی بڑی کوٹھڑی یعنی بڑا مکان، کمرہ، رہائش۔ ★ منڈپ: شامیانہ، حویلی، بڑے بڑے احاطے۔ ★ ماڑیاں: ماڑی کی جمع، ماڑا کی تانیث، اوپر کی منزل۔ ★ اُساریندے بھی گئے: تعمیر کرتے گئے۔ ★ کُوڑا: جھوٹا۔ ★ سودا کر گئے: تجارت کر گئے، کاروبار کر گئے۔ ★ گوریں۔ گور کی جمع بمعنی قبر۔ ★ آئے پئے: قبروں میں ڈال دیئے گئے۔

جولوگ دنیا میں بہترین، عالیشان کوٹھیاں بنگلے، چوبارے اور محل تعمیر کرتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہوئے وہ سب کچھ یہاں دنیا میں چھوڑ گئے یہ بیوپاران کا جھوٹا تھا۔ انہوں نے جھوٹی خرید وفروخت کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے اور قبروں میں جا پڑے۔

marfat.com
Marfat.com

مطلب:

اے فرید! جو لوگ مکانات، اونچے اونچے محل، حویلیاں اور ماڑیاں وغیرہ کی تعمیر اس جہان فانی میں کرتے گئے ہیں۔ اپنے خیال کے مطابق تو نہ جانے کیا کیا منصوبے بنا کر یہ سب کچھ تعمیر کیا تھا مگر انہیں کیا خبر کہ یہ سب کچھ ان کے لئے جھوٹا سودا ثابت ہوگا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ جھوٹا سودا کر کے اپنا سب کچھ تباہ و برباد کر گئے۔ آخر کار قبروں میں دفن ہوئے۔

سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

کیا خوب کسی شاعر نے بیان فرمایا ہے کہ۔

اجڑے نیں محل تے سنجیاں نیں گلیاں — جدوں دیاں مالکاں نیں قبراں جا ملیاں

رہنا تیری یاد وچہ قبر دا نشان اوئے — سدا نہیوں رہنا ایتھے کسے انسان اوئے

بندیا جہان اُتے کریں نہ گمان اوئے

دنیا فانی:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حقیقت واضح کی ہے کہ یہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب کچھ فانی ہے یہ جو کچھ ہمیں معلوم ہوتا ہے اگر اس کی حقیقت میں غور کرو گے تو محض دھوکہ ہے۔ جھوٹ اور فریب کے سوا کچھ نہیں ہے۔ دنیا و مافیہا کی حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ فانی ہے ان میں سے کسی چیز کو بھی بقاء نہیں آپ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید کوٹھے بڑے بڑے مکانات، بڑی بڑی حویلیاں اور محلات اور ماڑیاں ہم بڑے مضبوط تیار کرتے ہیں۔ ان کی تعمیر کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑے مضبوط ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے ان کی یہ مضبوطی انہیں فناہ ہونے سے نہ بچا سکے گی۔ ان کی یہ بلندی انہیں زمین بوس ہونے سے روکاوٹ نہ بن سکے گی یہ سب کچھ فانی ہے ان پہ اعتماد کرنا قطعاً نامناسب ہے۔ یہ سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔ ایک وہ دن آئے گا یہ سب کچھ زمین بوس ہو جائے گا۔ ان میں سے کچھ بھی نہ بچے گا بلکہ ان کا نام و نشان تک نہ رہے گا یہ سب کچھ فناہ کی چکی میں پس جائے گا۔ کیونکہ دنیا اور مافیہا فناہ کے دور سے گزرنے والا ہے۔ اپنے اپنے وقت پر یہ سب کچھ فناہ ہوتا جائے گا۔ یہ سب کچھ جھوٹا سودا ہے پائیداری کے لحاظ سے یہ کچھ بھی نہیں انہوں نے آخر فناہ ہو جانا ہے۔ یہ سب کچھ بنانے کے لیے ظلم و ستم کر کے دولت اکٹھی کی اور فناہ ہونے والی عمارات پہ لگا دی۔ اس سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ اس دنیا میں جو لوگوں بڑے بڑے مکانات تعمیر کیے، محلات اور قلعے تعمیر کیے کہ دشمن سے امن میں رہیں گے مگر ان کا یہ خواب خیال ثابت ہوا ہے۔ یہ سب کچھ جھوٹ کا پلندا ثابت ہوا کہ آج وہ یہ محلات اور قلعے تعمیر کرنے والے کہاں گئے اور ان محلات اور قلعوں کو دیکھئے کیسے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے ہیں۔ کیا ان کی خام خیالی واضح نہیں ہوگئی۔ ان کا گمان جھوٹا ثابت ہو گیا ہے۔ ان کے محلات اور قلعے بھی گردشِ زمانہ سے محفوظ نہ رہے بلکہ وہ خود بھی قبروں میں جا پڑے۔

ان کا اپنا بھی نام و نشان مٹ گیا ہے

مٹ گئے نام و نشان کیسے کیسے

marfat.com

Marfat.com

فرمان ربانی ہے کہ

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ (سورۃ التکاثر، آیت نمبر ۱،۲ پ ۳۰)

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ (کنزالایمان)

محلات پہ فخر کرنا قیامت کی نشانی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ایمان کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اللہ تعالیٰ کی ملاقات پر اس کے رسولوں پر، اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان رکھے۔

اس نے کہا: اسلام کیا چیز ہے؟

آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ شریک نہ رکھے نماز پڑھے۔ زکوٰۃ مفروضہ ادا کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔

اس نے عرض کیا: احسان کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو اچھی طرح عبادت کر کیونکہ وہ تو تجھے دیکھتا ہے۔

سائل نے کہا: قیامت کب ہوگی؟

آپ نے فرمایا: جس سے قیامت کے متعلق پوچھا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ ابھی میں تجھے اس کی علامتیں بتاتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے مالک کو جنے، جب کالے اونٹ چرانے والے محلات میں فخر سے رہنے لگیں پانچ اشیاء ہیں جن کو حقیقۃً اور بالذات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الأيه (ساری آیت تلاوت فرمائی) اس کے بعد وہ شخص چلا گیا تو تھوڑی دیر بعد وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا اس شخص کو واپس لاؤ مگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کوئی شی نہ دیکھی (یعنی وہ بندہ نظر نہ آیا) آپ نے فرمایا یہ جبرائیل تھے لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔ (بخاری شریف کتاب الایمان، پ ۱)

دنیا میں موجود کوٹھیاں، ماڑیاں، بنگلے، قلعے یہ سب کچھ فانی میٹریل سے بنا ہے اور فناہ ہونے والا ہے۔ یقین نہ آئے تو اس دنیا میں سیر و سیاحت کر کے دیکھ لیجئے۔ ہڑپہ اور دیگر تاریخی مقامات کے کھنڈرات ملاحظہ فرمایئے لاہور میں شاہی قلعہ کی حالت دیکھ لیجئے۔ شالامار باغ کی ویرانی یہ حقیقت سمجھانے کے لیے کافی ہے کہ یہاں کسی کو بقا حاصل نہیں۔

مومن اور کافر سے قبر کا خطاب:

اُسید بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مومن جب مرتا ہے اور اُسے اٹھاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے جلد لے چلو، جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اس سے کلام کرتی ہے ... تو میری پیٹھ پر چلتا تھا اور اس

marfat.com
Marfat.com

وقت بھی تو مجھے بہت محبوب ہے اور جب کافر کو مرنے کے بعد اٹھا کر لے جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے مجھے واپس لے چلو اور جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اس سے کلام کرتے ہوئے کہتی ہے مجھے تجھ سے بغض تھا اور تو میری پیٹھ پر تھا تو اس وقت بھی مجھے بہت برا لگ رہا ہے۔

قبر کو دیکھ کر حضرت عثمانؓ کے رونے کا سبب:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر ٹھہرے تو رونے لگ گئے آپ سے کہا گیا کہ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے وقت تو آپ نہیں روتے لیکن یہاں آپ رو رہے ہیں فرمایا حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل قبر ہے، اگر اس سے نجات پالی تو بعد کی منزلیں آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ پاسکے تو بعد کی منزلیں اس سے بھی سخت ہوں گی۔

(تنبیہ الغافلین، ص ۵۳، جلد اوّل)

قبر میں سوالات کی کیفیت:

قبر میں کئے جانے والے سوالات کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کیسے ہوں گے فرمایا کہ اس میں علماء نے کلام فرمایا ہے اور اس سے متعلق روایات میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سوال روح سے ہوگا جسم سے نہیں اور اس وقت روح اس کے جسم میں سینے تک داخل ہوگی بعض کہتے ہیں کہ روح اس کے جسم اور کفن کے درمیان ہوگی اس سلسلے میں جو آثار و مرویات ہیں وہ اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں تاکہ انسان قبر میں سوال کا اقراری رہے اور اس کی حقیقت کی کھوج میں نہ لگے اور کہے اللہ تعالیٰ ہی وہاں کے حالات بہتر جانتا ہے ہم جب قبر میں جائیں گے تو دیکھ لیں گے اور اگر منکر نکیر کے ایک سوال کا بھی انکار کیا گیا تو پھر اس کی دو وجہیں ہوں گی یا تو وہ کہے گا کہ یہ عقلی طور پر درست نہیں اور خلاف طبیعت ہے یا وہ کہے گا کہ یہ عقلی طور پر تو درست ہے لیکن اس کا ثبوت نہیں تو اس کے اس قول سے نبوت اور معجزے کا ابطال ہوتا ہے کیونکہ رسول بظاہر آدمیوں جیسے تھے اگرچہ ان کا مزاج مختلف تھا، بے شک ملائکہ نے وہاں حاضری دی، ان پر وحی نازل ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر پھٹ گیا، ان کا عصا اژدہا بن گیا یہ سب اشیاء خلاف طبیعت ہیں لہٰذا ان کا منکر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اگر کہا کہ جائز ہے لیکن ثابت نہیں تو ہم نے اتنی مرویات ذکر کردی ہیں جو کہ سامع کے لیے کافی ہیں اور قرآن مجید میں اس کی شہادت موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''جو میرے ذکر سے روگردانی کرتا ہے بے شک اس کا رزق تنگ کر دیا جائے گا اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے''، مفسرین کی ایک جماعت نے کہا کہ جینا تنگ کر دیں گے سے مراد قبر کا سوال ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت میں ان کے قول ثابت پر ثابت قدم رکھتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، جلد اوّل، ص ۵۶۔۵۷)

قبر کو بکثرت یاد کرو اسی میں نجات ہے:

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اسے عذاب قبر سے نجات ملے تو اس کو چاہیے کہ وہ چار چیزوں کو اپنے اوپر لازم کرلے اور چار چیزوں سے بچے، وہ چیزیں جن کی پابندی لازمی ہے وہ یہ ہیں نمازوں کی محافظت، صدقہ، تلاوت قرآن اور بکثرت تسبیحات اس لیے کہ یہ چیزیں قبر کو روشن فراخ کرتی ہیں اور وہ چار باتیں جن سے اجتناب لازمی ہے وہ یہ ہیں جھوٹ، خیانت، چغل خوری اور پیشاب جیسا کہ حضور فرماتے ہیں کہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچو کہ عذاب قبر اکثر اسی

marfat.com
Marfat.com

سے ہوتا ہے، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو تمہاری چار چیزیں ناپسند ہیں، نماز میں فضولیات، قرأت میں لغویات، روزے میں گناہ، بے پردگی کی باتیں اور قبرستان میں ہنسنا۔ (تنبیہ الغافلین، حصہ اوّل، ص ۵۲)

قبروں کی مماثلت میں دھوکہ نہ کھانا:

حضرت محمد بن سماک رضی اللہ عنہ نے قبرستان کی طرف دیکھ کر فرمایا ان قبروں کے سکوت سے دھوکے میں نہ آجانا اسی میں اکثر غمزدہ لوگ ہیں اور قبروں میں مماثلت سے بھی دھوکہ نہ کھانا کیونکہ ان میں بہت ہی فرق ہے پس عقل مند پر لازم ہے کہ دخول قبر سے پہلے اسے بہت یاد کرتا ہے۔

قبر کو اکثر یاد کرنے کا فائدہ:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اکثر قبر کو یاد کرتا رہتا ہے وہ جنت کا ایک باغ پائے گا اور جو غفلت کرتا ہے وہ قبر کو جہنم کے گڑھے کی صورت میں پائے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ فرمایا اے اللہ کے بندو موت موت ہے اس سے بچنا ناممکن ہے اگر تم اس کے لیے کھڑے رہے تو تمہیں پکڑے گی اور اگر تم اس سے فرار ہوگئے تو موت تمہیں پہچان لے گی کیونکہ تمہاری پیشانی پر وہ کندہ ہے لہٰذا بہت ہی جلدی اپنی نجات کی فکر کرو، اور ایک اور چیز یعنی قبر بھی تمہاری جستجو میں ہے، آگاہ رہو کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا، خبردار وہ روزانہ تین مرتبہ اس طرح کہتی ہے کہ میں ظلمت کا گھر ہوں میں وحشت کا گھر ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں خبردار اس دن کے پیچھے ایک اور سخت دن ہے ایسا دن کہ اس میں بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور بوڑھے کمزور ہوجائیں گے، تمام دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتوں کو بھول جائیں گی اور حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو لوگوں کو مدہوش دیکھے گا حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت ہی سخت ہے خبردار اس دن کے آگے نار ہے جس کی گرمی سخت ہے جس کی گہرائی بہت دور ہے، وہاں کے زیور لوہے کے ہیں، وہاں کا پانی صدید ہے، اس میں اللہ کی رحمت نہیں ہے فرمایا کہ پھر مسلمان بہت روئے پھر فرمایا اس دن کے آگے جنت ہے جو آسمانوں اور زمین جتنی چوڑی ہے وہ متقین کے لیے تیار کی گئی ہے اللہ تعالیٰ دردناک عذاب سے ہمیں بچائے اور ہمیں جنت الفردوس مقام عطاء فرمائے۔ (تنبیہ الغافلین، ج ۱، ص ۵۱ تا ۵۳)

قبر میں اعمال صالح کا ساتھ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرتے وقت انسان کی ایسی چیخ نکلتی ہے جسے سوائے انسان کے ہر جاندار سنتا ہے اور اگر انسان اس کو سن لے تو بیہوش ہوکر گر جائے، جب اس کو اس کی قبر کی طرف لے کر جاتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو اگر تمہیں علم ہوتا کہ میرے لیے آگے کیا بھلائی ہے تو تم مجھے بہت جلدی لے جاتے اور اگر وہ نیک نہ ہو تو کہتا ہے کہ مجھے لے جانے میں جلدی نہ کرو اگر تمہیں علم ہوجائے کہ میرے لیے آگے کیا شر ہے تو تم مجھے لے جانے میں اتنی جلدی نہ کرتے اور جب اسے قبر میں دفن کردیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے انتہائی کالی رنگت اور سبز آنکھوں والے اس کے سر کے نزدیک آتے ہیں تو اس کی نماز کہتی ہے کہ میرے پہلو سے تم نہیں آسکتے، اس ٹھکانے سے ڈر کی وجہ سے اس نے کتنی راتیں جاگ کر گزار دیں، پھر وہ پاؤں کی طرف [illegible] الدین سے کی گئی نیکی آجائے گی اور

marfat.com
Marfat.com

کہے گی میرے پہلو سے تم نہیں آؤ گے، کیونکہ اسی ٹھکانے سے ڈر کی وجہ سے یہ ہماری خدمت میں دوڑتا رہتا تھا۔ پھر وہ دائیں طرف سے آنا چاہیں گے تو اس کا صدقہ کہے گا کہ تم میرے پہلو سے نہیں آسکتے، کیوں کہ اسی جگہ سے بچنے کے لیے تو اس نے میرا عمل کیا تھا۔ پھر وہ بائیں جانب آئیں گے تو اس کا روزہ کہے گا کہ تم میرے پہلو سے نہیں آسکتے، اس نے اس جگہ سے بچنے کے لیے تو روزے کی بھوک پیاس اٹھائی تھی، پھر اسے جگایا جائے گا جیسے نیند والے کو جگاتے ہیں اور اس سے کہا جائے گا کیا تو نے اس ہستی کو دیکھا ہے کیا کچھ وہ فرمایا کرتے تھے وہ کہے گا کس کے متعلق کہتے ہو، کہا جائے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں پھر دونوں فرشتے اس سے کہیں گے کہ تو زندہ رہا تو مؤمن، مرا تو مؤمن، پھر اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جائے گا اور انعامات الٰہیہ کے خزانے اس کے لیے کھول دیئے جائیں گے ہم بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی توفیق دے اور ہمیں گمراہ کن خواہشات سے بچا کر ہماری حفاظت فرمائے اور عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔

(تنبیہ الغافلین جلد اوّل، ص ۵۸-۵۹)

حدیث مبارکہ معہ شرح:

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مومن قبر میں پہنچتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو قبر میں بٹھاتے ہیں پھر سوال کرتے ہیں جبکہ وہ مردہ دفن کرکے لوٹنے والوں کی جوتیوں کی چرچراہٹ بھی سنتا ہے، دونوں فرشتے اس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے، تیرا نبی کون ہے تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں پھر وہ کہتے ہیں اللہ تجھے ثابت قدم رکھے، سو جا ٹھنڈی آنکھوں سے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کہ "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت میں ان کے قول ثابت پر ثابت قدم رکھے" کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قول حق پر ثابت قدم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو قول حق کی توفیق نہیں دیتا اور جب کافر یا منافق اپنی قبر میں داخل ہوتا ہے تو فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا، دونوں فرشتے کہیں گے تو نے جاننے کی کوشش ہی نہیں کی پھر وہ اس کو گرز سے ماریں گے جس کو زمین و آسمان کے درمیان انسانوں اور جنات کے علاوہ سب سنیں گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تیری کیا حالت ہوگی عمر، جب تیرے پاس قبر میں دو فرشتے منکر نکیر آئیں گے جن کا رنگ سیاہ اور سبز آنکھیں ہوں گی ان کے دانت زمین کو کرید رہے ہوں گے، بال ان کے زمین پر لگ رہے ہوں گے ان کی آواز بجلی کی کڑک جیسی ہوگی اور بجلی کی کوند جیسی ان کی آنکھیں، حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آج کے دن جیسی وہاں میرے پاس عقل ہوگی فرمایا ہاں تو حضرت عمرؓ نے کہا پھر تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے میں ان کے لیے کافی ہوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر کو توفیق عطا ہوگئی۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۵۸-۵۷)

فائدہ:

دنیا کی تمام ٹھاٹھیں باٹھیں یہیں رہ گئی قبر میں پہنچتے ہی علاقہ ہی بدل گیا۔ بلکہ سچ پوچھیے تو سانسوں کی ڈور ٹوٹتے ہی علاقہ بدل گیا۔ سب جی حضوری کرنے والے ساتھ چھوڑ گئے قبر میں پہنچتے ہی منکر نکیر کے سوالات کا سامنا کرنا پڑا۔ اب اپنے اپنے اعمال کے مطابق یہاں سلوک ہوا یہاں [illegible] تھا ایک جیسا سلوک ہوا۔ اگر اچھے

marfat.com

Marfat.com

عمل اختیار کیے ہوئے تو اچھے رہے۔ ورنہ بظاہر تو قیموں کے ساتھ قبریں بنیں مگر حقیقتاً اللہ والوں کے مکانات کا گنہگاروں کے مقامات سے کیا نسبت۔

-----☆☆☆-----

فریدا کھنتھو میخاں اگلیاں ، جندنہ کائی میخ   واری آپو آپنی ، چلے مشائخ شیخ

حل لغات:

* کھنتھو: گودڑی، مراد وہ جسم جو اس گودڑی میں ہے۔ * میخاں: میخ کی جمع یعنی لوہے کے کیل۔ * اگلیاں: ان گنت، بے شمار، بہت زیادہ، لاتعداد۔ * جند: جان، روح۔ * کائی: کوئی۔ * میخ: کیل۔ * واری: باری۔ * آپو آپنی: اپنی اپنی۔ * چلے: چل پڑے، رخصت ہوئے، چلے گئے، روانہ ہوئے۔ * مشائخ: شیخ کی جمع۔ * شیخ: بوڑھا آدمی، پیر، مرشد، مذہبی علوم میں فائق، پیشوا، سجادہ نشین، مسلمانوں کی ایک ذات۔

گودڑی یعنی لباس میں جو انسانی جسم ہے بہت سی کیلوں کے ساتھ جکڑ دیا گیا ہے۔ مگر روح آزاد ہے۔ بڑے بڑے شیخ مشائخ اپنی اپنی باری آنے پر اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔

مطلب:

گودڑی یعنی انسانی جسم کے اندر جو انسانی جسم ہے۔ وہ بہت سی میخوں کے ذریعے یعنی انتڑیوں اور ناڑیوں کے دھاگوں کے ذریعے بڑا مضبوط جکڑا ہوا ہے جبکہ روح ہر قسم کی میخوں اور پابندیوں سے آزاد ہے۔ بڑے بڑے بزرگ اپنی اپنی باری آئے اور موت کا پھول سونگھ کر اس جہان فانی سے چلتے بنے۔

کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ

بس کر عالم چھڈ دے کھیڑا لمی چھوڑ کہانی
ٹر گئے نبی محمد ورگے من تقدیر ربانی

مطلب:

اس شعر میں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے انسانی جسم اور موت کا تعلق واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ آپ کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ انسانی جسم جو کہ بظاہر نرم و نازک ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اتنا نرم و نازک ہے کہ انسانی جسم سے معمولی سا کانٹا بھی پار ہو سکتا ہے۔ معمولی معمولی بات اس کے لیے سوہان روح ثابت ہو سکتی ہے۔ مگر اس کے باوجود انسانی جسم نہایت مضبوط کر کے جکڑا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ آج کل متفرق گیمز میں انسان کا محیر العقول انداز سے ورزشیں کرنا اور ان سے جسم میں کسی قسم کا نقص نہ پیدا ہونا، حیران کن کارنامے انجام دینا اس حقیقت پہ روشنی ڈالنے کے لیے کافی ہے۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ انسانی جسم کو انتڑیوں اور دیگر جسم کے حصوں کے ذریعے نہایت مضبوطی سے جکڑا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے معمولی معمولی تکلیف اور حرکت سے نقصان نہیں [illegible] انسانی جسم [illegible] اور پابندیوں سے انسانی جسم کے اعضاء

marfat.com
Marfat.com

کے ساتھ نہیں جکڑا گیا بلکہ روح انسانی جسم میں بالکل آزاد ہے۔ اس کے باوجود انسانی جسم میں رہتی ہے۔ یہ قادرِ مطلق کی کیسی قدرت اور کاریگری ہے۔ یہ خالقِ کائنات کی کیسی محیر العقول تخلیق ہے اگر انسان اپنے ہی جسم میں غور و فکر کرے تو اسے اپنا جسم ہی خالق کائنات کی تخلیق ہونے کا پتہ دے گا۔ تیرے اپنے وجود سے ہی حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار ہوگا مگر افسوس کہ کتنی غفلت میں پڑا ہوا ہے اپنے خالق و مالک سے بھی غافل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو ہمہ وقت اس مالک و خالق کی قدرت میں غور و فکر کر اس کی عبادت میں مصروف رہ۔ بڑے بڑے بزرگ بھی اس جہان فانی میں جب موت کا وقت آیا۔ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اسی طرح جب اس جہان فانی سے رخصتی کی تیری باری آئی تو تجھے بھی رخصت ہونا پڑے گا۔ اس لیے غفلت ترک کر دے۔

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ

نہ کر میری میری بندیا، آخر ہوویں گا ڈھیری
نہ کوئی شے تیری نہ کوئی میری، رہنی صرف قبر دی ڈھیری

اوہ وی سجناں ضروری نئیں ، اوہ وی نال نصیباں
ملسیں قبر یا ناہیں تینوں ، قبر وی نال نصیباں

روح:

قرآن مجید میں ہے کہ

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ سے یہ لوگ دریافت کر رہے ہیں کہ روح کیا ہے؟ روح کی حقیقت کیا ہے۔ یہ لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ آپ انہیں سمجھا دیجئے کہ اَلرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ روح میرے رب کے امر سے ہے۔

حدیث:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو اس وقت میں آپ کے ساتھ تھا یہودیوں نے آپ سے روح کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ میں نے سوچا آپ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے پھر اس آیت کا نزول ہوا۔

یسئلونک عن الروح، قل الروح من امر ربی وما اوتوا من العلم الاقلیلا

یعنی یہودیوں نے آپ سے روح کے بارے میں پوچھا ہے آپ فرما دیں کہ روح میرے رب کے امر میں سے ہے اور یہودیوں کو قلیل علم دیا گیا ہے۔

یہودی بولے تورات میں یہی لکھا ہوا ہے۔ (کتاب الروح از علامہ حافظ ابن قیم اردو ترجمہ ص ۲۷۶)

marfat.com
Marfat.com

قرآن میں روح کے معانی:

روح کے معنی وحی کے بھی ہیں ارشاد ربانی ہے و اوحینا الیک روحاً من امرنا (اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے آپ پر وحی نازل کی) پھر ارشاد ربانی ہے یلقی الروح من امرہٖ علیٰ من یشآء من عبادہٖ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی ڈالتا ہے۔ قوت وثبات اور نفرت وحمایت کے بارے میں ہے فرمایا و اید یھم بروح منہ یعنی اللہ نے اپنی قوت سے ان کی تائید فرمائی۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا نزل بہ الروح الامین علی قلبک اسے حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آپ کے قلب پر اترے پھر ارشاد فرمایا من کان عدو الجبریل الخ...... جو جبریل سے بغض رکھتا ہے تو جبریل ہی نے یہ قرآن اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر اتارا ہے۔ پھر ارشاد ربانی ہے قل نزلہ روح القدس یعنی آپ فرما دیجئے کہ اسے روح القدس نے نازل کیا ہے۔ وہ روح جس کے بارے میں یہودیوں نے آپ سے پوچھا تھا اور انہیں جواب دیا گیا کہ وہ مخلوق میں سے ہے کہا جاتا ہے کہ یہ وہی روح ہے جو مندرجہ دونوں آیات میں مذکور ہے۔ یوم یقوم الروح والملئکۃ صفا یعنی جس روز فرشتے اور روح قطار در قطار کھڑے ہوں گے پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے تنزل الملئکۃ والروح فیھا شب قدر میں ملائکہ روح کے ساتھ اپنے پروردگار کے حکم سے اُترتے ہیں حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے فرمایا روح منہ یعنی آپ اللہ کی روح ہیں۔ (کتاب الروح، ص ۲۷۹،۲۷۸)

روح کے جسم سے تعلقات:

روح کا واسطہ اپنے جسم سے برابر قائم رہتا ہے گو جسم بوسیدہ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مٹی میں مٹی ہو جاتا ہے۔

روح کے جسم کے ساتھ پانچ قسم کے تعلقات ہیں اور ہر تعلق کا حکم الگ الگ ہے۔

1- روح کا جسم سے پہلا تعلق یہ ہے کہ رحم میں جنین میں بھی روح کا جسم سے تعلق ہو جاتا ہے۔

2- روح کا جسم کے ساتھ دوسرا تعلق یہ ہے کہ یہ تعلق دنیا میں آنے کے بعد ہوتا ہے۔

3- روح کا جسم کے ساتھ تیسرا تعلق نیند کی حالت میں ہوتا ہے کہ جسم سے ایک صورت سے تعلق بھی ہے اور ایک صورت سے مفارقت بھی ہے۔

4- روح کا جسم کے ساتھ چوتھا تعلق برزخ میں ہوتا ہے کیونکہ اگرچہ بعد از موت روح جسم سے الگ ہو کر آزاد ہو جاتی ہے مگر ایسی علیحدگی نہیں ہوتی کہ ذرا سا بھی تعلق باقی نہ رہے۔

5- روح کا جسم کے ساتھ پانچواں تعلق زندگی بعد الممات کے بعد ہوگا جو سب سے گہرا اور مکمل تعلق ہوگا جس کے سامنے پہلی قسم کے چاروں تعلق ہیچ ہوں گے کیونکہ یہ ایسا تعلق ہوگا جس کے ہوتے ہوئے نہ موت آئے گی اور نہ نیند اور نہ ہی جسم میں کسی قسم کی تبدیلی رونما ہوگی۔ (کتاب الروح، ص ۸۸-۸۹)

دنیا میں بے چینیوں کا سبب:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کے ہر عضو کو ایک کمال عطا کیا ہے اگر وہ کمال اسے حاصل نہ ہو تو اسے بے چینی اور اضطراب رہتا ہے مثال کے طور پر آنکھ کا کمال دیکھنے پر ہے اور کان کا کمال سننے پر ہے اور زبان کا کمال بولنے پر ہے۔ پھر جب ان اعضاء کے

marfat.com
Marfat.com

وہ قویٰ سلب ہو جائیں جن سے کمالات وابستہ تھے تو ان کے جاتے رہنے سے کمی اور بے چینی پیدا ہو جائے گی۔ دل کا کمال اور دل کا سرور اور دل کی عیش اور دل کی لذت اور دل کی شگفتگی اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت پر اُس کی محبت وانابت پر اور اس کی طرف شوق توجہ پر ہے جب دل اس دولت سے محروم ہو جاتا ہے تو سخت عذاب اور بے چینی میں گرفتار ہو جاتا ہے جیسے آنکھ اپنا نور کھو کر اور زبان اپنی گویائی اور ذوق کھو کر سخت بے چین ہو جاتی ہے اس صورت میں کسی طرح سے بھی سکون حاصل نہیں ہوتا گو تمام دنیا اس کے قبضے میں ہو اور وہ تمام دنیوی علوم کا ماہر کیوں نہ ہو لہٰذا جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے بڑا مقصود، سب سے بڑا محبوب، سب سے بڑا معبود نہ ہو تب تک چین نہیں آتا۔ سکون کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت واستعانت بمنزلہ سر کے ہے۔ (کتاب الروح، ص ۳۸۹)

فائدہ:

کیونکہ یہ بے چینی روح کی غذا اور روح کو نور نہ ملنے کے سبب ہوتی ہے۔

ارواح کی پرواز:

بعض علماء کا قول ہے کہ روح ناک کے راستے اپنی روشنی پھیلاتی ہے لیکن اس کی سواری جسم ہی رہتا ہے۔ اگر پوری طرح سے نکل جائے تو انسان مر جائے جس طرح کہ چراغ سے بتی نکال لی جائے تو کما حقہٗ گل (گل بجھ) گل ہو جاتا ہے۔ اس کے الٹ اگر چراغ میں بتی روشن ہے تو اس کی روشنی دور دور تک پھیل جاتی ہے اسی طرح روح نیند کی حالت میں ناک کی راہ سے پھیل کر دور دور تک گھوم آتی ہے اور مردوں کی ارواح سے بھی ملاقات کر آتی ہے۔ اگر فرشتہ جو خوابوں پر مؤکل ہے اسے کوئی شے دکھا دیتا ہے اور یہ شخص بیداری کی حالت میں ہوشیار ہوتا ہے اور بیداری کی حالت میں کسی غلط بات کی طرف راغب نہیں ہوتا تو جب اس کی طرف روح لوٹ کر آتی ہے تو روح اس کے دل میں وہ بات ڈالتی ہے جو اللہ نے اس کی صلاحیت کے مطابق دکھائی ہے۔ لیکن اگر بے وقوف دھوکے میں آجانے والا اور باطل پسند ہوتا ہے تو خواب میں بحکم الٰہی جو کچھ اچھی یا بری بات دیکھتا ہے تو چونکہ اس نے کچھ شیطانی کرشمے اور غلط باتیں بھی راہ میں دیکھی ہیں اس لیے بیداری پر ذہن میں صحیح خواب نہیں رہتا کیونکہ غلط اور صحیح میں فساد پیدا ہو گیا اور قوت فیصلہ نہیں ہے اسی سبب سے پریشان خواب کی تعبیر بتانے والے بھی قاصر رہتے ہیں۔ (کتاب الروح، ص ۱۹۴)

اللہ والوں کی روح نکلنے کا منظر:

ایک خوشی تمام خوشیوں سے بڑی اور تمام کا جوہر ہے اور وہ اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب بندہ دنیا کو ترک کر کے اللہ کی طرف قدم اٹھاتا ہے اس وقت اس کے پاس ملائکہ آکر اسے دیدار خداوندی کی خوشخبری دیتے ہیں اور موت کا فرشتہ روح کو نکل آنے کا حکم دیتا ہے اور اسے رحمت خداوندی، رضا کی بشارت سناتے ہیں اگر توبہ کرنے والے کے پیش نظر صرف یہی ایک فرحت ہو تو عقل کا تقاضا ہے کہ اسے ہی ترجیح دی جائے لیکن یہاں تو ماشاء اللہ مومن کے لیے نوع بہ نوع خوشی کے سامان مہیا ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو عزیز رُوح کے استقبال کے لیے عزیز اشکال میں فضا میں زمین سے لے کر آسمان تک ملائکہ کا اجتماع ہے دوسری جانب رُوح کے لیے آسمانوں کے دروازے کھل رہے ہیں، ملائکہ دعائیں مانگ رہے ہیں اسے ہر آفاق کے ملائکہ رخصت کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ! کس قدر خوشی کی بات ہے کہ آج روح کو اپنے پروردگار، اپنے دوست اور اپنے محبوب کے رُو برو کھڑا ہونے اور سر بسجود ہونے کی اجازت مل گئی ہے اور پھر رب تعالیٰ کے کلمات محبت سننے کی سعادت بھی حاصل ہے کہ فرشتو! میرے

marfat.com
Marfat.com

بندے کا اعمالنامہ علیین میں لکھ لیجئے۔ پھر بہشت کی سیر کرائی جاتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تیار کی ہوئی نعمتیں بھی دکھائی جاتی ہیں کہ یہ تمہارے لیے ہیں۔

احباب سے ملاقات کا منظر:

احباب واقارب سے ملاقات ہوتی ہے۔ سب کے سب مل کر خوشی حاصل کرتے ہیں جیسا کہ کوئی عرصہ دراز سے ملا ہوا اور اپنے عزیز واقارب سے مل کر خوش ہوتا ہے۔ یہ تمام کو بہتر حالت میں دیکھتا ہے اور گزرے ہوؤں کے حالات سے آگاہ کرتا ہے۔ یہ تمام خوشیاں فرحت اکبر سے پہلے کی ہیں۔

قیامت کے روز خوشیوں کا منظر:

قیامت کے روز خوشیوں کا حال کیا دریافت کرتے ہو عرش بریں کا خنک سایہ ہوگا۔ کوثر کے بھرے ہوئے جام ہوں گے دائیں ہاتھ میں اعمالنامہ ہوگا۔ نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ چہرے خوشی سے گلاب کی مانند کھلے ہوئے ہوں گے ایک بے مثال بجلی کی چمک جیسی روشنی آگے آگے ہوگی بغیر رکاوٹ کے پل کو پار کرنے کے اسباب مہیا ہوں گے۔

جنت میں داخلے کا منظر:

جنت کے دروازے کھٹکٹانے کے بھی موقف میں بھی جنت قریب ہی تھی۔ رضوان اور فرشتے دور سے ہی سلام کر رہے ہوں گے۔ مبارک بادیاں دے رہے ہوں گے قابل رشک مراتب اور محلات کی خوشخبری سنا رہے ہوں گے اور حور وغلمان کی خوشخبری دے رہے ہوں گے پھر اس کے بعد ایک اور فرحت بھی ہے جس کے روبرو تمام خوشیاں ہیچ ہیں خاص طور پر اولیاء اللہ کے لیے ہے۔ جنہیں اپنے رب تعالیٰ کے دیدار کا یقین اور ایمان تھا کہ وہ محشر کے روز اپنے محبوب رب رحیم وکریم کا چہرہ دیکھیں گے آج ان کا رب انہیں اوپر سے سلام کرے گا اور ان سے باتیں کرے گا اور آمنے سامنے کلام کرے گا

فائدہ:

یہ وہ منظر ہے جو اولیاء اللہ کو وصال کے وقت دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دنیا کو چھوڑ کر اور دنیا میں جو کچھ ہے سب کچھ سے منہ موڑ کر محض وحدہٗ لاشریک کی محبت کی خاطر اپنی زندگی دنیوی امور سے دور رہتے ہوئے گزاری اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اولیا اللہ کے نقش قدم کے مطابق ہمیں بھی بہترین انداز میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حکایت:

دیوانِ فرید میں ہے کہ ایک دفعہ جناب بابا صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) چلے جاتے تھے کہ عزرائیل علیہ السلام کسی شخص کی جان قبض کرنے کے لیے جا رہا ہے اور وہاں جا بیٹھا۔ اس موقعہ پر یہ شلوک زبان مبارک سے فرمایا کہ وجود کے قلعہ کو لے لیا ہے اور حواس خمسہ ظاہری کی قوتوں کو لوٹ لیا ہے اور آنکھوں کے ہر دو چراغ گل کر دیئے ہیں اور اپنا فرض منصبی ادا کر کے جان کو لے کر پرواز کر گیا ہے۔ (دیوانِ فرید، ص ۷۵)

marfat.com
Marfat.com

خلاصہ:

ارے انسان تو نے کبھی خیال کیا ہے کہ آج دنیا کی زندگی میں نفس، حرص اور لالچ کا غلام بنا ہوا ہے۔ رب کائنات کے بتائے ہوئے صراط مستقیم سے بھٹکتا پھر رہا ہے۔ تو سامان سو برس کا کرنے میں مصروف ہے بڑی بڑی بلڈنگیں، مضبوط قلعے، بڑے زبردست موٹے اور مضبوط سریے سے لینٹر اور ستون بنانے میں مصروف ہے۔ ان میں سیمنٹ کے ذریعے پختگی کرنے میں پورا جتن لگا رہا ہے کہ کہیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہو جائے، کسی طوفان سے گر نہ جائے، دشمن ٹینک اور میزائل وغیرہ کے ذریعے بھی حملہ کرے تو پھر بھی نہ ٹوٹے۔ مگر تجھے اپنی خبر نہیں۔ یوں ہے نا چراغ تلے اندھیرے والی بات۔ تیری اپنی جان کا کوئی بھروسہ نہیں۔ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ زندگی تجھے کب تک حاصل رہے گی۔ تیری روح تیرے جسم میں ہے مگر اسے کسی سوئی وغیرہ سے کوئی ٹانکا نہیں لگایا گیا کہ مضبوطی کے ساتھ جسم کے ساتھ منسلک رہے۔ کوئی علم نہیں کہ کب یہ جان اس فانی جسم سے الوداع ہو جائے۔ بڑے بڑے سلطان سکندر اپنی اپنی باری آنے پر چلے گئے۔

پیر فقیر، اولیاء اللہ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب انبیاء کرام بھی اپنی اپنی باری آنے پر اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔

ارے تیاری کر لے تیری بھی باری آنے والی ہے۔ تجھے بھی باری آنے پر روانہ ہونا پڑے گا۔

-----☆☆☆-----

دُوھیں دیوے بَلَندِیَاں ، ملک جُو بیٹھا آ گڑھ لیتا ، گھٹ لُٹیا دیوڑے گیا بُجھا

حل لغات:

★ دُوھیں: دونوں۔ ★ دیوے: دیئے، چراغ مراد دونوں آنکھیں۔ ★ بلندیاں: بلن سے بمعنی جلنا یعنی جلتے ہوئے روشن ہوئے۔ ★ ملک: فرشتہ، مگر یہاں حضرت عزرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ ★ گڑھ: قلعہ، کوٹ، حصار۔ ★ لیتا: لیا، فتح کیا۔ ★ جو: جو۔ ★ گھٹ لٹیا: دل لوٹ لیا۔ ★ بیٹھا آ: آ کر بیٹھ گیا۔ ★ دیوڑے: دو دیوے کی تصغیر ہے یعنی چھوٹے چھوٹے دیئے۔ چراغ، مراد آنکھیں۔

مطلب:

دونوں آنکھوں کے دیئے روشن تھے کہ ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام جو آ کر پاس بیٹھ گیا۔ بالآخر جسم کا قلعہ اس نے فتح کر لیا۔ دل بھی لوٹ لیا اور جاتے جاتے آنکھوں کے چراغ بھی بجھاتا گیا۔ آنکھیں بھی بے نور ہو گئیں۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں موت کا منظر بہت خوب بیان کیا ہے کہ تمام عزیز و اقارب پاس بیٹھے ہوتے ہیں۔ کوئی دوائیں دیتا ہے کوئی انجکشن لگاتا ہے تا کہ صحت حاصل ہو۔ کوئی شربت پلاتا ہے، کوئی ٹیبلٹس یا کیپسول دیتا ہے۔ حتیٰ کہ عزیز و اقارب اپنا پورا جتن لگاتے ہیں کہ صحت حاصل ہو جائے۔

جب دواؤں سے آگے بات نکلتی دیکھی تو زاریاں کر کر کے اللہ تعالیٰ سے بعض اوقات دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام حکم ربانی سے اس کے پاس آ کر بیٹھ جاتا ہے وہ دنیا داروں سے بازی لے جاتا ہے۔ دنیا والے سارے جتن

marfat.com
Marfat.com

کر کر کے آخر تھک جاتے ہیں عزرائیل جیت جاتے ہیں۔ دل لوٹ لیا۔ آخر کار پر رونق آنکھوں کے چراغ بھی بجھا گیا۔

بعض عزیزوں کی موت انتہائی درد والم کا سبب ہوتی ہے عزیزوں کے لئے انتہائی دکھ کا سبب بنتی۔ کئی عزیزوں کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ دل ڈوبنے لگتا ہے کچھ دنوں کے لیے طبیعت سنبھلتی ہی نہیں۔ صبر وقرار سب کچھ لٹ جاتا ہے۔ غش پڑنے لگتے ہیں۔ بے چینی عروج تک جا پہنچتی ہے بلکہ یوں دل چاہتا ہے کہ کاش اس کی جگہ ہم مر جاتے ہیں۔ بعض اوقات ئی یہ صدمہ برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ بعض اوقات یہ صدمہ کئی زندوں کے لئے جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ یعنی پسماندگان کے لئے بھی انتہائی مصیبت ثابت ہوتا ہے۔

دوھیں بلندیاں:

بعض انسان موت سے قبل بالکل ہی تندرست ہوتے ہیں ان کی آنکھیں صحیح سلامت دیکھ رہی ہوتی ہیں۔ بعض اگر بیمار بھی ہوتے ہیں تو ان کی آنکھیں صحیح سلامت کام کر رہی ہوتی ہیں کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں۔

فرشتے:

فرشتے اجسام نوری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ طاقت دی ہے جو شکل چاہیں بن جائیں کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔ (بہار شریعت حصہ اول)

عقیدہ:

وہ وہی کرتے ہیں جو حکم الٰہی ہے خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے نہ قصداً نہ سہواً نہ خطاء۔ وہ اللہ کے معصوم بندے ہیں ہر قسم کے صغائر و کبائر سے پاک ہیں۔ (بہار شریف)

عقیدہ:

فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت۔

عقیدہ: فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

عقیدہ: ان کی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا اور اس کے بتائے سے اس کا رسول۔ چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ جبرائیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل علیھم السلام اور یہ سب ملکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔

عقیدہ: ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں بعض کے ذمہ حضرات انبیاء کرام کی خدمت میں وحی لانا، کسی کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق ہوا چلانا، کسی کے متعلق روزی پہنچانا، کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا۔ کسی کے متعلق انسان کے اندر تصرف کرنا، کسی کے متعلق انسان کی دشمنوں سے حفاظت کرنا، کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کر کے اس میں حاضر ہونا، کسی کے متعلق انسان کے نامہ اعمال لکھنا بہتوں کا دربار رسالت میں حاضر ہونا، کسی کے متعلق سرکار میں مسلمانوں کی صلوٰۃ وسلام پہنچانا، بعضوں کے ذمہ عذاب کرنا، کسی کے متعلق صور پھونکنا اور ان کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملکہ انجام دیتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ اول، ص ۱۷)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ذمہ ارواح کو قبض کرنا ہے۔

حکایت:

اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ جا کر زمین کے چار گوشوں سے سیاہ، سرخ، سفید اطیب، اخبث، نرم، سخت، پہاڑی ہر قسم کی مٹی لے آؤ، جبریل علیہ السلام زمین سے مٹی اٹھانے لگے تو زمین نے کہا تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے میرے ہاں بھیجا، مجھ سے ذرہ بھر مٹی نہ اٹھانا کیونکہ بادشاہ کے قرب میں اگر چہ بیشمار منافع ہیں لیکن اُس سے خطرات بھی بہت بڑے ہیں جیسے کہا گیا ہے۔

؎ بدریا منافع بے شمار است

جبریل علیہ السلام خالی واپس لوٹے اور بارگاہِ لایزال میں عرض کی کہ مجھے زمین نے تیری ذات کی قسم دی ہے اس لیے مٹی اٹھاتے شرم محسوس ہوئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میکائیل علیہ السلام کو بھیجا اس کے ساتھ بھی زمین نے وہی کہا جو جبریل علیہ السلام سے کہا وہ بھی واپس خالی آ گئے اور جبریل علیہ السلام کی طرح معذرت کی پھر اسرافیل علیہ السلام کو روانہ کیا گیا۔ اس سے بھی زمین نے وہی التجا کی۔ وہ بھی خالی واپس آئے اور جبریل و میکائیل کی طرح معذرت کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت علیہ السلام کو حکم فرمایا۔ وہ جب مٹی اٹھانے لگے تو زمین نے کہا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دیتی ہوں جس نے تجھے مجھ سے مٹی اٹھانے کے لئے بھیجا ہے۔ مجھ سے مٹی نہ لے جا کہ ایسی مخلوق پیدا ہو گی جو اپنے مالک کی نافرمان ہو کر دوزخ کا ایندھن بنے گی۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا میں بھی تجھے اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں کہ میں تجھ سے مٹی ضرور اٹھاؤں گا تاکہ مجھے بے فرمانی میں شمار نہ کیا جائے۔ عزرائیل علیہ السلام یہی کہہ کہ زمین کے چار گوشوں سے چالیس گز برابر مٹی اٹھالی۔ زمین کے مختلف رنگوں کی وجہ سے بنی آدم بھی مختلف رنگ ہیں کہ ان میں بعض سفید ہیں، بعض سیاہ بعض سرخ بعض نرم، بعض سخت۔

اُسی مٹی کا ہر ذرہ انسان کا اصل بدن ہو گیا۔ جس جگہ سے انسان کی مٹی کا ذرہ لیا گیا وہاں ہی وہ مدفون ہو گا۔

مٹی لے کر حضرت عزرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عزرائیل (علیہ السلام) کیا تمہیں زمین کی فریاد سے رحم بھی نہ آیا۔ عرض کی الٰہی! تیرے فرمان کے آگے اس کی زاری کا کیا حق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب آدم کی اولاد کی ارواح قبض کرنے پر تجھے مامور کیا جاتا ہے۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، ص ۷۰ اپ اول ترجمہ از فیض ملت ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی،)

روح نکلنے کا منظر:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصار کے جنازے میں گئے قبر پر پہنچے قبر ابھی تیار نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ ہم آپ کے آس پاس ایسے بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں حضور کے ہاتھ [illegible] پھر اپنا سر اٹھایا دو یا تین بار فرمایا کہ

marfat.com
Marfat.com

عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو پھر فرمایا کہ بندہ مومن جب دنیا سے روانہ ہو کر آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو اس پر آسمان سے سفید چہرے والے فرشتے اترتے ہیں گویا ان کے چہرے سورج ہیں جن کے ساتھ جنت کے کفنوں سے کفن اور وہاں کی خوشبو ہوتی ہے حتیٰ کہ میت کی تاحد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں اے پاک روح! اللہ کی بخشش اور رضا کی طرف چل تو وہ نکلتی ہے ایسی بہتی ہوئی جیسے مشک سے قطرہ، ملک الموت اسے لے لیتے ہیں جب لیتے ہیں تو فرشتے ان کے ہاتھ میں پل بھر نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ اسے لے لیتے ہیں اس کو کفن اور خوشبو میں ڈال دیتے ہیں اس میت سے ایسی نفیس خوشبو نکلتی ہے جیسے روئے زمین پر بہترین مشک سے۔ فرمایا اسے لے کر فرشتے چڑھتے ہیں۔ تو فرشتوں کی کسی جماعت پر نہیں گزرتے مگر وہ کہتے ہیں کہ یہ کیا ہی نفیس خوشبو ہے یہ کہتے ہیں کہ فلاں ابن فلاں ہے اس کا وہ اعلیٰ نام لے کر جو زمین پر لیا جاتا تھا حتیٰ کہ اسے لے کر دنیوی آسمان پر پہنچتے ہیں تو اس کے لیے کھلواتے ہیں تو کھول دیا جاتا ہے اسے ہر آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان پر پہنچانے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ساتویں آسمان تک پہنچا دیتے ہیں۔ رب فرماتا ہے کہ اس کی کتاب علیین میں لکھو اور اسے زمین کی طرف کر دو کیونکہ میں نے انہیں زمین سے ہی پیدا کیا وہاں ہی تو لوٹاؤں گا۔ وہاں ہی سے دوبارہ نکالوں گا۔ تب اس کی روح جسم میں واپس کی جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟

وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔

وہ کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟

وہ کہتا ہے: دین میرا اسلام ہے۔

وہ کہتے ہیں یہ صاحب کون ہے؟ جو تم میں بھیجے گئے۔

وہ کہتا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

وہ کہتے ہیں: تجھے کیسے معلوم ہوا۔

یہ کہتا ہے: میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) پڑھی اس پر ایمان لایا اس کی تصدیق کی تو آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے: میرا بندہ سچا ہے اس کے لیے جنت کا فرش بچھاؤ، جنتی لباس پہناؤ اور جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔

تب اس تک جنت کی راحت و خوشبو آتی ہے تاحد نگاہ اس کی قبر میں فراخی کی جاتی ہے۔

فرمایا کہ اس کے پاس ایک خوبصورت اچھے کپڑوں اچھی خوشبو والا شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس سے خوش ہو جو تجھے مسرور کرے گی۔ یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ یہ کہتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ بھلائی لاتا ہے۔

وہ کہتا ہے: میں تیرا نیک عمل ہوں۔

تب بندہ کہتا ہے۔ یارب! قیامت قائم کر، یارب! قیامت قائم کرتا کہ میں اپنے گھر بار اور مال میں پہنچوں۔

کافر کی جان نکلنے کا منظر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ کافر جب دنیا کے خاتمے اور آخرت کی آمد میں ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے سیاہ چہرے والے فرشتے اترتے ہیں [illegible] جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت آتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

۔اس کے سر کے پاس بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں اے خبیث جان! رب کی ناراضگی کی طرف نکل ۔فرمایا کہ اس کے جسم میں چھپتی پھرتی ہے وہ اسے ایسا کھینچتے ہیں جیسے گرم سیخ بھیگی اون سے کھینچی جاتی ہے ۔پھر اسے لے لیتے ہیں ۔جب لیتے ہیں تو دوسرے فرشتے وہ جان مالک الموت کے ہاتھ میں پلک جھپکنے تک نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ اسے ان ٹاٹوں میں ڈال لیتے ہیں اور اس سے روئے زمین کے بدترین مردار کی سی بدبو نکلتی ہے اسے لے کر چڑھ جاتے ہیں ۔فرشتوں کی جس جماعت پر بھی گزرتے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کون خبیث جان ہے وہ اس کے دنیاوی بدترین ناموں سے جس سے موسوم کیا جاتا تھا نام لے کر کہتے ہیں کہ فلاں فلاں کا بیٹا یہاں تک کہ اسے لے کر آسمان دنیا تک آتے ہیں ۔کھلوایا جاتا ہے تو اس کے لیے کھولا نہیں جاتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ

یعنی نہ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھلیں اور نہ وہ جنت میں جائیں حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے ۔پھر رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی کتاب نچلی زمین کے سجین میں لکھو پھر اس کی جان پھینک دی جاتی ہے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ...... جس نے اللہ سے شرک کیا گویا وہ آسمان سے گر گیا جسے پرندے اچکتے ہیں یا اسے دور جگہ میں ہوا پھینکتی ہے پھر روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں ۔

اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟

وہ کہتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

پھر وہ فرشتے کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟

وہ کہتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِىْ بُعِثَ فِيْكُمْ

پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں: یہ کون صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟

فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ

پس وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

تب آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے ۔یہ جھوٹا ہے ۔اس کے لیے آگ کا بستر بچھاؤ ۔اور آگ کی طرف دروازہ کھولو تب اس تک دوزخ کی گرمی اور وہاں کی لو آتی ہے اور اس پر قبر اتنی تنگ کی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ادھر ادھر ہو جاتی ہیں ۔اسکے پاس ایک بدشکل، برے لباس والا بدبودار آدمی آتا ہے کہتا ہے اس کی خبر لے جو تجھے غمگین کرے گی یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ تھا ۔مردہ کہتا ہے کہ تو ہے کون کہ تیرا چہرہ شر (ڈر) لاتا ہے ۔وہ کہتا ہے میں تیرے برے عمل ہوں ۔تب یہ کہتا ہے ۔الٰہی! قیامت نہ قائم کر اور ایک روایت میں اس کی مثل ہے [illegible] کہ جب مومن کی جان نکلتی ہے تو آسمان و زمین کے درمیان کے

marfat.com
Marfat.com

سارے فرشتے اس پر دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ہر دروازے والے یہی دعا کرتے ہیں کہ۔اس کی روح ان کی طرف سے چڑھے اور کافر کی جان اس کی رگوں کے ساتھ نکالی جاتی ہے۔اس پر آسمان زمین کے درمیان والے فرشتے اور آسمان کے سارے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ہر دروازے والے یہی دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! اس کی روح ان کی طرف سے نہ چڑھے۔(مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

فائدہ:

موت کے ساتھ انسان کا کیا مقابلہ۔جب موت کا وقت آتا ہے اس وقت کسی بھی قسم کی دوائی انجکشن وغیرہ کام نہیں کرتے حضرت عزرائیل صلی اللہ علیہ وسلم آجاتے ہیں تو اس وقت اکثریت کی آنکھیں کام کر رہی ہوتی ہیں۔وہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو آخر بیٹھتے ہوئے دیکھتا ہے مگر کچھ کر نہیں سکتا۔انسان کے سارے جسم سے جان نکال لیتا ہے اور آنکھوں کے دیئے بھی جاتے جاتے بجھا جاتا ہے جس سے آنکھیں پتھرا جاتی ہیں۔

-----☆☆☆-----

فریدا ویکھ کپاہے جو تھیا ، جو سرتھیا تلاں کمادے ارکا گدے ، کنے ، کوئلیاں

مندے عمل کریندیا ! ایہہ سزا تنہاں

حل لغات:

★ کپاہے: کپاس کو، کپاس کا، کپاس کے ساتھ۔★ ویکھ: دیکھ۔★ تھیا: ہوا۔★ جو: جو کچھ۔★ جو سرتھیا تلاں: جو کچھ (گھانے میں پیلتے ہوئے تیل نکلتے وقت) تلوں کے ساتھ ہوا۔★ کمادے: کماد۔★ ار: یہ لفظ اور (حرف عطف) کی پرانی پنجابی شکل ہے (معارف فریدیہ، ص ۱۳۱)۔★ کاگدے: کاغذ کو یا کاغذ کا کیا ہوا۔★ کُنّے: کنی چھوٹی ہنڈیا، کنا بڑی ہنڈیا۔★ کوئلیاں: جو کچھ کوئلوں کے ساتھ ہوا یا جو حال کوئلوں کا ہوا۔★ مندے: بُرے، گندے، اللہ ورسول اللہ کی نافرمانی۔★ عمل: کام۔★ کریندیا: کرنے والے۔★ ایہہ: یہ۔★ سزا تنہاں: انہیں، ان کو، ان کی سزا۔

اے فرید! جو کچھ کپاس کے ساتھ ہوا اسے دیکھ۔تلوں کا تیل نکالتے وقت جو حشر تلوں کا ہوا اسے بھی دیکھ۔بعینہ کماد، کاغذ، ہنڈیا اور کوئلوں کا کیا حال ہوا ان کے احوال میں غور و فکر کر۔کہ ان کے ساتھ کیا احوال پیش آئے۔

اے برے اعمال اختیار کرنے والے جیسے ان کا حشر ہوا۔اسی طرح تجھے بھی سزا دی جائے گی۔کیونکہ برے اعمال کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔یہ مثالیں محض تجھے سمجھانے کے لیے ہیں ان کے متعلق سزا کا معاملہ نہیں بلکہ اُن کی یہ حالت محبوب کے قرب کے قابل بننے کے لیے ہے۔

مطلب:

اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے عشق حقیقی کے لیے ایک راستہ بیان فرمایا ہے کہ عشق حقیقی کے راستے پہ چل نکلنا اتنا آسان کام نہیں ہے جتنا تو سمجھتا ہے محبوب کے [illegible]

marfat.com
Marfat.com

دیکھتا ہے اور آہیں بھرنے لگتا ہے کہ کاش کہ یہ لباس کتنا خوش نصیب ہے کہ محبوب نے اسے اپنا بنالیا ہے۔ محبوب اس پہ بڑا مہربان ہے اس پہ اتنی کرم نوازی کرتا ہے۔ تلوں کے تیل کو دیکھتا ہے تو پھر تلوں کی خوش نصیبی کا رونا لے بیٹھتا ہے کہ یار و دیکھو! تل کتنے خوش نصیب ہیں کہ محبوب کے سر میں تلوں کا تیل لگا۔ محبوب نے تلوں کے تیل کو اپنے قرب سے نوازا ہے۔ اسی طرح کماد کو خوش نصیب سمجھنے لگتا ہے کہ وہ کتنا خوش نصیب ہے۔ کاغذ کے بارے میں سوچنے لگتا ہے کہ کاغذ نے اتنا قرب محبوب کا پالیا۔

ان کے اس قرب اور وصال اور اپنی ناکامی دیکھ کر آہیں بھرتا رہتا ہے۔ حالانکہ غور وفکر کرنے کا تو یہ مقام ہے۔ کہ یہ تو دیکھ ان تمام چیزوں نے محبوب کا قرب کیسے حاصل کیا؟ اس سلسلے میں انہوں نے کتنے کتنے دُکھ اٹھائے۔ کتنی مصیبتوں کا انہیں سامنا کرنا پڑا؟ انہیں کیسے کیسے حالات سے دوچار ہونا پڑا۔

ان تمام چیزوں کے قرب کے احوال ان چیزوں سے پوچھے گا تو تجھے معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے احوال سے گزر کر انہوں نے یہ قرب حاصل کیا۔

کپاس:

کپاس کو دیکھ! کپاس کا کیا حال ہوا۔ بیج نے اپنی ہستی کو نیستی میں تبدیل کیا۔ اس کا حلیہ ہی بگڑ گیا۔ بلکہ بظاہر تباہ ہو گیا۔ کسی کام کا نہ رہا۔ اس نے اپنی ہستی اپنے رنگ ڈھنگ وغیرہ سب کچھ ختم کرلیا۔ جب عجز کی انتہا کو پہنچا۔ گلہ شکوہ کرنا بھی اس کی زبان بھول گئی۔ تو پھر حق تعالیٰ کا اس پہ کرم ہوا۔ اسی بیج میں سے ایک ننھا سا پودا پیدا ہوا۔ بڑھنے لگا مختلف مراحل طے کرتے کرتے کپاس کا پودا بڑا ہوا۔ پھول لگنے لگے۔ پودے کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہوا اس پہ بے شمار بیماریوں نے حملہ کر دیا۔ اسے زہریلے سپرے کیے گئے اس کے لیے سانس لینا دوبھر ہو گیا۔ پھر پھل لگنے لگا۔ حتیٰ کہ ٹینڈا اتر کا تو یوں محسوس ہوا کہ کپاس کا پودا ایک منہ سے نہیں بلکہ بہت سے مونہوں سے مسکرانے لگا۔ مگر اس کی یہ خوشی چند دن ثابت ہوئی روئی نکال لی گئی پودا منہ بسور کے رہ گیا۔ کر بھی کیا سکتا تھا۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ

سختی تھی جو مقدر میں وہ مرکے بھی نہ نکلی
کھودی گئی جو قبر میری تو زمین بھی پتھریلی نکلی

کے مصداق اس روئی کو کئی مقامات پہ فروخت ہونا پڑا۔ ایک دن روئی کو مشینوں میں پھینک دیا گیا مشینیں چلنے لگیں مشینوں نے اسے خوب بھینچا بلکہ خوب دُھنائی کی۔ بیج الگ کر دیئے گئے۔ روئی الگ کی گئی پھر اس روئی کو بے شمار مراحل اور امتحانوں سے گزر کر کپڑے کے روپ میں آئی۔ خوبصورت کپڑے پہ محبوب کی نظر پڑی۔ محبوب کو پسند آیا تو وہی کپڑا اس نے خرید لیا درزی کے ہاتھوں نے بیدردی کے ساتھ کاٹنا شروع کر دیا۔ نہ جانے کتنے زخم لگے۔ پھر سلائی مشین کے ذریعے جس طرح لباس تیار ہوا کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اتنے امتحانات سے گزر کر صبر وشکر اختیار کر کے محبوب کے جسم تک یہ کپڑا پہنچا ہے مرمر کر ہی کوئی پہنچنے والا محبوب تک پہنچ سکتا ہے۔ اسی طرح محبوب تک پہنچنے والی ہر چیز کی داستان بڑی دردناک داستان ہے مگر یہ غور وفکر کرنے والے ہی سن سکتے ہیں۔ اسی طرح ہر چیز دعوت غور وفکر دیتی نظر آتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

فریدا کندھ مصلا، صُوف گل، دِل کاتی، گُڑوات
باہر دِسے چانَنا، دِل اندھیاری رات

حل لغات:

* کندھ: کندھا۔ * دل کاتی: دل میں چھری۔ * گُڑوات: میٹھی میٹھی باتیں زبان پر۔ * دِسے: نظر آئے۔ * چاننا: روشنی۔ * مصلّی: جانماز۔ * صُوف: اُون، کپڑے کی ایک قسم۔ * گل: گلے میں پہنے ہوئے۔ * کاتی: چھری۔ * اندھیاری رات: اندھیری رات۔

مطلب:

اے فرید! کاندھے پر مصلا یعنی جاء نماز۔ گلے میں صوف کا لباس یعنی صوفیانہ لباس پہنے ہوئے ہے۔ بظاہر بڑے لوگ لگتے ہیں۔ بظاہر بڑے پارسا اور نیک لوگ معلوم ہوتے ہیں مگر ان کے دل چھری کی طرح تیز اور خونریز ہوتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں بظاہر دیکھیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان پہ انوار و تجلیات کی بارش ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ نور ہی نور ہوتا ہے۔ مگر باطنی طور پر ان کے باطن اندھیری رات کی مانند سیاہ اور تاریک ہیں۔

منافق:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں منافق کی علامات بیان فرمائی ہے کہ منافق بظاہر بڑے نیک پاک اور بزرگ نظر آتے ہیں مگر ان کی حقیقت اس کے برعکس ہے۔

منافقین کے متعلق ارشادات ربانی:

قرآن مجید میں ہے کہ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ؕ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ

marfat.com
Marfat.com

○ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا
مُهْتَدِیْنَ ○ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ
اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ○ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا
یَرْجِعُوْنَ ○ اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ یَجْعَلُوْنَ
اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِیْطٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ
○ یَكَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِیْهِ وَاِذَآ اَظْلَمَ
عَلَیْهِمْ قَامُوْا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (پ ا، سورۃ البقرہ آیات نمبر ۸ تا ۲۰)

اور کچھ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔ فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں وہ فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں۔

ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھادی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا۔

اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔

سنتا ہے وہی فسادی ہیں۔

مگر انہیں شعور نہیں اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں۔

سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں۔

اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں۔ اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ بے سود کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔

ان کی کہاوت اس طرح کی ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اٹھا۔ اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا، بہرے گونگے، اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں۔ یا جیسے آسمان [illegible]

marfat.com
Marfat.com

اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ بجلی یوں معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان کی آنکھیں اُچک لے جائے گی۔ جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا ہے بے شک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

شان نزول:

یہاں سے تیرہ آیتیں منافقین کی شان میں نازل ہوئیں جو باطن میں کافر تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما ھم بمؤمنین وہ ایمان والے نہیں یعنی کلمہ پڑھنا اسلام کا مدعی ہونا، نماز روزہ ادا کرنا مومن ہونے کے لیے کافی نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو (مسئلہ) اس سے معلوم ہوا کہ جتنے فرقے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور کفر کا اعتقاد رکھتے ہیں سب کا یہی حکم ہے کہ کافر خارج از اسلام ہیں شرع میں ایسوں کو منافق کہتے ہیں ان کا ضرر کھلے کافروں سے زیادہ ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

سورۃ البقرہ کی آیات نمبر ۸ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ تین قسم کے لوگ ہیں۔

(۱) مومن (۲) کافر (۳) منافق

مومن:

مومن وہ جس کے دل وزبان پر ایمان ہو۔

کافر:

کافر وہ ہے جس کی دل وزبان پر کفر ہو۔

منافق:

منافق وہ جس کے دل میں کفر ہو مگر تقیہ کر کے زبان پر اسلام ظاہر کرے سب میں بدترین منافق ہے۔ پہلا تقیہ ابلیس نے کیا کہ دل میں حضرت آدم کا دشمن تھا اور زبان سے دوست بنا۔ وقاسمھما انی لکما لمن الناصحین۔ دو جماعتوں کا ذکر کر کے اب بدترین قسم یعنی تقیہ باز منافقوں کا ذکر فرمایا۔ (تفسیر انوار العرفان، ص ۴)

منافق کی تعریف:

پیر محمد کرم شاہ الازہری (سجادہ نشین بھیرہ شریف) تحریر فرماتے ہیں کہ "منافق اُس کو کہتے ہیں جو زبان سے اسلام کا اقرار کرے لیکن دل سے منکر ہو"۔

اسلام کی روز افزوں ترقی دیکھ کر دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لیے کئی موقع شناس اپنے آپ کو مسلمان بتانے لگے نیز وہ بدباطن حاسد جو کھلے طور پر اسلام کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھے وہ مسلمانوں میں شامل ہو کر سازشوں اور فتنہ انگیزیوں کا جال بچھا کر مسلمانوں کو پریشان کرنا چاہتے تھے۔ [illegible] (تفسیر ضیاء القرآن، جلد اوّل، ص ۳۴)

marfat.com
Marfat.com

منافقت کی ابتدا:

مدینہ منورہ میں ایک شخص عبداللہ بن ابی تھا جس کو وہاں اچھی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور قریب تھا کہ اس کو وہاں کا سردار بنا دیا جائے۔ لیکن جب آفتاب اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جلوہ گری فرمائی اور مدینہ والوں کے دل نور ایمان سے جگمائے تو اس کی عزت وآبرو میں فرق آ گیا۔ اس کی طرف مدینہ والوں کا وہ رجحان نہ رہا جو پہلے تھا اس لیے اس کے دل میں بغض وعناد کی آگ بھڑک اٹھی مگر یہ بہت چالاک تھا اس نے خیال کیا کہ اگر میں ظاہر طور پر مسلمانوں کا مخالف رہوں تو میری خیر نہیں۔ اس لیے بظاہر تو یہ مسلمان ہو گیا مگر دل سے سخت دشمن رہا اور اس نے یہ روش اختیار کی کہ مسلمانوں کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتا اور کہتا کہ یہ وہی نبی آخر الزمان ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی ہے اور جب کفار سے ملتا تو مسلمانوں کے خلاف باتیں کرتا اور دل میں خوش ہوتا کہ ہم دونوں جماعتوں کے پیارے ہیں اس کے ساتھ بہت سے لوگ مل گئے جس سے کہ اس کی پوری جماعت ہو گئی۔ جن کا نام منافقین ہے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیات کریمہ اتریں۔ (تفسیر نعیمی جلد اول ص ۱۴۸)

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں مسلم نے یہ زیادتی بھی بیان کی کہ اگر یہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اپنے کو مسلم سمجھے امام مسلم اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما متفق ہو گئے کہ جب بات کرے جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف کرے، امانت دی جائے تو خیانت کرے۔ (مشکوۃ شریف کتاب الکبائر، علامات النفاق)

فائدہ:

یہ منافقوں کے کام ہیں مسلمان کو ان سے بچنا چاہیے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد اول ص ۷۴)

حدیث:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں چار عیوب ہوں وہ نرا منافق ہے اور جس میں ایک عیب ہو ان میں سے اس میں منافقت کا عیب ہوگا جب تک کہ اسے چھوڑ نہ دے جب امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔ جب لڑے تو گالیاں بکے۔

فائدہ:

منافق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) منافق اعتقادی یعنی دل کا کافر اور زبان کے لحاظ سے مسلمان (۲) منافق عملی: منافقوں جیسے کام کرنے والوں کو منافق عملی کہتے ہیں۔

فائدہ:

منافق عملی یعنی منافقوں کے سے کام کرنے والا جیسے رب فرماتا ہے۔ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ یا حضور فرماتے ہیں مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ یعنی بے نمازی ہونا کفر عملی ہے (کافروں کا سا کام)۔

(مراۃ شرح مشکوۃ، جلد اول ص ۷۴)

marfat.com
Marfat.com

حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَآئِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَّاِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً

(مشکوٰۃ شریف کتاب، کتاب الکبائر علامات النفاق)

دوغلاپن:

دوغلاپن سے کام لینے والا بھی منافق کی مانند ہوتا ہے کہ بظاہر کچھ نظر آتا ہے مگر اس کے باطن میں کچھ ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ

يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَالَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ○ (پ۵، سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰۸)

آدمیوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے اور اللہ ان کے پاس ہے جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہے اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے۔ (کنزالایمان)

حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کو (معدنیات کی) کانوں کی مانند پاؤ گے ان میں سے جو زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہیں اگر وہ دین کی سمجھ حاصل کرلیں تو تم اس کام (یعنی امارت) کے لیے سب سے بہتر اسے پاؤ گے جو اسے سب سے زیادہ ناپسند اسے کرتا ہوگا اور تم تمام لوگوں میں سب سے بُرا دوغلے شخص کو پاؤ گے جو ایک آدمی کے پاس ایک شکل میں آتا ہے اور دوسرے کے پاس دوسری شکل میں۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، ریاض الصالحین، حصہ دوم، ص ۲۶۰)

حدیث:

حضرت محمد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے ان کے دادا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا۔ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں تو وہاں ہم وہ باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں سے مختلف ہوتی ہیں جو ہم ان کی مجلس سے باہر آکر کرتے ہیں۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم اس چیز کو نفاق سمجھتے تھے۔ (بخاری شریف، ریاض الصالحین، حصہ دوم، ص ۲۶۰)

مطلب:

گویا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ بظاہر بڑے صوفی نظر آتے ہیں مومن کامل کے لباس میں نظر آتے ہیں مگر ان کے دل چھری کی مانند تیز اور اسلام کی جڑیں کاٹنے والے ہوتے ہیں۔ ان کے باطن میں اندھیر نگری کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

روضۂ اطہر میں نقب زنی:

یہ واقعہ چھٹی صدی ہجری کے اہل ... کا ... جب ... اسلام ... کی ... قدر کو سامنے رکھ کر عیسائی حکمراں متحد

marfat.com
Marfat.com

ہو رہے تھے ۔ ۵۵۷ھ میں انہوں نے اسی سلسلہ میں سازش کی کہ مسلمانوں کے نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک روضہ اطہر سے نکال لیا جائے کیونکہ یہی وجود مسعود مسلمانوں کی محبت کا مرکز، ان کی طاقت وروحانیت کا سرچشمہ اور کامیابی کا راز ہے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے دو مغربی عیسائی منتخب کئے اور سمجھایا کہ مدینہ طیبہ جا کر روضہ پاک کے قریب کوئی مکان کرائے پر لے لیں اور نقب لگا کر تربت شریف تک پہنچ جائیں اور اپنے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

بے شمار زر و جواہر لے کر یہ دونوں شخص مغربی حاجیوں کے بھیس میں مدینہ طیبہ آئے اور روضہ اطہر کے قریب ہی مکان حاصل کر لیا۔ مساکین و غرباء اور ناداروں کو انہوں نے اس طرح نوازا کہ وہ انہیں اپنے شہر میں رحمت کا فرشتہ سمجھنے لگے۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ اہل مدینہ کو ان کی ذات کے ساتھ حسن ظن پیدا ہو گیا ہے تو انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ رات کو سرنگ کی کھدائی کرتے اور مٹی چرمی تھیلوں میں بھر کر رکھ لیتے۔ صبح باہر نکلتے اور جنت البقیع کی زیارت کرنے کے بہانے یہ مٹی وہاں پھینکتے اور دن بھر روضہ اطہر پر گزار دیتے۔

ان کا یہ سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہا، تا آنکہ یہ سرنگ روضہ اطہر کے قریب پہنچ گئی۔ اس رات بجلی اس زور سے کوندی جیسے زمین کا سینہ چیر دے گی اور اتنا زبردست زلزلہ آیا جیسے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ ایک رات سلطان نور الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا قرار قلب حزین، پیکر نور مبین، امام الاولین والآخرین، سرور کائنات، رحمت عالمیاں، نبی الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واصحابہ وبارک وسلم تشریف لائے، طلعت زیبا پہ جلال کے آثار نمایاں تھے آپ نے قہر آلود نگاہوں سے دو سرخ مغربی شخصوں کی طرف دیکھا اور سلطان کو حکم دیا۔

''ان سے بچاؤ! یہ مجھے تنگ کر رہے ہیں''

یہ ہوشربا اور حیرت انگیز خواب دیکھ کر سلطان پریشان ہو گیا، اس کی تعبیر و تاویل سمجھ میں نہ آئی، پھر آنکھ لگی تو یہی منظر دیکھا، تیسری بار بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ اب تو سلطان کو یقین ہو گیا کہ واقعی کوئی بات ہے۔ اسی وقت اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو بلایا، جو خلق و سیرت میں سلطان ہی کا چربہ تھے۔

بار بار آنے والے خواب سے مطلع کیا، وزیر نے کہا۔ مدینہ طیبہ میں کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے۔ آپ کسی قسم کی تاخیر کے بغیر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو جائیں، تاکہ آقا علیہ السلام کے فرمان مبارک کے خلاف نہ ہو، میں بھی احتیاط کے طور پر کچھ فوج اور مال لے کر آپ کے پیچھے پہنچ جاؤں گا۔ سلطان نے چند ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ کی راہ لی، سولہ روز بعد یہ مختصر سا قافلہ منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ سلطان نے سب سے پہلے اپنے آقا و مولا نبی مختار رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری دی۔ صلوٰۃ وسلام کے مہکتے پھول پیش کیے اور حیران ہو کر بیٹھ گیا کہ کارروائی کا آغاز کس طرح کرے؟

وزیر جمال الدین نے دریافت کیا ''کیا آپ ان دو سرخوں کو پہچان لیں گے جن کو آپ نے خواب میں دیکھا تھا'' سلطان نے اثبات میں جواب دیا۔

جمال الدین نے فوراً اعلان کرا دیا کہ سلطان دربارِ رسالت کی حاضری کے لیے آئے ہیں اور اپنے دست مبارک سے تمام اہل مدینہ کو عطایا و ہدایا سے نوازنا چاہتے ہیں لہٰذا تمام لوگ آئیں اور سلطان کے دریائے جود و کرم سے حصہ حاصل کریں۔''

سلطان نے آنے والوں کو مال [illegible] مطلوبہ لوگ نظر نہ آئے۔ بڑی تشویش

marfat.com
Marfat.com

ہوئی۔ آخر وزیر نے چھان بین کی، پتہ چلا، دو مغربی حاجی روضہ شریف کے جوار میں رہتے ہیں وہ نہیں آئے۔

لوگوں نے بتایا، وہ تو خود بڑے دولت مند ہیں اور فیاض ہیں، اہل مدینہ کو انہوں نے مالا مال کر دیا ہے وہ آ کر کیا لیں گے؟

مگر وزیر نے حکم دیا: انہیں بھی ضرور لایا جائے۔

سلطان نے ان کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیا۔ ان کی ظاہری حالت اتنی شاندار اور بزرگانہ تھی کہ شک کرنے کی گنجائش ہی نہیں تھی مگر سلطان خواب میں ان کی حیثیت دیکھ چکا تھا۔ لہٰذا ان کی رہائش گاہ پر پہنچا، وہاں بھی کتابوں اور مشکیزوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا مگر جونہی ایک جگہ سے مصلیٰ اٹھایا۔ نیچے سرنگ نظر آ گئی۔ یہ دیکھ کر سب کے ہوش اڑ گئے اور رنگ فق ہو گئے۔

باز پرس کرنے پر ان دونوں نے ساری سازش سے آگاہ کر دیا۔ سلطان اتنا رویا کہ حد نہ رہی۔ پھر ان کو قتل کر دیا اور روضہ اطہر کے ارد گرد خندق کھود کر پاتال تک اس میں پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا تاکہ آئندہ کے لیے اس قسم کے خطرے کا امکان ہی نہ رہے۔

یہ اتنی بڑی خدمت تھی جس کو انجام دے کر سلطان کی خوشی کی حد نہ رہی اور اس نے رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ایسی عظیم خدمت اس کو سونپی گئی اور حضور علیہ السلام نے اس کام کے لیے اس کو منتخب کیا۔ (گنبد خضریٰ، ص ۲۵۵، از محمد معراج الاسلام بحوالہ عمدۃ الاخبار، ص ۱۲۸)

دوسرا مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

کاندھوں پہ مکاروں اور ریاکاروں کی مانند ریاکاری کا ہتھیار یعنی مصلےٰ اور گلے میں بھی ریاکاری کا ہتھیار گودڑی۔ دل سیاہ مگر وہ سیاہی چھپانے کے لیے عیاری سے نہایت عمدہ اور میٹھی باتیں کرتے ہیں یعنی ظاہراً ان کی صورت سے نورہی نور کا جلوہ محسوس ہوتا ہے مگر دل میں اندھیر نگری ہے۔

فائدہ:

گویا اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ریاکاری کی مذمت بیان کی۔

ریاکاری کی مذمت:

قرآن مجید میں ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ (پ ۳، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۶۴)

اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کرو۔ احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہ لائے۔ (کنزالایمان)

حدیث:

حضرت جندب بن عبداللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَآئِيْ يُرَآئِ اللّٰهُ بِهٖ (بخاری شریف، ... شریف ریاض الصالحین حصہ دوم، ص ۳۰۶)

marfat.com
Marfat.com

جس نے حصول شہرت کے لیے کوئی کام کیا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کردے گا اور جس نے دکھاوا کیا اللہ تعالیٰ اس کا پردہ فاش کردے گا۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جس نے حصول دنیا کی غرض سے ایسا علم حاصل کیا جس کے ساتھ خدا کی رضا حاصل کی جاتی ہے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا یعنی جنت کی ہوا۔

فائدہ:

ان دونوں احادیث سے واضح ہوا کہ ریاکاری کتنا برا کام ہے اس کے باوجود کوئی اپنی دنیا اور آخرت ریاکاری اختیار کر کے تباہ کرنا چاہتا ہے تو پھر اسے کون روکے۔

فائدہ:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ۔
جناب بابا صاحب فرماتے ہیں کہ کاندھے پر تو ریاکاری کا مصلیٰ رکھا ہوا ہے اور گلے میں ریاکاری کی گودڑی اور مرقع ڈالی ہوئی ہے اور دل میں دغا اور فریب اور مکر کی کائی ہے اور زبان سے میٹھی میٹھی توحید اور معرفت کی باتیں سنا رہے ہیں یہ ایسا ہے گویا کہ باہر تو اجالا ہے اور دل میں بالکل اندھیری رات ہے یعنی ان کا دل خدا کی محبت اور شوق سے بالکل بے بہرہ اور خالی ہے اور دغا، دھوکے کی باتوں سے نہایت ہی آلودہ ہو کر سیاہ ہو رہا ہے۔ جس کے باعث وہ باہر سے اجالے میں ہیں اور دل سے اندھے ہیں اگرچہ وہ ظاہراً دیکھتے اور سنتے ہیں۔ (دیوان فرید، ص ۷۹)

-----☆☆☆-----

فریدا رتی رت نہ نکلے، جے تن چیرے کوءِ   جو تن رتے رب سیوں، تن تن رت نہ ہوءِ

حل لغات:

★ رتی: بھاگ، نصیب، ایک وزن جو آٹھ چاول کے برابر ہوتا، ایک ماشے کا آٹھواں حصہ قلیل مقدار، تھوڑی مقدار، ذرہ۔ ★ چیرے۔ چیرنا سے بمعنی پھاڑنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا، شگاف کرنا۔ ★ سیوں۔ کی وجہ سے، کے سبب، ساتھ، طرف سے۔ ★ رتی رت: اگر یہ دونوں لفظ یکجا ہو جائیں اس کے دو معنی ہوتے ہیں، سرخ خون، تھوڑا سا خون، رتی بھر خون یہاں یہی، آخری معنی زیادہ مناسب ہے۔ ★ جے: اگر۔ ★ تن: جسم، بدن، شخص، آدمی، فرد۔ ★ رب: پالنے والا، پروردگار، مالک، خدا تعالیٰ۔ ★ رت: لہو، خون۔ ★ نکلے: وجود یا جسم سے باہر آئے۔ ★ کوءِ: کوئی۔ ★ تن: اس، اس کا، وہ۔

مطلب:

اے فرید! اگر کوئی جسم کو چیرے [illegible] رب کائنات کے رنگ میں رنگا ہوا

marfat.com
Marfat.com

ہے۔یعنی جو حق تعالیٰ کے عشق میں رنگا ہوا ہے اس کے جسم میں ظاہری طور پر خون نہیں رہتا۔

فائدہ:

یہاں تو عشق مجازی کا بھوت جس پہ سوار ہو جائے وہ اپنے محبوب کے فراق میں ہمہ وقت رہنے کی وجہ سے اسے کھانے پینے کی رغبت پیدا ہی نہیں ہوتی۔حتیٰ کہ صرف ڈھانچہ ہی ڈھانچہ رہ جاتا ہے۔دنیوی ظاہری لالچ وغیرہ ختم ہو جاتے ہیں اس کے دل ودماغ پہ محبوب کے عشق کا بھوت سوار ہو جاتا ہے۔وہ اترنے میں ہی نہیں آتا اس کی بھوک پیاس ختم ہو جاتی ہے۔سردی گرمی کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔حتیٰ کہ ان کے وجود سے سوائے محبوب کے سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔اسے ہمہ وقت محبوب کی یاد تڑپاتی رہتی ہے۔اگر درخت کا پتہ بھی حرکت کرے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ شاید محبوب آیا ہوگا۔اس سے حرکت پیدا ہوئی ہوگی جب یہ حال دنیوی عشق مجازی کا ہے کہ اس عشق کا ڈنگا ہوا موت کو بھی گلے لگانے سے نہیں جھجکتا۔موت کو بھی گلے لگا لیتا ہے اپنا تن من دھن بھی کچھ محبوب کی خاطر قربان کر دیتا ہے نام ونمود،عزت،وقار،سب کچھ داؤ پہ لگا دیتا ہے۔جب یہ حال عشق مجازی کا ہے تو جسے رب کائنات کا عشق حقیقی حاصل ہو جائے اس کی کیفیت کا اندازہ لگایئے جو کیفیت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان کی ہے۔

حقیقت عشق:

اعتراض کیا جاتا ہے کہ عشق کا لفظ ہے ہی نہیں خواہ مخواہ گھڑ لیا گیا ہے۔؟

لفظ عشق کوئی ایسا بدنام زمانہ قسم کا لفظ تو ہے نہیں کہ جس پہ اتنی ناک بھوں چڑھائی جائے۔حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔علاوہ ازیں لفظ عشق آج سے سینکڑوں برس سے مختلف زبانوں میں استعمال ہو رہا ہے۔اس کے متعلق چند سالوں سے چونکہ چنانچہ کی الٹ پھیر شروع ہوئی ہے۔وہ بھی محض من گھڑت ورنہ بکثرت عربی،اردو،فارسی لغات میں لفظ عشق کے معنی بیان کیے گئے ہیں۔کسی ایک نے بے پر کی اڑادی تو سارا قبیلہ تالیاں بجاتا پیچھے لگ گیا،کاش لفظ عشق کے معنی کے لیے (۱) مختار الصحاح،ص ۴۲۷ میں اس کے معنی اَلْعِشْقُ فَرْطُ الْحُبّ بیان ہوئے ہیں (۲) اسی طرح لسان العرب جلد ۱۰،ص ۲۵۱ (۳) تاج العروس جلد ۷،ص ۱۳ (۴) قاموس جلد ۳،ص ۲۶۵ پر یہی معانی بیان ہوئے ہیں۔(۵) اسی طرح اردو لغات میں بھی عشق کے معنی محبت،فریفتگی،پریم،پیار،چاہ کے معانی بیان ہوئے ہیں (۶) فیروز اللغات اردو جدید فیروز سنز لاہور: عشق۔حد سے زیادہ محبت

لفظ عشق علمائے کرام اور اولیائے کرام کے نزدیک:

جس طرح لغات میں یہ لفظ شدید محبت میں استعمال ہوتا ہے اسی طرح علمائے کرام اور اولیائے کاملین کے نزدیک بھی لفظ عشق محبت کی فراوانی کے معانی میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔خصوصاً یہ لفظ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم سے بے حد محبت کرنے میں استعمال ہوا ہے۔مثلاً

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد　　او ز حرص و عیب کلی پاک شد

ترجمہ: جس کے وجود نفسانی کا جامہ عشق سے پاک ہو گیا وہ حرص اور ہر عیب سے پاک ہو گیا

marfat.com
Marfat.com

(۲) شاد باش اے عشق خوش سودائے ما　　اے طبیب جملہ علتہائے ما

ترجمہ: اے ہمارے عشق خوش سوداء اور ہماری تمام بیماریوں کے طبیب تو خوش رہ۔

(۳) جسم خاک از عشق بر افلاک　　کوہ در رقص آمد و چالاک شد

ترجمہ: جسم خاک عشق سے افلاک پر پہنچا، پہاڑ رقص میں آ کر چست و چالاک ہو گیا۔

(شرح درود تاج، ص ۳۰۰، از فیض ملت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی مثنوی مولانا روم دفتر اول، جلد اول، ص ۳۷، اردو ترجمہ)

فائدہ:

مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دیو بند مکتبہ فکر کے قاضی سجاد حسین نے لکھا ہے کہ مولانا کی یہ کتاب (مثنوی شریف) بالکل نایاب تھی لیکن گزشتہ سالوں میں مولانا عبد الماجد دریابادی مدظلہ نے اس کو دریافت کیا اور اس کی ترتیب وتہذیب کر کے ۱۹۲۸ء میں شائع کر دیا۔ (مقدمہ مثنوی شریف، ص ۱۳)

جملہ معشوق ست و عاشق پردہ

سب کچھ معشوق ہی ہے عاشق ایک پردہ ہے

(مقدمہ مثنوی مولانا روم، ص ۲۰)

جملہ اجزاء جہاں زاں حکم پیش　　جفت جفت وعاشقاں جفت خویش

دنیا کے تمام اجزاء جوڑ جوڑ ہیں　　اور ہر ایک اپنے جوڑے کا عشق ہے

(مقدمہ مثنوی، ص ۲۲)

قاضی سجاد مترجم مثنوی ومولوی معنوی سے ثبوت:

قاضی صاحب سے لفظ عشق کے متعلق کتنے ثبوت پہنچائیں سینکڑوں اشعار مثنوی میں لفظ عشق والے موجود ہیں ان کے ساتھ ترجمہ بھی ہے۔ بہر حال ترجمہ کے متعلق تو کہہ دیا جائے گا کہ ترجمہ اسی طرح کر دیا گیا ہے آیئے حاشیہ ملاحظہ فرمایئے۔ ص ۳۷، جلد اول پر دوسرے شعر میں لفظ ہی استعمال ہوا اس کا تذکرہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے؟

(۱) مچھلی: مراد عاشق ہے جو دریائے عشق سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔

دیر شدن: ضائع ہونا در بیناید۔ کامل عاشق کے احوال ناقص نہیں سمجھ سکتا۔ کمال عشق کی باتیں عام لوگوں کو سنانا بیکار ہے۔

(۲) بادہ: شراب میں وہ جوش کہاں جو عشق صادق میں ہے۔ (مثنوی شریف جلد اول ص ۳۷)

فائدہ: معلوم ہوا کہ معترضین قاضی سجاد صاحب کے نزدیک عام لوگ ہیں جو حقیقت عشق سے بے خبر ہیں اور نہ ہی انہیں عشق کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے اس لیے کمال عشق کے احوال ان کے سامنے بیان کرنا بیکار ہے۔

اسی طرح سینکڑوں مقامات پہ لفظ عشق، عشق حقیقی کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اور لفظ عاشق عاشق حقیقی کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ پس واضح ہوا کہ لفظ [illegible] استعمال [illegible]

marfat.com
Marfat.com

حضرت بابا بلھے شاہ صاحبؒ اور لفظ عشق یا عاشق کا استعمال:

(۱) عشق انگیٹھی ، ہر مل تارے
چاند سے کفن بناواں گی
لا مکان کی پڑی اوپر
بہ کرناؤ بجاواں گی (کلام بلھے شاہ، ص ۱۷

(۲) کرم شرع دے دھرم بتاون، سنگل پاون پیری
ذات مذہب ایہ عشق نہ پُچھدا، عشق شرع داویری (کلام بلھے شاہ، ص ۲۱)

(۳) تیرے عشق نچایا کرکے تھیا تھیا
تیرے عشق نے ڈیرا میرے اندر کیتا
بھر کے زہر پیالا میں تاں آپے پیتا
جھب دے بوہڑیں وے طبیبا نہیں تے میں مرگیا
تیرے عشق نچایا کرکے تھیا تھیا (ص ۳۰)

(۴) جن تن لگیا عشق کمال
ناچے بے سُرتے بے تال (ص ۳۱)

(۵) جس نے ویس عشق دا کیتا
دُھر درباروں فتویٰ لیتا
جدوں حضوروں پیالہ پیتا
کُجھ نہ رہیا جواب سوال (ص ۳۲)

(۶) عشق تساڈا مینوں وسدا پریت کولوں بھارا
اک گھڑی دے ویکھن کارن چک لیا سر سارا
محنت ملے کہ ملدی ناہیں، ڈاہڈے دی آشنائی
جند [illegible] دے [illegible] (ص ۳۳)

marfat.com
Marfat.com

(۷) اوکھا جھیڑا عشقے والا، سنبھل کے پیر ٹکالیں او یار
ہر شے اندر توں آپے ہیں، آپے دیکھ وکھالیں او یار (ص۳۴)

(۸) چھڈ جھوٹھ بھرم دی پستی نوں
کر عشق دی قائم ہستی نو (ص۳۶)

(۹) جد میں سبق عشق دا پڑھیا
دریا ویکھ وحدت دا ڈریا
گھمن گھیراں دے وچ اڑیا
شاہ عنایت لایا پار (ص۴۸)

(۱۰) جس تن وچ عشق دا جوش ہویا
اوہ بے خود تے بے ہوش ہویا (ص۵۷)

علامہ اقبال

ہے ابد کے نسخۂ دیرینہ کی تمہید عشق
عقل انسانی ہے فانی، زندۂ جاوید عشق
عشق کے خورشید سے شام اجل شرمندہ ہے
عشق سوزِ زندگی ہے تا ابد پائندہ ہے

(بانگ درا کلیات اقبال، ص۲۷۶ بانگ درا فلسفۂ غم)

عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم
عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوز دم بہ دم

(کلیات اقبال، ص۵۸۷، بال جبریل ۹)

فائدہ:

علم و عشق کے عنوان سے بہترین نظم ضرب کلیم میں بھی ہے۔

حضرت پیر خواجہ عطا محمد سیال نوشاہی قادری رحمۃ اللہ علیہ:

بن صابر عشق دے [illegible]
[illegible] رہو

marfat.com
Marfat.com

دے سر نذرانہ سجناں نوں — موہوں یار دا کلمہ کہندا رہو (آئینہ فقیر، ص ۱۲۷، کافی)

عشق بناں دل پاک نہیں ہوندا — بھانویں کریئے ذکر ہزاراں
عشق دلاں نوں روشن کردا — حسن عشق چہ ڈھیر بہاراں
بناں عشق دے بھید بھید کسے نہیں پایا — باجھوں عشق دے نہیں گلزاراں
بن صابر میر محمد رہیئے — سدا رکھیئے طلب دیداراں (آئینہ فقیر، ص ۱۲۶)

اکبر الہ آبادی:

یہ مصرع چاہیے لکھنا بیاض چشم وحدت میں
خدا کا عشق ہے عشق مجازی بھی حقیقت میں

(دیوان اکبر، ص ۳۳)

کہیں عاشق کا مطلب ہوں — کہیں مختار کامل ہوں
کہیں مجبور مطلق ہوں — کہیں مختار کامل ہوں (دیوان اکبر، ص ۳۹)

حضرت میاں محمدؒ:

جنہاں عشق خرید نہ کیتا اینویں آ گئے
عشقے باجھ محمد بخشا کیا آدم کیا کتے (سیف الملوک، ص ۳۴)

عشقوں باجھ ایمان کویہا کہن ایمان سلامت
مر کے جیون صفت عشق دی دم دم روز قیامت (سیف الملوک، ص ۳۴)

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ:

تھیا عشق فرید آ بیلی — سبھ بھل گئے ایہی اوہی

(دیوان فریدی کافی ۱۸۴، ص ۱۷۴)

عشق سوغاتاں میں دل بھیجیاں — درد اندیشے روگ کشالے

(دیوان فریدی کافی نمبر ۲۳۰، ص ۲۱۳)

marfat.com
Marfat.com

روز ازل دی ہاں دلبر دی کیتا عشق غلامے
تانگھ تنگھیندی کاگ اڈیندی رو واں صبح شامے
نہ کوئی خط دلدار دا آیا نہ قاصد نہ پیغامے
آکھ فرید دل درد وں ماندی حسن مٹھڑی بے آرامے

(دیوان فریدی، ص ۲۵۴)

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ:

زعشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست
بآب ورنگ وخال وخط چہ حاجت روئے زیبارا
ہمارے ناقص عشق سے، یار کا حسن بے نیاز ہے
حسین چہرے کو آب ورنگ اور تل اور خط کی کیا ضرورت ہے

(دیوان حافظ، ص ۳۱)

ابومسعود محمود شاہ صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ:

مناجات محمود فارسی چہارم میں ہے۔

ادب عشق دین ایمان سبقے ست از چماں
روزی کن امن و ایماں پروردگار عالم پروردگار عالم

(مناجات محمود ملقب نہ سفری کفن، ص ۹۰)

ادب و عشق خدا و مصطفیٰ اصل دیں و اصل ایمان بے خطا

(مناجات محمود فارسی پنجم مناجات محمود، ص ۹۳)

ہو میسر قرب اور تیری رضا اور ادب وعشق ذات مصطفیٰ

(مناجات محمود اردو حصہ دوم، ص ۱۰۱، مناجات محمود)

ادب وعشق مصطفیٰ میں دے کمال استقامت دے ہمیں اے ذوالجلال

(مناجات محمود اردو حصہ دوم، ص ۱۰۳، مناجات محمود)

ظاہر و باطن میں تیری یاد ہو عشق حق سے دل مرا آباد ہو

(مناجات محمود اردو حصہ دوم، ص ۱۱۵، مناجات محمود)

marfat.com
Marfat.com

ادب تے عشق توں اصحاب تارے   تے کشتی اھل بیت اطہار توبہ
(مناجات محمود اردو حصہ دوم، ص ۱۱۷، مناجات محمود)

صاحبزادہ محمد اقبال خان ربانی:

وظیفہ جن کا دیکھوں مصطفےٰ کو   عشق کی انتہا صدیق اکبر (سب دا سوھنا پیر، ص ۲۱)

دم جو نکلا تو زبان پر ذکر تھا   پیر عشق و محبت کو سلام (سب دا سوھنا پیر، ص ۲۲)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ:

تیرے عشق میں روئے مرغِ سحر   تیرا نام ہے مرہم زخم جگر
تیرے نام پہ جان فدا   سبحان اللہ سبحان اللہ (دیوانِ سالک، ص ۴)

رہے جس میں عشق حبیب خدا   وہ دل وہ جگر اور وہ سر چاہیے (دیوانِ سالک، ص ۳۰)

غوث العالم حضرت سید میراں بھیکہ رحمۃ اللہ علیہ:

شین شوق کے اوپر آیا   شین عشق کے بیچ سمایا (گیان پرکاش، ص ۱۶)

میراں شاہ جالندھری:

کہیا دل چھل کھیل رچایا اے   سانوں عشق انوکھا لایا اے (سی حرفی، ص ۶)

حضرت پیر سید شیر محمد نور اللہ مرقدہ فتحپور شریف:

اسے ہجر تے وصل دی گل والا تساں آپ سکھایا جے ول
سائیں (مکتوبات عشق، ص ۷ خط سوم)
کنجی عشق حقیقی دی صاف لگی جہیں سنے نی کھول قفل سائیں
جداں عشق دے بحرنوں لہر آوے دیندا کئی اوتھل پتھل سائیں
ترس شیر محمد پیر کیتا کل مشکلاں ہویاں نی حل سائیں (مکتوبات عشق، ص ۷ خط سوم)

marfat.com
Marfat.com

اوّل حمد باری کہاں لکھ واری جنہیں عشق تھیں اپڑ پیار کیتا
بعد نعت رسول مقبول تائیں جنہوں آپ غفار سردار کیتا (مکتوبات عشق، ص ۸ خط چہارم)

حضرت خواجہ نظامی گنجویؒ:

بمہر علی گرچہ محکم پیم زعشق عمر پتر خالی نیم (سکندر نامہ بری، ص ۱۵)

عبدالرحمان بابا پشتو شاعر:

بے لہ عشقہ کہ م عیب کہ م ہنروے نہ خبر پہ سعادت نہ پہ گناہ یم

ترجمہ: عشق کے سوا نہ کوئی میرا عیب ہے نہ ہنر اور نہ نیکی سے واقف ہوں نہ مجھ کو گناہ کا شعور ہے۔

(مغربی پاکستان کے صوفی شعراء عبدالرحمان بابا اور ان کے ہمعصر، ص ۱۸)

(شائع کردہ شعبۂ مطبوعات محکمہ اطلاعات مغربی پاکستان لاہور)

مولوی عبدالستار:

دانہ گندم جب حضرت آدم علیہ السلام نے کھالیا تو جو جواب آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیا اس کی ترجمانی مولوی عبدالستار نے یوں کی ہے۔

کرن روایت ھک دن آدم رویا درر نجاناں یارب تیرے عشق کھوایا مینوں گندم داناں
(قصص الحسین، ص ۸)

دلوں وسیلہ حیلہ کیتا جے میں گندم کھاساں
رب دے کول ہمیشہ ہوساں جنت چھوڑ نہ جاساں (قصص الحسین، ص ۱۷)
جدوں نبی دل حاضر ہویاں کل باتاں اٹھ گیاں
عشق الہوں دل دیوچہ نوروں رحمت نہراں پیاں

سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ:

زاہد زہد کر یندے تھکے، روزے نفل نمازاں ہو
عاشق غرق ہوئے وچ وحدت، اللہ نال محبت رازاں ہو
مکھی قید شہد وچ ہوئی کیا اڈسی نال شہازاں ہو
جہاں مجلس نال نبی دے باہو سوئی صاحب ناز نوازاں ہو

(ابیات باہو، ص ۳۶۷)

marfat.com
Marfat.com

حد سے زیادہ محبت:

حد سے زیادہ محبت کو ہی عشق کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساری کائنات سے زیادہ محبت کرنے کا اللہ تعالیٰ کے رسول نے حکم دیا ہے ملاحظہ فرمائیے بخاری شریف۔ ہر شے سے زیادہ محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنے کو کامل ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (بخاری شریف کتاب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

فائدہ:

"الرسول" پر الف لام عہد کے لئے ہے اور معہود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں الف لام جنسی اور استغراقی نہیں لہٰذا اس سے جنس رسول مراد نہیں اور نہ ہی سب رسول مراد ہیں اس پر قرینہ یہ ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حتیٰ اَكُوْنَ اَحَبَّ الیہ الخ یعنی میں اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ اگرچہ تمام رسولوں سے محبت واجب ہے۔ "اَحَبَّ" اسم تفضیل بمعنی مفعول ہے یہ خلاف قیاس ہے۔ کیونکہ اسم تفضیل ہمیشہ بمعنی فاعل آتا ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ اس حدیث میں نفس کو ذکر نہیں فرمایا حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اس کا جواب یہ ہے کہ ولد اور والد کو ذکر کرنے کی خصوصیت یہ ہے کہ غالباً یہ دونوں انسان کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں اور بسا اوقات اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہوتے ہیں۔ اور ولد اور والد کو بطور مثال ذکر کیا ہے والد میں مائیں اور باپ اور ولد میں ساری اولاد عورتیں مرد سب داخل ہیں۔ اور جو عزیز نہیں وہ بطریق اولیٰ داخل ہیں۔ یعنی جب تک ساری کائنات سے زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ ہو انسان مومن نہیں ہوسکتا آپ کی محبت ہی ایمان ہے۔ اَلَا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا مُحَبَّةَ لَهٗ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت یہ ہے کہ افعال میں آپ کی پیروی کرے اور مخالفت نہ کرے یہ واجبات اسلام سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ

ان سے کہہ دیں اگر تمہارے باپ [illegible] بھائی [illegible] بیاں [illegible] قبیلہ [illegible] ہیں، تجارت جس میں

marfat.com
Marfat.com

خسارے کا خوف کرتے ہو اور مکانات جن سے خوش ہو، اللہ، اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد سے تمہیں زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ کا عذاب آ جائے۔ لہٰذا رسول اللہ کی محبت سب سے مقدم ہے۔

(تفہیم البخاری جلد اوّل، ص ۱۰۱،۱۰۰)

فائدہ:

قرآن و احادیث سے واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت دنیا جہان کی تمام محبتوں سے زیادہ ہونی چاہیے اور ایسی محبت کو ہی عشق کہتے ہیں۔ اَلْعِشْقُ فَرْطُ الْحُبِّ۔ زیادہ محبت کا نام عشق ہے۔ بلاوجہ کوئی میں نہ مانوں کی رٹ لگاتا ہے تو اس کی مرضی۔ ورنہ بزرگان دین اولیاء اللہ، علمائے کرام نے بھی یہ لفظ بکثرت استعمال کیا ہے۔ جہاں تک قرآن و حدیث میں اس لفظ کے نہ آنے کا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ جو لفظ قرآن و حدیث میں نہ آیا ہو وہ بولنا منع ہو ورنہ دیگر زبانوں کے اکثر الفاظ بلکہ خود عربی کے بے شمار ایسے الفاظ ملیں گے جو قرآن و احادیث میں بیان نہیں ہوئے مگر استعمال کیے جاتے ہیں کوئی بھی نہیں کہتا کہ یہ لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ قرآن و حدیث میں یہ لفظ نہیں آیا۔

فائدہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ فقراء کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرید! یہ جو درویشوں میں بعض ایسے لوگ نظر آتے ہیں کہ موٹے تازے ہوتے ہیں۔ انہیں حق تعالیٰ کی یاد سے تعلق نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ کھانے پینے میں ہی مصروف نظر آتے ہیں یہ درویش نہیں ہوتے بلکہ درویشوں اور اللہ والوں کو بدنام کرتے پھرتے ہیں۔ انہیں فقر سے کیا نسبت اللہ والوں کی تو یہ شان ہوتی ہے کہ کھانے پینے کی طرف ان کا رجحان ہی نہیں ہوتا وہ تو ہمہ وقت اپنے خالق و مالک کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب لکھتے ہیں کہ

"اے فرید! ان عشاق الٰہی کا بدن کوئی چیر کر دیکھے تو اس میں سے رتی بھر خون بھی نہیں نکلے گا جو بدن اللہ تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کے رنگ میں رنگا گیا ہو، اس بدن میں تو خون ہوتا ہی نہیں۔" (کلام بابا فرید گنج شکر، ص ۱۵)

عشق کی آگ:

اللہ والوں کے بدن میں دنیا والوں کی طرح نفسانیت اور لذتیں نہیں ہوتیں اور نہ ہی ان کا جسم ان اشیاء کا جویاں ہوتا ہے ان کا دل تو حق تعالیٰ کے عشق میں جل رہا ہوتا ہے۔ عشق کی آگ ان کے دل اور جسم سے ماسوا اللہ کے سب کچھ جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ بلکہ راکھ بھی اڑ جاتی ہے۔ ان کے دل اور جسم میں محض حق تعالیٰ کے عشق کی آگ ہی رہ جاتی ہے۔ روئیں روئیں میں یہ آگ سرایت کر جاتی۔ اس طرح یہ ایسا ہو جاتا ہے کہ یہ دنیا و مافیہا سے بیگانہ ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ کے عشق میں رنگ کر یگانہ ہو جاتا ہے۔

عشق کی طرف بلاوا:

اسی لیے محبوب سبحانی، قطب ربانی غوث صمدانی میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

بیٹا! جب تمہارا ایمان پرورش پا جائے اور اس کا درخت بلند ہو تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے آپ سے اور خلقت سے اور تیرے

marfat.com
Marfat.com

کسب کمائی سے بے پرواہ کردے گا۔ اللہ تعالیٰ تیرے نفس اور قلب اور باطن کو سپر کرکے اپنے دروازے پر کھڑا کرلے گا۔ اس کے ذکر اور قرب اور انس سے تیری تنگدستی غنا سے بدل جائے گی دنیاوی خورش اور شغل سے بے پرواہ ہوگا۔ دنیا دار کی ضرورت نہ رکھے گا تیرا دنیا دار کو دیکھنا زحمت اور تکلیف اور تاریکی ہوگا۔ (فتح الربانی وعظ محبوب سبحانی، انیسویں مجلس، ص ۱۶۶)

اللہ تعالیٰ محبوب بنا لے گا:

حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی کام کے نہیں تاوقتیکہ تمہارا گوشت کثرت رنج اور آفات سے نہ مرجائے پھر اس کو آفات کی مقراضیں کتر نہ سکیں۔ اب تم مجسم خلوت ہو جاؤ گے اللہ ہی کے ساتھ تمہارا دل دنیا اور آخرت سے خالی ہوگا لہٰذا تم دنیا اور آخرت اور جو کچھ ان میں ہے سب کے نزدیک معدوم ہو جاؤ گے صرف امر بجالانے اور نہی سے باز رہنے کے لیے تمہارا وجود ہوگا کیونکہ اللہ تجھے وجود دے گا اور اس کا فعل تمہیں حرکت اور سکون بخشے گا اور تم مقام غیب میں اللہ کے ساتھ ہو گے۔

تمہارے لیے کوئی مقام ثابت نہیں ہے جب تک کہ یہ مقام صحیح نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی صورت کو نہیں چاہتا بلکہ باطن کو چاہتا ہے۔ (وعظ محبوب سبحانی ترجمہ الربانی مجلس ۳۶)

فائدہ:

جب انسان دنیا و مافیھا سے اللہ تعالیٰ سے عشق کی بنا پر بے نیاز ہو جائے گا تو وہی کیفیت ہو جائے گی جس کا تذکرہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

عاشقوں کے تمام اعضاء عشق سے:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عاشقوں کے تمام اعضاء عشق سے بنائے گئے ہیں وہ شخص جو سرشت سے لے کر اب تک رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ کا دم مارتا ہے وہ ہر وقت جانتا ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت و عشق کیا چیز ہے؟ پس اے درویش! جس آنکھ میں عشق کا سرمہ لگا ہوا ہے اس سے عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

(ہشت بہشت، اسرار الاولیاء، ص ۷۹)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی آزمائش:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ کی دوستی کا دم مارا تو حضرت جرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو اسے آزمالوں؟ حکم ہوا کہ بہتر ہے جاؤ! آزمالو۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نیچے اتر کر پہاڑ پر کھڑے ہوئے۔ اور بلند آواز سے یا اللہ کہا۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبۃ اللہ شریف کی عمارت میں مشغول تھے باہر آکر کہا کہ صاحب! ایک مرتبہ اور اللہ کا نام لینا۔ جرائیل علیہ السلام نے کہا کہ پہلے شکرانہ لاؤ۔

جب شیخ الاسلام اس بات پر پہنچے تو آبدیدہ ہو کر یہ مثنوی زبان مبارک سے فرمائی۔

marfat.com
Marfat.com

مثنوی

شکر انہ دہم آنچہ در ملک من است　　　از بہر خدا بگوئے اللہ تو باز
جان نیز دہم و آنچہ در قلب است　　　یک بار اگر بگوئے اللہ تو باز

الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میرے پاس کئی ہزار اونٹ ہیں وہ سب میں نے اللہ تعالیٰ کی دوستی کے صدقے کیے۔ تو پھر ایک مرتبہ یا اللہ کہہ۔

حضرت جرائیل علیہ السلام نے یا اللہ کہا۔ تو جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تھا سب کچھ دے دیا پھر فرمایا اب پھر کہہ۔ جرائیل علیہ السلام نے پوچھا اب کیا دو گے؟

فرمایا: بدن میں جان باقی ہے سو وہ بھی دے دوں گا۔

حضرت جرائیل علیہ السلام نے پھر یا اللہ کہا۔ تو آپ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو حضرت جرائیل علیہ السلام نے کہا کہ واقعی ابراہیم خلیل اللہ دوستی حق میں صادق ہیں۔ پس جب واپس بارگاہِ الٰہی میں گیا تو سر سجدے میں رکھ کر عرض کی کہ واقعی جیسا سنا تھا ویسا ہی محبت میں صادق پایا۔ (ہشت بہشت، اسرار الاولیا مجلس ۱۰)

شعر کا مطلب:

اللہ تعالیٰ نے عشاق کے ابدان بھی عشق سے بنائے ہیں اس لیے ان کے وجود میں حق تعالیٰ کا عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔ ان کے اعضاء کو محض عشق حقیقی کے سوا کچھ بھی مطلب نہیں ہوتا اس لیے ان کا کھانا پینا بھی برائے نام ہی ہوتا ہے۔ جیسے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی غذا کو بیان کیا جاتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غذا کے ضمن میں بے شمار روایات بیان کی جاتی ہیں۔ عشاق کا اوڑھنا بچھونا دنیوی امور نہیں محض عشق حق ہوتا ہے۔ اس لیے انہیں دنیا و مافیہا سے کوئی سروکار نہیں ہوتا بلکہ عشق حق میں ہی جیتے ہیں۔

اس لیے بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اے فرید! اگر کوئی میرا جسم چیر پھاڑ دے کہ وہ میرے جسم سے خون نکالنے کا متمنی ہو تو یہ اس کی بھول ہوگی میرے جسم سے کیا نکلے گا۔

نہ میں نے دنیا والوں کی طرح کھایا پیا اور نہ ہی میرے بدن سے دنیا والوں کی طرح خون نکلے گا بلکہ پورے جسم سے ایک رتی بھی خون نہیں نکلے گا یعنی تھوڑا سا بھی خون میرے جسم سے نہیں نکلے گا۔ رتی دراصل اسیر کی 16 چھٹانکیں ہوتی ہیں۔ ایک چھٹانک کے پانچ تولے ہوتے ہیں اور ایک تولے کے 12 ماشے ہوتے ہیں اور ایک ماشہ کی 8 رتیاں ہوتی ہیں اب خود اندازہ فرمائیے کہ ایک رتی کتنا خون ہوگا بلکہ آپ تو بیان فرما رہے ہیں کہ ایک رتی بھی خون نہیں نکلے گا۔ کیونکہ اگر کوئی خون تھا بھی تو حق تعالیٰ کے عشق کی آگ نے سب کچھ جلا دیا اب تو میرے جسم میں کچھ بھی نہیں رہا۔ کیونکہ جو جسم اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق سے رنگین ہیں ان میں خون کے رنگ کی [illegible] ہوتا۔ کیونکہ ان کے اجسام دنیوی غذا سے

marfat.com
Marfat.com

پلے ہوئے نہیں ہوتے۔

حکایت:

ایک دن حضرت بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کے سامنے حضرت بابا صاحب کے اس چلہ کا حال بیان فرما رہے تھے کہ حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ جناب والا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جو شخص یہ نماز ادا کرتا ہے الٹا لٹکنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں اور منہ سے خون جاری نہیں ہو جاتا اور نہ خوراک اور پانی باہر نکلتا ہے۔

آپ نے جواب دیا کہ ایک ولی اللہ کے سوکھے ہوئے مرتاض جسم میں خوراک یا خون کی موجودگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ مجاہدہ اور ریاضت شاقہ کی وجہ سے ایک انسانی ڈھانچہ ہوتا ہے۔

ایک اور جگہ حضرت نے لکھا ہے کہ جب ایک طالب صادق پر عشق الٰہی کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ طے کا روزہ رکھتا ہے۔ اس میں وہ افطار کے وقت چند قطرے پانی تو پی لیتا ہے لیکن کبھی متواتر تین دن، کبھی دس دن، کبھی ایک مہینہ، کبھی چھ مہینے، کبھی ایک سال اور کبھی اس سے بھی زیادہ مدت تک وہ کچھ نہیں کھاتا۔ (انوار الفریدیہ المعروف بہ تاریخ فریدی بحوالہ جوامع الکلم ص ۲۳۱۔ کتاب ناتہ تصوف از بندہ نواز)

فائدہ:

چلہ معکوس کے متعلق قدرے تفصیلات مطلوب ہوں تو ہماری تصنیف حیات الفرید کا مطالعہ کیجئے۔

اللہ کے رنگ میں رنگین:

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو تن اللہ تعالیٰ کی یاد کے رنگ میں رنگین ہو چکے ہیں انہیں اور کسی قسم کے رنگ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کے جسم میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کا رنگ سرایت کر چکا ہے۔

قرآن مجید میں بھی ہے کہ:

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ (پ ا، سورۃ البقرہ آیت ۱۳۸)

ہم نے اللہ تعالیٰ کا رنگ لیا اور کس کا رنگ اللہ تعالیٰ سے بہتر ہے اور ہم اس کی عبادت کرتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

ایہہ تن سبھورت ہے، رت بن تن نہ ہوءِ — جو شوہ رتے آپنے تِت تن بوجھ رت نہ ہوءِ

حل لغات:

★ شوہ: خاوند، میاں، مالک۔ ★ ایہہ: یہ۔ ★ سبھو: سارا، سب۔ ★ تن: جسم۔ ★ رت: رتا۔ لال سرخ، خون سے بھرا ہوا۔ ★ تِت: اُس۔ ★ رت: لہو، خون۔ ★ بوجھ: وزن، بار، گٹھڑی، پاسنگ فکر، خیال، وقت، مشکل حصہ۔ ★ بن: بغیر۔ ★ رتے: سرخ رنگ میں رنگے ہوئے رنگین، مراد، اپنے مالک کی محبت میں رنگے ہوئے۔ ★ ہوءِ: ہو، ہوتا، ہوگا۔ ★ آپنے: اپنے۔

marfat.com
Marfat.com

جو:

★ جو شخص، جو چیز، جو بات۔(۲)(اسم ظرف) جس قدر، جتنا (۳) صفت: جو کوئی۔ جونسا، جو کچھ (۴) حرف شرط: اگر۔ بشرطیکہ (۵) اچانک (۶) اسم موصول: جس وقت، جبکہ

مطلب:

یہ سارا جسم خون سے بنا ہوا ہوتا ہے۔ کوئی بھی جسم خون کے بغیر محال ہے۔ لیکن جو جسم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی محبت میں رنگا ہوا ہے اُس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر جو کچھ ہے وہ سارے وزن، پاسنگ، فکروں، تفکرات، اور دیگر مشکلات سے بچا ہوا ہوتا ہے۔ ان کے جسم میں ظاہری خون عام آدمیوں کی مانند نہیں ہوتا بلکہ عام لوگوں سے بہت کم ہوتا ہے بلکہ برائے نام خون ہوتا ہے۔

فائدہ:

یہ شعر اور اس کے بعد والے دو شعر یعنی یہ تینوں اشعار بعض ان تینوں اشلوک کو ''گورو امر داس جی'' کا کہتے ہیں جبکہ ان کے مجموعوں میں تخلص نانک استعمال ہوا ہے جیسے (۱) پروفیسر محمد یونس نے کلام بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ص ۵۲ پر نوٹ دے کر لکھا ہے کہ چھ مصرعوں پر مشتمل یہ اشلوک گورو امر داس جی کا ہے اس میں تخلص نانک ہی استعمال ہے اور اس میں بابا فرید کے اشلوک نمبر ۱۵ کے مضمون کو بڑی خوبصورتی سے آگے بڑھایا گیا ہے۔ (کلام بابا فرید گنج شکر، ص ۵۲)

(۲) معارف فریدیہ میں ہے کہ سکھ گرو ''مرداس صاحب'' نے جو جواب دینے کی کوشش کی ہے اس سے کچھ بات بنی نہیں اس لیے اسے قلمزد کرنا ہی مناسب لگتا ہے۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۳۴)

جبکہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پہ مبنی اکثر مجموعوں میں اس شلوک کو بھی بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا شلوک تسلیم کیا گیا ہے اس لیے اس شلوک کو بھی یہاں درج کر دیا ہے۔

(۱) بول فریدی میں اسی شلوک کو ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے درج کیا۔

(۲) مخدوم ابرار احمد خان گیلانی خادم دربار کلیر شریف نے دیوان فرید، ص ۸۱ پر درج کیا اور، ص ۸۲ پہ ترجمہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ بابا صاحب فرماتے ہیں۔ اسی طرح نتیجہ بیان کرتے ہوئے بھی لکھا۔

اسی طرح دیگر مجموعہ ہائے کلام میں بھی یہ شلوک درج کیا گیا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ شلوک بابا فرید کا ہے۔ جہاں تک بعض مجموعوں میں اس میں نانک تخلص آنے کا ہے اس میں کوئی اچنبھے کی کوئی بات نہیں کہ گورونانک نے اپنی کتاب میں یہ شلوک لکھے۔ بار بار کی نقل نویسی سے بھی کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ جب بول فریدی میں ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ'' ڈاکٹر موہن سنگھ جی دے ایس نوٹ توں ایہ گل بالکل صاف ہو جاندی اے کہ گورو گرنتھ وچ نقل کرنا لگیاں، بابا جی دے بولاں وچ کجھ فرق پادتا گیا اے تے اوہ ہندی انگل دی عبارت توں صاف ظاہر وی ہندا اے۔ (بول فریدی، ص ۴۶)

ایھه تن سبھورت ھے، رت بن تن نه ھوۓ:

پہلے شلوک میں بیان کہ

جو تن رتے رب سیوں، تن ... ہو ... میں جس ... کیا گیا ہے کہ اللہ والوں کے تن چونکہ

marfat.com
Marfat.com

حق تعالیٰ سے واصل ہوتے ہیں وہ دنیوی غذائیں کم ہی کھاتے ہیں اس لیے ان میں خون ہوتا ہی نہیں مراد انتہائی کم ہوتا ہے نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے جیسے مشہور ہے کہ۔

اَلْقَلِیْلُ کَالْمَعْدُوْم کہ قلیل نہ ہو۔ ہے۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ اللہ والوں کے جسم مبارک میں دنیوں لوگوں کی مانند خون نہیں ہوتا۔ بلکہ ان میں جو ذرہ برابر ہوتا بھی ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سستی پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی دنیاداری میں رغبت پیدا ہوتی ہے۔

جبکہ اب اس شلوک میں بیان کیا گیا ہے کہ بظاہر دیکھیں تو انسان کا سارے جسم میں ہی خون ہوتا ہے کوئی بھی ایسا جسم نہیں ہوتا جس میں خون نہ ہو بلکہ ہر جسم میں خون ہوتا ہے۔ جسم کے تمام حصوں میں خون پایا جاتا ہے۔

جوشوہ رتّے آپنے تت تن بوجھ رت نہ ہوءِ:

جو جسم اپنے خالق و مالک کے رنگ میں رنگے ہوتے ہیں ان کا خون اُن کے جسم پہ بوجھ نہیں بنتا بلکہ ان کا خون بھی انہیں حق تعالیٰ کے قریب ہونے کا سبب بنتا ہے۔ ان کا خون انہیں حق تعالیٰ سے دور نہیں کرتا بلکہ ان کا خون ان کے لیے حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بنتا ہے۔ کماقال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (پ۲، البقرہ۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں (کنز الایمان)

فائدہ:

موت کے بعد ہی اللہ تعالیٰ شہداء کو حیات عطا فرماتا ہے ان کی ارواح پر رزق پیش کیے جاتے ہیں۔ انہیں راحتیں دی جاتی ہیں ان کے عمل جاری رہتے ہیں اور اجر و ثواب جاری رہتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی ہیں اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

-----☆☆☆-----

بھے پے تن کھیں ہوءِ لوبھ رت وِچوں جاءِ
جیوں بیسنتر دھات سُدھ ہوءِ

حل لغات:

★ تن: جسم۔ ★ بھے: لالچ، خوف۔ ★ کھیں: لسا، پتلا، کمزور۔ ★ پے: سے۔ ★ ہوءِ: ہوتا۔ ★ جیوں: جیسے، جس طرح۔ ★ رت: خون، لہو۔ ★ لوبھ: لالچ۔ ★ بیسنتر: آگ، بھاہ۔ ★ دھات: وہ معدنی جوہر جس میں پگھلنے کی خصوصیت ہو جیسے سونا چاندی۔ ★ وچوں: میں سے۔ ★ سُدھ: صاف، خالص۔ ★ جاءِ: جاتا رہتا ہے، ختم ہو جاتا ہے۔ ★ ہوءِ: ہوتی ہے ہوتا ہے۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ کے خوف سے انسانی جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کے جسم میں جو رہا سہا خون رہ جاتا ہے اس میں لالچ اور طمع اسی

marfat.com
Marfat.com

طرح نکل جاتا ہے جیسے آگ میں دھات ڈال دینے سے سارا کھوٹ نکل جاتا ہے یعنی جب جسم میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت آجاتی ہے۔ انسانی جسم سے ہر قسم کا کھوٹ نکل جاتا ہے۔

شرح:

انسان اس دنیا فانی میں آتا ہے تو اس وقت اس کا بچپن ہوتا ہے بچپن میں اس کی عادتیں خراب ہو جاتی ہیں۔ طعام اور کھانے مختلف قسم کے کھاتا ہے۔ اسے کھانے سے غرض ہوتی ہے۔ والدین جیسے بھی ممکن ہو سکے۔ اپنی اولاد کو نئی سے نئی غذا کھلاتے ہیں۔ بہترین سے بہترین خوراک والدین کھلاتے ہیں۔ اس طرح انسان ہر قسم کی نعمتیں استعمال کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ انسان بے فکر ہو کر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں استعمال کرتے کرتے خوب موٹا تازہ ہو جاتا ہے۔ جس انسان پہ جوانی آتی ہے تو منہ زور جوانی اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ شیطان خون میں اپنا اثر دکھانے لگتا ہے۔ نفسِ لمارہ اپنی من مانی کرنے پہ تُل جاتا ہے۔ اسی طرح نفسانیت انسان کو راہِ راست سے روکتی ہے کیونکہ اگر راہِ راست پہ چلا تو من مانی نہ ہو سکے گی۔ شیطان انسان کو صراطِ مستقیم سے روکتا ہے کیونکہ یہ ازل سے ہی انسان کا دشمن ہے۔

مگر پھر بھی جسے روزِ ازل کا میثاق یاد رہا۔ دنیا کی بھول بھلیوں میں وہ اسے نہ بھلا بیٹھا تو اس پہ حق تعالیٰ کا خوف اپنا اثر دکھاتا ہے۔ انسان سوچتا ہے کہ ہمارا رب تو اللہ ہے وہی ہمیں رزق عطا فرماتا ہے۔ وہی ہمارے دکھوں سکھوں میں ہماری مدد کرتا ہے ہم اس سے دوری کیوں اختیار کریں اس لیے ہم پہ لازم ہے کہ ہم صراطِ مستقیم کو اپنائیں۔

اگر آج ہم رب کو بھلا بیٹھے شیطان کے پیچھے چلے تو ہم نہ دنیا میں سکون سے جی سکیں گے اور نہ ہی آخرت میں نجات حاصل ہو سکے گی۔

جب انسان میں خوفِ خدا پیدا ہو جاتا ہے تو انسان دنیا میں من مانی کرنی چھوڑ دیتا ہے۔ نفسانیت کی تمام راہیں ترک کر دیتا ہے اور شیطان اور شیطان صفت انسانوں سے دور بھاگتا ہے خوفِ خدا کی وجہ سے اس کا جسم کمزور اور لاغر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ رب تعالیٰ کے عذاب برداشت نہ کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ذیشان ہے کہ:

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۚ ○ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۚ ○ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ (پ ۲۸، سورۃ رحمٰن آیت ۴۱ تا ۴۵)

مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں۔ پھریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں۔ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔ (کنزالایمان)

خوفِ خدا کی فضیلت:

اسی خوف کی وجہ سے انسانی جسم کمزور اور لاغر ہوتا جاتا ہے خوفِ خدا کی بڑی فضیلت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

(سورۃ رحمٰن آیت نمبر ۴۷۔۴۶)

اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

عذاب جہنم سے محفوظ دو آنکھیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو آدھی رات میں اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے راہِ خدا میں نگہبانی کرتے ہوئے رات گزاری۔ (مکاشفۃ القلوب باب ۵۲، ص ۴۱۲)

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی مگر جو آنکھ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے رک گئی۔ جو آنکھ راہِ خدا میں بیدار رہی اور جس آنکھ سے خوفِ الٰہی کی وجہ سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا وہ قیامت کے دن رونے سے محفوظ رہے گی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۴۱۲)

جہنم سے آزادی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے خوف سے رویا یہاں تک کہ دودھ دوبارہ تھن میں لوٹ آئے اور راہ خدا کا غبار اور دھواں یکجا نہیں ہوں گے۔

(مکاشفۃ القلوب، ص ۴۱۲)

حکمت کا سرچشمہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رأس الحکمة مخافة اللّٰه

اللہ تعالیٰ کا خوف حکمت کا سرچشمہ ہے۔ (عوارف العارف ۶۶۱)

جام محبت:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "عاشق کو جام محبت اس وقت دیا جاتا ہے جب خوف اس کے دل کو پختہ اور مضبوط بنا دیتا ہے۔ (عوارف المعارف، ص ۶۶۲)

ایمان اور علم کا کمال:

حضرت شیخ سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم سے ایمان کا کمال ہے انہیں کا یہ قول بھی ہے کہ "علم ایمان سے اور خوف خداشناسی سے حاصل ہوتا ہے۔ (یا علم ایمان کا اور خوف معرفت الٰہی کا نتیجہ ہے) (عوارف المعارف ۶۶۲)

marfat.com
Marfat.com

حقیقی خوف:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ خائف وہ نہیں جو خوف سے ڈرتا رہے اور اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھتا رہے بلکہ حقیقی خائف وہ ہے کہ وہ اس چیز کو ترک کر دے جو اس کے لیے عذاب کا موجب ہو۔ (عوارف المعارف ۶۶۲)

ویرانہ دل:

حضرت ابو سلیمان الدرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہر وہ دل جس میں خوف خدا نہیں ہے ویرانہ ہے۔

(مکاشفۃ القلوب، ص ۶۶۲)

ایک آنسو:

کندی کا قول ہے کہ خوف خدا سے رونے والے کا ایک آنسو سمندروں جیسی طویل و عریض آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب، ص ۴۱۳)

خوفِ خدا کھوٹ نکال دیتا ہے:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خوف خدا کی وجہ سے انسانی جسم لاغر اور کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کے وجود سے خوف خدا کی وجہ سے بری تمام صفات نکل جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ لالچ اور طمع کا نام ونشان بھی نہیں رہتا۔ طمع اور لالچ تو جسم سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے دھات آگ میں ڈال دینے سے کھری نکل آتی ہے اس میں کھوٹ کا ذرہ بھی نہیں رہتا یہی حال انسانی جسم میں خوف پیدا ہونے کا ہے کہ خوف خدا جسم میں پیدا ہو جائے تو انسان میں موجود تمام بری صفات خصوصاً لالچ اور طمع بالکل ہی نکل جاتی ہیں۔

فائدہ:

حالانکہ عام بندے کے خون میں شیطان گردش کرتا ہے مگر اللہ والوں پہ اس کا داؤ نہیں چلتا۔ اسی لیے آپ نے فرمایا جو معمولی سا خون اللہ والوں کے جسم میں محسوس ہوتا بھی ہے تو وہ نقصان دہ نہیں ہوتا بلکہ وہ تو حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بنتا ہے۔ مجاہد میں جو صحیح خون ہوتا ہے۔ وہ اسی خون کے بوجھ نہ بننے کی بنا پر شیطان کے گردش کرنے اور اس کے چنگل میں پھنسنے سے بچ جاتا ہے ۔میدان جہاد میں اترتا ہے۔ دین حق کی سربلندی کی کوشش کرتے ہوئے کفار کو خاک و خون میں ملاتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیتا ہے۔

اللہ والوں کے جسم پہ اللہ تعالیٰ کے عشق کا غلبہ ہونے کی وجہ سے ان کے اجسام میں جو رہا سہا خون بچ جاتا ہے اس میں شیطان گردش نہیں کر سکتا۔ اس شیطانی بوجھ کی وجہ سے ان کا خون ان کے جسم پہ بوجھ نہیں بنتا بلکہ ان کا معاون ہوتا ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

تیوں ہرَ کا بھَو ، دُرمت میل گواءِ   فریدا تے جَن سوہنے ، جورتّے ہر رنگ لاءِ

حل لغات:

★ تیوں: جن کو۔ ★ ہرکا: اللہ تعالیٰ کا۔ ★ بھو: ڈر، خوف۔ ★ میل: کیچڑ، زنگ، کدورت۔ ★ گواء: دور کردیتا ہے۔
★ فریدا: اے فرید۔ ★ جن: جو۔ ★ سوھنے: بہترین خوبصورت عمدہ اعلیٰ، اچھے۔ ★ ہر: ہندی لفظ ہے۔ وشنو، کرشن، اللہ تعالیٰ۔
★ رنگ لائے: رنگیں ہوئے، رنگے گئے۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر گنہگاری کی میل کو ختم کردیتا ہے۔

اے فرید! وہی آدمی عمدہ ہیں اعلیٰ اور بہترین ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عشق کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ ایسے اشخاص خوف آفرین وتحسین کے مستحق ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں شرفِ قبولیت سے نوازے گئے ہیں۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی شان بیان کرنا قرآن وسنت کے خلاف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے رنگ میں رنگے ہوئے لوگوں کی شان بیان کرنا اور اللہ تعالیٰ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علما وصلحاء کا طریقہ ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں متعدد آیات میں اولیاء اللہ کی شان بیان کی گئی ہے۔ بے شمار احادیث بھی شانِ اولیاء پہ دلالت کرتی ہیں۔ اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو الحمدللہ رب العلمین پڑھ کر اعتراض کرتے ہیں کہ تمام تعریفیں رب العلمین کے لیے ہیں فلہذا اگر کسی اور کی تعریف بیان کی جائے تو قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف ہوگا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی شان بھی بیان کی گئی ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام بالخصوص سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعلمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی بے شمار آیات بیان ہوئی ہیں اولیاء اللہ کی شان بھی اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کی شان میں آیات نازل فرمانا اس امر کی دلیل ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کی شان بیان کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا محبوب طریقہ ہے۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ:

اس قسم کی چونکہ چنانچہ کرنے والوں کا طریقہ ہے کہ سیاق وسباق چھوڑ کر صرف جہاں تک ان کا مطلب پورا ہوتا ہے اتنا ہی پڑھ لیں گے جہاں ان کے خلاف مطلب نکل سکتا ہو وہ حصہ چھوڑ دیتے ہیں۔ مثلاً اسی سورۃ فاتحہ کو ہی لیجئے۔ اس سے قبل اور بعد کی آیت میں اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی رحیم۔ قبل بسم اللہ شریف میں اور اس کے بعد والی آیت مبارکہ میں بھی یہی اسم مبارک آیا ہے اب دیکھیئے یہاں یہ اللہ تعالیٰ کے اسم کی حیثیت سے آیا ہے اور سورۃ توبہ کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک بیان کرتے ہوئے یہی اسم مبارک آیا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ

marfat.com
Marfat.com

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ (پ ۱۱، سورۃ توبہ ۱۲۸)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۵ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان، رحمت والا

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا بہت مہربانی رحمت والا روزِ جزا کا مالک۔ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا (کنزالایمان)

فائدہ:

جہاں سے آیت پڑھ کر اعتراض کیا گیا ہے اسی مقام سے بقیہ آیات بھی ہیں۔ کہ جن میں صراط الذین انعمت علیھم ۔بھی ہے۔

انعام یافتگان:

سب سے بہترین تفسیر وہ شمار کی جاتی ہے جو قرآن کی آیات کی تفسیر قرآنی آیات کے ذریعے کی جائے تو آیئے قرآن مجید سے ہی تلاش کرتے ہیں کہ انعمت علیھم کون کون سے لوگ ہے جن کے راستے پہ چلنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے بھی دعا کی جاتی ہے اور قرآن مجید کی ابتداء کرتے ہوئے بھی دعا کی جاتی ہے۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ○ (سورۃ النساء ۶۹، پ ۵)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

(۱) تاج کمپنی کا شائع کردہ اشرف علی تھانوی صاحب کا ترجمہ قرآن میں سورۃ فاتحہ کے ص ۳ پر لکھا ہے کہ انعام سے دینی انعام مراد ہے انعام والے چار گروہ ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔

(۲) اہلحدیث مکتبہ فکر کے حاشیہ قرآن اشرف الحواشی میں ہے کہ

''انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین دیکھیے سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹۔ (اشرف الحواشی، ص ۲)

(۳) دیوبند مکتبہ فکر کے حکیم الامت [illegible] تھانوی صاحب [illegible] انعمت علیھم کی تفسیر بیان کرتے

marfat.com
Marfat.com

ہوئے لکھا ہے کہ مراد دین کا انعام ہے۔ان انعام والوں کا پتہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں دوسری جگہ بتلادیا ہے کہ وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور وہ آیت یہ ہے ومن یطع اللّٰہ والرسول.........(تفسیر مکمل بیان القرآن)

(۴) سعودی عرب کا شائع کردہ ترجمہ قرآن محمود الحسن صاحب کا اس پہ تفسیر عثمانی شائع کی گئی اس تفسیر عثمانی میں سورۃ فاتحہ کا ص ۶ میں لکھا ہے کہ:

جن پر انعام کیا گیا وہ چار فرقے ہیں نبین وصدیقین وشھداء وصالحین۔کلام اللہ میں دوسرے موقع پر اس کی تصریح ہے۔(تفسیر عثمانی)

فائدہ:

اسی طرح قرآن پاک میں سینکڑوں آیات میں بالوضاحت اولیاء وانبیاء یعنی محبوبان بارگاہ حق کی عظمتیں بیان کی گئی ہیں۔

اولیاء اللہ کی شان میں ہے کہ:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

فائدہ:

اسی طرح احادیث مبارک میں بھی بکثرت احادیث اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی شان مبارک میں بیان ہوئی ہیں۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص میرے دوست کو تکلیف دے میں اس کے لیے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرے بندے نے میرا قرب نہیں حاصل کیا اس چیز سے جو بہت محبوب ہو۔اس سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہمیشہ میرا بندہ نفلوں کے ساتھ میرا قرب تلاش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں پس جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو میں اس کا کان ہوتا ہوں کہ اس کے ساتھ سنتا ہے۔میں اس کی آنکھ ہوتا ہوں اس کے ساتھ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ کہ اس کے ساتھ پکڑتا ہے۔اور اس کا پاؤں کہ اس سے چلتا ہے اگر یہ بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں اگر میرے ساتھ پناہ پکڑتا ہے تو میں پناہ دیتا ہوں۔کسی چیز کے کرنے میں توقف اور تردد نہیں کرتا جیسا کہ مومن کی جان قبض کرنے سے کہ وہ موت کو ناخوش رکھتا ہے۔حال یہ ہے کہ میں اس کی ناخوشی کو ناخوش جانتا ہوں اور اس کو مرنے سے چارہ نہیں۔

(بخاری شریف، مشکوۃ شریف کتاب الدعوات)

فائدہ:

اللہ تعالیٰ کی بڑی شان ہے۔بہر حال بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کا خوف انسان کو لگی ہوئی، چمٹی ہوئی گنہگاری کی میل کو دور کر دیتا ہے انسان گناہوں کی دلدل سے باہر نکل آتا ہے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ وہی عمدہ اور اعلیٰ انسان ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عشق کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں یعنی انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کا گروہ۔انبیاء کرام کا سلسلہ تو مکمل ہو گیا ہے اولیاء کرام کا گروہ ہے یا صحیح علمائے ربانی بہترین انسان

marfat.com
Marfat.com

ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عشق کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔

-----☆☆☆-----

فریدا سوای سرور ڈھونڈ لہہ ، جتھوں لبھی وتھ چھپڑ ڈھونڈیں کیا ہووے ، چکڑ ڈُبے ہتھ

حل لغات:

★ سوای: وہی ، ایسا ہی، اسی جیسا۔ ★ سرور: صاف پانی والا تالاب۔ ★ ڈھونڈھ: تلاش کر۔ ★ لہہ: لے ، لے لو۔ ★ جتھوں: جہاں سے۔ ★ لبھی: مل جائے، تجھے مل جائے، تجھے حاصل ہو۔ ★ وتھ: موتی ، پانی سے ملنے والی کوئی اچھی چیز ۔ ★ چھپڑ: جوہڑ، چھوٹا سا تالاب، گڑھا، گندے پانی والا جوہڑ۔ ★ ڈھونڈیں: تلاش کر۔ ★ کیا ہووے: کیا ہو، کیا حاصل ہو۔ ★ چکڑ: کیچڑ۔ ★ ڈُبے: ڈوب جائے، بھر جائے۔

اے فرید! انسان کو ایسا صاف ستھرا تالاب یعنی صاف ستھرے پانی والا تلاش کرنا چاہیے کہ جس میں سے موتی اور دوسری اچھی اچھی چیزیں حاصل ہو سکیں۔ گدلے اور بدبو مارے پانی والے گندے جوہڑ میں سے کوئی کیا تلاش کرے۔ ایسے جوہڑ میں کسی کو کیا ملنا ہے۔ ایسے گندے جوہڑ میں جو ہاتھ مٹی اور گندگی میں ہی خراب کرنے والی بات ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

مطلب:

اے فرید! کوئی صاف شفاف اور گہرے پانی والا تالاب یا جھیل تلاش کر کہ جس میں سے موتی یا موتیوں جیسی کوئی قیمتی چیز مل سکے یعنی بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ہمیشہ کسی عظیم چیز کو تلاش کرو ہر گری پڑی چیز سے دل نہ بہلاؤ۔ ہر چیز نہ اٹھالو۔ ہر ایک سے منسلک نہ ہو جاؤ۔ کسی انسان کا ساتھ چاہو تو کسی اچھے اور اعلیٰ انسان کا ساتھ تلاش کرو۔ کسی ساتھی کی طلب ہو تو کوئی اچھا اور بہترین ساتھی اور دوست تلاش کرو۔ مرشد کی جب ضرورت پڑے تو ہر ایرے غیرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس کی غلامی کا پٹہ گلے میں نہ ڈال لو۔ مرشد سمجھ کر ہر مرشد اور پیر کہلانے والے کے غلام بے دام نہ بن جاؤ کیونکہ مرشد رحمانی بھی ہوتے ہیں اور شیطانی بھی۔ شیطانی روش کے حامل سے تجھے کیا میسر آئے گا۔ مرشد حقانی، رحمانی سے ہی تجھے علم و معرفت اور عرفان کے موتی حاصل ہو سکتے ہیں۔ بھلا گندے جوہڑ، گندے تالاب یا ندی میں تلاش کرنے سے تجھے کیا میسر آئے گا یہی کہ تیرے ہاتھ گندگی سے بھر جائیں گے۔ تیرا جسم خراب ہو جائے گا، بدبو سے دماغ پھٹنے لگے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ تو کئی قسم کی تکلیفوں، مصیبتوں اور بیماریوں میں مبتلا ہو جائے۔ اسی طرح شیطان اور شیطان صفت انسان سے تجھے کیا ملے گا یہی نورِ معرفت و عرفان چھن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے باعث جہالت اور کفر کی دلدل میں پھنس کر ایمان جیسے قیمتی موتی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ کچھ حاصل ہونا تو کجا بلکہ اپنا بھی سب کچھ ضائع کر بیٹھے گا۔ کیا خوب کسی نے کہا۔

؎ چنگیاں دے لڑ لگیاں یارا، جھولی پیندے نی پُھل
مندیاں دے نیڑے ہویاں اگلے وی جاندے ڈُھل

marfat.com
Marfat.com

شعر کی وسعت:

یہ شعر اپنے مفہوم کے لحاظ سے بڑی وسعت رکھتا ہے۔اس شعر کی شرح کے لیے دفتروں کے دفتر بھی کم ہیں۔مختصر طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ ہمیں اس شعر میں ایک اصول سمجھا گئے ہیں کہ میرا ایک اصول یاد رکھنا۔

(۱) ہر اچھی چیز کو تلاش کر کے بھی حاصل کر اور ہر گندی چیز سے بچ کہ وہ تجھے بھی گندہ کر دے گی۔
(۲) نیک اور صالح دوستوں کا قرب تجھے بھی نیک اور صالح بنا دے گا جبکہ بدکردار تجھے بھی بدکردار بنانے کی کوشش کریں گے۔
(۳) نیک اور صالح ساتھیوں کا ساتھ تجھے بھی نیک بنا دے گا اور برے ساتھیوں کا ساتھ تجھے بھی برا بنا دے گا۔
(۴) جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔
(۵) اپنی اپنی کرنی اپنی اپنی بھرنی۔
(۶) بداعمالیوں کا کیچڑ تجھے بھی گندہ کر دے گا۔
(۷) اللہ کے محبوبوں کی مجلس اللہ کے قریب کر دے گی اور مغضوبوں کی مجلس تجھے بھی مغضوب بنا دے گی۔
(۸) نیک اعمال حاصل کرنے کی کوشش کرنے سے اللہ تعالیٰ کے انعامات ملتے ہیں۔
(۹) کرو مہربانی تم اہل زمیں پر — خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر
(۱۰) عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی — یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری
(۱۱) گناہوں سے جسمانی مصائب وآلام بھی گھیر لیتے ہیں اور آخرت بھی تباہ ہو جاتی ہے۔
(۱۲) دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

فائدہ:

مزید لاتعداد موضوعات اس شعر کے ضمن میں بیان کیے جا سکتے ہیں۔مگر میلاد النبی کی تاریخی نسبت کے مطابق ۱۲ موضوعات بیان کیے ہیں ان میں سے بقیہ موضاعات بھی کسی نہ کسی طرح اجمالاً یا تفصیلاً دیگر مواقع پہ بیان کیے جائیں گے مگر یہاں اس شعر کی مناسبت سے چند موضوعات مختصراً عرض کیے جائیں گے۔

مرشد کی تلاش:

قرآن پاک میں ہے کہ

صِرَاطَ الَّذِیْنَ انعمت علیهم

اب دیکھئے انعام یافتگان کون ہیں قرآن پاک میں ہی ہے کہ چار گروہ ایسے ہیں جو انعام یافتگان ہیں۔(۱) انبیاء کرام (۲) صدیقین (۳) شہداء اور (۴) صالحین یعنی اولیاء اللہ کا گروہ۔

پس ہمیں صراط مستقیم کے سلسلے میں [illegible] گروہ کے راستے [illegible] ان کے راستے کو اپنایا تو جیسے ان

marfat.com
Marfat.com

پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہوا انشاء اللہ ہم پہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہوگا۔ ہمیں صالحین یعنی اولیاء اللہ کا راستہ اپنانا چاہیے۔ ان کا راستہ حاصل کرنے کے لیے ہمیں ان کے قریب ہونا پڑے گا اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے کہ۔

كُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ

سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یعنی اگر بہترین زندگی گزارنی ہے تو سچوں کے ساتھ مل جاؤ۔ جیسے وہ حق تعالیٰ کے قرب سے نوازے جائیں ان کے قرب اور ساتھ کی وجہ سے تم بھی حق تعالیٰ کے قرب سے نوازے جاؤ گے۔

آپ اس شلوک میں بیان فرما رہے ہیں کہ ایسے مرشد کریم کی تلاش کرو جو تجھے عرفان کی منزل سے آشنا کر دے۔ جس مرشد کے توسل سے تجھے معرفت نامہ اور وصل حق حاصل ہو جائے گا۔ یہ کوئی عام شخص منزل نہیں دکھا سکتا بلکہ کوئی بقا باللہ منزل سے آشنا مرشد ہی اس منزل تک پہنچا سکتا ہے۔ جس مرشد نے محض زبانی جمع خرچ ہی جمع کر رکھا ہے وہ تجھے کہاں پہنچا سکتا ہے۔

وہ مرشد جو حق تعالیٰ کی عبادت صحیح طریقے سے کرتا ہو۔ خام اور ناکمل مرشد سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکے گا کیونکہ جو مرشد اس منزل پہ خود ہی نہیں پہنچا ہوا وہ آپ کی رہنمائی کیا خاک کرے گا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایسا مرشد محض ایک دھوکہ ہے ایسا خام اور ناکمل مرشد تیرے لیے دنیا و آخرت میں خسارے کا سبب بنے گا۔ ایسے دھوکے باز مرشد سے بچ سکتا ہے تو بچ جا۔

دل دریا سمندروں ڈونگھا ، غوطہ مار غواصی ہو
جیں دریا وچ نوش نہ کیتا ، رہسی جان پیاسی ہو
ہر دم نال اللہ دے رکھن ، ذکر فکر دے آسی ہو
اس مرشد تھیں زن بہتر باہو ، جو پھندا فریب لباسی ہو (ابیات باہو)

فائدہ:

اس لیے مرشد کریم ایسا ہو جو تمام مشکل مقامات سے گزار کر منزل مقصود تک پہنچانا جانتا ہو۔ اگر مرشد کے ہونے کے باوجود منزل مقصود نہ حاصل ہو تو ایسے مرشد کا کیا کرنا۔

پیر ملیاں جے پیڑ نہ جاوے اس نوں پیر کی دھرناں ہو
مرشد ملیاں ارشاد نہ من نوں اوہ مرشد کی کرناں ہو
جس ہادی کولوں ہدایت ناہیں اوہ ہادی کی پھڑناں ہو
جے سر دتیاں حق حاصل ہووے باہو اس موتوں کی ڈرناں ہو

فائدہ:

marfat.com
Marfat.com

اے سچے طالب! مرشد حقیقی وہ ہے کہ طالب کو طلب کے مطابق دے اگر اس کے مقاصد پورے نہ ہو سکیں تو وہ مرشد نہیں بلکہ وہ کسی اور کی تلاش کرے ورنہ دائمی طور پر ناقص رہے گا۔ ناقص مرشد بکثرت ہیں ان سے تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں ہے بلکہ مطلقاً حرام ہے اور مرشد کامل بھی بکثرت ہیں کہ جو دریائے معرفت میں تیرنے والے ہیں۔ (محک الفقراء کلاں، ص ۶۱)

مرشد ناقص شیطان:

سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ: اہل دانش کا قول ہے کہ مرشد ناقص کی بیعت باعث خسارہ ہے جو کہ طالب الٰہی کو معرفت خداوندی کی طرف کما حقہ نہ پہنچائے۔ بلکہ ایسا شخص شیطان ہے۔ (محک الفقراء کلاں، ص ۴۳)

مرشد کے حروف کی مراد:

سلطان العارفین نے فرمایا کہ واضح رہے کہ لفظ مرشد کے چار حروف ہیں۔ (۱) م (۲) ر (۳) ش (۴) د

حرف ''م'' سے یہ مراد ہے کہ وہ مردہ دل کو زندہ کرے اور پھر اسی زندہ دل سے ایک ہی مراقبہ میں اِلا اللّٰہ کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچادے۔

حرف ''ر'' سے مراد ریاضتوں سے رہائی دلا کر راز بخشے۔

حرف ''ش'' سے مراد یہ ہے کہ وہ طالب کے وجود سے نفس شیطان، خلق، دنیا، سیاہئ دل کے شر بلکہ ہر قسم کا شر نکال دے اور اس کے ساتوں اعضاء، ہڈیاں، مغز، گوشت، پوست، رگ وریشہ اور ہر ایک بال سے اسم اللہ جاری کرائے اور طالب کے قلب وقالب سے ذکر الٰہی دریا کی طرح جاری کردے چنانچہ اس کے تمام اعضاء اللہ اللہ کرنے لگیں۔ اور طالب لبیں بند کیے ہوئے اللہ تعالیٰ میں محو ہو۔

حرف ''د'' سے یہ مراد ہے کہ طالب کو ایک ہی نگاہ سے غرق فنافی اللہ میں ثابت قدم بنادے۔ جس سے اسے دونوں جہان کی زندگی حاصل ہوجائے۔

جس مرشد میں یہ صفات پائی جائیں وہ جامع جمعیت بخش اور رہبر ہوتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں، ص ۹۲)

طالب:

مرید کو طالب بھی کہتے ہیں۔ طالب کے حروف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے سلطان العارفین نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''لفظ طالب میں بھی چار حروف ہیں۔ (۱) ط (۲) ا (۳) ل (۴) ب۔

(۱) حرف ط:

حرف ''ط'' سے یہ مراد ہے کہ طالب یکبارگی تین طلاقیں ہوائے نفسانی کو اور تین طلاقیں اس بوڑھی عورت یعنی دنیا کو اور تین طلاق انسان کے دشمن شیطان کو دے جب ان تینوں کو طلاق دے چکے تو پھر توبہ کرنے سے پاک ہوجاتا ہے۔ نیز حرف ''ط'' سے مراد یہ ہے کہ اسے مولیٰ کی طلب ہو اور وہ ثابت قدم ہو جس سے وہ معرفت الٰہی کے لائق ہو۔

(۲) حرف ''ا'':

حرف ''ا'' سے مراد یہ ہے کہ [illegible] ظاہری اور باطنی عبادت میں زمین پر

marfat.com
Marfat.com

کروٹ نہ رکھے۔ ہمیشہ مراقبہ میں مستغرق رہے۔ راہِ راست سے ایک قدم بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان تک لڑا دے۔

(۳) حرف "ل":

حرف "ل" سے مراد یہ ہے کہ لائق اور باحیا ہو، خواہشات نفسانی کو ترک کرے، اس کا نفس فنا ہو جائے۔ اور اس کی روح باقی بن جائے۔ ایسے طالب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوش آمدی اور مرحبا کہا جاتا ہے۔

(٤) حرف "ب":

حرف "ب" سے یہ مراد ہے کہ طالب حق کے بوجھ کو اٹھالے اور باطل کو چھوڑ دے مطلق باادب ہو۔ مرشد کے حکم کے وقت اپنا اختیار ترک کردے اور مرشد کا حکم ماننے کے لیے ہوشیار رہے چنانچہ اس پر **المرید لایرید** یعنی مرید کی اپنی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ صادق آئی۔ (کلید التوحید کلاں، ص ۹۳)

مرشد کی ضرورت:

مرشد باجھوں فقر کماوے وچ کفر دے بڈے ہو
شیخ مشائخ ہو بہندے حجرے غوث قطب بن اُڈے ہو
تسبیحاں نپ بہن مسیتی جویں موش بہندا وڑ کھڈے ہو
رات اندھاری مشکل پینڈا باہو سَے آون ٹھڈے ہو

مرشد کیسا ہو:

کامل مرشد ایسا ہووے جہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ہو
نال نگاہ دے پاک کریندا وچ سجی صبون ناں گھتے ہو
میلیاں نوں کردیندا چٹا وچ ذرہ میل نہ رکھے ہو
ایسا مرشد ہووے باہو جہڑا لوں لوں دے وچ وسے ہو

خلاصہ شعر:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مرشد ایسا ہو جو کامل ہو۔ جو شریعت کے مسائل سے واقف بھی ہو اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنے والا بھی اور معرفت، اور حقیقت وغیرہ جملہ منازل تک اپنے مریدین کو پہنچا بھی سکتا ہو ناقص مرشد نہیں ہونا چاہیے جو کہ سراسر نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔

دوست ایسے بنائیے کہ جن کی سوسائٹی دیکھ کر بندہ حق تعالیٰ کے قریب ہو۔

راہِ حق سے دوری کا سبب [illegible]

marfat.com
Marfat.com

ایسی مجلس اختیار کرنی چاہیے جس میں بیٹھ کر بندہ حق تعالیٰ سے غافل نہ ہو بلکہ حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بنے۔ وغیرہ۔ برے دوست احباب بندے کو برائی کی طرف لے جاتے ہیں حق تعالیٰ سے غافل کرتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

فریدا تنڈھی کنت نہ راویو ، وڈی تھی مویوس
دھن کو کیندی گور میں ، تے شوہ نہ ملیوس

حل لغات:

★تنڈھی: نڈھی، نوعمر لڑکی، جوان دوشیزہ چھوٹی عمر کی لڑکی۔ ★ کنت: شوہر، خاوند۔ ★ نہ: نہیں۔ ★ راویو: (راویا) رجھایا، راضی کیا، فریفتہ کیا، لبھایا، خوش کیا۔ ★ تھی: ہوئی، ہوگئی، ہو۔ ★ وڈی: بڑی، بوڑھی۔ ★ مویوس: (موئی اُس) مرگئی، فوت ہوگئی۔ ★ دھن: دوھٹی، عورت، بیوی، مال جائیداد، قسمت۔ ★ کو کیندی: (کُکیندی) کوکتی ہوئی۔ روتی ہے چیختی چلاتی ہے ۔مشکل کے وقت کسی کو مدد کے لیے عجیب سے مخصوص انداز میں پکارنا۔ ★ گور: قبر۔ ★ تیں: تجھے۔ ★شوہ: خاوند، میاں، مالک، شوہر، رب۔ ★ ملیوس: ملا، اسے نہ ملا۔

جو جوانی کی حالت میں اپنا شوہر راضی نہ کر سکی جب بوڑھی ہو کر اس جہان فانی سے رخصت ہوگئی تو قبر میں روتی اور چیختی ہے کیا اسے شوہر نہ ملا۔ اب رونے اور پچھتانے کا کیا فائدہ۔

مطلب:

بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ ایک مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ آج وقت ہے سنبھل جاؤ۔ پھر سنبھل بھی گئے تو اس کا فائدہ نہ حاصل ہوگا۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید۔ جوانی کے دور میں جب جوش اور جذبے کا وقت تھا اس وقت تو وہ اپنے محبوب کو راضی نہ کر سکی۔ کوئی ایسا کام نہ کیا کہ جس سے محبوب راضی ہو جاتا (یعنی اپنے مالک حقیقی کو راضی نہ کیا) جب بڑھاپا آیا۔ تو آخر کل نفسٍ ذائقة الموت فرمان حق کا وقت آپہنچا۔ اس جہان فانی سے رخصت ہوگئی تو وہی عورت قبر میں روتی اور چیختی چلاتی ہوئی کہتی ہے کہ اسے محبوب نہ ملا۔ وقت گزرنے پر فریادیں کرنے کا کیا فائدہ۔

فائدہ:

بول فریدی میں ڈاکٹر فقیر محمد فقیر اسی شعر کو یوں بیان فرمایا ہے۔

؎ فریدا نڈھی کنت نہ راویو تھی ہوئی آس
دھن کو کیندی گور میں سہہ نہ ملی آس

اسی شعر کا ترجمہ یوں بیان فرمایا کہ:

جس کڑی ہندے میں خاوند داناں نہ چیا، وڈی ہو کے اوہدی خواہش جاندی رہی تے اوہ مرگئی۔ اوہدی قبر آکھدی اے کہ توں جیوندیاں جی تے کھسم نوں نہ مل سکیوں آ ھن مینوں مل۔ (بول فریدی، ص ۱۰۲)

مطلب یہ ہوا کہ جس جوانی [illegible] حالانکہ جوانی کا ہی وہ دور ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

ہمت جرأت، طاقت، جذبہ عمل کرنے میں کوئی تنگی محسوس نہیں ہوتی کیا خوب کسی نے فرمایا ہے کہ:

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

بڑھاپے میں جسمانی عوارض اتنے لاحق ہو جاتے ہیں کہ اس طرف دھیان ہی کم ہوتا ہے اس طرح زندگی بیتی۔ موت کا شکار ہوا تو موت کے بعد قبر کے احوال کا سامنا ہوتا ہے قبر کہتی ہے ساری زندگی گزار کر آیا ہے اب آ ذرا مجھے تو مل۔

فائدہ:

بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اس شلوک میں جوانی کے دور میں عبادت کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے بیان فرمایا کہ ارے انسان شروع زندگی سے ہی غفلت ترک کر دے کیونکہ شروع زندگی میں ہی غفلت ترک کر دینے سے عمل میں آسانی ہوتی ہے انسانی اعضاء اطاعت حق میں تنگی محسوس نہیں کرتے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اطاعت حق میں وہ سرور حاصل ہوتا جسے قلم کی زبان سے بیان کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات اس انسان کے دل اور جسم پر نازل ہوتے ہیں۔ وہ انسان حق تعالیٰ کے قرب سے نوازا جاتا ہے۔ جو انسان حق تعالیٰ کا ہو سکتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنے قرب خاص سے نوازتا ہے۔ اس کے جسم کو اتنی سعادت حاصل ہو جاتی ہے کہ اس کا جسم حق و باطل میں امتیاز کرنے لگتا ہے۔ حق اور باطل کو کما حقہ سمجھنے لگتا ہے۔ یہ پرکھ اسے حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔

اس کی زبان میں اتنی استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کی زبان ہمہ وقت اسی کی یاد میں شاغل رہنے لگتی ہے کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں کرتی۔ جو لمحہ اس کی یاد سے غافل ہو جائے اسے موت محسوس ہوتی ہے۔ اس کی آنکھیں ہمہ وقت حق تعالیٰ کی یاد میں محو ہو جاتی ہیں۔ ہر طرف اسے حق تعالیٰ کے جلوے نظر آتے ہیں۔ ایک لمحہ بھی حق تعالیٰ کے جلوے اوجھل ہو جائیں تو اسے پریشانی لاحق ہو جاتی ہے۔ یہی حال سارے جسم کا ہو جاتا ہے۔

دنیوی بھول بھلیاں:

مگر افسوس کہ شیطان اور شیطان صفت انسان، انسان کو شروع سے ہی گمراہی کی طرف مائل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بچپن کا دور حالانکہ عبادت فرض نہیں۔ کہ عبادت نہ کی تو گنہگار ہوں گے یہ بات تو نہیں مگر آئندہ زندگی کا لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے والدین اور بزرگوں کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو بچپن ہی کے دور میں راہِ حق کی طرف رہنمائی کریں۔ دنیوی بھول بھلیوں میں نہ بھٹکنے دیں۔

اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف مائل کرنے کی کوشش کریں۔ یہ والدین کا فریضہ اولین ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں۔

اولاد کی تربیت صدقہ جاریہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزوں میں باپ پر بیٹے کا حق ہے۔

(۱) بیٹے کے پیدا ہونے پر اس کا خوبصورت نام رکھے

marfat.com
Marfat.com

(۲) بیٹا جب عقلمند ہو جائے تو اسے قرآن مجید کی تعلیم دے۔
(۳) جب بلوغت کو پہنچے تو اس کی شادی کرے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل،ص ۱۵۷)

باپ پر رحمت کا سبب:

امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس باپ پر رحمت فرماتا ہے جو اپنے بیٹے کے ساتھ نیکی کے کاموں میں تعاون کرتا ہے یعنی وہ اپنے بیٹے کو ایسے احکام نہیں دیتا جس سے اس کی طرف سے نافرمانی کا خوف ہو۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۱۵۹)

سات چیزوں کا دائمی ثواب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سات چیزوں کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

(۱) جس نے مسجد بنائی تو اس کے لیے دائمی اجر ہے یہاں تک کہ اس میں ایک آدمی نماز پڑھنے والا ہو۔
(۲) جس نے نہر بنوائی جب تک پانی اس میں بہتا رہے گا اور لوگ سیراب ہوتے رہیں گے تو اسے ثواب ملتا رہے گا۔
(۳) جس نے خوشخطی سے قرآن لکھا جب تک کوئی ایک بھی اس کو پڑھتا رہے گا اسے ثواب ملتا رہے گا۔
(۴) جس نے چشمہ بنوایا، کنواں کھدوایا۔ جب تک لوگ اس سے پانی پیتے رہیں گے اسے ثواب ملتا رہے گا۔
(۵) جس نے کوئی درخت لگایا جب تک لوگ یا پرندے اس کا پھل کھاتے رہیں گے اس کا ثواب ملتا رہے گا۔
(۶) جس نے علم سیکھنے اور سکھانے کا سلسلہ شروع کیا تو اسے اجر ملتا رہے گا۔
(۷) جس نے ایسا لڑکا چھوڑا، جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے مغفرت کی دعا کرے یعنی جب کہ بیٹا صالح ہو اور والد نے اسے قرآن و دیگر علوم پڑھائے ہوں تو والد کو بھی وہی اجر ملے گا جو اس کے بیٹے کو ملے گا۔ اور اگر والد نے اپنے بیٹے کو گناہ کے راستے دکھائے تو والد کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس کے بیٹے کو ہوگا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۱۶۰-۱۵۹)

فائدہ:

اسی لیے عرض ہے کہ اولاد کی اچھی تربیت کی جائے تو اس کی بھی زندگی سنور جائے اور والدین کے لیے بھی صدقہ جاریہ ثابت ہو۔ اگر تربیت اچھی نہ کی تو والدین کی آخرت بھی برباد ہوگی دنیا میں بھی تکالیف کا سبب۔ جیسے چوروں اور ڈاکوؤں کے والدین دنیا میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔

حکایت:

حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی علمائے سمرقند میں سے ابو حفص رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ان کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ میرے بیٹے نے مجھے مارا ہے اور مجھے دکھ پہنچایا ہے؟

آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! بیٹا اپنے باپ کو مارتا ہے؟
باپ نے کہا: ہاں! مجھے مارا بھی ہے اور تکلیف بھی پہنچائی ہے۔
آپ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو ادب اور علم سکھایا

marfat.com
Marfat.com

باپ نے کہا: نہیں

پھر فرمایا: کیا اسے قرآن پڑھایا ہے؟

کہا: نہیں۔

آپ نے فرمایا: وہ کیا کام کرتا ہے؟

جواب دیا: زراعت کا۔

آپ نے فرمایا: بیٹے نے تجھے کس بات پر مارا

اس نے جواب نہ دیا۔

آپ نے فرمایا: ممکن ہے وہ علی الصبح گدھے پر سوار کھیتوں کی طرف جا رہا ہو۔ بیل اس کے آگے اور کتا اس کے پیچھے ہو۔ قرآن کی خوبی سے نا آشنا وہ گیت گا رہا ہوگا اور ایسے وقت میں تو نے اس سے تعرض کیا ہوگا تو اس نے تجھے بیل سمجھ کر مار دیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ کہیں اس نے تیرا سر نہیں توڑ دیا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول، ص ۱۵۸)

فائدہ:

اگر اولاد کی صحیح پرورش کی جائے تو اس میں اولاد کا بھی فائدہ ہے کہ جوانی کے عالم میں ہی صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں گے۔ شیطان اور شیطان صفت انسانوں کا داؤ کم اثر کرے گا اور والدین کا بھی فائدہ ہے کہ انشاء اللہ ان کی نیکیاں مفت میں کام آئیں گی۔ دنیا میں بھی نام روشن ہوگا اور آخرت میں بھی سرخروئی حاصل ہوگی۔

جوانی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت:

جو شخص جوانی میں ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے اسے وقت بھی کافی مل جاتا ہے۔ تندرستی بھی حاصل ہوتی ہے ہمت اور جذبہ بھی کوئی کام کرنے کا ہوتا ہے اس کے اعضاء بھی کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح جوانی میں حق تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا آسان کام ہے جب کہ بڑھاپے میں وہ بات نہیں رہتی۔ قوت جواب دے جاتی ہے۔ اعضاء میں سستی آ جاتی ہے جو جوانی میں کچھ نہ کر سکا وہ بڑھاپے میں کیا کرلے گا جب بڑھاپا آ جاتا ہے تو اس جہان فانی سے تیاری کا وقت آ جاتا ہے۔ انسان کو قبر پکار پکار کر متنبہ کرتی رہتی ہے کوئی دھیان کرے یا نہ کرے یہ الگ بات ہے۔

قبر کی پکار

کہندی قبر غافلا وے، دنیا گھڑی دی گھڑی ضائع عمر نہ گواویں، موت سر تے کھڑی
نام مومن سدا ویں رج رشوتاں توں کھاویں امت نبی دی اکھواویں، شرم آوے نہ ذری
اک دِن آوناں اے اوہ ویلا ہووے گا تیرا میرا میلا
توں وی میرے وچ آوناں ویلا یاد اوہ کریں۔ کہندی قبر غافلا
اک دِن [illegible] کا فقیر

marfat.com
Marfat.com

چھڈ کے دنیا دی جاگیر | جدوں بانہہ موت نے پھڑی کہندی قبر غافلا
اتھے بیٹھ نہیوں رہنا | آخر مرے وچ پیناں
ماس کیڑیاں نے کھانا | ایڈا مان نہ کریں کہندی قبر غافلا
تینوں بیٹھ سمجھاواں | میریاں سخت نی سزاواں
ستر قدم ھٹ کے میں آواں | ھڈی رہوے نہ ذری
کہندی قبر غافلا وے | دنیا گھڑی دی گھڑی

عذاب قبر کے اسباب

خیانت عذابِ قبر کا سبب:

عبدالحمید بن محمود مغولی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس میں بیٹھا تھا کہ ایک قوم کے لوگ آئے اور کہا کہ ہم حج کے لیے نکلے تھے اور ہمارے ساتھ ایک ساتھی بھی تھا، ہم ایک پہاڑی خطے میں پہنچے جہاں پر ایک قبیلہ آباد تھا، ہمارا ساتھی وہیں فوت ہوگیا، ہم نے اس کی قبر کے لیے لحد کھودی تو دیکھا کہ ایک سیاہ سانپ نے پوری لحد کو بھر رکھا ہے۔ ہم نے دوسری جگہ لحد کھودی وہاں بھی کالے ناگ نے قبر کو لپیٹ رکھا ہے، ہم نے تیسری جگہ لحد کھودی وہاں بھی یہی کچھ دیکھا آخر کار ہم اس کو وہیں چھوڑ کر آپ کے پاس آگئے، ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس کے افعال ہیں جو وہ کرتا تھا تم جاؤ اور اس کا کچھ حصہ دفن کردو قسم اللہ کی اگر تم ساری زمین میں کھوڈالو تو بھی تم اس میں یہی کچھ پاؤ گے اور اس واقعہ سے اس کی قوم کو بھی مطلع کردو کہتے ہیں کہ ہم نے لوٹ کر اس کے کچھ حصے کو دفن کردیا جب ہم حج سے لوٹے تو اس کے مال واسباب سمیت اس کے گھر گئے اور اس کی بیوی سے ہم نے معلوم کیا کہ وہ کیا کرتا تھا؟ تو اس نے کہا کہ وہ گندم کا تاجر تھا روزانہ حسب ضرورت گندم نکالتا اور پھر اتنا ہی اس میں مٹی اور بھوسی ملا دیتا تھا حضرت فقیہہ سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ خیانت بھی عذاب قبر کا ایک سبب ہے اور اس میں زندہ لوگوں کے لیے عبرت ہے تاکہ وہ خیانت سے باز رہیں۔

قبر کی پکار:

کہتے ہیں کہ روزانہ پانچ مرتبہ زمین پکارتی ہے اس کی پہلی صدا یہ ہوتی ہے اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر چلتا ہے مگر تیرا ٹھکانہ میرا پیٹ ہے۔ (۲) اے ابن آدم رنگ برنگے کھانے تو میری پیٹھ پر کھاتا ہے لیکن میرے پیٹ میں تجھے کیڑے کھائیں گے (۳) اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر ہنستا ہے مگر وہ وقت قریب ہے کہ تو میرے پیٹ میں روئے گا (۴) اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر خوش ہے مگر عنقریب تو میرے پیٹ میں غمزدہ ہوگا۔ (۵) اے ابن آدم! تو میری پیٹھ پر گناہ کرتا ہے مگر عنقریب تو میرے پیٹ میں عذاب میں رہے گا۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۵۳-۵۴، جلد اوّل)

قبر میں آگ کے شعلے:

حضرت عمرو بن دینار سے ... ایک شخص کی ... قریب رہتی تھی جب وہ بیمار ہوئی تو

marfat.com
Marfat.com

اس کا بھائی وہاں اس کی عیادت کے لیے گیا، پھر وہ مرگئی تو اس کی تجہیز و تکفین کے بعد جب وہ اپنے گھر لوٹا تو اسے یاد آیا کہ وہ رقم کی تھیلی قبر میں بھول آیا ہے اس نے اپنے ایک دوست کو معاونت کے لیے ساتھ لیا اور قبر کھودی تو تھیلی مل گئی، اس نے اپنے دوست سے کہا، تو ہٹ جا۔ میں ذرا قبر میں دیکھ لوں کہ میری بہن کس حال میں ہے جیسے ہی قبر سے مٹی وغیرہ ہٹائی تو وہاں آگ کے شعلے دیکھے، قبر کو بند کیا اور آکر اپنی والدہ سے کہا کہ میری بہن کیسے عمل کیا کرتی تھی؟ ماں نے کہا اب اپنی بہن کے متعلق سوال نہ کر کہ وہ فوت ہو چکی ہے۔ اس نے بتانے پر زور دیا تو کہا کہ تیری بہن نماز میں تاخیر کرتی تھی اور صحیح وضو کے ساتھ نماز نہ پڑھتی تھی اور پڑوسی جب سو رہے ہوتے تھے تو ان کے دروازوں پر جا کر کان لگا کر ان کی سن گن لیتی تھی پھر وہ چغلی کیا کرتی تھی، یہی باتیں اس کے لیے عذاب قبر کا باعث بنیں جو شخص چاہتا ہے کہ اسے عذاب قبر سے نجات ملے تو اسے چاہیے کہ چغل خوری اور گناہوں سے احتراز کرے تاکہ اسے عذاب سے نجات ملے اور منکر نکیر کے سوالات میں اسے مشکل پیش نہ آئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ

ثابت قدمی:

اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کی ثابت قدمی پر دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے، اور یہ ثابت قدمی مومن، مخلص اور اطاعت گزار شخص کو تین حالتوں میں میسر ہوگی۔

(۱) ملک الموت کو دیکھنے کے وقت۔

(۲) منکر نکیر کے سوالوں کے وقت۔

(۳) روز حشر محاسبے اور سوالات کے وقت۔

پھر ملک الموت کو دیکھنے کے وقت ثابت قدمی تین طریقوں پر ہوگی۔

(۱) کفر سے بچے، اس سے روح نکلتے وقت توحید پر ثابت قدمی کی توفیق نصیب ہوتی ہے

(۲) فرشتے اس کو رحمت کی خوشخبری دیتے ہیں۔

(۳) اس جنت میں اس کی جگہ دکھادی جاتی ہے۔ ایسے ہی قبر میں ثابت قدمی بھی تین طرح کی ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ اسے اچھی تلقین فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کی توفیق کے مطابق جواب دیتا ہے۔

(۲) خوف، ہیبت اور دہشت اس سے اٹھالی جاتی ہے۔

(۳) وہ جنت میں اپنے مکان کو دیکھتا ہے اور اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جاتی ہے۔

اور حساب کے وقت ثابت قدمی کی بھی تین صورتیں ہیں۔

(۱) ان سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات کی اسے تلقین کی جائے گی۔

(۲) حساب اس پر سہل کیا جائے گا۔

(۳) اس کی معمولی خطاؤں اور لغزشوں سے چشم پوشی کی جائے گی۔

اور کہا گیا ہے کہ ثابت قدمی چار موقعوں پر کام آئے گی۔

marfat.com
Marfat.com

(۱) موت کے وقت۔

(۲) قبر میں کہ وہ بلاخوف جواب دے گا۔

(۳) حساب کے وقت۔

(۴) پل صراط کے وقت کہ وہ بجلی کی سرعت سے گزر جائے گا۔

(تنبیہ الغافلین جلداوّل، ص ۵۶،۵۵)

عذاب قبر سے محفوظ رہنے کے اسباب

عذابِ قبر حق هے:

روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے قبر کے عذاب سے پناہ طلب کرتے تھے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ عذاب قبر سے متعلق مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ ایک دن مجھ سے یہودی عورت نے کوئی چیز مانگی میں نے دے دی تو اس نے کہا کہ تجھے اللہ تعالیٰ عذاب قبر سے بچائے، میرے خیال میں آیا کہ یہ بات بھی شاید یہودیوں کی خرافات کا حصہ ہے، جس وقت حضور علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے تو میں نے یہ بات بتائی آپ نے فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے اس لیے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور نیک اعمال کر کے قبر کی تیاری کرے، اس لیے کہ دنیا میں یہ تیاری سہل ہے لیکن وہاں جا کر اس کو ایک نیکی کرنے کی اجازت بھی نہ ملے گی تب اسے حسرت وندامت ہوگی عقل مند پر لازم ہے کہ وہ مرنے والوں کے حالات پر فکر کرے کیونکہ مرنے والے کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ کاش اسے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے یا ایک مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی اجازت مل جائے یا ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی اجازت مل جائے مگر اس کو اجازت نہ ملے گی تب وہ زندہ لوگوں پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ کس طرح یہ لوگ غفلت اور لہو ولعب میں اپنے دنوں کو برباد کر رہے ہیں میرے بھائی اپنے وقت کو برباد نہ کرو کیونکہ یہ تمہارا راس المال ہے اور اس سے تم نفع حاصل کر سکتے ہو کیونکہ مال آخرت آج سستا ہے اس لیے اس کو خوب جمع کر لو، پھر ایک دن یہی مال بہت ہی مہنگا اور قیمتی ہو جائے گا نیز آج کا جمع شدہ مال کل کام آئے گا ورنہ کل یہی مال ڈھونڈے سے نہ ملے گا، ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اس محتاجی کے دن کے لیے مستعد رہنے کی توفیق بخشے اور ہمیں ان شرمندہ لوگوں میں شامل نہ کرے جو پھر دنیا میں آنے کی ایسی التجا کر رہے ہوں جو سنی نہ جائے، اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اور تمام مسلم مرد وخواتین کے لیے موت کی سختیوں اور قبر کی ہولناکیوں کو آسان کرے'' آمین یارب العالمین'' بے شک وہ ارحم الرحمٰن ہے اور وہ ہمیں کافی ہے اور اچھا مددگار ہے ولا حول ولا قوۃ اِلا باللہ العلی العظیم۔ (تنبیہ الغافلین جلداوّل، ص ۶۰۔۵۹)

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب چھوٹی عمر تھی جوان تھا۔ تمام جسم کی قوتیں بھرپور تھیں اس وقت زندگی غفلت میں گزار دی۔ اس وقت حق تعالیٰ کے وصل کا شوق پیدا نہ ہوا۔ بلکہ ایسے امور سے دور بھاگتا رہا کہ جن سے حق تعالیٰ کا وصل نصیب ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوسکتا ... میں آنے کے بعد کیا ہوسکتا ہے یعنی

marfat.com
Marfat.com

کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ جیسے تو نے حق تعالیٰ کو ساری زندگی بھولا رہا حق تعالیٰ کے وصل اور قرب کی طرف توجہ نہ کی اب اللہ تعالیٰ قبر میں تیری کوک اور فریاد کا رحمت اور فضل و کرم سے جواب نہ دے گا۔ کیونکہ تو نے ساری زندگی اس کی نافرمانی میں گزاری۔ اگر تو نے دنیا میں اس کی فرمانبرداری میں زندگی گزاری ہوتی تو آج محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پہ رحمتوں کی بارش بھی ہوتی۔ تجھے انعامات سے بھی نوازا جاتا۔ تجھے حق تعالیٰ کا قرب اور وصل بھی نصیب ہوتا۔ مگر اب چیخنے چلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں متنبہ فرما رہے ہیں کہ خبردار قبر سے پہلے پہلے اپنے آپ کو سنوار لیجئے۔ بہر حال نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اپنے وجود میں پیدا کرنا چاہیے کیونکہ

جہڑا عاشق پاک نبی دا، اوھنوں خوف کی روز حشر دا

نہ اس دوزخ دے وچ سڑنا تے نہ اوھنوں خوف قبر دا

(کلیات اعظم، ص۴۲۲)

-----☆☆☆-----

فریدا سر پلیا، داڑھی پلی، مُچھاں بھی پلیاں رے من گہلے باولے، ماتیں کیا رلیاں

حل لغات:

★ سر: سَر۔ ★ رے: ارے: ★ من: دل، ضمیر، چالیس سیر کا وزن، سانپ کا مہرہ، کنوئیں کی مینڈھ۔ ★ باولا: پاگل، دیوانہ۔ ★ پلیا: (اسی طرح پلی اور پلیاں بھی) پلن (پلنا) پک کر تیار ہونا مراد سفید ہونا، سے مشتق صیغۂ ماضی یعنی سر، داڑھی اور مونچھوں کے بال سفید ہوگئے (معارف فریدیہ، ص۱۳۸۔۱۳۷)۔ ★ ماتیں: ماتنا ہے لطف اٹھاتا ہے (موج مانن) پنجابی میں عیش کرنے کو کہتے ہیں۔ ★ رلیاں: خوشیاں، عیش و عشرت، اردو میں (رنگ رلیاں) اسی معنی میں آتا ہے۔

سر داڑھی اور مونچھیں بھی (بڑھاپے کی وجہ سے) سفید ہوگئی ہیں۔ ارے نادان اور بے وقوف دل اب بھی جوانی کی دیوانگی کی طرح موجیں کرنے اور جشن منانے سے نہیں رُکتا۔

مطلب:

اے فرید! اب تو سر، داڑھی اور مونچھیں سفید ہوچکی ہیں جو کہ بڑھاپے کی علامت ہیں۔ موت تو کسی بھی وقت آسکتی ہے۔ جب بھی موت کا وقت ہوگا موت آجائے گی مگر جس کی عمر قدرے لمبی ہوتی ہے۔ بڑھاپا جب آتا ہے تو ایک حیثیت سے بزرگ فرماتے ہیں کہ سفید بالوں کا آنا آدمی کے لیے موت کا پیغام ہوتا ہے کہ موت اب قریب ہے۔ جیسے عموماً سرسبز و شاداب فصلیں جب پک کر تیار ہوجاتی ہیں تو ان کا بھی رنگ سرسبز و شاداب نہیں رہتا بلکہ ان کا رنگ بھی سفید کے قریب تر پیلا سا رنگ ہوجاتا ہے جو فصلوں کے پک کر تیار ہونے یعنی کاٹے جانے کی علامت ہوتا ہے۔ اسی طرح بالوں کا سفید ہونا گویا انسانی زندگی کے پک کر تیار

marfat.com
Marfat.com

ہونے اور کاٹے جانے کا ایک حیثیت سے پیغام ہوتا ہے۔ اس لیے تو اے نادان، ناسمجھ، ارے پاگل دل! اب تو کچھ سوچنے اور سمجھنے اور سنبھلنے کا وقت ہے۔ اب کیوں رنگ رلیوں میں مشغولیت اختیار کیے ہوئے ہے۔ بلکہ اب تو تجھے سنبھلنا چاہیے۔ اب تو بچپن اور جوانی دیوانی کی دیوانگی سے سنبھل جا۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کی طرح شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ۔

ے چہل سال عمر عزیزت گذشت
مزاج تو از حال طفلی نہ گشت

جوانی سے بڑھاپا:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میری داڑھی سیاہ تھی اب سفید ہوگئی ہے۔ اسی طرح موچھیں بھی سیاہ تھیں اب سفید ہوگئی ہیں۔

ذرا غور تو فرمائیے کہ ان بالوں کی سیاہی کہاں گئی اور یہ سفیدی کہاں سے آگئی۔ وجود کی قوت کہاں گئی اور یہ ناطاقتی کہاں سے آگئی۔ یہ تبدیلی کیسے ہوئی۔ انسان کو یہ تبدیلی یاد دلاتی ہے کہ وقت مسلسل بدل رہا ہے۔ حالات بدلتے رہتے ہیں۔ وقت بدلتا رہتا ہے ایک جیسا نہیں رہتا۔ جو وقت کا خیال نہیں رکھتا۔ وقت بھی کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔ وقت مسلسل بدل رہا ہے۔ اسے کہیں بھی ٹھہراؤ نہیں۔ وقت کے ساتھ حالات اور کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔ یہ بڑھاپے کا آنا انسان کو سمجھانے کے لیے بھی ہے۔ کہ انسان اب تو بوڑھا ہوگیا ہے جس طرح ان بالوں پہ سفیدی غالب آگئی ہے اسی طرح تیری قوت اور طاقت پہ بھی ناطاقتی کا بھی غلبہ ہوجائے گا حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آنے والا ہے کہ یہ تیرا وجود ختم ہوجائے گا۔ تیرا نام ونشان تک جاننے والا کوئی نہ رہے گا۔ جب تک تیری جان میں جان ہے تب تک ان لمحات کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے رب کو راضی کرنے کی سعی کرلے۔ گزرے ایام میں بداعمالیوں سے توبہ کرکے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوجا۔

دنیا کولوں وکھرا ہو جا ۔۔۔ جے توں چاہنا ایں دید سجن دی
گلیاں دے وچ لعل نہیں لبھدے ۔۔۔ نہیں ہر تھاں چمک حسن دی
دل دا شیشہ صاف نہیں کردا ۔۔۔ نت دھوویں میل بدن دی
اعظم ملے یار ملے گا تینوں ۔۔۔ جدوں ہوش نہ رہی تن من دی (کلیات اعظم ص ۴۵۴)

دنیا کی بے وفائی:

ارے انسان جو کبھی تیرے دوست تھے آج بڑھاپا آیا تو وہ کہاں گئے ساتھ چھوڑ گئے اور کوئی ساتھ دیتا یا نہ دیتا مگر تیرے اپنے وجود کو تو تیرا ساتھ دینا چاہیے تھا مگر تیرے رنگ نے بھی تیرا ساتھ چھوڑ دیا، بالوں کی سیاہی نے بھی تجھ سے منہ موڑ لیا۔ تیرے دوست احباب، عزیز رشتے دار بھی ساتھ چھوڑ گئے کہ اب تو ان کے کسی کام کا نہیں رہا۔ سو دنیا اور دنیا والے بھی بے وفا ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

کسے دے نال وفا نہ کیتی، اس دنیا بے اعتباری
نہ محبوب رہیا کوئی ایتھے، نہ کسے دی رہی سرداری
ایتھے کسے دے پیر نہ لگے، سب ٹر گئے وارو واری
اعظم ایتھے دل نہ لاویں، نہیں تے روسیں جاندی واری

(کلیات اعظم، ص ۴۵۵)

چار دیہاڑے دا ایہہ واسا ایہدا کیوں ایناں دم بھرنا ایں
جیہڑی دولت نال نہیں جانی، اوہ اکٹھی کیوں پیا کرنا ایں
جیہڑی اک دن چھڈنی پینی اوہدی خاطر کیوں پیا مرنا ایں
اعظم جیہے وفا نہیں کرنی، اوہدے نال پیار کیوں کرنا ایں

جے لکھ سال رہیں وچ دنیا، ایتھوں اوڑک توں ٹر جانا
اوڑک وکھرا وکھرا ہونا، ایہہ سارا تانا بانا
سارے ساک قبیلے چھڈ کے، تیرا ہوسی گور ٹھکانا
اعظم جپ لے نام خدا دا، ایہو ویلا وقت سہانا

فائدہ:

اس لیے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے ایک اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے وجود کی تمام توانائیاں استعمال کرتے کہ یقیناً یہ ملتوی ں وحسرت کا سبب نہ بنیں بلکہ حق تعالیٰ کی رحمتوں اور عنایات کا سبب ثابت ہوں۔

نیک بختی کی گیارہ علامات:

موقع کی مناسبت سے نیک بختی کی گیارہ علامات ملاحظہ فرمایئے اولاً تو جب معلوم ہو جائیں انہیں اپنانے کی کوشش کیجیے ورنہ بڑھاپے میں تو خصوصاً توجہ سے اپنانے کی کوشش کیجیے۔

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں کہ

کہا گیا ہے کہ سعادت یعنی نیک بختی کی گیارہ علامتیں ہیں۔

(۱) دنیا میں عبادت کرے اور آخرت کی رغبت رکھے۔

(۲) عبادت اور تلاوت قرآن پر کاربند رہے۔

(۳) ضرورت نہ ہو تو کم بولے

marfat.com
Marfat.com

(۴) پانچوں نمازیں پابندی سے پڑھے۔

(۵) تھوڑا ہو یا زیادہ حرام سے بہت بچے۔

(۶) نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھے۔

(۷) عاجزی کرنے والا ہو تکبر نہ کرے۔

(۸) خوش اخلاق سخی ہو۔

(۹) خلق خدا کے ساتھ نرمی رکھتا ہو۔

(۱۰) مخلوق کو نفع پہنچانے والا ہو۔

(۱۱) موت کو ہر وقت یاد کرنے والا۔

بدبختی کی علامات:

اسی طرح بدبختی کی بھی گیارہ علامتیں ہیں۔

(۱) مال جمع کرنے میں حریص ہو۔

(۲) دنیا کی لذت وخواہشات میں مشغول ہو۔

(۳) اکثر فحش گفتگو کرتا ہو۔

(۴) نمازوں میں کوتاہی کرتا ہو۔

(۵) مشتبہ اور حرام کھاتا ہو اور فاسقوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہو۔

(۶) اس کا اخلاق گندا ہو۔

(۷) اترانے والا، تکبر اور فخر کرنے والا ہو۔

(۸) لوگوں کو فائدہ پہنچانے سے منع کرتا ہو۔

(۹) مسلمانوں سے شفقت نہ کرتا ہو۔

(۱۰) بخیل ہو۔

(۱۱) موت کو بھولنے والا ہو۔

یعنی ایسا شخص کہ جب موت کا ذکر آئے تو غلہ بیچنے سے انکار نہیں کرتا اور مسلمانوں سے بھی شفقت سے پیش آتا ہے۔

حکایت:

منقول ہے کہ ایک زاہد کے گھر میں گندم کا ڈھیر تھا لوگ قحط کا شکار ہوئے تو زاہد نے تمام گندم بیچ دی پھر اپنی ضرورت کے لیے خریدنے لگا لوگوں نے ان سے کہا بہتر تھا کہ آپ کچھ گندم روک لیتے زاہد نے جواب دیا کہ میں نے یہ چاہا کہ میں بھی لوگوں کے غم میں برابر کا شریک ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ اپنے احسان وکرم سے اس کی توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب۔

(تنبیہ الغافلین، ص ۲۳۶ تا ۲۳۱، حصہ اوّل)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

کم ازکم نیک بختی کی علامات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئیں اور بدبختی کی علامات سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

رے من گیھلے باولے مانیں کیا رلیاں:

اے نادان ابھی تک تجھے احساس نہیں ہوا کہ موت سر پہ آگئی ہے کسی بھی وقت بلاوا آجائے گا ابھی تک رنگ رلیوں میں مصروف ہے۔ بالوں کا سفید ہو جانا تیرے لیے دعوت فکر ہے۔ یہ سفید بال موت کا پیغام ہیں۔ یہ سفید بال تیرے لیے موت کا خط ہیں۔ یہ سفید بالوں کا آنا تجھے تنبیہ کرنے کے لیے ہے کہ وقت آخر پہنچنے والا ہے سنبھل جا۔ بچپن والی عادات کو بھول جا۔

-----☆☆☆-----

فریدا کوٹھے دُھکن کیتڑا، پر نینڈڑی نواڑ جُو دِینہہ لدھے گانویں، گئے وِلاڑ وِلاڑ

حل لغات:

★ کوٹھے: کمرے مراد کمروں کی چھتیں۔ ★ دُھکن: دوڑنا، اچھلنا، آپہنچنا۔ ★ نینڈڑی: نیند، سونا، مراد غفلت۔ ★ کیتڑا (کیت ڑا): کس وقت تک، کب تک، کتنے دن تک۔ ★ پر: پیاری، میٹھی ★ نواڑ: نوار، موٹا سوتی کپڑا، پٹی جس سے پلنگ بنا جاتا ہے۔ ★ دینہہ: دن مراد عمر، زندگی۔ ★ لدھے: ملے، حاصل ہوئے۔ ★ گانویں (گان وے ں): گنے ہوئے، گنی کے چند روز۔ ★ گئے ولاڑ: گذرتے چلے گئے، بھاگتے چلے گئے، جلدی جلدی گزر گئے۔

نواڑ: موٹا سوتی کپڑا۔ پٹی کہ جس سے پلنگ بنا جاتا ہے۔ بعض کتب میں نواڑ کی بجائے نوار بھی آیا ہے۔ جس کا ایک معنی تو وہی ہے اور ایک معنی ہے دُور کر، ختم کر۔ یہی معنی پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب نے کلام بابا فرید گنج شکر میں، ص ۵۴ پر کیا ہے۔

مکانات کی چھتوں پہ بچگانہ رنگ رلیاں اور کھیل کود نوار کے نرم ملائم بان والی چار پائی پہ میٹھی میٹھی نیند کے مزے کب تک چلیں گے۔ ارے غافل انسان تجھے تو گنتی کے چند ایام گزارنے کے لیے میسر آئے ہیں۔ وہ محض غافلانہ دوڑ دھوپ میں گزار دیئے۔

مطلب:

اے فرید! محل ماڑیوں اور مکانوں کی چھتوں پر طفلانہ رنگ ڈھنگ میں اور اپنے انجام سے بے خبر اچھل کود، لہو ولعب اور دنیوی جلسے، جلوسوں اور کھیل تماشوں میں کب تک مشغول رہے گا۔ غفلت کی نیند کب تک سوتا رہے گا۔ اب ذرا ہوش وحواس کی دنیا میں آ۔ حقیقت پسندانہ طریقہ اختیار کر۔ جس غفلت میں اپنا سب کچھ ضائع کر رہا ہے اس غفلت کی نیند سے بیدار ہو۔ ورنہ خواب غفلت تجھے کہیں کا نہ چھوڑے گا۔ اسے چھوڑ دے، غفلت کی دنیا سے نکلنے کا راستہ اختیار کر اسے اپنے آپ سے دور کر دے کچھ احساس کر۔ اسی مصرعے کا دوسرا معنی یہ بھی بنتا ہے کہ

اے فرید! محل ماڑیوں اور [illegible] کب تک [illegible] غفلت کی [illegible] کر [illegible] کودتا رہے گا۔ یہ غفلت میں ناچ کود

marfat.com
Marfat.com

کر ضائع کیے ہوئے ایام تیرے کسی کام نہ آئیں گے نوار سے بنے ہوئے نرم و نازک پلنگ پہ کب تک مجرمانہ غفلت کا شکار ہو کر میٹھی نیند سوتا رہے گا۔ ذرا تو غور و فکر سے کام لے۔

اس دنیا میں گزارنے کے لیے تجھے چند دن گنتی کے ملے ہیں اب تک تو تُو نے یونہی کھیل کود میں ضائع کر دیئے ہیں۔ اور یہ دن یوں بھاگتے دوڑتے جا رہے ہیں کہ علم ہی نہ ہوا کہ اتنا عرصہ زندگی کا ضائع ہو گیا۔ وقت کا ضیاع کوئی معمولی نقصان نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ نقصان کبھی بھی پورا نہیں ہو سکتا۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

وقت کی قدر کرنا سیکھیئے۔

نصیحت:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ مکانات کی چھتوں پہ بچوں کی طرح کھیلتے کودتے رنگ رلیاں منانے میں اپنی زندگی کی بہاریں نہ ضائع کر۔ اور نہ ہی چارپائی پر سوتے ہوئے اپنی زندگی برباد کر، یہ زندگی تو تجھے چند گنتی کے دن حاصل ہوئے ہیں غافلانہ دوڑ دھوپ میں برباد نہ کر۔

منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں آپ نے اس سے فرمایا کہ میں چھ باتوں کی تجھے نصیحت کرتا ہوں۔

(۱) جن چیزوں کا کفیل اللہ تعالیٰ ہے ان پر قلبی یقین رکھنا۔
(۲) فرائض کو وقت پر ادا کرنا۔
(۳) ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہنا۔
(۴) شیطان کی موافقت نہ کرنا کیونکہ وہ مخلوق سے حسد کرتا ہے۔
(۵) اپنی عمر دنیا میں خرچ نہ کرنا یہ تیری آخرت کو خراب کر دے گی۔
(۶) ہمیشہ مسلمانوں کی بھلائی چاہنا۔

حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسلمان کو چاہیے وہ ہمیشہ مسلمانوں کی بھلائی کا سوچے کیونکہ یہ سعادت کی علامت ہے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۲۳۶)

رجوع الی اللہ:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ رجوع الی اللہ کا درس دے رہے ہیں کہ ساری زندگی برباد نہ کر لو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ غفلت چھوڑ کر اپنا وقت برباد کرنے اور اللہ تعالیٰ سے غفلت کرنے کی بنا پر اس کے عذاب سے ڈرنے کا وقت کھیل کود کر وقت ضائع کرنے کا وقت نہیں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم اس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تم بہت روؤ اور تھوڑا ہنسو۔

(بخاری شریف، مشکوۃ شریف باب البکاء والخوف)

حدیث شریف:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چرچرا رہا ہے، اور اس کا حق ہے کہ وہ چرچرائے۔ اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ نہ آسمانوں میں چار انگلی جگہ مگر فرشتہ وہاں اپنی پیشانی رکھے ہوئے، اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے۔

اللہ کی قسم! اگر تم وہ چیزیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے، روتے بہت اور بیویوں سے بستروں پر لذت حاصل نہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے ہائے کاش کہ میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوۃ شریف باب البکاء والخوف)

فائدہ:

یہ دردناک تمنا راوی حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ہے بعض صحابہ فرماتے ہیں کہ کاش میں جانور ہوتا جسے ذبح کر کے کھا لیا جاتا بعض فرماتے تھے کہ کاش میں چڑیا ہوتا کہ جہاں چاہتا بیٹھتا مطلب یہ ہے میں نہ انسان ہوتا جو احکام کے مکلف ہیں گناہ کرتے ہیں یہ ان لوگوں کا خوف ہے جن کے جنتی ہونے کی خبر قرآن کریم اور صاحب قرآن نے دے دی ہے اب سوچو کہ ہم کس شمار میں ہیں بات یہ ہے کہ جتنا قرب زیادہ اتنا ہی خوف زیادہ۔ اللہ اپنا خوف عطا کرے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ، ج ۷، ص ۱۵۵)

عبرت:

اس سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی کیفیت کیا ہے اور ہماری کیفیت کیا ہے۔ ہم ہیں کہ سارا دن اور ساری رات کھیل کودا اور دنیا کے حصول میں مگن۔ جب کرکٹ کا کھیل ہوتا ہے تو کیا بچے کیا بوڑھے سبھی اس میں مگن ہوتے ہیں کوئی دنیوی نقصان ہوتا ہے تو کوئی پرواہ نہیں مگر میچ پورا دیکھنا ہے۔ نمازیں قضا ہوتی ہیں تو کوئی پرواہ نہیں میچ سے ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ بچوں سے زیادہ بوڑھے دلچسپی رکھتے ہیں۔ حالانکہ بوڑھوں کا وقت تو تھا کہ اب دنیوی بھول بھلیوں سے نکلنے کی کوشش کرتے بلکہ نوجوان نسل کو بھی سمجھانے کی کوشش کرتے مگر یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

میراتھن ریسوں کا اعلان ہو جائے تو ہزاروں لوگ مرد و خواتین بچے اور بوڑھے انتہائی رغبت اور شوق سے شمولیت اختیار کو بے چین نظر آتے ہیں۔

دوزخ سے بھاگنے والے کا عمل:

ہم سب زبان سے دعائیں مانگتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں دوزخ سے نجات عطا فرما مگر، ہم ساری زندگی غفلت میں گزار دیتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میں نے دوزخ کی طرف نہ دیکھا جس سے بھاگنے والا سو رہا ہے اور نہ جنت کی مثل کہ جس کا طلبگار سو رہا ہے۔
(مشکوٰۃ شریف باب البکاء والخوف)

لہوولعب:

مکانات کی چھتوں پہ رنگ رلیاں اور کھیل کود میں مصروف وقت گزارنا زندگی کو برباد کرنا ہے۔ جیسے پتنگ بازی، کبوتر بازی و دیگر کھیل کود جو شرعی اصولوں وضوابط کے خلاف ہوں۔ ان کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔
قرآن پاک میں ہے کہ:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ (پ ۲۱، سورۃ لقمٰن آیت نمبر ۶)

اور کچھ لوگ کھیل کود کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکادیں بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنالیں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ (کنزالایمان)

حدیث شریف:

ترمذی وابوداؤد وابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا۔ اور گھوڑے کو ادب دینا۔ زوجہ کے ساتھ ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہیں۔ (بہار شریعت، جلد ۲، حصہ ۱۶، ص ۱۰۹)

کبوتر بازی:

ابوداؤد وابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت اور ابن ماجہ نے انس وعثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کبوتری کے پیچھے بھاگتے دیکھا تو فرمایا شیطانہ کے پیچھے پیچھے شیطان جارہا ہے۔
(بہار شریعت، جلد ۲، حصہ ۱۶، ص ۱۰۹)

جانور کو لڑانا:

ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوپائیوں کو لڑانے سے منع فرمایا۔
(بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۱۰)

مسئلہ:

کبوتر پالنا جائز ہے جبکہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے اور کبوتر اڑانا حرام کہ گھنٹوں ان کو اترنے نہیں دیتے حرام ہے اور مرغ یا بیٹر کالڑانا حرام ہے۔ (احکام شریعت، ص ۲۴۷)

marfat.com
Marfat.com

تاش وشطرنج:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تاش وشطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ وحرام ہے کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔

ومسالة الشطرنج مبسوطة فی الدوغیرها من الغطر والشهادات والصواب اطلاق المنع کما اوضعه فی ردالمحتار۔ واللّٰه تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحکم (احکام شریعت، حصہ سوم ۲۳۸)

کچھ جانوروں کا پالنا اور شکار:

اعلیٰ حضرت الشاہ امام محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:
”شکرا اور باز پالنا درست ہے اور ان سے شکار کرانا اور اس کا کھانا بھی درست ہے۔ **لقوله تعالیٰ وما علمتم من الجوارح الایته** ۔ یہ ضرور ہے کہ شکار غذا یا دوا یا کسی نفع کی غرض سے ہو محض تفریح ولہو ولعب نہ ہو ورنہ حرام ہے۔ یہ گنہگار ہوگا اگرچہ ان کا مارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم پا گئے ہوں اور بسم اللہ کہہ کر چھوڑا ہوا حلال ہو جائے گا۔

فان حرمته الارسال بنیة الا هو لاینا فی کونه ذکاة شرعیة کمن سمی اللّٰه تعالیٰ وضرب الغنم من قفاه حرم الفعل وحل الا کل۔

پس تحقیق کھیل کی نیت سے چھوڑنے کی حرمت اس کے ذبح شرعی ہونے کے منافی نہیں جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لے اور بھیڑ کو اس کی گدی کی طرف سے مارا۔ فعل حرام ہے اور کھانا حلال ہے۔
بٹیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں لال لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں، ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کی ایذا ہے حدیث میں ہے۔

نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن التحریش بین البهائم۔ اخرجه ابوداؤد والترمذی عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما وقال الترمذی حسن صحیح۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا۔
کبوتر پالنا جبکہ خالی دل بہلانے کے لیے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مودی نہ ہو جائز ہے۔ اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑائے کہ مسلمان عورت پر نگاہ پڑے یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑ دیں، کسی کی آنکھ پھوڑ دیں یا پرائے کبوتر پکڑنا یا ان کا دم بڑھانے اور اپنا تماشا ہونے کے لیے دن بھر انہیں بھوکا اڑائے جب اترنا چاہیں نہ اترنے دے تو ایسا پالنا حرام

marfat.com
Marfat.com

ہے در مختار میں ہے۔

ویکرہ (یکرہ امسک الحمامات) ولو فی برجھا (ان کان یضر بالناس) بنظر اجلب (فان کان یطیرھا فوق السطح مطلقا علی عورات المسلمین و یکسرز جاجات الناس برمیة تلک الحمامات عزرومنع اشد المنع فان لم یتمنع ذبحھا المحتسب) واما للا ستئناس فمباح باختصار۔

اور مکروہ ہے (مکروہ ہے بند رکھنا کبوتروں کا) اگر چہ ان کے برجوں میں ہو (اگر لوگوں کو ضرر ہوتا ہو) اگر یہ ضرر بوجہ نظر کے ہو یا دوسروں کے کبوتر کھینچے ہے۔ پس اگر چھت پر اڑاتا ہو جس سے مسلمانوں کی بے پردگی ہوتی ہو اور کبوتروں کی کنکریوں سے لوگوں کے شیشے ٹوٹتے ہوں تو اڑانے والے پر تعزیر کی جائے گی اور سختی سے منع کیا جائے گا اگر نہ رکے تو کوتوال انہیں ذبح کر دے۔ اگر اڑانے کے لیے نہ ہوں بلکہ صرف کبوتروں کے ساتھ انس کی وجہ سے تو یہ مباح ہے۔ اور باختصار۔

صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن عمر اور صحیح ابن حبان میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

دخلت النارا مراۃ فی ھرۃ ربطھا فلم تطعمھا تا کل من خشا ش الارض۔

ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اسے باندھ رکھا تھا نہ آپ کھانا دیا نہ چھوڑا کہ زمین کے چوہے وغیرہ کھالیتی۔

ابن حبان کی حدیث میں ہے فھی تنھشر قبلھا و دبرھا (وہ بلی دوزخ میں اس عورت پر مسلط کی گئی ہے کہ اس کا آگا پیچھا دانتوں سے نوچ رہی ہے۔

ایک حدیث میں حکم ہے کہ جو جانور پالو دن میں ستر بار اسے دانہ پانی دکھاؤ۔ نہ کہ گھنٹوں پہروں بھوکا پیاسا رکھو اور نیچے آنا چاہے تو آنے نہ دو۔

علماء فرماتے ہیں جانور پر ظلم کافر ذمی پر ظلم سے سخت تر ہے اور کافر ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے کمافی در المختار وغیرہ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الظلم ظلمات یوم القیمة

ظلم ظلمتیں ہوگا قیامت کے دن۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الا لعنة اللّٰہ علی الظلمین

marfat.com
Marfat.com

سن لو! اللہ کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر۔
کتا پالنا حرام ہے۔ جس گھر میں کتا ہو۔ اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ ہر روز اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لاتدخل الملئکة بیتا فیه کلب ولاصورة رواه احمد والشیخان الترمذی والنسائی وابن ماجه عن ابی طلحه رضی اللّٰه تعالیٰ عنه۔

فرشتے نہیں آتے اس گھر میں جس میں کتا یا تصویر ہو۔
اور فرماتے ہیں۔

من اقتنی کلبا الا کلب مثیة او ضار یانقص من عمله کل یوم قیراطان رواه احمد والشیخان والترمذی۔ النسائی عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما

جو کتا پالے مگر گلے کا کتا یا شکار۔ روز اس کی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں
(ان قیراطوں کی مقدار اللہ و رسول جانیں جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم)

تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے ایک شکار جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیح کے لیے شکار کی حاجت ہو نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لیے پالا جائے جہاں حفاظت کی سچی حاجت ہو ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیں یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں۔ غرض یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں۔ (احکام شریعت، حصہ اول، ص ۶۲ تا ۶۵)

مسئلہ:

جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بیٹر، تیتر، مینڈھے، بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ (بہار شریعت، جلد ۲، حصہ ۱۶، ص ۱۱۲)

مسئلہ:

کشتی لڑنا اگر لہو ولعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس لیے ہو کہ جسم میں قوت آئے اور کفار سے لڑنے میں کام دے یہ جائز ومستحسن وکار ثواب ہے۔ بشرطیکہ ستر پوشی کے ساتھ ہو آج کل برہنہ ہو کر صرف ایک لنگوٹ یا جانگیا پہن کر لڑتے ہیں کہ ساری ہی رانیں کھلی ہوتی ہیں یہ ناجائز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۱۲)

مسئلہ:

آج کل میلوں ٹھیلوں پہ کشتی اسی طرح لڑی جاتی ہے یعنی ستر پوشی کے بغیر اس لیے ستر پوشی کے بغیر کشتی لڑنا بھی ناجائز ہے اور ایسی حالت میں کشتی کو دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح کھیلی جانے والی کبڈی کا بھی یہی حکم ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مسئلہ:

ہنسی مزاق میں اگر بیہودہ باتیں، گالی گلوچ اور کسی مسلم کی ایذا رسانی نہ ہو محض پُر لطف اور دل خوش کن باتیں ہوں جن سے اہل مجلس کو ہنسی آئے اور خوش ہوں اس میں حرج نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۱۲، بحوالہ فتاویٰ عالمگیری)

فائدہ:

لہو ولعب میں وقت ضائع کرنا، غفلت شعاری میں اوقات ضائع کرنا نقصان دہ فعل ہے۔ اسی لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خبردار۔ چھتوں پہ اس طرح دوڑتے پھرنا، رنگ رلیوں میں زندگی ضائع کرنا، کھیل کود کی وجہ سے اپنے خالق مالک سے غافل ہو جانا کہاں کی عقلمندی ہے خبردار ایسا سلسلہ کب تک چلے گا۔ چارپائی پہ سوئے سوئے کب تک نیند کے مزے لیتا رہے گا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تجھے گنتی کے چند دن زندگی نصیب ہوئی ہے جب ضائع ہو گئے تو پھر یہ ایام واپس نہ ملیں گے لہٰذا آج غفلت ترک کر دے۔

-----☆☆☆-----

فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں، ایت نہ لائیں چت
مٹی پئی اتولویں، کوئی نہ ہوسی مت

حل لغات:

★ کوٹھے: مکان، کمرے۔ ★ منڈپ: شامیانہ، ایوان، ہال۔ ہال کمرہ، بڑا وسیع کمرہ حال۔ ★ ماڑی: کئی منزلہ اونچا محل، اوپر کی منزل۔ ★ ماڑیاں: جمع ہے واحد ماڑی ہے۔ ★ ایت: (ایہہ تے) دونوں لفظوں کا مخفف یعنی اس پر، ان پر۔ ★ کوٹھے منڈپ ماڑیاں: سے مراد لمبے چوڑے اونچے مکانات ومحلات۔ ★ نہ لائیں: نہ لانا۔ ★ چت: (چیت، چیتا) یعنی دھیان، توجہ، دل۔ ★ مٹی پئی: مٹی اوپر پڑ جائے گی۔ ★ اتولویں: بے حساب، بہت زیادہ۔ ★ ہوسی: ہوگا۔ ★ مت: دوست، مونس وغمخوار، خیر خواہ۔

ارے انسان لمبے چوڑے اور اونچے اونچے محلات اور مکانات پہ دل نہ لگا بیٹھنا کیونکہ مرنے کے بعد بے حساب مٹی تیرے اوپر ڈال دی جائے گی۔ اس وقت قبر میں تیرا کوئی بھی ساتھ نہ دے گا۔

مطلب:

ارے فرید! بڑے بڑے بلند وبالا مکانات اور محلات کی طرف دھیان اور توجہ نہ کر۔ ان سے دل لگا کر غافل نہ ہونا کیونکہ یہ تیرے پاس ہمیشہ نہیں رہیں گے، تو ان میں ہمیشہ بسیرا نہیں کرے گا۔ جب موت کا شکار ہو کر قبر میں جائے گا تو بے شمار اور بے حساب مٹی تیرے اوپر ہو گی وہاں تیرا کوئی بھی غمخوار اور ساتھی نہیں ہو گا۔ محل ماڑیاں سبھی یہیں پڑی رہیں گی جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

اُجڑے نیں محل سُنجیاں نے گلیاں
جدوں دناں [illegible]

marfat.com
Marfat.com

رہسی تیری یاد وچہ قبر دا نشان اوئے
سدا ایہوں رہنا ایتھے کسے انسان اوئے
بندیا جہان اُتے کریں نہ گمان اوئے

بہر حال جب تجھ پہ مٹی آ پڑی۔ تو قبر میں آ پہنچا اور تجھے قبر میں دفن کر دیا گیا تو پھر دنیا میں جن محل ماڑیوں، محلات وغیرہ پہ تو نے دل لگایا تھا خالق حقیقی سے غفلت اختیار کی تھی۔ وہ کچھ بھی تیرے کام نہ آئے گا۔ یہ سب کچھ تیرے لیے بیکار ہوں گے۔ قبر میں تیرے دوست نہ بنیں گے بلکہ ایک حیثیت سے تیرے دشمن ہوں گے مرنے کے وقت بھی تیرے لیے مسرت کا سامان ہوں گے۔

دنیا اور ہم:

ہم اس دنیا میں آئے تھے ہمارا یہ اصلی ٹھکانہ نہیں یہاں ہم نے چند روزہ زندگی گزارنی ہے مگر اس سلسلے میں ہم نے اپنی رہائش کے لیے بڑی بڑی بلڈنگیں تعمیر کروائیں، بقول اعظم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

اس دنیا نے موہ لیا سانوں، نالے اصلوں دور ہٹایا
قدم قدم تے جال حسن دا، ساڈے رستے وچ وچھایا
دیس پرائے دے وچ آکے، اساں اپنا دیس بھلایا
اعظم اوہ مقام اسانوں، اجے تیکر ھتھ نہیں آیا

(کلیات اعظم، ص ۴۵۷)

اس لیے ہم دنیا کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہ گئے۔ حالانکہ دنیا کی حقیقت تو یہ ہے کہ۔

کی حقیقت اس دنیا دی، ایہہ جھوٹا سب افسانہ
جس دے اُتے مرمر جاویں، اوہ سارا مال بیگانہ
دنیا داری بُری خواری، ایہہ دنیا بندی خانہ
اعظم جے چاہیں چھٹکارا، اتے بن جا مست دیوانہ

(کلیات اعظم، ص ۴۵۷)

فائدہ:

اس لیے دنیا میں دل نہ لگانا اور نہ ہی دنیا کی کسی چیز میں دل لگانا۔ کیونکہ دنیا و مافیہا کی حالت تو یہ ہے کہ

حضرت مستور بن شداد سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال اس طرح ہے جس طرح تم سے کوئی آدمی دریا میں انگلی ڈالے پھر دیکھے اس کی انگلی کس چیز کے ساتھ لوٹتی ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ... تاق)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

یہ کوٹھیاں ، یہ بنگلے وغیرہ آخرت کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جیسے دریا میں کوئی شخص انگلی ڈبو کر باہر نکال لے تو دریا سے کتنا پانی کم ہوگا۔ انگلی سے لگے ہوئے پانی کی نسبت دریا کے پانی سے کیا ہوگی ذرا غور تو فرمایئے اس لیے دنیا و مافیھا سے دل نہیں لگانا چاہیے۔

عمارات پہ خرچ کرنے کی حقیقت:

حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کوئی خرچ نہیں کرتا مگر اس میں اسے ثواب دیا جاتا ہے سوائے اس کے خرچ کے اس مٹی میں۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق، ابن ماجہ شریف)

فائدہ:

کھانے پینے لباس وغیرہ پر خرچ کرنے میں ثواب ملتا ہے کہ یہ چیزیں عبادات کا ذریعہ ہیں مگر بلاضرورت مکانات بنانے میں کوئی ثواب نہیں لہٰذا عمارات سازی کا شوق نہ کرو اس میں وقت اور مال دونوں کی بربادی ہے خیال رہے کہ یہاں دنیاوی عمارتیں وہ بھی بلاضرورت بنانا مراد ہیں مسجد، مدرسہ، خانقاہ مسافر خانے تو عبادت ہیں کہ یہ صدقات جاریہ ہیں یوں ہی بقدر ضرورت مکان بنانا ثواب ہے کہ اس میں سکون سے رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا بعض لوگ دیکھے گئے ہیں کہ وہ ہمیشہ مکان کے توڑ پھوڑ ہر سال نئے نمونے کے مکانات بنانے ہی میں مشغول رہتے ہیں یہاں یہی مراد ہے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷، ص ۲۰۔۱۹، بحوالہ مرقاۃ، اشعہ)

ایک صحابی کا عشق حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لے گئے ہم حضور کے ساتھ تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند عمارت دیکھی تو فرمایا یہ کیا ہے؟ حضور کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ فلاں انصاری کا ہے تو حضور خاموش ہوگئے اور یہ بات دل شریف میں رکھ لی حتیٰ کہ جب اس عمارت کا مالک حاضر ہوا تو آپ کو بھرے مجمع میں سلام کہا تو حضور نے منہ پھیر لیا۔ انہوں نے یہ کئی بار کیا حتیٰ کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے سے (متعلق) غصہ محسوس کرلیا تو حضور کے صحابہ رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ خدا کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر پاتا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے تو تمہاری عمارت دیکھی تھی۔ پس وہ شخص عمارت کی طرف گیا اور اسے ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا ایک بار پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو وہ عمارت نہ دیکھی۔ فرمایا اُس گنبد کا کیا ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اُس کے مالک نے آپ کی بے توجہی کی شکایت کی۔ تو ہم نے اسے خبر دی تو اس نے وہ ڈھا دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر تعمیر اس کی بانی پر وبال ہے۔ سوائے اُس کے یعنی سوائے اس کے جس کی اُسے ضرورت ہو۔

فائدہ:

یہ ہے حضرات صحابہ کا عشق رسول کہ حضور نے انہیں ... فرمایا کہ عمارتیں بنانا جائز نہیں۔ ان

marfat.com
Marfat.com

حضرات کو صرف اندازہ ہی ہوا ہے کہ شاید حضور اس عمارت کی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو گئے تو سوچا کہ یہ عمارت میرے اور محبوب کے درمیان آڑ بن گئی ڈھا دی۔ اس ڈھانے میں مال کو برباد کرنا نہیں اور فضول خرچ نہیں بلکہ محبوب کو منایا ہے اگر عمارت ڈھانے سے حضور راضی ہو جائیں تو انشاء اللہ سودا سستا ہے جناب خلیل رضاء الٰہی کے لیے فرزند کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ یہاں ظاہری فتوے نہیں چلتے یہ محبوں کے معاملے ہیں۔ شعر

عق می گوید کو خودرا پیش کن
عشق می گوید کہ ترک خویش کن

ان حضرات نے اس عمارت کا بالائی حصہ نہ گرایا بلکہ جڑ بنیاد سے مٹا دیا تا کہ اس حجاب کی پوری طرح بیخ کنی ہو جائے۔
(مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۷، ص ۲۱)

مٹی پنی اتولویں، کونی نہ ہو سی مت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! کوٹھیوں، محلوں اور بنگلوں وغیرہ پہ دل نہ لگانا یہ تو محض مٹی ہے مٹی کا ڈھیر ہے اس کے سوا کچھ نہیں قبر وحشر اور آخرت میں یہ تیرے کسی کام نہ آئیں گے۔

کل شیء هلك الا وجهه

اس ذات کے سوا ہر شے فانی ہے فناہ ہونے والی فناہ ہو جائے گی۔ تیرے کسی کام نہ آئے گی۔ نہ ہی تجھے عذاب سے چھڑانے کے کام آئے گی۔

-----☆☆☆-----

فریدا منڈپ مال نہ لاءِ، مرگ ستانی چت دھر   سا ای جائے سمہال، جتھے ہی تُو ونجنا

حل لغات:

★ منڈپ: لمبی چوڑی جگہ والا ہال نما کمرہ شامیانہ، تمبو، ٹینٹ، ایوان، ہال کمرہ۔ ★ مال: دولت، دھن دولت، اسباب، جائداد، مویشی، سوداگری کی چیزیں، قیمتی طعام۔ ★ نہ لا: دل مت لگا، دل نہ لگا۔ ★ مرگستان: قبرستان، مردے دفنانے کی جگہ پرانی پنجابی میں اب بھی کہیں کہیں لفظ گستان، گورستان اور مرگستان سننے میں آتے ہیں۔ ★ چت: دل، پشت کے بل، سینے کے رخ نظر، توجہ، رجحان، دھیان۔ ★ چت: دھیاں دے، توجہ۔ ★ دھر: دل لگا۔ ★ سائی (ساری): اسی، وہی، جس جگہ۔ ★ جائے: جگہ۔ ★ سمہال: سنبھال۔ ★ جتھے: جس جگہ، جہاں۔ ★ ای: ہی۔ ★ تُوں: تُو۔ ★ ونجناں: جانا۔

اے فرید! تو کھلے کھلے اور اونچے اونچے محلات اور مال و دولت کی طرف توجہ نہ کر کیونکہ مرنے کے بعد یہ تیرے کسی کام کے نہیں بلکہ قبرستان کی طرف توجہ کر، وہی جگہ سنبھال کیونکہ بالآخر تو نے وہیں جانا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مطلب:

اے فرید! تُو لمبی چوڑی جگہ والے حال نما ایوانوں اور مال و دولت کی طرف اپنی توجہ مبذول نہ کر بلکہ قبرستان کی طرف توجہ رکھ کیونکہ اس سے تجھ میں حقائق سمجھنے کی طرف رجحان پیدا ہو گیا۔ دنیا کی حقیقت تجھ پر آشکارا ہو جائے گی۔ موت یاد آئے گی۔ اسی وجہ سے تجھے اللہ کی یاد کی طرف رغبت پیدا ہوگی۔ دنیا سے مسافرانہ زندگی گزار کر آخرت کا ٹھکانہ بہتر طور پر بنانے کی طرف رجحان پیدا ہو گا یہ تمہارے لیے نہایت مفید رہے گا۔ اور دنیا چھوڑ کر آخر کار تو نے آخرت کی طرف جانا ہے۔ اس لیے وہی جگہ تو سنبھال جہاں تو نے جانا ہے۔ محض ظاہری شان و شوکت کسی کام کی نہیں یہ تو محض سراب ہے کہ بظاہر دیکھنے سے جیسے ریگستان میں چلے جائیں دور دور تک ریت پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ گرمی کی شدت ہو، سورج کہ حدت جوبن پر ہو۔ پیاس کے سبب حلق میں کانٹے سے چبھنے لگیں۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھانے لگے۔ دور سے دیکھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ پانی ہے۔ مگر ان علاقوں سے باخبر جانتے ہیں کہ یہ پانی نہیں بلکہ ریت ہی ریت ہے۔ بظاہر ہماری آنکھیں پانی دیکھ رہی ہوتی ہیں مگر حقیقتاً وہ پانی نہیں ہوتا محض آنکھوں کو دھوکہ ہوتا ہے پانی نہیں ہوتا مگر پھر بھی پانی نظر آتا ہے اسے سراب کہتے ہیں۔

مشاہدہ حکایت:

بعض اوقات ظاہراً ہم کچھ اور مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں مگر حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے مثلاً ہم ایک مرتبہ گوجرانوالہ چھاؤنی میں چلے گئے۔ کیونکہ الفقیر ابو احمد اویسی کا بھائی صوبیدار محمد عبداللہ شاہین اُن دنوں فوج میں بحیثیت سپاہی ملازمت کر رہا تھا۔ اُن دنوں حسن اتفاق سے ہمارا تایازاد بھائی محمد ارشاد بھی اسی چھاؤنی میں بحیثیت سپاہی فوج میں ملازم تھا۔

محمد عبداللہ اور الفقیر القادری ابو احمد اویسی ہم دونوں محمد ارشاد سے ملاقات کے لیے ان کے ٹھکانے کی طرف روانہ ہوئے۔ بہترین سڑک بنی ہوئی تھی۔ قدرے سامنے جو نظر دوڑائی تو سڑک پر یوں محسوس ہونے لگا جیسے سڑک پر پانی ہی پانی ہے۔ عبداللہ صاحب سے عرض کیا کہ سڑک پر وہ پانی کیسے آ گیا۔ یعنی سڑک پر پانی کہاں سے آ گیا حالانکہ سڑک کے ارد گرد زمین نیچی ہے۔ انہوں نے کہا اب ذرا غور سے دیکھ لیجئے اور جب ہم اُس پانی والے مقام پر پہنچیں تو پھر بھی غور سے دیکھنا۔ ہم نے اسی طرف جانا تھا ہم چلتے رہے جب ہم وہاں پہنچے جہاں پانی معلوم ہوتا تھا۔ اب وہاں بالکل ہی خشک ہی سڑک نظر آئی اور سامنے سڑک پہ پانی اس سے کچھ فاصلے پر پھر نظر آنے لگا۔ بہر حال وہاں خشک زمین نظر آئی۔ الفقیر اویسی نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ محمد عبداللہ نے جواباً فرمایا کہ اسے سراب کہتے ہیں۔

نتیجہ:

واضح ہوا کہ محض اپنے اعضاء جسمانی پہ اعتماد کر کے حقیقت کا انکار کرنا قطعاً مناسب نہیں ورنہ دھوکے کا شکار ہو جائیں گے۔ اسی طرح بظاہر اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے ظاہری اعضاء جسمانی ہمارے جیسے ہی نظر آتے ہیں کہ ان کے ہاتھ بھی ہمارے جیسے ہاتھ، ان کے پاؤں بھی ہمارے جیسے پاؤں ان کے آنکھیں، ہماری آنکھوں جیسی، مگر ہم وہ کچھ سرانجام دینے سے قاصر رہتے ہیں۔ جو کام اولیائے کرام سرانجام دے سکتے ہیں۔ جسمانی اعضاء بظاہر ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ مگر باطنی طور پر جو قوتیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء ہوتی ہیں وہ قوتیں ہمیں عطا نہیں ہوتیں۔ بعض اوقات وہ جو کچھ دیکھ رہے ہوتے ہیں وہ سب کچھ ہمیں

marfat.com
Marfat.com

نظر نہیں آتا۔ ان کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ کی تاثیر جیسی تاثیر ہماری زبان میں پیدا نہیں ہوتی۔ جو کچھ وہ سن رہے ہوتے ہیں وہ ہمیں سنائی نہیں دیتا۔ جو اُمور ان کے ہاتھوں سرانجام پاتے ہیں وہ امور ہمارے ہاتھ نہیں سرانجام دے سکتے۔

مثالیں

قرآن مجید سے ثبوت:

معجزات انبیاء اور کرامات اولیائے ربانی کے متعلق کسی کو اختلاف نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ ملاحظہ فرمائیے حقیقت واضح ہو جائے گی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی آصف بن برخیار رحمۃ اللہ علیہ کا ملکہ کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کرنا اور دیگر کافی مثالیں بطور ثبوت پیش کی جاسکتی ہیں۔

احادیث:

احادیث مبارکہ میں امام الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے بے شمار ثبوت پیش کیے جاسکتے ہیں۔ محض ضد اور ہٹ دھرمی کا علاج ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گا۔ ہم ایک نہیں دو نہیں لاکھوں کروڑوں، اربوں کھربوں انسان مل کر بھی وہ کام نہیں سرانجام دے سکتے جو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انگلی کے اشارے نے سرانجام دے دیئے۔ آپ نے انگلی کے ایک اشارے سے سورج واپس موڑا، اب کسی مائی کے لال میں اتنی ہمت ہے کہ سورج واپس پلٹا کر دکھا دے، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے ایک ہی اشارے نے چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے جوڑ دیا۔ اب کون ہے جو یہ ثابت کر دکھائے کہ واقعی ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے چاند کو توڑ کر اور جوڑ کر دکھاتے ہیں۔ پس واضح ہوا کہ بظاہر ایک جیسے نظر آنے والے اعضاء ضروری نہیں ہے کہ وہ حقیقتاً بھی ایک جیسے ہوں۔

نبی کریم ﷺ کی بے مثال بشریت مبارکہ:

فیض ملت، شیخ القرآن والحدیث، استاذ العلماء حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالیٰ لکھتے ہیں کہ ''آپ کی بشریت بھی نورٌ علی نور ہے بشری صورت میں ہونے میں ضروری نہیں کہ آپ جمیع لوازمات میں ہمارے جیسے ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوازمات بشریہ عطا فرمائی ہیں۔

چند خصوصیات ملاحظہ ہوں۔

تفسیر عزیزی سورہ والضحیٰ کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پشت مبارک کے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے اندھیرے اور تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کی روشنی میں دیکھتے تھے آپ کا لعاب دھن نمکین پانیوں کو شیریں بنا دیتا تھا۔ آپ لعاب دھن سے اگر دودھ پیتے بچوں کو ایک قطرہ منہ میں ڈال دیتے تو ان کی بھوک ختم ہو جاتی اور پورا دن انہیں دودھ کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ آپ کی بغل مبارک سفید رنگ کی تھی او اس میں بال بالکل نہ تھے۔ آپ کی آواز اتنی دور جاتی تھی کہ اور لوگوں کی آواز اس کے دسویں حصے تک بھی نہیں پہنچتی تھی۔ آپ دور

marfat.com
Marfat.com

سے سن لیتے تھے کہ دوسرے لوگ اتنی دور سے نہیں سن سکتے تھے اور نیند میں آپ کی آنکھیں سوتی تھیں اور قلب اطہر بیدار رہتا تھا۔ آپ کو کبھی احتلام نہیں ہوا۔

آپ کے پسینہ مبارک کی خوشبو مشک سے زیادہ تھی۔ جب آپ کسی کوچے سے گذر فرماتے تو آپ کے پسینہ کی خوشبو جو کہ ہوا میں سرایت کر چکی ہوتی اس پر لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ اِدھر سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا ہے۔ آپ کے فضلہ مبارک (قضائے حاجت) کا اثر کبھی بھی زمین پر نہیں دیکھا۔ زمین پھٹ کر اسے نگل جاتی تھی اور وہاں سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

آپ ختنہ شدہ ناف بریدہ پاک وصاف پیدا ہوئے۔ کسی طرح نجاست کا اثر آپ کے بدن شریف پر نہ تھا۔ زمین پر جب جلوہ افروز ہوئے تو سجدہ کرتے ہوئے اور انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے پیدا ہوئے۔

آپ کی ولادت کے وقت ایسا نور چمکا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ملک شام کے شہر ملاحظہ فرما لیے۔

آپ کا گہوارہ ملائکہ ہلاتے تھے اور گہوارے میں چاند آپ سے باتیں کیا کرتا تھا اور جب آپ چاند کو اشارہ فرماتے تو چاند اسی طرف مائل ہو جاتا۔ آپ کا سایہ کبھی زمین پر نہیں پڑا آپ کا سایہ نہ تھا حضور علیہ السلام کے جامہائے مبارکہ پر مکھی نہیں بیٹھی تھی آپ جب کسی جانور پر سواری فرماتے تو جب تک آپ سوار رہتے تو وہ بول و براز نہیں کرتا تھا۔ عالم ارواح میں آپ سب سے پہلے پیدا ہوئے اور الست بربکم کے جواب میں سب سے پہلے آپ نے ہی بلیٰ فرمایا تھا۔

سیر معراج آپ کے لیے مخصوص ہے اور براق کی سواری بھی آپ کے لیے مخصوص تھی۔ آسمانوں پر جانا، حد قاب قوسین تک رسائی اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونا، فرشتوں کا آپ کی فوج ہونا تا کہ ہمرکابی میں جہاد کریں۔ آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔

چاند کا دولخت ہونا اور دوسرے عجیب وغریب معجزات کا ظہور بھی آپ سے مخصوص قیامت کے دن اللہ کی آپ پر جو نوازشات کی بارش ہوگی وہ کسی اور پر نہیں ہوں گی اور سب سے پہلے ہی روضہ اقدس واطہر سے سر محشر جلوہ افروز ہوں گے۔ آپ کا حشر براق پر ہوگا اور ستر ہزار فرشتے آپ کے جلو میں ہوں گے اور عرش کی دائیں جانب کی کرسی پر آپ ہی جلوہ افروز ہوں گے مقام محمود پر آپ فائز ہوں گے اور آپ کے دست مبارک میں حمد کا جھنڈا ہوگا۔ حضرت آدم و دیگر انبیاء علی نبینا وعلیھم الصلوٰۃ والسلام اس جھنڈے تلے ہوں گے۔

حضور علیہ السلام امت سمیت سب سے پہلے پل صراط سے گزریں گے اور آپ ہی سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے خازن جنت پوچھے گا کون؟ آپ فرمائیں گے میں محمد ہوں (ﷺ) وہ عرض کرے گا میں اٹھ کر کھولتا ہوں۔ میں آپ سے پہلے کسی کے لیے نہیں اٹھا اور نہ آپ کے بعد کسی کے لیے اٹھوں گا۔ پھر آپ ﷺ سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے آپ کے مقام وسیلہ عطا ہوگا یہ مقام جنت میں اعلیٰ درجہ کا ہے۔ (خوشبوئے رسول، ص ۷۸ تا ۸۰)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مبارکہ نور علیٰ نور ہے آپ کی بشریت مبارکہ کے باعث برابری کا دعویٰ کرنا قطعاً غلط ہے۔ اسی طرح اولیاء الرحمٰن کی بشریت اور ہماری بشریت بظاہر تو ایک جیسی نظر آتی ہیں مگر اولیاء الرحمٰن اور ہم عام انسانوں میں بہت زیادہ فرق ہے [illegible] انبیائے کرام کا کردار اس حقیقت کا منہ

marfat.com
Marfat.com

بولتا ثبوت ہے۔

قبر:

آخر مرنا ہے۔ مرنے کے بعد قبر میں جانا ہے۔ قبر میں کسی کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا کہ بتایئے فلاں کے بارے میں تو دینا میں کیا کہا کرتا تھا محض حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہی پوچھا جائے گا ان کے متعلق صحیح عقیدہ بنانے والے کو نجات حاصل ہوگی۔ اور ان کے متعلق صحیح عقیدہ واضح نہ کرنے والے کو عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اس لیے قبر کو مدنظر رکھ کیونکہ قبر کو یاد کرنے سے دنیوی لذات سے دل اچاٹ ہوگا آخرت کی طرف رجحان پیدا ہوگا۔ دنیا کی ناپائیداری واضح ہوگی۔ حق تعالیٰ کے حضور حاضری کے متعلق ذہن میں پختگی پیدا ہوگی۔ اسی طرح حق تعالیٰ کی عبادت کے لیے تیرے وجود میں رغبت پیدا ہوگی۔ جو تیرے لیے دنیا و آخرت کے سنورنے کا انشاءاللہ سبب بنے گی اللہ تعالیٰ حقائق سمجھنے اور ان کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

-----☆☆☆-----

فریدا جنہیں کمیّں نہ گُن ، تے کموڑے وِسار مت شرمندہ تھیویں ، سائیں دے دربار

حل لغات:

★ جن: جس کی جمع، واحد کے لیے بھی بطور تعظیم استعمال ہوتا ہے، ضدی، مستقل، شہ زور، ایک پوشیدہ مخلوق جو آگ سے پیدا کی گئی یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ ★ جنہیں کمیں: جن کاموں میں۔ ★ گن: عادت، اعمال، صفت، تاثیر، تعریف، ہنر، خوبی، اچھائی، فائدہ۔ ★ ناہیں: نہیں۔ ★ وسار: ترک کردے، بھلادے، چھوڑ دے۔ ★ کموے: (کم کی تصغیر وتحقیر) چھوٹے اور حقیر کام، معمولی کام، ذلت والے کام۔ ★ شرمندہ: لاج کا مارا، شرمسار۔ ★ مت: نہ۔ ★ تھیویں: ہوگا، ہوجائے گا، ہونا پڑے گا۔ ★ سائیں: خدا، مالک، آقا، شوہر، بھکاری، وہ کلمہ جس سے درویش ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں۔ ★ دے: کے۔ ★ دربار: بادشاہ کی مجلس جشن۔ شاہی کچہری، بادشاہوں کی مجلس والا مکان، آستانہ، یادگار، وہ مجلس جو بڑے افسر سرکاری طور پر منعقد کرتے ہیں، بزرگان دین یعنی اولیاء کے مزارات والا مکان۔

اے فرید! جن کاموں میں کوئی اچھائی، خوبی یا فائدہ نہیں ہے بحث اور فضول کام ہیں ایسے کاموں کو بھلادے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے بارگاہ حق میں یعنی قیامت کے دن کہ جس دن ساری مخلوق ہوگی۔ ساری مخلوق کے سامنے تجھے اللہ تعالیٰ کے حضور شرمندگی سے دوچار ہونا پڑے۔

مطلب:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو کچھ دنیا میں بیجے گا وہی کچھ قیامت کے دن کاٹے گا دنیا میں اگر نیک اعمال اختیار کیے تو آخرت میں ان کی جزا حاصل ہوگی اور اگر بداعمالیوں میں زندگی گزاری تو ان کا بدلہ پائے گا۔ آج اگر کسی کے ساتھ مہربانی کی ہوگی تو قیامت [illegible] اللہ تعالیٰ مہربان ہوگا دنیا میں [illegible] ہوگا تو آخرت میں اس کا بدلہ پائے گا دنیا

marfat.com
Marfat.com

میں اگر کسی کو تنگ کیا ہوگا کسی کو تکلیف دی ہوگی۔ کسی کی مصیبت کا سبب بنا ہوگا تو قیامت کے دن اس کا بدلہ پائے گا۔ اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ جن کاموں سے فائدہ نہیں ہے ایسے کاموں کو بھلا دینا چاہیے۔ یعنی ایسے کاموں کے قریب بھی نہیں جانا چاہیے۔ یہاں تک کہ ایسے کام بھول جائیں۔ کیونکہ جن کاموں سے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے وہ کام قیامت کے دن شرمندگی کا سبب ہوں گے۔ اس لیے ایسے امور چھوڑ دینے چاہئیں کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور بداعمالیوں کی وجہ سے شرمندہ ہونا پڑے۔

قرآن حکیم میں ہے کہ

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ (پ۲۷، سورۃ الحدید آیت نمبر۲۰)

ترجمہ: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینہ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا۔ اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

یہ اس کے لیے ہے جو دنیا کا ہو جائے اور اس پر بھروسہ کر لے اور آخرت کی فکر نہ کرے۔ (خزائن العرفان)

کھیل کود کا سامان خریدنے کی مذمت:

قرآن مجید میں ہے کہ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖ وَّیَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۔ (پ۲۱، سورۃ لقمن آیت نمبر۶)

اور کچھ لوگ کھیل کود کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنا لیں۔ اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ (کنز الایمان)

شان نزول:

شان نزول یہ ہے کہ آیت نضر بن حارث بن کلاہ کے حق میں نازل ہوئی جو تجارت کے سلسلہ میں دوسرے ملکوں میں سفر کیا کرتا تھا اس نے عجمیوں کی کتابیں خریدیں جن میں قصے کہانیاں تھیں وہ قریش کو سناتا اور کہتا سرور کائنات (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

marfat.com
Marfat.com

تمہیں عاد وثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں رستم واسفند یار اور شاہان فارس کی کہانیاں سناتا ہوں۔ کچھ لوگ ان کہانیوں میں مشغول ہوگئے۔اور قرآن پاک سننے سے رہ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (تفسیر خزائن العرفان، مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی تفسیر نورالعرفان میں یہی شان نزول بیان فرمایا ہے)

لھو کی تعریف (۱):

حضرت صدرالا فاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ لھو کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لَھْــو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے۔کہانیاں افسانے اسی میں داخل ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

(۲) حکیم الامت مفتی حضرت علامہ مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو چیز اللہ کے ذکر سے غافل کرے وہ لہوالحدیث میں داخل ہے حرام ہے دیکھو اذان جمعہ کے بعد تجارت اور دنیاوی مشاغل جو نماز کی تیاری سے روکیں وہ لہو ہے۔(تفسیر نورالعرفان)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ باجے تاش شراب بلکہ تمام کھیل کود کے آلات بیچنا بھی منع ہیں اور خریدنا بھی ناجائز کیونکہ یہ اُن خریداروں کی برائی میں اتری اسی طرح ناجائز ناول، گندے رسالے، سینما کے ٹکٹ، تماشے وغیرہ کے اسباب سب کی خرید وفروفت منع ہے کہ یہ سب لہوالحدیث میں۔(تفسیر نورالعرفان)

فیض ملت، محقق اہلسنت، رئیس التحریر استاذ العلماء قبلہ حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے تفسیر روح البیان کا بہترین ترجمہ کیا جو فیوض الرحمٰن کے نام سے شائع ہوا اس میں ہے کہ "لھو اس شے کو کہا جاتا ہے جو انسان کو مقصود ومطلوب سے باز رکھے اور ملاہی لھو کے آلات کا نام ہے۔

ولَعِبٌ العب فلان سے ہے کہ یہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی اپنے فعل سے کسی مقصد صحیح کو سامنے نہ رکھے۔

ف: کاشفی نے ترجمہ لکھا کہ مگر مشغولی وبیکاری ولعب وبازی یعنی دنیا سرعۃ القضاء وزوال میں بچوں کے کھیل کے مشابہ ہے کہ وہ ایک جگہ اکٹھے ہوکر کھیلتے ہیں تو خوش وخرم لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے منتشر ہوکر محزون ومغموم ہوتے ایسے ہی دنیا کا حال ہے کسی نے کیا خوب فرمایا۔

بازیچہ طفل قریب ایں متاع دہر
بے عقل مرداں کہ بدیں مبتلای شوند

ترجمہ:

عالم دنیا کا تمام سامان بچوں کے کھیل کود کی طرح ہے لیکن بے عقل ہیں وہ لوگ جو اس میں مبتلا ہیں۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، جلد پارہ ۲۱، ص ۴۶)

marfat.com
Marfat.com

لھوولعب عقلمندوں کا کام نہیں:

تلاویلات نجمیہ میں ہے کہ یہ حیات دنیا جس میں انسان عیش اڑاتا ہے وہ بمقابلہ حیات آخرت کے کہ جس میں اللہ والے اللہ کے قرب وجوار میں ہوں گے اور اسے لہو ولعب سے تعبیر کرنے کی دو وجہیں ہیں۔

(۱) ظاہر ہے لہو ولعب کا معاملہ سریع الزوال ہے کہ اس میں مداومت نہیں ہوتی اب معنی یہ ہوا کہ دنیا اور اس کی زینت و شہوات ڈھلنے والے سائے کی طرح ہے کہ اس میں بقا نہیں اسی لیے اس میں دل لگانا مناسب نہیں بلکہ اسے جھانک کر بھی نہ دیکھا جائے۔

(۲) لہو ولعب بچوں اور پاگلوں کا کام ہے عقلاء اور سمجھدار لوگ اس سے متنفر ہوتے ہیں اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ میں لہو ولعب سے ہوں اور نہ لہو ولعب مجھ سے ہے'' (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان، ص ۴۷۔۴۶، پ ۲۱)

فائدہ:

دنیا کو اللہ تعالیٰ نے لہو ولعب فرمایا ہے۔

دنیا کی حقیقت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کے متعلق پوچھا گیا کہ دنیا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جو شے تجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کردے وہی دنیا ہے۔

مثنوی شریف میں ہے۔

(۱) چیست دنیا از خدا غافل شدن — نے قماش نقرہ فرزند و زن
(۲) مال را گر بہر دیں باش حمول — نعم مال صالح خوا ندش رسول
(۳) آب در کشتی ہلاک کشتی است — آب اندر زہر کشتی پشتی است
(۴) چونکہ ملک را از دل براند — زاں سلیمان خویش جز مسکین نخواند
(۵) کوزۂ سربستہ اندر آب رفت — از دل پر باد فوق آب

ترجمہ:

(۱) دنیا کیا ہے خدا سے غافل ہونا، نہ کھیل تماشا نہ اولاد اور عورت
(۲) اگر مال دین کے لیے اٹھایا ہوا ہے یہ اچھا مال ہے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
(۳) پانی کا کشتی میں ہونا تباہی ہے پانی کشتی کے نیچے ہو تو پشت پناہی ہے۔
(۴) چونکہ سلیمان علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مال کو دل سے صاف کر دیا تھا اسی لیے وہ خود کو مسکین کہلواتے تھے۔
(۵) کوزہ سربستہ پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ چونکہ اندر سے صاف ہے اس لیے پانی کے اوپر آجائے گا۔

marfat.com

Marfat.com

دنیا سراسر لھوولعب:

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

کشف الاسرار میں ہے کہ اے غافل! کب تک حصول مراد کے تصور میں رہو گے اور کب تک خام آرزو میں رہو گے۔ کبھی تو تم شیر بن جاتے ہو کہ جو چیز سامنے آئی توڑ دی اور کبھی بھیڑیا کہ جو چیز سامنے آئی پھاڑ دی، کبھی کبک کہ پہاڑوں میں اڑتا پھرتا ہے کبھی ہرن کہ کھیتوں میں دوڑتا ہے تم نے کبھی سوچا نہیں کہ یہ دنیا کیا ہے؟ کہ جس پر تم نازاں ہو۔ یہی تمہیں فریب دے رہی ہے اور اپنے دام تزویر میں تمہیں پھنسانا چاہتی ہے یہ سراسر لہو ولعب اور بے سروسامان لوگوں کی سرائے ہے اور کنگالوں کا سرمایہ اور بیکاروں کا کھیل، فتنہ انگیزوں کی محبوبہ اور تنگدستوں کی معشوقہ ہے۔ بے وفا دوست، ظالم دایہ، دشمن ضرررساں ہے۔ صبح کسی کی ہوتی ہے تو شام کسی اور کی۔ کسی کے ساتھ ایک دن خوشی سے پیش آتی ہے تو دوسرے روز اسے ذلیل وخوار کر کے مارتی ہے۔

احلال نوم وکظل زائل

ان اللبیب بمثلھا لا یخدع

ترجمہ: دنیا محض خواب خیال یا ڈھلنے والے سائے کی طرح ہے سمجھدار اسی شے سے دھوکا نہیں کھاتا۔

مثنوی شریف میں ہے۔

(۱) صوفی در باغ از بہرے کشاد صوفیانہ روئے برزانو نہاد

(۲) پس فرو رفت او بخود اندر نفول شد ملول از صورت خوابش فضول

(۳) کہ چہ خسپے آخر اندر ازنگر ایں درختاں بین و آثار خضر

(۴) امر حق بشنو کہ گفتست انظروا سوئے ایں آثارِ رحمت آرزو

(۵) گفت آسارش دلست اے بوالہوس آں بروں آثار است وبس

ترجمہ:

(۱) ایک صوفی باغ میں قلب کی کشادگی کے لیے صوفیانہ طور گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ گیا۔

(۲) بیٹھتے ہی سو گیا بیدار ہوا تو اپنے خوابِ فضول پر غمگین ہوا (اور خود سے کہا کہ)

(۳) تُو اس باغ میں کیوں سو گیا تُو ان درختوں اور سبز پتوں کے نشانات دیکھ

(۴) امر حق سن کہ اس نے فرمایا انظروا (دیکھو) ان آثار کو اور رحمت کی جانب منہ کر

(۵) پھر کہا کہ آثار تو دل ہے اے ابوالہوس! باہر والے تو صرف نام کے اثار ہیں اور بس۔

موت کا دھیان

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کا مشتاق کو بھلائی کے کاموں میں جلدی

marfat.com
Marfat.com

کرنی چاہیے اور جو شخص دوزخ سے خوف رکھتا ہے وہ شہوات سے دور ہو جاتا ہے اور موت کا دھیان رکھنے والا لذتوں کو چھوڑ دیتا ہے، تارک دنیا پر مصائب آسان ہو جاتے ہیں، منقول ہے کہ بعض کتب میں چھ سطریں لکھی ہوئی ہیں پہلی سطر میں مرقوم ہے جس نے دنیا کے غم میں صبح کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ پر ناراض ہو کر صبح کی، دوسری سطر میں لکھا ہے جس نے اپنے اوپر آنے والی مصیبتوں کی شکایت کی گویا اس نے اپنے رب کا شکوہ کیا، تیسری سطر میں لکھا ہے جس کو یہ فکر نہیں کہ اس کا رزق کس دروازے سے آتا ہے گویا اسے کوئی پرواہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں کس دروازے سے ڈالیں گے، چوتھی سطر میں لکھا ہے جو شخص گناہ کر کے ہنستا ہے اسے روتا ہوا جہنم میں ڈالا جائے گا، پانچویں سطر میں ہے جس شخص کو اپنی خواہشات کا سب سے بڑا غم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل سے آخرت کا خوف نکال لیتا ہے، چھٹی سطر میں ہے جو شخص کسی مالدار سے اس کی دولت کی وجہ سے تواضع کرتا ہے تو اس کی صبح یوں ہوگی کہ محتاجی و تنگی اس کی آنکھوں کے سامنے ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۲۵)

کھیل کود:

فتویٰ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ بلیرڈ میں ایک کھیل کھیلا جاتا ہے جس کا نام کیرم بورڈ پر کھیلنا کہلاتا ہے اور اس میں جو آدمی ہار جاتا ہے اس کو پیسے روپے وغیرہ دینے پڑتے ہیں اور جیتنے والا آدمی پیسے ادا نہیں کرتا جو کہ جوئے کے مترادف ہے اس کھیل کے بارے میں شرعی مسئلہ کی وضاحت فرمادیں۔ (سائل محمد رمضان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

کیرم، بلیرڈ وغیرہا کھیل ناجائز و حرام ہے کہ یہ لہو ولعب ہیں جن کا کوئی دینی و دنیوی فائدہ نہیں بلکہ محض وقت کا ضیاع اور نماز جماعت کا ترک ہے۔ جس کا ہر شخص کو مشاہدہ ہے کہ اذان و جماعت ہو رہی ہوتی ہے مگر ان کھیلوں میں معروف لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے نمازیں ترک کرتے ہیں کسی دینی و دنیوی کام کی پرواہ نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ کھیل مطلقاً ناجائز ہیں درمختار میں ہے۔

کره کل لهو ہر کھیل مکروہ تحریمی ہے (درمختار، ج۹، ص ۵۶۶ مطبوعہ بیروت) وهكذا في كثير من كتب الفقه اور اگر سوال مذکورہ صورت پائی جائے تو اشد حرام ہے واللہ ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم۔

الجواب صحیح — کتبہ

محمد ابوبکر صدیق العطاری — محمد قاسم قادری

فتاویٰ اہلسنت سلسلہ نمبر ۷، ص ۴۸۔۴۷

بسنت تہوار یا غضب کردگار:

یہ اس رسالے کا نام ہے جو فیض ملت آفتاب اہلسنت، امام المناظرین آسمان تحقیق کے نیر اعظم، مفتی اعظم حافظ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی محدث بہاولپور نے لکھا ہے۔ جس میں بسنت کے متعلق بہترین انداز میں حقائق بیان کیے گئے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

بسنت تہوار کی حقیقت:

''ظاہر ہے کہ یہ بسنت ایک تماشہ ہی ہے کھیل کود کے سوا کچھ نہیں۔ (بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۶)

بسنت ہندوؤں کا تہوار:

''ہندو معاشرے میں مختلف تہوار منائے جاتے ہیں مثلاً دیوالی، دسہرا، ہولی، بیساکھی، بسنت وغیرہ۔ ان تمام تہواروں میں ادا کی جانے والی رسومات کو ہندو مت میں مذہبی عبادات کا درجہ حاصل ہے۔ دیوالی، دسہرہ اور ہولی کے متعلق تو سب جانتے ہیں کہ یہ ہندوؤں کے مذہبی تہوار ہیں مگر بیساکھی اور بسنت وغیرہ کے متعلق یہ غلط فہمی عام پائی جاتی ہے کہ یہی موسمی تہوار ہیں ایسا صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جو ان تہواروں میں حصہ تو لیتے ہیں البتہ ان کا پس منظر جاننے کی زحمت انہوں نے کبھی گوارا نہیں کی۔ اسلامی تاریخ کے قابل فخر محقق اور سائنسدان علامہ ابوریحان البیرونی کی شہرۂ آفاق تصنیف ''کتاب ہند'' آج بھی ہندوستان کی تاریخ کے ضمن میں ایک مستند حوالہ سمجھی جاتی ہے اس کتاب کے باب نمبر ۷۸ میں انہوں نے ''عیدیں اور خوشی کے دن'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ عید بسنت ہندوؤں کا دن ہے مزید لکھتے ہیں کہ اسی مہینہ کا استوائے ربیعی ہوتا ہے جس کا نام بسنت ہے۔ اسی کے حساب سے اس وقت کا پتہ لگا کہ اس دن عید کرتے ہیں اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں۔ دیوتاؤں کی نذر چڑھاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بسنت خالص ہندو تہوار ہے اور اس کا موسم سے کوئی تعلق نہیں یہی وجہ ہے کہ بھارت کی بسنت کہانی ہر سکول میں پڑھائی جاتی ہے لیکن لاعلمی یا بھارتی لابی کی کوششوں سے بسنت کو اب پاکستان میں مسلمانوں نے موسمی تہوار بنالیا ہے۔ (بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۱۲،۱۳)

بسنت کے تہوار میں نہ تو کوئی دنیوی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی دینی مفاد اس میں ہے بلکہ الٹا دینی اور اسلامی لحاظ سے دیکھا جائے تو بحیثیت مسلمان! ہمارے لیے انتہائی تکلیف دہ تہوار ہے کیونکہ یہ تہوار ہندوؤں کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھلی دشمنی کا اظہار ہے اس لیے غازی علم الدین شہید جیسے جذبات رکھنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ ایک گستاخ رسول کی یادگار میں منایا جانے والا تہوار جوش وخروش سے کام لیتے ہوئے یہ تہوار منائیں غور فرمایئے اس تہوار میں جوش وخروش دکھانا کیا توہین رسالت کا ارتکاب تو نہیں۔ غور فرمایئے ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے مذہبی تہوار منانا، ان سے مشابہت کا ارتکاب کرنا قطعاً مناسب نہیں۔ مسلمانو! یہ ہمارے لیے دعوت فکر ہے کہ اس تہوار سے بچنے کی ضرورت ہے خود بھی بچو، اپنے بچوں کو بھی بچایئے۔ فیض ملت تحریر فرماتے ہیں۔

''اس سے حذر رہنا چاہیے کہ کل قیامت میں کہیں اللہ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گستاخوں کی صف میں کھڑا نہ کردے۔ اور ہندو سکھ قوم کے تہواروں میں نہ صرف دلچسپی بلکہ جان ومال کی قربانی دے کر ان سے بھی بڑھ کر یہ تہوار مناتے ہیں تو یقیناً قیامت میں ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ میدان حشر میں اٹھنا پڑے گا اور ان کے ساتھ جہنم میں ٹھکانہ ہوگا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **من تشبه بقوم فهو منهم** (ابوداؤد) جو کسی قوم سے مشابہت کرتا ہے وہ انہی سے ہے اور فرمایا **المرء مع من احب** ہر شخص قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہے۔

(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۱۴)

marfat.com
Marfat.com

نبی کریم ﷺ کے گستاخ کی یادگار:

سکھ مورخ ڈاکٹر بی ایس نجار اپنی کتاب "پنجاب آخری مغل دور حکومت میں" لکھتا ہے۔

"حقیقت رائے باکھل پوری سیالکوٹ کے کھتری کالڑ کا تھا حقیقت رائے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ اس جرم پر حقیقت رائے کو گرفتار کر کے عدالتی کاروائی کے لیے لاہور بھیجا گیا۔ اس دور میں زکریا خان پنجاب کا گورنر تھا اس واقعہ سے پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا۔ کچھ ہندو افسر زکریا خان کے پاس گئے کہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے لیکن زکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی سے انکار کر دیا۔ حقیقت رائے کی یادگار (مڑھی) کوٹ خواجہ سعید (کھوجے شاہی) لاہور میں ہے۔ اب یہ جگہ باوے دی مڑھی کے نام سے مشہور ہے جہاں ہندو رئیس کالورام نے بسنت میلے کا آغاز کیا۔ جس کی یادگار بھی اسی علاقہ قبرستان کے ساتھ ہی موجود ہے اس کتاب کے صفحہ ۲۷۹ پر لکھا ہے کہ پنجاب کا بسنت میلہ اسی حقیقت رائے (گستاخ رسول) کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ افسوس ہمارے دانشوروں پر کہ انہوں نے سیالکوٹ شہر میں اس آنجہانی حقیقت رائے کے نام سے موسوم سٹریٹ کا نام باوجود احتجاج کے بھی نہیں بدلا۔

اپنی غیرت ایمانی کو جگاؤ کہ یہ تو ہمارے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی لاڈلی بیٹی کی گستاخی کرنے پر سزا پانے والے مجرم کو بے قصور، ناحق قتل سمجھنے والوں کی رسم ہے۔

آج ہم اپنے باپ دادا کے قاتل یا ان کو گالی دینے والے کو معاف نہیں کرتے اس کی کسی طرح کی مشابہت نہیں کرتے اس کا فعل بوجہ نفرت متروک کیا جاتا ہے چہ جائیکہ اپنے والدین سے بڑھ کر محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کی مشابہت اختیار کی جائے یاد رکھیئے کہ اس حالت میں جو مر گیا وہ بروز قیامت اسی حالت میں اٹھایا جائے گا اور اسی گروہ میں ان کا حشر ہوگا۔

(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۱۶۔۱۵)

خونی تہوار کی تباہ کاریاں:

بسنت ایک خونی ہندوانہ تہوار ہے اس سے بچنا چاہیے اس میں ملوث ہونا ہزاروں نقصانات کا سبب ہے۔ اس کی تباہ کاریوں کے متعلق فیض ملت تحریر فرماتے ہیں کہ "اخبار جنگ ۲۸ فروری ۲۰۰۴ء میں لکھا ہے کہ

گذشتہ کچھ سالوں سے ہم بہار کے موسم میں عجیب مناظر دیکھ رہے ہیں یہ مناظر غم اور افسوس کے ہیں اب اس موسم میں گھروں میں صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ ہسپتال زخمیوں سے بھر جاتے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کے گلے کٹنے لگتے ہیں اور کتنے ہی بچے اور نوجوان بجلی کے تاروں اور کھمبوں سے لٹک کر لقمہ اجل بن جاتے ہیں ان لوگوں کا بھی کوئی شمار نہیں جو معذور ہو جاتے ہیں اور ان ماؤں کا بھی شمار نہیں جو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بیٹے کو موت کے گھاٹ اترتے دیکھتی ہیں۔ بہار کے موسم میں یہ غم بسنت کے خونی تہوار نے دیئے ہیں۔ اب تک ہزاروں بسنت کے خونی تہوار کی نذر ہو چکے ہیں لیکن بسنت کی عیاشی میں مبتلا لوگوں کی بہار کی خوشیاں پوری نہیں ہوئیں۔ (بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۲۹)

ڈور لوٹنے اور ڈور سے سلے ہوئے کپڑے کا فتویٰ:

امام اہلسنت سیدنا امام اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سیدی الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتویٰ میں ڈور

marfat.com
Marfat.com

لوٹنے کو حرام لکھتے ہیں اور مزید یہ کہ اس ڈور سے سلا ہوا کپڑا پہن کر نماز مکروہ یعنی واجب الاعادہ لکھتے ہیں۔ (شاید اس دور میں ڈور سلائی کے کام آتی ہوگی) لیکن بسنت کے پروانے جب اپنی پیاری جان کی پرواہ نہیں کرتے وہ اصل فتویٰ کو کب خاطر میں لائیں گے لیکن خدا پنج انگشت ایک نکرد۔ ممکن ہے کسی بندہ خدا کو سمجھ آجائے۔ (بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۳۰)

خونی تہوار کی خرابیاں:

الفقیر ابو احمد اویسی نے یہ محنت اس لیے کی ہے کہ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

شاید کہ دل میں اتر جائے میری بات
دنیا و آخرت میں پا جائے نجات

ایک بھی بندہ خدا اس سے نجات پا گیا تو فقیر ابو احمد اویسی کے لیے یہی سعادت مندی ہے۔ اس خونی تہوار کی خرابیاں تو بے شمار ہیں چند پیش خدمت ہیں۔

(۱) گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یادگار منانا اس سے خطرہ ہے کہ یہ یادگار منانے والا اسی گستاخ رسول کے ساتھ جہنم رسید نہ ہو۔

(۲) لہو ولعب اور کھیل تماشہ بھی بدترین قسم کا کھیل گناہ کبیرہ ہے اس کی سزا بھی جہنم کے سوا کچھ نہیں۔ (انشاء اللہ)

(۳) تضیع اوقات

(۴) اسراف مال

(۵) جان کا خطرہ

(۶) دوسروں کی جان کی ہلاکت کی ذمہ داری جو وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا جو کسی مومن کو عمداً قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

(۷) کم از کم دوسروں کو زخمی کرنا معمول ہے شرعاً اس کی سزا بھی کبائر سے کم نہیں

(۸) ڈور غیر شرعی کا استعمال

(۹) غیر مذاہب سے مشابہت حالانکہ غیر مذاہب سے مشابہت منع ہے۔

(۱۰) اللہ ورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے فرمانی کہ گناہوں سے اجتناب کرے۔ (بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۳۲)

فائدہ:

اس عنوان پہ مفصل معلومات درکار ہوں تو فیض ملت، مصنف اعظم قبلہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کا رسالہ [''بسنت تہوار یا غضب کردگار] ملاحظہ فرمایئے یہاں اسی رسالے کا خلاصہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ فضول امور جو ہم اپنے گلے کا طوق بنا لیتے ہیں ان میں سے ایک نشہ بھی ہے۔

نشہ:

''ہیروئن کی لعنت نے [illegible] ایک طوفان برپا کر دیا ہے [illegible] ہزاروں نہیں لاکھوں گھرانوں کی یکجہتی اور

marfat.com
Marfat.com

تحفظ و بقاء کو خطرہ میں ڈال دیا ہیروئن کا نشہ وہ تباہ کن برائی ہے جو ان گنت جسمانی اور روحانی بیماریوں کا سبب اخلاقی اور معاشی خرابیوں کی جڑ اور معاشرتی فتنہ وفساد کا سبب ہے اسی لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برائیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا: اجتنبو االخمر فانها مفتاح كل شر ۔ (المستدرک دارالمعرفتہ بیروت، ج ۴، ص ۱۴۵)

ہر قسم کے نشے کو عربی زبان میں خمر کہا جاتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

عن عبداللّٰه بن عمر قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ۔ (سنن نسائی شریف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ج ۲، ص ۲۸۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر وہ چیز جو نشہ لائے حرام ہے خمر کے معنی چھپانا اور ڈھانپنا ہے چونکہ ہر قسم کا نشہ عقل انسانی پر پردہ ڈال دیتا ہے اس لیے اسے خمر کہا جاتا ہے اسلام میں نہ صرف شراب کو حرام کہا گیا ہے بلکہ بھنگ سے لے کر مارفینی سے بھی ترقی یافتہ شکل، ہیروئن تک تمام اشیاء کو حرام قرار دیا گیا ہے اس لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہمہ گیر اصول مرتب کر دیا ہے کہ جس چیز سے نشہ پیدا ہو اس کا استعمال مسلمان کے لیے جائز نہیں۔

عن ام سلمه قالت نهی رسول اللّٰه ﷺ من کل مسکر مفتر

(سنن ابوداؤد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ج ۲، ص ۱۶۳)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز سے منع فرمایا جو نشہ لائے اور دماغ میں فتور پیدا کرے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نشہ انسانی عقل کو ماؤف اور حواس انسانی کو مختل کر دیتا ہے برائی اور بھلائی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے یہاں تک کہ انسان اپنی قریبی رشتہ دار عورتوں کی عزت کو بھی پائمال کر دیتا ہے۔

(منشیات کا خاتمہ کیوں اور کیسے ممکن ہے؟ ص ۶۔۱۵ از پروفیسر فقیر محمد عطاری فیصل آباد)

فضول گفتگو:

فضول گفتگو کے ذریعے وقت ضائع کرنا بھی قطعاً مناسب نہیں ہے۔ اور گناہوں پر مبنی گندی اور فحش قسم کی گفتگو کرنے اور سننے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ جب صبح ہوتی ہے تو ساتوں اعضاء زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے زبان! اگر تو اپنے تئیں محفوظ نہ رکھے گی تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔

(اسرار الاولیاء، ص ۳۵، فصل ۴، ص ۳۵۔ ہشت بہشت)

زبان کو اللہ تعالیٰ کا فرمان:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے درویش! جس روز اللہ تعالیٰ نے زبان کو حضرت آدم علیہ السلام کے منہ میں رکھنا چاہا تو زبان کو فرمایا: اے زبان دیکھ تیری پیدائش میرا احسان ہے ... کہ تو میرے نام کے سوا اور کوئی نام نہ لے اور

marfat.com
Marfat.com

میرے کلام کے سوا اور کوئی کلام نہ پڑھے اور اگر ان کے علاوہ تو نے کچھ اور کہا تو یاد رکھ! تو بھی اور باقی کے اعضاء بھی مصیبت میں گرفتار ہوں گے پس اے درویش! زبان خاص کر ذکر اور قرآنی تلاوت کے لیے بنائی گئی ہے۔

(اسرار الاولیاء فصل ۴، ص ۳۶، ہشت بہشت)

فضولیات سے پرہیز کی انوکھی حکایت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے درویش! درویشوں نے دنیا ہی میں بحالت زندگی اپنے تئیں مردہ بنایا ہے اور اپنے تئیں تمام چیزوں سے باز رکھا ہے ہاتھوں کو چھوٹا کر لیا ہے تا کہ نہ لینے کے قابل جو چیز ہے وہ نہ لیں اور زبان کو گونگا بنالیا ہے تا کہ نہ کہنے والی بات نہ کہی جائے اور پاؤں کو لنگڑا کر لیا ہے تا کہ جہاں جانا مناسب نہیں وہاں نہ جائیں پس جو لوگ اس قسم کے ہیں وہ واقعی مقام قرب کو پہنچ چکے ہیں اور انشاء اللہ قیامت کے عذاب سے نجات پائیں گے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ بغداد میں ایک درویش کو دیکھا جو از حد یاد الٰہی میں مشغول اور صاحب نعمت تھا ایک دفعہ وہ جمعہ کی نماز پڑھ کر جو باہر نکلا تو اس کی نگاہ ایک عورت پر پڑی فوراً دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو ڈھانپ لیا اور یا غفور یا غفور کہنے لگے۔ الغرض جب گھر آیا تو دعا کی کہ پروردگار! جن آنکھوں نے تجھے دیکھا ہوانہیں دوسرے کو نہ دیکھنے دے۔ ابھی یہ بات پورے طور پر کہنے بھی نہ پایا تھا کہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا۔ اور اس بات کے شکرانے میں دو رکعت نماز ادا کر کے بیٹھ گیا۔

حضرت شیخ اس بات پر پہنچے تو آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ دوست کے بغیر کسی اور کو دیکھنا سخت کوتاہ نظری ہے بعد ازاں یہ شعر زباں مبارک سے فرمایا۔

؎ چشمے کہ در رُخ تو بینندہ و مدار
جز در جمالِ تو کہ دگر سو نظر کند

بعد ازاں پندرہ روز نہ گزرنے پائے تھے کہ اس درویش نے ایسی بات سنی جو سننے کے قابل نہ تھی تو اس نے دونوں انگلیوں کو کانوں میں دے کر کہا اے پروردگار! وہ کان جو تیرے نام کے سوا اور کچھ سنے بہرا ہو جائے تو بہتر ہے فوراً دونوں کانوں سے بہرا ہو گیا۔ بعد ازاں اُٹھ کر تازہ وضو کیا اور دوگانہ ادا کیا اور فرمایا اب امید ہے کہ میں دنیا سے ایمان سلامت لے جاؤں گا کیونکہ مجھ سے یہ دونوں چیزیں لے لی گئی ہیں پھر یہ شعر پڑھا۔

؎ گوشے کہ جز بنام تو اے دوست بشنو
کز بادچوں بر سخنے گوش برکند

(اسرار الاولیاء، ص ۱۶، فصل ۲۔ ہشت بہشت)

خاموشی:

اس لیے فضول، لایعنی گفتگو اور گناہوں سے لبریز بات چیت کرنے سے بچنا چاہیے۔ فضولیات اور گناہوں پہ مبنی آوازیں نہیں سننے چاہئیں۔ اسی طرح آنکھوں کو بھی ایسے امور سے بچانا چاہیے جیسے ہاتھوں، پاؤں، دماغ اور دیگر اعضائے جسمانی کو ایسے امور سے بچانا عین سعادت مندی کی [illegible] لیات میں پڑنے سے بہتر ہے کہ نہ کسی کی

marfat.com
Marfat.com

سنو اور نہ کسی کو کچھ سناؤ۔ بلکہ خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآاِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ o

(پ۲۴سورۃ حٰمٓ السجدۃ آیت نمبر۳۳)

اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

اگر زبان بولے تو اس پہ اچھی گفتگو جاری ہو۔ قرآن وسنت کی تبلیغ وحمایت میں زبان کھلے۔

مفسرین کا قول:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ بولنے کی قوت کے ساتھ انسان کو فضیلت دی گئی ہے پس جس طرح کہ اچھی گفتگو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی واضح وظاہر نعمت ہے اسی طرح وہ (گندی گفتگو) بہت بڑی آفت بھی ہے۔

(کشف المحجوب، ص۸۲۸، باب اولیاء اللہ کی گفتگو اور خاموشی کے آداب)

حدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اللِّسَانُ

سب سے زیادہ خوف مجھے اپنی امت کی زبان کا خوف ہے کہ وہ اسے شریعت کے مخالف چلائے گی۔

گفتگو:

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گفتگو شراب کی طرح ہے جو عقل کو مست کرتی ہے مرد جب گفتگو کی شراب پینی شروع کرتا ہے تو ہرگز اسے نہیں چھوڑتا یعنی بیکار وفضولیات وغیرہ سے باز نہیں رکھ سکتا۔ جب اہل طریقت کو معلوم ہوا کہ گفتگو میں آفت ہے تو ضرورت کے بغیر بالکل نہیں بولتے۔ یعنی اپنی ابتدائی اور انتہائی والی گفتگو کو دیکھتے ہیں اگر تمام گفتگو اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔ تو بولتے ہیں ورنہ خاموش رہتے ہیں اس لیے کہ ان کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے اور مذموم بدتر ہے وہ جو اس کے علاوہ کسی اور صفات پر جانتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے:

اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰهُمْ ط بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ o

(پ۲۵، سورۃ الزخرف آیت نمبر۸۰)

کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی مشورت نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں۔ (کنزالایمان) (کشف المحجوب، ص۸۲۸)

marfat.com
Marfat.com

خاموشی میں نجات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

مَنْ صَمَتَ نَجَا

وہ بندہ جو خاموش ہوتا ہے نجات پاتا ہے۔ (کشف المحجوب، ص ۸۲۹، بحوالہ جامع صغیر، ج ۲، ص ۱۷۳)

خاموشی حیا کی وجہ سے:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

طریقت و درویشی کی طرف بلانے والے خود گفتگو کرنے میں مجبور ہوتے ہیں یعنی ان کی اپنی مرضی تو نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے تب (گفتگو) کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے شرم کیے ہوئے بے جان و بے بس و خاموش ہوتے ہیں۔

مَنْ كَانَ سُكُوْتُهٗ حَيَاءً كَانَ كَلَامُهٗ حَيٰوةً۔

جس کی خاموشی حیاء کی وجہ سے ہوتی ہے اس کا کلام دلوں کے لیے زندگی ہوتا ہے۔ (کشف المحجوب، ص ۸۳٤)

خاموشی افضل الاعمال:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جب آپ سے پوچھا اعمال میں سے افضل کون ہے۔ آپ نے اپنی زبان نکال کر اس پر انگلی رکھی یعنی سکوت افضل الاعمال ہے۔ (اطاق المفہوم، جلد ۳، ص ۱۸٦۔۱۸۵)

حدیث مبارکہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كان يؤمن بالله واليوم الا خر فليقل خيراً اويسكت۔

جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور قیامت کے دن پر اسے چاہیے کہ نیک بات کرے یا چپ رہے۔

خاموشی میں سلامتی:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث پہنچی ہے

رحمه الله عبد تكلم فغنه اوسكت فسلم

اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو خاموش رہے اور چپ رہے تو سلامت رہے۔ (احیاء العلوم، جلد سوم)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول:

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام فرماتے ہیں کہ اگر کلام بالفرض چاندی ہے تو چپ رہنا سونا ہے۔

(احیاء العلوم جلد ۳، ص ۱۸۷)

marfat.com
Marfat.com

خاموشی کے فوائد وفضائل:

سکوت (خاموشی) کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بولنے میں صد ہا آفات ہیں خطا اور جھوٹ، غیبت، چغلی، ریا، نفاق، فحش، تکرار، خود کو پاکباز بتلانا، باطل امر میں غور وخوض کرنا، جھگڑا، کوئی بات بڑھانا، گھٹانا، خلق کو ایذا دینا، پردہ دری کرنا، یہ تمام زبان ہی کے سبب سے ہوتے ہیں۔ زبان ہلاتے کچھ وقت نہیں ہوتی، دل میں مزہ محسوس ہوتا ہے، طبیعت اور شیطان اُکساتا رہتا ہے اور یہ بات بہت کم ہے کہ جو بولنے کا عادی ہو تو زبان کو اسی طرح قابو میں رکھے اور جہاں بولنا چاہیے وہاں ہی بولے اور جس بات کو کہنا نہ ہو اس سے باز رہے کیونکہ اس کا معلوم ہونا بہت مشکل ہے کہ کونسی بات کہنے کے قابل ہے اور کون سی نہیں اسی وجہ سے بولنے میں خطرہ رہتا ہے اور خاموشی میں سلامتی ہے۔ اسی بنا پر اس کی فضیلت بھی زیادہ ہوئی۔ علاوہ ازیں سکوت سے یہ بھی فائدہ ہے کہ مت جمع رہتی ہے اور ہیبت بھی محفوظ رہتی ہے۔ فکر وذکر، عبادت کی فراغت میسر ہوتی ہے۔ بولنے کی آفات سے نجات حاصل اور آخرت میں حساب سے جرأت ہے۔ (اخلاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، ج۳، ص۱۸۹)

فائدہ:

اس سلسلے میں مزید مطالعہ مطلوب ہو تو حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کتب انشاء اللہ نہایت مفید ثابت ہوں گی۔ خصوصاً احیاء العلوم شریف۔

مختصر یہ کہ فضول اور بے کار امور سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے اس میں ہزار ہا فوائد ہیں۔ اور ان میں ملوث ہونے میں نقصان بے شمار۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حشر کے روز اللہ تعالیٰ کے دربار میں شرمندگی سے دوچار ہونا پڑے۔

-----☆☆☆-----

فریدا صاحب دِی کر چاکری، دل دِی لاہ بھراند　　　درویشاں نُوں لوڑیے، رُکھاں دی جیراند

حل لغات:

★ صاحب: دوست، ساتھی، مالک، آقا، شریف، کلمہ تعظیم، مراد مالک وخالق ہے۔ ★ دی: کی۔ ★ چاکری: نوکری، خدمت گاری، غلامی۔ ★ لاہ: اتار دے، دور کر دے۔ ★ بھراند: بھڑاس، دل کا غبار، کینہ، عداوت، بخار، دل کا دکھ، بھڑاس نکالنا، بوجھ، کھوٹ میل، وسوسہ۔ ★ درویشاں: فقیر، اللہ والے، خدارسیدہ، بزرگ، مفلس، مسکین۔ ★ نوں: کو۔ ★ لوڑیے: ضرورت ہے۔ ★ رُکھاں: رُکھ کی جمع، درختوں۔ ★ جیراند: ہمت حوصلہ، صبر وتحمل، برداشت۔

مطلب:

اپنے خالق ومالک کی خدمت یعنی عبادت میں مصروفیت اختیار کر۔ اس طرح اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر، دنیا اور دنیا والوں کی باتوں کو دل سے نکال دے۔ یہ سن سن کر اپنے آپ کو ہلکان میں نہ ڈال یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ درویشوں اور اللہ والوں کو تو درختوں جیسے حوصلے اور تحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔

دیکھیے معمولی معمولی سی باتوں ... تنگ آ کر حوصلہ ہار دینا یہ کہاں کی

marfat.com
Marfat.com

عقلمندی ہے۔درویش ایسے سرد وگرم حالات سے گزرتے ہی رہتے ہیں۔درویش تو حوصلے کے پہاڑ ہوتے ہیں۔پھر بھی ذرا غور تو کر مخلوق خدا میں سے تیرے سامنے درخت ہیں۔درختوں کا حوصلہ دیکھ،ان کے حوصلے پہ غور کر۔کہ یہ انسانوں کو سایہ دیتے ہیں پھل دیتے ہیں۔لوگ انہیں پتھروں سے مارتے ہیں،ان کی ٹہنیاں توڑتے ہیں۔ان کے بازو کاٹ کاٹ کر لے جاتے ہیں۔اتنے دکھ، تکالیف اور مصائب کا شکار ہونے کے باوجود اپنے فیوض و برکات اور فوائد سے کسی کو محروم نہیں کرتے،اپنے سائے سے کسی کو اٹھا نہیں دیتے یا اپنا سایہ سمیٹ نہیں لیتے۔اپنا پھل کسی سے نہیں روک لیتے بلکہ اگر غور کیا جائے تو زبان حال سے پکار پکار کہتے ہیں کہ اے مخلوقِ خدا آؤ جتنا چاہو ہم سے فائدہ اٹھاؤ۔کم از کم درویش کو بھی اسی حوصلہ مندی اور صبر وتحمل اور برداشت اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

فریدا! صاحب دی کرچاکری دل دی لاہ بھراند:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے فرید خالق و مالک نے جس مقصد کے لیے تجھے اس دنیا فانی میں بھیجا ہے اسی کے فرمان کے مطابق زندگی گزار،زندگی کا ہر لمحہ اسی کی چاکری میں گزار،تیرا کوئی بھی لمحہ اس کی چاکری سے باہر نہیں بیتنا چاہیے۔ ہمہ وقت اسی کی خدمت میں مصروف رہ۔

یہ بھی یاد رکھ محض ظاہری جسم اس کی خدمت میں مصروف نہ رکھ بلکہ اپنے ظاہر و باطن دونوں کو یکجا کر کے اس کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو خود بھی اخلاص کے ساتھ عبادت کر اور مخلوق خدا کو بھی اس کی بارگاہ میں جھکا۔

اخلاص:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔بارہا مقامات پہ اخلاص کی حقیقت پہ عرض کیا جا چکا ہے۔اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے تن من دھن اپنا سب کچھ قربان کر دے تا کہ تیرا مالک و خالق تجھ سے خوش ہو جائے اس طرح تو باوفا بن بے وفا نہ بن۔اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی ساری زندگی اسی کی رضا میں گزرتی رہی اور اب بھی اولیاء الرحمٰن حق تعالیٰ کی رضا اور مدنی تاجدار،احمد مختار کی اتباع و فرمانبرداری میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔اس لیے اے فرید! تو بھی انہیں کے نقش قدم پہ چل کر حق تعالیٰ کی بارگاہ بیکس پناہ میں سرخروئی حاصل کرنے کی کوشش کر۔

درویشاں نو لوڑینے ، رُکھا دی جیراند:

درویشوں اور اللہ والوں کو تو درختوں جیسے حوصلے،تحمل اور برداشت کی ضرورت ہے۔اس کے بغیر کوئی بھی منزل سر نہیں ہو سکتی۔

ہمت مرداں مدد خدا کے مطابق انشاء اللہ منزل خود آپ کے قدموں کے نیچے آ جائے گی۔صبر وتحمل سے منزل تک پہنچنا آسان ہو جائے گا۔راستے کی کٹھن منزلیں خود بخود ہی آسان ہو جائیں گی۔سب سختیاں خود ہی نرم محسوس ہونے لگیں گی۔

درویشی کا راستہ نہایت کٹھن ہے مگر جو انسان نہایت ہمت و جرأت اور بہادرانہ روش اختیار کرتے ہوئے،ہر قسم کے دکھ، تکالیف اور مصائب کا نہایت بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے منزل عشق کی طرف رواں دواں ہوتا ہے۔تو سب کٹھن منزلیں خود بخود ہی آسان محسوس ہونے لگتی ہیں۔اگر ہمت ہار بیٹھیں تو آسان کام بھی نہایت دشوار محسوس ہونے لگتے ہیں۔ایک دفعہ جب ہمت

marfat.com
Marfat.com

کر لی تو اپنے ارادے پہ استقامت اختیار کر کیونکہ

یقین محکم عمل پیہم ، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

ہمت وحوصلہ کے چند مناظر:

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ومنقول ہے کہ قریش کے رؤساء مقام حطیم میں جمع ہوئے اور لات وعزیٰ اور تیسرے بت منات کی قسم کھا کر عہد و پیان کیا کہ اگر ہم نے محمد (ﷺ) کو دیکھا تو فرد واحد کی طرح یکبارگی حملہ آور ہو کر (خاکم بدھن) شہید کر ڈالیں گے اور اس اقدام کو انجام تک پہنچائے بغیر ان سے جدا نہ ہوں گے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا روتی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا آپ کی قوم کے رؤساء میں سے ایک گروہ نے حطیم میں بیٹھ کر باہم عہد و پیان کیا ہے کہ اگر آپ کو دیکھیں گے تو سارے حملہ آور ہو جائیں گے اور آپ کے وجودِ اقدس سے اپنا اپنا حصہ (العیاذ باللہ) حاصل کریں گے تو آپ نے فرمایا اے میرے لخت جگر! وضو کے لیے پانی لا دو۔

انہوں نے پانی پیش کیا، آپ نے وضو فرمایا پھر بیت اللہ شریف اور مسجد حرام میں تشریف لے گئے جب انہوں نے دیکھا تو کہا یہ رہے محمد۔ یہی ہیں وہ (ﷺ) مگر سب نے آنکھیں نیچی کر لی اور سب کے گویا پاؤں کٹ چکے تھے نہ تو کسی کو آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت ہوئی اور نہ کوئی شخص ان میں سے اپنی نشست سے اُٹھ سکا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سروں پر جا کر کھڑے ہو گئے اور مٹی کی مٹھی اٹھا کر اُن پر پھینکی اور کمینوں اور بدطینت لوگوں کے چہرے بدصورت و بدشکل ہو گئے) ان میں سے جس کو خاک اور کنکریاں لگیں وہ میدان بدر میں بحالت کفر قتل ہو کر واصل جہنم ہو گیا۔ (الوفا باحوال المصطفےٰ ﷺ انیسواں باب، ص ۲۳۲۔۲۳۳، از امام عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) بعض بد بخت کافر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور پر کوڑا کرکٹ پھینکتے، آپ کے دروازہ پر خون ڈالتے راستوں میں کانٹے وغیرہ بچھاتے اور آپ کے بدن اطہر پر پتھر پھینکتے تھے۔ یہ بد بخت ایسے شقی تھے کہ ان میں سے ایک نے سجدے کی حالت میں اتنی شدت سے گردن کو دبایا کہ قریب تھا کہ آپ کی چشمان مبارک باہر نکل پڑیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضور کا گلا خوب شدت سے گھونٹا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ درمیان میں آگئے اور حضور کو بچایا۔ اس بد بخت نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی داڑھی اور سر کو اس زور سے گھسیٹا کہ داڑھی کے اکثر بال نچ گئے اور اس نے اُن کا سر پھاڑ دیا۔

(مدارج النبوت شریف اردو ترجمہ، جلد ۲، ص ۶۱)

حضرت صدیق اکبرؓ کی بہادری:

(فائدہ) عطاء فرماتے ہیں کہ مومن آل فرعون سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں اسی لیے کہ آل فرعون نے زبانی مدد پر اکتفا کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زبان و ہاتھ اور قول و فعل سے مدد کی۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اس خصوص میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زیادہ شجاع و بہادر ہونے کے قائل ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

(مدارج النبوت شریف، جلد ۲، ص ۶۱)

(۳) قریش کا ایک وفد حضرت ابو طالب کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ اے ابی طالب! تمہارے برادر زادہ نے ہمیں بڑا دکھ دے رکھا ہے یہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے ہمارے دین کو بُرا کہتا ہے ہمارے داناؤں کو احمق بتاتا ہے اور باپ دادا کو گمراہ کہتا ہے اس لیے ہم یہ کہنے آئے ہیں کہ تم اسے ہمارے لیے چھوڑ دو ہم جانیں اور وہ ہم سے جو کچھ ہوگا کریں گے۔ اور یا تم اسے ایسی باتوں سے منع کرو کیونکہ ہمارا اور تمہارا دین ایک ہے اور اس بارے میں تم بھی ہماری طرح اس کے مخالف ہو گے۔

ابو طالب نے ان کو بہ نرمی و آشتی باتیں کر کے خوش خوش واپس کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا کام کرنے دیا۔ اس طرح دین کی منادی اور اس کی طرف خلق کی دعوت کرتے رہے کچھ دنوں بعد معاملہ نے طول پکڑا۔ دعوت اسلام میں تیزی ہوتی گئی مشرکین قریش کا غیظ و غضب بڑھتا چلا گیا۔ ان کی مجلسوں میں حضور ہی کا چرچا رہنے لگا۔ جو ایک دوسرے کو آپ کے خلاف بھڑکاتا رہا۔ آخر کار مشرکین قریش پھر بے صبر ہو گئے اور جمع ہو کر دوبارہ ابو طالب کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے ابی طالب! ہماری قوم میں تم کو آج عزت عمر کی زیادتی، منزلت خاندانی اور ذاتی وجاہت سب کچھ حاصل ہے ہم نے ایک مرتبہ تمہیں کہا کہ اپنے برادر زادہ کو روکو اور تم نے نہیں روکا۔ اب معاملہ ہماری برداشت سے باہر ہوتا جا رہا ہے کہ کوئی ہمارے باپ دادا کو گالیاں دے، عاقلوں کو احمق بتائے۔ دیوتاؤں کے عیب نکالے۔ یا تو تم اسے ایسی باتوں سے منع کرو اور یا پھر ہم تم سے اس سے دونوں سے الگ ہو کر جنگ کریں گے تا کہ ہر دو فریقین میں سے ایک بالکل کٹ جائے۔

یہ اعلان جنگ دے کر مشرکین قریش واپس چلے گئے۔ ابو طالب پر ان کی یہ باتیں سخت وشاق تھیں۔ قوم کی جدائی اور دشمنی بھی گوارا نہ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کر دینے اور آپ کی حفاظت وحمایت نہ کرنے کو بھی پسند نہیں کرتے تھے تاہم انہوں نے قریش کی یہ بات سن کر آپ کو بلوایا اور آپ سے کہا کہ بھتیجے! تمہاری قوم میرے پاس آئی تھی اور یہ باتیں کہہ گئی ہے۔ اب یہ مناسب ہے کہ اپنی اور میری جان کو بچاؤ اور مجھ پر وہ بار نہ ڈال دو جس کے برداشت کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں۔

حضرت ابو طالب کی باتیں سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال گزرا کہ ان کے چچا شاید ان سے ناخوش ہیں اور اب آپ کی مدد کرنے یا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوں گے آپ نے جواب دیا کہ چچا جان! واللہ! اگر وہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں اور شرط یہ کریں کہ میں حق بات کو چھوڑ دوں گا تو بھی ہرگز نہ ہوگا تا آنکہ خدا اپنے دین کو غالب وظاہر کر دے یا یہ کہ اس جدوجہد میں جاں بحق ہو جاؤں۔ یہ کہتے ہوئے آپ کے آنسو ڈبڈبا آئے اور اپنی بات تمام کرتے ہی آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابھی آپ پشت پھیر کر چلے ہی تھے کہ ابو طالب نے آپ کو پکارا۔ آپ پلٹ آئے اور جیسے ہی آپ نے ابو طالب کی جانب رخ فرمایا تو انہوں نے بے ساختہ کہا کہ جاؤ اور جو دل میں آئے شوق سے کہو میں تمہیں ہرگز دشمن کے حوالے نہ کروں گا۔ (خلاصہ سیرت ابن ہشام)

(۴) کفار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... تا کہ وہ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں

marfat.com
Marfat.com

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی گردن میں رسی باندھ کر بچوں کے حوالے کر دیتے اور بچے انہیں مکہ کی گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے اس رسی سے ان کی گردن زخمی ہو جاتی۔ امیہ بن خلف جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا مالک تھا ان کو مکہ کے ریگزاروں میں لے جاتا اور انہیں گرم ریت پر ننگا لٹا کر تپتا ہوا ایک بڑا پتھر ان کے سینہ پر رکھتا اور ان کے بدن داغ دیتا اور کبھی دھوپ میں لٹا کر لاٹھیوں سے پیٹتا لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر "احد احد" جاری رہتا یہاں تک کہ بلال کو سانس لینا دشوار ہو گیا اور عذاب کی یہ تلخی ایمان کی چاشنی سے بدل گئی۔ ایک دن وہ اس عذاب میں مبتلا تھے کہ حضرت ابوبکر ان کے پاس پہنچ گئے اور انہیں امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کر دیا۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ اے ابوبکر! بلال کے خریدنے میں مجھے کیوں شریک نہ کر لیا" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے ان کو اسی وقت آزاد کر دیا تھا۔

(۵) تکلیف کے جواب میں تبلیغ:

قریش کے بدسرشت اور ایذارساں حضور کو صرف زبان ہی سے برا نہیں کہتے تھے بلکہ وہ آپ پر بحالت نماز عفونت اور گندگی پھینکنے سے بھی گریز نہ کرتے تھے آپ ایک روز اس بات سے تنگ آ گئے تو پتھر کی آڑ میں نماز پڑھنے لگے اب جو گندگی پھینکی جاتی وہ پتھر کے اوپر رہ جاتی آپ نماز سے فارغ ہو کر اس گندگی کو لکڑی کے سرے سے اٹھا لیتے اور گھر کے دروازہ پر آ کر قوم سے کہتے کہ بنی عبد مناف! ذرا یہ تو بتاؤ کہ پڑوس اور قرابت مندی کا یہ سلوک کیسا ہے؟ اور پھر اس گندگی کو پرے ڈال دیتے۔
قوم کی یہ حالت تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت کہ آپ شب و روز قوم کی برگشتہ بختی پر کڑھتے اور اس کو سمجھاتے رہتے کہ اے قوم! ایک خدا کی عبادت کرو، بتوں کی پوجا اور شرک و عناد ترک کر دے اور انسان بن اور حیوان مطلق کی صفت سے نکل۔ مگر قوم کا برتاؤ ایسا تھا کہ اس سے آپ کا دل ٹوٹ جاتا۔ (سیرت ابن ہشام، ص ۱۴۲)

فائدہ:

ایسے واقعات سے تو حدیث، سیرت اور تاریخ کی کتب بھری پڑی ہیں۔ اس شعر کے اس مصرعہ میں یہ وضاحت بیان کی گئی ہے درویش کو تو درختوں جیسے حوصلے اور تحمل کی ضرورت ہے۔ اس موقع کے لیے آپ کا سفر طائف کا واقعہ بہت خوب ہے بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے درختوں جیسے حوصلے اور تحمل کی مثال اس لیے بیان کی کہ درختوں کے ساتھ خواہ کیسا بھی سلوک کیا جائے وہ جوابی کاروائی نہیں کرتے اور نہ ہی زیادتی اور ظلم کرنے والے سے بدلہ لیتے ہیں نہ ہی چیخنے چلانے کو اپنا شیوہ بناتے ہیں نہ ہی ظالمانہ رویہ کسی سے اختیار کرتے ہیں نہ کسی پہ زیادتی کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کی زیادتی کا بدلہ لیتے ہیں۔ بلکہ فائدہ پہنچانے میں اپنے اور مخالف، دوست اور دشمن کے مابین امتیاز نہیں کرتے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا کالے مینڈے کپڑے ، کالا مینڈا ویس گناہیں بھریا میں پھراں لوک کہیں درویش

حل لغات:

★ کالے: سیاہ رنگ۔ ★ مینڈے: میرے۔ ★ کالا: سیاہ۔ ★ کپڑے: لباس۔ ★ مینڈا: میرا۔ ★ ویس: پہناوا، لباس۔ ★ گناہیں: گناہوں سے۔ ★ بھریا: بھرا ہوا۔ ★ پھراں: پھرتا ہوں۔ ★ لوک: لوگ۔ ★ کہیں: کہتے ہیں۔

میرا لباس بھی سیاہ ہے اور گناہوں سے بھی لبریز ہوں۔لوگ مجھے درویش کہتے ہیں حالانکہ میرا حال یہ ہے کہ میں درویش کہاں میں تو گناہوں سے بھرا ہوا ہوں ایسے کب درویش ہوتے ہیں۔

مطلب:

اے فرید! میرے کپڑے سیاہ رنگ کے ہیں اور لباس بھی میرا سیاہ ہے لوگ مجھے ایک باصفا درویش سمجھتے ہیں حالانکہ انہیں کیا خبر کہ میری حقیقت کیا ہے وہ مجھے درویش اللہ والا سمجھتے ہیں حالانکہ میری زندگی گناہوں کی دلدل میں مستغرق ہے۔ میرا جسم گناہوں سے لبریز ہے۔ میں نے ایسا لباس محض اسی لیے پہنا ہے تا کہ لوگ میری حقیقت سے آشنائی حاصل کریں اور مجھ سے دوری اختیار کر لیں۔ تا کہ انہیں میری گناہوں کی گندگی کا اثر نہ پہنچے۔ وہ میرے گناہوں کے اثرات سے بچ جائیں۔ مگر لوگ اس کے باوجود مجھے درویش سمجھتے ہیں۔ حالانکہ انہیں حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

فریدا کالے مینڈے کپڑے، کالا مینڈا ویس:

اس مصرعہ میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ لباس کے متعلق وضاحت فرما رہے ہیں کہ کالا سے مراد گندہ سا جو دیکھنے میں بھلا معلوم نہ ہو۔ عام لوگ اسے پسند نہ کریں۔ عاجزانہ رنگ میں بات کرتے ہوئے سمجھا رہے ہیں۔ درویشانہ لباس میں پہنے ہوئے ہو لوگ مجھے بھی سیاہ لباس پہنے ہوئے ہونے کی وجہ سے درویش ہی سمجھ رہے ہیں حالانکہ مجھ جیسے گنہگار کب درویش ہو سکتے ہیں۔ درویش تو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ عاجزی اختیار کرتے ہوئے بیان فرما رہے ہیں۔

سیاہ لباس لباس سے دو کپڑے سیاہ بھی ہو سکتے ہیں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ رنگ کی کملی پہنے ہوئے گھر سے باہر نکلے اور کملی یا عمامے کے اوپر جو چادر پہنی جاتی ہے چونکہ وہ اکثر بیٹھنے کی حالت میں سارے لباس کو چھپا لیا کرتی ہے اس لیے آپ نے اشارۃً فرما دیا کہ میرے کپڑے بھی جو عام دیکھنے میں آتے ہیں عمامہ اور چادر سیاہ ہیں اسی طرح میرے ظاہری لباس کی طرح میرا عمل بھی اچھا نہیں بلکہ گناہوں سے میری زندگی بھری ہوئی ہے میرا لباس بھی رنگ کی وجہ سے سیاہ ہے۔

سیاہ چادر

(۱) سیاہ چادر، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اس وقت آپ پر سیاہ بالوں کی (بنی ہوئی) چادر تھی یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۸ باب ابواب الاستیذان والآداب)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے میں نے ایک کالی چادر کو رنگ دیا

marfat.com
Marfat.com

تو آپ نے اس کو پہنا پھر جب آپ کو اس چادر میں پسینہ آیا اور اون کی بو محسوس ہونے لگی تو آپ نے اس چادر کو (ایک طرف) ڈال دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ آپ کو خوشبو پسندیدہ تھی۔

(ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۴۰۷۴ کتاب اللباس، ص ۲۶۰۔۲۵۹)

سیاہ عمامہ:

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سال مکہ معظمہ فتح کرتے ہوئے مکہ معظمہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے (سر مبارک) پر کالے رنگ کا عمامہ (بندھا ہوا) تھا۔

(ابوداؤد حدیث نمبر ۴۰۷۶ کتاب اللباس، ص ۲۶۰) (ابن ماجہ شریف حدیث نمبر ۱۳۷۹ کتاب اللباس)

(۲) حضرت عمرو بن حریث اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر دیکھا تو آپ پر کالے رنگ کا عمامہ شریف تھا اور اس کے دونوں کنارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۴۰۷۷، کتاب اللباس، ص ۲۶۰) (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۸۱ کتاب اللباس)

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

(سنن ابن ماجہ شریف کتاب اللباس حدیث نمبر ۱۳۸۰)

(۴) عمرو بن حریث نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور آپ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ (سنن ابن ماجہ شریف حدیث نمبر ۱۳۷۸، کتاب اللباس)

فائدہ:

کملی اور عمامہ سیاہ پہننا نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس کے علاوہ دوسرے کپڑے مثلاً قمیص تہبند وغیرہ سیاہ رنگ کے کپڑے پہننا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق فقیر ابو احمد اویسی کی تحقیق ہے کہ انہوں نے سیاہ لباس پہنا ہو سوائے چادر مبارک جو کملی مبارک آپ کی سیاہ تھی بطور تہبند باندھنے والی جسے آجکل ہمارے ہاں چادر کہا جاتا ہے۔ سیاہ لباس تہبند، شلوار قمیص، کرتہ نہیں پہننا چاہیے اوپر والی چادر اور عمامہ شریف میں کوئی حرج نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہیں۔

مسئلہ:

جس کے یہاں میت ہوئی اسے اظہار غم میں سیاہ کپڑے پہننا ناجائز ہے۔

(بہار شریعت جلد ۲، حصہ ۱۶، ص ۴۴، بحوالہ فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ:

سیاہ بلے لگانا بھی ناجائز ہے کہ اولاً تو وہ سوگ کی صورت ہے دوم یہ کہ نصاریٰ کا یہ طریقہ ہے ایام محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارہویں تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے اور سبز کہ یہ مبتدعین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے اور سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذ اللہ اظہار مسرت کے لیے پہنتے ہیں۔ (اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ)

(بہار شریعت جلد ۲، حصہ ۱۶، ص ۴۴)

marfat.com
Marfat.com

مسئلہ :

اُونی اور بالوں کے کپڑے انبیائے کرام کی سنت ہے سب سے پہلے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کپڑے پہنے حدیث میں ہے کہ اُون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منور کرو کہ یہ دنیا میں مذلت ہے اور آخرت میں نور ہے (عالمگیری) اور صوف یعنی اون کے کپڑے اولیائے کاملین اور بزرگان دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے اگر چہ اُن کے جسم پر کالی کمبلی ہوتی مگر دل مخزن انوارِ الٰہی اور معدن اسرار نامتناہی ہوتا مگر اس زمانے میں اُون کے کپڑے بہت بیش قیمت ہوتے ہیں اور اُن کا شمار لباسہائے فاخرہ میں ہوتا ہے یہ چیزیں فقراء وغرباء کو کہاں ملیں انہیں تو امراء اور رؤساء استعمال کرتے ہیں۔ فقہاء اور حدیث کا مقصد غالباً ان بیش قیمت اونی کپڑے سے پورا نہ ہوگا بلکہ وہی معمولی دیسی کمبل جو کم وقعت سمجھے جاتے ہیں اُن کے استعمال سے وہ بات پوری ہوگی۔

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے سیاہ لباس سے بھی مراد یہی ہے اونی یعنی صوف کا لباس اور سیاہ چادر ہے۔

گناھیں بھر یا میں پھراں لوک کہن درویش:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمارہے ہیں کہ میرا لباس بھی میرے گناہوں جیسا سیاہ ہے۔ میں تو گناہوں سے بھرا ہوا ہوں میری زندگی گناہوں سے لتھڑی ہوئی ہے لوگ مجھے درویش سمجھتے ہیں۔ لوگوں کو کیا معلوم کہ میری باطنی کیفیت کیا ہے لوگ تو محض ظاہری کیفیت درویشوں جیسی دیکھ لی تو درویش سمجھ بیٹھے۔ آپ کا یہ بیان فرمانا تواضع اور انکساری کی بنا پر ہے۔

فلہٰذا آپ کے کہنے کی وجہ سے ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ ہم ڈھول بھی بجاتے پھریں گلی گلی محلہ محلہ گھر گھر یہ کہتے پھریں کہ لو جی دیکھیے حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد محض مسئلہ کی حقیقت بیان کرنے کے لیے۔ کہ جی! دیکھیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ تو ایسے تھے ویسے تھے کوئی جواب دے کہ میاں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو بڑے عظیم ولی کامل ہیں۔ ان کی زندگی تو ایسی تھی ایسی تھی یعنی آپ کے فضائل بیان کرنا شروع کر دے۔

عاقبت نا اندیش اپنی بات پہ اڑ جائے کہ جی دیکھیے میں ثبوت دکھا سکتا ہوں کہ جیسا میں کہہ رہا ہوں بابا صاحب اسی طرح تھے۔ پوچھنے پر یہی شعر بطور دلیل پیش کرے کہ جی خود بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بذات خود بیان فرمارہے ہیں کسی ایک کتاب میں نہیں بلکہ متعدد کتابوں میں سے میں دکھا سکتا ہوں۔

بعینہٖ یہی رویہ اپناتے ہوئے بعض لوگ اپنی مولویت کا رعب لوگوں پہ طاری کرنے کے لیے عصمت انبیاء کرام پہ حملہ آور ہوتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم عطا فرماتے ہوئے حقائق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسے یہاں اس شعر کی بنا پر ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ بابا فرید ایسے ایسے تھے اسی طرح حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو انگشت نمائی کا کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ کوئی ان کی شان میں گستاخانہ رویہ اختیار کرے۔

عقیدہ:

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ معصوم ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت علامہ مولنا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بہار شریعت لکھتے ہیں کہ۔

عقیدہ:

نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے۔اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔

(بہار شریعت جلد اوّل حصہ اوّل،ص ۱۰)

عقیدہ:

عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لیے حفظ الٰہی کا وعدہ ہولیا جس کے سبب ان سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے بخلاف آئمہ و اکابر اولیاء کہ اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے اُن سے گناہ ہوتا نہیں اگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔

(بہار شریعت حصہ اوّل،ص ۱۰)

عقیدہ:

انبیاء علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعث نفرت ہو جیسے کذب و خیانت و جہل وغیرھا صفات ذمیمہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں۔قبل نبوت اور بعد نبوت بالا جماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ عمداً صغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔(بہار شریعت حصہ اوّل،ص ۱۰)

(۱) مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ۔

رسول اور نبی خدائے تعالیٰ کے پیارے بندے اور انسان ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو انسان کی ہدایت کے لیے دنیا میں بھیجا اور بندوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں معجزے دکھاتے ہیں۔اور غیب کی باتیں بتاتے ہیں جھوٹ کبھی نہیں بولتے وہ ہر گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔(اسلامی تعلیم،ص ۵۹)

(۳) مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خدائے تعالیٰ کے محبوب بندے ہوتے ہیں ان کا مرتبہ بہت بلند ہے کوئی شخص خواہ کتنا ہی بڑا ہو کسی نبی کے مرتبہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا وہ معصوم ہوتے ہیں۔(تعلیم اسلام)

(۴) معصوم صرف انبیاء اور فرشتے ہی ہوتے ہیں۔(تعلیم اسلام،ص ۱۹)

(۵) حضرت علامہ مولنا مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

نبی و رسول خدا کے خاص اور معصوم بندے ہوتے ہیں۔ان کی نگرانی اور تربیت (پرورش) خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔(ہمارا اسلام حصہ دوم،ص ۵۳)

(۶) نبیوں اور فرشتوں کے سوا معصوم کوئی بھی نہیں۔نبیوں کی طرح کسی اور کو معصوم سمجھنا گمراہی ہے۔(ہمارا اسلام،ص ۵۳)

(۷) علامہ عالم فقری صاحب بیان فرماتے ہیں کہ

نبی اور رسول ہمیشہ اللہ کی پناہ میں ہوتے ہیں اس لیے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے مبرا ہوتے ہیں۔یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے معصوم بندے ہیں۔(سنی بہشتی زیور،ص ۲۴)

marfat.com
Marfat.com

(۸) خلیل ملت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی قدس سرہ بیان فرماتے ہیں کہ

نبی و رسول اللہ تعالیٰ کے خاص اور معصوم بندے ہوتے ہیں۔ بڑی عزت و وجاہت والے، ان کی نگرانی اور تربیت خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ (سنی بہشتی زیور کامل، ص ۱۳)

(۹) حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ نے تو مستقل ایک رسالہ قہر کبریا بر منکرین عصمت انبیاء لکھا ہے۔

''حضرات انبیاء کرام عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں ان کا دامن عصمت گمراہی سے کبھی بھی داغدار نہیں ہوسکتا ہے گناہ اُن کی تفصیل یہ ہے کہ انبیاء کرام گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد۔ (عصمت انبیاء۔ جاء الحق، ص ۴۲۷)

(۱۰) مفتی کفایت اللہ صاحب جو کہ دیو بند مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے لکھا کہ

رسول خدا تعالیٰ کے بندے اور انسان ہوتے ہیں خدا تعالیٰ تک انہیں اپنے بندوں تک احکام پہنچانے کے لیے مقرر فرماتا ہے وہ سچے ہوتے ہیں کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ گناہ نہیں کرتے۔ (تعلیم الاسلام، ص ۲۴)

(۱۱) نبی کے یہ معنی ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے بندے اور انسان ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے احکام بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ سچے ہوتے ہیں جھوٹ نہیں بولتے۔ گناہ نہیں کرتے۔ (تعلیم الاسلام، ص ۲۴)

فائدہ:

گیارھویں شریف کے اعداد کے موافق گیارہ حوالہ جات ہی کافی ہیں۔

کسر نفسی:

مخدوم وابرار احمد خاں گیلانی صاحب لکھتے ہیں کہ

جناب بابا صاحب قدس سرہٗ نے اس شلوک میں عاجزی اور کسر نفسی کا اظہار کیا ہے کہ کپڑے تو میرے کالے ہیں اور کالا بھیس بنایا ہوا ہے اور لوگ مجھے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک باصفا درویش ہے یہ نہیں جانتے کہ میں اپنے گناہوں سے پر ہو کر سیاہ ہو رہا ہوں اور خلقت سے تنہائی پسند ہوں ایسے کپڑے میں نے اس واسطے پہنے ہیں تا کہ مجھے ہر شخص گناہگار خیال کر کے میرے سے دور رہے اور کسی کو میرے گناہوں کا اثر نہ پہنچے۔ (دیوان فرید، ص ۹۹)

-----☆☆☆-----

فریدا جو ڈوہاگن ربّ دِی، جھوریندی جھورے　　　تتّی توءِ نہ پلّوے، جے جَل تُھمّی دے

حل لغات:

★ تتّی: گرم گرم جھلسی ہوئی، جلی ہوئی، سڑی ہوئی۔ ★ نہ پلّوے: نہ ہو، جڑ پھر سے نہ اُگے۔ ★ جے: اگر خواہ، اگرچہ۔
★ توءِ: پانی میں۔ ★ جل: پانی، صاف پانی، بہتا ہوا تازہ پانی ★ تُھمّی دے: ... ترکرنا۔ ★ جل: لہلہاتا پانی، سیلاب

marfat.com
Marfat.com

،دریا۔ ✱ ڈوہاگن: بدنصیب عورت، مطلقہ، غیر آباد، طلاق یافتہ، ٹھکرائی ہوئی۔ ✱ جھرنا: دکھ بیان کرنا، اپنا غم سنانا، اپنا رونا رونا۔ ✱ جھورے: دُکھڑے، رنج والم۔ ✱ جھوریندی جھورے: اپنے دکھ بیان کرتی۔ جھرنا اصل میں کسی بند اور دیوار میں سے تھوڑا تھوڑا پانی باہر نکلتے رہنے کو جھرنا کہتے ہیں اسی طرح بدنصیب عورت بھی ہر وقت اپنے اندر سے دکھ بیان کرتے ہوئے باہر لاتی رہتی ہے اسی لیے اسی جھرا جھریندی کہتے ہیں۔

مطلب:

پانی کی ماری ہوئی فصل کہ جو جھلس گئی، اور جل گئی اور سرسبز وشاداب نہیں ہوتی کیونکہ جلی ہوئی زمین تو فصل کو گرم کرتی ہے جلاتی ہے مزید جھلساتی ہے۔ سرسبز وشاداب نہیں بناتی خواہ اسے دریا سے ہی کیوں نہ سیراب کر دیا جائے پھر بھی وہ مزید پیاس ہی محسوس کرے گی۔ اسی طرح جو بدنصیب اپنے مالک کی ٹھکرائی ہوئی ہوتو وہ رو رو کر اپنے دکھڑے ہی بیان کرتی چلی جائے گی اسے صبر وقرار نہیں ہوتا۔

اسی طرح جس بدنصیب روح کو رب ذوالجلال نے بدنصیب کر دیا یعنی وہ روح بھی کبھی پر سکون نہیں ہوتی وہ بھی ہمیشہ دنیا میں، قبر میں، میدان حشر میں، میزان عمل کے وقت حتیٰ کہ پل صراط سے گزرتے ہوئے بھی یعنی ہمہ وقت بے چین اور بے سکون رہتی ہے اپنے دکھوں کا اظہار کرتی رہتی ہے۔ بالکل واضح ہے بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مثال کے ذریعے بیان فرمایا ہے کہ جو دنیا میں رب کائنات کی یاد سے غافل رہے گا وہ بعد مرگ ہمیشہ حسرت کی آگ میں جلتا رہے گا۔ کیونکہ اگر چھوٹی کھیتی کو پانی سے سیراب نہ کیا جائے تو وہ خشک ہو جاتی ہے حتیٰ کہ جل جاتی ہے جلی ہوئی کھیتی کو خواہ جتنے بھی پانی سے سیراب کر دیا جائے وہ پھر دوبارہ سرسبز و شاداب نہیں ہوتی اسی طرح کرماں ماری بدنصیب مطلقہ عورت یا خاوند کی ٹھکرائی ہوئی عورت خاوند کے نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ خواہش کی آگ میں جلتی بھنتی رہتی ہے ہمیشہ بھٹکنا اس کا نصیب بن جاتا ہے۔ آرام نہیں پاسکتی کیونکہ اس نے اپنے خاوند سے منہ موڑا تھا بعینہٖ ہی جو بدنصیب اپنے خالق و مالک سے دوری اختیار کر لیتا ہے۔ اپنے مالک کی نافرمانی اختیار کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ دنیا میں بھی بے سکونی اور دکھوں کی دلدل میں ڈوبا رہتا ہے قبر و حشر میں بھی اسے رونے سے نجات حاصل نہ ہوگی۔

فائدہ:

اس شعر میں حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے دو مثالیں بیان فرمائی۔

(۱) ایسی کھیتی جو پانی نہ لگنے کی وجہ سے جل جائے اور جلنے کے بعد اگر اسے پانی کافی مقدار میں لگا دیا جائے تو وہ کھیتی پھر بھی ہری نہیں ہوگی کہ اس کی جڑیں ہی جل چکی تھیں۔ ہاں اگر جڑیں جل کر خشک نہ ہوگئی ہوتیں تو پھر کھیتی کے ہرے بھرے ہونے کی امید کی جاسکتی تھی۔ مگر یہ کھیتی تو اجڑ گئی۔ جب پانی کی ضرورت تھی کھیتی کو پانی نہ لگایا گیا۔ پانی نہ لگنے کے باعث گرمی کی وجہ سے وہ کھیتی جل گئی اب یہ دوبارہ کھیتی ہری بھری نہیں ہوسکتی۔

اس مثال کے ذریعے یہ سمجھایا گیا ہے کہ جو انسان اپنے دل میں لگی ہوئی ایمان و عرفان کی کھیتی دنیوی لالچ، کفر و شرک کی لو یا منافقت کی گرمی کے باعث ایمان کی کھیتی سنبھال نہ سکا۔ وقت پر اس کی حفاظت نہ کر سکا۔ انبیاء کرام جو ایمان و عرفان کی کھیتی کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پانی یا دریائے رحمت کا پانی یا باران رحمت کا پانی بن کر تشریف لائے ان کے فرمان اور تابعداری کے نالے کے ذریعے اپنے کھیت تک پانی نہ پہنچایا بلکہ کفر و شرک کی گرمی، منافقت کی [illegible] ایمان و عرفان کو جلاتا رہا حتیٰ کہ

marfat.com
Marfat.com

ایمان وعرفان کا پودا تروتازہ نہ رہا بلکہ خشک ہو گیا کیونکہ انبیائے کرام کی اطاعت اللہ کی اطاعت تھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ

مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔

اس دنیا فانی میں جتنے بھی رسول جلوہ افروز ہوئے سبھی اپنی اپنی امت سے یہی مطالبہ کیا۔

اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ کتاب اور رسول دونوں کی اطاعت ضروری ہے دونوں میں سے ایک کی اطاعت کا انکار ایمان کی کھیتی جلانے کے مترادف ہے۔

اطاعت رسول ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہمارے لیے ایک بہترین اور کامل نمونہ ہے۔ اس کے مطابق زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ ضرور تحقیق تمہارے لیے رسول کریم میں بہترین نمونہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

جس نے رسول کی اطاعت کی اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اس نے بڑی مراد کو پالیا۔

اطاعتِ رسول

حدیث مبارکہ (۱):

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے حلال کھایا اور

marfat.com
Marfat.com

سنت کے مطابق عمل کیا لوگ اس کی زیادتی سے محفوظ رہیں تو جنت میں داخل ہوگا ایک شخص نے کہا۔ اللہ کے رسول آج کے دن ایسے لوگ بہت ہیں فرمایا میرے پیچھے بعد کے زمانہ میں کم ہوں گے۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف باب الاعتصام)

حدیث شریف(۲):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم ایسے زمانے میں جس نے دسواں حصہ اس چیز کا چھوڑ دیا جس کا حکم دیا گیا ہے۔ ہلاک ہو گیا پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس شخص نے دسویں حصہ کے ساتھ عمل کیا جس کا حکم دیا گیا ہے نجات پا جائے گا۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنہ)

فائدہ:

یہ فوائد تو اسے حاصل ہوں گے جس نے اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے مطابق زندگی گزاری اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا یہ تو انہیں فضیلتیں حاصل ہوں گی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ فضیلت حاصل ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اے محبوب آپ انہیں فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔

رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی مذمت:

قرآن پاک میں ہے کہ:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا

جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ اس کتاب کی طرف جس کو اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف آؤ۔ تو اے رسول تو دیکھے گا ان منافقوں کو کہ اعراض کرتے ہیں تیری طرف سے۔

فائدہ:

جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اعراض کر کے اس مخالفت کی دھوپ سے ایمان کی کھیتی جلا بیٹھے اس کی ایمانی کھیتی کبھی بھی ہری بھری اور سر سبز و شاداب نہیں ہو سکتی۔

حدیث شریف (۱):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری سب امت جنت

marfat.com
Marfat.com

میں داخل ہوگی مگر جس نے قبول نہ کیا۔ کہا کس نے قبول نہ کیا فرمایا: جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی پس اس نے قبول نہ کیا۔ (بخاری شریف، مشکوۃ شریف باب الاعتصاب بالکتاب والسنۃ)

پس واضح ہوا جنہوں نے ایمان قبول کرلیا ان کی ایمان و عرفان کی کھیتی تر و تازہ رہی مگر پھر اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی دھوپ اور گرمی سے فصل جل گئی تو پھر اس کے ایمان و عرفان کی کھیتی تر و تازہ اور سرسبز و شاداب نہیں ہوسکتی۔

فریدا جوڑ وھاگن رب دی، جھوریندی جھورے:

اس دوسرے مصرے میں بھی ایک مثال کے ذریعے حقیقت واضح بیان کی گئی ہے کہ اس مصرعہ میں ایک ایسی عورت کی مثال بیان کی گئی ہے کہ جو کہ بدنصیب ہے۔ اپنے خاوند کی پراڑی رہی بالآخر محبوب خاوند نے ٹھکرادیا طلاق یافتہ سے بھی مراد یہی ہے کہ ٹھکرادیا۔

یہ مثال بھی ایک نافرمان کی بیان کی گئی ہے۔ ساری زندگی نافرمانیوں میں وقت گزارا۔ ساری زندگی مالک حقیقی کی ناراضگی کے اسباب اکٹھے کرتا رہا۔ مالک حقیقی کی ناراضگی انتہا کو پہنچی۔ کیے ہوئے کرتوتوں کی گندی ندی میں پڑا رہا۔ منافقت کی دلدل میں ساری زندگی پھنسا رہا۔ اب اس جہان فانی سے بغیر توبہ کیے چلے جانے کے بعد اپنے دکھ بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی مالک حقیقی کے حضور گڑگڑانے اور زاریوں کا فائدہ۔

قرآن کریم میں ہے کہ

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا لا وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَالَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ۱۱، سورۃ یونس آیت نمبر ۲۷)

اور جنہوں نے برائیاں کمائیں۔ تو برائی کا بدلہ اسی جیسا اور ان پر ذلت چڑھے گی۔ انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے ٹکڑے چڑھا دیئے ہیں وہی دوزخ والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (کنزالایمان)

قیامت کے دن کفار کو کہا جائے گا:

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ (پ۱۱، سورۃ یونس آیت نمبر ۵۲)

پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشہ کا عذاب چکھو۔ (کنزالایمان)

قیامت کے دن کفار کی پکار نہ سنی جائے گی:

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ هُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ (پ۱۷، الانبیاء آیت نمبر ۱۰۰)

وہ اس میں رینکیں گے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے (کنزالایمان)

marfat.com
Marfat.com

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ○ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ○ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّ احِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ○ (پ۱۸، الفرقان ۱۲ تا ۱۴)

جب وہ انہیں دور سے دیکھے گی تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا اور جب اس کی تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے زنجیروں میں جکڑے ہوئے تو وہاں موت مانگیں گے۔ فرمایا جائے گا آج ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں مانگو۔ (کنزالایمان)

دوزخیوں کا آپس میں جھگڑنا:

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ○ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ○ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ○ (پ۲۴، المومن آیت نمبر ۴۶ تا ۵۰)

اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔ اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے تو کمزور ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لو گے وہ تکبر والے بولے۔ ہم سب آگ میں ہیں۔ بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا اور جو آگ میں ہیں اس کے داروغوں سے بولے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لائے ہیں۔ بولے کیوں نہیں؟ بولے تو تمہیں دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو۔ (کنزالایمان)

دوزخیوں کی دوزخ میں رونے کی کیفیت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دوزخیوں پر رونا چھوڑا جائے گا وہ اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے یہاں تک کہ خون کے آنسو بہائیں گے اتنا روئیں گے کہ ان کے چہروں میں اتنے گہرے گڑھے بن جائیں گے کہ ان میں کشتیاں چلائی جائیں تو چلیں۔ (البدور السافرہ فی احوال الآخرۃ، بحوالہ ابن ماجہ، ابویعلیٰ، بیہقی)

marfat.com
Marfat.com

دوزخی جنتیوں کو پکاریں گے:

زید بن رفیع نے مرفوعاً روایت کی کہ اہل نار جب دوزخ میں داخل ہوں گے تو عرصے تک آنسو بہائیں گے پھر عرصے تک پیپ کے آنسو روئیں گے انہیں دوزخ کے داروغے کہیں گے۔ اے بدبختو! اس دار دنیا میں جس میں رحم کی امید تھی تم نہ روئے کیا آج کوئی ہے جو تمہاری فریاد سنے اس پر دوزخی زور زور سے رو کر پکاریں گے اے جنتیو! اے آباواُمہات! اے اولاد! ہم قبروں سے پیاسے نکلے اور عرصہ دراز تک پیاسے رہے اور آج بھی ہم پیاسے ہیں۔ ہمارے اوپر پانی کی بوند گرا دو یا اس سے کچھ دو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح چالیس سال تک رو رو کر پکارتے رہیں گے اب انہیں یہ جواب ملے گا کہ تم اس طرح ہمیشہ دوزخ میں رہو گے اس کے بعد وہ ہر خیر و بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے۔ (البدور السافرہ، ص ۵۷۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دوزخی مالک (دوزخ کے سردار فرشتے) کو پکاریں گے کہ اے مالک! چاہیے تیرا رب ہمارا فیصلہ فرمائے۔ وہ ان کی بات سن کر انہیں چالیس سال تک چھوڑ دے گا اس کے بعد صرف اتنا کہے گا کہ تم اس میں ہمیشہ ٹھہرے رہو گے۔ پھر وہ رب تعالیٰ کو پکاریں گے اے رب! ہمیں اس سے نکال اگر ہم جا کر برائی کریں گے تو ہم بڑے ظالم ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ دنیا کی مثل چھوڑ دے گا کوئی جواب نہ دے گا پھر آخری جواب دے گا دفع ہو جاؤ اسی دوزخ میں پڑے رہو میرے ساتھ کوئی بات نہ کرو اس کے بعد کوئی قوم اللہ تعالیٰ سے بات نہ کر سکے گی بس! رونے کی ہلکی اور بھاری آوازیں کرتے رہیں گے۔

(البدور السافرہ بحوالہ ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابن ابی حاتم، ص ۵۷۳)

چہرہ گوشت کا لوتھڑا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کفار کو کہے گا کہ ہٹ جاؤ اور میرے ساتھ کوئی بات نہ کرو۔ ان کا چہرہ گوشت کا ایک لوتھڑا ہو جائے گا۔ اس میں نہ منہ ہو گا اور نہ کوئی سوراخ۔ ان کا سانس پیٹ میں آتا جاتا رہے گا اور ان پر آگ کے سانپ گر پڑیں گے اور آگ کے بچھو بھی۔ اگر دوزخ کا ایک سانپ مشرق میں ایک پھونک مارے تو تمام مغرب والے جل جائیں اور اگر دوزخ کا ایک بچھو تمام دوزخیوں کو ڈنک مارے تو تمام کے تمام جل جائیں اور یہ بس! کافروں پر مسلط کیے جائیں گے جو ان کے گوشت اور چمڑوں میں گھس جائیں گے اور ان سے دھماکے سنے جائیں گے جیسے وحشی جنگلوں میں اپنی آواز کے دھماکے کرتے ہیں۔ (البدور السافرہ، ص ۵۷۵، بحوالہ ابن ابی الدنیا)

گنہگار امیتوں کی پکار اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا منظر:

یہ منظر فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب بیان فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! کیا جہنم کے دروازے ہمارے دروازوں کی مانند ہیں، میں نے عرض کیا نہیں۔ وہ کشادہ اور اوپر نیچے ہیں اور ستر برس کی مسافت پر ایک دوسرے سے دور ہیں۔ اور ہر دروازہ دوسرے سے ستر گنا زیادہ گرم ہے دشمنان الٰہی کو جہنم کے دروازوں پر لایا جائے گا تو دوزخ کے داروغے طوق اور زنجیریں لے کر ان کا استقبال کریں گے پھر زنجیریں ان کے منہ میں ڈالی جائیں گی جو پیچھے نکل آئیں گی اور اس کے بائیں ہاتھ کو گردن سے باندھ دیا جائے گا اور دائیں ہاتھ کو الٹا کر کے پس پشت زنجیروں سے جکڑ دیا جائے گا اور ہر شخص کو ان کے شیطان کے ہمراہ زنجیروں سے باندھ کر منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ ملائکہ لوہے کے گرز سے ان کو ماریں گے کوئی بھی اس غم و دکھ سے نکلنا چا[illegible] اسی میں دھکیل دیا جائے گا

marfat.com
Marfat.com

حضور علیہ السلام نے فرمایا جبرائیل! ان دروازوں میں رہنے والے کون ہیں؟ عرض کیا سب سے نچلے دروازے میں منافق اور اصحاب مائدہ سے، کفر کرنے والے اور آل فرعون ہیں اس جگہ کا نام ہاویہ ہے۔

دوسرے دروازے میں مشرکین ہیں اس جگہ کا نام جحیم ہے تیسرے دروازے میں صابی ہیں اس کا نام سقر ہے چوتھے دروازے میں شیطان اور مجوسی ہیں اس جگہ کا نام لظی ہے پانچویں میں یہودی ہیں اس کا نام حطمہ ہے چھٹے میں عیسائی ہیں۔ اور اس کا نام السعیر ہے۔

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حیا کرتے ہوئے جبریل علیہ السلام رک گئے تو آپ نے فرمایا ساتویں دروازے والوں کے متعلق بھی بتادو۔ عرض کیا اس میں آپ کی امت میں سے گناہ کبیرہ والے ہوں گے۔ جو بغیر توبہ کیے مر گئے تو آپ یہ سن کر غش کھا کر گر گئے۔ جبریل علیہ السلام نے آپ کا سر اقدس اپنی گود میں رکھ لیا جب کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا اے جبریل میرے لیے یہ بات عظیم مصیبت اور شدید غم کی ہے کہ میری امت میں سے کوئی شخص جہنم میں جائے۔ جبریل نے عرض کیا۔ ہاں یارسول اللہ! آپ کی امت کے اہل کبائر جہنم میں جائیں گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور جبریل بھی رونے لگے اور آپ اپنے حجرے شریف میں چلے گئے اور لوگوں سے کنارہ کشی فرمائی۔ صرف نماز کے لیے آتے اور پھر اندر چلے جاتے۔ دو دن یونہی تنہائی اور گریہ زاری میں گزر گئے۔

تیسرے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی اے رحمت کے گھر والو آپ پر سلامتی ہو، کیا رسول اکرم کی بارگاہ میں حاضری کی کوئی سبیل ہے، لیکن کسی کے جواب نہ ملنے پر وہ کونے میں کھڑے ہو کر رونے لگے اسی طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آئے لیکن کسی کو بھی جواب نہ ملا تو وہ روتے ہوئے، گرتے پڑتے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر حاضر ہوئے اور عرض کیا اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی آپ پر سلام ہو" اس وقت حضرت علی گھر پر نہ تھے" پھر کہا اے لخت جگر رسول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے تنہائی اختیار فرمالی ہے صرف نماز کے لیے تشریف لاتے ہیں لیکن کسی سے نہ تو گفتگو فرماتے ہیں اور نہ کسی کو حاضری کی اجازت دیتے ہیں، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے چادر اوڑھ کر در دولت پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہوئے کہتی ہیں یارسول اللہ! میں فاطمہ ہوں، آپ اس وقت سجدے میں سر رکھے رو رہے تھے، سر مبارک اٹھا کر فرمایا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک فاطمہ کیا بات ہے، تمہارے لیے تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے ،فرمایا ان کے لیے دروازہ کھول دو، چنانچہ آپ اندر تشریف لے گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روتا دیکھ کر خود بھی زاروقطار رونا شروع ہو گئیں کہ آپ کا رنگ پیلا پڑ گیا ہے، حالت دگرگوں ہے چہرۂ انور سے رونے اور غم کے باعث گوشت ڈھلک چکا ہے، یارسول اللہ! کیا کوئی نیا حکم ملا ہے؟ فرمایا فاطمہ جبریل آئے تھے اور جہنم کے دروازوں کی تفصیل سناتے ہوئے بتایا کہ ساتویں دروازے میں میری امت کے کبیرہ گناہوں والے ہوں گے اسی بات پر میں رویا اور غمزدہ ہو گیا، عرض کیا یارسول اللہ وہ اس میں کس طرح داخل ہوں گے فرمایا ہاں فرشتے ان کو گھسیٹ کر لے جائیں گے جہنم میں۔ لیکن ان کے نہ چہرے سیاہ ہوں گے، نہ آنکھیں نیلی ہوں گی اور نہ ان کے مونہوں پر مہریں لگیں گی نہ ان کو شیطان کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا اور نہ ان کو زنجیروں سے باندھا جائے گا بی بی صاحبہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ان لوگوں کو فرشتے کس طرح جہنم میں لے جائیں گے فرمایا مردوں کو داڑھیوں سے اور عورتوں کو چوٹی اور پیشانی کے بالوں [illegible] کی داڑھیوں کو پکڑا جائے گا اور ان کو

marfat.com
Marfat.com

جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ اپنے ضعف کی دہائی دیتے اور پکارتے رہ جائیں گے اور کتنے نوجوانوں کو داڑھیوں سے پکڑ کر جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ اپنی نوعمری اور خوبصورتی کی دہائی دیتے رہ جائیں گے اور میری امت کی کتنی عورتیں ہوں گی جن کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ اپنی بے پردگی اور اہانت پر چلاتی رہیں گی، فرشتے ان لوگوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ لوگ کون ہیں؟ ہمارے پاس ایسے بدنصیب تو کبھی نہیں آئے یہ کون ہیں جن کے چہرے سیاہ نہیں جن کی آنکھیں نیل گوں نہیں اور نہ ہی ان کے منہ پر مہر ہے اور نہ ان کو ان کے شیطانوں کے ہمراہ جکڑا گیا ہے نیز طوق بھی ان کی گردنوں میں نہیں ہے تو لے جانے والے فرشتے جواب دیں گے ہمیں اسی طرح ان کو تمہارے پاس لانے کا حکم ملا تھا تب مالک فرشتہ ان سے کہے گا ''اے بدبخت لوگو تم کون ہو۔''

(تنبیہ الغافلین، جلد اوّل، ص ۸۴)

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جب فرشتے ان کو آگے لے جا رہے ہوں گے تو وہ پکاریں گے ''وا محمداہ'' یعنی یا رسول اللہ ہماری مدد فرمائیں''، لیکن مالک فرشتے کو دیکھتے ہی اس کی ہیبت سے حضور علیہ السلام کا اسم مبارک بھول جائیں گے تو وہ ان سے کہیں گے کون ہو تم؟ تب جواب دیں گے ہم وہ ہیں جن پر قرآن نازل ہوا ہم وہ ہیں جو رمضان کے روزے رکھتے تھے، مالک فرشتہ کہے گا، قرآن تو امت محمدیہ پر نازل ہوا تھا پھر وہ آنحضرت کا اسم گرامی سنتے ہی کہیں گے ہم امت محمدیہ ہیں، مالک فرشتے کہے گا کہ تمہیں معصیت الٰہی سے منع کرنے والی کوئی بات قرآن میں نظر نہیں آئی۔ جب وہ ان کو جہنم کے کنارے لے جا کر داروغوں کے حوالے کرے گا تو وہ کہیں گے مالک ذرا ہمیں اپنی حالت زار پر آنسو بہانے کی اجازت دے دے، اجازت ملے گی تو خوب روئیں گے یہاں تک کہ آنسو کی جگہ خون بہے گا، پھر مالک کہے گا۔ کاش کہ اس طرح تم دنیا میں روتے اور اسی طرح دنیا میں اللہ سے ڈرتے تو آج تمہیں آگ نہ مس کرتی، پھر مالک، داروغوں سے کہے گا انہیں پکڑ کر آگ میں پھینک دو، جب ان کو آگ کے حوالے کر دیا جائے گا تو سب پکاریں گے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو آگ واپس لوٹ جائے گی مالک کہے گا آگ ان کو پکڑ لے۔ مگر وہ کہے گی میں کلمہ پڑھنے والوں کو کیسے پکڑوں، مالک فرشتہ پھر کہے گا تو آگ پھر وہی جواب دے گی، مالک کہے گا ہاں رب العرش نے اسی کا حکم دیا ہے تب وہ ان میں سے کسی کو پیروں تک، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو پسلیوں تک، کسی کو گلے تک پکڑے گی، جب آگ چہرے کی طرف بڑھے گی تو مالک کہے گا ان کے چہروں کو نہ جلا، اس لیے کہ دنیا میں انہوں نے کبھی رحمٰن کے لیے سجدے کیے تھے اسی طرح ان کے دلوں کو نہ جلا کیونکہ وہ رمضان میں پیاسے رہ چکے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا وہ جہنم میں رہیں گے اور یا ارحم الرحمین یا حنان یا منان کہتے رہیں گے۔

جب اللہ تعالیٰ ان گنہگاروں کو جہنم سے نکالنے کا حکم فرمائے گا تو پہلے جبریل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ امت محمدیہ کے لوگوں نے کیا معصیت کی تھی، جبریل عرض کرے گا یا اللہ تو ہی بہتر جانتا ہے، حکم ہو گا، دیکھو وہاں ان کا کیا حال ہے؟ جبریل جا کر مالک کا رُخ کریں گے، مالک فرشتہ جہنم کے بیچ تخت پر فروکش ہو گا وہ جبریل کو دیکھتے ہی تعظیماً کھڑا ہو جائے گا اور آمد کا مقصد پوچھے گا تو جبریل کہے گا امت محمدیہ کے گنہگاروں کا کیا حال ہے مالک بتائے گا کہ ان کا تو بہت ہی برا حال اور تنگ ٹھکانا ہے، ان کے جسم پر گوشت کو آگ نے جلا دیا ہے صرف ان کے چہرے اور دل نور ایمان کی وجہ سے محفوظ ہیں، جبریل کہیں گے ذرا ڈھکنا اٹھاؤ میں بھی ان کو دیکھ لوں، جہنم کے خازن فرشتے [illegible] ڈھکنا [illegible] کے حسن صورت کو دیکھ کر یقین

marfat.com
Marfat.com

کرلیں گے کہ یہ عذاب کا فرشتہ نہیں ہے پھر وہ سوال کریں گے یہ اتنا حسین وجمیل اللہ کا بندہ کون ہے؟ مالک کہے گا یہ جبریل ہے یہ اللہ کا وہ مکرم فرشتہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لایا کرتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہی وہ جبریل سے کہیں گے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمارا اسلام عرض کرنا اور یہ کہ ہماری معصیت نے ہمیں آپ سے الگ کردیا ہے نیز ہماری ابتر حالت کا بھی ذکر کرنا، جبریل واپس بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ امت محمد یہ کا کیا حال ہے وہ عرض کرے گا یا اللہ بہت برے اور وہ ناگفتہ بہ حالت میں ہیں حکم ہوگا انہوں نے تجھ سے کیا کہا، جبریل عرض کریں گے انہوں نے مجھ سے اپنے نبی کی خدمت میں سلام اور اپنی بدحالی عرض کرنے کو کہا ہے ارشاد ہوگا جاؤ اور پہنچا دو، جبریل حاضر خدمت ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید موتیوں کے خیمے میں جلوہ افروز ہوں گے جس کے چار ہزار دروازے...... مکمل سونے کے ہوں گے، جبریل عرض کریں گے یا محمد میں آپ کی امت کے گنہگاروں سے آرہا ہوں جنہیں جہنم میں عذاب دیا جارہا ہے وہ آپ کی خدمت میں سلام عرض کررہے تھے اور کہتے ہیں کہ ان کا بہت بُرا حال ہے اور تنگ ٹھکانہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرش کے نیچے حاضر ہوکر سربسجود ہوں گے اللہ تعالیٰ کی بے مثال حمد وثناء کریں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ سر اٹھائیں اور مانگیں، عطا کیا جائے گا اور شفاعت کریں قبول کی جائے گی، حضور علیہ السلام عرض کریں گے یارب میری امت کے کچھ بدنصیب آپ کے فیصلے کے مطابق عذاب میں مبتلا ہیں ان کے متعلق میری شفاعت قبول فرما، اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ کی سفارش قبول ہوئی، تشریف لے جائیں اور آگ کو بجھا کر ہر کلمہ گو کو وہاں سے نکال لائیے، آپ جائیں گے تو مالک فرشتہ دیکھتے ہی تعظیماً کھڑا ہو جائے گا آپ مالک سے فرمائیں گے میرے بدنصیب امتیوں کا کیا حال ہے وہ کہے گا ان کا حال تو برا ہے اور ٹھکانہ تنگ ہے آپ کے فرمان پر دوزخ کا دروازہ کھولا جائے گا تو جہنمی آپ کو دیکھتے ہی پکار کر عرض کریں گے یا محمد آگ نے ہمارے جسموں اور جگر کو راکھ کردیا ہے آپ ہم سب کو یہاں سے نکالیں، وہ سب آگ سے جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کو نکال کر جنت کے دروازے کے پاس ایک نہر پر لے جائیں گے جس کا نام حیاۃ ہے وہ اس میں نہا کر جوانوں کی طرح نکلیں گے آنکھیں ان کی سرگیں اور چہرے چاند کی مانند ہوں گے، ان کی پیشانیوں پر مرقوم ہوگا۔ وہ جہنمی جن کو جہنم کی آگ سے رحمٰن نے آزاد فرمادیا ہے، پس وہ جنت میں داخل ہوں گے دیگر جہنمی مسلمانوں کو جہنم سے نکلتا دیکھ کر کہیں گے کاش کہ ہم بھی مسلمان ہوتے تو ہم بھی جہنم سے نکلتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔...... رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ "کفار یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے"۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۸۲ تا ۸۷)

فائدہ:

جیسے پانی کی ماری ہوئی فصل کو خواہ جتنا مرضی پانی دیتے رہیں وہ جلی ہوئی فصل دوبارہ ہری بھری نہیں ہوسکتی اسی طرح حق تعالیٰ کی نافرمانی، کفر وشرک اور منافقت کے روگ کا روگی قبر وحشر یا جہنم میں خواہ جتنی مرضی زاریاں کرتا رہے۔ دعائیں مانگتا رہے اس کی ایک زاری بھی نہیں سنی جائے گی۔ اس لیے بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے نصیحت کرتے ہوئے یہ شعر بیان فرمایا ہے۔ تاکہ عبرت حاصل کی جائے اور اس دنیا میں رہتے ہوئے حق تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

marfat.com
Marfat.com

جاں کواری تاں چاؤ ، وِوا ہی تاں ماملے فریدا ایہو پچھو تاؤ ، وت کواری نہ تھیے

حل لغات:

★ جاں: جب تک، جب اگر۔ ★ کواری: کنواری، غیر شادی شدہ۔ ★ تاں: تب، اس پر، اس حالت میں، اس لیے، اس وجہ سے، تو۔ ★ چاؤ: شوق، آرزو، نخرہ، لاڈ، لاڈ پیار، ناز نخرہ، جوش۔ ★ وِواہی۔ وواھا: جس کی شادی ہوگئی ہو۔ ★ وِواہ: بیاہ، شادی۔ (آج کل بھی بعض دیہاتوں میں شادی کو وواہ کہتے ہیں) ★ تاں: تو پھر۔ ★ ماملے: معاملے، کام کاج، باہم مل کر کوئی کام کرنا، واقعے قول قرار، جھگڑے، تعلق، واسطے، مال گزاری، لگان۔ ★ ایہو: یہی۔ ★ پچھوتاؤ: پشیمانی، افسوس کرنا، حسرت، افسوس، پچھتاوا ★ وت: پھر، دوبارہ۔ ★ کواری: کنواری، جس کی شادی نہ ہوئی ہو۔ ★ نہ تھیے: نہ ہوگی۔ نہیں ہوگی۔

جب تک کنواری رہی اُس وقت تک بڑا شوق اور جذبہ تھا یعنی جب تک روح بدن میں نہ آئی تھی اس میں بڑا جذبہ تھا مگر جب بیاہی گئی یعنی روح جسم میں داخل ہو کر دنیا میں آگئی تو دنیا میں ہزاروں قسم کے مسائل سے نمٹنا پڑا۔ اے فرید! ابھی تک روح پچھتا رہی ہے۔ اب پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اب کنواری نہیں ہوسکتی یعنی جسم سے پہلے والی حالت میں روح اب نہیں ہوسکتی۔

مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب تک کنواری تھی ابھی تک شادی نہ ہوئی تھی۔ یعنی جب تک روح اس بدن میں نہ آئی تھی تو اس وقت بیاہی جانے کا بہت شوق اور جذبہ تھا کہ کب میری شادی ہوگی۔ یعنی روح کو شوق تھا کہ کب ایک جسم میں داخل ہو کر دنیا میں جانا ہوگا۔ اس وقت اور اس حالت کی کیا کیفیت ہوگی۔ کیسے وقت گزرے گا کیسے حالات ہوں گے۔ بس یہی چاؤ اور جب شادی ہوگئی یعنی روح جسم میں داخل ہو کر دنیا میں آگئی وہ شادی والا چاہ پورا ہوگیا۔ تو دنیا میں دنیا کے معاملات پیش آئے۔ مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ جب دنیوی امور کا سامنا کرنا پڑا تو اب روح پچھتائی کہ کیا تھا کیا ہوگیا۔ اب روح پچھتانے لگی کہ اس شادی سے بہتر تو وہی کنوارا پن ہی تھا۔ اب کیا کیا جائے اب پہلے والی حالت میں جا نہیں سکتی۔ وہ آرام وسکون کا مقام تھا۔ راحت ہی راحت تھی سکون کا دور تھا۔ کہیں سے کسی طرف سے نہ کوئی دکھ تھا نہ تکلیف تھی۔ یہ دنیا کیا ہے۔ جدھر دیکھئے بے سکونی کا راج ہے، دکھوں، مصیبتوں اور تکلیفوں کا گھر ہے۔ ہر طرف سے مصائب کے کوہِ گراں کا سامنا ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ دنیا راحت وسکون کے لیے نہیں بلکہ جو یہ سمجھتا ہے وہ حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ حقیقت تک اس کی پہنچ نہیں محض چند روزہ سکون کو حقیقی سکون سمجھ بیٹھا۔ حالت بدلتے دیر نہیں لگتی۔ بلکہ یہ جہان تو دار العمل ہے۔ یہاں روح کو حسنِ عمل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اگر اچھے عمل کیے تو انعامات ربانی اس کا مقدار ہوں گے اگر برے اعمال اختیار کیے تو جہنم کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو اس دنیا کو راحت وسکون کا مقام سمجھ بیٹھا وہ دراصل نادان ہے۔ یہاں وہی کامیابی کے زینوں پر چڑھے گا جو اس دنیا کو امتحان گاہ سمجھ کر امتحان میں کامیابی کے لیے کوشش کرے گا۔ جو دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھا وہ اپنا سب کچھ ضائع کر بیٹھا اس نے ہمیشہ ہی پچھتانا ہے مگر پھر پچھتائے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت، پھر پچھتانا کسی کام نہ آئے گا۔ اگر اس بارگاہ میں عرض کر بھی دیا کہ دوبارہ زندگی مل جائے تو پھر دوبارہ زندگی مل سکے گی

marfat.com
Marfat.com

مثال:

اس شلوک میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مثال کے ذریعے حقیقت سمجھائی ہے۔

کواری یعنی کنواری وہ عورت کہ جس کی ابھی تک شادی نہ ہوئی ہو۔ اس سے مراد وہ روح ہے کہ جس کا تعلق ابھی تک دنیوی جسم سے نہ ہوا ہو۔

بابا صاحب بیان فرماتے ہیں کہ روح جب عالم بالا میں تھی تو اسے بہت چاہ تھا دنیا میں آنے کا بہت شوق تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ عالم ارواح میں آزاد تھی۔ نہ روزی کی فکر، نہ کسی دکھ سے آشنائی۔ نہ دوسری ارواح سے کسی قسم کی تکلیف بس سکون ہی سکون، آرام ہی آرام۔ نہ کسی چیز کی ضرورت، نہ بھوک پیاس کا تصور یعنی کسی بھی قسم کا کوئی فکر نہ تھا۔ بہر حال جب اس دنیا فانی میں روح آئی۔ روح کا تعلق اس سے ہوا۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق روح کی شادی جب جسم سے ہوگئی۔ روح جسم کے ساتھ اس دنیا فانی میں آ گئی تو یہاں آنکھ کھولتے ہی بھوک کا احساس ہوا۔ کیونکہ خوراک جسم کی ضرورت تھی۔ اب جسم کی ضروریات کا بھی خیال رکھنا پڑا۔ پہلے تنہا تھی کسی کی ضروریات کا کوئی خیال تک نہ تھا۔ کبھی احساس بھی پیدا نہ ہوا تھا مگر اب ضروریات ایک ایک کر کے بڑھنے لگیں۔ اس سلسلے میں کبھی رونا پڑتا۔ کبھی کسی اشارے سے بات سمجھانی پڑتی آہستہ آہستہ جسم بڑھنے لگا۔ ماں کا دودھ چھوٹا، مزید ضرورتیں بڑھتی چلی گئیں۔ جوانی آ گئی۔ ضرورتوں کی لسٹ میں مزید اضافہ ہوا حتیٰ کہ جوں جوں عمر بڑھتی رہی ضروریات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کچھ خواہشات پوری ہو گئیں کچھ ادھوری رہ گئیں۔

جب تک جسم سے تعلق قائم نہ ہوا تھا اب جو یہ سلسلہ چلا تو ہزاروں معاملات میں روح گھر گئی تعلقات اور معاملات میں اضافہ ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اپنے خالق و مالک کی یاد بھی نہ رہی۔ دنیا میں مشغولیت ایسی کہ کچھ بھی یاد نہ رہا کہ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا ہے۔ کس لیے آئے تھے اور کیا لے کر جا رہے ہیں۔

اب روح پچھتانے لگی کاش کہ اس سے تو بہتر یہی تھا کہ شادی ہوتی ہی نہ۔ اگر شادی نہ ہوتی تو اتنے معاملات تو درپیش نہ ہوتے۔ وہاں کیا نہ تھا سب کچھ تھا بلکہ سب کچھ سے بھی اعلیٰ حق تعالیٰ کا جلوہ تھا۔ نہ فکر تھا نہ فاقہ۔ ہر طرف سے آزادی ہی آزادی تھی۔ اب روح کا پچھتاوا کسی کام نہ آئے گا کیونکہ اب تو وہ پہلے والی حالت نہیں ہو سکتی۔ اب تو اسی میں فائدہ ہے کہ روح اور جسم دونوں حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائیں تا کہ پھر انہیں دنیا و آخرت میں حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔

-----☆☆☆-----

کَلّر کیری چھپڑی ، آئے لتھے ہنجھ   چنجو بوڑن نہ پیویں ، اُڈن سندی ڈنجھ

حل لغات:

★ کلر: وہ زمین جس میں شوریت کے سبب کچھ پیدا نہ ہو۔ شور سیم تھور کی ماری ہوئی زمین، شور زمین۔ ★ کیری: راکھ جیسی مٹی، اینٹوں کی بھٹی کی راکھ، کچا آم، ایک قسم کا زیور۔ ★ چھپڑی: چھوٹا سا جوہڑ، گندے پانی کا گڑھا۔ ★ آئے: آنا مصدر سے ماضی یعنی آئے۔ ★ لتھے: لیہنا سے، ماضی یعنی اترے بیٹھے ★ ہنجھ: [illegible] ایک آبی [illegible] ایک قسم کی بطخ، روح، جان۔ ★ چنجو:

marfat.com
Marfat.com

چونچ۔ ★ بوڑن: ڈبوئیں۔ ★ نہ پیویں: نہیں پیتے، پیتے نہیں ہیں۔ ★ اُڈن: اڑنا مصدر سے یعنی اُڑتے ہیں۔ ★ سندی: اڑنے کی۔ ★ خواہش: آرزو۔

مطلب:

کلر اور شور زدہ زمین پر گندے پانی کا جوہڑ ہے۔ اس پر ہنس آ اُترے ہیں۔ وہ اس گندے پانی والے جوہڑ میں چونچ ڈبوتے ہیں مگر اس گندگی میں سے کچھ پیتے نہیں ہیں۔ ان کا یہاں جی لگا ہی نہیں بلکہ ہمہ وقت وہاں سے اڑ جانے کی خواہش رہتی ہے۔

اس مثال میں بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اولیاء اللہ کے متعلق حقائق بیان فرمائے ہیں کہ اللہ والوں کو اس شور زدہ زمین یعنی دنیا و مافیھا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ نہ دنیا سے تعلق جوڑتے ہیں اور نہ ہی دنیا کے دوسرے ساز و سامان پر دل لگاتے ہیں۔ اللہ والوں کی مثال تو اس طرح سمجھیے کہ جس طرح کلر اور شور زدہ زمین پہ گندے بدبو سے بھرے ہوئے گندے پانی کے جوہڑ پر ہنس اترے انہوں نے اپنی چونچیں اس میں ڈبوئیں مگر ان کی بہترین طبیعت اس طرف راغب ہی نہ ہوئی کہ وہ اس بدبودار گندے پانی میں سے ایک گھونٹ ہی اپنے پیٹ میں اتار سکیں۔ بعینہ اللہ والے اس دنیا میں تشریف تو لاتے ہیں مگر وہ اس دنیا اور دنیا کی لذات میں پڑ کر غفلت کے شکار نہیں ہو جاتے۔ بلکہ وہ دنیا کی کسی چیز سے لطف اندوز نہیں ہوتے بلکہ وہ تو ہمیشہ آخرت کے لیے ہی متفکر رہتے ہیں۔ انہوں نے دنیا لاکھ اپنے رنگ میں رنگنے کی سعی کرے مگر وہ اللہ والے ہمیشہ اس کی ظلمتوں سے دور رہتے ہیں۔ نہ وہ اس دنیا کے قریب ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی انہیں اس دنیوی مال متاع میں ملوث ہونے کا خوف ہوتا ہے۔

کیونکہ خالق کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

دنیا کا ساز و سامان قلیل:

قرآن مجید میں ہے کہ

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ

اللہ تعالیٰ کا ذکر دنیا اور دنیا کے ساز و سامان سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اسی لیے اللہ والے یعنی اولیاء اللہ اور انبیائے کرام نے دنیا کو کوئی اہمیت نہیں دی بلکہ ہمیشہ دنیا اور ومافیھا کو اہمیت نہیں دی بلکہ دشمن کی حیثیت سے جانتے تھے۔ اب تک اولیائے کرام دنیا اور دنیا والوں کے ساتھ ایسا ہی رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔

پچھلے اوراق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بھی درج ہو چکا ہے۔

(۱) دنیا مومن کا قید خانہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ

marfat.com
Marfat.com

دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی مومن پر کسی نیکی میں ظلم نہیں کرتا، اس کا عوض دنیا میں دیا جاتا ہے اور اس کے عوض آخرت میں جزا دیا جائے گا۔ رہا کافر تو وہ دنیا میں اپنی نیکیوں کے عوض جو وہ کرے کھلا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ جب آخرت تک پہنچتا ہے تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوتی جس کی جزا اُسے دی جائے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آگ خواہشات سے گھیر دی گئی ہے اور جنت تکالیف سے گھیر دی گئی ہے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف)

فائدہ:

دوزخ خود خطرناک ہے مگر اس کے راستہ میں بہت سے بناوٹی پھول و باغات ہیں دنیا کے گناہ بدکاریاں جو بظاہر بڑی خوشنما ہیں یہ دوزخ کا راستہ ہی تو ہیں۔

جنت بڑا ابار دار باغ ہے مگر اس کا راستہ خاردار ہے جسے طے کرنا نفس پر گراں ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، شہادت جنت کا راستہ تو ہیں، طاعات پر ہمیشگی، شہوات سے علیحدگی واقعی مشقت کی چیزیں ہیں خیال رہے یہاں شہوات سے مراد حرام خواہشیں ہیں جیسے شراب، زنا، سرود ہیں حرام کھیل تماشے، اس میں جائز شہوات داخل نہیں ہیں اور مکارہ سے مراد عبادات کی طاعات کی مشقتیں ہیں۔ لہٰذا اس میں خودکشی و مال برباد کرنا داخل نہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۷، ص ۵)

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرِ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ

(سبع سنابل سنبلہ ۳، ص ۱۹۵)

دنیا میں ایسے رہو گویا کہ مسافر بلکہ راستہ چلنے والے ہو اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو۔

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طالب الدُّنيا لايكون طالباً للمولىٰ

دنیا کا طالب مولیٰ کا طالب نہ ہوگا۔ (سبع سنابل سنبلہ ۳)

دنیا کی حقیقت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ

یعنی لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے تو کہیں تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور کہیں وہ بڑا دھوکا دینے والا تمہیں دھوکا نہ دے۔

marfat.com
Marfat.com

ہمہ اندر زمن بتو ایں ست
کہ تو طفلی و خانہ رنگین ست

ہمیں تمہاری جانب سے اس کا بُرا خطرہ ہے تم ابھی بچے ہو اور تمام گھر رنگین ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ دنیا اپنی ذات کے اعتبار سے بُری نہیں اُس سے تعلق اور محبت کرنا بُرا ہے کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی بنیاد ہے۔ دنیا اس کی قابلیت نہیں رکھتی کہ کبھی تو اعلیٰ ترین مقامات پر چڑھا دے اور کبھی ادنیٰ ترین جگہوں پر گرا دے۔ ہاں جو شخص دنیا کو دین کا آلہ بناتا اور اپنی جائز خواہشات نفسانیہ کے پورا کرنے کے لیے دنیا کو نظر میں رکھتا ہے اور وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اُس میں سے خرچ کرتا ہے وہ بظاہر دنیا میں اور بباطن مِلاء اعلیٰ میں رہتا ہے کہ اِنَّ لِلّٰهِ عَبَادًا اَبَدًا نهم فِي الدُّنْيَا وَقُلُوْبُهُمْ عِنْدَ اللهِ اللہ تعالیٰ کے چند خاص بندے وہ ہیں جن کے بدن دنیا اور دل اللہ کی طرف لگے رہتے ہیں' وہ خدا کے لیے زندہ رہتا ہے نہ کہ نفس کے لیے تو البتہ دنیا اس کے لیے صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کے لیے ایک بھاری مدد گار ثابت ہوتی ہے کہ نعم المال الصالح للرّجل الصّالح اچھا مال اچھوں کے لیے بڑی خوب چیز ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے راستے میں صرف کرتا ہے۔

ہر چہ داری برائے او بگذار
کز گدایاں ، ظریف تر ، ایثار

تم جو کچھ رکھتے ہو خدا کی راہ میں دے ڈالو کہ ایثار، ہوشمند درویشوں کو زیبا ہے۔

حکایت:

سلک السلوک میں لکھا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے نزع کے وقت ایک تھیلی اپنی گدڑی میں سے نکالی جس میں ایک ہزار دینار تھے اور اپنے احباب کو دی کہ اسے صدقہ کر دو۔ لوگوں نے کہا کہ آپ تو ہر وقت روپیہ جمع کرنے کے لئے منع کیا کرتے تھے اپنے آپ اتنا مال رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے اپنے دین کو شیطان سے اسی روپیہ کی بدولت بچایا ہے یعنی وہ جب کبھی کوئی وسوسہ ڈالتا کہ آج کیا کھاؤ گے آج کیا پہنو گے تو میں کہہ دیتا کہ دیکھ میرے پاس یہ روپیہ ہے وہ مجھ سے مایوس ہو کر لوٹ جاتا اور اس سے یہ نہ ہو سکا کر مجھے زید یا عمرو کے دروازہ پر لے جاسکے۔

ہاں جو شخص دنیا کے مال و متاع کو شیطانوں کے راستوں کا آلہ بناتا ہے اور اپنا تمام وقت نفس امارہ کی خواہشوں اور لذتوں کے حاصل کرنے میں صرف کرتا ہے وہ ایک نابینا ڈھیلہ ہے کہ اس کے سوا اور کسی عالم سے واقف نہیں يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ا وہ صرف دنیا کی ظاہری زندگی جانتے ہیں اور وہ آخرت سے نرے غافل ہیں"

اے زپے حرص و ہوا ذاتِ تو
... بود ... تو

marfat.com
Marfat.com

گوہر عمرت بہ پشیزی برفت

آہ چہ چیزے، بچہ چیزی رفت

حرص اور خواہش کے پیچھے دوڑنے والے! تیری لذتوں کو موت ختم کر دے گی، تیری عمر کا گوہر ایک ناچیز سکہ کے مقابلہ میں جاتا رہا۔ افسوس کیسی حقیر چیز کے بدلہ میں گئی۔ (سبع سنابل تیسرا سنبلہ)

حکایت:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہ سے فرمایا کہ آپ روزانہ دنیا کی برائی کرنے اور لوگوں کو اس سے رشتہ توڑنے پر آمادہ کرتے رہتے ہیں مگر خود گھوڑوں اور اونٹوں کے اتنے طویلے ریشم کی طنابوں اور سونے کی میخوں سے باندھے ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے طویلے کی میخیں مٹی میں گاڑی ہیں دل میں نہیں۔

در دل بجز از یکے نشاید کو بُود

در خانہ اگر ہزار باشد، شاید

دل میں سوائے ایک کے اور کوئی نہ ہونا چاہیے۔ گھر میں اگرچہ ہزار ہوں کوئی مضائقہ نہیں

دنیا را صورتِ صد ہزار گونہ است   نابیندہ را چشم چگونہ است

در ہر ذرہ کہ نظر کنی نخست اوست   اما ہر کس نداند کہ در کدام است

اب عزیز! دنیا کی ہزار صورتیں ہیں اب تو دیکھنے والے کی نظر پر ہے کہ وہ کس طرح دیکھتا ہے۔

تو جس ذرہ پر نظر کرو گے سب سے پہلے اُسی کا جلوہ ہے لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ دروازہ کونسا ہے۔ (سبع سنابل تیسرا سنبلہ)

دنیا کی مذمت اور اولیاء اللہ:

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے منطق الطیر کی ایک نظم میں لکھا ہے کہ ایک (بظاہر) دیوانہ تھا جو ویرانے میں رہتا تھا اگر وہ اتفاقاً کسی شہر میں جا نکلتا تو اپنی ناک پکڑ لیتا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ اپنی ناک کیوں بند کر لیتے ہو؟ جواب دیا کہ مردار دنیا کی بدبو سے۔ (سبع سنابل تیسرا سنبلہ)

چار سوال چار جواب:

ایک شخص امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ چار باتیں پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا پوچھو اگرچہ چالیس تک۔

اس نے کہا:

(۱) قریب کیا ہے اور اقرب کیا ہے؟

(۲) واجب کیا ہے اور اوجب کیا؟

(۳) عجب کیا ہے اور اعجب کیا؟

marfat.com
Marfat.com

(۴) صحبت کیا ہے اور اصحبت کیا؟

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ

(۱) قریب تو قیامت ہے اور قریب تر موت۔

(۲) واجب توبہ ہے اور واجب تر گناہ سے باز رہنا۔

(۳) عجیب دنیا ہے اور اس سے زیادہ عجیب دنیا کا طالب۔

(۴) اور مشکل قبر میں داخل ہونا ہے مگر مشکل تر قبر میں بغیر توشہ کے جانا۔ (سبع سنابل سنبلہ تیسرا)

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

فرشتہ روز دیتا ہے صدا ، رکھ قبر کو یاد صدا
دنیا میں مگن انساں ، موت نہ دل سے بھلا

دنیا احمق:

ایک حکیم سے لوگوں نے پوچھا کہ دنیا عاقل ہے یا احمق؟

جواب دیا: احمق ہے اس لیے کہ احمقوں کے علاوہ کسی طرف رغبت نہیں کرتی اور جنس جنس کی طرف ہی راغب ہوتی ہے۔ (سبع سنابل)

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا قول:

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء کو اسی لیے مبعوث فرمایا گیا کہ وہ مخلوق کو دنیاداری سے ہٹائیں۔

اہل معرفت کا قول:

اہل معرفت نے فرمایا: جس نے دنیا چھوڑ دی وہ اس کا مالک ہو گیا اور جس نے دنیا اختیار کی وہ ہلاک ہوا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ کا قول:

حضرت جنید قدس سرہ سے منقول ہے کہ درویش کے لیے تمام مذہبوں میں یہ بات حرام ہے کہ دنیا والوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے اور بادشاہوں اور سربراہوں کے پاس آئے جائے۔

مشائخ طریقت کا قول:

مشائخ طریقت نے فرمایا:

صُحبَۃُ الاغنیاءِ سَمٌّ قَاتِلٌ لِلفقَراءِ

مالداروں کی صحبت فقیروں کے لیے زہر قاتل ہے۔

خواجہ سفیان ثوری قدس سرہ کا قول:

خواجہ سفیان ثوری قدس سرہ نے فرمایا میں نے بندے اور اس کے مولیٰ کے درمیان دنیا سے بڑا کوئی حجاب نہیں دیکھا۔

marfat.com
Marfat.com

خواجہ سری سقطی قدس سرہ کا قول:

خواجہ سری سقطی قدس سرہ سے منقول ہے کہ میں نے طالب مولیٰ کے لیے امیروں اور دنیا داروں کی صحبت سے بڑھ کر کوئی زہر قاتل نہ دیکھا۔ اس لیے کہ وہ دل کو مار دیتی ہے اور جب معاذ اللہ مومن کا دل مرجاتا ہے تو وہ پتھر اور مٹی بن جاتا ہے اس کے بعد وہ جو چاہتا کہتا اور جو چاہتا کرتا ہے۔ اور اُسے کچھ۔ پرواہ نہیں۔ (سبع سنابل سنبلہ ۳)

محققین کا قول:

بعض محققین نے فرمایا ہے کہ فقیر کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ سربراہوں اور شہنشاہوں کے پاس بیٹھے اسی لیے کہ ان کی صحبت اس کے دل کی موت ہے۔

حکایت:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک درویش کے پاس گئے جو سویا ہوا تھا اسے جگا کر فرمایا کہ اُٹھ! اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اس نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کی ہے جس سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہوسکتی پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ دنیا کا ترک۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۳)

حکایت:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک درویش شیخ سعید تبریزی (رحمتہ اللہ علیہ) نام جو کہ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد تھے۔ آپ کے ہاں اکثر فاقہ ہوتا لیکن کسی سے کوئی چیز نہ لیتے ایک مرتبہ میں تین دن تک خانقاہ شریف میں رہا کسی قسم کا کھانا نہ پکا۔ درویش اور آپ صرف خربوزوں پر گزارہ کرتے رہے جب یہ خبر والی شہر نے سنی تو کہا کہ شیخ صاحب ہم سے کوئی چیز تو لیتے نہیں ہم کیا کریں؟ یہ کہہ کر کچھ نقدی بھیجی کہ آپ کے خادم کو دینا اور اسے کہنا کہ تھوڑی تھوڑی کر کے خرچ کرے۔

سپاہی نے آکر خادم کو روپیہ دیا اور کہا کہ جیسی مصلحت دیکھو۔ روپیہ خرچ کرو لیکن شیخ صاحب کو اس بات کی اطلاع نہیں دینا۔ خادم آپ سے چھپا نہ سکا۔ آخر یہ کہہ ہی دیا۔ پوچھا کون لایا تھا۔ اور کہاں کہاں اس نے قدم رکھا تھا۔ وہاں کی مٹی کھود کر باہر پھینک دو اور خادم کو بمعہ روپیہ باہر نکال دیا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۳)

فائدہ:

پس دنیا اور دنیا والوں کے متعلق اولیاء اللہ کا رویہ کیسا ہوتا ہے۔ بلکہ اولیاء اللہ تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش میں معروف رہتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

ہنس اُڈرے کو دھرے پیا، لوک وِڈ ارن جاءِ   گیہلا لوک نہ جاندا، ہنس نہ کو دھرا کھاءِ

حل لغات:

★ ہنس: ایک قسم کی بطخ، بطخ جیسا ایک پرندہ، روح، جان۔ ★ اڈرے: اُڑے، اُڑکر۔ ★ کودھرا: باجرا، باریک دانے والا ایک غلہ۔ ★ پیا: پڑا، جا بیٹھا، جا گرا۔ ★ لوک: لوگ۔ ★ جاءِ: گئے، چلے گئے ★ گیہلا: پگلا، بے وقوف۔ ★ لُوک: لوگ، آدمی۔ ★ نہ جاندا: نہیں جانتا، نہیں جانتے۔ ★ کھاءِ: کھاتا۔ ★ وڈارنے: اڑانے گئے۔

مطلب:

ہنس اڑکر باجرے کے کھیت میں جا بیٹھا یا ہنس اڑکر کودھرے غلے کی فصل میں جا بیٹھا یا غلہ کودھرا کہیں پڑا تھا کہ وہاں ہنس جا بیٹھا تو لوگ اسے اڑانے کے لیے بھاگے تا کہ ہنس کودھرا غلہ نہ کھائے مگر یہ بے وقوف لوگ اس حقیقت سے آشنا نہیں ہیں کہ ہنس تو کودھرا غلہ یا جوار کھاتے ہی نہیں۔ اس کے بیٹھنے سے غلے کو کیا نقصان ہو سکتا۔ یعنی اس کے بیٹھنے سے تو غلے کا کوئی نقصان نہیں اس لیے ہنس کے اڑانے کا کیا فائدہ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہنس کو خواہ مخواہ کی تکلیف دی اور خود بھی تکلیف میں مبتلا ہوا۔

اس شعر کی وضاحت بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے لکھا ہے کہ۔

"کہا جاتا ہے کہ ہنس سمندروں کے موتی کھاتا ہے۔ یہاں ہنس سے باباجی کی مراد اللہ والے ہیں جو دنیا میں ہوتے ہیں مگر طمع دنیا سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ تو بازار سے گزرنے والے ایسے مسافر ہیں جو خریدار نہیں ہوتے۔ (معارف فریدیہ، ص ۶۴)

اسی شعر کی شرح مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب خادم دربار کلیر شریف نے بھی بہترین انداز میں کی۔ آپ لکھتے ہیں کہ۔

"صاحب فرماتے ہیں کہ جب سالکانِ راہِ خدا اتفاقاً لوگوں کے گھروں میں کسی چیز کی خواہش میں سہو کر جاتے ہیں تو وہ انہیں طعن و تشنیع سے کہتے ہیں کہ مردانِ خدا دنیا کی نعمتوں کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں رکھتے ہیں۔ تم ہمارے ہاں کیوں آئے ہو۔ وہ سادہ لوح اور غافل دنیا کے لوگ یہ نہیں جانتے کہ عارفانِ باللہ تو دنیا کی بو بھی نہیں لیتے ہیں کیونکہ وہ عشق الٰہی کی شراباً طہورا سے ہمیشہ مست رہتے ہیں۔ (دیوان فرید، ص ۱۰۶)

شان اولیاء اللہ:

اس شعر میں بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اولیائے کرام کی شان بیان فرمائی ہے کہ اللہ والوں کو یعنی اولیاء اللہ کو دنیوی طمع سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ دنیا میں رہتے ہوئے بھی وہ دنیا سے بے رغبت ہوتے ہیں۔

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے عام لوگوں کو یہ سمجھایا ہے کہ خبردار عام پرندوں کی مانند ہنس راج کو نہ سمجھو یہ عام پرندوں جیسا نہیں ہے کہ جیسے عام پرندے کودھرے یعنی جوار وغیرہ کے غلے سے کھائے گا۔ ہنس تو یہ کھاتا ہی نہیں بلکہ اس کی خوراک یہ عام غلہ نہیں۔ لوگوں نے عام پرندوں جیسا سمجھا یہ اس ہنس کا گناہ نہیں بلکہ یہ دنیا والوں کا گناہ یا خطا ہے کہ اسے بھی عام پرندوں جیسا سمجھ بیٹھے بعینہ اللہ والے اولیاء اللہ [illegible] نہیں [illegible] کی غذا نہیں ہوتی عام لوگوں جیسا

marfat.com
Marfat.com

پہناوا یہ نہیں پہنتے کیونکہ عام لوگوں کا رویہ ہے کہ دولت آنی چاہیے خواہ کسی حیلے سے آئے مگر اولیاء اللہ دنیا اور وما فیھا کو اچھا سمجھتے ہی نہیں بلکہ قریب تک نہیں جاتے۔ عام انسان تو آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں جبکہ اللہ والے تو لوگوں کو لڑنے جھگڑنے سے روکنے اور صراط مستقیم دکھانے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ عام لوگوں کے ذہنوں میں دنیا اور دنیوی امور کا راج ہوتا ہے اللہ والے ان چیزوں کی ذلت وخواری کا سبب سمجھ کر ان سے دور بھاگتے ہیں اگر دنیا والے ان کے پاس آجائیں تو جلدی سے ان سے ملاقات بھی نہیں کرتے۔ عام لوگ شیطانی راستہ پہ عمل پیرا ہوتے ہیں اپنی زندگی گناہوں کی دلدل میں تباہ و برباد کر لیتے ہیں جبکہ اللہ والے خود بھی گناہوں کی ندی کے قریب نہیں جاتے بلکہ مخلوق خدا کو بھی متنبہ کرتے رہتے ہیں کہ خبردار اس کے پیچھے پڑ کر اپنی دنیا و آخرت تباہ نہ کر لینا۔ عام لوگوں کا کردار جھوٹ، فریب، دھوکہ لالچ، وغیرہ بری صفات پہ مبنی انتہا کی تباہی و بربادی لانے والا ہوتا ہے جبکہ اللہ والوں کا کردار اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہوتا ہے دنیا والے اسی حقیقت سے باخبر نہیں کہ اللہ والوں کی حقیقت جان سکیں اللہ والے اللہ تعالیٰ کے قرب کے متلاشی ہوتے ہیں۔ دنیا والوں کے لیے دنیا ہی اوڑھنا بچھونا اور سب کچھ ہوتا ہے جبکہ اللہ والوں کے لیے حق تعالیٰ کی حقیقت سے آشنا نہیں ہوتے اس لیے اولیاء اللہ کے لیے تکلیف کا سبب بنتے ہیں۔ حقائق سے خود آگاہ نہیں ہوتے بلاوجہ اولیائے کرام کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کی حکایت ملاحظہ فرمائیے۔

جس سے واضح ہوگا کہ اولیائے کرام کو تنگ کرنے والے دراصل خود اپنے ہی پاؤں پہ کلہاڑی مارتے ہیں۔

قاضی شہر کی شرارتوں کا انجام:

قاضی اجودھن جس کا نام قاضی عبداللہ تھا مگر اپنے آپ کو قاضی محمد ابوالفضل عبداللہ کہلوایا کرتا تھا۔ اسے بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا اثر رسوخ اور عوام کی آپ کے ساتھ محبت اسے ایک آنکھ نہ بھائی وہ اپنی نجی مجالس اور منبر پر آپ کو برا بھلا کہنے لگا۔ وہ آپ پر طرح طرح کے بہتان باندھتا۔ ایک دن بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ شہر کی کسی مجلس میں تھے کہ قاضی بھی وہاں آگیا اس نے حضرت صاحب کے صاحبزادے کو دیکھا تو اس کا پارہ چڑھ گیا وہ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں گستاخیاں کرنے لگا۔ صاحبزادہ صاحب بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ہدایت پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے حلم بردباری کے ساتھ خاموش بیٹھے رہے واپس آکر بابا صاحب کے سامنے اپنی تکلیف کو بیان کیا اور عرض کیا کہ قاضی ہمیں دیکھتے ہی چراغ پا ہو کر آپ کی توہین کرنے لگتا ہے ہم سے سنی تو نہیں جاتی مگر آپ کے ارشاد مبارک پہ عمل کرتے ہوئے آج تک کوئی ناگفتنی بات نہیں کہی۔

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: بیٹا! ان کی سختیاں اٹھاؤ کیونکہ برداشت کرنے والا مار دیتا ہے صبر کرو برائی اور بدگوئی کا جواب برائی اور بدگوئی نہیں ہے بلکہ عفو و درگذر ہے۔ آپ کے اتنے عفو و درگذر کے باوجود قاضی نے سبق نہ سیکھا۔ بلکہ ایک قلندر کو کچھ لالچ دے کر آمادہ کر لیا کہ وہ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے منہ پر آپ کو گالیاں نکالے اور آپ کی توہین کرے۔ اس قلندر نے بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آکر بڑے کرخت لہجے میں آپ کو مخاطب کر کے کہا تو نے اپنے تئیں بت بنا رکھا ہے اور لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرواتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔

قلندر نے پھر کہا تو آپ نے ارشاد فرمایا خود کوئی کچھ بھی نہیں بن سکتا بلکہ جو کچھ بناتا ہے اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ قلندر نے لاجواب ہو کر کہا تمہاری برداشت پر آفرین ہے جب تک جہاں آباد رہے خدا کرے تمہارا [illegible] سے قائم رہے۔ یہ کہا اور چلا

marfat.com
Marfat.com

گیا۔ جب یہ تدبیر قاضی کی نا کام ہوئی تو ایک نئی چال چلی قاضی ملتان گیا علماء و مشائخ پر اپنا پورا اثر ورسوخ استعمال کیا اور پھر ان کے سامنے یہ فتویٰ پیش کیا کہ

کیا یہ جائز ہے کہ ایک شخص اہل علم ہے وہ اپنے آپ کو درویش کہلاتا ہے اور وہ ہمیشہ مسجد میں رہتا ہے اور وہاں سرود سنتا ہے اور رقص کرتا ہے علماء نے قاضی مذکور سے پوچھا کہ ایسا کون شخص ہے؟

قاضی نے بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی لیا۔ تمام علماء و مشائخ نے قاضی سے منہ پھیر کر کہا کہ افسوس ہے کہ تو ہم سے ایک ایسے پاک وپاکیزہ و برگزیدہ اور عالم فاضل بزرگ کے متعلق فتویٰ لینا چاہتا ہے جن کے سامنے مجتہد کو بھی زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہوسکتی۔ ان کا قول وفعل علماء کے لیے حجت ہے تجھے حسد نے صراط مستقیم سے ہٹا دیا ہے یہ سن کر قاضی شرمندہ ہوا واپس آ گیا مگر دشمنی سے باز نہ آیا۔

پھر وہی قاضی بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو قتل کرا دینے کا منصوبہ سوچنے لگا۔ اس سلسلے میں ایک ترک بدمعاش کو آمادہ کر لیا کہ وہ کچھ رقم لے کر بابا صاحب کو قتل کر دے۔

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ نماز فجر کے بعد آپ صبح کی نماز کے کچھ دیر بعد طویل سجدے کیا کرتے تھے اگر سردی کا موسم ہوتا تو پوستین اوپر ڈال لیتے تھے۔ بلکہ ہر نماز کے بعد سر زمین پر رکھتے اور دو دو تین تین گھنٹے اسی حالت میں رہتے تھے۔

سردیوں کا موسم تھا اور حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ صبح کی نماز کے بعد سجدہ میں تھے آپ کے اوپر پوستین سردی سے محفوظ رہنے کے پڑی ہوئی تھی کہ وہ غنڈہ چادر اوڑھے ہوئے خنجر لیے مسجد میں داخل ہوا۔ اس وقت اتفاقاً حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ کوئی نہ تھا اس نے آتے ہی قلندروں کی مانند زوردار نعرہ لگایا اور آپ کی طرف بڑھا۔ آپ نے سجدہ میں سر رکھے رکھے ہی فرمایا یہاں کوئی ہے خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ غلام حاضر ہے۔

آپ نے فرمایا میری طرف ایک ترک آ رہا ہے جس کا قد درمیانہ رنگ زرد ہے خواجہ صاحب نے دیکھ کہ عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی کمر میں زنجیر پڑی ہوئی ہے؟ ترک نے یہ باتیں سن کر وہیں رک گیا خواجہ صاحب نے دیکھ کر عرض کیا کہ جی ہاں زنجیر بھی ہے آپ نے فرمایا اس کے کان میں ایک آویزہ ہے۔ جس میں سفید رنگ کا نگ ہے خواجہ صاحب نے پھر اس کی طرف دیکھ کر عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ نظام الدین اس کی بغل میں ایک خنجر بھی ہے وہ چادر میں چھپایا ہوا ہے اور یہ برے ارادے سے یہاں آیا ہے اسے کہہ دو کہ بھاگ جائے ورنہ خراب ہوگا۔ اس نے یہ بات سنتے ہیں بھاگنے میں عافیت سمجھی۔ خواجہ صاحب اس کے پیچھے لپکے مگر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے واپس بلایا۔

اس طرح قاضی بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو ۱۸ سال تنگ کرتا رہا۔ مگر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کبھی اس کی برائیوں کا جواب نہ دیا۔ بلکہ ہمیشہ اپنے مریدوں، معتقدوں اور صاحبزادوں کو عفو و درگزر کی ہی تلقین فرمائی مگر قاضی اسے آپ کی کمزوری پہ محمول کرتا رہا۔

ایک دن جمعہ کی نماز میں قاضی کے نائب نے غلطی کی بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شریعت کے مطابق نماز نہیں ہوئی اس لیے نماز دوبارہ پڑھائی جائے۔ جونہی آپ نے یہ ارشاد فرمایا تو نمازیوں نے نماز دوبارہ پڑھنے کا مطالبہ کر دیا۔ عوامی مطالبے سے قاضی گھبرا گیا نماز تو دوبارہ پڑھا دی مگر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شان پاک میں نازیبا اور ناشائستہ الفاظ

marfat.com
Marfat.com

استعمال کرتے ہوئے کہا کہ زمانہ بھر کے مفت خور اور کام چور یہاں جمع ہوتے جا رہے ہیں۔ اب یہ لوگ شرعی امور میں بھی دخل دینے لگے ہیں مگر میں یہ مداخلت برداشت نہیں کر سکتا۔ بہت جلد اس کا انتظام کروں گا۔ قاضی منبر پہ کھڑا ایسی غیر مناسب باتیں کر رہا تھا کہ اس پہ اچانک لقوہ اور فالج کا حملہ ہوا اور وہ زمین پر گر پڑا اور اس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا اور زبان سوج گئی لوگ اسے اٹھا کر مکان پر لے گئے۔ قاضی کو جب ہوش آیا تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے چلو تا کہ میں ان سے معافی مانگ لوں۔ قاضی کے رشتہ دار اسے چارپائی پر ڈال کر بابا صاحب کے پاس لائے اور ایک ٹوکرا شکر اور ایک بکری بھی ساتھ لائے۔ قاضی کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پہ ڈال دیا۔

آپ نے قاضی سے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ قاضی نے جواب نہ دیا۔ آپ اس کی تکلیف پر اظہار افسوس کرتے رہے۔ پھر فرمایا قاضی صاحب! اٹھارہ سال سے جو تمہارا دل چاہتا رہا ہے کہتے رہے ہو اور میرے پاس آنے والوں کے ذریعہ کچھ مجھے کہہ کر بھیجتے رہے ہو مگر میں نے کبھی تیرے کہے ہوئے پر توجہ نہ کی۔ ہمیشہ اپنے مریدوں اور بچوں کو صبر و برداشت اور عفو و درگزر کی تلقین کرتا رہا ہوں۔ جو کچھ تم مجھے کہتے رہے ہو میں نے معاف کر دیا ہے لیکن میں تمہاری نذر قبول نہیں کر سکتا۔ اب میں تمہارے لیے قرآن شریف میں فال دیکھتا ہوں جو حکم قرآنی ہوگا وہی ہوگا۔

جب قرآن شریف کھولا گیا تو حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ نکلا کہ اے نوح! (یہ لڑکا) تمہارے اہل میں سے نہیں ہے بے شک یہ غیر صالح عمل رکھتا ہے۔

آپ نے فرمایا بس یہی حکم الٰہی ہے تم اپنی بکری اور شکر واپس لے جاؤ یہ سن کر قاضی کے رشتہ دار قاضی کی چارپائی اٹھا کر واپس روانہ ہوئے تو راستے میں ہی قاضی فوت ہو گیا۔ (خلاصہ حیات الفرید، ص ۱۵۹ تا ۱۶۵)

فائدہ:

اللہ والوں کو دنیا سے کوئی سروکار نہیں وہ دنیا سے رغبت نہیں رکھتے ان پر الزام لگانا قطعاً درست نہیں ہوتا۔

-----☆☆☆-----

چل چل گئیاں پنکھیاں، جنہیں وسائے تل ۔۔۔ فریدا سر بھریا بھی چلسی، تھکے کنول اِکل

حل لغات:

★ چل چل: چلتے پھرتے چلے گئے۔ ★ گیاں: چلی گئی ہیں، چلے گئے ہیں۔ ★ پنکھیاں: پکھیرو پنچھی، چھوٹے پرندے۔ ★ جنہیں: جنہوں نے۔ ★ وسائے: بسائے، آباد کیے۔ ★ تل: تالاب، جھیل۔ ★ سر: جھیل، بحیرہ، کھوپری، کسی چیز کا بالائی حصہ، چوٹی، ابتداء، فکر، خیال، زور، سردار، خلاصہ، خواہش، ارادہ، کنارہ، عنوان، عش وغیرہ۔ ★ بھریا: بھرا ہوا۔ ★ چلسی: چلے گا، جائے گا، ختم ہوگا۔ ★ تھکے: شان دکھائے، رعب وجلال میں رہے۔ ★ کنول: (کوبھی) نیلوفر، اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات۔ ★ اِکل: اکیلا، تنہا، واحدہٗ لاشریک۔

marfat.com
Marfat.com

مطلب:

کتنے پنچھی اور پنچھیوں یعنی پرندوں کی قطاروں کی قطاریں آئیں جنہوں نے تالاب، ندی اور جھیل کو آباد کیا ہوا تھا۔ اور یہاں سے اُڑ اُڑ کر چلے گئے۔ اس بھرے ہوئے تالاب پر بھی ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ بھی خشک ہو جائے گا پھر کنول (مراد اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک) اکیلا ہی رہ جائے گا۔

پوری مخلوق ختم ہوجائے گی:

حتیٰ کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی کل نفس ذائقة الموت کا ذائقہ چکھیں گے تو مخلوق میں سے کوئی بھی ایسا نہ بچے گا جو موت کا ذائقہ چکھنے سے رہ گیا ہوگا بلکہ تمام مخلوق موت کا ذائقہ چکھ چکے ہوگی تو اس وقت صرف اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنا ٹھکا اور شانِ جلالی دکھاتا رہے گا کیونکہ اس کی ذات باقی ہے باقی رہ جائے گی اسے موت نہیں آئے گی بلکہ وہ تو حی بھی ہے اور قیوم بھی ہے۔

قیامت کا منظر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ (پ ۳۰، سورۃ القارعہ)

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم کرنے والا

دل دہلانے والی۔ کیا ہے وہ دل دہلانے والی اور تو نے کیا جانا کیا ہے دل دہلانے والی۔ جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی اون۔ تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں وہ تو من مانتے عیش میں ہیں

اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی۔
ایک آگ شعلے مارتی۔ (کنز الایمان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ

marfat.com
Marfat.com

النَّاسُ اَشۡتَاتًا لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ ۝ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَیۡرًا یَّرَهٗ ۝ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝ (پ۳۰، سورۃ زلزال)

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

جب زمین تھرتھرا دی جائے جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھہرا ہے۔ اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے اور آدمی کہے اسے کیا ہوا۔ اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی اس لیے کہ

تمہارے رب نے اسے حکم بھیجا۔ اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کر تا کہ اپنا کیا دکھائے جائیں تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔

(کنزالایمان)

فائدہ:

یہ تو قیامت کا منظر بیان ہوا ساری کائنات فناہ کر دی جائے گی صور پھونک دیا جائے گا۔ کل نفس ذائقة الموت موت کا ذائقہ اکثریت مخلوق چکھ لے گی اس کے آگے کی منظر نگاری حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب البدور السافرہ سے ملاحظہ فرمائیں اس کا ترجمہ احوال آخرت کے نام سے جناب فیض ملت قبلہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے خوب کیا۔

"پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم فرمائے گا وہ صور پھونکیں گے تو تمام آسمانوں اور زمین والے بے ہوش ہو جائیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ بچانا چاہے گا پھر ملک الموت بارگاہِ جبار میں عرض کریں گے اے میرے پروردگار آسمان و زمین والے تمام مر گئے سوا ان کے جنہیں تو نے چاہا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا (حالانکہ وہ خوب جانتا ہے) اے ملک الموت کون بچ گیا ہے۔ عرض کرے گا تو باقی ہے کہ تو حیّ وقیوم ہے اور تیرے عرش کے حاملین باقی ہیں۔ جبریل و میکائیل (علیہم السلام) اور میں (ملک الموت) باقی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبریل و میکائیل بھی مر جائیں یہ دونوں بھی مر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا (حالانکہ وہ خوب جانتا ہے) کون باقی ہے؟ ملک الموت عرض کرے گا کہ حاملین عرش باقی ہیں اور میں (ملک الموت) اور تو باقی ہے؟ کہ تو حیّ وقیوم ہے۔ تو موت سے پاک ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا حاملین عرش بھی مر جائیں۔ وہ بھی مر جائیں گے۔ ملک الموت عرض کرے گا کہ حاملین عرش بھی مر گئے۔ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے پوچھے گا (حالانکہ خوب جانتا ہے) کہ کون باقی ہے؟ ملک الموت عرض کرے گا یا اللہ! تو باقی ہے۔ تو حیّ وقیوم ہے تجھ پر موت نہیں اس وقت صرف میں (ملک الموت) باقی رہ گیا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو بھی میری مخلوق میں سے ایک ہے لہٰذا تو بھی مر جا۔ ملک الموت بھی مر جائے گا جب کوئی بھی باقی نہ رہے گا سوائے اللہ واحد احد تعالیٰ کے آسمانوں و زمین کو ایسے لپیٹے گا جیسے سجل فرشتہ اعمال نامہ کو لپیٹتا ہے اور فرمائے گا میں ہی واحد و جبار ہوں آج کے دن کس کی بادشاہی ہے تین بار یہ کلمات ارشاد فرمائے گا کوئی بھی جواب نہ دے گا پھر خود ہی فرمائے گا آج اللہ

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ واحد قہار کی بادشاہی ہے پھر اللہ تعالیٰ اس زمین کو اور زمین سے بدل دے گا۔ اور آسمانوں کو پھر انہیں بچھائے گا اور ایسا سیدھا کر دے گا جس میں تمہیں نہ خم نظر آئے گا اور نہ اونچائی دیکھو گے نہ ڈھلائی۔ پھر تمام مخلوق کو زجر و توبیخ (جھڑ کنا ڈانٹنا) فرمائے گا۔ اس کے بعد تمام مخلوق ایک مقام پر جمع ہو جائے گی اور سب اسی حالت میں ہوں گے جیسے دنیا میں تھے۔

(البدور السافر فی احوال الآخرۃ ص ۱۳۳۔۱۳۲)

فائدہ:

احادیث مبارکہ میں بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو سمیٹ لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ پر لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب النفخ فی الصور)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دے گا پھر انہیں اپنے داہنے ہاتھ میں لے گا پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں جابر لوگ؟ کہاں ہیں تکبر والے لوگ؟ پھر زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ (مشکوۃ شریف باب النفخ فی الصور)

-----☆☆☆-----

فرید اِٹ سَر ہانے، بھوئیں سَوَن، کیڑا لڑیو ماس کیتڑیاں جُگ وا پرے، اِکت پیاں پاس

حل لغات:

★ اِٹ: اینٹ۔ ★ سرھانے: سر کے نیچے بطور تکیہ۔ ★ بھوئیں: نیچے، زمین پر، فرش پر۔ ★ سون: سونا۔ ★ کیڑا: کرم، مکوڑا، سانپ یا کوئی اور زہریلا جانور۔ ★ لڑیو: لڑا، لڑ گیا، کاٹ کھایا۔ ★ ماس: کئی کتابوں میں ماسے آیا ہے بمعنی جسم گوشت۔ ★ کیتڑیاں: کتنے۔ ★ جگ: زمانہ، صدی۔ ★ واپرے: بیت گئے، گزر گئے۔ ★ اکت: ایک ہی۔ ★ پیاں: پڑے پڑے، ★ پاس: طرف، پہلو، قریب، کئی کتابوں میں پاسے آیا ہے۔

مطلب:

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر تحریر فرماتے ہیں کہ۔

(۱) (بابا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کو فرش پر سوتے ہوئے کیڑے نے کاٹا تو فرمایا) اینٹ کا تکیہ بنائے، نیچے سوتے ہوئے کیڑے نے جسم پر کاٹ لیا (تو خیال آیا کہ مرنے کے بعد) کتنے ہی زمانے بیت جائیں گے ایک ہی پہلو پر سوتے ہوئے (خدا معلوم کتنے کیڑے کاٹتے رہیں گے)۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۵۱)

(۲) بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ۔ قبر میں دنیوی جاہ و جلال اور سہولتیں سب کچھ جاتی رہیں گی اس وقت تکیے نہیں ہوں گے بلکہ محض ایک اینٹ سرہانے ہوگی۔ نرم و ملائم بستر کی بجائے سخت اور کھردری زمین پہ سونا پڑے گا۔ یہ قبر کی کیفیت ہوگی کہ کیڑے اس کے جسم کو کاٹتے رہیں اُسے ایک پہلو کے بل لیٹے لیٹے کتنا ہی عرصہ گزر جاتا

marfat.com
Marfat.com

ہے۔کیا خوب کسی شاعر نے تنبیہ کے رنگ میں فرمایا ہے کہ۔

جاگنا ہے تو جاگ افلاک کے سائے تلے

موت

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں
جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب سے اٹھتا ہے جو چلنا دور ہوتا ہے
تجھ کو غافل ، فکرِ عقبیٰ کچھ نہیں
کھا نہ دھوکا ، عیشِ دنیا کچھ نہیں
زندگی ہے چند روزہ کچھ نہیں
کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی اک دن گزرنی ہے ضرور
قبر میں میت اترنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت

(احوالِ آخرت ، ص ۱۶)

فکرِ قبر:

اس شلوک میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے قبر کی فکر کے متعلق توجہ دلائی ہے کہ ارے انسان جب تو دنیا میں رات سوتا ہے حالانکہ جھاڑ پھونک کر صفائی کرنے کے باوجود، پوری احتیاط کرتا ہے اس کے باوجود کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی کیڑا تجھے ڈس لیتا ہے۔اب قبر کی طرف توجہ کیجئے کہ وہاں کیا کچھ ہوگا۔کیا وہاں کیڑے نہیں ہوں گے۔کیا وہاں سانپ اور بچھو وغیرہ نہیں کاٹیں گے۔قبر میں کیا ہے کیا نہیں مفصل معلومات کے لیے تو [illegible] فکر کے لیے کچھ معلومات حاضر

marfat.com
Marfat.com

ہیں۔

عذاب قبر کا ثبوت:

(۱) مِمَّا خَطِیْئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ۵ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا○

(پ۲۹،سورۃ نوح آیت نمبر ۲۵)

اپنی کیسی خطاؤں پر ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کیے گئے تو انہوں نے اللہ کے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پایا۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

قوم نوح پانی سے آگ میں پہنچائی گئی کہ ان کے جسم طوفان نوحی میں رہے ان کی روحیں دوزخ میں بعد قیامت ان کے جسم بھی دوزخ میں ہوں گے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس آیت سے عذاب قبر کا ثبوت ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب قبر دفن ہونے پر موقوف نہیں مردے کا جسم کہیں ہو عذاب قبر ہوگا کہ قوم نوح پانی میں ڈوب کر بھی عذاب قبر میں گرفتار ہوئی۔

(تفسیر نورالعرفان، ص ۹۱۲)

فائدہ:

اس سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی ڈوب جائے، کوئی کنوئیں میں گر پڑے، کسی کی لاش سولی پہ ہی عرصہ دراز تک لٹکی رہے۔ کسی کی لاش کھیتوں میں جلتی اور خراب ہوتی رہے۔ کسی کو درندے چیر پھاڑ کر کھا جائیں۔ کسی کی لاش فضا میں ہی حادثے کا شکار ہو جائے اور اس کا کوئی حصہ بھی نہ ملے۔ جہاں بھی لاش یا لاش کے ذرات ہوں گے اسے قبر کا عذاب وہیں ہو جائے گا قبر میں دفن کرنے پہ قبر کا عذاب موقوف نہیں ورنہ ہندو اسی خوف کی بنا پر ہی جلاتے اور راکھ دریا میں پھینک دیتے ہیں انہیں بھی قبر کا عذاب ہوتا ہے۔

(۲) اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا ۚ (پ۲۴، سورۃ المومن آیت نمبر ۴۵)

آگ جس پر صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں۔

فائدہ:

اس طرح کہ ان کی قبروں میں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت ہی رہتی ہے مگر آگ کی تپش صبح و شام ہوتی رہے گی قیامت تک۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہے اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عذاب قبر حق ہے دوسرے یہ کہ عذاب قبر جہنم میں داخل ہو کر نہ ہوگا بلکہ دور سے دوزخ کی گرمی پہنچا کر۔ تیسرے یہ کہ حساب قبر صرف ایمان کا ہے اور حساب قیامت میں ایمان و اعمال دونوں کی جانچ ہے۔ اس لیے کہ اس آیت میں آل فرعون کے لیے دو عذابوں کا ذکر ہوا۔ جہنم کی آگ پر تپش ہونا یہ قیامت سے پہلے پھر قیامت میں دوزخ میں داخلہ ہونا۔ (تفسیر نورالعرفان، ص ۷۵۳)

(۳) وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ

marfat.com
Marfat.com

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (پ۱۰،سورۃ انفال آیت نمبر ۵۰)

اور کبھی تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں مار رہے ہیں ان کے منہ اور ان کی پیٹھ پر اور چکھو آگ کا عذاب۔(کنزالایمان)

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو مرتے وقت بھی اور قبر میں بھی آگ کا عذاب ہوتا ہے مگر دوزخ میں داخلہ قیامت کے بعد ہوگا لہٰذا اس سے عذاب قبر کا ثبوت ہوسکتا ہے۔(تفسیر نورالعرفان،ص ۲۹۱)

احادیث:

عذاب قبر کے متعلق پہلے بھی متعدد مقامات پر احادیث بیان کی گئی ہیں چند احادیث یہاں بھی بطور تبرک حاضر ہیں۔

حدیث نمبر 1:

روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک یہودی عورت ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا اور آپ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سے بچائے۔تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ہاں عذاب قبر حق ہے۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز پڑھی ہو اور عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔(مشکوٰۃ شریف باب عذاب القبر)

حدیث شریف 2:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب وہ قبر پر کھڑے ہوتے روتے یہاں تک کہ اپنی داڑھی تر کرتے۔انہیں کہا گیا کہ جب جنت اور دوزخ کا ذکر کرتا ہے تو آپ روتے نہیں اور اس جگہ کھڑا ہونے سے روتے ہیں انہوں نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات پائی تو پس اس کے بعد جو ہے وہ آسان ہے اگر نجات نہ پائی تو اس سے پس اس کے بعد جو ہے اس سے سخت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَارَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ (مشکوٰۃ شریف الباب عذاب القبر بحوالہ ترمذی شریف و ابن ماجہ)

میں نے کوئی منظر نہ دیکھا مگر قبر اس سے زیادہ وحشت ناک ہے۔

امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث شریف ۳:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں جو اُسے قیامت تک نوچتے اور ڈستے رہیں گے اور ان میں ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے تو کبھی

marfat.com
Marfat.com

زمین سبزہ نہ اُگائے۔(مشکوۃ شریف،باب عذاب القبر)

حدیث شریف ٤:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی طرف گئے جب حضور نے ان پر نماز پڑھ لی اور وہ اپنی قبر میں رکھے گئے اور ان پر مٹی برابر کردی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت دراز تسبیح پڑھی ہم نے بھی تسبیح پڑھی پھر تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی۔عرض کیا گیا یارسول اللہ! اولاً تسبیح پھر تکبیر کیوں کہی؟ فرمایا:اس نیک بندے پران کی قبر تنگ ہوگئی تھی حتی کہ اللہ نے کشادہ کردی۔(مشکوۃ شریف)

فائدہ:

اس سے بعد دفن قبر پر تسبیح وتکبیر پڑھنا سنت ہے کہ اس سے غضب الٰہی دفع ہوتا ہے۔لگی ہوئی آگ بجھ جاتی ہے اس سے قبر پراذان کا مسئلہ ماخوذ ہے کہ اس میں تکبیر بھی ہے اور تلقین بھی اور یہ دونوں سنت ہیں۔(مراۃ شرح مشکوۃ جلد اوّل،ص ١٤٠)

حدیث شریف ٥:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ہمراہ چلے پھر آپ نے ایک کپڑا نکال کر قبر پر بچھا دیا اور فرمایا کہ اس کو ہٹا کر اندر سے نہ دیکھنا کیونکہ یہ امانت ہے کیونکہ شاید تم اس کی گردن میں سیاہ سانپ لپٹا ہوا دیکھو یا اس کے پاؤں میں زنجیریں ڈالنے کا حکم دیا جائے اور تم اس کی آواز سنو۔

(تذکرۃ الموت،ص ٢٤٨ از علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث شریف ٦:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
قبر یا تو جہنم کا گڑھا ہے یا جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔(شرح الصدور،ص ٢٦٨)

حکایت:

امیر اہلسنت ابوالبلال مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی اپنی بہترین تصنیف فیضان سنت میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

یہ خوفناک واقعہ مارچ ١٩٨٦ء کے ''اخبار جنگ'' میں کسی دکھیاری ماں نے بھیجا تھا اُسی کی زبانی سنیے اور لرز یئے،میری سب سے بڑی لڑکی کا حال ہی میں انتقال ہوا۔اسے جب قبرستان لے گئے اور اس کو دفنانے کے لیے جو قبر تیار کی گئی وہاں پہنچے تو یہ دیکھ کر سب حیران وششدر رہ گئے کہ اس قبر میں اچانک پچاس ساٹھ سانپ نمودار ہوگئے۔جو کنڈلی مارے ایک دوسرے پر بیٹھے ہوئے تھے۔میرے شوہر(یعنی مرحومہ کے والد)نے دوسری قبر کھدوائی۔اُس میں بھی سانپ موجود تھے لوگوں کے مشورے سے تیسری قبر کھدوائی۔اُس میں سانپوں کی تعداد پہلی دونوں قبروں سے زیادہ تھی۔سب پر دہشت سوار تھی اور وقت بھی بہت ہو چکا تھا۔ناچار میری بیٹی کی لاش تیسری قبر میں سانپوں کے درمیان رکھ دی گئی۔لوگ دور ہی سے مٹی پھینک کر چلے گئے۔گورکنوں نے جوں توں لیپ پوتے کر قبر تیار کی۔وہ بھی بہت خوفزدہ تھے۔اُن کا کہنا تھا کہ ہماری زندگی کا یہ پہلا واقعہ ہے۔میرے شوہر(یعنی مرحومہ

marfat.com
Marfat.com

کے والد) کی حالت گھر آکر بہت خراب ہوگئی اور وہ خوف کے مارے اپنی گردن بار بار جھٹکتے تھے۔ دکھیاری ماں کا مزید بیان تھا کہ میری بیٹی ویسے تو صوم وصلوٰۃ (یعنی نماز و روزہ) کی پابند تھی۔ لیکن وہ فیشن کیا کرتی تھی۔ میں اسے پیار محبت سے سمجھانے کی کوشش کرتی تھی مگر بجائے اپنی آخرت سنوارنے کی فکر کرنے کے اُلٹا وہ مجھ پر بگڑ جاتی، مجھے گالیاں نکالتی، کوسنے دیتی اور ذلیل کرتی۔ میں اس کی قبر کی کیفیت سے بہت پریشان ہوں۔ افسوس! میری کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی۔

(فیضان سنت، ضمیمہ فیضان سنت، ص ۱۲۵۸)

فیشن کرنے والو! خبردار!

مسلمانو! لرز جاؤ۔ کانپ اٹھو! فیشن ایبل لڑکی کے اوپر دیئے گئے اس خوفناک واقعہ کو بار بار پڑھو اور خوف خداوندی سے تھر تھراؤ اور اس مختصر سی زندگی کو اس طرح گزارنے کی کوشش کرو جس سے اللہ (عزوجل) اور گلیوں، بازاروں، شاپنگ، سینٹروں اور تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے والی خواتین اللہ (عزوجل) کی بارگاہ میں رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں۔ اللہ (عزوجل) کی رحمت بہت بڑی ہے وہ ضرور معاف فرمائے گا اگر فیشن پرستی کی اسی طرح مستی سوار رہی تو یاد رکھو اللہ (عزوجل) کا قہر وغضب سخت تر ہے۔ (فیضان سنت، ص ۱۲۵۸)

اللہ والوں کی شان ھی نرالی:

چونکہ یہاں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے شلوک کی مناسبت سے یہ مضمون قلم بند کیا ذہن میں ایک خلفشاری سی پیدا ہوئی کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی کج فہم یہ سوچ بیٹھے کہ سبھی سے ایک جیسا سلوک ہوتا ہے یہ سوچ غلط ہے۔ اس حقیقت کو بارہا عرض کر چکا ہوں کہ اللہ والوں کی تو شان ہی نرالی ہوتی ہے۔

حکایت 1:

ابن ابی شیبہ نے ربعی بن حراش سے روایت کیا: انہوں نے کہا کہ جب میں اپنے گھر پہنچا تو مجھے خبر دی گئی کہ میرا بھائی فوت ہوگیا ہے۔ میں دوڑ کر آیا تو دیکھا کہ اسے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا ہے تو میں اس کے سرہانے کھڑا ہو کر استغفار اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے میں مصروف تھا کہ اس نے اچانک کپڑا اٹھا کر کہا السلام علیکم! تو ہم نے کہا وَعَلَیْکُمُ السَّلَام، سُبْحَانَ اللّٰہ۔ تو اس نے بھی کہا سبحان اللہ۔ میں تم سے جدا ہو کر بارگاہِ الٰہ میں پہنچا۔ یہاں میں نے رب سے ملاقات کی جو مجھ پر راضی تھا اس نے مجھے حریر، سندس اور استبرق کے لباس میں ملبوس کیا اور میں نے معاملہ اس سے آسان پایا جتنا کہ تم سمجھتے تھے۔ اب دیر نہ کرو کہ میں نے بارگاہِ الٰہی سے اجازت طلب کی تھی کہ تمہیں خوشخبری سناؤں اور مجھے بارگاہ نبوی میں لے چلو کیونکہ اُنہوں نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میری واپسی تک میرا انتظار فرمائیں گے پھر یہ کہہ کر وہ پہلے کی طرح مر گیا۔

(تذکرۃ الموت، ص ۱۷۳، از حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

فائدہ:

اللہ والوں کے ایسے بے شمار واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

حکایت کفن چور:

رسالہ قشیری میں ہے کہ ایک کفن چور تھا۔ ایک عورت کا انتقال ہوگیا وہ اس کے جنازہ میں شامل ہوا تا کہ ساتھ جا کر اس کی قبر کا پتہ لگائے۔ جب رات ہوگئی تو اس نے بڑھیا کی قبر کو کھودنا شروع کیا۔ تو وہ عورت بول اٹھی کہ سبحان اللہ! ایک مغفور شخص عورت کا کفن چراتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری بھی مغفرت کر دی اور ان تمام لوگوں کی جنہوں نے میرے جنازے کی نماز پڑھی اور تو بھی ان میں شریک تھا۔ یہ سن کر اس نے قبر پر فوراً مٹی ڈال دی اور سچے دل سے تائب ہوگیا۔

(شرح الصدور، ص ۳۳۲،۳۳۳، ترجمہ اردو از فیض ملت)

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے عام لوگوں کو قبر کے امور سے خبردار کیا ہے کہ خبردار جس طرح تم دنیا میں نواب بن کر زندگی گزار رہے ہو اس طرح ہمیشہ نہیں رہو گے عام حالت میں دیکھو قبر میں کیا حالت ہوتی ہے۔ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بھی ہو سکتی ہے اور جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بھی اس لیے ایسے اعمال اختیار کرو کہ حق تعالیٰ راضی ہو جائے۔

-----☆☆☆-----

فریدا بھنّی گھڑی سَو نوِی ، ٹُٹّی ناگر لج　　عزائیل فرشتا ، کیں گھر ناٹھی اج

حل لغات:

★ بھنی: ٹوٹ گئی، لٹ گئی، چھوٹ گئی ہے۔ ★ گھڑی: چھوٹا گھڑا، صراحی۔ ★ سونوی: وَنْ سَونْوی، خوبصورت، رنگ برنگی۔ ★ ٹٹی: ٹوٹ گئی۔ ★ ناگر: خوبصورت، نازک، حسین۔ ★ لج: کنوئیں میں سے پانی نکالنے کے لیے جو رسی استعمال کی جاتی ہے۔ ★ عزرائیل: ملک الموت کا نام۔ ★ فرشتا: فرشتہ۔ ★ کیں: کس کے۔ ★ ناٹھی: آنے والے، مہمان۔ ★ اج: آج۔

اے فرید! یہ خوبصورت اور رنگ برنگی گھڑی ٹوٹ گئی اور خوبصورت ڈوری بھی ٹوٹ گئی ہے۔ آج حضرت عزرائیل علیہ السلام جو کہ موت کا فرشتہ ہیں وہ کس کے گھر مہمان بن کر تشریف لائے ہیں۔

مطلب:

اے فرید! یہ خوبصورت، خوش رنگ، رنگ برنگی گھڑی ٹوٹ گئی ہے۔ اور یہ نازک، رنگین اور بڑی ہی خوشنما نظر آنے والی، حسین و جمیل ڈوری بھی ٹوٹ گئی ہے۔ یہ سلسلہ تو چلا آ رہا ہے، چل رہا ہے اور چلتا رہے گا کیونکہ جو بنا ہے اس نے ٹوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جسے زندگی عطا فرمائی ہے اس نے موت کا ذائقہ بھی چکھنا ہے۔ خوبصورت، بدصورت کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا سبھی نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جیسے یہ خوبصورت رنگ برنگی گھڑی ٹوٹ گئی ہے۔ اگر نہ ٹوٹتی تو کس نے پھینکنی تھی، یہ رسی اتنی مضبوط تھی کہ کنوئیں میں سے اسی کے ذریعے ہی پانی نکالا جاتا تھا۔ مضبوطی کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی بہت زیادہ تھی یہ بھی ٹوٹ گئی اسے بھی اس کی خوبصورتی اور مضبوطی موت کے پنجے سے نہ بچا سکی اسی طرح خوبصورت انسان کو بھی موت کا پنجہ آ دبوچے گا یہ

marfat.com
Marfat.com

نہیں دیکھے گا کہ اس کی جوانی کیسی ہے۔ اس کی قوت بازو کا کیا عالم۔ کتنا حسین ہے۔ کیسے عہدے پہ ہے۔ اس کے حکم پہ لاکھوں انسان جان وارنے کو تیار ہیں۔ جب موت کا وقت آجائے گا تو سبھی کچھ دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔ موت کے چنگل سے نہ حکیم اور ڈاکٹر بچا سکیں گے، نہ سائنسی ایجادات روکاوٹ بن سکیں گی، نہ امریکہ، اور برطانیہ کی سلطنتیں ہی کام آسکیں گی۔ موت کی گھڑی کچھ بھی کام نہ آئے گا۔

بہر حال موت کا یہ کھیل ہر روز کا ہے ہر وقت کا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام موت کا فرشتہ ہر اس شخص کے گھر مہمان بن کر آتا ہے جس کے دن پورے ہو چکے ہوتے ہیں۔ آج عزرائیل علیہ السلام کس کے گھر مہمان بن کر آئے ہیں۔ اسی طرح ایک وہ وقت بھی آجائے گا کہ۔ اچانک موت کا فرشتہ تیرے پاس بھی مہمان کی حیثیت سے آئے گا۔ وہ وقت آنے سے پہلے چلنے کی تیاری کر لے۔ وہ وقت آنے سے پہلے اندھیری قبر کے لیے اجالے کا سامان کر لے۔ وہ وقت آنے سے پہلے سانپوں، بچھوؤں کے گھر کی صفائی ستھرائی کر کے اپنے ٹھکانے کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا لے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام:

حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک فرشتہ ہیں اور فرشتے نوری مخلوق ہیں چار فرشتے بہت مشہور ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔ (خلاصہ بہار شریعت، حصہ اوّل) روح نکالنے پہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کی ڈیوٹی ہے۔

عقیدہ: کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا یہ قریب بکلمۂ کفر ہے۔ (بہار شریعت حصہ اوّل، ص ۱۷)

لذات ختم کرنے والی موت کا تذکرہ:

قال النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم :اذکروا ھادم اللذات،

قالو! یارسول اللّٰہ: وماھادم اللذات؟

قال: الموت ، الموت، الموت ثلاثاً ○ (حدیث معروف)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لذتوں کو توڑنے والی موت کا تذکرہ کرو۔

عرض کیا گیا: یارسول اللہ! لذتوں کو توڑنے والی چیز کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت، موت، موت۔ تین مرتبہ فرمایا۔

(لباب الحدیث، ص ۱۶۷، از حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

اپنے نفس کو مردوں میں شمار کر:

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم : کن فی الدنیا کانّکَ غریب او عابر

marfat.com
Marfat.com

سبیل، وعد نفسک من اهل القبور ○ (رواہ البخاری واحمد والترمذی وابن ماجہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں اسی طرح رہو جیسے اجنبی یا راہ چلتا مسافر، اپنے نفس کو مردوں کی فہرست میں شمار کرو۔ (لباب الحدیث)

لوگ کہتے ہیں پیچھے کیا چھوڑا:

وقال البنی صلی اللہ علیہ وسلم : اذامات المیت تقول الملائکۃ ماقدم ویقول الناس ماخلف ○ (رواہ البیہقی)

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں آگے کیا روانہ کیا لوگ کہتے ہیں پیچھے کیا چھوڑا۔ (لباب الحدیث)

موت کی چار قسمیں:

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :الموت اربع موت العلماء وموت الاغنیاء، وموت الفقراء وموت الامراء فموت العلماء ثلمۃ فی الدین، وموت الاغنیاء حسرۃ، وموت الفقراء راحۃ وموت الامراء فتنۃ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موت چار قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) علماء کی موت (۲) مالداروں کی موت (۳) فقراء کی موت (۴) حکام کی موت۔

(۱) علماء کی موت دین میں نقصان لاتی ہے۔
(۲) مالداروں کی موت حسرت ہوتی ہے۔
(۳) فقراء کی موت راحت (یعنی مصائب دنیا سے)
(۴) حاکموں کی موت فتنہ ہے۔ (لباب المنقول، ص ۱۶۵)

غفلت چھوڑدے:

اسی شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمارہے ہیں کہ دیکھیں آج حضرت عزرائیل علیہ السلام کس کے گھر بطور مہمان تشریف لائے ہیں ان کا آنا تمہیں غفلت سے بیدار کرنے کے لیے ہے کہ دوسروں کی موت دیکھنے والے اپنی موت سے بھی غافل نہ ہو جیسے تیرے اردگرد کے لوگ اپنی اپنی باری آنے پر مررہے ہیں ایسا وقت تیرے لیے بھی آنے والا ہے۔ جیسے حضرت عزرائیل علیہ السلام اوروں کے گھر مہمان کی حیثیت سے آرہے ہیں تیرے گھر بھی آنے والے ہیں۔ جیسے سب کچھ چھوڑ کر لوگ موت سے جیت نہیں سکے اسی طرح ایک دن تو نے بھی زندگی کی بازی ہار جانی ہے۔ ساری زندگی گردن اکڑا اکڑا کر چلنے والے ایک دن تیری گردن کا مہرہ بھی ٹوٹنے والا [illegible] اوروں کی نماز جنازہ [illegible] ایک دن تیرے لیے بھی نماز تیار ہوگی اگر قسمت

marfat.com
Marfat.com

میں ہے تو ورنہ کئی ایسے اس جہان فانی سے چلے گئے جن کی نماز جنازہ بھی نہ ہوئی ہوگی۔ اوروں کی میت دیکھنے والے ایک دن تو بھی چار پائی پر میت بن کر پڑا ہوگا۔ غفلت دور کرنے والی ایک نظم ملاحظہ فرمائیے۔

دلا غافل نہ ہو

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے

تیرا نازک بدن بھائی، جو لیٹے سیج پھولوں پر
ہووے گا ایک دن یہ، کرموں نے کھانا ہے

اجل کے روز کو دیکھ، کر سامان چلنے کا
زمین کے فرش پر سونا، جو اینٹوں کا سرہانا ہے

نہ بیلی ہو سکے بھائی، نہ بیٹا باپ تے مائی
کیا پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے

جہاں کے شغل میں شاغل، خدا کی یاد سے غافل
کریں دعویٰ جو یہ دنیا، میرا دائم ٹھکانا ہے

غلط فہمید ہے تیری، نہیں آرام اس پل پر
مسافت بے وطن ہے تو، کہاں تیرا ٹھکانا ہے

کہاں وہ ماہِ کنعانی، کہاں تختِ سلیمانی
گئے سب چھوڑ یہ فانی، اگر نادان دانا ہے

عزیز یاد کر وہ دن، جو ملک الموت آئے گا
نہ جائے ساتھ تیرے کوئی، اکیلے تو نے جانا ہے

نظر کر دیکھ خوشیوں میں، جو ساتھی کون ہے تیرا
انہوں نے ہاتھوں سے، اکیلے کود بانا ہے

فرشتہ روز کرتا ہے منادی، چار کوٹوں پر
محلاں اُچیاں والے، تیرا گوریں ٹھکانہ ہے

نظر کر ماڑیاں خالی، کہاں وہ ماڑیاں والے
سبھی کوڑ پیارا ہے، دغا بازی کا بانا ہے

غلام اکرم نہ کر غفلت، حیاتی پر نہ ہو غرہ
خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۹_۸)

فائدہ:

زندگی کہ جس پہ انسان کو ناز ہے اسی زندگی کے غرور میں بندہ اپنے مالک و خالق کو بھی بھول جاتا ہے کاش کہ اس کی حقیقت سے آشنائی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ تو ختم ہونے والی ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

زندگی کرائے کا گھر

زندگی اک کرائے کا گھر ہے اک نہ اک دن بدلنا پڑے گا
موت جب تجھ کو آواز دے گی گھر سے باہر نکلنا پڑے گا

marfat.com
Marfat.com

روٹھ جائیں گی جب تجھ سے خوشیاں غم کے سانچے میں ڈھلنا پڑے گا
وقت ایسا بھی آئے گا ناداں تجھ کو کانٹوں پر چلنا پڑے گا

اتنا رنجور ہو جائے گا تو اتنا مجبور ہو جائے گا تو
یہ جو مخمل کا چولا ہے تیرا یہ کفن میں بدلنا پڑے گا

کر لے ایمان سے دل کی صفائی چھوڑ دے چھوڑ دے تو برائی
وقت باقی ہے آپ ہی سنبھل جا ورنہ دوزخ میں جلنا پڑے گا

ایسی ہو جائے گی تیری حالت کام آئے گی نہ دولت نہ طاقت
چھوڑ کر اپنی اونچی حویلی تجھ کو باہر نکلنا پڑے گا

جلوۂ حسن بھی جابجا ہے اور خطرہ بھی ہے زیادہ
زندگانی کا یہ راستہ ہے ہر قدم پر سنبھلنا پڑے گا

باپ، بیٹے، یہ بھائی بھتیجے تیرے ساتھی ہیں سب جیتے جی کے
اپنے آنگن سے اٹھنا پڑے گا اپنی چوکھٹ سے چلنا پڑے گا

ہے بہت ہی بُری چیز دنیا کیوں سمجھتا ہے دنیا کو اپنا
باز آجا گناہوں سے ورنہ عمر بھر ہاتھ ملنا پڑے گا

پیار سے سب کو اپنا بنالے جس قدر ہوسکے تو دُعا لے
مت لگا آگ نفرت کی ناداں ورنہ تجھ کو بھی جلنا پڑے گا

غم کے ماروں کی حالت پہ ناداں ہنس رہا ہے مگر یاد رکھ لے
اشک بن بن کے آنکھوں سے اپنی اک دِن تجھ کو ڈھلنا پڑے گا

marfat.com
Marfat.com

قبر میں جس گھڑی جائے گا تو نیکیاں کام آئیں گی تیرے
باز آجا گناہوں سے ورنہ حشر تک ہاتھ ملنا پڑے گا

چاہتا ہے اگر سرخروئی چاہتا ہے اگر نیک نامی
یہ ادا چھوڑنی ہوگی تجھ کو اس چلن کو بدلنا پڑے گا

ہے اگر تجھ کو انسان بننا تو قیصر یہ بات سن لے
چھوڑنی ہوگی ہر اک برائی خواہشوں کو کچلنا پڑے گا
زندگی اک کرائے کا گھر ہے
اک نہ اک دن بدلنا پڑے گا

-----☆☆☆-----

فریدا بھنّی گھڑی سَونوی ، ٹُٹی ناگر لج
جو سجن بھوئیں بھار تھیے ، سے کیو آویں اج

حل لغات:

پہلے مصرعہ کے معانی پچھلے اشعار کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

* سجن: دوست، احباب۔ * بھوئیں: زمین میں، قبر میں۔ * بھار: بوجھ۔ * بھوئیں بھار: زمین کے نیچے، قبر میں۔
* تھے: چلے گئے، جا پڑے۔ * کیو: کیسے، کس طرح۔ * آویں: آئیں۔ * اج: آج۔

اے فرید! یہ خوبصورتی کا شاہکار ٹوٹی ہوئی صراحی یا گھڑی اور نازک سی خوبصورت ڈوری ٹوٹ گئی ہے۔ جو دوست احباب موت کے منہ میں چلے گئے ہیں۔ وہ مرنے کے بعد آج اس دنیا میں دوبارہ کیسے آسکتے ہیں۔

مطلب:

یہ خوبصورتی کا شاہکار ٹوٹی ہوئی صراحی یا گھڑی اور شکستہ نازک سی حسین و جمیل ڈوری ٹوٹ گئی ہے یہ دوبارہ پہلے جیسی درست نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح ہی جو دوست احباب موت کے منہ میں چلے گئے ہیں وہ آج مرنے کے بعد دوبارہ اس دنیا میں نہیں آسکتے ہیں۔ وہ دوبارہ اس جہان فانی میں نہیں آسکتے۔ اس لیے اس امید پہ اپنی زندگی کے لمحات برباد نہ کرلو کہ شاید پھر دوبارہ آکر اچھے کام کرلیں گے اس میں ہندوؤں کے عقیدہ آواگون کی بھی تردید ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ جو انسان ایک دفعہ مرجاتے ہیں اس مرنے والے کی روح دوبارہ اپنے اعمال کے مطابق اگر اچھی ہے تو اچھی اور اگر برے اعمال کیے تو کسی بری چیز کے قالب میں دوبارہ آجاتی ہے۔ ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق اسی طرح وہ روح کئی جنموں میں آتی رہتی ہے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے یہ عقیدہ غلط ہے کہ وہی روح دوبارہ [illegible] کسی اور شکل میں آئے گی اور آتی رہے گی بلکہ جو دوست احباب ایک

marfat.com
Marfat.com

دفعہ موت کی گھاٹی سے گزر کر قبر میں چل بسے وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔

جہنمی دنیا میں دوبارہ آنے کا سوال کریں گے :

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں پر بھوک مسلط کر دی جائے گی تو یہ بھوک سب عذابوں کے برابر ہو جائے گی جن میں وہ مبتلا ہیں وہ فریاد کریں گے تو وہ ضریع (ضریع عرب شریف میں ایک خاردار گھاس ہے جس کے کانٹے خطرناک ہوتے اور وہ زہریلی ہوتی ہے جسے جانور نہیں کھاتے، خلاصہ از مراۃ) میں سے دیئے جائیں گے جو نہ موٹا کرے نہ بھوک سے نجات دے پھر وہ کھانا مانگیں گے تو انہیں گالنے والا کھانا دیا جائے گا تو انہیں یاد آئے گا کہ وہ دنیا میں پانی سے اتارتے تھے (نگلتے تھے) چنانچہ وہ پانی مانگیں گے تو ان کی طرف کھولتا ہوا پانی پیش کیا جائے گا لوہے کی سنڈاسیوں (بالٹیوں) سے جب وہ ان کے منہ کے قریب ہوگا تو ان کے منہ بھون دے گا۔ پھر جب ان کے پیٹ میں داخل ہوگا تو ان کے پیٹوں کی ہر چیز کاٹ ڈالے گا تو کہیں گے کہ دوزخ کے منتظمین کو پکارو مگر منتظمین کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول دلیلیں نہیں لائے۔ عرض کریں گے ہاں!

کہیں گے تو پکارے جاؤ۔ کافروں کی پکاریں ہیں ہی برباد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کہیں گے مالک کو پکارو۔

کہیں گے اے مالک! اب تو تمہارا رب۔ ہمارا فیصلہ ہی کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مالک انہیں جواب دے گا تم یہاں ہی رہو گے۔

اعمش فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ دوزخیوں کی پکار اور مالک کے ان کو جواب دینے میں ایک ہزار سال کا فاصلہ ہوگا۔

پھر کہیں گے اپنے رب کو پکارو کہ تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں۔

تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہماری بدنصیبی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ قوم تھے۔

اے ہمارے رب! ہم کو اس سے نکال۔ اگر اب ہم کفر کی طرف لوٹ آئیں تو ہم ظالم ہیں۔

فائدہ:

اسی مقام پر اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ (گویا کفار کہیں گے)

"ابھی ہم ظالم نہیں بلکہ دھوکا کھانے والوں میں ہیں ہم دنیا میں دھوکا کھا گئے کہ یہ جگہ ہم نے دیکھی نہ تھی نبیوں کا ہم نے اعتبار نہ کیا اب ہم یہ عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے اگر دوبارہ دنیا میں جا کر تیری نافرمانی کریں تو واقعی ہم بڑے مجرم ہوں گے ایک بار ہم کو دنیا میں اور بھیج دے ہمیں موقع اور عطا فرما۔ (مراۃ شرح مشکوۃ، ج ۷، ص ۵۴۹)

حدیث کا بقیہ حصہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انہیں جواب دے گا کہ پڑے رہو اسی میں مجھ سے بات ہی نہ کرو۔

marfat.com
Marfat.com

فرمایا کہ اسی وقت وہ ہر بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے اور اس وقت رہیں گے ندامت اور خرابی کی پکار میں مشغول ہوں گے۔

عبداللہ ابن عبدالرحمان نے فرمایا کہ لوگ اس حدیث کو مرفوع نہیں کرتے۔(مشکوٰۃ شریف باب صفۃ النار و اھلھا)

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ جہنم میں کفار خواہش کریں گے کہ مولا کریم اس عذاب سے ہمیں نکال کر پھر دنیا میں بھیج دے۔اب ہم تیرے فرمان پہ عمل پیرا ہوں گے مگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا نہیں جائے گا۔اسی طرح حدیث مبارکہ میں ہے کہ شہید بھی خواہش کرے گا مگر اسے بھی دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا۔

شھید کی خواھش:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں جو جنت میں داخل ہو اس بات کو پسند کرے کہ دنیا کی طرف لوٹے اور اسی کے لیے وہ چیز ہو جو دنیا میں ہے مگر شہید آرزو کرے گا کہ دنیا کی طرف لوٹے اور دس بار شہید کیا جائے اس لیے کہ وہ شہادت کا ثواب دیکھتا ہے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد)

(۲) حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا کہ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الآيه

اللہ کی راہ میں مقتولوں کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔الخ

فرمایا ہم نے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا ان کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔ان کے لیے عرش میں قندیلیں لٹک رہی ہیں جنت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتی ہیں پھر ان کی طرف ان کا رب متوجہ ہوتا ہے تو فرماتا ہے کیا تم کوئی چیز چاہتے ہو وہ عرض کرتے ہیں ہم کیا چیز چاہیں ہم تو جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں ان کے لیے تین بار یہ سوال کیا جاتا ہے جب یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم مانگنے سے نہ چھوڑے جائیں گے تو عرض کرتے ہیں۔یارب ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دی جائیں تاکہ ہم تیری راہ میں دوبارہ شہید کیے جائیں۔جب رب دیکھتا ہے کہ انہیں کوئی حاجت نہیں تو یہ چھوڑے جاتے ہیں۔(مسلم شریف کتاب الجہاد، مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد)

فائدہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں سوال ظاہری زندگی اور شرعی جہاد اور شرعی شہادت کا ہے ورنہ بعض موقعوں پر ارواح شہداء کو میدان جہاد میں جہاد کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے چنانچہ ابن قیم نے کتاب الروح میں ص ۱۵۲ پر لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم و صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی رُوحوں نے بعد وفات کفار کے بڑے لشکر جرار کو بھگا دیا اور مجاہد مسلمانوں کی مدد کی ... اور باقی بھاگ چکا تھا مگر یہ جہاد اور

marfat.com
Marfat.com

نوعیت کا ہے نیز اسی کتاب الروح میں ہے حضرت کی روح پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک دور دراز ملک میں پہنچ کر ایک رافضی کو قتل کیا۔(مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۵، ص ۴۳۰)

علاوہ ازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنا کہ وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ مسجد اقصیٰ میں حاضر ہونا۔ انبیائے کرام کا خطبات دینا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں باجماعت نماز ادا کرنا وغیرہ میں اس مسئلہ کے ثبوت کے لیے کافی دلائل ہیں۔ علاوہ ازیں ابن قیم کی مشہور و معروف تصنیف کتاب الروح میں ایسے بے شمار واقعات بیان کیے گئے ہیں کہ جو کچھ خواب میں دیکھا بعد از خواب اس کا اثر موجود تھا۔ حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو قصیدہ بردہ شریف سنانے پہ حضور کا چادر مبارک عطا کرنا اور عالم بیداری کے بعد موجود ہونا وغیرہ۔ ایسے بے شمار واقعات کتب میں موجود ہیں۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں بزرگان دین کی شمولیت:

فیض ملت شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے روحوں کی مدد کے موضوع پہ کتاب ''پیر پیغمبر اور چھ ستمبر'' لکھی اس میں بکثرت واقعات ایسے بیان فرمائے ہیں کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور دیگر بزرگانِ دین نے پاکستانی فوج کی بھرپور مدد کی ان میں سے ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

حکایت:

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہندوستان سے ہماری حالیہ (۱۹۶۵ء کی جنگ کی) کامیابی کا اصل راز تائید ایزدی ہے بعض بھارتی قیدیوں نے ہماری فوج کے شانہ بشانہ سبز پوش بزرگوں کو لڑتے دیکھا یا کئی سفید پوش بزرگوں کو دشمن کے بم اٹھا کر پانی میں پھینکتے دیکھا ہے۔ ایک نہایت معتبر شخص نے بیان کیا کہ (۵ ستمبر) کو ایک شخص ایبٹ آباد میں گھاس کاٹ رہا تھا کہ اس نے دو جوانوں کو گھوڑوں پر تیزی سے گزرتے دیکھا تھوڑی دیر بعد جبکہ وہ گھاس کاٹ چکا تھا اس نے ایک معمر ہستی کو گھوڑے پر تیزی سے گزرتے دیکھا۔ اس نے ان کو رکنے کا اشارہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ گھاس کا گٹھڑا اس کے سر پر رکھوا دیں انہوں نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اپنی چھڑی سے اشارہ کیا تو گٹھڑا اپنے آپ اس کے سر پر رکھا گیا۔ اس کو ڈر معلوم ہوا لیکن اس نے فوراً اپنا گٹھڑا پھینک کر گھوڑے کی رسی پکڑ لی اور پوچھا آپ کون ہیں؟

انہوں نے جواب دیا: میں علی ہوں۔ سیالکوٹ میں ہندوستان حملہ کرنے والا ہے اور میں وہاں جا رہا ہوں پھر اس نے پوچھا کہ آپ سے پہلے دو جوان گزر گئے وہ کون تھے؟

انہوں نے جواب دیا کہ حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) تھے۔

گھسیارے نے جس کسی سے بھی یہ واقعہ بیان کیا۔ اس نے اس کا مذاق اڑایا۔

۷ ستمبر کو سیالکوٹ پر ہمارے عیار اور نابکار دشمن نے حملہ کر دیا۔ دو فوجیوں کا بیان ہے کہ انہیں بزرگوں پر اعتقاد نہیں تھا لیکن انہوں نے اپنی آنکھوں سے سیالکوٹ کے محاذ پر ایک بزرگ کو گھوڑے پر سوار ہو کر لڑتے دیکھا اور ان کے صافے پر لکھا تھا شیخ عبدالقادر جیلانی۔ اس قسم کے متعدد واقعات مشہور ہیں۔ (پیر پیغمبر اور چھ ستمبر ص ۱۴۔۱۳ بحوالہ روزنامہ جنگ ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

marfat.com
Marfat.com

تصرفات اولیاء بعد وصال:

جب محبوبان خدا کی یہ شان ہے تو پھر وہ منجانب اللہ تصرفات میں ماذون ومختار ہوتے ہیں نہ صرف دنیوی زندگی میں بلکہ عالم برزخ میں بھی متصرف ہوتے ہیں چنانچہ مشہور مفسر وفقیہ حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ نے فرمایا ہے ہماری ارواح اجسام کا کام کرتی ہیں اور اجساد غایت لطافت کے باعث ارواح کے رنگ میں ظہور فرماتے ہیں پس ان کی ارواح زمین وآسمان وبہشت جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں دنیا وآخرت میں دوستوں اور معتقدوں کی مدد فرماتے ہیں اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

(پیر پیغمبر اور چھ تمبر، ص ۲۹۔۲۸، بحوالہ تفسیر مظہری جلد ا، ص ۱۵۲۔ تذکرۃ الموتی والقبور، ص ۳۱)

فائدہ:

مزید تفصیلات مطلوب ہوں تو کتاب ''پیر پیغمبر اور چھ تمبر'' کا مطالعہ فرمائیے۔

فائدہ:

اس شلوک میں مرنے کے بعد دوبارہ آنے والے معاملہ دنیوی ظاہری جسم کے ساتھ ظاہری زندگی کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ جو اپنی زندگی ایک دفعہ گزار گیا ہے اچھی گزار گیا یا بری گزار گیا جیسی بھی گزار گیا اب دوبارہ پہلی دنیوی زندگی جیسی زندگی حاصل کر کے دنیا میں نہیں آسکتا (جیسا کہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے)۔

-----☆☆☆-----

بے نماز کتیا ، ایہہ نہ بھلی ریت کبھی چل نہ آیا ، پنجے وقت مسیت

حل لغات:

* بے نماز: جو نماز ادا نہیں کرتا۔ * کتیا: اے کتے۔ * ایہہ: یہ۔ * بھلی: اچھی، پسندیدہ۔ * ریت: رسم، طریقہ عمل روش، راستہ۔ * چل: سفر کر کے۔ * پنجے وقت: پانچوں وقت، پانچ وقت۔ * مسیت: مسجد۔

مطلب

اے کتے جیسی فطرت والے بے نماز کتے! تیری یہ روش نماز نہ ادا کرنے والی قطعاً اچھی نہیں ہے۔ تو کبھی بھی نماز ادا کرنے کے لیے پانچوں وقت مسجد نہیں آیا۔

نماز کے متعلق قرآن مجید میں متعدد مقامات پر تاکیدی احکام نازل ہوئے ہیں۔ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز کی فضیلت اور تاکید کے متعلق کافی ارشادات بیان فرمائے ہیں ان میں سے چند ایک یہاں بھی بیان کیے جائیں گے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اشعار میں نماز کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ اس شعر میں بڑے سخت لہجے میں لفظ کتیا یعنی اے کتے سے مخاطب کیا ہے آپ بڑے سخت لہجے میں ہمدردانہ طریقے سے سمجھاتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ تیرا نماز ادا نہ کرنا اچھا طریقہ نہیں ہے۔ نماز نہ ادا کرنا یا نماز کا چھوڑنا ... مسلمان کی شان نہیں ہے۔ تو کیسا مسلمان

marfat.com

Marfat.com

ہے کہ اللہ کی رحمتوں والے مقام مسجد میں دن میں پانچ بار اذان ہوتی ہے تجھے پانچ بار نماز اور فلاح کی طرف بلایا جاتا ہے مگر مجال ہے کہ تیرے کانوں پہ جوں تک رینگ جائے۔ یعنی تجھے نماز ادا کرنے کا خیال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پانچ وقت نماز ادا کرنے کے لیے کبھی مسجد نہیں آیا۔

یہ کوئی اچھا طریقہ ہے ذرا غور تو کر، مطلب یہ ہے کہ ارے مسلمان ہونے کے دعویدار نماز سے غفلت تیرے لیے اچھا طریقہ نہیں ہے بلکہ نقصان کا سبب ہے لہٰذا خدارا اپنی یہ روش چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر نماز ادا کرنے کے لیے پانچوں وقت مسجد آیا کرتا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے۔

مسجد بنانے کی فضیلت:

(۱) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اگر چہ وہ قطاۃ کے گھونسلے کے مانند ہو اس کے اجر میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا۔ (مسند امام اعظمؒ، کتاب الصلوٰۃ)

فائدہ:

قطاۃ عربی زبان میں ایک پرندے کو کہتے ہیں جسے اردو میں سنگ خوار کہا جاتا ہے۔ (حاشیہ مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، کتاب الصلوٰۃ)

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے ذکر کے لیے جو کوئی مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ ابواب المساجد، حدیث نمبر ۷۸۱)

(۳) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے اس کی مثل (مکان) بنائے گا حضرت امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حدیث عثمان حسن صحیح ہے۔ (ترمذی شریف، ابواب الصلوٰۃ حدیث نمبر ۳۰۱)

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے چھوٹی یا بڑی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ (ترمذی شریف جلد اوّل ابواب الصلوٰۃ)

مسجد میں آنے کا ثواب:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلتا ہے پھر ایک قدم رکھتا ہے تو ایک نیکی لکھی جاتی ہے پھر دوسرے قدم پر ایک برائی معاف ہوتی ہے۔
(سنن نسائی شریف کتاب المساجد حدیث نمبر ۷۰۸)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
جو شخص اوّل روز (صبح ہی صبح) یا آخر روز مسجد کی طرف گیا اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی جنت میں تیار کرتا ہے۔ جب بھی صبح صبح جاتا ہے یا پچھلے پہر۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف)

(۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

لوگوں میں بڑا از روئے ثواب کے نماز میں وہ ہے جو اُن کا دور ہے (یعنی جس کا گھر مسجد سے دور ہے) پس دُور والا از روئے چلنے کے اور جو شخص انتظار کرتا ہے نماز کی یہاں تک کہ امام کے ساتھ پڑھتا ہے اس کا زیادہ ثواب ہے بنسبت اس شخص کی جو نماز پڑھے اور سور ہے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف)

(۴) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اندھیروں میں مسجد کی طرف چل کر آنے والوں کو پورے نور کے ساتھ خوشخبری دے قیامت کے دن۔ (مشکوٰۃ شریف آداب المساجد)

مساجد کی دیکھ بھال اور صفائی کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد کی خبر گیری کرتا ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان لایا۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف)

مسجد کی صفائی کی فضیلت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کیے گئے یہاں تک کہ کوڑے اور خاک کا جس کو آدمی مسجد سے نکالتا ہے اور میرے رُو برو کیے مجھ پر میری امت کے گناہ پس نہیں دیکھا میں نے کوئی گناہ بہت بڑا قرآن کی سورت یا آیت سے کر دیا گیا وہ ایک شخص پھر بھلا دیا۔

(سنن ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور یہ مسجدیں پاک کی جائیں اور انہیں خوشبو لگائی جائے۔ (ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف)

ہر مومن کا گھر:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: المسجد بیت کل مؤمن ○ (رواہ ابونعیم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد ہر مومن کا گھر ہے۔ (لباب الحدیث باب ۱۱)

مسجد کے عادی کی فضیلت:

قال النبی صلی اللہ عیہ وسلم: اذاالرایتم الرجل ملازم المسجد فاشهد واله بالایمان ○ (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان والحاکم والبیہقی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو۔

(لباب الحدیث ۱۱)

مسجد میں روشنی کرنے کی فضیلت:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من اسرج سراجا فی المسجد بقدر

marfat.com
Marfat.com

حتی ینظر العین فیه ما یدور فی العین لم تزل الملائکة تستغفر له مادام ذلك الضوء فی المسجد ○

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مسجد میں اتنا چراغ جلایا کہ اس کی روشنی میں آنکھ کچھ دیکھ سکے تو فرشتے اس کے لیے ہمیشہ استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ روشنی مسجد میں رہتی ہے۔(لباب الحدیث باب ۱۱)

مسجد میں چٹائی یا صفیں رکھنے کا ثواب:

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من بسط حصیراً فی المسجد لم تزل الملٰئکة تستغفر له مادام ذلك الصیر فی المسجد○

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسجد میں چٹائی رکھے تو فرشتے اس کے لیے ہمیشہ استغفار کرتے رہتے ہیں۔(لباب الحدیث باب ۱۱)

مسجد میں نماز ادا کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا با جماعت نماز ادا کرنا پچیس درجہ زیادہ ہوتی ہے اس کے اپنے گھر یا بازار میں نماز پڑھنے سے اور یہ اس لیے کہ وضو کرتا ہے پس اچھا وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے اس کو نہیں نکالتی مگر نماز۔ رکھتا ہے وہ کوئی قدم مگر اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے اس کے گناہ گرائے جاتے ہیں جس وقت نماز پڑھتا ہے ہمیشہ فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے (کہتے ہیں) یا اللہ! اس پر رحمت کر۔ یا اللہ! اس پر رحم کر اور ہمیشہ ایک تمہارا نماز میں رہتا ہے جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَاةَ قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ علیہ وسلم: اَحَبُّ الْبِلَا دِاِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُ هَا

مکانات میں سے سب سے زیادہ محبوب جگہیں مساجد ہیں۔

وَابْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَ قُهَا (رواہ مسلم)

اور سب سے برے مکانات میں سے اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔

نماز کی فضیلت:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبر دو اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے سے نہر گزرتی ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اس میں غسل کرے تو کیا اس کی میل باقی رہ جائے گی۔

marfat.com
Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس کی میل باقی نہ رہے گی۔

فرمایا: یہ پانچوں نمازوں کی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(بخاری شریف جلد اول، مسلم شریف جلد اول، مشکوٰۃ شریف جلد اول، کتاب الصلوٰۃ)

(۲) حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دو رکعت نماز پڑھی ان میں سہو نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے پہلے گناہ معاف کر دے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

نماز ادا نہ کرنے کی مذمت:

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ

بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنا ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب الصلوٰۃ فصل اوّل)

فائدہ:

یعنی بندہ مومن اور کفر کے درمیان نماز کی دیوار حائل ہے جو اس تک کفر کو نہیں پہنچنے دیتی جب یہ آڑ ہٹ گئی تو کفر کا اس تک پہنچنا آسان ہو گیا ممکن ہے کہ آئندہ یہ شخص کفر بھی کر بیٹھے گا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل، ص ۳۶۳)

فائدہ:

ہمارے ہاں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بے نمازی قریب کفر ہے یا اس پر مرنے کا اندیشہ ہے یا ترک نماز سے مراد نماز کا انکار ہے یعنی نماز کا منکر کافر ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل، ص ۳۶۴)

(۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ معاہدہ جو ہمارے اور ان کے درمیان ہے وہ نماز ہے تو جس نے اسے چھوڑ دیا یقیناً کفر کیا۔ (ترمذی شریف، سنن نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

ان سے مراد منافقین ہیں یعنی مسلمانوں اور منافقین کے درمیان نماز ہی ایک وہ چیز ہے جو منافقوں کے لیے باعث امان ہے کہ اسی وجہ سے ہم انہیں قتل نہیں کرتے اور ان پر اسلامی احکام جاری کرتے ہیں اور اب جو منافق نماز چھوڑ دے گا اس کا کفر ظاہر ہو جائے گا اور وہ لائق قتل ہوگا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۳۶۵)

فائدہ:

یعنی نماز کے چھوڑنے سے اس منافق کا کفر ظاہر ہو گیا یہ حدیث اس حدیث کی شرح ہے **مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ** اس کا مطلب یہ نہیں کہ بے نماز کافر ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱، ص ۳۶۵۔۳۶۶)

(۳) حضرت عبداللہ ابن عمرو عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو اس پر پابندی کرے گا نماز اس کے لیے قیامت کے دن روشنی، دلیل اور نجات ہو جائے گی اور جو اس پر پابندی نہ کرے گا۔ تو اس کے لیے نہ نور ہوگی، نہ دلیل ہوگی اور نہ نجات ہوگی۔ اور وہ قیامت کے دن قارون

marfat.com
Marfat.com

،فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔(مشکوۃ شریف)

فائدہ:

قیامت میں قبر بھی داخل ہے کیونکہ موت بھی قیامت ہی ہے مطلب یہ ہے کہ نماز قبر میں اور پل صراط پر روشنی ہوگی کہ سجدہ گاہ تیز بیٹری کی طرح چمکے گی اور نماز اس کے مومن بلکہ عارف باللہ ہونے کی دلیل ہوگی نیز اس نماز کے ذریعے اسے ہر جگہ نجات ملے گی کیونکہ قیامت میں پہلا سوال نماز کا ہوگا اگر اس میں بندہ کامیاب ہوگیا تو انشاء اللہ آگے بھی کامیاب ہوگا۔

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد اول، ص ۳۶۸)

فائدہ:

بے نماز چونکہ کافروں کے سے کام کرتا ہے لہٰذا اس کا حشر بھی ان کے ساتھ ہوگا نمازی نبیوں صدیقوں کی نقل کرتا ہے لہٰذا ان کا حشر ان کے ساتھ ہوگا۔اسی لیے کہتے ہیں کہ اچھوں کی نقل بھی اچھی اور بروں کی نقل بھی بری۔(مراۃ شرح مشکوۃ، ج۱، ص ۳۶۸)

حضرت عبداللہ ابن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعمال میں سے کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے سوا نماز کے۔(ترمذی شریف، مشکوۃ شریف)

فائدہ:

کیونکہ اس زمانہ میں نماز پڑھنا مومن کی علامت تھی اور نہ پڑھنا کافر کی پہچان جیسے آج سر پر چوٹی، نیچے دھوتی ہندو کی پہچان ہے اس لیے وہ حضرات جسے نماز نہ پڑھتے دیکھتے سمجھتے کافر ہوگا لہٰذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ نماز چھوڑنا کفر ہو اور بے نمازی کافر ہو۔اور نہ یہ حدیث ان احادیث کے خلاف ہے جن میں فرمایا گیا کہ مومن اگرچہ زانی ہو، چور ہو، پھر بھی جنتی ہے یعنی جنت کا مستحق ہے۔(مراۃ شرح مشکوۃ، ج۱، ص ۳۶۸)

(۴) منیۃ المصلی میں ہے کہ فرمایا: نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا دین کو ڈھا دیا۔(بہار شریعت جلد اوّل حصہ ۳، ص ۵)

نماز ضائع کرنے والوں کے لیے عذاب:

قرآن مجید میں ہے کہ:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝

ترجمہ: ان کے بعد کچھ ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کردیں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کیا عنقریب انہیں سخت عذاب طویل وشدید سے ملنا ہوگا۔

فائدہ:

غی جہنم میں ایک وادی ہے جس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے اس میں ایک کنواں ہے جس کا نام ھَبْھَبْ ہے

marfat.com
Marfat.com

جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے اللہ عزوجل اس کنویں کو کھول دیتا ہے جس سے وہ بدستور بھڑ کنے لگتی ہے قال اللّٰہ کُلَّمَا خَبَتۡ زِدۡنٰھُمۡ سَعِیۡرًا (۱۷:۹۷) جب بجھنے پر آئے گی ہم اس کی بھڑک اور زیادہ کر دیں گے) یہ کنواں بے نمازیوں اور زانیوں اور شرابیوں اور سود خوروں اور ماں باپ کو ایذا دینے والوں کے لیے ہے۔(بہار شریعت حصہ سوم ص ۳)

ایهه نه بهلی ریت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شلوک کا مطلب یہ ہے کہ اے بے نماز تیرا مسجد کی طرف نماز کے لیے نہ آنا اچھا طریقہ نہیں ہے کیونکہ بندہ حق تعالیٰ کا محتاج ہے، بحیثیت بندہ ہونے کے بھی کہ اگر اللہ تعالیٰ تجھے انسان بنانے کی بجائے کچھ اور بنا دیتا تو کیا کر سکتا تھا کیا اللہ تعالیٰ کو تو روک دیتا کہ مجھے فلاں نہ بنا بلکہ مجھے انسان بنا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ تو اشرف المخلوق ہونے کے باوجود اس خالق و مالک کی عبادت جو کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے جنت کی چابی ہے مومنین کے لیے نور ہے۔ قبر سے اندھیرا دور ہونے کا سبب ہے۔ مومنین کے لیے سرور ہے۔ پل صراط سے آسانی سے گزرنے کا سبب ہے۔ حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے گناہوں سے دوری کا سبب ہے۔ وغیرہ۔ مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی غرض سے جانا گناہوں کی معافی اور نیکیوں کے حصول کا سبب ہے۔ نماز ادا نہ کرنا حق تعالیٰ کے قہر و غضب کا سبب ہے۔ ایسے فضائل والے عمل سے دور رہنا کتنے بڑے عظیم نقصان کا سبب ہے اتنے نقصان کے باوجود کبھی بھی مسجد پانچ وقت نماز ادا کرنے کے لیے نہیں آیا۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے نہیں ڈرتا۔ کیا تجھے حق تعالیٰ کے انعامات کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر بدقسمتی کیا ہوگی۔

-----☆☆☆-----

اُٹھ فریدا وُضو ساز ، صبح نماز گُزار　　جو سرِ سائیں نہ نِویں ، سو سرِ کپ اُتار

حل لغات:

★ وضو ساز: وضو بنالے، وضو کرلے۔ ★ صبح نماز گزار: نماز فجر ادا کر۔ ★ سائیں: مالک، آقا، رب۔ ★ نہ نویں: نہ جھکے، سر سجدے میں نہ جھکے، سجدہ نہ کرے۔ ★ کپ اتار: جسم سے سر کاٹ کر علیحدہ کر دے۔

مطلب:

اے فرید! نماز فجر کا وقت ہو گیا ہے نماز ادا کرنے کے لیے وضو کرلے اور نمازِ فجر ادا کرلے کیونکہ جو سر اپنے خالق و مالک کے حضور سجدہ ریز نہ ہو وہ سر قائم رکھنے کا نہیں بلکہ اسے کاٹ کر جسم سے دور پھینک دے۔

اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی زندگی بہترین زندگی ہوتی ہے وہ خود بھی اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور اوروں کو بھی ہمہ وقت اس طرف راغب کرتے رہتے ہیں۔ ان کی زندگی کا کوئی بھی لمحہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف نہیں گزرتا کیونکہ ان کے سروں پر ولایت کا تاج ہی اس وقت رکھا جاتا ہے جب وہ فرائض کی ادائیگی میں کمزوری پیدا نہ ہونے دیں، واجبات کو پوری تندہی سے ادا کرتے ہیں۔ سنن کی ادائیگی میں انہیں خصوصی رغبت ہوتی ہے [illegible] تب تک محبّ کی محبت حاصل

marfat.com
Marfat.com

نہیں ہو سکتی۔ محب کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے خصوصی محنت اور قلبی ذوق و شوق سے اس راستہ پہ چلتے ہوئے منزل مقصود یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب کا راستہ طے کرتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ نوافل کی ادائیگی میں خصوصی طور پر منہمک ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں مقام ولایت سے سرفراز فرما دیتا ہے۔ اس سلسلے میں عبادات کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔

اس شعر میں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نماز کی ادائیگی کے لیے تاکید بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اے فرید! اب اُٹھ کھڑا ہو۔ محض سوتا ہی نہ رہ۔ غفلت چھوڑ دے۔ محض سوتے رہنے سے جسمانی و روحانی ہر قسم کے نقصانات اٹھائے گا۔ کیونکہ بزرگ فرماتے ہیں کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ بہر حال آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے فرید! نیند چھوڑ دے اب ذرا جاگ کیونکہ

؎ جاگنا ہے تو جاگ لے افلاک کے سایہ تلے

حضرت بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ بھی پکار اٹھے کہ

اُٹھ جاگ گھر اڑے مار نئیں
ایہہ سون تیرے درکار نئیں
کتھے ہے سلطان سکندر؟
موت نے نہ چھڈے پیر پیغمبر

(کلام بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ، ص ۱۱)

ایک دوسری کافی میں بابا بلھے شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

اب تو جاگ مسافر پیارے رَین گئی، لٹکے سب تارے
اجے نہ سُنیوں کوچ نقارے اب تو جاگ مسافر پیارے

فرمایا کہ اے فرید اب اٹھ کھڑا ہو، نیند سے بیدار ہو جا وضو کر لے اور صبح کی نماز ادا کر لے۔ صبح سے مراد نماز تہجد بھی ہو سکتی ہے کیونکہ سونے کے بعد جب جاگ آ جائے ابھی تک فجر کا وقت نہ ہوا ہو تو نماز ادا کی جاتی ہے۔ یعنی پچھلی رات اولیاء اللہ کا اٹھنا شیوہ ہے۔ اس لیے اور نماز فجر بھی مراد ہو سکتی ہے۔ بہر حال آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے فرید اب اُٹھو، وضو کر کے نماز ادا کرو۔ کیونکہ جو سر حق تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز نہ ہو وہ صحیح سلامت قائم رکھنے کے لائق نہیں اس لیے ایسے سر کو اپنے وجود عنصری سے کاٹ کر دور پھینک دے۔

اٹھ فریدا! وضو ساز:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اس شلوک میں فرمایا ہے کہ! اب سوتے سوتے رات گزر گئی دن ہو گیا ہے ہر طرف سے اذانوں کی صدائیں تجھے جگا رہی ہیں تجھے فلاح اور نماز کی طرف پکار رہا ہے نیستی کے مارے سویا رہنا بہت بڑے

marfat.com
Marfat.com

نقصان کا سبب ہے فلہذا اٹھ۔ جلدی کر اگر نہ اٹھا تو سمجھ لے کہ یہ تیری بدقسمتی ہے شیطان کا تجھ پہ داؤ چل گیا ہے۔ بہر حال جلدی اُٹھ وضو کر لے۔ اور بہترین وضو کر۔ نماز کے لیے وضو کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔

وضو کی فضیلت:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان بندہ یا مومن وضو کرنے لگتا ہے تو اپنا چہرہ دھوتا ہے۔ تو اس کے چہرہ سے ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جدھر آنکھوں سے دیکھا ہو۔ پانی یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ پھر ہاتھ دھوتا ہے تو تم ہاتھوں سے ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جسے اس کے ہاتھ نے پکڑا تھا پانی یا پانی کی آخری بوند کے ساتھ پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو ہر وہ خطا نکل جاتی جدھر اس کے پاؤں چلے پانی یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ حتیٰ کہ گناہوں سے پاک وصاف نکل جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

(۲) حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسا کوئی مسلمان نہیں جو وضو کرے تو اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو نفل (تحیۃ الوضو) دل اور منہ سے متوجہ ہو کر پڑھے مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مسلم شریف)

(۳) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں جو وضو کرے تو مبالغہ کرے یا پورا وضو کرے پھر کہے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور ایک روایت میں ہے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ مگر اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے کہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے۔ (مسلم شریف)

صبح نماز گزار:

صبح ہی صبح بیدار ہو کر نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کی طرف چل صبح ہی صبح پہلے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو کر کیونکہ عبادت اور ذکر روح کی غذا ہے جب روح کو روح کی غذا حاصل ہوگی تو سارا دن اچھا گزرے گا۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح یا شام مسجد کو جائے جب کبھی صبح یا شام جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس لیے جنت کی مہمانی کا سامان بنائے گا۔ (مسلم شریف)

(۲) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ شام تک اللہ (عزوجل) کے ذمہ میں ہے۔ (فیضان سنت، ص ۸۶۹، بحوالہ طبرانی شریف)

فائدہ:

ایک دوسری روایت میں ہے کہ تم اللہ (عزوجل) کا ذمہ نہ توڑو جو اللہ (عزوجل) کا ذمہ توڑے گا اللہ تعالیٰ اُسے اوندھا کر کے دوزخ میں ڈال دے گا۔ (فیضان سنت، ص ۸۶۹، بحوالہ طبرانی)

marfat.com
Marfat.com

(۳) حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو صبح کی نماز کو گیا ایمان کے جھنڈے کے ساتھ گیا اور جو صبح بازار کو گیا ابلیس کے ساتھ گیا۔ (ابن ماجہ شریف)

(۴) نماز فجر باجماعت کی فضیلت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ جو نماز فجر کے لیے طالب ثواب ہو کر حاضر ہوا گویا اس نے تمام رات قیام کیا اور جو نماز عشاء کے لیے حاضر ہوا گویا اس نے آدھی رات قیام کیا۔ (فیضان سنت، ص ۸۷۰ بحوالہ بیہقی)

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے چالیس دن نماز فجر و عشا پڑھی اُس کو اللہ تعالیٰ دو براٗتیں عطا فرمائے گا ایک نار سے دوسری نفاق سے۔ (فیضان سنت، ص ۸۷۰)

فائدہ:

نماز فجر کے بہت فوائد ہیں اللہ تعالیٰ پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے بالخصوص فجر کی نماز اور عشاء کیونکہ نماز فجر اور نماز عشاء منافقین پہ نہایت بھاری ہے۔

حدیث شریف:

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب نمازوں میں زیادہ گراں منافقوں پہ نماز عشاء و فجر ہے اور جو ان میں فضیلت ہے اگر جانتے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ سُرین کے بل گھسٹتے ہوئے یعنی جیسے بھی ممکن ہوتا آتے۔ (فیضان سنت بحوالہ طبرانی شریف)

جو سِر سائیں نہ نویں، سو سِر کپ اتار:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر بیان فرما رہے ہیں کہ جو سر مالک و خالق کے حضور سجدہ ریز نہیں ہوتا وہ جسم پہ رہنے کے قابل نہیں ہے بلکہ اسے اتار کر پھینک دینا چاہیے کیونکہ یہ سر انتہائی بدبخت ہے۔

مسئلہ:

ہر مکلف یعنی عاقل بالغ پر نماز فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ آئمہ ثلاثہ مالک و شافعی و احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک سلطان اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۔۷، بحوالہ درمختار)

مسئلہ:

جو کوئی نماز سے منکر ہو وہ کافر ہے اور جو شخص نماز کے فرض ہونے کا معتقد ہو لیکن نفس کی سستی کی وجہ سے عملاً نہیں پڑھتا تو وہ فاسق ہے وہ قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قید کیا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کرے اگر فرضیت کا منکر ہو کر مرتد ہوا تو قتل کیا جائے گا۔

(عین الہدایہ اردو شرح ہدایہ جلد اوّل، ص ۳۲۲)

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

جو سر سائیں نہ نِویں، سو سر کپّے کائیں
کُنّے ہیٹھ جلائیے، بالن سندے تھائیں

حل لغات:

٭ سائیں: آقا، مالک، شوہر، بھکاری، وہ کلمہ جس سے درویش ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں۔ ٭ نہ نویں: نہ جھکے، تابعداری نہ کرے، اطاعت نہ کرے، بلکہ اکڑ جائے۔ ٭ سو: وہ، جو، تو، اس لیے، پس اس کا۔ ٭ کیجیے: کریں، کریئے، کیا جائے، کیا فائدہ۔ ٭ کائے: کیا۔ ٭ کنا: بڑی ہانڈی۔ ٭ ہیٹھ: نیچے۔ ٭ جلائیے: بطور ایندھن آگ میں ڈالنا۔ ٭ بالن: ایندھن۔ ٭ سندی: کی، اس کی، کے۔ ٭ تھائیں: جگہ۔

مطلب:

جو سر مالک وخالق کے حضور سجدہ ریز نہ ہو یعنی جو انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونے کے لیے نماز ادا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اس کا کیا فائدہ ہے یعنی اس کا کوئی فائدہ نہیں پھر ایسے بے فائدہ سر کا کیا کرنا ہے۔ ایسا بے فائدہ سر کسی کام کا نہیں۔ پس ایسا فضول اور بے کار سر ہانڈی کے نیچے جلا دیجئے۔ ایسا سر جلا دینے کے ہی لائق ہے کل بروز قیامت بھی اس نے جہنم میں جلنا ہی ہے۔

پنجابی زبان میں دو ضرب الامثال مشہور ہیں۔

(۱) سر اُچے سرداراں دے (۲) سر وڈے سرداراں دے

ان کا درست یا انکار ہونا اپنے مقام پر مگر کچھ ایسے حقائق ہوتے ہیں کہ جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کے تخلیق کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ۔

وَمَاخلقت الجن والا نس الالیعبدون ○

اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو نہیں تخلیق کیا مگر عبادت کے لیے

کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ گویا انسان کی زندگی اسے محض اس لیے میسر آئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ اگر تو انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو وہ اپنی زندگی کا تقاضا پورا کرتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہے تو یہ غفلت اس کے لیے نقصان دہ ہے۔

حضرت بابا فرید الدین شکر رحمتہ اللہ علیہ نے یہی بات سمجھائی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ جو سر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز نہیں ہوتا اس سر کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان کا سبب ہے ایسے نقصان دہ سر کا کیا کریں۔ بلکہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے تو یہاں تک بیان فرمایا ہے کہ ایسے بے کار، فضول اور نقصان دِہ سر کو ہانڈی کے نیچے جلا دینا چاہیے۔ کیونکہ کل قیامت کے دن ایسے سر نے جہنم میں جلنا ہی ہے۔

قرآن پاک میں ہے کہ

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ○ (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۴۳)

marfat.com
Marfat.com

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (کنز الایمان)

حدیث شریف (۱):

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ملے اور وہ نماز ضائع کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کا اعتبار نہ کرے گا۔ (احیاء العلوم، ج اوّل، ص ۳۳۲)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کیا کسی عذر کے بغیر وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے کسی دروازے تک پہنچ گیا۔ (لباب الحدیث، ص ۷۸)

نماز ترازو:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز ترازو ہے جو پورا کرے وہ پورا ثواب پائے گا اور جو کمی کرے گا تو وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ مطففین میں کیا فرمایا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۲)

شیطان جیسا:

منقول ہے کہ ابتدائی زمانوں میں ابلیس لعنۃ اللہ علیہ لوگوں کو دکھائی دیتا تھا تب ایک آدمی نے اس سے کہا کہ اے ابومُرّہ میں کیا کروں کہ تیری طرح ہو جاؤں۔ ابلیس نے کہا تیرا ستیاناس! مجھ سے کسی نے آج تک کسی نے ایسا سوال نہیں کیا پھر تو نے کیسے پوچھ لیا۔

اس آدمی نے کہا "مجھے تیری طرح بننا پسند ہے۔

ابلیس نے اس سے کہا: اگر میری طرح ہونا چاہتا ہے تو نماز میں لاپرواہی کر، قسم کھانے کی پرواہ نہ کر سچی ہو یا جھوٹی۔

اس آدمی نے کہا: اے ابلیس! میں اپنے اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی نماز نہ چھوڑوں گا اور نہ قسم کھاؤں گا۔

ابلیس نے کہا: اس طرح بہانے سے آج تک مجھ سے کسی نے کوئی بات نہیں پوچھی اور میں بھی اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔

جامع روایت:

نماز کے متعلق یہ روایت بڑی جامع ہے۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے سے سب سے پہلے قیامت کے دن نماز کا حساب ہوگا اگر اس نے صحیح ادا کیا تو حساب اس پر آسان ہو جائے گا اور اس میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا کہ کیا میرے بندے کے کوئی نوافل ہیں؟ تو پھر نوافل سے فرائض کو پورا کر دیا جائے گا اسی طرح ہی حساب باقی اعمال میں بھی ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ جو شخص پانچوں نمازیں ہمیشہ با جماعت ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پانچ خصائص عطا فرماتا ہے۔

(۱) اس سے معاشی تنگی اٹھالی جاتی ہے۔

(۲) عذاب قبر اس سے اٹھالیا جاتا ہے۔

(۳) اعمالنامہ اسے سیدھے ہاتھ میں عطا ہوگا

marfat.com
Marfat.com

(۴) پل صراط سے وہ کوندتی ہوئی بجلی کی طرح گزرے گا۔

(۵) بغیر حساب جنت میں داخل ہو گا۔

کوتاھی کا نتیجہ:

جو پانچوں نمازیں با جماعت ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بارہ مصیبتوں میں مبتلا کرے گا تین دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں، تین قیامت کے دن،

زندگی میں تین ابتلائیں یہ ہے۔

(۱) اس کے رزق اور کمائی سے برکت اٹھائی جاتی ہے۔

(۲) تمام اعمال اس کے نامقبول ہوتے ہیں۔

(۳) اس کے منہ سے بھلائی کھینچ لی جاتی ہے۔اور وہ لوگوں کے دلوں میں مبغوض ہو جاتا ہے۔

موت کے وقت کی تین ابتلائیں یہ ہیں۔

(۱) وہ پیاسا ہو گا۔

(۲) بھوکا ہو گا۔

(۳) نزع میں سختی ہو گی۔

قبر کی تین ابتلائیں یہ ہیں۔

(۱) منکر نکیر کے سوالات۔

(۲) قبر کی تاریکی۔

(۳) قبر کی تاریکی۔

قیامت کی تین ابتلائیں یہ ہیں۔

(۱) حساب و کتاب میں سختی۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا غضب۔

(۳) دوزخ کا عذاب۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۴۰)

کُنّے ھتھ جلاینے، بالن سَندے تھائیں:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس مصرعہ میں بیان فرمایا ہے جو سر حق تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں نہیں جھکتا اس سر کا کیا کرنا ہے وہ سر کسی کام کا نہیں۔وہ سر تو سالن پکانے کے لیے جو ہانڈی آگ پہ چڑھائی جاتی ہے آگ جلا کر اس کے نیچے دینے کے لائق ہے۔ایندھن کے طور پر ایسے سر کو جلا دینا چاہیے کیونکہ اس نے تو جلنا ہے دنیا میں نہ سہی قبر اور دوزخ میں تو جلے گا کیوں نہ اسے اسی دنیا میں ہی جلا دیں۔

marfat.com
Marfat.com

فریدا کتھے تینڈے ماپے آ، جنہیں تُوں جنیوں تیں پاسیوں اوہ لد گئے، تُوں اجے نہ پتیوں

حل لغات:

★ کتھے: کہاں کدھر۔ ★ تینڈے: تیرے۔ ★ ماپے آ: ماں باپ ہیں، تیرے ماں باپ کہاں ہیں۔ ★ جنہاں: جنہوں نے۔ ★ توں: تجھے، تو۔ ★ جنیوں: تجھے جنا، تجھے جنم دیا، جن کے گھر تو پیدا ہوا۔ ★ تیں پاسیوں: تیرے پاس سے۔ ★ لد گئے: چلے گئے۔ ★ اوہ: وہ۔ ★ اجے: ابھی تک۔ ★ نہ پتیوں: ابھی تک تجھے تسلی نہیں ہوئی، ابھی تک تیری تسلی نہیں ہوئی، ابھی تک تجھے یقین نہیں آیا، ابھی تک تجھ پہ حقیقت واضح نہیں ہوئی، ابھی تک تجھے حقیقت کا پتہ نہیں چلا، ابھی تجھے پتہ نہ چلا۔

اے فرید! تجھے جنم دینے والے تیرے والدین کہاں ہیں؟ یعنی جو اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔ تمہارے پاس سے وہ چلے گئے ہیں۔ ابھی تک تجھے موت کی حقیقت کی تسلی نہیں ہوئی۔

مطلب:

تجھے جنم دینے والے والدین کہاں ہیں۔ کبھی تو نے غور کیا ہے کہ وہ کہاں ہیں کدھر گئے۔ وہ تیرے پاس سے چلے گئے یعنی جس جہان رنگ و بو میں تو زندگی گزار رہا ہے وہ اپنی اپنی زندگی گزار کر اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے ہیں وہ کل نفسٍ ذائقة الموت کے تحت موت کا ذائقہ چکھ کر اس جہان فانی سے چلے گئے ہیں۔ اسی طرح تو نے بھی اس جہان فانی سے رخصت ہونا ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کر کہ جس طرح تیرے والدین اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے دوست احباب اور دیگر لوگ ایک ایک کر کے فوت ہو رہے ہیں اور تو ان کے جنازے جا کر پڑھ رہا ہے اوروں کے اعلانات سن رہا ہے ایک دن اسی طرح تیرا بھی اعلان ہوگا، تیرا بھی جنازہ تیار ہوگا، ایک دن اسی طرح تیری بھی قبر بنائی جائے گی۔ ایک دن اسی طرح تجھے بھی اسی کیفیت سے گزرنا پڑے گا وہ وقت آنے سے پہلے سنبھل جا۔ اس وقت آنے سے پہلے وہاں جانے کی تیاری کر لے۔ جس قبر میں جانا ہے اس قبر کے لیے روشنی کا انتظام کر لے۔ جہاں پہنچنا ہے وہاں ہمیشہ رہنا ہے وہاں آرام و سکون کا سامان بہم پہنچا لے۔ جہاں رہنا ہے وہاں اچھے اچھے ساتھی اسی جہان میں بنا کر جاتا کہ وہاں آرام سے اچھے ساتھیوں کے ساتھ رہ سکے۔

موت کو یاد کرنے کی فضیلت:

(۱) بزاز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

موت تمام لذتوں کو توڑنے والی چیز ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ یاد کرو کیونکہ جس کا ہاتھ تنگ ہے وہ موت کو یاد کرتا ہے اور اس پر فراخی ہوتی ہے۔ اور جو خوش عیش ہے اور امیر ہے تو وہ تنگ ہوتا ہے۔

(تذکرۃ الموت، ص ۶۶ از علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ موت کو بڑھ چڑھ کر یاد کرو کہ وہ معصیت کو مٹاتی ہے اور دنیا میں زہد پیدا کرتی ہے اور تم مالداری کے عالم میں موت کو یاد کرو گے تو یہ اسے ختم کر دے گی اور محتاجی کے عالم میں یاد کرو گے تو تم کو تمہاری زندگی سے خوش کر دے گی۔ (تذکرۃ الموت، ص ۶۷)

(۳) بعض بزرگان دین کا فرمان ہے کہ جس نے موت کو کثرت سے یاد کیا اس کو تین انعامات حاصل ہوتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

☆ توبہ کی بہت جلد توفیق حاصل ہوگی۔

☆ دل میں قناعت نصیب ہوگی۔

☆ عبادت میں مسرت ہوگی۔

اور جس نے موت کو فراموش کر دیا اس پر تین مصائب کا نزول ہوگا۔

☆ توبہ میں ہیرا پھیری۔

☆ بے صبری کا دور دورہ۔

☆ عبادت میں کاہلی۔ (تذکرۃ الموت، ص ۷۰)

(۴) سعید بن منصور نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا:
فصیح و بلیغ نصیحت کے بعد بہت جلد غفلت کا پردہ پڑ جاتا ہے موت نصیحت کے لیے کافی ہے، زمانہ جدائی ڈالنے کے لیے کافی ہے۔ آج ہم اہل خانہ میں اور کل قبر میں ہوں گے۔ (تذکرۃ الموت، ص ۷۶)

(۵) ابن ابی شیبہ، نے عون بن عبداللہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ جس نے موت کو صحیح طور پر جانا تو وہ پھر آنے والے وقت کو اپنی حیاتی میں شمار نہیں کرتا کیونکہ وہ بہت سے لوگ جو دن کے پہلے حصے میں زندہ ہوتے ہیں اور اُسے پورا نہیں کر سکتے اور بہت سے کل کے امیدوار اپنی امید کو نہیں پہنچتے اور اگر تو موت اور اس کی رفتار کو دیکھ لیتا تیری اُمید اور غرور خاک میں مل جاتے۔ (تذکرۃ الموت، ص ۷۳)

موت کے قاصد:

قرطبی نے کہا کہ متعدد روایات میں ہے کہ:
نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کوئی قاصد نہیں رکھتے کہ جس کے ذریعہ آپ اپنے آنے سے پہلے اطلاع کر دیں تاکہ لوگ ڈر جائیں تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا میں بہت سے قاصد رکھتا ہوں مثلاً علتیں، مرض، بڑھاپا، کانوں اور آنکھوں کا رنگ بدل جانا۔ جب لوگ ان چیزوں سے بھی نصیحت نہیں پکڑتے تو میں ندا کرتا ہوں کہ اے شخص کیا بار بار میرے قاصد تیرے پاس نہیں آتے رہے اب میں خود آیا ہوں کہ میرے بعد تیرے پاس کوئی قاصد نہ آئے گا۔ (تذکرۃ الموت، ص ۸۶)

موت کی تکلیف کا ایک قطرہ:

اگر موت کی تکالیف کا ایک قطرہ تمام ارض و سماوات میں رہنے والوں پر ٹپکا دیا جائے تو سب مر جائیں لیکن قیامت میں ایک لمحہ کی تکلیف اس تکلیف سے ستر گنا بڑھ جاتی ہے۔ (تذکرۃ الموت، ۹۷)

موت کی ہولناکی کا منظر:

ابن ابی الدنیا نے شداد بن اوس سے روایت کیا کہ: "دنیا و عقبیٰ کی ہولناکیوں میں موت سب سے بڑھ کر ہے یہ آری کے چیرنے سے پہلے، قینچی کے کاٹنے سے، ہانڈی کے ابلنے سے زیادہ ہے اگر مردہ زندہ ہو کر موت کی سختی لوگوں کو بتا دیتا تو ان کا عیش اور

marfat.com
Marfat.com

نیند سب کچھ ختم ہو جاتا۔ (تذکرۃ الموت، ص ۹۹)

عبرت کی جائے:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اس شلوک میں دنیا کی حقیقت واضح کی ہے کہ ارے انسان کسی نے بھی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہ جانا۔ ہر کسی نے ایک نہ ایک دن چلے جانا ہے۔ یہاں چلے جانے کے لیے ہی آئے ہیں۔ مرنے کے لیے ہی زندگی عطا ہوئی ہے یقین نہیں آتا تو ذرا دیکھ تو سہی تجھ سے پہلے تیرے والدین تھے انہیں تلاش کر کے دیکھ کہ وہ کہاں ہیں؟ اگر زندہ ہیں تو پھر ان کے والدین کو دیکھ یعنی اپنی دادی اور دادا کو دیکھ وہ کہاں ہیں۔ آخر وہ بھی تو اس دنیا میں رہے ہیں وہ کہاں گئے یہی حقیقت آپ کے سامنے کھل کر آ جائے گی کہ وہ مر گئے۔ جس طرح وہ مر گئے تو نے بھی مرنا ہے۔ دیکھ کتنے تیرے عزیز و اقارب تیرے سامنے فوت ہوئے۔ تیرے عزیز تھے تیرے پیارے تھے جن کے بغیر ایک لمحہ گزارنا بھی مشکل تھا آج کتنا عرصہ ہوا انہیں نہیں دیکھا کبھی سوچا ہے کہ وہ کہاں گئے کبھی انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی۔ اگر کوشش کی تو نہیں ملے ہوں گے آخر وہ کہاں گئے؟ تیری طرح اس دنیا میں بڑے کروفر سے رہتے تھے، اپنے جسم پہ مکھی تک نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔ مٹی کا ذرہ بھی برداشت نہ کرتے تھے دن میں نہ جانے کتنی بار مختلف بہترین صابنوں سے نہایا کرتے تھے مگر ان سب کو موت کا لقمہ بننا پڑا۔ ان سب کو قبر میں دفن کرنا پڑا۔ ایک وقت تیرے پہ بھی آنے والا ہے۔ بہر حال یہ دنیا محض کھیل کود نہیں عبرت کی جا ہے۔

عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تُو نے
جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سُونے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ملے خاک میں اہل شان کیسے کیسے؟
مکیں ہوگئے لا مکاں کیسے کیسے؟
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے؟
زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے؟
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا
اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا
پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی
جنوں کب تلک ہوش میں اپنے آ بھی
تجھے پہلے بچپن [illegible] مجنوں بنایا

marfat.com
Marfat.com

بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا
اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہی تجھ کو دُھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
تجھے حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی
ہوئی آہ! کیا چیز مرغوب تجھ کو
کیا ہائے! شیطان نے مغلوب تجھ کو
سمجھ لینا چاہیے اب خوب تجھ کو
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

نہ دلدادۂ شعر گوئی رہے گا
نہ کوئی شہرہ جوئی رہے گا
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا
رہے گا تو ذکر نکوئی رہے گا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جب اس بزم سے اٹھ گئے دوست اکثر
اور اٹھتے چلے جارہے ہیں برابر
یہ ہر وقت پیش نظر جب ہے منظر
یہاں تیرا دل بہلتا ہے کیونکر
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جہاں میں کہیں شور و ماتم بپا ہے
کہیں فقر و فاقہ سے آہ و بکا ہے
کہیں شکوہ جو رو مکرو دغا ہے
غرض ہر طرف سے یہی بس صدا ہے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۸۔۷)

موت آتے دیر نہیں لگتی:

ارے انسان ذرا غور تو کر۔ تیرے آباؤ اجدا کہاں گئے اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ اسی طرح تو نے بھی اس جہان فانی سے بالآخر رخصت ہو جانا۔ اگر تھوڑی سی بھی سوجھ بوجھ رکھتا ہے تو اس حقیقت کو سمجھ جا۔ بالآخر موت تیرے پیچھے پیچھے ہے جب بھی وقت آ گیا۔ موت تیرے سامنے ہوگی۔ اگر تو سمجھتا ہے کہ ابھی تو میں جوان ہوں۔ جب وقت آ گیا تو تیری جوانی کو مٹی میں ملا دے گی۔

marfat.com
Marfat.com

ایک نوجوان کی موت کا منظر:

فقیر ابواحمد اویسی کا تایا زاد بھائی تھا اس کا نام حبیب اللہ تھا وہ نوجوان تھا۔ ہنس مکھ تھا۔ جوانی کی بہاریں ابھی شروع ہی ہوئی تھیں۔ دوکان وہ چلاتا۔ پانچ چھ ان کے پاس بھینس اور دیگر جانور تھے ان کا چارہ وغیرہ بھی وہی کرتا تھا۔ زمین کی دیکھ بھال وغیرہ کا کام بھی اسی کے ذمے تھا۔ ٹریکٹر وہ خود ہی چلاتا۔ اگر کپاس کو سپرے کرنا ہوتا تو وہ خود اکیلا ہی کرتا۔ مختصر یہ کہ وہ ہر فن مولا تھا۔

گرمیوں کا موسم تھا۔ سپرے والی مشین چوک حسینیہ (پرانا تھانہ) ضلع پاک پتن شریف سے ٹھیک کروا کے لایا۔ پروگرام بنایا کہ سپرے کرنے جاتا ہوں۔ پھر گھر سے پیغام ملا کر فلاں آیا تھا کل سے تم نے آج کا وعدہ کیا تھا کہ ٹریکٹر سے ہل چلا کر ان کی زمین بنانی ہے۔ سپرے والی مشین گھر چھوڑی۔ کھانا کھایا۔ تندرست اپنی جوانی کے نشے میں بھاگتے بھاگتے ٹریکٹر پہ سوار ہوا۔ اسے کیا معلوم؟ کہ آج کہاں کی تیاری ہے وہ زمین بنانے جارہا ہے۔ بہنیں دیکھ رہی ہیں کہ ہمارا بھائی ٹریکٹر پہ جارہا ہے۔ ماں کی نظریں بیٹے کی پیٹھ پہ لگی ہیں کہ میرا بیٹا ہل چلاتا جارہا ہے مگر ان سبھی کو کیا معلوم کہ عنقریب کیا ہونے والا ہے۔ راستے میں جارہا ہے دوستوں کو ملتا بلاتا جارہا ہے۔ اردگرد فصلوں کو تازہ تازہ سپرے ہوا تھا۔ اس کا اثر ہوا یا کوئی اور سبب بنا۔ ابھی منزل پہ پہنچا ہی نہیں کہ سپرے نے اثر دکھایا ٹریکٹر چلاتے چلاتے ہی بیہوش ہو گیا اتفاقاً اس کا ہاتھ ہارن پر چلا گیا خود ہی سڑک پر بریک لگائی ٹریکٹر کھڑا ہو گیا خود اوندھا آگے کی طرف ہو گیا ہارن کی آوازیں سید محمد جوئیہ نے سنیں تو پتہ کروایا۔ صورت حال دیکھی تو روانگی سے آدھا گھنٹہ بعد چارپائی پہ بیہوشی کی حالت میں سید جوئیہ اور اس کے ساتھی لائے۔ فوراً ٹرالی میں ڈال کر ابھی چوک حسینیہ (پرانا تھانہ) نہ پہنچے تھے کہ سانسوں کی ڈور ٹوٹ گئی۔ یہ میری آنکھوں کے سامنے کا منظر ہے۔ ذرا عبرت حاصل کیجئے۔ ایسے لاتعداد واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ مگر ہم ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے وہ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔

دوسرا واقعہ:

ہمارے اپنے ہی گاؤں میں ہمارے گھر کے سامنے محمد صادق رحمہ مرحوم کا گھر ہے۔ محمد صادق مرحوم مرنے سے قبل دوست احباب کے ساتھ باتوں میں مشغول رہا۔ شب جمعہ تھی جمعہ کے دن مویشی منڈی چوک حسینیہ (پرانا تھانہ تحصیل وضلع پاکپتن شریف) تھی بیوپاری حضرات محمد صادق کے پاس آئے پروگرام بنتے رہے کہ فلاں فلاں نے فلاں فلاں چیز فروخت کرنے کے لیے لے جانی ہے اور فلاں فلاں نے فلاں فلاں جانور خرید کرلانے ہیں اندازاً تقریباً گیارہ بجے رات تک باتیں کرتے رہے۔ ابھی انہیں وہاں سے اٹھے پندرہ بیس منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ محمد صادق نے اپنے گھر والوں کو بلایا کہ میرے پیٹ میں درد ہے۔ ان کی بیوی جلدی سے دوکاندار سے بوتل لائی ابھی پوری بوتل نہ پی سکے۔ اتنے میں ایک ڈاکٹری جاننے والے شخص کو بھی بلالیا گیا۔ ابھی انجکشن لگا ہی نہیں تھا کہ زندگی کی سانسیں پوری ہو گئیں۔ ہم دیکھتے بھی ہیں اور عبرت بھی حاصل نہیں کرتے۔

ے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

چلتے پھرتے موت:

ہمارے ہی گاؤں میں میاں محمد وریام میں رہتا تھا وہ بان بنانے کے لیے دریائی علاقے سے مونج سائیکل پر لا رہا تھا کہ راستے میں میرے ماموں حافظ منظور احمد بزگانہ سے ملاقات ہوگئی ماموں جان جو کہ میرے استاد بھی ہیں قرآن مجید اس فقیر نے انہیں

marfat.com
Marfat.com

سے پڑھا۔ میاں محمد وریام میرے ماموں جان سے دوستی رکھتے تھے وہ اتر پڑے۔ ماموں جان گائیں چرا کر گھر کی طرف آرہے تھے گھر سے تین چار ایکڑ ہی ابھی دور ہوں گے۔ گائیں مونج کو منہ مارنے لگیں تو ماموں جان نے کہا میاں وریام تم ذرا آگے آگے چلے چلو۔ بس اسی طرح پیدل سفر کرنے لگے۔ ابھی بڑی مشکل سے ایک ہی ایکڑ گیا ہو گا کہ ان کے جسم سے سائیکل سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ سائیکل ایک طرف گر گیا خود بھی گر گئے۔ ادھر اُدھر سے آدمی بھاگے بھاگے پہنچے جب دیکھا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنا کام کر چکے تھے۔ ؎ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔

بہر حال ابھی دہلی دور است کا مقولہ زندگی اور موت کے سلسلے میں قطعاً درست نہیں عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ کسی بھی لمحے حضرت عزرائیل علیہ السلام دستک دے سکتے ہیں ان کی دستک آنے سے پہلے موت کی تیاری کر لیجئے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

؎ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

-----☆☆☆-----

فریدا مَن مَیدان کَر، ٹو ئے ٹِبے لاہ ‏ ‏ ‏ اَگے مُول نہ آوسی، دوزَخ سَندِی بَھاہ

حل لغات:

★ من: دل، ضمیر چالیس سیر کا وزن، سانپ کا مہرہ، کنوئیں کی مینڈھ، مراد، دل، ضمیر، فخر وغرور تکبر، اپنے وجود سے ختم کرو۔ ★ میدان کر: صاف کر، پاک کر۔ ★ ٹوئے: جس کا واحد ٹویا، ٹوا، گڑھے۔ ★ ٹبے: واحد ٹبہ مٹی اور ریت کے بڑے بڑے ٹیلے، پہاڑ، پہاڑیاں۔ ★ لاہ: اتار دے۔ ★ اگے: سامنے، آگے، آخرت، آئندہ۔ ★ مول: بالکل نہیں، ہرگز نہیں، ذرا سا، جڑ، بنیاد، پونجی، سرمایہ، اولاد، قیمت، دام، نرخ، بھاؤ مراد پہلے معانی۔ ★ آوسی: آئے گا۔ آئے گی۔ ★ دوزخ: وہ مقام کہ جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا انہیں دوزخ میں سزا دے گا، جہنم، کنایتہً پیٹ، شکم۔ ★ سندی: کی۔ ★ بھاہ: آگ۔

اے فرید! اپنی موہومہ ہستی یعنی میں کو ختم کر کے میدان کی مانند برابر کر دے اس کی وجہ سے جو اونچ نیچ کے گڑھے اور ٹبے بن چکے ہیں انہیں چٹیل میدان کی طرح کر دے۔ اگر تو ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر اگلے جہان تیرے سامنے دوزخ کی آگ نہیں آئے گی۔

مطلب:

اے فرید! اپنی موہومہ (وہمی ہستی، محض قیاسی ہستی، فرضی ہستی) جس کا نام تو نے میں رکھا ہوا ہے کہ میں نے پہاڑ گرا دیا، میں سب سے اوّل آ گیا، میں نے مقابلہ جیت لیا، میرے مدمقابل کوئی نہیں، میرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ میرا سامنا کوئی نہیں کر سکتا۔ علم کے میدان میں میرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا وغیرہ۔ اس میں والی ہستی کو مار دے، اسے ختم کر دے، اس میں میں جو فخر وغرور اور تکبر کی اونچ نیچ اپنے آپ میں پیدا کر لی بلکہ بڑے بڑے پہاڑوں سے بھی بڑھ کر اپنے دل میں پیدا کر لی ہے اسے توڑ پھوڑ کر میدان کی طرح کر لے کہ اپنے وجود [illegible] کی وجہ سے جو تیرے دل اور وجود

marfat.com
Marfat.com

میں کمی بیشی اعمال وعقائد کے لحاظ سے پیدا ہوگئی ہے وہ ختم کر کے اپنے دل کو راہِ راست اور صراطِ مستقیم کی طرف چلانے کے لیے میدان کرلے جیسے ایک کسان اگر کچھ کھیتی اور پھل چاہتا ہے تو پہلے اپنے کھیتوں کو ہموار کرتا ہے پھر فصل بیجتا ہے اسی طرح راہِ سلوک میں آنا چاہتا ہے تو اپنی میں کے بلند وبالا گڑھوں کو پُر کر کے اور پہاڑوں کو ڈھال کر صاف اور ہموار میدان بنالے۔ اگر تو ایسا کرنے میں کامیاب ہوگیا تو پھر تو سمجھ لے کہ کامیاب ہوگیا۔ اس جہان فانی سے جب تو رخصت ہوجائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ تیرے سامنے دوزخ کی آگ نہیں آئے گی یعنی تو دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں اور عنایات کے باعث تجھے رب کائنات کے عنایات والے مقام بہشت سے نوازا جائے گا۔

فائدہ:

معارف فریدیہ میں یہی شعر یوں بیان ہوا ہے۔

فرید مَن مَیدانِ کرُ ، ٹوئے ٹبے رَاہ
اگے مُوَل نہ آوَسی دوزَخ دی بھاہ

پہلے مصرعہ کے آخر میں لاہ کی بجائے راہ، راہ کا معنی ہے راستہ

گویا آپ فرماتے ہیں کہ اے فرید! اپنے وجود سے میں جیسی بری صفت نکال دے کہ یہ تکبر، فخر وغرور کی علامت ہے۔ اس میں کی وجہ سے پیدا ہونے والے اثرات سے بھی اپنے وجود کو پاک صاف کرلے۔ اپنا دل ہر قسم کی بری صفات سے پاک کر۔ اسی میں کی وجہ سے تیرے عقائد واعمال میں جو رخنے، گڑھے، ٹیلے راستے پیدا ہوگئے ہیں وہ سب دور کر کے سب ناہمواریاں دور کرلے راستہ صاف کرلے۔ اپنا ضمیر اور معاملات زندگی پاک کرلے کہ تیرے وجود میں اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کبھی اونچ نیچ ختم ہوجائے اگر تو اس طرح صفائی ستھرائی کرلے دوزخ کی آگ تیرے سامنے بالکل نہیں آئے گی۔

اس شعر کا ترجمہ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے یوں بیان فرمایا ہے کہ

اے فرید! اپنا دل پاک کرو، گڑھے، ٹیلے ہموار کرو، رستہ صاف کرو (اپنا ضمیر اور معاملات، زندگی پاک رکھو) تو دوزخ کی آگ ہرگز سامنے نہیں آئے گی (آخرت کی نجات کا دارومدار دنیا میں نیک پاک رہنے پر ہے۔

تکبر کی مذمت:

تکبر سخت گناہ اور حرام ہے اس کا انجام دنیا وآخرت میں ذلت وخواری کے سوا کچھ نہیں۔ اسی کا شکار ہونے کی وجہ سے ابلیس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا۔ یہی سبب بنا کہ بہشت سے نکالا گیا، رحمت حق سے دور ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ابلیس پہ لعنت کی اور قیامت تک تمام ملائکہ اور تمام جن وانس اس پہ لعنت بھیجتے رہیں گے۔ وہ ابلیس اور اس کے متبعین جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

کیا خوب شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

تکبر را عزازیل خوار کرد

marfat.com
Marfat.com

تکبر نے ہی عزازیل کو ذلیل و خوار کیا اور لعنت کے قید خانے میں گرفتار کر دیا۔
قرآن پاک میں ہے کہ۔

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ○ (پ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۷)

اور زمین پر اتراتا نہ چل۔ بے شک تو زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

شیخی میں کوئی فائدہ نہیں۔ گناہ لازم ہو جاتا ہے لہٰذا شیخی چھوڑ و لہٰذا عجز و انکساری قبول کرو سر بلند درختوں پر پھل چھوٹا ہوتا ہے تواضع کرنے والی بیل پر بڑے پھل لگتے ہیں جیسے کدو، تربوز، متکبر آگ میں باغ نہیں لگتے عاجز خاک میں ہی لگتے ہیں۔ (تفسیر نور العرفان، ص ۴۵۵)

(۲) متکبروں کا ٹھکانہ جہنم:

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

(پ۲۴، سورۃ الزمر آیت نمبر ۷۲)

فرمایا جائے گا کہ داخل ہو جہنم کے دروازوں میں۔ اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی برا ٹھکانہ متکبروں کا۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

قرآن پاک میں تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم بتایا گیا ہے۔

حدیث شریف نمبر1:

حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جس کے دل میں رائی کے برابر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا اور جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ شریف ابواب الزہد حدیث نمبر ۱۹۷۶)

حدیث شریف نمبر2:

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔ مردوں کی صورت میں ان کو ذلت ہر جگہ سے ڈھانپ لے گی جہنم میں ایک قید خانہ کی طرف ان کو کھینچا جائے گا جس کا نام بولس ہے۔ آگوں کی آگ ان کو گھیر لے گی دوزخیوں کے نچوڑ سے ان کو پلایا جائے گا جس کا نام طِيْنَةُ الْخَبَال ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن تکبر کرنے والے ایسے آئیں گے کہ ان کی صورتیں تو مردوں جیسی ہوں گی اور جسم چیونٹیوں کی طرح ہوں گے ہر طرف سے ذلت ان

marfat.com
Marfat.com

کے لیے ہوگی وہ جہنم کی آگ میں چلیں گے، دوزخیوں کی پیپ پئیں گے۔

تین آدمیوں کے لیے وعید:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین آدمیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے، ان میں سے ایک بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا مفلس متکبر ہے۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۲۲۴، حصہ اوّل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر وہ تین آدمی پیش کیے گئے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور پھر وہ تین آدمی پیش کیے گئے جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے، پہلے تین جو جنت میں جائیں گے ان میں سے ایک شہید دوسرا وہ غلام جو اپنے رب کی اطاعت سے غافل نہیں رہا اور تیسرا وہ غریب بوڑھا جو عیال دار ہے اور وہ تین آدمی جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے ان میں سے ایک زبردستی مسلط ہونے والا حاکم، دوسرا وہ صاحب ثروت مالدار جو زکوٰۃ نہیں دیتا اور تیسرا فقیر متکبر ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے افراد سے بغض رکھتا ہے اور تین میں سے کچھ کے ساتھ تو بہت زیادہ بغض رکھتا ہے پہلا یہ کہ وہ فاسقوں کے ساتھ تو بغض رکھتا ہے لیکن بوڑھے فاسق کے ساتھ تو بہت ہی زیادہ دوسرا بخیلوں کے ساتھ لیکن مالدار بخیل کے ساتھ بہت ہی زیادہ بغض رکھتا ہے تیسرا تکبر کرنے والوں کے ساتھ لیکن فقیر متکبر کے ساتھ بہت ہی زیادہ بغض رکھتا ہے نیز تین طرح کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اور تین قسم کے افراد سے تو بہت ہی زیادہ محبت فرماتا ہے ایک تو پرہیزگاروں سے لیکن نوجوان پرہیزگار سے بہت ہی زیادہ محبت فرماتا ہے دوسرا سخیوں سے لیکن غریب سخی سے بہت زیادہ محبت فرماتا ہے تیسرا انکساری کرنے والوں سے لیکن مالدار منکسر المزاج سے بہت ہی زیادہ محبت فرماتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین، ص ۲۲۵، حصہ اوّل)

حضرت یحییٰ بن جعلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں ایک حبہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عمدہ لباس، جڑاؤ جوتے اور کوڑا لٹکانا بہت ہی پسند ہے کیا یہ بھی تکبر ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے اور وہ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندوں پر دیکھنا پسند فرماتا ہے جبکہ بوسیدگی و تنگ حالی کو ناپسند فرماتا ہے لیکن تکبر یہ ہے کہ حق کو سفیہ جانے اور خلق خدا کو حقیر سمجھے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے جوتے کو گانٹھتا ہے اور کپڑے کو پیوند لگاتا ہے اور اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے سجدے کر کے غبار آلود کرتا ہے وہ تکبر سے بری ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو صوف پہنتا ہے، پھٹا پرانا جوتا پہنتا ہے، اپنے گدھے پر سوار ہوتا ہے، اپنی بکری کا دودھ نکالتا ہے، اپنے گھر والوں کے ساتھ مل کر کھاتا ہے اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی متکبرانہ خُو کو مٹا دیتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا رب اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ غضب تیرا کس پر ہوتا ہے فرمایا اے موسیٰ جس کے دل میں تکبر ہو، جس کی زبان غلیظ ہو، جس کا یقین کمزور ہو اور ہاتھ بخیل ہو۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۲۲۶، حصہ اوّل)

متکبرین کی مذمت اور متواضعین کی مدحت:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بوڑھی کے اسباب میں سے تواضع ایک سبب ہے ہر نعمت پر حسد

marfat.com
Marfat.com

کیا گیا ہے سوائے تواضع کے بعض دانا فرماتے ہیں قناعت کا پھل راحت ہے اور تواضع کا پھل محبت ہے۔ منقول ہے کہ مہلب بن ابی صفرہ جو کہ حجاج کے لشکر کا سپہ سالار تھا وہ مطرف بن عبداللہ بن شخیر کے سامنے فاخرہ لباس میں متکبرانہ انداز میں گزرا تو مطرف نے اس سے فرمایا اے اللہ کے بندے ایسی چال پر اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوتے ہیں مہلب نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ آپ نے کہا ہاں تیری ابتداء ایک بدبودار نطفہ سے ہے اور انتہا بدبودار مردار ہے اور ان کے درمیان ایک گندگی کا بوجھ لیے پھرتا ہے تب مہلب نے ایسا چلنا چھوڑ دیا ایک دانا کا کہنا ہے کہ مؤمن بندے کا فخر اپنے رب اور اس کی عزت وجلال اور اس کے دین پر ہوتا ہے جبکہ منافق کا فخر اس کے نسب اس کی عزت اور مال سے وابستہ ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تم تواضع کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے لیے تواضع کرو اور جب تکبر کرنے والوں کو دیکھو تو ان سے تکبر سے پیش آؤ اس میں ان کی حوصلہ شکنی اور ذلت ہے اور تمہارے لیے یہ صدقہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے رفعتیں عطا فرماتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۲۲۷۔۲۲۶، حصہ اوّل)

حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو بھی انسان ہے اس کے سر میں دو زنجیریں ہیں ایک کا تعلق ساتویں آسمان سے ہے اور ایک کا تعلق زمین سے ہے۔ جب انسان عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان کی زنجیر کو کھینچ کر اس کو بلند کرتا ہے اگر وہ تکبر کرے تو ساتویں زمین کی زنجیر کھینچ کر اس کو ذلیل کرتا ہے۔ (لباب الحدیث، ص ۱۴۸، رواہ الطبرانی والبزار والدیلمی والخرائطی)

فائدہ:

جب انسان تکبر کرتا ہے تو جہنم اس کی سزا ہے اور جو انسان عاجزی اختیار کرتا ہے تو وہ جہنم سے نجات پا جاتا ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا خالق خلق میں، خلق وسے رب ماںہہ
مندا کس نوں آکھیئے، جاں تس بن کوئی ناںہہ

حل لغات:

★ خالق: تخلیق کرنے والا، پیدا کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام۔ ★ خلق: خلقت، مخلوق دنیا کے لوگ، پیدائش، دنیا۔ ★ ماںہہ: میں۔ ★ وسے: بسے، رہے۔ ★ مندا: برا۔ ★ نوں: کو۔ ★ آکھیئے: کہیں۔ ★ جاں: جدوں، جب۔ ★ تس: اوس، اُس۔ ★ بن: بجز، بغیر، سوا۔ ★ ناںہہ: نہیں۔

اے فرید! خالق اپنی پیدا کردہ مخلوق میں اور مخلوق اپنے رب میں بستی ہے۔ برا بھلا کسے کہیں کہ جب اُس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔ خالق کے سبب مخلوق ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خالق کے بغیر کچھ بھی نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

مطلب:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ خالق اپنی تخلیق کردہ مخلوق میں اور مخلوق اپنے رب میں بستی ہے جب رب اور مخلوق کے سلسلے میں یہ صورت حال ہے تو پھر ہم کسے برا کہیں۔ بس ہمیں چاہیے کہ ہم مخلوق کو برا نہ کہیں کسی کے متعلق زبان درازی کا ہمیں کیا فائدہ اس سلسلے میں بس یہی کہہ کر خاموشی اختیار کرلیں کہ اللہ جانے اور اس کی مخلوق۔ مخلوق کے احوال اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں۔ ہم آپس میں لڑنا جھگڑنا بند کردیں اس طرح کا وطیرہ اپنالیں تو پوری کائنات میں امن کا پرچم لہرانے لگے یہ اللہ والوں کی تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے مطابق عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

-----☆☆☆-----

کُوک فریدا کُوک تُوں ، جیوں راکھا جُوار   جَب لَگ ٹانڈا نہ گرے ، تَب لَگ کُوک پُکار

بابا فرید گنج شکر دی عظیم صوفی دانش، ص ۶۴

(Great Sufi Wisdom Baba Farid P.No: 64)

حل لغات:

★ کُوک کُوک: سریلی آواز، قمر، فاختہ، کوئل اور مور کی آواز۔ گھڑی، گھنٹے وغیرہ میں چابی دینا، شور چیخ و پکار یہاں یہی آخری معنی ہی مراد ہے۔ ★ توں: تو۔ ★ جیوں: جیسے۔ ★ راکھا: رکھوالی کرنے والا، حفاظت کرنے والا، پکی فصل سے پرندوں کو اڑانے والا۔ ★ جب لگ: جب تک۔ ★ ٹانڈا: جوار جوار کا پودا۔ ★ تب لگ: تب تک، اس وقت تک۔ ★ پکار: نالش، شکایت، شوروغل، بلاوا، حاضری، ضرورت، مانگ، ڈھنڈوار، اطلاع، اعلان اور فریاد یہاں یہی معنی مراد ہے۔

اے فرید! اپنے ایمان کی حفاظت اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے زندگی عطا فرمائی ہے گناہوں کی دلدل سے بچنے کے لیے حفاظت کرتا رہ جیسے جوار کا راکھا یعنی جوار کی حفاظت کرنے والا شور کرکے پرندوں کو اڑاتا رہتا ہے۔ جب تک جسم کا ٹانڈا موت کے سبب پختہ ہو کر نہیں جاتا اس وقت تک کوک اور فریاد کرتا رہ۔ شیطان اور شیطان صفت انسانوں کو اپنی ذات سے دور کرتا رہ۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ۔ اے فرید! تو ہر وقت چیخ و پکار کرتا رہ۔ جیسے جوار کی رکھوالی کرنے والا پرندوں کو فصل سے اڑانے کے لیے شور کرتا رہتا ہے۔ چیختا چلاتا رہتا ہے پرندوں کو اڑاتا رہتا ہے۔ تاکہ پرندے جوار پکنے تک جوار کے سٹہ سے بیج نہ کھا جائیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ بیج کی حفاظت کی جائے اور پھر اپنے مقصد کے لیے بیج استعمال کیا جائے۔ جوار کا راکھا یعنی جوار کی حفاظت کرنے والا اس وقت تک جوار کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ شور کرتا رہتا ہے جب تک بیج پک نہیں جاتا اور بیج پکنے کی عام سادہ سی نشانی یہ ہوتی ہے کہ جوار کا ٹانڈا یعنی پودا پہلے سبز ہوتا ہے۔ جب بیج پک جاتا ہے تو اس وقت خود بخود ہی خشک ہو جاتا ہے اس کا رنگ پیلا ہو جاتا ہے۔ اور جوار کا پودا خشک ہو کر خود بخود ہی گر جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اے فرید! تو ہر وقت شور اور چیخ و پکار کر جیسے جوار کی حفاظت کرنے والا اپنی جوار کی حفاظت کے

marfat.com
Marfat.com

لیے شور مچاتا رہتا ہے۔ یہ چیخ وپکار اس وقت بند کرتا ہے جب جوار کا بیج پک کر تیار ہو جاتا ہے اور جوار کا ٹانڈا خود بخود ہی خشک ہو کر گر پڑتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب جوار کا بیج بہترین طریقے سے پک کر تیار ہو گیا ہے۔

حکمت:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے تشبیہ کے ذریعے حکیمانہ انداز سے سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے کہ انسانی جسم اور روح، جوار کے کھیت کی مانند ہے۔ اس کھیت کو اجاڑنے تباہ و برباد کرنے اور نقصان پہنچانے کے لیے اس پر شہوت، ہوس، غصہ، حرص، فخر، غرور، تکبر، حکمرانی، چوری چوری چکاری قتل وغارت گری، لالچ، ہوس، شیطان، نفس لمارہ وغیرہ کے پرندے اور درندے حملہ کر کے ہلاکت میں ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان پرندوں اور درندوں سے حفاظت کے لیے ہمہ وقت طہارت بدنی قلبی اختیار کرے، اللہ رب العزت کے ذکر و فکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اس وقت تک اپناتا رہے جب تک موت اس کے جسم کے ٹانڈے کو گرا نہ دے۔ آخری سانس تک دشمن پرندوں اور درندوں سے حفاظت کا بندوبست بڑے محکم انداز میں کرتا رہے۔

کوک فریدا کوک جیوں راکھا جوار:

اے فرید! جیسے جوار کا راکھا یعنی جوار کی حفاظت کرنے والا ہر وقت شور کرتا رہتا ہے اور اپنی جوار کی حفاظت کرتا رہتا ہے تو بھی اسی طرح اپنے سانسوں کی حفاظت کرتا۔ اپنی زندگی کی حفاظت کرتا رہ۔ اپنی زندگی کے شب و روز کی حفاظت کرتا رہ۔ تا کہ تیری زندگی کے شب و روز اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق گزریں، تیری زندگی کے لیل و نہار میں شیطانی چالبازیوں کی آمیزش نہ ہو۔ تیری زندگی کی ہر سانس شیطانی چالوں کا شکار ہو کر بدقسمتی کی دلدل میں نہ جا گرے۔ جو تیرے لیے حق تعالیٰ سے دوری کا سبب بن جائے۔ جو سبق تجھے مرشد نے پڑھایا ہے اسی کے مطابق اپنی زندگی کے لمحات خوب مضبوطی سے گزار شیطان اور شیطان کے چیلے تجھے خراب کرنے کی کوشش کریں گے جو جیسے جوار کے راکھے کو پرندے تنگ کرتے ہیں۔ دیکھ جوار راکھے کی ہے یا پرندوں کی ہے صاف ظاہر ہے کہ جوار کے راکھے کی جوار ہے اور اب اس کی حفاظت بھی وہ خود کر رہا ہے۔ جب چور چوری چکاری سے باز نہیں آتے تو تُو اپنے حق کی حفاظت سے کیوں تنگ آتا ہے۔ تھوڑی سے تکلیف تو اسے اٹھانی پڑتی ہے مگر پھر سکون بھی حاصل کرتا ہے۔ فوائد بھی حاصل کرتا ہے۔ اگر وہ اس کی حفاظت نہ کرے۔ جو جانور جیسے مرضی خراب کرتا رہے تو اس میں سے اسے کیا حاصل ہوگا نقصان ہی نقصان ہوگا۔ بعینہٖ اگر انسان اپنی زندگی کی حفاظت، شیطان، شیطان صفت انسانوں سے نہ کرے گا۔ مضبوطی اختیار نہ کرے گا۔ جو جیسا کہے اسی کے مطابق عمل کرے گا تو پھر ایسا انسان دینی وایمانی چوروں کے ہاتھوں اپنی زندگی کے لمحات ضائع کر بیٹھے گا بلکہ جن سانسوں میں ذکر کر کے اس نے حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا تھا وہ نہ صرف ضائع کر بیٹھے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ بدتری کا شکار ہو جائے گا۔ گناہوں کی دلدل میں گرنے کی پاداش میں جنت کا مستحق ہونے کی بجائے جہنم میں پھینک دیا جائے گا ایسی صورت میں وہی انسان اپنے دین وایمان کے چوروں اور ڈاکوؤں کو اپنی زندگی سے نہ نکال کر کتنا دھوکا کھا جائے گا کتنا نقصان اٹھائے گا۔ اس کے متعلق تو کچھ سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ اس لیے اپنی زندگی سے شیطانی اور شیطان صفت انسانوں کو نکال دینا چاہیے تا کہ دین وایمان محفوظ رہیں صراطِ مستقیم کے مطابق زندگی کے لیل و نہار گزریں۔ اور اگر دین وایمان کے دشمنوں سے اپنی زندگی محفوظ کر لے گا بچا لے گا تو حق تعالیٰ کی بارگاہ سے خوب نوازا جائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

جب لگ ٹانڈا نہ گرے تب لگ کو ک پکار:

جب تک انسان زندہ ہو اس وقت اسے حفاظت کرنی چاہیے۔ جب اس جہان فانی سے ایمان سلامت لے گیا تو پھر حق تعالیٰ خصوصی کرم نوازی فرمائے گا قبر کو بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے گا۔

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: القبر روضة من ریاض الجنة اوحفرة من حفر النار (لباب الحدیث باب ۳۰ بحواله الترغیب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

قبر میں مومن کی شان:

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المؤمن فی قبرہ فی روضة خضراء ویوسع له قبرہ سبعین ذراعاً ویضی حتی یکون کالقمر لیلة البدر ○

(لباب الحدیث باب ۳۰ ص ۱۶۹ بحوالہ رواہ البخاری ومسلم والنسائی بعض الاجزاء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن قبر میں ایسے ہوتا ہے جیسے سرسبز محل میں ہو اور قبر اس کے لیے ستر ہاتھ وسیع کر دی جاتی ہے اور اس کو روشن کر دیا جاتا ہے۔ جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔

شب وروز جدوجہد:

جناب مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

بابا صاحب فرماتے ہیں کہ تو اپنے قلب یا جسم کے جوار کے کھیت سے جو بحکم الٰہی بذریعہ اعمال حسنہ نجات یا حیات ابدی کا خرمن حاصل کرنے کے لیے قدرتاً بویا گیا ہے ذکر الٰہی کی یاد سے غصہ، محبت بنکار کے جانوروں کو جو کہ ہر وقت اس کھیت جوار کے کو شروع سے اخیر تک کھاتے رہتے ہیں اور مالک کھیت کو کاٹنے تک خسارہ دیتے رہتے ہیں اور اعمال حسنہ کا کافی خرمن حاصل کرنے سے محروم رکھتے ہیں شب وروز پکار کر اڑا تا رہ تاوقتیکہ یہ کھیت کاٹ کر خرمن نہ کیا جاوے اور اس کی قیمت کے عوض اجر یا ثواب درگاہ خدا سے عطا نہ ہو جاوے۔ اس واسطے ہر انسان کو لازم ہے کہ ہوشیار اور خبردار ہو کر اپنی ہستی یا قلب کی زمین میں اعمال حسنہ کے خلوص سے تخم ریزی کرے اور کسی مرفوع الاجازت شیخ سے تعلیم وتلقین پختگی اور حفاظت کھیت کی حاصل کر کے شب وروز جدوریاضت کے ساتھ ذکر جلی وخفی کی پکار سے اپنی ہستی موہومہ کے کھیت سے خواہشہائے نفسانی کے جانوروں کو دمبدم اڑا دے اور امن وامان سے خرمن روحی کی خلعت فاخرہ پہنے تاکہ ہمیشہ کے لیے کسی طرح کا خوف اور غم نہ رہے۔ (دیوان فرید، ص ۱۲۵-۱۲۴)

دائمی ذکر حق:

کوئی لمحہ بھی ذکر حق سے غافل نہ ہو جو لمحہ ذکر حق سے غفلت میں گزرا سمجھ لیجئے کہ وہ لمحہ دشمن کا جادو چل گیا وہ لمحہ تیرے

marfat.com
Marfat.com

لیے حق تعالیٰ کے قرب سے دوری کا کانٹا لے کر آئے گا۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جس کی نظر میں دنیا اور اہل دنیا کی وقعت ہے وہ دونوں جہان میں ملعون طالب ہے وہ درویش نہیں حدیث شریف میں وارد ہے کہ

الدنیا ملعون ومافیھا الاذکر اللہ

یعنی ذکر الٰہی کے سوا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ملعون ہے۔ (ابیات باہو شرح، ص ۹۴، بحوالہ محبت الاسرار، ص ۱۴، مکتوب ۱۳۰۶ء)

حکایت:

ایک روز حضرت محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ گھر سے باہر تشریف لائے تو ابلیس کو دروازہ پر کھڑا پایا فرمایا اے ابلیس! تو یہاں کیوں کھڑا ہے جاؤ؟

ابلیس نے کہا اے غوث الاعظم آپ کا غلام درم دینار اندر لے گیا ہے درم کے انتظار میں کھڑا ہوا درم و دینار میری متاع قلیل ہے اور متاع قلیل عورت کے حیض آلودہ کپڑے کے ٹکڑے کو بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرما ہے **قل متاع الدنیا قلیل** کہہ دو دنیا کی متاع قلیل ہے (سورۃ النساء۔ ۷۷) جو کوئی درم و دینار سے محبت رکھتا ہے اے پیر! وہ میری جان اور میرا بھائی ہے اور شیاطین بے دین علیہ لعنت مجھ سے ہیں۔

حضرت پیر دستگیر اندر گئے اور درم و دینار اندر سے لا کر ابلیس کے حوالے کیے ابلیس نے کہا اے پیر! اہل ہوا اور اہل دنیا چاہے عالم فاضل ہو یا فاضل یا متقی یا جاہل فقیر ہو یا پارسا ہو وہ سب طالب میرے ہیں۔ دنیا کا مرید میرا مرید ہے۔ دنیا کا غلام میرا غلام ہے۔ (ابیات باہو معہ ترجمہ و شرح، ص ۹۴، بحوالہ گنج الاسرار، ص ۱۲۔ ۱۱، از سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ)

فائدہ:

اسی لیے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

ایہہ دنیاں رن حیض پلیتی ہرگز پاک نہ تھیوے ہو
جیں فقر گھر دنیاں ہووے لعنت اس دے جیوے ہو
حُب دنیاں دی رب تھیں موڑے، ویلے فکر کچیوے ہو
سہ طلاق دنیاں نوں دیئے جے باہو سچ پچھیوے ہو

(ابیات باہو)

مرشد کریم سے تعلیم وتلقین:

کسی صحیح مرشد کریم سے تعلیم وتلقین حاصل کرے اور شب و روز ریاضت میں معروف ہو جائے ذکر جلی اور خفی کے ذریعے غفلت دور کرے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ:

marfat.com
Marfat.com

الف۔ اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگ ہر جائی ہو
اند بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہوؒ، جیں ایہ بوٹی لائی ہو

(ابیات باہو)

غوث الاعظم کا فرمان:

سید عبدالقادر جیلانی سرالاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار میں فرماتے ہیں "ولی خدائے تعالیٰ کا خوشبودار پھول ہے اس کی سرزمین میں صدیق (یعنی انبیاء علیہم السلام کے سچے متبعین) اس کو سونگھتے ہیں۔ اس کی خوشبو اُن کے دلوں میں اُتر جاتی ہے تو ان کا جذبہ شوق اپنے مولا کی طرف بڑھ جاتا ہے۔"

پھر فرمایا "تو شریعت کا بیج دل کی زمین میں بوئے کہ اس میں شریعت کا درخت پیدا ہو کر درجات کا پھل لائے"

پھر فرمایا "توحید کا بیج کسی زندہ دل (مرشد) سے اخذ کرنے سے دل زندہ ہو جاتا ہے" (ابیات باہو مع ترجمہ وشرح، ص ۶۵)

سلطان العارفین کا کلام:

اسی شعر کی ترجمانی دیکھنی ہو تو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ یہ کلام ملاحظہ فرمایئے فرق صرف اتنا ہے کہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ اپنی حیات مستعار کی حفاظت کرتا رہ۔ سلطان العارفین نے اللہ والوں کی زندگی کے لمحات کیسے گزرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کیا کچھ بیتتا ہے۔ دشمن کی چالوں اور حق کے متوالوں کا طریقہ بھی بیان فرما دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

الف: الست بربکم سنیا دل میرے، نت قالو بلےٰ کوکیندی ہو
حُب وطن غالب ہوئی ھک پل سون نہ دیندی ہو
قہر پوے تینوں رہزن دنیا توں تاں حق دا راہ مریندی ہو
عاشقاں مول نہ قبول کیتی باہو تو نے کر کر زاریاں روندی ہو

(ابیات باہو)

ذکر اللہ کے متعلق کسی اور مناسب مقام پہ انشاء اللہ عرض کیا جائے گا۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا جِیْں دِیہہ نالا کپِیا، جے گل کپِیں چُکھ
پوں نہ اِتی مالے، سہاں نہ اِتی دُکھ

حل لغات:

★ جیں: جس، جونسے، جب۔ ★ دیہہ: دن۔ ★ نالا: ناڑو، ناڑا، ناف کی نالی جس سے ماں کے پیٹ میں بچے کو غذا ملتی ہے اور پیدائش کے وقت کاٹ دی جاتی ہے۔ ★ کپیا: کپن یعنی کاٹنا مصدر سے ماضی کاٹا، کاٹ کر کاٹ کر علیحدہ کیا۔ ★ جے: اگر۔ ★ گل: گلا، حلق، گردن۔ ★ کپیں: کاٹ دیں، کاٹ دیتے۔ ★ چکھ: تھوڑی سی، کچھ، ذرا سی۔ ★ پون نہ: نہ پڑیں، نہ پڑتے۔ ★ اتی: اتنے۔ ★ مالے: معاملے، مسائل۔ ★ سہاں نہ: نہ میں سہوں، مجھے نہ سہنے پڑتے، مجھے نہ اتنے مسائل سے واسطہ پڑتا۔ ★ اتی دکھ: اتنے دکھ، اتنی مصیبتیں، اتنے غم۔

مطلب:

اے فرید! جس دن پیدا ہوا۔ اس وقت جس نے میری ناف والی نالی کاٹی تھی وہی اگر اس دن میرا تھوڑا سا گلا بھی کاٹ دیتا۔ تو میں اسی وقت اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا۔ نہ بانس ہوتا نہ بانسری بجتی۔ نہ اتنی زندگی ہوتی اور نہ ہی اتنے مسائل کا شکار ہوتا۔ اتنے دکھ نہ سہنے پڑتے۔

بعض بزرگوں سے سنا ہے کہ دُکھوں سکھوں کا حسین امتزاج زندگی ہے۔ یعنی دکھوں سکھوں کے حسین امتزاج کو زندگی کہا جاتا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات حقیقت معلوم ہوتی ہے مثلاً یہی دیکھئے کہ زندگی میں اگر سکھ ہی سکھ ہوں جس نے کبھی دکھ نہ دیکھے ہوں اسے سکھوں کی کیا قدر، دکھ تو انسان کو سکھوں کی قدر سے آشنا ہونے کا سبب ہوتے ہیں۔ جو زندگی میں دُکھوں سے آشنا نہیں ہوتا اُسے سکھوں کی حقیقت کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ بہر حال حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں۔ سمجھایا ہے کہ دکھوں کا آنا اور متفرق معاملات کا زندگی میں پیش آنا مِنْ جَانِبِ اللّٰہ ہے یعنی زندگی میں ایسے تمام امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر گھبرانا نہیں چاہیے۔ دکھوں سے مغلوب ہو کر بے صبری کا مظاہرہ قطعاً مناسب رویہ نہیں ہے۔ دکھوں کا آنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور سکھوں کا آنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

حکایت:

ایک دفعہ الفقیر ابو احمد اویسی نے فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ کل نفس ذائقة الموت کہ موت کا ذائقہ ہر نفس نے چکھنا ہے۔ جبکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ موتوا قبل ان تموتوا۔ کہ مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ اب اگر مرنے سے پہلے خود ہی موت کے اسباب بناتے ہیں تو اسے شرعی نقطہ نظر سے خودکشی کہا جاتا ہے جبکہ خودکشی کا بہت بڑا عذاب اسلام میں بیان کیا گیا ہے۔

اب دیکھئے جب موت نے آنا ہے تو اسی وقت موت آئے گی جو موت کے لیے وقت مقرر ہے وقت مقررہ سے پہلے موت آ نہیں سکتی تو پھر مرنے سے پہلے مرنے کا کیا مطلب ہے۔

فیض ملت نے ارشاد فرمایا: اس موت سے مراد وہ موت نہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں بلکہ اس کا مطلب ہے کہ اللہ و رسول اللہ جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے [illegible] ہی خواہشات نفسانیہ ختم کر دو۔ وجود

marfat.com
Marfat.com

آپ کا ہواس پہ حکم اللہ و رسول کا چلے۔ آپ کے جسم پہ حکومت خالق و مالک کی ہونی چاہیے حق تعالیٰ کی حکمرانی کی بجائے اپنی من مانی کبھی نہ کیجئے۔

مثلاً دیکھئے دکھ آئیں تو آنے دو بے صبری کا مظاہرہ نہ کرو بلکہ صبر و استقامت سے کام لیتے ہوئے دینی احکام کے مطابق عمل کرو۔ اگر سکھ آئیں تو اتراتے نہ پھرو کہ دیکھا میری عقل کا ثمر، دیکھا میری سیاست نے کیسے کام دکھایا۔ یہ ہے میری فہم و فراست کا نتیجہ۔ نہیں بلکہ دکھ آئیں تو برداشت کیجئے کیونکہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں بے صبری کا مظاہرہ نہ کیجئے اور سکھ آئیں تو اسے حق تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہوئے تکبر میں نہ آجایئے جس نے یہ سکھ اور سکون دیا ہے وہ لے بھی سکتا ہے۔ اس سلسلے میں تیری مَیں نہیں ہونی چاہیے اپنی مَیں کو ختم کر دیجئے۔ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سامنے اپنے آپ کو مردہ کی طرح جیسے مردہ غسال کے ہاتھ میں ہوتا ہے جیسے مرضی غسال اسے ادھر اُدھر کرتا ہے تو مردہ کی اپنی مرضی نہیں چلتی بلکہ غسل دیتے ہوئے غسال کی مرضی چلتی ہے اسی طرح اللہ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سامنے اپنی ذات کو مردہ سمجھتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا فرمانا بزرگوں کی اتباع میں:

اس شلوک سے مراد یہ نہیں کہ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ بے صبری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں بلکہ آپ کا یہ فرمانا اولیائے کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بزرگوں کی اتباع کی حیثیت سے ہے۔

انسان کی اقسام:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ
انسان تین طرح کے ہیں۔

(۱) دنیا میں ڈوبا ہوا۔

(۲) مبتدی سالک توبہ کرنے والا۔

(۳) عارف سالک منتہی

(۱) پہلی قسم کا انسان موت کو یاد نہیں کرتا اگر کرتا ہے تو اپنی دنیا پر افسوس کی وجہ سے اس کی برائی کرنے لگتا ہے۔ ایسے آدمی کو موت کی یاد خدا سے اور زیادہ دور کر دیتی ہے۔

(۲) تائب موت کو اس لیے زیادہ یاد کرتا ہے کہ اس کے دل میں سے خوف اٹھے اور توبہ کو کامل کر دے اور بعض اوقات اسے برا بھی جانتا ہے۔ اس نظریہ سے کہ کہیں پہلے توبہ کی تکمیل اور توشہ کی تکمیل کے موت نہ آجائے۔ یہ شخص موت کے برا جاننے میں معذور ہے وہ اس حدیث کے مضمون میں داخل نہیں من کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقائہ یعنی جو شخص اللہ عزوجل کی ملاقات کو برا جانتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو برا جانتا ہے۔ اس لیے کہ یہ شخص موت اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کو برا نہیں جانتا بلکہ اپنے قصور اور تقصیر کی وجہ سے لقائے ربانی سے محروم نہ ہو جاؤں۔

marfat.com
Marfat.com

مثال:

جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کی ملاقات میں اس وجہ سے تاخیر کرے کہ اس دوران معشوق کی مرضی کی موافقت کی تیاری میں لگا رہے تو ایسے عاشق کو یہ نہ کہیں گے کہ محبوب کی ملاقات سے گھبرا رہا ہے اور اس کی پہچان یہ ہے کہ ہمیشہ موت کی تیاری میں لگا رہے۔ کوئی کام اس کے سوا نہ ہو۔

(۳) وہ عارف جو ہمیشہ موت کو یاد کیا کرتا ہے اس لیے کہ موت پر وعدہ ملاقات حبیب ہے اور محب اپنے محبوب کے وعدہ وصال کو کبھی نہیں بھولتا بلکہ ایسا شخص اکثر موت کے لیے جلدی کرتا ہے اور اس کے آنے سے خوش ہو کر اسے محبوب جانتا ہے تا کہ گنہگاروں اور دنیاداروں سے نجات پا کر رب العلمین کے جوار میں پہنچے۔

فائدہ:

تائب تو موت کو برا جاننے میں معذور ہے اور عارف موت کے اچھا جاننے میں اور اس کی تمنا کرنے میں اور ان دونوں سے بڑھ کر وہ ہے جو اپنا معاملہ اللہ عزوجل کو سپرد کرے کہ وہ اپنے لیے نہ موت پسند کرے اور نہ زندگی بلکہ سب چیزوں سے محبوب تر اس کے نزدیک وہی ہے جو اس کے مالک کے نزدیک محبوب تر ہو۔ اس طرح کا شخص فرط محبت اور عشق کے حیات مقام تسلیم اور رضا میں پہنچ جاتا ہے اور یہی علت غایت اور منتہائے آرزو ہے۔ (اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، ج۴، ص ۸۲۵)

فریدا! جیں دینہہ نالا کپیا ، جے گل پیں چکھ
پون نہ اتی معاملے ، سہاں نہ اتی دکھ

خوفِ خدا کی فضیلت

حدیث شریف:

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے داؤد! مجھ سے ایسے ڈر کہ جیسے ایذا رساں درندے سے ڈرتے ہو۔ (احیاء العلوم ۴ باب خوف ورجا)

آیت:

(۱) هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ٥ (پ۹، اعراف ۱۵۴)

ہدایت اور رحمت ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

(۲) اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ٥ (پ۲۲، سورۃ فاطر ۲۸)

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں بے شک اللہ عزت والا بخشنے والا ہے۔

(کنزالایمان)

marfat.com
Marfat.com

(۳) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ○ (پ۳۰ البینہ ۸)

اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

(۴) وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (پ۴، آل عمران ۱۷۵)

اور مجھ سے ڈرا گر ایمان رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

(۵) وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ط (پ۵، النساء ۱۳۱)

بے شک تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

(۶) وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ○ ج (سورۃ رحمٰن ۴۶)

اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

حدیث:

اَلْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ

حکمت کی اصل اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔

(۲) جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے ہر چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر چیز سے ڈراتا ہے۔

(۳) تم میں سے کامل عقل والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا خوف سب سے زیادہ کرتا ہے۔

(۴) حدیث قدسی شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم! کہ میں اپنے بندے پر دو خوف یکجا نہیں کروں گا اور نہ ہی دو امن۔ پس اگر میرا بندہ مجھ سے دنیا میں مامون ونڈر رہے گا تو پھر میں اسے قیامت کے دن ڈراؤں گا اور اگر وہ مجھ سے دنیا میں ڈرے گا تو پھر میں اسے قیامت کے دن امن اور بے خوفی سے نوازوں گا۔

(احیاء العلوم، ج۴، خوف ورجا)

بزرگوں کے اقوال:

(۱) موت کو یاد کرو۔ سن لو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تمہیں معلوم ہو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور بہت زیادہ روؤ۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲) موت نے دنیا کو رسوا کر دیا، عاقل کے لیے خوشی کا نام نہ چھوڑا۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ)

(۳) دو چیزوں نے دنیا کی لذت مجھ سے دور کر دی، موت کا ذکر، خدا تعالیٰ کی پیشی۔ (حضرت ابراہیم تیمی)

(۴) جو شخص موت کو پہچان لیتا ہے اس پر دنیا کی مصیبتیں اور رنج آسان ہو جاتے ہیں۔ (حضرت کعب رضی اللہ عنہ)

(۵) موت کو یاد کیا کر تیرا دل نرم ہو جائے گا۔ (ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

(۶) میں نے جس عاقل کو بھی دیکھا ہے تو موت سے خائف اور اس سے اندوہناک پایا ہے۔ (حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ)

(۷) ایک لمحہ موت کا ذکر میرے دل سے جدا ہو تو دل فاسد ہو جائے گا۔ (حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ)

marfat.com
Marfat.com

(۸) اس موت نے تو راحت والوں کے چین میں رخنہ ڈالا پس ایسی راحت تلاش کرو جسے فناہ نہ ہو۔
(مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رحمتہ اللہ علیہ)

(۹) جب تو مردوں کو یاد کرے تو خود اپنے آپ کو بھی ان جیسا شمار کر۔ (حضرت ابو دوا ور ضی اللہ عنہ)

حکایت:

حضرت ابن مطیع رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دن اپنے گھر کو دیکھا اس کی خوبی محسوس ہوئی تو آپ رو پڑے اور کہا بخدا اگر موت نہ ہوتی تو میں تجھ سے خوش ہوتا۔ اگر انجام ہمارا قبروں کی تنگی نہ ہوتی تو دنیا سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ (احیاء العلوم، ج۴)

(۱۰) اللہ تعالیٰ سے جو ڈرتا ہے اسے ہر طرح کی بہتری خوف سکھاتا ہے۔ (حضرت فضیل رحمتہ اللہ علیہ)

(۱۱) میں جب اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو ایک دروازہ حکمت وعبرت کا ایسا کھل جاتا ہے کہ جسے میں نے اس سے قبل کبھی بھی نہ دیکھا ہوگا۔ (حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ)

(۱۲) اللہ تعالیٰ سے جو ڈرتا ہے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے اور عقل صحیح ہو جاتی ہے۔
(حضرت یحییٰ بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ)

(۱۳) پہچان سعادت یہ ہے کہ بندے کو بدبختی کا خوف ہو کیونکہ خوف بندے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ایک باگ ہے جب یہ ختم ہو جائے تو پھر بندہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

(۱۴) ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا کہ وہ تمہیں اتنا ڈرائیں کہ تم ڈرتے ڈرتے امن کے مقام پر پہنچ جاؤ۔ (حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ)

(۱۵) جس دل سے خوف ختم ہو جاتا ہے وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ (حضرت ابو سلیمان درانی رحمتہ اللہ علیہ)

(۱۶) جو شخص رو سکتا ہے اسے چاہیے کہ وہ روئے اور جو نہ رو سکے اسے رونی سے صورت ضرور بنا لینی چاہیے۔
(سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ)

(۱۷) جہاں آنسو لگ جائیں وہاں نار جہنم نہیں پہنچے گی۔ (حضرت محمد بن منکدر رحمتہ اللہ علیہ)

(۱۸) بالفرض محال اگر اس طرح ندا ہو کہ ایک بندے کے سوا باقی تمام لوگ ہی دوزخ میں پھینکے جائیں گے صرف ایک آدمی دوزخ سے بچ جائے گا تو پھر بھی یہی رجاء اختیار کروں گا کہ وہ بچنے والا میں ہی ہوں اور اگر بالفرض محال اس طرح ندا ہو کہ تمام لوگ بہشت میں داخل ہوں گے سوائے ایک بندے کے تو مجھے یہی خوف لاحق ہوگا کہ کہیں پیچھے رہ جانے والا میں ہی نہ ہوں۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ)

(۱۹) جنت کا مشتاق شہوتوں والی اشیاء کو بھول جاتا ہے اور دوزخ کی آگ سے ڈرنے والا حرام چیزوں سے پرہیز کرتا ہے۔
(حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ)

(۲۰) جو شخص مرنے کے وقت ایمان چھن جانے سے بے خوف ہو جاتا ہے اس کا ایمان لازماً چھن جاتا ہے۔
(حضرت ابو دوا در ضی اللہ عنہ) (احیاء العلوم شریف جلد اوّل باب خوف و رجاء)

marfat.com
Marfat.com

خوف خدا کے واقعات:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پرندے کو دیکھ کر اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا جو میں تجھ جیسا ہوتا اور آدمی نہ ہوتا۔

(۲) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ کاش! میں درخت ہوتا اور کوئی کاٹ دیتا۔

(۳) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح فرمایا۔

(۴) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد اٹھایا نہ جاؤں۔

(۵) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میں نسیا منسیا ہو جاؤں۔

(۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی آیت قرآن مجید سنتے تو خوف سے بے ہوش ہو کر گر پڑتے اور پھر چند روز ان کی عیادت ہوا کرتی۔ ایک دن آپ نے ایک تنکا زمین سے اٹھا کر کہا کہ کیا خوب ہوتا جو میں تنکا ہوتا۔ کاش! میں کوئی چیز مذکور نہ ہوتا۔ کاش میں نسیا منسیا ہوتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔

(۷) آپ کے منہ پر آنسوؤں کے دو کالے خط تھے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی اللہ (عزوجل) سے ڈرتا ہے۔ وہ اپنا غصہ نہیں نکالتا اور جو کوئی اس سے تقویٰ کرتا ہے وہ اپنی جی چاہتی بات نہیں کرتا۔ اگر قیامت نہ ہوتی تو ہم کچھ اور ہی ڈھنگ دیکھتے۔

(۸) حضرت عمران بن حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اچھا سمجھتا ہوں کہ راکھ ہو جاؤں اور میرے اجزاء ہوا میں آندھی کے دن میں متفرق کر دیں۔

(۹) حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مجھ کو اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میں مینڈھا ہوں اور میرے گھر والے مجھے ذبح کر دیں اور کھا لیں اور میرا شوربا پی لیں۔

(۱۰) حضرت موسیٰ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھتے تو ان کے خوف کو دیکھ کر یہ جانتے کہ گویا آگ ہمارے چاروں طرف محیط ہے۔ (احیاء العلوم، ج ۴، باب خوف ورجاء)

تلک عشرۃ کاملہ۔

فائدہ:

یہ شلوک اس قسم کے مفہوم پر مبنی ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا مَیں تُوں مار کے مُنج کر، نِکّی کر کے کُٹ   بھرے خزانے رَبّ دے، جو بھاوے سو لُٹ

(دیوانِ فرید، ص ۱۲۷)

(بول فریدی، ص ۱۱۵، بابا فرید [illegible] علیہ کی [illegible] ص ۱۲۲، معارف فریدیہ، ص ۳۰۹)

marfat.com
Marfat.com

حل لغات:

٭ میں: واحد متکلم، اپنی ذات خود آپ، غرور، تکبر۔ ٭ نوں: کو۔ ٭ مار: چوٹ، ضرب، دھکا، صدمہ، دکھ، درد، ٹوٹا خسارہ، غضب الٰہی، کثرت، لعنت پھٹکار، ہلاک کرنے والا، مارنا کا حاصل مصدر اور مارنا سے امر یہاں یہی مراد ہے۔ سانپ ناگ۔ ٭ مار کے: کوٹ کوٹ کر۔ ٭ منج: موںج، یہ ایک گھاس ہے جس کی رسی بٹی جاتی ہے جس کو کوٹ کوٹ کر باریک کر کے اس کا بان بنایا جاتا ہے جس سے چارپائیاں بنی جاتی ہیں۔ ٭ نکی: چھوٹی، باریک باریک۔ ٭ کٹ: کوٹ، کوٹنا مصدر سے امر۔ ٭ بھرے خزانے: بھرے ہوئے خزانے۔ ٭ رب: پالنے والا، پروردگار، مالک۔ ٭ دے: کے۔ ٭ بھاوے: پسند آئے، اچھا لگے۔ ٭ سو: وہ، جو، تو، اس لیے۔ ٭ لٹ: لوٹ لے، حاصل کرلے۔

اے فرید! میں یعنی فخر وغرور اور تکبر کو مار کر موںج (جسے کوٹ کوٹ کر بان بنانے کے لیے باریک کرلیا جاتا ہے) بنا دے یعنی جیسے موںج کی اکڑ اور سختی ختم ہوجاتی ہے تب بان بنانے کے قابل ہوتی ہے اسی طرح اپنے وجود سے تکبر ختم کردے اگر ایسا کرنے میں کامیاب ہوگیا تو پھر اللہ تعالیٰ کے بھرے ہوئے خزانے تیرے سامنے ہوں گے ان میں سے جو چاہے حاصل کرنا۔

مطلب:

اے فرید! تیرے وجود میں فخر، غرور اور تکبر نے جگہ بنا رکھی اس میں کو مار۔ اتنا مار کہ کوٹ کوٹ کر اس کا بھرکس نکال دے، اسے فنا کردے حتیٰ کہ اس کی وہی کیفیت کردے جو بان بنانے والا موںج کی کیفیت کردیتا ہے کہ نہایت باریک ہوجاتی ہے تب کہیں جا کر موںج بان بنانے کے کام آتی ہے ورنہ اس موٹی موٹی موںج سے بان نہیں بنایا جاسکتا اس میں کے فخر وغرور اور تکبر کے بت کو مار مار کر پاش پاش کردے نہایت باریک کردے حتیٰ کہ اس کی ہستی ہی مٹادے۔ جب تیرے وجود سے میں کا بت پاش پاش ہوجائے گا موںج کی طرح اسے تو کوٹ کوٹ کر موںج کی طرح نہایت باریک کردے گا حتیٰ کہ اسے ختم کردے گا۔ تو پھر تیرے وارے نیارے ہوجائیں گے۔ مالک وخالق، واحدہٗ لاشریک کے خزانے تیرے سامنے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ نہایت ہی لطف وکرم سے تیرے ساتھ پیش آئے گا۔ پھر تیرا جو جی چاہے وہی کچھ حاصل کرلینا۔ تیرا ہاتھ نہیں روکا جائے گا۔ جو کچھ تیری زبان سے نکلے گا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تجھے عطا فرمائے گا۔ تیرے دعا کے لیے اُٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی ہاتھ نہ لوٹائے گا بلکہ تیری ہر دعا کو شرف قبولیت سے نوازے گا۔ تجھے انعامات وافرہ سے نوازے گا۔ کشف وکرامات کا بھی تو محتاج نہ ہوگا۔ علوم کے خزانے تیرے لیے کھول دیئے جائیں گے۔ دنیوی خزانے تیرے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوں گے۔ اپنی مرضی سے فقر اختیار کرے تو اور بات ہے ورنہ تجھے کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات ہمہ وقت تیرے شامل حال ہوگی۔ مغفرت وبخشش کے انعامات سے بھی نوازا جائے گا۔

فائدہ:

اپنے وجود سے تکبر دور کرنے کے فوائد اس شلوک میں بیان کیے گئے ہیں۔ پہلے تکبر کرنے کے نقصانات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ
صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَأْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ

marfat.com
Marfat.com

بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ○ (پ ۱۳، سورۃ ابراہیم ۱۵ تا ۱۷)

اور انہوں نے فیصلہ مانگا اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا جہنم اس کے پیچھے لگی اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی۔ اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب۔ (کنزالایمان)

(۲) لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِيْنَ

اللہ تعالیٰ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

متکبر جنت میں داخل نہ ہوگا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آگ میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کی مانند ایمان ہے۔ اور جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کی مانند تکبر ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کبریائی (تکبر) میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند جو شخص ان میں سے میری ایک شے بھی چھینے گا میں اسے دوزخ میں ڈال دوں گا۔

(مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر) (سنن ماجہ شریف باب البراۃ من الکبر والتواضع)

دوزخی درشت خو اور متکبر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام دوزخی درشت خو تکبر کرنے والے، بہت جوڑنے والے اور کچھ بھی (راہ حق میں) نہ دینے والے اور جنتی کمزور مغلوب ہیں۔ (احیاء العلوم شریف جلد ۳، باب ۹ تکبر و خود پسندی)

متکبرین کیلئے جہنم میں ایک مکان:

ایک حدیث میں اس طرح بھی آتا ہے کہ دوزخ میں ایک ایسا مکان بھی ہے جس میں تکبر کرنے والوں کو بند کر دیا جائے گا۔ (احیاء العلوم شریف جلد ۳، باب ۹، تکبر و خود پسندی)

نبی کریم ﷺ کی دعا:

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ نَفْخَةِ الْكِبْرِيَآءِ

یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے پھونک کبریا سے۔ (احیاء العلوم شریف جلد ۳، باب ۹)

فریدا! میں نوں مارکے منج کر، نکی کرکے کٹ:

اس مصرعہ میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ مَیں (اپنے وجود کی اکڑ) اپنے وجود سے نکال دے اگر نکلنی مشکل ہے تو اسے عاجزی اختیار کر [illegible] کو [illegible] وجود میں اس کی علامت نفس لتارہ ہے

marfat.com
Marfat.com

اسے کو اتنا مارا اتنا مار کہ وہ خود ہاتھ باندھ کر عرض کرے کہ اب میری بس ہے۔ جیسے مونج سے بان بنانے والا مونج کو اس وقت تک کوٹتا چلا جاتا ہے جب تک اس میں ذرہ بھر بھی اکڑفوں رہ جاتی ہے اور جب اس مونج کی اکڑفوں نکل جاتی ہے تب کہیں جا کر وہ بان بنانے کے کام آتی ہے اسی طرح ارے انسان جب تک تجھ میں (میں) کی اکڑفوں باقی ہے نہ تو تو اپنا کوئی بھلا کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی اور کے کام آسکتا ہے اور نہ ہی تجھ میں بذات خود مضبوطی آسکتی ہے اور نہ ہی تین چار فٹ سے زیادہ لمبا ہو سکتا ہے اور اگر تجھ سے اکڑفوں نکل گئی تو پھر تیرا وجود تیرے اپنے لیے بھی کارآمد اور مفید بن جائے گا اور مخلوق خدا کے لیے بھی مفید بن جائے، اپنے ملک اور اپنی قوم کے لیے بھی مفید شہری اور مفید فرد بن جائے گا۔ ارے جہاں تک تیرا وجود نہیں بھی پہنچ سکتا تو (میں) نکل جانے کے باعث حق تعالیٰ کا انعام تجھے یہ ملے گا دنیا و آخرت تیری سنور جائے گی۔ جیسے مونج کی اکڑفوں نکل جائے تو لوگوں کے قرب کا باعث بن جاتی ہے اگر تیری اکڑفوں نکل گئی تو تجھے بھی عام لوگوں کا بھی قرب حاصل ہوگا۔ اللہ کے محبوب بھی تجھ سے محبت کریں گے۔ حق تعالیٰ بھی تیرے ساتھ مہربانیوں اور عنایات سے پیش آئے گا۔ ورنہ

اس دن آکڑتے مغروری نکل جاوے گی تیری
جس دن کیہا محمد سرور ایہہ نئیں امت میری

عاجزی کے فضائل:

(۱) عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی ہے کہ تواضع کیا کرو یہاں تک کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے۔

(سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب البراۃ من الکبر والتوضع)

حدیث ۲:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص خوش حال ہے جو مسکینی کی حالت میں نہ ہوتے ہوئے بھی تواضع کرے۔

حدیث ۳:

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا شریف میں ہمارے پاس تشریف فرما تھے اس وقت آپ کا روزہ تھا جب روزہ افطار کرنے کا وقت آیا تو ہم دودھ میں تھوڑا سا شہد ملا کر لے آئے۔ آپ نے جب اسے چکھا تو ذائقہ شہد کا معلوم ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے؟ تو ہم نے عرض کیا اس دودھ میں تھوڑا سا شہد بھی ملا دیا گیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں پیالہ رکھ دیا اور ارشاد فرمایا میں اسے حرام نہیں کرتا بعد ازاں یہ کلمات طیبات بیان فرمائے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اسے بلند مقام عطا فرمائے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے اور جو میانہ روی اختیار کرتے اسے غنی کرتا ہے اور جو بلا ضرورت خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فقیر کرتا ہے اور جس نے اللہ کا ذکر بہت کیا اللہ تعالیٰ اسے محبوب رکھتا ہے۔ (احیاء العلوم شریف، جلد ۳، باب ۹)

تواضع کرنے والے قیامت کے دن منبروں پر:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تواضع اختیار کرنے والوں کو خوشخبری ہو وہ قیامت کے دن منبروں پر بیٹھیں گے

marfat.com
Marfat.com

اور دنیا میں لوگوں کے مابین صلح کروانے والوں کو بھی خوشخبری ہو کہ وہ قیامت کے دن جنت الفردوس کے مالک ہوں گے۔ دنیا میں اپنے دل پاک کرنے والوں کو بھی خوشخبری ہو کہ انہیں حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ (احیاء العلوم، ج ۳، باب ۹)

نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عجز و انکساری کا یہ عالم تھا کہ اگر عرب کی کوئی لونڈی آپ کا راہ چلتے ہاتھ پکڑ لیتی تو آپ اپنا ہاتھ مبارک نہ چھڑاتے بلکہ وہ جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی حضور اس کا کام جا کر انجام دیتے۔ (سنن ماجہ شریف ابواب الزہد)

میں یعنی نفس امّارہ:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ: یہ (نفس امارہ) نہایت نقصان دہ دشمن ہے اور اس کی آفات نہایت سخت ہیں۔ اس کا علاج بہت مشکل امر ہے اس کی بیماری نہایت خطرناک بیماری ہے اور اس کی دوا سب دواؤں سے دُشوار ہے۔

مضرتِ نفس کی وجوهات:

نفس کا اس قدر مضر اور خطرناک ہونا دو وجہ سے ہے۔

اوّل وجه:

اوّل یہ کہ نفس گھر کا چور ہے اور چور جب گھر میں ہی چھپا ہو تو اس سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہوتا ہے اور بہت زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ نفس کی شرارتوں کے متعلق کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نفسی الی ما ضرنی داعی　　　　تکثر اسقامی و اجاعی

کیف احیالی من عدوی اذا　　　　کان عدوی بین اضلاعی

ترجمہ: نفس مجھے مضرت رساں کاموں کی طرف بلاتا ہے اور میری بیماریوں اور امراض کو زیادہ کرتا رہتا ہے اس دشمن سے بچنے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے جو دونوں پہلوؤں کے درمیان چھپا بیٹھا ہے۔

دوسری وجه:

یہ ہے کہ نفس ایک محبوب دشمن ہے اور انسان کو جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو اس کے عیوب نظر نہیں آتے بلکہ محبت کی وجہ سے محبوب کے عیوب سے اندھا رہتا ہے۔

لست ترای عیبالذی الود والا خا　　　　ولا بعض مافیه اذاکنت راضیاً

وعین الرضاء عن کل عیب کلیة　　　　لکن عین السخط تبدی المسادیا

ترجمہ: (۱) جب تیری کسی سے دوستی اور اس سے بھائی چارہ ہوتا ہے اور تو اس سے راضی ہوتا ہے تو تجھے اس کا کوئی عیب نظر نہیں آتا۔

(۲) رضاء اور پیار و[illegible] ہی برائیاں دکھائی دیتی

marfat.com
Marfat.com

ہیں۔

تو جب اپنی ہر قباحت کو نظر استحسان سے دیکھے اور نفس کے عیوب سے آگاہ نہ ہو جو ہر وقت انسان کے ساتھ عداوت اور نقصان رسانی میں مصروف ہے تو ایسا شخص اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل نہ ہوا تو عنقریب ہلاکت اور ذلت کے گہرے گڑھے میں جا گرے گا۔

نکتہ:

اے عزیز! تو اس نکتے پر ہی غور کر یہی تیرے لیے کافی ہے وہ نکتہ یہ ہے کہ جب تو ماضی پر نظر کرے گا تو تجھے معلوم ہوگا کہ اوّل روز سے جو ذلت و خواری جو تباہی جو گناہ اور جو آفت و مصیبت دنیا میں واقع ہوئی اور قیامت تک ہوگی سب نفس کے باعث ہی ہوئی اور ہوگی۔ بعض برائیاں اکیلے نفس کے باعث اور بعض نفس کی معاونت و شرکت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی سب سے اوّل نافرمانی ابلیس نے کی اور اس کا باعث تکبر و حسد تھا۔ جب ابلیس نے حکم الٰہی کے آگے تکبر کیا اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حسد کیا تو اس کی اسی ہزار برس کی عبادت ضائع ہوگئی اور وہ ہمیشہ کے لیے ضلالت و گمراہی کے گہرے سمندر میں غرقاب ہوگیا۔ اس وقت نہ دنیا تھی نہ مخلوق اور نہ ہی کوئی ابلیس تھا جو ابلیس کو گمراہ کرتا لہٰذا ابلیس کے اندر تکبر و حسد اس کے نفس کی وجہ سے صادر ہوا۔

(منہاج العابدین اردو ترجمہ، ص ۸۸۔۸۹)

فائدہ:

اسی طرح قیامت تک نفس کی وجہ سے ناقابل بیان واقعات ظاہر ہوتے رہیں گے۔ مخلوق میں خرابیاں، گمراہیاں اور گناہ جو ہوں گے ان کی بنیاد نفس اور نفس کی خواہش ہوگی۔

نفس امارہ کو قابو رکھنے کا حیلہ:

نفس کو تقویٰ اور ورع کی لگام دینی چاہیے تاکہ نیکیاں کرنے کی طرف رجحان پیدا ہو جائے اور گناہوں سے حفاظت ہو نیز امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ۔

علمائے کرام نے بیان فرمایا ہے کہ نفس کو خوار اور اس کے زور کو تین چیزوں سے توڑا جا سکتا ہے۔

(۱) اوّل یہ کہ اسے شہوات سے روکا جائے کیونکہ اڑیل حیوان کو جب چارہ کم ملتا ہے تو نرم ہو جاتا ہے۔

(۲) دوسری چیز یہ کہ عبادات کا بھاری بوجھ اس پر لاد دیا جائے کیونکہ گدھے کو جب چارہ کم دیا جائے اور بوجھ زیادہ لادا جائے تو لازمی طور پر شیخی چھوڑ دیتا ہے اور مطیع و منقاد ہو جاتا ہے۔

(۳) تیسری چیز یہ کہ ہر وقت رب تعالیٰ سے امداد طلب کرتا رہے کہ وہ نفس کے شر و فساد سے بچائے رکھے تم نے قرآن حکیم میں سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد نہیں پڑھا۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ

نفس تو ہمیشہ برائیوں کا حکم ہی دیتا ہے ہاں جس پر اللہ تعالیٰ کا رحم ہو وہی محفوظ رہتا ہے۔

جب تم ان تین باتوں پر کاربند ہو جاؤ گے تو ان شاء اللہ نفس سرکش منقاد ہو جائے گا اس وقت تمہیں اس کو زیر کرنے اور

marfat.com
Marfat.com

لگام دینے میں جلدی کرنی چاہیے۔ تاکہ آئندہ کے لیے اس کی شرارتوں سے محفوظ رہ سکو۔ (منہاج العابدین، ص۹۱)

فائدہ:

اس طرح جب انسان اپنے وجود (سے نفس لتارہ کے باعث تکبر اور دیگر نفس لتارہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا علاج کرلے گا تو عاجزی وانکساری جیسی اعلیٰ صفات سے تو حق تعالیٰ کے حضور سرخروئی حاصل کرے گا پھر حق تعالیٰ تجھے اتنے انعامات سے نوازے گا جو تیرے کبھی وہم وگمان میں بھی نہیں ہوں گے بلکہ جو کچھ چاہے گا اللہ تعالیٰ تجھے عطا فرمائے گا۔ بلکہ تیری سوچوں سے بھی بڑھ کر تجھے عطا کیا جائے گا۔

-----☆☆☆-----

چِبّن، چلّن، رتّن، سے سُنیّر بھی گئے ہیڑے مَتّی ڈھاہ، سے جانی چل گئے

حل لغات:

★ چبّن: چبانا مراد، چیزیں چبانے والے دانت۔ ★ چلن: چلنا، مراد ٹانگیں جن سے چلنے کا کام لیا جاتا ہے۔ ★ رتن: موتی، جواہرات، نگ، آنکھ کی پتلی، منی خون، عطر وغیرہ مراد آنکھیں ہیں کیونکہ یہ بھی جسم میں موتیوں اور جواہرات جیسی ہوتی ہیں۔ ★ سے: اوہ، وہ۔ ★ سنیّر: سننے والا ے مراد کان۔ ★ ہیڑے: دل، جسم۔ ★ متی: گلی، بھیجی، تاریخ، سود، دستوری کمیشن مراد بھیجی۔ ★ ڈھاہ: ڈھائیں مارنا، چیخ مارنا، درد بھری آواز، دھاڑیں مار کر رونا۔ ★ سے: سینکڑے، کئی سو، صدہا۔ ★ جانی: دلی دوست، گہرے دوست، پیارے یار دوست۔ ★ چل گئے: چلے گئے۔ جاچکے۔ فوت ہوگئے۔

مطلب:

چیزیں چبانے والے میرے دانت ٹوٹ گئے ہیں۔ چلنے والی ٹانگیں جواب دے گئی ہیں۔ موتیوں اور جواہرات جیسی قیمتی آنکھیں جواب دے گئیں۔ جن کانوں سے میں آوازیں سنا کرتا تھا وہ پیارے کان بھی سننے سے عاجز آگئے ہیں۔ بالآخر دل نے ایک چیخ ماری کہ سینکڑوں مخلص دوست احباب اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے ہیں۔

دوسرا مطلب:

دانت ٹوٹ گئے، ٹانگیں کام کی نہ رہیں، آنکھیں دیکھنے سے رُک گئیں۔ کان سننے سے جواب دے گئے۔ ان تمام اعضائے جسمانی کی یہ کیفیت بقیہ جسم اور دل کو رُلا گئی۔ بقیہ جسم اور دل نے ڈھاہ مارتے ہوئے روتے ہوئے گویا ہوا کہ افسوس کہ میرے اتنے پیارے پیارے بھی ساتھی چلے گئے ہیں ان کے بغیر دنیا میں زندہ رہنے کا کیا فائدہ۔ فائدہ تو کجا ان کے بغیر زندہ رہنا بھی ایک طرح کا عذاب ہے۔

کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپے حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں

marfat.com
Marfat.com

بہر حال دل اور جسم اپنا رونا روتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان پیارے ساتھیوں کے بغیر کیا کیا جائے کچھ بھی ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ دنیا کے کام کرنا تو کجا۔ خدمت خلق سے بھی قاصر ہوں۔ حتیٰ کہ اپنے خالق و مالک کی عبادت بھی نہیں کر سکتا۔

گویا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ یہ کیفیت بیان فرما کر سمجھا رہے ہیں کہ وہ وقت آنے سے پہلے رب کائنات کی خوب عبادت کرلو۔ خدمت خلق کے ذریعے اپنے رب کو راضی کرلو۔

آنکھیں اندھی ہونے سے پہلے آنکھوں کے ذریعے سرانجام دی جانے والی نیکیوں کا ذخیرہ خوب جمع کرلو۔ دانتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں استعمال کر کے خوب شکریہ ادا کرو۔ جب تک کان میسر ہیں خوب نیکیوں کے راستے میں استعمال کرلو۔ مختصر یہ کہ اپنے اعضائے جسمانی کو قرب خداوندی کے حصول کے لیے خوب استعمال کرلو۔

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے کئی امور بیان کیے ہیں۔ مثلاً

(۱) اس شلوک مبارک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بڑھاپے کی کیفیت بیان کی ہے کہ جب جوانی ڈھل گئی بڑھاپے کا دور آیا تو جو میرے سنگی ساتھی میرے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے تھے وہ آہستہ آہستہ ضعف کا شکار ہونے لگے۔ انہیں مختلف بیماریوں نے گھیر لیا جو میرے لیے تکلیف کا باعث تھے حتیٰ کہ میرے جسم کے اعضاء کو زوال آنے لگا میرے دانت، ٹانگیں، پاؤں، آنکھیں اور کان ایسے ضعف کا شکار ہوئے کہ وہ بالکل ہی جواب دے گئے۔ حتیٰ کہ دل بھی چیخ اٹھا کہ ہائے میرے ایسے دلعزیز ساتھی کہاں اکیلا چھوڑ گئے۔ حتیٰ کہ آگے موت نظر آئی۔

(۲) اس شلوک مبارک میں ان اعضاء کو بول کر مراد اور لی گئی ہے یعنی دانت چونکہ کھانے پینے میں معاون ثابت ہوتے ہیں دانت ٹھیک ہوں تو چبانے کا کام کرتے ہیں جس وجہ سے کھانا صحیح ہضم ہوتا ہے اور جسم کے لیے راحت کا سبب بنتا ہے بعینہ انسان کے کچھ ایسے دوست ہوتے ہیں یا نوکر چاکر غلام، ملازم یار عایا یا سپاہ یا کارندے ایسے ہوتے ہیں کہ کام وہ کرتے ہیں چند ٹکے محنت یا مزدوری کے لے کر جدا ہو گئے باقی اصل فائدہ اس شخص کو ہوتا ہے جس کا کام ہوتا ہے جیسے ایک شخص نے ایک فیکٹری لگوائی اس پہ خرچہ کیا اب دیکھیے ملازم طبقہ تو معمولی سے مزدوری لے کر جدا ہو جائے گا اصل فائدہ اس سے فیکٹری کا مالک اٹھائے گا۔ انسان پہ جب موت کا وقت آئے تو ہزاروں لاکھوں کی افواج کنٹرول سے باہر ہو جاتی ہے ماتحت بھی نگاہیں پھیر لیتے ہیں۔

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ

الٰہی کیا عجب حالات پیدا ہوئے ، آ گیا یہ انقلاب
اپنے بیگانے سبھی چھوڑ گئے چھا گیا یہ انقلاب
عزیز و اقارب بہن بھائی ، ہے سبھی نے پیٹھ دکھائی
پکاروں تو اب کسے پکاروں ، کہاں ہے باپ کہاں مائی
دانت ٹوٹے ، پاؤں روٹھے کس کس کو مناؤں

marfat.com
Marfat.com

آنکھیں بھی بند ہوئیں ، کان بھی کہاں سے پاؤں
اپنی بھی اب کر لے تیاری ، تو نے ہی اب جانا ہے
جو گئے سو چلے گئے ، باقی نے اب جانا ہے
موت کو نہ بھولنا بندے ، آخر موت نے آنا ہے
قبر کو یاد رکھ انساں ، قبر میں ہی جانا ہے
ابو احمد کی سن لے دُعا ، میرے خالق میرے خدا
دنیا و آخرت ہماری بنا گناہوں سے ہمیں بچا

فائدہ:

بالکل اسی طرح بعض لوگ کسی کے لیے چلنے کا کام کرتے ہیں ، بعض مثل آنکھیں ہوتے ہیں اور بعض انسان بعض انسانوں کے کان ہوتے ہیں تو آپ نے گویا ، ارشاد فرمایا کہ جیسے بڑھاپا آجائے تو ایک ایک کر کے بھی کنارہ کر جاتے ہیں اسی طرح جب انسان کی زندگی کی شام کا وقت آتا ہے تو سبھی منہ موڑ جاتے ہیں۔ انسان ہے کہ تن تنہا قبر میں پہنچا ہے گویا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کی بھیڑ کو نہ دیکھ یہ تو تیرے ارد گرد پھرتے ہیں تو ان کو سہارا سمجھتا ہے تو مشکل وقت یہ بھی سہارے چھوٹ جائیں گے۔ تو تن تنہا رہ جائے گا۔ اس امر پہ غور و فکر کر اور تدبر سے کام لے تدبر سے کام کا لینا تیرے لیے نفع بخش ثابت ہوگا۔ خالق کائنات نے بھی غور و فکر اور تدبر کا حکم دیا ہے۔ مثلاً

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ○

آپ کہہ دیجئے ! زمین میں پھرو۔ پھر دیکھو گنہگاروں کا کیا انجام ہوا۔

فائدہ:

اس لیے جب جو اعضاء جتنا کام کرتے ہیں جو توانائیاں صرف ہو گئی ہیں وہ تو لوٹ کر انہیں جا سکتیں بلکہ اب تو بقیہ قوتیں بھی چلنے کو تیار بیٹھی ہیں انہیں ہی غنیمت جان کر عبرت حاصل کرتے ہوئے بقیہ اوقات میں سنبھل جا۔

-----☆☆☆-----

فریدا بُرے دا بھلا کر ، غُصّہ مَن نہ ہنڈ ھاءِ   دیہی روگ نہ لگ اِی ، پلّے سبھ کُجھ پاءِ

حل لغات:

★ برے دا: جو برا کرے تو اس کا بھی۔ ★ بھلا کر: نیکی ، بھلائی ، اچھائی۔ ★ بھلا: عمدہ ، مناسب ، نیک ، انوکھا ، دلکش ، تندرست مراد بھلائی۔ ★ غصہ: برہمی ، خفگی ، عتاب ، ناراضگی ، غیظ و غضب ، اشتعال۔ ★ من: دل۔ ★ ہنڈھا: پرانا کر۔ گھسا ،

marfat.com
Marfat.com

بوسیدہ کر۔ ★ دیہی: (یہ کو، دیہہ بمعنی جسم) جسم۔ بدن، بنیاد گاؤں سے متعلق مگر یہاں جسم مراد ہے۔ ★ روگ: دکھ، بیماری، وبا۔ ★ نہ لگ ای: نہ لگے، نہ لگ جائے۔ ★ سبھ کچھ: سب کچھ، تمام۔ ★ پلے: پاس۔ ★ پا: ڈال لے۔ حاصل کر لے۔

اے فرید! برے کے ساتھ بھی بھلائی کر۔ برائی کے بدلے میں غصہ میں آ کر اپنے کپڑوں سے باہر نہ ہو جانا۔ انتقام نہ لینا بلکہ اسے معاف کر دے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تیری کئی جسمانی بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔ اور تجھے سب کچھ عطا ہوگا۔

مطلب:

اے فرید! جو تیرے ساتھ برائی کرتا ہے۔ تجھے دکھ اور تکلیف پہنچاتا ہے۔ تو اسے برائی کے بدلے میں برائی نہ دے بلکہ اس کے ساتھ بھلائی کر۔ برائی کے بدلے میں تو اس کے ساتھ نیکی کر برائی کے بدلے میں غصے ہو کر اپنا ہی دل جلا کر بوسیدہ نہ کر بلکہ برائی کے بدلے میں برائی حقیقت میں تیری بھلائی نہیں بلکہ تیرا اپنے ہی دل کے لیے نقصان دہ ہے۔ اور اس سے تجھے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا بلکہ الٹا اس میں تیرا اپنا ہی نقصان ہے۔ برائی کے بدلے میں غصہ میں آ کر انتقام نہیں لے گا بلکہ اسے معاف کر دے گا۔ تو اس معاف کرنے کی وجہ سے کئی تیری جسمانی بیماریاں دور ہوں گی بلکہ کئی روگ لگنے سے تیرا جسم بچ جائے گا جو تیرے لیے امن و سلامتی اور سکون کا سبب ہوگا۔ علاوہ ازیں سب سے بڑھ کر یہ کہ تجھے سب کچھ حاصل بھی ہوگا۔ اس طرح کے سلوک کے باعث تیرے اپنے تو تیرے ساتھ ہی رہیں گے بلکہ ان کے دل میں تیری محبت اور زیادہ پختہ ہو جائے گی اور تیرے مخالفین بھی ایسا رویہ دیکھ کر تجھ سے محبت کرنے لگیں گے جیسے کئی کفار کی حالت تھی محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک دیکھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی پختہ محبت کرنے لگے کہ اپنا تن من دھن سب کچھ آپ کے ایک ایک اشارے پر قربان کرنے لگے۔

فریدا! برے دا بھلا کر:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہر کسی کے ساتھ بھلائی کر کسی کے ساتھ برائی نہ کر اور نہ ہی کسی کے ساتھ برائی کا ارادہ کر یہ قطعاً مناسب نہیں ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ برے کے ساتھ بھی برائی کے ساتھ پیش نہ آ بلکہ برے کے ساتھ بھی بھلائی کر ہو سکتا ہے تیرا ایسا سلوک تیرے لیے بھی عظیم فائدے کا سبب بن جائے۔

بروں کے ساتھ بھلائی کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نجد کی طرف جہاد کے لیے نکلے۔ واپسی پر میں بھی آپ کے ہمراہ تھا قیلولہ کا وقت آیا تو ہم ایک کثیر التعداد درختوں والی جگہ میں پہنچ چکے تھے۔ سب صحابہ رضی اللہ عنہم اِدھر اُدھر درختوں کے نیچے آرام فرما ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک خاردار درخت کے نیچے محو استراحت ہو گئے۔ اور اپنی تلوار مبارک کو اس درخت کے ساتھ لٹکا دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تھوڑی دیر سوئے۔ ناگاہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کی آواز آئی۔ ہم حاضر ہوئے تو ایک اعرابی آپ کے پاس بیٹھا تھا آپ نے فرمایا۔ اس شخص نے مجھ پر تلوار سونت کر حملہ کرنا چاہا کہ میں سویا ہوا تھا میں بیدار ہوا تو وہ تلوار بے نیام حالت میں اس کے ہاتھ میں تھی اور مجھ کہنے لگا تجھے ... ے حملہ اور ضرب کاری سے کون

marfat.com
Marfat.com

بچا سکتا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ۔(تو یہ لرزنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی) اور اب وہ تمہارے سامنے موجود ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے درگزر فرمائی اور اس کو عقاب وعتاب نہ فرمایا (بلکہ آزاد کر دیا)۔

(الوفا با حوال المصطفےٰ باب ۲۰ ص ۳۷)

دوسرا واقعہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی محارب کے ساتھ جہاد کرنے کے بعد مراجعت فرما ہوئے تو غورث بن الحارث نامی ایک شخص آپ کے پاس آپہنچا اور تلوار سونت کر آپ کے سر اقدس پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ رب العزت! تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔

آپ نے اس تلوار کو اٹھا لیا اور فرمایا اب تو بتلا! تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ تو اس نے عرض کیا۔ اپنے ہاتھوں مقہور اور مغلوب شخص کے ساتھ حسن سلوک فرماؤ اور مواخذہ میں نرمی اور رحم وکرم کا مظاہرہ فرماؤ۔ کیا تو لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کی شہادت دیتا ہے، اُس نے کہا نہیں۔ لیکن یہ عہد کرتا ہوں کہ نہ خود تمہارے ساتھ قتال کروں گا اور نہ ان لوگوں کا ساتھ دوں گا جو تمہارے ساتھ جنگ وجدال کریں گے۔ تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ (الوفا با حوال المصطفےٰ، ص ۳۷۵)

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ مشرکین کے لیے ہلاکت کی دعا فرمائیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا: میں لعنت کرنے اور ہلاکت آفرینی کے لیے نہیں ہوا بلکہ سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (الوفا با حوال المصطفےٰ، ص ۴۹۴)

خالق کائنات کا بھی ارشاد گرامی ہے کہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلاَّ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

فائدہ:

اسی طرح آپ کی سیرت مبارک پہ مشتمل کتب میں ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں خصوصاً فتح مکہ کا باب ملاحظہ فرمائیے۔

بہر حال برے لوگوں کا بھی بھلا کرنا چاہیے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔

غصہ من نہ ہنڈھا:

یعنی دل میں غصہ نہ لیے رہو بلکہ غصہ چھوڑ دو۔ یہ طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس طریقہ ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

اللہ کے محبوب:

خالق کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۝ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۴)

وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔ (کنزالایمان)

غصہ کی مذمت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قاضی غصے میں دو آدمیوں کا فیصلہ نہ کرے۔

(سنن ابن ماجہ شریف ابواب الاحکام حدیث نمبر ۸۳)

غصہ نہ کرنے کی وصیت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کیا کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر اس نے بار بار یہی بات کہی۔ ہر بار آپ نے جواب دیا کہ غصہ نہ کیا کر۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر)

پہلوان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پہلوان وہ نہیں جو پچھاڑے، پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت نفس پر قابو پالے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الۡغَضَبَ لَیُفۡسِدُ الۡاِیۡمَانَ کَمَا یُفۡسِدُ الصَّبۡرُ الۡعَسَلَ (رواہ البیہقی، مشکوٰۃ شریف)

غصہ ایمان کو اس طرح خراب کرتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

غصہ کے وقت وضو کرنا:

حضرت عطیہ بن عروہ سعدی سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ غصہ کرنا شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے جس وقت تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو چاہیے کہ وہ وضو کرے۔

(ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف)

غصے کا دوسرا علاج:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی ایک غصے میں ہو جب وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے۔ اگر غصہ جاتا رہے تو اچھا ہے وگرنہ لیٹ جائے۔ (رواہ احمد الترمذی، مشکوٰۃ شریف)

وضو اور موجودہ حکمت:

حکیم محمد طارق محمود چغتائی صاحب لکھتے ہیں [illegible]

marfat.com
Marfat.com

نہ کیا جائے۔

حکمت:

اس طرح جب پانی کم استعمال کیا جائے گا تو پھر جسم کے حصوں پر ہاتھوں سے ملا جائے گا تا کہ کوئی جگہ خشک نہ رہے اور یہ ہاتھوں کا ملنا جسم کو بے شمار امراض سے نجات دلاتا ہے۔

آکوپنکچر کا اصول:

آکوپنکچر کے ماہرین کے مطابق ہاتھوں سے کہنیوں تک آکوپنکچر کے چوبیس پوائنٹ ہوتے ہیں یہی پوائنٹ جب دوران وضو ملے جاتے ہیں تو جسم سے ایسی مہلک امراض سے نجات پاتا ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

ایک تحقیق:

ایک ماہر فزیالوجی کی تحقیق کے مطابق اگر جسم کے حصوں کی (جو لباس سے باہر رہتے ہیں اور وضو کے لیے استعمال ہوتے ہیں) مالش کی جائے چاہیے اس مساج میں کسی آئل (روغن) کا استعمال نہ ہو پھر بھی وہاں دوران خون نارمل ہو جاتا ہے۔ ایسا مساج اس لیے ضروری ہے کہ کھلے حصے موسمی اثرات کی وجہ سے بے شمار امراض کو وصول کرنے کے لیے مستعد ہوتے ہیں۔ مساج کی وجہ سے انہیں قوت دفاع بدن تیز ہو جاتی ہے۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس جلد ۲، ص ۷۱)

فائدہ:

دورانِ خون جب نارمل ہوتا ہے تو غصہ بھی ٹھنڈا ہو جاتا ہے علاوہ ازیں جب آدمی غصہ میں ہوتا ہے تو وضو کر لینے سے بندے میں قوت دفاع میں اضافہ ہو جاتا ہے اس لیے غصہ ختم ہو جاتا ہے۔

دیھی روگ نہ لگ ای، پلے سبھ کجھ پاء:

جسم کو تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔ اور تیرے لیے جو کچھ مفید ہوگا انشاء اللہ تجھے حاصل ہوگا کیونکہ اگر غصہ برداشت نہ کیا بلکہ غصے کے دوران آدمی غصے پہ قابو نہ پانے کے جو نتائج حاصل ہوتے ہیں اس سے کون ایسا سمجھدار انسان ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ غصے کے نتائج بڑے خطرناک نکلتے ہیں انہیں کی بنا پر آپ نے فرمایا کہ دیھی روگ نہ لگ ای، پلے سبھ کچھ پاء۔

غصہ پہ قابو پانے کے فضائل:

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من کف غضبہ ستر اللہ عورتہ

جو غصہ کو روکے اللہ تعالیٰ اس کے عیب ڈھانپے گا۔

(۲) حضرت سلیمان بن داؤد علیہم السلام نے فرمایا: زیادہ غصہ سے بچنا چاہیے کیونکہ غصہ کی کثرت مرد حلیم کے دل کو خفیف کر دیتی ہے۔

(۳) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتائیے جس سے جنت [illegible]

marfat.com
Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا قول مبارک:

آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ حسن خلق کو مجملاً صرف ایک لفظ میں ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا: ترک غضب کا نام حسن خلق ہے۔(احیاء العلوم جلد ۳، ص ۲۸۱)

غصہ کے متعلق تفصیلات مطلوب ہوں تو اتحاف المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد ۳ کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔

-----☆☆☆-----

فریدا پنکھ پَروھنے ، دُنی سُہاوا باغ   نوبَت وَجی سیوں ، چَلَّن کا کَرُ کاج

حل لغات:

★ پنکھ: پنچھی، پرندے، بازو، پر، بال۔ ★ پروھنے: مہمان۔ ★ دُنی: تلفظ ضُحی کی طرح ہے۔ عربی میں دنیا کی جمع اور پنجابی میں واحد ہے۔ دنیا جہاں۔ ★ سہاوا: سرسبز وشاداب، خوبصورت۔ ★ نوبت: نقارہ، ڈھولک۔ ★ وجی: بجی۔ ★ سیوں: تو۔ ★ چلن: سفر، روانگی۔ ★ کاج: سامان تیار کر، کام کاج۔

اس شعر کا آخری لفظ کاج بول فریدی، ص ۱۱۷۔ دیوان فریدی، ص ۱۳۴ اور بعض دیگر کتب میں بھی لفظ کاج بیان ہوا ہے جبکہ Hymns of Baba Faread Shakar Ganj کے صفحہ نمبر ۸۱ اور ص ۱۳۳ پر لفظ (ساز) بمعنی تیاری بیان ہوا ہے۔ جبکہ معارف فریدیہ میں بھی لفظ ساز آیا ہے۔

مطلب:

اے فرید! پرندوں کا یہ جھنڈ (کہ اے انسان اس جھنڈ میں تو بھی شامل ہے) اس دنیا کے خوبصورت باغ میں تو بھی مہمان کے طور پر ایک رات گزارنے کے لیے اترا ہے۔ اس دنیا میں چند گھڑیاں تم نے گزار کر پھر آگے سفر جاری رکھنا ہے۔ اپنی منزل پہ پہنچنا ہے اب جونہی صبح ہوئی نوبت بج رہی ہے یہ اشارہ ہے کہ سفر کی تیاری کرو۔ ہر ایک اپنی تیاری میں مصروف ہے تو بھی چلنے کی تیاری کر لے کیونکہ تم نے بھی کوچ کرنا ہے۔ دیکھنا کہیں غافل نہ ہو جانا۔ غفلت کا برا انجام ہوتا ہے۔

فریدا! پنکھ پروھنے:

اے فرید! یہ پنچھی یعنی پرندے مہمان ہیں، مہمان کی مانند ہیں پنکھ سے مراد۔ ساری مخلوق خدا ہے۔ اس میں انسان بھی شامل ہیں اور حیوان بھی، چرند بھی شامل ہیں اور پرند بھی۔ مختصر یہ کہ ساری مخلوق خدا شامل ہے۔ جیسے ہم کہیں مہمان بن کر جاتے ہیں۔ اور مہمان بھی اکیلے نہیں کہ مرضی ہوئی تین راتیں ایک ہی جگہ پہ گزار لیں مرضی ہوئی دس دن لگا لیے۔ یہاں مرضی کی بات نہیں بلکہ قافلے کے ساتھ ہی رہیں۔ جب دن ہوا قافلہ رواں دواں ہو گیا اور جب رات ہوئی تو قافلہ رک گیا۔ فجر طلوع ہوتے ہی پھر قافلہ رواں دواں ہو گیا۔

دنی سہاوا باغ:

جہاں قافلے نے آکر بحیثیت [illegible] خوبصورت، سرسبز وشاداب باغ

marfat.com
Marfat.com

ہے۔اس خوبصورت باغ میں مہمان کی حیثیت سے اترے تھے، ایک رات گزارنے کے لیے ٹھہرے تھے۔اس خوبصورت باغ کو ملاحظہ فرمایا اِدھر اُدھر گھومنے لگے۔ سیر و سیاحت کے لیے نکلے تو اسی جگہ دل لگا بیٹھے۔ یہیں دل لگ گیا تو اصل منزل بھول بیٹھے۔حالانکہ اصل حقیقت تو یہ تھی کہ بحیثیت مہمان آئے تھے مہمانانہ رنگ سے ایک رات بسر کرنی تھی اور چلے جانا تھا معلوم تھا کہ مہمان ہیں مگر پھر بھی یہ باغ دیکھ کر حقیقت سے غافل ہو گئے مگر یہ غفلت کا نتیجہ ہے کہ ہم موت سے گھبراتے ہیں۔موت سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ ہمہ وقت سفر کے لیے تیار رہنا چاہیے جونہی روانگی کے لیے اطلاع ملے فوراً تیار ہو کر روانہ ہو جائیں۔تاکہ وقت ضائع نہ ہو جائے۔قافلے کے ساتھ رواں دواں رہیں۔اس طرح آسانی سے منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔

نوبت وجی سیوں:

جونہی نوبت یعنی نقارہ بجے

نوبت اس نقارہ کو کہا جاتا تھا کہ جب قافلے روانہ ہوتے قافلے والوں نے ایک نقارہ بنوایا ہوتا تھا۔نقارے کا بجنا ایک نشان کی حیثیت رکھتا تھا۔روانگی سے قبل بجا دیا جاتا تا کہ قافلے والوں کو اطلاع ہو جائے کہ اب قافلہ روانہ ہونے والا ہے جیسے گاڑی اسٹیشن پر آنے سے پہلے ٹکٹ کھولنے کے لیے گھنٹی بجا دی جاتی ہے۔اس گھنٹی کا بجنا اس بات کی اطلاع ہوتی ہے کہ اب گاڑی آنے والی ہے لہٰذا مسافر ٹکٹ خرید لیں۔اسی طرح آج سے کچھ عرصہ پہلے جب مساجد میں سپیکرز کا اتنا رواج نہ تھا تو مسجد میں ایک نقارہ بنوا کر رکھا ہوا تھا جب ماہِ رمضان المبارک ہوتا تو سحری شروع ہونے کے وقت وہ نقارہ بجا دیا جاتا تھا یہ نقارے کا بجنا اس بات کی اطلاع ہوتی تھی کہ لوگ اٹھ کر سحری کا انتظام کر لیں۔روزے رکھیں۔اسی طرح افطاری کے وقت افطاری کی اطلاع دینے کے لیے نقارہ بجا دیا جاتا جس کا مطلب یہ ہوتا کہ افطاری کا وقت ہو گیا ہے لہٰذا روزہ افطار کر لیا جائے۔بعینہٖ قافلے والوں کے ساتھ ایک نقارہ ہوا کرتا تھا روانگی کے وقت سے تھوڑی دیر پہلے نقارہ بجا دیا جاتا ہے جو اس امر کی اطلاع ہوتی تھی کہ اب قافلہ روانہ ہونے والا ہے۔

چلن کا کرکاج:

نقارہ بجا دیا گیا۔اطلاع ہو گئی کہ قافلہ اب روانہ ہونے والا ہے۔جلدی جلدی تیاری کر لو۔جو غافل رہا۔جس نے موقع پر تیاری نہ کی وہ قافلے سے پیچھے رہ جائے گا وہ نقصان اٹھائے گا۔یہ نقصان اسے جانی نقصان بھی ہو سکتا ہے اور مالی نقصان بھی ہو سکتا ہے اسی طرح جو انسان اس دنیا کے خوبصورت باغ میں غفلت کا شکار ہو گیا۔اس نے قافلے کے ساتھ رہ کر چلنے کی تیاری نہ کی تو پھر نقصان اٹھائے گا۔اس لیے غفلت نہیں اختیار کرنی چاہیے بلکہ مہمان ہیں تو مہمانانہ شان سے ہی زندگی کی بہاریں لوٹیں اور چلنے کی تیاری کریں جونہی موت کا نقارہ بجے، ہم فوراً روانہ ہو جائیں۔اس وقت ہمیں پچھتاوا نہ ہو۔کاش کہ ہم اس دنیا کے باغ میں اتنے محو نہ ہو گئے ہوتے، کاش کہ دنیا کے اس خوبصورت باغ میں ٹہلتے ٹہلتے دور نہ نکل جاتے تو ہم پہ اتنی غفلت نہ چھا جاتی۔تیاری وقت پر ہو جاتی۔وقت ضائع بھی نہ ہوتا۔کسی قسم کی تنگی کا سامنا بھی نہ کرنا پڑتا اور موقع پر تمام قافلے والوں کے ساتھ ہنسی خوشی ساتھ جاری رہتا۔

marfat.com
Marfat.com

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کا بیان:

آپ بیان فرماتے ہیں کہ

"یہ دنیا دارالعمل ہے مگر بڑی خوبصورتی اور رعنائی والا دارالعمل ہے یہاں کامیاب وہی بندگانِ حق ہیں جو اپنے خون جگر سے حسن عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں مگر اس کی رعنائی انہیں لبھاتی نہیں۔ان کا مرکز نگاہ اپنے رب کی رضا اور اس کا جوارِ رحمت ہوتا ہے اور یہاں وہ مسافر بلکہ راہ چلتا مسافر بن کر رہتے ہیں۔" (معارف فریدیہ، ص ۱۶۲)

دنیا متاع قلیل:

قرآن مجید میں ہے کہ

(۲) قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ

آپ کہہ دیجئے کہ دنیا کا متاع بہت ہی کم ہے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۫ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

(پ ۱، البقر ۸۶۔۸۵)

تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں۔یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے۔

فائدہ:

کبھی گناہوں کی شامت سے دنیاوی آفات بھی آجاتی ہیں نیز یہ کہ کفار پر دنیاوی آفات ان کے گناہوں کا کفارہ نہ ہوں گی آخرت میں عذاب اس کے علاوہ ہوگا۔بخلاف مومن کے کہ اس کی دنیاوی مصیبتیں بھی رب کی رحمتیں بن جاتی ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے مصیبت یکساں مگر نتیجہ میں فرق۔(تفسیر نورالعرفان)

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور تیری غریبی دور کر دوں گا اور اگر تو یہ نہ کرے تو تیرا ہاتھ کام کاج سے بھر دوں گا اور تیری فقیری بھی بند نہ کروں گا۔ (ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

یعنی تو اپنا دل میری عبادت واطاعت کے لیے خالی رکھ دست بکار دل بیار پر عمل کر فراغت دل کے یہ ہی معنی ہیں یہ مطلب نہیں کہ دنیا کا کاروبار نہ کر خود بھی بھوکے مرو بچوں کو بھی مارو دل کی دنیا دوسری ہے اگر اس پر عمل نصیب ہوگا تو انشاء اللہ کمائی میں برکت، دل میں فراغت حاصل ہوگی۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج۷، ص۱۴)

فائدہ:

اگر تو نے اپنے کو دنیا کی فکروں میں ہی لگا دیا، تیرے دل میں دنیا اتر گئی تو تو کام کرے گا۔ زیادہ فکر کرے گا زیادہ ملے گا وہی جو تیرے مقدر میں ہے تو مالدار ہو کر بھی فقیر ہی رہے گا۔ دل کا چین اللہ کی بڑی نعمت ہے یہ اس کے ذکر سے نصیب ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملک، مال اور علم پیش کیے گئے تو آپ نے علم اختیار فرمایا۔ رب نے علم کی برکت سے انہیں ملک و دولت بھی عطا فرمائے (مرقاۃ) اللہ سے آخرت مانگو دنیا خود بخود مل جائے گی کسان دانہ کے لیے کاشت کرتا ہے بھوسا خود ہی مل جاتا ہے بندہ مومن کو روزی بے گمان ملتی ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج۷، ص۱۵)

حدیث ۲:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوشیار رہو، دنیا لعنتی چیز ہے اور جو دنیا میں ہے وہ لعنتی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور اس کے جو رب کے قریب کردے اور عالم کے اور طالب علم کے۔

(ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

جو چیز اللہ و رسول سے غافل کردے وہ دنیا ہے جو اللہ و رسول کی ناراضی کا سبب ہے۔

فائدہ:

یہ استثناء منقطع ہے کیونکہ یہ چیزیں دنیا نہیں ہیں اللہ کے ذکر سے مراد ساری عبادات ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج۷، ص۱۷)

دنیا میں مثل مسافر:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے اس حالت میں کہ چٹائی نے آپ کے جسم اطہر میں اثر کیا ہوا تھا تب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو آپ اجازت دے دیتے کہ ہم حضور کے لیے بستر بچھا دیا کرتے اور سب انتظامات کر دیتے تو فرمایا:

مجھے دنیا سے کیا تعلق میں اور دنیا نہیں ہیں، مگر اس سوار کی طرح جو ایک درخت کے نیچے سایہ لے پھر چلا جائے اور درخت کو چھوڑ جاوے۔ (مشکوٰۃ شریف، ابن ماجہ شریف)

فائدہ:

جیسے یہ سوار اتنی دیر آرام کے [illegible] ڈھل جانے پر چل دیتا ہے ایسے

marfat.com
Marfat.com

ہی ہمارا حال ہے کہ ہم کونین کے مالک ہیں مگر اپنے لیے کچھ نہیں رکھتے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمانے کے بعد دنیا کو اور اپنی امت کو چھوڑ دیا، ان سے بے تعلق ہو گئے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو چھوڑ دیں تو ہم ہلاک ہو جائیں، سورج دنیا کو چھوڑ دے تو دنیا اندھیری ہو جائے۔ روح بدن کو چھوڑ دے تو بدن مر جاوے، جڑ درخت کو چھوڑ دے تو درخت سوکھ جائے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو چھوڑ دیں تو اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ، ج ۷، ص ۲۵)

حضرت لقمان کی وصیت:

حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے میرے بچے! لوگوں پر وہ دراز ہو گیا۔ جس سے وہ ڈرتے جاتے ہیں اور وہ آخرت کی طرف دوڑے جا رہے ہیں اور تم جب سے پیدا ہوئے تب سے دنیا کو پیچھے چھوڑ رہے ہو اور آخرت کی طرف جا رہے ہو اور وہ گھر جس کی طرف تم جا رہے ہو اُس سے زیادہ قریب ہے جس سے تم نکل رہے ہو۔ (مشکوۃ شریف کتاب الرقاق)

فائدہ:

جب سے بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی عمر شروع ہو جاتی ہے عمر گزرتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ عمر بڑھ رہی ہے مگر حقیقت میں گھٹ رہی ہے۔ (مراۃ شریف، مشکوۃ، ج ۷، ص ۵۰)

حدیث شریف:

دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔ (احیاء العلوم شریف، جلد ۳، ص ۳۴۴)

فائدہ:

چونکہ دنیا میں ہم بحیثیت مہمان بن کر آئے ہیں اس لیے مہمان بن کر ہی چند گھڑیاں گزار کر اپنے اصلی گھر کی طرف روانہ ہو جائیں اور جو سرمایہ ہمیں ملا اسے محفوظ رکھیں تاکہ اس مسافری کی حالت میں سرمایہ ضائع کرنے کے بعد پھر کیا کریں گے پردیس میں تو کسی کا سہارا بننا بھی نہایت مشکل ہوتا ہے یہاں اس دنیا میں کون اپنا ہے؟ کہ جس کی خاطر ہم اپنی آخرت برباد کر کے دنیا سنبھالیں۔ ایسا کوئی بھی نہیں جو ہیں بھی تو ان میں بھی بکثرت ایسے ہیں کہ دنیا کے نشے میں باپ بیٹے کو بھول جاتا ہے۔ اولاد باپ کو قتل کرتی نظر آ رہی ہے بھائی بھائی کا دشمن بنا ہوا ہے۔ بھائی بہنوں کی دشمنی پر اڑے ہوئے ہیں۔ بہنیں بھائیوں سے دشمنی کا روگ اپنائے ہوئے ہیں۔ ایسے عزیز و اقارب کی وجہ سے پردیس میں، مسافری کی حالت میں سرمایہ (نیک اعمال) ضائع کرنا عقلمندی نہیں ہے بلکہ خود اپنا سرمایا محفوظ کرنا چاہیے، یعنی جو سانسیں ہمیں دنیا میں گزارنے کے لیے ملی ہیں وہ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور اطاعت میں گزارنی چاہئیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیں اپنے عزیز و اقارب کو بھی سمجھانا چاہیے کہ میاں دیکھیئے اس طرح کھیل کود، کھیل تماشوں وغیرہ میں سانسوں کا سرمایہ برباد نہ کرو۔ یہ سرمایہ سنبھال سنبھال کر استعمال کرو۔ ہر قدم خوب غور و فکر کے ساتھ اٹھانا چاہیے تاکہ کل کلاں ہمیں پچھتانا نہ پڑے۔

حکایت:

الحمد للہ! اکتوبر ۲۰۰۶ء میں دعوت اسلامی کے بین الاقوامی اجتماع میں جانے کا اتفاق ہوا۔ فقیر ابو احمد اویسی کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

صاحبزادہ حضرت علامہ غلام محی الدین اویسی رضوی مدظلہ العالی بھی ساتھ تھے ایک دن بیانات سے وقفہ ہوا تو صاحبزادہ صاحب فرمانے لگے کہ چلو۔ سٹالوں پہ چلتے ہیں دیکھتے ہیں کہ وہاں کیا کیا خزینے رکھے ہوئے ہیں اتفاقاً میرے پاس واجبی سی رقم تھی مگر جونہی سٹالوں پہ پہنچے تو انتہائی ارزاں کتب کی سیل جاری تھی حتیٰ کہ پچاس فیصد تک رعایت پر کتب اور دیگر ضروری سامان کی سیل جاری تھی۔ کتب کے سلسلے میں بڑی بڑی نادر اور نایاب قسم کی کتب سٹالوں پہ رکھی تھیں۔ فقیر نے جلدی جلدی دو تین کتب کے سٹالوں سے کتابیں خریدیں۔ مگر اس خریداری سے قبل صاحبزادہ صاحب نے بڑا سمجھایا کہ ابھی ہم نے کوئی بھی چیز خریدنی نہیں صرف اس وقت ہم دعوت نظارہ کے لیے جا رہے ہیں۔ ہاں جب تمام سٹال دیکھ لیں گے تو پھر خوب غور وفکر اور سوچ بچار کے بعد مطلوبہ کتب اور چیزیں خرید لیں گے۔ مگر جو بھی کتب فقیر نے خریدیں خریدتے وقت انتہائی ضروری کتب خریدیں مگر بعد میں پچھتانا پڑا جب بقیہ سٹالوں پہ ان سے بھی زیادہ ضروری کتابیں موجود تھیں مگر اب پیسے نہیں تھے وہ کتب اب واپس بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ ایسا کوئی ساتھی بھی نہ تھا کہ جس سے کچھ پیسے ملنے کی امید ہوتی کہ چلو اس سے پیسے لے لیتے ہیں۔ نہایت ضروری اور اہمیت کی حامل کتب نہ حاصل کر سکنے کا افسوس آج بھی ہے کاش کہ میں نے چند لمحے مزید صبر وتحمل سے کام لیا ہوتا، اتنی جلد بازی سے کام نہ لیتا تو ان کتب سے زیادہ اہم اور نایاب کتب لے کر واپس آتا مگر اب کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

فائدہ:

یہ ایک مثال محض سمجھانے کے لیے عرض کی ہے ورنہ ایسی مثالیں ہر روز ہمارے سامنے پیش آتی رہتی ہیں مگر ہم پھر بھی ان سے کچھ نہیں سیکھتے اسی طرح اس دنیا میں آ کر ہمیں جلد بازی سے کام لے کر اپنی زندگی تباہ و برباد نہیں کرنی چاہیے؟ بلکہ خوب سوچ بچار کر کے اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزاریں گے تو انشاء اللہ دنیا و آخرت میں کبھی بھی کسی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور اگر جلد بازی سے غیر اہم امور میں وقت برباد کر بیٹھے تو پھر ہمیں سوائے پچھتاوے کے کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔

اس دنیا میں بظاہر گناہوں کا مال بھی انتہائی خوبصورت اور دل لبھانے والا ہے بلکہ نیکیوں سے زیادہ دل کو لبھاتا ہے۔ بڑا خوبصورت نظر آتا ہے۔ ہر طرف اس دنیا میں رنگا رنگ پھول کی مہکار بھی ہے انہیں دیکھتے ہی انسان اپنی حقیقت بھول جاتا ہے کھیل تماشوں میں محو ہو کر انسان حقیقت بھول جاتا ہے حقیقت سے پردہ اس وقت اٹھتا ہے جب اس دنیا سے رخصتی کا وقت سر پہ آ پہنچتا ہے۔ قبلہ فیض ملت شیخ القرآن والحدیث ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ تعالیٰ محدث بہاولپوری اکثر جب دورہ تفسیر القرآن پڑھاتے ہیں تو ٹھنڈی آہ بھی نکلتی ہے اور آپ کی زبان مبارک سے نکلتا ہے کہ جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی اس لیے دوستو! بزرگو! جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی ہے کیونکہ چند لمحات کے لیے ہم اس دنیا میں بحیثیت مسافر آئے ہیں رات گزار کر چلتے بنا ہے۔ اس لیے خدارا چند لمحوں کی خاطر حق سے آنکھیں پھیر کر اپنی دنیا و آخرت دونوں برباد نہ کر لیجیے کیونکہ سرمایہ برباد کر لینے سے نہ دنیا میں سکون ملتا ہے اور نہ ہی آخرت میں سکون میسر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ حقیقت سمجھنے اور اس کے مطابق زندگی ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بحرمت سید المرسلین۔

marfat.com
Marfat.com

فریدا رات کتھوری وَنڈِیئے، سُتیاں ملے نہ بھاوٗ   جنھاں نَین نیند راولے، تِنھاں مِلَن کواوٗ

حل لغات:

★ کتھوری: کستوری، مشک، نافہ، خوشبو، ذکر سحر گاہی، پچھلی رات کا ذکر، پچھلی رات کی عبادت۔ ★ ونڈیئے: تقسیم کرتے ہیں، بانٹتے ہیں۔ ★ ستیاں: سوئے ہوئے لوگوں کو۔ ★ ملے نہ: نہ ملے۔ ★ بھاوٗ: بھانگا، حصہ، مُل، قیمت، حالت، شرح، مُول، دام، پیار، پریم، مقدر۔ ★ جنھاں: جن کے۔ ★ نین: آنکھیں، آنکھ، چشم، نظر۔ ★ نیندراولے: نیندوالے (یہی لفظ معارف فرید یہ میں نیندراولے بمعنی نیند میں مست۔ ★ تنھاں: انہیں، ان کو۔ ★ ملن: ملے، ملے گا۔ ★ کواوٗ: کیاوٗ، کیا، بدنصیبی۔

اے فرید! اللہ تعالیٰ کی یاد میں رات گزارنے والوں میں کستوری تقسیم کی جاتی ہے۔ جبکہ سوئے ہوئے لوگوں کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ نیند میں مست رہنے والی جن کی آنکھیں ہیں۔ انہیں کیا ملے۔

مطلب:

اے فرید! رات اللہ کی یاد میں بسر کرنے والوں میں کستوری تقسیم کی جاتی ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں، ذکر وفکر میں گزارتے ہیں خصوصاً پچھلی رات کے وقت جب اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ذکر اللہ میں مشغولیت اختیار کرتے ہیں غفلت کے پردے چاک کر کے وحدہٗ لاشریک کے قرب کے طلب گار ہوتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ سونے والوں کو اس انعامات کی تقسیم میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا نیند میں مست رہنے والی آنکھوں کے مالکوں کو اس میں سے کیا فائدہ ملے گا۔ یعنی کچھ نہیں ملتا کیونکہ وہ اس وقت نیند کی مستی کی وجہ سے غفلت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں غافلوں کے ہاتھ سوائے بدنصیبی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

فریدا رات کتھوری وَنڈِیئے:

اے فرید! جو لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں خصوصی انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے مراد ذکر اللہ، درود وسلام، تلاوت قرآن مجید، نوافل، تہجد وغیرہ عبادات ہیں۔

رات کا اٹھنا:

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلاً ۝ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحاً طَوِيْلاً ۝
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً ۝ (پ ۲۹، سورۃ مزمل آیات ۶ تا ۸)

بے شک رات کا اٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے بے شک دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں اور اپنے رب کا نام یاد کرو۔ سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز بہت اہم اور فائدہ مند ہے جیسا خشوع

marfat.com
Marfat.com

وخضوع اس میں حاصل ہوتا ہے دوسری نمازوں میں حاصل نہیں ہوتا۔ (تفسیر نور العرفان، ص ۹۱۶)

صلوٰۃ اللیل:

رات میں بعد نماز عشاء جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلوٰۃ اللیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں کہ صحیح مسلم شریف میں مرفوعاً ہے فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے اور طبرانی کی مرفوعاً روایت کی ہے کہ رات میں کچھ نماز ضروری ہے اگر چہ اتنی ہی دیر جتنی دیر میں بکری دُوہ لیتے ہیں اور فرض عشاء کے بعد جو نماز پڑھی وہ صلوٰۃ اللیل ہے۔

(بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۱۸)

حدیث شریف ۱:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو دس آیتوں کے برابر قیام کرے نہیں لکھا جاتا غافلین سے اور جو قیام کرے سو آیت کے ساتھ لکھا جاتا ہے فرمانبرداری کرنے والوں سے اور جو کوئی قیام کرے ہزار آیتوں کے ساتھ لکھا جاتا ہے بہت ثواب لینے والوں سے۔ (سنن ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف باب صلوٰۃ اللیل)

حدیث شریف ۲:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگاتا ہے ہر ایک گرہ پر یہ جماتا ہے کہ ابھی بہت رات باقی ہے (ابھی اور سوتے رہو پس اگر وہ شخص اُٹھ جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وہ وضو کرلے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز میں مشغول ہو جائے تو تیسری گرہ (بھی) کھل جاتی ہے جب صبح ہو جاتی ہے تو انسان ہشاش بشاش اور چاق وچوبند ہو کر اٹھتا ہے ورنہ بدمزاج اور سست ہو کر اٹھتا ہے۔ (سنن ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۱۲۹۲ باب قیام اللیل)

حدیث شریف ۳:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم فرمائے جو رات کو بیدار ہو اور نماز پڑھے اور اپنی اہلیہ کو بیدار کرے اگر وہ عورت بیدار نہ ہو تو اس کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو کہ رات کو بیدار ہو اور نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بیدار کرے۔ اگر شوہر بیدار نہ ہو تو اس کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ (سنن ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۱۲۹۳ باب قیام اللیل)

حدیث شریف ۴:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد اپنی بیوی کو رات کو جگائے پھر وہ دونوں نماز ادا کریں تو شوہر ذاکرین میں لکھا اور بیوی ذکر کرنے والیوں میں لکھی جائے گی۔ (سنن ابوداؤد شریف باب صلوٰۃ اللیل)

حدیث شریف ۵:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ رات کو نماز پڑھتا ہو پھر کسی رات اس پر غلبہ ہو جائے مگر اس کے لیے (ناغہ شدہ) رات کا بھی اجر لکھا جائے گا اور اس کا سونا صدقہ ہوگا۔

(سنن ابوداؤد شریف باب من نوی القیام فنام)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

اللہ تعالیٰ قادر مطلق جو کچھ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے عطا فرماتا ہے۔ بس نیند کر کے سو رہنے والا اگر اتفاقاً رات کو نہ بھی جاگ سکا تو پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنے انعام سے نوازتا ہے۔ یہ کتنی بڑی خالق و مالک کی کریمی ہے۔

نماز تہجد:

مسئلہ: اسی صلوٰۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے عشاء کے بعد رات میں سو کر اٹھیں اور نوافل پڑھیں۔ سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔ (بہار شریعت حصہ ۴، ص ۱۹۔۱۸ بحوالہ ردالمختار)

مسئلہ: تہجد نفل کا نام ہے اگر کوئی عشاء کے بعد سو رہا پھر اٹھ کر قضا پڑھی تو اُس کو تہجد نہ کہیں گے۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمختار)

مسئلہ: منجملہ اُن کے آخر شب کی نماز ہے یہ بحر الرائق میں لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی انتہا آٹھ رکعتیں تھیں اور کم سے کم دو رکعتیں یہ فتح القدیر میں مبسوط سے نقل کیا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل اردو ترجمہ، ص ۱۷۹)

مسئلہ: جو شخص دو تہائی رات سونا چاہے اور ایک تہائی عبادت کرنا اُسے افضل یہ ہے کہ پہلی اور پچھلی تہائی میں سوئے اور بیچ کی تہائی میں عبادت کرے اور اگر نصف شب سونا چاہتا ہے اور نصف جاگنا تو پچھلی نصف میں عبادت افضل ہے کہ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حضور نے ارشاد فرمایا کہ رب عزوجل ہر رات میں جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے آسمان دنیا پر تجلی خاص فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ اُسے دوں ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی بخشش کروں اور سب سے بڑھ کر تو نماز داؤد ہے کہ بخاری و مسلم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی کہ حضور نے فرمایا سب نمازوں سے اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب نمازِ داؤد ہے کہ آدھی رات سوتے اور تہائی رات عبادت کرتے پھر چھٹے حصے میں سوتے۔ (بہار شریعت جلد اوّل حصہ ۴، ص ۱۹)

مسئلہ: جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اسے چھوڑنا مکروہ ہے کہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہما کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا اے عبداللہ! تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا نیز بخاری و مسلم وغیرہما میں ہے کہ فرمایا کہ اعمال میں زیادہ پسند اللہ عزوجل کو وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔

(بہار شریعت حصہ ۴، ص ۱۹)

رات کے نفل دو، دو ہیں:

بہتر یہ ہے کہ نماز تہجد ہو یا دوسرے نوافل جو رات کے وقت ادا کیے جائیں بہتر تو یہ ہے کہ دو، دو کر کے ادا کیے جائیں کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رات کی نماز (نفل) دو دو رکعتیں ہیں۔

اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ

وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ صَلٰوةَ اللَّيْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيُّ وابن المبارك والشافعي و احمد و اسحاق

marfat.com
Marfat.com

اس پر علما کا عمل ہے کہ رات کی نماز دو، دو کر کے پڑھی جائے سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی امام احمد اور اسحٰق رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

فائدہ:

امام حضرت علامہ الشیخ محمد بن حسین بن علی الطوری قادری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ

ای الا فضل فی اللیل والنہار اربع رکعات بتسلیمۃ واحدۃ عند ابی حنیفۃ وقال: فی اللیل رکعتان لحدیث الصحیحین عن ابی عمر أن رجلاً ؟

(بحر الرائق شریف جلد ۲، ص ۹۵)

فضائل صلوٰۃ اللّیل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رمضان المبارک کے بعد اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے روزے افضل ہیں اور فرض نماز کے بعد بہترین نماز رات کی نماز ہے۔ (جامع ترمذی شریف ابواب الصلوۃ حدیث نمبر ۴۲۱)

حدیث نمبر ۲:

طبرانی کبیر میں باسناد حسن وحاکم بافادۂ تصحیح برشرط شیخین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی حضور فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک بالا خانہ ہے کہ باہر کا اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندر کا (حصہ) باہر سے

ابو مالک اشعری نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کس کے لیے ہے فرمایا اس کے لیے جو اچھی بات کرے اور کھانا کھلائے اور رات میں قیام کرے جب لوگ سوتے ہوں۔ (بہار شریعت حصہ ۴، ص ۲۰)

حدیث شریف ۳:

بیہقی کی ایک روایت حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے ہے کہ فرماتے ہیں قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے اور اس وقت منادی پکارے گا کہاں ہیں وہ جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا ہوتی تھیں وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے یہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر اور لوگوں کے لیے حساب کا حکم ہوگا۔ (بہار شریعت)

اللہ تعالیٰ ہر رات خاص توجہ فرماتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر رات اللہ تعالیٰ کی (خاص) رحمت، رات کی پہلی تہائی کے آخر تک اترتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں بادشاہ ہوں۔

کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔

کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں۔

کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے تو میں اسے بخش دوں

[illegible] (ترمذی شریف ابواب الصلوۃ، حدیث ۴۳۰)

marfat.com
Marfat.com

نیز یہ حدیث مبارکہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
جب رات کا آخری تہائی باقی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔
(ترمذی شریف ابو الصلوٰۃ)

فائدہ:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اس باب میں حضرت علی بن ابی طالب، ابو سعید، رفاعہ جہنی، جبیر بن مطعم، ابن مسعود، ابو درداء اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم سے بھی روایات مذکور ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حسن صحیح ہے۔ (ترمذی شریف ابواب الصلوٰۃ)

صالحین کا طریقہ:

ترمذی شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے لیے لازم ہے کہ رات کو عبادت کیا کرو۔ کیونکہ یہ گزشتہ نیک لوگوں کا طریقہ ہے بے شک رات کا قیام اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب، گناہوں کا کفارہ اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ یہ بھی کہ بدن سے بیماری دفع کرنے والا ہے۔
(فیضان سنت، ص ۹۸۴)

فائدہ:

ان فوائد کے پیش نظر ہی بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ فریدا! رات کتھوری ونڈیئے، ستیاں ملے نہ بھاؤ۔ اے فرید اللہ تعالیٰ کی یاد میں جو رات عبادت میں گزارتے ہیں اللہ تعالیٰ ان میں کستوری تقسیم کرتا ہے جبکہ سوئے ہوئے اس انعام ربانی سے محروم رہتے ہیں۔

جنہاں نین نیندراولے ، تنہاں ملن کواوَ

نیند میں مست رہنے والی آنکھوں کو کیا ملے گا یعنی انہیں کچھ بھی نہیں ملتا۔ وہ محروم رہتے ہیں۔ بلکہ ایسے ساتھیوں کے ساتھ شیطان کیا حسن سلوک اختیار کرتا ہے۔

سرکار مدینہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت اقدس میں ایسے ایک شخص کا تذکرہ کیا گیا جو ساری رات سوتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے تو پیارے آقا مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا شخص ہے کہ جس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔ (فیضان سنت، ص ۹۸۷، بحوالہ مکاشفۃ القلوب)

دن لہو میں کھونا تجھے ، شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی ، خوف خدا ، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
رزق خدا کھایا کیا فرمانِ حق ٹالا کیا
شکرِ کرم ترسِ سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(حدائق بخشش)

marfat.com
Marfat.com

تنبیھہ:

شب برأت یعنی پندرہ شعبان المبارک کی رات، شب معراج، شب عید الفطر شب عید الاضحیٰ وغیرہ کی راتوں میں شب بیداری کرتے ہیں بڑا اچھا کام ہے مگر یاد رکھیے شب بیداروں کے لیے یہ شرط لازمی سمجھیے کہ وہ نماز فجر اور نماز عشاء باجماعت ادا کریں ورنہ اس شب بیداری کا کیا فائدہ جس میں نماز عشاء یا نماز فجر یا دونوں ہی جماعت سے رہ جائیں۔

ان لوگوں کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے جو ساری ساری رات تو خطابات سنتے رہتے ہیں یا نعت خوانی کی محافل میں یا قرأت کی محافل یا شعبیوں میں وقت گزاریں اور جب نماز فجر کا وقت ہو جائے سو جائیں یہ شب بیداری کیسی؟ ایسی محافل میں شمولیت چہ معنی دارد کہ جب فرائض سے آنکھیں بند کرلی جائیں خدارا یہ امور نہایت خوب ہیں مگر نماز باجماعت سے غفلت نہ اختیار کی جائے ورنہ بہت بڑا نقصان ہے۔

حدیث:

صحیح حدیث میں ہے کہ "جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے نماز فجر جماعت سے پڑھی اس نے ساری رات عبادت کی۔ (فیضان سنت باب فضائل نوافل، ص ۹۹)

-----☆☆☆-----

فریدا میں جانیا دُکھ مجھ کوں، دُکھ سبھا ایہہ جگ
اُچے چڑھ کے ویکھا، تاں گھر گھر ایہا اگ

حل لغات:

★ میں جانیا: میں نے جانا، میرا خیال تھا۔ ★ دکھ: درد، تکلیف، رنج، عذاب، بیماری۔ ★ مجھ کوں: مجھے۔ ★ سبھا: سارا۔ ★ ایہہ: یہ۔ ★ جگ: دنیا، کائنات، مخلوق۔ ★ اُچے: اونچی جگہ۔ ★ چڑھ کے: چڑھ کر۔ ★ ویکھا تاں: دیکھا تو۔ ★ گھر گھر: ہر گھر۔ ★ ایہا: یہی۔ ایہوای۔ ★ اَگ: آگ۔

مطلب:

اے فریدا میں تو سمجھا تھا کہ شاید میں ہی دُکھی ہوں صرف مجھے ہی دُکھوں نے ستایا ہوا ہے مگر اب معلوم ہوا ہے کہ صرف میں ہی دُکھوں کا مارا ہوا نہیں ہوں بلکہ یہ دُکھ تو ساری دنیا کو ہیں۔ میں دُکھوں کی آگ میں جل رہا تھا جب میں نے اونچی جگہ پہ چڑھ کر دیکھا کہ ارد گرد کی کیفیت دیکھوں تو پھر مجھے ہر گھر میں دکھوں کی یہی آگ جلتی نظر آئی۔

گویا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سمجھانا یہ چاہتے ہیں کہ اے انسان پوری دنیا میں دکھوں کا راج ہے اس لیے معمولی معمولی سی تکلیف اور دکھ کی وجہ سے ہائے ہائے یعنی بے صبری کا مظاہرہ کرنا قطعاً مناسب نہیں کیونکہ علامہ اقبال نے بھی بیان فرمایا ہے کہ:

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

marfat.com
Marfat.com

یہ دُکھوں کا آنا تیرے لیے نقصان دہ نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دُکھ تو تیرے لیے اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب ہیں گناہوں کی دوری کا سبب ہیں۔ صبر اختیار کر۔ اگر یہ سوچ لے گا کہ دکھ تکلیفیں اور مصائب وآلام تو پوری دنیا میں ہیں اس آگ سے تو کوئی گھر نہیں بچا تو اس سے قوت برداشت پیدا ہوگی اور صبر کرنا آسان ہو جائے گا۔ صبر کرنے سے اجر میں اضافہ ہوگا۔ کیونکہ صبر اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے۔

واللہ مع الصابرین اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مصائب وآلام اور دکھ مختلف قسم کے ہوتے افراد مختلف نوعیت کے دکھوں میں مبتلا ہوتے ہیں جو دکھ جسے لگ جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میرے جیسا دکھی کوئی نہیں میں ہی تمام انسانوں سے زیادہ دکھی اور مصیبتوں کا مارا ہوں۔ ہر کوئی سکون کی زندگی سے مستفید ہو رہا ہے ایک میں ہوں کہ دن کو آرام اور نہ ہی رات کو سکون ہے ہمہ وقت دکھوں میں گھرا ہوا ہوں۔

دکھوں کا اظہار:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دکھوں کا اظہار کرنے سے کیا دکھ کم ہو جاتے ہیں؟

ج: دکھ کم نہیں ہو جاتے بلکہ دکھوں کی وجہ سے تکلیف محسوس ہوتی ہے اس تکلیف کا احساس بڑھ جاتا ہے اس وجہ سے محسوس ہوتا ہے کہ تکلیف مجھے بہت زیادہ ہے اور اگر صبر سے کام لیا جائے۔ دکھ کا اظہار اور واویلا مچانے کی بجائے خاموشی اختیار کی جائے تو انسان کا ذہن اس تکلیف سے ہٹ جاتا ہے اس وجہ سے کچھ وقت کے لیے اس تکلیف میں کمی کا احساس ہونے لگتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات وہ دکھ محسوس ہی نہیں ہوتا۔

مثال:

بعض دکھ جو بظاہر دکھ محسوس ہوتے ہیں انہیں اگر ترقی کا سبب ہونے کی وجہ سے ذہن وفہم میں یہ بات پختہ کر لی جائے کہ یہ دکھ حقیقت میں دکھ ہے ہی نہیں بلکہ حقیقتاً یہ دکھ نہیں بلکہ سکھ ہے کیونکہ اگر یہ معمولی سی اور تھوڑا عرصہ یہ دکھ اور تکالیف برداشت کر لیں گے تو آئندہ زندگی میں سکون ہی سکون میسر ہوگا۔ ایسی صورت میں وہ دکھ دکھ ہی محسوس نہ ہوگا بلکہ وہ دکھ بھی کامیابی کا زینہ ہونے کے باعث سکھ محسوس ہوگا جسے ذہنی طور پر ہم برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ بلکہ وہی دکھ ہمیں محبوب محسوس ہونے لگے گا۔

مثلاً ایک طالب علم کو اوائل اوائل میں تھوڑی سی تکلیف کا سبب بھی بنتا ہے مگر ماں باپ محسوس ہی نہیں کرتے دیکھیے حصول تعلیم روزانہ چھوٹے سے بچے کو سکول چھوڑ کر آنا اسے چھٹی کے وقت گھر لے آنا۔ کتنی سر دردی ہے کتنی تکلیف کا سبب ہے مگر یہ تکلیف ہمیں تکلیف محسوس ہی نہیں ہوتی کیوں؟ محض اس لیے کہ آئندہ زندگی میں ترقی کا سبب ہے۔ امتحانی ایام میں طالبعلم کو جو شب و روز محنت کرنی پڑتی ہے امتحانی دورانیہ کتنا صبر آزما اور تکلیف کا دورانیہ ہوتا ہے مگر پھر بھی طالب علم ساری ساری رات محنت میں مشغول ہوتا ہے۔ اردگرد بھی لوگ سکون کی نیند سو رہے ہوتے ہیں مگر ایک اچھا طالب علم تعلیمی محنت میں مشغول نظر آئے گا یہ اپنا سکھ اور سکون کیوں برباد کرنے پہ تُلا ہوا نظر آتا ہے محض یہی کہ اس کی نظر سامنے والے دکھوں اور تکالیف پر نہیں بلکہ اس کی نظر آئندہ دور میں حاصل ہونے والے سکون پر ہوتی ہے کہ کامیاب ہو گیا تو میری زندگی اچھی گزرے گی۔

بعینہٖ یہی حال ہے دنیوی زندگی کے دکھوں، تکلیفوں اور مصائب وآلام کا ہے۔ آج اس دنیا میں جو تکالیف

marfat.com
Marfat.com

پہنچیں ہم ان پہ صبر اختیار کریں تو آخرت کی زندگی میں دکھوں سے نجات کا سبب ہوگا۔ تکلیفوں سے محفوظ رہنے کا سبب ہوگا، گناہوں کی بخشش ہوگی، گناہوں کی بخشش ہو کر جہنم سے نجات حاصل ہوگی اور بہشت میں پہنچنے کا سبب ہوگا۔ حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔

اس لیے اس میں شک نہیں کہ دکھ اور تکلیفیں ہر طرف عام ہیں۔ جس کسی کو بھی چھیڑ لیا جائے جس سے بھی پوچھ لیا جائے کہ کیا آپ سکھی ہیں۔ تو شاید کوئی اللہ والا ہی ہو تو ہو عام دنیا والوں سے کوئی بھی ایسا نہ ملے گا جو کہے کہ مجھے دنیا کا کوئی دکھ نہیں وہ اتنا روئے گا شاید اس جیسا دکھی دنیا جہان میں کوئی نہ ہو۔

اسی لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ میں تو سمجھا تھا کہ شاید صرف مجھے ہی دکھ ہیں صرف میں ہی دکھی ہوں میرے علاوہ ساری دنیا سکون میں ہے۔ کسی کو بھی کوئی دکھ نہیں کوئی تکلیف نہیں مگر یہ میری بھول تھی کیونکہ یہاں تو ہر کوئی دکھی نظر آیا۔ میں نے جدھر بھی دیکھا دکھوں، تکلیفوں کا ہی راج نظر آیا۔ قدرے اونچائی پہ کھڑے ہو کر دنیا کا مشاہدہ کیا تو معلوم ہوا کہ دکھوں، تکلیفوں، مصائب و آلام کی آگ تو ہر گھر میں روشن ہے اس آگ یا تکلیف سے کوئی بھی نہیں محفوظ بھی گھروں میں یہ آگ ہے۔

جب سارا جہان ہی اس آگ میں جل رہا ہے تو پھر ہمیں اپنا دکھ کسی کے سامنے ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے جو دکھی ہیں ان کو چھیڑ کر اور زیادہ دکھی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کے دکھوں میں مزید اضافہ کرنا کہاں کی عقلمندی اور انسانیت ہے بلکہ چاہیے تو یہ کہ ہم ان کے دکھوں کو بھی بانٹنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو پھر یہ تو نہیں کرنا چاہیے کہ ان کے دکھوں کی آگ پہ اور تیل چھڑکیں تاکہ اس میں مزید شدت پیدا ہو جائے۔ ان کی جلن میں مزید اضافہ ہو۔

اس لیے ہمیں دکھ، تکلیف اور مصائب و آلام کو برداشت کرنا چاہیے، صبر سے کام لیتے ہوئے ان دکھوں کا اظہار کسی انسان کے سامنے کرنے کی بجائے خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ اگر صبر کیا تو ممکن ہے خالق و مالک اس دکھ اور مصیبت سے نجات بھی عطا فرمائے۔ دنیا و آخرت میں ترقیوں کا زینہ بھی بنائے۔ آخرت میں حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بھی ہو۔

دیکھیے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو دکھ، تکلیف اور مصیبت پہنچے وہ گناہوں کی دوری اور حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہوتی ہے مثلاً:

روزہ رکھ کر مکمل کرنے میں کتنی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے خصوصاً گرمیوں کا روزہ کتنی تکلیف کا سبب ہے۔ اس کے باوجود اگر برداشت کریں تو بھی روزہ کی تکالیف برداشت کرنے کے بدلے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ اس سے صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف کتاب الصیام)

فائدہ:

اسی طرح حج کو دیکھیے کتنی دکھوں اور تکلیفوں سے کمائی ہوئی حج مبارک پہ دولت خرچ کرنا کتنی تکلیفوں کا سبب ہے نفس بھی چاہتا ہے کہ بظاہر نفس کو اس سے کیا ملے گا اور پھر بذات خود حج پہ جانا کتنی تکالیف کا مجموعہ ہے مگر اللہ کی رضا سمجھ کر حج کرنا جنت کے حصول کا سبب ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب الحج)

جہاد کی فضیلت:

جہاد میں پیش آنے والے دکھوں، تکلیفوں اور مصیبتوں پہ ذرا غور فرمائیے حتیٰ کہ جان تک جانے کا صحیح خطرہ لاحق ہوتا ہے ۔مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا کو ملحوظ خاطر رکھ کر جہاد میں شمولیت اختیار کی جائے اس راستے میں آنے والے ہر دکھ، تکلیف اور مصیبت کو برداشت کیا جائے تو حدیث پاک میں ہے۔

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز قائم کی، رمضان المبارک کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے خواہ اس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا ہو یا اپنے وطن میں بیٹھا رہا۔ جس میں وہ پیدا کیا گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی لوگوں کو خوشخبری نہ دیں۔

فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے۔ اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو۔ کیونکہ وہ اوسط جنت ہے اور اعلیٰ جنت ہے۔ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور جنت الفردوس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

(رواہ البخاری مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد)

صبر کا اجر:

انسان کو چاہیے کہ جو دکھ، تکلیفیں آئیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے سمجھ کر برداشت کرے کہ محب کی طرف سے جیسا بھی تحفہ آئے قبول کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ محبوب کی طرف سے اس کی یادگیری ہوتی ہے کہ میرے محبوب نے مجھے یاد تو رکھا۔ بڑے اجر کا سبب ہے۔ انبیاء کرام اور اولیائے کرام کا اس سلسلے میں دستور یہ ہے کہ محبوب کے راستے میں آنے والے مصائب آلام کو مصائب و آلام تصور ہی نہیں کرتے بلکہ محبوب جانتے ہیں۔ جیسے محبوب کی طرف سے کوئی چٹھی، پیغام یا تحفہ آئے تو اس چٹھی، پیغام، خط یا تحفے کو کوئی دکھ یا تکلیف تو نہیں کہتا اس سے بیزاری تو ظاہر نہیں کرتا بلکہ خوش ہو جاتا ہے۔ اولیائے کرام کا بھی یہی دستور ہے۔

حکایت:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ قطب الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ کے وجود مبارک میں کمی آ گئی۔ میں نے کبھی نہ سنا کہ آپ نے کبھی صحت کے لیے التجا کی ہو۔ ہاں یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے رب! جہاں کہیں درد اور محنت ہے شیخ معین الدین کی جان پر بھیج ۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کی۔ آپ کیسی دعا کرتے ہیں کہ سخت

marfat.com
Marfat.com

رنج اور مصیبت میں مبتلاء ہونے کی خواہش کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا جو اس قسم کی دعا کرتا ہے یہ اس کے ایمان کی صحت کی علامت ہے۔ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ گویا ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۲۲، ص ۱۳۹۔ ہشت بہشت)

حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کی عادت مبارکہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ بڑی خواہش اور چاہت سے بیماری اور دکھ درد کے لیے التجا کیا کرتی تھیں۔ جس دن تپ وغیرہ جیسی کوئی مصیبت نازل نہ ہوتی تو آپ بارگاہِ حق میں عرض کرتیں کہ یا اللہ! شاید تو اس بڑھیا کو بھول گیا ہے۔ جو آج مصیبت نازل نہیں فرمائی۔ (اسرار الاولیاء فصل ۲۲، ہشت بہشت)

فائدہ:

یہاں بھولنا سے مراد وہ بھولنا نہیں جو ہم عمومی معنوں میں سمجھتے ہیں بلکہ محبت سے توجہ فرمانا کے معنی میں ہے جیسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافروں کی طرف محبت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا عمل مبارک:

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ جب حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز تپ یا درد یا کسی اور مصیبت میں مبتلا ہوتے تو شکرانہ کے طور پر اس دن ہزار رکعت نماز (نفل) ادا کرتے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۲۲، ہشت بہشت)

حضرت ایوب علیہ السلام کا عمل مبارک:

بابا فرید رحمتہ اللہ نے بیان فرمایا کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی صحت کا وقت قریب آیا تو ایک کیڑا آپ کے وجود اطہر سے نیچے گر پڑا۔ تو آپ نے وہی اٹھا کر اپنے زخم کی اسی جگہ پر رکھ دیا جہاں سے گرا تھا۔ اس نے ایسا ڈنگ مارا کہ آپ نعرہ مار کر گر پڑے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۲۲۔ ہشت بہشت)

درد و زحمت عشاق کیلئے حلوے کی مانند:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ اے درویش! اہل سلوک لکھتے ہیں کہ درد و زحمت اور بلا عشاق کے لیے حلوے کی مانند ہے جو خوشی کے وقت بچوں میں تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ وہ خوش ہوں۔ (اسرار الاولیاء فصل ۲۲، ہشت بہشت)

صبر میں اجر:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم کے بیٹے کی نیک بختی یہ ہے کہ جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کیا اس پر وہ راضی ہو اور آدم کے بیٹے کی بدبختی یہ ہے کہ اللہ سے بھلائی مانگنا چھوڑ دے اور ابن آدم کی بدبختی یہ ہے کہ جو اللہ نے اس کے لیے مقدر کیا اس پر خوش نہ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر)

حضرت یحییٰ بن جابر طائی سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی پسندیدہ کوئی شے آگے یعنی آخرت کے لیے نہیں بھیجی جو کہ اجر میں بھی بڑھ کر تھی سوائے اس بارہ برس کی عمر کے بچے کے جسے اس نے آگے بھیجا کہتے ہیں کہ صبر تو صدمہ کے ابتداء میں ہوتا ہے جب اس صدمہ ... عقل مند وہی ہے جو ابتداء میں ہی

marfat.com
Marfat.com

صبر کرے حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کا بیٹا فوت ہو گیا تو ایک مجوسی نے ان کی تعزیت کی اور آپ سے کہا کہ عقلمند کو وہ کام پہلے دن ہی کرنا چاہیے جسے جاہل پانچ دن بعد کرتا ہے عبداللہ ابن مبارک نے فرمایا کہ مجوسی کی یہ بات لکھ لو! حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ صبر کے تین درجے ہیں (۱) اطاعت الٰہی پر صبر (۲) معصیت پر صبر (۳) مصیبت سے صبر۔ جس نے مصیبت پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے چھ سو درجات لکھ دیتا ہے اور جس نے معصیت سے صبر کیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے نو سو درجات لکھ دیتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلی بات جو لوح محفوظ میں تحریر فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ میں ہی الٰہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد میرے رسول ہیں جو شخص میری تقدیر پر سر تسلیم خم کرے گا، میری مصیبتوں پر صبر کرے گا، میری نعمتوں کا شکر ادا کرے گا اس کا نام صدیقوں میں لکھا جائے گا اور قیامت کے دن صدیقوں کے ساتھ اس کو اٹھاؤں گا۔ اور جو شخص میری تقدیر پر راضی نہیں میری مصیبت پر صابر نہیں، میری نعمتوں پر شاکر نہیں تو اسے چاہیے کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا معبود بنا لے، حضرت عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں جب کوئی پہلی مصیبت پر ہی جزع فزع کرتا ہے تو پھر وہ دو مصیبتیں بن جاتی ہیں ایک تو وہی مصیبت دوسرا اجر کا ضائع ہو جانا اور یہ پہلی مصیبت سے بھی بڑی ہے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول، ص ۳۲۵)

مصیبت پر صبر کرنا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کے فوت ہو جانے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خط تحریر فرمایا کہ یہ خط محمد رسول اللہ کی طرف سے معاذ بن جبل کے لیے ہے کہ میں معبود برحق کی حمد کرتا ہوں اما بعد اللہ تعالیٰ تیرے لیے اجر کو دگنا کرے اور تجھے صبر عطا فرمائے، مجھے اور تجھے شکر کی توفیق مرحمت فرمائے پھر ہماری جانیں ہمارے اموال، اہل خانہ اولاد اور ان کے اموال یہ سب اللہ تعالیٰ کے بہترین عطیات ہیں اور نفع اٹھانے کے لیے وہ ہمارے پاس امانت ہیں جن کو مقررہ وقت پر وہ ہم سے واپس لے لیتے ہیں پھر جو کچھ اس نے ہمیں عطا فرمایا ہے اس کا شکر کرنا ہم پر واجب ہے نیز اگر آزمائش آجائے تو صبر کرنا ضروری ہے تیرا بیٹا انہی عطیات الٰہیہ میں سے ایک بہترین عطیہ تھا جس سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا اور اجر عظیم کے بدلے واپس لے لیا بشرطیکہ ثواب کی امید پر تو صبر کرے اس لیے اے معاذ ایسا کبھی نہ کرنا ورنہ رونا پیٹنا اور ماتم وغیرہ کرنا تیرا اجر ختم کر دے گا اور تجھے اس کوتاہی پر ندامت ہی ہوگی اگر اپنی مصیبت کو تو دیکھ لے تو تجھے یقین ہو جائے گا کہ وہ مصیبت تیرے اجر سے بہت ہی کم ہے اور جان لے کہ جزع فزع میت کو واپس نہیں لاتی اور نہ غم کو مٹاتی ہے اس حادثے سے اپنے آپ کو دور لے جا۔ یہی مصیبت تجھ پر بھی آئے گی بلکہ سمجھو کہ آ ہی گئی ہے والسلام حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں آخری جملے کا معنی یہ ہے کہ اپنی موت کی فکر کر و اس طرح تمہارا غم دور ہو جائے گا یعنی انسان جب اپنی موت کے بارے میں فکر کرتا ہے اور جان لیتا ہے کہ عنقریب موت آنے والی ہے تو وہ جزع فزع نہیں کرتا کیونکہ یہ رونا پیٹنا میت کو واپس نہیں لا سکتا البتہ یوں مصیبت پر صبر نہ کرنے سے اجر ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اس طرح وہ اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے اور وہ اس کے فیصلے کو بدلنا چاہتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، حصہ ۲، ص ۳۱۷۔۳۱۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص دنیاوی غم میں مبتلا صبح کرتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ پر ناراض ہو کر صبح کرتا ہے اور جو کسی مصیبت پر شکوہ کرتا ہے گویا وہ اللہ پر شکوہ کرتا ہے جو شخص حصول مال کی نیت سے

marfat.com
Marfat.com

کسی مالدار کے آگے تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کے دو تہائی ثواب کو مٹا دیتا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے جس کو قرآن عطا کیا اور وہ اس کے مطابق عمل نہ کرے دوزخ میں چلا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور فرما دیتا ہے گویا قرآن پاک کی حرمت نہ کر کے یہ سب کچھ اس نے اپنے ساتھ آپ کیا ہے حضرت وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں چار سطریں دیکھیں ان میں سے پہلی سطر میں تھا جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ گمان کرے کہ اس کی بخشش نہیں ہوئی تو وہ آیات الٰہیہ کے ساتھ مذاق کرتا ہے (۲) جس نے پیش آمدہ مصیبت پر شکایت کی گویا اس نے اپنے رب کا شکوہ کیا (۳) کسی کی موت پر غمگین ہونا گویا رب کے فیصلے پر غصہ ہونا ہے۔ (۴) مالدار کے آگے تواضع کرنے والے کے دو تہائی حصے ضائع ہو جاتے ہیں یعنی اس کے یقین میں نقص ہوتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کی تین اولادیں فوت ہو جائیں وہ دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کو عبور کرے گا حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے چاہے وہ پرانی ہی کیوں نہ ہو اس پر جب بھی وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے گا تو اسے پہلی مرتبہ پڑھنے کا اجر ملے گا۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۳۱۹، حصہ اوّل)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ دکھ اور مصیبتیں تو ہر کسی کو ہیں ان پر بے صبری کا مظاہرہ قطعاً مناسب نہیں بلکہ مصیبت پہ صبر میں اجر ہے اس لیے صبر اختیار کرنا چاہیے تا کہ اجر حاصل ہو۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدا بھُوم رَنگاولی ، مَنجھ وِسُولا باغ   جو جَن پیر نوازے آ ، تِنھاں آنچ نہ لاگ

حل لغات:

★ بھوم: زمین، دھرتی۔ ★ رنگاولی: رنگوں والی، رنگین، خوبصورت۔ ★ منجھ: میں۔ ★ وسولا: وس والا، زہر والا، زہریلا۔ ★ باغ: پھلواڑی، چمن، مجازاً بال بچے۔ ★ جن: آدمی، شخص، جی۔ ★ پیر: مرشد۔ ★ پیر نوازے آ: جن پر مرشد کی مہربانی ہے۔ ★ تنھاں: اُن پر۔ ★ آنچ نہ لاگ: آگ نہ لگے۔ ★ آنچ: گرمی، شعلہ، آگ، تاؤ، جوش، صدمہ، چوٹ، نقصان، دھار، روشنی، شہوت، جوش، خواہش، لالچ، مصیبت، بھوک کی آگ، مگر یہاں نقصان مراد ہے۔

مطلب:

اے فرید! یہ دنیا بڑی رنگین ہے، خوبصورتی کا شاہکار ہے۔ خوش نمائی میں لاجواب ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس خوبصورت دنیا میں ایک ایسا زہریلا باغ بھی ہے۔ جس کے زہریلے پھل کھا کر تمام لوگ نقصان اٹھاتے ہیں تمام لوگوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے ہاں ایسے لوگ اس زہریلے باغ کے زہریلے پھلوں سے نقصان نہیں اٹھاتے بلکہ بچ جاتے ہیں جن خوش قسمتوں پہ ان کے مرشد کریم کی نظر عنایت ہوتی ہے۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر [illegible] میں [illegible] کہ زہریلے باغ کے نقصان سے

marfat.com
Marfat.com

بچنے کے لیے ضروری ہے کہ مرشد کریم سے تعلق بہترین ہونا چاہیے اور مرشد کریم کی نظر عنایت مرید پہ ہو۔ اگر مرشد کریم کی نظر عنایت ہوگئی تو زہریلے باغ کے نقصان سے بچ جائے گا۔

فریدا بھوم رنگا ولی منجھ وسولا باغ:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! یہ دنیا خوبصورتی کا شاہکار ہے۔ بڑی خوبصورت ہے اپنی رنگینیوں کے باعث اتنی خوبصورت ہے کہ بندے کا جی چاہتا ہے کہ میں دیکھتا ہی رہ جاؤں۔ اس کی خوش نمائی سے انسان محو حیرت ہو جاتا ہے۔ اس کی عمدگی اور رنگینیت کے باوجود یہ ایسی چیز ہے کہ اس پہ دل نہیں لگانا چاہیے۔ اگرچہ اس کی بظاہر زیب وزینت پہ آدمی مرمٹنے کو تیار ہو جاتے ہیں بلکہ مرمٹتے ہیں۔ مگر اس کی حقیقت سے آشنائی حاصل ہو جائے تو کوئی اس کے قریب بھی نہ جائے یہ منتیں کرتی رہے عاجزیاں کرتی رہے۔ زاریاں کرتی رہے مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس کی منتیں اور زاریاں بھی زہر میں بسی ہوئی ہیں۔ بظاہر یہ جتنی خوبصورت نظر آرہی ہے بباطن اس سے کہیں زیادہ جان لیوا اور ایمان لیوا ثابت ہوتی ہے۔

ظاہراً جتنی بھی نعمتیں نظر آرہی ہیں غفلت مارے انسان کے لیے وہی نعمتیں زحمتیں ثابت ہوتی ہیں۔ دنیا کی رنگینی اور خوش نمائی آنکھوں کو غافل کر دیتی ہے آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔ جیسے سورج کی طرف دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ بندہ سمجھ لیتا ہے کہ میں نے سورج دیکھا ہے مگر حقیقتاً اس کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اگر سورج کی طرف دیکھا جائے تو آنکھوں کو نقصان ہوتا ہے آنکھوں کی بینائی پہ برا اثر پڑتا ہے، یہ ظاہری سورج کی بات ہے حالانکہ سورج انسان کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ انسانوں کو اس کی روشنی میں نظر آتا ہے آنکھیں صحیح دیکھ سکتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے بنایا مخلوق خدا کے بھلے کے لیے مگر بھلا تبھی ہوگا کہ اگر سورج سے اسی طرح فائدہ لیا جائے جیسے حق تعالیٰ فائدہ مند بنائے۔ یعنی سورج کی طرف نہ دیکھیں اس کی روشنی سے ثمرات سے مستفید ہوں بعینہٖ دنیا و مافیہا سے اسی طرح فوائد حاصل کریں جیسے دنیا و مافیہا سے فوائد حاصل کرنے کا حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے اگر اسی طرح فوائد اٹھائیں گے تو انشاء اللہ یہی دنیا و مافیہا انسان کے فائدے کے لیے یہ سب کچھ بنا ہے۔ حق تعالیٰ کے احکام کے خلاف انہیں حاصل کرنے کی سعی کریں گے تو نقصان ہوگا پھر یہ دنیا انسان کے لیے زہریلے پھلوں والا باغ ہے۔ پھر اس کے جس پھل کو بھی کھائیں گے اس کے زہریلے پن کے اثر کی وجہ سے جسم میں نیکیوں کی پھوار پڑنے کی بجائے گناہوں کی گندگی پھیلے گی۔ پورے اعضائے جسمانی گناہوں کی گندگی سے لتھڑیں گے۔ پورے اعضاء پہ گناہوں کا خمار غالب آئے گا حتیٰ کہ دین وایمان، حق تعالیٰ کے عرفان کی طرف سے آنکھیں بند ہو جائیں گی نیکی کی راہ نہیں سوجھے گی بلکہ باطنی طور پر اس وسولے (زہریلے) باغ میں اسی طرح مست ہو جائے گا جیسے شراب کے نشے سے بندے مست ہو جاتے ہیں۔ انہیں حق و باطل کے مابین فرق کرنا ممکن نہیں رہتا۔ اچھائی اور برائی کی تمیز مٹ جاتی ہے بلکہ شیطانیت کا اس پہ غلبہ ہو جاتا ہے۔ صراط مستقیم کے آگے ہزارہا شیطانی پردے حائل ہو جاتے ہیں۔ بیوی اور ماں بہن کے درمیان فرق نہیں کر سکتا ہے۔

بہرحال اس دنیا کے زہریلے پھل کھا کر عموماً لوگ نقصان اٹھاتے ہیں اس کے باوجود انہیں یہ حقیقت سمجھ نہیں آتی کہ ہم یہ پھل کھا کر فائدہ حاصل کر رہے ہیں یا نقصان بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی عقلیں ماؤف ہو جاتی ہیں بلکہ عقلوں پہ اُلٹا اثر ہوتا ہے فائدہ نقصان محسوس ہوتا ہے اور نقصان فائدہ محسوس ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سانپ:

دنیا کی مثال سانپ جیسی سمجھ لیجئے۔ سانپ کبھی دیکھا ہے کتنا خوبصورت نظر آتا ہے اگر انسان کو اس کی زہریلی حالت معلوم نہ ہوتی تو انسان اس کی خوبصورتی پہ مرمٹتا اسے خوبصورتی کا شاہکار سمجھ کر بطور ڈیکوریش استعمال کرتا اپنے گلے کا ہار بناتا، دوست احباب کو بطور تحفہ پیش کرتا۔ مگر محض اس کا زہریلا پن آڑے آجاتا ہے۔ ایک چھوٹا سا بچہ پہلی بار جب اس سانپ کو دیکھے کہ اسے پہلے سانپ سے ڈرایا نہ گیا ہو۔ سانپ کی حقیقت سمجھائی نہ گئی ہو۔ جب وہ بچہ سانپ کو دیکھے گا تو اس کی طرف لپکے گا۔ اسے پکڑنے کی کوشش کرے گا مگر والدین بچے کو سانپ سے دور لے جانے کی کوشش کریں گے کیوں؟

اس لیے یہ بچہ اس کی ظاہری خوبصورتی پہ مرمٹا اس لیے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے والدین سانپ سے بچے کو دور رکھنے کی کوشش اس لیے کرتے ہیں کہیں یہ سانپ ڈس نہ لے۔ اگر سانپ نے ڈس لیا تو اس کا زہر جان لیوا ثابت ہوسکتا ہے۔ ماں باپ اس نادان بچے کے ساتھ دوستی پیار، محبت کی انتہا کررہے ہے کہ اسے سانپ سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں مگر بچہ ماں باپ کو مارنے کی کوشش کرتا ہے کہ تم مجھے سانپ اٹھانے کیوں نہیں دیتے میری محبوب چیز ہے، بڑا خوبصورت ہے۔ اس کی نظر سانپ کی خوبصورتی پہ ہے اس کے باطن میں جو زہر ہے اس سے بچہ بے خبر ہے اس کی باطنی دشمنی سے بچہ بے خبر ہے یہ مظاہرہ اس کی ناسمجھی، حقیقت سے ناآشنائی اور باطنی حقیقت معلوم نہ ہونے کے سبب ہے۔ اگر بچے کو حقیقت معلوم ہوجاتی تو کبھی بھی سانپ کی طرف نہ لپکتا بلکہ دور بھاگنے کی کوشش کرتا۔ اس نادان بچے کو جب سانپ سے دور رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ میرے ماں باپ حقیقت میں میرے ساتھ دشمنی کررہے ہیں جو مجھے سانپ سے روک رہے ہیں۔ کیا اس طرح اس بچے کو سوچنا مبنی بر حقیقت ہے یا غلط ہے۔ کچھ ایسا ہی حال نادان انسانوں کا ہے۔ اللہ والے جو انہیں دنیا سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں یا دنیا کے متعلق حقائق بتاتے ہیں وہ اچھے نہیں لگتے تو کوئی انہیں کہتا ہے کہ یہ میری مخالفت کرتا ہے، اسے نہ جانے میرے ساتھ کیا دشمنی ہے، یہ بے وقوف ہے اسے کیا خبر کہ یہ کیا چیز ہے۔ وغیرہ وغیرہ نہ جانے کیسے کیسے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ یاد رکھیئے اس وسولا باغ (زہریلے باغ دنیا) کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ کیونکہ دنیا کی حقیقت خالق دنیا ہی بہتر جانتا ہے یا خالق دنیا کا محبوب رسول دنیا کی حقیقت سے خوب واقف ہے یہ جنہیں حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہے وہ دنیا کی حقیقت جانتے ہیں فلہٰذا خدارا آج وقت ہے دنیا کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کیجئے تاکہ کل قبر و حشر میں پچھتانا نہ پڑے۔

حقیقتِ دنیا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بکری کے مرے ہوئے بچے کے پاس سے گزرے جس کے کان چھوٹے چھوٹے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کون چاہتا ہے کہ اسے ایک درہم کے بدلے لے لے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم تو اسے کسی چیز کے بدلے میں نہیں لیتے۔

فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا بہت ذلیل ہے جیسے تمہارے نزدیک یہ بکری کا بچہ ذلیل ہے۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

marfat.com
Marfat.com

دوزخ اور آگ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ (متفق علیه) اِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدَلَ حُجِبَتْ۔

آگ خواہشات سے گھیر دی گئی ہے اور جنت تکالیف سے گھیر دی گئی ہے۔ (مسلم، بخاری) مگر مسلم کے نزدیک بجائے حُجِبَتْ کے حُفَّتْ ہے۔

دوزخ کا راستہ:

دوزخ خود خطرناک ہے مگر اس کے راستہ میں بہت سے بناوٹی پھول و باغات ہیں، دنیا کے گناہ، بدکاریاں جو بظاہر بڑی خوشنما ہیں یہ دوزخ کا راستہ ہی تو ہیں۔

دنیا کی زینت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بعد جن چیزوں سے تم پر خوف کرتا ہوں وہ دنیا کی زینت ہے جو تم پر کھول دی جائے گی۔ تو ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا خیر بھی شر لاتی ہے؟ تو حضور خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ پھر حضور نے پسینہ پونچھا اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ غالباً حضور نے اُس کی تعریف فرمائی پھر فرمایا کہ خیر شر کو نہیں لاتی جسے بہار اُگاتی ہے اُس میں سے بعض وہ ہے جو پیٹ پھلا کر ہلاک کردیتی ہے یا بیمار کردیتی ہے۔ سوائے اس جانور کے جو سبزی کھائے حتیٰ کہ اُس کی کوکھیں تن جائیں۔ تو دھوپ میں آجائے تو لوٹ پوٹے، پیشاب کرے پھر لوٹ جائے اور کھائے اور یقیناً یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے تو جو اُسے اُس کے حق سے لے اور اُس کے حق میں خرچ کرے تو وہ اچھا مددگار ہے اور جو ناحق لے وہ اُس کی طرح ہوگا جو کھالے اور سیر نہ ہو۔ یہ مال اُس کے خلاف قیامت کے دن گواہ ہوگا۔

خیر شر کا باعث کیسے؟

اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ غنیمت میں دولت و عزت وغیرہ خیر ہی ہوں گی مگر اندیشہ یہ ہے کہ تو اس خیر کو غلط استعمال کرکے اپنے لیے وبال بنالو، خیر ہمیشہ خیر ہی لاتی ہے مگر اس کا غلط استعمال شر کا باعث ہوتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ جلد ۷، ص ۷)

نفیس مثال:

یہ نہایت نفیس مثال ہے کہ جنگل کا سبزہ اللہ کی نعمت ہے مگر جو گائے اُسے ہوس کے ساتھ کھائے جائے بس ہی نہ کرے تو بیمار پڑ جاتی ہے اُسے اُس سبزہ نے بیمار نہ کیا بلکہ اُس کی ہوس نے اُسے مصیبت میں ڈال دیا یونہی جو شخص دنیا سے کبھی سیر نہ ہو، حرام و حلال میں تمیز نہ کرے، جو ملے قبضہ کرلے، اللہ کی عبادت کے لیے فارغ نہ ہو، ہر وقت دنیا طلبی میں سرگرداں رہے ظاہر ہے کہ وہ

marfat.com
Marfat.com

ہلاک ہوگا۔(مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷، ص ۷)

مال قیامت کے دن گواہ:

اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا یہ مال اس کے لیے وبال ہوگا اس کی حرص وہوس کی گواہی دے گا صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ دولت سانپ ہے اور دین اس کا تریاق ہے۔جس کے پاس دین ہو اس کے لیے دولت مفید ہے بے دین کی دولت ہلاکت کا سبب ہے۔اس حدیث سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ متقی مومن کا مال قیامت میں اس کے ایمان التقویٰ اور سخاوت کا گواہ ہوگا۔(مراۃ شرح مشکوۃ، ج ۷، ص ۸)

جو جن پیر نوازے آ، تنھاں آنچ نہ لاگ:

جنہیں مرشد کریم نواز دیتا ہے جن پہ مرشد کامل کی نگاہ فیض رساں ہو جاتی ہے۔انہیں کسی قسم کا دکھ تکلیف نہ دنیا میں ہوتا ہے اور نہ ہی انہیں قبر وحشر کا خوف ہوتا ہے۔بلکہ وہ دونوں جہاں میں آرام وسکون حاصل کرتے ہیں۔

مرشد کریم کی نظر کیمیا کا اثر:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

ہاں اوہ لوک جہاں نوں اپنے پیر مرشد نے صبر شکر دے راہ پادتا اے اوھناں نوں حرصاں، خواہشاں بہت تنگ نہیں کردیاں۔اوہ رب دے دتے دا شکر کر کے اوہدی یاد وچ لگے رہندے نیں۔اوھناں تے ایہناں سولاں دا کوئی اثر نہیں ہندا۔

(بول فریدی، ص ۱۱۹)

پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

اے فرید! یہ دنیا گرچہ بڑی رنگین اور خوش نما ہے لیکن اس میں ایک زہریلا یعنی زہریلے پھل دینے والے پودوں کا باغ بھی ہے اس باغ کے زہریلے پھل کھا کر بھی لوگ نقصان اٹھاتے ہیں لیکن جن خوش قسمت لوگوں پر ان کے مرشد کی نظر عنایت ہوتی ہے اس زہریلے باغ کے گزند سے بچے رہتے ہیں۔(کلام بابا فرید گنج شکر، ص ۶۷)

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی خادم دربار کلیئر شریف اسی شلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

ولا تتبع الھوی فیضلك عن سبیل اللہ

(قرآن شریف) حرص کی پیروی مت کر پس وہ تم کو خدا کی راہ سے گمراہ کرے گی۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

''خبردار تحقیق خدا کے دوستوں پر کچھ خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ہے یہ دنیا سبزہ زار و خوش نما   تو ہے مثل گاؤ اس میں چر رہا
نفس کو تو جان مانند بقرط   چر رہا ہے اس جہاں میں خشک وتر

marfat.com
Marfat.com

وہ نہ جانے جز شکم پرور دنی — وہ نجانے خوردنی نا خوردنی
عاقبت جو شکم کو بس پر کرے — علت تخمہ اسے رسوا کرے
کھائے جو بر حسب احکام قدیر — کس لیے وہ ہے سمیع وہم بصیر
کوئی علت ہے وہ نہ لائے آشکار — ہو تمامی علتوں سے برکنار
اس لیے بھیجے گئے پیغمبراں — تاکہ ہر علت سے دیں تجھ کو اماں
قول پیغمبر کو سن کر اے باشعور — ہے سلامت گوشۂ وحدت ضرور
جس کو اس دنیا سے کلی انقطاع — ان کو ہے تفویض دنیا بے نزاع
پیر بن اس راہ میں پاؤں نہ دھر — ہے یہ راہ پر آفت و خوف و خطر
تو نے جس راہ کو نہ دیکھا اے فضول — ہو سراسیمہ تو اندر بانگ غول

جناب بابا صاحب فرماتے ہیں کہ دل کی زمین میں جو کہ عجیب وغریب بوقلموں رنگوں والی ہے خواہشات نفسانی کے کانٹوں کا باغ لگا ہوا ہے اور اس میں حصول ناحصول اشیاء کے راحت ورنج کا ہمیشہ غم اور درد ہوتا رہتا ہے اس واسطے دل کو مستحکم استقامت نہیں ہوتی مگر جس انسان کو پیر ومرشد سے سرفرازی حاصل ہوتی ہے اور دل وجان سے اسی کا مطیع وفانبردار ہے۔ اس کو ان کانٹوں کا بالکل غم اور درد نہیں ہوتا اور ہر وقت یاد خدا سے اس کے دل میں راحت اور اطمینان ہی رہتا ہے۔ (دیوان فرید، ص ۱۴۱)

تصوف اور دو مثالیں:

بزرگانِ دین جو حقیقتاً مرشد کامل بھی ہوتے تھے انہیں صوفی بھی کہا جاتا تھا حالانکہ لفظ صوفی کمال قرب حق تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتا ہے بعض لوگوں کو اس سے چڑ ہے۔ حالانکہ لفظ صوفی سے چڑنے کی قطعاً ضرورت نہیں کہ حالات کے ساتھ بعض اوقات ناموں اور کاموں میں تبدیلی آتی رہتی ہے مگر حقیقت نہ بدلے تو اسے بدعت وشرک وغیرہ سے منسوب کر دینا قطعاً مناسب نہیں جیسے بعض شدت پسند لفظ صوفی سنتے ہیں تو بدک جاتے ہیں۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں اس قسم کی خوبصورت اور عالیشان مساجد نہیں ہوا کرتی تھیں اب کیفیت میں بڑا فرق ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر کہیں کہ نہیں یہ تو بدعت ہے یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں لوٹے وغیرہ کے ساتھ وضو کیا جاتا تھا مگر اب بکثرت ٹوٹیوں سے وضو کرنے کا رواج ہے۔ اس بنا پر اس طرح وضو کرنے کو بدعت سیئہ کے نام سے تعبیر کرنا چہ معنی دارد؟ اسی طرح جیسے اہلسنت وجماعت، دیوبندی، اہلحدیث، وہابی، شیعہ وغیرہ کسی کو نہ کہا جاتا تھا۔ اب کہا جائے کہ چونکہ ایسا کہلانا نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نہ تھا لہٰذا ایسا کہلوانا بدعت سیئہ ہے ہر وقت بدعت بدعت کے راگ الاپنے والوں سے بھی ایسا کہلانے کو بدعت یا حرام نہیں کہتا۔ فلہٰذا ایسا کہلوانا بدعت یا حرام نہیں ٹھہرتا تو صوفی کہلوانے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔

marfat.com
Marfat.com

مثال 1:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے باسناد مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "بے شک میری اور اس چیز کی مثال جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اس شخص کی سی ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم! واقعی میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے اور میں تم کو ڈرانے والا ہوں، ہاں چلو بھاگ چلو اور بچو یہاں ذرا دیر بھی نہ ٹھہرو۔ تو اس کا کہنا اس قوم کے ایک گروہ نے تو مان لیا اور سرِ شام وہ گروہ وہاں سے چل کھڑا ہوا۔ آہستہ آہستہ چل کر دور نکل گیا اور لشکر کی دستبرد سے بچ گیا لیکن ایک گروہ نے اس کی بات جھٹلائی اور جہاں تھے وہیں رہے وہیں ان کو صبح ہوئی اور صبحدم ہی اس لشکر نے ان کو آلیا اور ہلاک کر ڈالا اور تہس نہس کر کے رکھ دیا پس یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے میری پیروی کی اور ان لوگوں کی بھی جنھوں نے میرا کہنا نہ مانا اور جو چیزیں حق سے لایا تھا اس کی تکذیب کی۔ (عوارف المعارف اردو ترجمہ، ص ۱۴۸)

فائدہ:

صوفیاء کرام اور بزرگان دین کا یہی طریقہ ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے محبوب مدنی تاجدار ﷺ کے نقش قدم اپناتے ہوئے عام لوگوں اور مسلمانوں کو حق کی دعوت وتبلیغ کرتے رہتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پہ خود بھی کامل طور پر بہترین طریقے سے عمل پیرا ہوتے ہیں اور دیگر لوگوں کو بالخصوص اپنے متعلقین، متوسلین کو بھی اسی طرف راغب کرتے رہتے ہیں کمال انداز میں پیروی خود بھی کرنے کی سعی کرتے ہیں اور اپنے مریدین کو بھی کامل طریق سے حق کی پیروی کرنے کے لیے دعوت دیتے رہتے ہیں۔ اپنی دنیا سے منہ موڑ کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا ہی مدنظر رکھتے ہیں اور یہ پیروی ایسے انداز میں کرتے ہیں کہ آج کل عام انسان کو حیرت ہوتی ہے۔

مثال 2:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مثال اس شے کی یعنی ہدایت اور علم کی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا اس موسلا دھار بارش کی ہے جو زمین پر برسا تو اس باراں سے زمین کے اس قطعہ نے جو قابل زراعت تھا پانی کو اپنے اندر جذب کر لیا اور اس میں خوب گھاس پیدا ہوئی اور سبزہ اُگا اس زمین کا ایک قطعہ تالاب اور جھیل کی طرح تھا جب اس میں بارش کا یہ پانی رکا اور جمع ہوا تو اس سے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو نفع پہنچایا لوگوں نے وہ پانی خود بھی پیا اور دوسروں کو بھی پلایا۔ اس سے کھیتی باڑی میں بھی کام لیا اور ایک قطعہ اسی زمین کا بالکل بنجر تھا اس میں نہ سبزہ اُگا اور نہ ہی پانی اس میں ٹھہر سکا پس یہ مثال اس کی ہے جو دین الٰہی میں فقیہہ ہوا اور اس کو اس شے نے نفع بخشا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا تھا پس جب وہ خود صاحب علم ہوا تو اس نے دوسروں کو بھی علم سکھایا اور بنجر تختہ مثال اس شخص کی ہے جو اس سے متنبہ اور بیدار نہ ہوا اور نہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کو قبول کیا جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا تھا۔ (عوارف المعارف، ص ۱۴۹)

فائدہ:

شیخ ابوالنجیب سہروردی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے اس کی قبولیت اور پذیرائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے قلوب صافی اور نفوس قدسی [illegible] صفائی کا فرق اور طہارت کا تفاوت فائدہ اور نفع کی شکل میں

marfat.com
Marfat.com

ظاہر ہوا۔ تشریح اس کی یہ ہے کہ بعض قلوب تو اس زمین کے مانند ہیں جو زراعت کے لیے خوب ہی موزوں اور قابل ہیں جس سے گھاس اور سبزہ پیدا ہوتا ہے اور یہ وہ قلوب ہیں جنہوں نے فی نفسہ علم سے فائدہ اٹھایا اور ہدایت یاب ہوئے اور ان کو ان کے علم نے نفع بخشا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے طفیل ان کے علوم نے صراط مستقیم کی طرف ان کی رہنمائی کی۔

بعض قلوب تالاب کی مانند ہیں یا جھیل کی طرح ہیں کہ ان میں پانی جمع ہوتا رہتا ہے (اور یہ جھیلیں صوفیاء اور مشائخ ہیں) کہ ان صوفیاء اور مشائخ سے عالموں اور زاہدوں کے قلوب پاک وصاف ہو گئے اور یہ حضرات مزید امتناع (بندشوں) کے ساتھ مخصوص کر دیئے گئے یعنی جھیل و تالاب جس طرح بندشوں سے پانی جمع کرنے کے قابل بن جاتے ہیں یہی حال ان حضرات کا ہے۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی خدمت میں رہا تو میں نے ان کو جھیلوں اور تالابوں کی طرح پایا اس لیے کہ ان کے قلوب صافی (علوم کے) حافظ و نگہبان تھے اور ان کے دل اس کی صفائی کی بدولت جو ان کو روزی نصیب ہوئی علوم کے ظروف بن گئے۔ (عوارف المعارف، ص ۱۴۹)

فائدہ:

اولیائے کرام کے جو قریب ہو جاتے ہیں ان حوضوں اور جھیلوں سے خوب سیر ہوتے ہیں ان کی دنیا اور آخرت سنور جاتی ہیں اور جو ان سے دوری اختیار کرتا ہے وہ بدقسمت ہونے کے باوجود اپنی بدقسمتی پہ نازاں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مرشد کامل کی اہمیت:

چونکہ اولیاء الرحمٰن حق تعالیٰ کی معرفت کے تالاب اور جھیلیں ہیں اس لیے معرفت کے حصول کے لیے ان تالابوں اور جھیلوں کے پاس جانا پڑے گا اگر وہاں پہنچیں گے عقیدت و احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے قریب ہوں گے اور وہاں حق تعالیٰ کے قرب کی نیت سے جائیں گے تو انعامات ربانی حاصل ہوں اس سے بڑھ کر مرشد کی اہمیت کیا ہوگی افسوس کہ آج کل بعض لوگ تو مرشد کے ویسے ہی منکر نظر آتے ہیں اور بعض لوگ نے محض بناوٹ کے زور پر مرشد بن کر لوگوں کو گمراہی کی دلدل میں پھنساتے جارہے ہیں حق تعالیٰ ایسے دونوں غلط گروہوں سے محفوظ رکھے اور صحیح کامل بزرگانِ دین کی خدمت میں رہ کر راہِ سلوک کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

باادب بانصیب:

اولیاء اللہ سے وہی لوگ فوائد حاصل کرتے ہیں جو ان کے ساتھ باادب پیش آتے ہیں عام مقولہ بھی مشہور ہے کہ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب اس لیے اللہ والوں کے ہاں ہمیشہ باادب طریقے سے پیش آنا ہی فائدہ مند ہے۔

اللہ تعالیٰ کے محبوبوں سے سچی عقیدت:

محبوبانِ بارگاہِ حق سے سچی محبت وعقیدت ہزارہا فوائد کا سبب ہے۔ فیض ملت، عمدۃ الشارحین حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی شرح حدائق بخشش میں لکھتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

(حدائق بخشش شریف)

کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ہر آدمی کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں جو اس کے اچھے برے عمل کو لکھتے رہتے ہیں اسی طرح اس دنیا میں تھانے والے بھی جرم کرنے والوں کے کاموں کا ریکارڈ رکھتے ہیں شعر میں کہا گیا ہے کہ اے میرے آقا میں مجرم اور گنہگار ہوں مجھے اپنے ساتھ رکھیئے کیونکہ راستہ میں پولیس والے ہیں کہیں مجرم شناخت کر کے گرفتار نہ کر لیں آپ کے ہمراہ رہونگا تو کسی پولیس والے اور کسی فرشتے کی یہ ہمت نہ ہوگی کہ مجھے گنہگار سمجھ کر پکڑ لیں۔

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ یہ عقیدہ سمجھا رہے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی پکی محبت ہو تو وہ آقا کریم ہیں اپنے غلاموں کو خوب سنبھال لیتے ہیں۔ (الحقائق فی الحدائق المعروف شرح حدائق بخشش ج ۷، ص ۹۶)

حکایت:

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عشق تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے ہی بے تاب ہو جاتے تھے۔

ایک مرتبہ آتش دوزخ کے خوف کا مجھ پر سخت غلبہ ہوا خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہے دوزخ میں نہیں جائے گا۔ (شرح حدائق بخشش، جلد ۷، ص ۹۶)

غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے دھوبی کی بخشش:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کرام سے سچی اور پکی (عقیدت) دنیا میں (بھی) کام دیتی ہے اور قبر اور حشر میں بھی۔ حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے دھوبی کا قصہ مشہور ہے شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے مولوی اشرف علی تھانوی۔ نے کہا قبر میں نکیرین کو اتنا کہنے سے نجات ہوگئی کہ وہ غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا دھوبی ہے۔

(شرح حدائق بخشش جلد ۷، ص ۹۷)

قبا اٹھانے والے کی نجات:

تفسیر روح البیان میں ہے کہ بایزید بسطامی قدس سرہ کا خادم صرف اتنا کہنے سے نجات پا گیا کہ وہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی قبا اٹھانے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔ (شرح حدائق بخشش، جلد ۷، ص ۹۷)

اللہ کے محبوبوں کی شفاعت:

میدان حشر میں تو اور زیادہ فضل ہوگا کہ صرف وضو کے پانی دینے سے یاددہانی پر مجرم کو معافی ملے گی جیسا کہ باب الشفاعۃ میں تفصیل سے احادیث نقل کی گئی ہیں بلکہ جب اکثر لوگ بہشت میں چلے جائیں گے بہت سے لوگ اب بھی جہنم میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ میرے ... کسی محبوب خدا کا نام بتائے گا تو اسے بھی

marfat.com
Marfat.com

نجات مل جائے گی یہ تو غلاموں اور عام امتیوں کے متعلق ہے لیکن جسے خود سرکار کا سہارا مل جائے پھر اس کی نجات کا کیا کہنا۔

(حدائق بخشش، ج ۷، ص ۹۷)

الفقیر ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ:

یہ شان ملی خدمت گاروں کو اویسی   آقا کی شان کا اندازہ کون کرے

بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کرنے کا فائدہ(۱):

الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ میں ایک عنوان ہے ''خلوص کے لیے اہل اللہ تعالیٰ کی جوتیاں سیدھی کرنا ضروری ہیں۔(ملفوظ ۴۷۵) ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ جن میں باطنی کیفیت نہیں ان کی کسی بات کا بھی اعتبار نہیں خلوص جس کا نام ہے وہ بدون اہل اللہ کی جوتیاں سیدھی کیے پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ المعروف ملفوظات حکیم الامت، ج ۳، ص ۲۸۱)

اپنے بزرگوں کی جوتیوں کا صدقہ:

(اشرف علی تھانوی صاحب نے)

فرمایا! جب کوئی کام اچھا ہو جاتا ہے بحمد اللہ کبھی میرے قلب میں وسوسہ تک نہیں آتا کہ یہ میں نے کیا بلکہ اس وقت اپنے بزرگ یاد آتے ہیں اور یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ سب انہیں حضرات کی جوتیوں کا صدقہ ہے اور یہ شعر پڑھا کرتا ہوں۔

ایں ہمہ مستی و مدہوشی نہ حد بادہ بود
باحریفاں انچہ کرد آں نرگس مستانہ کرد

(ایسی مستی اور مدہوشی شراب کا اثر نہیں تھی، مستوں پر جو اثر کیا ہے (ساقی کی) اُس چشم مستانہ نے کیا ہے)

بات یہ ہے کہ مجھ کو دعائیں بہت ملی ہیں اور ہر قسم کے بزرگوں کی دعائیں ملی ہیں یہ سب اس کے ثمرات ہیں ان میں بعضے وہ بھی تھے بدعتی کہلاتے تھے مگر تھے اللہ اللہ کرنے والے ان کی دعائیں بھی لی ہیں۔(افاضات الیومیہ، ج اوّل، ص ۷۵۔۷۴)

فائدہ:

اس میں دیکھیے ان حضرات کی زبان نے کیسے سچ بول دیا۔ کیا خوب مقولہ ہے جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے، سچ وہ جو مخالف اپنی زبان سے اس کا اقرار کرے اس سے الحمد للہ اہلسنت و جماعت کی حقانیت واضح ہوئی اس سے آگے محض اپنا رنگ پیش کیا۔

بزرگوں کی جوتیوں کا صدقہ:

ملفوظ ۱۳۸: ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو چیز بیان فرماتے ہیں ماشاء اللہ بے غبار ہوتی ہے نہ اس پر کوئی شبہ وارد ہوتا ہے اور نہ شک رہتا ہے۔

فرمایا: کہ میرا کوئی کمال نہیں مجھ کو تو ... یہ سب اپنے بزرگوں کی جوتیوں کا صدقہ اور حق تعالیٰ کا فضل اور

marfat.com
Marfat.com

آپ کا حسن ظن۔(افاضات الیومیہ، ج اوّل، ص ۱۳۹)

حکایت :

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ راحت القلوب میں بارگاہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ میں پہلی حاضری کی کیفیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ پندرہ ماہ رجب ۶۵۵ھ کو پائے بوسی کی دولت نصیب ہوئی مسلمانوں کا دعا گو نظام الدین احمد بدایونی جو سلطان الطریقت کا ایک غلام ہے اوران معانی کا جمع کرنے والا ہے عرض پرداز ہے کہ جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو آپ نے چارتر کی کلاہ جو زیب سر فرمائی ہوئی تھی اتار کر دعا گو کے سر پر رکھی اور خاص خرقہ اور لکڑی کی نعلین عطا فرمائی۔

نیز فرمایا کہ میرا ارادہ تو تھا کہ ہندوستان کی ولایت کسی اور کو دوں لیکن تم راستے میں تھے کہ الہام ہوا کہ یہ ولایت نظام الدین احمد بدایونی کی ہے اسے دو۔ میں پابوسی کے اشتیاق سے اٹھ کر عرض کرنے لگا لیکن مارے رعب کے نہ کر سکا۔ آپ نے روشن ضمیری کی وجہ سے واقف ہو کر فرمایا کہ ہاں۔ اس سے تمہارا اشتیاق جیسے کہ دل میں ہے اس سے زیادہ ہم پر روشن ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ لکل داخل وحشۃ جب میں نے سنا تو دل میں خیال کیا اس کے بعد جو کچھ زبان مبارک سے نکلے گا میں اسے قلمبند کرتا جاؤں گا ابھی یہ خیال میرے دل میں گزرنے بھی نہ پایا تھا فرمایا کہ اس مرید کی کیا ہی سعادت ہے جو اپنے پیر کے فرمودہ کو قلمبند کرے۔ اور گوش ہوش اس طرح لگائے اس واسطے کہ ابرار اولیاء میں لکھا ہے کہ جب مرید کچھ اپنے پیر کی زبانی سے لکھے تو حرف نوشتہ کے بدلے ہزار سال کی اطاعت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور مرنے کے بعد اس کا مقام علیین میں ہوتا ہے۔(راحت القلوب، ص ۸، ہشت بہشت)

بزرگوں کی خدمت کے فوائد :

(۱) بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے درویش! جس نے سعادت حاصل کی۔ خدمت سے کی کیونکہ دین و دنیا کی نعمت مشائخ اور پیروں کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

(۲) فرمایا: جو شخص سات دن مشائخ اور پیروں کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اعمالنامے میں سات سو سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور جو قدم اٹھاتا ہے ہر قدم کے بدلے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

(۳) فرمایا: اے درویش! جب تک تو درویشوں کی خدمت نہ کرے گا کبھی بھی مقام پر نہ پہنچے گا۔

(۴) فرمایا: اے درویش! میں نے ایک بزرگ سے سنا ہے کہ ایک روز صدق سے اپنے مرشد کریم کی خدمت کرنا بے صدق کی ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

حکایت:

بابا فرید رحمۃ اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یہ دولت کہاں سے پائی ہے فرمایا دو باتوں سے (۱) اپنی ماں کی خدمت سے (۲) اپنے مرشد کریم کی خدمت سے۔

ماں والا واقعہ تو یوں ہے کہ ایک جاڑے کے موسم میں رات کو میری والدہ صاحبہ نے پانی مانگا میں نے اٹھ کر کوزہ بھرا اور ہاتھ پر رکھ کر حاضر خدمت ہوا لیکن والدہ صاحبہ سو گئیں جب تھوڑا حصہ رات گزر گئی اور والدہ صاحبہ بیدار ہوئیں تو پانی میرے ہاتھ ... آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی

marfat.com
Marfat.com

اور مرشد کریم والا واقعہ یوں ہے کہ بیس سال میں نے مرشد کریم کی خدمت کی اس عرصے میں مجھے دن رات برابر تھے چنانچہ ایک رات میں قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھا اور میرے سوا اس وقت کوئی مرید حاضر خدمت نہ تھا شیخ صاحب نے آواز دی کہ اے عزیز! قرآن شریف لاؤ۔ میں لے گیا تو مجھ سے لے کر دعاء کی۔

فائدہ:

یہ فوائد اسرار الاولیاء میں سے بیان کیے ہیں پس واضح ہوا کہ با ادب با نصیب اور اس قسم کے کئی واقعات اسی کتاب کے دیگر مقامات میں بھی درج ہیں نیز اس سلسلے میں مزید مطالعہ کی ضرورت ہو تو فیض ملت قبلہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کی تصانیف بالخصوص (با ادب با نصیب) اور (با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب) اور دیگر تصانیف کا مطالعہ کیجئے۔

ادب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے گستاخ قاضی کا مفصل واقعہ اسی شرح میں بھی بیان ہوا ہے۔ ہماری بہترین تصنیف حیات الفرید میں بھی بہترین انداز میں بیان کیا گیا اور دیگر کتب میں بھی موجود ہے۔

حضرت شیخ سرّی سقطی رحمتہ اللہ کا قول مبارک:

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''حسن ادب عقل کا ترجمان ہے'' حسن الادب ترجمان الحق۔ (عوارف المعارف باب ۵۱، ص ۵۶۲)

عمل اور ادب:

حضرت ابو عبد اللہ بن حنیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ ردیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اے فرزند! اپنے عمل کو نمک اور ادب کو آٹا بناؤ (عمل اور ادب کا تناسب ایسا ہو جیسے آٹے میں نمک) (عوارف المعارف باب ۵۱)

تصوف میں ادب کا مقام:

بعض ارباب صدق کا کہنا ہے کہ ''تصوف تمام تر ادب ہے اور ہر مقام کے لیے مخصوص ادب ہے اور ہر حال کے لیے ادب ہے پس جو کوئی ادب کو اختیار کرتا ہے وہ مرد کامل کی منزل پر پہنچ جاتا ہے اور جو ادب سے محروم رہتا ہے وہ مقام قرب سے دور اور مقام قبولیت سے مردود ہو جاتا ہے۔ (عوارف المعارف ۵۱)

ادب اور آیت قرآنی کا نزول:

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو) کا مقصد صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو ادب سکھانا تھا (اس کی شانِ نزول یہی ہے) حضرت ثابت بن قیس بن شماس (رضی اللہ عنہ) کو ثقل سماعت لاحق تھا اور وہ بلند آواز تھے جب وہ کسی سے بولا کرتے تھے تو (کم سننے والے شخص کی طرح) بہت اونچی آواز سے بولا کرتے تھے وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گفتگو کرتے تھے تو اسی اونچی آواز میں بولا کرتے تھے اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچتی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل فرما کر ان کو اور دوسرے حضرات کو ادب تکلم سکھایا۔

(عوارف المعارف باب ۵۱، ص ۵۶۲)

marfat.com

Marfat.com

واجب الاحترام کا ادب نہ کرنے کی نحوست:

ایک شیخ طریقت کا مقولہ ہے اگر کوئی شیخ واجب الاحترام ہستی کا احترام وادب نہیں کرتا تو وہ ادب کی برکات سے محروم رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جو اپنے استاد سے کہتا ہے ''نہیں'' وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ (عوارف المعارف باب ۵۱، ص ۵٦٨)

بے ادب بے نصیب:

حضرت ابواُمامہ راوی ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دولت مند کردے۔ آپ نے فرمایا ''اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تو شکرادا کردے اس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا تو شکرادا نہ کرسکے۔ اس نے پھر دعا کی درخواست کی۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اے ثعلبہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم اسی حال میں رہو جس حال میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنا پسند کیا ہے؟

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ شِئْتُ تَسِیْرَ الْجِبَالُ مَعِیَ ذَھَبًا وَّ فِضَّۃً لَسَارَتْ

اللہ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں چاہتا تو پہاڑ سونے اور چاندی کے ہو کر میرے ساتھ چل پڑتے۔

ثعلبہ بولا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا اگر آپ اللہ سے دعا کردیں تو وہ مجھے دولت مند بنادے تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔

آپ نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَۃَ مَالًا

یا اللہ! ثعلبہ کو دولت مند بنادے۔

ثعلبہ نے کچھ بکریاں لے لیں وہ بکریاں ایسی بڑھیں کہ اس کے لیے مدینہ رہنا مشکل ہوگیا۔ تو وہ مدینہ منورہ کی ایک وادی میں جا کر آباد ہوگیا۔ (جو پنجگانہ نمازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھتا تھا اب صرف) ظہر اور عصر کی نمازیں جماعت سے پڑھتا تھا پھر اس کے مال میں اور ترقی ہوئی۔ تو اس وادی میں رہنا مشکل ہوگیا تو وہ اور وسیع ترین میدان (زیادہ کھلی جگہ) میں چلا گیا تو ظہر وعصر میں حاضری سے بھی رہ گیا اور جمعہ کے جمعہ آنے لگا پھر مال اور بڑھا تو وہ اور ہی دور چلا گیا اور جمعہ کے جمعہ آنے سے بھی رہ گیا اب جمعہ کو آنے والے سواروں سے مدینہ منورہ کے حالات پوچھتا اس کی اس صورت حال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت افسوس کیا پھر زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم بھی نازل ہوگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے صاحب استطاعت لوگوں کے پاس روانہ کیا۔ زکوٰۃ وصول کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک لے کر ثعلبہ کے پاس تشریف لائے تو اس نے کہا یہ تو وہی ٹیکس ہے جو غیر مسلموں پر (جزیہ) ہے مجھے کچھ خبر نہیں۔ جاؤ فلاں فلاں کے پاس جاؤ ان سے لے کر آؤ پھر میرے پاس آنا۔ میں کچھ سوچ لوں۔ وہ وہاں سے سلمٰی کے پاس تشریف لے گئے سلمٰی کے پاس اونٹ تھے تو اس نے عمدہ عمدہ اونٹ زکوٰۃ کے لیے جس قدر حق بنتا تھا اس سے بھی بڑھ کر پیش کردیے۔ عاملوں (زکوٰۃ وصول کرنے والے نمائندوں) نے کہا یہ تو حق واجب سے بڑھ کر ہے [illegible] وہاں سے دوسرے کے پاس گئے

marfat.com
Marfat.com

اور آخر میں پھر ثعلبہ کے پاس آئے تو ان سے پھر وہی بے ہودہ باتیں کیں عامل واپس آ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ابھی کچھ کہہ نہ پائے تھے کہ آپ نے پہلے ہی فرما دیا وَیْحَكَ یَا ثَعْلَبَةُ اے ثعلبہ تجھ پر افسوس ہے! اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمِنْهُمْ مَنْ عاهد اللّٰهَ لئن اتنا نا من فضله لنصدقنّ

یعنی کہ کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا کہ اگر اس نے ہمیں مال دیا تو ہم ضرور اس کی راہ میں مال دیں گے (لیکن انہوں نے وہ عہد پورا نہ کیا)۔

ثعلبہ کے اقارب کو پتہ چلا تو انہوں نے جا کر اسے بتایا کہ تیرے بارے میں کلام الٰہی نازل ہو گیا ہے تو وہ صدقہ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ مَنَعَنِیْ اَنْ اَقْبَلَ مِنْكَ صَدَقَتَكَ

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا صدقہ (زکوٰۃ) قبول کرنے سے منع کر دیا ہے۔ تو وہ اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔

آپ نے فرمایا:

هٰذَا عَمَلُكَ قَدْ اَمَرْتُكَ فَلَمْ تُطِعْنِیْ

یہ تیرا عمل ہے حالانکہ میں نے تجھے شروع میں کہا تھا اور تو نے میری بات نہ مانی تھی۔

پھر وہ چلا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک واپس نہ آیا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں زکوٰۃ لے کر آیا۔ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ قبول نہیں کی اس لیے ہم قبول کرنے سے معذور ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لایا انہوں نے بھی قبول نہ کی۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لایا انہوں نے بھی قبول نہ کی اور کہا۔

لَمْ یَقْبَلْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَا اَبُوْبَكْرٍ وَلَا عُمَرُ وَاَنَا اَقْبَلُهَا مِنْكَ

کہ نہ تو رسول (ﷺ) نے قبول کی نہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے قبول کی اور میں کیسے قبول کر لوں۔

آخر وہ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مر گیا۔

(شرح حدائق بخشش، ج ۴، ص ۳۴۵ تا ۳۴۷، بحوالہ ابن کثیر، ج ۲، ص ۴۷۴، والاصابہ، ج ۱، ص ۱۹۹، واسد الغابہ، ج ۱، ص ۲۳۷)

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ دنیا بڑی خوبصورت ہے مگر اس میں ایک ایسا خوبصورت باغ ہے جو زہریلا بھی ہے کہ جس کے پھل سے ہر انسان کو نقصان ہو سکتا ہے مگر ان لوگوں کو نقصان نہیں ہو سکتا جو اپنے مرشد کریم کی محبت میں گم ہوتے ہیں جو مرشد کریم سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ بزرگان دین سے عداوت، مخالفت رکھنے والوں کو تو اللہ تعالیٰ مقابلے کا چیلنج دیتا ہے ہاں وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے محفوظ رہتے ہیں جو اولیاء کرام سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

جن پہ مرشد کریم مہربان ہوتا ہے انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔

-----☆☆☆-----

فریدا عُمر سُہاوڑی ، سنگ سَو نَڑی دِیہہ   وِرلے کئی پائیں ، جِنہاں پیارے نِیہہ

حل لغات:

* سہاوڑی: سہاوی، سوہنی، خوبصورت۔ * سنگ: ساتھ۔ * سوھنی، خوبصورت۔ * دیہہ: جسم۔ * ورلے: کوئی کوئی، اِکا دُکا۔ * کئی: چند، کتنے ہی، دوچار۔ * پائیں: پاتے ہیں۔ * جنہاں: جن کے۔ * نیہہ: پیار، محبت۔

مطلب:

اے فرید! عمر بہت خوبصورت ہے بلکہ خوبصورتی کا شاہکار ہے۔ خوبصورت عمر کے ساتھ ساتھ جسم بھی نہایت خوبصورت ہے۔ بدن بھی نہایت وجیہہ اور شکیل ہے مگر خوبصورت عمر، زندگی اور نہایت وجیہہ، شکیل اور خوبصورت جسم کے باوجود بہت کم ایسے لوگ دنیا میں پائے جاتے ہیں کہ پھر ان کا پیار بھی محبوب حقیقی، خالق و مالک کے ساتھ ہو۔

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان سے یہ بات واضح ہوئی کہ جیسے عمر خوبصورت ہے جسم بھی خوبصورت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے تو بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پیار کرے کہ جس خالق و مالک نے اسے دنیا جہان کی نعمتوں سے نوازا، خوبصورت زندگی عطا فرمائی خوبصورت جسم سے نوازا تو پھر بندے پہ لازم ہے کہ اس خالق و مالک کی عبادت بھی کرے۔ اس کی عطا کردہ زندگی، اس کا عطا کردہ جسم اسی کی فرمانبرداری میں صرف ہو۔ اپنی اپنی ڈفلی پہ اپنا اپنا ہی راگ الاپنا قطعاً مناسب نہیں بلکہ مالک وخالق کے فرمان کے مطابق ہی زندگی اور جسم استعمال کرے تاکہ جس نے ان انعامات سے نوازا ہے خوش ہو جائے اور مزید انعامات سے نوازے۔

ہر وقت اپنے جسم کو بنا سنوار کر رکھنا بُرا فعل ہرگز نہیں مگر اللہ تعالیٰ سے غفلت بُرا کام ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہونا نہایت خسارے کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں متنبہ فرماتے ہوئے اپنے لافانی کلام میں ارشاد فرمایا ہے کہ

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے پس معلوم ہوا کہ زیادہ تر لوگ تو ایسے ہیں جو نقصان

marfat.com
Marfat.com

میں رہتے ہیں بہت کم ہی انسان نقصان سے بچنے والے ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کیسا بنایا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَھٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ﴿۴﴾ (پ۳۰، سورۃ والتین)

انجیر کی قسم اور زیتون اور طور سینا اور اس امان والے شہر کی قسم۔ بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔

فائدہ:

مشرکین انسان کو ساری مخلوق سے ادنیٰ مانتے ہیں اس لیے پتھروں، دریاؤں چاند، سورج کی پوجا کرتے ہیں موحدین کا خیال تھا کہ جن و فرشتے انسان سے افضل ہیں کہ جن طاقت میں، فرشتے رب کی اطاعت میں زیادہ ہیں اس لیے رب تعالیٰ نے انسان کی افضلیت چھ تاکیدوں سے بیان فرمائی چار قسمیں اگر انسان اپنا درجہ پہچان لے تو نہ بت پرستی کرے نہ گناہ کیونکہ اعلیٰ ہستی کے مالک کو کام بھی اعلیٰ کرنا چاہیے انبیاء کرام بھی اس لیے تشریف لائے کہ انسان کو اس کا مرتبہ بتائیں من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے یہ ہی معنی ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

سید امیر علی ملیح آبادی صاحب لکھتے ہیں کہ

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ

البتہ ہم نے پیدا کیا انسان کو سب سے اچھی تَقۡوِیۡم پر

ف یعنی سب سے اچھی صورت ظاہری و باطنی پر انسان کو مخلوق کیا۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن جلد ۱۰، ص ۶۲۱)

فائدہ:

انسان سے جنس مراد ہے یعنی مخلوقات میں سے یہ جنس جس کو انسان کہتے ہیں اُس کو ہم نے بہت اچھی معتدل صورت پر پیدا کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یعنی اُس کی خلقت بہت اچھی ہے واحدی نے لکھا کہ مفسرین نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک خلقت کو اوندھے منہ پیدا کیا ہے سوائے انسان کے کہ اس کا قد وقامت راست ہے ہاتھ سے غذا کھاتا ہے اور علم و فہم و گویائی و عقل و تمیز و ادب سے آراستہ ہے تو ظاہر و باطن میں احسن ہے تقویم کے معنے ٹھیک معتدل کرنا قرطبی نے کہا کہ احسن تقویم یہ کہ معتدل و راست و مستوی ہے اور یہی عامہ مفسرین کا قول ہے۔ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان سے بہتر کوئی خلقت نہیں پیدا فرمائی۔ کیونکہ انسان میں حیات و علم و قدرت و ارادہ و قوت کلام و سننا و دیکھنا و تدبیر و حکمت ہے یہ سب رب تعالیٰ کی صفات ہیں اسی لیے بعض علماء نے کہا کہ حدیث میں ہے کہ انّ اللّٰہ خلق آدم علیٰ صورتہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اس کے یہ معنے کو اپنے صفات پر پیدا کیا۔ یہ صفات اوپر مذکور ہوئیں۔

(تفسیر مواہب الرحمٰن جلد ۱۰، ص ۶۲۶)

marfat.com
Marfat.com

حدیث کا مطلب:

مترجم کہتا ہے کہ اہل الحق قطعاً اجماع رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مثل و مشابہ کوئی چیز نہیں ہے اور یہی نص قرآنی ہے پھر اس حدیث کے معنی میں تین قول ہیں بعض نے (علی صورتہ) کی ضمیر آدم کی طرف پھیری اور یہ مطلب بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا ہے۔قد ساٹھ ہاتھ تھا۔الخ

بیان کا فائدہ یہ ہے کہ آدم کی صورت یہی تھی جو اس وقت موجود ہے ولیکن قد دراز تھا (بعض) نے کہا کہ ضمیر اللہ کی طرف ہے یعنے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مخلوق صورت نہیں ہے اس لیے یہاں مجازی محاورہ ہے یعنی اپنی صفتوں پر پیدا کیا جیسے شیخ ابن عربی نے ذکر کیا (بعض) نے کہا ہم جانتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اہل معرفت اس کے معنے میں مستغرق ہیں ولیکن آیات متشابہات کی طرح اس کی تفسیر ہمارے حواس کا کام نہیں ہے پس ہم ایمان لائے کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ حق ہے۔(تفسیر مواہب الرحمٰن، جلد ۱۰، ص ۶۲۶)

جن توں سوھنا انسان:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ یحییٰ بن اکثم القاضی سے روایت ہے کہ اُن کے زمانہ کے بادشاہ نے چاندنی رات میں اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو چاند سے احسن نہ ہو تو تجھے طلاق ہے پھر جب نشہ سے ہوش ہوا تو نادم ہو کر فتویٰ طلب کیا اور سب علماء نے فتویٰ دیا کہ وہ طالقہ ہوگئی سوائے یحییٰ ابن اکثم قاضی حنفی کے کہ انہوں نے فتویٰ دیا کہ طالقہ نہیں ہوئی۔لوگوں نے عرض کیا کہ قاضی صاحب تم نے اپنے استادوں سے مخالفت کی۔قاضی نے کہا کہ فتویٰ کچھ مشائخ کی خوشامد نہیں ہوتا بلکہ علم شریعت سے ہوتا ہے اور مسئلہ کا فتویٰ خود علام الغیوب جل جلالہ نے دے دیا چنانچہ قرآن میں فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔تو انسان کی تقویم یعنی تصویر سب سے احسن ہوئی پس چاند سے بھی احسن ہوئی تو طلاق نہیں ہو سکتی ہے مترجم کہتا ہے کہ بعض علماء نے یہ جواب امام شافعی سے نقل کیا ہے اور شاید امام شافعی نے موافقت کی ہو۔(تفسیر مواہب الرحمٰن جلد ۱۰، ص ۶۲۷)

حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب نعیمیؒ کا فرمان:

تقویم کے معنی صورت بھی ہیں اور ترکیب بھی یہاں دونوں معنی درست ہیں رب نے انسان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اس لیے اس کو بشر کہتے ہیں یعنی رب کے ہاتھ سے بنائی ہوئی مخلوق، مباشرت بالید سے بنا۔نیز اسے بنانے سے پہلے اس کی عظمت و خلافت کا اعلان فرما کر فرشتوں کو سجدے کے لیے تیار فرمایا۔پھر اسے انوکھی صورت حال بخشی، قامت سیدھی صورت جمیل کی جنات فرشتے بھی اس پر فریفتہ ہوتے ہیں بلکہ اللہ کا محبوب بھی انسان ہی بنا (ﷺ) کھانے کے لیے ہاتھ دیئے تا کہ کھانے کے آگے نہ جھکے صرف رب کے آگے جھکے، ہر عضو مناسب بخشا کہ نہ ناک ہاتھی کی طرح لمبی، نہ پرندوں کی طرح غائب وغیرہ۔جسم ایسا بخشا کہ اس سے قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ ساری عبادتیں ہو سکیں۔دوسری مخلوق میں یہ نہیں۔اسی لیے حضرت جبریل جب حضور کو نماز پیش کرنے آئے تو شکل انسانی میں آئے کہ جبریلی شکل میں پوری نماز پڑھنا غیر ممکن تھی انسان جب بیٹھتا ہے تو محمد بنتا ہے۔سر میم، کندھا ح، کمر میم، زانو دال، اگر تقویم بمعنی ترکیب ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے انسانوں کو اچھے اعضاء سے مرکب کیا کہ اس کے اعضاء وہ کام کرتے ہیں جو جانوروں کے اعضاء نہیں کرتے۔یہ آنکھ سے دیکھتا بھی ہے اشارے بھی کرتا ہے، رو کر گناہ بھی بخشوا

marfat.com
Marfat.com

لیتا ہے۔زبان سے چکھتا بھی ہے بولتا بھی ہے،اس کا دل یار کا کاشانہ بھی ہے اس کے اندر غضب شہوت،وہم،خیال کے چار ملک آباد ہیں جن پر عقل حکمران ہے،عقل کے وزیر نفس وقلب ہیں عقل کی ہدایت کے لیے شریعت کی روشنی بخشی،عشاق کہتے ہیں کہ رب نے جماعت انسانی کو اچھے برے لوگوں سے مرکب فرمایا جیسے گھر میں پاخانہ بھی ہوتا ہے آرام کمرہ بھی ایسے ہی اس جماعت میں فرعون بھی ہے اور موسیٰ علیہ السلام بھی،یہ جماعت انسانی کی احسن تقویم ہے جیسے پاخانہ،آرام کمرہ کی مثل نہیں اگرچہ دونوں اینٹ چونہ سے بنے ایسے ہی غیر نبی،نبی کی طرح نہیں ہے اگرچہ اعضاء یکساں ہیں۔(تفسیر نور العرفان،ص ۹۷۸۔۹۷۷)

فائدہ:

تفسیر حقانی میں ہے کہ بعض عرفاء فرماتے ہیں کہ تین سے شجرہ روح قدسیہ کی طرف اشارہ ہے اور زیتون سے عقل قدسی کی طرف کہ اسی کی روشنی پھیلتی ہے اور طور سینین سے عارف کے قلب کی طرف اور بلد امین سے محبّ کے سینہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں بے شمار اسرار الٰہی امانت رکھے ہیں بہر حال ان چیزوں کی قسم کھا کر فرماتا ہے **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** کہ ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز اور شان میں پیدا کیا ہے۔

؎ حق نے کھینچی ہے تیری تصویر اپنے ہاتھ سے

اس کے تناسب اجزاء کو دیکھا جائے تو عقل حیران رہ جائے ناک ہے تو کتنی اور کس قدر موقع پر آنکھیں ہیں تو کیسی اور کس موقع پر۔بھوؤں اور پلکوں کی خوبصورتی اس نرگسی آنکھ کا (جس کی سفیدی اور سیاہی بھی عاشق کو گمراہ کر رہی اور کبھی ہدایت پر لا رہی) اور بھی حسن بڑھا رہی پھر ہاتھ پاؤں ہیں تو ایسے قد ہے کہ سرو کو شرما رہا ہے رخساروں کی خوبی آفتاب و ماہتاب کو ماند کر رہی ہے لال لب یاقوت بدخشان کو اور دُر دندان مروارید عدن کی لڑی کو شرما رہے ہیں اور حیوانات کو اور اس کو ملا کر دیکھا جائے تو قدرت حق کا تماشہ نظر آئے پھر اس کے باطن میں کیا کیا قوتیں عطا کیں کہ اس کو قادر و مرید و سمیع و بصیر مدبر و حکیم و گویا بنایا گویا اپنے صفات عالیہ سے حصہ عطا کیا چنانچہ اس حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے۔**ان اللہ خلق ادم علی صلورتہ** کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا کیونکہ حق سبحان شکل وصورت سے تو پاک ہے **لیس کمثلہ شیء افمن یخلق کمن لایخلق** کہ اس کی کوئی مثل نہیں اور خالق مخلوق جیسا نہیں پھر صفات ہی کی طرف ارشارہ سمجھنا چاہیے۔انسان باطنی لحاظ سے ایک عجیب نمونہ ہے تمام عالم کا نمونہ ہے۔سینکڑوں دریا موجزن ہیں۔سینکڑوں نہریں پڑی بہ رہی ہیں۔سینکڑوں بلند پہاڑ اس میں موجود ہیں آتش فشاں مادے بھی ہیں ہیبت ناک پر از ظلمات جہنم کے مشابہ عمیق گڑھے بھی ہیں جن میں گر کر نکلنا مشکل ہے بڑی بڑی پُر خار وادیاں بھی ہیں جن کے بھولے کو خضر ہی رستہ بتا دیں تو بتا دیں اب ان چاروں نہروں کو ہی دیکھیے کہ رات دن کس زور شور سے بہا کرتی ہیں۔شہوت کی نہر، غصہ کی نہر۔طمع کی نہر۔خیال کی نہر اگر یہ ٹھیک ٹھیک ہیں تو خیر اور جو طغیانی پہ آجائیں تو پھر ان کے ڈوبے کبھی نہ ابھریں۔اسی طرح محبت وعشق کی نہریں،علم وادراک کلیات وجزئیات مادیہ ومعانی مجردہ کے دریا رواں ہیں قویٰ ملکوتیہ کے بلند پہاڑ ہیں جن میں زنجیر اور زیتون اور کیا کیا مفید اور پر ثمر چیزیں ہیں اور قویٰ بہیمیہ کے پُر خار وادی،اور ہیبت ناک گڑھے بھی ہیں جن میں سانپ بچھو اور زہریلے جانور رہا کرتے ہیں اور اس عالم کبیر پر ظلمات کی رات اور انوار حق کا دن بھی آتا ہے اور تجلی ذات کا آفتاب اور نور روح کا ماہتاب اور انوار لطائف کے ستارے بھی جگمگا کرتے ہیں یہ تو اس کی فطری حالت ہے اب جس نے اس کی اصلاح کی اور ان

marfat.com
Marfat.com

وادیوں اور گندہ نہروں اور ظلمات سے بچنے میں کوشش کی وہ سعادت کے ملک کا بادشاہ بن گیا اور جس نے کوشش نہ کی بلکہ خود انہیں کی طرف ان کا سبز باغ دیکھ کر جھک پڑا تو شقاوت کے عمیق گڑھے میں گرا جو نہایت نیچے ہے۔ (تفسیر حقانی جلد ۴، ص ۱۸۱)

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ:

بیان فرماتے ہیں کہ

اگر انسان کو بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صوری اور معنوی حسن و کمال میں کوئی چیز بھی انسان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی گراں قدر حیوان، زور آور جانور، درندے، پرندے، ہوائی اور آبی مخلوقات سب کی انسان کے سامنے سرافگندہ ہے اور اس کے حکم سے سرتابی کی جرأت نہیں کر سکتی۔ گرانڈیل ہاتھی سے ایک فیل بان جس طرح چاہتا ہے کام لیتا ہے چھ سات سال کا بچہ اونٹوں کی قطار کو جدھر چاہتا ہے لے کر چلا جاتا ہے شوخ و شنگ برق رفتار گھوڑے پر جب انسان سوار ہوتا ہے تو وہ اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے۔ نوامیس فطرت کو وہ اپنی علمی قوت سے مسخر کر کے ان سے اپنی چاکری لے رہا ہے۔ عقل فکر و نظر، قیاس و استنباط کی جو بے نظیر قوتیں اسے بخشی گئی ہیں کائنات کی کوئی چیز اس کی برابری نہیں کر سکتی۔ اس کے علم و عرفان کی رفعتوں کا تو یہ حال ہے کہ نوری فرشتے بھی اس کو سجدہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اس کی قامت راست اور اعضاء کی ساخت بھی بے نظیر ہے ہر جانور اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے اپنا سر زمین پر جھکاتا ہے لیکن انسان کو اس کے لیے سر جھکانا نہیں پڑتا بلکہ اس کے ہاتھ لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے ہیں اس کے جس پہلو کو دیدۂ حق میں سے دیکھا جائے تو بے ساختہ تبارک اللہ احسن الخالقین کا نعرہ بلند ہونے لگتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵، ص ۶۰۶)

فائدہ:

انسان کو اللہ تعالیٰ نے نہایت درجہ حسین بنایا۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ عمر بھی خوبصورت ہے کہ انسان اسی خوبصورت عمر میں خالق کائنات کو راضی کرنے والے اعمال اختیار کر کے اپنی عمر اور اپنے تخلیق حسن کو برقرار رکھ سکتا ہے۔

ورلے کنی پائیں جیھناں پیارے نیھہ:

مگر اس کے باوجود کہ خالق کائنات نے انسان کو خوبصورتی کا شاہکار بنایا مگر انسان اپنی خوبصورتی برقرار نہیں رکھتا بلکہ شیطان کے بہکاوے میں آکر اسی خالق کے فرمان کے خلاف عمل پیرا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس خوبصورتی والے مقام سے گرا دیتا ہے۔

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝ (پ ۳۰، سورۃ التین آیت نمبر ۵)

پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیتا ہے۔

تفسیر:

انسان نے مذکورہ نعمتوں کی قدر نہ کی اور کفر و بد عملی اختیار کی تو ہم نے اسے جانوروں سے بدتر کیڑے مکوڑوں، گندگیوں سے کم تر کر دیا کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ قرار دیا معلوم ہوا کہ کافر جانور سے بھی بدتر ہے اسی لیے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں جانوروں کے لیے جگہ تھی مگر کفار کے لیے نہیں۔ (تفسیر نور العرفان ص ۹۵۷)

marfat.com
Marfat.com

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ؕ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ۠ (پ۳۰، سورۃ التین)

مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ انہیں بے حد ثواب ہے۔ تو اب کیا چیز تجھے انصاف کے جھٹلانے پر باعث ہے کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں۔ (کنزالایمان)

خلاصہ:

گویا کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شلوک میں سورۃ التین شریف کا جیسے مفہوم بیان فرمایا ہے۔ وعملو الصلحت تک کا مفہوم بابا صاحب نے بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جسم بھی خوبصورت عطا فرمایا ہے مگر بہت ہی کم ایسے لوگ ہیں جنہوں نے حق تعالیٰ کی عبادت میں اپنی زندگی گزار کر حق تعالیٰ سے اپنی محبت کا ثبوت دیا ہو۔ گویا اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ والتین شریف کے کچھ حصے کا مفہوم بیان کیا ہے۔

-----☆☆☆-----

کَندھی وَہن نہ ڈھاہ، تُوں بھی لیکھا دیوَنا   جِدّھر رَب رَضاءِ، وَہن تداوَں گوَ کرے

حل لغات:

★ کندھی: کدھی۔ کنارۂ دریا، دریا کا کنارہ، حد۔ ★ وھن: بہاؤ، روڑھ۔ ★ ڈھاہ: دریا کا ایک طرف سے کنارے پر گرانے کا عمل۔ ★ توں: تو۔ ★ لیکھا: قانون کا حساب۔ ★ دیونا: دینا۔ ★ جدھر: جہاں، جس جگہ، جس طرف، جہاں کہیں۔ ★ رضاء: مرضی کرے۔ ★ وہن: ندی نالا بنے کی جگہ مراد کنارہ، پانی والا چھوٹا دریا۔ ★ تداوں: اُس طرف، اُسی طرف۔ ★ گو کرے: رُخ کرے، رجحان کرے۔

اے دریا: خبردار! اپنی موج اور روانی پہ مغرور ہو کر کنارے نہ گرا کیونکہ یہ حقیقت تجھے معلوم ہونی چاہیے کہ تجھے بھی حساب دینا پڑے گا۔ جس طرف رب کی رضا ہو اسی طرف رخ کر۔

مطلب:

اے دریا اپنی موج اور روانی سے مغرور ہو کر تو کناروں کو نہ گرا کیونکہ تو اس حقیقت سے غفلت نہ اختیار کر کہ ایک دن تو نے بھی اپنے کیے کا حساب دینا ہے۔ شتر بے مہار نہ بن کہ جدھر جی چاہے منہ اٹھائے چلا جائے بلکہ ہر فعل کا حساب دینا پڑے گا اور اس حقیقت سے بھی غافل نہ ہو کہ معاملہ اس ذات کے ہاتھ میں ہوگا جو ذات عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہے۔ وہاں نہ دنیوی لالچ کام دے سکے گا اور نہ ناجائز سفارش کام آئے گی وہاں سے جو فیصلہ صادر ہوگا وہ مبنی بر حقیقت ہوگا۔ بہر حال ان تمام امور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حقیقت آشنا بن کہ جو بھی یہاں کرے گا تجھے اس کا حساب دینا پڑے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جیسا کرے گا ویسا ہی پائے گا۔ [illegible]

marfat.com
Marfat.com

جیسے رب کائنات کی رضا ہے اسی طرف چل۔ جس طرف رضائے ربِّ ذوالجلال ہے اسی کے مطابق عمل پیرا ہو۔

کرامت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ:

دیوانِ فریدؒ میں ہے کہ

ایک روز دریا برد ہو رہی تھی اور گاؤں پاس ہی تھا۔ وہاں کے لوگ اس کے برد ہو جانے سے خائف ہو کر جناب بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ دریا کو برد سے بند کر دیجئے اس سے خود حضرت دریا پر آ گئے اور فرمانے لگے "اے دریا تو برد مت کر کیونکہ خدا کی ہزار ہا پیدائش برباد ہو رہی ہے جن کا حساب تجھے دینا ہو گا جدھر خدا کی رضا ہے اُدھر چلا جا"۔

اسی وقت دریا برد بند ہو گئی۔ لوگوں نے حضرت کے قدموں کو چوما اور شکر الٰہی بجا لائے۔ (دیوانِ فرید، ص ۱۴۲۔۱۴۳)

کندھی وھن نہ ڈھاہ، توں وی لیکھا دیونا:

اے دریا! خبردار! اپنی موج اور روانی پہ مغرور ہو کر، اپنی متکبرانہ شان سے اتراتے ہوئے کنارے نہ گرا، کسی کو تکلیف نہ دے جنہیں تو اپنے سے کم سمجھتا ہے ان پہ چڑھائی نہ کر جب خالق و مالک نے تجھے اس غرور اور تکبر کی سزا دینی ہے تو اس وقت تیرے ہوش بھی ٹھکانے نہ رہیں گے۔

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اس شلوک میں ایک مثال کے ذریعے سمجھا رہے ہیں کہ ارے انسان جیسے دریا میں طغیانی اور تیزی آ جاتی ہے تو کسی شے کو بھی خاطر میں نہیں لاتا بلکہ اپنے کناروں کو گرانے لگ جاتا ہے۔ تو اس کی فطرت کو دیکھ یہ خود بخود تو اس طرف نہیں مڑتا جدھر کا اسے حکم ہوتا ہے ادھر کا ہی رخ کرتا ہے پھر وہ مکلف بھی نہیں اس کے باوجود اسے حساب دینا پڑے گا۔ ارے انسان تو بھی غور و فکر کر کہ جو مکلف نہیں جب وہ بھی حساب دے گا تو پھر تو نے کیوں نہیں حساب دینا؟ ذرا غور تو کر کیا تو نے حساب دینا ہے یا نہیں۔ اگر کہے کہ مجھ میں اتنا دم خم ہے کہ میں انکاری ہو جاؤں۔ چند لمحے تو ایسا کر کے عام بے وقوفوں کو خوش کر لے گا مگر جب خالق و مالک نے پکڑ کرنی ہے تو پھر تجھے اس کی گرفت سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

دریا جیسی روانی تیری کتنے دن برقرار رہے گی؟ یہ فخر و غرور کا پتلا کب تلک اس طرح رہے گا۔ آخر موت کے منہ میں جانا ہی پڑے گا بکرے کی ماں کب تلک خیر منائے گی آخر چھری تلے بکرے نے آنا ہی ہے یہ فخر اور غرور تیرا ایک نہ ایک دن ٹوٹنا ہی ہے۔

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب اس شلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ تمثیل دے رنگ وچ فرماندے نیں اے وڈیاں شاناں والیا، بوہتے مال دولت نال مستیا ہویا۔ ماڑیاں آلے دوالے والیاں نوں نہ مار، برباد نہ کر جویں دریا اپنے کنڈھیاں نوں ڈھاہ لاندا رہے، اپنے قریبیاں نوں اجاڑ نہ پا۔ ایس خمار وچ رہویں توں بڑے زور والا، دھن دولت والا ایں۔ تینوں کسے پچھناں ایں نہیں۔ تینوں وی حساب دینا پے گا۔ رب دے امر تے رضا دی تابعداری کر جویں اوہدے حکم نیں۔ اوہدے مطابق اپنا راہ اختیار کر۔ نہیں تے دُکھی ہوویں گا۔ خدا دی پکڑ بڑی ڈاہڈی اے۔ توبہ کر تے اوہدے بندیاں نوں نہ تا۔

(بول فریدی، ص ۱۲۰)

قیامت کے دن حساب کتاب کا ایک منظر:

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ [illegible] ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ پہلے آسمان کو

marfat.com
Marfat.com

حکم فرمائے گا تو وہ کھل جائے گا۔ پس تمام فرشتے اور جو کچھ اس میں ہے وہ نیچے اتر کر پوری زمین وما فیہا کو گھیر لیں گے اسی طرح تمام آسمانوں کے فرشتے اتر کر صفیں بنالیں گے۔ زمین والے جدھر کا رخ کریں گے اُدھر ہی سامنے کی ملائکہ کی سات صفیں پائیں گے۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

يَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ۔

اے گروہ جن وانس! اگر تم زمین وآسمان سے باہر نکل جانے کی طاقت رکھتے ہو تو نکل کر دکھاؤ مگر بادشاہ کے حکم کے بغیر نہیں نکل سکتے۔

ایک اور ارشاد ہے جس دن آسمان بادلوں سے کھل جائے گا اور فرشتے بھیجے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے گروہ انس وجن میں نے تو تمہیں نصیحت کی تھی اب یہ تمہارے اعمال تمہارے صحیفوں میں ہیں اگر اس میں کوئی بھلائی پاؤ تو اللہ کی حمد کرو اور کوئی اس کے علاوہ دیکھے تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم فرمائے گا تو اس سے ایک طویل، دراز اور سیاہ گردن باتیں کرتی ہوئی نکلے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پوجا نہ کرنا بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور تم میری عبادت کرنا یہی صراط مستقیم ہے بے شک اس نے تم میں سے بہتوں کو گمراہ کیا تو کیا تمہیں عقل نہیں تھی۔ یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اپنے کفر کے سبب آج تم اس میں داخل ہو تو تمام اُمتیں گھٹنوں کے بل گر پڑیں گی جیسا کہ ارشاد باری ہے اور آپ ہر امت کو دیکھنا کہ وہ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور ہر امت اپنے نامہ اعمال کی طرف بلائی جائے گی۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان اور وحشی جانوروں اور چوپایوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ یہاں تک کہ بغیر سینگ کی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔ پھر فرمائے گا کہ تم مٹی ہو جاؤ۔ اسی وقت کافر کہے گا افسوس میں بھی مٹی ہو جاتا پھر بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ (منہاج السالکین ترجمہ تنبیہ الغافلین حصہ اول، ص ۶۷ـ۶۶)

بندوں کے حساب کتاب کا منظر:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ ایسے اٹھیں گے جیسا کہ ان کی والدہ نے ان کو ننگے بدن ننگے پاؤں جنا تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا مرد اور عورتیں سبھی ایسے ہوں گے فرمایا ہاں حضرت عائشہ نے عرض کیا ہائے وہ تو ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو آپ نے ان کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا ابن ابی قحافہ کی بیٹی! اس دن لوگوں کو اِدھر اُدھر دیکھنے کی ہمت ہی نہ ہوگی وہ تو چالیس سال تک بغیر کچھ کھائے پیئے آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائے کھڑے رہیں گے اور پسینے! کچھ لوگوں کے پاؤں تک، کچھ کے پنڈلیوں تک ......اور کچھ کے پیٹوں تک پہنچے ہوں گے اور اتنا طویل عرصہ کھڑے رہنے کی وجہ سے کچھ کے منہ میں پسینہ لگام کی سی طرح ہوگا۔ پھر ملائکہ حلقہ کی صورت میں عرش کے گرد کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے منادی پکارے گا کہ کہاں ہے فلاں بیٹا فلانی کا تو لوگ اپنے سر اٹھائیں گے۔ اس آواز کی جانب اور پکارا جانے والا نکلے گا [illegible] رب تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ پھر کہا جائے گا کہاں ہیں اصحاب

marfat.com
Marfat.com

مظالم؟ ایک ایک کر کے سب کو بلایا جائے گا اور اس کی نیکیاں مظلوم لوگ ان کی سب نیکیاں لے لیں گے تب ظالموں کی برائیاں ان پر ماری جائیں گی۔ جب اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہے گی تو اس سے کہا جائے گا جاؤ تم جہنم کی طرف، آج کوئی ظلم نہیں ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب فرمانے والا ہے اس دن مقرر فرشتے نبی و رسول اور شہداء کوئی بھی حساب سے نہ بچے گا اور حساب و کتاب کی سختی کو دیکھ کر سب کا یہی خیال ہوگا کہ آج بغیر اللہ کی رحمت کے نجات ناممکن ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک چار چیزیں نہ پوچھ لی جائیں گی اس وقت تک کوئی بھی اپنی جگہ سے قدم نہیں ہلا سکے گا۔

(۱) اس نے اپنی عمر کہاں صرف کی۔

(۲) اپنے جسم کو کہاں جتلا رکھا۔

(۳) کیا اپنے علم کے مطابق عمل کیا۔

(۴) اپنا مال کیسے حاصل کیا؟ اور کہاں کہاں خرچ کیا؟ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۶۸۔۶۷)

فائدہ:

بابا صاحب نے فرمایا اے دریا اپنی روانی اور طغیانی کے غرور میں مت آنا یاد رکھ جو کسی پہ تو زیادتی کرے گا تجھے بھی اس کی سزا ملے گی کیونکہ جو کچھ کوئی دنیا میں کمائے گا اسی کا پھل آخرت میں پائے گا۔ یہ بھی مت بھولنا کہ تو مکلف نہیں ہے غیر مکلفین کا حساب کتاب بھی احادیث میں بیان ہوا ہے جیسا کہ مثال کے طور پر سینگوں والی بکری کی زیادتی کی سزا بھی اسے ملے گی۔ حالانکہ بکریاں غیر مکلف ہیں اسی طرح ہر ایک چیز کے حساب کتاب کا حال ہے۔ اس لیے اے دریا تو ادھر روانی اور تیزی دکھا جس طرف روانی اور تیزی دکھانے کا تجھے حکم ہے۔ کسی اور طرف تیزی اور روانی دکھا کر اللہ تعالیٰ کے ہاں گنہگاروں کی فہرست میں آنے کی کوشش نہ کر یہ تیرے لیے انتہائی نقصان کا سبب ہوگی۔

تمثیلی رنگ:

اس شلوک میں تمثیلی رنگ میں متکبرین کو متنبہ فرمایا گیا ہے کہ دریا سے مراد زور آور، متا ہوا، متکبر انسان وہ خواہ اپنے جاہ وجلال میں ہو یا امارت ووزارت کے خمار میں، دولت کے زور پہ ظلم وستم ڈھانے کا عادی ہو یا ساتھی ڈاکوؤں کی بھارکی وجہ سے کسی بھی لحاظ سے دریا کی مانند مست اور منہ زور ہو گیا، اس منہ زوری کا سبب خواہ کچھ بھی ہو بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اسے متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تیرا یہ جوبن، یہ جاہ و جلال یا حکمرانیاں، یہ بادشاہیاں، یہ سپاہ، دولت کے انبار، سکوں کی جھنکار یہ زوآوری پہ منہ زوریاں سب کچھ فناہ کے پھندے پہ چڑھ کر فناہ ہو جائیں گی ایک دن احکم الحاکمین کی بارگاہ میں ہر کسی نے حاضر ہونا ہے اسی دربار میں نہ تو منہ زوری کچھ کام دے سکے گی نہ دولت کی جھنکار اپنی کرشمہ سازیوں کا رنگ دکھا سکے گی، نہ ڈاکوؤں کے بازو کام آسکیں گے نہ سپاہ کا رعب چل سے گا۔ نہ جاہ وجلال کام آسکے گا۔ وہاں تو مسکینوں کی طرح حاضری ہوگی۔ وہاں انصاف ہونا ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

marfat.com
Marfat.com

ورنہ جب حق وصداقت پہ مبنی فیصلہ ہوگا تو یہ تیری متکبرانہ چال اس طرح نہ ہوگی وہاں تو فرعون، نمرود، ہامان وغیرہ جیسے اپنے آپ کو خدا کہلوانے اور سجدے کروانے والے بھی پناہ مانگ رہے ہوں گے اس لیے آج اپنے سے کمزوروں پہ ظلم وستم کے ساتھ چھانے کی کوشش نہ کر۔ آج ظلم وستم کے باعث اگر چھانے کی کوشش کرے گا لوگوں کو ڈرانے دھمکانے کی کوشش کرے گا تو تباہی و بربادی کا سامان اپنے لیے خود ہی کرے گا۔ آج تو کسی پہ نہ رحم کرے گا تو کل قیامت کے دن تجھ پہ بھی رحم نہ کیا جائے گا۔ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ۔

اج نہ رووا کسے نوں متاں کل تینوں وی رونا پے جاوی
نہ ڈرا وا دیویں کسے نوں کدھرے تینوں نہ ڈرنا پے جاوی
دنیا اندر جے کسی نوں رو واویں گا کل قیامت نوں پچھتاویں گا
وچہ جہنم سزاواں پاویں گا دس پھر کنھوں منہ وکھاویں گا
منہ کالا تیرا ہووے گا ، کلا بیٹھ گتھیں لگ رووئیں گا
کسے وی حال نئیں پچھنا تیرا، ہنجواں دے ہار پرووئیں گا
اج ویلا ای ھتھاں نوں ڈک لےتوں کیوں بھار اپنے تے چاڑھنا ایں
جے قیامت وچہ بچنا چاہنا ایں، پھر چھڈ کیوں کسے نوں مارنا ایں
دنیا کھیتی ھئی آخرت دی نبی کریم نے سچ فرمایا اے
توں سمجھ لے آج وچہ دنیا دے ۔ نبی کریم نے سچ فرمایا اے
کریں کرم نبی دی ساری امت تے، وچہ قیامت سارے ویکھدے ہون
ابو احمد نوں وی قرب حضوری چاھندا، نبی دی شفاعت سب ویکھدے ہون

فائدہ:

ارے انسان! فخر وغرور کے بت کو پاش پاش کر کے اپنی حیات مستعار کے لمحات اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے مطابق ڈھال لے تا کہ کل قیامت کے روز حق تعالیٰ کی طرف سے انعامات حاصل ہوں۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا ڈکھاں سیتی دیہہ گیا، سولاں سیتی رات　　　　کھڑا پکارے پاتنی ، بیڑا کپڑ وات

حل لغات:

* دکھاں: دکھوں، غموں۔ * سیتی: ساتھ، ہمراہ۔ * دیہہ گیا: دن گزرا۔ * سولاں: کانٹوں۔ سول واحد۔ * کھڑا: کھڑے ہوکر۔ * پکارنا: بلانا، غل مچانا، خبر کرنا، یاد کرنا، فریاد کرنا۔ * پاتنی: پتن کا انچارج، پتن والا۔ ملاح۔ * بیڑا: کشتی۔ * کپر بھنور گرداب، گھمن گھیر، طوفان۔ * وات: منہ، دہانہ، سوراخ۔

اے فرید! دن دکھوں میں گزرا۔ دکھوں تکلیفوں اور کانٹوں پہ بے چینی کی حالت میں رات گزری۔ دوسری طرف پتن پر ملاح متنبہ کرنے والا یعنی مرشد کریم پکار پکار کر متنبہ کر رہا ہے کہ خبردار سنبھل جاؤ۔ بڑا مشکل وقت آگیا ہے کشتی بھنور میں پھنس چکی ہے۔

مطلب:

اے فرید! سارا دن دکھوں میں گزر گیا ہے دن کا کوئی لمحہ دکھوں سے خالی نہیں گزرا اور رات بھی سکون نہ آیا کیونکہ ساری رات درد کے کانٹوں پہ بے چینی اور بے قراری کی حالت میں پہلو بدلتے بدلتے گزر گئی کسی لمحے بھی سکون نہ آیا۔ یعنی اس دنیا میں کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ دنیوی مصائب وآلام سے سکون میسر آسکے بلکہ ہمہ وقت دکھوں، دردوں اور مصیبتوں میں گزرتا ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ دنیا دکھوں اور مصیبتوں کا گھر ہے۔ ایک طرف دنیا اور دنیوی امور کا یہ حال ہے دوسری طرف متنبہ کرنے کے لیے ملاح یعنی مرشد کریم کھڑا پکار پکار کر متنبہ کر رہا ہے خبردار بچ جاؤ۔ سنبھل جاؤ۔ بڑا مشکل وقت آگیا۔ کشتی بھنور کے منہ میں آچکی ہے۔ یہاں ہمت سے کام لو، بچ نکلنے کی ہر ممکن سعی کرو۔ یہ وقت ہے اگر اپنے بچاؤ کے لیے کچھ کر سکتے ہو تو ہمت سے کام لے کر بچ جاؤ ورنہ جان وایمان سب کچھ لٹا بیٹھو گے۔

بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کس خوبصورت انداز میں ایک مثال کے ذریعے اس حقیقت کو واضح کیا ہے اس دنیا میں مومن کی کیا حالت اور کیفیت ہوتی ہے۔ اس کے شب وروز کیسے گزرتے ہیں۔ کس طرح مصائب وآلام کے بادل اُمڈ اُمڈ کر آتے ہیں اور بظاہر اسے دکھوں اور مصیبتوں میں گھیرتے ہیں جو دراصل اللہ والوں کے لیے آزمائش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو اکیلا نہیں چھوڑتا اللہ والوں کے لیے مرشد کی ذات وہ کریم ذات ہے جو انہیں حق کی معرفت کے حصول کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ بروقت شیطانی چالوں اور اس راستے میں آنے والی تمام مشکلات سے آگاہ کرتا رہتا ہے تاکہ سالک ان احوال سے گھبرا کر راہِ حق سے برگشتہ نہ ہو جائے۔ بلکہ مرشد کریم حوصلہ اور ہمت بڑھاتے رہتے ہیں اللہ والے اس حقیقت کو واضح کرتے رہتے ہیں کہ دکھوں اور مصیبتوں پہ صبر کرنا اجر عظیم کا سبب ہے ان سے گھبرا کر اس راستے کو ترک کر دینا عظیم نقصان کا سبب ہے۔ ہمت مرداں مدد خدا کے اصول کو اپناتے ہوئے ہمت سے کام لو منزل کوئی دور نہیں۔ اس منزل کے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو گراتا جا قدم آگے بڑھاتا جا۔ نہ ڈر منزل کی دوری سے قدم آگے بڑھاتا جا۔

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

نہ منزل تیری دور ہے ، نہ دوری سے مجبور ہو
منزل کی دوری کچھ نہیں ، نہ مجبوری سے مجبور ہو

فائدہ:

دکھوں سکھوں کے امتزاج کا نام زندگی ہے۔ جب دکھ نہ ہوں صرف سکھ ہی سکھ ہوں، سکون ہی سکون ہو تو ایسی زندگی بے مزہ ہوتی ہے۔ جس پھول کے ساتھ حفاظت کے لیے کانٹا نہ ہو اس کی خوبصورتی کی اتنی قدر نہیں ہوتی۔ اکثر چیزیں اپنی متضاد چیزوں سے ہی پہچانی جاتی ہیں۔ دکھ ہوں تو سکھوں کی وقعت کا احساس ہوتا ہے۔ رات ہے تو دن کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ اگر صرف دن ہی دن ہو رات نہ ہو تو دن کی قدر کسے معلوم ہوتی ہے۔

بہرحال بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دن بھی دکھوں میں گزرا اور رات بھی مصائب و آلام اور بے سکونی کے کانٹوں پر گزر رہی ہے۔

کھڑا پکارے پاتنی، بیڑا کپڑوات:

ایک طرف ہماری زندگی کا یہ عالم ہے ایک مقولہ تو یہ ہے کہ چار دناں دی چاننی فیر ہنیریاں راتاں مگر یہاں تو سکھ، چین اور آرام کی چاندنی دیکھی ہی نہیں اندھیری راتوں سے ہی واسطہ پڑا ہے دن بھی اندھیری راتوں کا بھائی ہی نظر آیا کہ دن میں بھی راحت و سکون نہ ملا۔ جب رات کو ہی سکون و آرام نہ پایا حالانکہ رات بنائی ہی آرام کے لیے گئی ہے تو پھر دن کو کیسا آرام بہرحال دوسری طرف پتن پہ ملاح یعنی متنبہ کرنے والا مرشد کریم یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم متنبہ کر رہا ہے۔ پکار پکار کر کہہ رہا ہے خبردار! سنبھل جاؤ بڑا مشکل وقت آ گیا۔ کشتی بھنور میں پھنس چکی ہے۔ یہاں سے سنبھلنے کی کوشش کرو۔ خدارا غفلت ترک کر دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر پچھتانا پڑے۔

حدیث:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا۔ خبردار! تحقیق دنیا متاع حاضر ہے اس سے نیک اور فاجر کھا رہا ہے تحقیق آخرت ایک معین ہے اس میں بادشاہ قادر فیصلہ کرے گا۔ آگاہ رہو تحقیق خیر اپنی تمام انواع سمیت جنت میں ہے اور برائی اپنی تمام انواع سمیت دوزخ میں ہے خبردار عمل کرو خدا کے خوف پر رہو اور جان لو کہ تم اپنے اعمال پر پیش کیے جاؤ گے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ رواہ الشافعی

جو شخص ذرہ کے برابر نیکی کرے گا اس کی جزا دیکھے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا اس کی سزا دیکھے گا۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

فرشتوں کی پکار:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج طلوع نہیں ہوتا مگر اس کے

marfat.com
Marfat.com

دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے ہوتے ہیں جو پکارتے ہیں اور مخلوق کو سناتے ہیں سوائے جن وانس کے۔ اے لوگو! پروردگار کی طرف آؤ۔ جو مال کم ہو اور کفایت کرے اس مال سے بہتر ہے جو بہت ہو اور باز رکھے۔ (مشکوۃ شریف کتاب الرقاق)

حدیث شریف:

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھوکے بھیڑے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہیں بکریوں کو اس قدر تباہ و برباد کرنے والے نہیں ہیں جس قدر کسی انسان کی مال وجاہ پر حرص اس کے دین کو خراب کرتی ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف الرقاق)

آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرشتے آئے۔ آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ تمہارے اس صاحب کی ایک مثال ہے وہ بیان کرو۔ بعض نے کہا وہ سوئے ہوئے ہیں بعض نے کہا آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار ہے انہوں نے کہا آپ کی مثال ایک آدمی کی طرح ہے جس نے گھر بنایا اور اس میں کھانا تیار کیا اور بلانے والے کو بھیجا ہے۔ جس نے بلانے والے کو مانا گھر میں داخل ہوا اور کھانا کھالیا اور جس نے بلانے والے کو قبول نہ کیا گھر میں داخل نہ ہوا اور کھانا نہ کھایا۔ فرشتوں نے کہا اس کو بیان کرو تاکہ سمجھے بعض نے کہا وہ سویا ہوا ہے اور بعض نے کہا (ان کی) آنکھ سوتی ہے (مگر) دل جاگتا ہے پھر کہا گھر سے مراد جنت ہے بلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جس نے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جس نے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔

(بخاری شریف، مشکوۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

مثال:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اور جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ نے دے کر بھیجا اس کی مثال اس شخص جیسی ہے۔ جس نے کسی قوم کے پاس آکر کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے میں کھلا ڈرانے والا ہوں بچو! بچو! کہ اس قوم سے ایک ٹولہ نے اس کی بات مان لی اور اندھیرے منہ اٹھے اور بروقت نکل گئے اور ان کے ایک گروہ نے جھٹلا دیا وہ اُسی جگہ رہے پھر سویرے ہی لشکر ان پر ٹوٹ پڑا۔ انہیں ہلاک کر کے تہس نہس کر دیا یہی اس کی مثال ہے جس نے میری اطاعت کی تو میرے لائے ہوئے کی اتباع کی اور اس کی جس نے میری نافرمانی کی اور میرے لائے ہوئے حق کو جھٹلا دیا۔ (مسلم شریف، بخاری شریف، مشکوۃ شریف)

دوسری مثال:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری مثال اس شخص جیسی ہے جس نے آگ روشن کی جب آگ نے ارد گرد کو چمکا دیا تو پتنگے اور یہ جو آگ میں گرا کرتے ہیں (جانور) اس میں گرنے لگے اور انہیں روکنے لگا وہ اس پر غالب آ جاتے ہیں ... جاتے ہیں چنانچہ میں تمہاری کمر پکڑ کر

marfat.com
Marfat.com

آگ سے بچاتا ہوں اور تم اس میں گرے جاتے ہو۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔ مسلم کی روایت اسی طرح ہے مگر اس کے آخر میں فرمایا کہ حضور نے فرمایا یہ میری تمہاری مثال ہے۔ میں تمہیں کمر سے پکڑ کر آگ سے بچا رہا ہوں آگ سے بھاگ آؤ (یعنی بچ جاؤ) مگر تم مجھ پر غالب آئے جاتے ہو۔ اور اس میں گرے جاتے ہو۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الاعتصام بالکتاب)

فائدہ:

یہ بھی تشبیہ مرکب ہے کہ ایک پورے واقعہ کو پورے واقعہ سے تشبیہ دی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا اور یہاں کی الجھنوں کو دین کا ذریعہ بنانے کے لیے پیدا فرمایا مگر لوگوں نے اسے غلط استعمال کر کے ہلاکت کا ذریعہ بنالیا جیسے کوئی جنگل میں مسافروں کی ہدایت اور روشنی کے لیے آگ جلائے مگر پتنگے اسی آگ کو اپنی ہلاکت کا سامان بنالیں اور ہلاکت کو اپنی نجات سمجھیں۔

(مرآۃ المناجیح جلد اوّل، ص ۱۵۴)

فائدہ:

خیال رہے یہاں آگ جلانے والا اور ہے اور بچانے والا اور ایسے ہی دنیا بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے غلط استعمال سے بچانے والے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تیسری مثال:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

اس ہدایت وعلم کی مثال جو رب نے مجھے دے کر بھیجا ہے اُس بہت سی بارش جیسی ہے جو کسی زمین میں پہنچی اس کا کچھ حصہ اچھا تھا جس نے پانی چوس اور گھاس اور بہت چارہ اُگا دیا اور بعض حصہ سخت تھا جس نے پانی جمع کر لیا۔ جس سے اللہ نے لوگوں کو نفع دیا۔ کہ انہوں نے خود پیا، پلایا اور کھیتی کی اور ایک دوسرے حصہ میں پہنچا جو چٹیل تھا کہ نہ پانی جمع کرے اور نہ گھاس اُگائے، یہ اس کی مثال ہے جو دینی عالم ہوا۔ اور اُسے اس چیز نے نفع دیا جو مجھے رب نے دے کر بھیجا اُس نے سیکھا اور سکھایا اور اس کی مثال ہے جس نے اس پر سر نہ اٹھایا اور اللہ کی وہ ہدایت قبول نہ کی جو مجھے دے کر بھیجا گیا۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

تشبیہ کا خلاصہ:

اس تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور گویا رحمت کا بادل ہیں حضور کا ظاہری اور باطنی فیض اور نورانی کلام بارش، انسانوں کے دل مختلف قسم کی زمین چنانچہ مومن کا دل قابل کاشت زمین ہے جہاں عمل اور تقویٰ کے پودے اُگتے ہیں علماء اور مشائخ کے سینے گویا تالاب ہیں اور اس خزینہ کے گنجینے ہیں جس سے تا قیامت مسلمانوں کے ایمان کی کھیتیاں سیراب ہوتی رہیں گی منافقین اور کفار کے سینے کھاری زمین ہیں نہ فائدہ اٹھائیں نہ پہنچائیں۔ (مرآۃ المناجیح، شرح مشکوٰۃ جلد اوّل، ص ۱۵۵)

مختصر یہ کہ اس شلوک مبارک میں بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اے فرید! دن سارا دکھوں کے رونے دھونے میں گزر گیا ہے اور رات بھی ایسے ہی قصیوں میں بیت گئی سکھ اور چین کسی لمحے بھی میسر نہیں آیا۔ ہمہ وقت دکھوں اور مصیبتوں کی گھمن گھیری میں ہوں اور اس دنیا کے [illegible] کہ دیکھنا کہیں دنیا کی بھول بھلیوں

marfat.com
Marfat.com

میں ہی گم نہ ہو جانا دیکھنا کہیں دنیا کے دریا کی ٹھنڈک ہی تجھے غرق نہ کر دے۔ سنبھل جاؤ۔ بڑے مشکل دور سے تم گزر رہے ہو کشتی بھنور میں ہے سنبھل جاؤ۔ اس دنیا سے ایمان سلامت لے جانا نہایت دشوار کام ہے۔ بڑے بڑے طریقوں سے محبوب کریم نے سمجھایا اور آپ کی اتباع میں مرشد کریم اور علمائے کرام سمجھا رہے ہیں اللہ تعالیٰ حق سچ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے مطابق حیات دنیوی بہترین انداز میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

-----☆☆☆-----

لَمّی لَمّی نَدِی وَہے، کَندھی کیرے ہیٹ
بیڑے نُوں کپّر کیا کرے، جے پاتَن رہے سُچیت

حل لغات:

* لمی لمی: بہت لمبی۔ طویل، دراز، دنیا جو بہت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ * ندی: چھوٹا دریا۔ * وہے: چلتی ہے۔ * کندھی: کنارے۔ * کیرے: کیرن مصدر سے تھوڑا تھوڑا گرانا۔ * ہیت: نیچے۔ * بیڑے: کشتی، جہاز۔ * نوں: کو۔ * کپر: بھنور، گرداب، گھمن گھیر۔ * پاتن: پتن، ملاح۔ * سچیت: سچا، ہوشیار محتاط، خیال اور دھیان رکھنے والا۔

لمبی ندی کناروں تک بہہ رہی ہے۔ کنارے نیچے گرا رہی ہے۔ اگر ملاح یعنی رہبر یا پیر و مرشد ہوشیار ہے تو ہر حال میں بڑے محتاط طریقے سے کشتی چلائے تو پھر کشتی کو بھنور نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

مطلب:

بڑی لمبی ندی کناروں کے برابر تک خوب زور شور سے بہہ رہی ہے۔ ندی کی تیزی اور روانی تھوڑا تھوڑا کاٹ کر کناروں کو گرا رہی ہیں۔ اس طرح ندی کے کناروں کو آہستہ آہستہ نقصان پہنچ رہا ہے۔ یہ ایک مثال ہے دنیا کی کہ دنیا ایک لمبی ندی کی مثل بہہ رہی ہے اپنی انتہا کی طرف جا رہی ہے اس میں آہستہ آہستہ کٹاؤ جاری ہے جس وجہ سے نقصان ہو رہا ہے۔ ہاں اگر ملاح ہوشیار اور محتاط ہے تو پھر اس ندی کو نقصان نہیں پہنچ سکتا اگر ملاح ہوشیار اور محتاط نہیں تو پھر اسے نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔ انسانی زندگی کی ندی کو شیطان اور شیطان صفت انسان نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ اگر بندہ اپنے مالک وخالق سے صحیح تعلق جوڑے رہے خوب ہوشیاری سے اپنی زندگی کی ندی کی حفاظت کرتا رہے تو کوئی وجہ نہیں کہ کوئی شیطان یا شیطان صفت انسان اسے نقصان پہنچا سکے۔ یعنی اس کی زندگی کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس کے لیے ہوشیاری اور احتیاط دو شرطیں ہیں۔ جو انسان ان صفات کو ہمہ وقت بروئے کار لاتا رہتا ہے تو دشمنوں کی ہر چال سے مامون رہتا ہے۔ ورنہ نقصان اٹھاتا ہے۔ اگر بندہ خوب ہوشیاری اور احتیاط سے کام لے تو اسے کسی شیطان یا شیطان صفت انسان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اس کا کوئی دشمن اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

فائدہ:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ دنیا کی زندگی آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی ہے بندہ تو سمجھتا ہے کہ میں بڑا ہو رہا ہوں یہ اس کی بھول ہے حقیقت یہ ہے کہ انسانی زندگی کا ہر آنے والا لمحہ اس کی زندگی کے نقصان کا الارم بجا رہا ہے کہ ایک لمحہ اور کم ہوا ایک لمحہ اور کم ہوا حتیٰ کہ خاتمے کا وقت آ جاتا ہے۔

مگر اس دنیوی زندگی کا خاتمہ [illegible] نقصان [illegible] کہ تو ہے بھی اسی لیے کہ بندے کو

marfat.com
Marfat.com

احساس ہوتا رہے کہ میری زندگی کے لمحات کم ہو رہے ہیں میری حاضری کا وقت قریب سے قریب آتا جا رہا ہے جس انسان کو یہ احساس ہوگا وہ دنیا اور دنیا کی بھول بھلیوں کا شکار نہیں ہوگا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ حقیقت شناس ہوگا یہی حقیقت شناسی اسے کسی شیطان اور شیطان صفتوں کے قریب نہیں بیٹھنے دے گی۔

دنیا راہِ دین:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ

جاننا چاہیے کہ دنیا راہِ دین کی منازل میں سے ایک منزل ہے اور بارگاہِ الٰہی کی طرف گامزن ہونے والے مسافروں کی رہگذر ہے اور ایک ایسا بازار ہے جو برسرِ صحرا آراستہ و پیراستہ کر دیا گیا ہوتا کہ مسافرانِ راہ اپنا سامانِ سفر وہاں سے حاصل کر سکیں۔

دنیا اور آخرت:

دنیا اور آخرت دو حالتوں سے عبارت ہے وہ حالت جو موت سے پہلے اور آدمی کے قریب تو ہوتی ہے دنیا کہلاتی ہے۔ اور جو بعد از موت ہوگی اسے آخرت کہا جاتا ہے۔

اور یہ دنیا ہی دراصل سامانِ آخرت ہے اور اسی کا حصول ہر کسی کا منتہائے مقصود ہونا چاہیے۔ نہ کہ زر و مال۔ آدمی کو بنیادی طور پر سادہ اور ناقص پیدا کیا گیا ہے البتہ اس میں یہ قابلیت ضرور ودیعت کر دی گئی ہے کہ (اگر کوشش کرے تو) کمال حاصل کر سکتا ہے اور فرشتوں کی صورت کو اپنے دل کا نقش بنا سکتا ہے یہاں تک کہ بارگاہِ خداوندی میں حضوری کے لائق ہو سکے۔ یعنی اس راہ کو پالے (جو بارگاہ خداوندی کی طرف لے جاتی ہے) تاکہ جمال الٰہی کا نظارہ کرنے والوں میں اس کا بھی شمار ہونے لگے۔ یہی اس کی سعادت کی انتہائی حد اور یہی اس کی بہشت ہے اور اسی غرض سے اس کی تخلیق بھی عمل میں لائی گئی ہے اور اہل نظارہ میں شامل ہونا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ اس کی آنکھ حقیقی معنوں میں وا نہ ہو جائے۔ (صحیح بصیرت حاصل ہو جائے اور اس کے جمال کی حقیقت کا ادراک نہ کر سکے۔ اور یہ ادراک و شناخت صرف معرفت الٰہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور جمال الٰہی کی معرفت کی کنجی یہی ہے کہ اس کی صنعتوں اور عجائبات کو صحیح معنوں میں پہچان لیا جائے۔ اور اس کی صنعتوں کی پہچان کی کنجی خود آدمی کے حواس ہیں۔ اور ان حواس کا وجود انہیں خاک و آب سے ترکیب دیئے بغیر ممکن نہ تھا۔ پس اسی لیے اس (خاک و آب کے پتلے) کو اس عالم خاک و آب میں بھیج دیا گیا تا کہ اس عالم سے (آخرت کا) توشہ حاصل کرلے اور اپنے نفس کی معرفت سے اور نیز ان تمام آفاق و موجودات کی معرفت سے جن کا ادراک جو اس سے ممکن ہے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکے۔ جب تک یہ حواس آدمی کے ساتھ رہتے ہیں اور اس کی جاسوسی کرتے رہتے ہیں تو اسے دنیا میں (زندہ) تصور کیا جاتا ہے اور جب ان حواس کو الوداع کہہ دیتا ہے یعنی اس کے حواس ختم ہو جاتے ہیں اور صرف اس کے صفات باقی رہ جاتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کہ وہ آخرت کی طرف چل دیا۔ (یعنی ملک عدم کا راہی ہو گیا) پس دنیا میں انسان کے ہونے (بھیجے جانے) کا سبب فقط یہی ہے۔

(نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت، ص ۱۲۱۔۱۲۰)

فائدہ:

انسان کو حق تعالیٰ نے اس دنیا فانی میں جو زندگی دی ہے تاکہ حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرلے وہ زندگی کے لمحات ایک ایک کر کے ختم ہو رہے ہیں [illegible]

marfat.com
Marfat.com

ہوتی ہے۔اس کا کنارہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہتا ہے۔اسی طرح انسانی زندگی اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتی ہے۔وہ انسان اگر اس دنیا میں آنے کے مقصد سے آگاہ ہے ایک ایک لمحہ صحیح احتیاط سے گزارے تو اس کے مخالف اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ہاں ایک صورت میں نقصان ہو سکتا کہ انسان اپنے مقصد حیات کو بھول جائے ۔اس لیے انسان کو خوب ہوشیاری سے اپنی زندگی گزارنی چاہیے۔

فریدا گلّیں سُن سَجّن وِیہہ ، اِک ڈھونڈیندی نہ لَہاں　　دُھکھاں جیوں مالیہہ ، کارن تِنّہاں ما پِری

حل لغات:

★ گلیں: گلاں، گل بات، باتوں میں زبانی زبانی باتیں،صرف باتوں ہی باتوں سے خوش کرنے والے۔ ★ سن: سن کر۔ ★ سجن : دوست، یار، بیلی ،معزز، نیک، شوہر، معشوق، محبوب ، ساجن۔ ★ ویہہ: بیس، بیسیوں۔ ★ اک : ایک۔ ★ ڈھونڈیندی: میں ڈھونڈتی ہوں، میں تلاش کرتی ہوں۔ ★ نہ لہاں: نہیں پاتی، مجھے نہیں ملتا۔ ★ دھکھاں: میں سلگتی ہوں، جلتی ہوں۔ ★ جیوں: جیسے جس طرح۔ ★ مالیہہ: اپلوں کا بھور چور، ریزے، ٹکڑے ٹکرے۔ ★ کارن: کے لیے، باعث، سبب۔ ★ تنہاں: ان کا، ان کے۔ ★ ما: میرا، میری۔ ★ پری: پیار، محبت۔

زبانی بلند بانگ دعوؤں کے لحاظ سے تو اے فرید بیسیوں دوست ہیں۔مگر مجھے جیسے مخلص دوست کی تلاش ہے ویسا ان بیسیوں دوستوں میں سے تو میں نے ایک بھی نہیں پایا۔اس محبوب کے لیے میں سلگ رہی ہوں، جل رہی ہوں۔جیسے اُپلے دُھکتے اور جلتے ہیں۔میرے اس جلنے کا سبب میرا پیار ہے۔

مطلب:

زبان کے دعوؤں کے لحاظ سے تو میرے بیسیوں دوست ہیں۔جو زبانی کلامی دوستی کا دم بھرتے رہتے ہیں۔زبانی دعوؤں کے لحاظ سے تو وہ بھی آسمان سے میرے لیے تارے توڑ کر لا سکتے ہیں، سمندروں کے راستے موڑ سکتے ہیں۔مگر مجھے جس دوست کی تلاش ہے وہ ایک ہی مخلص ہے مجھے اس سچے دوست کی تلاش ہے جسے دینوی دوستوں میں تو میں نے ابھی تک پایا نہیں۔میں اپنے اس محبوب کے لیے اس طرح سلگ رہی ہیں اس کی محبت میں اس طرح جل رہی ہوں جیسے اُپلوں کے ریزے سلگتے رہتے ہیں گویا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باقی سب دوستی اور محبت جتلاتے ضرور ہیں مگر حقیقتاً غرض کے بندے ہیں ہر دنیوی محبت کرنے والا کسی نہ کسی غرض یا مقصد کی غلامی کی مجبوری کے باعث محبت کرتا ہے بلکہ محبت کرنے پر مجبور ہے۔سب دوستوں میں سے سب سے سچا دوست مولیٰ کریم ہے جو بڑی عظمتوں کا مالک ہونے کے باعث عظیم ہے،سب بڑوں سے بڑا اللہ اکبر ہے۔وحدہٗ لاشریک ہے،راہِ سلوک کے مسافروں کا مطمعِ نظر تو وہی وحدہٗ لاشریک ذات ہے۔جس سے بڑھ کر سچا اور کوئی نہیں۔میں اسی کی محبت میں سلگ رہا ہوں جل رہا ہوں،اس کی محبت کی آگ میرے جسم کو جلا رہی ہے۔میرا جسم اسی کی محبت کی آگ میں جل رہا ہے۔جیسے اُپلے دھکتے اور جلتے رہتے ہیں۔میرے اس جلنے کی وجہ محض محبوب حقیقی کی محبت ہے۔

اچھے دوست کی پہچان:

marfat.com

اچھا دوست وہ ہوتا ہے جو انسان کو گمراہ کرنے کی بجائے صراطِ مستقیم کی طرف راغب کرے۔گنہگاروں کے انجام سے

Marfat.com

خود بھی ڈرے اور اپنے دوست کو بھی ڈرائے اور ان کے راستے سے خود بھی دور رہے اور اپنے دوست کو بھی دور رکھنے کی کوشش کرے اگر مشکل وقت آجائے تو مشکل وقت میں ہر قسم کی مدد کرے بلکہ ہر لحاظ سے مشکلات سے نکالنے کی کوشش کرے اور جو بات بات پر اپنی بڑائیاں اور تعریفیں تو بہت کرے مگر جب ضرورت پڑے تو قریب بھی نہ آئے اور کسی قسم کی مدد نہ کرے ایسے بے فیض سنگی ساتھی اور دوست کے متعلق غالباً میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ۔

ے دنیا تے جو کم نہ آوے اوکھے سوکھے ویلے
اُس بے فیض سنگی کولوں بہتر یار اکیلے

دوست تو وہ ہے کہ اگر ضرورت پڑ گئی ہے تو وہ ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرے، تکلیف ہو تو وہ تکلیف دور کرنے کی سعی کرے، ہر ممکن طریقے سے مہربانی فرمائے، مشکل اور آسان ہر وقت ساتھ دے وہ کیسا دوست ہے جو ہر آڑے وقت میں ساتھ چھوڑ جائے ہر مشکل وقت میں جواب دے دے، قرآن پاک نے سچے دوستوں اور سچے ساتھیوں کا کیا خوب تذکرہ کیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○

(پ ۵، سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا۔ یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور کے ایسے سچے عاشق تھے کہ ان میں آپ کی جدائی کی تاب نہ تھی ایک روز بہت غمگین اور رنجیدہ ہو کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سرکار نے رنج و غم کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ جب مجھے یہاں آپ کی جدائی برداشت نہیں ہوتی تو آخرت میں کیا حال ہوگا وہاں حضور کا دیدار کس طرح پاؤں گا۔ حضور جنت کے اعلیٰ علیین میں ہوں گے اور میں کہیں اور جگہ میرے لیے تو جنت وحشت کی جگہ بن جاوے گی تب یہ آیت کریمہ اُتری۔ (تفسیر نور العرفان، ص ۱۳۹، ۱۴۰)

فائدہ:

اس آیت مبارکہ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ جسے جس کے ساتھ دنیا میں محبت ہوگی وہ اسی کے ساتھ آخرت میں بھی ہوگا۔ اور جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننے والے کو ان کا ساتھ میسر ہوگا جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں اپنے انعامات عظیمہ سے نوازا ہوگا یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام التسلیم، صدیقین، شہداء اور نیک صالح اولیاء اللہ اور جنہیں ان بزرگوں کا ساتھ دنیا و آخرت میں نصیب ہو جائے گا وہ جتنا بھی نازاں ہو کم ہے۔ کہ اسے اللہ کے محبوبوں کا ساتھ نصیب ہوگا۔ ان کے بہترین ساتھ کی وضاحت بھی خالق کائنات نے یوں فرمادی کہ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا یعنی یہ کیا ہی اچھے

marfat.com
Marfat.com

ساتھی ہیں ان سے بڑھ کر اچھا ساتھ کس کا ہوگا کہ مرنے کے وقت موت میں آسانی کا سبب ہوں گے۔ قبر میں قبر کی روشنی اور وسعت کا باعث ہوں گے۔ میدان حشر میں گناہوں کی بخشش ہوگی۔ جہنم سے نجات کا پروانہ ملے گا یعنی ان کا ساتھ دنیا و آخرت میں قرب ربانی، معرفت حق کے حصول کا سبب ہے اس لیے ان سے دوستی اور محبت کتنی عظیم ہے اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ نہ ان کی شان کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے اور نہ ہی ان سے پیار اور محبت کا اندازہ کوئی کر سکتا ہے۔

روحوں کی آپس میں محبت:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روحیں مخلوط لشکر ہیں تو ان میں سے جو جان پہچان رکھتی ہیں وہ الفت کرتی ہیں اور جو اجنبی رہتی ہیں وہ الگ رہتی ہیں۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب الحب فی اللہ و من اللہ)

فائدہ:

انسانی روحیں بدنوں میں آنے سے پہلے آپس میں مخلوط تھیں اس طرح کہ سعید روحیں ایک گروہ تھیں اور شقی روحیں دوسرا گروہ مگر سعید آپس میں مخلوط مخلوط اور شقی آپس میں مخلوط۔ جب یہ روحیں بدنوں میں آئیں تو ہر روح کو اس روح سے الفت ہوگی جس کے ساتھ پہلے خلط ملط رہ چکی ہے اگرچہ دنیا میں مختلف زمانوں مختلف زمینوں میں رہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۶، ص ۵۸۴، ۵۸۵)

اللہ والوں سے محبت کا حکم ربانی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے پھر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو چنانچہ جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں آسمان میں اعلان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم لوگ بھی اس سے محبت کرو تو اس سے آسمان والے محبت کرتے ہیں پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

فائدہ:

چونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام فرشتوں سے افضل ہیں نیز جبرئیل علیہ السلام ہی خالق و مخلوق کے درمیان سفیر ہیں اور حضرات انبیاء کرام پر وحی لانے والے اس لیے ان سے ہی یہ فرمایا جاتا ہے بلانے سے مراد انہیں مطلع فرمانے کے لیے ندا فرماتا ہے۔ رب تعالیٰ کی محبت کا سبب یا اس بندے کے نیک اعمال ہوتے ہیں یا کسی محبوب بندے کا محبوب ہونا۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ، ص ۵۸۵۔۵۸۶، ج ۶)

فائدہ:

زمین سے مراد زمینی باشندے انسان ہیں یا جن و انس مگر وہ جن و انس جو اہل محبت سے ہوں جو بہ شکل انسان جانور ہیں وہ محبت نہ کریں تو نہ کریں چنانچہ حضرات انبیاء اولیاء حضرات صحابہ و اہل بیت کے بہت لوگ دشمن ہیں یہ لوگ اہل محبت اور دل والے نہیں لباس آدمی میں شیر بھیڑیے (مرقات) اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے دل اس بندے کی طرف کھنچنے لگتے ہیں وہ دلوں کا

marfat.com
Marfat.com

مقناطیس بن جاتا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۶، ص ۵۸۶)

بقیہ حدیث شریف:

اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو فرماتا ہے کہ میں فلاں سے ناراض ہوں تو تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ۔ فرمایا کہ جبرئیل اس سے ناراض ہو جاتے ہیں پھر آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے ناراض ہے تم لوگ بھی اس سے ناراض ہو جاؤ۔ فرمایا پھر وہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کے لیے نفرت رکھ دی جاتی ہے۔

(مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

اللہ کی عظمت کیلئے محبت کرنے والے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں میری عظمت کے لیے آپس میں محبت کرنے والا آج میں انہیں اپنے سایہ (سایۂ رحمت) میں جگہ دوں گا جبکہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ (سایۂ رحمت) نہیں۔ (مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

اللہ والوں سے محبت کرنے کا صلہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے اپنے بھائی سے دوسری بستی میں ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا وہ بولا کہاں جاتا ہے اس نے کہا کہ اس بستی میں ایک بھائی کا ارادہ کرتا ہوں وہ بولا تیرا اس پر احسان ہے جسے تو حاصل کرنا چاہتا ہے بولا نہیں بجز اس کے کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا کہ میں تیری طرف اللہ کا قاصد ہوں کہ اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو نے اس سے محبت کی۔

(مشکوۃ شریف باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

محبوب کے ساتھ:

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرے اور ان سے ملا نہ ہو تو فرمایا تو انسان (قیامت کے دن) اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے گا۔ (مسلم شریف، بخاری شریف، مشکوۃ شریف باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

فائدہ:

یعنی شخص قیامت کے دن ان محبوب نیکوں کے ساتھ ہوگا رب تعالیٰ فرماتا ہے فاولئک مع الذین انعم اللّٰہ علیہم من النبین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ بروں سے محبت کرنے کا انجام بھی یہ ہی ہے خیال رہے کہ ہر نسبت جنسیت چاہتی ہے، عشق ومحبت نہ جنسیت دیکھے نہ برابری نہ بندے کو اللہ سے، امتی کو رسول سے عشق ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے خوف خدا عشق جناب مصطفےٰ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ (مراۃ، ج ۶، ص ۵۸۹) لفظ عشق کی وضاحت اسی شرح میں ملاحظہ فرمایئے نیز فیض ملت کی درود تاج کی شرح میں بہت مفصل مضمون ہے اس کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔

marfat.com
Marfat.com

چہرے پُر نور:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بعض بندے وہ ہیں جو نہ تو نبی ہیں اور نہ شہید ان پر حضرات انبیاء کرام اور شہداء قیامت کے دن رشک کریں گے ان کے قرب الٰہی کی وجہ سے۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمیں بتایئے کہ وہ کون لوگ ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ، وہ قوم ہے جو اللہ کے قرآن کی وجہ سے آپس کی قرابت داری کی وجہ کے بغیر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اور آپس کے لین دین کے بغیر تو اللہ کی قسم ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور پر ہوں گے جب لوگ ڈر رہے ہوں گے تو یہ نہیں ڈریں گے یعنی ان کو کوئی ڈر اور خوف نہیں ہوگا۔ اور جب عام لوگ غمگین ہوں گے تو انہیں کسی قسم کا کوئی غم نہیں ہوگا۔ اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی کہ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

یعنی خبردار رہو! بے شک اللہ کے ولی نہ ان پر ڈر ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔

فائدہ:

ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر ہوں گے جیسے دنیا کی مجلسوں میں معزز آدمی کو عزت کی جگہ بٹھایا جاتا ہے ایسے انہیں رب تعالیٰ قیامت میں عزت کی جگہ عطا فرمائے گا تاکہ اہل محشر پر ان کی عظمت ظاہر ہو۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۶، ص ۵۹۳)

فائدہ:

اس ارشاد نے حضرات انبیاء کے رشک کی وجہ بیان فرمادی کہ یہ لوگ اس دن اپنی اور دوسروں کی فکروں سے آزاد ہوں گے اس بے فکری اور آزادی، پر رشک کیا جاوے گا۔ انہیں نہ اپنے بخشے جانے کی فکر کہ وہ بخش دیئے گئے نہ دوسروں کو بخشوانے کی فکر کہ وہ کسی کے ذمہ دار نہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۶، ص ۵۹۴)

فائدہ:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ویسے تو زبان کے غازی کافی دوست ملے ہوئے ہیں۔ جن کی زبان میری دوستی اور محبت کا ہر وقت دوستی اور محبت کا راگ الاپتی رہتی ہے۔ مگر جیسے مخلص دوست کی دوستی میں تلاش کرتا پھر رہا ہوں ویسا نہیں مل رہا ہے کہ ایسا دوست جسے نہ کسی دنیوی رشتہ داری کے باعث محبت ہو اور نہ ہی کسی اور دنیوی لالچ یا غرض کی وجہ سے محبت ہو بلکہ اسے صرف حق تعالیٰ کے باعث محبت ہو مجھے ایسا مخلص دوست مطلوب ہے جو ہر آڑے وقت مددگار ثابت ہو دنیا میں دنیوی بھول بھلیوں سے بچ نکلنے کا سبب بنے قبر میں مشکل پڑے تو وہاں بھی مشکل کی آسانی کا باعث ہو اور میدان حشر میں بھی کام آنے والا دوست ہو۔ ایسا دوست حق تعالیٰ اور حق تعالیٰ کے محبوب انبیاء کرام، اولیائے کرام صدیقین اور شہداء ہی ہو سکتے ہیں۔ کہ جن کے متعلق خود رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○

marfat.com
Marfat.com

یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔(کنز الایمان)

-----☆☆☆-----

فریدا اِیہہ تَن بھوکنا، نِت نِت دُکھیے کَون   گنّیں بجّے دے رہاں ، وَکتی وَ گے پَوَن

حل لغات:

* ایہہ: یہ۔ * تن: جسم، بدن۔ * بھوکنا: بھونکنے والا، کتے کی طرح لالچی۔ * نت نت: روز روز، ہر روز، بار بار، روزانہ۔ * دُکھیے: دکھی ہو، درد پائے، دکھ محسوس کرے۔ * دکھیے کون: کون مشکل میں پڑے۔ * کنیں: کانوں سے کان میں۔ * بجے: روئی کانوں میں ڈالنا یا کپڑے کا چھوٹا سا ٹکڑا کانوں میں ڈالنا تا کہ کچھ بھی نہ سنا جائے۔ * دے رہاں: دے کر رہوں، رکھے رہوں۔ * کتی: کتنی، جتنی۔ * وگے: ہوا چلے، تیز ہوا۔ * پون: ہوا۔

اے فرید! میرا یہ جسم یعنی نفس امارہ تو بلاوجہ بھونکنے والا کتا ہے۔ محض بھونکتے رہنا اس کی عادت ہے محض اس کے لیے ہر روز کون دُکھی ہوں۔ انکے پیچھے لگ کر دکھوں کے راستے پہ کون چلے۔ میں کانوں میں روئی ٹھونس لیتا ہوں تا کہ اس کے بھونکنے کی آواز نہ سن سکوں۔

مطلب:

اے فرید! یہ تن یعنی جسم مراد نفس امارہ ہے۔

گویا آپ نے بیان فرمایا کہ اے فرید! یہ نفس لمّارہ تو ایک بلاوجہ بھونکنے والا کتا ہے۔ اس نے تو بھونکتے ہی رہنا ہے۔ کیونکہ یہ صبر وشکر جیسی صفات سے نابلد ہے۔ اس کی خواہشات پوری کرنا نہایت دشوار کام ہے کیونکہ بالفرضِ محال اس کی ایک خواہش پوری کردی تو اس نے اور زیادہ بھونکنا شروع کر دینا ہے اس کی خواہشات کی فہرست طویل سے طویل تر ہوتی جائے گی۔ گھڑی گھڑی اس کے مطالبات میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اس لیے اس کی وجہ سے روز روز کون ذلیل ہوتا پھرے۔ آئے دن کون اس کی وجہ سے دکھوں سے دوچار ہوتا رہے۔ بہتر یہی ہے جو میں کرتا ہوں کہ میں اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا ہوں۔ تا کہ اس کے بھونکنے کی آواز نہ سن سکوں۔ نہ اس کی آواز مجھے سنائی دے گی اور نہ ہی اس کے مطالبات اور خواہشات کی وجہ سے مجھے ذلت اٹھانا پڑے گی۔ پھر نفس کی ہوا جتنی تیز چلتی رہے اور جتنا مرضی شور مچاتی رہے۔ مجھے اس سے کیا۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔ کیونکہ نہ میں نفس کے مطالبات سنوں گا، نہ ان مطالبات کو پورا کرنے کی خواہش پیدا ہوگی۔ تو نہ ہی انہیں پورا کرنے میں دکھ اٹھاؤں گا۔ جو میرے لیے راحت وسکون کا سبب ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

وَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاوٰى

جو شخص اپنے پروردگار سے ڈرے اور خواہشات سے نفس کو روکے تو اس کا مقام بہشت میں ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

حکایت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ہارون الرشید زبیدہ سے جھگڑ پڑا اس نے کہا جادوزخی! ہارون نے فوراً قسم کھائی کہ جب تک مجھے کوئی بہشتی نہ کہے گا تب تک تیرے اور میرے درمیان قسم ہے۔ الغرض یہ کہ کر بعد میں وہ پشیمان ہوا کہ میں نے ایسا کیوں کہا؟ سب علماء کو بلایا۔ لیکن کسی نے یہ نہ کہا کہ تو بہشتی ہے۔ اس مجلس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ انہوں نے اٹھ کر پوچھا کہ کیا تم کبھی اپنی نفسانی خواہش سے بھی ٹلے ہو۔ کہا ہاں فلاں مجلس میں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دے دیا۔ کہ تو اس آیت کے مطابق بہشتی ہے آیۃ

اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاوٰى

یعنی جو شخص اللہ کے خوف کے سبب خواہش نفسانی سے باز رہتا ہے اسی کی جگہ بہشت میں ہوگی۔

(اسرار الاولیاء فصل ۴، ص ۱۴۱۔ ہشت بہشت)

حروفِ نفس کا انکشاف:

نفس دو قسم کا ہے۔

(۱) نفس امارہ اور (۲) نفس مطمئنہ

حروف نفس کا انکشاف کرتے ہوئے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ جو نفس مطمئنہ ہے اس کے تین حروف (۱) ن (۲) ف اور (۳) س سے حسب ذیل مراد ہے۔

نفس مطمئنہ:

(۱) ن سے دن رات کا خشیت الٰہی سے رونا۔ نہی کو ترک کر کے امر بالمعروف پر عمل کرنا حلال روزی کھانا، باتوفیق ہونا، شغل الٰہی میں مشغول ہونا، ذکر، فکر، معرفت، مراقبہ، مشاہدہ اور نور میں غرق رہنا۔ جب نفس نور الٰہی کی وجہ سے مطمئن ہو جاتا ہے تو ایسے نفس والا نجات یافتہ ہو جاتا ہے اور اللہ مغفرت کرنے والا ہے۔

(۲) ف سے مراد کفر اور اسلام میں امتیاز کرنے والا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكَذَالِكَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ

میں ایمان والوں کا آقا اور مولیٰ ہوں اور کافروں کا آقا اور مولیٰ کوئی نہیں ہے۔

اور دین کا فخر مراد ہے۔

ف سے حق الیقین کا مرتبہ مراد ہے۔ حق الیقین والے کی شناخت یہ ہے کہ وہ حق کی قید میں ہوتا ہے۔ باطل پر نگاہ نہیں کرتا

اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْكُفْرُ بَاطِلٌ

معرفت خداوندی اسلام کی بنیاد ہے۔ دنیا کی محبت بدعت کی جڑ ہے حب خداوندی ہدایت کی جڑ ہے۔

(۳) س سے مراد راستی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شغل رہتا ہے ظاہر میں اہل شریعت کے ساتھ مجلس میں ہوتا ہے اور باطن میں فنافی اللہ اور معبود

marfat.com
Marfat.com

میں غرق ہوتا ہے نفس مطمئنہ کی یہ خصلتیں انبیاء و اولیاء اور فقراء کے نفس مطمئنہ میں ہوتی ہیں۔

نفس را بہ شناس از خصلت ہوا — خاصہ خاصیت است حق رہنما
نفس کی پہچان حرص و ہوا سے ہوسکتی ہے جو خاص ہیں وہ حق کی رہنمائی کرتے ہیں۔

نفس بشنا سد از لذت ذائقہ — نفس خاصاں می کند بس فائقہ
عوام کا نفس ذائقہ کی لذت چکھتا ہے اور خاصوں کا نفس فاقہ سے لذت حاصل کرتا ہے۔

گر بنودے نفس کے بودے ہوا — گر بنو دے نفس کے برسد خدا
اگر نفس نہ ہوتا تو حرص و ہوا کیونکر ہوتے اگر نفس نہ ہوتا تو خدا تک پہنچنے والا کب ہوتا۔

نفس مرکب مطمئنہ راز بر — می رساند حق بہ توحید ش نگر
نفس مطمئنہ اللہ تعالیٰ کے راز تک پہنچاتا ہے وہ خدا تک پہنچانے والا اور توحید الٰہی کا دیکھنے والا بنا دیتا ہے۔

ہر کہ را قرب است از نفس و ہوا — بازدارد ہر دو را آں از خدا
جس شخص کو نفسانی خواہشات کا قرب حاصل ہوتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور رکھتا ہے۔

درمیاں و ز دوئی دو راہ شد — ہر کہ گزرد از دوئی آں شاہ شد
دوئی کے باعث دو راہ ہیں جو دوئی سے گزر جاتا ہے وہ شاہ ہو جاتا ہے۔

شرک کفر و بدبلا دیگر ہوا — نفس راسر راس کن اے باہوا
اے باہو! شرک، کفر اور حرص و ہوا مصیبت ہے تو نفس کو درست اور صحیح رکھ۔ (کلید التوحید کلاں، ص ۱۳۹۔۱۳۷)

"جاننا چاہیے کہ نفس تین حروف میں منقسم ہے (۱) ن (۲) ف (۳) س

(۱) ن سے بدنیت، نالائق، نان طلب، ایمان کش، ناقص اور ناپسند مراد ہے۔

(۲) ف سے فریب دینے والا، فتنہ ڈالنے والا، فضیحت کرنے والا، فساد برپا کرنے والا اور فاجر مراد ہے۔

(۳) س سے لوہے سے سخت پتھر، پتھر سے سخت شیطان کے موافق اور رحمٰن کے مخالف مراد ہے۔
یہ حقیقت نفس امّارہ کی ہے جو کافروں، منافقوں، ظالموں اور کذاب، اہل دنیا کا نفس ہے۔

(کلید التوحید کلاں، ص ۱۳۶۔۱۳۷)

روح اور نفس کی مثال:

یاد رہے کہ وجود انسانی میں نفس [illegible] ہے۔ اگر صاحب روح اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

کے ساتھ مشغول ہو جائے تو اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تیغ سے دن رات شداد، نمرود، قارون، فرعون اور ہامان جیسے کفار کو قتل کرتا رہتا ہے اور اگر وجود انسان میں نفس زندہ ہو تو وہ خدا سے غافل ہو کر غفلت کی تلوار ہاتھ میں لے کر اس حد تک معصیت میں پھنس جاتا ہے کہ گویا انبیائے کرام، مرسلانِ عظام، اولیائے کرام اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا قاتل ہے اہل نفس یزید اور اہل روح بایزید کو ایک مجلس راس نہیں آتی تو خود کو کس گروہ میں شامل کرتا ہے یزیدی گروہ یا بایزیدی گروہ معرفت اور قرب خداوندی کا یہ راستہ سر کو پاؤں بنانے اور پاؤں کو سر بنانے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے مَشْیٌ عَنِ الرَّأْسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَام یعنی پاؤں کے بغیر سرراز معرفت وقرب خداوندی میں غوطہ زن اور مستغرق رہتا ہے اور عام لوگوں کا سر اور طرح کا یعنی لالچ وخواشات کا مخزن ہوتا ہے۔ (کلید التوحید خورد، ص ۹۲ تا ۹۳)

فائدہ:

اسی بنا پر یعنی نفس امارہ کی شرارتوں کے باعث ہی بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے نفس امارہ کو بھونکنے والے کتے جیسا قرار دیا ہے کہ جیسے بھونکنے والا کتا ہمیشہ ہی بھونکتا رہتا ہے وہ بھوکھا ہو یا اسے بھوک نہ ہو، ہر حال میں وہ بھونکنے کی پریکٹس جاری رکھتا ہے۔ اسی طرح نفس امارہ بھی ہر وقت بھونکتا رہتا ہے اسے کسی لمحے بھی سکون نہیں ہوتا اس نے تو بھونکتے ہی رہنا ہے اس کی اسی گندی فطرت سے میں واقف ہو گیا ہوں اس کے بھونکنے کی وجہ سے میرے وجود پہ اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ اثرات والے مقام میں نے اس کی بھونک کی طرف سے بند کر لیے ہیں تا کہ نہ اس کی بھونک کی طرف توجہ ہوگی نہ اس کی بھونک سنوں گا نہ ہی اس پہ غور وفکر اور عمل کروں گا میں نے اپنا طریقہ اس طرح بنالیا ہے کہ جو کچھ نفس طلب کرے گا اسے نہیں دوں گا۔ نفس ٹھنڈا پانی طلب کرے گا تو اسے گرم گرم پانی دے کر یعنی نفس کی مخالفت کر کے حق تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا رب کھجوریں پکیاں، ماکھیوں نیں وہن　　　　جو جو ونجے ڈینہڑا، سو عمر ہتھ پون

حل لغات:

★ رب: مالک، سردار، پالنے والا۔ (تفسیر نعیمی جلد اوّل) ★ پکیاں: پکادی ہیں، تیار کردی ہیں۔ ★ ماکھیوں: شہد کی، شہد سے۔ ★ نئیں: نہر۔ ★ وھن: بہتی۔ ★ جو: جیہڑا۔ ★ ونجے: جائے، گذرے۔ ★ ڈینہڑا: (ڈی ہ ں ڑا)، ڈینہ کی تصغیر، دن۔ ★ سو: وہ۔ ★ عمر: زندگی کو۔ ★ پون: ڈالتا ہے

مطلب:

رب کائنات نے کھجوریں پکا کر تیار کر دی ہیں۔ شہد کی نہر بہہ رہی ہے جاری ہے۔ لیکن جو جو دن بھی گزرتا ہے وہ زندگی کو ہاتھ ڈالتا جاتا ہے یعنی زندگی کم کرتا جاتا ہے۔ اس طرح ایک ایک کر کے زندگی کے دن پورے ہوتے جاتے ہیں زندگی کے دن کم ہوتے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ زندگی عارضی ہے چند روزہ حیات مستعار میں بھی رب کائنات نے اپنی نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔

رب کائنات کی قدرت کا ... بابا ... رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

قادر مطلق ہے۔ جیسے چاہے کرتا ہے۔ اس کی قدرت انسان کی سمجھ میں کما حقہ نہیں آسکتی۔ انسانی عقل دنگ اور حیران رہ جاتی ہے۔ بے اختیار سبحان اللہ کہنے پہ مجبور ہو جاتی ہے مثلاً یہی دیکھیئے کہ رب کائنات نے کھجوریں پکائی ہیں۔ یہ درخت کیسا ہوتا ہے۔ اس پہ بور کیسا لگتا ہے پھر بُور سے کچی کھجوریں کیسی ہوتی ہے۔ جب وہی کھجوریں پک کر تیار ہوتی ہیں تو پھر ان میں اتنی مٹھاس اور شیرینی پیدا ہو جاتی ہے کہ انسانی عقل بے اختیار سبحان اللہ کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

شہد:

اسی طرح شہد کی کیفیت دیکھیئے کہ شہد کی مکھیاں کس طرح کیسے خاندان کی شکل میں زندگی گزارتی ہیں۔ وہ کس طرح میٹھے، پھیکے، کڑوے، نمکین ہر قسم کے درختوں کے پھولوں وغیرہ کا رس چوستی ہیں۔ وہی رس اکٹھا کرتی رہتی ہیں۔ شہد میں اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیئے کہ کیسے شیرینی اور مٹھاس کی نہر جاری ہو جاتی ہے انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے اور انسان بے اختیار سبحان اللہ پکار اٹھتا ہے۔

دن:

انسانی زندگی ہو یا حیوانی زندگی اس طرح دیگر نباتات وغیرہ مخلوق کی زندگی میں جو جو دن بھی گزرتا ہے۔ عام لوگوں کے کہنے کے مطابق تو وہ انسان بڑا ہوتا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کی حیات مستعار کے دن کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس عارضی زندگی میں بھی اپنی کیسی کیسی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ارے انسان غفلت شعاری چھوڑ۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کر۔

فریدا رب کھجوریں پکیاں، ماکھیوں نینں وھن:

رب کائنات نے کھجوریں پکا کر تیار کر دی ہیں اور شہد کی نہر جاری کر دی ہے۔

کھجور:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ (پ۱۴، سورۃ النحل آیت نمبر ۶۷)

اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق بے شک اس میں نشانی ہے عقل والوں کو۔ (کنز الایمان)

حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جیسے چھوہارے، کشمش، منقیٰ، رس، رُب، سرکہ وغیرہ۔ خیال رہے کہ سکر شراب کو بھی کہتے ہیں اور نبیذ یعنی شربت زلال کو بھی۔ اگر یہاں سکر سے مراد شراب مراد ہے تو یہ آیت شراب کی حرمت سے پہلے کی ہے اسی لیے شراب کا مقابلہ اچھے رزق سے کیا گیا تا کہ معلوم ہو کہ شراب خبیث ہے اور اگر سکر سے مراد نبیذ ہو تو اس میں امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمہا اللہ کی دلیل ہے کہ انگور یا کھجور کا نبیذ حلال ہے اگر نشہ نہ دے اگر [illegible] رالعرفان، ص ۴۳۶)

marfat.com

Marfat.com

نبیذ:

نبیذ کی وضاحت بیان کرتے ہوئے فیض ملت شیخ القرآن والحدیث، مفسر اعظم پاکستان ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا ہے کہ

موىز اور انگور وغیرہ کا رس جب اس قدر پکا لیا جائے کہ دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی باقی رہے اور تیز ہو جائے اسے نبیذ کہتے ہیں یہ حد سکر تک نہ پہنچے اور نشہ نہ لائے تو شیخین کے نزدیک حلال ہے۔ بہت سی احادیث اور یہی آیت اس کی دلیل ہے۔

(حاشیہ علی فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان جلد ۱۴، ص ۲۴۴)

وَرِزْقًا حَسَنًا:

رزق حسن، جیسے کھجور کا میوہ اور اس کا نچوڑ اور انگور کا میوہ اور اس کا نچوڑ اور سرکہ حدیث شریف میں ہے کہ تمہارے لیے بہترین سرکہ انگوری ہے۔ (فیوض الرحمٰن، ترجمہ تفسیر روح البیان، پ ۱۴، ص ۲۴۶)

کھجور اور انگور کے پھل:

کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے بھی انسان اپنی غذا اور نفع کی چیزیں بناتا ہے اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ کھجور اور انگور کے پھلوں سے اپنی غذا اور منفعت کی چیزیں بنانے میں انسانی صنعت کا بھی دخل ہے اسی دخل کے نتیجہ میں دو طرح کی چیزیں بنائی گئیں ایک نشہ آور چیز جس کو خمر یا شراب کہا جاتا ہے دوسری رزق حسن یعنی عمدہ رزق کہ کھجور اور انگور کو تر و تازہ کھانے میں استعمال کریں یا خشک کر کے ذخیرہ بنالیں۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کھجور اور انگور کے پھل انسان کو دے دیئے اور اس سے غذا وغیرہ بنانے کا اختیار بھی دے دیا اب یہ اس کا انتخاب ہے کہ اس سے کیا بنائے نشہ آور چیز بنا کر عقل کو خراب کرے یا غذاء بنا کر قوت حاصل کرے۔

اس تفسیر کے مطابق اس آیت سے نشہ آور چیز یعنی شراب کے حلال ہونے پر استدلال نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں مقصود قدرت کے عطیات اور ان کے استعمال کی مختلف صورتوں کا بیان ہے جو ہر حال میں نعمت خداوندی ہے جیسے تمام غذائیں اور انسانی منفعت کی چیزیں کہ ان کو بہت سے لوگ ناجائز طریقوں پر بھی استعمال کرتے ہیں مگر کسی کے غلط استعمال سے اصل نعمت تو نعمت ہونے سے نہیں نکل جاتی اس لیے یہاں یہ تفصیل بتلانے کی ضرورت نہیں کہ ان میں کونسا استعمال حلال ہے کون سا حرام۔

(تفسیر معارف القرآن، جلد ۵، ص ۳۶۰)

فائدہ:

یہ تفسیر معارف القرآن دیوبند مکتبہ فکر کی نمائندہ تفسیر ہے اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں اور حقیقت سمجھنے کی کوشش کریں جو ختم شریف پڑھے جانے والے کھانے میں کیڑے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں وفات شدگان کے لیے ختم شریف اور دیگر ایصال ثواب کے طریقوں کی وجہ سے ناجائز سمجھتے ہیں۔

فائدہ:

کھجور کے متعلق مزید [illegible] سورۃ الرعد، سورۃ النحل، سورۃ بنی اسرائیل،

marfat.com
Marfat.com

سورۃ کہف، سورۃ مریم، سورۃ المومنون، سورۃ الشعراء، سورۃ یٰسین شریف، سورۃ ق، سورۃ رحمٰن، سورۃ الحاقۃ اور سورۃ العبس کا مطالعہ کیجئے۔

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ کھمبی زمین کی چیچک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھمبی مَن سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے اور عجوہ (کھجور) جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفاء ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا تجربہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ پھر میں نے تین یا چار یا پانچ یا سات کھمبیاں لیں اور انہیں نچوڑا اور ان کا پانی ایک شیشی میں ڈال لیا ایک ضیعف البصر لونڈی کی آنکھ میں اس کا سرمہ لگایا وہ اچھی ہوگئی۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الطب)

فائدہ:

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ هٰذا حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ کہ یہ حدیث حسن ہے۔

عجوہ کھجوریں جنت سے:

حکیم الامت شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ عجوہ کھجوریں جنت سے آئی ہیں اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہیں اس کو صبح شام کھانے والا زہر کے اثر سے محفوظ رہتا ہے یعنی اس پر زہر اثر نہیں کرتا۔

(مراۃ شرح مشکوۃ، جلد ۶، ص ۲۵۰)

ککڑی اور کھجور:

حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ککڑی کے ساتھ کھجور کھاتے دیکھا۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الاطعمہ)

فائدہ:

کھجور طبعاً گرم وخشک ہے اور ککڑی سرد وتر، ان دونوں کے ملنے سے اعتدال ہو کر فائدہ بڑھ جاتا ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ککڑی اور کھجور کو کبھی تو معدہ میں جمع فرمایا کہ بیک وقت۔ کبھی کھجور کھائی، کبھی ککڑی اور چبانے میں جمع! فرمایا کہ کھجور منہ شریف میں رکھ لی اور ککڑی بھی کتر لی اور دونوں ملا کر چبائیں۔ کبھی کھجور اور تربوز ملا کر کھائے ہیں۔ کھجور ککڑی ملا کر کھانا صحت کے لیے بہت ہی مفید ہے۔

مجرب نسخہ:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری رخصتی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہونے والی تھی مگر میں بہت کمزور تھی میری ماں نے مجھے کھجور [illegible] (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ششم، ص ۲۰)

marfat.com
Marfat.com

عجوہ کھجور کے فوائد:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا کہ۔ جو کوئی صبح سویرے سات عجوہ چھوہارے کھائے تو اُسے اس دن زہر اور جادو نقصان نہ دے گا۔

فائدہ:

عجوہ مدینہ منورہ کے اعلیٰ قسم کے چھوہارے ہیں ان کا رنگ سیاہ ہوتا ہے ان پر کچھ دھاریاں قدرتی ہوتی ہیں عوالی مدینہ میں ایک باغ ہے جس میں عجوہ کے دو درخت ایسے ہیں جنھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے لگایا اب کچھ کم پھل دیتے ہیں فقیر۔ (حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ) نے ان درختوں کو بوسہ دیا ہے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۶، ص ۲۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقام عالیہ کے عجوہ میں شفاء ہے اور وہ تریاق ہیں شروع صبح کے وقت۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الاطعمہ)

فائدہ:

اسی طرح مزید بہت سی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔

تربوز کے ساتھ کھجور کھانا:

ابن قیم طب نبوی میں لکھتے ہیں کہ:

بطیخ (تربوزہ) ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو تر کھجور کے ساتھ کھاتے تھے اور فرماتے تھے۔

نَکْسِرُ حَرَّ ھٰذَا ابِبَرْ دِھٰذَا وَبَرْدَھٰذَا بِحَرِّ ھٰذا

کہ ہم اس کھجور کی گرمی کو تربوز کی ٹھنڈک کے ذریعہ اور تربوز کی ٹھنڈک کو کھجور کی گرمی کے ذریعہ ختم کرتے ہیں۔۔ (طب نبوی حرف باء اردو ترجمہ، ص ۴۵۹)

فائدہ:

ابوداؤد نے حدیث نمبر ۳۸۳۶ میں کتاب الاطعمۃ کے باب الجمع بین لونین فی الاکل کے تحت اور ترمذی نے اپنی جامع ترمذی ۱۸۴۴ میں کتاب الاطعمہ کے باب ماجاء فی اکل البطیخ بالرطب کے تحت اور شمائل ترمذی ۱/۱۹۶ میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کو بیان کیا ہے اس کی اسناد صحیح ہے۔ (حاشیہ طب نبوی، ص ۴۵۹)

حدیث شریف:

بلح (کچی کھجور جو نمو کے دوسرے مرحلہ میں ہو) امام نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حدیث ہشام بن عروہ کو بیان کیا ہے جسے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُوا الْبَلَحَ بِالتَّمْرِ فَاِنَّ الشَّیْطٰنِ اِذَا انظَرَ اِلَی ابْنُ اٰدَمَ یَاکُلُ الْبَلَحَ بِالتَّمْرِ یَقُوْلُ بَقِیَ ابْنُ اٰدَمَ حَتّٰی اَکَلَ الْحَدِیْثَ بِالْعَتِیْقِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچی کھجور کو چھوہارے کے ساتھ کھاؤ اس لیے شیطان جب ابن آدم کو کچی کھجور چھوہارے کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ ابن آدم رہ گیا حتیٰ کہ نئی چیز کو پرانی کے ساتھ ملا کر کھا رہا ہے۔ (طب نبوی، ص ۴۶۰)

فائدہ:

حکیم محمد طارق محمود چغتائی صاحب لکھتے ہیں کہ

کھجور کی گٹھلیاں جانوروں کے لیے موزوں چارہ ہیں اور اس کے پھل انسان کے لیے بہترین غذا ہے اس کی غذائیت کا اندازہ اس کے کیمیائی اجزاء سے کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں تقریباً ساٹھ فیصد Invert Sugar اور Sucrose کے علاوہ اسٹارچ، پروٹین Tannin Cellulose-Pectin اور چربی مختلف مقدار میں موجود ہیں علاوہ ازیں اس میں وٹامن اے، وٹامن بی اور وٹامن سی بھی پائے جاتے ہیں۔ اس کے معدنیاتی اجزاء بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ یعنی سوڈیم، کیلشیم، سلفر، کلورین، فاسفورس اور آئرن، غذائیت سے بھرپور ان کھجور کے پھلوں سے مشروبات، سرکہ، مٹھائیاں، شکر اور ایک قسم کا شیرہ تیار کیا جاتا ہے جو شہد کی مانند ہوتا ہے۔ (معالجات نبوی اور جدید سائنس جلد ۲، ص ۳۵۲)

کھجور کے بے مثال طبی فوائد:

بلغم اور سردی کے اثر سے پیدا ہونے والی بیماری میں کھجور کا کھانا مفید ہے یہ دماغ کا ضعف مٹاتی ہے اور یادداشت کی کمزوری کا بہترین علاج ہے۔ قلب کو تقویت دیتی ہے اور بدن میں خون کی کمی دور کرتی ہے گردوں کو قوت دیتی ہے سانس کی تکالیف میں بالعموم اور دمہ میں بالخصوص سودمند ہے۔ کھانسی، بخار اور پیچش میں اس کے استعمال سے افاقہ ہوتا ہے۔ یہ دافع قبض کے ساتھ پیشاب آور بھی ہے۔ قوت باہ کو بڑھانے میں مددگار ہے غرضیکہ کھجور کا استعمال ایک مکمل غذا بھی ہے اور اچھی صحت کے لیے ایک لاجواب ٹانک بھی ہے۔ (معالجات نبوی اور جدید سائنس، جلد ۲، ص ۳۵۲)

نوزائیدہ بچوں کے لیے بہترین گھٹی:

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ۔ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔ میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ اور (اس کے بعد) مجھے لوٹا دیا۔

شہد کے فوائد:

قرآن مجید میں ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پ۱۴، سورۃ النحل آیات ۶۹۔۶۸)

اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں اور چھتوں میں پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا اور اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لیے نرم و آسان ہیں۔ اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگی نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

مکھی کو الہام کیا اس کے متعلق حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قدرتی طور پر اس کے دل میں ڈالا، بغیر ماں باپ کے سکھائے، جیسے مچھلی کے بچہ کے دل میں تیرنا ڈالا غرضیکہ یہاں وحی لغوی معنی میں ہے۔

(تفسیر نور العرفان، ص ۴۳۶)

شهد میں مٹھاس کا سبب:

شہد کی مکھی مختلف پھولوں اور پھلوں کا رس چوس کر لاتی ہے یہ رس کڑوے بھی ہوتے ہیں کچھ میٹھے بھی ہوتے ہیں کھٹے بھی ہوتے ہیں۔ اب دیکھیے وہی رس چوس کر شہد کی مکھی اپنے گھر میں انڈیلتی رہتی ہے۔ یہ رس شہد بنتا ہے۔ مختلف ذائقوں والے اس میں اتنی قدرتی مٹھاس کہاں سے آجاتی ہے۔

اس مٹھاس کا سبب حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

مثنوی شریف میں ہے شہد کی مکھی چمن سے پھولوں کا رس چوس کر حضور پر درود شریف پڑھتی ہوئی آتی ہے۔ اس کی برکت سے اس شہد میں شفا ہے کیونکہ درود شریف شفاء ہے۔ یہ درود شریف قدرتی طور پر اس مکھی کو سکھایا گیا ہے۔ اس درود شریف کی مٹھاس شہد میں ہے۔ تو جیسے درود شریف کی برکت سے پھولوں کے پھیکے رس میٹھے بن جاتے ہیں انشاء اللہ درود شریف کی برکت سے ہماری پھیکی عبادت میں مقبولیت کی شیرینی آوے گی۔ (تفسیر نور العرفان)

تین چیزوں میں شفا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شفاء تین چیزوں میں ہے سنگی والے کے نشتر میں یا شہد کے گھونٹ میں یا آگ سے داغ میں۔ اور میں اپنی امت کو داغ سے منع کرتا ہوں۔

(بخاری شریف، مشکوۃ شریف کتاب الطب والرقی)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

احادیث مبارکہ میں داغ لگانے کے متعلق بھی روایات ملتی ہیں اور ممانعت بھی آئی ہے اس مسئلہ کے متعلق حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

"احادیث شریفہ میں داغ سے ممانعت بھی آئی ہے اور داغ لگانا بھی وارد ہے اس لیے محدثین نے ان کی مطابقت کی بہت وجہیں بیان فرمائیں۔ایک یہ کہ بیان جواز کے لیے ہے اور ممانعت بیان کراہت کے لیے یعنی داغ سے علاج کرنا جائز ہے مگر بہتر نہیں دوسرے یہ کہ جب دوسرے علاج ہو سکتے ہوں تو داغ نہ لگاؤ۔اگر اس کے سواء اور کوئی علاج نہ ہو تو لگاؤ۔

تیسرا یہ کہ اہل عرب داغ کو آخری علاج یقینی علاج سمجھتے تھے ان کی نظر رب تعالیٰ سے ہٹ کر داغ پر اڑ گئی تو کل اللہ جاتا رہا تھا تعلیم توکل کے لیے ممانعت فرمائی گئی۔اگر اللہ پر توکل ہو داغ کو محض دواء سمجھے تو جائز ہے چوتھے یہ کہ جہاں داغ لگانا خطرناک ہو وہاں ممنوع ہے غیر خطرہ کی صورت میں جائز۔(مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ششم، ص ۲۱۵)

دستوں کا علاج شہد سے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا بولا کہ میرے بھائی کا پیٹ چل رہا ہے (دست آ رہے ہیں اردو میں بھی دست آنے کو پیٹ چلنا کہا جاتا ہے) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسے شہد پلادو۔اُس نے (شہد پلایا) وہ پھر آیا بولا کہ میں نے اُسے (شہد) پلایا۔اس کے بعد دست بڑھ گئے ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین بار یہی فرمایا وہ پھر آیا چوتھی بار تو پھر آپ نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ۔وہ بولا کہ میں نے اُسے پلایا مگر اس نے پیٹ چلنا ہی بڑھایا (دستوں میں اضافہ ہی ہوا ہے) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس نے پھر شہد پلایا تو آرام ہو گیا۔(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الطب والرقی)

فائدہ:

یہاں خالص شہد مراد ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو شفاؤں کو مضبوطی سے پکڑو شہد اور قرآن۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۶، ص ۲۱۷)

(فائدہ):

مریضوں کی شفا کے لیے قرآنی آیات و سورتیں پڑھ کر دَم کرنا نہ صرف جائز ہے۔بلکہ اس سے صحت و شفاء حاصل ہوتی ہے محض ضد اور ہٹ دھرمی کا علاج کیا؟ محض انکار کرتے رہنا کسی طرح مناسب نہیں۔

فائدہ:

طب میں شہد کو دست آور مانا گیا ہے مگر یہاں اس سے دست ہوئے۔یا تو حضور کی برکت سے لہٰذا ہم لوگ دستوں میں شہد استعمال نہ کریں یا اس لیے کہ اس شخص کے دست بدہضمی اور فاسد مادہ کے معدے میں جمع ہونے کی وجہ سے تھے اس فاسد مادہ کا نکال دینا ہی ضروری تھا۔اس لیے پہلی تین بار میں شہد سے دست زیادہ ہوئے۔جب مادہ سارا نکل گیا دست ٹھہر گئے۔پیٹ جھوٹے ہونے کے یہ ہی معنی ہیں کہ اس میں خراب مادہ بہت جمع ہو گیا ہے بہر حال حضور کی تجویز کردہ دوا بہت حکمتوں پر مبنی ہے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۶، ص ۲۱۸، بحوالہ اشعہ و مرقات)

marfat.com
Marfat.com

عمدہ شہد:

ابن جریج نے بیان کیا کہ زہری کا قول ہے کہ شہد استعمال کرو اس لیے کہ اس سے حافظ عمدہ ہوتا ہے۔ وہ شہد سب سے عمدہ ہوتا ہے جس میں حدت کم ہو۔ سفید اور شیریں ہوتا ہے جس میں حدت کم ہو۔ سفید، صاف اور شیریں ہو۔ پہاڑوں اور درختوں سے حاصل کیے جانے والے شہد، میدانوں سے حاصل کیے جانے والے سے بہتر ہوتا ہے یہ شہد کی مکھیوں کے رس چوسنے کے مقام اور جگہ کے اعتبار عمدہ اور بہتر ہوتا ہے۔ (طب نبوی، ص ۵۳۶۔۵۳۵)

اس شلوک میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے رب کائنات کی قدرت کاملہ کے متعلق بیان فرمایا ہے رب کائنات نے کھجوریں پکا کر تیار کردی ہیں۔ جن کے فوائد بے شمار ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ رب کائنات نے اپنی قدرت کاملہ سے شہد کی نہر بھی جاری کردی ہے۔ شہد بے حد مفید چیز اور مشروب ہے۔ جو دن زندگی کا گزر جاتا ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ عمر بڑی ہو رہی ہے تیس کی بجائے چالیس سال ہو گئے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ عمر کا بڑھنا درحقیقت زندگی کی کمی لاحق ہونا ہے۔ زندگی کم ہوتی جارہی ہے موت قریب سے قریب آتی جارہی ہے۔ جس اللہ تعالیٰ نے کھجور اور شہد جیسی نعمتیں عنایت فرمائی ہیں اس کی رضا میں یہ فانی زندگی گزارنی چاہیے۔

-----☆☆☆-----

فریدا تن سُکا پنجر تھیا، تلیاں کھونڈیں کاگ   اجے سُ رب نہ بوہڑیو، دیکھ بندے دے بھاگ

حل لغات:

★ تن: جسم، بدن، شخص آدمی۔ ★ سکا: سوکھ گیا، خشک۔ ★ پنجر: ڈھانچہ، قالب، پسلیاں۔ ★ تھیا: ہوگیا۔ ★ تلیاں: تلوے، ہتھیلیاں۔ ★ کھونڈیں: کھونڈن مصدر سے یعنی ٹھونگے مارتے ہیں، نوچتے ہیں۔ ★ کاگ: کوے۔ ★ اجے سُ: ابھی تک۔ ★ بوہڑیو: پہنچا۔ ★ دیکھ: دیکھ۔ ★ بندے دے: آدمی کے۔ ★ بھاگ: مقدر، قسمت۔ نصیب۔

مطلب:

بدن خشک ہوگیا ہے۔ خشک ہو کر ڈھانچا بن کر رہ گیا ہے۔ کوے (جسم کو مردہ خیال کرتے ہوئے) تلوؤں کو نوچنے میں مصروف ہوگئے ہیں۔ جسم کو نوچنے لگے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود انسان کے مقدر تو ملاحظہ فرمائیے کہ ابھی تک اسے اپنا رب نہ مل سکا۔

اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آپ بیتی بیان کی ہے۔ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فاقہ کشی اور ریاضت کی وجہ سے سوکھ کر کانٹا سا بن گئے۔ آپ کے جسم مبارک پر سوائے ہڈیوں کے پنجر کے کچھ نہ رہا۔ گوشت پوست سب کچھ سوکھ گیا۔ آپ نے اپنی کیفیت بیان کی کہ بڑھاپا اپنے عروج کو جا پہنچا۔ کوا تلوؤں میں سے گوشت نوچنے میں مصروف ہوگیا ہے۔ اس حال میں بھی اپنے خالق و مالک کا دیدار نصیب ہو جائے تو پھر بھی بندے کے نصیب کتنے اچھے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بابا فریدؒ کی آپ بیتی کا مظہر:

یہ شلوک بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی آپ بیتی کا مظہر نظر آتا ہے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فاقہ کشی اور ریاضت بہت کی۔ ساری زندگی آپ نے فاقہ کشی اور ریاضت میں گزار دی۔ اس لیے آپ کا جسم مبارک سوکھ کر محض ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی رہ گیا۔ کوے نے مردہ تصور کرتے ہوئے تلووں کا گوشت نوچنا شروع کر دیا۔

حکایت:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

ایک دفعہ جناب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک پہاڑ پر پہنچے۔ وہاں غیب سے آواز آئی کہ اے محمد مسعود محب بننا چاہتا ہے یا محبوب؟ (یہ الفاظ زیادہ مناسب ہیں) عرض کیا۔ یاالٰہی محب کا مرتبہ زیادہ ہے یا محبوب کا؟ حکم ہوا محب کا۔ کیونکہ محبوب جب محب میں فناہ پاتا ہے تو باقی محبوب ہی رہ جاتا ہے یہ درجہ کمال ہے اس واسطے میں آپ کی توفیق سے اسی درجہ میں آپ کے صراط مستقیم پر قدم رکھنا چاہتا ہوں حکم ہوا کہ اس راستہ میں امتحانات شدید ہوتے ہیں چنانچہ اسی بارہ میں یہ آیت سیپارہ دوم میں آ چکی ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ (پ۲، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۵)

اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔ (کنزالایمان)

حضرت صاحب نے عرض کی کہ

بَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الزَّاهِدِيْن کی خوشخبری بھی آپ ہی عطا کریں گے۔ کیونکہ آپ کی توفیق سے صراط مستقیم میں قدم رکھ دیا ہے اس وقت اس پتھر کو جس پر آپ کھڑے تھے حکم ہوا کہ اس کا چمڑا گوشت سے اتار لو۔ چنانچہ اس پتھر کی سل نے آگے پیچھے سے چمٹ کر تمام گوشت سے پوست اتار لیا۔ پھر ہاتف سے آواز آئی۔ اے محمد مسعود! تم کو کہا ہے کہ اس راستہ میں آزمائشیں بہت ہیں۔ اب بھی ہٹ جاؤ۔ عرض کیا اب تو آپ کی توفیق سے اندھوں کی مثل تھوڑا سا سوراخ ہونے پر لاٹھی کے وسیلہ کے بغیر رواں ہو گیا ہوں اور آگے ہی چلوں گا پھر حکم ہوا کہ اس کے گوشت میں کنکر مارو چنانچہ آپ اس پر بھی صابر و شاکر رہے پھر جانوروں کو حکم ہوا کہ اس کے بدن کا گوشت نوچ لو چنانچہ انہوں نے سب گوشت نوچ لیا اس پر بھی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (پ۲، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۶)

ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ (کنزالایمان)

کے حکم سے مطمئن رہے اور بطور عجز کے یہ گزشتہ اشلوک فرمایا۔ اس پر کمال رحمت اور عنایت سے فردیت کے مقام اور نو دنہ نام جو مشہور ہیں عطا ہونے کی خوشخبری حاصل ہوئی جس کی مصداق آیت ہذا ہے؟

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

(پ۲، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۷)

marfat.com
Marfat.com

یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (کنز الایمان)

فائدہ :

جب اتنی محنت کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام اور القاب میں بھی تاثیر رکھ دی۔ (دیوان فرید، ص ۱۵۵۔۱۵۶)

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے نام اور ان کی فضیلت:

سیر الاقطاب میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت خواجہ گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کا پہلا نام مسعود تھا ایک روایت میں ہے کہ فرید الدین کا لقب آپ کو شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے کسی خاص تقریب میں دیا تھا دوسری روایت میں یہ ہے کہ یہ خطاب آپ کو عالم غیب سے عطا ہوا چنانچہ اس کا ذکر بھی تاریخ اور سیر کی کتب میں ملتا ہے جیسے گنج شکر کا لقب آپ کو عالم غیب سے عطا ہوا۔

حاجت روائی میں مؤثر:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے ایک سو ایک نام اور القاب کتب تاریخ اور سیر سے ثابت ہیں۔ ان القاب و اسماء کا ورد حاجت روائی کے لیے بے حد مؤثر ہے اور بارہا کا تجربہ کیا جا چکا ہے وہ اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) شیخ فرید (۲) خواجہ فرید (۳) مخدوم فرید (۴) بابا فرید (۵) شاہ فرید (۶) مولانا فرید (۷) حاجی فرید (۸) درویش فرید (۹) مسکین فرید (۱۰) عاجز فرید (۱۱) فقیر فرید (۱۲) غریب فرید (۱۳) موحد فرید (۱۴) مسعود فرید (۱۵) محمود فرید (۱۶) مقصود فرید (۱۷) قاصد فرید (۱۸) مقصد فرید (۱۹) چشتی فرید (۲۰) اجودھی فرید (۲۱) حمید فرید (۲۲) حامد فرید (۲۳) کامل فرید (۲۴) مکمل فرید (۲۵) امام فرید (۲۶) متوکل فرید (۲۷) سالک فرید (۲۸) مسالک فرید (۲۹) زاہد فرید (۳۰) عابد فرید (۳۱) عالم فرید (۳۲) صادق فرید (۳۳) صابر فرید (۳۴) شاکر فرید (۳۵) امام فرید (۳۶) مجتہد فرید (۳۷) متدین فرید (۳۸) متقی فرید (۳۹) محب فرید (۴۰) مرشد فرید (۴۱) حق فرید (۴۲) وکیل فرید (۴۳) خالص فرید (۴۴) مخلص فرید (۴۵) عاشق فرید (۴۶) عارف فرید (۴۷) اعظم فرید (۴۸) معظم فرید (۴۹) ہادی فرید (۵۰) مہدی فرید (۵۱) ولی فرید (۵۲) شیخ فرید (۵۳) قطب فرید (۵۴) غوث فرید (۵۵) مغیث فرید (۵۶) سیاح فرید (۵۷) جہاں گشت فرید (۵۸) کبیر فرید (۵۹) گنج شکر فرید (۶۰) شکر بار فرید (۶۱) فرید الحق فرید (۶۲) حبیب فرید (۶۳) عزیز فرید (۶۴) مقبول فرید (۶۵) صوفی فرید (۶۶) محقق فرید (۶۷) مدقق فرید (۶۸) اعظم فرید (۶۹) مخبر فرید (۷۰) سلطان فرید (۷۱) برہان فرید (۷۲) حاصل فرید (۷۳) فاضل فرید (۷۴) دم فرید (۷۵) قدم فرید (۷۶) اول فرید (۷۷) آخر فرید (۷۸) ظاہر فرید (۷۹) باطن فرید (۸۰) جل فرید (۸۱) تحل فرید (۸۲) بر فرید (۸۳) بحر فرید (۸۴) یحییٰ فرید (۸۵) حمیت فرید (۸۶) نور اللہ فرید (۸۷) نظر اللہ فرید (۸۸) فضل اللہ فرید (۸۹) صبغۃ اللہ فرید (۹۰) نقطۃ اللہ فرید (۹۱) اہل اللہ فرید (۹۲) آیت اللہ فرید (۹۳) ستر اللہ فرید (۹۴) عزیز اللہ فرید (۹۵) عبد اللہ فرید (۹۶) محیط اللہ فرید (۹۷) قطب الاقطاب فرید (۹۸) قاضی الحاجات فرید۔ (اقتباس الانوار، ص ۴۳۱)

مشکلات کی آسانی کیلئے:

ان تمام اسماء میں سے یہ پانچ اسماء بہت مؤثر ہیں اور بارہا تجربہ کیا جا چکا ہے کہ جو شخص کسی مہم یا مشکل کے وقت چالیس دن بلاناغہ پڑھ کر ایک لاکھ پورا کرے اس کی مشکل آسان ہو جاتی اور حاجت پوری ہوتی ہے۔ وہ اسماء مبارک یہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۱) شیخ فرید (۲) مولانا فرید (۳) خواجہ فرید (۴) حاجی فرید (۵) درویش فرید۔ (اقتباس الانوار، ص ۴۳۲)

خواب میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت:

جب کوئی مشکل پیش آئے تو آیت الکرسی : ۴۱ بار، سورۃ فاتحہ شریف : ۴۱ بار ، سورۃ اخلاص : ۱۰۰ بار ، درود شریف : ۵۰ بار ، سبحان اللہ آخرت تک : ۵۰ بار۔ علاوہ ازیں قرآن مجید میں سے جو کچھ یاد ہو پڑھ کر پانچ سو بار یہ اسماء پڑھے یعنی شیخ فرید: ۱۰۰ پھر خواجہ فرید: ۱۰۰ بار، مولانا فرید: ۱۰۰ بار، درویش فرید: ۱۰۰ بار، اور حاجی فرید: ۱۰۰ بار پڑھ کر سو جائے۔
خواب میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوگی اور جو حاجت ہو طلب کرے انشاء اللہ جواب مل جائے گا۔ اور سونے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: ایک بار، یا غفور: تین بار، یا اللہ تین بار اپنے سینے پر لکھے تا کہ سوال کرنے کی طاقت پیدا ہو انشاء اللہ مراد پوری ہوگی۔ (اقتباس الانوار، ص ۴۳۲)

فائدہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے ننانوے نام کے فوائد اور بھی ہیں جو شوق رکھتا ہو کتاب اقتباس الانوار کا مطالعہ کرے۔

-----☆☆☆-----

کاگا کرنگ ڈھنڈھولیا سگلا کھایو ماس
ایہہ دوءِ نیناں مَت چھُوہیو، پِر ویکھن کی آس

حل لغات:

★ کاگا: اے کوے، کوا، زاغ، کاں۔ ★ کرنگ: ہڈیوں کا ڈھانچہ۔ ★ ڈھنڈولیا: پھرولیا، اے ڈھونڈنے والے، اے ڈھانچوں کو تلاش کرنے والے۔ ★ سگلا: سارا، تمام، پورا۔ ★ کھایو: کھانا، کھالینا، کھالیجیو!۔ ★ ماس: گوشت۔ ★ ایہہ: یہ ★ دونیناں: دو نین، دو آنکھیں۔ ★ مت: کلمہ نفی نہیں، نہ۔ ★ چھوہیو: مس کرنا، ہاتھ لگانا۔ ★ پر: پیارا، محبوب۔ ★ ویکھن: دیکھنے ★ آس: امید، خواہش، آرزو، بھروسہ، سہارا۔

مطلب:

اے کوے! تو نے میرا سارا جسم کھنگال مارا ہے۔ میرے سارے جسم کو کرید کرید کر سارا گوشت کھالیا ہے۔ مگر دیکھنا ایک مہربانی کرنا میری دو آنکھوں کو نہ کھانا کیونکہ ان کے کھانے سے تیرا تو کچھ نہ بنے گا۔ ہاں مجھے ان دو آنکھوں کے ذریعے محبوب کے دیکھنے کی آرزو ہے۔ ممکن ہے کہ کسی بھی وقت محبوب حقیقی کی زیارت نصیب ہو جائے۔

فائدہ:

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ
آنکھ قدرت خداوندی کا کرشمہ ہے اور انمول انعام ہے اہل اللہ اسی آنکھ سے اپنے اللہ کو دیکھنے کے آرزومند ہوتے ہیں "بابا سائیں" کا شاعرانہ مضمون بعد میں آنے والے پنجابی شعراء کے ہاں بھی مقبول ہوا مثلاً حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اسے لیا ہے مگر بابا جی کو فضل سبقت حاصل ہے [illegible]

marfat.com
Marfat.com

آنکھوں کے متعلق سلطان العارفین کی خواہش:

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ آنکھوں کے متعلق اپنی خواہش کا اظہار یوں فرمایا ہے کہ

ایہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ہُو
لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں ھک کھولاں ھک کجاں ہُو
اتناں ڈٹھیاں صبر ناں آوے ، ہور کتے ول بھجاں ہُو
مرشد دا دیدار ہے باہو ، مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہُو

ترجمہ:

(۱) میرا یہ جسم اگر تمام چشم بینا ہو جاوے (تب بھی انتہائے شوق دیدار میں) میں (اپنے) مرشد کریم (جس نے راہِ حق کی رہبری کی ہے) کو دیکھ دیکھ کر سیر نہیں ہوتا۔

(۲) (میرے جسم کے) ہر تن مُو میں لاکھ لاکھ آنکھیں (شوق دیدار مرشد کے لیے) روشن ہیں جنہیں تسلسل دیدار قائم رکھنے کے لیے ایک کو کھولتا اور ایک کو بند کرتا ہوں۔

(۳) (اس قدر لا منتہا وسائل سے) شرف دیدار حاصل کرنے کے باوجود بھی (ھل من مزید جیسی بیقراری لاحق ہے) اے شوقِ دیدار) میں اب اور کس طرف بھاگوں! اور کیسے تشنگی دیدار کو فرو کروں۔

اے باہو! (اس طرح انتہائے شوق میں مرشد کامل جو کہ فنافی الذات ہے) کا دیدار میرے لیے لاکھوں کروڑوں حج (ثواب) ہے۔ (ابیات باہو، ص ۹۹)

محبت:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے محبوب حقیقی کی محبت کا اظہار کیا ہے محبت کے متعلق سلطان الطاف علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

''محبت ہی ایک وہ خلش ہے جو فراق محبوب میں انسان کی اعانت کرتی ہے جبکہ دنیا اس کے سامنے ایک انگوٹھی کے حلقے کی طرح ہوتی ہے یہی وہ نشہ ہے جس کا کوئی اتار نہیں اور یہی وہ بیتابی ہے جس کے لیے سکون نہیں گویا متبدی کی منزل اور طالب کی طلب کی پہلی سیڑھی محبت ہی ہے۔ (ابیات باہو، ص ۱۰۰)

حق تعالیٰ کی محبت کے متعلق فرمان ربانی:

رب کائنات نے ارشاد فرمایا:
قل اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ
اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
اگر تم اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے محبت کرتے ہو اگر تمہیں حق تعالیٰ سے محبت ہے اور چاہتے ہو کہ وہ بھی تم سے محبت کرے تو

marfat.com
Marfat.com

فَاتَّبِعُوْنِیْ پس تم میری اتباع وفرمانبرداری کرو۔ زندگی کے شب و روز میرے فرمان اور طریقے کے مطابق گزارو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو پھر یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا پھر اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ پھر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔

خبردار! مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر ہی نہ سمجھ لینا بلکہ پہلے ان کے متعلق حقائق معلوم کرو۔ ان سے محبت کرو کیونکہ۔

نہ کٹ مروں جب تک میں خواجہ یثرب کی عظمت پر
خدا شاہد ہے کہ میرا ایمان کامل ہو نہیں سکتا

حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین چیزیں ہیں جس میں وہ (تین چیزیں) ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پالے گا جو شخص کہ اللہ جل جلالہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف سب سے بڑھ کر محبوب ہو۔ اور جو کسی دوسرے شخص کو صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر دوست رکھتا ہے اور جو شخص کفر میں لوٹ جانے کو اس طرح بُرا سمجھے جبکہ اللہ نے اسے اُس سے نکال لیا ہے جس طرح آگ میں جانا بُرا سمجھتا ہے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان)

حدیث شریف:

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو راضی ہو گیا اللہ سے رب ہونے پر اور اسلام سے دین ہونے پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان)

اللہ کیلئے اللہ کے محبوبوں سے محبت کا ثمر:

اللہ کے لیے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے محبوبوں سے محبت کرنا ہزار ہا فوائد کا سبب ہے ان احادیث میں بھی کچھ فوائد بیان ہوئے ہیں کہ وہ شخص ایمان کی حلاوت پالے گا ایمان کی چاشنی اسی کو ہی نصیب ہوتی ہے ایمان کے ذائقے سے وہی شخص لطف اندوز ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے محبوبوں سے عداوت انتہائی نقصان دہ ہے اللہ تعالیٰ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

اللہ والوں سے محبت اللہ والوں کا طریقہ:

اللہ تعالیٰ کی محبت پہلا سبق ہے اللہ تعالیٰ کے قرب اور محبت کا ہے۔ جیسا آیت مبارکہ بیان کی ہے۔ کہ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ ان لوگوں کو فرما دیجئے کہ میری اتباع وفرمانبرداری کرو جس کے باعث حق تعالیٰ تمہیں محبوب بنا لے گا۔

اتباع وفرمانبرداری اس وقت تک کمال درجہ کی ممکن ہی نہیں جب تک کہ کمال درجہ کی محبت نہ ہو۔ ورنہ مسلمان بھی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ امور سرانجام دیتے تھے اور منافق بھی یہ امور مسلمانوں کے ساتھ مل کر کیا کرتے تھے مسلمانوں کے یہی امور اس لیے شرف قبولیت سے نوازے گئے کہ مدنی تاجدار سے محبت کرتے تھے اس محبت کے جذبہ کے تحت حضور کی اتباع وفرمانبرداری کرتے تھے اسی لیے شرف قبولیت سے نوازے گئے اور منافق ... یہ گئے شرف قبولیت سے نہ نوازے

marfat.com
Marfat.com

گئے کیوں؟ محض اس لیے کہ مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دل میں موجزن نہ تھی محض دکھاوے کے طور پر یہ اعمال اختیار کیے ہوئے تھے۔

نبی اور مرشد کریم کی محبت:

ہر مسلمان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات، گفتار و کردار سے محبت ہے ایک ایک ادا مبارکہ کو مسلمان دونوں جہاں میں مقامات علیا کے حصول کا ذریعہ اور جہنم سے نجات کا سبب سمجھتا ہے۔ اسی طرح مرشد کریم کی محبت اور اولیاء اللہ کی محبت بھی اللہ والوں کا ہمیشہ دستور رہا ہے کوئی شخص تسلیم کرے یا نہ کرے یہ اس کی مرضی اولیائے کرام مرشد کریم اور دیگر اولیاء وانبیاء سے محبت کرنے والے ہی ہوئے ہیں۔ مرشد کریم سے محبت کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیے۔

حکایت:

پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب لکھتے ہیں کہ

جب تک شیخ کے لیے تمام محبوبات کو قربان کرنے پر آمادہ نہ ہو جائے اور سب طرف سے آنکھیں بند کر کے اسی کا نہ ہو رہے تب تک اس کو مقام محبت حاصل نہیں ہوگا، عشاق نشہ محبت میں ایسے سرشار ہوتے ہیں کہ انہیں کسی طرف کی ہوس ہی نہیں رہتی اور دنیا کی کسی شے کو محبت شیخ پر ترجیح نہیں دے سکتے۔

حضرت بابا فرید الدین شکر گنج اجودھنی پاک پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ آپ اپنے شیخ کی خدمت میں تعلیم بقرب الی اللہ کی ابتدائی منازل طے کر رہے تھے اور وہیں قیام بھی رکھا کرتے تھے آپ کے ذمہ شیخ کی ظاہری خدمات میں سے یہ خدمت تھی کہ آدھی رات کو آگ جلائی جائے اور تہجد کے لیے پانی گرم کیا جائے یعنی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (جو آپ کے شیخ تھے) کے اٹھنے سے قبل پانی گرم تیار ہونا چاہیے؟ ان دنوں آگ جلانے اور محفوظ رکھنے کا بڑا انتظام واہتمام ہوا کرتا تھا اور سالہا سال اپنی ضروریات کے لیے آگ کا ذخیرہ موجود رکھا جاتا تھا۔

اتفاق سے ایک رات آگ بجھ گئی۔ اور بابا فرید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو رات کو پانی گرم کرنے کے لیے اُٹھے تو آگ کو بجھا ہوا دیکھ کر نہایت مغموم و پریشان ہوئے اور آگ کی تلاش کو خانقاہ سے باہر نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ فاصلہ پر آگ جل رہی ہے فوراً وہاں پہنچے دیکھا تو وہ ایک بڑھیا نے جلا رکھی تھی۔ اس کے سامنے جا کر آگ مانگی تو وہ کہنے لگی فرید! اس آگ کی قیمت آنکھ ہے۔ آنکھ دے دو اور آگ لے جاؤ۔ آپ نے کہا کہ جس آنکھ کی ضرورت ہو فوراً نکال لو اور آگ دے دو کیونکہ حضرت شیخ اٹھنے والے ہیں اور مجھے ان کے لیے وضو کا پانی گرم کرنا ہے۔ اس بڑھیا نے داہنی آنکھ نکال لی اور آگ دے دی۔

حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ آگ لے کر آئے۔ پانی گرم کر لیا اور حضرت شیخ وضو کر کے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ صبح ہوئی تو حضرت شیخ نے دوستوں میں حضرت بابا فرید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یاد فرمایا۔ اور پوچھا کہاں ہیں؟ الغرض حضرت فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ بلائے گئے۔ جب آئے تو آنکھ پر پٹی بندھی تھی۔ حضرت شیخ نے پوچھا کہ آنکھ کو کیوں باندھ رکھا ہے پنجابی محاورہ میں عرض کیا کہ آگئی (یعنی خراب ہوگئی ہے) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پہلے سے "سوائی" ہوگئی ہے۔ کھول دو اور تمہاری نسل میں بھی میرا یہ نشان موجود رہے۔

marfat.com

(ملفوظات [illegible] بحوالہ ابوالفضل [illegible] کی کتاب الفقر فخری، ص ۲۴۳-۲۴۲)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی محبت کے متعلق اقوال السدید

محبت کے سات سو مقامات:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے درویش! محبت کے سات سو مقام ہیں پہلا مقام یہ ہے کہ جو بلا دوست کی طرف سے اس پر نازل ہو اس میں صبر کرے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۰)

اللہ تعالیٰ کی محبت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کتاب محبت میں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا دیکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی محبت ایک بادشاہ کی طرح ہے جو ہر دل میں قرار نہیں پکڑتا بلکہ صرف اس دل میں جو اس کے شایان شان ہو وہ آسانی قضاء ہے جو درد بھرے دل میں قرار پکڑتی ہے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۰، ہشت بہشت)

اللہ تعالیٰ کی محبت حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی ہو:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حق تعالیٰ کی محبت ایسی ہونی چاہیے جیسی حضرت ابراہیم خلیل اللہ میں تھی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر اپنے فرزند کو قربان کیا جب دیکھا کہ وہ ہماری محبت میں ثابت قدم ہے تو حکم کیا کہ لڑکے کی قربانی نہ کر واس کے عوض بہشت سے قربانی بھیجتا ہوں۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۰، ہشت بہشت)

اہل محبت جمالِ حق کی تلاش:

بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ

اے درویش! اگر اہل محبت کو تمام چیزیں آراستہ کر کے دی جائیں تو وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے وہ صرف جمال حق کے متلاشی ہوتے ہیں۔

حکایت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا عالم شوق اور اشتیاق میں بار بار سجدے میں رکھتیں اور پھر اٹھ کر کھڑی ہوتیں۔ آخر یہ کہا کہ اے پروردگار! اگر میں دوزخ کے ڈر کے سبب تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں ڈالنا اور اگر بہشت کی امید پر تیری عبادت کرتی ہوں تو پھر بھی دوزخ میں جلانا اور اگر میں تیری خاطر تیری عبادت کرتی ہوں تو اپنے جمال سے دریغ نہ کرنا یعنی تو پھر مجھے اپنی زیارت عطا فرمانا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۰، ہشت بہشت)

فائدہ:

اسی لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے کوے کو فرمایا تھا کہ میرے سارے جسم کے گوشت کے متعلق تیری مرضی ہے جو کچھ مرضی ہو کھانا صرف آنکھیں نہ کھانا کیونکہ مجھے محبوب حقیقی سے انتہائی درجہ کی محبت ہے پس اسی محبت کی وجہ سے خواہش ہے کہ مجھے میرے محبوب کی زیارت ہو جائے اسی امید پر اب تک قائم ہوں ... تو دیدار کی طلب رہے گی بلکہ

marfat.com
Marfat.com

بعد وصال بھی اس لیے مہربانی فرمانا کہ میری آنکھوں کو نہ کھانا۔

-----☆☆☆-----

کاگا سَبْ تَنْ کھائیو چُنْ چُنْ کھائیو ماس　　　دو نَیْن مَتْ کھاؤ پَرْ ویکھن کی آس

(دیوان فرید،ص ۱۶۵، بولی فریدی،ص ۱۲۷)

حل لغات:

* کاگا: اے کوے۔ * سب: سارا۔ * تن: جسم۔ * کھائیو: کھالینا۔ * چن چن: تلاش کرکر۔ * کھائیو: کھالینا۔ * ماس: جسم کا گوشت۔ * نین: آنکھیں۔ * مت: نہ۔ * کھاؤ: کھانا۔ * پر: محبوب۔ * ویکھن: دیکھنے۔ * آس: امید، خواہش، آرزو، بھروسہ، سہارا۔

مطلب:

اے کوے! میرے جسم کا سارا گوشت چن چن کر کھالے مگر خدارا میری آنکھوں کو مت چھیڑنا میری آنکھوں کو نہ کھانا کیونکہ آنکھیں محبوب کے دیکھنے کی آرزو میں ہیں مجھے امید ہے کہ میرا محبوب حقیقی مجھے اپنے دیدار سے ضرور مشرف کرے گا۔ پس اس لیے اتنی مہربانی ضرور کرنا کہ میری آنکھوں کو سلامت رہنے دینا تاکہ میں اپنے محبوب کی زیارت سے مشرف ہوسکوں۔

-----☆☆☆-----

کاگا نین نکاس دوں توں پی کے رُخ لیجا　　　پہلے درس دکھائے کے پاچھے لیجے کھا

(دیوان فرید،ص ۱۶۶، معارف فریدیہ،ص ۱۷۴۔ بول فریدی،ص ۱۲۷)

حل لغات:

* کاگا: اے کوے۔ * نین: آنکھیں، نظر چشم۔ * نکاس دوں: نکال دوں۔ * پی: پیارا، محبوب۔ * رُخ: چہرہ، رخسار، گال، طرف، سمت۔ سامنے۔ * پی کے رُخ: محبوب کے سامنے۔ * لیجا: لے جانا۔ * پہلے، شروع میں، مقدم، افضل، بہتر اچھا عمدہ۔ * درس: نظارہ، درشن، دیدار۔ * درس دکھائے کے: زیارت کروا کر۔ * پاچھے: پیچھے، بعد میں۔ * لیجے کھا: کھالینا۔ * توں: تو۔

اے کوے! اگر میں تجھے اپنی دونوں آنکھیں نکال کردے دوں تو انہیں پہلے میرے محبوب کے پاس لے جانا۔ جب میری آنکھیں میرے محبوب کے دیدار سے مشرف ہوجائیں تو پھر تجھے اجازت ہے کہ پھر تو انہیں کھالینا۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عشق حقیقی کی وضاحت ہوتی ہے آپ نے بیان فرمایا کہ اے کوے! پہلے میں نے تجھے کہا تھا [illegible] جسم [illegible] میری آنکھوں کو محفوظ رہنے دینا کیونکہ مجھے

marfat.com
Marfat.com

میرے محبوب کے دیدار کی امید ہے۔ میں اسی امید کے سہارے جی رہا ہوں۔ اگر یہی امید مجھ سے چھین لی گئی تو پھر میرا زندہ رہنا محال ہے۔ آنکھوں کو نہ کھانے کے متعلق التماس کرنا محض محبوب حقیقی کے دیدار کی وجہ سے۔ ورنہ اس کے علاوہ کوئی پرواہ نہیں۔ جب سارے جسم کا گوشت ہی حاضر کر دیا ہے تو دونینوں کو محفوظ رکھنے کا کیا فائدہ۔ میری تو خواہش یہ ہے کہ میرا تن من دھن سب کچھ محبوب کی خاطر ہے اسی راستے میں ہی قربان ہونا سعادت ہے۔ مخلوق خدا کی بھلائی میری زندگی کا مشن ہے۔

ہاں ایک بات ہے اگر میں تجھے اپنی دونوں آنکھیں اپنے محبوب کی خاطر نکال دوں تو انہیں میرے محبوب کے پاس لے جانا۔ جب میری دونوں آنکھیں محبوب حقیقی کے دیدار سے شرفیاب ہو جائیں تو پھر تجھے اجازت ہے کہ پھر تو انہیں کھا پی سکتا ہے۔ پھر ان آنکھوں کو کھالینا کیونکہ جس مقصد کے لیے میں نے آنکھیں محفوظ رکھنے کے لیے التماس کی ہے وہ میرا مقصد پورا ہو جائے گا۔

اس شلوک میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے محبوب حقیقی سے محبت کو انوکھے رنگ میں پیش کرتے ہیں کوے کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ میرے سارے جسم سے گوشت کھالے مگر خدارا میری آنکھوں کو نہ کھانا کیونکہ مجھے اپنے محبوب کی زیارت کی طلب ہے کہ ہو سکتا ہے محبوب مہربانی فرمادے اپنا دیدار عطا کر دے تو وہ محبوب کا دیدار تو میں نے انہیں آنکھوں سے ہی کرنا ہے اس لیے میری آنکھیں محفوظ رہنے دینا ہاں ایک اور بات ہے کہ اگر تو چاہے تو پھر اس طرح کرلے کہ میں تجھے اپنی دونوں آنکھیں ہی نکال کر دے دیتا ہوں۔ میری آنکھوں کو میرے محبوب کے دیس میں لے جانا ان آنکھوں کو میرے محبوب کے پاس لے جانا وہاں وہ آنکھیں میرے محبوب کے دیدار سے مشرف ہو جائیں گی تو پھر بے شک انہیں کھالینا کیونکہ میرا مقصد تو صرف محبوب کا دیدار ہے وہ خواہ اس حال میں ہو کہ آنکھیں میرے جسم سے الگ۔ بس میرے محبوب کا دیدار کرلیں۔ جب میری آنکھیں محبوب کے دیدار سے مشرف ہو جائیں گی تو جس مقصد کے لیے آنکھیں ہیں وہ مقصد پورا ہو جائے گا اس کے بعد میری آنکھیں کھالینا۔

حکایت:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر اس شلوک مبارک کی شرح بیان کرتے ہوئے ایک حکایت بیان فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں کہ
آخر جہادادن سی۔ سال ۵۹۳ھ سی۔ ڈوہڈر کاں حضور دے سرتے آبیٹھا۔ نے بابا رحمۃ اللہ علیہ دی کھبی اکھ وچ اوس چنج ماری جدھے نال خون وگن لگ پیا۔ حضور اپنے شوق دے عجز نال رووَن لگ پے۔ غیب توں آواز آئی۔ میرے مقبول بندے لاحول پڑھ۔ کیوں جے ایہہ کاں نہیں۔ لعنتی شیطان اے۔ تینوں اللہ ولوں ایہ آکھیا سی۔ میں نہر غدیر تے مراقبے وچ ساں۔ حکم ہویا کہ جلدی جا۔ کہ ساڈے اک دوست نوں دشمن وگاڑناں چاہندا اے سدھے راہ توں۔ جاکے میرے پیارے تے عاشق صادق نوں آکھ دے تے خوشخبری دہ کہ تیرا جہاد اساں قبول کرلیا اے۔ (بول فریدی، ص ۱۲۷)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ تن من دھن سب کچھ اللہ والے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہی استعمال کرتے ہیں ذاتی و دنیاوی مقاصد کو مدنظر نہیں رکھتے بلکہ ہر موقع پر ان سے واضح ہوتا ہے کہ جو کچھ ہے حق سے ہے اور حق کے لیے ہے۔

مجاهدات وریاضت:

راہِ فقر میں مسلسل مجاہدات وریاضت کی ضرورت ہوتی ہے اولیائے کرام کے مجاہدات سنتے اور پڑھتے پڑھتے انسان

marfat.com
Marfat.com

حیران رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کی خاطر اولیاء اللہ کا مجاہدات و ریاضت کی بھٹی میں اپنے آپ کو داخل کرنا ان کی اللہ تعالیٰ سے انتہائی محبت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا بھی مجاہدات و ریاضت کے متعلق فرمان ذیشان ہے کہ تم اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے انعامات والے مقام جنت کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ سوئی کے ناکے میں اونٹ داخل نہ ہو جائے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

لایدخلو ن الجنة حتّٰی یلج الجمل فی سم الخیاط

بہشت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ سوئی کے ناکے میں اونٹ داخل ہو جائے۔

مجاہدات کے متعلق احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات بھی بڑے حیران کن کتب سیرت و تاریخی کتب میں مندرج ہیں۔ جب جنت کا داخلہ اتنا مشکل ہے تو پھر غور تو فرمایئے کہ ذات حق میں فنائے تامہ کا حصول کتنا مشکل کام ہوگا۔

؎ جب ہوا بندہ فنا باقی ہے حق
نفی اور اثبات کا ہے یہ سبق
موت کے آنے سے پہلے مر ابھی
تا کہ ہو زندہ بعشق سرمدی

(دیوان فرید، ص ۱۵۷)

حکایت:

ایک دفعہ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو جنگل میں پھرتے پھرتے پانی کی ضرورت ہوئی۔ اتفاقاً وہاں کنواں مل گیا آپ اس کے ڈول اور رسی کے متلاشی ہوئے تاکہ پانی نکالا جائے۔ اسی اثناء میں ہرن بھی اس کنوئیں کی طرف دوڑے ہوئے چلے آئے۔ قدرت الٰہی سے پانی کنوئیں کا کنارہ تک آ گیا۔ جس کو انہوں نے خوشی سے پی کر پھر اپنا راستہ لیا۔

آپ یہ ماجرا دیکھ کر پانی پینے کے لیے تیار ہوئے مگر دیکھتے ہی دیکھتے وہ پانی نیچے چلا گیا پھر آپ نے کمال عجز سے جناب باری تعالیٰ میں زاری کی۔ کہ اے خداوند! میرا قدر نفسانیت کی شامت سے ہرنوں سے بھی کم ہوا۔ کیونکہ انہیں پانی ملا اور مجھے نہ ملا پھر غیب سے ندا آئی کہ اے محمد! مسعود الدین تم تو کل ڈول اور رسی کا رکھتے تھے اور یہ ہرن صرف میرے تو کل پر آئے تھے۔ اس لیے انہیں بے سبب پانی ملا۔ آپ نے اسی کنوئیں پہ نماز معکوس ادا کی۔ (دیوان فرید، ص ۱۵۸۔۱۵۷)

فائدہ:

جب آپ کنوئیں سے باہر تشریف لائے تو خاک پر ہاتھ ڈال کر افطار کے لیے منہ میں ڈالی تو وہ خاک کے ذرے شکر کی مانند میٹھے تھے۔ آپ نے سمجھا کہ شاید شیطانی اثر کی بنا پر نہ ہو اس لیے آپ نے لاحول پڑھا پھر دوبارہ اسی مجاہدہ میں مشغول ہونے لگے تو ندا آئی کہ آپ کا یہ مجاہدہ منظور و مقبول ہوا اور یہ تمہارے لیے گنج شکر ہے وسوسہ شیطانی نہیں اسی روز سے آپ کا لقب گنج

marfat.com
Marfat.com

شکر مشہور ہوا۔ (خلاصہ از دیوان فرید، ص ۱۵۷)

فائدہ:

گنج شکر لقب کے متعلق مفصل معلومات مطلوب ہوں تو ہماری تصنیف حیات الفرید کا مطالعہ کیجئے۔

مقام قرب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو کیا کیا مقامات حاصل ہوئے اسی بات سے اندازہ فرمالیجئے کہ آپ کے اسماء اور القاب کو بطور ورد پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ورد کرنے والے کی حاجات پوری کر دیتا ہے۔ خود بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کیا مقامات عطا ہوئے ہوں گے۔ انہیں مقامات سے ایک مقام آپ کو بہشتی دروازہ کا ملنا بھی ہے۔ آپ کے سلسلہ کے متعلق بشارت بھی ہیں۔

فائدہ:

بہشتی دروازہ کے متعلق قدرے تفصیلات مطلوب ہوں تو ہماری کتاب حیاۃ الفرید کا مطالعہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو انشاء اللہ بہشتی دروازہ کے متعلق تفصیل سے زیر ترتیب کتاب تجلیات الفرید میں عرض کریں گے۔

مرشد کریم کی طرف سے بشارت:

ایک دن حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ العزیز نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا: اے فرید الدین! تجھے خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ جو شخص تیرے ساتھ مصافحہ کرتا ہے یا مریدین یا فرزندان کے ساتھ یعنی تا قیامت شجرہ میں داخل مریدین سے مصافحہ کرتا ہے عذاب جہنم سے رہائی پائے گا اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہوگی یہ بات سن کر حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے۔ (اقتباس الانوار، حیات الفرید، ص ۳۶۶)

فائدہ:

مختصر یہ کہ اس شلوک میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے عومی لوگوں کی حالت بیان کی ہے کہ بڑھاپے کی انتہا تک پہنچ جاتے ہیں ان کے بدن خشک ہو جاتے ہیں۔ محض ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جاتا ہے۔ مردہ تصور کرتے ہوئے کوے نوچنے لگ جاتے ہیں لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ ساری عمر ضائع ہو جاتی ہے مگر حق تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتے یہاں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عومی لوگوں کی کیفیت کا تذکرہ کیا ہے۔ چونکہ آپ کی عمر مبارک کافی ہوئی اس لیے جسمانی کیفیت یہ بیان کی جو کہ ان کی اپنی تھی اور باطنی کیفیت عام انسانوں کی بیان کی۔

-----☆☆☆-----

کاگا چونڈ نہ پنجرا ، بسے تاں اُڈر جائے
جت پنجرے میرا شوہ وَسے، ماس نہ تِدوں کھائے

حل لغات:

★ کاگا: اے کوے۔ ★ چونڈ: دانتوں یا چونچ کے ساتھ کھینچ کھینچ کر کھانا، نوچنا۔ ★ پنجرا: پنجر، جسم کا ہڈیوں جیسا ڈھانچہ کہ جس میں گوشت کا نام ونشان بھی نہ رہے۔ ★ [illegible] ★ اُڈر جائے: اُڑ جا، اڑ کر چلا

marfat.com

Marfat.com

جانا، ★ جت: جس۔ ★ شوہ: محبوب، آقا، مالک، میاں، خاوند۔ ★ وَسے: بسے، رہتا ہو۔ ★ ماس: گوشت، ماہ، مہینہ، قمر، یہاں گوشت مراد ہے۔ ★ تدوں: اس سے، اس جگہ سے، پھر۔

مطلب:

اس شعر میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اے کوے۔

میرے ڈھانچے کو نوچ نوچ کر نہ کھا بلکہ اگر تو مہربانی فرمانا چاہے اور تجھ سے ہو سکے تو مہربانی فرما کر اُڑ جا کیونکہ جس پنجر یعنی ڈھانچے میں میرے شوہ یعنی میرے محبوب نے ڈیرہ لگا رکھا ہے اسے تباہ نہ کرنا۔

اسے نوچنا تیرے لیے اچھا نہیں ہے۔ اس ڈھانچے میں ایک دل ہے وہ دل میرے محبوب کا ٹھکانا ہے۔ مہربانی فرما جس ڈھانچے میں میرا محبوب بستا ہے اُس ڈھانچے کو چھیڑ چھاڑ نہ کر اس ڈھانچے سے گوشت نوچ نوچ کر نہ کھا۔

کسی شاعر نے کہا ہے کہ

مسجد ڈھاہ دے مندر ڈھاہ دے تے ڈھاہ دے جو کچھ ڈھینڈا
اک بندے دا دل نہ ڈھانویں رب دلاں وچہ رہندا

رب کی جلوہ گاہ دل میں رہتا ہے اس لیے اس دل کو چھیڑ چھاڑ نہ کرنا کیونکہ وہ میرے محبوب کا مقام ہے اور حق الوسع ہر ایک کو اپنے محبوب کے ٹھکانے سے محبت ہوتی ہے مجھے بھی اپنے محبوب کے ٹھکانے والے پنجر سے محبت ہے اے کوے اس لیے تو اس پنجر کو چھیڑ چھاڑ کیے بغیر ہی مجھ پر مہربانی کرتے ہوئے اڑ جا۔

؎ کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

جسم میں دل:

انسانی جسم بھی بڑی عظمتوں والا ہے مگر ہم اس کی حقیقت اور خوبصورتی سے واقفیت نہیں رکھتے یہی دیکھیے انسانی چہرے کو غور سے دیکھیے انسانی چہرہ کے نقوش ایسے محسوس ہوں گے جیسے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا اسم گرامی (اللہ) لکھا ہوا محسوس ہوگا۔

اسی طرح پورے جسم کو ملاحظہ فرمایئے تو انسان کا سر اور چہرہ گردن سمیت (م) کی مانند، دونوں کندھے (ح) یعنی ح کی مانند۔ اسی طرح کمر کو ذرا غور سے دیکھیں تو محمد کی درمیان والی میم (م) معلوم ہوتی ہے اسی طرح دونوں ٹانگوں کو ایک مخصوص انداز سے کرنے سے (د) کا لفظ بنتا ہے گویا اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم پر حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی مہر لگا دی ہے۔ انسانی ہاتھوں کی انگلیوں کو ذرا غور سے دیکھیں تو پھر بھی ہمیں انسانی ہاتھوں کی انگلیاں یوں محسوس ہوتی ہیں کہ جیسے خالق کائنات نے ان ہاتھوں کی انگلیاں یوں تخلیق کی ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا اسم گرامی (اللہ) لکھا ہوا واضح معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح اولیائے کرام نے اللہ کی تخلیقات میں غور کیا تو انہیں ہر جگہ اللہ جل جلالہ کا اسم گرامی لکھا ہوا محسوس ہوا اور ہر چیز اللہ کا ذکر کرتی محسوس ہوئی اسی لیے حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

marfat.com
Marfat.com

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگ ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا، جاں پھلاں تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو، جیں ایہ بوٹی لائی ہو

(بیات باہو، ص ۶۴)

شرح:

حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی رحمتہ اللہ علیہ شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضور نے یہاں اسم اللہ ذات کو چنبے یعنی چنبلی کے پودے سے تشبیہ دی ہے۔ جس کے پھول انسانی چنبے یعنی پنجے کے مشابہ پانچ پتیوں سے مرکب ہوتے ہیں۔ انسانی پنجے کو اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ اسم اللہ ذات کے عین مشابہ ہوتا ہے۔

اور چنبے کے پھول کی سفید رنگت اسم اللہ ذات کے ذکر وفکر اور معرفت کی باطنی خوشبو دلوں اور دماغوں کو معطر کرتی ہے اس لیے حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے اسم اللہ ذات کی تشبیہ کے لیے اس مبارک بوٹی کو منتخب فرمایا ہے اور اکثر اس مبارک پودے کے پھول پاک اور مقدس بزرگانِ دین کے مزاروں پر بطور تبرک چڑھائے جاتے ہیں جو زائرین کے دلوں اور دماغوں کو معطر کرتے ہیں۔ اس بیت میں حضرت سلطان العارفین نے طالب کے دل کو زمین اور اسم اللہ ذات کو تخم اور ذکر نفی اثبات کو پانی اور مرشد کامل کو بشکل باغبان اور مالی کے متمثل فرمایا ہے اور جب اسم ذات کا پودا مرشد کامل کی پرورش اور تربیت سے نشوونما پا کر کامل ہو جاتا ہے تو اسم اللہ کے نقوش چنبیلی کے پھولوں کی طرح طالب کے تمام اعضاء وجود پر بجلی کے قمقموں کی طرح چمکنے لگ جاتے ہیں اور اس کی باطنی خوشبو قلوب اور ارواح کی باطنی فضا میں پھیل جاتی ہے۔

(انوار سلطانی یعنی پنجابی اشعار سلطانی، ص ۱۲۔۱۱)

دل:

سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔

دل دریا سمندروں ڈونگھے، کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے وچے جھیڑے، وچے ونجھ موہانے ہو
چوداں طبق دلے دے اندر، جتھے عشق تمبو ونج تانے ہو
جو دل دا محرم ہووے باہو، سوئی رب پچھانے ہو

(ابیات باہو، ص ۲۹۷)

شرح:

اس بیت میں دل کی وسعت اور عظمت بیان کی گئی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ

marfat.com
Marfat.com

الرَّحمٰن یعنی مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور قلب کو قلزم توحید کہا گیا ہے حدیث قدسی میں ہے لَا یَسعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَّسْعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤمِنْ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں زمینوں اور آسمانوں میں نہیں سما سکتا لیکن مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں مذکورہ بالا بیت ان احادیث کا ترجمہ ہے یعنی مومن کا دل دریا اور سمندر سے زیادہ وسیع اور گہرا ہے۔
دلوں کی حقیقت کون جانے دل کے دریا اور سمندر میں برابر کشتیاں اور جہاز ہیں جنہیں ملاح کشتی بان چلاتے ہیں چودہ طبق دل کے اندر ہیں، اور اسی دل کے اندر اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں اور محبوں کے لیے خیمہ خلوت لگاتا ہے۔

(انوار سلطان یعنی پنجابی اشعار سلطانی، ص ۵۱)

دلے وچ جو دِل آکھن سو دِل دُور دلیلوں ھو
دل دا دور اگوہاں کیجئے، کثرت کول قلیلوں ھو
قلب کمال جمالوں جسموں جوہر جاء جلیلوں ھو
قبلہ قلب منور ہو یا (حضرت باہو) خلوت خاص خلیلوں ھو

فائدہ:

اس گوشت کے لوتھڑے دل کے اندر جو نوری لطیف دل ہے وہ دل دیبوں اور قیاسات کے دائروں سے دور ہے وہ غیر مخلوق نور کا لطیفہ ہے جسے مادی عقل نہیں سمجھ سکتی دل کا دور کثرت اور قلیل یعنی ناپ اور تول سے بالاتر ہے قلب یعنی دل جسموں کے جمال اور کمال کا جوہر ہے اور رب جلیل کا ٹھکانہ ہے اور جائے نزول ہے آخر میں فرماتے ہیں کہ قلب کا قبلہ جب منور ہو جاتا ہے تو وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے ہر دوست کے لیے خاص خلوت گاہ بن جاتا ہے۔ (انوار سلطانی، ص ۵۱)

دل کی وسعت:

شیخ الاسلام فرید الدین والحق قدس اللہ سرہ العزیز رسالہ گنج الاسرار میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدس میں اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل فرمایا ہے کہ

لایسعنی ارضی وہ سمائی ولکن یسعنی قلب عبدالمؤمن

میری سمائی کے لیے میری زمین اور میرے آسمان کی وسعت کافی نہیں البتہ میرے مومن بندے کا دل کافی ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا قول مبارک:

قلب عارف کی وسعت اتنی ہے کہ
بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر عرش اور عرش کے دائرے میں جو کچھ ہے دس کروڑ بار دل عارف کے گوشے میں آجائے تو اس کو احساس بھی نہ ہوگا۔ (ابیات باہو، ص ۲۹۸)

دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کردیا:

قرآن مجید میں ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اَبْنَآءَ هُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ط رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (پ۲۸، سورۃ المجادلہ آیت آخری)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ کے پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔ (کنزالایمان)

قلب ثلثہ:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے سچی توبہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ جب انسان اپنے تینوں دلوں کو دنیاوی خرابیوں وغیرہ سے پاک کر لے اور بالکل توبہ کر لے یعنی اس کے دل سے لوگوں کے دماغ کو خوشبو حاصل ہو تو سمجھ لو کہ اس کی توبہ نصوحی ہے۔ قلب ثلثہ کی تعریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یوں بیان فرمائی ہے۔

اَلْقُلُوْبُ ثَلَاثَةٌ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَقَلْبٌ مُنِیْبٌ وَقَلْبٌ شَهِیْدٌ

دل تین ہیں (۱) قلب سلیم (۲) قلب منیب (۳) قلب شہید

اَمَّا قَلْبُ السَّلِیْمُ فَهُوَ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْهِ سِوَآءٌ مَّعْرِفَتَهُ اللّٰهِ تَعَالٰی

وَاَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِیْبُ فَهُوَالَّذِیْ تَابَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی

وَاَمَّا الْقَلْبُ شَهِیْدُ فَهُوَ الَّذِیْ شَهَدَ اللّٰهُ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ (ہشت بہشت، اسرار الاولیاء فصل ۴)

قلب سلیم وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے سوا اور کچھ نہ ہو۔

قلب منیب وہ جو ہر چیز سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آیا ہو۔

قلب شہید وہ ہے جس نے ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا ہو۔

پھر فرمایا کہ جب انسان کے دل میں یہ تین چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں اور ان پر قرار ہو جاتا ہے تو واقعی جان لو کہ وہ قلب سلیم، منیب اور شہید ہو گیا پس اس کی توبہ توبہ نصوحی اور اگر ابھی دنیاوی اشغال شہوت اور مالوفات سے آلودہ ہے تو دل مردہ ہے اگر ان

marfat.com
Marfat.com

سب سے صاف ہو گیا ہے تو ازل سے ابد تک زندہ رہے گا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۴، ص ۳۵-۳۴، ہشت بہشت)

فائدہ:

ایسے ہی فوائد کے حامل دل کی بڑی شان ہے ایسا فضائل والا دل میرے جسم میں موجود ہے اس لیے ایسے دل والے جسم کو چونڈ چونڈ کر نہ کھا اے کوے تیرے لیے یہ قطعاً مناسب نہیں۔

کوے سے مراد نفس امارہ یا شیطان بھی ہو سکتا ہے پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایسے فضائل پہ مبنی دل کوئی معمولی چیز نہیں ہے کہ اے شیطان یا اے نفس امارہ تیرے تکلیف پہنچانے سے میں اپنی منزل سے رُک نہیں جاؤں گا اس لیے بہتر تو یہی ہے کہ مجھ سے دور چلا جا! مجھے تنگ کرنے سے تجھے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا بلکہ خواہ مخواہ کی سر دردی سے ہی واسطہ پڑے گا۔

-----☆☆☆-----

فریدا گور نِمانی سَڈ کرے، نَگھرِیا گھر آوَ سَرْ پَرْ مَیں تھے آونا، مَرْنُوں نہ ڈَرِیاوَ

حل لغات:

★ گور: قبر، تربت، مزار۔ ★ نمانی: بیچاری، بے کس و بے نوا، غریب، عاجز، بے سہارا، بے آسرا۔ ★ سڈ: بلاوا، صدا، بلانے کی آواز۔ ★ سڈ کرے: بلائے، پکارے، دعوت دے۔ ★ نگھریا: جس کا کوئی گھر نہ ہو، بے گھر، اے وہ شخص کہ جس کا کوئی گھر نہیں۔ ★ گھر: مکان، خول، وطن جائے پیدائش، خاندان، گھرانا، ٹھکانہ یہاں یہی مراد ہے۔ ★ آوَ: آگے بڑھو، بے جا کی ضد، کم مرتبہ والے کو، بلانے کی آواز، آنا مصدر سے امر۔ ★ سر پر: ضرور، یقیناً، لازماً، ہر حال میں۔ ★ میں تھے: (میتھے) میرے پاس۔ ★ آونا: آنا۔ ★ مرنوں: مرنے سے۔

اے فرید! قبر بیچاری تو بلاتی رہتی ہے کہ ارے وہ انسان! جس کے پاس اس کا اپنا گھر نہیں۔ آ میرے پاس آجا میں تیرا گھر ہوں۔ آخر کار تو نے میرے پاس ہی آنا ہے۔ اس لیے مرنے سے نہ ڈر۔

مطلب:

قبر بیچاری بلاتی رہتی ہے۔ کہ اے وہ انسان جس کے پاس کوئی گھر نہیں ہے۔ یہ مت سمجھنا کہ شاید تو دنیا میں مستقل طور پر آباد رہے گا یہ تیری خام خیالی ہے۔ اگر تیرا یہی خیال ہے تو پھر اپنے اس خیال کو بھلا دے کیونکہ تو نے دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا بلکہ سوائے وحدہٗ لاشریک خالق و مالک کے کوئی بھی اس دنیا فانی میں ہمیشہ نہیں رہے گا کیونکہ کسی کو بھی ہمیشگی کی زندگی میسر نہیں صرف وحدہٗ لاشریک ہی حیُّ القیُّوم ذات ہے۔

اس لیے اے انسان جب تیرا مستقل ٹھکانہ کہیں نہیں ہے تو پھر اپنے آخری ٹھکانے کی طرف آجا۔ آنا تو تو نے ہے کیونکہ جہاں تو نے بالآخر آنا ہے اسی کے بنانے سنوارنے میں ابھی سے لگ جا۔ اس طرح میرے پاس آنے کے لیے تیاری کر لے۔ اس گھر میں آنے کے لیے روشنی اور راحت و سکون کا انتظام کر لے۔ دنیوی گھر کہ جہاں تو نے مستقل نہیں رہنا ساری زندگی کی کوششیں اسی کے بنانے سنوارنے میں لگا رہتا ہے کچھ اس گھر کا بھی خیال کر [illegible] دنیوی گھر کہ جہاں رہنے کے لیے

marfat.com
Marfat.com

تجھے کوئی علم نہیں کہ تو کتنا وقت رہے گا۔ کتنا عرصہ رہے گا۔ ایک دن باقی رہے گا یا ایک لمحہ رہے گا ایک گھڑی رہے گا۔ اس کے باوجود تو نے اپنی زندگی کا سب کچھ کمایا ہوا اسی کے بنانے سنوارنے کے لیے لگا دیا ہے ذرا اس گھر کی طرف بھی متوجہ ہو جا کہ جس گھر میں تو نے عرصہ دراز گزارنا ہے۔ دنیا میں تو تیرے پاس تیری اولاد تیرے والدین، عزیز و اقارب، دوست احباب اور دیگر کچھ نہ کچھ مددگار بھی ہیں۔ قبر میں تو اکیلا پڑا رہے گا ہاں یہ الگ بات ہے کہ اللہ ورسول کے فرمان کے مطابق زندگی گزار کر آئے گا تو پھر بہاریں ہی بہاریں میسر آئیں گی اس لیے ذرا ہوش سنبھال اس طرف بھی متوجہ ہو جا تجھے ہر حال میں میرے پاس آنا پڑے گا تیاری کر یا نہ کر۔ جب ہر حال میں آنا ہے۔ موت کا ذائقہ چکھنا ہے تو پھر مرنے سے کیوں ڈرتا ہے۔ مرنے سے نہ ڈر بلکہ اللہ ورسول کے فرمان کے مطابق زندگی گزار کر آ جا تیرے لیے تو بہاریں ہی بہاریں ہوں گی اس لیے قبر سے تجھے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ قبر تک پہنچنا ایک حقیقت ہے۔ جس سے کسی کو بھی انکار کرنے کی گنجائش نہیں قبر میں بندے کے ساتھ کیسا سلوک ہوگا اس کے متعلق بھی قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں مفصل بیانات موجود ہیں اب جو دہریوں اور دیگر غیر مسلموں کی پیروی میں کہے کہ دیکھیے جی قبر میں کیا کیا کچھ ہوگا یا کیا ہے اس کے متعلق ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ دیکھیے جس کے پاس ظاہری دنیوی امور کا علم ہو سائنس کا علم ہو ریاضیات کا علم ہے بیالوجی، کیمسٹری، فزکس اور سائنس کے دیگر شعبوں کا علم ایسا شخص قبر کے عذاب وغیرہ کا انکار کرے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے اتنا بڑا ڈاکٹر ہے اتنا بڑا اسکالر ہے، ایم اے، ڈبل ایم اے پاس اگر قبر کی کچھ حقیقت ہوتی تو بھلا وہ شخص نہ جانتا ہوتا۔ اگر ایسا پڑھا لکھا انکار کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ قبر کا عذاب کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ قبر کی پکار بس من گھڑت افسانے ہیں (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد)۔

الحمدللہ! چونکہ ہم مسلمان ہیں مؤمن ہیں ہمارا وہی عقیدہ ہونا چاہیے جو قرآن واحادیث سے ماخوذ ہے۔ اس کے علاوہ اپنی سمجھ بوجھ کے سہارے صرف انہی امور کو تسلیم کرنا جنہیں ہماری ناقص عقل تسلیم کرے اور جو ہماری سمجھ میں نہ آئیں ہم ان کا انکار کرتے چلے جائیں تو ہمارا یہ انکار مبنی بر جہالت ہوگا۔

مثلاً اللہ تعالیٰ ہے وحدہٗ لاشریک ہے ہمارا رازق وہی ہے ہمارا رب بھی وہی ہے۔ کسی کو نظر آئے یا نہ آئے ہر حال میں اس کے ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا اسی طرح ہمارے دیگر بعض عقائد جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں ان کا انکار بھی اسلام کو چھوڑنے کے مترادف ہے۔ ایسے ہی امور میں سے ایک عذاب قبر اور قبر میں آسانیاں اور انعامات ربانی کا ہے جس کا بعض لوگ انکار کرتے ہیں۔ مگر ان کا یہ انکار یا تو محض مبنی بر جہالت ہے یا پھر اسلام سے ناآشنائی کا نتیجہ ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ (سورۃ التکاثر، پہلی دو آیات)

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

فائدہ:

یہاں حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ تنبیہاً بیان ہوا ہے۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ یعنی تم مرتے دم تک حرص وہوس یا شیخی میں گرفتار رہتے ہو چونکہ قبر بھی انسان کی ایک منزل ہی ہے اصل ٹھکانہ تو جنت یا دوزخ ہے اس لیے زُرْتُمْ فرمایا گیا ہے حضور نے فرمایا کہ میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں مال، اہل قرابت، اعمال۔ پہلے دونوں لوٹ آتے ہیں اعمال ساتھ رہ جاتے ہیں اپنا مال [illegible] ذخیرہ کر کے آگے بھیج دے۔

(تفسیر نور العرفان [illegible] ۹۸۳)

marfat.com
Marfat.com

پیر محمد کرم شاہ الازہری سجادہ نشین بھیرہ شریف اسی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ
"تم اسی دُھن میں مست رہتے ہو۔ یہاں تک کہ حیات مستعار کا سورج ڈوب جاتا ہے موت کا فرشتہ آکر تمہاری روح قبض کر لیتا ہے۔ اور تم ہمیشہ کے لیے قبر کی آغوش میں لٹا دیئے جاتے ہو جو شخص مر جائے اہل عرب کہتے ہیں قدزار قبرہٗ گویا زیارت قبر کا لفظ قبر میں دفن ہونے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵، ص ۶۴۸)

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ:

ہاں ہاں تم جلد جان لو گے پھر ہاں ہاں تمہیں (اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا۔

فائدہ:

وعید بعد وعید۔ دوبارہ دھمکی دی جارہی ہے اور تکرار سے مراد تاکید اور تغلیظ ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہلی وعید سے مراد عذاب قبر ہے اور دوسرے وعید سے مراد عذاب آخرت ہے دونوں حالتوں کو الگ الگ بیان کیا گیا تکرار نہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۵، ص ۶۴۸)

تفسیر ابن عباس:

تفسیر ابن عباس میں ہے کہ بنی سہم اور عبد مناف آپس میں اپنے حسب ونسب اور اولاد و مال کی زیادتی میں ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے اور فیصلہ یوں ٹھہرا کہ دونوں قبیلوں کے آدمی شمار کیے جائیں بنی عبد مناف والے آدمی زائد نکلے تب بنی سہم نے کہا کہ ہم کو جاہلیت میں لڑائی اور فساد نے ہلاک کر ڈالا۔ مردے زندہ ملا کر گنو۔ دونوں نے اپنے مردے اور زندہ گنے تب بنی سہم والے زائد نکلے پس یہ سورت اتری کہ اے اہل عرب! تم کو حسب ونسب مال و اولاد کے فخر نے یہاں تک دنیا میں مشغول کر دیا کہ اب تم اپنے خیالوں کو قبرستانوں تک پہنچانے لگے اور مردوں کی مردم شماری کرنے لگے یا یہ مطلب ہو کہ اے اہل عرب! تم کو مال و اولاد و متاع وغیرہ کی زیادتی کے فخر نے کھیل کود میں ڈال دیا، آخرت سے غافل کر دیا اب تم سے یہ نہ چھوٹے گا یہاں تک کہ تم عنقریب مر کر قبروں کی زیارت کرو اور زمین میں دفن ہو جاؤ۔ پھر ان پر رد کیا کہ ہرگز ایسا تم کو لائق نہیں تم عنقریب جان لو گے کہ تمہارے ساتھ قبر میں کیا کیا جاتا ہے۔ اور بے شک تم عنقریب جان لو گے کہ وقت موت تمہارا کیا حال ہوتا ہے نہیں نہیں اگر تم یقینی طور سے اس بات کو جان لیتے کہ جو قیامت کو ہونے والا ہے تو کبھی ایک دوسرے پر فخر کا نام نہ لیتے بے شک تم بروز قیامت جحیم کو دیکھو لو گے۔

(تفسیر ابن عباس اردو ترجمہ، جلد ۲، ص ۷۹۶)

تفسیر مواہب الرحمٰن:

سید امیر علی ملیح آبادی صاحب تفسیر مواہب الرحمٰن میں لکھتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ اس کے یہ معنے ہیں کہ تم تکاثر میں غافل ہوئے۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کی زیارت کی یعنی وہاں بھی تم کو غفلت نے نہ چھوڑا اور زیارت قبر سے یہ فائدہ تھا کہ آدمی عبرت حاصل کرے کہ وہ بھی اس طرح مٹ جانے والا ہے لیکن تم کو تکاثر نے ایسا غافل کیا تھا کہ تم کو قبروں کی زیارت سے بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن، جلد ۱۰، ص ۷۰۴)

marfat.com
Marfat.com

قبر کے عذاب سے پناہ پکڑنے کا حکم:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنونجار کے ایک باغ کے پاس تھے آپ ایک خچر پر سوار تھے اس نے آپ کے ساتھ شوخی کی قریب تھا کہ آپ کو گرا دے اور نا گہاں پانچ یا چھ قبریں تھیں آپ نے فرمایا کسی کو ان قبر والوں کے متعلق علم ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا میں جانتا ہوں آپ نے فرمایا کب مرے تھے؟

اس نے جواب دیا کہ (حالت) شرک میں۔

آپ نے فرمایا یہ امت قبروں میں آزمائی جاتی ہے اگر اس بات کا ڈر نہ ہو کہ تم دفن نہ کرو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تم کو قبر کا عذاب سنائے جو میں سن رہا ہوں پھر آپ نے اپنا منہ ہماری طرف کر لیا فرمایا اللہ کے ساتھ قبر کے عذاب سے پناہ پکڑو۔

انہوں نے عرض کیا: ہم اللہ کے ساتھ قبر کے عذاب سے پناہ پکڑتے ہیں۔

فرمایا: اللہ کے ساتھ قبر کے عذاب سے پناہ پکڑو۔

انہوں نے عرض کیا: ہم اللہ کے ساتھ قبر کے عذاب سے پناہ پکڑتے ہیں۔

فرمایا: فتنوں سے جو ظاہر ہیں اور چھپے ہوئے ہیں اُن سے پناہ پکڑو۔

انہوں نے عرض کیا: ہم اللہ سے پناہ پکڑتے ہیں ان فتنوں سے جو ظاہر ہیں اور چھپے ہوئے ہیں۔

فرمایا: اللہ کے ساتھ دجال کے فتنہ سے پناہ پکڑو۔

انہوں نے عرض کیا: ہم اللہ کے ساتھ دجال کے فتنہ سے پناہ پکڑتے ہیں۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف اثبات عذاب القبر)

آخرت کی پہلی منزل:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ قبر پر کھڑے ہوتے تو روتے یہاں تک کہ اپنی داڑھی مبارک تر کرتے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ آپ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو روتے نہیں اور اس جگہ (قبر کے پاس) کھڑے ہونے سے روتے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات حاصل ہوگئی تو جو اس کے بعد ہے وہ آسان ہے اور اگر نجات نہ حاصل کر سکا تو جو اس کے بعد ہے اس سے سخت ہے اور میں نے کوئی جگہ نہیں دیکھی مگر قبر سخت ہے۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کے متعلق بیان کیا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

قبر میں نمازی کا حال:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ میت کو قبر میں اتارا جاتا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے لیے کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہے وہ بیٹھتا ہے اپنی آنکھیں ملتا ہے اور کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھوں۔ (مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر)

marfat.com
Marfat.com

قبر کی پکار:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مردے سے سب سے پہلے جو بات چیت کرتی ہے وہ قبر کا گڑھا ہے مردے سے پورا کلام کرتا ہے کہ میں تو کیڑوں کا گھر ہوں، تنہائی کا مکان ہوں اور غربت وتاریکی کا مقام ہوں میں نے تو یہ تمام چیزیں تیرے لیے تیار کر رکھی ہیں۔ میرے لیے تو نے کیا سامان تیار کیا ہے۔ (اتحاف المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۸۹۸)

زمین کا تعجب:

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اپنے سونے کی جگہ کو جو شخص صحیح کر لیتا ہے اور بچھونے کو سونے کی خاطر برابر کر لیتا ہے تو زمین اس سے تعجب کرتی ہے اور فرماتی ہے کہ اے ابن آدم! کافی عرصہ جلنے کو تو یاد کیوں نہیں کرتا؟ میرے اور تمہارے درمیان کوئی چیز بھی حائل نہیں ہوگی۔ (اتحاف المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد ۴، ص ۸۹۹)

فائدہ:

یہ کیفیت قبر کی ہی سمجھ لیجئے کہ جیسے آدمی کو قبر بھی کچھ بیان کرتی ہے کہ آخر میں نے زمین یعنی قبر میں جانا ہے۔

قبروں کے چند کتبے:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ بعض قبور پر کتبے کندہ ملے۔

(۱) ایک قبر پہ اس مضمون کا کتبہ لکھا ہوا تھا۔
تجھے قبور پکار رہی ہیں حالانکہ وہ خاموش ہیں اور اس کے ساکنین مٹی کے نیچے چپ ہیں۔

(۲) حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں قبرستان میں گیا تو وہاں ایک قبر پر یہ کتبہ لکھا ہوا تھا میری قبر سے میرے رشتے دار گزر جاتے ہیں گویا میرے اقارب مجھے جانتے ہی نہیں۔ (اتحاف المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۹۰۲)

اللہ کی امانت:

حاکم اور بیہقی نے ''شعب'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جب تم میں سے کسی کی موت جس زمین پر لکھی ہوتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کسی بہانے وہاں بھیجتا ہے اور اس کی روح وہاں نکلتی ہے تو بروز محشر زمین یہ کہے گی کہ الٰہی! یہ تیری امانت ہے۔

فائدہ:

موت کے بعد میدان محشر تک بندے کا گھر قبر ہوگی۔ عرصہ دراز تک یہ قبر کی حیثیت سے رہے گی۔ یہاں دنیا میں تو چند لمحات، چند دن، چند ماہ یا چند سال رہنا ہے۔ پھر عرصہ دراز تک قبر میں زندگی گزارنی ہے گویا دنیا میں کم وقت رہنا ہے اور قبر میں زیادہ عرصہ رہنا پڑے گا غالباً اسی لیے اکثر لوگوں سے سننے میں آتا ہے کہ میاں اصل گھر تو ہے ہی قبر کیونکہ وہاں دنیا کی نسبت زیادہ عرصہ گزارنا ہے۔ غالباً اسی لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس شلوک میں بیان فرمایا ہے کہ گور نمانی انسان کو پکارتی رہتی ہے متنبہ کرتی رہتی ہے خبردار کرتی رہتی ہے ارے انسان جس دینوی گھر کو تو اپنا گھر سمجھتا ہے یہ تیرا گھر نہیں ہے یہ تو مہمان خانہ کی حیثیت یا سرائے کی حیثیت رکھتا ہے زندگی کے چند [illegible] کوئی گھر نہیں ہے تو میرے پاس آجا

marfat.com
Marfat.com

مجھ سے دوری نہ اختیار کر بلکہ مجھے ہمہ وقت یاد رکھ کیونکہ بالآخر تو نے میرے پاس آنا ہے۔اس لیے میرے پاس آنے کی تیاری کر۔ قبر کے پاس آنے کی تیاری یہی ہے کہ ایسے اعمال اختیار کر جو تیرے لیے قبر میں بشارت اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے سبب ہوں۔ ایسے اعمال میں زندگی گزار کر قبر میں جانے والے کو کیا ڈر اس لیے ایسے شخص کو موت سے نہیں ڈرنا چاہیے کہ موت تو محبوب سے ملاقات کرنے کا ایک بہانہ ہے اور ایسے بہانے سے کون ڈرتا ہے بلکہ حقیقت ہے کہ ایسے بہانے سے ہر ایک محبت کرتا ہے فلہٰذا موت سے نہیں ڈرنا چاہیے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ موت تو محبوب ہونی چاہیے کہ یہ محبوب سے ملاقات کا بہانہ ہے۔موت محبوب تک پہنچنے کے لیے ایک ایسی پل ہے کہ جس سے گزر کر محبوب تک پہنچنا ہے۔اس لیے موت سے نہیں ڈرنا چاہیے۔واضح ہو کہ موسیٰ نتھا موت تھیں سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ مراد نہیں ہے۔

ذکرِ قبر و موت

جد موت دا فرشتہ آوے گا   کوئی عذر نہ کیتا جاوے گا
بد عملاں دل پچھتاوے گا   کہہ لا الٰہ الا اللہ
ایہہ مڑ ویلا ہتھ آوے نہ   کوئی پیش کسے دی جاوے نہ
کوئی دردی آن چھڈاوے نہ   کہہ لا الٰہ الا اللہ
اس موت دا کوئی نہ دارو ہے   نہ اس ویلے کوئی واہرو اے
ایہہ سب نوں آخر مارو ہے   کہہ لا الٰہ الا اللہ
تیرے پاس پیارے رودن گے   رو ہنجوہار پرودن گے
سب دور تیرے توں ہوون گے   کہہ لا الٰہ الا اللہ
اگے بہت اندھیری قبر میاں   نہ لبھدا چڑھدا نظر میاں
اوتھے مشکل ہووے بسر میاں   کہہ لا الٰہ الا اللہ
ہو چغلاں دا سیاہ رنگ میاں   اوتھے سب چلاون ڈنگ میاں
توں خیر خدا توں منگ میاں   کہہ لا الٰہ الا اللہ
جے قبر دا دل وچہ خیال میاں   لبھیں نیک عمل کوئی نال میاں
چل موم ناں والی چال میاں   کہہ لا الٰہ الا اللہ
ہر بدیوں آجا باز میاں   پڑھ شوق دے نال نماز میاں

marfat.com
Marfat.com

رکھ نیکاں دا لحاظ میاں — کہہ لا الہ الا اللہ
ھن نام سائیں دا پڑھ لے میاں — حق حق دے آوازے کر لے میاں
کوئی مرشد کامل پھڑ لے میاں — کہہ لا الہ الا اللہ
رنگ دیوے رنگ رنگیلا ہے — ایہہ رب ملنے دا حیلہ
ایہہ سب توں بڑا وسیلہ ہے — کہہ لا الہ الا اللہ

(گلشن رنگیلا، ص ۶۸۔۶۷)

مومن کے وصال پر زمین کا تمنا کرنا:

حکیم ترمذی، ابن عدی، ابن عساکر اور ابن مندہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مومن وصال کرتا ہے تو قبور اپنے آپ کو مزین کر لیتی ہیں۔

فائدہ:

اسی طرح قبر پہلے بھی انسان کو پکار پکار کر آگاہ کرتی رہتی ہے۔

-----☆☆☆-----

اِیہنیں لوئنیں ویکھدیاں ، کیتی چَل گئی — فریدا لوکاں آپو اپنی ، مَیں آپنی پئی

حل لغات:

★ ایہنیں: انہی، ان ہی۔ ★ لوئنیں: آنکھوں، آنکھیں۔ ★ ایہنیں لوئنیں: ان آنکھوں کے سامنے۔ ★ ویکھدیاں: دیکھتے ہوئے، دیکھتے ہی دیکھتے۔ ★ کیتی: کئی ساری، کئی ای، کتنی ہی، کتنی مخلوق، کتنی ہی مخلوق۔ ★ چل گئی: رخصت ہوگئی، روانہ ہوگئی، مرگئی، اس جہان فانی سے رخصت ہوگئی۔ ★ لوکاں: لوگوں (کو۔ کے۔ کا۔ نے۔ سے) وغیرہ، لوگوں کو۔ ★ آپو اپنی: اپنی اپنی۔ ★ میں آپنی: مجھے اپنی۔ ★ پئی: پڑی ہے۔

اے فرید! ہماری ان آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہی دیکھتے کتنی مخلوق اس جہان فانی سے کوچ کر گئی ہے۔ جانے والے ہر ایک کو نفسا نفسی کے عالم میں مبتلا دیکھا کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہیں۔ اسی طرح مجھے بھی محض اپنا ہی خیال ہے یعنی کسی کو کسی کا کوئی خیال نہیں۔

مطلب

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہماری آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہی دیکھتے کتنی مخلوق اس جہان فانی سے رخصت ہوگئی۔ کتنی مخلوق موت کے منہ میں چلی گئی ہے۔ جانے والا ہر ایک اپنی اپنی موت کا شکار نظر آیا۔ جاتے ہوئے نہ کسی نے پوچھا اور نہ ہی کسی کو [illegible] باوجود [illegible] حاصل نہیں کر رہے۔ لوگوں کو اپنی اپنی

marfat.com
Marfat.com

پڑی ہوئی ہے۔ دنیا میں مست ہیں۔ ہر ایک نفسانفسی کے عالم میں اپنی اپنی راہ کو اپنائے ہوئے ہے۔ کوئی کسی کا پُرسان حال نہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ دنیا والے اپنی راہ پہ مستانہ وار جھومتے جارہے ہیں انہیں احساس بھی نہیں کہ ہم نے بھی اس جہان فانی سے رخصت ہونا ہے۔ وہ وقت آنے سے پہلے ہی سنبھل جائیں۔ جب کہ مجھے صرف اپنی پڑی ہوئی ہے۔ دنیا والے اپنی راہ چل رہے ہیں اور میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوں۔ بہر حال حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ہم سے پہلے جانے والے اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے ہیں اسی طرح ہم نے بھی اس جہان فانی سے رخصتی اختیار کرنا ہے جانے والوں میں سے اکثر کو جب اپنی موت کی آمد کا علم ہوتا ہے تو پھر پچھتاتے ہیں مگر اس حال میں پچھتانے کا کیا فائدہ۔ اس لیے موت آنے سے پہلے ہی ہمیں راہ راست اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے محض اپنی اپنی کی غفلت میں گم نہیں ہونا چاہیے۔ حقائق کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

دعوتِ غور وفکر:

اس شلوک میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں غور وفکر کی دعوت بڑے خوبصورت انداز میں دی کہ ارے انسان ذرا غور تو کر۔ آج ہم زندہ ہیں چند سال پہلے بھی ہم زندہ تھے آج بھی ہم زندہ ہیں زندگی ہے کہ لمحہ لمحہ بیتتی جارہی ہے۔ وقت گزرتا جارہا ہے۔ ذرا غور وفکر تو کیجئے کہ کچھ عرصہ پہلے کتنے ایسے انسان زندہ تھے جو آج زندہ نہیں ہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے کتنی مخلوق زندہ تھی اور جنہیں ہم جانتے تھے ان میں کتنے آج اس دنیا فانی میں نہیں رہے۔ ذرا غور تو کر کہ جو لوگ اس دنیا میں نہیں ہیں وہ کہاں کہاں گئے۔ اس سوال کا یہی جواب ہوگا کہ وہ لقمہ اجل بن گئے۔ وہ فوت ہوگئے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے تو پھر دوبارہ اس جہان فانی میں نہیں آنا بلکہ جو لوگ زندہ ہیں وہی موت کی وادی میں گم ہونے کے لیے موت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ انہیں میں ہر شخص ہے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا سب نے موت کی وادی میں پہنچنا ہے۔ زندہ رہے گا تو محض حی القیوم خالق و مالک ہی باقی رہے گا۔

ہر ایک اپنی اپنی زندگی گزار کر اس جہانِ فانی سے جارہا ہے۔ کسی کو کسی کا خیال نہیں۔ اپنی اپنی باری ہر کوئی موت کے پنجے کا شکار ہو رہا ہے۔ اس لیے غور کر کہ ایک وقت ایسا ہی تجھ پر بھی آنے والا ہے ایک وقت ایسا بھی آئے گا تو بھی موت کا شکار ہوگا۔ اس لیے زندگی کے لیل ونہار غفلت میں نہ گزار۔

دعوتِ غور وفکر اور قرآن:

قرآن مجید میں غور وفکر کی دعوت کافی مقام پہ دی گئی ہے۔

متعدد احوال بیان کر کے غور وفکر کرنے کے لیے کہا گیا ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے کہ

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۚ ○ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (پ۴، آل عمران آیات نمبر ۱۹۰، ۱۹۱)

marfat.com
Marfat.com

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

ان کو دیکھ کر رب کی واحدانیت، اس کے علم وقدرت معلوم کریں اور یقین کریں کہ قوموں کا بھی یہ ہی حال ہے کبھی ایک قوم عروج پر اور کبھی دوسری عروج پر اس پر فخر نہ کریں۔ (تفسیر نور العرفان، ص ۱۱۸)

فائدہ:

اسی طرح انسان پہ بھی مختلف احوال آتے ہیں کبھی غم کبھی خوشی، کبھی دکھ کبھی سکھ۔ کبھی تندرستی کبھی بیماری کبھی وسعت کبھی تنگدستی۔ کبھی زندگی کبھی موت وغیرہ۔

شان نزول:

عطا سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور عبیدہ بن عمیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں تھے آپ نے پردہ سے ہم میں گفتگو کی۔ پوچھا کہ اے عبیدہ کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے پاس نہیں آتے؟ عرض کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناغہ کر کے ملو محبت میں اضافہ ہوگا۔

پھر ابن عمیر نے پوچھا کہ آپ نے کوئی عجیب بات جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی ہو بیان فرمائیں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رو پڑیں اور فرمایا آپ کی تو تمام باتیں عجیب ہی تھیں۔ آپ ایک رات میرے پاس تشریف لائے۔ اور میرے ساتھ لیٹے اور فرمایا۔ مجھے چھوڑو، میں اپنے پروردگار عزوجل کی عبادت کروں۔ پھر اٹھ کر مشک سے پانی لے کر وضو کیا۔ پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور اتنا روئے کہ داڑھی مبارک تر ہوگئی پھر سجدے میں روئے۔ یہاں تک کہ زمین بھیگ گئی پھر کروٹ سے لیٹ گئے یہاں تک کہ نماز صبح کی اطلاع کے لیے بلال رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی وجہ سے تو گناہ اگلے اور پچھلے لوگوں کے سب اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیے پھر آپ کیوں روتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: اے بلال! آج رات آیت اتری ہے۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝

(آل عمران آیت نمبر ۱۹۰)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے

پھر فرمایا خرابی ہے اس کی جو آیت مبارکہ کی تلاوت کرے اور اس میں فکر نہ کرے۔

(احیاء العلوم شریف، جلد ۴، باب نہم فکر و عبرت)

دعوت غور و فکر اور حدیث شریف:

حضرت ابن عباس رضی [illegible] بعض صحابہ کرام رضی اللہ [illegible] اجمعین نے خدا تعالیٰ کے متعلق فکر کیا تو

marfat.com
Marfat.com

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کی مخلوق میں فکر کرو۔ خود اس میں فکر نہ کرو کہ اس کی قدر عالی کے معلومات پر تم ہرگز قادر نہ ہو سکو گے۔ (اطاق المفہوم، ج ۴، ص ۷۸۳)

تفکر کی حد:

حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ تفکر کی حد قرآنی آیات میں کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ پڑھنے کے بعد سمجھ آجائے۔ (احیاء العلوم)

فکر شب بیداری سے بہتر:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ساعت فکر کرنا تمام رات شب بیداری سے بہتر ہے۔

(احیاء العلوم ج ۴، باب ۹)

تفکر ایک آئینہ:

حضرت فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تفکر ایک آئینہ ہے جس میں نیکیاں اور برائیاں معلوم کرتے ہیں۔ (ایضاً)

تفکر عقل کا مغز:

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ بہت فکر کرتے ہیں فرمایا فکر عقل کا مغز ہے۔

فکر جنت کی رہبر:

حضرت لقمان رضی اللہ عنہ اکثر خلوت میں بیٹھا کرتے ان کا آقا ان کے پاس آکر کہتا کہ لقمان تم ہمیشہ تنہا بیٹھتے ہو اگر لوگوں کے پاس بیٹھو تو دل خوش ہو آپ جواب دیتے کہ زیادہ تنہا رہنے سے فکر خوب ہوتی ہے اور بہت فکر جنت کی رہبر ہے۔

(احیاء العلوم، جلد ۴، باب ۹)

فکر بہترین عبادت:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں فکر کرنا بہترین عبادت ہے۔ (احیاء العلوم)

تفکر کے ساتھ دو رکعت کی فضیلت:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو رکعت تفکر کے ساتھ تمام رات کی اس نماز سے بہتر ہیں جس میں دل حاضر نہ ہو۔ (احیاء العلوم)

موت قریب آنے کی فکر:

حضرت ابو شریح کہیں جا رہے تھے تو راستے میں بیٹھ گئے چادر چہرے پہ لے کر رونے لگے لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ اپنی عمر کے چلے جانے اور عمل نہ ہونے اور موت کے قریب آجانے کی فکر ہے۔ (احیاء العلوم)

خیر کی فکر:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیر کی فکر کرنا خیر کو عمل میں لانے کا موجب ہوتا ہے اور برائی پر ندامت کرنا اس کے ترک کا موجب ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ذکر سے فکر:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل عقل ہمیشہ ذکر سے فکر کے عادی ہوا کرتے ہیں اور فکر سے ذکر کے یہاں تک کہ ان کے دل ناطق ہو جاتے ہیں اور حکمت بولنے لگتی ہے۔

اعلیٰ واشرف مجلس:

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے اعلیٰ واشرف مجلس یہ ہے کہ توحید کے میدان میں فکر کے ساتھ بیٹھ کر معرفت کی ہوا کھائے اور جام محبت اتحاد کے دریا سے پانی پیئے۔ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن سے نظر کرے پھر فرمایا کہ ان مجالس کا کیا کہنا کیا ہی خوب عمدہ ہیں اور اس کے پینے کی چیز کا کیا کہنا۔ خوش حال وہ ہے جسے خدا تعالیٰ سے یہ مال میسر ہو۔

حکایت:

حضرت اسحاق بن خلف رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ چاندنی رات میں ایک چھت پر مصروف عبادت تھے پھر آسمان وزمین کے ملکوت میں فکر کرنے لگے اور آسمان کی طرف دیکھ کر روتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمسایہ کے گھر میں گر پڑے۔ مالک مکان اپنے بستر سے ننگے بدن تلوار ہاتھ میں، آپ کو چور خیال کر کے دوڑا آیا۔ جب دیکھا کہ داؤد ہیں تو تلوار رکھ دی اور پوچھا کہ آپ کو چھت سے کس نے گرادیا؟ فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ (احیاء العلوم، جلد ۴، باب ۹)

خلاصہ یہ کہ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شلوک میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ ارے فرید! غور وفکر تو کیجئے کہ ہماری نظروں کے سامنے یعنی ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے کتنی مخلوق ختم ہوگئی ہے کہ جس کا شمار ہی نہیں۔ ہر جانے والا نفسانفسی کے عالم میں چلا جاتا ہے اسے کسی کی فکر نہیں تھی۔ جب جاتا ہے۔ تو اس وقت اس کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ اٹھتا ہے۔ حالانکہ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ پوری زندگی کے لمحات چونکہ گنتی کے ہیں اس لیے بڑی سوچ بچار سے گزارے جائیں۔ غور وفکر کر کے صحیح نہج پہ زندگی گزاری جائے۔ جیسے اور لوگ نفسانفسی کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں میرا بھی یہی حال ہے۔ بہر حال حقیقت یہ ہے کہ غفلت کا پردہ چاک کرنے کی ضرورت ہے تاکہ حق تعالیٰ سے قرب حاصل کیا جائے۔ حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کی جائے غافلانہ روش ترک کی جائے۔ اب دیکھیے فکر کے بے شمار فائدے ہیں ایک یہی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس مقصد کے لیے پیدا کیا ہے وہی مقصد انسان اگر بھول جائے تو اس کے لیے کتنا نقصان کا باعث ہے اور انسان کو اس کا مقصدِ حیات یاد رہے تو پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ اپنی زندگی اسی نہج پر گزارے۔ پھر حق تعالیٰ اس سے خوش ہو کر اسے انعامات سے نوازتا ہے۔ اس لیے غفلت کی دلدل سے نکلنا چاہیے۔

گویا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمارہے ہیں کہ انسان ایک دوسرے کو دیکھ بھی رہے ہیں ان کی آنکھوں کے سامنے کتنے ہی ان کے عزیز واقارب اور دوست احباب فوت ہوئے ان پر موت وارد ہوئی اس کے باوجود لوگ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اس حقیقت میں غور وفکر سے کام نہیں لیتے۔ ہر کسی کو اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے۔ کوئی کسی کو نہیں سنبھالتا یا سنھالنے کی کوشش کرتا۔ ہاں البتہ عام لوگوں میں اور مجھ میں یہ فرق ہے کہ وہ لوگ اپنی اپنی فکر میں غلطاں و پریشاں اپنی اپنی روش اپنائے ہوئے ہیں وہ اپنی روش چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں اور میں اپنی روش کو اپنائے ہوئے ہوں اور میں اپنی روش چھوڑنے کو تیار نہیں۔ وہ دنیوی مال

marfat.com
Marfat.com

اسباب کو یکجا کرنے کی فکر میں مبتلا ہیں جبکہ میں غم عشق میں مشغول و مصروف ہوں۔ نہ وہ اپنا راستہ چھوڑنے کو تیار نہ میں اپنی روش سے ہٹنے کو تیار۔

-----☆☆☆-----

آپ سَوارِیں مَیں مِلاں، مَیں مِلیاں سُکھ ہوئے
فریدا جے تُوں میرا ہوئے رہیں، سَبھ جگ تیرا ہوئے

حل لغات:

★ آپ: خود، اپنی ذات سے، غائب اور حاضر کیلئے تعظیماً مستعمل ہوتا ہے۔ ★ سنواریں: ترتیب سے لگانا، مہذب بنانا، راہِ راست پر لانا، درست کرنا، آراستہ کرنا، سجانا۔ ★ میں ملاں: میں ملاں گا، میں ملاقات کروں گا۔ ★ میں ملیاں: میرے ملنے سے، میرے ملاقات کرنے سے۔ ★ سکھ: سکھ چین، سکون، آرام راحت، امن و امان۔ ★ جے: اگر۔ ★ توں: تو، تم۔ ★ میرا ہوءِ: اگر تو میرا بن کر رہ۔ ★ رہیں: میرا ہو کر رہے۔ ★ ہوئے: ہو۔ ★ سبھ: سب، سارا، تمام۔ ★ جگ: دنیا، جہان، کائنات، مخلوق۔

اللہ تعالیٰ انسان کو فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! اگر تو اپنے آپ کو سنوار لے گا تو پھر میں تجھے حاصل ہو جاؤں گا یعنی تو مجھے پا لے گا۔ اور جس نے مجھے حاصل کر لیا حقیقتاً وہ سکھی ہو گیا۔ اے فرید! اگر تو میرا بن کر زندگی گزارے تو سارا جہان تیرا غلام بن جائے گا۔ سارا جہان تیرا ہو جائے گا۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ بندے کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے اگر تو اپنے آپ کو سنوار لے۔ اپنی اصلاح کر لے۔ تو تجھے میں حاصل ہو جاؤں گا۔ تو مجھے پا لے گا۔ اسی میں ہی تیری فلاح و کامیابی ہے۔ جسے میں حاصل ہو گیا۔ جس نے مجھے پا لیا۔ اسے اور کچھ طلب کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی بلکہ حقیقتاً وہ سکون پا گیا۔ اگر تجھے میں مل گیا تو پھر حقیقتاً تجھے سکون مل جائے گا۔ کوئی دکھ مصیبت اور پریشانی تیرے لیے تنگی اور ترشی کا سبب نہ بنے گی۔ اگر تو میرا بن جائے۔ سب دنیا سے منہ موڑ کر محض مجھ سے تعلق جوڑ لے تو سارا جہان تیرے قدموں میں ہو گا۔ کائنات کی ہر چیز تیری غلام ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کا تعلق اُس وقت جڑتا ہے جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے اپنے آپ کو سنوار لیتا ہے۔ جب بندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کماحقہ شرفِ غلامی میں اپنے آپ کو رنگ لیتا ہے تو ساری کائنات اس آدمی کے لیے مشتاق بن جاتی ہے بلکہ علامہ اقبال نے تو اللہ تعالیٰ کے کلام کی یوں ترجمانی کی ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں

حکایت:

جناب ڈاکٹر فقیر محمد فقیر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ ... پنجابی زبان ... بیان کی ہے کہ "جد بابا جی رحمۃ اللہ

marfat.com
Marfat.com

علیہ دی کمتی اکھ وچ کاں نیں چنج ماری تے اوسے ویلے حضور نوں ایہ القا ہویا سی کہ جے توں فانی ہستی توں شک شبے نوں دور کر کے میرا ہو جائیں تے ایہ سارا جہان تیرا ہو جائے گا توں جد مکمل طور تے میرے حکماں تے پابند ہو جائیں گا تے میری ہر چیز تیرے حکم دی پابندی کرے گی سارے تیرا حکم منن گے تے میرے کولوں فیض حاصل کرن گے۔ (بول فریدی، ص ۱۲۹)

فائدہ:

یہی حکایت جناب مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب نے یوں بیان کی ہے

جب زاغ سیاہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر آبیٹھا اور چشم چپ میں زور سے چونچ کی نوک ماری تو اسی وقت حضرت باری تعالیٰ سے اوّل درجہ کا القاء ہوا کہ اگر تو اپنی ہستی موہومہ کے شرک کو دور کر کے میرے پاس ہر سہ فنائے تامہ حاصل کرتے تو میرے وصل سے حیات عبدی حاصل ہوتا اور ارشاد ہوا کہ اگر تو ہمہ تن اور جان میرا ہی ہو رہے تو سب جگ تیرا ہو یعنی سب تیری پیروی بجالاویں اور تجھ سے فیضیاب ہوں۔ (دیوان فرید، ص ۱۷۳-۱۷۲)

فائدہ:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس شلوک کا مطلب جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے یوں بیان فرمایا ہے۔

اے انسان! اگر تو اپنے آپ کو سنوار لے میں (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات) تجھے مل جاؤں گا اور اگر تجھے میں مل جاؤں تو تجھے سکون ملے اور اگر تو میرا ہو جائے تو ساری دنیا تیری ہے (اللہ تعالیٰ اپنے نیک پاک بندوں کے ساتھ ہوتا ہے انسان کا نیک ہونا ہی اللہ تعالیٰ کی معیت کی علامت ہے اور جو اللہ کا ہو جائے اللہ بھی اس کا اور اللہ تعالیٰ کی یہ کائنات بھی اس کی ہے) (معارف فریدیہ، ص ۱۴۹)

اللہ تعالیٰ کی اطاعت:

اس شلوک میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اہمیت واضح کی ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے ہمارا مالک ہے ہمارا رازق ہے ہمارا رب ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہم پہ لازم ہے یہی درس ہمیں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شلوک میں دیا ہے کہ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق سنوار لیں۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو انشاء اللہ انعامات ربانی ہمارے ساتھ شامل حال ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا درس دینے والی آیت کریمہ ملاحظہ فرمایئے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ۝ (پ ۳ سورۃ آل عمران آیات نمبر ۳۲-۳۱)

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو۔ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر وہ منہ

marfat.com
Marfat.com

پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔ (کنزالایمان)

شان نزول:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہو سکتا ہے جب آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو اور حضور کی اطاعت اختیار کرے۔

شان نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے پاس ٹھہرے جنھوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کیے تھے اور انہیں سجا سجا کر ان کو سجدہ کر رہے تھے حضور نے فرمایا اے گروہ قریش! خدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دین کے خلاف ہو گئے۔ قریش نے کہا ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تا کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کریں ان پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ محبت الٰہی کا دعویٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع و فرمانبرداری کے بغیر قابل قبول نہیں جو اس دعوے کا ثبوت دینا چاہے حضور کی غلامی کرے اور حضور نے بت پرستی کو منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضور کا نافرمان اور محبت الٰہی کے دعوے میں جھوٹا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

فائدہ:

اللہ تعالیٰ کی اطاعت بغیر اطاعت رسول نہیں ہو سکتی بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اطاعت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم:

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ سے محبت ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ دوست بھی بنالے گا، اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بھی بنالے گا اور گناہ بھی بخش دے گا اور خصوصی مہربانی بھی فرمائے گا۔ اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری نہ کرے گا تو دنیا اور آخرت میں نہایت خسارے میں رہے گا۔

اطاعت رسول ھی اطاعت خدا ھے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝

(پ ۵، سورۃ النساء آیت نمبر ۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمھیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔ (کنزالایمان)

شان نزول:

ایک بار سرکار نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اس پر کچھ گستاخ منافقوں نے کہا حضور یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو رب مان لیں اُن کی تردید اور حضور کی تائید کے لیے یہ آیت کریمہ اتری اسی سے معلوم ہوا کہ حضور کی

marfat.com
Marfat.com

اطاعت بہر حال لازم ہے قول میں فعل میں، خصوصیات میں۔ ہر طرح آپ کا فرمان واجب العمل ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص ۱۴۲)

سنت مبارکہ:

سنت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے فرمان اور وہ افعال اور احوال ہیں جو مسلمانوں کے لیے قابل عمل ہیں حضور کے یہ افعال شریعت کہلاتے ہیں اور احوال شریف طریقت صوفیاء کے نزدیک حضور کے جسم شریف کے حالات شریعت ہیں قلب کے حالات طریقت، روح کے احوال حقیقت اور ستر کے حالات معرفت، سنت ان سب کو شامل ہے۔

(مراۃ شرح مشکوۃ، جلد اوّل، ص ۱۴۵)

فائدہ:

خیال رہے کہ حضور کی خصوصیات سنت نہیں لہٰذا نو بیویاں نکاح میں رکھنا، اونٹ پر طواف کرنا، منبر پر نماز پڑھنا وغیرہ اگر چہ حضور کے افعال ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد اوّل، ص ۱۴۵)

نبی کریم ﷺ کا فرمانبردار جنتی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منکر کے سوا میری ساری امت جنت میں جائے گی۔ عرض کیا گیا منکر کون ہے؟ فرمایا جس نے میری فرمانبرداری کی بہشت میں گیا جس نے میری نافرمانی کی منکر ہوا۔ (بخاری شریف، مشکوۃ شریف باب الاعتصام)

نبی کریم ﷺ کی سنت سے محبت کا اجر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے میرے بچے! اگر تم یہ کر سکو کہ صبح اور شام ایسے گزارو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے کھوٹ (کینہ) نہ ہو تو کرو پھر فرمایا کہ اے میرے بچے یہ میری سنت ہے اور جو میری سنت سے محبت کرے اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(ترمذی شریف، مشکوۃ شریف باب الاعتصام)

فائدہ:

جیسے اعمال میں سنتوں کی پابندی ثواب ہے ایسے ہی دل صاف رکھنا اچھے اخلاق ہونا بھی سنت ہے جس سے قرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگا افسوس کہ اکثر لوگ یہاں پھسل جاتے ہیں۔ اتباع سنت کا دعویٰ ہوتا ہے مگر سینے کینوں سے بھرے ہوتے ہیں اللہ اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ، جلد اوّل، ص ۱۷۲)

سنت مضبوطی سے تھامنے کا اجر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اُمت کے بگڑتے وقت میری سنت کو مضبوط تھاما تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد اوّل باب اعتصام)

پاک وحلال کھانا اور سنت پہ عمل کرنے کا اجر:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو پاک وحلال کھائے،

marfat.com
Marfat.com

سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے فتنوں سے محفوظ رہیں وہ جنت میں جائے گا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج کل بہت سے ایسے لوگ ہیں فرمایا میرے بعد والے زمانوں میں بھی ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

فائدہ:

یہ حدیث درستی عبادات اور معاملات کی جامع ہے دو لفظوں میں دونوں جہان سنبھال لیے فی سُنَّةٍ میں اشارۃً بتایا گیا کہ کسی سنت کو معمولی نہ سمجھے حتیٰ کہ بیٹھ کر پانی پینا راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا، کبھی ایک گھونٹ پانی جان بچالیتا ہے اَمِنَ فرما کر بتایا کہ مسلمان کے اخلاق ایسے پاکیزہ ہوں کہ لوگوں کو قدرتی طور پر اس کی طرف سے امن ہو کہ یہ تکلیف نہیں پہنچاتا۔

(مراۃ جلد اول، ص ۱۷۳۔۱۷۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والا ہی اللہ کا مطیع:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کی بارگاہ اقدس میں فرشتے حاضر ہوئے جبکہ آپ سو رہے تھے۔ وہ بولے کہ تمہارے ان صاحب کی ایک کہاوت ہے ان سے بیان کر دو۔ تو بعض بولے کہ وہ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا کہ اُن کی آنکھیں سو رہی ہیں اور دل شریف بیدار ہے تو بولے تمہارے ان محبوب کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص گھر بنائے وہاں دستر خوان سے کھائے گا اور جو نہ مانے وہ نہ گھر میں اُس کے آئے گا اور نہ ہی دستر خواں سے کھا سکے۔ پھر بولے کہ اس کا مطلب بھی عرض کر دوں تا کہ خوب سمجھ لیں تو بعض بولے وہ تو سو رہے ہیں بعض نے کہا کہ آنکھیں سو رہی ہیں اور دل جاگتا ہے تو بولے کہ گھر تو ہے جنت اور بلانے والے ہیں محمد مصطفےٰ جو حضور کی اطاعت کرے وہ اللہ کا مطیع ہے اور جس نے حضور کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں طرۂ امتیاز ہیں۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الاعتصام)

فائدہ:

کفر و ایمان کا فر و مومن میں فرق صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہے کہ ان ہی کا ماننے والا مومن ہے ان کا منکر کافر توحید جنت دوزخ کا اعتقاد، فرشتوں کو مان لینا ایمان نہیں کہ شیطان ان سب کو مانتا تھا مگر کافر ہوا اسی طرح قومیت برادری کا ایک یا الگ ہونا حضور کے دم سے ہے حضور کا ماننے والا ہمارا ہم قوم ہے بھائی ہے ہماری برادری ہے اگر چہ کسی ملک کا ہو حضور کا منکر نہ ہماری قوم نہ ہماری برادری نہ ہم وطن اگر چہ رشتہ میں سگا بھائی ہو جس کا رشتہ حضور سے ٹوٹا اس کا رشتہ خلقت سے بھی ٹوٹا خالق سے بھی۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد اول، ص ۱۵۰۔۱۴۹)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری ہمارے لیے فرض ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی دراصل اسی نے ہی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی کیونکہ حضور کی فرمانبرداری ہی اللہ کی فرمانبرداری ہے کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ اور جس نے حضور کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی کیونکہ حضور کی نافرمانی دراصل اللہ کی نافرمانی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی بڑی فضیلت ہے ... چند ... ہیں ... اللہ تعالیٰ انسان کو فرماتا ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

اے انسان! اگر تو دنیا میں میرا ہو کر رہے گا میری اطاعت فرمانبرداری میں زندگی گزارے گا تو تجھے میں حاصل ہو جاؤں گا تجھے میرا قرب حاصل ہوگا۔ تجھ پہ میری عنایات ہوں گی۔ میری رحمتیں تجھ پہ ہوں گی تجھے میرے انعامات حاصل ہوں گے۔ دنیا، قبر و حشر ہر مقام پہ تجھے میری عنایات سے نوازا جائے گا۔ اس لیے چاہیے کہ تو میرا بن کر دنیا میں اپنی زندگی گزار۔

فریدا! جے توں میرا ہوئے رہیں، سبھ جگ تیرا ہوئے:

اس مصرعہ میں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

اے فرید! اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تو میرا بن کر ساری حیات مستعار کے لمحات گزار کر آ جائے گا تو سارا جگ ہی تیرا غلام بن جائے گا۔ ہر چیز تیری غلامی پہ فخر کرے گی۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی بڑی فضیلت ہے۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار سے محبت کرنے لگتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ایسے شخص کی اطاعت کرتی ہے۔ درندے بھی ایسے شخص کے غلام بن جاتے ہیں موذی جانور بھی ایسے شخص کو تکلیف نہیں پہنچاتے بلکہ حفاظت کرتے ہیں۔

حکایت

نوافل کے فضائل:

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے جہاں لازمی امور سرانجام دینے کے احکام ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے نوافل ادا کرنے کے بھی بہت فضائل بیان فرمائے ہیں۔

فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن بندے کا سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر درست ہوئی تو پس کامیاب ہوا اور نجات پائی اگر فاسد ہوئی پس تحقیق ناکام ہوا اور زیاں کار۔ اگر اس کے فرضوں سے کوئی ناقص ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے بندے کے لیے دیکھو کیا اس کے نفل ہیں نفلوں سے اس کے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی پھر اسی طرح باقی عمل ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب التطوع)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ فرائض، واجبات اور سنن کے ساتھ ساتھ نوافل بھی بکثرت ادا کرنے چاہئیں اولیاء اللہ کا طریقہ تو یہ ہے کہ ہمہ وقت ہی حق تعالیٰ کے قرب کی سعی میں مشغول رہتے ہیں۔ نوافل کی کثرت بھی حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے۔

ذکر اللہ کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بندے کے گمان سے بھی زیادہ قریب ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں اس کے پاس ہوتا ہوں جب وہ مجھ کو اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ کو جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے بہتر

marfat.com
Marfat.com

جماعت میں یاد کرتا ہوں۔(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ)

اللہ کا اعلان جنگ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو شخص میرے دوست کو تکلیف دے میں اس کے لیے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرے بندے نے میرا قرب نہیں حاصل کیا اس چیز سے جو بہت محبوب ہو۔ اس سے جو میں نے اس پر فرض کیا۔ ہمیشہ میرا بندہ نفلوں کے ساتھ میرا قرب تلاش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں پس جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو میں اس کا کان ہوتا ہوں کہ اس کے ساتھ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ ہوتا ہے اس کے ساتھ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ کہ اس کے ساتھ پکڑتا ہے اس کا پاؤں کہ اس سے چلتا ہے اگر یہ بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اگر میرے ساتھ پناہ پکڑتا ہے تو میں پناہ دیتا ہوں۔ کسی چیز کے کرنے میں توقف اور تردد نہیں کرتا جیسا کہ مومن کی جان قبض کرنے سے کہ وہ موت کو ناخوش رکھتا ہے حال یہ ہے کہ میں اس کی ناخوشی کو ناخوش جانتا ہوں اور اسے مرنے سے چارہ نہیں۔(بخاری شریف)

فائدہ:

اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو انبیاء اللہ خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف تقریر و تحریر کے ذریعے اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے ساتھ جنگ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی معیت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دیتا ہے۔(مشکوۃ شریف باب ذکر اللہ)

فائدہ:

پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت میں خالصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کرتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ محبوب بنا لیتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیتا ہے اسے کائنات کی ہر چیز محبت کرنے لگتی ہے سوائے شیطان مردود اور شیطانی چیلوں کے۔ کائنات کی ہر چیز محبت کرنے لگتی ہے۔ جو حق تعالیٰ کا حکم مانتا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا حکم ماننے کو تیار ہو جاتا ہے۔ محبوب کریم کے انگلی کے اشارے سے چاند ٹوٹا اور ٹوٹ کے جڑ گیا۔ سورج واپس پلٹا شاخ تلوار بن گئی، پتھروں نے کلمہ حق پڑھا ایسے سینکڑوں ہزاروں واقعات کتب سیرت و تاریخ میں لکھے ہوئے ہیں۔ چند واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

سرخ دیناروں سے زمین پر ہو گئی:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے درویش! خواجہ ابوالخیر خرقانی رحمۃ اللہ علیہ راستہ

marfat.com
Marfat.com

چل رہے تھے۔آپ کی مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں ایک حجام نے آپ سے کہا کہ لاؤ آپ کی حجامت بنا دوں۔آپ نے فرمایا: میرے پاس پیسہ نہیں۔حجام نے کہا کہ پھر دے دینا۔جب حجام نے حجامت بنائی۔جس درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اوپر کی طرف دیکھ کر عرض کی یا الٰہی! میں کیا درخواست کروں؟ خواجہ صاحب نے ابھی یہ بات کہی ہی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ درخت ہلا اور زمین سرخ دیناروں سے پُر ہوگئی اور حجام حیران رہ گیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جتنا اٹھا سکتے ہو۔اٹھالو! یہ کہہ کر وہاں سے چل دیئے۔

(اسرار الاولیاء فصل اوّل، ہشت بہشت)

پانی پر چلنا:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ میں لاہور کی حد میں بطور مسافر وارد تھا وہاں پر ایک درویش صاحب اسرار و کشف کھیتی باڑی پر گزارہ کرتا تھا اور کوئی کارکن اس سے زمین کا محصول نہ لیا کرتا تھا ایک مرتبہ وہاں کا حاکم کوئی بے مہر شخص مقرر ہو کر آیا۔اُس نے اُس سے محصول مانگا اور کہا کہ تو اتنے سال سے مفت پیداوار کھا رہا ہے یا محصول ادا کر یا کوئی کرامت دکھا۔درویش نے کہا میں مسکین آدمی ہوں۔مجھے کرامت سے کیا واسطہ؟ مگر اس حاکم نے ایک نہ مانی اور اسی بات پر اڑ گیا آخر درویش نے تنگ آ کر تھوڑی دیر سوچ کر کہا اچھا تو کیا کرامت دیکھنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا اگر تجھ میں کرامت ہے تو پانی پر چل۔درویش پانی پر پاؤں رکھ کر پار ہو گیا جیسے کوئی خشکی پر چلتا ہے۔پار جا کر کشتی مانگی تا کہ واپس آ جائے۔لوگوں نے کہا اسی طرح واپس کیوں نہیں آ جاتے؟ کہا اس واسطے کہ نفس میں غرور نہ آ جائے۔(ہشت بہشت۔اسرار الاولیاء فصل دوم)

دیوؤں کی قید سے نجات:

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں اپنے خواجہ شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور درویش بھی بیٹھے تھے اور بات متقدمین کے مجاہدے کے بارے میں ہو رہی تھی کہ اتنے میں ایک بوڑھا نہایت لاغر عصا ہاتھ میں لیے ہوئے آیا اور سلام کیا۔سلام کا جواب دے کر شیخ عثمان ہارونی نے بڑی بشاشت سے اٹھ کر اپنے پاس جگہ دی اس بوڑھے نے بیان کیا کہ تیس سال سے میرا لڑکا مجھ سے جدا ہے اس کے درد فراق سے میری حالت یہ ہو گئی ہے مجھے اس کے مرنے جینے کی کوئی اطلاع نہیں اب میں خواجہ صاحب کی خدمت اقدس میں آیا ہوں کہ میرے لڑکے کے صحیح سلامت آنے کی بابت دعا کریں۔شیخ صاحب نے یہ سنتے ہی مراقبہ کیا پھر سر اٹھا کر حاضرین کو فرمایا کہ دعا کرو۔لڑکا سلامت آ جائے۔جب دعا ختم کی تو فرمایا بوڑھے! ایک لحظہ بعد اپنے لڑکے کو ہمارے پاس لے آنا۔جب بوڑھے نے سنا تو آداب بجالایا اور روانہ ہوگا۔راستے میں اسے مبارک باد ملی کہ تیرا لڑکا آگیا ہے گھر جا کر لڑکے کو دیکھا اور ملاقات کی۔بوڑھے کی کمزور آنکھیں لڑکے کو دیکھ کر روشن ہو گئیں۔پچھلے پاؤں لڑکے کو خواجہ صاحب کی خدمت اقدس میں لایا اور قدم بوسی کرائی۔خواجہ صاحب نے لڑکے کو پاس بلا کر پوچھا کہ تو کہاں تھا؟ اس نے کہا کہ عین سمندر کے بیچ دیوؤں کی قید میں تھا۔آج بھی اسی کی قید میں بیٹھا تھا کہ ایک درویش نے جو آپ کا ہمشکل تھا آ کر زنجیر توڑ دی اور میری گردن مضبوط پکڑ کر فرمایا کہ میرے پاؤں پر پاؤں رکھ اور آنکھیں بند کر پھر فرمایا کہ آنکھیں کھول۔جب میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے تئیں گھر کے دروازے پر پایا۔یہ بات کہہ کر اور کچھ عرض کرنا چاہا لیکن خواجہ صاحب نے روک دیا۔اس بوڑھے نے خواجہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا کہ دیکھو! مردانِ خدا باوجود اس قدرت کے اپنے تئیں پوشیدہ رکھتے۔(دلیل العارفین مجلس ۶)

marfat.com
Marfat.com

شیروں سے نہ ڈر:

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں شام کے قریب ایک شہر میں تھا جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اس کے باہر ایک غار تھی جس میں ایک بزرگ شیخ اوحد محمد الوحد غزنوی رحمتہ اللہ علیہ رہتا تھا۔ اس کا وجود مبارک محض چمڑا ہی چمڑا تھا۔ سجادے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پاس دو شیر کھڑے تھے۔ میں شیروں کے ڈر کی وجہ سے پاس نہیں جا سکتا تھا جب اس کی نگاہ مجھ پر پڑی تو فرمایا آجاؤ۔ ڈرو نہیں۔ جب میں پاس گیا تو آداب بجالا کر بیٹھ گیا۔ پہلی بات جو اس بزرگ نے مجھ سے کی وہ یہ ہے کہ اگر تو کسی کا ارادہ نہ کرے گا تو وہ بھی تیرا ارادہ نہ کرے گا یعنی شیر کی کیا ہستی ہے کہ تو اس سے ڈرتا ہے پھر فرمایا کہ جب تیرے دل میں خوف خدا ہوگا تو تمام تجھ سے ڈریں گے شیر کی کیا حقیقت ہے۔ وہ لوگوں سے بھی نہیں ڈرے گا۔

(دلیل العارفین مجلس ۲)

لکڑیاں سونا بن گئیں:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ چند مسافر شیخ فرید الحق والدین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ سے جو بھی سوال کرتے امتحان کے طور پر کرتے۔ آپ کے سامنے لکڑیوں کا ایک گٹھا رکھا ہوا تھا ان میں سے ایک نے سوال کیا کہ درویش کی ذات میں کتنی روحانی قوت ہو سکتی ہے؟ آپ نے فوراً دونوں ہاتھ لکڑیوں کے گٹھے پر مار کر فرمایا کہ اگر اس گٹھے کو کہتے تو یہ سونا بن جائے ابھی یہ کلمات شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلنے بھی نہ پائے تھے کہ لکڑیوں کا گٹھا سونے کا بن گیا۔ (افضل الفوائد، حصہ اوّل، ص ۱۲۶۔ حیات الفرید، ص ۸۱)

زمین کی گواہی:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی ایک قطعہ زمین تھی بدنیتی سے ایک شخص نے اس پر دعویٰ کر کے حاکم شہر کے پاس مقدمہ دائر کر دیا۔ حاکم شہر نے حضرت کے پاس طلبی کے لیے آدمی بھیجا۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جواباً کہلا بھیجا کہ اس معاملہ کی تحقیق مقامی لوگوں سے کر لی جائے۔ سب ہی حقیقت بتا دیں گے۔ حاکم نے توجہ نہ کی۔ طلبی کے لیے پھر آدمی بھیج دیا کہ محض ایسے کام نہیں چلے گا خود حاضر ہوں یا وکیل کے ذریعے ثبوت پیش کریں۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اس بات سے کافی تکلیف پہنچی۔ آپ نے غصے میں فرمایا کہ اس گردن شکستہ کو کہو کہ میرے پاس نہ ثبوت ہے نہ گواہ۔ اگر اس کی تحقیق کرنا ہے تو اس سرزمین پر چلا جائے اور خود زمین سے پوچھے کہ وہ کس کی ملکیت ہے۔ وہ زمین جس کی ملکیت ہوگی اللہ کے حکم سے خود بتا دے گی۔ حاکم بہت متحیر ہوا اور آزمائش کے طور پر اس قطعہ زمین پر جا کھڑا ہوا۔ لوگوں کا بھی ہجوم تھا پہلے اس جھوٹے بے ایمان نے زمین سے پوچھا کہ اے زمین! بتا تو کس کی ملکیت ہے کوئی آواز نہ آئی۔ تو اس نے پھر پوچھا۔ اسی جگہ حضرت صاحب کے خادم خاص بھی کھڑے تھے ان سے خاموش نہ رہا گیا۔ انہوں نے زور سے کہا کہ اے زمین! میرے مرشد کریم کا حکم ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے فرمان سے صحیح صحیح بتا دے کہ تو کس کی زمین ہے۔ یکایک غیب سے آواز آئی کہ اے نادان! کیا پوچھتا ہے۔ میں مکمل طور پر حضرت مخدوم گنج شکر کی زمین ہوں اور عرصہ دراز سے ان کے قبضے میں ہوں اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں ہی کیا اللہ تعالیٰ کی ساری زمین حضرت مخدوم شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کے لیے ہے حاکم شہر سخت حیران ہوا اور شرمندہ ہو کر واپس گیا لیکن گھر پہنچ کر جیسے ہی گھوڑے سے اترنے لگا پیر پھسل گیا

marfat.com
Marfat.com

اور گردن ٹوٹ گئی۔ (سیر الاقطاب ۱۹۴۔ حیات الفرید، ص ۱۸۷)

نار گلزار بن گئی:

حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کفار کے علاقہ سے گزرے۔ کفار نے آپ کو پکڑ کر پوچھا کیا تم مسلمان ہو؟ آپ نے فرمایا بحمدہ تعالیٰ میں مسلمان ہوں۔ کفار نے کہا کہ ہم مسلمانوں کو زندہ نہیں چھوڑتے اسے آگ میں ڈال دیتے ہیں اگر کوئی واقعی مسلمان ہو تو اسے آگ نہیں جلائے گی پھر ہم صرف اسی کو مسلمان سمجھتے ہیں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کوئی مسلمان سچے دل سے کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لے گا تو اسے آگ نقصان نہیں پہنچا سکتی پس ان کفار نے آگ جلائی اور آپ کو آگ میں ڈال دیا آپ نے آگ میں پہنچتے ہی مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھنی شروع کر دی وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی کفار یہ دیکھ کر حیران رہ گئے سبھی خلوص دل سے مسلمان ہو گئے اس دن دس ہزار کافر مسلمان ہوئے ان میں سے ایک سو افراد نے آپ کی خدمت اختیار کر کے شیخ کامل کے درجے کو پہنچے۔ (سیر الاقطاب، حیات الفرید)

فائدہ:

بطور نمونہ یہ چند حکایات ایسے مضمون کی بیان کی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا مطیع و فرمانبردار بن جاتا ہے ساری مخلوق اس کی خادم بن جاتی ہے۔ کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے کہ۔

بن گئے غلام جیہڑے شاہِ ابرار دے
ویکھ لے نظارے اوہناں پروردگار دے

-----☆☆☆-----

ہنساں ویکھ ترن دیاں ، بگاں آیا چا ڈُب موئے بگ پُڑے ، سِر تل اُپر پا

حل لغات:

* ہنساں: ہنس کی جمع، کونج یعنی کونجیں۔ * ویکھ: دیکھ۔ * ترندیاں: تیرے ہوئے۔ * بگاں: بگ کی جمع یعنی بگلے۔
* آیا چا: خواہش پیدا ہوئی۔ * ڈب: ڈوب۔ * موئے: مرے۔ * بگ: بگلے۔ * پڑے: بیچارے نکلے۔ * سرتل: سر نیچے۔
* اُپر پا: پاؤں اوپر یعنی ڈوب کر مر گئے۔

ہنسوں کو تیرتا ہوا دیکھ کر بگلوں کے دل میں بھی تیرنے کا شوق پیدا ہوا نکلے اور بے وقوف بگلے ڈوب کر مر گئے۔ ڈوبنے کے بعد ان کا سر تلے اور پاؤں اوپر ہو گئے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہنسوں کو تیرتے ہوئے دیکھ کر بگلوں کے دل میں بھی تیرنے کا شوق پیدا ہوا۔ مگر کہاں ہنس اور کہاں بگلے۔ ہنسوں کا اپنا مقام اور شان جبکہ بگلے نکے، کام چور، محنت سے جی چرانے والے ان کا ہنسوں

marfat.com
Marfat.com

سے کیا مقابلہ۔ بہرحال جب بگلے بھی ہنسوں کی طرح پانی میں تیرنے کے لیے داخل ہوئے تو وہ پانی میں ڈوب مرے۔ ڈوب کر جب مر گئے تو ان کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر پانی میں تیرنے لگے۔

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر بیان فرماتے ہیں کہ بگلا صوفیوں کے ہاں منافقت کی علامت ہے جبکہ ہنس کو بابرکت اور مخلص تصور کیا جاتا ہے۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۷۵)

فائدہ:

کیونکہ بگلا جب اپنے شکار پہ حملہ کرتا ہے تو مردانہ وار حملہ نہیں کر دیتا بلکہ ایک ٹانگ پہ کھڑا ہو کر یوں کھڑا ہوتا ہے جیسے اس کا دھیان اپنے شکار کی طرف ہے ہی نہیں بلکہ اسے تو پیٹ پوجا سے دور کا بھی واسطہ نہیں محض محبوب کے تصور میں گم ہے اس نے تو شکار کرنا ہی نہیں ہے بلکہ اسے شکار کی خواہش ہی نہیں مگر جونہی اس کا داؤ چلتا ہے۔ بڑی ہوشیاری سے اپنا کام کر جاتا ہے۔ اس کی اس عادت کو صوفیاء کرام منافقت تصور کرتے ہیں یہ رویہ قطعاً مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اگر شکار کرنا چاہتا ہے تو واضح معلوم ہو کہ یہ شکار کرنا چاہتا ہے۔

ادلے کا بدلہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ساری زندگی دھوکہ کے ذریعے خوراک حاصل کرنے والوں کے سامنے بھی ویسی ہی موت آئی جیسے وہ ساری زندگی شکار کرتے رہے یعنی ساری زندگی خود اوروں کو دھوکہ دیتے رہے مگر انہوں نے جب دیکھا کہ ہنس بھی تو انہیں جیسے ہیں جب ہنس تیر رہے ہیں تو ہم کیوں نہیں تیر سکتے۔ ہم بھی تیر سکتے ہیں اسی ذہنی سوچ کی بنا پر انہیں بھی تیرنے کا شوق پیدا ہوا۔ مگر پانی میں اترتے ہی نکمے اور بے وقوف بگلے اپنی بے وقوفی کی بنا پر ڈوب گئے پانی میں ان کا سر نیچے ہو گیا اور پاؤں اوپر ہو گئے جو کہ ان کے ڈوب جانے کی علامت ہے۔ واضح ہو گیا کہ وہ ڈوب کر جان کھو چکے ہیں۔

فوائد:

اس سے چند فوائد معلوم ہوئے۔

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ اگر کسی کو دھوکہ دو گے تو کسی وقت تم بھی دھوکے کا شکار ہو جاؤ گے۔

(۲) بظاہر اولیاء اللہ وانبیائے کرام ہمارے جیسے نظر آتے ہیں مگر ہم کہاں اور اولیائے کرام اور انبیائے کرام کا مقام رفیع الشان کہاں۔ ہم ان کے مقام تک پہنچنے کی ہمت کب رکھتے ہیں؟ وہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازے جاتے ہیں ہماری ساری زندگی گناہوں کی دلدل میں پھنسی رہتی ہے۔ وہ ہمہ وقت حق تعالیٰ کے فرمان کے مطابق زندگی گزارتے ہیں مگر ہم سے شاید ہی کبھی کوئی ایسا فعل صادر ہو جائے جو حق تعالیٰ کی رضا کا سبب ہو سکے۔ اس لیے ہم جیسے گنہگار اولیاء اللہ اور انبیائے کرام کی عظمتوں کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ محض اپنی خوش فہمی ہے جیسے بگلے خوش فہمی میں مبتلا ہو کر اپنی جان گنوا بیٹھے ایسے ہی اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا سمجھ کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

(۳) اوروں سے مکر کرنے والے بالآخر مکر کی سزا پاتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

(۴) کسی کو دھوکہ دینے والے خود دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۚ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝

(پ ا،سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۹۔۱۰)

فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا۔

(۵) دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے جو دنیا میں اچھے اعمال اختیار کرے گا تو حق تعالیٰ کے قرب سے نوازا جائے گا اور اسے دنیا و آخرت میں انعامات ربانی حاصل ہوں گے اور جو دنیا میں کسی کو تنگ کرے گا کسی کی تکلیف کا باعث بنے گا۔ بالآخر وہ خود اسی میں مبتلا ہوگا۔

(۶) آج اگر کسی کو رلانے کے اسباب پیدا کیے کسی کے لیے کانٹے بچھائے تو انشاء اللہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ایسے ہی اسباب اور کانٹے اس کے لیے بھی پیدا ہو جائیں گے۔ اس لیے آج دوسروں کے لیے آرام وسکون کے اسباب پیدا کرو تاکہ کل تمہارے لیے بھی اللہ تعالیٰ آرام وسکون کے اسباب پیدا کردے۔

مطلب:

اس شعر میں ایک مثال کے ذریعے یہ حقیقت سمجھائی گئی ہے کہ۔

جیسے بگلوں نے ہنسوں کو تیرتے دیکھا تو انہیں بھی تیرنے کا خیال آیا کہ جب وہ تیر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں تیر سکتے ہیں۔ وہ بھی ہمارے جیسے ہی تو ہیں۔ اور ہم ان کی مانند۔ یہ سوچ کر انہیں بھی تیرنے کا شوق ہوا کہ اب ہم بھی تیرتے ہیں۔ اسی سوچ سے مجبور ہو کر جب وہ تیرنے کے لیے پانی میں اُترے۔ چونکہ ہنس تو اڑتے رہتے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے خاص قسم کی جسمانی خصوصیات سے نوازا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ تیرتے تھے **اللہ یعطی من یشاء۔**

اور بگلوں کی جسمانی ساخت ایسی نہ تھی جس وجہ سے وہ پانی میں تیرنے کی بجائے بے وقوف ڈوب کر مر گئے۔ مرنے کے بعد ان کی لاشیں پانی پہ اُلٹی ہو کر تیرنے لگیں۔

مثال:

یہی مثال ہے کہ محبوبانِ بارگاہ حق اور عام آدمی جسم اور جسمانی اعضاء کے لحاظ سے بے شک ایک جیسے ہیں مگر حقیقتاً ایک جیسے نہیں۔ انبیاء کرام اور اولیاء کے ظاہری جسمانی وجود اور عام انسانوں کے ظاہری جسمانی اعضاء میں بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آتا مگر درحقیقت انسانی سوچوں سے بھی زیادہ فرق ہے۔ اس لیے بظاہر جسم کو دیکھ کر اولیاء و انبیاء سے برابری کا دعویٰ ہرگز درست نہیں بلکہ گمراہی ہے۔ رب کائنات کا فرمان ذیشان ہے کہ۔

marfat.com
Marfat.com

الا ان اولیاء اللہ لا خوفٌ علیھم و لا ھم یحزنون۔

خبردار! بے شک اولیاء اللہ کو نہ خوف ہوگا اور نہ ہی حزن۔

کامل صوفیاء اور ناقص:

اس شلوک کی شرح جناب مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ جب دیکھا کہ صوفیان مرد مرفوع الاجازت ہنس خلق اللہ صراط مستقیم کی تعلیم و تلقین کر رہے ہیں تو مرد قال غیر مرفوع الاجازت بگلوں کے دل میں یہ خیال آیا کہ ہم بھی ان کی طرح خلق اللہ کو راہِ خدا کی تعلیم و تلقین کیا کریں۔ اور درجہ بقا باللہ تک پہنچا دیا کریں مگر وہ خود تیرنے والے بگلوں کی طرح سر نیچے اور پاؤں اوپر ہو کر کفر اور گمراہی کے سمندر میں ڈوب گئے۔ اور ان کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبے کیونکہ جس شخص کا وہم اور شرک ہستی دور نہیں ہوا ہے وہ دوسرے کا کیونکر دور کر سکے گا۔ اسی طرح سے جو مرفوع الاجازت فنائے فی اللہ مرشد نہیں ہے وہ خود بخود تعلیم و تلقین کرتا ہے اس سے کسی کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ مرد حال کو اس شلوک میں اس واسطے ہنسوں سے تشبیہ دی ہے کیونکہ وہ دریائے وحدت کو بلا خوف و خطر تیر کر بقا باللہ پر پہنچ چکے ہیں۔ اور مرد قال کو اس واسطے بگلوں سے تشبیہ دی ہے کہ دریائے وحدت کا تیر کر عبور کرنا تو در کنار رہا وہ اس میں داخل ہو کر تیرنا بھی نہیں جانتے ہیں۔ (دیوان فرید، ص ۲۲۱)

فائدہ:

اسی لیے بے وقوف بگلے ڈوب گئے۔ ان کا سر نیچے ہو گیا اور پاؤں اوپر ہو گئے یعنی مر گئے۔ ان کی موت کا سبب ان کا وہ فعل تھا جو انہوں نے ہنسوں کو دیکھ کر ہنس بننے کی کوشش کی۔ بلکہ اوروں کو یہ بتانے کی کوشش کی کہ وہ بھی ہنس ہیں حالانکہ وہ ہنس نہیں۔ ان کی یہی فطرت انہیں لے ڈوبی۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس شلوک کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ریا کار اور دکھاوا کرنے والے کوئی منزل تو کیا حاصل کرتے خود بھی دین و ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں ایسے بزرگ نما دین و ایمان کے لیٹروں سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ کیونکہ ایسے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

مَیں جَانِیَا وَڈھَنس ہے، تاں مَیں کِیا سَنگ   جے جَانَاں بَگ بپُڑا، جَنم نہ بھِڑیں اَنگ

(معارف فریدیہ ۶۷، دیوان فرید، ص ۱۶۰، بول فریدی ۱۶۷)

حل لغات:

★ میں جانیا: میں نے خیال کیا۔ ★ وڈھنس: بڑا ہنس، بڑی کونج، اعلیٰ قسم کی کونج، راج ہنس۔ ★ تاں: صرف اس لیے۔
★ کیا سنگ: ساتھ مل گیا، دوستی لگائی، ساتھ کیا، صحبت اختیار کی۔ ★ جے: اگر۔ ★ جاناں: اگر میں جانتا ہوتا، اگر مجھے پتہ ہوتا اگر مجھے ہوتا۔ ★ بگ: بگلا۔ ★ بپڑا: نکما، بے چارہ۔ ★ جنم: زندگی، پیدائش، ایک زندگی، زندگی بھر۔ ★ نہ بھڑیں: میں نہ ملاتا۔
★ انگ: جوڑ، جسم کا حصہ، تعلق، ناطہ۔

میں نے بگلے کو ہنس راج سمجھ کر اس کی صحبت اختیار کی [illegible] ہو گیا۔ اگر مجھے پہلے ہی صحیح علم حاصل ہو جاتا

marfat.com
Marfat.com

کہ یہ ہنس راج نہیں بلکہ بے وقوف بگلا ہے تو میں پھر پیدا ہونے سے آخر تک ساری زندگی میں کبھی بھی اس کے قریب نہ جاتا۔

مطلب:

دھوکہ وفریب کی قلعی کھولتے ہوئے بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں تو بگلے کو بڑا ہنس سمجھ بیٹھا کیونکہ اس نے شکل وصورت اور اپنا رنگ ڈھنگ بڑے ہنس جیسا اپنایا ہوا تھا۔ اس کی اسی مشابہت کی بنا پر دھوکہ ہوا میں سمجھا کہ یہ بڑا ہنس یعنی ہنس راج ہے میں اس لیے اس کے دھوکہ میں آ گیا میں اس کے بہکاوے میں آ گیا۔ میں دھوکہ کھا کر اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اس کی صحبت اختیار کرتا رہا۔ اس کی اس صحبت کے نتیجے میں مجھ میں بھی بد خصلتیں پیدا ہو گئیں۔ اگر مجھے پتہ چل جاتا۔ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ یہ ہنس راج نہیں ہے بلکہ بیچارہ بگلا ہے بظاہر اس جیسی حالت اور شکل معلوم ہوتی ہے بظاہر جو کچھ میں سمجھ رہا ہوں وہ نہیں ہے مجھے اتنا معلوم ہو جاتا تو میں کبھی بھی اس کے قریب نہ جاتا ہے۔ ساری زندگی اس کے قریب نہ ہوتا۔

دھوکہ لگا:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ ایک عام آدمی کے خیال کی ترجمانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں تو بگلے کی خوبصورتی کو دیکھ کر دھوکہ کھا گیا اور ایسا دھوکہ عام آدمی کھا جاتے ہیں کہ لوگ دیکھتے ہیں کہ بظاہر بہت خوبصورت ہے مگر حقیقتاً باطنی طور پر انتہائی بدصورت ہوتا ہے۔ عام لوگوں کی نظر ظاہر پہ پڑتی ہے ظاہری خوبصورتی دھوکہ دے جاتی ہے۔ جیسے مدنی دور میں منافق کیا کرتے تھے کہ جب مومنوں کے ساتھ ملتے تو کہتے کہ ہم بھی مومن ہیں ہم بھی کلمہ اسلام پڑھتے ہیں۔ ہم بھی نبی کی نبوت کو تسلیم کرتے ہیں مومنوں کے ساتھ ہی نمازیں ادا کرتے، جہاد کرتے، روزے رکھتے، حج ادا کرتے مگر باطنی طور پر وہ مومن نہیں تھے بعض اوقات مسلمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان کی منافقانہ روش سے دھوکہ کھا جایا کرتے تھے اسی طرح سکھوں کی داڑھی دیکھ کر، سر پر عمامہ بندھا دیکھ کر عام بندہ تو دھوکہ کھا جائے تو کھا جائے مگر ان کا لباس اور سر کے بالوں کا انداز دیکھ کر تو عام آدمی بھی ان کی حقیقت سے باخبر ہو جاتا ہے کہ یہ مومن نہیں بلکہ سکھ ہے کیونکہ اس نے سکھوں جیسا لباس پہن رکھا ہے سر پر سکھوں جیسے بال رکھے ہوئے ہیں، داڑھی اور مونچھوں کی کیفیت بھی سکھوں جیسی دور سے ہی پہچان ہو جاتی ہے کہ یہ مومن نہیں سکھ ہے اور یہ مسلمان ہے کیونکہ اس کا لباس، اس کے بالوں کا انداز مسلمانوں جیسا ہے۔ آدمی دور سے ہی پہچان لیا جاتا ہے کہ یہ مسلمان ہے۔

جب لباس بھی مومنوں جیسا بلکہ اولیائے کرام جیسا پہنے ہوئے ہو داڑھی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے مطابق رکھی ہوئی ہو۔ زبان پہ قال اللہ تعالیٰ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ پانچوں وقت کا مؤذن، نماز بلکہ امام صاحب اور واعظ بھی ہو۔ جمعۃ المبارک کے دن بہترین خطیب کے لباس میں بھی نظر آئے ظاہری باتیں اس کی بڑی ہی میٹھی میٹھی اور پیاری پیاری ہوں ایسے حال میں بندے سے مرزائی، احمدی یا دیگر ایمانی دشمنوں کی پہچان مشکل ہو جاتی ہے ایسے حال میں اکثر لوگ دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں مگر جب حقیقت آشکارا ہوتی ہے تو پھر پچھتاوے کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہتا ہے۔ خدارا آج کھرے اور کھوٹے کی پہچان کر لیجئے۔ تاکہ کل کلاں جب قیامت کے روز حقیقت آشکار ہوئی تو اس وقت کا پچھتاوا کسی کام نہ آئے گا۔ آج ایمان کے محافظوں کے رنگ میں ایمان کے ڈاکو بھی دندناتے پھر رہے ہیں ایسے ایمان کے دشمنوں کو آج پہچاننے کی کوشش کیجئے بلکہ دوری اختیار کیجئے۔ اگر ایسا کیا تو انشاء اللہ ایمان محفوظ رہے گا ورنہ ایمان کے دشمن ایمان کا خزانہ لوٹ کر چلتے بنیں گے کہیں پھر نہ کہنا کہ میں تو اسے وہ ہنس سمجھا تھا یعنی میں تو [illegible] سمجھا آج معلوم ہو رہا ہے کہ یہ

marfat.com
Marfat.com

بزرگ یا پیر، یا شیخ، یا غوث، یا قطب یا ابدل وغیرہ کچھ نہیں تھا محض بظاہر ان جیسا اس نے روپ اختیار کیا ہوا تھا جو دھوکے کا سبب بنا۔ فلہذا آج وقت ہے صحیح اور غلط کی پہچان کر، صحیح عالم کی پہچان کر ورنہ صحیح عالم اگر نہیں تو ایسا نام نہاد عالم (کہلانے والا) عالم نہیں بلکہ ظالم ہے۔ ایسے ظالم سے بچ تاکہ تیرا ایمان محفوظ رہ سکے۔ ورنہ پچھتائے گا کہ افسوس میں تو اسے دین کا عالم سمجھا تھا اسی لیے اس کے ساتھ ملا تھا کہ اس کے ساتھ میری دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی مگر میرے ساتھ تو ٹریجڈی یہ ہوئی کہ جسے میں عالم سمجھا تھا وہ عالم نہیں تھا بلکہ ظالم تھا، اپنا نہیں بلکہ بیگانہ تھا، دوست نہیں بلکہ دوست کے رنگ میں دشمن تھا۔ اگر مجھے اس حقیقت سے پہلے آشنائی ہو جاتی کہ یہ تو بے وقوف بگلا ہے تو پھر میں کبھی بھی اس کے قریب نہ جاتا۔

دنیا کے لحاظ سے دھوکہ:

اسی طرح انسان دنیا میں آ کر بھی دھوکہ کھا جاتا ہے کیونکہ جن کے پاس دولت دنیا ہوتی ہے وہ لوگ دولت کی ریل پیل کے باعث ہر قسم کی سہولتوں سے بہرور ہوتے ہیں۔ دنیاوی جاہ وجلال بھی ان کے پاس ہوتا ہے، سکوں کی جھنکار بھی ان کے کانوں میں رس گھولتی رہتی ہے۔ ان کی ٹھاٹھ باٹھ الگ دل لبھاتی ہے دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس کتنی دولت ہے، اسے شہرت بھی حاصل ہے۔ ہر کوئی بظاہر عزت واحترام بھی کرتا ہے۔ اس کی زبان پہ اعتبار اور اعتماد بھی کیا جاتا ہے۔ لوگ اس کے ایک ایک حرف کے بدلے اپنی جان تک قربان کرنے میں خوش بختی تصور کرتے ہیں۔ بعض انسان اس دھوکہ میں آ جاتے ہیں کہ شاید یہ دنیادار شخص ہی حقیقت آشنا ہے۔ اس دنیا اور دنیوی ساز وسامان کو اللہ کی مہربانیاں تصور کرتے ہوئے اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس طرح سے ہم پہ بھی دولت کی دیوی مہربانی ہو جائے گی۔ ہمارے بھی وارے دنیارے ہو جائیں گے۔ جب دنیا اور دنیاداروں کی بے وفائی سے واسطہ پڑے تو تب حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہ کیا ہم کر بیٹھے زندگی کا نہایت قیمتی سرمایہ ہم دنیا اور دنیا داروں سے آشنائی کے بدلے برباد کر بیٹھے۔ اگر ہمیں اس دنیا کی حقیقت معلوم ہوتی اور دنیا والوں کے انجام کی خبر معلوم ہوتی تو ہم ان کے قریب بھی نہ ہوتے اور نہ ہی ان کے فریب اور دھوکے میں آ کر اپنی زندگی برباد کرتے۔

صحبت ناجنس وبد کا دھوکہ:

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

مجھے بگلا بھی بڑا ہنس لگا اس لیے اس کے ساتھ ہو گیا اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ یہ بڑا ہنس نہیں بلکہ بگلا بھگت ہے تو میں زندگی بھر اس سے اپنے جسم کا کوئی انگ بھی ٹکرانے نہ دیتا! (صحبت ناجنس وبد کا دھوکا بہت خطرناک ہوتا ہے۔ (معارف فریدیہ)

وضاحت:

یہی حال ہمارا ہے کہ ہم اس فانی دنیا میں جسے دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس بظاہر بڑی دولت ہے، ہر قسم کی اسے سہولتیں میسر ہیں، جو چاہتا ہے کرتا ہے، جو چاہتا ہے کھاتا پیتا ہے۔ ہم اس کے قریب ہونے کی سعی کرتے ہیں یہ نہیں سوچتے کیا اس دنیا میں تو کفار ومشرکین اور بدمذاہب کو اتنی سہولتیں میسر ہیں کہ عام مسلمان تو اتنی ترقی سوچ بھی نہیں سکتا۔ مگر جو ان کا حشر مرنے کے بعد ہوگا۔ قرآن واحادیث میں خوب بیان کیا گیا ہے۔ آج اچھی سوسائٹی اپنانے کا وقت ہے۔ آج اچھی سوسائٹی اپنا لیجئے۔ خدارا آج غلط سوسائٹی میں پڑ کر اپنی دنیا وآخرت تباہ کرنا تو کم سے کم ہے تب وقت جو پچھتاوا ہے کا اس کی وضاحت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ

marfat.com
Marfat.com

اللہ علیہ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ میں مغالطے میں ہی بگلے کو ہنس زاج سمجھ بیٹھا اسی لیے میں نے اس کی صحبت اختیار کی اگر بگلے کی بے وقوفی سے واقف ہوتا تو کبھی بھی اس کے ساتھ تعلق قائم نہ کرتا۔

بدمذاہب کی دوستی نقصان کا سبب:

اس شعر میں بد مذاہب سے دوستی، ان کے ساتھ تعلقات قائم کرنے، ان کی مجالس میں شریک ہونے، ان کی صحبت اختیار کرنے کی حقیقت واضح کی گئی ہے کہ

(۱) ایسے لوگوں کی صحبت اختیار نہ کی جائے جو نقصان کا سبب بنے۔

(۲) بے وقوفوں کی صحبت نقصان کا سبب ہے۔

(۳) ایسی صحبت میں نہ بیٹھ کہ جس کی وجہ سے پچھتانا پڑے۔

(۴) پچھتاوے کی جگہ سے بچ۔

(۵) بظاہر ایک جیسے نظر آنے والے ضروری نہیں کہ ایک جیسے ہی ہوں۔

(۶) اولیاء کرام وانبیاء کرام سے برابری کا دعوے نقصان کا سبب ہے۔

فائدہ:

بظاہر ایک جیسے نظر آنے والے ضروری نہیں کہ حقیقتاً بھی وہ ایک جیسے ہوں مثلاً انبیائے کرام اولیائے کرام اور عام انسان بظاہر جسم کے لحاظ سے تو ایک جیسے نظر آتے ہیں لازم نہیں کہ جسماً ہمارا ان کی طرح نظر آنا حقیقتاً میں بھی ہم ان جیسے ہوں۔ محض یہی سوچ کر برابری کا دعویٰ کر دینا۔ بے وقوفی کی دلیل ہے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر واضح کیا گیا ہے کہ تمام انسان حقیقتاً ایک جیسے نہیں ہیں اس لیے انبیائے کرام اور اولیائے کرام سے برابری کا دعویٰ غلط اور بے بنیاد ہے۔

مثلاً نبی کریم ﷺ کی شان مبارک اور ہم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں مبارک بظاہر دیکھنے کے لحاظ سے تو عام انسانوں جیسی ہی ہیں مگر حقیقتاً تو ایک جیسی نہیں۔ ہماری انگلی کے اشارے سے تو ہماری ناک پہ بیٹھی مکھی نہیں اڑتی، مچھر بھی نہیں اڑتا جبکہ مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارے سے چاند ٹوٹ کر جڑ گیا۔ ڈوبا ہوا سورج واپس مڑ آیا وغیرہ۔

ہمارا بھی جسم ہے بظاہر مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی جسم اطہر ہے بظاہر دنیوی نظر کے دیکھنے کے لحاظ سے کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا مگر کہاں ہمارا جسم کہاں مدنی تاجدار کا جسم اطہر، ہمارا جسم کہاں تک پرواز کر سکتا ہے یہ بھی غور فرمائیے اور مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر تو معراج کی رات کہاں تک پہنچا ہم سوچنے سے بھی قاصر ہیں۔ جسم مبارک تو رہا جسم مبارک بلکہ آپ کے جسم اطہر سے نسبت رکھنے والے نعلین مبارک کی دھول کے لیے عرش اعظم نے بے قراری کا اظہار کیا۔

اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ

سر پہ رکھنے کو جو مل جائے نعلین پاک حضور

[illegible]

marfat.com
Marfat.com

مدنی تاجدار کے وضو مبارک کا جسم سے مس کیا ہوا پانی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تبرکاً حاصل کرنے کے لیے بے چین ہو جائیں کہ کاش ہمیں ایک قطرہ ہی حاصل ہو جائے اور جب ہم وضو کرتے ہیں تو مستعمل پانی کی کیا حقیقت ہے۔ ذرا غور تو فرمائیے۔ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہوں تو ان کی کیفیت اور مگر ہم تو نیستی کے مارے سو جائیں تو ہم دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو انشاء اللہ تفصیلات فیضان العرفان دورہ تفسیر القرآن میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ فقط طالب دُعا الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی۔

فائدہ:

اسی طرح جملہ امور میں مدنی تاجدار کی ذات گرامی میں غور فرمائیے اگر ایمان کا ذرہ بھی موجود ہوا تو انشاء اللہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ ورنہ غفلت شعاروں کے لیے تو دفتروں کے دفتر بھی بے سود ہیں۔ حق تعالیٰ حقائق سمجھنے اور ان کے مطابق عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جب چلہ معکوس ادا کرنے کے لیے کنوئیں میں لٹکے تو بھیڑیں بکریاں چرانے والے چرواہے نے کہیں آپ کی یہ حالت دیکھ لی۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو اس حالت میں دیکھا تو وہ بھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح لٹک گیا غالباً اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے متعلق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں نے تو اسے راہِ حق کا سالک سمجھ کر اس کی صحبت اختیار کی تھی سوچا تھا کہ یہ بھی ریاضت کرتے کرتے اس نے یہ منزل حاصل کی۔ اس کا عشق نہایت دیرینہ ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس کا عشق خدا جو مجھے معلوم ہو رہا ہے محض مجھے ہی دیکھنے سے ہوا ہے۔ تو میں اس کے ساتھ صحبت و محبت اختیار نہ کرتا کیونکہ لمحہ بھر میں آسانی سے عشق خدا میں آ کر وصل حق کا طالب ہے۔ اگر اسے حاصل ہو گیا تو اس سے کما حقہ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ مخلوق خدا اس سے فیض یاب نہ ہو سکے گی۔ جیسے میلے کچیلے کپڑے کو رنگ کیا جائے تو اسے صحیح رنگ نہیں چڑھتا بلکہ اس میں داغ دھبے رہ جاتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا وصل دستِ بیعت کے بغیر اور صحیح تعلیم مرفوع الاجازت مرشد، قلبی صفائی اور تینوں فنائے تامہ کے بغیر بڑا مشکل امر ہے۔ محض دیدار اور چیز ہے اور وصل اور چیز ہے۔ ان دونوں امور میں بہت زیادہ فرق ہے۔ یکدم حق تعالیٰ کا دیدار ہو جانا نادر اور وہب الٰہی ہے۔ جبکہ مسلسل جہد اور ریاضت سے حاصل ہونے والا وصل قائم رہنے والا اور مؤثر ہوتا ہے۔ جبکہ اچانک ملنے والے دیدار کی یہ خصوصیت نہیں ہوتی۔ (خلاصہ از دیوان فرید، ص ۱۶۲۔۱۶۱)

صاحب مرشد اور بے مرشد:

جناب مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب لکھتے ہیں کہ

آپ نے صاحب مرشد کی فضیلت اور بے مرشد کی حقارت کا ذکر فرمایا ہے اس واسطے عیالی (چرواہا) کو بے چارے بگلے سے تشبیہ دی اور غیر جنس سمجھ کر اس کی صحبت سے نفرت ظاہر کی جو کہ از روئے شریعت اور طریقت عین واجب تھی۔ (دیوانِ فرید، ص ۱۶۲)

فائدہ:

پس معلوم ہوا کہ غیر جنس سے قرب حاصل نہیں کرنا چاہیے نقصان کا سبب بن سکتا ہے فلہٰذا اللہ والوں سے محبت کرنی

marfat.com
Marfat.com

چاہیے اور اللہ والوں سے محبت کرنے والوں سے ہی قرب حاصل کرنا چاہیے اور جو لوگ اللہ والوں کی توہین اور اللہ والوں سے نفرت دلانے اور دل آزاری پہ مبنی وعظ و تقاریر کرتے رہتے ہوں اللہ والوں سے قرب کی بجائے دور رہنے اور بچنے کے متعلق تحریریں لکھتے شائع کرتے رہتے ہیں ان کی مجلس، محفل کے قریب بھی نہیں جانا چاہیے کیونکہ یہ ایمان کے ضائع ہونے کا سبب ہو سکتا ہے اعمال کے برباد ہونے کا باعث ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص چہرے مہرے کے لحاظ سے کیسا ہی معلوم ہو۔ ان کی مجالس سے بچنے میں ہی عافیت ہے۔

باطنی نتیجہ:

جناب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اس وجود یا نفس کو پائیدار سمجھ کر اس کے ساتھ محبت کی تھی اور نشہ جوانی میں مست ہو کر موت کو بھلا رکھا تھا اگر میں اس کو بے چارہ مکار بگلا سمجھتا اور فانی خیال کرتا تو اس کے ساتھ صحبت اور محبت نہ کرتا خواہ یہ کیسا ہی بگلے کی طرح دنیا کی نعمتوں اور خواہشات نفسانی کی مچھلیوں کے کھانے کے واسطے تاک لگائے کھڑا رہتا۔

(دیوان فرید، ص ۱۶۲)

فائدہ:

یہ نفس مکار جیسی چاہے چالبازی اور مکاری سے کام لیتا میں اسے ہر وقت راہِ حق میں معروف رہ کر مسلسل جدوجہد اور ریاضت کے ذریعے ذلیل و خوار کرتا رہتا جو یہ چاہتا میں اسی کے خلاف کر کے اسے زچ کرتا رہتا ہے اس طرح اس سے دوری اختیار کرتا جو رب تعالیٰ کے قرب کا سبب بنتا۔

آپ کے اس شلوک میں نفس کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور روح کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔

صحبت کا اثر:

اس شلوک میں صحبت کا اثر بھی بیان کیا گیا ہے کہ اچھی صحبت کا نتیجہ اچھا نکلتا ہے اور بری صحبت نقصان کا سبب بنتی ہے۔

اچھی سبزی میں تھوڑی سے کیڑوں والی سبزی رکھ دیں تو تھوڑی ہی دیر میں اچھی سبزی میں بھی کیڑے پڑ جاتے ہیں۔

پھول تھوڑی دیر کپڑے کے پلے میں باندھ دیں تو تھوڑی دیر بعد کھول لینے سے پھولوں کی خوشبو اس کپڑے میں اثر کر جاتی ہے۔

یہی حال صحبت کا ہے اچھی صحبت انسان کو اچھا بننے میں مدد دیتی ہے اور گندی صحبت انسان کو بگاڑ دیتی ہے۔

-----☆☆☆-----

کیا ھنس کیا بگلا جاں کو نظر کرے　　　جے تس بھاوے اوہ فریدا، کاگوں ھنس کرے

(دیوان فرید، ص ۱۶۳)

حل لغات:

★ کیا: کلمہ استفہام، چہ، آیا، خواہ، کتنا، استفہام انکاری یعنی کون۔ اظہار عظمت کے لیے، برائے نفی، برائے تحسین و آفرین، کراہت و نفرت کے لیے، کیوں، کس لیے، تعجب کے لیے، برائے کثرت۔ ★ ھنس: کونج، ایک طرح کی بطخ۔ ★ جان: روح، زندگی، طاقت، حوصلہ، جوہر، عطر، نہایت عزیز اور پیاری چیز، خوش یا بزرگوں کے لیے تعظیم اور پیار کا کلمہ۔ ★ جان کو نظر کرے:

marfat.com
Marfat.com

جان پیش کرے۔ ★ جے: اگر۔ ★ تس: تجھ، محبوب حقیقی مراد اللہ تعالیٰ۔ ★ بھاوے: پسند آئے۔ ★ اوہ: وہ، وہی۔ ★ کاگوں: کوے سے۔ ★ ہنس کرے: ہنس کردے۔ ★ جاں کو: جب کوئی۔

کیا ہنس اور کیا بگلا؟ اگر اللہ تعالیٰ کی نظر کرم ہو جائے تو اے فرید! اگر وہ تجھے پسند کرے تو پھر وہ اپنی قدرت کاملہ سے کوے سے ہنس کردے۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پہ بندے کا یقین کامل ہونا چاہیے۔ وہ جو چاہے کرے اسے روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں وہ اللہ علی کل شیءٍ قدیر ہے۔ سب کچھ مالک وخالق کی قدرت میں ہے اسی حقیقت کی ترجمانی بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس شعر میں بیان کی ہے کہ کیا ہنس اور کیا بگلا۔ ان کی صفات اپنے اپنے مقام پر ان سے انکار نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نظر کرم ہو جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو پسند آ جائے تو پھر وہ تمام قدرتوں کا مالک کوے سے ہنس کردے یعنی کوے جیسی صفات دور کر کے اپنی بخشش وعطا کی صفاتِ کاملہ سے ہنسوں جیسی صفات پیدا کر دے۔ جسے چاہتا ہے وہ کاگ یعنی کوا سے ہنس کر دیتا ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

قدرتِ کاملہ:

اس شلوک میں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا تذکرہ کیا ہے آپ بیان فرماتے ہیں کہ کیا ہنس راج؟ یعنی ہنس راج اپنے مقام پر بگلا بگلا اپنے مقام پر اس کی مکاری چالبازی اپنے مقام پر۔ اس کی بے وقوفی اپنے مقام پر خواہ جیسا بھی کوئی ہو جو اللہ تعالیٰ کو بھا جائے۔ جس پر رب کائنات کا فضل وکرم ہو جائے۔

عنایات ربانی جس کے ساتھ شامل حال ہو جائیں اس کے نصیبوں کا کیا کہنا۔ وہ مالک ہے وہ خالق ہے، وہ اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔ اسے تمام قدرتیں حاصل ہیں چاہے تو بگلا تو دور کی بات ہے۔ کوے سے بھی ہنس کر دے۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے وہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس لیے اس سے اس کا فضل وکرم ہی طلب کرنا چاہیے۔

(۱) اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (پ ۱، البقرہ ۱۰۶)

کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (کنزالایمان)

(۲) اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (پ ۱، البقرہ ۱۰۹)

بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (کنزالایمان)

(۳) اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (پ ۲، البقرہ ۱۴۸)

بے شک اللہ جو چاہے کرے۔ (کنزالایمان)

(۴) بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ○

(پ ۱، البقرہ آیت نمبر ۱۱۷)

نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور [illegible] فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً

marfat.com
Marfat.com

ہو جاتی ہے۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہے ہر شے پہ اللہ تعالیٰ کا کنٹرول ہے مگر اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت پہ کسی کا کنٹرول نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ فضل وکرم کردے گناہوں کو بخش دے تو اسے بخشش سے کوئی نہیں روک سکتا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور محبوب اولیائے کرام کی سفارش اور دعا قبول فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہو جائے تو گنہگار سے گنہگار شخص کو بھی بخش دیتا ہے بلکہ گنہگاروں کے گناہوں کو بھی نیکیوں سے بدل دینے کی قدرت رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

(۵) **یبدل اللّٰہ سیأتھم حسنت**

اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔

گناہوں کو بخشا بلکہ گناہوں کو نیکیوں سے بدلنا یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہے۔

(۶) **ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء**

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے جس کو چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے۔

اللہ بخشنے والا ہے:

وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ○ (پ۱، البقرہ ۵۸)

کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں۔ (کنز الایمان)

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ○ (پ۱، البقرہ ۵۴)

بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ (کنز الایمان)

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰۗىِٕكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ○ (پ۲، البقرہ ۱۶۰)

مگر وہ جو توبہ کریں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان (کنز الایمان)

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○ (پ۲، البقرہ ۱۷۳)

بے شک اللہ بخشنے والا مہربان

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

اللہ تعالیٰ علی کل شیء قدیر ہے تواب ہے غفورٌ رَّحیم ہے۔ اگر کوئی سچے دل سے توبہ کرے یہی اللہ تعالیٰ بخشہار ہے بخش دیتا ہے۔ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے بہر حال جو اللہ تعالیٰ کو بھاجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل وکرم کرے تو خطا کار سے خطا کار انسان کو بھی بخش دے گنہگار سے گنہگار انسان کو پلک جھپکنے کی دیر سے پہلے بخش دے۔

کاگوں ھنس کرے:

کاگ یعنی کوے سے آپ کی مراد گنہگار خطا کار اور سیاہ کار انسان ہے۔ گویا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بخشش فرمانے پہ آجائے تو گناہوں کی دلدل میں دھنسے ہوئے انسان کو بھی آناً فاناً بخش دے، انتہائی بدکار انسان کو بخش دے، معمولی سے معمولی کام پر بخشش کے مژدہ سے نواز دے۔

فائدہ:

چونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی بخشش کا بیان ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ یہاں توبہ کے متعلق بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات پیش کردیئے جائیں۔ جب انسان توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ عام گناہ بخش دیتا ہے۔

توبہ کے متعلق بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات:

توبہ کی اقسام: بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اے درویش! توبہ چھ قسم کی ہوتی ہے۔

(۱) دل کی توبہ (۲) زبان کی توبہ (۳) کان کی توبہ (۴) ہاتھ کی توبہ (۵) پیر کی توبہ (۶) نفس کی توبہ

توبہ سے گناہ ختم ہوجاتے ہیں:

فرمایا: کہا گیا ہے کہ

التائب من الذین یکن لاذنب له

یعنی آدمی توبہ کرتا ہے تو وہ گناہ سے ایسے پاک صاف ہوجاتا ہے کہ گویا کبھی گناہ اس سے سرزد ہی نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے متقی اور تائب دونوں ایک ہی صف میں آجاتے ہیں۔ (اسرار الاولیاء فصل ۴)

دل کی توبہ:

فرمایا اے درویش! جب تک توبہ دل سے نہ کرو گے اور زبان سے اقرار نہ کرو گے تو توبہ درست نہ ہوگی۔ اس واسطے کہ جب تک کوئی دل کو دنیا اور اس کی لذتوں اور اس کی دوستی سے اور حسد وفحش ریا اور لہو ولعب کی گندگیوں سے صاف نہ کرلے گا اور سچائی کے ساتھ ان معاملات سے تائب نہ ہوگا اس کی توبہ توبہ نہ ہوگی جیسے کوئی گناہ کرتا جائے اور توبہ بھی کرتا جائے۔ تو وہ توبہ نہ ہوگی۔ اپنی خواہش نفسانی کے مطابق گناہ کرنے اور پھر توبہ کرے تو اس طرح کی توبہ درست نہ ہوگی جب تک کوئی دل کو کھوٹ سے باہر نہیں نکالے گا اور تمام خراب معاملات کو پورے طور پر دل سے دور نہیں کرے گا اس کی توبہ درست نہیں ہوگی۔ (اسرار الاولیاء فصل ۴)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

فرمایا اے درویش! اصل توبہ دل سے ہے اگر سو ہزار مرتبہ زبان سے توبہ کرو لیکن جب تک دل سے اس کی تصدیق نہ کرو گے وہ توبہ ہرگز درست نہیں ہوگی اس لیے ضروری ہے کہ زبان سے اقرار کرنے کے ساتھ دل سے بھی تصدیق کی جائے۔

(اسرارالاولیاء فصل ۴)

بندہ اور اللہ کے درمیان پردہ:

فرمایا اے درویش! بندہ اور مالک کے درمیان جو پردہ ہے وہ دل کی آلائش اور گندگیوں کی وجہ سے ہے جب یہ سب دور ہو جاتا ہے اور اپنے دل کو توبہ کر کے پاک صاف کر لیتا ہے تو پھر مالک اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہتا ہے پس اے درویش! یہی دنیاوی مشغولیت دل کی آلائش اور گنہگاری ہے اس لیے تو دل کو تمام خواہشات اور رغبتوں سے پاک رکھتا کہ پردہ درمیان سے اٹھ جائے اور لذات و شہوات کے بجائے مشاہدہ اور مکاشفہ کے مقام پر پہنچ جائے۔ (اسرارالاولیاء فصل ۴)

زبان کی توبہ کا طریقہ:

فرمایا: زبان کی توبہ یہ ہے کہ ہر نامناسب کلمہ سے زبان کو دور رکھو اور بیہودہ گفتگو نہ کرو۔ اور واہیات گفتگو سے توبہ کرو اور دوسری صورت یہ ہے کہ وضو کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھو اور قبلہ رو ہو کر بیٹھ جاؤ اور التجا کرو کہ خداوندا، میری اس زبان کو بُری بات کہنے سے باز رکھ اور اس کی توبہ قبول کر اور آئندہ اپنے ذکر کے سوا کوئی بات زبان سے نہ نکلنے دے اور ایسی واہیات باتیں جس میں تیری رضامندی نہ ہو میری زبان سے نہ نکلیں۔ (اسرارالاولیاء فصل ۴)

حکایت:

شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے درویش! ایک روز اللہ والوں میں سے ایک صاحب کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کسی شخص کے آنے کے متعلق پوچھا کہ فلاں آیا ہے پھر خود ہی دل میں سوچا کہ یہ کیا بات وہ کہہ گئے۔ اس ایک بات کے کفارہ میں تیس سال تک لوگوں سے بات نہ کی۔ پھر شیخ الاسلام نے پرنم آنکھ سے یہ دو مصرعے پڑھے۔

در کام زبان ہست دشمن جان
گر جاں بکار آید ہوشدار زبان

منہ میں زبان جان کی دشمن ہے اگر تمہیں جان سے کام ہے تو زبان سے ہوشیار رہو۔ (اسرارالاولیاء فصل ۴)

آنکھ کی توبہ:

آنکھ کی توبہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہا دھو کر صاف ستھرے ہو پھر دو رکعت نفل نماز ادا کرو۔ اور قبلہ رو ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر التجا کرو علاوہ کوئی نامناسب چیز نہیں دیکھوں گا۔ (اسرارالاولیاء فصل ۴)

فرمایا بار بار آنکھ کو تمام ممنوعات اور خواہشات سے پاک رکھو تاکہ آنکھ کی توبہ قبول ہو۔ اس لیے کہ یہی آنکھ انسان کو خدا کے حضور تک پہنچاتی ہے اور یہی آنکھ انسان کو معصیت میں پھنسا دیتی ہے انہی کی بدولت نعمت حاصل ہوتی ہے کوشش کرے اور ہمیشہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھے تاکہ تباہ نہ ہو۔ (اسرارالاولیاء فصل ۴)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

فرمایا: اے درویش! آنکھ کی توبہ کئی قسم کی ہے ایک تو حرام نہ دیکھنے کی توبہ دوسرے اگر کسی مسلمان بھائی کے متعلق کسی کو غیبت کرتے دیکھ لے تو اس سے توبہ کرے کہ کیوں دیکھا اور پھر جو دیکھا اس کو بھی کسی سے کہنا نہیں چاہیے تیسرے جب کسی کو ظلم کرتے ہوئے دیکھ لے تو اپنی آنکھ کو ملامت کرے کہ کیوں اس ظلم کو دیکھا اس کے بعد توبہ کرے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۴)

کان کی توبہ:

کان کی توبہ یہ ہے کہ تمام نامناسب باتوں کے سننے سے توبہ کرے اور کوئی بیہودہ بات نہ سنے اس وقت اس کی توبہ توبہ ہوگی پھر فرمایا اے درویش! انسان کو سننے کی طاقت اس لیے دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سنے اور جس جگہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے اسے کان میں محفوظ رکھے کہ کیا حکم باری تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس لیے اسے سننے کی طاقت نہیں دی گئی کہ ہر جگہ گالی گلوچ، ہنسی ٹھٹھا مخول گانا بجانا اور نوحہ وشیون کی آواز سنتا پھرے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص مذکور بالا چیزوں کو سنے گا اور کان میں رکھے گا قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۴)

ہاتھ کی توبہ:

فرمایا کسی نہ پکڑنے کے لائق چیز کو ہاتھ میں نہ پکڑے اور تمام نامناسب چیزوں کے پکڑنے سے توبہ کرے۔

پیر کی توبہ:

پانچویں پیر کی توبہ ہے جس میں نامناسب جگہ جانے سے توبہ کی جائے اور اس کی خواہش پر پیر باہر نہ نکالے تاکہ اس کی توبہ توبہ ہو۔

حکایت:

فرمایا: اے درویش! خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سفر کر رہے تھے سفر کرتے ہوئے وہ ایک بیابان میں پہنچ گئے جہاں ایک غار میں ایک بزرگ اور صاحب نعمت درویش سے ان کی ملاقات ہوگئی۔ اس درویش کا ایک پاؤں باہر تھا اور ایک پاؤں غار کے اندر اور دونوں آنکھیں ہوا میں غار کے باہر پیر کٹا ہوا پڑا تھا خواجہ ذوالنون ان کے اور نزدیک ہو گئے اور سلام کے بعد انہوں نے پوچھا کیا بات ہے جو اس پیر کو آپ نے کاٹ دیا انہوں نے جواب دیا کہ اے ذوالنون میرا قصہ بڑا طویل ہے لیکن پیر کٹنے کا حال البتہ سن لو۔ ایک روز غار سے باہر نکلا ہوا تھا ایک عورت کسی ضرورت سے غار کے سامنے سے گزری خواہش نفسانی نے تقاضا کیا اسی وقت اس عورت کو پکڑنے کے لیے میں نے اس پیر کو باہر نکالا وہ عورت میرے سامنے سے لاپتا ہوگئی فوراً میں نے اس پیر کو کاٹ کر باہر پھینک دیا پس اے درویش! آج چالیس برس ہو گئے کہ میں ایک پیر پر کھڑا ہوں اور شرم وندامت سے حیران ہوں کہ کل قیامت کے دن کیا جواب دوں گا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۴)

نفس کی توبہ:

فرمایا: جس نے نفس کو تمام لذیذ غذا، شہوت اور خواہشوں سے دور رکھنا چاہیے اور ان تمام چیزوں سے توبہ کرنا چاہیے اور خواہش نفسانی کے مطابق کام نہیں کرنا چاہیے۔ نص کلام اللہ اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص خواہش نفس سے اپنے کو روکے گا وہ

marfat.com
Marfat.com

بہشتی ہے اور اس کی جگہ بہشت ہے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۴)

فائدہ:

فرمایا اے درویش! توبہ کی (زمانے کے لحاظ سے) تین قسمیں ہیں (۱) حال (۲) ماضی اور (۳) مستقبل

(۱) حال یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں پر جو اس نے کیا نادم اور پشیمان ہو۔

(۲) ماضی وہ ہے کہ اپنے دشمن اور مخالفین کو خوش کر دے اور اگر کسی کا ایک دو درہم اس نے غصب کیا ہے تو واپس کرے صرف توبہ سے توبہ نہ ہوگی۔ اور اگر کسی نے بُرا بھلا کہا ہے تو اس سے معذرت کرے اور معافی مانگے اور اگر وہ شخص جس کو اس نے بُرا بھلا کہا ہے مر گیا ہو تو اس کی طرف سے غلام آزاد کر دے اور اس نے اگر کسی کی بیوی یا کنیز کے ساتھ بدفعلی کی ہے اس کے لیے معذرت طلب کرنا تو بدتر از گناہ ہوگا۔ اس لیے ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اسی کے سامنے توبہ کر کے معافی چاہے۔ اس سے مقصود یہ ہوگا کہ توبہ کرنے کے وقت وہ اپنے گناہ کی معافی چاہے۔

(۳) مستقبل وہ ہے کہ پکی نیت کر لے کہ اب اس کے بعد گناہ کی طرف نہیں لوٹے گا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۴)

فائدہ:

جب انسان سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ تمام گناہ ہی بخش دیتا ہے۔ بلکہ توبہ کرنے والا شخص متقی کے برابر ہو جاتا ہے یعنی گناہوں سے ایسے پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں بلکہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو جائے تو گناہ نیکیوں میں بدل دیے جاتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو جائے تو معمولی معمولی نیکی سے نہ صرف گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے بلکہ قدرت کاملہ سے گنہگار کو بھی اس کے تمام گناہ آناً فاناً معاف کر دیے جاتے ہیں بلکہ اسے انعامات سے بھی نواز دیا جاتا ہے۔

توبہ اور عبادت

میں کہاں تیرے سمجھاون نوں کر توبہ توں بخشش پاون نوں
ایہہ حیلا جنت جاون نوں حق لا الہ الا اللہ
جے توبہ دے در آویں گا تاں رب دی بخشش پاویں گا
دوزخ کولوں بچ جاویں گا حق لا الہ الا اللہ
کر پچھلیاں یاد گناہاں نوں چھڈ دے بدیاں دے راہاں نوں
کر توبہ منگ پناہاں نوں حق لا الہ الا اللہ
وچ مسجد حاضر ہو ہو کے دل توبہ دے نال دھو کے

marfat.com
Marfat.com

منگ رب توں بخشش رو رو کے — حق لا الہ الا اللہ
اُٹھ فجر نوں اکھیاں کھوں ذرا — حق حق دے آواز بول ذرا
چھڈ دنیا والے رول ذرا — حق لا الہ الا اللہ
کڈھ دل وچوں حسد کینے نوں — پا رب دے نور خزینے نوں
کرراضی شاہِ مدینے نوں — حق لا الہ الا اللہ
ایہہ حسد تیری جڑ پٹ دا ہے — تاں تیرا رتبہ گھٹ دا ہے
شیطان تیرے وچہ وسدا ہے — حق لا الہ الا اللہ
ایہہ شوق توں پاک نظارے دا — کر ذکر درود پیارے دا
ذر گھٹ دا حشر دیہاڑے دا — حق لا الہ الا اللہ

(گلشن رنگیلا، ص ۶۸)

-----☆☆☆-----

کندھی اُتّے رُکھڑا، کچرک بنّھے دھیر — فریدا کچّے بھانڈے رکھیئے، کچر تائیں نیر

حل لغات:

★ کندھی: کھدھی، دریا کا کنارہ۔ ★ اُتّے: کے اوپر۔ ★ رُکھڑا: رُکھ، درخت، چھوٹا سا درخت۔ ★ کچرک: کتنا چر، کتنی دیر تک۔ ★ بنّھے: باندھے۔ ★ دھیر: ہمت، حوصلہ، ثابت قدمی۔ ★ کچے بھانڈے: ناپختہ برتن کچے برتن۔ ★ کچر تائیں: کتنی دیر تک۔ ★ نیر: پانی، آنسو۔

مطلب:

دریا کے کنارے کھڑا چھوٹا سا درخت کتنی دیر تک ہمت سے کام لے کر پانی کا مقابلہ کرے گا بالآخر وہ تباہی کا شکار ہو جائے گا۔ اسی طرح مٹی کے کچے برتن کب تک باقی اور قائم رہ سکتے ہیں بالآخر مٹی کے کچے برتنوں نے ٹوٹنا ہی ہے۔

بالکل یہی حال دریا کے کنارے کھڑے چھوٹے سے درخت کی طرح دنیا اور انسانی زندگی کا ہے۔ دنیا فانی ہے۔ اس دنیا میں پیدا ہونے والی ہر شے کے لیے قانون ربانی کل نفس ذائقة الموت اٹل ہے اس سے کسی کو مفر نہیں۔ یہ دنیا اور دنیا کی ہر شے فانی ہے اس کی زندگی عارضی ہے۔ اس لیے اس نے ہر حال میں ختم ہو جانا ہے۔ اس لیے اس دنیا کی کسی چیز اور دنیوی زندگی پہ انسان کو بھروسہ کر کے آخرت سے غافل نہیں ہو جانا چاہیے۔ بلکہ حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ حقائق سے آشنائی حاصل کر کے وحدہٗ لاشریک ذات جو حیّ وقیوم ہے۔ اس کے ساتھ لو لگانی چاہیے۔

marfat.com
Marfat.com

دریا کے کنارے ایک چھوٹا سا درخت کھڑا ہے اور دریا کا کنارہ تھوڑا تھوڑا کر کے ٹوٹتا جا رہا ہے۔ کتنا عرصہ ایسی صورت حال کا مقابلہ وہ چھوٹا سا درخت کا پودا کرتا رہے گا بالآخر وہ درخت گر جائے گا۔ محض حوصلے کے سہارے کب تک ایسے حالات کا مقابلہ کرتا رہے گا یہی مثال انسان کی ہے کہ انسان کی زندگی اسی کی مانند ہے ایک ایک سانس کم ہوتی جا رہی ہے انسان کے پاس جو سانسوں کا خزانہ ہے وہ کم ہوتا جا رہا ہے حتیٰ کہ ایسا لمحہ دور نہیں کہ جب سانسیں ختم ہو جائیں گی اور انسانی زندگی کا پودا بھی دھڑام سے زمین بوس ہو جائے گا۔

دوسری مثال :

اسی ایک ہی شلوک میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے انسانی زندگی کی ناپائیداری کو ایک دوسرے طریقے سے یوں بیان کیا ہے کہ انسان کی زندگی پائیدار نہیں بلکہ ناپائدار ہے اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے جیسے مٹی کے کچے برتن کب تلک ٹوٹنے سے محفوظ رہ سکتے ہیں آخر ہی ٹوٹنا ہے یہی حال دنیا اور دنیا و مافیہا کی ناپائیداری کا ہے دنیا و مافیہا کو آخر فناہ ہے۔ کوئی نہ سمجھے تو نہ سمجھے یہ اس کی اپنی ناسمجھی کا قصور ہے۔ اس نے ٹوٹنا ہے اور ہر حال میں ٹوٹنا ہے۔

دنیا کی بے ثباتی

تینوں پتہ نہ سوھنیاں لگدا ہے — سر موت نقارا وجدا ہے
جو گھڑیا اک دن بھجدا ہے — کہہ لا الہ الا اللہ
پھر ویکھو یاری یاراں دی — جد بھیڑ پئی تلواراں دی
روح تنگ ہووے بدکاراں دی — کہہ لا الہ الا اللہ
اوتھے نیک عمل دی لوڑ میاں — نہ زر زینت نہ زور میاں
نت یاد کرنیدی گور میاں — کہہ لا الہ الا اللہ
ایہہ نخرہ ناز نہ رھناں ہے — سدا مجلس وچ نہ بہناں ہے
اسیں روز نہ تینوں کہناں ہے — کہہ لا الہ الا اللہ
اج کردا موج بہار میاں — تینوں بھل گیا سر جہار میاں
ذرا نظر اگے ول مار میاں — کہہ لا الہ الا اللہ
جیہڑا جوبن رنگ وکھاندا اے — اک پلک اندر چھڈ جاندا ہے
پھر ویلا ھتھوں جاندا ہے — کہہ لا الہ الا اللہ

marfat.com
Marfat.com

سدا باغ نہ بلبل مور میاں　　سدا نہیں جوانی زور میاں
سدا ہست الست نہ توڑ میاں　　کہہ لا الہ الا اللہ
اس دنیانوں کی کرنا ہے　　سب چھڈ پیارا مرنا ہے
جو اپنا کیتا بھرنا ہے　　کہہ لا الہ الا اللہ
اج مجلس لا لا بہندا ہیں　　سدا مست شرابی رہندا ہیں
نہ اللہ اللہ کہندا ہیں　　کہہ لا الہ الا اللہ
تینوں یاد خیال نہ اوھندا ہے　　ہر دن دا گھاٹا پیندا ہے
نئیں جھوٹھ رنگیلا کہندا ہے　　کہہ لا الہ الا اللہ

(گلشن رنگیلا، ص ۶۷)

-----☆☆☆-----

فریدا محل مسکّن رہ گئے ، واسا آیا تل　　گوراں سے نمانیاں بہسن روحاں مل
آکھیں شیخاں بندگی ، چلّن اج کہ کل

حل لغات:

★ محل: منزل، قصر، موقع، وقت، ملکہ، بیگم۔ ★ مسکن: گھر، رہنے کی جگہ، مکان۔ ★ رہ گئے: چھوٹ گئے۔ ★ واسا: آبادی، بسیرا۔ ★ تل: تلے، نیچے، قبروں میں۔ ★ گوراں: قبریں، قبروں۔ ★ سے: بہت سی، کافی ساری۔ ★ بہسن: بیٹھیں گی۔ ★ اج: آج۔ ★ بندگی: عبادت۔ ★ روحاں: روحیں۔ ★ مل: قبضہ کر کے، ملکیت بنا کر۔ ★ آکھیں: جا کر کہنا۔ ★ کہ: کئی معنی ہیں مگر یا کے معنی میں ہے۔ ★ نمانیاں: نمانی کی جمع، عاجز، کمزور، بیچاریاں۔ ★ شیخاں: شیخ کی جمع، بوڑھے آدمی، پیر، مرشد، مذہبی علوم میں فائق، پیشوا، سجادہ نشین، مسلمانوں کی ایک ذات ★ کل: گزرا ہوا دن، آنے والا دن ★ چلن: چلنا رخصت ہونا۔

مطلب:

اے فرید! محل، مکان، ٹھکانے خالی رہ گئے کیونکہ ویرانے قبرستان میں بسیرا کرنا پڑا بے شمار عاجز روحوں کی قبروں میں دفن کیا جائے گا۔ کمزور اور عاجز روحیں ان قبروں میں رہیں گی ان ویرانوں میں رہنے کے متعلق کبھی سوچا بھی نہ ہوگا سجادہ نشین، پیشوا، مرشد اور شیخ قسم کے لوگوں کو جا کر بندگی کہنا یعنی عبادت کر لیں یہی لحات ہی غنیمت جانیں۔ کیونکہ آج یا کل چلے جانا ہے۔ آخری مصرعہ یعنی آکھیں شیخاں بندگی چلن اج کہ کل کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اے مشائخ کہلانے والو! اے مخلوقِ خدا کی پیشوائی کرنے والو! لوگوں کو بندگی کی دعوت دو کیونکہ آج یا کل چلے جانا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

روحوں کی آپس میں ملاقات:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عاصم مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے عاصم کی فوتگی کے دو سال بعد انہیں خواب میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ تم فوت ہوگئے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم جنت کے باغات میں سے ایک باغ میں رہتے ہیں میں اور کچھ میرے دوست ہر شب جمعہ اور اس کی (جمعۃ المبارک کی) صبح کو حضرت ابوبکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جمع ہوتے ہیں تمہاری خبریں سنتے ہیں۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ تمہارے جسم بھی آپس میں ملتے ہیں یا محض روحیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے جسم تو سوئے رہتے ہیں وہ کہاں مل سکتے ہیں مگر روحوں کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے میں نے سوال کیا جب ہم (قبروں کی) زیارت کرتے ہیں تو اس سے تم واقف ہوتے ہو؟ انہوں نے فرمایا ہاں شب جمعہ، جمعہ کے دن سارا اور بروز ہفتہ سورج نکلنے تک تمہاری زیارت کا ہمیں علم ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا تمہیں ان ایام کے علاوہ کیوں نہیں پتہ چلتا؟ انہوں نے فرمایا اس میں اطلاع جمعہ کی بزرگی اور افضیلت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۹۰۹)

روحوں کی ملاقات کی حکایت:

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طاعون (وباء) کے دنوں میں ایک شخص قبرستان میں آیا جایا کرتا تھا۔ نماز جنازہ بھی پڑھتا اور جب شام ہوتی تو وہ قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو کر اس طرح کہا کرتا تھا کہ تمہاری گھبراہٹ کو اللہ تعالیٰ انس سے بدل دے تم پر رحم و کرم فرمائے۔ تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے۔ اور تمہاری نیکیاں قبول فرمائے وہ ان کلمات سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہتا تھا اتفاقاً ایک شام وہ قبرستان کی طرف نہ جا سکا جس وجہ سے وہ دعا نہ کر سکا جب وہ رات کو سویا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس بہت سے لوگ آئے ہیں ان سے میں نے دریافت کیا کہ میاں تم کون ہو؟ اور میرے پاس کیوں آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم قبرستان میں بسنے والے ہیں۔ ان سے میں نے پوچھا کہ پھر کیا مطلب ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب تم گھر واپس آتے تھے تو تم نے عادت بنالی تھی کہ تم واپس پلٹتے ہوئے ہمیں کچھ تحفہ عنایت فرمایا کرتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ وہ تحفہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ تم کچھ دعا فرمایا کرتے تھے آپ نے ہمیں آج اس دعا سے محروم رکھا اس مراد کی بنا پر ہم آج آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ اب پھر میں تمہیں تحفہ بھیجتا رہوں گا چنانچہ اس کے بعد میں نے کبھی ناغہ نہیں کیا۔

(اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، ج ۴، ص ۹۱۰)

مردوں کیلئے دعا کرنا:

حضرت بشار بن غالب نجرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کے حق میں بہت دعا کرتا تھا ایک رات میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتی ہیں کہ اے بشار! آپ کے تحفے میرے پاس مسلسل نوری طباقوں میں حریری رومالوں میں لپٹے ہوئے آتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ان تحفوں کی یہ حالت کیوں ہوتی ہے؟

آپ نے فرمایا: کہ جو زندہ مسلمان اپنے فوت شدہ دوستوں کے حق میں دعا کیا کرتا ہے وہ دعا ان کے حق میں قبول ہو جاتی ہے۔ وہ قبول شدہ دعا یونہی نوری طباقوں میں رکھ کر حریر کے رومالوں میں لپیٹ کر مردوں کو دی جاتی ہے۔ اس سے

marfat.com
Marfat.com

فرمادیا جاتا ہے کہ یہ فلاں شخص کا تیرے لیے تحفہ ہے۔ (احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۹۱۰)

دعا کی انتظار:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ حدیث مبارک نقل فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں موجود ہے کہ مردہ ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہے۔ دعا کے لیے انتظار کرتا رہتا ہے کہ باپ یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچے اور جب کسی کی طرف سے اسے دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا مردے کے لئے دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم، جلد ۴، ص ۹۱۰)

فائدہ:

اسی لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے اونچی اونچی عمارات مکانات، محل ماڑیاں دنیا میں رہنے کے لئے بنوائی تھیں وہ آج کہاں گئے کیونکہ دنیا میں موجود نہیں ہیں ان کی بعض عمارات اپنے وقت کے لحاظ سے مضبوط ترین قلعے تھے مگر آج ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکے ہیں۔ آج وہ محل ماڑیاں کہاں گئیں۔

اجڑے نیں محل تے سنجیاں نیں گلیاں
جدوں دیاں مالکاں نے قبراں جا ملیاں
رہنا تیری یاد وچ قبر دا نشان اوئے
سدا نہیوں رہنا ایتھے کسے انسان اوئے
بندیا جہان اتے کریں نہ گمان اوئے

جن لوگوں نے وہ عمارات بنائی تھیں وہ لوگ آج خود اس جہان میں نہیں اس لیے ان کی عمارات بھی سنسان ہو گئی ہیں۔ وہاں ان کے ڈیرے نہیں بلکہ اوروں نے قبضے جما لیے ہیں آج محل ماڑیاں تعمیر کرانے والے زمین کی تہہ یعنی قبروں میں جا بسے ہیں۔ اب بہت سی عاجز روحیں قبروں میں جا کر ڈیرے لگا چکی ہیں۔ اسی طرح اس جہان فانی میں زندہ انسانوں کو بھی فکر سے کام لیتے ہوئے حقیقت سے آشنائی حاصل کرنی چاہیے کہ جیسے ہم سے پہلے لوگ قبروں میں جا پڑے اسی طرح آج یا کل ہم نے بھی قبروں کا رخ کرنا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں معروفیت اختیار کرنی چاہیے۔ کیونکہ آج یا کل بلاوا آنے والا ہے۔ اور ہم نے بھی یہاں سے کوچ کر کے چلے جانا ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا! موتے دابناں اینویں دِسے جیوں دریا دی ڈھاہ   عمل جے کیتے دُنی وچ سے درگاہ اگواہ

حل لغات:

★ موتے: موت۔ ★ دا: کا۔ ★ بناں: کنارا، بند۔ ★ اینویں: اس طرح، یوں۔ ★ دِسے: نظر آئے، دکھائی دے۔ ★ جیویں: جس طرح، جیسے۔ ★ جیوں: جیسے جس طرح۔ ★ دریا دی: دریا کی۔ ★ ڈھاہ: پانی سے گرتا ہوا کنارہ۔ ★ جے: جو، اگر۔ ★ کیتے: کیے۔ ★ دُنی: دنیا۔ ★ وچ: [illegible] ★ درگاہ: آستانہ، چوکھٹ، خانقاہ،

marfat.com
Marfat.com

دربار۔ ★ اگواہ: گواہ۔

اے فرید! زندگی کے بعد موت آنے کا کنارا یعنی زندگی اور موت کے درمیان حد بندی یونہی نظر آتی ہے جیسے دریا کے کنارے کا گرنا جسے ڈھاہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اگر دنیا میں اعمال صالح کیے ہوں تو وہ بارگاہِ حق میں گواہ ہوں گے اور اگر بدکرداریوں کی حالت میں زندگی گزاری ہوگی تو وہ بھی اُس دن گواہی دیں گے۔

مطلب:

اے فرید! موت اور زندگی دو حقیقتیں ہیں ان میں سے کسی کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ زندگی جو ہمیں حاصل ہے اس سے کون انکار کرسکتا ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ موت بھی ہر حال میں آنی ہے زندگی کے اختتام کے وقت اور موت کے درمیان جو حد بندی ہے اس طرح محسوس ہوتی ہے جیسے دریا کی ڈھاہ ہوتی ہے جیسے دریا میں پانی چلتا رہتا ہے۔ پانی کی روانی سے شور اٹھتا رہتا ہے۔ پانی کنارے سے ٹکراتا رہتا ہے اور اپنا سفر جاری رکھتا ہے پانی کے ٹکرانے کی وجہ سے کنارے گرتے رہتے ہیں جس طرح دریا کے چلنے سے دریا کا کنارہ گرتا رہتا ہے بعینہٖ موت آہستہ آہستہ انسان کی طرف بڑھتی رہتی ہے۔ جیسے ایک وہ وقت ہوتا ہے کہ دریا کا کنارہ گر پڑتا ہے یہی حال موت کا وقت کہ زندگی گزرتی رہتی ہے کہ اچانک سانسیں ٹوٹ جاتی ہیں، انسانی وجود اپنا کام کرنا بند کردیتا ہے۔ آنکھیں پتھرا جاتی ہیں حتیٰ کہ موت واقع ہوجاتی ہے۔ بہرحال موت تو آنی ہے اور ضرور آنی ہے۔ اس سے کیا بھاگنا ہاں جب تک دنیا میں ہیں ہمیں چاہیے کہ حتی الامکان دنیا میں رہتے ہوئے صالح اعمال اختیار کیے جائیں بدکاریوں سے بچنے کی سعی کریں کیونکہ جب موت واقع ہوجائے گی۔ اگر دنیا میں اعمال صالح اختیار کیے تو جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے شرف سے نوازے گئے تو اُس وقت دنیا میں کیے گئے اعمال گواہ بن جائیں گے۔ اس لیے دنیا کی زندگی میں صالح اعمال کرنے کی ضرورت ہے بداعمالیوں اور بدکرداریوں سے بچنے کی ضرورت ہے تاکہ مرنے کے بعد بارگاہِ حق میں شرمندگی سے بچ جائیں بلکہ رحمتوں سے نوازے جائیں۔

-----☆☆☆-----

فریدا مَوتے دا بنّاں اِیوِیں، جِیویں دریا وے ڈھاہا   اَگے دوزخ تپیا سُنیئے، ھَول پَوے کھاہا

حل لغات:

★ موتے دا: موت کا۔ ★ بناں: کنارا، بند۔ ★ ایویں: اس طرح، یوں، اس طرح۔ ★ جیویں: جس طرح۔ ★ دریاوے دا: دریا کا۔ ★ ڈھاہا: پانی سے گرتا ہوا کنارہ۔ ★ اگے: آگے مراد اگلا جہان۔ ★ تپیا: گرم، کھولتا ہوا۔ ★ سنیے: سنتے ہیں سننے میں آتا ہے۔ ★ حول پوے: خوف ہوتا ہے، دہشت ہوتی ہے۔ ★ کھاھا: ہنگامے والا۔

اے فرید! موت کا کنارہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے دریا کا کٹاؤ۔ سننے میں آتا ہے کہ اگلے جہان میں دوزخ تپا ہوا ہے۔ جس کے متعلق سن سن کر دل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔

مطلب:

اے فرید! موت کا کنارہ اس طرح محسوس ہوتا ہے جیسے دریا کا کنارہ جو کہ دریا کے کٹاؤ کی وجہ سے گرتا چلا جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

کنارے کے گرنے کا شور بھی پیدا ہوتا رہتا ہے مگر اس کے گرنے کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے دریا کو اس کے گرنے سے کوئی افسوس بھی نہیں ہوتا۔ موت کے منہ میں پہنچتے ہی انسان کا تعلق ایک اور جہان سے بھی ہو جاتا ہے۔ موت اس دنیا کا کنارہ ہے اگلے جہان کی ابتدا ہے۔ اس سے آگے اگلے جہان میں سننے میں آتا ہے کہ دوزخ تپا ہوا ہے۔ جس سے دل میں ہول اٹھتا ہے۔ دوزخ کا نام سنتے ہی ہنگامہ خیز خوف جسم پہ طاری ہو جاتا ہے۔

موتے دا بناں ایویں جیویں دریاوے ڈھاھا:

موت بھی حقیقت ہے اس سے انکار ممکن ہی نہیں کیونکہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ کل نفس ذائقة الموت علاوہ ازیں آج ہم سمجھتے ہیں کہ پہلے حیات ہے پھر موت آنے والی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے موت کا تذکرہ حیات سے پہلے بیان فرمایا ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ (پ۲۹، سورۃ الملک آیت نمبر۲)

وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو۔ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔ (کنزالایمان)

جب کچھ بھی نہ تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے حیات کو تخلیق فرمایا۔

حیات عطا فرمانے کے بعد مالک و خالق نے موت وارد کرنی ہے۔ ہمیں موت سے واسطہ پڑے گا۔ اس لیے موت کو بھولنا یا بھلا دینا دانشمندی کے خلاف ہے۔ اس لیے اسے یاد رکھنا چاہیے موت کو یاد رکھنے کے متعلق یوں سمجھ لیجئے کہ موت دور نہیں بلکہ ساتھ ساتھ ہے جیسے دریا کے ساتھ ساتھ دریا کا کٹاؤ بھی ہوتا ہے آہستہ آہستہ کنارے گرتے رہتے ہیں اسی طرح موت اور انسان بلکہ ہر چیز کے ساتھ موت کا ساتھ ہے ایک ایک سانس کم ہوتی جا رہی ہے انسان غیر محسوس طریقے پر موت سے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جا رہا ہے اور موت ایک ایک قدم ہر لمحے قریب سے قریب آتی جا رہی ہے۔ ایک وہ وقت آجائے گا کہ بندہ موت کا شکار ہو جائے گا۔

اگے دوزخ تپیا سنیدے، ہول پوے کھاھا:

سننے میں آتا ہے کہ اس دنیوی زندگی کے بعد اگلے جہان میں دوزخ تپا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اپنی حفظ و امان میں رکھے اس دوزخ کے تپے ہوئے ہونے کی وجہ سے ہول سے پیدا ہوتے ہیں خوف پیدا ہوا جا رہا ہے کہ کیا بنے گا۔

دوزخ کی کیفیت:

قرآن پاک میں ہے کہ

وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ (پ۱۹، الفرقان ۶۵ تا ۶۶)

اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بے شک اس کا عذاب گلے کا غل (پھندا) ہے بے شک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ (کنزالایمان)

marfat.com
Marfat.com

جہنم میں آگ کا عذاب:

وَاَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰهُمُ النَّارُؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَ قِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ۝ (پ۲۱، سورۃ السجدہ آیت ۲۰)

رہے وہ جو بے حکم ہیں ان کا ٹھکانہ آگ ہے جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے پھر اسی میں پھیر دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔ (کنزالایمان)

وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ۝

(پ۲۲، سورہ سبا آیت نمبر ۵)

اور جنہوں نے ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کی ان کے لیے سخت عذاب دردناک میں سے عذاب ہے۔ (کنزالایمان)

دوزخ کے عذاب کے متعلق چند احادیث:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری آگ دوزخ کی آگ کا ستر واں جزو ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہی آگ کافی تھی فرمایا وہ آگ ان آگوں سے انہتر درجہ زیادہ تیز رکھی گئی ہے ہر درجہ اس آگ کی مثل ہے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب صفة النار واھلھا)

(۲) حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہوگا جس کے لیے آگ کا جوتا اور دو تسمے ہوں گے جس سے اس کا دماغ کھولتا ہے جیسے ہانڈی کھولتی ہے وہ نہ سمجھے گا کہ اس سے سخت تر عذاب والا بھی کوئی ہے۔ حالانکہ وہ سب سے ہلکے عذاب والا ہوگا۔

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب صفة النار واھلھا، مسلم شریف)

فائدہ:

خیال رہے کہ اگر کالا دانہ پاؤں کی انگلی میں نکل آوے تو اس سے سر چکراتا ہے مریض کہتا ہے میری کھوپڑی پھٹی جارہی ہے اس کا نمونہ دنیا میں ہی قائم ہے لہٰذا اس حدیث پر اعتراض نہ کرو کہ سر کا پاؤں سے کیا تعلق ہے آگ کی جوتی یا تو انگاروں سے بنی ہوئی جوتی ہوگی۔ یا آگ سے تپائی ہوئی جوتی پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں یعنی اس کے صرف پاؤں میں آگ ہوگی باقی جسم میں نہیں۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۷، ص ۵۳۳)

(۳) حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بعض دوزخی وہ ہوں گے جنہیں ٹخنوں تک آگ پکڑے ہوگی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں ان کے گھٹنوں تک آگ پکڑے ہوگی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں ان کی کمر تک آگ پکڑے ہوگی، بعض وہ ہوں گے جنہیں آگ ان کے گلے تک پکڑے ہوگی۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

marfat.com
Marfat.com

(۴) دوزخ کی آگ کی کیفیت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان فرمائی کہ دوزخ کی آگ پر ایک ہزار سال تک دھونکا گیا حتیٰ کہ سرخ ہوگئی۔ پھر اس پر ایک ہزار سال تک دھونکا گیا حتیٰ کہ سفید ہوگئی پھر اس پر ایک ہزار سال تک دھونکا گیا حتیٰ کہ سیاہ ہوگئی چنانچہ وہ سیاہ تاریک ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

(۵) دوزخیوں کے عذاب کا ایک منظر:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ وہ دوزخی دوزخ میں منہ سکوڑے ہوئے ہوں گے (دوزخیوں کے منہ آگ میں جھلس کر سکڑ جائیں گے جس سے ان کی شکلیں بھی بگڑ جائیں گی) فرمایا اسے آگ بھون دے گی اُن کا اوپر والا ہونٹ سکڑ جاوے گا حتیٰ کہ سر تک سکڑ کر پہنچ جائے گا اور اس کا نچلا ہونٹ لٹک جائے گا حتیٰ کہ اس کی ناف پر پڑے گا۔ (ترمذی شریف)

(۶) ایک شعلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو وہ غمگین تھے اور سر اوپر نہیں اٹھاتے تھے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کو غمگین پاتا ہوں اس کی کیا وجہ ہے؟ عرض کی کہ میں نے جہنم کا ایک شعلہ دیکھا ہے۔ اس وقت سے میری روح میری طرف نہیں لوٹی۔

(بدور السافرہ فی احوال الآخرۃ، ص ۵۲۶، بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

دوزخ کے احوال:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ میں تمہیں رنگ بدلا ہوا دیکھتا ہوں اس کی کیا وجہ ہے؟ عرض کی کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دوزخ کی چابیاں دیں۔ آپ نے فرمایا مجھے نار (دوزخ) کی کیفیت بتا۔ اور جہنم کی صفت بیان کر۔ عرض کی اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ دوزخ ایک ہزار سال جلائی جائے یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر حکم ہوا تو ایک ہزار سال جلائی گئی۔ یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی پھر حکم ہوا تو ایک سال مزید جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی تو یہ سخت سیاہ ہے۔ اس کے انگارے چمکتے نہیں اور نہ ہی اس کے شعلے بجھتے ہیں مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اگر اس کا سوئی کے سوراخ کھولنے کا حکم ہو تو تمام روئے زمین کے لوگ اس کی گرمی سے مرجائیں۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا اگر جہنم کے خازن (داروغہ) کو حکم ہو کہ وہ اہل زمین پر ظاہر ہو اور وہ اسے دیکھیں تو تمام روئے زمین کے لوگ اس کے قبیح چہرے کی دہشت سے اور اس کی بدبو سے مرجائیں اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اگر دوزخ کی زنجیروں میں سے ایک زنجیر جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے دنیا کے پہاڑوں پر رکھی جائے تو وہ تمام پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں اور اپنی جگہ سے ہٹ کر نچلی زمین کی تہہ تک دھنس جائیں۔ (البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ ص ۵۲۸، بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

دوزخ میں دوزخیوں کو مختلف عذابوں میں مبتلا کیا جائے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو دوزخ سے نجات عطا فرمائے۔ دوزخ کا عذاب بڑا سخت ہے اسی لیے بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگلے جہان دوزخ تپا ہوا۔ سننے میں آتا ہے۔ دوزخ کے متعلق سن سن کر ہول سے پیدا ہوتے ہیں کہ کہیں دوزخ میں ہی نہ پھینک دیئے جائیں۔ یہی خوف ہمیں کھائے جا رہا ہے۔ اس لیے اس خوفناک مقام سے بچنے کی سعی کرنی چاہیے۔

-----☆☆☆-----

اِکناں نُوں سبھ سوجھی آئی، اک پھر دے بے پرواھا ‌ ‌ ‌ ‌ عمل جو کیتے آ دُنی وِچ ، سے درگاہ اگواھا

حل لغات:

* اکناں نوں: کچھ لوگوں کو۔ * سبھ: سب، تمام، پوری، ساری۔ * سوجھ آئی: سمجھ آئی، حقیقت سمجھ آئی۔ * پھر دے: پھر رہے۔ * بے پرواھا: بے پرواہ، بے فکر، بے نیاز، غافل، بے غرض۔ * کیتے: کیئے۔ * دُنی: دنیا۔ * وچ: میں۔ * اگواھا: گواہ۔

کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ جو سب کچھ سمجھ جاتے ہیں انہیں سب امور کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ اور کچھ لوگوں کو حقیقت سے آشنائی تو حاصل ہوتی نہیں اپنی جہالت کی وجہ سے بالکل ہی بے پرواہ ہو کر پھرتے ہیں حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے جسے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے، ہر حال میں دنیا میں کمائے ہوئے اعمال مرنے کے بعد ضرور سامنے آ کر استقبال کریں گے۔

مطلب:

کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ جنہیں دنیا اور موت کی سمجھ آ گئی ہے بلکہ اس دنیا میں آنے کا مقصد اور آخرت میں جو کچھ پیش آنے والا ہے سبھی کی حقیقت سے آشنا ہیں اور بعض لوگ ان حقائق سے بے خبر، بے لکل ہی بے پرواہ اور بے نیاز محض دنیا میں مست ہو کر زندگی کے دن گزار رہے ہیں۔ انہیں کوئی احساس نہیں کہ کیا کچھ پیش آنے والا ہے۔ کیسے کیسے حالات درپیش ہوں گے۔ موت بھی آنی ہے۔ قبر میں سوال جواب بھی ہوں گے۔ میدانِ حشر میں بھی حاضری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی بارہ گاہ اقدس میں بھی حاضری ہوگی۔ میزان عمل بھی قائم ہوگا۔ پل صراط سے بھی گزرنا پڑے گا۔ دنیا میں کیے ہوئے اعمال کے دفتر بھی حاضر کیے جائیں گے۔ ان تمام امور سے غافل ہو کر زندگی گزار رہے ہیں۔ انہیں کوئی احساس نہیں کہ جو کچھ ہم دنیا میں کر رہے ہیں ان کے متعلق مرنے کے بعد حساب کتاب بھی ہوگا۔ بدکرداریوں کے سلسلے میں جواب دہ بھی ہونا ہے۔ احتساب سے گزرنا پڑے گا۔ ایک ایک لمحے کے سلسلے میں حساب کتاب دینا ہے۔ معمولی سے معمولی کیے ہوئے کام کو بھی حاضر کیا جائے گا۔ اُس وقت کوئی کام پوشیدہ نہیں رہے گا بلکہ سب کچھ حاضر کر دیا جائے گا۔

كَمَا قَالَ اللّٰہ تعالیٰ فِی الْقُرْاٰنِ المجید فرقان الحمید

marfat.com
Marfat.com

یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۵ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا
یَّرَهٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝ (پ۳۰، الزلزال آیات نمبر ۶ تا آخر سورت)

اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھیریں گے کئی راہ ہو کر تا کہ اپنا کیا دکھائے جائیں تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر مومن و کافر کو روز قیامت اس کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں گے مومن کو اس کی نیکیاں اور بدیاں دکھا کر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا اور کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی کیونکہ کفر کے سبب اکارت ہو چکیں اور بدیوں پر اس کو عذاب کیا جائے گا محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ کافر نے ذرہ بھر نیکی کی ہو گی تو وہ اس کی جزا دنیا میں ہی دیکھ لے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے نکلے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہو گی اور مومن اپنی بدیوں کی سزا دنیا میں پائے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہ ہو گی اس آیت میں ترغیب ہے کہ نیکی تھوڑی سی بھی کار آمد ہے اور ترہیب ہے کہ گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہے بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ پہلی آیت مومنین کے حق میں ہے اور پچھلی کفار کے۔ (خزائن العرفان، ص ۱۰۸۰)

-----☆☆☆-----

فریدا دریا دے کنے بگلا، بیٹھا کیل کرے　　کیل کریندے، ہنجھ نوں، اچنتے باز پئے

حل لغات:

* دریا: ندی۔ * دے: کے۔ * کنے: کنارے پر۔ * کیل: کلول کرے، مزے کرے، لطف اٹھائے، کھیل رہا۔ * کیل کریندے: کھیلتے ہوئے، مزے کرتے ہوئے، لطف اندوز ہوتے ہوئے۔ * ہنجھ: ہنس۔ * نوں: کو۔ * اچنتے: اچانک، ایک دم، اچن چیت، یکا یک، بے دھیانی میں۔ عدم توجہ کی حالت میں، غفلت کی حالت میں۔ * باز: ایک شکاری پرندہ۔ * پئے: حملہ کر دیا۔

اے فرید! ایک بگلا دریا کے کنارے بیٹھا ہوا لطف اندوز ہو رہا تھا، اسی حالت میں ہی ہنس پہ اچانک ہی رب کی طرف سے آئے ہوئے بازوں نے حملہ کر دیا۔

مطلب:

اے فرید! ایک بگلا دریا کے کنارے دنیا و مافیہا سے بے خبری کی حالت میں بیٹھا ہوا کھیل کود میں مصروف مزے کر رہا تھا کہ اچانک اس پہ بازوں نے حملہ کر دیا۔ اس اچانک حملے سے وہ بگلا مبہوت ہو کر رہ گیا اسے کچھ یاد نہ رہا کہ میں کیا کر رہا تھا اور کہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی غفلت نے اسے کہیں کا نہ چھوڑا۔ اپنے مزوں سے بھی ہاتھ دھونے پڑے، اسے اپنی جان بھی گنوانی پڑی اور اسے حاصل بھی کچھ نہ ہوا۔ محض پچھتاوا ہی پچھتاوا رہ گیا اور وہ بھی محض زندگی کی حد تک۔

marfat.com
Marfat.com

بگلا اور باز سے مراد:

بگلے سے مراد غافل انسان ہے جو ساری زندگی غفلت میں گزار رہا ہے۔ اسے کھیل کود کے علاوہ کچھ یاد نہیں کہ جس مالک وخالق نے زندگی عطا فرمائی ہے اس زندگی کو گزارنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیا احکام بھیجے ہیں۔ یہ زندگی کیسے گزارنی چاہیے۔ اس نے اس دنیا کی زندگی کو محض کھیل کود ہی سمجھ لیا اس نے سمجھ لیا ہے کہ زندگی محض کھیل کود کا نام ہے۔ زندگی نام ہے جیسا کہ کسی نے کہا کہ پانی دا ببلا کھالے پی لے موج اُڑا۔ یعنی انسانی زندگی محض ایک پانی کا بلبلا ہے جیسے بنا کچھ وقت بعد اس نے بلبلے کی مانند ختم ہو جانا ہے اس لیے ارے انسان بس دنیا میں کھالے پی لے اور موج میلہ میں ہنستے مسکراتے گزار جا۔ حالانکہ انسان کو محض مادر پدر آزادی میسر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ انعامات عطا فرمائے ہیں زندگی عطا فرمائی ہے سب کچھ کا حساب ہوگا۔ اگر کسی پہ ظلم وزیادتی کی ہوئی تو زیادتی کا بدلہ چکانا پڑے گا۔ اگر کسی کے ساتھ بھلائی کی ہوگی پھر جزا حاصل ہوگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات سے نوازا جائے گا۔ اور باز سے مراد حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں کہ بارگاہِ حق میں پیش کرنے کے لیے ارواح کو جسم سے نکالتے ہیں۔ جو غفلت میں ہوتے ہیں اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ انہیں غافلوں کی مثال بیان کی ہے کہ ان غافلوں کا حال اس بگلے کی مانند ہی سمجھ لیجیے جو دریا کے کنارے عیش وعشرت میں مست اور مدہوش بیٹھا ہو۔ مزے لے رہا ہو۔ کھیل کود سے خوب لطف اندوز ہو رہا ہو۔ اسے کوئی فکر نہ ہو کہ کوئی دشمن بھی آسکتا ہو۔ اسے کوئی فکر نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر بھی وارد ہوسکتی ہے اسے کوئی فکر نہ ہو کہ مجھے موت بھی لاحق ہوسکتی ہے۔ وہ ہر قسم کے تفکرات سے کوسوں دور کھیل کود میں مجرمانہ حد تک غافل ہو کر مزے اڑا رہا ہو کہ اچانک اس پہ باز حملہ آور ہو جائے۔ باز کا حملہ اس پہ اچانک ہونا اسے موت کا پیغام ثابت ہوتا ہے اب اس کی تمام سوچیں ختم۔ اس کے کسی کام نہ آئیں گی۔ جان بھی گئی۔ عیش وآرام بھی گیا۔

کچھ ایسا ہی حال غافل انسان کا ہوتا ہے غافل انسان بھی دنیا میں دنیوی کھیل کود میں اتنا مست ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دین، مذہب سب کچھ بھول جاتا ہے۔ نہ خالق یاد رہتا ہے نہ خالق ومالک کے عطا کردہ انعامات یاد رہتے ہیں، نہ دنیا میں موجود غفلت دور کرنے والے واقعات ذہن میں آتے ہیں نہ موت کی کوئی فکر رہتی ہے۔ نہ قبر کی پکار سنائی دیتی ہے نہ ہی اردگرد کی بہار خالق کی یاد ذہن میں آنے دیتی ہے۔

کھیل کود:

اسے یاد رہتا ہے تو محض کھیل کود اور دنیوی عیش وعشرت یاد رہتا ہے۔ ساری زندگی کھیل کود اور کھیل کود کے متعلقات میں ذہن بھٹکتا رہتا ہے۔ سیر وسیاحت پارکوں کی سیر، مختلف ممالک کی ساحت، شب وروز ہاکی، فٹ بال، کرکٹ ٹی وی، تھیٹر، ڈرامہ، سینما، کھیلوں کے مقابلہ وغیرہ کی مصروفیت میں وقت گزرتا رہتا ہے کچھ وقت سونے میں گزر جاتا ہے رہا سہا وقت ان سے متعلق باتیں سننے سنانے میں گزر جاتا ہے حتیٰ کہ انہیں کے انہماک میں ہی اکثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملنے پر حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں۔ غافل انسان کو اس وقت عقل یا سمجھ آتی ہے جب روح کو جسم سے نکال لیا جاتا ہے پھر پچھتاتا ہے مگر اس وقت کا پچھتاوا کسی کام نہیں آتا۔

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

اگر ہم غور کریں تو بے شمار ایسے واقعات عبرت حاصل کرنے کے لیے کافی ہوں گے کہ کوئی سینما گھر کی طرف جا رہا تھا کوئی چوری کرنے جا رہا تھا کوئی کسی برائی میں مگن، کوئی کسی گناہ میں مشغول کہ اچانک موت آ گئی۔

دعوت غور وفکر:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ غور وفکر کی دعوت دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ اے انسان غافل بگلے کی مانند نہ بن کر جو دنیا میں ہمہ وقت محض مچھلیاں کھا کر لذت حاصل کرنے میں مصروف رہتا ہے اس کے علاوہ اسے کوئی فکر نہیں ہوتی۔ محض پیٹ بھرنے کے علاوہ اسے کوئی کام نہیں سوجھتا۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شلوک میں تمثیلاً بیان فرما رہے ہیں کہ کئی لوگ اس دنیا میں محض لذتیں حاصل کرنے کے علاوہ وہ کچھ نہیں کرتے ہمہ وقت لذتوں میں مستغرق رہتے ہیں حتیٰ کہ غافلانہ حالت میں ہی اسے اچانک حضرت عزرائیل علیہ السلام لینے آ جاتے ہیں۔ انہیں توبہ کا وقت بھی پھر حاصل نہیں ہوتا۔ غافلانہ حالت میں ہی مر جاتے ہیں۔

زلزلے اور سیلاب:

ہم اکثر زلزلوں اور سیلاب کی تباہ کاریاں اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں پچھلے سال یعنی اگست ۲۰۰۶ء میں فقیر ابو احمد اویسی کا مختلف بزرگان دین کے مزارات کی زیارات کے سلسلہ میں ایک قافلہ کے ساتھ اسلام آباد اور اسلام آباد سے آگے چترال (نیومیری) تک جانے کا اتفاق ہوا راستے میں جن علاقہ جات میں زلزلے کی تباہ کاریاں آئیں ان علاقوں میں انتہائی افسوسناک احوال سننے میں آئے۔ نہ جانے کیسے کیسے حالات میں لوگوں کی روحیں قبض ہوئیں۔ نامعلوم لوگ کس کس حالت میں تھے کہ زلزلے کی تباہ کاری کی بھینٹ چڑھ گئے۔ نہ جانے کس کس حالت میں انہیں موت کی دستک سننے میں آئی۔ ایسے ایسے واقعات سننے میں آئے کہ شیطان بھی ان کے مقابلہ میں کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ اور دیگر غیر مسلموں کی مادر پدر آزادی سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اسی طرح ۱۹۸۸ء کے سیلاب کی تباہ کاریاں ہم ابھی تک نہیں بھولے۔ اس لیے میرے بزرگو! دوستو۔ ہمیں غفلت کی چادر اتار کر دور پھینک دینی چاہیے۔ تاکہ حقائق سے آشنائی ہو سکے۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے غفلت چھوڑنے کے متعلق بڑے بہترین انداز میں سمجھایا ہے۔ کہ خدارا غفلت کے پردے سے باہر نکلیے۔ حقیقت سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ ورنہ انتہائی نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔ پھر پچھتانے سے بھی کچھ حاصل نہ ہو گا۔

-----☆☆☆-----

باز پئے تس رب دے، کیلاں وسریاں   جو من چت نہ چیتے سن، سو گالھیں رب کیاں

حل لغات:

★ باز: شکاری پرندے۔ ★ پئے: حملہ آور ہوئے۔ ★ تس: اُس۔ ★ رب: پالنے والا، پروردگار، مالک۔ ★ دے: کے۔ ★ کیلاں: کھیل کود، مزے، لطف اندوزیاں۔ ★ وسریاں: بھول گئیں۔ ★ من: دل میں۔ ★ چت نہ چیتے سن: وہم و گمان بھی نہ تھے۔ ★ سن: تھے۔ ★ سو: پس وہ۔ ★ [illegible]: تیار کیا

marfat.com
Marfat.com

جب ان بازوں نے اچانک حملہ کر دیا۔ وہ باز کوئی عام باز نہیں تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تھے۔ اچانک حملہ ہوتے ہی اسے ناز نخرے اور لطف اندوزیاں سب کچھ بھول گئیں جو باتیں یعنی لطف اندوزیوں کے درمیان اچانک بازوں کا حملہ آور ہونا اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہو گیا۔

مطلب:

اس شعر کا تعلق سابقہ شعر کے ساتھ ہے۔ پچھلے شعر میں بیان ہو چکا ہے کہ ایک بگلا دریا کے کنارے غفلت کی حالت میں بیٹھا محض کھیل کود میں مصروف دل لگی اور لطف اندوزی کر رہا تھا کہ اچانک اس پہ بازوں کے ایک گروہ نے حملہ کر دیا۔

اس شعر میں یہ بیان ہے کہ حملہ آور بازوں کا گروہ اسی رب کائنات کا تھا۔ اسی لیے جس دل لگی، لطف اندوزی، کھیل کود اور غفلت میں تھا وہ سب کچھ بھول گیا۔ کہ میں کون ہوں میں یہ کیا کر رہا ہوں۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میرا کھیل کود اچانک اس طرح ختم ہو جائے گا وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ سب قدرتوں کا مالک ہے۔ اللہ علیٰ کل شیء قدیر ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ کرنے پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ کچھ کر دکھایا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

یہی حال غفلت شعاروں کا ہے کہ انسان ساری زندگی اسی طرح غفلت میں گزار دیتے ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم نے اسی طرح رہنا ہے۔ ہم نے مرنا نہیں، اسی طرح عیش و عشرت ہمیں نصیب رہیں گے۔ یہ سب کچھ ہمارا اپنا کمایا ہوا ہے اس کمائی سے مزے اڑانا ہمارا حق ہے۔ ان سے لطف اندوز ہونے سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا مگر غافل انسان کو یہ علم نہیں کہ جس خالق و مالک کا یہ سب کچھ عطا کردہ وہ کسی بھی لمحے وہ سب کچھ واپس لے لے اس کے سامنے کون تو تو میں میں کر سکتا ہے۔ کس میں ہمت ہے جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ اس کا ادنیٰ سا بھیجا ہوا مچھر جب ظالم و جابر بادشاہ وقت جو اپنے آپ کو خدا کے عہدے پر فائز سمجھ بیٹھا تھا جب اس پہ حملہ آور ہوا تو اس کے مدمقابل وہ کوئی تدبیر نہ کر سکا۔ بلکہ اپنے ہی غلاموں سے اپنے سر پر چھتر ول کرواتا۔ جب تک نوکر چاکر، غلام اسے جوتے مارتے رہتے تو سکون سے رہتا۔

بہر حال غفلت چھوڑنی چاہیے غفلت شعاری انتہائی نقصان دہ ہے۔ جو ہمارے ذہن میں بھی نہیں ہوتا وہ تقدیر میں ہوتو تقدیر کے مطابق کام ہو جاتا ہے۔

جو باتیں ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہو گئیں غفلت میں محویت کا یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے بھی ہم غافل ہو گئے۔ اس سے بڑھ کر نقصان کیا ہوگا۔

-----☆☆☆-----

سَاڈھے ترَے مَن دیہُڑی ، چلّے پَانی اَنّ آیو بَندَہ دُنی وِچ ، وَتْ آسُونی بنّھ

حل لغات:

★ ساڈھے ترے من: ساڑھے تین من۔ ★ دیہڑی: بدن، جسم، لاش، خوبصورت جسم۔ سوہر، خوب پلا ہوا جسم۔ ★ چلے: چلتا پھرے، چلتا پھرتا ہے، کام دیتا ہے۔ ★ ان: اناج، خوراک۔ ★ آیو: آیا۔ ★ دُنی: دنیا۔ ★ وچ: میں۔ ★ بنھ: باندھ۔

marfat.com
Marfat.com

* بندہ: غلام، نوکر، نیاز مند، خاکسار، انسان، عابد۔ * وت: پھر، دوبارہ، مڑ کے۔ * آسونی: آس، امید، آرزو۔

ترجمہ:

ساڑھے تین من وزنی لاش جو کہ پانی اور اناج کے سہارے پہ چلتی پھرتی ہے۔ یہ بندہ اس دنیا فانی میں آیا اور امید باندھے ہوئے چلتا پھرتا رہا۔ حتیٰ کہ ساری عمر بیت گئی۔

وضاحت:

بابا فرید مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے باطل اُمیدوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ ساڑھے تین من وزنی لاش اس جہانِ فانی میں محض اناج کے سہارے چلتی پھرتی رہی۔ ساری زندگی اس نے کوئی اچھا کام نہ کیا محض کھانے پینے کے امور میں ہی تیلی کے بیل کی مانند رواں دواں رہا۔ یہ نہ سوچا کہ کس لیے مجھے اس جہانِ فانی میں بھیجا گیا ہے۔ اور میں کیا کام کر رہا ہوں یا محض غفلت کا شکار ہوں۔ کہ محض کھانے پینے کا ہی نام میں نے زندگی تصور کر لیا ہے۔ بقیہ تمام امور سے غفلت اختیار کر لی ہے۔ حالانکہ کئی اس حیثیت سے اس پہ یہ امر ثابت بھی ہو چکا ہے کہ کئی ایسے عزیز واقارب تھے جو اس دنیا میں موجود تھے مگر آج ان کا وجود اس دنیا میں نہیں۔ اسی طرح ایک ایک کر کے لوگ اس جہانِ فانی سے باری باری رخصت ہوتے جا رہے ہیں اور نئے آتے جا رہے ہیں گویہ دنیا ایک مہمان خانے کی مانند ہے کہ مسافر آتے ہیں اور کچھ وقت کے لیے آتے ہیں کھاتے پیتے ہیں ایک دو راتیں یہاں سوتے آرام کرتے ہیں اور پھر منزل مقصود کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔

اب جو مسافر مسافر خانے میں آ کر لمبی لمبی امیدیں اور خواہشیں پیدا کرنے لگے، انہیں امیدوں کے سہارے اسی مسافر خانے میں اپنا سب کچھ برباد کرنے لگے آخر ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب سب کچھ برباد کر بیٹھے گا تو اسے ذلیل ورسوا کر کے نکال دیا جائے گا اسی طرح جو لوگ اس دنیا کے سرائے میں آ کر محض امیدوں کے ذریعے اپنی زندگی کی تمام بہاریں برباد کر لیتے ہیں مرتے وقت اور مرنے کے بعد ذلیل ورسوا ہوتے ہیں۔

دنیا مومن کیلئے بحیثیت قید خانہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔

فائدہ:

دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی گواہی تو آپ کی جان کے دشمن بھی دیتے ہیں آپ کو اپنے اور بیگانے، دوست اور دشمن بھی صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے یہ الگ بات ہے کہ وہ آپ کی تعلیمات کا انکار کرتے تھے۔

حیات مستعار کے جو لمحات ملے ہیں ہر حال میں گزارنے ہیں تو صادق وامین کے لقب سے یاد کیے جانے والے مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے

marfat.com
Marfat.com

آپ کا یہ فرمانا کئی وجوہات کی بنا پر ہے۔

(۱) جس طرح قید خانہ میں قیدی مقید ہوتا ہے اسی طرح دنیا میں بھی مومن مقید ہوتا ہے کہ تو نے ہر حال میں یہاں زندگی گزارنی ہے۔

(۲) قید خانہ میں قیدی دکھ محسوس کرتا ہے کہاں آزادی اور کہاں قید اس دنیا میں مؤمن بھی دولت و دنیا خواہ اس کے پاس جتنے بھی ہوں تکلیف محسوس کرتا ہے۔

(۳) قید میں قیدی ایک مخصوص جگہ تک آ جا سکتا ہے اس کے علاوہ کہیں نہیں آ جا سکتا حالانکہ خواہ اس کے علاوہ جگہوں پر زیادہ ہی فوائد کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح مومن صرف اس دنیا کی قید کی حد تک ہی ہے اس سے باہر نکل کر جلوۂ حق ان ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا یا خواب میں دیکھے گا یا موتوا قبل انت موتوا کی موت مر کر۔

(۴) دنیا میں دنیوی علائق بہت دکھوں اور تکلیفوں کا سبب بنتے ہیں۔

(۵) قید خانہ یا جیل مجرموں کے لیے واقعی تکلیف کا سبب نہیں ہوتی کیونکہ انہیں پیسے وغیرہ لگا کر بڑا کچھ حاصل ہو جاتا ہے بڑی سہولتیں میسر ہو جاتی ہیں بلکہ قید سے باہر وہ اتنی سہولتیں حاصل نہیں کر سکتے جبکہ جیل میں انہیں پر سکون ماحول میسر آ جاتا ہے یہی حال دنیا میں کافروں منافقوں وغیرہ کا حال ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کافی ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں کہ مجرم ایک دفعہ قید کاٹ کر آ جائے تو بعض اوقات ساتھیوں سے کہتا ہے کہ میں جلد ہی پھر یہاں آ جاؤں گا۔ ہیرو بننا پسند نہ کرتا بلکہ توبہ کرتا۔ بارگاہ حق میں عاجزی اختیار کرتا۔ مخلوق خدا کو تنگ کرنے کی بجائے مخلوق خدا کے لیے آسانیاں پیدا کرتا۔ مخلوق خدا کے راستے پہ پتھر، روڑے اور کانٹے نہ بچھاتا بلکہ پتھر، روڑے اور کانٹے راستہ سے ہٹاتا۔

فائدہ:

اس لیے دنیا میں صالح اعمال اختیار کرنے چاہئیں۔ جو نیک اور صالح اعمال دنیا میں اختیار کرے گا وہی آخرت میں کام آئیں گے دنیا میں اگر اعمال صالح اختیار کیے تو انشاء اللہ ان کی جزا اللہ تعالیٰ کا قرب، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے انعامات حاصل ہوں گے اور اگر دنیا میں برے اعمال اختیار کیے تو ان کا بدلہ ملے گا کما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلدُّنْیَا مَزرعة الاخرة۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے جیسے دنیا میں جیسا بیج بویا جاتا ہے ویسی ہی فصل کاٹی جاتی ہے۔ جو بیجنے والا اپنے کھیت سے جو کی فصل ہی کاٹتا ہے۔ گندم بیجنے والا گندم کی فصل ہی کاٹتا اسی طرح جیسے اعمال کرے گا ویسا ہی بدلہ حاصل ہوگا اس لیے آج دنیا کی زندگی میں نیکیوں کی بہار سے امن و امان کا راج پھیلانے کی کوشش کرو تا کہ کل بروز قیامت انعامات ربانی سے خوشحال بننے کا مژدہ جانفزا سننے کو ملے۔

جس نے اچھا کیا اپنے لیے کیا
جس نے برا کیا اپنے لیے کیا

مَنْ عمل صالحاً فَلِنَفْسِہٖ

marfat.com
Marfat.com

جس نے نیک عمل کیا پس اپنے لیے کیا۔

فائدہ:

اس لیے اعمال صالح اختیار کیجئے تا کہ مرنے کے بعد اس کی جزا ملے۔انعامات ربانی حاصل ہوں۔کسی کی نیکی ضائع نہیں ہوگی بلکہ ہر نیکی قیامت کے دن سامنے ہوگی اور اسی طرح ہر برائی جو دنیا میں کی ہوگی اس دن پیش کردی جائے گی۔

کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۵ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ○ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○

اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کر تا کہ اپنا کیا دکھائے جائیں۔تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔(کنزالایمان)

مطلب آیت:

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو مسلمان ذرہ بھر نیکی کرے گا اس کی جزا دیکھے گا۔اور جو کافر ذرہ بھر برائی کرے گا اس کی سزا بھگتے گا۔لہٰذا یہ اشتاتا کی تفصیل ہے۔چونکہ مومن کے گناہ بفضلہٖ تعالیٰ مغفور ہیں۔اور کافر کی نیکیاں ضبط۔اس لیے ان دونوں کا ذکر نہیں ہوا۔

یا یہ مطلب ہے کہ ہر مومن و کافر اپنے ہر نیک و بد عمل کی تحریر اپنے نامۂ اعمال میں دیکھے گا۔مومن گناہوں کی مغفرت کے ساتھ،کافر نیکیوں کی ضبطی کے ساتھ،لہٰذا یہ آیت نہ تو شفاعت و بخشش کے خلاف ہے نہ ضبطی کی آیات کے خلاف۔یہاں چند چیزیں خیال میں رکھو ایک یہ کہ مَن سے مراد صرف وہ انسان ہیں جن کے اعمال جزا و سزا کے لائق ہیں۔جانور،جن،فرشتے،خارج ہیں کیونکہ یصدر الناس میں انسانوں ہی کا ذکر ہوا۔نیز فرشتوں،جانوروں کے عمل جزا و سزا کے لائق نہیں۔جنات کو اگرچہ گناہوں پر سزا ہے مگر نیکیوں پر جنت نہیں۔دوسرے یہ کہ بھلائی برائی کرنے کی چند صورتیں ہیں خود کرے۔کسی سے وکالۃً کرائے۔عمل ایجاد کرے کہ دوسرے اس پر عمل کریں۔(تفسیر نور العرفان،ص ۹۵۸)

فائدہ:

دنیا واقعی اللہ والوں کے لیے قید خانہ ہے جبکہ دنیاداروں،مجرموں اور کافروں کے لیے جنت ہے۔

خلاصہ:

آپ فرماتے ہیں کہ بندہ اتنا بڑا جسم لے کر پانی اور خوراک کے سہارے زندگی گزارتا رہتا ہے۔اس کا آنا جانا محض پانی اور خوراک کے سہارے ہے۔خوراک اور پانی روک لیا جائے تو اس کے لیے جینا محال ہو جائے۔اس دنیا فانی میں انسان آیا ہے یہ دنیا فانی کیا ہے سچ پوچھئے تو مومن کے لیے مثل قید خانہ ہے اس میں ایک ایک لمحہ گزارنا دشوار ہے قدم قدم پر دکھ اور مصیبتیں ہیں۔نفس امّارہ اور شیطان کی چالبازیاں بڑی اذیت ناک ہیں۔جیسے جیسے بھی ہو زندگی بیت جائے گی۔خواہ آسانی سے گزرے یا دکھوں میں ہر حال میں زندگی گزر جائے گی۔پھر دوبارہ اس دنیا میں آنا نہیں ہے۔کافی میں ہندوؤں کے عقیدہ آواگون کا بھی رد

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ انسان نے صرف ایک ہی مرتبہ دنیا میں آنا ہے دوبارہ کسی اور جون وغیرہ میں نہیں آئے گا۔

-----☆☆☆-----

ملک الموت جاں اوسی ، سبھ دروازے بھن   تنہاں پیاریاں بھائیاں ، اَگے دِتا نبھ

حل لغات:

★ ملک الموت: حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ ★ جاں: جب۔ ★ آوسی: آئے گا۔ ★ سبھ: تمام، سارے۔
★ دروازہ: در، کسی عمارت میں داخل ہونے کا راستہ، پھاٹک۔ ★ بھن: توڑ کر۔ ★ تنہاں: اُن سب۔ ★ پیاریاں: پیارے۔
★ بھائیاں: بھائی کی جمع۔ ★ اَگے: آگے۔ ★ دتا: دیا۔ ★ نبھ: باندھ کر۔

مطلب:

ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام جب تمام دروازے توڑ کر تشریف لائیں گے۔تو ان کے سب بھائیوں کے موجود ہونے کے باوجود معافی نہیں ہوگی چھوڑ کر چلا نہیں جائے گا۔بلکہ اس کے بھائیوں کے سامنے باندھ دے گا۔

وضاحت:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ موت کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں ،سبھی مذاہب کے نزدیک موت ایک حقیقت ہے۔ ہر انسان کی آنکھیں موت کے مناظر دیکھتی رہتی ہے مگر اس کے باوجود عبرت حاصل نہیں کی جاتی۔ جانتے ہیں کہ موت جب آئے گی تو سب کچھ دنیا میں دھرے کا دھرارہ جائے گا اس کے باوجود ہر قسم کی بے ایمانی اختیار کرتے ہوئے ، دھوکہ دہی، رشوت خوری، ڈاکہ زنی جھوٹ، فریب وغیرہ کے ذریعے دولت جمع کرنے کے چکر میں پھنسے رہتے ہیں۔ بڑی بڑی کوٹھیاں اور بنگلے تعمیر کرتے ہیں مگر جب ملک الموت موت کا پیغام لے کر تشریف لائیں گے تو ان کے سامنے سب کوٹھیاں بنگلے، قلعے ریت کا گھروندا ثابت ہوں گے، لاکھوں دروازے بھی ہوئے تو سب دروازے توڑ کر جس کی موت کا وقت آگیا اس کے پاس آنا فانا پہنچ جائیں گے۔لاکھوں کروڑوں بھی اس کے حمایتی، بھائی، عزیز و اقارب بھی ہوئے تو پھر بھی سب کے سامنے باندھ کر قیدی بنا کر لے جائیں گے۔کوئی کچھ بھی نہ کر سکے گا سبھی روتے چیختے چلاتے رہ جائیں گے۔

جیہڑے کہندے سن مراں گے نال تیرے
اج اوہناں وی باریاں ماریاں نی

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں موت ایک ایسا دروازہ ہے کہ جس سے ہر ایک کو گزرنا پڑے گا۔خواہ آسانی سے گزرے یا مشکل سے گزرے۔شوق سے گزرے یا اسے مجبور کرکے گزار دیا جائے بہر حال اس دروازہ سے ہر ایک نے گزرنا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اور جب موت کا وقت آئے گا اس وقت انسان خواہ جتنے بھی بچنے کے جتن کر لے ہر قسم کی بندشیں، دروازے وغیرہ توڑ کر حضرت عزرائیل علیہ السلام پہنچ جائیں گے۔ راستے کی تمام روکاوٹیں دور کر دیں گے۔ کوئی بھی روکاوٹ آڑ نہ بن سکے گی۔ اگر نہ بھی جانا چاہے تو پھر بھی مجبوراً جانا پڑے گا۔ جب انسان آخری بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو بچنے کے لیے کیا کچھ جتن نہیں کیے جاتے۔ اگر ممکن ہو تو کہاں کہاں سے علاج نہیں کروایا جاتا ہے بلکہ جن لوگوں کے ہاں دولت کی ریل پیل ہوتی ہے وہ ساری دنیا کے ہسپتالوں سے علاج کرواتے ہیں مگر بالآخر حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کے جسم سے جان نکال ہی لیتے ہیں۔ یہ بھی نہیں کہ شاید ان ادویہ اور علاج سے شاید اس کی زندگی میں قدرے اضافہ ہو جاتا ہوگا بالکل نہیں کہ جب اس کے سانس پورے ہو جاتے ہیں تو اسی وقت اس پہ موت وارد ہو جاتی ہے۔ یہاں ان لوگوں کی موت کا بیان ہے جو دنیادار ہوتے ہیں گنہگاروں کی موت کا منظر بیان کیا گیا ہے کفار و منافقین کی موت کا منظر بیان کیا گیا جو اس دنیا سے چلے جانے کو نہایت برا تصور کرتے ہیں۔ ورنہ اللہ والے تو اس دنیا سے جانے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ جلد از جلد چلے جائیں تا کہ محبوب حقیقی کے خصوصی قرب سے نوازے جائیں۔ حق تعالیٰ سے انعامات حاصل کریں۔

-----☆☆☆-----

فریدا عمل جو کیتے دُنی وِچ ، درگاہ آئے کم   ویکھو بندہ چلیا، چونہہ جنیاں دے کنھ

حل لغات:

★ ویکھو: دیکھو ★ چلیا: چلا۔ ★ چونہہ: چار۔ ★ جنیاں: جنا کی واحد بمعنی فرد۔ ★ دے: کے۔ ★ کیتے: کیے۔ ★ دُنی: دنیا میں۔ ★ درگاہ: اللہ تعالیٰ کے حضور میں۔ ★ کم: قلیل تھوڑے۔ ★ کیتے: کیے۔ ★ کنھ: کندھا، کندھے پر۔ ★ وچ: میں۔

دیکھ لیجیے یہ وہی پھنے خاں کہلانے والا ہے جو آج مرنے کے بعد چارپائی پہ پڑا ہوا ہے۔ اس کا جنازہ پڑھنے اور جنازہ پڑھنے کے بعد قبر میں دفن کرنے کے لیے چار انسان کاندھوں پہ اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ اب کہاں گئے اس کے اختیارات؟

اے فرید! اس دنیا میں جو اعمال صالح اختیار کیے وہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں تیرے کام آئیں گے۔

مطلب

دیکھ لیجیے وہی بندہ جو پھنے خاں بنا پھرتا تھا۔ اب اس سے چند قدم بھی اٹھائے نہیں جاتے بلکہ عاجز ہے۔ اس میں تو کوئی قوت و اختیار نہیں ہے آج اس کی عاجزی کا یہ عالم ہے وہی بندہ ہے دیکھ لیجیے وہی کڑیل نوجوان جو اپنے آپ کو نا جانے کیا کیا سمجھتا تھا وہی اب اتنا عاجز ہو چکا ہے کہ اس سے مزید چلنا نہایت دشواریوں کا سبب موت وارد ہونے کے بعد چار بندوں کے کندھوں پر جانے لگا۔ اس دنیا میں جو بھی نیک کام کیے تھے وہی کام حق تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے۔ نیک کام اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں پیش کیے جائیں گے۔ وہی مالک و مولا کے ہاں اس کے کام آئیں گے۔ اس کے علاوہ جو کچھ کیا کچھ کام نہیں آئے گا بلکہ الٹا افسوس اور حسرت کا سبب ہوگا۔ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ۔

marfat.com
Marfat.com

قبرستان کی طرف لے جانا:

دیکھئے فوت ہونے والا وہی ہے جو زندہ تھا تو اس پہ ایک وقت ایسا بھی آیا جب وہ جوان تھا تو کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا دنگا فساد اس کا وطیرہ تھا بڑے بڑے اس کے خوف سے لرزتے تھے۔ لوگوں کی راتوں کی نیندیں اس کی دہشت سے اُڑی رہتی تھیں۔ ظالم و جابر ایسا تھا کہ جہاں بھی جاتا اپنی قوت اور ظلم و بربریت کی داستانیں چھوڑ جاتا۔ دن دہاڑے اس کی دہشت، وحشت و بربریت کے نشانات لوگ دیکھتے رہ جاتے مگر یہ باز نہ آتا تھا لیکن آج وقت بدلا۔ آج وہی ہے جب موت آئی تو آج اس کا رعب و دبدبہ کہاں گیا۔ آج اس کی وحشت و بربریت قصہ پارینہ بن کر رہ گئی ہے بلکہ جھوٹا افسانہ محسوس ہوتی ہے کیونکہ آج تو اس سے چلا بھی نہیں جاتا۔ اس لیے لوگ اسے چارپائی پہ ڈال کر چاروں طرف سے اٹھا کر چلے جا رہے ہیں کیا اس نے کبھی اس تصویر کو بھی تصور کی نگاہ سے دیکھا تھا کیا اسے یہ وقت بھی کبھی یاد آیا تھا۔ ہرگز نہیں اگر یہ وقت یاد آتا تو لوگوں پہ ظلم و ستم نہ ڈھاتا۔ اگر یہ لمحات کبھی یاد آتے تو وحشت و بربریت کی کہانیوں کا ہیرو نہ بنتا۔ وہی ہیرو آج زیرو بھی نہیں رہا۔

-----☆☆☆-----

فریدا ہوں بلہاری تنہاں پنکھیاں، جنگل جھاں واس ‏ ‏ ‏ ‏ کنکر چگن، تھل وسن، رب نہ چھوڈن پاس

حل لغات:

★ ہوں: میں ہوں۔ ★ بلہاری: صدقے، قربان۔ ★ تنہاں: اُن، اُوھناں۔ ★ پنکھیاں: پنچھیاں، پرندوں، پرندے، مراد درویش۔ ★ جنگل: درختوں کی کثرت کا مقام، بنجر اور ویران جگہ، چراگاہ۔ ★جھاں: جن کا۔ ★ واس: بسیرا، رہنا سہناں، رہائش۔ ★ کنکر: سنگریزہ، پتھر جیسی سخت چیز کا ٹکڑا۔ ★ چگن: چگتے ہیں، کھاتے ہیں، کنکر چگن سے مراد روکھی سوکھی روٹی وغیرہ کھاتے ہیں۔ ★ تھل: ریگستان، ویرانہ، خشک زمین، جگہ، اونچی زمین، دریائے جہلم اور اٹک کا درمیانی ریگستان۔ ★ وسن: بستے ہیں، رہتے ہیں۔ ★ چھوڈن: چھوڑتے۔ ★ پاس: قرب۔

اے فرید! میں ان پرندوں (درویشوں) پہ قربان! جو جنگل میں رہ کر ہی سنگریزے کھاتے پھرتے ہیں یعنی انہیں جو کچھ روکھا سوکھا میسر آجاتا ہے کھا کر گزارہ کر لیتے ہیں۔ ریگستانی علاقوں میں بستے ہیں یعنی خواہ کیسے ہی حالات سے دوچار کیوں نہ ہو جائیں درویش اللہ تعالیٰ کے قرب سے دوری اختیار نہیں کرتے ہر حال میں ثابت قدمی اور صبر و قناعت سے کام لیتے ہیں۔

مطلب:

میں ان پرندوں پر قربان جو جنگلات میں بسیرا کرتے ہیں۔ اور سنگریزے کھا کر گزارا کرتے ہیں پرندوں سے مراد درویش اور سنگریزوں سے مراد کھانے کے لیے روکھا سوکھا جو کچھ میسر آیا۔ مطلب یہ ہوا کہ اے فرید میں اُن درویشوں کی ہمت، جواں مردی، صبر و شکر، راضی بہ رضائے حق جیسی عظیم صفات کے حامل ہونے کے باعث قربان کہ جو اپنے نفس کشی میں انتہائی اعلیٰ مقام پہ پہنچ جاتے ہیں۔ ان کی ہمہ وقت لو حق تعالیٰ سے ہی لگی رہتی ہے۔ ان کی عظمتوں کے قربان کہ جن کے مجاہدات سن سن کر حیرانگی ہوتی ہے کہ رہنے کے لیے نہ مکانات کی ضرورت محسوس کرتے ہیں نہ ہی [illegible] کی طلب ہوتی ہے بس جہاں ڈیرے

marfat.com
Marfat.com

ڈال لیے وہی ان کی رہائش ہے۔ بلکہ اکثر مخلوق خدا سے دوری اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغولیت کے لیے جنگلات میں رہائش اختیار کرتے ہیں تاکہ وہ پرسکون ہو کر حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائیں انہیں دنیوی جھنجھٹوں کی طرف بلانے والا کوئی نہ ہو۔ جنگلات اور ریگستانوں کو اپنا مسکن بناتے ہیں۔ رُوکھی سوکھی جیسی بھی غذا مل گئی وہی اُن کے لیے لذیذ ترین غذا کا درجہ اختیار کر لیتی ہے کیونکہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیے جینا ہی جینا ہے اور محض اسی لیے وہ اتنی سی خوراک حاصل کرتے ہیں کہ جن سے ان کی زندگی چلتی رہے وہ لذیذ ترین غذاؤں کی خاطر اپنا ایک لحہ بھی ضائع نہیں کرتے کیونکہ ان کا عقیدہ ہوتا ہے کہ واللہ خیر الرازقین۔ جو کچھ ملنا ہے وہ مل ہی جائے گا۔ اے فرید! ایسے عظیم انسانوں کے میں قربان جو روکھی سوکھی کھا کر جنگلات اور ریگستانی ویران سے علاقوں میں بسیرا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب نہیں چھوڑتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرب چھوڑنے کو موت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کی خاطر ہر قسم کی مشکلات میں مقابلہ صبر و قناعت سے کرتے ہیں اور زندگی کے آخری لمحات تک ثابت قدمی اختیار کرتے ہیں۔

دنیا والوں کی فریب کاریوں سے دوری:

اللہ والے دنیا اور دنیا داروں کی فریب کاریوں سے ہمیشہ دوری اختیار کرتے ہیں یہی دُوری انہیں راہ حق پہ ثابت قدم رہنے کا سبب بنتی ہے۔ صبر و قناعت ان کے لیے آسان ہو جاتی جو ان کے قریب ہوتے ہیں انہیں بھی اپنے رنگ میں رنگ دیتے ہیں۔ جو حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بنتا ہے۔ کیا خوب علامہ اقبال نے فرمایا ہے کہ۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

نگاہِ ولی کی تاثیر:

کسی شاعر نے خوب فرمایا ہے کہ۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حکایت:

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ زیارتِ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء کا مشاہدہ کیا تو عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اس بات سے ڈر لگتا ہے کہیں مجھے دوزخ میں نہ ڈال دیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد بنو۔ تم بہشت میں میرے ساتھ آؤ گے اور جو شخص تیرے ساتھ واصل ہو گا وہ بھی بہشت میں آئے گا۔ (اقتباس الانوار تذکرہ خواجہ حذیفہ مرعشی، ص ۲۵۵)

تین ہزار کفار مسلمان ہو گئے:

روایت ہے کہ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور ہر رات ختم

marfat.com
Marfat.com

قرآن کرتے تھے آپ جس درویش کو دیکھتے ان کا بے حد احترام واکرام بجالاتے تھے اور فیض طلب کرتے تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض قدس سرہ اور حضرت خواجہ ابو یزید بسطامی قدس سرہ کی صحبت بھی ملی ان دونوں مشائخ نے فرمایا کہ حذیفہ مرد خدا ہے بڑا بزرگ ہوگا اور بہت لوگ ان کے ذریعے منزل تک پہنچیں گے چنانچہ ۱۸ سال کی عمر میں آپ عالم لدنی ہو گئے، شریعت طریقت، حقیقت ومعرفت میں کامل ہو گئے آپ ہمیشہ ٹاٹ پہنتے اور خلوت میں بیٹھے آہ وبکاء میں معروف رہتے تھے جب لوگوں نے پوچھا کہ اس قدر گریہ زاری کا سبب کیا ہے؟ تو فرمایا کہ اس وجہ سے روتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کے دن میں فریق فی الجنۃ کے زمرہ میں ہوں گا یا فریق فی السعیر کے زمرہ میں۔

یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ جب آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے تو پھر لوگوں کو مرید کیوں کرتے ہیں۔ اور راہِ راست سے ان کو کیوں دور کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے نعرہ لگایا اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو ہاتف نے آواز دی اور تمام حاضرین نے یہ آواز سنی کہ اے حذیفہ میں تمہیں دوست رکھتا ہوں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہشت میں جگہ دوں گا اس مجلس میں تیس ہزار کفار بھی موجود تھے ہاتف کی آواز سن کر تمام مسلمان ہو گئے۔ (اقتباس الانوار، ص ۲۵۵، تذکرہ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ)

بت پرست ولی اللہ بن گئے:

نقل ہے کہ ایک دن کافر شہر سے باہر نکل کر بت پرستی کرتے تھے آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ لوگو! تم کو شرم نہیں آتی کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنتے ہی ان کے دل جہالت سے پھر گئے اور مسلمان ہو گئے حضرت خواجہ نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا کہ الٰہی! تیرے بندے تیرے دربار میں حاضر آئے ہیں ان پر عنایت فرمائی جاوے۔ آواز آئی کہ اے علو! ان کے حق میں تم جو دعا کرو پوری کروں گا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ نے ان کے حق میں دعا کی تو انہیں عرش سے تحت الثریٰ تک سب کچھ نظر آنے لگا۔ ذکر حق میں مشغول ہوئے اور تھوڑے عرصے میں مطلوب حقیقی تک رسائی ہو گئی۔

(اقتباس الانوار، ص ۲۶۷، تذکرہ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ)

فائدہ:

یہ اللہ والوں کی شان ہے اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی ادنیٰ سی گستاخی بھی بندے کو دنیا وآخرت میں لے ڈوبتی ہے۔

بے ادبی کا انجام:

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے جو کچھ نکلتا تھا اُسی طرح واقع ہو جاتا تھا روایت میں ہے کہ ایک دفعہ چند بے وقوف حضرت اقدس کی خدمت اقدس میں آکر کہنے لگے اے حذیفہ! اگر تم خدا کے ساتھ مشغول ہو تو ہم تمہیں اس مشغولی سے باز رکھیں گے یا تم ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہو تو پہنچاؤ۔ آپ نے ان کی طرف توجہ نہ فرمائی اس کے بعد ان میں سے ایک آدمی نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس زور سے تکلیف دی کہ آپ نے تین مرتبہ آہ کی۔ اُسی وقت آپ کے دہن (منہ) مبارک سے آگ نکلی اور ان سب بے وقوفوں کو آن کی آن میں جلا کر خاکستر بنا دیا۔ (اقتباس الانوار، ص ۲۵۶، تذکرہ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ)

نگاہِ امیر اہلسنت کا فیضان:

دعوتِ اسلامی کی مدنی [illegible] "نیکی کی دعوت" کو عام کرنے کے لیے

marfat.com
Marfat.com

تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی شب وروز کوشاں ہے۔ اس مدنی تحریک کی بنیاد آج سے تقریباً چھبیس سال قبل ۱۹۸۱ء میں باب المدینہ کراچی میں شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے رکھی۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ خوف خدا عزوجل وعشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جذبۂ اتباع قرآن وسنت، جذبہ احیاءِ سنت، زہد وتقویٰ، عفو ودرگزر، صبر وشکر، عاجزی وانکساری، سادگی، اخلاص، حسن اخلاق، جود وسخا، دنیا سے بے رغبتی حفاظتِ دین کی فکر، فروغ علم دین، خیرخواہی مسلمین جیسی صفات میں یادگار اسلاف ہیں۔

الحمدللہ عزوجل! یہ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ باب المدینہ کراچی سے اٹھنے والی مدنی تحریک دعوت اسلامی دیکھتے ہی دیکھتے باب اسلام (سندھ) پنجاب، سرحد، کشمیر، بلوچستان اور پھر ملک سے باہر ہند، بنگلہ دیش، عرب امارات، برطانیہ، آسٹریلیا، کوریا، جنوبی افریقہ یہاں تک کہ (تادمِ تحریر) دنیا کے تقریباً ۶۳ ممالک تک پہنچ گئی۔ ہزاروں مقامات پر سنتوں بھرے ہفتہ وار اجتماعات ہو رہے ہیں اور سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر کرنے والے بے شمار مبلغین اس مقدس جذبے کے تحت اصلاح امت کے کاموں میں مصروف ہیں کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے" انشاءاللہ عزوجل۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو

دعوت اسلامی کے شعبے:

الحمدللہ عزوجل! آج دعوتِ اسلامی ۳۰ سے زائد شعبوں میں سنتوں کی خدمت کر رہی ہے مثلاً مساجد کی تعمیرات کے لیے [خدام المساجد] حفظ وناظرہ کے لیے [مدرسۃ المدینہ] بالغان کی تعلیم قرآن کے لیے [مدرسۃ المدینہ برائے بالغاں] فتاویٰ کے لیے [دارالافتاء] علماء کی تیاری کے لیے [جامعۃ المدینہ] تربیت افتاء کے لیے [تَخَصُّص فِی الفقہ] اور امت کو درپیش جدید مسائل کے حل کے لیے [مجلس تحقیقات شرعیہ] پیغام اعلیٰ حضرت رحمۃ الرحمٰن کو عام کرنے اور اصلاحی کتب کی فراہمی کے لیے [مجلس المدینۃ العلمیہ] تصانیف وتالیفات کو شرعی اغلاط سے محفوظ رکھنے کے لیے [مجلس تفتیش کتب ورسائل] روحانی علاج کے لیے [مجلس مکتوبات وتعویذات عطاریہ] اسلامی بہنوں کے لیے [ہفتہ وار اجتماعات ودیگر مدنی کام] مسلمانوں میں عمل کا جذبہ بیدار کرنے کے لیے (مدنی انعامات کا تحفہ) اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے دنیا کے کئی ممالک میں [مدنی قافلوں اور ہفتہ وار اجتماعات] کا مدنی جال بچھایا جا چکا ہے۔ گونگے، بہرے، نابینا اسلامی بھائیوں اور جیلوں میں قیدیوں کی اصلاح کے لیے بھی مجالس قائم کی جا چکی ہیں۔ اس طرح امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ سنتوں کی خدمت کے ۳۰ سے زائد شعبوں کو قائم کرنے کے بعد سارا نظام [مرکزی مجلس شوریٰ] کے سپرد کر کے ان کی کارکردگی پر نظر رکھتے ہیں اور ضرورتاً اصلاح کے مدنی پھولوں سے بھی نوازتے ہیں۔

دعوتِ اسلامی کی بہاریں:

الحمدللہ عزوجل! دعوت اسلامی کے [illegible]

marfat.com
Marfat.com

راست پر آ گئے۔ جو بے نمازی تھے نمازی بن گئے ماں باپ سے نازیبا رویہ اختیار کرنے والے باادب ہو گئے۔ جس کی حرکتوں کی وجہ سے کبھی پورا محلہ بیزار تھا وہ سارے علاقے کی آنکھ کا تارا بن گیا کفر کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو نورِ اسلام نصیب ہوا۔ گانے سننے کے شوقین، مدنی مذاکرات اور سنتوں بھرے بیانات سننے لگے۔ فحش کلامی کرنے والے نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے لگے۔ یورپی ممالک کی رنگینیوں کو دیکھنے کے خواہش مند گنبدِ خضریٰ و کعبۃ المشرفہ کی زیارت کے لیے بے قرار رہنے لگے۔ مال کی محبت میں جینے مرنے والے فکرِ آخرت کی مدنی سوچ کے حامل بن گئے۔ فحش رسائل وڈائجسٹ کے شائقین امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ وعلمائے اہلسنت دامت فیوضھم کے رسائل اور دیگر دینی کتب کا مطالعہ کرنے لگے، تفریح کی خاطر سفر کے عادی عاشقانِ رسول کے ہمراہ راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے بن گئے۔ ''کھاؤ، پیو اور جان بناؤ'' کے نعرے کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھنے والوں نے اس مدنی مقصد کو اپنا لیا کہ ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ انشاء اللہ عزوجل بعض اوقات رب کائنات عزوجل کی عنایات سے ایمان افروز کرشمات کا بھی ظہور ہوتا ہے مثلاً مریضوں کو شفا ملی، بے اولادوں کو اولاد نصیب ہوئی آسیب زدہ کو خلاصی ملی وغیرھا۔ (دعوت اسلامی کی مدنی بہاریں حصہ اوّل، ص ۸ تا ۱۱)

فائدہ:

اس سے امیر دعوت اسلامی کے فیضان کا اندازہ فرمائیے یہ بھی واضح ہوا کہ الحمدللہ امیر دعوت اسلامی اور علمائے اہلسنت، جماعت مشن انبیائے کرام اور اولیائے کرام کے مشن کو اپنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مشن میں زندگی کے تمام لمحات گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں جماعت اہلسنت کے پلیٹ فارم پہ جمع ہو کر دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اتفاق واتحاد کی توفیق عطا فرمائے۔

اولیائے کرام کے مجاہدات:

بابا صاحب فرماتے ہیں کہ جنگل میں گوشہ نشین درویشانِ خدا پر قربان جاؤں۔ جو کہ تارک الدنیا اور یادِ الٰہی کے دریائے استغراق میں مستغرق ہو کر جنگل میں بیٹھے رہتے ہیں اور ہر وقت ہر ایک دم کو یادِ خدا میں صرف کرتے ہیں اور کھانے پینے کی پرواہ نہیں رکھتے لیکن اگر اشد ضرورت ہو تو وقتاً فوقتاً درختوں کے لاوارث گرے ہوئے پھل، پھول، پتوں اور خودرو پودوں پر گزارہ کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے توڑ کر نہیں کھاتے۔ کیونکہ دنیا کی ہر شے میں جان ہے اس واسطے بعضے تو صبر اور توکل پر گزارہ کرتے ہیں جیسا کہ جناب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک کاٹھ کی روٹی پر توکل کرتے رہے ہیں اور بعض ازاں غذا نوری سے مطمئن ہوئے۔ (دیوان فرید، ص ۱۸۹)

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا مجاہدہ:

سلطان المشائخ نے ایک موقع پر جبکہ شیخ بدر الدین غزنوی کا ذکر چل رہا تھا فرمایا کہ شیخ العالم فرید الحق والدین کا کام ہی اور تھا انہوں نے مخلوق سے ترک تعلق کر کے جنگل اور بیابان کو اختیار کر لیا تھا یعنی اجودھن میں مقیم ہو گئے تھے اور درویشانہ روٹی اور ان چیزوں پر جو وہاں کے جنگل میں اُگتی ہیں مثلاً پیلو اور اس جیسی دوسری چیزیں اُن پر قناعت فرماتے تھے۔ (سیر الاولیاء ص ۱۵۵)

marfat.com
Marfat.com

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا بستر مبارک:

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک رات آرام فرمانے کے وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ایک دہقانی وضع کی کھاٹ آپ کے لیے بچھائی گئی اور وہی کمبل جس پر آپ دن کو بیٹھتے تھے اس کھاٹ پر بچھایا گیا وہ کمبل اس قدر چھوٹا تھا کہ بچھنے کے بعد پاؤں تک نہیں پہنچتا تھا یعنی پاؤں کھری چارپائی پر رکھتے تھے۔آپ کے پائے مبارک کے لیے دوسرا ٹکڑا لایا جاتا اور وہ آپ کے پیروں کے نیچے رکھ دیا جاتا۔جب وہ ٹکڑا بستر سے ہٹالیا جاتا تو وہ حصہ بستر سے خالی ہو جاتا۔(سیر الاولیاء اردو ترجمہ، ص ۱۵۷)

فائدہ:

مختصر یہ کہ آپ نے فرمایا کہ میں ان اللہ والے درویشوں پہ قربان جاؤں کہ جو روکھا سوکھا جو کچھ بھی میسر آجاتا کھا کر گزارہ کر لیتے ہیں جیسے حالات سے بھی سابقہ پڑے ہر حال میں حق تعالیٰ کا قرب چاہتے ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ مخلوق خدا کو راہِ راست پہ لانے کی کوشش کرنے کو حق تعالیٰ کے قرب کا سبب سمجھتے ہیں۔ہر قسم کے حالات میں ثابت قدمی اور صبر وقناعت اختیار کرتے ہیں۔

دوسرا مطلب مع وضاحت:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

اے فرید! قربان اوھناں پنچھیاں دے جہڑے جنگل وچ وسدے نیں۔کنکریاں چگدے تے تھل وسدے نیں۔پر رب دی یاد نہیں چھڈدے۔

شرح:

اے فرید! بے عمل بندے تے غافل انساناں نالوں تے اوہ پنچھی چنگے نیں جیہڑے جنگلاں اجاڑاں وچ وسدے نیں۔کنکر روڑے کھاندے نیں تے اپنے مالک نوں نہیں چھوڑدے۔ایہ بے سمجھ پنچھی ہوکے اللہ دی یاد وچ لگے رہندے نیں پر غافل انسان نوں ہوش نہیں آوندی۔اوہ دنیاوی لذتاں وچ پھاتھا ہویا اپنے مالک نوں بھلا بیٹھا اے۔اوہدی درگاہ وچ جاکے کیہ جواب دے گا اوہدے مقابلے وچ تے ایہ پنچھی اوس ویلے سرخرو ہون گے۔(بول فریدی، ص ۱۳۵۔۱۳۴)

ترجمہ:

اے فرید! ان پرندوں پر قربان جو جنگل میں رہتے ہیں کنکریاں کھا کر تھل میں رہتے ہیں مگر اپنے رب کی یاد نہیں چھوڑتے۔

اے فرید! بے عمل بندے اور غافل انسانوں سے وہی پرندے اچھے ہیں جو جنگل بیابانوں میں رہتے ہیں کنکر روڑے کھاتے ہیں اور اپنے مالک کو نہیں چھوڑتے۔(یعنی اپنے مالک کو ہر وقت یاد کرتے رہتے ہیں)۔یہ نا سمجھ پرندے ہو کے اللہ تعالیٰ کی یاد میں (ہر وقت) مصروف رہتے ہیں مگر (اس کے باوجود انہیں دیکھتے ہوئے بھی) غافل انسان کو ہوش نہیں آتی وہ دنیوی لذتوں میں پھنسا ہوا ہے۔اپنے مالک کو بھلا بیٹھا ہے اس کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر کیا جواب دے گا۔انسان کے مقابلے میں تو یہ پرندے ہی اس وقت سرخرو ہوں گے۔

marfat.com
Marfat.com

فریدا رُت پھری، وَن کنبیا، پت جھڑیں جھڑ پا
چارے کنڈاں ڈھونڈیاں، رہن کتھاؤں نا

حل لغات:

★ رُت: موسم، حالت، وقت۔ ★ رُت پھری: موسم تبدیل ہوا، دور بدلا، حالت بدلی۔ ★ ون کنبیا: درخت کانپا مراد بڑھاپے کا جسم۔ ★ کنبیا: کانپا، تھر تھرایا۔ ★ پت جھڑیں: خزاں میں زوال، بڑھاپا۔ ★ پا: پاؤں یعنی بڑھاپے میں پاؤں لڑکھڑاتے ہیں۔ ★ چارے: چاروں۔ ★ کنڈاں: طرفیں، سمتیں، کنڈ کی جمع یعنی کونے، دیواریں، زاویے۔ ★ ڈھونڈھیاں: تلاش کیں، دیکھا۔ ★ رہن: سکونت، سکون، آرام۔ ★ کتھاؤں نا: کہیں نہیں، کسی جگہ نہیں۔

مطلب:

اے فرید! موسم میں تبدیلی آ گئی ہے وہ پہلے جیسا موسم نہیں رہا۔ درخت کانپ گیا ہے۔ موسم خزاں نے ڈیرے ڈال لیے ہیں۔ مراد جوانی ختم ہوگئی ہے۔ جسمانی حالت وکیفیت میں تبدیلی آ گئی ہے۔ بڑھاپے کی آمد کی وجہ سے جسم میں وہ پہلے جیسی قوت وطاقت نہیں رہی بلکہ اب تو پاؤں بھی کانپنے اور لڑکھڑانے لگے ہیں۔ میں نے چاروں اطراف میں تلاش کر کے دیکھ لیا ہے۔ آرام وسکون کی کہیں جگہ نہیں۔ سکون کہیں نہیں ملتا۔ پھر سکون کہاں ملے؟

لطیفہ:

ایک عالم دین سے کسی نے پوچھا! حضرت! یہ بتائیے کہ ہم سارا سارا دن کھیل کود میں گزار دیتے اور ساری ساری رات سینما، تھیٹر یا اکھاڑے، وی سی آر، سی ڈی، ڈی وی ڈی، کیبل یا ٹی وی وغیرہ دیکھنے میں گزار دیتے ہیں۔ یعنی دن بھی ایسے ہی مشاغل میں اور ساری ساری رات بھی ایسے ہی مشاغل میں گزر جاتی ہے نیند پھر بھی نہیں آتی مگر جب ہم قرآن پڑھنے لگتے ہیں۔ یا نماز میں مشغول ہوجاتے ہیں تو فوراً نیند آنے لگتی ہے اس کا کیا سبب ہے؟

عالم دین نے فرمایا۔ اللہ کے بندے! ذرا غور تو کر، نیند اُس وقت ہی آئے گی جب جسم اور روح کو سکون ہوگا۔ بے سکونی اور تکلیف کی حالت میں بھی کبھی نیند آتی ہے۔ بڑی ہی مشکل سے جب کبھی آنکھ لگ جائے تو الگ بات ورنہ بے سکونی کی حالت میں نیند نہیں آتی۔ کچھ ایسا ہی معاملہ یہ بھی ہے جب ہم مسجد میں آتے ہیں یا نماز میں معروف ہوتے ہیں یا قرآن مجید وغیرہ امور میں مشغول ہوتے ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان کو جسمانی اور روحانی سکون میسر آتا ہے جیسے کوئی پھولوں کی سیج پہ آرام کرے تو فوراً نیند آجائے گی اسی طرح عبادت میں معروف رہنے والا گویا جسمانی اور روحانی طور پر پھولوں کی سیج پر سونے والے کی مانند ہے اسی لیے فوراً نیند آجاتی ہے اور ٹی وی، وی سی آر سینما تھیٹر اور دیگر تماشبینی کے امور میں مشغول رہنے والا انسان اُس آدمی کی مثل ہوتا ہے جو نوکیلے پتھروں ڈھیلوں اور کانٹوں پہ آرام کرنے کے لیے دراز ہوجائے اب بتائیے نوکیلے پتھروں، ڈھیلوں اور کانٹوں پہ کیا خاک نیند آئے گی۔ نوکیلے پتھروں، ڈھیلوں، اونچی نیچی جگہ اور کانٹوں پہ نیند نہیں آئے گی۔ اگر آئی بھی تو بڑی مشکل سے نیند آئے گی اور چند ہی لحات میں اُچاٹ ہوجائے گی کیونکہ وہاں جسمانی اور روحانی سکون میسر نہیں۔ پس یہی وجہ ہے کہ جو کوئی اللہ کے ذکر، درود شریف، تلاوت قرآن مجید نماز وغیرہ عبادات میں معروف ہوتا ہے اس پہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینت کا نزول ہوتا ہے جس وجہ سے آرام وسکون کی دولت نصیب ہوتی ہے اور نیند آجاتی ہے ساری،

marfat.com
Marfat.com

ساری رات کرکٹ کھیلتے ہوئے، کرکٹ دیکھتے ہوئے اور دیگر کھیل تماشوں میں مصروف نوکیلے پتھروں، ڈھیلوں اور کانٹوں پہ سونے کے مترادف ہے۔اس سے روحانی بے سکونی میسر آتی ہے اس لیے نیند نہیں آتی۔

بڑھاپا:

اس شلوک میں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بڑھاپے کی کیفیت بیان کی ہے کہ رُت پھری سے مراد جسمانی حالت میں تبدیل پیدا ہوگئی ہے جوانی کا دور گزر گیا ہے اب بڑھاپے نے ڈیرے ڈال لیے ہیں۔اب پہلے جیسی جسمانی حالت نہیں رہی جوانی کے دور والی تمام قوتیں کمزور ہوگئی ہیں۔جسم پہ رعشہ طاری ہوگیا ہے۔اب تو ہر طرف خزاں کا دور ہے۔نظر کمزور ہوگئی ہے قوت سماعت میں کمی واقع ہوگئی ہے۔ذرا سا چلنے سے سانس اکھڑنے لگتا ہے۔کھڑے ہوکر تھوڑی دیر عبادت کرنے سے تھکاوٹ کا احساس ہونے لگتا ہے۔پاؤں لڑکھڑانے لگے ہیں۔ہر طرف بے سکونی کے دیو کا راج ہے۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدا پاڑ پٹُولا دَھج کَرِیں ، کَمبلڑِی پھِریو   جِنْہِیں وَیسِیں شَوہ مِلے ، سےٓ اِیٔ ویس کَریُو

حل لغات:

★ پاڑ: پھاڑ کر۔ ★ پٹولا: ریشمی کپڑے کا چھوٹا سا ٹکڑا جو بچیوں کے کھیلنے کے کام آتا ہے، خوبصورت لباس، ریشمی کپڑا۔ ★ دھج کری: دھجیاں کردیں، چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کردیئے، لباس لیر لیر کردیا۔ ★ کمبلوی: چھوٹا سا کمبل۔ ★ پھریو: پہن لیا، اوڑھ لیا۔ ★ جنہیں: جس، جیسے۔ ★ ویسیں: بھیس، روپ، لباس، بھیس میں۔ ★ شوہ: میاں، مالک، خاوند، محبوب۔ ★ سے ای: اوہوای، وہی۔ ★ کریو: کیا۔کردیا۔

مطلب:

اے فرید! خوبصورت ریشمی لباس پھاڑ چیر کر اس کی دھجیاں بنادیں۔اسے نہایت باریک باریک لیروں (نہایت باریک باریک ٹکڑوں) میں تبدیل کردیا۔صرف ایک چھوٹا سا کمبل پہن لیا جس بھیس میں محبوب کے ملنے کی امید ہے وہی بھیس اپنا لیا ہے۔ تاکہ محبوب راضی ہوجائے۔

وضاحت:

اس شعر کا مطلب بالکل واضح ہے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ کا ملنا صرف خوش پوشا کی کی وجہ سے نہیں ہوتا۔خوش لباسی اگر میسر آجائے تو اپنالے، اگر اس سے دل میں خودی اور تکبر پیدا ہو تو پھر ایسا لباس اتار دے ایسے لباس کا کیا کرنا کہ جس سے محبوب کی ناراضگی پیدا ہوا۔ہمیں تو ایسا لباس پہننا چاہیے کہ جس سے محبوب راضی ہو، ایسی غذا کھانی چاہیے جو محبوب کی خوشی کا سبب بنے، ایسے امور اختیار کرنے چاہئیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے۔یہ نہیں کہ ہر وقت نئے نئے خوبصورت لباسوں کے شوق میں حد اعتدال سے بھی گزر جائے۔ستر ڈھانکنے کے لیے ہی لباس پہننا ہے جیسا بھی میسر آجائے پہن لینا۔جب لباس پھٹ جائے اور پھٹا ہوا لباس پہننا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ... پھٹے لباس کو سینا اور ٹانکے لگا کر

marfat.com
Marfat.com

لباس پہننا بھی اللہ والوں کی سنت ہے ایسا لباس بھی پہننا پڑے تو اس سے شرمانا نہیں بلکہ بڑی رغبت سے پہن لینا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرنے کے نظریئے سے ٹانکے لگا لباس پہننا بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب کیونکہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو میری ایک سنت زندہ کرے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ بہر حال جیسے لباس سے بھی محبوب ملنے کی توقع ہو ویسا ہی لباس اپنانا سعادت مندی کی دلیل ہے۔ ویسا ہی لباس پہن لینا چاہیے۔

فائدہ:

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب بیان فرماتے ہیں کہ۔

ریشمی لباس چھوڑ کر ادنی لباس اختیار کر کے بابا سائیں صوفیاء کرام کی دنیا میں آ گئے لیکن اس یقین کے ساتھ کہ اسی صوفیانہ لباس کو مولیٰ جل جلالہ پسند فرماتے ہیں۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۸۹)

جنھیں ویسیں شوہ ملے، سے ای ویس کریو:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جیسے بھیس سے محبوب ملے ویسا لباس اپنانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کو محبوب کبریا مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم جیسا بھیس پسند ہے اسی لیے قرآن مجید میں فرمایا کہ۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اگر اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔

یعنی اے محبوب میری مخلوق بنی آدم کو فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو اگر تمہیں اللہ تعالیٰ سے سچی محبت ہے تو پھر میری اتباع کرو۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کی تو پھر اللہ تعالیٰ محبوب بنا لے گا۔

اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر مسلمان پہ لازم ہے۔ کیونکہ متعدد مقامات پر قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کی تاکید کی گئی ہے۔

سنت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت مبارکہ پہ عمل پیرا ہونا دنیا و آخرت میں انتہائی زیادہ فوائد کے حصول کا سبب ہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے مطابق سو شہداء کا ثواب حاصل ہوتا ہے جبکہ ایک روایت کے مطابق ستر شہیدوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اسوۂ حسنہ:

زندگی گزارنے کے لیے مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

marfat.com
Marfat.com

تمہارے لیے رسول کریم میں بہترین نمونہ ہے۔

بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ۔اے فرید! خوبصورت اور بہترین لباس موجود ہے تو وہ لباس اسی طرح پہن لے محض دکھاوے کے طور پر اسے پھاڑ چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے پہننے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ ضرورت ہے کہ بڑے کمبل کو پھاڑ کر چھوٹے سے ٹکڑے کی شکل میں تبدیل کر دے کہ شاید ایسے انعامات ربانی حاصل ہوں۔یہ بات بھی نہیں۔ایسا بھی کرنے کی ضرورت نہیں۔بلکہ طریقہ ایسا اختیار کرنا چاہیے کہ جس سے محبوب حقیقی راضی ہو۔حق تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اتباع محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔فلہٰذا مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مطابق ہمیں زندگی گزارنی چاہیے۔

-----☆☆☆-----

کائے پٹولا پاڑتی کمبلڑی پھرے
گھر ہی بیٹھیاں شوہ ملے جے نیت راس کرے

(دیوانِ فرید)

حل لغات:

* کائے: کیا۔ * پٹولا: خوبصورت لباس کا چھوٹا سا ٹکڑا۔لیر پاڑتی۔ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے چیتھڑے کر دیے۔ * کمبلڑی: چھوٹا سا کمبل۔ * پھرے: پھرتا ہے۔ * گھر ہی: گھر میں۔ * بیٹھیاں: بیٹھے بٹھائے۔ * شوہ: میاں، محبوب، خاوند، مالک۔ * جے: اگر۔ * نیت: دل کا ارادہ۔ * راس کرے: صاف کرے، کھوٹ نکال دے۔

مطلب:

اے فرید! بہترین خوبصورت لباس پھاڑ چیر کر لیر لیر کر کے چیتھڑے بنا دینے اور پھر ایک چھوٹی سی کمبلی پہن کر پھرنے کی ضرورت کیا تھی۔مالک نے جو بھی لباس عطا فرمایا اسے پہن لیتے محبوب کا ملنا کوئی لباس کے پھاڑ کر ننگ دھڑنگ رہنے سے تو میسر نہیں ہوتا کہ اچھا بھلا لباس ہونے کے باوجود یہ حالت بنالی ہے۔ایسا کرنا ضروری نہیں تھا ضرورت صرف نیت درست کرنے کی تھی۔اگر نیت صحیح اور درست کر لیتے تو پھر گھر میں بیٹھے ہوئے بھی محبوب مل سکتا ہے۔محبوب کے ملنے کے لیے نیت کا درست کر لینا شرط ہے۔

فائدہ:

دیوانِ فرید میں یہ لفظ پاتری معنی پھاڑ دی لکھا ہوا ہے بعض نسخوں میں پاڑتی ہے جبکہ اسی طرح بعض کتب میں پہلے مصرعہ کے بعد دوسرے مصرعہ کے شروع میں نانک لکھا ہوا ہے شوہ ملے تک ہے اور تیسرا مصرعہ جے نیت راس کرے ہے۔جن کتب میں نانک آیا ہے اُن کتب کے شروع میں فرید انہیں بیان ہوا۔بہر حال اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کی وضاحت کی حیثیت سے پہلا شعر ملاحظہ فرمائیے۔جبکہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ شعر گورونانک کا نہ ہو کیونکہ بعض کتب میں دوسرا مصرعہ میں نانک لکھا ہوا ہے اس حقیقت سے گورونانک کی تعلیمات بغور پڑھنے والوں سے مخفی نہیں کہ ان کی تعلیمات اس سلسلے میں کیا ہیں۔... کہ یہ شعر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ہو

marfat.com
Marfat.com

سکتا ہے۔ رہا یہ اعتراض کہ پھر نانک کیوں ہے۔ نانک کا بعض کتابوں میں لکھا ہونا اس وجہ سے ہوسکتا ہے کہ چونکہ سکھوں کی کتاب میں بابا صاحب کے اکثر اشعار ہیں اور یہ بھی وہیں سے لیا گیا۔ اس طرح کئی اشعار میں قطع برید سے بھی کام لیا گیا۔ اس طرح اس شعر میں نانک کا اضافہ ہی معلوم ہوتا ہے جن لوگوں نے یہ نانک لکھا ہے انہوں نے اسے گرونانک کا شعر بتایا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار نصائح پہ مبنی بہترین اشعار ہیں اس لیے انہیں سکھوں کی کتاب میں شامل کیا گیا اور اس میں نانک کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اللہ دل اور عمل دیکھتا ہے:

قرآن مجید میں ہے کہ۔

اِنَّ اللّٰـہ لا ینظروا الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم۔

تحقیق اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دلوں اور عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے خلوص کو دیکھتا محض ظاہرداری اور دکھاوے کے طور پر کیے گئے اعمال کی کوئی وقعت نہیں یہی کچھ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شلوک میں بیان فرما رہے ہیں کہ چیتھڑے بنا کر محض دکھاوے کے طور پر پھٹے پرانے چیتھڑے پہننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بارگاہِ حق میں تو درست اور صحیح نیت کی ضرورت ہے۔ اگر نیت صحیح کر لی جائے تو گھر میں ہی حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے گا۔

اعمال کا دار و مدار نیت پر:

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

اسی لیے راہِ فقر میں بلاجواز کی پابندیاں ضروری نہیں نیت صحیح کرنے کی ضرورت ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا گرب جیہناں وڈیائیاں، دھن جوبن آگاہ   خالی چلے دھنی سیوں، ٹبے جیویں مینہاہ

(کلام بابا فرید، ص ۸۰)

حل لغات:

★ گرب: گھمنڈ، فخر، غرور۔ ★ جیہناں: جن کو۔ جنہیں۔ ★ وڈیائیاں: بڑے ہونے اور اعلیٰ ہونے کا فخر وغرور کہ میں بڑا ہوں، تکبر۔ ★ دھن: سوانی، عورت، بیوی، مال ودولت، جائیداد، قسمت۔ ★ جوبن: جوانی، حسن، اٹھتی جوانی، رونق، بہار وغیرہ۔ ★ آگاہ: بے انت، بے حساب، خبردار، واقف جاننے والا۔ ★ خالی: جو بھرا ہوا نہ ہو، کھوکھا صرف، محض جس کے پاس کچھ نہ ، جس میں کچھ نہ ہو وغیرہ۔ ★ دھنی: مالک، دولت مند، آقا۔ ★ سیوں: سے۔ ★ ٹبے: ٹیلے، اونچی جگہ، مٹی کا پہاڑ جیسا بڑا تودہ، چھوٹی پہاڑی، ٹیکرا۔ ★ جیویں: جیسے۔ ★ مینہاں: بارش۔ مینہ۔

اے فرید! جن لوگوں میں فخر، غرور اور تکبر پایا جاتا ہے۔ جنہیں زر دولت اور حسن جوانی پہ آگاہی حاصل ہے اور اس بنا پر مغرور ہو جاتے ہیں۔ وہ مالک کے انعامات سے بے فائدہ ہی رہتے ہیں جیسے بارش برستی ہے تو ساری زمین استفادہ کرتی ہے مگر اونچے ٹیلے پہ بارش کا پانی نہیں ٹھہرتا۔

مطلب:

اے فرید! جنہیں اپنی اونچی ذات پات، اونچی صفات یا اونچی حیثیت، کثرت مال ودولت یا حسن وجوانی پہ گھمنڈ، جن کے ذہنوں میں ان بڑائیوں کی بنا پر فخر وغرور اور تکبر سمایا ہوا ہے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے جام سے محروم رہتے ہیں۔ گھمنڈی قسم کے لوگ حق تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ بارش خواہ کتنی ہی کیوں نہ برسے کہ اس بارش سے ہر طرف جل تھل ہو جائے۔ پانی کی کثرت کی وجہ سے ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگے مگر اس کے باوجود اونچے ٹیلے پہ پانی نہیں ٹھہرتا بلکہ تھوڑی ہی دیر بعد وہ ٹیلا خشک ہو جاتا ہے۔ اس پہ پانی نہیں ٹھہرتا یہی مثال ان لوگوں کی ہے جن کے ذہنوں میں تکبر اور غرور سمایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محروم رہتے ہیں جیسے خواہ جتنی بھی بارش برسے مگر اونچے ٹیلے اس بارش سے محروم رہتے ہیں۔

تکبر کی مذمت:

حضرت آدم علیہ السلام کے مدمقابل ابلیس نے تکبر اختیار کیا تو بارگاہ حق سے نکال دیا گیا بلکہ ہمیشہ کے لیے بارگاہِ حق سے مردود ٹھہرا اسی طرح جو بھی تکبر اختیار کرتا ہے ہمیشہ نقصان اٹھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا:

قرآن مجید میں ہے کہ

لَا یُحِبُّ الْمُتَکَبِّرِیْنَ

اللہ تعالیٰ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

اس لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ کسی بھی رنگ میں تکبر پیدا نہ ہو اگر کسی طرح تکبر پیدا ہو جائے تو اسے ہر ممکن طریقہ اپنا کر اس بری صفت سے نجات حاصل کی جائے۔

اسی طرح احادیث میں بھی تکبر کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

متکبر جنت میں داخل نہیں ہوگا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ آگ (دوزخ) میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کی مانند ایمان ہے اور جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائے کے دانہ کی مانند تکبر ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر)

فائدہ:

اس لیے تکبر سے دوری اختیار کرنی چاہیے۔ تکبر انتہائی بری اور نقصان دہ صفت ہے۔ اس کی وجہ سے دنیا بھی تباہ ہو جاتی ہے آخرت میں بھی طرح طرح کی تکالیف سے دوچار ہونا پڑے گا۔

تواضع کرنے والا اور متکبر:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے منبر مبارک پہ کھڑے ہو کر فرمایا کہ لوگو! تواضع اختیار کرو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں سے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے۔ وہ اپنی نظر میں حقیر ہو جاتا ہے اور لوگوں کی آنکھوں میں عظیم ہوتا ہے۔ اور جو کوئی تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دیتا ہے۔ وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر ہو جاتا ہے اور اپنی نظر میں عظیم ہوتا ہے یہاں تک کہ لوگوں کے نزدیک وہ کتے اور خنزیر سے بڑھ کر خوار تر ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر)

محبوب شخص اور مغضوب شخص:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخرت میں تم میں سے ہمارا زیادہ محبوب اور قریبی وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق تم میں سے سب سے زیادہ عمدہ ہوں اور مبغوض ترین اور سب سے زیادہ (رحمت حق) سے دور وہ شخص ہوگا جو فضول (باتیں) کرنے والا اور (اپنی) فصاحت و بلاغت (کے چرچے) کے لیے باچھیں پھاڑ کر باتیں کرے اور متکبر ہو۔

(اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، ج ۳، ص ۵۸۰)

تکبر کرنے والوں کیلئے خاص مقام:

ایک حدیث شریف میں اس طرح بھی آتا ہے کہ۔ دوزخ میں ایک ایسا مکان بھی ہے جس میں تکبر کرنے والوں کو بند کر دیا جائے گا۔ (اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، ج ۳، ص ۵۸۰)

مذمت تکبر از شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ:

حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

(۱) تکبر مکن زینہار اے پسر که روزے زدستش در آئی بسر
اے بیٹے تکبر ہرگز نہ اختیار کر کیونکہ ایک دن تو اس کے ہاتھوں سر کے بل گرے گا۔

(۲) تکبر بُود عادتِ جاہلاں تکبر نیایدز صاحبدلاں
تکبر جاہلوں یا کافروں کی عادت ہے صاحبدلوں سے تکبر ظاہر نہیں ہوتا۔

(۳) تکبر عزازیل را خوار کرد بزندانِ لعنت گرفتار کرد
تکبر نے عزازیل (شیطان) کو ذلیل وخوار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کی قید میں گرفتار کیا۔

(۴) تکبر بود مایۂ مُد بری تکبر بُود اصل بد گوہری ۱ (کریما سعدی ص ۵)
تکبر بدبختی کا سرمایہ ہے تکبر بدذاتی کا اصل ہے۔

فائدہ:

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ چار اشعار تبرکاً پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ مفصل مطالعہ کے لیے کریما سعدی یا قبلہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر، شیخ الحدیث ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی شرح کریما میں مطالعہ کیجئے نیز الفقیر ابواحمد اویسی بھی کریما سعدی کی شرح تیار کر رہا ہے حق تعالیٰ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے کیسی بہترین مثال کے ذریعے سمجھایا ہے کہ دولت اور حسن جوانی پہ مغرور نہ ہو جائیے۔ کیونکہ

سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپے حسن جوانی ، سدا نہ صحبت یاراں

دولت اور حسن جوانی پہ مغرور نہیں ہونا چاہیے۔ مغرور کبھی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا جیسے بارش برستی ہے تو جہاں بھی بارش برستی ہے زمین سرسبز وشاداب ہو جاتی ہے کہیں کہیں نچلی زمین ہو تو پانی اکٹھا بھی ہو جاتا ہے خود بھی سیراب ہوتی رہتی ہے بلکہ وہاں سے دوسری مخلوق بھی فائدہ حاصل کرتی رہتی ہے۔ اگر ٹیلا اونچا ہو تو وہاں بارش کا پانی نہیں ٹھہرتا اسی طرح متکبر شخص بھی فائدہ نہیں حاصل کر سکتا۔ بلکہ بارش کی طرح بھی مہربانیاں کرنے والے ہوں تو پھر بھی متکبر اپنی متکبرانہ رویئے کی بنا پر فوائد سے محروم رہتا ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا گرؔ بِن نہ وَڈیائیاں دَھن جوبَن اسگاہ
خالی چلے دُنی سِیُوں ٹِبے جیوں مینہ آہ

(بول فریدی، ص۱۳۷)

Hymns of Baba Fareed Shakar Ganj, PNo. 105.

حل لغات:

* گر: گرو بمعنی مرشد کریم * وڈیائیاں: برائیاں * دھن: عورت، بیوی، مال و دولت جائیداد، قسمت * جوبن: جوانی، حسن اٹھتی جوانی، رونق بہار وغیرہ * اسگاہ: اس جگہ، یہاں * دُنی: دُنیا * سیوں: سے * ٹبے: ٹیلے * جیوں، جیسے، جس طرح * مینہہ: بارش * آہ: آئے، آتا ہے، آہ بمعنی افسوس کا اظہار، دُکھ یا تکلیف کے وقت یہ لفظ زبان سے بے اختیار نکل جاتا ہے۔

اے فرید! مرشد کے بغیر کیسی مغروری کیونکہ مرشد کے بغیر نہ عزت ملتی ہے، نہ کوئی حسن جوانی کا فائدہ۔ حقیقت یہ ہے کہ مرشد تو مغروری کو نکال باہر کرتا ہے۔ جب دنیا سے روانگی اختیار کرنے کا وقت آتا ہے۔ خالی ہی رہ جاتے ہیں جیسے اونچے ٹیلے پہ بارش ہو تو سارا پانی نیچے لڑھک جاتا ہے ٹیلہ تھوڑی ہی دیر میں خشک ہو جاتا۔

فائدہ:

گر یعنی گرو یعنی مرشد۔ بعض کتب میں جو یہ لفظ گور لکھا ہوا ہے دراصل یہ گور بمعنی قبر نہیں بلکہ یہ لفظ اصل میں گ پہ ضمہ یعنی پیش ہے اور بعض علاقوں میں پیش کو واؤ سے بدل دیتے ہیں۔ اس طرح یہ لفظ گور لکھا گیا یعنی پیش کو واؤ میں بدل دیا گیا اصل یہ لفظ گُر ہے اور گُرا اور گُر کے معانی ڈاکٹر مہر عبدالحق صاحب نے اپنی مشہور و معروف تالیف لغات فریدی میں "گرو، استاد، رہبر، مرشد لکھے ہیں یہی لفظ اس شعر میں زیادہ تر قرینہ کی رو سے درست معلوم ہوتا ہے۔ اور دیوان فرید میں یہ شعر یوں ہے کہ۔

فریدا گوبن نہ وڈیائیاں ، دھن جوبن اسگاہ
خالی چلے درنی سیوں ٹبے جیوں مینہاہ

(دیوان فرید، ص۱۹۶)

اس شعر کی ترجمانی مخدوم ابرار احمد خاں گیلانی صاحب دربار کلیر شریف نے یوں کی ہے۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد کے بغیر نہ عزت اور نہ مال اور نہ حسن حاصل ہوتا ہے کیونکہ اس کے بغیر دنیا فانی سے ٹیلہ ریت کے بارش کی طرح سے خشک ہو جائے گی۔ (دیوان فرید، ص۱۹۶)

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے اس شعر کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ

اے فرید! مرشد دے بغیر وڈیائیاں نہیں ہندیاں بھاویں بے شمار دھن دولت ہووے۔ دنیا توں جان لگے ریت دے سکے ٹبے وانگر ہندے نیں۔ جدھے تے کدی مینہ نہیں وسدا۔ (بول فریدی، ص۱۳۷)

کلمہ گر دراصل کلمہ گرو کا مخفف ہے [illegible]

marfat.com
Marfat.com

گر ہندی اسم ہے۔(۱) اصول، قاعدہ (۲) کسی کام کے کرنے کا خاص طریقہ کار، فارمولا (۳) گرو کا مخفف مرشد (۴) نکتہ۔ باریکی (فیروز اللغات) اور یہاں تیسرا معنی مراد ہے یعنی یہ کلمہ گر، گرو کا مخفف ہے۔ یعنی مرشد۔

مرشد کی ضرورت:

بابا صاحب فرماتے ہیں کہ مرفوع الاجازت مرشد کامل کے دست بیعت اور تعلیم وتلقین اور پیری اور نفی کے بغیر دنیا کی عزت اور مال اور حسن کسی کام کا نہیں ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ یہاں سے ایسے بلا مفاد آخرت خالی ہاتھ جاویں گے جیسے مینہ سے ریت کا ٹیلہ۔ (دیوانِ فرید، ص ۱۹۷)

فائدہ:

اگر کوئی شخص مال اور عزت اور حسن اور فخر دائمی اور عقبائی کا آرزومند ہو تو کسی مرفوع الاجازت شیخ کی دست بیعت اختیار کرے اور اس کے ارشاد موجب جہد وریاضت پر کمر باندھے انشاء اللہ امید قوی ہے کہ وہ درجہ بقا پر پہنچ کر حیات طیبہ سے مشرف وممتاز ہوگا۔ (دیوان فرید، ص ۱۹۷)

مرشد کی اہمیت:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی مرشد کی اہمیت بیان فرمائی ہے کہ اعلیٰ مقام کے حصول کے لیے مرشد ضروری ہے صحیح اور کامل مرشد ہی انسان کو عرفان کی منزل کا راہی بننے میں معاونت کرتا ہے۔ ناقص مرشد جو خود ہی علم وعرفان سے آگہی نہ رکھتا ہوگا وہ خاک رہنمائی کر سکے گا۔ اس سلسلے میں مرشد کامل سے صحیح تعلق ضروری ہے۔

کامل مرشد کی پہچان:

سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کلید التوحید کلاں میں بیان فرماتے ہیں کہ۔

"کامل مرشد کی پہچان یہ ہے کہ اگر طالب کو مندرجہ ذیل آٹھ چیزیں عطا کرے تو غلطی نہ کرے۔ اگر کرے تو مردود ہو جائے وہ آٹھ اشیاء یہ ہیں۔

پہلی چیز : سچ بولنا

دوسری چیز : حلال کھانا

تیسری چیز : اطاعت کرنا

چوتھی چیز : ہمت وتوفیق۔ ہمت اس بات کا نام ہے کہ حرص وہوا کو چھوڑ دے اور توفیق کا یہ مطلب ہے کہ اُن چیزوں کو چھوڑ دے۔ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

چار باطنی چیزیں:

یہ ہیں۔ (۱) ذکر لازوال یہ ہے کہ مشرق سے مغرب تک خاص اور عام طالب مرید، تمام اہل دین، دنیا کے بادشاہ، اہل ثروت وغیرہ اس کی طرف رجوع کریں اور اس کے فرمانبردار اور غلام بن جائیں لیکن یہ بات بھی نگاہِ فقر میں چھوٹی سی ہے ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا دوست ہوتا ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کا دوست

marfat.com
Marfat.com

دوسری چیز ذکر کمال:

ذکر کمال کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان کے تمام ملائکہ عرش اٹھانے والے فرشتے اور چاروں مقرب ملائکہ اور تمام مؤکلات اس کے فرمانبردار ہو جائیں اور ہر کام میں اس کی استعانت کریں۔ خبریں دیں اور اُسے باطنی توجہ سے یہ دکھائی دے کہ اُس کے گرد ملائکہ کے لشکر کھڑے ہیں یہ مرتبہ بھی فقیر کے نزدیک بہت چھوٹا ہے کیونکہ ایسا ہونے سے وہ ملائکہ کا دوست ہوا نہ کہ اللہ تعالیٰ کا۔

تیسری چیز ذکر حال:

ذکر حال کا مطلب یہ ہے کہ ازل سے ابد تک کے تمام انبیائے کرام اور اولیائے عظام اہل مراتب مؤمن۔ مسلمان میں سے ہر ایک سے مصافحہ کرے اور ان کی مجالس میں جائے یہ مرتبہ بھی نگاہِ فقیر (سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ) میں حقیر سا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے وہ ارواح کا ولی ہوا نہ کہ اللہ کا ولی ہوا۔

چوتھی چیز ذکر احوال:

ذکر احوال کا مطلب یہ ہے کہ توحید باری تعالیٰ میں مستغرق اور نور حضور کے لازوال مراتب پر پہنچ جائے جو شخص اس مرتبہ تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اُس کا وجود پاک ہو جاتا ہے اور طالب انسان معرفت خداوندی اور حضور نبی کریم وما ارسلناك الا رحمة للعلمين عليه افضل الصلوٰة والتسليم کی مجلس پاک کے قابل ہو جاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں، ص ۱۷۱-۱۷۰)

فائدہ:

کامل مرشد اوّل روز ہی طالب کو وہ تعلیم و تلقین کرتا ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کے رازوں سے واقف اور مشاہدۂ لامکان میں مستغرق ہو جاتا ہے جو قلب میں مخفی ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا ولی اللہ، فقیر فنا فی اللہ، واصل حق اور باقی باللہ ہو۔ (کلید التوحید کلاں، ص ۱۷۱)

کامل مرشد اور مرشد خام کی پہچان:

سلطان العارفین نے تحریر فرمایا ہے کہ۔

"جاننا چاہیے کہ جس مرشد کی نظر سے طالب دیوانہ، مجنوں اور مجذوب ہو جائے پھر اس کی نگاہ سے طالب کو حسن کی پوجا اور راگ رنگ اچھا نہ لگتا ہو یا ظاہر کا علم فراموش کر جائے یا پھر ظاہری عبادت سے دل سرد ہو جائے یا باطن کی رسائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک تک نہ ہو۔ یا ورد و وظائف اور دعوت کو ترک کر دے یا قرآن مجید کی تلاوت سے لذت محسوس نہ ہو یا علم فقہ کی طرف رجوع نہ کرے تو ایسا مرشد قہر جلالیت کا متبدی، متردّد اور بے جمعیت ہے جو یہ طریقہ رکھتا ہو وہ خام ہے ایسے مرشد سے کلام نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی اس کے ساتھ مل کر بیٹھنا چاہیے کامل مرشد کے طالب بھی کامل ہوتے ہیں وہ دائمی طور پر مسرور رہتے ہیں وہ لوگ بزرگ نہیں ہیں جو ظاہر و باطن میں کمزور ہیں شریعت مطہرہ سے دور ہیں اپنے باپ دادا کی کرامت پر مغرور ہیں۔

آدابِ مرید:

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

marfat.com
Marfat.com

صوفیائے کرام کے نزدیک مشائخ کے ساتھ مریدوں کے آداب (حقوق) کی بڑی اہمیت ہے۔اس سلسلہ میں بھی یہ حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی اقتداء و پیروی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

شان نزول:

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی تمیم کا ایک وفد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو (اس سے گفتگو کرنے کے لیے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قعقاع بن معبد کو امیر بناؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں! بلکہ اقرع کو امیر ہونا چاہیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے اختلاف کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں میرا آپ سے اختلاف کا منشاء نہیں ہے فقال ابوبکر ما اردت الا خلافی ! وقال عمر ما اردت خلافك (عوارف المعارف مطبوعہ بیروت، ص ۴۰۳، سطر نمبر ۶) اس معاملے میں اس قدر اختلاف پیدا ہوا کہ ان حضرات کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس ارشاد ربانی سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گفتگو فرمانے سے پہلے نہ بولا کرو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ آپ سے پہلے قربانی کرلیا کرتے تھے ان کو اس سے منع کیا گیا ہے کہ وہ آپ سے پہلے قربانی نہ کیا کریں۔ اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بعض حضرات (صحابہ) کہا کرتے تھے کہ کاش ایسی اور باتوں پر وحی کا نزول ہوتا (اسی قبیل کے امور کے سلسلہ میں نزول وحی ہوتا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی تفسیر کے سلسلہ میں فرماتی ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے پیغمبر کے روزے سے پہلے روزہ نہ رکھا کرو۔

حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حکم سے مراد یہ ہے کہ "قول و عمل کسی چیز میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سبقت نہ کرو تا آنکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تم کو کسی کام کا حکم دیں۔ (عوارف المعارف اردو ترجمہ، ص ۵۵۹)

مرید کا طرز عمل:

پس یہی طریقہ اور طرز عمل مرید کا ہونا چاہیے۔ یہاں تک کہ اس کا اپنا ارادہ اور اختیار باقی نہ رہے اس حد تک کہ وہ اپنی ذات اور اپنے مال میں بھی شیخ کے حکم کے بغیر تصرف نہ کرے۔

مذکورہ بالا ارشاد ربانی کی تشریح میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ "لَا تُقَدِّمُوْا" سے مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نہ چلو (جبکہ آپ کے ساتھ جا رہے ہو) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چل رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم اس کے آگے چل رہے ہو جو دنیا اور آخرت میں تم سے بہتر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مذکورہ بالا آیت کی ایک اور شانِ نزول بھی بیان کی گئی ہے وہ یہ کہ ایک بار ایک وفد (جماعت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں حاضر تھا جب آپ سے کوئی بات دریافت کی جاتی تھی تو وہ لوگ خود بخود آپ سے پہلے جواب دے دیتے لہٰذا اس حکم کے ذریعہ ان کو آئندہ اس بات سے منع کیا گیا۔ (عوارف المعارف، ص ۵۶۰)

مجلس شیخ میں مرید کے آداب:

شیخ کی مجلس میں مرید کے لیے بھی یہی آداب مقرر ہیں مرید کو چاہیے کہ شیخ کی مجلس میں بالکل خاموش بیٹھے اور شیخ کے روبرو کوئی اچھی اور عمدہ بات بھی اس وقت تک نہ کہے جب تک شیخ سے اجازت طلب نہ کرے اور شیخ کی طرف سے اجازت نہ مل جائے۔

شیخ کے حضور میں مرید کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سمندر کے کنارے بیٹھا ہو، رزق کا منتظر ہو وہ بھی شیخ کی آواز پر اسی طرح گوش برآواز رہے اور کلام شیخ کے ذریعے اپنے روحانی رزق کا انتظار کرتا رہے اس طرح اس کی عقیدت اور طلبِ حق کا مقام مستحکم ہوتا ہے اور مزید فضل الٰہی کا مستحق بنتا ہے، مگر جب وہ خود بات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ جذبہ اس کو مقام طلب سے پیچھے ہٹا دیتا ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں انانیت ہے اور یہ مرید کی ایک لغزش اور گناہ ہے۔ (عوارف المعارف اردو ترجمہ، ص ۵۶۰)

خاموشی:

"مرید کے لیے بہترین طرزِ ادب یہی ہے کہ شیخ کے حضور میں مکمل خاموشی اختیار کرے اور اس وقت تک گفتگو نہ کرے جب تک شیخ خود اس کے قول و فعل کی بھلائی اور بہتری کے لیے ابتدا نہ کرے۔ (عوارف المعارف، ص ۵۶۲)

مرتبہ کی طلب:

کوئی (مرید) اپنے مرتبہ اور مقام سے بڑھ کر مرتبہ طلب نہ کرے بلکہ تمام بلند مراتب کا اپنے شیخ کے لیے خواہاں رہے اور اپنے شیخ کے لیے تمام اعلیٰ فیوض و برکات کا طالب رہے یہی وہ مقام ہے جہاں مرید کے حسن عقیدت کے جوہر کھلتے ہیں مگر مریدوں میں یہ بات بہت ہی شاذ پائی جاتی ہے تاکہ مرید اپنے شیخ سے حسن عقیدت کے عوض اپنی آرزوؤں اور تمناؤں سے بڑھ کر فیض حاصل ہوتا ہے عقیدت و ارادت کے یہ مقامات ادب ہی سے قائم ہوتے ہیں۔

مرید شیخ کا خادم:

شیخ ابوالمنصور المغربی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ شیخ ابو عثمان رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں کتنی مدت رہے ؟ انہوں نے فرمایا میں ان کی خدمت میں رہا صحبت میں نہیں رہا اس لیے کہ صحبت و ہم نشینی تو روحانی بھائیوں اور اپنے اقران و امثال کے ساتھ ہوتی ہے اور شیخ کی خدمت کی جاتی ہے۔ (عوارف المعارف، ص ۵۶۸)

شیخ طریقت کا مقولہ:

ایک شیخ طریقت کا مقولہ ہے اگر کوئی شخص واجب الادب ہستی کا احترام و ادب نہیں کرتا تو وہ ادب کی برکات سے محروم رہتا ہے کہتے ہیں کہ جو اپنے استاد (یا مرشد) سے کہتا ہے "نہیں" وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ (عوارف المعارف، ص ۵۶۸)

marfat.com
Marfat.com

حکایت:

کسی شخص نے حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا تو حضرت شیخ نے اس کا جواب دیا۔سائل نے اس جواب پر اعتراض کر دیا۔تب شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم کو میری بات کا یقین نہیں ہے تو پھر بہتر ہے کہ تم مجھ سے کنارہ کش ہو جاؤ۔(عوارف المعارف،ص ۵۶۸)

فائدہ:

مزید تفصیلات کے لیے عوارف المعارف کا مطالعہ کیجئے۔

فائدہ:

بہر حال تکبر انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا بالخصوص اللہ تعالیٰ کے محبوب اولیاء وانبیاء کے خلاف تکبر انتہائی نقصان دہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہمہ قسم کی بری اور گندی صفات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

-----☆☆☆-----

فریدا تنہاں مُکھ ڈَراوَنے ، جِنہاں وِسَاریو ناوَں
ایتھے دُکھ گھنیرے آ ، اگے ٹھور نہ ٹھاوَں

حل لغات:

* تنہاں: ان کے۔ * مکھ: چہرے،منہ۔ * ڈراونے: جنہیں دیکھ کر ڈر آتا ہے،خوفناک۔ * جہناں: جن لوگوں۔ * وساریو: بھلا دیا۔ * ناوں: نام مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر،اللہ تعالیٰ کا نام۔ * ایتھے: یہاں مراد اس دنیا میں۔ * گھنیرے آ: زیادہ ہیں،بہت ہیں۔ * دکھ: درد،تکلیف،رنج،عذاب،بیماری۔مصیبت۔ * اگے: آگے مراد،قبر وحشر اور قیامت کے دن۔ * ٹھور: جگہ،رہائش۔ * نہ: نہیں۔ * ٹھاوں: پناہ گاہ،حفاظت کی جگہ۔

اے فرید! جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت ربانی کو بھول جاتے ہیں۔ان میں روحانیت نہیں ہوتی جس وجہ سے ان کے چہرے ڈراؤنے سے نظر آتے ہیں۔اس دنیا میں انہیں بہت زیادہ دکھوں سے واسطہ پڑتا ہے۔اور آخرت میں تو انہیں کہیں بھی پناہ گاہ نہیں ملے گی۔

مطلب:

اے فرید! ایسے لوگوں کے چہرے مہرے بے رونق بن جاتے ہیں کہ جنہیں دیکھتے ہی ڈر اور خوف محسوس ہونے لگتا۔ان کے چہرے مہرے خوفناک قسم کے ہو جاتے ہیں۔جو اللہ تعالیٰ کا ذکر بھول جاتے ہیں ایسے لوگوں کی غفلت انہیں لے ڈوبتی ہے اس کی منحوسیت کی انہیں سزا یہ ملتی ہے کہ ان کے چہرے خوفناک اور ڈراؤنے ہو جاتے ہیں جنہیں دیکھ کر لوگوں کو خوف محسوس ہوتا ہے اس لیے ایسے لوگوں سے عام مخلوق دور بھاگتی ہے تا کہ ان کی بد خصلتوں سے محفوظ رہیں کیونکہ جنہیں اللہ یاد نہیں رہتا وہ شیطان کے چیلے بن جاتے ہیں۔ان کی سوچوں پر ہمہ وقت شیطان غالب رہتا ہے۔ان کے کردار سے شیطانیت کے امور ظاہر ہوتے ہیں جو ان کی اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب ہے۔اس بنا پر ان پہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب میں ایسے لوگ

marfat.com
Marfat.com

مبتلا رہتے ہیں اس لیے عام مخلوق خدا کو بھی اس سے خوف محسوس ہوتا ہے اس لیے شیطان صفت انسان ہی ان کا قرب طلب کرتے ہیں عموی لوگ ایسے لوگوں سے دور ہی بھاگتے ہیں۔اس کے بعد بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی حقیقت کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔ جولوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہوتے ہیں۔انہیں دنیا میں رہتے ہوئے دکھوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ایسے لوگوں کو نہ دنیا میں سکون ملتا ہے اور نہ ہی آخرت میں۔یادِ حق سے غافلین ہمہ وقت مصائب و آلام اور دکھوں میں مبتلا رہتے ہیں۔دھن دولت،اولاد مختصر یہ کہ انہیں ہر نعمت مل جائے پھر بھی بے سکونی ان کا مقدر بن جاتی ہے کیونکہ سکون تو اللہ کے ذکر میں ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب

خبردار! اللہ کے ذکر میں اطمینان قلبی ہے۔

نتیجہ:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے خدا کا نام فراموش کر دیا ہے ان کو اس دنیا میں رنج والم اٹھانے پڑیں گے اور آخرت میں ان کی تکلیفات تو بہت ہی زیادہ ہو جائیں گی یعنی میدان حشر میں اٹھ کر دوزخ کے عذاب کے لائق ہو جائیں گے کیونکہ زمانہ سلف کی امتوں کی طرح اب بباعث گناہ کبیرہ کے امت محمدی اور دیگر امت ہائے کا اس دنیائے فانی میں مسخ ظاہری نہیں ہوتا ہے اور نہ عذاب اور عتاب اور قہر الٰہی آسمان سے نازل ہوتا ہے لیکن کثرت گناہوں سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔اگر کوئی خوب غور سے سوچے تو یہ بھی ایک سخت عذاب ہے کیونکہ دل کا سیاہ ہونا گویا ایک مسخ باطنی اور علامت سلب ایمان ہے اس واسطے دل کو کثرت گناہوں سے سیاہ نہیں کرنا چاہیے۔ہمیشہ عبادت خدا اور ذکر الٰہی سے مجلا کرنا چاہیے۔تاکہ گناہوں سے بچے اور نور الٰہی کی ضیاء اور بصیرت سے نیک و بد میں امتیاز رکھے یہی علامت صاحب ایمان کی ہے۔

نفس امّارہ کے غلبے کی علامت:

اور یاد رکھو کہ اگر انسان کا دل ہر وقت گناہوں کی طرف راغب رہے تو نفس امّارہ کے غلبے کی علامت ہے اس میں خطرۂ ایمان ہے۔

نفس امّارہ کو کندن روحی طلا بنانے کا طریقہ:

اور اگر کسی نیک شخص سے اس نے تعلیم پا کر اور نفس امّارہ کے برخلاف ہو کر عبادت اور ذکر الٰہی میں کمر ہمت باندھ لی ہے تو قوی امید ہے کہ کسی روز جہد و ریاضت سے شغل اور ذکر کے ساتھ اس کا نفس امّارہ کشتہ اور متبدل ہو کر کندن روحی طلا ہو جائے گا بشرطیکہ کسی مرفوع الاجازت شیخ کامل کی دست بیعت اختیار کی جائے کیونکہ ایسے مکار اور پرفنون کے پنجہ ضلالت سے آزاد کرنا کسی شیخ اکمل ہی کا کام ہے ہر اوباش کا کام نہیں ہے۔(دیوان فرید،ص ۲۰۰۔۱۹۹)

صورتوں کا مسخ ہونا:

ہفتہ کے متعلق جن بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ان کا حشر کیا ہوا ملاحظہ فرمائیے قرآن مجید میں ہے کہ۔

marfat.com
Marfat.com

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ○ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

(پ ۱، البقرہ آیت نمبر ۶۶-۶۵)

اور بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے تم میں کے وہ جنہوں نے ہفتہ میں سرکشی کی تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔

تو ہم نے اس بستی کا یہ واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لیے عبرت کر دیا اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور انبیائے کرام کے مخالفین اور نافرمانوں کا انجام دنیا میں بھی بھیانک ہوا اور آخرت میں بھی انشاء اللہ ان کا انجام بہت برا ہوگا۔

چہرے مسخ:

پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب بیان فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ کا نام بھلا دیا اُن کے چہرے مسخ ہو کر ڈراؤنے ہو گئے۔ اس جہان میں ان کو بہت دکھ ہیں اور اگلے جہان میں بھی انہیں پناہ کے لیے کوئی ٹھکانا نہیں ملے گا کہ اگلا جہان تو ہے ہی اُن لوگوں کے لیے جو اللہ کو یاد کرتے اور یاد رکھتے ہیں۔

غافلین کے انجام کا منظر

قرآنی آیات:

وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ○ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ○ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ○

(پ ۲۷، سورۃ الذّٰریٰت ۴۳ تا ۴۵)

اور ثمود میں جب ان سے فرمایا گیا ایک وقت تک برت لو تو انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کی آنکھوں کے سامنے انہیں کڑک نے آلیا تو وہ کھڑے نہ ہو سکے اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے۔ (کنز الایمان)

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ (پ، الذریت ۴۶)

اور ان سے پہلے قوم نوح کو ہلاک فرمایا بے شک وہ فاسق لوگ تھے۔ (کنز الایمان)

marfat.com
Marfat.com

رب کا عذاب ضرور ہونا ہے:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ؕ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۘ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ؕ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ (پ ۲۷، سورۃ الطور ۷ تا ۱۴)

بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں جس دن آسمان ہلنا سا ہلنا ہلیں گے اور پہاڑ چلنا سا چلیں گے تو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے وہ جو مشغلہ میں کھیل رہے ہیں جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔ (کنزالایمان)

جو ذکر سے پھرا:

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۵ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ○

(پ ۲۷، سورۃ النجم ۲۹ تا ۳۰)

تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی یہاں تک ان کے علم کی پہنچ ہے بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے جس نے راہ پائی۔ (کنزالایمان)

منافقین کے لیے عذاب:

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ○

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ (پ ۲۷، سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۳ تا ۱۵)

marfat.com
Marfat.com

جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نظر دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں۔ کہا جائے گا کہ اپنے پیچھے لوٹو۔ وہاں نور ڈھونڈو۔ وہ لوٹیں گے جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہے اور اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب۔

منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کہ کیوں نہیں مگر تم نے تو اپنی جانیں فتنہ میں ڈالیں اور مسلمانوں کی برائی تکتے اور شک رکھتے اور جھوٹی طمع نے تمہیں فریب دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا اور تمہیں اللہ کے حکم پر اس بڑے فریبی نے مغرور رکھا تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے اور نہ کھلے کافروں سے۔ تمہارا ٹھکانا آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے اور کیا ہی برا انجام۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

علاوہ ازیں بے شمار ایسی آیات مقدسہ میں کفار و منافقین کے لیے عذاب بیان کیا گیا ہے نیز برے اعمال کے نتائج سے بھی قرآن و احادیث میں بار بار متنبہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح دنیا میں بھی وہ بنی اسرائیل جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور دیگر اقوام جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور انبیائے کرام کے خلاف سرکشی اختیار کی متعدد مقامات پر قرآن مجید میں ان پہ ہونے والے عذاب کا ذکر فرمایا ہے۔ بنی اسرائیل کا واقعہ ان کی صورتوں کا مسخ ہونا بھی قرآن مجید میں بیان ہوا یہ سب کچھ اس لیے بیان کیا گیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عقائد و اعمال اختیار کریں نافرمانی سے اجتناب کریں۔

دوزخ میں چہروں کا مسخ ہونا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر اپنی زبان کو دوزخ میں تین کوس اور چھ کوس تک کھینچے گا لوگ اس کو روندیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف باب صفۃ النار واھلھا)

فائدہ:

کیونکہ اس نے دنیا میں بے لگامی اختیار کی تھی اللہ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس زبان کو استعمال کیا کرتا تھا نیز اسی زبان کے ذریعے ہی وہ مخلوق خدا کو روندا کرتا تھا دکھ اور تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو زبان کے متعلق بے رہروی کا شکار ہو جاتے ہیں قرآن و سنت، بزرگانِ دین اور علمائے کرام کے خلاف اپنی زباندانی کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں نیز لوگوں کو دین کے خلاف من گھڑت لطائف سنا سنا کر خوش کرتے رہتے ہیں۔

چہرے کی کھال گر جائے گی:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کَالْمُهْلِ کی تفسیر میں فرمایا کہ تیل کی تلچھٹ کی مانند۔ جب اس کے چہرہ کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔ (ترمذی شریف مشکوٰۃ شریف باب صفۃ النار)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

کیونکہ دنیا میں یہی چہرہ وہ انسان قرآن وسنت کے خلاف استعمال کرتا رہا ہوگا۔ جس کی سزا اسے آخرت میں یہ ملے گی۔

ہونٹوں کی عجیب حالت:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ کہ دوزخ کی آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اس کا اوپر کا ہونٹ سمٹ کر وسط سر تک پہنچ جائے گا اور نیچے والا ہونٹ لٹک کر اس کی ناف تک پہنچ جائے گا۔ (ترمذی شریف مشکوٰۃ شریف باب صفة النار)

نیک اور بد لوگوں کے چہروں کی کیفیت:

اکثر لوگوں کے تجربہ میں یہ بات ہے کہ وہ دور سے ہی پہچان لیتے ہیں کہ اس انسان کا اندرون کیسا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے چہرے نورانی اور روشن ہوتے ہیں اور جن لوگوں پہ اللہ تعالیٰ کا قہر وغضب نازل ہوتا رہتا ہے ان کے چہروں پہ رونق اور نورانیت نہیں ہوتی بلکہ ان کے چہرے بجھے بجھے سے بلکہ ظالم وجابر کی ہمہ وقت صورت واقعی ظاہری طور پر بھی ایسی ہوجاتی ہے کہ اس کا چہرے دیکھنے سے خوف محسوس ہوتا ہے اس کی عجیب وغریب اور ڈراؤنی صورت ہوجاتی ہے۔ کیونکہ اعمال کا اثر ظاہری جسم پر بھی پڑتا ہے۔ نیکیوں کا اثر نورانیت کی صورت میں اور بداعمالیوں کے اثر کے طور پر صورت سیاہی مائل اور ڈراؤنی ہوجاتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو صورت ایسی عجیب ہوجاتی ہے کہ بندہ حیران رہ جاتا ہے۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدا پچھلی رات نہ جاگیوں، جیوندڑو مویوں ... جے تیں رَبّ وِساریا، تیں رَبّ نہ وِسریوں

حل لغات:

★ پچھلی رات: گزری ہوئی رات، رات کا آخری پہر، رات کا پچھلا پہر۔ ★ نہ جاگیوں: تو نہ جاگا۔ تو بیدار نہ ہوا، تو رب کی یاد اور عبادت کیلئے نہ جاگا۔ ★ جیوندڑو: جیتے جی، زندہ ہونے کے باوجود، زندہ بھی۔ ★ مویوں: تو مر گیا، تو مردہ ہوا، تو مر گیا۔ ★ جے: اگر۔ ★ تیں: تو نے، تجھے۔ ★ وساریا: بھلا دیا، رب کی یاد سے غافل ہوگیا۔ ★ وسریوں: تو رب کو نہیں بھولا، اللہ نے پھر بھی تجھے یاد رکھا ہوا ہے۔

اے فرید! اگر تو رب کائنات کی عبادت کے لیے پچھلی رات تہجد کے وقت نہ جاگا تو پھر یوں سمجھ لے کہ تو زندہ نہیں بلکہ مر گیا ہے مردہ ہے اگر تو نے اپنے رب کو بھلا دیا ہے تو یہ تیرا اپنا قصور ہے ورنہ رب کائنات تو ایسا مالک ہے کہ اس نے تجھے نہیں بھلا دیا۔ وہ ذات بھولنے کی صفت اور دیگر ایسے عیوب سے پاک ہے۔

مطلب:

اے فرید! تو نماز تہجد اور اپنے رب کائنات کی یاد کے لیے رات کے پچھلے پہر یعنی رات کے آخری پہر نماز فجر کے وقت سے پہلے پو پھٹنے سے پہلے بیدار نہیں ہوا [illegible] سوتے رہ جانا تیرے مرجانے کے

marfat.com
Marfat.com

مترادف ہے۔ تیری یہ غفلت ایک حیثیت سے تیری موت ہے۔ گویا تو زندگی کے باوجود زندہ نہیں بلکہ مرگیا ہے۔ گویا تو زندہ نہیں بلکہ مردہ ہے۔ تو اگر چہ اپنے رب کی یاد سے غافل رہا ہے۔ مگر یاد رکھ تیرے رب نے تجھے نہیں بھلادیا۔ تیرا رب تجھ سے غافل نہیں۔

گویا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ اے غافل انسان غفلت تیرے لیے قطعاً مفید نہیں بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ غفلت تیرے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔ اے اگر تو پچھلی رات یعنی تہجد کے وقت اٹھ کر رب کائنات کی یاد میں مصروف نہ ہوا تو یوں سمجھ لے کہ جیسے تو زندہ ہی مرگیا ہے۔ تو زندہ نہیں ہے بلکہ مردہ ہے۔ کیوں تجھ میں اور مردے میں کیا فرق ہے مردہ بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہے تو بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہے مردہ بھی ایسا کام نہیں کررہا کہ جس سے حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکے اور تو بھی غفلت کی وجہ سے ایسا کام نہیں کررہا جس کی وجہ سے تجھے حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکے۔ مردہ مرکے مٹی ہوگیا تو زندہ ہی مٹی ہوگیا۔ مردے اور تجھ میں کوئی فرق نہیں بلکہ اگر ایک حیثیت سے دیکھا جائے تو مردے سے بھی زیادہ نقصان میں ہے کیونکہ مردہ اب مکلف نہیں رہا۔ یہ جو اس کا وقت گزر رہا ہے اس سے متعلق اس سے پوچھ گچھ اور حساب کتاب نہیں ہوگا جبکہ تجھ سے اس وقت کے متعلق حساب کتاب ہونا ہے۔ مردہ تو اس وقت کے متعلق سوال اگر ہوا تو معذرت کرکے عرض کرسکتا ہے کہ یا اللہ! اس وقت تو میں فوت ہوگیا تھا۔ اے تو کیا جواب دے گا۔ تیرے پاس تو کوئی جواب نہ ہوگا۔ بتا اس وقت تو کیا جواب دے گا۔ بالکل کوئی جواب نہ دے سکے گا۔ اس کے باوجود تو اللہ سے غافل ہوگیا ہے مگر اللہ تعالیٰ تجھ سے غافل نہیں کیونکہ وہ حسب سابقہ تجھے روزی دے رہا ہے ۔ مشکلات میں پھنس جائے تو اللہ تعالیٰ تیرے لیے آسانیاں بھی پیدا کردیتا ہے۔ تیرے تمام کام سنوار رہا ہے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ تجھ سے غافل نہیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○ (پ۲، البقرہ آیت نمبر ۱۴۴)

اور اللہ ان کے کوتکوں (کرتوتوں گندے کاموں) سے بے خبر نہیں۔

فائدہ:

تہجد کے فضائل و مسائل کے متعلق کتب احادیث و فقہی کتب کا مطالعہ کیجئے۔

-----☆☆☆-----

فریدا کنت رنگاولا ، وڈا بے محتاج اللہ سیتی رتیا ، ایہہ سچا والساج

حل لغات:

★ کنت: شوہر، محبوب، مالک۔ ★ رنگاولا: خوبصورت، شوقین۔ ★ وڈا: بڑا۔ ★ بےمحتاج: جو کسی کا محتاج نہیں۔ ★ اللہ سیتی: اللہ کے ساتھ، اللہ کی مہربانی سے۔ ★ سیتی: کے ساتھ۔ ★ رتیا رچا ہوا، لال سرخ، سرخ خوبصورت جوانی۔ ★ سچاوا: سچ والا، سچا۔ ★ ساج: روپ، رنگ، ساز۔

marfat.com
Marfat.com

مطلب:

اے فرید! محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے ہی تمام رنگ ہیں وہ ہر ہر رنگ میں بے انت اور بے پرواہ ہے۔ وہ کسی بھی لحاظ سے کسی کا محتاج نہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سارا جہان اسی کا محتاج ہے۔ اسے کسی کی ضرورت نہیں سارے جہان کو اس کی ضرورت ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لے یہی رنگ سچا رنگ ہے۔ اسی رنگ میں ہی رنگنے کی ضرورت ہے۔ باقی سبھی رنگ جھوٹے اور بے بنیاد ہیں۔ اس رنگ میں رنگ کر کامیابی قدم چومتی ہے اس رنگ کے علاوہ تمام رنگ اپنی ناپائیداری کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور راہِ حق سے دوری کا سبب اور نشان ہیں۔

دوسرا مطلب:

اللہ تعالیٰ مالک وخالق ہے وحدہٗ لاشریک ہے اس کی شان یہ ہے کہ وہ بے انت، بے پرواہ اور غنی عن العلمین ہے۔ جو کچھ ہے اس ذات کی وجہ سے ہے بدون اس کے سب کچھ باطل اور فناہ پذیر اس لیے اس کے رنگ میں ہی رنگا ہوا ہونا چاہیے۔ کیونکہ جن وانس اور سب مخلوق کو اپنی عبادت اور معرفت کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔ اسی لیے اپنے وجود پہ صرف مالک وخالق کی محبت کا رنگ ہی ہونا چاہیے اس کے علاوہ کوئی رنگ پائیدار نہیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ○ (پ ۱ البقرہ ۱۳۸)

ہم نے اللہ کی رینی لی اور اللہ سے بہتر کس کی رینی ہے اور ہم اس کی عبادت کرتے ہیں۔

اللہ کی شان:

اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ۔

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ (سورۃ الفاتحہ، پ ۱)

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ بہت مہربان رحمت والا۔ روزِ جزا کا مالک۔ (کنزالایمان)

(۲) اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (پ ۱، البقرہ ۲۰)

بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (کنزالایمان)

(۳) وَاللّٰهُ مُحِیْطٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ ○ (البقرۃ آیت ۱۹، پ ۱)

اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ (کنزالایمان)

(۴) اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (پ ۲۹، سورۃ مزمل)

بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

marfat.com
Marfat.com

(۵) الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝ (پ۳۰،البروج ۹)

(اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔ (کنزالایمان)

(۶) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِیْرُ ۝ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ۝ اِنَّهٗ هُوَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ ۝ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝ (پ۳۰، البروج آیات ۱۱ تا ۱۶)

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے بے شک وہ پہلے کرے اور پھر کرے۔اور وہی ہے بخشنے والا اپنے نیک بندہ، پر پیارا عزت والے عرش کا مالک ہے۔ ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا۔ (کنزالایمان)

(۷) اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ۝ (پ۳۰،سورۃ التین)

کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں۔ (کنزالایمان)

(۸) اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (پ۳۰،سورۃ النصر ۳)

بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔(کنزالایمان)

(۹) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (پ۳۰،سورۃ الاخلاص)

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے۔نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

(۱۰) تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ز وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۝ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۝ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ (پ۲۹،سورۃ ملک)

بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو۔تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے اور وہی عزت والا بخشش والا ہے۔جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا۔ (کنزالایمان)

marfat.com
Marfat.com

(۱۱) قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○

(پ ۲۸، سورۃ التحریم آیت نمبر ۲)

بے شک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرمادیا اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

(۱۲) وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ○ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(پ ۲۸، سورۃ التغابن آیت نمبر ۱۷۔۱۸)

اور اللہ قدر فرمانے والا، علم والا ہے۔ ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا، عزت والا حکمت والا۔ (کنزالایمان)

(۱۳) وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ○ (پ ۲۸، سورۃ التغابن آیت نمبر ۱۱)

اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (کنزالایمان)

(۱۴) ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○ (پ ۲۸ سورۃ جمعہ ۴)

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (کنزالایمان)

(۱۵) هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○
هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ
الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (پ ۲۸، سورۃ الحشر آیت ۲۲ تا ۲۴)

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر نہاں و عیاں کا جاننے والا وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا۔
وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہ نہایت پاک سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا عظمت والا، تکبر والا، اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے۔
وہی ہے اللہ بنانے والا، پیدا کرنے والا، ہر ایک کو صورت دینے والا اسی کے ہیں اچھے نام، اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی پہ مبنی چند آیات مبارکہ پیش کر دی ہیں تفصیلات مطلوب ہوں تو قرآن مجید احادیث مبارکہ اور دیگر اسلامی کتب کا مطالعہ کیجئے۔

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے اللّٰہ الصَّمَد ہے وہ کسی کا محتاج

marfat.com
Marfat.com

نہیں بلکہ سارا جہان اسی کا محتاج ہے۔اس لیے دنیا و آخرت میں کامیابی چاہتا ہے تو اسی کے احکام کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لے۔اسی کے رنگ میں رنگ جا اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا دُکھ سُکھ اک کر ، دل تھیں لاہ وِکار
اللہ بھاوے سو بھلا ، تاں لبھی دربار

حل لغات:

* دکھ سکھ: رنج و راحت۔ * اک کر: ایک کردے۔ * دل تھیں: دل سے۔ * لاہ: اتار، دور کر۔ * وِکار: پاپ، گناہ، جرم، عذاب، مصیبت، بدی، عیب، ظلم جبر، سختی۔ * سو: پس، وہی، جو، تو، اس لیے۔ * بھلا: عمدہ، اعلیٰ، مناسب، نیک، انوکھا، دلکش، تندرست، اچھا۔ * تاں: تو، تب، پس، حاصل کلام، پھر، اس حالت میں۔ * لبھی: حاصل ہو، میسر آئے، ملے، پالے۔ * دکھ: درد، تکلیف، رنج، عذاب، بیماری۔ * سکھ: راحت، چین، آرام، امن و امان۔ * بھاوے: بھائے، اچھا لگے، پسند آئے۔ * دکھ سکھ ایک کر: دکھوں سکھوں کو نہ دیکھ بلکہ ہر حال میں دکھ سکھ میں فرق نہ کر۔ * دربار: مجلس۔ بادشاہ کی مجلس، جشن کی مجلس، شاہی کچہری، وہ مکان جہاں بادشاہوں کی مجلس ہو، آستانہ، یادگار، وہ مجلس جو بڑے افسر سرکاری طور پر منعقد کرتے ہیں مراد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ۔

اے فرید! دُکھ اور سُکھ ایک جیسے ہی سمجھ لے کیونکہ دکھ اور سکھ بھی کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔اپنے دل سے گناہ اور گناہوں کی طرف میلان سب نکال دے۔جو کام اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں وہی اچھے ہیں اگر انہیں اپنائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کے دربار تک تیری رسائی ہوگی۔

مطلب:

اے فرید! دکھ سکھ دونوں کو ایک ہی جیسا سمجھ کیوں کہ دکھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور سکھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ان میں سے کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر تجھ تک نہیں پہنچ سکتی اس لیے اگر دُکھ تجھے پہنچے تو سمجھ لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر خوشی و مسرت یا سکھ پہنچے تو اپنے کمال کا سبب نہ سمجھ لینا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔دُکھ پہنچے تو پھر بھی بارگاہِ حق میں اپنے کیے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہوئے بارگاہ حق میں توبہ کیجئے۔اپنے دل سے گناہوں کی طرف میلان باہر نکال دیجئے بلکہ حق تعالیٰ کی محبت کے لیے دل کی صفائی نہایت ضروری ہے دل سے گناہوں کی میل دور کیجئے بلکہ تمام شیطانی وساوس اور میلان دل میں داخل ہی نہ ہونے دیجئے دل کی کوٹھڑی محض مالک کے لیے صاف کیجئے۔
اپنی مرضی کے کام کو اچھا سمجھنا غلط ہے نادانی کے سوا کچھ نہیں کیونکہ نیکی، بھلائی اور اچھا کام تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئے۔جو کام اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہو وہ اچھا نہیں ہے۔اگر اپنی خواہشات اور اپنی مرضی مالک و خالق کے حضور ختم کر کے اپنے مالک کے فرمان کے ساتھ ختم کر دے گا محض اللہ کی مرضی اور پسند کو ہی اپنی مرضی اور پسند سمجھنے لگا تو پھر تجھے اللہ تعالیٰ کے دربار تک رسائی ہوگی ورنہ محرومی اور ناکامی کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔

marfat.com
Marfat.com

صبر کا اجر:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ دکھوں پہ صبر کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کے حصول کا سبب ہے۔
قرآن مجید میں ہے کہ۔

وَما من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرا ھا ان ذالك علی اللہ یسیر لکیلا تا سوا علی ما فا تکم ولاتفرحوا بما اتکم

کوئی مصیبت تمہاری جانوں اور زمین میں نہیں پہنچتی مگر وہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے کتاب میں لکھی ہوئی ہے تحقیق یہ اللہ پر آسان ہے نہ غم کھاؤ اس چیز پر جو تم سے چوک گئی اور نہ خوش ہو اس چیز پر جو تمہارے پاس آئی۔

اللہ کی پسند:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اس شلوک میں بیان فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ دکھوں اور سکھوں کو برابر جاننا چاہیے۔ جو کام حق تعالیٰ کو پسند ہے وہ کرنا چاہیے۔ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے پسند کیا ہوتا ہے وہی تجھے پہنچتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو سکھ سکون پسند ہے تو تجھے سکھ اور سکون حاصل ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تحت دُکھ مفید ہو تو انسان دُکھوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، ان دکھوں کو اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھ کر برداشت کرنا چاہیے۔ ہائے وائے کر کے بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ صبر و برداشت سے کام لے گا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس سے قرب حاصل ہوگا۔ اس لیے جو کمی بیشی ہو حق تعالیٰ کی طرف سے آمد سمجھ کر اسے ہی اچھا سمجھے کہ کمی بیشی حق تعالیٰ کی طرف سے گناہوں کی دوری کا سبب ہوگا۔ دکھوں پہ بھی اگر صبر اختیار کیا جائے تو سکھوں کے حصول کا سبب ہے۔

حق کی خاطر دکھ سکھ سبھی قبول کر:

راہِ حق کے مسافروں کو اس دنیا میں ہر طرف سے شیطان اور شیطان صفت انسان پامال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر طرف سے اس کی طرف دکھوں کا جیسے زلزلہ آجاتا ہے یا دکھوں کا سیلاب آجاتا ہے یا جیسے دکھوں کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ دکھوں پہ دکھ اسے پہنچتے ہیں۔ ان دکھوں کی وجہ سے پریشان نہ ہو۔ بلکہ راہِ حق میں ہر چبھنے والے کانٹے پہ صبر کر بلکہ ایک حیثیت سے مالک وخالق سے استدعا کر کہ یا اللہ! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اتباع میں ہر قسم کے دکھوں پہ صبر اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما۔

راہِ حق پہ استقامت کی فضیلت:

راہِ حق کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کی توفیق عطا فرما۔ راہِ حق پہ استقامت اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کا طریقہ ہے۔ ایسا کرنا حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے۔ کیونکہ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۔ صبر سے معیت حق حاصل ہو جاتی ہے یہ بہت بڑا انعام ربانی ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا دُنی وَجائی وَجدِی، توُں بھی وَجّیں نال
سوای جیونہ وَجداَ، جس اَللہ گرِداَ سار

حل لغات:

٭ دنی: دنیا۔ ٭ وجائی: بجانے سے، اس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنے سے۔ ٭ وجدی: بولتی، جھگڑا کرتی۔ ٭ توں بھی: تو بھی۔ ٭ وجیں: لڑائی جھگڑا کرتا ہے، بولتا ہے۔ ٭ نال: ساتھ۔ ٭ سو: پس۔ ٭ سوای: پس وہی۔ ٭ جیو: جی ہا نسان۔ ٭ نہ وجدا: نہیں بولتا۔ نہیں لڑتا جھگڑتا۔ ٭ جس: جو، وہ، اس، جونسا۔ ٭ کردا: کرتا۔ ٭ سار: خبر، سنبھال، حفاظت۔

اے فرید! دنیا اور دنیا والوں سے لڑائی جھگڑا کیا جائے تو یہ بھی لڑتی ہے۔ تم نے بھی دنیا اور دنیا داروں کے ساتھ مل کر لڑنا شروع کر دیا ہے۔ پس ان بد اخلاقیوں، لڑائی جھگڑوں سے وہی محفوظ رہتا ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔

مطلب:

اے فرید! یہ دنیا والے دنیوی امور میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ ان کا لڑنا جھگڑنا شیطان کی ہمنوائی کے سبب سے ہے۔ تو بھی دنیا کے ساتھ مل کر ان دنیا والوں کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ بن گیا ہے یہی وجہ ہے کہ جیسے دوسرے دنیا والے ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں اسی طرح تو بھی ان کی برائیوں جیسی برائیوں میں مبتلا ہے ان میں اور تجھ میں کوئی فرق نہیں کیونکہ جب سبھی کا کام ایک جیسا ہے تو پھر فرق کیسا؟

ہاں ایک بات ہے کہ جو شخص دنیا کی ہمنوائی سے بچا رہتا ہے۔ ان کا ساتھ نہیں کرتا۔ ان سے قرب نہیں رکھتا۔ ان جیسی حرکات سے بچا رہتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے سبب ہے کیونکہ جس پہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ وہ بچ جاتا ہے۔

شیطان کی ہمنوائی:

پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب نے اس شلوک کی وضاحت یوں بیان فرمائی ہے کہ۔

اے بندے! یہ دنیا شیطان کی سُر تال کے ساتھ ہمنوا ہو کر ناچتی ہے اور تو بھی دنیا کے ساتھ ہم نوا اور ہم آہنگ ہو کر ناچتا ہے صرف وہی شخص دنیا کے ساتھ ساتھ ناچنے سے بچا رہتا ہے۔ جو اللہ کی حفاظت میں ہو اور جسے اللہ اپنے فضل سے خود اپنی پناہ میں لیے رکھے۔ (کلام بابا فرید گنج شکر، ص ۸۲)

فائدہ:

یہی وجہ ہے کہ بس جھگڑا شروع ہو جائے پھر یہ جھگڑا مٹنے میں نہیں آتا۔ کیونکہ شیطان اس آگ کو پھونک مارتا رہتا ہے جس سے جھگڑے کی یہ آگ بھڑکنا شروع کر دیتی ہے۔ اس شیطانی آگ کے اثرات سے محض وہی محفوظ رہتا ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

جھگڑے اور فساد سے بچنے کی فضیلت:

غلبہ نفسانیت کے باعث لوگ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں حالانکہ وہی حق تعالیٰ کے قرب سے نوازا جاتا ہے جو دنیوی جھگڑوں جھیڑوں سے دور رہتا ہے دنیوی فکر اور خیالات سے دور رہ کر وہ ہر وقت حق تعالیٰ کو یاد کر سکتا ہے حق

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرنے والے کو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔

کماقال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب

خبردار۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل آرام پکڑتے ہیں۔

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ

رہتا ہے جو یاد حق میں مشغول
ہوتا ہے وہ بارگاہِ حق میں مقبول
یاد حق میں مشغول رہ تو ہر دم
رحمت حق کا نزول ہوگا ہر قدم

-----☆☆☆-----

فریدا دِل رَتّا اِس دُنی سیوں، دُنی نہ کِتے کم   مِثل فقیراں گا کھڑی، سوپا پے پُور کرم

حل لغات:

★ دل: قلب، کسی شے کا باطن، ★ رتا: لال، خون جیسا سرخ، مراد رنگا ہوا، الجھا ہوا۔ ★ دُنی: دنیا۔ ★ سیوں: سے۔ ★ نہ کتے کم: کسی کام کی نہیں۔ ★ مثل: مانند، ملتا ہوا، ہم شکل، یکساں۔ ★ مثل فقیراں: فقیروں کی مثل، فقیروں کی طرح، فقیروں کی مانند۔ ★ فقیر: بھکاری، درویش، یہاں درویش مراد ہے۔ ★ گا کھڑی: مشکل۔ ★ سو: پس وہی۔ ★ پایئے: حاصل کیجئے۔ ★ پور کرم: پوری قسمت کے ساتھ۔

اے فرید! تیرا دل تو دنیا میں اُلجھا ہوا ہے۔ حالانکہ دنیا کسی کام کی نہیں۔ درویشانہ روش تو انتہائی مشکل کام ہے مگر اس کے باوجود یہ روش کچھ لوگوں کو حاصل ہو ہی جاتی ہے۔ درویشوں کا راستہ انہیں لوگوں کو میسر آتا ہے جن کی قسمت اچھی ہوتی ہے۔

مطلب:

اے فرید! تیرا دل دنیوی حرص و ہوس اور محبت میں الجھا ہوا اور رنگا ہوا ہے مگر تجھے کیا معلوم کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے تو دنیا کی حقیقت سے بے خبر ہے۔ اگر تو دنیا کی حقیقت سے باخبر ہوتا ہے تو تجھے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ دنیا کسی کام کی نہیں بالکل ہی فضول اور بے کار ہے۔ ایسی فضول اور بے کار چیز کے پیچھے پڑ جانا، اپنی زندگی کے بڑے قیمتی لحات اس کی الجھنوں میں گنوا دینا اچھا کام نہیں اس لیے یہ دنیا دل لگانے کے لائق نہیں۔ درویشوں جیسی محبت بڑی مشکل ہے۔ کیونکہ یہ جسے روزِ ازل ہی سے مل گئی اسے ہی ملتی ہے یہ اچھی قسمت کی وجہ سے ملتی ہے۔ درویشانہ روش اختیار کرنا مشکل ہے مگر جس کی قسمت اچھی ہوتی ہے۔ اسے فقراء کا طریق

marfat.com
Marfat.com

میسر آجاتا ہے ان کے لیے مشکل نہیں۔

دنیا کا رنگ:

جس کا دل دنیوی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ اسے سوائے دکھوں کے کیا حاصل ہوگا۔ کیونکہ یہ دنیا کسی کام کی نہیں بلکہ نقصان کا سبب ہے۔ رشوت خوری، ناانصافی، ظلم وستم، نااتفاقی یہ سبھی دنیوی رنگوں کے نشان ہیں ان سے تو آخرت بھی برباد ہوتی ہے۔

راہِ درویشی مشکل ہے:

اس شلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے لکھا ہے کہ۔

فرماندے نیں۔ اے فرید! تیرا دل تے دنیاں دے لوبھ لالچ نال بھریا ہوا اے۔ تیریاں حرصاں دا کوئی شمار نہیں۔ توں دُنیاں دی نویں توں نویں لذت دے پچھے پیا ہویاں ایں۔ ایہ دنیاں نہ رہین والی دنیا ایں۔ ایہدی کوئی لذت باقی نہیں رہندی۔ پر فقیراں والی چال وی بڑی اوکھی اے۔ ایہ پہلے روز دے اقرار پلے توں ملدی اے۔ جیہڑا اقرار بندے نیں اپنے رب نال مُڈھ توں کیتا۔ جد پچھیا گیا۔ تیرا رب کون ایں تے بندے جواب دتا۔ یا اللہ توں ایں کرکے اوسے مالک دی تابعداری فرض اے۔ جدھا پہلے دن اقرار کرلیا سی۔ (بول فریدی، ص ۱۴۱۔۱۴۰)

-----☆☆☆-----

پہلے پہرے پُھلڑا ، پھل بھی پچھارات   جو جاگیں لہن سے ، سائیں کنوں دات

حل لغات:

* پہلے پہرے: رات کے چار حصوں میں سے پہلا حصہ یعنی رات کے پہلے پہر۔ * پھلڑا: ننھا سا پھول، چھوٹا سا خوبصورت پھول۔ * پھل: ثمر، میوہ، نتیجہ، نفع، اجر، حاصل قسمت۔ * پچھارات: رات کا آخری پہر، پچھلی رات بوقت تہجد۔ * رات: عطیہ، دین، بخشش، انعام۔ * جو جاگیں: جو جاگتے ہیں۔ * لہن سے: پانے کے لیے، لیتے ہیں، حاصل کرتے ہیں۔ * سائیں کنوں: رب سے، مالک سے۔

مطلب:

رات کے پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ایک ننھے سے خوبصورت پھول کی مانند ہے اور رات کے پچھلے پہر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا پھل کی مانند ہے۔ یعنی قیام اللیل کی سعادتیں اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اور جو لوگ ساری رات شب بیداری میں عبادتِ حق میں مشغولیت اختیار کیے رہتے ہیں ساری رات جاگتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے خالق و مالک سے بخشش وانعام سے نوازے جاتے ہیں۔

دوسرا مطلب:

باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رات یا عمر کے پہلے پہر یا وقت جوانی میں عبادت الٰہی کا پھول اور پچھلے پہر یا وقت میانہ عمری میں جو کہ عین وقت قبولیت ہے کیونکہ ... اللہ تعالیٰ ... آسمان دنیا پر تشریف آور ہو کر اور

marfat.com
Marfat.com

اپنے عباد (بندوں) کو ندا کر کے فیض اور رحمت خاصہ کا انعام تقسیم کرتا ہے اس واسطے جو شخص رات یا عمر کے ہر دو پہروں میں بیدار ہو کر ذوق وشوق سے یاد خدا میں مصروف رہتا ہے وہ اپنے پروردگار سے فیض اور رحمت الٰہی کا انعام پاتا ہے اور دربار عالیہ میں دخل پا کر قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں۔ (دیوان فرید، ص ۲۰۹)

پچھلی رات جلد جاگنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان تم میں سے ایک کے سر کی گدی پر جس وقت وہ سوتا ہے تین گرہیں لگاتا ہے ہر گرہ پر یہ ہے تجھ پر رات بڑی لمبی ہے سو جا اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اگر وضو کرے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے وہ صبح کرتا ہے شادمان اور پاک نفس وگرنہ وہ صبح کرتا ہے پلید نفس ست۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب التحریص علی قیام اللیل)

صبح تک سوتے رہنے کی نحوست:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا پس آپ کو کہا گیا کہ وہ آدمی صبح تک سویا رہا ہے نماز کی طرف کھڑا نہیں ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ یہ شخص ہے کہ شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے یا فرمایا کہ اس کے دونوں کانوں میں۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب التحریص علی قیام اللیل)

تہجد کے وقت اٹھنے کے فضائل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات دنیا کے آسمان کی طرف اترتا ہے جس وقت ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ کو پکارے میں اس کے لیے قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے میں اسے بخش دوں۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب التحریص علی قیام اللیل)

پچھلی راتیں رحمت دی کرے بلند آوازہ
بخشش منگن والیاں کارن کھلا ہے دروازہ

حدیث شریف:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کونسی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے فرمایا پچھلی درمیانی رات اور فرض نمازوں کے پیچھے۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف باب التحریص علی قیام اللیل)

حدیث شریف:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے قیام کو لازم پکڑو وہ اچھا طریقہ ہے تم سے پہلے لوگوں کا اور تمہارے رب کی طرف نزدیکی ہے۔ گناہوں کے دور ہونے کا سبب ہے اور گناہوں سے باز رکھنے والا ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف باب التحریص علی قیام اللیل)

marfat.com
Marfat.com

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس شخص پر رحم کرے جو رات کو اٹھتا ہے نماز پڑھتا ہے اپنی بیوی کو جگائے پس وہ نماز پڑھے اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے، اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم کرے جو رات کو نماز (تہجد) پڑھتی ہے اپنے خاوند کو جگاتی ہے وہ نماز پڑھتا ہے اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارتی ہے۔ (سنن ابوداؤد شریف، سنن نسائی شریف، مشکوٰۃ شریف)

حدیث شریف:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں بالا خانے میں اس سے باہر کی چیزیں اندر سے معلوم ہوتی ہیں اور اندر سے باہر کی چیزیں نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ہے اس شخص کے لیے جو کلام نرم کرے اور کھانا کھلائے اور پے در پے روزے رکھے اور رات کو نماز پڑھے۔ جس وقت آدمی سوتے ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف باب التحریص علی قیام اللیل)

فائدہ:

ایسے ہی فوائد کی وجہ سے بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے نماز تہجد اور پچھلی رات کے فضائل اس شلوک میں بیان فرمائے ہیں۔

-----☆☆☆-----

داتیں صاحب سندیاں، کیا چلّیں تس نال
اِک جاگندے نہ لہیں، اِکناں سُتیاں دے اُٹھال

حل لغات:

* داتیں: دات کی جمع، بخشش، عطائیں۔ * صاحب: مالک، رب مولیٰ۔ * سندیاں: دین، عطا، بھیجنا۔ * کیا چلے تس نال: اس پر کس کا زور چلتا ہے۔ * جاگندے: جاگتے ہوئے۔ * نہ لہیں: نہیں پاتے، محروم رہتے ہیں۔ * ستیاں: سوئے ہوؤں کو۔ * دے: عطا کرے، عطا فرمائے۔ * اٹھال: اٹھا کر، جگا کر۔

مطلب:

نعمتیں، انعامات اور بخششیں تو اللہ تعالیٰ کی عطائیں ہیں۔ ان کے متعلق بندے کا بس نہیں چلتا ہے۔ ان کا حصول بندے کے بس کا روگ نہیں اللہ تعالیٰ جسے چاہے۔ عطا فرمائے اور جسے نہ چاہے اسے عطا نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی شان مبارک ملاحظہ فرمائیے کہ بعض لوگ جاگتے رہنے کے باوجود کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں عطا نہیں فرمانا چاہتا اور جنہیں اللہ تعالیٰ عطا فرمانا چاہتا ہے ایسے لوگ اگر سوئے ہوئے بھی ہوں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ انہیں اٹھا کر اپنی نعمتوں اور انعامات سے نواز دیتا ہے

marfat.com
Marfat.com

اللہ کی عطائیں بے بہا:

انعامات اور بخششیں صرف خدا کی عطا ہیں ان کے معاملے میں بھلا بندے کا کیا زور چل سکتا ہے؟ یہ تو اللہ کی شان ہے کہ کچھ لوگ جاگتے رہنے کے باوجود کچھ حاصل نہیں کر پاتے اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں سوتے سے اٹھا کر دے دیتا ہے۔

(کلام بابا فرید گنج شکر، ص ۸۴)

فائدہ:

اس شلوک کے متعلق ڈاکٹر ظہور احمد اظہر بیان فرماتے ہیں کہ یہ شعر بابا گرونانک کا ہے جبکہ جناب مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب نے یہ شلوک دیوان فرید میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا ہی قرار دیا ہے جبکہ بعض مجموعوں میں کچھ بھی وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ شلوک کس کا ہے۔ حالانکہ وہ مجموعہ ہائے کلام بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پہ مبنی ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ شلوک بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

اخلاص:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اخلاص کو بھی بیان فرمایا ہے کہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق پھل ملتا ہے کہ ہر شے خداوند قدوس کی بخشش و عطا کے سبب ہی مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عنایات سے نواز دے۔ کوئی دھکے اور زور جتائے ہوئے اس سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح بدنیت بھی کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ بدنیت ساری رات جاگ کر بھی گزار دیں تو خالی ہاتھ ہی رہتے ہیں کچھ حاصل نہیں کر سکتے جبکہ خلوص نیت سے اللہ تعالیٰ کے قرب کے امیدوار اگر سو بھی جائیں تو انہیں اللہ تعالیٰ اپنے انعامات سے نواز دیتا ہے۔

کماقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْاَ عْمَالُ بِالنِّیَات

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

-----☆☆☆-----

ڈھونڈ یندیۓ سُہاگ کُوں ، تُو تن کائی کور جیہناں ناوٗں سُہاگنیں تنہاں جھاک نہ ہور

حل لغات:

★ ڈھونڈیندیۓ: اے ڈھونڈھنے والی عورت، اے تلاش کرنے والی عورت۔ ★ سہاگ: شوہر، خاوند، محبوب، خوش بختی، عروسی مسرت، خاوند کی زندگی کا زمانہ۔ ★ کوں: کو۔ ★ تن: جسم۔ ★ کائی: کوئی۔ ★ تُو: تیرے۔ ★ تو تن: تیرے جسم میں۔ ★ کور: عیب، کمی، نقص۔ ★ جھاک: تلاش، طلب، تاک جھانک۔ بیگانے مردوں کو دیکھنے کی خواہش۔ ★ جیہناں: جن کا۔ ★ تنہاں: انہیں، ان کو۔ ★ ناوٗں: نام۔ ★ سہاگنیں: شادی شدہ، شوہر والی عورتیں۔ ★ ہور: کوئی اور، دوسرا۔

اے اپنے محبوب کو تلاش کرنے والی تو نے اپنے جسم کو عیب سے گندہ کر لیا ہے۔ حالانکہ سہاگنیں تو وہ ہوتی ہے جو اپنے محبوب شوہر کے علاوہ کسی کی طرف [illegible]

marfat.com

Marfat.com

مطلب:

اے شوہر یا محبوب کی تلاش میں ماری ماری پھرنے والی معلوم ہوتا ہے کہ تجھ میں کوئی عیب ہے، تیرا بدن عیوب کی بنا پر گندہ ہو چکا ہے۔ تبھی ہمہ وقت تو شوہر کی تلاش میں رہتی ہے۔ کیونکہ جو سہاگنیں یعنی شادی شدہ عورتیں ہوتی ہیں، شوہر والی عورتیں ہوتی ہیں۔ وہ تانک جھانک نہیں کرتی پھرتیں۔ انہیں کسی اور کی طلب نہیں ہوتی۔ وہ اپنے ہی سہاگ کے علاوہ کسی اور محبوب کی طلب نہیں کرتیں۔

اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے پاکدامن عورت اور فاحشہ عورت کے استعارات بیان فرمائے ہیں پاک دامن عورت سے مراد اعمال صالح اختیار کرنے والا مومن صادق ہے اور بدکردار فاحشہ عورت سے مراد کافر، مشرک اور منافق ہے کہ جیسے پاک دامن عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کی طالب نہیں ہوتی اسی طرح صالح مومن اللہ تعالیٰ پہ پختہ ایمان رکھتا ہے وہ کسی غیر اللہ کو اپنے دل اور عقیدے میں گوارا نہیں کرتا۔ جبکہ بدکار عورت کو مشرکین سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے بیان فرمایا ہے کہ ''جس طرح شوہر سے مطمئن عورت کو کسی غیر مرد کی طلب نہیں ہوتی اسی طرح جو اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھتا ہے وہ غیر اللہ کو اپنے دل اور عقیدے میں گوارا نہیں کرسکتا۔ پاک دامن عورت کو مومن صادق سے اور بدکار عورت کو مشرک سے تشبیہ صوفیہ کا قرآنی طریق ہے۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۹۴)

اللہ بندے دے نال:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر اس شلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ۔

سُہاگ نوں بھالن والیئے۔ اپنے مالک نوں ڈھونڈن والیئے تیرے بدن وچ کوئی ڈنگ اے۔ تیری اکھ انھی اے۔ تُوں ہر کے دامنہ وہندی پھرنی ایں۔ جیہڑیاں سُہاگناں ہندیاں نیں اوہ اپنے مالک دے منہ بغیر کسے دے ول نہیں وہندیاں۔ اپنے خدا نوں غیر تھانواں تے ڈھونڈ دے پھرن والے۔ خدا دے بندے نہیں ہندے۔ بندے دا خدا ہر ویلے اپنے بندے دے نال ہندا اے۔ ایس کر کے اوھنوں اپنے توں باہر لبھدے پھردے نیں اوہ اوہدے ولوں اپنے لئی دل وچ شک رکھدے نیں۔ (بول فریدی، ص ۱۴۲)

یعنی ارے سہاگ کو تلاش کرنے والی عورت! اپنے خاوند کو تلاش کرنے والی! تیرے جسم میں کوئی عیب ہے۔ تیری آنکھ اندھی ہے کہ تو ہر ایک کا چہرہ دیکھتی پھر رہی ہے۔ جو سہاگنیں ہوتی ہیں وہ تو اپنے خاوند کے چہرے کے بغیر کسی کی طرف نہیں دیکھتیں۔

ارے اپنے خدا کو غیر جگہوں پہ تلاش کرنے والے۔ ایسے بندے اللہ والے بندے نہیں ہوتے کیونکہ بندے کا خدا ہر وقت اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے اپنے آپ میں ہی رب کو تلاش کرنے والے سچے بندے ہوتے ہیں۔ جو لوگ خدا کو اپنے سے باہر تلاش کرتے پھرتے ہیں وہ اس کی طرف سے اپنے لیے دل میں شک رکھتے ہیں۔

فائدہ:

بلکہ خالص اسی کے ہو کر زندگی گزارتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ۔

marfat.com
Marfat.com

اولٰئک المخلصون و اولٰئک المقربون

وہ لوگ مخلص اور وہ لوگ مقرب ہیں۔

مالک حقیقی کی محبت:

گویا کہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

حق تعالیٰ کی سچی محبت ہی خوش نصیبی کا کمال ہے۔اس کے سوا جو کچھ ہے سب باطل ہے۔اس لیے حق تعالیٰ کی سچی محبت کے سوا جو کچھ ہے سب کچھ دل سے نکال دینا چاہیے۔ ماسوا اللہ کسی کی محبت کو دل میں جگہ نہیں دینی چاہیے۔ہاں یاد رہے کہ اولیاء کرام اور انبیاء کرام اور صالحین کی محبت تو محض اللہ کے لیے ہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کے باعث ہی ان سے محبت ہوتی ہے ان سے محبت اس لیے ہے کہ وہ اللہ کے محبوب ہیں۔جن سے اللہ کو محبت ہوتی ہے ان سے محبت کرنا ماسوا اللہ کی محبت کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ اولیاء اللہ وانبیائے کرام سے محبت کرنا تو حق تعالیٰ کی سنت مبارکہ ہے۔بہرحال اللہ تعالیٰ کی محبت کے علاوہ سب محبتیں باطل ہیں اسی طرح دنیا کی محبت بھی انسان کے لیے زہر قاتل سے کم نہیں اس لیے سب محبتوں کو ترک کر کے ہر شخص پہ لازم ہے کہ وہ کسی ولی کامل، شیخ کامل جو کہ مرفوع الاجازت ہو۔ سے دست بیعت اور تعلیم وتلقین حاصل کرے۔

جناب مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ۔

ہر شخص پر لازم ہے کہ کسی مرفوع الاجازت شیخ کامل کی دست بیعت اور تعلیم وتلقین کے وسیلہ سے ذات عین میں فنائے تامہ حاصل کر کے روحی زندگی سے سرفراز ومختار ہوتا کہ عین مسرت حاصل ہو۔(دیوان فرید، ص ۲۱۲)

-----☆☆☆-----

صَبر منجھ کمان اے ، صَبر کا نہنوں صبر سندا بان ، خالق خطا نہ کروں

حل لغات:

★ صبر: تحمل، برداشت، صدق۔ ★ منجھ: میرا، میری، میں۔ ★ کمان اے: کمان ہے۔ ★ نہنوں: (نی ہ نوں) چلہ۔ ★ سندا: کا، اس کا۔اس کی، اس۔ ★ بان: تیر۔ ★ خالق: تخلیق کرنے والا خالق، اللہ تعالیٰ۔ ★ خالق خطا نہ کروں: اللہ کرے میں غلطی نہ کر جاؤں۔

ترجمہ:

صبر میری کمان ہے اور صبر ہی میرا چلہ۔صبر ہی اس کا تیر ہے۔اللہ کرے میرا نشانہ خطا نہ ہو جائے بلکہ اللہ کرے میرا نشانہ ٹھیک لگے۔

مطلب:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ صبر کی فضیلت استعارات کے رنگ میں بیان فرمائی ہے ادب سے لگاؤ رکھنے والے استعارہ کی

marfat.com
Marfat.com

حقیقت سے بخوبی واقف ہیں۔آپ نے اس شعر میں صبر کی حقیقت اور فضیلت بیان فرمائی ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی دشمن سے مقابلہ ہو جائے یا اپنی خوراک کی ضرورت پڑ جائے۔یا دیگر ضروریات کے لیے، تیر، تیر کمان، ضروری ہتھیار کی حیثیت رکھتے تھے۔تلوار کے سامنے تو دشمن سامنے آکر ڈٹ کر مقابلہ کرنے سے حفاظت کی جاسکتی ہے یا دشمن کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے جبکہ تیر ایک ایسا ہتھیار ہے کہ اس کے ذریعے دشمن کو قریب بھی پھٹکنے نہیں دیا جاتا دور ہی سے دشمن کا مقابلہ کیا جاتا ہے انسان کا سب سے بڑا ازلی دشمن شیطان ہے اور شیطان صفت انسان ہے۔وہ پوری سعی کرتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح انسان کو صراطِ مستقیم سے ہٹا کر گمراہی کی روش پہ چلا جائے وہ ہر ممکن کوشش میں مصروف ہیں مگر ان سب کا مقابلہ کرنے کے لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایسے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لیے میرے پاس صبر میری کمان ہے کہ جس میں صبر کا ہی چلہ ہے اور اس کمان میں صبر کا ہی تیرا ستعمال کرتا ہوں۔صبر واستقلال سے ایسے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ مجھے صبر اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور کمال صبر کے طفیل روحانی اور ایمانی تمام قسم کے دشمنوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ کرے، اللہ کرے کہ میرا یہ ہتھیار کارآمد ثابت ہو۔خطا نہ ہو جائے بلکہ صحیح نشان پہ بیٹھے۔اس ہتھیار کے ذریعے میری حفاظت کامل طریقے سے ہو جائے اور میرے دشمنوں سے میری نہ صرف حفاظت ہو جائے بلکہ فتح مندی کا سہرا بھی میری پیشانی پر سجے۔

صبر مؤمن کا بہترین ہتھیار:

صبر مومن کا بہترین ہتھیار ہے اسی ہتھیار کے ذریعے انسان بارگاہِ حق تک آسانی سے پہنچ جاتا ہے راستے میں آنے والے ہر راستے کے پتھر کو ہٹاتا چلا جاتا ہے۔راستے میں آنے والے ہر راہزن اور ڈاکو کا مقابلہ کر کے اسے اپنے قریب آنے ہی نہیں دیتا بلکہ دور سے ہی ختم کرتا چلا جاتا ہے اور اپنی منزل مقصود کی طرف سفر جاری رکھتا ہے یہاں تک کہ اپنی منزل مقصود پہ پہنچ جاتا ہے۔صبر اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغولیت انسان کو محبوب کی حضوری میں لے جاتی ہے۔اس طرح وصل حق حاصل ہوتا ہے۔اس صبر کے سلسلے میں کاہلی اور سستی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

مصائب وشدائد پر صبر کرنا:

حضرت فقیہ ابوالليث سمرقندی علیہ الرحمۃ بسندہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لڑکا یا بچہ کہہ کر فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تجھے نفع بخشیں، میں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ! فرمایا تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو وہ تجھے یاد رکھے گا تو اس کی طرف متوجہ ہوگا تو اپنے سامنے پائے گا۔تو ایام خوشحالی میں اس کی معرفت حاصل کر تو وہ شدائد میں تجھے رحمت کر کے پہنچانے گا۔جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے کر۔جو کچھ ہونے والا ہے وہ لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے اگر تمام مخلوق مل کر بھی تجھے اس چیز کا فائدہ پہنچانے کا ارادہ کر لے تو تیری تقدیر میں نہیں ہے تو وہ اس پر قادر نہیں ہو سکتے اسی طرح تمام مل کر تجھے وہ نقصان پہنچانا چاہیں جو تیری تقدیر میں نہیں ہے تو وہ اس کی قدرت نہیں رکھتے۔بس اللہ تعالیٰ کے لیے شکر و یقین کے ساتھ عمل کرتے رہو۔جان لے کہ ناپسندیدہ بات پر صبر میں بہت ہی فائدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد صبر کے ساتھ ہے اور فرحت دکھ کے ساتھ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔پچاس شیوخ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات وا[illegible] باتیں مجھ سے یاد کر لو دو باتیں تو جوڑے

marfat.com
Marfat.com

جوڑے ہیں اور ایک اکیلی ہے

(۱) تم سوائے اپنے گناہ کے اور کسی سے نہ ڈرو۔

(۲) تم کسی سے امید نہ رکھو سوائے اپنے رب کے۔

(۳) جو چیز معلوم نہ ہو اس کے سیکھنے میں حیا نہیں کرنی چاہیے۔

(۴) تم میں سے کسی ایک سے جب وہ چیز پوچھی جائے جس کا علم نہیں اور اس سے لاعلمی کے اظہار پر شرم نہیں کرنی چاہیے۔

(۵) جان لے کہ صبر کا درجہ تمام امور میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا پورے جسم میں ہے جب سر بدن سے دور ہو جاتا ہے تو جسم بیکار ہو جاتا ہے اسی طرح جب تمام امور میں صبر ختم ہو جاتا ہے تو وہ کام بھی بیکار ہو جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کیا میں فقیہہ کامل کی حقیقت سے آگاہ کروں؟ عرض کیا گیا جی ہاں یا امیر المومنین! فرمایا جو شخص رحمت الٰہی سے لوگوں کو مایوس نہیں کرتا، مغفرت الٰہی سے لوگوں کو ناامید نہیں کرتا، تدبیر الٰہی سے لوگوں کو امان نہیں دیتا۔ معصیت الٰہی لوگوں کو مزین کر کے نہیں دکھاتا اہل جنت عارفین موحدین کو وارث نہیں بناتا اور گناہ گاروں کو جہنمی نہیں بناتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود فیصلہ فرمادیں ان کے درمیان۔ بے شک اس امت کے لوگ عذاب الٰہی سے کبھی نڈر نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنَّهٗ لَا یَایْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ط "بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔"

(تنبیہ الغافلین، ص ۳۰۵-۳۰۴، حصہ اوّل)

صبر کی حمایت:

یزید رقاشی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ بندہ جب قبر میں داخل ہوتا ہے تو نماز اور زکوٰۃ اس کے دائیں بائیں کھڑی ہوتی ہیں جبکہ حسن سلوک اس پر سایہ فگن ہوتا ہے، صبر اس کے لیے جھگڑتا ہے اور دیگر اعمال سے کہتا ہے کہ تم بھی اپنے ساتھی کو عذاب سے بچاؤ۔ ورنہ میں تو اس کی حمایت میں ہوں۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر تمام اعمال سے افضل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب ملے گا۔

حدیث شریف:

حضرت محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ بارگاہ نبوی میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال گیا اور میرا جسم بیمار ہو گیا آپ نے فرمایا اس آدمی میں کوئی خیر نہیں ہے جس کا نہ کبھی مال گیا ہو اور نہ اس کا جسم بیمار ہوا ہو۔ بے شک جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کو آزماتا ہے اور اس کی آزمائش صبر ہے۔

شیر خدا کا قول:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ بلاوجہ اگر بادشاہ کسی کو قید کر دے اور وہ اسی قید میں مرجائے تو وہ شہید ہے یونہی اگر مار کھاتے کھاتے مر گیا تو وہ بھی شہید ہے۔

حدیث شریف

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں بندہ کے لیے ایک درجہ ہوتا ہے جہاں تک وہ اپنے عمل سے نہیں پہنچ

marfat.com
Marfat.com

سکتا حتیٰ کہ وہ کسی جسمانی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے پھر وہ اس درجہ کو پالیتا ہے۔

شانِ نزول آیت:

ایک حدیث میں ہے کہ جب آیت مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً یُّجْزَ بِہٖ "جو شخص برا عمل کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا" نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے بعد فرح وخوشی کیسی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر اللہ تعالیٰ تجھے بخشے کیا تو کبھی بیمار نہیں ہوا۔ کیا تجھے کوئی تکلیف نہیں آئی۔ کیا تجھے کوئی اذیت اور غم نہیں پہنچا۔ یہ تمام مصائب جو تجھے پہنچے ہیں یہ سب تیرے گناہوں کا کفارہ ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے اوپر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو میری امت کے لیے دنیا ومافیہا کی نعمتوں سے بہتر ہے پھر آپ نے مذکورہ آیت پڑھی اور فرمایا جب بندہ کوئی گناہ کرلے اور اسے کوئی مصیبت وتکلیف پہنچے دنیا میں۔ تو اللہ کریم ہے وہ اسے دوبارہ عذاب نہیں دے گا۔ (تنبیہ الغافلین، حصہ اوّل، ص ۳۰۶)

صبر رسولوں کا شیوہ ہے:

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جان لے کہ کوئی بندہ اللہ کے پسندیدہ لوگوں کے مقام تک بجز مصائب وشدائد پر صبر کے ہرگز نہیں پہنچ سکتا خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کا حکم دیا ہے فرمایا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ "آپ صبر کریں جیسا اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا" حضرت خباب بن ارت فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کعبہ شریف کے سایہ میں چادر کا تکیہ بنائے سورہے تھے ہم نے کافروں کی شکایت کی اور عرض کیا یارسول اللہ آپ دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے، رنگ سرخ ہوگیا تھا پھر فرمایا کہ تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر گڑھا کھود کر اس میں رکھا جاتا اور آرا اس کے سر پر رکھ کر چیر دیا جاتا تھا لیکن پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتا تھا۔

حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے سب سے زیادہ ناز ونعمت والے شخص کو قیامت کے دن پکڑ کر دوزخ میں غوطہ دیا جائے گا جب اس کو نکالا جائے گا تو وہ جل کر سیاہ ہوچکا ہوگا۔ پھر اس سے کہا جائے گا جب تو دنیا میں تھا تو کوئی بڑی نعمت حاصل ہوئی تھی تو وہ کہے گا نہیں بلکہ میں تو پیدائش سے ہی مصیبتوں میں گھرا ہوں پھر دنیا کے ایک سب سے زیادہ مصیبت زدہ کو لایا جائے گا پھر اسے کچھ دیر کے لیے جنت میں ٹھہرایا جائے گا جب اس کو نکالا جائے گا تو وہ چودھویں کے چاند کی طرح ہوگا اس سے کہا جائے گا کہ کبھی تجھے دنیا میں کوئی مصیبت پہنچی تھی تو وہ کہے گا نہیں بلکہ میں تو اپنی پیدائش سے ہی ایسی راحتوں میں ہوں۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۰۷)

فائدہ:

اسی لیے حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شلوک میں صبر کی فضیلت بیان کی ہے کہ صبر اختیار کرنا اولیاء اللہ وانبیاء کرام کا شیوہ ہے اللہ تعالیٰ کو نہایت محبوب ہے کیونکہ صبر کرنے والوں کو ... خصوصی سے نوازا جاتا ہے۔ اللہ

marfat.com
Marfat.com

مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔

-----☆☆☆-----

صبر اندر صابری ، تن ایویں جالین ہون نزدیک خدا دے ، بھیت نہ کسے دین

حل لغات:

* اندر: میں۔ * صابری: صبر کرنے والے لوگ۔ * تن: جسم۔ * ایویں: اس طرح، یوں۔ * جالین: جلاتے ہیں، برداشت کرتے ہیں۔ * ہون: ہوتے ہیں۔ * نزدیک: قریب۔ * خدا دے: اللہ کے۔ * بھیت: بھید، راز۔ * کسے: کسی کو۔ * دین: (دے ن) دیتے۔

صابر صبر میں اپنا جسم اس طرح جلا لیتے ہیں کہ ان کے جلنے کا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا اس طرح وہ حق تعالیٰ کے اتنے نزدیک ہوتے ہیں کہ ان کے قرب کو بیان کرنا مشکل ہے۔ مگر اس کے باوجود اپنا یہ راز کسی کے سامنے نہیں کھولتے۔

مطلب:

صبر میں صبر کرنے والے اپنا جسم اس طرح جلا دیتے ہیں کہ کسی کو معلوم ہی نہیں ہونے دیتے۔ صبر کی کیفیت عام لوگ نہیں جانتے صبر کی کیفیت ولذت صبر کرنے والے ہی جانتے ہین کہ صبر میں ہی اپنے جسم کی بھی پرواہ نہیں کرتے ہیں ان کا جسم بھی گل جاتا ہے مگر انہیں اپنے جسم کی پرواہ نہیں ہوتی مگر اس صبر کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتے ہیں مگر اس کے باوجود مجال ہے کہ کوئی ان کے اس بھید سے آشنا ہو سکے۔ بلکہ وہ اپنے اس بھید کو اتنا پوشیدہ رکھتے ہیں کہ کسی کو بھی ان کے مقام وقرب کی خبر تک نہیں ہوتی۔

فائدہ:

کئی کتابوں میں دوسرا مصرعہ یوں ہے کہ۔

ہون نجیک خدا دے ، بھیت نہ کسے دین

نجیک کا معنی بھی نزدیک ہی ہے اس طرح نجیک اور نزدیک دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔

استقلال واستقامت:

بہر حال بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صابر ذکر الٰہی میں جہد وریاضت کر کے عشق کی آگ سے اپنے تن کو جلاتے ہیں اور ہر دم المہائے جسمانی اور روحانی اٹھانے کے وقت صابر رہتے ہیں اور استقلال اور استقامت کو ہرگز نہیں چھوڑتے اور رفتہ رفتہ قرب الٰہی حاصل کر جاتے ہیں اور اپنا بھید کسی کے پاس نہیں کہتے۔ یہاں تک کہ آخر کار واصل حق ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کارستہ اندھیری میں آب حیات کی طرح ہے خلقت ان کو کیونکر جانے۔ (دیوان فرید، ص ۲۱۵-۲۱۴)

فائدہ:

یہ ہے کہ اللہ والوں کی شان [illegible] وغیرہ کچھ نہیں کہتے بلکہ کسی کو

marfat.com
Marfat.com

محسوس بھی نہیں ہونے دیتے اور صبر اختیار کرتے ہیں اف بھی نہیں کرتے۔

فیض ملت کا صبرو استقامت:

فیض ملت شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کے بڑے صاحبزادے محمد صالح اویسی رحمتہ اللہ علیہ کا حادثہ ہوا۔ ہسپتال میں داخل کروائے گئے اسی میں آپ کا وصال ہوا۔ بہر حال فیض ملت مسجد نبوی شریف میں معتکف تھے۔ کہ آپ کو علم ہوا تو آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی مدظلہ العالی کو فرمایا کہ آپ جانا چاہیں تو چلے جائیں ہم تو مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں۔ جب تک یہاں مہمانی کے دن ہیں ہم تو یہیں رہیں گے تم جانا چاہو تو جاسکتے ہو۔ بہر حال محمد فیاض احمد اویسی صاحب واپس پاکستان تشریف لے آئے مگر آپ وہیں رہے جب آپ مدینہ منورہ سے واپس تشریف لائے تو فقیر ابواحمد اویسی کا بھی جانا ہوا آپ کی جسمانی کیفیت بھی عجیب تھی۔ پاؤں پر پھوڑا تھا بلکہ وہ بھی ایسا بگڑا کہ آپ کی ٹانگ پہ پلستر کیا ہوا تھا۔ آپ چل پھر نہیں سکتے تھے ٹانگوں کو بے حد تکلیف تھی۔ دیکھنے والوں کی آنکھوں سے تکلیف کے آثار بخوبی دیکھے جاسکتے تھے کہ جو انہیں قلبی طور پر تکلیف محسوس ہوتی تھی اسی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے مگر کیا مجال کہ آپ کی زبان مبارک سے کسی نے آہ بھی سنی ہو۔ آپ اپنی زبان مبارک سے آہ بھی نہیں نکالتے تھے بلکہ خود آنے والوں کا حوصلہ بڑھاتے تھے۔ صاحبزادے کی شہادت کے بارے میں بھی آپ خاموشی اختیار فرماتے بلکہ دعا کے لیے فرماتے۔ مگر الحمدللہ آپ کی زبان مبارک سے کسی نے ایک کلمہ بھی بے صبری کا نہ سنا ہوگا۔ حالانکہ صاحبزادہ محمد صالح اویسی رحمتہ اللہ علیہ ایک مایہ ناز مفتی بھی تھے، ایک بے مثال مدرس بھی تھے، مدرسہ کے منتظم بھی آپ ہی تھے۔ مدرسہ کے جملہ امور آپ ہی سرانجام دیتے تھے دوسرے کسی صاحبزادے کو کوئی فکر نہ تھی۔ طلبہ کے خادم ایسے کہ گٹر وغیرہ جو طلبہ صاف کرنے سے گھبراتے تھے فقیر ابواحمد اویسی نے خود کئی مرتبہ دیکھا کہ وہاں خود قبلہ مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ صفائی کرتے۔

بہر حال فیض ملت مدظلہ العالی کا صبر کے متعلق عمل مبارک حیران کن تھا صبر و استقامت کے ایسے مناظر بہت کم ہی دیکھنے میں ملتے ہیں۔

سب سے زیادہ مصائب کن لوگوں پر آتے ہیں:

حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو کہ جس کو اس کی پسندیدہ چیزیں مل رہی ہیں درآنحالیکہ وہ سراپا معصیت ہو تو جان لو کہ یہ ڈھیل ہے پھر یہ آیت پڑھی۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○ (پ۷ سورۃ انعام ع ۵ آیت نمبر ۴۴)

پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو بھلا ہی دیا جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ حتیٰ کہ وہ ان دی گئی چیزوں پر خوش ہو گئے تب ہم نے اچانک انہیں دبوچ لیا پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر سب سے زیادہ مصائب آتے ہیں؟ فرمایا انبیاء ... پھر ... لوگوں ... آتی ہیں کہا گیا ہے کہ تین باتیں نیکی کے

marfat.com
Marfat.com

خزانوں میں سے ہیں۔(۱) صدقہ چھپانا (۲) تکلیف چھپانا (۳) مصیبت کو چھپانا حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کی ایک کتاب میں لکھا ہوا میں نے پڑھا کہ تیرے ساتھ جب مصائب و تنگدستی کا معاملہ ہو تو خوش ہو جا کہ تیرے ساتھ انبیاء و صلحاء والا معاملہ ہوا اور جب تیرے ساتھ خوشحالی کا معاملہ ہوا تو پھر اپنے آپ پر رو یا کر کیونکہ تیرے ساتھ اسی طرح کے لوگوں والا معاملہ ہوگا منقول ہے کہ اسی طرح کی وحی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف فرمائی تھی حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے جس کے پاس مال کم ہو اور خاندان بڑا ہو۔اس کی نماز اچھی ہو، وہ مسلمانوں کی غیبت نہ کرتا ہو وہ روز قیامت میرے ساتھ ہوگا اس طرح۔ پھر آپ نے دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا۔ (تنبیہ الغافلین، حصہ اوّل، ص ۲۱۳۔۲۱۲)

معجزہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے معبود برحق کی قسم کہ میں اپنے سینے پر بھوک کے باعث دباؤ دے کر لیتا تھا اور پیٹ پر بھی پتھر باندھ لیتا تھا بھوک کی وجہ سے۔میں ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گزرنے والے راستے پر بیٹھ گیا۔جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ایک آیت کا مفہوم پوچھا مطلب یہ تھا کہ وہ مجھے اپنے گھر لے جائیں وہ چلے گئے اور مجھے ساتھ نہ لے گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور میرا مافی الضمیر جان گئے پھر فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ فرمایا حق میرے ساتھ ہے اور میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔میں نے اجازت لی آپ نے اجازت دے دی اور میں اندر گھر میں داخل ہو گیا تب میں نے پیالے میں دودھ رکھا دیکھا۔آپ نے پوچھا یہ کہاں سے آیا ہے؟ عرض کیا گیا یہ ہدیہ آیا ہے فلاں مرد یا عورت کی طرف سے آپ نے فرمایا ابو ہریرہ جاؤ اہل صفہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ابو ہریرہؓ کہتے ہیں یہ بات میں نے محسوس کی۔ بھلا ایک پیالہ دودھ کا تمام اہل صفہ کا کرے گا؟ جبکہ میں مستحق تھا اور اسے پی کر کچھ قوت حاصل کر سکتا تھا لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت لازمی تھی لہٰذا میں ان تمام حضرات کو بلا کر لے آیا اور وہ آ کر مجلس میں بیٹھ گئے پھر آپ کے حکم پر میں نے وہ پیالہ ایک ایک کو دینا شروع کر دیا وہ سیراب ہو کر پیالہ مجھے واپس کر دیتا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آ گئی۔آپ نے پیالہ ہاتھ میں لے کر فرمایا ابو ہریرہ اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔میں نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا رسول اللہ۔ پھر فرمایا بیٹھ اور پی۔لہٰذا میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا آپ نے فرمایا اور پیو میں نے اور پیا۔آپ فرماتے رہے اور میں پیتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا اب تو حلق سے نیچے نہیں جاتا پھر میں نے وہ پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے بچا ہوا دودھ پیا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۲۱۴)

حکایت:

حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول نے کفار کے ہاتھوں تکلیفیں اور اذیتیں اٹھائیں، بھوک سے نڈھال رہے لیکن وہ اس پر صابر رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فراخی عطا فرمائی، جس نے صبر کیا اللہ تعالیٰ اس کو فراخی عطاء فرماتا ہے بے شک فراخی صبر کے ساتھ ہے اور مشکلات کے ساتھ آسانی ہے حضرت مسلم بن یسار فرماتے ہیں کہ میں بحرین میں ایک ایسی خاتون کے ہاں مہمان ہوا جس کے پاس بیٹے، غلام مال و دولت وافر تھا لیکن میں اس کو غمزدہ دیکھا، جاتے وقت میں نے کہا کہ کام وغیرہ ہو تو بتاؤ۔ کہنے لگی ہاں اگر تم دوبارہ ہمارے شہر میں آؤ تو میرے ہاں قیام کرنا۔کئی برس بعد جب میں دوبارہ وہاں گیا تو اس کے دروازے پر کوئی دربان نہ تھا میں [illegible] رہی تھی، میں نے اس سے کہا خوشی

marfat.com

Marfat.com

اور ہنسی کیسی ہے؟ اس نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد ہم نے جو مال بھی سمندری راستے سے بھیجا وہ غرق ہو گیا اسی طرح خشکی کے راستے بھیجا گیا مال بھی تباہ ہو گیا، غلام چلے گئے، بچے فوت ہو گئے میں نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اس دن تو میں نے تجھے غمزدہ دیکھا تھا اور آج تو مسرور ہے کہنے لگی ہاں جب میرے پاس دنیا کی فراوانی تھی تو میں ڈرتی تھی کہ کہیں میری نیکیوں کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں نہ دے دیا ہو جب میرا مال، میری اولاد، میرے غلام چلے گئے تو مجھے امید ہو گئی اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے لیے خیر جمع ہے اس لیے میں خوش ہوں۔ (تنبیہ الغافلین، حصہ اوّل، ص ۳۱۵۔۳۱۴)

دنیا میں سزا:

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے ایسی عورت کو دیکھا جس سے وہ اسلام قبول کرنے سے پہلے شناسا تھے اس سے گفتگو کی اور چل دیئے وہ بھی چلی گئی مگر وہ صحابہ پیچھے مڑ کر اس کو دیکھتے جا رہے تھے کہ دیوار سے ٹکرا گئے۔ جس سے اُن کے چہرے پر نشان پڑ گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی سزا دنیا ہی میں دے دیتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۱۵)

مصائب گناہوں کے سبب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے زیادہ امید والی آیت نہ بتاؤں؟ عرض کیا گیا ہاں۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔

"اور تم کو جو مصیبت پہنچی ہے وہ تمہارے ہاتھوں سے کئے ہوئے کاموں سے ہے اور بہت سے تو معاف ہی کر دیتے ہیں"۔

پس دنیا میں مصائب گناہوں کے سبب آتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ دنیا میں جس کو سزا دے دیتا ہے تو یہ اس کے کرم سے بعید ہے کہ اس کو دوبارہ سزا دے اور جسے دنیا میں معاف فرما دے تو پھر یہ بھی اس کے کرم سے بعید ہے کہ روزِ قیامت اس کو عذاب دے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو جو مصیبت پہنچتی ہے حتیٰ کہ کانٹے برابر بھی یا اس سے بھی کم تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس بندے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۱۵)

-----☆☆☆-----

صبر ایہہ سُوَاوَ، جے توں بندہ دِڑ کریں   ودھ تھیویں دریاوَ، ٹُٹ نہ تھیویں واہڑا

حل لغات:

★ ایہہ: یہ۔ ★ سواوَ: زندگی، رستہ۔ ★ صبر ایہہ سواوَ: صبر یہ راستہ یا راہِ زندگی ہے۔ ★ توں: تُو۔ ★ بندہ: غلام، نوکر، نیاز مند، خاکسار، انسان، عابد۔ ★ دِڑ: یقین۔ ★ ودھ: زیادہ، بڑھ کر۔ ★ تھیویں: تو ہو جائے، تو بن جائے۔ ★ دریاوَ: دریا سے۔ ★ ٹٹ: ٹوٹ۔ ★ واہڑا: (وا[illegible] چھوٹا نالہ) [illegible] کر نہیں بنتا۔

marfat.com
Marfat.com

یہ صبر زندگی کا ایک راستہ ہے اے بندے اگر تو یقین کر لے اور منزل کی طرف بڑھنا شروع کر دے تو پھر دریا سے بھی بازی لے جائے گا۔ جو اپنی تمام رکاوٹیں دور کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔

مطلب:

یہ صبر زندگی کا ایک راستہ ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے تو پھر یہ یقین کر لے اپنی روح میں یہ بات راسخ کر لے کہ تو صبر کو اختیار کرتے ہوئے منزل کی طرف بڑھتا چلا جا یہاں تک کہ تو ایسا دریا بن جا کہ جو تمام رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔

راستے کی تمام رکاوٹوں کو صبر و تحمل سے برداشت کرتے ہوئے اپنے زندگی کے نصب العین کی طرف بڑھتا رہ۔ دیکھنا کہیں راستے میں ہی یہ صبر کا نصب العین ٹوٹ نہ جائے اگر کہیں ایسا ہو گیا تو پھر منزل مقصود تک پہنچنا مشکل ہو جائے گا جیسے معمولی سا پانی رسنا شروع ہو جائے تو وہ پانی آہستہ آہستہ زیادہ رسنا شروع ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کہیں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا تو پھر ایک چھوٹا سا ندی یا نالہ بن کر رہ جائے گا۔ حالانکہ تجھے تو یہ چاہیے کہ ہر حال میں صبر اختیار کر۔ صبر کے ذریعے تو ایک بڑا دریا بن جا۔ کوئی مقام حاصل کرنے کے لیے حتیٰ کہ مقام قرب کے خاص مقام تک پہنچنے کے لیے صبر ہی وہ شاہراہ ہے۔ جس پہ رواں دواں ہو کر آدمی عظمتیں حاصل کر سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے صبر کے متعلق کیا خوب لکھا ہے کہ ”صبر ایک سلیقہ زندگی ہے جو انسان کو دریا سے بھی زیادہ طاقتور بنا دیتا ہے۔ اس سلیقہ زندگی پر جو عمل پیرا ہو جاتے ہیں وہ ٹوٹتے نہیں۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۹۷)

صبر دا اجر:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے بیان فرمایا ہے کہ۔

(بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) فرماندے نیں۔ اے بندے جے توں یقین کریں تے صبر دی آفت قائم رکھیاں روز ودھدی رہندی اے۔ ایتھوں تیکر کہ ایہہ اکھلا دریا وانگر ہو جاندا اے تے خدا دی راہ وچ صبر نال چلیاں۔ اوہدی ذات تے پچھان بے انت ودھدی جاندی اے تے اخیر بندے نوں اپنے نال ملا لیندی اے۔ پر بے صبرا بندہ شکوے شکایتاں کر کر کے اپنی گل دا اثر گوا لیندا اے۔ (بول فریدی، ص ۱۴۴)

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے بندے! اگر تو یقین کرے تو (یاد رکھ) صبر کی صفت قائم رکھنے سے ہر روز بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی وسعت دریا کی مانند ہو جاتی ہے۔ خدا کی راہ میں صبر کے ساتھ چلنے سے اس کی ذات اور پہچان بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے بالآخر بندے کو اپنے ساتھ ملا لیتی ہے مگر بے صبر بندہ شکوے شکائتیں کر کے اپنی باتوں کا اثر ضائع کر لیتا ہے۔

دوسرا مطلب:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صبر کا یہ فائدہ ہے اے بندے اگر تو صدق سے یقین کرے تو روز بروز فیض عرفان کے سے بھر کر دریا کی مثل ہو جاوے اور پھر اس سے جدا ہو کر نالا کی طرح کسی اور طرف نہ بہے، ہر وقت دریائے وحدت میں واصل ہو کر بہتا رہے۔ اور ایکدم جدائی نہ ہو اور باقی خدا میں باقی ہو کر باقی ہو جائے۔ اگر کوئی شخص صبر اور یقین کے ساتھ مرفوع

marfat.com
Marfat.com

الاجازت رہبر کامل کی دست بیعت اور تعلیم وارشاد کے وسیلہ سے جہد وریاضت کر کے ذات میں فنائے تامہ حاصل کرے گا۔ تو واصل ذات حق ہو کر حیات طیبہ سے ضرور مشرف وممتاز ہوگا۔ (دیوان فرید، ص۲۱۶)

صابروں کی فضیلت:

دنیوی مصائب پہ صبر اختیار کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے اور ہم بھی موجود تھے۔ ابو جہل اور اس کے دوست بیٹھے تھے۔ ابو جہل علیہ اللعنت نے کہا کہ کل جو اونٹ ذبح ہوئے تھے اس کی اوجھ لا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کندھے پر جب وہ سجدے میں جائیں تو تم میں سے کون ڈال سکتا ہے؟ پس ایک بد بخت اٹھا اور اوجھ لا کر جب آپ سجدے میں گئے تو آپ کے کندھوں پر ڈال دیا پھر وہ ہنسنے لگے اور میں یہ سب کچھ کھڑا دیکھ رہا تھا کاش کہ میرے اندر ہمت ہوتی اور میں اس کو اٹھا کر دور پھینک دیتا۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سجدے میں رہے سر مبارک نہ اٹھایا حتیٰ کہ کسی نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی آپ اس وقت بچی تھیں آ کر اوجھ کو آپ کی کمر سے ہٹایا اور پھر ان لوگوں کو برا بھلا کہا، پس جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو بلند آواز سے تین مرتبہ آپ نے یہ دعا کی **اللھم علیك بقریش** اے اللہ قریش کو پکڑ لے۔ جب ان مردودوں نے آپ کی دعا کی آواز سنی تو ڈر کے مارے ان کی ہنسی رک گئی آپ نے لفظ قریش کے علاوہ ابو جہل، عقبہ، عتبہ، شیبہ، ولید بن مغیرہ اور امیہ بن خلف کا نام بھی لیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قسم اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق مبعوث فرمایا میں نے ان تمام مذکورہ لوگوں کو جنگ بدر میں ہلاک ہوتے دیکھا ہے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۰۸)

دنیاوی مصائب گناہوں کا کفارہ ھیں:

تنبیہ الغافلین میں ہے کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اپنے رب کے حضور ایک نبی نے شکوہ کرتے ہوئے عرض کیا یا رب مؤمن بندہ تیری اطاعت کرتا ہے اور تیری معصیت سے اجتناب کرتا ہے مگر تو دنیا کو اس سے دور فرما لیتا اور اسے مصائب کا شکار بنا دیتا ہے جبکہ کافر بندہ نہ تو تیری اطاعت کرتا ہے بلکہ تیری معصیت پر جری ہوتا ہے مگر تو مصائب کو اس سے دور فرما لیتا ہے اور دنیا اس کے لیے فراخ کر دیتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی فرمائی کہ بندے بھی میرے ہیں اور مصائب بھی میرے ہیں اور تمام اشیاء میری تسبیح وتحمید کرتی ہیں، مؤمن سے اگر کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو میں دنیا کو اس سے دور کر لیتا ہوں اور اسے مبتلائے مصائب کر دیتا ہوں تاکہ یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں یہاں تک کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے اور میں اسے اس کی نیکیوں کا بدلہ دوں جب کہ کافر کے لیے اس کی برائیوں کے باوجود رزق کھول کر دیتا ہوں اور مصائب کو ٹال دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے گا اور اسے اس کی برائیوں کا بدلہ دیا جائے گا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب بندے سے بھلائی یا محبت کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے مصائب کا شکار بنا دیا جاتا ہے اور جب وہ دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں یا رب یہ آواز تو معروف ہے جب وہ دوبارہ دعا میں یا رب کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں موجود ہوں جو مانگے گا عطا کیا جائے گا یا اس کے بدلے آفات وشر ور دور کر دوں گا یا میرے پاس تیری وہ چیز رہے گی جو تیری طلب سے افضل ہے پھر قیامت کے دن اعمال والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ [illegible]

marfat.com
Marfat.com

والوں کو ان کے اعمال کا صلہ ملے گا پھر اہل مصائب کو لایا جائے گا اور اُن کے لیے میزان نصب نہ ہوگا اور نہ ان کے فائل کھلیں گے، اجر و ثواب کی ان پر فراوانی کر دی جائے گی جیسے کہ دنیا میں ان پر مصیبتوں کی بوچھاڑ ہوئی تھی، دنیا میں عافیت کی زندگی بسر کرنے والے رشک سے کہیں گے کاش کہ ہمارے جسم قینچیوں سے کاٹ دیئے جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب ملے گا۔''

حکایت:

ایک روایت میں مذکور ہے کہ پرانے زمانے میں ایک مومن اور ایک کافر مچھلیوں کے شکار پر گئے۔ دونوں نے اپنے اپنے خدا کا نام لے کر جال پھینکا۔ جب نکالا تو کافر کا جال مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا اور مسلمان کے ہاتھ میں کوئی مچھلی نہ لگی شام تک کافر نے تو اپنا تھیلا بھر لیا مسلمان کے ہاتھ صرف ایک مچھلی آئی تھی مگر وہ بھی ہاتھ سے پھسل کر پانی میں چلی گئی غرض کہ مسلمان خالی ہاتھ واپس ہوا جبکہ کافر کے پاس تھیلا بھرا ہوا تھا اس واقعہ سے مومن کے ساتھ متعین فرشتے کو بھی افسوس ہوا۔ لیکن جب وہ آسمان پر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے بہشت میں مومن کا مقام دکھایا تو فرشتے نے کہا قسم بخدا اس مقام کے مل جانے پر دنیا کی تمام مصیبتیں گوارا ہو سکتی ہیں پھر اسے کافر کا ٹھکانا دوزخ میں دکھایا گیا تو اس نے کہا قسم بخدا اس ٹھکانے کے بعد دنیاوی نعمتوں کا ملنا بے فائدہ ہے۔

چار بندوں کے ذریعے حجت:

کہتے ہیں کہ چار بندوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ چار بندوں پر حجت قائم فرماتا ہے۔

(۱) مالداروں پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذریعہ۔ مال دار جب کہے گا کہ مالی مصروفیات نے مجھے تیری عبادت سے دور رکھا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ سلیمان علیہ السلام سے زیادہ مالدار تو نہیں تھا۔ اس مال نے سلیمان کو تو میری عبادت سے دور نہیں رکھا۔

(۲) غلاموں پر حضرت یوسف علیہ السلام کے ذریعے۔ جب غلام اپنی غلامی کی وجہ بتا کر کہے گا کہ غلامی نے مجھے تیری عبادت سے دور رکھا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس غلامی نے یوسف علیہ السلام کو تو میری عبادت سے دور نہیں رکھا۔

(۳) فقراء پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے۔ فقیر جب کہے گا کہ محتاجی و تنگدستی نے مجھے تیری عبادت سے روکے رکھا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو عیسیٰ علیہ السلام سے تو زیادہ تنگ دست نہ تھا مگر ان کی تنگدستی نے ان کو میری عبادت سے دور نہیں رکھا۔

(۴) بیماروں پر حضرت ایوب علیہ السلام کے ذریعے۔ جب مریض اپنی بیماری کو عبادت میں رکاوٹ بتائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرا مرض ایوب علیہ السلام کی مرض سے زیادہ تو نہ تھا مگر ان کی مرض نے ان کو میری عبادت سے دور نہیں رکھا لہٰذا روز حشر کسی کا کوئی عذر بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہ ہوگا۔ صالحین بیماری یا سختی پر خوش ہوتے ہیں کیونکہ اس طرح گناہوں کا کفارہ ادا ہوتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۱۱)

حضرت ابودرداؓ رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقر کو ناپسند کرتے ہیں اور میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔ وہ موت کو ناپسند

marfat.com
Marfat.com

کرتے ہیں اور میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔ وہ بیماری کو ناپسند کرتے ہیں اور میں اس کو پسند کرتا ہوں کیونکہ یہ میرے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ میں اپنے رب کے حضور تواضع کے لیے فقر کو پسند کرتا ہوں اور رب سے ملاقات کے اشتیاق میں موت کو پسند کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تین چیزیں جس کو مل گئیں اسے دنیا وآخرت کی بھلائی عطا ہوگئی۔ (۱) تقدیر پر رضا (۲) مصیبت پر صبر (۳) خوشحالی پر دعا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۳۱۱، حصہ اوّل)

حکایت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چت سیدھے لیٹے ہوئے تھے اور ایک شخص نے آکر یوں لیٹنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ بھوک کی وجہ سے۔ یہ سن کر وہ شخص رونے لگا اور مزدوری کے لیے چلا گیا۔ چند کھجوروں کے بدلے پانی کے کچھ ڈول نکالے پھر وہ کھجوریں لے کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ تو نے میری محبت کی وجہ سے کیا ہے، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی مجھے آپ سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو پھر مصائب کے لیے تیار رہ۔ قسم بخدا جو لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں ان کی طرف مصائب اس سیلاب سے بھی زیادہ تیز آتے ہیں جو پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گر رہا ہو۔ (تنبیہ الغافلین حصہ دوم، ص ۳۱۱)

-----☆☆☆-----

فریدا در درویشی گا کھڑی ، چوپڑی پریت　　　ایکن کنے چالیئے ، دریشاں دی ریت

حل لغات:

★ در: دروازہ، پھاٹک، چوکھٹ، راستہ۔ ★ درویشی: درویشوں کا طریق کار، درویشوں کی طرح رہنا، فقراء کی طرح رہنا۔ ★ گاکھڑی: کٹھن، مشکل، دشوار۔ ★ چوپڑی: لذیذ، خوشگوار۔ ★ پریت: محبت، دوستی۔ ★ ایکن: ایک بار۔ ★ کنے: کسی نے۔ ★ چالیئے: اختیار کرلیا۔ ★ دی: کی۔ ★ درویشاں دی ریت: درویشانہ رسم ورواج، درویشانہ طریقہ زندگی۔

اے فرید! درویشی ایک انتہائی مشکل راستہ ہے۔ مگر اس کے باوجود بڑی خوشگوار محبت اور دوستی بھی ہے مگر درویشوں کی ریت کو ہر کوئی ادا نہیں کرسکتا۔

مطلب:

درویشی کا راستہ بڑا کٹھن ہے مگر مشکلات سے پُر یہ راستہ ایک محبت بھرا خوشگوار راستہ ہے مشکلات کے باوجود اس راستے پہ چلنے والے اپنا تن من دھن سبھی کچھ قربان کردیتے ہیں مگر یہ محبت والا راستہ نہیں چھوڑتے۔ اس کی خاطر گھر چھوڑ دیتے ہیں۔ بیوی، بچے سبھی سے کنارہ کرلیتے ہیں مگر یہ راستہ نہیں چھوڑتے کیوں؟

اس لیے کہ اس راستے پہ چلتے ہوئے انہیں عرفانِ حق سے آشنائی ملتی ہے۔ یہی منزل انہیں دنیوی جاہ وجلال چھوڑ کر اس راستے پہ چلنے کی طرف راغب کرتی ہے۔ مگر اس راستے پہ ہر ایک نہیں چل سکتا بلکہ اکاّ دکاّ ہی اس راستے پہ چل سکتا ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ درویشوں جیسی ظاہری شکل وصورت ... اپنا لینا آسان ہے ... کی طرح لمبے لمبے جبے پہن لینا،

marfat.com
Marfat.com

دریشوں کی مانند ایک بڑی لمبی ہزار، ہزار اور کئی کئی ہزار دانہ والی تسبیحوں والی تسبیح پھیر لینا آسان ہے حقیقی درویشی کو اپنانا نہایت مشکل ہے۔ اس دنیا میں ظاہری ٹیپ ٹاپ والے تو ہزاروں درویش نظر آ جاتے ہیں جنہوں نے درویشی کا ڈھونگ رچا کر درویشی کو بدنام کر رکھا ہے مگر صحیح درویشی اپنانے والے بہت ہی کم ہیں۔

درویشی:

درویشی میں سب سے بڑا عمل صبر ہے۔ مشکلات پہ صبر اختیار کرنا۔ بے صبری کا اظہار نہ کرنا۔ اپنے انسانی حقوق جو کہ حلال طریقے سے حاصل ہیں انہیں پہ قناعت کرنا۔ بلکہ اپنے پاس قلیل ہونے کے باوجود راہِ حق میں قربان کر دینا۔ لوبھ لالچ جیسی بری صفات اپنے وجود سے دور کر دینا۔ اپنے وجود سے تمام برائیاں نکال دینا اور اچھی صفات اپنانا درویشی ہے۔ ظاہرا اچھا بنا لینا اور دکھاوا اختیار کر کے ظاہری درویشی اختیار کرنا اور باطنی طور پر درویش نہ ہو جو حقیقی درویشوں کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں ان کی تردید کی ہے انہیں سمجھایا ہے کہ درویشی نہایت کٹھن کام ہے۔

-----☆☆☆-----

تَن تپے تنُور جیوں ، بالَن ہڈ بلَن ۔۔۔ پَیریں تھکّاں سِریں جُلاں ، جے مُوں پری مِلن

حل لغات:

★ تن: جسم۔ ★ تپے: گرم ہوتا ہے۔ ★ جیوں: مانند، جس طرح۔ ★ بالن: ایندھن۔ ★ ہڈ: ہڈیاں، بڑی بڑی ہڈیاں۔ ★ بلن: جلتی ہیں۔ ★ پیریں: پاؤں سے۔ ★ تھکاں: تھک جانا، تھکنا۔ ★ سریں: سر سے، سر کے بال۔ ★ جلاں: جاؤں۔ ★ جے: اگر۔ ★ موں: مجھے۔ ★ پری: محبوب۔ ★ ملن: ملے۔

مطلب:

میرا جسم تنور کی مانند تپا رہتا ہے اور میری ہڈیاں ایندھن کی مانند جلتی رہتی ہیں۔ محبوب کو تلاش کرتے کرتے، میرے پاؤں تھک جاتے ہیں میرا برا حال ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود رک جانے کو جی نہیں چاہتا بلکہ میں تو سر کے بل چلوں گا تا کہ محبوب سے شرف ملاقات حاصل ہو سکے۔ محبوب کے قرب کی خاطر تو پورے جسم کے سکون کے بدلے بے سکونی قبول کر لوں گا۔ اگر اسی طرح محبوب ملے تو میرے لیے یہ سودا بھی مہنگا نہیں۔ مجھے میرا محبوب ملنا چاہیے۔

مسلسل جدوجہد:

اس شعر میں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ مسلسل جدوجہد کی رغبت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جس مقصد کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی حقیقت سے خوب آشنائی حاصل کر لی جائے یہ نہیں کہ ساری زندگی بلاوجہ اور بلاسبب ہی ہاتھ پاؤں چلاتے اور پھیلاتے گزار کر اس جہان فانی سے چلے جائیں۔ ساری زندگی بھی گزر جائے اور حاصل بھی کچھ نہ ہو۔ منزل مقصود کا صحیح تعین ہو جائے تو اب منزل کے حصول کے لیے جدوجہد شروع کر دی جائے۔ علامہ اقبال بیان فرماتے ہیں کہ:

marfat.com
Marfat.com

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

پس اس جدوجہد میں بڑی روکاوٹیں پیدا ہوں گی، جیسا کہ میرا یہ حال ہو چکا ہے کہ جسم تنور کی مانند گرم رہتا ہے ہڈیاں ایندھن کی مانند ہمہ وقت جلتی رہتی ہیں۔ ہر وقت جسمانی عوارض لاحق رہتے ہیں کسی وقت لحہ بھر بھی سکون میسر نہیں آتا، مصیبتوں کے پہاڑ میرے سامنے آڑے آتے ہیں۔ میں پھر بھی اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہوں۔

نہ ڈر منزل کی دوری سے قدم آگے بڑھاتا جا

اتنے مصائب و آلام سے واسطہ پڑنے کے باوجود اس منزل کی طرف سے منہ موڑنے کو جی نہیں چاہتا بلکہ جی چاہتا ہے کہ پاؤں تھک جائیں، سارا جسم جواب بھی دے جائے تو پھر بھی میں سر کے بل یہ سفر جاری رکھوں گا۔ محبوب سے شرف ملاقات کا حاصل ہونا میرے لیے میری زندگی کا حاصل ہے۔ محبوب کے شرف ملاقات کے حصول کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہوں۔

-----☆☆☆-----

تن نہ تپاءِ تنور جیوں ، بالن ہڈ نہ بال
سر پیریں کیا پھیڑیا ، اندر پِری نہال

نوٹ: اس شعر کے متعلق بعض کا خیال ہے کہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ شعر بابا گورونانک کا ہے۔

حل لغات:

★ تن: جسم۔ ★ پری: محبوب۔ ★ نہ تپا: مت گرما، نہ جلا۔ ★ جیوں: جیسے۔ ★ اندر: میں یعنی دل میں۔ ★ پیری: محبوب۔ ★ نہ بال: نہ جلا۔ ★ بالن: ایندھن۔ ★ کیا پھیڑیا: کیا نقصان کیا، کیا بگاڑا۔ ★ پیریں: پاؤں۔ ★ نہال: کامیاب، بہت خوش، لطف اندوز۔

اے فرید! اپنے جسم پہ اتنی بھی سختی نہ کر، اپنا جسم تنور کی مانند نہ گرم کر اور نہ ہی اپنی ہڈیوں کو جلا تیرے سر اور پیروں نے اتنا بھی کیا قصور کر لیا ہے کہ انہیں اتنا تھکا تا ہے۔ اگر تو اپنے محبوب کا جلوہ چاہتا ہے تو پھر اپنے دل میں جھانک کر دیکھ۔

مطلب:

اے فرید! اپنے جسم پہ اتنی بھی سختی نہ کر۔ محبوب کی خاطر اپنا جسم نہ جلا اور نہ ہی اپنے جسم اور ہڈیوں کو ایندھن کی طرح جلا۔ اسی طرح سر اور پاؤں کو تو اتنا نہ تھکا۔ ان بیچاروں کا کیا قصور ہے۔ یہ تو اسی طرح کر رہے ہیں جیسے تیرا حکم ہوتا ہے۔ یہ تیرے اپنے ہیں۔ ان کو اتنی محنت اور مشقت کا نشانہ نہ بنا۔ بلکہ اگر تجھے محبوب سے شرف ملاقات چاہیے تو پھر ایک کام کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر اپنے دل میں جھانک کر دیکھ تیرے دل کا مقام ہی وہ مقام ہے جہاں سے تجھے منزل مقصود حاصل ہو گی۔ یہیں سے تجھے سرور و اطمینان حاصل ہو گا یہی تیرے محبوب کی جلوہ گاہ ہے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی

marfat.com
Marfat.com

دل ہی محبوب کی جلوہ گاہ ہے اور محبوب کا جلوہ ہی تجھے مطلوب ہے۔ اس لیے ادھر متوجہ ہو تجھے تیرا مقصود حاصل ہو جائے گا۔

جسم انسانی کے حقوق کا لحاظ ضروری:

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ! مجھے خبر دی گئی ہے کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ!

آپ نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کیا کر! روزہ رکھ، افطار بھی کر اور سو بھی اور قیام بھی کر تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے، تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے، تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے۔ جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا اس نے روزہ نہیں رکھا۔ ہر ماہ کے تین روزے ہمیشہ کے روزوں کا ثواب رکھتے ہیں ہر ماہ میں تین روزے رکھا کر۔ ہر ماہ میں قرآن پڑھا کر میں نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ کیا طاقت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: روزہ رکھ افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے ایک دن روزہ رکھنا۔ ایک دن روزہ افطار کرنا اور ہر سات راتوں میں قرآن مجید مکمل پڑھ لیا کر اور اس پر زیادہ نہ کر۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، باب صِیَام التَّطَوُّعِ)

مجاہدہ میں مشاہدہ:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تو اپنے محبوب حقیقی کو زمین میں تلاش کرتا پھر رہا ہوں حالانکہ حق تعالیٰ تو دل میں سمایا ہوا ہے۔ ایک لحہ بھی جدا نہیں۔ مرشد کریم کی مہربانی سے جلوۂ حق نظر آ سکتا ہے۔ مرشد کریم ہی جلوۂ حق دکھلا کر حق الیقین تک پہنچا سکتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی عرفان حق حاصل کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ مرشد کامل کی رہنمائی میں درجہ شہود حاصل کرے۔ پھر اپنی آنکھ سے ظہور حق دیکھ لے۔ مشاہدہ کے حصول کے لیے مجاہدہ ضروری ہے۔ مشاہدہ مطلوب ہو تو مجاہدہ اختیار کیجئے مگر مرشد کامل کی رہنمائی میں ورنہ راہ حق سے بھٹکنے کا بہت خطرہ ہے۔

فائدہ:

مشاہدہ حق کے طالب کے لیے ضروری ہے کہ اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرے کہ ہر ایک کے دل میں حق تعالیٰ کی جلوہ گاہ ہے اس لیے ہر ایک سے پیار کر۔ کسی سے بھی نفرت نہ کر۔ خدا کی ساری خلقت سے پیار کر کہ اسی محبوب حقیقی کی پیدا کردہ ہے۔ اپنے وجود سے دنیا کی پیدا کردہ اونچ نیچ ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی تخلیقات میں خالق کو دیکھنے کی کوشش کیجئے۔

پس واضح ہوا کہ دل محبوب کی جلوہ گاہ ہے اس لیے کسی کو دکھ نہ پہنچا بلکہ ہر ایک سے پیار کر۔ نفرت کے خلاف جہاد کیجئے تاکہ ہر سمت پیار کے ہی جلوے نظر آئیں۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

ہوں ڈھونڈ ہیندی سجناں، سجن مینڈے نال   فریدا الکھ نہ لکھیئے، گور مکھ دے دِکھال

حل لغات:

★ ہوں ڈھونڈ ہیندی: میں تلاش کرتی ہوں، ڈھونڈتی ہوں، مجھے تلاش ہے۔ ★ سجن: دوست، محبوب، مراد محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ۔ ★ مکھ: چہرہ، منہ۔ ★ دے دکھال: دکھاوے گی، سامنے آجائے گی۔ ★ سجناں: دوست کی، محبوب کی۔ ★ مینڈے: میرے۔ ★ نال: ساتھ۔ ★ فریدا: اے فرید۔ ★ الکھ: نہ لکھنے کے قابل یعنی گناہ۔ ★ نہ: نہیں، نہ۔ ★ گور: قبر۔ ★ نہ لکھیئے: نہ لکھیں۔ نہ لکھو، نہ لکھ۔

میں تو محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی تلاش میں ہوں۔ حالانکہ میرا محبوب تو میرے ساتھ ہے۔ اے فرید! بداعمالیوں میں مشغول ہو کر گناہوں سے اپنا نامہ اعمال سیاہ نہ کر عنقریب قبر تجھے چہرہ دکھانے والی ہے۔

مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنی عاجزی اور مسکینی مالک وخالق کے حضور پیش کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ میں تو ہمہ وقت، ہر جگہ اور ہر حال میں محبوب حقیقی کی تلاش میں ہوں کاش کہ محبوب حقیقی مل جائے۔ اپنی حیات مستعار کا مقصد حاصل ہو جائے حالانکہ محبوب حقیقی مجھ سے دور نہیں میرے ساتھ ہے، کاش غفلت کو دور کر سکوں۔ اے فرید! محبوب حقیقی سے دوری کے تمام اسباب غفلت شعاری، اور بد کرداری، بے عملی، عبادت گزاری سے گریز اں وغیرہ تمام امور سے دور کر، عصیاں شعاری چھوڑ دے۔ عنقریب موت کے بعد قبر کا سامنا ہونے والا ہے۔ زندگی اتنی زیادہ باقی نہیں رہ گئی کسی بھی وقت موت کا سامنا ہو جائے گا اس وقت تک کہ چند گھڑیاں جو ہیں وہ ذرا سنبھل کر گزار لے عاصیانہ زندگی کی روش قطعاً چھوڑ دے یہ روش چھوڑ دے گا تو حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا، اللہ تعالیٰ کوئی دور تو نہیں بلکہ شاہرگ سے بھی قریب ہے۔ مالک وخالق کو قریب بھی سمجھتے ہیں اور گناہوں کی دلدل میں چھلانگیں بھی لگاتے ہیں۔ گناہوں سے گریز بھی نہیں کرتے بلکہ گناہوں کی گندگی سے لتھڑنے میں فخر بھی محسوس کرتے ہیں۔ یہ عقلمندی تو نہیں۔ ذرا غور وفکر تو کر کتنے آئے اور چلے گئے۔ ہر روز اپنی اپنی باری پر کئی آ رہے ہیں اور کئی جا رہے ہیں۔ آنا جانا لگا ہوا ہے۔ یہ آنا جانا ہمیں دعوتِ فکر دے رہا ہے کہ اپنی اپنی باری پر ہر ایک نے چلے جانا ہے جیسے دوسرے لوگ اپنی اپنی باری پر چلے گئے اسی طرح ہم نے بھی چلے جانا ہے۔ کیونکہ کل نفس ذائقۃ الموت ہر ایک نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم نے بھی مرنا ہے کیونکہ موت یقینی آنی ہے کوئی بھی موت کا شکار ہونے سے نہ بچ سکے گا۔ جب تو جانتا ہے کہ موت ہر حال میں آنی ہے۔ تو پھر گناہ نہ کر، گناہوں سے بچ گناہوں سے بچنے کی کوشش کر۔ کیونکہ موت وارد ہوتے ہی قبر میں جانا ہے قبر جہنم کے گڑھوں میں ایک گڑھا بھی ہو سکتا ہے جنتی باغوں میں سے باغ بھی ہو سکتا ہے اگر دنیوی زندگی میں اعمال صالح کیے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبر کو جنتی باغ بنا دیا جائے گا۔ اور اگر گناہوں کی گندگی سے کھیلتا رہا تو جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ثابت ہوگی اس جہنمی گڑھے سے نجات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ الکھ نہ لکھ یعنی گناہ نہ کر، گناہوں کی گندگی سے اپنے آپ کو دور کر، گناہوں سے پرہیز کرنا تیرے لیے جنتی باغ کے حصول کا سبب ہوگا اور قبر جہنم کا گڑھا بننے سے محفوظ ہوگی قبر سے ہر حال میں واسطہ پڑے گا۔

marfat.com
Marfat.com

قرآن مجید میں ہے کہ

اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (پ۲۵ حٰمٓ السجدۃ آخری آیت)

سنو وہ ہر چیز کو محیط ہے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ ہر شے کو محیط ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کے اعمال سے باخبر ہے کیونکہ وہ علیمٌ بذاتِ الصُّدُوْر ہے۔ وہ خبیر ہے وہ علیم ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کے ساتھ ہے ہر ایک کے کردار سے باخبر ہے واللہ مع الصابرین اس سے کوئی کچھ بھی پوشیدہ نہیں رکھ سکتا اگر کوئی کہے کہ میں اپنا کوئی امر اس سے چھپالوں گا تو یہ اس کی بھول اور بے خبری ہے۔ اور اللہ والوں کو اس لیے خوف اور غم کسی قسم کا نہیں ہوتا کما قال اللّٰہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوفٌ علیهم و لا هم یحزنون کیونکہ ان کا محبوب یعنی حق تعالیٰ کی معیت پہ انہیں یقین ہے کیونکہ حق تعالیٰ کا فرمان ذیشان ہے کہ میں تمہاری شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ اس لیے ہمیں گناہوں سے بچنا چاہیے۔

-----☆☆☆-----

سَرُوَر پنکھی ہیکڑو ، پھا ہیوال پچاس　　ایہہ تن لہریں گڈ تھیا ، سچے تیری آس

حل لغات:

★ سرور: تلاء، تالاب، جھیل، تالاب والا، تالاب سے مراد دنیا میں۔ ★ پنکھی: پنچھی، پرندہ مراد انسان۔ ★ ہیکڑو: (ہیک۔ڑو) ایک ہی، اکیلا، صرف ایک، تنہا۔ ★ پھا ہیوال: (پھاہی، وال) پھاہی والے، شکاری، پھانسنے والے، شکار کرنے والے۔ ★ پچاس: سو کا نصف۔ ★ ایہہ تن: یہ، جسم مراد بندہ۔ ★ لہریں: لہروں کے ساتھ، لہروں میں۔ ★ گڈ: گڈنا، بیجنا، کاشت کرنا، گاڑھنا، زمین میں دبادینا۔ ★ تھیا: ہوگیا۔ ★ گڈ تھیا: کاشت ہوگیا، دبادیا گیا، پھنس گیا۔ ★ سچے: مراد اللہ تعالیٰ، یا اللہ، اے اللہ تعالیٰ۔ ★ تیری آس: تیری امید، تیرا سہارا۔

ترجمہ:

جھیل یا تالاب یعنی دنیا میں پرندہ یعنی انسان تنہا ہے مگر اسے پھانسنے اور شکار کرنے والے شکاری پچاسوں ہیں۔ یہ پرندہ یعنی انسان تنہا ہی ان دنیوی لہروں میں پھنس گیا ہے۔ اس لیے اے سچے رب اب تو صرف تیرا ہی سہارا ہے۔

سرور پنکھی ہیکڑو، پھاهیوال پچاس

مطلب:

جھیل یا تالاب سے مراد دنیا ہے اور پرندہ سے مراد انسان ہے بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جھیل یا تالاب یعنی دنیا میں پرندہ یعنی انسان تنہا ہے۔ اتنی بڑی دنیا ہے کہ اس کی وسعتوں کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے اس میں پنچھی یعنی انسان اکیلا ہے۔ مگر اس کے مخالف، اس کے دشمن اسے روکنے والے یعنی خواہشات، لالچ، آرزوئیں، شیطان، شیطان صفت انسان وغیرہ جو انسان [illegible] ایک، دو نہیں بلکہ پچاسوں ہیں پچاسوں

marfat.com
Marfat.com

دینی، ایمانی اور جسمانی دشمنوں میں یہ نازک بدن انسان تنہا ہی ان دنیوی لہروں میں پھنس گیا ہے بظاہر ان سے جان بچانا مشکل نظر آرہا ہے۔ اس لیے اے میرے سچے رب اب تو صرف اور صرف تیری ہی آس رہ گئی ہے کہ تو مجھے ان دشمنوں سے نجات عطا فرمائے گا کیونکہ تو اللہ علی کل شیء قدیر ہے تو سب کچھ کرسکتا ہے تو سب سے بڑا ہے۔ اگر تو مجھے بچائے تو میں بچ سکتا ہوں پچاسوں دشمن مل کر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ انہیں منہ کی کھانی پڑے گی کیونکہ یا اللہ تو علی کل شیء قدیر ہے تیرے مقابل کوئی دوسرا علی کل شیء قدیر نہیں ہے اس لیے یہ میرے پچاسوں دشمن تیرا مقابلہ کیسے کرلیں گے۔ کوئی بھی تیرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی ایسا کرنے کی سعی لاحاصل کرے گا بھی تو منہ کی کھائے گا۔ نقصان اپنا ہی کرے گا۔ فلہٰذا تو ہی مجھے میرے دشمنوں سے محفوظ رکھ میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔

اللہ کی پناہ چاہنا:

قرآن مجید میں ہے کہ

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ (پ ۱۴، النحل آیت نمبر ۹۸)

تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔ (کنزالایمان)

صبح وشام کا وظیفہ:

حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل استغفار یہ ہے کہ تو کہے

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ

یا اللہ! تو میرا پروردگار ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں اور اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور وعدے پر ہوں تیری پناہ پکڑتا ہوں جو میں نے برائی کی اس سے تیرے لیے اقرار کرتا ہوں تیری نعمتوں کے سبب اور میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، مجھ کو بخش دے تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص ان کلمات کو یقین کے ساتھ دن میں پڑھے اور اسی دن میں شام سے پہلے مرجائے تو وہ جنتی ہے اگر رات کو اسی طرح پڑھے تو صبح سے پہلے مرجائے تو وہ جنتی ہے۔

(بخاری شریف مشکوٰۃ شریف باب الستغفار والتوبہ)

فائدہ:

اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑنے کا درس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ اس طرح صبح وشام پڑھا کیجئے پھر اس کی فضیلت بھی بیان فرمائی۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شام کرتے تو فرماتے۔

اَمْسَیْنَا وَاَمْسیٰ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وخَیْرِ وَمَا فِیْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا شَرِّمَا فِیْهَا

ہم شام میں داخل ہوئے اور اللہ کا ملک بھی شام میں داخل ہوا اللہ کے لیے تمام تعریفیں ہیں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یا اللہ! میں اس رات کی بھلائی مانگتا ہوں اور جو اس میں ہے اس رات کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو اس میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسْلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

یا اللہ! تیری پناہ چاہتا ہوں کاہلی سے بڑھاپے سے اور بڑھاپے کی برائی سے اور دنیا کے فتنہ سے۔

وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَیْضًا وَاَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تو اس طرح فرماتے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ

اور ایک روایت میں ہے کہ

رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ

(مشکوٰۃ شریف باب مایقول عند الصباح والمساء والمنام)

اے رب تیرے ساتھ دوزخ والے عذاب میں پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے۔

حدیث شریف:

حضرت حارث بن مسلم تمیمی سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت بیان فرماتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے آہستہ سے ان سے با[illegible] جب [illegible] مغرب [illegible] فارغ ہوتا [illegible] پہلے یہ کہہ

marfat.com

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار

یااللہ! مجھے آگ سے پناہ دے۔

اگر تو یہ سات بار کہے گا اور اگر تیری موت اسی رات میں آجائے گی تو آگ سے خلاصی پائے گا۔ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اسی طرح سات مرتبہ کہے اگر تیری موت اسی دن واقع ہوگی تو آگ سے خلاصی پائے گا۔

(مشکوٰۃ شریف باب ما یقول عند الصباح والمساء والمنام)

حدیث شریف:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو صبح اور شام کے وقت کبھی نہ چھوڑا تھا (یعنی روزانہ پڑھا کرتے تھے)۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ۔

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ۔

اَللّٰھُمَّ احْفِظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ یَعْنِی الْخَسْفَ (ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف)

یااللہ! میں آپ سے دنیا اور آخرت میں عافیت چاہتا ہوں۔

یااللہ! میں آپ سے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں دینی امور میں سلامتی اور دنیا کی اور اپنے اہل اور مال میں۔

یااللہ! میرے عیب چھپادے اور مجھے خوف کی اشیاء سے امن بخش۔

یااللہ! مجھے آگے پیچھے اور داہنے اور بائیں طرف اور اوپر سے محفوظ فرما۔ اور اس بات کی پناہ مانگتا ہوں تیری بڑائی کے ساتھ کہ میں اپنے نیچے سے ہلاک کیا جاؤں یعنی زمین دھنس جانے سے۔

فائدہ:

ان احادیث میں پناہ مانگنے اور اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ اعوذ باللہ شریف (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) ایک قسم کی طلب اجازت اور بمنزلہ دروازہ کھٹکھٹانے کے لیے ہے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان جلد اوّل، ص ۶)

صوفیانہ نکتہ:

اہل معرفت فرماتے ہیں کہ یہ کلمہ تقرب کے جویاں کا وسیلہ اور خائفین کی مضبوط رسی اور مجرمین کی مسرت گاہ اور ہالکین کا مرجع اور محبین کی فرحت ہے یعنی خالق کائنات نے فرمایا جملہ سورہ ... فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ میں ہوا ہے کی تعمیل

marfat.com
Marfat.com

ہے۔

ایھہ تن لھریں گڈتھیا، سچے تیری آس:

یہ تنہا انسان مختلف پچاسوں دشمنوں میں پھنسا ہوا ہے تنہا ہی ان دنیوی لہروں میں پھنسا ہوا ہے کوئی بھی سہارا نہیں۔ بلکہ ہر طرف سے دشمن حملہ آور ہو رہے ہیں۔ کبھی نفس لمّارہ حملہ آور ہوتا ہے جو کہ دنیا و آخرت میں نقصان پہنچانے کی کوشش میں ہے شیطان اپنے طور پر ورغلا کر حق تعالیٰ کے قرب سے دور کرنے کی سعی میں ہے۔ دنیوی دشمن اپنے سعی میں ہیں اپنے نادان دوست اپنی نادانی میں بظاہر ہمیں فائدہ پہنچانے کی سعی کرتے ہیں مگر حقیقتاً نقصان پہنچانے میں مصروف ہیں یا اللہ! ان سبھی سے نبرد آزما ہونا میرے بس میں نہیں اس لیے مجھے تو محض تیری ہی آس ہے کہ تو ہی میری مدد فرمائے۔ اگر تیری مدد شامل حال ہو جائے تو میرا بیڑا پار ہو جائے گا۔ میں کامیابی کی منازل طے کرتا چلا جاؤں گا اور مجھے اس لیے بھی آس ہے کہ۔

حدیث قدسی:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم جب تک تو مجھ سے مانگے گا اور مجھ سے ہی امید رکھے گا تو میں تجھے بخش دوں گا اور اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں اور تو مجھ سے بخشش مانگے تو میں تجھ کو بخش دوں گا اور میں اس کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اے ابن آدم! اگر تیری ملاقات اس حالت میں ہو کہ زمین کی پورائی کے برابر خطائیں ہوں تو نے شرک نہ کیا ہو تو میں بھری زمین بخشش لے کر تجھ سے ملوں گا۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے مجھے بخشنے پر قادر جانا تو میں اس کے گناہ بخش دیتا ہوں اور اس کے گناہوں کی مجھے پرواہ نہیں جب تک کہ وہ شرک نہ کرے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ)

(۳) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو تم گمراہ ہو مگر جسے میں ہدایت کروں (وہ گمراہ نہیں اس لیے تم) مجھ سے ہدایت مانگو (تاکہ) میں تجھے ہدایت عطا کروں۔ تم سب محتاج ہو مگر جسے میں دولت مند کروں (وہ اللہ کے سوا کسی کا محتاج نہیں) مجھ سے روزی طلب کرو میں تجھے روزی عطا کروں۔ تم سب گنہگار ہو مگر جسے میں نے بخشا (وہ گنہگار نہیں رہتا) جو شخص یہ یقین رکھے کہ میں بخشنے پر قادر ہوں پھر مجھ سے بخشش طلب کرے میں اسے بخش دوں گا۔ اور میں اس کی پرواہ نہیں کرتا تمہارے پہلے اور پچھلے، تمہارے زندہ اور مردہ تمہارے تر اور خشک سب جمع ہو جائیں۔ میرے بندوں میں سے بڑے متقی کے دل پر ان کا جمع ہونا میرے ملک میں میرے لیے نفع مند ثابت نہ ہو گا۔ اگر اگلے پچھلے زندہ مردہ، تر خشک بد بخت دل پر جمع ہو جائیں تو یہ میرے ملک میں کمی کا سبب نہ بن سکے گا اگر اگلے پچھلے، مردہ زندہ، تر و خشک سب جمع ہو کر ہر ایک اپنی آرزو طلب کرے ہر مانگنے والے کو اس کی خواہش کے مطابق دے دوں یہ میرے ملک میں کمی کا سبب نہ بن سکے گا مگر ایک تمہارے کا دریا سے گزر ہوا اور اس نے سوئی اس میں ڈالی جتنا اس نے پانی رکھا تمہاری حاجتوں کو پورا کرنا اس وجہ سے ہے کہ میں بہت سخی ہوں اور بہت دینے والا ہوں جو [illegible] میرا [illegible] عذاب کہہ دینا ہے کسی چیز کے متعلق

marfat.com
Marfat.com

میرا امر یہ ہے کہ جب میں اس کا ہونا چاہتا ہوں تو (صرف) کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔

(ترمذی شریف ابن ماجہ شریف مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار روالتوبہ)

فائدہ:

اس لیے یا اللہ! مجھے تو محض تیری ہی آس ہے تو ہی مہربانی فرمادے تا کہ میں ان پچاسوں دشمنوں سے نجات حاصل کرسکوں اور تیرے قرب کا مستحق ہو جاؤں آمین۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وّ فی الاخرۃ حسنۃ وّقنا عذاب النار

----☆☆☆-----

کون سو اکھر ، کون گن ، کون سو منیا منت　　　　کون سو ویسو ہون کری جت وس آوے کنت

حل لغات:

* کون سو: کونسا خوبصورت۔ * اکھر: حرف۔ * کون: کونسا، کونسی۔ * گن: خوبی، وصف۔ * منیا منت: مانا ہوا منتر، اسم اعظم۔ * سو: خوبصورت، ودھیا، بہترین۔ * ویسو: لباس، بھیس۔ * ھون: میں۔ * ہون کری: میں کروں میں پہنوں۔ * جت: جس سے۔ * وس آوے: قابو میں آئے، اختیار میں آئے۔ * کنت: (اصل میں کنتھ ہے) مالک، محبوب، شوہر۔

ترجمہ:

وہ کونسا خوبصورت لفظ ہے، ایسی کون سی خوبی ہے ایسا کون سا مجرب منتر یا عمل ہے۔ یا ایسا لباس کونسا ہے یا ایسا کون سا بھیس ہے کہ جس سے میرا محبوب میرا بن جائے۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے سلسلے میں بیان فرماتے ہیں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمیں محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہیے ہمیں ایسے امور سرانجام دینے چاہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کیا جائے اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیے آپ بیان فرماتے ہیں کہ ایسا کون سا خوبصورت حرف ہے۔ کہ جس کا میں ورد کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ یا ایسی کون سی صفتیں ہیں کہ جنہیں اپنا لیا جائے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ ایسا کون سا ورد وظیفہ ہے کہ جس پہ عمل کرلیا جائے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ ایسا کونسا بھیس یا لباس ہے کہ جسے اختیار کرلیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے۔ گویا آپ نے فرمایا ہے کہ اے انسان تیری زندگی کا اوّل و آخر مقصد محض خالق کائنات کی رضا ہونا چاہیے۔ تیری زبان بھی ایسی چیز کی تلاش میں رہنی چاہیے کہ ایسے کلمات اس زبان سے ادا کیے جائیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہوں ان کے علاوہ بقیہ کلمات، گفتگو وغیرہ سے اس زبان کو محفوظ کرنا چاہیے [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] سبب بن سکتی ہے۔ اسی طرح ہر وہ

marfat.com
Marfat.com

عمل اختیار کرنا چاہیے کہ جس سے حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو بقیہ تمام اعمال سے اپنے جسم کو آلودہ نہیں ہونے دینا چاہیے کیونکہ وہ تو خالق ومالک کی ناراضگی کا سبب بن سکتے ہیں۔

کون سوا کھر، کون گن، کون سو منیامنت:

وہ کونسا خوبصورت لفظ، خوبی اور بہترین مجرب عمل ہے۔ جس سے محبوب راضی ہو جائے۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ ہر وہ لفظ خوبصورت ہے جو محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب بن جائے اور بہترین ومجرب ترین عمل کہ جس سے خالق کائنات راضی ہو جائے وہ کونسا ہے؟ وہی لفظ خوبصورت ہے۔ اور بات چیت پسندیدہ ہے۔ کلام بہترین ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کا سبب ہے اور وہ ہے کلام خداوندی یعنی قرآن مجید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس کلام پہ مبنی کلمات اور ذکر اللہ پہ مبنی کلمات اور درود وسلام علیٰ سید المرسلین پہ مبنی کلمات ہر وہ لفظ خوبصورت، بہترین اور مجرب عمل اور وظیفہ پہ مبنی ہے جس کی ادائیگی میں حق تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو وہ خواہ ذکر اللہ پہ مبنی ہو، قرآن مجید ہو یا دیگر اذکار و ادعیاء پہ مبنی ہو۔ یا درود وسلام پہ مبنی ہو۔ مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پہ مبنی ہوں یا درود وسلام پہ مبنی۔

فضائل ھی فضائل:

قرآن مجید کی تلاوت احادیث مقدسہ کی دعوت وتبلیغ، فضائل درود وسلام۔ دعوت وتبلیغ کی فضیلت ذکر اللہ کی فضیلت۔ وغیرہ مفصل فضائل کے لیے تو کتب احادیث وفضائل اعمال پہ مبنی کتب کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا اس سلسلے میں فیضان سنت کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔ تبرکاً چند احادیث کا مطالعہ فرمائیے۔

فضیلت تلاوت قرآن مجید:

قرآن مجید پڑھنا بڑا فضیلت والا عمل ہے ایک ایک حرف تلاوت کرنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں دس گناہ دور ہوتے ہیں دس درجات بلند ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب فضائل القرآن)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اپنے گھروں کو مقبرے نہ بناؤ جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان بھاگتا ہے۔
(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف فضائل القرآن)

(۳) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پڑھو وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفاعت کرنے والا ہوگا، چمکتی ہوئی دو سورتیں پڑھو سورۃ بقرہ اور آل عمران یہ دونوں (سورتیں) قیامت کے دن بادل ہوں گی یا دونوں سایہ کرنے والی ہیں پرندوں کی صفت باندھی ہوئی دو ٹکڑیاں ہیں اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ سورۃ بقرہ پڑھو اس پر عمل کرنا برکت ہے اور اسے چھوڑنا حسرت ہے اور باطل لوگ اس پر عمل کرنے کی قوت نہیں رکھتے۔ (مسلم شریف)

marfat.com
Marfat.com

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میں قل ھو اللہ احد (سورت) کو دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تیری اس سورت سے دوستی تجھے جنت میں داخل کرے گی۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب قرآن (قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کو) کہا جائے گا قرآن پڑھ اور (بہشت کے درجوں پہ) چڑھ۔ جس طرح تو دنیا میں (قرآن مجید) ٹھہر ٹھہر کر (اور خوب بہترین طریقے سے) پڑھا کرتا تھا۔ تیرا مقام آخری آیت پر ہے جو تُو تلاوت کرے گا۔

(ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، مشکوٰۃ شریف)

ذکر اللہ کے فضائل:

(۱) اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَفْضَلُ الدُّعَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

(۲) حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دونوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی قوم ذکر کے لیے نہیں بیٹھتی مگر انہیں فرشتے گھیر لیتے ہیں اور انہیں (اللہ تعالیٰ کی) رحمت ڈھانک لیتی ہے ان پر سکینہ اترتی ہے اللہ تعالیٰ اُن کا ذکر ان فرشتوں میں فرماتا ہے جو اس کے قریب ہیں۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم بہشت کے باغ میں سے گزرو تو اس کے میوہ سے کھاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی بہشت کے باغ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا ذکر کے حلقے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ)

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان ابن آدم کے دل پر لگا ہوا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ دور ہو جاتا ہے جب غافل ہو جاتا ہے تو وسوسہ ڈالتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ)

(۵) حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اسلام کے احکام مجھ پر بہت ہیں آپ مجھے کسی ایسی بات کی خبر دیجئے جس پہ میں بھروسہ کرسکوں آپ نے فرمایا تیری زبان خدا کی یاد سے ہمیشہ تر رہے۔ (ابن ماجہ شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

امربالمعروف ونھی عن المنکر کی فضیلت:

(۱) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کی کلام اس پر وبال ہے مگر اس کا نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ، ابن ماجہ شریف)

(۲) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ فرماتے تھے کوئی شخص کسی ایسی قوم میں نہیں ہوتا جس میں گناہ کیے جاتے ہیں وہ قدرت رکھتے ہیں کہ اس سے روکیں پھر وہ روکتے نہیں مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا کرے گا (ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف باب امر بالمعروف)

marfat.com
Marfat.com

(۴) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے نیکی اور بدی قیامت کے دن لوگوں کے لیے کھڑی کی جائیں گی نیکی، نیکی کرنے والے کو خوشخبری دے گی اور بھلائی کا وعدہ دے گی اور برائی برائی کرنے والے کو کہے گی دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ اور وہ طاقت نہیں رکھیں گے مگر ساتھ چمٹ جانے کی۔ (مشکوٰۃ شریف باب امر بالمعروف)

فضائل صلوٰۃ وسلام:

قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہ وَملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلوا تسلیما۔

فائدہ:

کوئی اور ایسا کام نہیں جس کے متعلق فرمان ربانی ہوا ہو کہ اے ایمان والو! میں فلاں کام کرتا ہوں میرے فرشتے بھی یہ کام کرتے ہیں اور اے ایمان والوں تم بھی یہ کام کرو صرف درود وسلام ہی ایسا کام ہے جس کے متعلق حق تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیجتے ہیں (اس لیے) اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود شریف بھیجو اور سلام بھی جیسے سلام بھیجنے کا حق ہے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی درود بھیجے گا مجھ پر ایک بار اس پہ اللہ تعالیٰ دس بار رحمت بھیجے گا۔

(۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے بہت قریب وہ لوگ ہوں گے جو ان کے اکثر درود پڑھنے والے ہوں گے۔

(ترمذی شریف مشکوٰۃ شریف باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ وفضلھا)

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخت بخیل وہ ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا پھر مجھ پر درود شریف نہ بھیجا۔ (مشکوٰۃ شریف باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ وفضلھا)

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی میری قبر پر درود بھیجے میں اسے سنتا ہوں اور جو دور سے بھیجے پہنچایا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

درود شریف کے فوائد:

سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا، تمام اوقات میں بہت اہم ہے اس شخص کے لیے جو زمین و آسمان کے مالک کا قرب چاہے اور بے شک وہ اسرار وفتوحات حاصل کرے گا اس کی باطنی کدورتیں ڈھل جائیں گی اور اس کی تاکید کرنی چاہیے ابتدائی طالبوں کو ارادت مندوں کو، راہ نوردوں کو اور اس کی احتیاج میں طالب، سالک، مرید اور صاحب قرب سب برابر ہیں پس یہ (درود شریف طالب کی تربیت کرتا ہے اور عارف لوگوں [illegible] کہ یہ طالب کی راہ سلوک میں

marfat.com
Marfat.com

مدد کرتا ہے اور مرید کے شکوک رفع کرتا ہے اور عارف سے کہتا ہے یہ ہے تو اور تیرا رب اور یہ (درود شریف) طالب کی قوت میں اضافہ کرتا ہے مرید کو با کرامت کرتا ہے۔ اور مقام ہیبت میں عارف کو سہارا دیتا ہے طالب کو اٹھاتا ہے، مرید کو کامل اور عارف کو رنگین کرتا ہے اور طالب کے دل میں اعمال صالحہ کی محبت ڈال دیتا ہے مرید کو احوال عطا کرتا ہے اور عارف کو مردانِ راہ کے مقامات پر ثابت رکھتا ہے۔ طالب اس سے روشنی لیتا ہے۔ مرید اس کی عبارت پر مگن رہتا ہے اور عارف کا کام اشاروں میں کر دیتا ہے اس سے طالب کا یقین قوی ہوتا ہے۔ مرید کا ایمان بڑھتا ہے اور اس سے عارف کے مشاہدے میں ترقی ہوتی ہے۔ یہ طالب کو ثابت کرتا ہے مرید کو خوبصورت کرتا ہے اور عارف کی مدد کرتا ہے۔ یہ طالب کے لیے راہیں کھولتا ہے اور مرید پر فیضان نور کرتا ہے اور عارف کی بوقتِ ملاقات مدد کرتا ہے۔ اس سے طالب کے انوار بڑھتے ہیں اور مرید پر اس سے اسرار کھلتے ہیں اور عارف کے اس سے رات دن مساوی ہو جاتے ہیں۔ اعمال صالحہ محبت کرنے لگتے ہیں، مرید کے احوال درست ہوتے ہیں اور عارف کی بوقت وصال مدد کرتا ہے۔ اس سے طالب کا شوق بڑھتا ہے اور مرید اس سے نرم خو ہوتا ہے۔ اور عارف اس کے سبب تحقیق کرتا ہے طالب اس سے مسرت حاصل کرتا ہے۔ مرید کو نیچے گرنے سے بچاتا ہے۔ اور عارف اس کے ذریعے چٹائی پر بیٹھ کر ادب حاصل کرتا ہے اس کے ذریعے انوار حاصل ہوتے ہیں مرید کے اس سے پردے کھلتے ہیں اور عارف کو لازمی طور پر مجبور کرتا ہے اور اس کے لیے غیر اللہ کے ساتھ کوئی قرار نہیں ہوتا۔ طالب کو نیند کی حالت میں شوق عطا کرتا ہے اور مرید کو کرامات دیتا ہے اور عارف کے مقامات میں انقلاب لاتا ہے۔ طالب کے ثبوت میں تائید کرتا ہے۔ مرید کو ملکوت غیب پر مطلع کرتا ہے اور عارف کو جبروت کے۔ طالب کو شوق دیدار عطا کرتا ہے، مرید کو ملاقات کی دعوت دیتا ہے اور عارف کو مزید پختگی عطا کرتا ہے یہ ہے بعض عارفین کا کلام جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی فضیلت و ترغیب میں بصورتِ نثر نقل ہوا ہے۔ (خلاصہ سعادت الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین اردو ترجمہ جلد اوّل، ص ۳۷۵ تا ۳۷۷)

حیاتِ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم:

درج بالا حدیث مبارکہ اور اس جیسی دیگر احادیث سے محبوب کریم مدنی تاجدار، محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد الوصال واضح ہے حضرت علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ

"ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لیے زندہ ہیں کیونکہ رات دن کوئی نہ کوئی سرکار پر درود و سلام بھیجتا ہی رہتا ہے اور ہر ایک کا جواب دینے کے لیے الگ الگ زندہ ہونا محال عادی ہے پس ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ سرکار ابد قرار علیہ السلام زندہ ہیں اور آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ کے جسم اقدس کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ (سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین اردو ترجمہ جلد اوّل، ص ۴۸۳، ۴۸۲)

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرا درود کسی کتاب میں لکھا تو فرشتے اس پر اس وقت تک درود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب پر لکھا رہے گا۔ (دلائل الخیرات شریف)

(۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعۃ المبارک کے دن مجھ پر سو بار درود بھیجتا ہے تو اس کی اسی سال کی خطائیں بخشی جاتی ہیں۔ (دلائل الخیرات)

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ... صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے والے کے

marfat.com
Marfat.com

لیے پل صراط پر نور ہوگا اور جو پل صراط پر نور والا ہوگا وہ دوزخیوں میں سے نہیں ہوگا۔

(دلائل الخیرات مترجم، ص ۳۱، ترجمہ از فیض ملت شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ)

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر درود بھیجتا ہے میری تعظیم کا حق ادا کرنے کے ارادہ پر تو اس سے اللہ عزوجل پیدا فرمائے گا ایک ایسا فرشتہ جس کا ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں اور اس کے دونوں پاؤں نیچے والی ساتویں زمین میں گڑے ہوئے ہیں۔ اور اس کی گردن عرش کے نیچے لپٹی ہوئی اللہ عزوجل اس سے فرماتا ہے کہ پڑھ میرے بندے پر کہ جس طرح اس نے درود شریف میرے نبی پر پڑھا ہے۔ پس وہ فرشتہ اس بندے پر تا قیامت درود پڑھتا رہے گا۔ (دلائل الخیرات مترجم ص ۳۳۔۳۴)

(۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر کوئی حاجت مشکل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ مجھ پر درود پڑھنے کی کثرت کرے۔ کیونکہ درود شریف تمام پریشانیاں، افکار، غم اور جملہ تکالیف کو دفع کرتا ہے۔ اور رزق بڑھاتا ہے۔ اور تمام حاجتیں پوری کرتا ہے۔

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ کیا آپ جانتے ہیں انہیں جو آپ درود بھیجتے ہیں جو آپ سے غائب ہیں اور جو آپ کے بعد آئیں گے آپ کے نزدیک ان دو گروہوں کا حال کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں محبت والوں کا درود خود سنتا ہوں اور میں انہیں پہچانتا ہوں۔ ان کے علاوہ اور لوگوں کا درود پیش کیا جاتا ہے۔

(دلائل الخیرات باب فضائل الصلوٰۃ، ص ۴۹)

فائدہ:

درود شریف و فضائل درود شریف یہ بہترین کتاب دلائل الخیرات ہے۔ مزید فضائل درود کے لیے حضرت علامہ فیض ملت قبلہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کے ترجمہ والی دلائل الخیرات ملاحظہ فرمائیں۔

علاوہ ازیں میٹھی میٹھی قرآن و سنت اور مذہب اسلام کی وضاحت پہ مبنی گفتگو، حق کی تائید کے لیے کی جانے والی گفتگو، فضائل اعمال پہ مبنی الفاظ والدین اور دیگر بزرگوں کے ادب پہ مبنی گفتگو، جھوٹ سے پرہیز، سچ بولنا وغیرہ لاتعداد ایسے موضوعات ہیں جن کے فضائل اس کی شرح کے طور پر بیان کیے جاسکتے ہیں محض تبرکاً چند احادیث عرض کی ہیں۔

کون سو ویسو ہون کری، جت وس آوے کنت:

ایسا کون سا ویس، بھیس یا لباس یا اندازِ زندگی ہے جسے اپنانے سے محبوب میرا بن جائے محبوب حقیقی راضی ہو جائے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت سے آشنائی کا سامان بہم پہنچایا ہے کہ غیر محسوس طریقے سے سمجھایا ہے کہ وہ بھیس ہے جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے میسر آئے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لیے رسول [illegible] بہترین نمونہ [illegible]

marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض اور اس کے مراتب سے دنیا کو آگاہ فرمایا گیا ہے کہ

یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ

یہ رسول قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔

جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اس نے بڑی مراد کو پالیا۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

جس نے رسول کی اطاعت کی اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔

وَجَعَلْنَا هُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ۔

ہم نے انبیاء کو ہدایت کا امام بنایا ہے وہ ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے ہیں اگر اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تجھے محبوب بنالے گا۔

احادیث:

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حمد وثنا کے بعد بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور بہترین راہ (حضرت) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور بدترین وہ چیز ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

فائدہ:

مُحْدَثٌ کے معنی ہیں جدید اور نو پید چیز یہاں وہ عقائد یا برے اعمال مراد ہیں جو حضور کی وفات کے بعد دین میں پیدا کیے جائیں بدعت کے لغوی معنی ہیں نئی چیز۔ رب فرماتا ہے اَللّٰهُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اصطلاح میں اس کے تین معنے ہیں۔ (۱) نئے عقیدے اسے بدعت اعتقادی کہتے ہیں (۲) وہ نئے اعمال جو قرآن وحدیث کے خلاف ہوں اور حضور کے بعد ایجاد ہوں (۳) ہر نیا عمل جو حضور کے بعد ایجاد ہوا ہو پہلے دو معنے سے ہر بدعت بری ہے کوئی اچھی نہیں۔ تیسرے معنی کے لحاظ سے بعض بدعتیں اچھی ہیں بعض بری۔ یہاں بدعت کے پہلے معنی مراد ہیں یعنی برے عقیدے کیونکہ حضور نے اسے ضلالت یعنی گمراہی فرمایا ہے گمراہی عقیدے سے ہوتی ہے عمل سے نہیں بے نماز گنہگار ہے گمراہ نہیں اور رب کو جھوٹا یا حضور کو اپنی مثل بشر سمجھنا بد عقیدگی اور گمراہی ہے اور اگر دوسرے معنی مراد ہوں تب بھی یہ حدیث اپنے اطلاق پر ہے کسی قید لگانے کی ضرورت نہیں اور اگر تیسرے معنی مراد ہوں یعنی نیا کام تو یہ حدیث عام مخصوص البعض ہے کیونکہ یہ بدعت دو قسم کی ہے بدعت حسنہ اور سیئہ یہاں بدعت سیئہ مراد ہے بدعت حسنہ کے لیے کتاب العلم (مشکوٰۃ شریف) کی وہ حدیث ہے جو آگے آرہی ہے مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً

marfat.com
Marfat.com

الحدیث یعنی جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے وہ بڑے ثواب کا طریقہ ہے بدعت حسنہ کبھی جائز کبھی واجب کبھی فرض ہوتی ہے اس کی نہایت نفیس تحقیق اسی جگہ (اسی حدیث کی شرح میں) مرقاۃ اور اشعۃ اللمعات میں دیکھو نیز شامی اور ہماری (حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ) کتاب جاء الحق میں بھی ملاحظہ کرو۔ بعض لوگ اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جو کام حضور کے بعد ایجاد ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی مگر یہ معنی بالکل فاسد ہیں کیونکہ تمام چیزیں چھ کلمے، قرآن شریف کے ۳۰ پارے، علم حدیث اور حدیث کی اقسام اور کتب، شریعت و طریقت کے چار سلسلے حنفی شافعی، قادری چشتی وغیرہ۔ زبان سے نماز کی نیت، ہوائی جہاز کے ذریعہ حج کا سفر اور جدید سائنسی ہتھیاروں سے جہاد وغیرہ اور دنیا کی تمام چیزیں پلاؤ، زردے، ڈاکخانہ، ریلوے وغیرہ سب بدعتیں ہیں جو حضور کے بعد ایجاد ہوئیں حرام ہونی چاہیں حالانکہ انہیں کوئی حرام نہیں کہتا۔ (مراۃ ج ۱، ص ۱۴۷۔۱۴۶)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میری سب امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے قبول نہ کیا۔ عرض کیا گیا کہ کس نے قبول نہ کیا؟
فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی پس اس نے قبول نہ کیا۔

(بخاری شریف، مشکوۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہو جو میں لایا ہوں۔ (مشکوۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت کے ساتھ دلیل پکڑی میری امت کے بگڑنے کے وقت اس کے لیے سو شہید کا ثواب ہے۔ (مشکوۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس نے اللہ کی کتاب سیکھی پھر اس میں جو ہے اس کی پیروی کی اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں گمراہی سے ہدایت دے گا اور قیامت کے دن برے حساب سے بچائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ کی کتاب کی پیروی کی دنیا میں نہ گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں بدبخت ہوگا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی جس نے میری ہدایت کی پیروی کی نہ گمراہ ہوگا اور نہ بدبخت۔

(مشکوۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

خلاصہ شرح:

اس شلوک میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے غیر محسوس طریقے سے سمجھایا ہے بلکہ دماغ اور ذہنوں کو جھنجوڑا ہے کہ ذرا سوچو تو سہی دنیاوی مشاغل میں مصروف ہو کر جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، لوگوں کو گناہوں کی طرف متوجہ کرنا۔ بدزبانی اور گالی گلوچ کرنا، من گھڑت اور جھوٹ پہ مبنی لطائف سننا سنانا وغیرہ کیا ایسے برے کلام اچھے ہیں؟ کیا ایسے کام اللہ کو راضی کرنے والے ہیں؟ یا اللہ کا کلام، درود و سلام نیکی کی تبلیغ وغیرہ اچھے امور ہیں کہ جن سے محبوب راضی ہوتا ہے۔ اسی طرح عام لوگوں بالخصوص کفار کی اداؤں کو اپنانا، شیطانی روش اختیار کرنا محبوب حقیقی کو راضی کرنے کا سبب ہے یا مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کی اطاعت اللہ کو راضی کرنے کا سبب ہے صاف ظاہر ہے کہ شیطانی امور، شیطانی اطاعت اور گندی گفتگو خسارے کا سبب اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور قرآن و سنت کے مطابق زندگی

marfat.com
Marfat.com

گزارنا محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

-----☆☆☆-----

نِوَن سَن اُکھر ، کھِوَن گُن جِیبھا منیامنت
اِیہہ ترَے بھینے ویس کر ، تاں وَس آوِی کنت

نوٹ: بعض کتب میں پہلا مصرعہ نون س اکھر ،کھون گن جیبھا منی آمنت آیا ہے۔

حل لغات:

★ نون: نیواں یعنی نیچا، پست، تواضع، عاجزی۔ ★ س اکھر: حرف میں سوھنا۔ ★ کھون: (کھے ون) خاک جیسا، بھی خاک ،نرمی ،حلیمی ، بردباری۔ ★ گن: خوبی۔ ★ جیبھا: جیبھ یعنی زبان۔ ★ منیامنت: زبان کا مانا ہوا منتر، جادو، زبان کی مٹھاس اور حلیمی ہے۔ ★ بھینے: اے بہن۔ ★ ایہہ: یہ۔ ★ ترے: تین۔ ★ ویس کر: لباس اختیار کر۔ ★ تاں: تو پھر۔ ★ آوی: تیرے ہاتھ آئے۔ ★ وس آوی: تیرا ہو جائے، تیرے قبضے میں آجائے، تیرے کنٹرول میں آجائے۔ ★ کنت: شوہر، محبوب، رب، مالک۔

عاجزی کا حرف خوبی، نرم گفتاری، دھیمی گفتار زبان کا تسلیم کیا ہوا میٹھا بول چاہیے۔ اے بہن، تو ان تینوں کو اپنا لے پھر تیرا محبوب تجھ سے محبت کرے گا۔

مطلب:

محبوب حقیقی سے حقیقی محبت تب ہی ہوگی اگر تجھ میں عاجزی پیدا ہو جائے۔ محبوب کو اپنا بنانے کے لیے اور محبوب حقیقی کی رضا حاصل کرنے کے لیے زبان پہ عاجزی کا رنگ چاہیے۔ علاوہ ازیں جو گن مطلوب ہیں ان میں سے ایک گن یہ بھی ہے کہ دوسروں کی خطائیں معاف کر دی جائیں۔ میٹھا بول ایک جادو ہے اس کی تاثیر بھی مانتے ہیں عاجزی، دوسروں کو خطائیں معاف کرنا اور میٹھے بول کا منتر، اے بہن یہ تین صفتیں ایسی ہیں کہ اگر تو ان کو اپنا لے تو پھر تیرا محبوب تجھ سے راضی ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ تینوں صفتیں آپس میں بہنوں کی مانند ہیں۔ اس لیے ان تینوں صفتوں کو ہی اپنا لے تا کہ تجھے محبوب حقیقی کا قرب اور اس کی محبت تجھے حاصل ہو سکے۔

عاجزی:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ عاجزی کی فضیلت بیان کی ہے کہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ اگر تو حق تعالیٰ سے قرب اور حق تعالیٰ کی محبت میں یگانہ اور کامیاب ہونا چاہتا ہے تو عاجزی کی صفت اپنا لے۔ کیونکہ عاجزی ایک ایسی صفت ہے کہ جس کی وجہ سے بندہ حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ زبان سے عاجزی اختیار کر، دوست احباب، موافق مخالف کے سامنے بڑے بول نہ بول بلکہ نرم گفتاری کی صفت اپنا یہ تجھے سربلند کر دے گی۔ حق تعالیٰ کے قرب کے اسباب پیدا کر دے گی۔ اور اگر اکھڑ مزاجی کی تو اس کے ذریعے تو مخالف تو رہے مخالف اپنوں کو بھی اپنا مخالف بنا لے گا تو تیرے لیے نقصان کا سبب ہوگا اس لیے اکھڑ پن، سخت گیری وغیرہ کو ترک کر دے تا کہ اپنے ... پھر تیرے ساتھ محبت کرے۔ دیکھ جو

marfat.com
Marfat.com

لوگ بیر کے درخت کو ڈھیلے مارتے ہیں تو اس کے بدلے بیر کا درخت ڈھیلے نہیں مارتا بلکہ نرم مزاجی اختیار کرتا ہے۔ وہ ان کی طرف بیر پھینک دیتا ہے اپنے جگر کے ٹکڑے پھینکتا ہے اور ہمیں درس دیتا ہے کہ اللہ والے کم از کم اس طرح اختیار کر لے اس طرح کرنے سے بڑے تو بڑے چھوٹے بچے بھی دیکھ کتنے شوق سے آتے ہیں بیر کے درخت کی طرف۔ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ بیری کے درخت کے ساتھ اگر بد سلوکی بھی کی گئی تو پھر بھی وہاں سے بیر ملیں گے۔ پھر دیکھیے بیر کا درخت جب پھل لگتا ہے تو جھک جاتا ہے اکڑ نہیں جاتا، سر بلندی کا دعویدار نہیں ہوتا اگر اکڑ خاں بن جائے، سر بلندی اختیار کرے تو پھل نہیں لگتا، پھل پکتا نہیں بلکہ گر جاتا ہے۔ پس واضح ہوا کہ اگر حق تعالیٰ سے نوازے جانے کو پسند کرتا ہے تو عاجزی اختیار کر۔ کیونکہ عجز سر بلندی، سرفرازی اور نوازے جانے کا سبب ہے اپنے تو اپنے، موافق تو موافق دشمن اور مخالف بھی دوست بن جاتے ہیں۔

عاجزی کی فضیلت:

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝

تم بہتر طریقے پر مدافعت کرو تا کہ وہ شخص جس کے ساتھ تمہاری عداوت ہے جلد ایک گہرے دوست کی طرح بن جائے۔

فائدہ:

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھگڑا ترک کر دیا (بلکہ نرم مزاجی اختیار کی) ایسی حالت میں کہ کوئی باطل پر ہے تو اس کے لیے جنت کے کنارے پر ایک گھر بنایا جائے گا اور اگر ایسے شخص نے جھگڑا ترک کر دیا کہ وہ حق پر ہے تو اس شخص کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا اور جس کے اخلاق بھی اچھے ہیں تو ایسے شخص کے لیے بہت بلندی پر وہ مکان بنایا جائے گا۔ (عوارف المعارف اردو ترجمہ، ص ۴۱۹)

حدیث شریف:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مہربان ہے اور مہربانی کو ہی پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ نرمی پر عطا فرماتا ہے وہ سختی پر عطا نہیں فرماتا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ دوم، ص ۲۹۸)

فائدہ:

عاجزی اختیار کرنی چاہیے عاجزی کے بے شمار فوائد ہیں۔ اللہ تعالیٰ عاجزی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خطائیں معاف کرنا:

اس شلوک میں عاجزی کے بعد خطائیں معاف کرنے کی بھی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ خطائیں معاف کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب طریقہ ہے۔ کتنے ایسے لوگ آئے جن کی خطائیں محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرمائیں تو وہ ایسے گرویدہ ہوئے کہ حیات آپ کے عاشق زار بن گئے آپ پہ ہمہ وقت جانیں نچھاور کرنے کے لیے تیار رہے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو دیکھیے۔ بلکہ جن لوگوں کو آپ نے معاف فرمایا ان میں سے اکثر مومن ہوئے۔ بڑھیا جو روزانہ آپ پر کوڑا کرکٹ پھینکتی ... لے گئے تو وہ مسلمان ہو گئی۔ حضرت علامہ

marfat.com
Marfat.com

صاحبزادہ سید شبیر حسین شاہ صاحب حافظ آبادی مدظلہ العالی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

ملاقات حبیب ساڈی عید ہو گئی
ساڈا حج اکبری تیری دید ہو گئی
تیرا اچا اے ناواں نالے نیں پر چھاواں
تیریاں تک کے اداواں میں مرید ہو گئی

میٹھے بول میں واقعی ایسی تاثیر ہے کہ بندہ محسوس کر کے حیران رہ جاتا ہے مخالف بھی موافق بن جاتے ہیں، دشمنوں کو رام کرنے کی چابی ہے۔ انجانوں میں آشنائی کی طرف رغبت پیدا کرتا ہے۔ دشمن دوست بن جاتے ہیں بیگانے اپنے بن جاتے ہیں۔ درویش کے لیے یہ تینوں صفات ہی ضروری ہیں اس لیے درویش کو یہ تینوں صفات اپنانی چاہئیں۔ پھر تیرا محبوب تجھ سے محبت کرے گا اور پھر یہ محبت انشاء اللہ لازوال ہوگی۔ دنیا و قبر و حشر میں بھی کام آئے گی۔

-----☆☆☆-----

مت ہوندی ہوئے ایانا تان ہوندے ہوئے نتانا ان ہوندے آپ ونڈائے کوئی ایسا بھگت سدائے

حل لغات:

★ مت: عقل، سمجھ۔ ★ ہوندی: ہوتے ہوئے۔ ★ ہوئے: ہوئے، ہوا۔ ★ ایانا: بھولا بھالا بچہ، معصوم، ناسمجھ۔ ★ تان: طاقت۔ ★ نتانا: کمزور، بے طاقت۔ ★ ان ہوندے: کوئی چیز پاس نہ ہوتے ہوئے ہونے کے باوجود۔ ★ آپ ونڈائے: خود ہی بانٹ کر کھائے۔ ★ کو: کوئی۔ ★ بھگت: درویش، اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے والا، اللہ کا پیارا۔ ★ ایسا: اس جیسا ایسی صفتوں والا۔ ★ سدائے: کہلوائے۔

علم و عقل ہونے کے باوجود اپنے علم و عرفان کو دوسرے لوگوں کے مدمقابل کچھ نہ جاننے کے مترادف سمجھنا طاقت ہونے کے باوجود اپنے آپ کے لیے کمزوری کا اظہار، اگر کچھ حاصل ہو جائے تو فی سبیل اللہ تقسیم کر دے کوئی ایسا ہو جو اپنے آپ کو درویش سدائے کیونکہ درویش کی یہ صفات ہیں۔ یعنی جس شخص میں یہ صفات نہیں پائی جاتیں وہ درویش کہلانے کے لائق نہیں۔

مطلب:

علم و عقل کے باوجود اپنے آپ کو انجان سمجھنا، یہ نہیں کہ محض جھوٹ کے اظہار کے طور پر اور نہ ہی تکیہ کے طور پر جیسا کہ اہل تشیع کا طریقہ کار ہے یا بعض عام لوگوں کا بھی یہی طریقہ کار رہتا ہے کہ مدمقابل کے سامنے بھیگی بلی بن جانا مگر جونہی داؤ چلے شیر بن کر دھاڑنا بلکہ محض عاجزی کے طور پر جیسے اکثر بزرگان دین اور علمائے کرام کا طریق کار ہوتا ہے کہ وہ علم و عرفان کے انتہائی بلند مقام رکھتے ہیں مگر اس کے باوجود جب وہ اپنی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں تو کچھ بھی نہیں، میرے علم کی تو حقیقت ہی کوئی نہیں، میں تو علم و عقل والوں کے سامنے ان کی جوتیاں سیدھی کرنے کے بھی قابل نہیں۔ خاکسار، الفقیر وغیرہ کے کلمات

marfat.com
Marfat.com

ادا کرتے ہیں۔

اسی طرح فرمایا کہ طاقت ہوتے ہوئے بھی عاجزی اختیار کرنا، ہوتی قوت معاف کر دینا۔ اپنے پاس کچھ بھی نہ ہو یا ہو تو بہت کم ہو۔ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دینا۔ خود تنگی کا شکار ہو اس کے باوجود حاجت مندوں کی حاجت روائی اختیار کرنا۔ ایسی صفات کا حامل ہی دراصل درویش اور اللہ والا کہلانے کے لائق ہوتا ورنہ محض ظاہری ٹیپ ٹاپ، ظاہر درویشانہ لباس کے پہن لینے اور گلے میں درویشوں کی مانند موٹے موٹے منکوں والی مالا وغیرہ ڈال لینے سے کوئی بندہ درویش اور اللہ والا نہیں بن سکتا۔ اس کے لیے درویشوں جیسی صفات کا حامل ہونا ضروری ہے تبھی درویش اور اللہ والا بنے گا۔

درویشی کا معیار:

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب اسی شلوک کی ترجمانی اور شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عقل ہوتے ہوئے بھی بچہ بن کر دکھائے، طاقت ہونے کے باوجود بھی خود کو بے طاقت، اور کمزور ہی ظاہر کرے۔ پاس کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی اپنے ساتھ لوگوں کو شریک کرے اگر کوئی ایسا آدمی ہو تو وہ درویش کہلانے کا مستحق ہے (درویشی کا معیار یہ ہے کہ بڑا بننے کی کوشش نہ کرے، طاقت کا اظہار نہ کرے اور تنگدستی میں بھی دل کا سخی ہو یہ تین اوصاف ہوں تو درویش ہے) (معارف فریدیہ، ص ۲۰۵)

درویشوں کی تین صفات:

پس واضح ہوا کہ درویشوں میں ان تین صفات کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) بذات خود بڑا بننے کی کوشش نہ کرے یہ بڑائی اور تکبر شیطانی صفت ہے اسی صفت بد کے چکر میں مبتلا ہو کر شیطان بارگاہِ حق سے راندا گیا خصوصاً اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے مدمقابل فخر و غرور اور تکبر اختیار کرنا بعض اوقات کفر تک نوبت پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے تکبر جیسی صفت سے اجتناب کرتا رہے۔

(۲) طاقت ہونے کے باوجود کسی کو اپنی طاقت منوانے کے لیے خواہ مخواہ تنگ اور ذلیل و رسوا نہ کرے۔ کمزوروں پہ اپنی طاقت کا اظہار کرنا عقلمندوں سے بعید ہے۔ بلکہ بے وقوفوں کا طریقہ ہے اس لیے کمزوروں کو تختہ مشق بنانا بے وقوفی ہے۔ ظلم وستم کے زمرے میں آتا ہے۔ ظلم وستم کرنے والا ظالم ہوتا ہے۔ ظالم اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں ہوتا بلکہ مغضوب ہوتا فلہٰذا کوئی بھی ظالم درویش کہلانے کے قابل نہیں ہوتا۔

(۳) درویش سخی ہوتا ہے کنجوس نہیں ہوتا۔ درویش کی سخاوت دریا سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے کہ جیسے دریا اپنے پاس آنے والے کسی کو بھی نہیں روکتا دریا نہیں دیکھتا کہ آنے والا امیر ہے یا غریب ہر ایک کو جو کچھ میسر ہوتا ہے حسب استطاعت نوازتا رہتا ہے۔ درویش کا بھی صحیح حال ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے دریا کے پاس پانی کا خزانہ وافر مقدار میں ہوتا ہے تو پھر بھی اس کی سخاوت چرند، پرند، درند، انسانوں، حیوانوں سبھی کے لیے عام ہوتی ہے کسی کو بھی منع نہیں کیا جاتا اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ہر کوئی سیراب ہو کر جاتا ہے کوئی بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا اسی طرح درویش، اولیائے کاملین اور انبیائے کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے والا کوئی بھی خالی ہاتھ اور خالی جھولی نہیں لوٹتا اللہ تعالیٰ کے انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ کے قرب سے نوازا جاتا ہے، ظاہری اور باطنی، جسمانی و روحانی خزانوں کے فیوض و برکات سے نوازا جاتا ہے۔ ظاہر [illegible] مان [illegible] خود [illegible] والوں کو کھانا کھلاتے ہیں، خود پیاسے رہ

marfat.com
Marfat.com

کرموافق ومخالف سبھی کو سیراب کرتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ میں ان کے پاس گیا تو بڑا کچھ حاصل ہوگا اسی لیے اسے خوب عطا کیا جائے اور فلاں سے کچھ بھی حاصل ہونے کی توقع نہیں اس لیے اسے کچھ بھی عطا نہ کیا جائے۔ اگر ضرورت ہو بھی تو کچھ نہ کچھ تھوڑا سا اس کے ناک پہ بھی رکھ دو۔ یہ دنیاداروں کی تقسیم ہے اللہ والوں، درویشوں کی تقسیم نہیں وہ تو اپنوں اور بیگانوں موافق ومخالف سبھی کے ساتھ ایک جیسا برتاؤ کرتے ہیں۔

فائدہ:

پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب اسی شلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

جو شخص علم وعقل رکھتے ہوئے بھی اپنے آپ کو انجان سمجھتا ہو۔ جو طاقت اور قدرت رکھنے کے باوجود ناتواں ہو اور جو اپنے پاس مال واسباب کی کمی کے باوجود دوسروں سے اپنے تھوڑے کو بانٹ لے اور خود تنگی میں ہونے کے باوجود حاجت مندوں کی حاجت روائی کرے کوئی ایسا شخص ہی اللہ والا اور درویش کہلا سکتا ہے ورنہ کمبل پہننے اور گلے میں موٹے منکوں کی مالا ڈال لینے سے تو کوئی درویش اور اللہ والا نہیں بن جاتا۔ (کلام بابا فرید گنج شکر، ص ۹۱)

حاجت روائی کی فضیلت:

مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو محتاج قرض دار پر آسانی کرے گا اور جو مسلمان کو کپڑے پہنائے گا یا اس کے عیب چھپائے گا خدا اس کے عیب دین اور دنیا میں چھپائے گا اور خدا بندے کی مدد پر ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں ہے۔ (مشارق الانوار عربی اردو، ص ۵۵۹)

کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

اسی طرح یہ ایک حقیقت ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے بندے کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد دنیا میں بھی کرتا ہے اور قبر وحشر میں بھی اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا۔ جو بندہ اللہ کے بندوں کی حاجت برآری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجات پوری فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی معاونت یعنی مدد کرتے ہیں۔

حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بھائی کی امداد اور فائدے کے لیے قدم اٹھاتا ہے۔ اسے راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں جیسا ثواب ملتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۲۶۵)

marfat.com
Marfat.com

دو برأتیں:

فرمانِ نبوی ہے کہ جو کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لیے کوشش کرتا ہے چاہے اس کی حاجت پوری ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ کوشش کرنے والے کے اگلے پچھلے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اور اس کے لیے دو برأتیں لکھ دی جاتی ہیں (۱) جہنم سے رہائی اور منافقت سے برأت۔ (مکاشفۃ القلوب باب ۶۱،ص ۴۶۵)

شفاعت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم:

فرمان نبوی ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے میں اس کے میزان کے قریب کھڑا ہوں گا اگر اس کی نیکیاں زیادہ ہوئیں تو صحیح ورنہ میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (بحوالہ حلیہ از ابو نعیمؒ)

ہر قدم کے بدلے ستر نیکیاں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لیے چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں ستر نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ستر گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں پس اگر وہ حاجت اس کے ہاتھ پوری ہو جائے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے آیا تھا اور اگر وہ اسی دوران مر جائے تو بلا حساب جنت میں جائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب باب ۶۱)

سات خندقیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لیے اس کے ساتھ جاتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں بنا دیتا ہے اور دو خندقوں کا درمیانی فاصلہ زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب باب ۶۱،ص ۴۶۶)

اپنا نقصان کر کے کسی کا بھلا کرنا:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب اسی شلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

فرماندے نیں۔ عقل ہندیاں وی بھولا بن رہوے۔ عقل آہندی اپنا کوئی نقصان نہیں کرنا چاہیدا پر جے اپنا نقصان کر کے وی کسے دا بھلا ہو سکے تے عقل نوں لا نبے رکھ کے نقصان نوں سہارے تے اگلے دے بھلے توں جی نہ چرا۔ زور ہندے بے زور ابن رہو، کسے ویلے تیرے توں ماڑا بندہ وی تیرے نال کوئی زیادتی یا واہدا کرے تے صبر کر کے جر جا۔ (بول فریدی، ص ۱۴۹۔۱۴۸)

یعنی آپ فرماتے ہیں کہ عقل ہونے کے باوجود بھولا بھالا بن کر رہ۔ عقل تو یہی کہتی ہے کہ اپنا نقصان نہ کر اس کے باوجود اپنا نقصان کر کے اگر کسی کا بھلا ہو سکے تو عقل کو ایک طرف چھوڑ دے، نقصان کو برداشت کر اور دوسرے کے بھلے سے جی نہ چرا۔ زور ہونے کے باوجود بے زور بن کر رہ۔ اگر کبھی کوئی تجھ سے کمزور تیرے ساتھ کوئی زیادتی کر بھی لے تو پھر بھی تو صبر کر کے برداشت کر۔

زیادتی پر صبر کا اجر:

اوروں کی زیادتی پر صبر کرنا پیغمبروں کی سنت مقدسہ ہے خود نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے واقعات اسی شرح میں بیان کیے جا چکے ہیں کہ کفار و منافقین ... مثلاً ... تو ... بلکہ ان کے لیے دعا فرمائی کہ یا اللہ! یہ مجھے

marfat.com

Marfat.com

نہیں جانتے انہیں ہدایت عطا فرما۔ طائف والوں نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ فرشتے حاضر بھی ہوئے کہ انہیں ان کی سزا دی جائے گی مگر آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ اسی طرح متعدد واقعات ہیں۔

حدیث شریف:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا ہوں آپ اللہ کے ایک نبی کی حکایت بیان کرتے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ اس (پیغمبر) کو قوم نے اسے مارا اور اسے لہولہان کر دیا۔ وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتا جاتا تھا اور کہتا تھا یا اللہ! میری قوم کو بخش دے اس لیے کہ وہ نہیں جانتے۔ (مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر، مسلم شریف، بخاری شریف)

حدیث شریف:

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ما تجرع عبد جرعة افضل عند اللّٰہ من جرعة غیظ کظمها ابتغاء وجه اللّٰہ تعالیٰ ○ (لباب الحدیث باب ۴۰ ص ۱۷۹ بحوالہ رواہ احمد والطبرانی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے لیے کوئی گھونٹ (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس گھونٹ سے (زیادہ) بہتر نہیں ہوگا جو گھونٹ (کسی کے دکھ، تکلیف وغیرہ پہنچانے کی وجہ سے) غصہ کا ہو جو اس نے اللہ کے لیے پیا ہو۔

حدیث شریف:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر چار قسم کا ہوتا ہے (۱) فرائض پر صبر کرنا فرائض کی ادائیگی کی مشقت اٹھانا یعنی برداشت کرنا صبر کرنا (۲) مصیبت پر صبر (۳) لوگوں کے ستانے پر صبر کرنا (۴) فقر پر صبر کرنا۔ پس فرائض پر صبر کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتا ہے اور مصیبت پر صبر اجر کا باعث ہے اور (اللہ تعالیٰ سے) محبت کی وجہ سے لوگوں کی تکلیف پر صبر ہوتا ہے اور فقر پر صبر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے ہوتا ہے۔ (لباب الحدیث)

صبر رحم دلوں کو عطا ہوتا ہے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو اجر بہت ہی اچھے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت اچھا ہے اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ یہ دو اجر ہیں اور وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ یہ علاوہ ہے روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو آپ روئے اور آنکھیں بھر گئیں، حضرت عبدالرحمٰنؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے تو رونے سے منع فرمایا ہوا ہے پھر آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا نہیں۔ صرف نوحہ کرنے اور گا گا کر بین کرنے سے منع کیا ہے یہ دونوں احمق اور بیہودہ آوازیں ہیں اور چہرہ پیٹنے اور گریبان پھاڑنے اور شیطانی حرکتوں سے منع کیا ہے اس لیے کہ گانے کی آواز لہو ولعب اور شیطانی مزامیر ہے لیکن یہ خاموش رونا رحمت ہے جو رحم دل لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ ڈالتا ہے اور جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا پھر فرمایا دل کی غمگینی اور آنکھ ... آنسو بہانا رحمت ... نہیں کہ ... سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ حضرت حسن

marfat.com
Marfat.com

بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خطاؤنسیان، مجبوری اور جس چیز کی طاقت تم نہیں رکھتے ان کا حکم تم پر سے اٹھالیا ہے اور حالت ضرورت میں بعض محرمات کوتم پر حلال فرمادیا ہے اور پانچ چیزیں تم کو عطا فرمادی ہیں۔(۱) یہ دنیا تمہیں محض اپنے فضل سے عطاء فرمائی ہے اور بطور قرض تم سے مانگی ہے پس جو کچھ خوشی سے دوگے تو وہ تمہارے لیے دس سے لے کر سات سوگنا تک بلکہ بے حساب بڑھادیا جائے گا۔(۲) بعض چیزیں تمہاری خواہش کے خلاف اس نے تم سے لے لی ہیں پھر تم نے صبر کیا تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے نعمت ورحمت سے تمہیں نواز االلہ تعالیٰ کا فرمان ہے اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ (۳) اس کی نعمتوں کا شکرادا کرنے پر نعمتوں میں مزید اضافے کا وعدہ فرمایا (۴) اگر کسی کے گناہ کفر تک پہنچ جائیں اور وہ توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (۵) جو چیز تمیں عطا ہوئی ہے اگر وہ جبرائیل ومیکائیل کو ملتی تو ان کے لیے گراں قدر ہوتی ارشادِ ربی ہے اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۲۳-۳۲۲)

حدیث شریف:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مسلمان شخص جو لوگوں سے مل جل کر رہتا ہے اور ان کی ایذا پر صبر کرتا ہے اس مسلمان سے افضل ہے جو ان کے ساتھ مل جل کر نہیں رہتا۔

اَن ہوندے آپ ونڈانے:

یعنی کوئی چیز اپنے پاس نہ ہونے کے باوجود یعنی خود اپنی ہی ضروریات کے مطابق کچھ نہ ہو بلکہ انتہائی کمی ہو اس کے باوجود اللہ کی مخلوق کو کچھ نہ کچھ عطا کرنا یہ بھی درویشوں کی صفات میں سے ایک بہترین صفت ہے۔ اس حصہ میں درویشوں کی سخاوت کے متعلق وضاحت بیان کی گئی ہے کہ درویش ایسے ہوتے ہیں کہ خود بھوکے رہ کر اوروں کو کھلاتے ہیں خود پیاسے رہ کر اوروں کو پلاتے ہیں خود پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہونے کے باوجود اوروں کو اچھا لباس پہناتے ہیں۔ بہر حال صدقہ خیرات کے چند فضائل ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوشیدہ صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کردیتا ہے اور اعلانیہ صدقہ آگ یعنی جہنم سے بچاؤ ہے۔(لباب الحدیث، ص ۸۷)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ مصیبتوں کے ستر دروازے بند کردیتا ہے۔(لباب الحدیث، ص ۸۸)

سخاوت کی فضیلت:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح بندے جب صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے اترتے ہیں ایک کہتا ہے کہ یا اللہ! تیری راہ میں خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما دوسرا کہتا ہے یا اللہ! بخیل کا مال تلف کر۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب الانفاق و کراھیۃ الامساک، مسلم شریف)

سخی اللہ کے قریب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی اللہ تعالیٰ کے قریب جنت کے

marfat.com
Marfat.com

قریب اور لوگوں کے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور جنت سے دور اور لوگوں سے دور ہے اور آگ (جہنم) کے قریب ہے جاہل سخی اللہ تعالیٰ کی طرف بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے۔(ترمذی شریف)

سخاوت جنتی درخت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت جنت میں ایک درخت ہے سخی اس کی ٹہنیاں پکڑ لیتا ہے اور وہ اس کو جنت میں داخل کر دیں گی اور بخل دوزخ کا ایک درخت ہے بخیل اس کی ٹہنیاں پکڑ لیتا ہے اور اسے دوزخ میں داخل کر دیں گے۔(مشکوٰۃ شریف باب الانفاق وکراھیۃ الامبارک)

اپنی ضرورت کے باوجود کسی اور کو کھلانا:

درویشی میں ایک اہم اصول کی حیثیت اس اصول کو حاصل ہے اسے ہی بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بیان فرمایا ہے۔
قرآن مجید میں ہے کہ

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ○ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○

اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ (پ ۲۹ سورۃ الدھر آیت نمبر ۷ تا ۹)

ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔(کنزالایمان)

شان نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی کنیز فضہ کے حق میں نازل ہوئی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے ان حضرات کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر منت مانو تو صاحبزادے شفایاب ہو جائیں گے ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی اللہ تعالیٰ کے تقرب اور اس کی رضا جوئی اور صاحبزادوں کی صحت وشکر میں اللہ تعالیٰ نے شہزادگان کو صحت دی۔نذر کی وفا کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے۔حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک یہودی شمعون خیبری سے تین صاع (صاع ایک پیمانہ ہے) جو لائے۔صاع چار مُد کا ہے۔ہر مُد رطل اور تہائی رطل کا ہے حضرت داؤدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا معیار مرد کے چار چلوں سے مختلف نہیں لیکن مرد نہ تو بڑی ہتھیلی والا ہو نہ چھوٹی درمیانہ ہو اس لیے کہ ہر جگہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع نہیں ملتا۔بہر حال خاتون جنت نے ایک صاع ایک دن پکایا جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک سائل آیا عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے والو! میں ایک مسکین مسلمان بھوکا ہوں مجھے طعام کھلاؤ۔اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کے دسترخوان عطا فرمائے۔چونکہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پانچ ٹکڑے ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ کر ... سب نے اپنا اپنا حصہ اٹھا کر مسکین

marfat.com
Marfat.com

کو دے دیا۔ مروی ہے کہ جب مسکین کی آواز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کان مبارک میں گونجی تو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

فاطمہ ذات المجدو الیقین   یابنت خیر الناس اجمعین
اماترین البائس المسکین   قد قام بالباب لہ حسنین
یشکو الی اللّٰہ ویستکین   یشکو الینا جائعا حزین

ترجمہ: اے فاطمہ بزرگی اور یقین والی! اے تمام لوگوں سے بہتر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادی! کیا کمزور مسکین کو نہیں دیکھ رہی ہو جو ہمارے دروازے پر کھڑا زاریاں کر رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ کے ہاں شکایت اور عاجزی کر رہا ہے غمگین ہو کر ہمیں بھوک کا شکوہ سنا رہا ہے۔
حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جواب میں فرمایا۔

امرك یا ابن عم سمع طاعة   مابی من نوم ولا فزاعه
ار جو اذا اشبعت ذا مجاعه   الحق بالا خبار والجماعه
وادخل الخلد ولی شفاعه

ترجمہ: تیرا حکم اے چچازاد سر آنکھوں پر اس سے نہ ملامت ہے نہ زاری جب تم بھوکے کا پیٹ بھرو گے تو میں حق کی امید رکھتی ہوں ایسے اخبار میں ہے اور سب کا اتفاق ہے اور بہشت میں داخل ہوں گی اور مجھے شفاعت (ابا صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصیب ہوگی۔

تمام طعام اٹھا کر مسکین کو دے دیا اور خود بھوک پر صبر کیا اور رات بسر کی اور صرف پانی پر گزارہ کیا اور دن کو پھر شام کو بھی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دوسرا صاع پیس کر پکایا اور افطار کے وقت تمام جمع ہوئے طعام سامنے تھا ابھی افطار کرنے ہی والے تھے کہ باہر سے کسی نے آواز دی السلام علیکم! اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے والو! میں مہاجرین کا ایک یتیم ہوں، میرا باپ یوم العقبہ میں شہید ہوا براہ کرم مجھے طعام کھلاؤ۔ اللہ تمہیں جنت کے دسترخوان عطا فرمائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب یتیم کی آواز سنی تو حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

انی لا عطیه ولا ابالی   واوثر اللّٰہ علی عیالی
جیاعاً وھموا شبالی   اصغر ھم لقتل فی القتال

میں اپنا طعام یتیم کو دیتا ہوں اور اس کی مجھے پرواہ نہیں اور میں اپنے بچوں پر یتیم کو ترجیح دیتا ہوں اور وہ بھوکے رہیں لیکن طعام اس بچے کو دوں گا جس کا باپ جنگ میں شہید ہوا۔

marfat.com
Marfat.com

چنانچہ تمام صاحبان نے جو طعام آگے رکھا تھا یتیم کو دے دیا اور خود بھوکے سو گئے تیسرے روز حسب سابق بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک صاع جو کا آٹا پیس کر پکایا۔ شام کو افطار کے لیے تمام اکٹھے ہوئے۔ طعام سامنے رکھا ابھی افطار کرنے ہی والے تھے تو باہر سے آواز آئی السلام علیکم! اے اہل نبوت! میں قیدی ہوں مجھے طعام کھلاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کے دستر خوان سے کھلائے سب نے اپنا طعام اٹھا کر قیدی کو دے دیا۔ چوتھے روز شہزادے حسنین رضی اللہ عنہما ہاتھ میں ہاتھ ملا کر بارگاہِ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ شہزادے بھوک سے چوزہ کی طرح ہیں اور کانپ رہے ہیں پوچھا شہزادے یہ کیا ہے؟ شہزادوں نے ماجرا سنایا تو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر فاطمۃ الزہر رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا وہ محراب میں بیٹھی ہیں لیکن بھوک کی وجہ سے پیٹ مبارک پیٹھ سے لگ چکا ہے اور آنکھیں دھنس گئی ہیں آپ کو یہ معاملہ ناگوار گزرا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کی اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل بیت کے بارہ میں خوشگوار فرمائے لیجئے یہ سورۃ (ھل اتی) اور یہ انہیں پڑھ کر سنایئے۔ (تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، پ ۲۹، ص ۴۶۱۔ ۴۶۲)

فائدہ:

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اولیائے کرام رضی اللہ عنہم ورحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ایثار کے واقعات کتابوں میں کافی تعداد میں موجود ہیں۔

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی ایسی صفات کا مالک ہی درویش کہلانے کے لائق ہے ورنہ کامل درویش نہیں۔

-----☆☆☆-----

اِک پھِکا نہ گالائیں، سَبھناں میں سَچّا دھنّی ہیاؤ نہ کہیں ٹھاہیں، مانک سبھ اَمُولویں

حل لغات:

★ اک: ایک۔ ★ پھکا: پھیکا، روکھا، بے مزہ، بے سواد۔ ★ گالائیں: گال سے بات، گالانا بمعنی بولنا۔ ★ سبھناں میں: سب ہی میں، تمام ہی میں، سارے ہی۔ ★ نہ گالاس: مت بولنا، نہ بولنا۔ ★ دھنی: مالک۔ سچا دھنی: سچا بے نیاز، یعنی اللہ تعالیٰ۔ ★ ہیاؤ: اسی طرح ہی دل۔ ★ کہیں: کسی کا، کسے دا۔ ★ ٹھائیں: چوٹ لگانا، توڑنا۔ ★ مانک: موتی یعنی دل۔ ★ سبھ: سارے، تمام۔ ★ امولویں: انمول، بہت زیادہ قیمتی کہ جن کی قیمت ادا نہ کی جاسکے۔

ترجمہ:

بس محض رُوکھی سُوکھی بات کسی سے بھی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ہر ایک کے دل میں بے نیاز سچا مالک یعنی اللہ تعالیٰ رہتا ہے۔ کسی کا دل نہ دُکھانا کیونکہ سارے ہی دل انمول موتی ہوتے ہیں۔

مطلب:

اے اللہ کے بندے! تو کسی سے بھی ایک لفظ بھی روکھے انداز میں نہ بولا کر روکھا پن اچھی صفت نہیں ہے اس روکھے پن

marfat.com
Marfat.com

کی وجہ سے کئی دلوں کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ جو دل ہر ایک سے محبت کرتے ہیں اور ہر ایک سے محبت چاہتے ہیں۔ ایسے دلوں کے لیے روکھا پن ایک زہر سے کم نہیں ہے۔ دل ایک شیشے کی مانند ہیں۔ جیسے اگر شیشہ ایک دفعہ ٹوٹ جائے تو پھر نہیں جڑ سکتا لاکھ جوڑ لگائیں مگر وہ پہلے والی کیفیت میں نہیں آتا ہے۔ جڑ تو سکتا ہے مگر وہ پہلے سی کیفیت پیدا ہو یا نہ ہو وہ الگ بحث مگر دل ٹوٹ جائے تو اس کا جڑنا بھی نہایت دشوار کام ہے۔ اس لیے کسی کا دل نہیں دُکھانا چاہیے۔ کسی کا دل دُکھانا اس لیے بھی اچھا نہیں کہ یہ بے پرواہ مالک وخالق کا مقام ہے۔ اس لیے اس محبوب کے ٹھکانے کا توڑنا یا برباد کرنا انسان کو کہیں کے قابل کا نہیں رہنے دیتا اس لیے روکھی سوکھی گفتگو کے ذریعے کسی کا دل نہ دُکھا۔ جب معمولی سے رُوکھی سُوکھی بات کے ذریعے کسی کا دل ٹوٹ سکتا ہے تو پھر یہ لڑائیاں جھگڑے دنیوی چالبازیاں کب مناسب ہیں فلہٰذا اس حیاتِ مستعار کے دن ایسے گزار کہ تجھ سے کسی لحاظ سے بھی کسی کو تکلیف نہ پہنچے کسی کا دل نہ دُکھے کیونکہ ہر ایک کا دل انمول ہیرا ہے جو ایک دفعہ ٹوٹ جائے تو پھر اس کا جڑنا نہایت دشوار کام ہے۔

ہر دل نوں راضی رکھ:

کسی کو بھی برا نہ کہنا کیونکہ سبھی کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ سبھی اس کی مخلوق ہیں۔ ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایس اللہ دی ساری مخلوق چنگی اے۔ مخلوق وچ اپنے خالق دا روپ بجھ کے ہر اک نوں چنگا جان۔ دوجا کسے دے دل نوں نہ دُکھا رنج نہ کر۔ سب دے دل وچ اوس ذات دا ظہور اے ایس کر کے ہر کسے دے دل نوں راضی رکھ تاں جے تیرا مالک تیرے تے راضی رہوے۔ (بول فریدی، ص ۱۴۹)

سب میں جلوہ حق:

جناب مخدوم ابرار احمد خان گیلانی نے کیا خوب نتیجہ بیان فرمایا ہے کہ "ایسا کلمہ منہ سے نہ بولے کہ جس سے کسی کا دل تنگ ہو جائے کیونکہ سب میں ایک سچا خدا صفت مکانی میں ہو کر سما رہا ہے اس واسطے ہرگز کسی کا دل جو کہ حرم خاص خدا ہے آزردہ نہ کر کیونکہ سب میں اسی کا ظہور جلوہ زن ہے۔ (دیوان فرید، ص ۲۲۹)

فائدہ:

اس موضوع پہ بہت مفصل مضمون بیان کیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

-----☆☆☆-----

سُھناں مَن مانک، ٹھاھن مُول مچانگوا   جے تُو پِریاں دِی سِک، ہیاؤ نہ ٹھائیں کہیں دا

حل لغات:

★ سھناں: سب کا، ہر ایک کا، تمام کا۔ ★ من: دل، ضمیر۔ ★ مانک: موتی، ہیرا۔ ★ ٹھاھن: جھٹکے سے ٹھاہ کر کے توڑ دینا، ٹھیس پہنچانا، دکھ پہنچانا، ڈھانا، دل دُکھانا۔ ★ مول: اُکا ہی، بالکل ہی نہیں، بالکل نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ★ مچانگوا: شاید یہ لفظ نہ چانگایا نہ چنگا سے ہو یعنی اچھا نہیں۔ ★ جے: اگر۔ ★ پرتا: محبوب، مالک، آقا، پیارا، مراد رب۔ ★ دی: کی۔ ★ سک: آرزو، خواہش، محبت میں طلب۔ ★ ہیاؤ: دل ★ نہ ٹھائیں: نہ توڑنا۔ کہیں: کسی کا۔

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

اس دنیا میں بسنے والے سبھی انسانوں کا دل ایک انمول موتی ہے۔اس لیے کسی کا بھی دل مت توڑنا اور نہ ہی کسی کے دل کو ٹھیس پہنچانا۔کسی کے دل کو ٹھیس پہنچانا اچھی بات نہیں۔اگر تو محبوب کی ملاقات کے شرف سے شرفیاب ہونے کا خواہشمند ہے تو پھر کسی کا دل نہ توڑنا۔

مطلب:

دل کے لیے مختلف تشبیہات اور استعارے استعمال کیے جاتے ہیں اور ان تمام تشبیہات اور استعارات میں بڑے بڑے لطیف معانی پوشیدہ ہیں۔انہیں میں سے ایک موتی یا ہیرا بھی ہے موتی یا ہیرا بہت ہی قیمتی ہوتا ہے۔سختی کے لحاظ سے بھی یہ اتنا سخت ہوتا ہے کہ جلدی نہیں ٹوٹتا مگر اس کی نرمی کا بھی یہ حال ہوتا ہے کہ اسے معمولی سی ٹھوکر توڑ دیتی ہے اب دل کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ بعض دل تو اتنے سخت ہوتے ہیں پہاڑ کو اس کے راستے میں ہٹانا آسان ہوتا ہے مگر دل کو ہٹانا اس سے بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے۔

اردو میں ایک محاورہ استعمال ہوتا ہے کہ جوئے شیر لانا یعنی پہاڑوں کو کاٹ کر دودھ کی نہر بہالانا یہ محاورہ مشکل ترین کام کے لیے بولا جاتا ہے مگر دل والا معاملہ اس سے بھی بھاری ہوتا ہے۔مگر جب اس دل میں ذراسی دراڑ پڑ جائے تو یہ ریت کے ذروں کی طرح کہ جیسے ریت کا پہاڑ ہو اس پہ تھوڑا سا بھی پانی گرادیا جائے تو پہاڑ معدوم ہو جائے گا کیونکہ ریت نیچے بیٹھ جائے گی۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ دل ایک انمول ہیرا ہے اور یہ نہیں کہ کسی کے دل کی کوئی وقعت نہ ہو کیونکہ وہ غریب ہے اور امیر کے دل کی بڑی شان ہو بلکہ نہیں کوئی غریب ہو یا امیر،آپ بیان فرماتے ہیں کہ کسی کے دل کو ٹھیس نہیں پہنچانی چاہیے کیونکہ دل ہی وہ مقام ہے جہاں محبوب کی جلوہ گری ہوتی ہے محبوب کے جلوہ گاہ کے کسی مقام کو نہ توڑ۔بلکہ دل میں اپنا مقام پیدا کرتا کہ محبوب کی جلوہ گاہ کا ادب واحترام کرنا محبوب کا ادب واحترام کرنا ہی ہے۔اس لیے اگر محبوب سے محبت ہے تو محبوب سے منسوب ہر چیز کے مقام کا ادب واحترام کر اس لیے کسی دل کو نہ توڑ۔

-----☆☆☆-----

دِلّوں محبت جنّیں ، سے اِئی سچّے آ جنّیں مَن ہور، مُکھ ہور، سے کانڈھے کچے آ

حل لغات:

★ دل: قلب، کسی شے کا باطن، حوصلہ، جرأت، مرضی وغیرہ۔ ★ محبت: پیار، عشق۔ ★ جیں: جس، جس کی، جن کے، جن کی، جنہیں، جن کو۔ ★ سے ای: وہی۔ ★ سچے آ: سچے ہیں۔ ★ من: دل، میں، مجھ سے ضمیر۔ ★ ہور: اور، کوئی دوسرا۔ ★ مکھ: چہرہ، مراد زبان۔ ★ سے: وہی۔ ★ کانڈھے: کہتے ہیں۔ ★ کچے آ: جھوٹے ہیں، مراد زبان کے کچے ہیں۔

ترجمہ:

جن کے دلوں میں محبت ہے وہی لوگ سچے ہیں اور جن لوگوں کے دلوں میں کچھ ہو اور چہرے سے کچھ اور ظاہر ہو یعنی دل میں کچھ اور زبان سے کچھ اور ظاہر کرے جو کہ دل کے خلاف ہو تو ایسے محبت بولنے والے لوگ ہوتے ہیں جھوٹے ہوتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

مطلب:

جو لوگ دل سے اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں جن کی محبت سچی ہوتی ہیں وہی لوگ حقیقتاً سچے ہوتے ہیں انہیں مخلص بھی کہتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو زبان سے تو محبت کے بڑے دعوے کرتے ہیں مگر ان کے یہ دعوے محض زبان کی حد تک ہی ہوتے ہیں۔ منہ میں رام رام بغل میں چھری کے مصداق بظاہر بڑے محبت والے مگر دلوں سے ان کی تصدیق کی بجائے تکذیب ہوتی ہے زبان پہ دعویٰ محبت ہوتا ہے مگر قلوب میں کچھ اور ہوتا ہے۔ ایسے لوگ سچے نہیں بلکہ کچے کہلاتے ہیں یعنی ایسے لوگوں کو ناپختہ کہا جاتا ہے۔ جھوٹے فریبی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دلوں میں کچھ اور زبان پہ کچھ یہی ان کے کچے اور جھوٹے ہونے کے لیے کافی دلیل ہے۔ عرف عام میں ایسے لوگوں کو منافق کہا جاتا ہے۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں دو قسم کے لوگوں کے احوال کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے پہلی قسم کے مخلص لوگ کہ جو اللہ تعالیٰ کے سچے عشق کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں کہ جن کی شان میں اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اللہ تعالیٰ کا کلام مبارک ہے وہ قول و فعل ہر لحاظ سے سچے ہیں بلکہ ایسے سچے لوگوں کے متعلق ہی حکم ہے کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

ان اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے برعکس دوسری قسم کے لوگ جو اپنی زبان سے کچھ اور ظاہر کرتے ہیں مگر ان کے دلوں میں کچھ اور ہوتا ہے ایسے منافق قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کے قرب سے نہیں نوازے جاتے بلکہ عذاب کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

دو گروہ:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے دو گروہوں کی حقیقت واضح فرمائی ہے پہلا گروہ تو ایسا ہے کہ زبان کے بھی سچے ہوتے ہیں اور دل کے بھی سچے ہوتے ہیں انہیں مخلص کہتے ہیں ان کے دلوں میں کھوٹ نہیں ہوتا بلکہ محض خلوص ہی خلوص ہوتا ہے۔ جسمانی اور روحانی ہر لحاظ سے مخلص اور سچے ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عام مومنوں کو حکم ہوتا ہے کہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْن ایسے ہی سچے عقیدے اور سچے اعمال والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

دوسرا گروہ ایسے لوگوں کا ہے جو جھوٹے ہیں ان کے عقیدے بھی جھوٹے، ان کے اعمال بھی کسی کام کے نہیں مگر اپنے کو سچے عقیدے اور سچے اعمال والے مخلص ظاہر کرتے ہیں۔ مگر باطنی طور پر وہ خود ہی سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ تو مخلص دنیوی مفادات کے لیے ہیں دل میں مومنوں کے خلاف دشمنی رکھتے ہیں جونہی موقع ملتا ہے اپنی دشمنی نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مؤمنین مخلصین:

مؤمنین مخلصین چونکہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ، سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے سچے دل سے محبت کرتے ہیں اس لیے انہیں سچے بیان فرمایا گیا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ مومنین مخلصین کو دنیا و آخرت میں اپنے انعامات سے نوازتا ہے۔ انہیں دنیا و آخرت میں کسی بھی قسم کا خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ کبھی غمگین ہوں گے۔ کیونکہ جو سچوں کے ساتھ ہونے کا حکم تو خود خالق کائنات نے فرمایا ہے کہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْن کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ جو سچے دل کے ساتھ مومنین مخلصین کے ساتھ ہو جاتے ہیں وہ بھی مخلص مومن بن جاتے ہیں وہ بھی خالق کائنات کے قرب سے نوازے جاتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

منافق:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
لفظِ منافق لغت میں نافق الیربوع سے مشتق ہے کہتے ہیں کہ جنگلی چوہے (یربوع) کے بل کے دو سوراخ ہوتے ہیں ایک داخل ہونے کے لیے اور دوسرا سوراخ نکلنے کے لیے ہوتا ہے ایک سوراخ ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے سے بھاگ نکلتا ہے منافق کو بھی اس لیے منافق کہتے ہیں کہ وہ ظاہر تو مسلمانوں کی شکل میں ہوتا ہے مگر کفر کی طرف نکل جاتا ہے۔
حدیث شریف میں ہے ''منافق کی مثال ایسی نووارد بکری کی طرح ہے کہ جو دو ریوڑوں کے درمیان ہو کبھی وہ اس ریوڑ کی طرف بھاگتی ہے اور کبھی اس ریوڑ کی طرف دوڑتی ہے یعنی کسی ایک ریوڑ میں نہیں ٹھہرتی اسی طرح منافق بھی نہ تو کلیۃً مسلمانوں میں شامل ہوتا ہے اور نہ ہی کافروں میں۔ (مکاشفۃ القلوب باب ۷، ص ۴۷)

منافقین کی مختلف کیفیتیں:

منافقین کی ایسی ہی عادات قرآن مجید کی درج ذیل آیات میں بیان کی گئی ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۗ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۙ۝ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۗ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ۗ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ

marfat.com
Marfat.com

مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(پ ا، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸ تا ۲۰)

اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں (۹) ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا (۱۰) اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں (۱۱) سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں (۱۲) اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں (۱۳) اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے۔ اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں۔ اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے پھریں (۱۵) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔ تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔ ان کی کہاوت اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے سب جگمگا اٹھا۔ اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا۔ بہرے گونگے، اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں یا جیسے آسمان سے اترتا پانی کہ اس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک۔ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب، موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اچک لے جائے گی جب کچھ چمک ہوئی اسی میں چلنے لگے اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے۔ اور اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (کنزالایمان)

ھاویہ میں منافقین:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ بتلاؤ جہنم کے دروازے کیا ہمارے دروازوں جیسے ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی نہیں حضور! وہ مختلف طبقات میں بنے ہوئے ہیں کچھ اوپر اور کچھ نیچے ہیں اور ایک دروازے کا درمیانی فاصلہ ستر سال کا ہر دروازہ پہلے دروازہ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔ آپ نے ان دروازوں میں رہنے والوں کے متعلق پوچھا۔ تو جبریل علیہ السلام نے جواب دیا سب سے نچلے کا نام "ہاویہ" ہے اور اس میں منافقین ہیں جیسا کہ فرمان الٰہی ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ دوسرے طبق کا نام جحیم ہے اور اس میں مشرک ہیں اور تیسرے کا نام "سقر" ہے اس میں صابی ہیں چوتھے کا نام "لظیٰ" ہے اور اس میں ابلیس اور اس کے پیروکار مجوسی ہیں پانچویں کا نام "حُطَمَة" ہے اور اس میں یہود ہیں، چھٹے کا نام "سعیر" ہے اور اس میں نصاریٰ ہیں ... علیہ السلام خاموش ہو گئے آپ نے پوچھا اے جبریل! کیا تم مجھے ساتویں

marfat.com

Marfat.com

طبقہ میں رہنے والوں کے متعلق نہیں بتاؤ گے؟

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا حضور مت پوچھیے۔ آپ نے فرمایا بتلاؤ تو سہی۔ تب جبریل علیہ السلام نے عرض کیا اسی طبقہ میں آپ کے وہ امتی ہیں جو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے اور بغیر توبہ کیے مر گئے۔ (مکاشفۃ القلوب باب ۷، ص ۷۲-۷۳)

مومن اور منافق کا فرق:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ

(۱) مومن کی ہمت نماز اور روزے کی طرف رہتی ہے۔
منافق کی ہمت جانوروں کی طرح کھانے پینے کی طرف رہتی ہے۔

(۲) مومن اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور بخشش طلب کرنے میں مشغول رہتا ہے۔
اور وہ نماز روزے کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا۔ جبکہ منافق حرص وہوس میں مصروف رہتا ہے۔

(۳) مومن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید نہیں رکھتا۔
اور منافق اللہ تعالیٰ کے سوا تمام مخلوق کی طرف رجوع ہوتا ہے۔

(۴) مومن دین کو مال سے مقدم سمجھتا ہے۔
اور منافق مال کو دین پر ترجیح دیتا ہے۔

(۵) مومن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔
اور منافق اللہ کے سوا ہر چیز سے ڈرتا ہے۔

(۶) مومن نیکی کرتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں روتا رہتا ہے۔
منافق گناہ کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔

(۷) مومن خلوت وتنہائی کو پسند کرتا ہے۔
منافق بھیڑ بھاڑ اور میل جول کو پسند کرتا ہے۔

(۸) مومن بوتا ہے اور فصل کی بربادی سے ڈرتا رہتا ہے۔
اور منافق فصل اجاڑ دینے کے بعد کاٹنے کی تمنا کرتا ہے۔

(۹) مومن دین کی تدبیر کے ساتھ اچھائیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے اور اصلاح کرتا ہے۔
منافق اپنی ہیبت اور سطوت کے لیے فتنہ وفساد برپا کرتا ہے اور نیکیوں سے روکتا اور برائیوں کا حکم دیتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب باب ۷، ص ۷۱)

درس عبرت:

منافق اور مخلص مومن میں کتنا فرق ہے کوئی بھی مومن اپنے آپ کو منافق کہلانا پسند نہیں کرتا بلکہ منافقت کرنے والے کو بھی اگر منافق کہہ دیا جائے تو آسمان سر پہ اٹھا لیتا ہے۔ مرنے مارنے پہ تیار ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اگر بظاہر دیکھا جائے تو جسمانی طور پر ان دونوں قسم کے لوگوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ [illegible]

marfat.com
Marfat.com

دو کان، منافق کے بھی دو کان، مومن کی بھی دو آنکھیں، منافق کی بھی دو آنکھیں، مومن مخلص کے بھی دو ہاتھ جبکہ منافق کے بھی دو ہاتھ، مومن مخلص کی بھی دو ٹانگیں منافق کی بھی دو ٹانگیں مختصر یہ کہ بظاہر مومن مخلص اور منافق کے درمیان کوئی فرق نظر نہیں آتا مگر اس کے باوجود کیا مومن اور منافق، مومن اور کافر، اندھا اور انکھیارا، عالم اور جاہل کو بظاہر ایک جیسے ہونے کے باوجود ایک جیسا کہہ سکتے ہیں۔ اگر نہیں کہہ سکتے تو پھر بتایئے اولیائے کرام اور انبیائے کرام سے برابری کا دعویٰ کہاں تک سچا ہے۔ جیسے جاہل اور عالم کو ایک جیسا نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس سے عالم کی شان علم کی نفی ہوتی ہے صحیح نہیں ہے ایسے ہی اولیائے کرام وانبیاء کرام سے بھی برابری کا دعویٰ قطعاً غلط ہے۔ اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

فائدہ:

اس لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے مخلص مومن اور منافق کے درمیان فرق واضح کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ سچی محبت اسی کی ہے جن کے دلوں میں محبت ہے۔ دل میں تو محبت نہ ہو محض ظاہرداری کے طور پر محض زبانی کلامی یہ باور کرانے کی کوشش کرنا کہ مجھے بڑی محبت ہے ایسی محبت کسی کام کی محبت نہیں۔ محبت ہو تو سچی اور قلبی محبت ہو کیا خوب کسی نے کہا۔

نام مومن سداویں، رج رشوتاں توں کھاویں
امت نبی دی اکھواویں شرم آوی نہ ذری
کھندی قبر غافلا وے موت سر تے کھڑی

ایسے محب جو اوپر سے اور نظر آتے ہیں قلبی طور پر اور ہوں محب نہیں ہوتے بلکہ منافق ہوتے ہیں ایسے منافقین سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ان کی محبت، محبت ہی نہیں ہوتی بلکہ جھوٹا دعویٰ ہوتا ہے جو منافقت کو ظاہر کر رہا ہے۔ ایسی کچی محبت سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ نقصان کا سبب ہے۔

-----☆☆☆-----

رَتّے عِشق خُدائے، رَنگ دِیدار کیئے   وِسریا جِنّیں نام، تے بھوئیں بھار تھئے

حل لغات:

★ رتے: رنگے ہوئے۔ ★ عشق: حد سے زیادہ محبت۔ ★ خدائے رنگ: خدا کا رنگ۔ ★ خدا: (ف۔ا۔مذکر) خود ہی آنے والا اور موجود ہونے والا اللہ تعالیٰ۔ مالک، آقا، صاحب، خداوند۔ ★ دیدار کیے: جلوہ دیکھا، درشن کیا، نظارہ کیا۔ ★ وسریا: جس نے بھلا دیا یا جو بھول گیا۔ ★ جیں: جس، جسے، جس کو۔ ★ نام: نام مراد اللہ تعالیٰ کا نام، مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ ★ بھوئیں: زمین، فرش۔ ★ بھار: بوجھ، وزن۔ ★ تھئے: بن گئے، ہو گئے۔

ترجمہ:

جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے عشق میں رنگے ہوئے ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات اور حق تعالیٰ کے جلووں کا دیدار کیا۔

اور جنہیں اللہ تعالیٰ کا نام یعنی [illegible] بوجھ [illegible] ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

مطلب:

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا عشق یعنی اللہ تعالیٰ کی نہایت درجہ کی محبت جو کمال تک پہنچ چکی ہے۔ جو حق تعالیٰ کی محبت اور عشق کے رنگ میں رنگین ہیں انہیں حق تعالیٰ بڑی مہربانی فرماتے ہوئے اپنی صفات کے حقائق سے آشنائی عطا فرماتا ہے۔ اور جلوۂ حق کے دیدار سے نوازتا ہے۔ اللہ ایسے بندوں کو اپنی معرفت عطا فرماتا ہے۔ وہ شریعت، طریقت اور حقیقت کی منازل طے کر کے حق تعالیٰ کے قرب اور جلوؤں سے نوازے جاتے ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نام کو بھول جاتے ہیں نام سے مراد ذکر ہے یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے بلکہ دنیوی مشاغل میں مشغولیت کے باعث اللہ تعالیٰ کے ذکر بھلا بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے حالانکہ انسانوں اور جنات کو محض عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ تخلیق و پیدائش کا مقصدِ وحید محض عبادت کرنا ہے۔ مگر جو اپنے آنے کا مقصد ہی بھول بیٹھے وہ اپنا سب کچھ گنوا بیٹھے۔ اس لیے وہ خسارے ہی خسارے میں ہیں تو بظاہر دیکھنے میں تو زندہ ہیں، انسان ہیں۔ مگر محض مٹی کا چلتا پھرتا تودہ ہیں۔ وہ بندگی سے دوری کے باعث حقیقت بندگی سے کوسوں دور ہیں بلکہ وہ تو غفلت شعاری کے باعث کسی کام کے نہ رہے اپنی دنیا بھی گنوا بیٹھے اور آخرت کا خسارا بھی انہیں کے لیے ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ ع (پ ۳۰، سورۃ العصر)

اس زمانہ محبوب کی قسم! بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ (کنز الایمان)

رتّے عشق خدائے، رنگ دیدار کیئے:

اس مصرعہ میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے حق کی محبت کو لفظ عشق سے بیان فرمایا ہے اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو لفظ عشق کا اطلاق ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں الحمد للہ اس پر سیر حاصل بحث درج کی جا چکی ہے مزید وضاحت کی ضرورت محسوس فرمائیں تو اسی شرح میں مطالعہ کیجئے یا حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتانی کی کتاب درود تاج پہ اعتراضات کے جواب پہ مبنی کتاب اور فیض ملت، فقیہہ اہلسنت، مفتی اعظم پاکستان فیض نبی فیضِ رسول ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف شرح درود تاج کا مطالعہ کیجئے۔

فائدہ:

اسی شعر کو مدنظر رکھتے ہوئے اسم خدا کے خلاف محض اپنی غلط انا کی خاطر اعتراضات کی بوچھاڑ چھوڑ دینی چاہیے۔ بڑے بڑے اللہ تعالیٰ کے محبوب اولیاء کرام نے اسم خدا استعمال کیا ہے۔ بزرگانِ دین کا اس اسم کو جائز سمجھنا ہمارے لیے جائز ہونے کے لیے واضح دلیل ہے کچھ فوائد بیان ہو چکے ہیں۔

جو لوگ حق تعالیٰ کے عشق میں ... ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔ اس

marfat.com
Marfat.com

کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے میں مشغولیت اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں خوب نوازتا ہے۔ اللہ کی محبت کے رنگ میں رنگنے سے بہتر کسی کے عشق میں رنگنا ہو ہی نہیں سکتا کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ○ (پ ۱، سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۳۸)

ہم نے اللہ کی رینی (رنگائی) لی اور اللہ سے بہتر کس کی رینی؟ رنگائی، اور ہم اس کی عبادت کرتے ہیں۔

پس جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے رنگ میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کے مطابق گزارتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قرب سے نوازتا ہے۔

نوافل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے میرے ولی (دوست) سے دشمنی رکھی تحقیق میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے اور میرا بندہ جس عمل کے ساتھ میرا قرب حاصل کرتا ہے وہ مجھے اس عمل کی نسبت زیادہ محبوب ہے جو میں نے اس پر فرض کیا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرلیتا ہوں اور جب میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس کے ذریعے وہ سنتا ہے اور اس کی نگاہ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں اور جس کام کو میں کرنے والا ہوتا ہوں اتنا کسی کام میں تردد نہیں ہوتا جتنا مجھے اپنے مومن بندے کی جان قبض کرنے پر ہوتا ہے وہ موت (اس کی تکلیف اور سختی) کو مکروہ جانتا ہے اور میں اس کو تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں۔ (بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب التواضع)

اللہ تعالیٰ کا ذکر نے والوں کی فضیلت:

جنہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے وہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔

قرآن پاک میں ہے کہ

(۱) فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ○ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۵۲)

تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاکرین یعنی ذکر کرنے والے اور ذکر نہ کرنے والوں کی مثال زندہ اور مردہ انسان کے ساتھ دی ہے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مثل الذی یذکر ربه و لا یذکر ربه مثل الحی و المیت "یعنی رب کا ذکر کرنے والے اور ذکر نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ جیسی ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

marfat.com
Marfat.com

بکثرت ذکر کا حکم:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ۙ۝ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ۝

(پ۲۲،سورۃ الاحزاب آیت نمبر۴۲۔۴۱)

اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بولو۔ (کنز الایمان)

بڑا ثواب:

وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

(پ۲۲،سورۃ الاحزاب آیت نمبر۳۵)

...... اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

حدیث مبارکہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں ذکر کرنے والوں کو ذکر کی جگہوں پر تلاش کرنے کے لیے سیر وسیاحت کرتے ہیں۔ وہ کسی قوم کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مقصد اور ضرورت کو پہنچو، فرمایا پس وہ ان کو اپنے پیروں سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں فرمایا ان کا رب ان (فرشتوں) سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے میرے بندے کیا کہتے ہیں؟

فرمایا وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح اور تکبیر بیان کرتے ہیں اور تیری حمد وثنا بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے جواب دیتے ہیں۔ نہیں انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟

فرمایا: وہ جواب دیتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو پھر تیری بہت زیادہ عبادت کریں اور بہت زیادہ بزرگی، تعریف اور تسبیح بیان کریں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟ فرمایا وہ جنت کا سوال کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟

فرمایا: وہ جواب دیتے ہیں نہیں! اللہ کی قسم اے ہمارے رب انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔

فرمایا: اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟

فرمایا: فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو بہت زیادہ اس کی حرص رکھتے اور اس کی تلاش میں زیادہ کوشش کرتے اور بہت زیادہ رغبت رکھتے۔

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟

فرمایا: وہ جواب دیتے ہیں کہ آگ (یعنی جہنم) سے پناہ مانگتے ہیں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے جہنم کی آگ دیکھی ہے؟

وہ جواب دیتے ہیں کہ نہیں۔ اے ہمارے رب! اللہ کی قسم! انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟

فرمایا: وہ کہتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے بہت زیادہ راہِ فرار اختیار کریں اور بہت زیادہ ڈریں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ یقیناً میں نے انہیں بخش دیا اور فرمایا ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ فلاں شخص ان میں سے نہیں وہ تو کسی ضرورت و حاجت کے تحت آیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایسے جانشین اور اصحاب مجلس ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بد بخت اور بے نصیب نہیں رہتا۔

(بخاری شریف کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عز وجل)

خلاصہ:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اس شلوک میں ذکر اللہ اور عشق رب کائنات کی فضیلت بیان کی ہے کہ حق تعالیٰ کے عشق کی بنا پر ذکر میں ہمہ وقت مست رہنے والا حق تعالیٰ کے جلووں میں مستغرق رہتا ہے۔ حتیٰ کہ خود حق تعالیٰ اسے اپنے انتہائی قرب سے نوازتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی رکھی میرا اسے اعلان جنگ ہے۔ اتنا انتہائی قرب انہیں حاصل ہو جاتا ہے۔ اور جو حق تعالیٰ کے قرب سے دوری اختیار کرتے ہیں اس کے ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں وہ حق تعالیٰ کی زمین پر بوجھ بن کر رہ جاتے ہیں اس کے علاوہ انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا بلکہ عذاب کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

آپ لیئے لڑ لا ، دَر درویش سے ‏ ‏ ‏ ‏ تن دھن جنیندی ماؤ ، آئے سپھل سے

حل لغات:

★ آپ: اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔ ★ لیئے: (ل اے) لیا ہے۔ لے لیا ہے۔ ★ لڑلا: اپنا بنالیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود ہی جن کو کسی صاحب حال کے دامن سے وابستہ کردے۔ ★ در: دروازہ۔ ★ درویش: مرشد کے دامن سے۔ ★ تن: ان کی، ان کے والی۔ ★ دھن: مبارک ہوئی، بابرکت ہے۔ ★ جنیندی: جننے والی، جنم دینے والی مراد ماں۔ ★ ماؤ: ماں۔ ★ آئے سپھل: کامیاب ہو گئے

فائدہ:

کئی کتب میں سپھل کی بجائے سپھل ہے اس کا معنی بھی کامیاب ہی ہے۔

(Hymms of Babafarfed Shakar Ganj P No.142)

جن کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی [illegible] کسی مرد [illegible] مبارک [illegible] وابستہ کر دیا ہے۔ وہ جس ماں کے بطن سے تولد

marfat.com
Marfat.com

ہوئے ہیں وہ بڑی بابرکت ماں ہے۔ کہ وہ کامیاب ہو گئے۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے کہ جس پہ کرم فرما دے اسے خود ہی کسی اللہ والے کے در کا غلام بنا دیتا ہے۔ جس وجہ سے وہ انسان اللہ والوں کی مجلس اور تربیت کے باعث منزل مقصود پالیتا ہے۔ ان کی ماں بھی برکت والی ہوتی ہے کہ وہ کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔ کامیابی کی منزل ان کے قدم چومتی ہے۔

دوسرا مطلب:

اللہ تعالیٰ وہ کریم ہے کہ جس نے آپ خود ہی درویش کی مغفرت سے اپنے دامن سے لگائے ہیں ایسے لوگوں کی والدہ ماجدہ بڑی خوش نصیب ہے کہ وہ ازل سے ہی کامیاب ہو گئے کیونکہ وہ پیدا ہوتے ہی نیک اور نیک نصیبوں والے ہیں۔

تیسرا مطلب:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب نے لکھا ہے کہ

درویش دے درتوں آپ اپنے لڑ لائے تے اونہاں ماں نیک نصیب اے۔ اوہ جھدے (مکمل) نیک نیں۔

شرح:

اوہ لوک پیر مرشد دے وسیلے نال خدا نیں اپنے نال لا لیئے۔ اپنے قرب (یعنی قریب) کر لے تے اوہ ای اوہدے پیارے تے مقرب نیں تے اوہناں توں ایں مالک دا دیدار نصیب ہویا۔ دھن ایں اوہناں دی ماں جس اُنہاں نوں جمیاں کیوں جے ایہہ ہر ویلے اللہ دے راہ وچ اگے ودھن دا جتن کردے رہے نیں تے دنیاں توں اللہ کول سرخرو ہو گئے نیں۔ (بول فریدی، ص ۱۵۱)

قرآن مجید میں ہے کہ

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تَّقُوا اللّٰهَ وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدو فی سبیله لعلکم تفلحون ○

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کے راستہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

مرشد کریم کا در:

اس آیت مبارکہ میں وسیلہ تلاش کرنے کے متعلق حکم ہو رہا ہے تا کہ فلاح حاصل ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ فلاح کے حصول کے لیے وسیلہ کی تلاش ضروری ہے مرشد کریم کا در بحیثیت وسیلہ ایک بہترین مقام ہے۔ جو فلاح کے حصول کا مقام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کا قرب اور محبوبان بارگاہ حق انبیاء کرام اور اولیائے کرام کا در دعاؤں کی قبولیت کا سبب بھی ہے کما قال اللہ تعالیٰ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ○

marfat.com
Marfat.com

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

حکایت:

اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کاربرآری کا ذریعہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا۔ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

فائدہ:

اس سے چند فوائد معلوم ہوئے کہ

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کے لیے اس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔

مسئلہ: قبر پر حاجت کے لیے جانا بھی جَآءُوْكَ میں داخل اور خیر القرون کا معمول ہے۔

مسئلہ: بعد وفات مقبولان حق کو یا کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: مقبولان حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

عام آدمی اور نبی کی آمد میں فرق:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ یعنی اگرچہ تم بھی دنیا میں آئے اور نبی بھی۔ مگر دونوں آمدوں کی منشاء میں فرق ہے تو نبی و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے وہ تم پر حکومت کرنے کے لیے۔ جہاز میں مسافر اور کپتان دونوں سوار ہیں مگر مسافر پار لگنے کو کپتان پار لگانے کو۔ اسی لیے مسافر کرایہ دے کر سوار ہوتے ہیں کپتان تنخواہ لے کر۔ کشتی اسلام میں تم پار لگنے کو سوار ہو، نبی پار لگانے کو۔ لیطاع۔ کے اطلاق سے معلوم ہوا کہ نبی کے ہر قول کی اطاعت چاہیے اور ہر فعل کی اتباع۔ (تفسیر نور العرفان)

خوش نصیبی:

گویا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جنہیں اللہ تعالیٰ اولیاء الرحمٰن کے در سے وابستہ ہونے کی خود ہی توفیق عطا فرمائی تو وہ شخص کتنا خوش نصیب ہے بلکہ ایسے شخص کی والدہ بھی خوش نصیب ہے کہ جس کے بطن اطہر سے ایسے اللہ والے پیدا ہوتے ہیں اور کامیابی کی راہ طے کرتے ہوئے کامیاب ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

پروردگار، اُپار ، اَگم ، بے انت تُوں جنہاں پچھاتا سچ ، چماں پیر موں

حل لغات:

* پروردگار: پالنے والا، پالنہار، خدا تعالیٰ۔ * اپار: لامحدود، بے انت، بے کنارہ، جس کا کوئی کنارا نہیں، بے حساب۔ * اگم: اعلیٰ، بہت بلند، بلند ترین، پہنچ سے باہر۔ * بے انت: جس کا آخر نہ ہو، غیر فانی جس کی انتہا تک کوئی نہ پہنچ سکے۔ * تُوں: تو۔ * جنہاں: جن لوگوں نے۔ * پچھاتا: پہچان لیا، پہچانا۔ * سچ: صحیح، درست، حق، صداقت، سچائی، جھوٹ کا متضاد۔ * چماں: میں چوموں۔ * پیر: پاؤں۔ * موں: منہ۔

ترجمہ:

یا اللہ! تو سب کو پالنے والا، لامحدود، نہایت بلند و بالا شان والا یا اللہ تو پہنچ سے باہر ہے لافانی ہے۔ جن لوگوں نے تجھے حق سچ پہچان لیا ہے اور شرف ایمان سے مشرف ہو چکے ہیں۔ وہ اس لائق ہیں کہ میں ادب سے ان کے قدم اور منہ چوموں۔

مطلب:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ یا اللہ! تیری شان اور عظمت بڑی عظیم ہے۔ تیری عظمت کی وسعتوں کو کوئی نہیں پا سکتا۔ تو رب العلمین ہے۔ تیری عظمتیں تیری صفات اور ہر صفت کی وسعت و حقیقت بے انت ہے۔ اس کی حقیقت گر سارا جہان مل جائے تب بھی حقیقت اور تیری صفات کا کما حقہ ادراک ممکن نہیں ہے۔

تیری ذات حی و قیوم ہے ہر شے فانی ہے ہر شے کو فنا ہونا ہے مگر تیری ذات حی و قیوم ہے جسے فنا نہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تیرے نام پہ بھی جو لوگ اپنی حیات مستعار قربان کر دیتے ہیں انہیں بھی حیات جاودانی سے نواز دیا جاتا ہے۔ جو تیرے نام پہ اپنا سب کچھ قربان کر کے سرخروئی حاصل کرتے ہیں انہیں تیری طرف سے ایسی ایسی عظمتیں عطا ہو جاتی ہیں کہ انہیں انسانی عقل تسلیم کرنے سے عاجز آ جاتی ہے تیری شان کمال کو سمجھنا، اس کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنا کسی کے بس کا روگ نہیں۔ ہاں جن لوگوں نے تجھے پہچان لیا ہے۔ جن لوگوں کو یہ حقیقت سمجھ آ گئی ہے جو لوگ تیری معرفت حاصل کر چکے ہیں۔ ان کا ادب و احترام لازم ہے ان کی عظمتوں اور شانوں کو بھی تسلیم کرنا ضروری ہے۔ وہ اس لائق ہیں کہ میں ان کے قدموں اور منہ مبارک کا بوسہ لوں۔ ان کے قدم چوم کر اُن سے برکت حاصل کروں۔

فائدہ:

یہی وجہ ہے کہ ہم انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے تبرکات اور مزارات اور ان سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کو متبرک خیال کرتے ہوئے ان کا احترام بھی کرتے ہیں۔ اور ان سے برکات بھی حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شان:

قرآن مجید میں ہے کہ

(۱) لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ج وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○ (پ ۷، سورہ انعام آیت ۱۰۳)

marfat.com
Marfat.com

اسے قیاس، گمان، وہم اور خیال نہیں پا سکتا (کیونکہ) وہ ان سے باہر ہے وہ باریک بین خبردار ہے۔

(۲) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ (پ۲، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۶۳)

اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔ (کنزالایمان)

(۳) وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ (پ۲، البقرہ آیت نمبر ۱۶۴)

اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں۔ (کنزالایمان)

(۴) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

(پ۳، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۵)

اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا اُسے نہ اُونگھ آئے نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔ وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے اس کے حکم کے جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑائی والا۔ (کنزالایمان)

(۵) وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (پ۳، البقرہ آیت ۲۵۶)

اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ (کنزالایمان)

(۶) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝ (پ۳، آل عمران آیت نمبر ۶۲-۶۳)

اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ ہی غالب حکمت والا ہے پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ فسادیوں کو

marfat.com
Marfat.com

جانتا ہے۔ (کنزالایمان)

(۷) وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (الانعام آیت نمبر ۱۰۱ پ ۷)

اس نے ہر چیز پیدا کی وہ سب کچھ جانتا ہے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کے مبارک نام:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تِسْعَةٌ وَّتِسْعِيْنَ اِسْماً مِّائَةً اِلَّا وَاحِدَةً مَّنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو ان کو یاد کرے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب اسماء اللہ تعالیٰ بخاری شریف۔ مسلم شریف)

حدیث شریف:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تِسْعَةٌ وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مَّنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِىُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِىُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِىْ الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِ الْمُمِيْتُ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ

marfat.com
Marfat.com

الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّءُوفُ الْمَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ۔ (رواہ الترمذی والبیہقی فی الدعوات الکبیر مشکوٰۃ شریف کتاب اسماء اللہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو ان کو یاد کرے گا جنت میں داخل ہوگا وہ اللہ ایسا ہے کہ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ ہی کوئی بخشنے والا ہے۔ مہربان حقیقی بادشاہ ہے۔ بے عیب۔ نہایت ہی پاک۔ سلامتی والا۔ امن دینے والا۔ نگہبان۔ غالب۔ درست کرنے والا۔ نہایت بزرگ۔ عدم سے وجود بخشنے والا۔ صورت بنانے والا۔ غالب۔ بخشنے والا۔ رزق دینے والا۔ خالق۔ حاکم۔ تنگ کرنے والا۔ فراخی کرنے والا۔ نیچا کرنے والا۔ بلند کرنے والا۔ عزت اور ذلت دینے والا۔ سننے والا۔ دیکھنے والا۔ حکم کرنے والا۔ انصاف کرنے والا۔ باریک بین۔ دل کی باتوں پر خبردار۔ بردبار۔ بزرگ۔ بخشنے والا۔ قدردان۔ بلند مرتبہ۔ بڑا۔ حفاظت کرنے والا۔ قوت دینے والا۔ کفایت کرنے والا۔ بزرگ قدر۔ سخی بڑا۔ نگہبانی کرنے والا۔ قبول کرنے والا۔ وسیع علم والا۔ استوار کاردانا۔ بزرگ۔ دوست رکھنے والا۔ شریف۔ اٹھانے والا۔ حاضر۔ ثابت کار۔ قوت والا۔ استوار تمام کاموں میں۔ مددگار۔ تعریف کیا گیا۔ گھیرنے والا۔ پہلی بار پیدا کرنے والا۔ دوبارہ پیدا کرنے والا۔ زندہ کرنے والا۔ مارنے والا۔ زندہ۔ قائم۔ غنی بزرگ تنہا۔ ایک۔ بے پرواہ۔ قدرت والا۔ قدرت ظاہر کرنے والا۔ آگے کرنے والا۔ پیچھے کرنے والا۔ سب سے پہلے۔ سب سے پیچھے اور ہر چیز سے نزدیک۔ کارساز۔ بہت بلند۔ نہایت احسان کرنے والا۔ توبہ قبول کرنے والا۔ بدلہ لینے والا۔ درگزر کرنے والا۔ بہت مہربان۔ مالک۔ بزرگی والا۔ بخشش کرنے والا۔ جمع کرنے والا۔ ہر چیز سے بے پرواہ۔ بے پرواہ کرنے والا۔ راہ دکھانے والا۔ پیدا کرنے والا۔ ہمیشہ رہنے والا۔ جہانوں کا رہنما۔ بردبار۔

عقائد متعلقہ ذات وصفاتِ الٰہی جل جلالہ

عقیدہ: اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسماء میں۔ واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے عدم قدیم محال ہے یعنی ہمیشہ سے ہے ازلی کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی ہمیشہ رہے گا اور اس کو ابدی بھی کہتے ہیں وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے۔

عقیدہ: وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔

عقیدہ: اس کی ذات کا ادراک عقلاً محال ہے کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے [illegible] اور اس کو کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔

marfat.com
Marfat.com

البتہ اس کے افعال کے ذریعے اجمالاً اس کی صفات پھران صفات کے ذریعہ سے معرفت ذات حاصل ہوتی ہے۔

عقیدہ: اس کی صفتیں نہ عین ہیں نہ غیر یعنی صفات اسی ذات ہی کا نام ہوا ایسا نہیں اور نہ اُس سے کسی طرح نحو وجود میں جدا ہوسکیں کہ نفس ذات کی مقتضی ہیں اور عین ذات کو لازم۔

عقیدہ: جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں۔

عقیدہ: اس کی صفات نہ مخلوق ہیں نہ زیر قدرت داخل۔

عقیدہ: ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔

عقیدہ: صفات الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بددین ہے۔

عقیدہ: جو عالم میں سے کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حدوث میں شک کرے کافر ہے۔

عقیدہ: نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا نہ اُس کے لیے بی بی۔ جو اسے باپ یا بیٹا بتائے یا اُس کے لیے بی بی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بددین ہے۔

عقیدہ: وہ حی ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اُس کے ہاتھ میں ہے جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔

عقیدہ: وہ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی ممکن اُس کی قدرت سے باہر نہیں۔

عقیدہ: جو چیز محال ہے اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اس کی قدرت اُسے شامل ہو کہ محال اُسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب مقدور ہوگا تو موجود ہو سکے گا پھر محال نہ رہا۔ اسے یوں سمجھو کہ دوسرا خدا محال ہے یعنی نہیں ہوسکتا تو یہ اگر زیر قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا۔ تو محال نہ رہا اور اس کو محال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے یو ہیں افنائے باری محال ہے اگر تحتِ قدرت ہو تو ممکن ہوگی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں تو ثابت ہوا کہ محال پر قدرت ماننا اللہ کی الوہیت سے ہی انکار کرنا ہے۔

عقیدہ: ہر مقدور کے لیے ضرور نہیں کہ موجود ہو جائے البتہ ممکن ہونا ضروری ہے اگرچہ کبھی موجود نہ ہو۔

عقیدہ: وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے پاک ہے یعنی عیب ونقصان کا اس میں ہونا محال ہے بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لیے محال مثلاً جھوٹ، دغا خیانت ظلم جہل بے حیائی وغیرہم عیوب اس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا، تو قدرت ناقص ہو جائے گی باطل محض ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان، نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔

عقیدہ: حیات، قدرت، سننا، دیکھنا، کلام، علم، ارادہ اس کے صفات ذاتیہ ہیں مگر کان آنکھ زبان سے اس کا سننا دیکھنا کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے ہر باریک سے باریک کو کہ خوردبین سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے بلکہ اس کا دیکھنا اور سننا انہی چیزوں پر منحصر نہیں ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے۔

عقیدہ: مثل دیگر صفات کے کلام بھی قدیم [illegible] امام اعظم و دیگر ائمہ رضی اللہ

marfat.com
Marfat.com

عنہم نے اُسے کافر کہا بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کی تکفیر ثابت ہے۔

عقیدہ: اُس کا کلام آواز سے پاک ہے اور یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے مصاحف میں لکھتے ہیں اسی کا کلام قدیم بلاصوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادث یعنی ہمارا پڑھنا حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا قدیم اور ہمارا لکھنا حادث اور جو لکھا قدیم ہمارا سننا حادث ہے اور جو ہم نے سنا قدیم ہمارا حفظ کرنا حادث ہے اور جو ہم نے حفظ کیا قدیم یعنی متجلی قدیم ہے اور تجلی حادث۔

عقیدہ: اس کا علم ہر شے کو محیط یعنی جزئیاں کلیات موجودات معدومات ممکنات محالات سب کو ازل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور ابد تک جانے گا اشیاء بدلتی ہیں اور اس کا علم نہیں بدلتا دلوں کے خطروں اور وسوسوں پر اس کو خبر ہے اور اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔

عقیدہ: وہ غیب و شہادت سب کو جانتا ہے علم ذاتی اس کا خاصہ ہے جو شخص علم ذاتی غیب خواہ شہادت کا غیر خدا کے لیے ثابت کرے کافر ہے علم ذاتی کے یہ معنی کہ بے خدا کے دیئے خود حاصل ہو۔

عقیدہ: وہی ہر شے کا خالق ہے ذوات ہوں خواہ افعال سب اُسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔

عقیدہ: حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے ملائکہ وغیرہم وسائل و وسائط ہیں۔

عقیدہ: ہر بھلائی بُرائی اُس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا زید کے ذمہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اس کے لیے بھلائی لکھتا تو اس کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُمت کا مجوس بتایا۔ (بہار شریعت حصہ اول، ص ۳ تا ۵)

جنھاں پچھاتا سچ ، چماں پیر موں:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے حق پہچان لیا ہے اور ایمان کی دولت سے بھی مالا مال ہو چکے ہیں اور معرفت حق سے بھی نوازے جا چکے ہیں جی چاہتا کہ میں ان کے پیر اور پیشانی مبارک کا بوسہ لوں کیونکہ بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں منہ اور پیشانی وغیرہ متبرک ہوتے ہیں بلکہ بزرگوں کے قرب سے نوازی جانے والی ہر چیز متبرک ہو جاتی ہے کیونکہ صحبت صالحین کے بے حد فوائد ہیں۔

اچھی صحبت کے فوائد:

بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے کے فوائد بے شمار ہیں ان میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے گناہوں سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔ نیکی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ بارگاہ حق سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

حکایت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بغداد شریف کی طرف سفر کر رہا تھا ایک شہر میں بزرگوں

marfat.com
Marfat.com

اوران کے مسکن کے متعلق پوچھا۔ایک درویش کا پتہ ملا جو دجلہ کے کنارے غار میں رہتا تھا جب وہاں پہنچا تو اسے نماز میں مشغول پایا نماز سے فارغ ہونے تک وہیں ٹھہرا رہا۔بعد میں آداب بجالایا۔اس بزرگ نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو میں بیٹھ گیا جس ہیبت وعظمت کا وہ بزرگ دیکھا کسی کو نہیں دیکھا۔اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آنا ہوا؟ عرض کی اجودھن سے۔

فرمایا: جو شخص ارادت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے وہ بزرگ ہو جاتا ہے۔'' (راحت القلوب مجلس ۶)

بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا

حدیث:

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو انصاری ہیں اسید ایک مرتبہ ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے ان میں خوش طبعی کی باتیں ہو رہی تھیں وہ ان کو ہنسا رہے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پہلو میں چوکا دیا۔ اس نے کہا مجھے بدلہ دو۔آپ نے فرمایا مجھ سے بدلہ لے لو۔اس نے کہا آپ پر قمیص ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اٹھالی۔وہ آپ سے چمٹ گیا اور بوسہ لینا شروع کیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! میں نے اس بات کا ارادہ کیا تھا۔

(ابوداؤد شریف، مشکوۃ شریف باب المصافحہ والمعانقہ)

نبی کریم ﷺ نے بوسہ لیا:

شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ملے۔ گلے سے لگالیا اور اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

(رواہ ابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان مرسلا وفی بعض نسخ المصابیح وفی شرح السنۃ عن البیاضی متصلا، مشکوۃ شریف باب المصافحہ والمعانقہ)

ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینا:

حضرت زارع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ عبدالقیس کے وفد میں شامل تھے بیان فرمایا کہ جس وقت ہم مدینہ آئے تو اپنی سواریوں سے جلدی کرتے تھے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت بی بی فاطمہؓ اور نبی کریم ﷺ کا عمل مبارک:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیان فرمایا کہ میں نے فاطمہؓ سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طریقہ روش نیک خصلتی بلکہ ایک روایت میں ہے بات چیت کرنے میں کسی ایک کو مشابہ نہیں دیکھا۔جس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آتی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف کھڑے ہوتے ان کا ہاتھ پکڑتے اُسے بوسہ دیتے اور اپنے بیٹھنے کی جگہ میں اسے بٹھاتے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جاتے تو وہ آپ کی طرف کھڑی ہوتیں۔آپ کا ہاتھ مبارک پکڑتیں، بوسہ دیتیں اور اپنی مجلس میں بٹھاتیں۔(ابوداؤد شریف، مشکوۃ شریف باب المصافحہ والمعانقہ)

marfat.com
Marfat.com

اگلے نبیوں کی سنت:

حضرت بدرالدین اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ (حضرت شیخ الاسلام فرید الملت) کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ مولانا نظام الدین مولانا یحییٰ غریب عرف ہانسوی، شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہم اور دوسرے عزیزان مجلس مبارک میں موجود تھے بزرگوں کے ہاتھ چومنے کا ذکر ہو رہا تھا۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے درویش! ایک دوسرے کا ہاتھ چومنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اگلے نبیوں کی سنت ہے جو شخص مشائخ کا دست مبارک پوری تعظیم کے ساتھ چومتا ہے حق تعالیٰ اس کو (گناہوں سے) ایسا پاک کر دیتا ہے گویا وہ اسی روز پیدا ہوا ہو۔ (اسرار الاولیاء مجلس ۱۶)

فائدہ: پھر حضرت نے فرمایا کہ اے درویش! مشائخ عظام جو ہاتھ مبارک چومنے کے لیے بڑھاتے ہیں تو اس سے ان لوگوں کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اس طرح ایک دوسرے کی بخشش ہو جائے۔ (اسرار الاولیاء مجلس ۱۶)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا طریقہ مبارک:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے درویش! حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کا طریقہ تھا کہ جس جگہ اور جس جماعت میں وہ تشریف لے جاتے جب تک سب کا ہاتھ نہ چوم لیتے اور سلام نہ لے لیتے اس سے نہیں ہٹتے تھے۔

(اسرار الاولیاء مجلس ۱۶، شائع کردہ نفیس اکیڈمی کراچی)

کارکنان نفیس اکیڈمی کی عدم توجہ:

یاد رہے کہ الفقیر ابو احمد عرض کرتا ہے کہ نفیس اکیڈمی والوں نے جس شاندار طریقے سے اسلامی کتب شائع کی ہیں مبارکباد کے مستحق ہیں مگر شاید ان کی توجہ ان کتب کے شائع کرنے میں پوری نہ تھی کیونکہ متعدد شائع کردہ کتب میں اہم غلطیاں موجود ہیں ضرورت ہے کہ ان غلطیوں کا ازالہ کیا جائے۔

(۱) حضرت یوسفؑ اور زلیخا:

اس کے بعد غایت شوق میں یوسف علیہ السلام کا یہ قصہ بیان فرمایا کہ حضرت یوسفؑ کے دل میں زلیخا کی چاہ پیدا ہوئی تو اس وقت زلیخا حضرت علیہ السلام کے دین سے مشرف ہو چکی تھی اور ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہتی۔ کہا جاتا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام اس سے ملنا چاہتے تو وہ کترا جاتی یہ دیکھ کر یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے پوچھا کہ یاد کرو ایک وہ دن تھا کہ تم میرا پیچھا کرتی تھیں اور میں تمہارے سامنے سے بھاگ جاتا تھا اور ایک آج کا دن ہے کہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں اور تم مجھ سے کتراتی ہو آخر معمہ کیا ہے؟ زلیخا نے جواب دیا اے یوسف! اس وقت خدا سے میری آشنائی نہیں ہوئی تھی اور اس کی عبادت سے مجھے کوئی واسطہ نہیں تھا سوائے تمہارے اور کوئی بھی دوسرا میرا محبوب نہیں تھا اس لیے تم سے لپٹی ہوئی تھی لیکن اب تو اللہ تعالیٰ کو میں نے پہچان لیا ہے۔ اور اس کی پرستش کو اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔ اور اپنی کوششوں سے اس کو پالیا ہے اس کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی ہے پس اے یوسف! اب تم بلکہ تم سے لاکھوں گنا بہتر میری نظر میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ جب میں نے اللہ سے محبت کا رشتہ جوڑ لیا ہے تو پھر ماسوا اس کے کسی سے الفت کرنے میں تو بجائے وفاداری کے بے وفائی ظاہر ہو گی۔

(اسرار الاولیاء یعنی ملفوظات حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ فصل اوّل، ص ۳۴-۳۳)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

(۱) خط کشیدہ جملہ مطالعہ فرمایئے سارے جملے کا بھی حاصل (چاہ) پہ غور کیجئے کیا سیدنا یوسف علیہ السلام جیسے عظیم القدر پیغمبر کی شان کے یہ لفظ لائق ہے کہ جب آپ کو چاہ ہوئی کیا مطلب؟ بغیر نکاح چاہ ہونا اور نوبت اس طرح بی بی زلیخا کے پیچھے بھاگنا دوڑنا اور پھر انہیں متوجہ کر کے پوچھنا چہ معنی دارد؟ یہ کلمات اور جملے تمام ہی ایک پیغمبر کی شان میں بولے جانے کے لائق نہیں اور خرابی کا سبب لفظ (چاہ) ہے۔ حالانکہ متعدد مترجمین نے (چاہ) کی بجائے نکاح تحریر فرمایا ہے جو بالکل درست ہے اس میں کوئی ابہام پیدا نہیں ہوتا جبکہ (لفظ۔ چاہ) حقیقت کی ترجمانی سے کوسوں دور اور ایک نبی کی ذات پہ کیچڑ اچھالنے کے علاوہ کچھ نہیں اور یہ لفظ لانے میں فائدہ بھی کوئی نہیں حاصل ہوتا۔ اس لیے عاجزانہ عرض ہے کہ اس لفظ چاہ کو تبدیل کیا جائے۔

(۲) البدایہ والنہایہ کا ترجمہ کیا گیا اس میں مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کی بجائے۔ ایک جملے کا ترجمہ ہی نہیں کیا گیا۔

(۳) تاریخ طبری کے ترجمہ میں بھی مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاوّل ہے جبکہ تاریخ طبری میں اوائل کے چند سالوں کی تاریخ ہی بیان نہیں کی گئی۔

(فائدہ) اس لیے کارکنانِ نفیس اکیڈمی سے التماس ہے کہ مہربانی فرما کر ایسی اغلاط کو دور کرنے میں خصوصی توجہ فرمائیں۔

گناہوں کا جھڑنا:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے درویش! لوگ جب نماز سے فارغ ہوتے ہیں ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں اور چومتے ہیں ایسا کرنے سے ان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درخت سے پتیاں جھڑتی ہوں۔

(اسرار الاولیاء فصل ۱۶)

دین ودنیا کی بھلائی اور برکت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے درویش! مشائخ اور بزرگوں کا ہاتھ جو لوگ چومتے ہیں وہ لوگ محض دین ودنیا کی بھلائی اور برکت کے لیے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۶)

حکایت:

فرمایا: اے درویش! ایک مرتبہ ایک مخبر کو لوگوں نے دیکھا لوگوں نے اس سے پوچھا کہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اچھے برے جو کام میں نے دنیا میں کیے تھے میرے سامنے سب رکھ دیئے گئے۔ آخر میں بات اس طرح ختم ہوئی کہ فرشتوں کو مجھے دوزخ میں لے جانے کا غیب سے حکم ہو گیا۔ ابھی وہ لوگ مجھے لے ہی جا رہے تھے کہ حکم آیا کہ فلاں روز تو نے خواجہ شریف حاجی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ مسجد دمشق میں چوما تھا۔ ان کے ہاتھ چومنے کی برکت سے میں نے تجھ کو بخش دیا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۶)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

پھر فرمایا کہ اے درویش! کل قیامت کے دن بہت سے گنہگاروں کو بزرگوں کے ہاتھ چومنے کی برکت سے بخش دیا جائے گا اور دوزخ سے چھٹکارا مل جائے گا۔(اسرار الاولیاء فصل ۱۶)

حکایت:

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

اے درویش! ایک مرتبہ حجاج بن یوسف کے انتقال کر جانے کے بعد اس کو لوگوں نے خواب میں دیکھا لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے۔اس نے جواب دیا کہ ہلاکت اور تباہی کے مقام پر ہوں لیکن ایک بات سے اُمید ہوتی ہے کہ بخش دیا جاؤں گا۔لوگوں نے پوچھا کون سی نیکی کے امیدوار ہو؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے فرمایا گیا ہے کہ فلاں دن خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس مبارک میں تو نے عزت واحترام سے ان کا ہاتھ پکڑا تھا اور چوما تھا۔اسی کام کی وجہ سے ہم تم کو بخش دیں گے اور تو مغفور ہوگا۔(اسرار الاولیاء فصل ۱۶)

پھر فرمایا کہ آثار اولیاء میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ ایک بزرگ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا میں کسی بزرگ، یا شیخ کا ہاتھ چومے گا وہ یقیناً بخشا جائے گا۔اس لیے کہ مشائخ کا ہاتھ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک ہے جو مشائخ کا ہاتھ مبارک پکڑتا ہے۔وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑا۔(اسرار الاولیاء فصل ۱۶)

حضرت داؤد علیہ السلام کا طریقہ مقدس:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ

اے درویش! حضرت داؤد علیہ السلام جب مسند پر بیٹھ کر مظلوموں اور دادخواہوں کا انصاف کرتے تو اس درمیان میں اگر کوئی بنی اسرائیل کے بزرگوں میں سے آپ کی خدمت اقدس میں آجاتا تو آپ اپنی مسند مبارکہ سے کھڑے ہو جاتے اور اس (آنے والے بزرگ) کا ہاتھ چومتے پھر بیٹھتے اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرماتے۔یا اللہ! ان کے ہاتھ کی برکت کی وجہ سے جو تو نے ان کے لیے مقرر کیا ہے مجھے اپنی پناہ میں رکھ۔

پس اے درویش! اگرچہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ کی پناہ میں ہوتے ہیں لیکن پھر بھی وہ اچھی دعاؤں کی برکت برابر اپنے لیے طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا اللہ! لوگوں کے ہاتھ چومنے کی برکت سے مجھے بخش دے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا طریقہ مبارک:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ

اے درویش! جس دن حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی۔اس دن آپ شاہراہ عام پہ کھڑے ہو گئے۔جو بھی مسافر اس راستہ سے گزرتا آپ اس کا ہاتھ عزت واحترام سے چومتے اور فرماتے تھے کہ یہ اس لیے ہے کہ بنی اسرائیل کے بزرگوں کا ہاتھ چومنے اور ان لوگوں کی دعاؤں کی برکت سے حق سبحانہ تعالیٰ یوسف (علیہ السلام) کا دیدار نصیب کرے گا۔(اسرار الاولیاء فصل ۱۶)

marfat.com
Marfat.com

متبرک ہاتھ:

(۱) عبدالرحمٰن بن رزین بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک بار ربذہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں حضرت سلمہ بن الاکوع ہیں ہم ان کے پاس آئے اور السلام علیکم کہا۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑوں سے باہر کیے اور کہا کہ میں نے ان ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے اُن کا ہاتھ نہایت گداز تھا جیسے اونٹ کے ہاتھ ہوں ہم لوگ کھڑے ہوگئے اور ہم نے ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔ (کتاب زندگی ترجمہ الادب المفرد، ص ۲۸۸، نفیس اکیڈمی کراچی)

(۲) ابن جدعان کہتے ہیں کہ ثابت حضرت انس سے کہا کہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو مس کیا تھا۔ کہا ہاں۔ اس پر انہوں نے ہاتھ چوم لیا۔ (ایضاً)

تبرکات نبویہ میں شفا:

دیو بند مکتبہ فکر کے ملتان کے شائع ہونیوالے ماہنامہ محاسن اسلام جو کہ اگست ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا اس میں ہے کہ احادیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرکاک حاصل کرنا درست ہے مثال کے طور پر کسی خوش نصیب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنا ہوا کپڑا یا جوتا مبارک مل جائے یا آپ کا بال مبارک مل جائے اور وہ اس کو اپنے پاس رکھے اور اسی میں برکت سمجھے تو یہ درست ہے اسی طرح کسی جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا یا بیٹھنا ثابت ہو تو اس جگہ نماز پڑھنا یا بیٹھنا یا اس سے برکت حاصل کرنا جائز ہے۔ یہ شرک یا بدعت یا ناجائز نہیں۔ اسی طرح کسی صحابی یا بزرگ کے آثار سے تبرک حاصل کرنا بھی درست ہے۔ (ماہنامہ محاسن اسلام ملتان اگست ۲۰۰۷ء رجب ۱۴۲۸ھ)

تبرکات کے جواز کا ثبوت:

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی زیر سرپرستی میں شائع ہونے والے ماہنامہ محاسن اسلام میں تبرکات نبویہ کے عنوان کے تحت ازافادات مفتی عبدالقادر صاحب میں لکھا گیا ہے کہ:

حضور ﷺ سے تبرک:

ایک صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! میری نظر کمزور ہوگئی ہے جب بارش ہوتی ہے تو اس وقت میرا مسجد میں جانا دشوار ہوتا ہے اور میں گھر میں نماز پڑھ لیتا ہوں تو آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ کسی وقت میرے گھر میں تشریف لا کر میرے گھر میں دو رکعت پڑھا دیجئے، آئندہ میں اسی جگہ نماز پڑھا کروں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے گھر میں ایک دُگانہ پڑھایا ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے سے قبل حضرت عتبان بن مالک کے گھر میں نماز جائز تھی وہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی برکت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر نکیر (انکار) نہیں فرمائی بلکہ قبول فرمائی۔ پس یہ واقعہ آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنے کی بہترین سند ہے۔ بخاری (محاسن اسلام ملتان اگست ۲۰۰۷ء)

وضو کے پانی سے تبرک:

عروہ بن مسعود ثقفی کا مشاہدہ بیان کیا گیا ہے کہ جسے مفتی عبدالقادر صاحب کے افادات میں سے نقل کیا گیا ہے۔ ماہنامہ

marfat.com
Marfat.com

محاسن اسلام میں وہ مشاہدہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

''انہوں نے مشاہدہ بیان کیا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے ہیں تو صحابہ کرام آپ کے وضو کے پانی پر جھپٹتے ہیں اور اپنے ہاتھوں پر لیتے ہیں اور اگر آپ منہ مبارک سے لعاب یا بلغم پھینکتے ہیں تو وہ بھی اپنے ہاتھوں پر لیتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کا یہ عمل اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو نہ روکنا یہ تبرک حاصل کرنے کی مضبوط دلیل ہے۔ (بخاری) (محاسن اسلام حوالہ مذکورہ)

مبارک بالوں سے تبرک:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر اعمال حج سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر منڈایا اور حضرت ابوطلحہ انصاری کو بال دیئے اور فرمایا کہ صحابہ کرام میں تقسیم کر دیں۔ (مشکوٰۃ)

صحیح بخاری میں ہے کہ مشہور تابعی محمد بن سیرین نے عبیدہ السلمانی سے کہا کہ ہمارے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال مبارک ہے جو ہمیں حضرت انس کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے۔ حضرت عبیدہ نے یہ سن کر فرمایا کہ ساری دنیا کی دولت سے اس کو بہتر سمجھتا ہوں کہ میرے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک ہو۔ (بخاری) محاسن اسلام ملتان اگست ۲۰۰۷ء، رجب ۱۴۲۸ھ

البرکات فی التبرکات:

اس سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے کہ تبرکات میں ہزار ہا برکتیں ہوتی ہیں بلکہ تبرکات میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے اور تبرکات ذریعہ تسکین قلب بھی ہوتے ہیں۔

پیر چومنا:

الوازع بن عامر کہتے ہیں کہ ہم آئے تو ہم سے کہا گیا کہ وہ ہیں رسول اللہ ہم نے آپ کے ہاتھ پیر پکڑ لیے اور چومنے لگے۔ (ایضاً)

شیر خدا رضی اللہ عنہ کا طریقہ مقدس:

صہیب، بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پیر چومتے دیکھا ہے۔ (ایضاً)

-----☆☆☆-----

تیری پناہ خُدایا ، تُوں بخشندگی شیخ فریدے خیر دیجے بندگی

حل لغات:

★ پناہ: سایہ، چھاؤں، امن، حفاظت، نگرانی، آڑ، حمایت، امداد۔ ★ خدایا: اے خدا، یا اللہ۔ ★ تُوں: تو۔ ★ بخشندگی: بخشنہار، بخشنے والا، مہربان، بخشش وعطا کرنے والا، سراپا بخشش۔ ★ شیخ فریدے: شیخ فرید کو۔ ★ خیر: بھلائی، بخشش وعطا، نیکی، برکت، سلامتی، تندرستی وغیرہ۔ ★ دیجے: عطا فرما، عطا فرمائے۔ ★ بندگی: عبادت، پکا عبادت گزار، عبادت آداب، تسلیم،

marfat.com
Marfat.com

خدمت، نوکری، غلامی۔

یا اللہ! تو بخشش اور عطا سے نوازنے والا ہے اس لیے میں تیری پناہ کا طالب ہوں تو شیخ فرید کو اپنا پکا عبادت گزار بننے کی توفیق سے نواز دے۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔ انہیں بندہ اور بندگی کی حقیقت سے آشنائی حاصل تھی وہ جانتے تھے کہ صرف وحدہٗ لاشریک ہی وہ ذات ہے کہ اگر اس کی پناہ حاصل ہو جائے تو پھر نفس اور شیطان میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ لاکھ میرے دشمن حیلہ سازیاں کریں مگر وحدہٗ لاشریک کی پناہ کے سامنے اُن کا کوئی بھی مکر فریب کارگر ثابت نہیں ہو سکتا اسی لیے آپ اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ یا اللہ مجھے تیری پناہ چاہیے مجھے اپنی پناہ میں لے لے تو بخشش اور عطاؤں سے نوازنے والا ہے اگر تو مجھے اپنی پناہ میں لے لے گا تو پھر بھی کسی کی کا شکار نہیں ہوگا میرا کام بن جائے گا۔ میری دنیا و آخرت سنور جائے گی۔ اس لیے مجھے تیری پناہ چاہیے مجھے اپنی پناہ میں لے لے۔ شیخ فرید کو اپنی بندگی میں پختگی عطا فرما۔ تا کہ میں ہر وقت تیری عبادت میں مشغول رہوں۔

دعا:

اس شلوک میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے دعا بیان فرمائی ہے۔ اس لیے دعا کی فضیلت ملاحظہ فرمائیے۔ قرآن مجید میں ہے کہ

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ (پ۸، سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۵)

دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آہستہ، بے شک اللہ نہیں دوست رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

فائدہ:

اپنی تمام حاجات اور مشکلات میں بارگاہِ الٰہی کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی دعا کی قبولیت کے لیے جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ان کا ذکر بھی فرما دیا کہ انسان نخوت و غرور کو دل سے نکال کر غفلت و کاہلی سے اپنے آپ کو پاک کر کے سراپا عجز و انکسار بن کر اپنے رب کے حضور میں دستِ دعا دراز کرے۔ دوسری یہ کہ چلا کر دعا نہ مانگے کیونکہ آدابِ بارگاہ ربانی کے خلاف ہے اور اس میں ریا اور دکھاوے کا بھی بہت امکان ہے بلکہ آہستہ آہستہ خاموشی سے اپنے دل میں نیازمند کی حکایت درد و آرزو پیش کرے۔ ذکر الٰہی میں اصل تو یہی ہے لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ ذکر بالجہر ممنوع ہے درست نہیں کیونکہ بعض مقامات پر اور بعض حالات اور حکمتوں کے پیش نظر ذکر بالجہر ذکر سری سے افضل ہو جاتا ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں ذکر بالجہر کا مقصد یہی ہے کہ طالب مولا غفلت و نسیان کی نیند سے بیدار ہو۔ دل میں حرارت پیدا ہو جس سے محبت و عشق الٰہی کے شعلے بھڑک اٹھیں اور یہ تو بہر حال ضروری ہے کہ دل میں ریا اور نمود کا گزر نہ ہو۔ (تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۲، ص ۳۹-۳۸)

(۲) وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا

marfat.com
Marfat.com

لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○ (پ۲، سورۃ البقرہ ۱۸۶)

اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ تو انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔ (کنز الایمان)

دعا ھی عبادت ھے:

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَۃُ دعا ہی عبادت ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔

(ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

دعا عبادت کا مغز ھے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ دعا عبادت کا مغز (اصل) ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

اللہ کے ھاں عزت والی چیز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَآءِ اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے زیادہ عزت والی کوئی چیز نہیں۔

(رواہ الترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی ھٰذا حدیث حسنٌ غریبٌ، مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

دعا کے دو فائدے:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

دعا تقدیر کو پھیر دیتی ہے اور نیکی عمر کو زیادہ کرتی ہے۔

رحمت کے دروازے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جن کے لیے دعا کا دروازہ کھولا گیا تو اس کے لیے رحمت کے دروازے کھولے گئے اللہ کے نزدیک محبوب ترین دعا یہ ہے کہ اس سے عافیت کی دعا کی جائے۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

اسم خدا:

اس شلوک میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے اسم خدا استعمال کیا ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ کچھ اس اسم کے متعلق مختصر سا عرض کر دیا جائے۔

خدا: (نز) اللہ۔ مولا۔ رب۔ (پنجابی نعت ۲۵۴)

marfat.com
Marfat.com

خدا:

(ف۔مذکر) اللہ۔خداوند۔مالک۔ (نسیم اللغات،ص ۴۰۵)

خدا: (خ دا) [ف۔ا۔مذ] (۱) اللہ تعالیٰ۔ (۲) مالک۔آقا۔حاکم۔خداوند (جامع فیروز اللغات اردو)

اسی طرح خداوند کے معانی بھی ملاحظہ فرمائیے۔

خدا:

(ف) مذکر۔ اللہ۔خداوند۔مالک۔صاحب۔ (نور اللغات ۱۔۲،ص ۱۲۴۴)

خدا:

(ف۔مذکر) (۱) اللہ (۲) ایشر (۳) مالک۔صاحب۔آقا۔حاکم (جامع اللغات جلد اوّل،ص ۹۴۲)

خداوند: (ز) خدا۔ اللہ جی (پنجابی لغت،ص ۲۵)

فائدہ:

ان لغوی معانی میں سے اِکاؤ کا معنی کے علاوہ بھی معانی اللہ تعالیٰ کے لیے بولے جاتے ہیں نہ جانے کے سوجھی کہ اس اسم کے خلاف گفتگو شروع ہوگئی۔ چونکہ چنانچہ کی ہیر پھیر کر کے اِکاؤ کا کوئی شوشہ چھوڑتا رہتا ہے کہ یہ اسم اللہ تعالیٰ کے لیے بولنا ناجائز ہے حرام ہے وغیرہ حالانکہ ہر مکتبہ فکر کے علماء نے اسم خدا استعمال کیا ہے۔اردو ادبی شخصیات نے بھی بکثرت یہ اسم استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اردو ادبی لحاظ سے بھی اس اسم کا استعمال ناجائز نہیں۔

اہلسنت وجماعت کے نزدک:

اہلسنت وجماعت کے مجدد اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًاۘ (پ۱،البقرہ ۲۶)

رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں خدا کا کیا مقصود ہے۔(ترجمہ کنز الایمان)

اہلحدیث کے نزدیک اسم خدا کا استعمال:

اہلحدیث مکتبہ فکر کے مایہ ناز مولوی نواب وحید الزمان خاں حیدآبادی کے ترجمہ قرآن مجید میں ہے کہ

كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْۚ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۸)

تم خدا کو کیسے نہیں مانتے پہلے تم میں جان نہ تھی پھر تم میں جان ڈالی پھر تم کو مار ڈالے گا، پھر تم کو جلائے گا پھر تم کو اسی کے پاس جانا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا○ (سورۃ البقرہ ۲۹)

وہی خدا ہے جس نے تمہارے لیے سب کچھ جو زمین میں ہے بنایا

marfat.com
Marfat.com

دیوبند مکتبہ فکر کے علماء کے نزدیک اسم خدا کا استعمال:

دیوبند مکتبہ فکر کے شیخ الہند جناب محمود الحسن صاحب کا ترجمہ قرآن جو تفسیر عثمانی میں ہے ملاحظہ فرمائیے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ط (سورۃ البقرہ ۲۵)

گمراہ کرتا ہے خدا تعالیٰ اس مثال سے بہتیروں کو اور ہدایت کرتا ہے اس سے بہتیروں کو۔
اسی طرح اس سلسلے میں مودودی صاحب کی تفسیر تفہیم القرآن میں بھی متعدد مقامات پر اسم خدا استعمال ہوا ہے۔

فائدہ:

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جی یہ اسم قرآن وحدیث میں نہیں آیا بلکہ یہ اسم عربی زبان کا ہے بھی نہیں بلکہ فارسی زبان کا ہے اس لیے یہ اللہ تعالیٰ کے لیے اسم نہیں بولنا چاہیے۔

جواب ابو احمد اویسی:

عرض ہے اگر یہی قانون بنالیا جائے کہ صرف وہی اسم بولنا اللہ کے لیے جائز ہے جو محض قرآن واحادیث میں آیا ہو یا کم از کم عربی زبان کا ہو تو پھر عربی زبان کے علاوہ جتنے اسم اللہ کے لیے بولے جاتے ہیں وہ بھی نہیں بولنے چاہئیں۔ پھر God اور پروردگار کے متعلق کیا خیال ہے کہ یہ دو اسماء اور ان جیسے دیگر اسماء جو قرآن وسنت میں بیان نہیں ہوئے بلکہ عربی زبان کے نہیں کیا ایسے اسماء ناجائز یا حرام ہیں۔ بہر حال غور کرنے کا مقام ہے۔ جب پروردگار بولا جاسکتا ہے جیسا کہ اکثر اہلحدیث کی کتب میں اسم پروردگار لکھا ہوا ملتا ہے اسی طرح دیوبند مکتبہ فکر میں بھی یہ اسم عام مروج ہے۔ انگریزی میں اسم God سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا نہ ہی ناجائز کہا تو پھر اسم خدا بولنے یا لکھنے میں بھی عیب ہرگز نہیں۔ یہی اسم بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس شلوک میں لکھا ہے پس واضح ہوا کہ تقریباً ہر مکتبہ فکر کے نزدیک اسم خدا بولنا جائز ہے ناجائز ہرگز نہیں۔

فائدہ:

اس سلسلے میں تفصیلات انشاء اللہ فیض العرفان دورہ تفسیر القرآن میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ فقط الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی۔

خلاصہ کلام:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرماتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ خدایا یعنی اے خدا! ہمیں تیری پناہ مطلوب ہے تو ہی بخششوں سے نوازنے والا ہے۔ مہربانی فرما ہمیں خیر وبرکت سے نواز دے۔ ہمیں اپنی بندگی کی توفیق عطا فرما۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اسم خدا استعمال کرنا ناجائز یا حرام نہیں۔ کیونکہ یہاں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی اسم تحریر فرمایا ہے۔ آپ اولیائے کاملین میں سے ہیں۔ چھوٹے موٹے مولوی یا محض اپنے ذہن کے سوا کسی کو خاطر میں نہ لانے والے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانا چاہیں تو ان کی مرضی ورنہ اولیا کاملین کا اسم خدا تحریر فرمانا موافق، نا موافق تقریباً ہر مکتبہ فکر کے علماء کے ثبوت بھی عرض کر دیئے کہ اسم خدا بیان کرنا جائز ہے ناجائز ہرگز نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اگر کوئی کہے کہ اسم خدا فارسی زبان کا لفظ ہے اس لیے جائز نہیں تو یہ اعتراض تو سرے سے ہی غلط ہے اکثر لوگ انگریزی میں گاڈ God کہتے ہیں۔ اس پہ تو آج تک اعتراض کسی نے نہیں کیا۔ اسم خدا پہ اعتراض چہ معنی دارد؟

-----☆☆☆-----

بولے شیخ فرید پیارے اللہ لگے ایہہ تن ہوسی خاک نمانی گور گھرے

حل لغات:

* بولے: کہا، کہنے لگے، کہتے ہیں، بولتے ہیں، بیان فرماتے ہیں۔ * پیارے: اے پیارے دوست۔ * اللہ لگے: اللہ تعالیٰ سے لو لگاؤ، اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ لو۔ * ایہہ: یہ۔ * تن: جسم۔ * ہوسی: ہوگا۔ * خاک نمانی: بیچاری مٹی۔ * گور: قبر۔ * گھرے: گھر ہے۔

(حضرت بابا) شیخ فرید! (مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) بیان فرماتے ہیں کہ اے پیارے دوست اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے لُو لگائے رکھ، اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے تعلق جوڑ۔ یہ تیرا جسم تو قبر کے گھر میں عاجز و مسکین مٹی کا حصہ بن جائے گا۔

مطلب:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے بندے، اے میرے پیارے دوست تو دنیا کی بھول بھلیوں میں گم نہ ہو جا یہ تو محض دھوکہ و فریب ہے اس دنیا سے تجھے کیا ملنا۔ اس دنیا اور دنیا کے ساز و سامان میں اپنے آپ کو گم نہ کر کیونکہ یہ تو فناہ ہونے والی ہے۔ اس جہان فانی سے رخصتی کے بعد تجھے حساب کتاب کے دور سے گزرنا ہے۔ اس سلسلے میں آج وقت ہے غفلت شعاری چھوڑ دے بلکہ حق تعالیٰ سے لو لگا۔ کیونکہ وہ فانی نہیں بلکہ حی و قیوم ہے۔ اللہ علیٰ کل شیء قدیر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بندگی کا تعلق جوڑ کر بقاء کی دولت حاصل کر یہ تیرا ظاہری جسم موت کے ایک ہی تھپیڑے سے قبر میں خاک نمانی کے ساتھ مل کر خاک ہی ہو جائے گا۔ اس لیے محض اس ظاہری جسم کی خوشنودی کی خاطر اپنا سب کچھ برباد نہ کر بلکہ اس جسم کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور عبادت میں ہمہ وقت مصروف رکھ تا کہ آخرت میں اس کا پھل پائے۔ یاد رکھ اس حقیقت کو کبھی نہ بھول کہ یہ دنیا تیرا گھر نہیں ہے بلکہ اس دنیا کے بعد قبر تیرا ٹھکانہ بنا ہے۔ اسی قبر میں ہی تجھے جانا ہے۔ اپنے گھر کو نہ بھول بلکہ اس کو یاد رکھ۔ اس میں کیا کچھ ہے کس کس چیز سے سامنا کرنا پڑے گا اس دنیا میں رہتے ہوئے آئندہ گھر یعنی قبر میں روشنی یا اندھیرا کا سامان کرنا پڑے گا اب تیری مرضی قبر کو منور کرنا چاہتا ہے یا قبر کو اندھیری کوٹھڑی بنانا چاہتا ہے۔ اگر قبر جنت کے باغوں میں سے جنتی باغ بنانا چاہتا ہے تو پھر یہ چند روزہ زندگی یاد حق میں گزار کر اپنی عاقبت سنوار لے یہی عقلمندی ہے۔ خاک ہونے سے پہلے اعمال صالح اختیار کر لے تا کہ قبر اور آخرت میں حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو قبر روشن، منور، وسیع اور جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے۔ دنیا میں اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف زندگی گزارنا قبر میں سزاؤں، تنگی قبر، قبر کا اندھیری ہونے کا سبب ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

قبر کے متعلق تفصیلات کئی مواقع پر بیان کی گئی ہیں

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے بندو! ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی اسی لیے کیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجن والانس الالیعبدون یعنی اللہ تعالیٰ کہ جس نے انسانوں کو محض اسی لیے تخلیق فرمایا کہ جن اور انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہیں گویا انسان کی زندگی کا مقصد وحید محض اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں اگر یہی مقصد پورا نہ کیا تو انسان نے اپنی زندگی کا مقصد پورا نہیں کیا۔ ایسی زندگی کا کیا فائدہ کہ جس کا مقصد ہی پورا نہ ہو۔ یا محض فضول اور بے کار زندگی کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان کا سبب ہے مگر اس نقصان کا علم اس وقت ہوگا جب وقت گزر گیا اور مقصد حیات کے مطابق یعنی مقصد حیات کے حصول کے لیے زندگی گزاری یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں زندگی گزاری تو اس کے فوائد دنیا میں بھی حاصل ہوتے ہیں اور قبر وحشر میں بھی انشاء اللہ حاصل ہوں گے۔ اس لیے ارے انسان غفلت نہ کر۔ کوئی لمحہ بھی غفلت میں نہ گزار بلکہ موت کو ہر وقت ہی سر پہ سمجھ۔ اس جہان فانی سے رخصتی کا کوئی علم نہیں کہ کب بلاوا آجائے۔ یہ وجود جس کی سہولیات، پالنے اور بناؤ سنگار میں ہمہ وقت مگن رہتے ہو۔ اس نے آخر اس جہان فانی سے رخصت ہونا ہے۔ قبر میں جانا ہے۔

ٹر جانا تماشے والے نے میلہ لگیا لگایا رہ جانا

اس لیے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہو۔

کر فریدا! تو عبادت رات دن

قبر میں جانا ہے تو نے ایک دن

(دیوان فرید، ص ۲۳۹)

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے:

کل نفس ذائقۃ الموت من کے ایتھوں جانا پینا اے

روشن کرلے قبر نوں بیلیا وچہ قبر دے جانا پینا اے

-----☆☆☆-----

اج ملاوا شیخ فرید ٹھاکم کونجڑیاں ، منوں مچندڑیاں

حل لغات:

★ اج: آج اور کئی کتابوں میں آج ہے، مراد روز جزا۔ ★ ملاوا: ملاقات، دیدار، ملاپ۔ ★ ٹھاکم: ٹھاکرا یعنی ٹاکرا، میرا سامنا ہوگا، میری ملاقات حاصل ہوگی۔ ★ کونجڑیاں: کونج کی تصغیر یعنی نفس مراد نیک اعمال کی جزا۔ ★ منوں: من کو، دل کو۔ ★ مچندڑیاں: دل کو مچلا دینے والی۔ جن ... کرنے ... جائے

marfat.com
Marfat.com

آج یعنی (قیامت کے دن یا قبر میں پہلا دن) تو شیخ فرید کی ملاقات کا دن ہے۔ آج تو وہ خوشیاں عطا ہونے والی ہیں جن کے لیے ساری زندگی مچلتا رہا ہے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ قیامت کے روز ایمان والوں کی کیفیت یا قبر میں مومنین اور اللہ والوں کی کیفیت کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ

آج یعنی مر کر قبر میں جانے کے دن ہمیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے آج گھبرانا نہیں چاہیے کیونکہ جس خالق و مالک کے فرمان کے مطابق زندگی کے شب و روز گزارے ہیں۔ آج تو اس کی عطاؤں کا دن ہے۔ آج اس مالک و خالق سے شرف ملاقات کا دن ہے۔ آج جب اس سے ملاقات کا شرف حاصل ہوگا تو اس کی عنایات بے بایاں کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ آج تو خوشیاں ملنے والی ہیں اس لیے آج گھبرانے کا دن نہیں بلکہ آج تو خوشیاں منانے کا دن ہے۔ کیونکہ عنقریب وہ لمحات آنے والے ہیں کہ جن کی خاطر دل مچلتا رہا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کا وقت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبر میں ملاقات کا وقت، دنیا کے قید خانے کے سے آزادی کا دن، ہمہ وقت ہر قسم کی قید سے آزادی کا دن، دنیوی امتحانات اور آزمائشوں سے آزادی حاصل ہونے کا دن، ہمہ وقت بغیر کسی دکھ تکلیف کے اللہ تعالیٰ کے انعامات کے حصول کا وقت یہ بندۂ مؤمن کی شان ہے۔

آج یعنی قیامت کے روز ہمیں کیا ڈر؟ ڈر یا خوف اُن کو چاہیے جو مالک و خالق کی رضا جوئی کی بجائے حق تعالیٰ کو ناراضگی کے اسباب میں زندگی گنواتے رہے۔ ہم نے تو الحمدللہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی عنایات کے باعث ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں زندگی کے لمحات گزارتے رہے ہیں اس لیے آج ہمیں کس چیز کا خوف یا ڈر؟ آج تو ہمیں امن عطا ہونے والا ہے۔

اَلَآ اِنَّ اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون ○

آج تو اللہ تعالیٰ کی عنایات کے حصول کا دن ہے کہ جن کی خاطر ہمارا دل مچلتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے آج وہی وقت تو آنے والا ہے۔ اس لیے خوف کس بات کا۔ بلکہ خوشی کا مقام ہے مر کر یہاں پہنچا ہوں۔ ساری زندگی محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک کے لیے بے چینی میں گزار دی۔ زندگی تو جیسے بھی گزاری گزر گئی۔ مشکلات میں وقت گزرا تو گذر گیا، آسانیوں میں گذرا تو گذر گیا ہر حال میں وقت گزر گیا۔ شب و روز دکھوں سکھوں میں جیسے بھی زندگی گزری۔ گزری اب جس وقت کا ساری زندگی انتظار کیا وہ وقت آ پہنچا اب محبوب کی زیارت عنقریب ہونے والی ہے کیونکہ جب سے سنا ہے کہ قبر میں محبوب کبریا، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ اسی وقت سے اشتیاق بڑھتا رہا۔ اب جوں جوں لمحہ گزرتا جا رہا انتظار محبوب کی وجہ سے ایک ایک لمحہ گزارنا قیامت کی گھڑیاں محسوس ہوتی ہیں ایک ایک لمحہ سالوں پہ بھاری محسوس ہو رہا ہے۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج یعنی قبر میں پہلا دن اللہ تعالیٰ سے انعامات کے حصول کا دن ہے انعامات ربانی کے حصول کا دن ہے، مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل ہونے کا دن ہے اس لیے آج تو خوش ہونے کا دن ہے دکھوں اور تکلیفوں سے نجات کا دن ہے۔ محبوب سے شرف ملاقات کے حاصل ہونے کا دن ہے۔ اس لیے آج خوشی و مسرت کا دن ہے۔ آج دل کی خوشیاں حاصل ہونے کا دن ہے۔ [illegible] کا دن ہے۔ اس لیے آج پریشان ہونے

marfat.com
Marfat.com

کی ضرورت نہیں بلکہ خوشی کا اظہار کرنے کی ضرورت ہے۔

فائدہ:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ

جناب شیخ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عالم جوانی کے موقع وسیلہ وصل خدا ہے کیونکہ جسم کے اعضاء اور حواس تروتازہ اور طاقتور ہیں جن سے حسب الارشاد رہبر کامل راہِ خدا میں صبر اور استقلال اور استقامت کے ساتھ جہد وریاضت خواطر خواہ ہوسکتی ہے۔ اور المہائے جسمانی اور روحانی کی برداشت بھی بخوبی ہوسکتی ہے اور سب فرائض بھی اچھی طرح ادا ہوسکتے ہیں اور شوق وذوق بھی روزمرہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ تصفیہ قلبی حاصل ہوتا ہے اور انوار روحانی کے تجلے پڑنے لگ جاتے ہیں اور تمام جسم نوری ہوجاتا ہے اور سوائے خدا کے اور کسی کی خواہش نہیں رہتی اور یہاں تک کہ اسی میں وہ رفتہ رفتہ واصل ہوجاتا ہے۔

(دیوان فرید، ص ۲۴۰)

قبر:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے کوئی شخص جب فوت ہوتا ہے تو صبح وشام اس کا ٹھکانا اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اگر جنتی ہے تو جنتیوں کا ٹھکانا اور اگر دوزخی ہے تو دوزخیوں کا ٹھکانا۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف تجھے اٹھائے گا۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف)

حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق بندہ جس وقت قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ اسے بٹھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کیا کہتا تھا تو مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اُسے کہا جاتا ہے کہ اپنے دوزخ کے ٹھکانے کو دیکھ۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کے ٹھکانے سے تبدیل کردیا ہے وہ ان دونوں کو دیکھتا ہے اور منافق اور کافر کے لیے کہا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا تھا۔ پس وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا جو کچھ لوگ کہتے تھے میں بھی کہتا تھا پس کہا جاتا ہے نہ تو نے جانا نہ پڑھا۔ لوہے کے گرزوں سے اُسے مارا جاتا ہے۔ وہ چلاتا ہے جسے اس کے نزدیک جنوں اور انسانوں کے سوا سب (مخلوق) سنتے ہیں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف باب اثبات عذاب القبر)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ قبر میں پہلے دن سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروائی جاتی ہے۔ قبر میں پہنچنے کا سب سے پہلا اور عظیم فائدہ یہی ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے نوازا جاتا ہے۔ اللہ کرے ہم بھی جب بھی مریں ایسی زندگی گزار کر فوت ہوں کہ قبر میں پہنچتے ہی محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کریں۔ پہچان بھی جائیں اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور دیدار کے سبب صحیح صحیح جوابات بھی دے دیں۔ آمین۔ بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

marfat.com
Marfat.com

جے جانا مَر جایئے ، گھُم آیئے جھوٹھی دُنیا لگ نہ آپ وَنجایئے

حل لغات:

★ جے: اگر۔ ★ جانا: مجھے خبر ہوتی، میں جانتا ہوتا، مجھے علم ہوتا، مجھے پتہ چلے۔ ★ مرجایئے: جب ہم مرجاتے ہیں تو۔ ★ گھم: گھوم کر، دوبارہ مڑ کے، لوٹ کر، واپس آکر۔ ★ نہ آیئے: نہیں آتے۔ ★ لگ: پیچھے لگ کے، چمٹ کر، پیچھے پڑ کر۔ ★ ونجایئے: ضائع نہ کریں۔ برباد نہ کریں، تباہ نہ کریں۔ ★ جھوٹھی: جھوٹی ★ آپ: اپنے آپ کو۔

اگر ہمیں اس حقیقت سے آشنائی حاصل ہوجائے کہ ہم مرجائیں گے اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ اس دنیا میں نہ آسکیں گے۔ تو پھر ہم اس جھوٹی دنیا کے باعث، اس جھوٹی دنیا کے پیچھے ہم اپنے آپ کو ضائع کیوں کریں۔ اپنے آپ کو تباہی میں کیوں ڈالیں۔

مطلب:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ ہم زبانی کلامی تو تسلیم کرتے ہیں کہ جیسے ہمارے سامنے کئی اموات واقع ہوچکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ مگر دل سے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ اسی طرح ایک وہ وقت ہم پہ بھی آنے والا ہے کہ جب ہم کل نفس ذائقة الموت کے تحت موت کا شکار ہوجائیں گے۔ موت کا ذائقہ ہم بھی چکھ کر اس جہان فانی سے کوچ کرجائیں گے یہ دھن دولت سب کچھ یہیں کا یہیں رہ جائے گا کچھ بھی ساز و سامان ہمارے ساتھ نہ جائے گا۔ مگر دل سے یہ حقیقت تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں کیونکہ اگر ہمیں اس حقیقت سے آشنائی حاصل ہوجاتی تو ہم دل سے مان لیتے کہ ہم نے بھی آخر مرنا ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ اس دنیا فانی میں واپس آنے کا موقع نہ میسر آسکے گا۔

اس لیے اس فانی دنیا کو ہی سب کچھ جان کر اس کے پیچھے نہ لگ جائیں۔ یہ دنیا فانی ہے اے انسان ذرا سوچ تو سہی اس کے پیچھے پڑ کر اپنی تباہی و بربادی کے لیے وہ دروازہ نہ کھول کہ جس سے گزر کر تو تباہی و بربادی کی دلدل میں پھنس جائے۔ اور پھر نکل ہی نہ سکے۔ اس لیے اس جھوٹی دنیا سے بچ جا اگر بچ سکتا ہے تو کچھ نہ کچھ ہمت کرلے۔ اس جھوٹی اور پُرفریب دنیا کے پیچھے لگ کر اپنے آپ کو ضائع نہ کر۔ اگر اس جھوٹی دنیا کے پیچھے لگ گیا تو تیری دنیوی حیات مستعار کے لحات بھی جہنم کا نمونہ بن سکتے ہیں اور اخروی زندگی بھی تباہی کا شکار ہوجائے گی۔ حالانکہ تجھے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنی چاہیے۔ صراطِ مستقیم پہ گامزن ہوکر حق تعالیٰ کو راضی کرنا چاہیے۔ تاکہ تیرے لیے دنیا و آخرت دونوں ہی سنور جائیں۔

جھوٹھی دنیا لگ نہ آپ ونجائیے:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر بیان فرماتے ہیں کہ

فرماندے نیں جے جھیکو مرای جاناں تے ایتھوں جاکے فیر ایس دنیاں تے کدی وی پرت کے نہیں آوناں جیویں کہ اگلے گیاں وچوں اَج تیکر کوئی نہیں آیا فیر ایس فانی دنیاں تے آکھے کیوں لگیئے۔ ایہدی کوئی گل وی سچی نہیں۔ سوائے جھوٹھ دے ہو رکوئی گل ای نہیں۔ ایس دنیا لوبھ لالچ لئی ہر ویلے جھوٹھ بولدیاں تے دغا فریب ای کردیاں رہناں ایں ایس کرکے ایہدے آکھے کیوں لگیئے۔ (بول فریدی، ص ۱۵۳)

marfat.com
Marfat.com

رمز موتوا پر عامل:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب اس شلوک کا نتیجہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ اگر مر جانا ہے اور پھر اس جہان میں نہیں آنا ہے تو دنیائے فانی کی حرص اور محبت میں مبتلا ہو کر دار العقبےٰ میں موقع وصل خدا کو یہاں ہاتھ سے نہیں کھونا چاہیے۔ جہاں تک ہو سکے بذریعہ دست بیعت اور حسب الارشاد کسی رہبر کامل کے شب و روز جدوریاضت کر کے رمز موتوا پر عامل ہونا چاہیے۔ اور ذات میں فنا ہو کر درجہ بقا باللہ حاصل کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا ہمیشہ کے لیے افسوس ہی رہے گا۔ (دیوان فرید،ص۲۴۲)

-----☆☆☆-----

بولیئے سچ دَھرم جُھوٹھ نہ بولیئے   جو گرُ دَسّے وَاٹ ، مُرِیدَاں جولِیئے

حل لغات:

٭ دھرم: مذہب، ایمان، عقیدہ، یقین، دستور، قاعدہ، پکا حکم یا قانون، فرض۔ ٭ بولیئے: کہیے، کہنی چاہیے۔ ٭ بولیئے سچ دھرم: ایمانداری سے سچی، بات کہنی چاہیے۔ ٭ جھوٹھ: جھوٹ۔ ٭ جھوٹھ نہ بولیئے: جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ ٭ گرُ: گرو کا مخفف یعنی مرشد، رہبر، معلم، استاد۔ ٭ دَسے: بتائے، کہے۔ ٭ واٹ: رستہ، راستہ، طریقہ سفر۔ ٭ مریداں: مریدوں کی طرح، مریدوں کی مانند، چلنا کا متعدی ہے مگر ہے لازم کے معنی میں یعنی چلنا چاہیے۔ عمل کرنا چاہیے۔

صحیح ایمانداری کے ساتھ سچی سچی بات کہنی چاہیے، ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہیے۔ جھوٹ کبھی بھی نہیں بولنا چاہیے۔ جو طریقہ کار مرشد کامل بتائے اسے اپنانا چاہیے۔ مرشد کامل کے بیان کیے ہوئے طریقے کے مطابق اطاعت گزار سچے راسخ العقیدہ مریدوں کی مانند عمل پیرا ہونا چاہیے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ ہمیشہ سچ بولنا چاہیے کیونکہ سچ میں برکت ہے ایک مقولہ بھی ہے کہ سانچ کو آنچ نہیں۔ سچ بول کر سچ کی برکات سے مفید ہونا چاہیے۔ جھوٹ کبھی بھی نہیں بولنا چاہیے جھوٹ سچ کا متضاد ہے۔ جیسے سچ بولنے میں برکات حاصل ہوتی ہیں اسی طرح سچ کے متضاد یعنی جھوٹ بولنے سے شیطان راضی ہوتا ہے رحمٰن ناراض ہوتا ہے۔ اس لیے جھوٹ ہرگز نہیں بولنا چاہیے۔ مرشد کے بتلائے ہوئے طریقہ کار اپنا کر اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ سچے مرشد کے بتلائے ہوئے طریقے پر صحیح راسخ العقیدہ مریدوں کی مانند عمل کرنا چاہیے تب ہی کامل طور پر عمل ممکن ہے۔ اگر کاملین کے بتلائے ہوئے طریقے پر کامل طور پر عمل کر لیا جائے تو پھر اس کے ثمرات بھی اللہ تعالیٰ کاملین کے نقوش کے باعث رحمتوں سے نوازتا ہے۔

سچ بولنے کی برکات:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ سچائی اختیار کرنے کی تلقین کی ہمارا کردار سچا اور سُچا ہونا چاہیے ہماری گفتار سچی ہونی چاہیے ہمیشہ سچ بولنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ہمیشہ اور ہر حال میں سچ بولنے کی بنا پر موافق تو موافق مخالف بھی

marfat.com
Marfat.com

ہمیشہ صادق اور امین کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے دشمن بھی یہ کہا کرتے تھے کہ آپ صادق ہیں۔ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ

کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یعنی ہمیشہ سچ بولو۔ سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔ ان لوگوں کا ساتھ دو جو سچے ہوں۔ ان لوگوں کی اتباع کرو جن کے کردار بھی سچے ہوں، جن کی گفتار بھی سچی ہو۔ جن کے عقائد بھی سچے ہوں کبھی بھی جھوٹ نہ بولنا۔ کیونکہ جھوٹ بولنا انسانیت کے بھی خلاف ہے۔

سچ بولنے کی برکت:

حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے بچپن شریف کا یہ واقعہ بہت مشہور و معروف ہے نصابی کتب میں بھی یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ آپ بچپن شریف میں علم کے حصول کے لیے ایک قافلے کے ہمراہ بغداد شریف تعلیم حاصل کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے نصیحت کی کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا۔ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔

اس موقع پہ راستے بہت خطرناک ہوا کرتے تھے اکثر ڈاکو قافلوں کو لوٹ لیا کرتے تھے راستے میں ڈاکوؤں نے قافلہ پہ حملہ کر دیا اور قافلے کو لوٹنے لگے۔ ایک ڈاکو کے پاس آیا اور آپ کو کہنے لگا کہ تمہارے پاس کیا کچھ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس چالیس دینار میرے لباس میں سلے ہوئے ہیں۔ وہ ڈاکو آپ کو اپنے سردار کے پاس لے گیا۔ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا کہ تم نے اپنی رقم بچانے کے لیے جھوٹ کیوں نہ بولا۔ آپ نے فرمایا کہ میری والدہ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ انہیں بڑا افسوس ہوا کہ یہ بچہ ماں کے حکم پر عمل کر رہا ہے اور جھوٹ نہیں بول رہا بلکہ سچ بول رہا ہے ایک ہم ہیں کہ ساری زندگی اپنے رب کے حکم کی حکم عدولی کر کے گزار دی۔ اس طرح انہوں نے سچے دل سے توبہ کی قافلہ کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور اس طرح آپ کے سچ بولنے کی برکت سے قافلہ لوٹے جانے سے بچ گیا بلکہ تمام ڈاکوؤں نے سچے دل سے توبہ بھی کر لی۔

جھوٹ بولنا علامتِ نفاق:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں مسلم نے زیادہ کیا ہے کہ اگر چہ روزہ رکھے نماز پڑھے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے پھر دونوں متفق ہو گئے ہیں کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں جس شخص میں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں کوئی ایک بات ہوگی اس میں نفاق کی ایک بات ہوگی یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے جب امانت سونپی جائے تو خیانت کرے۔ جب بات کرے تو جھوٹ [illegible] بد (بدزبانی یعنی گالی گلوچ اور

marfat.com
Marfat.com

بُرا بھلا) کہے۔(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الکبائر وعلامات النفاق)

فائدہ:

جھوٹ بولنے اور دیگر برے امور سے پرہیز کرنا چاہیے۔نیز اس میں تقلید کے متعلق بھی بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان بھی واضح ہوا کہ اکثریت بزرگوں کا تقلید کے متعلق وہی عقیدہ اور عمل ہے جو بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شلوک میں بیان فرمایا ہے۔حالانکہ کوئی محسوس طریقے سے تقلید کرتا ہے تو کوئی غیر محسوس طریقے سے۔کوئی دیدہ دانستہ طور پر مقلد ہے اور اس بات کو تسلیم بھی کرتا ہے کہ وہ تقلید کرتا ہے مقلد ہے اور کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو تقلید کے نام سے چونک اٹھتے ہیں تقلید کو برا بھلا بھی کہتے ہیں تقلید کی بڑی شدید مذمت بھی بیان کرتے رہتے ہیں مگر اس کے باوجود اپنے ہی گروہ کے مولویوں کی تقلید بھی کرتے رہتے ہیں۔ جیسے آج کے دور میں اہلحدیث مکتبہ فکر کا عمل ہے۔زبان کے لحاظ سے غیر مقلد کہلانے کے باوجود ہر لحاظ سے اہلحدیث مویوں کی تقلید بھی کرتے ہیں۔

تقلید:

قَالَ اللّٰہ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۚ (پ۵،ع۶،النساء ۵۹)

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔(کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مفتی احمد یار خانصاب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ خواہ دینی حکومت والے ہوں جیسے عالم، مرشد کامل، فقیہہ، مجتہد یا دنیاوی حکومت والے جیسے اسلامی سلطان اور اسلامی حکام لیکن دینی حکام کی اطاعت دنیاوی حکام پر بھی واجب ہوگی۔(تفسیر نور العرفان، ص ۱۳۷)

فائدہ:

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ خداوند کریم اور اس کے پیارے حبیب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولی الامر جو تم مسلمانوں میں سے ہوں ان کی اطاعت ہر مسلمان پر واجب ہے یہاں سے مراد صحابہ کبار، خلفاء الراشدین وعلمائے دین مجتہدین رحمھم اللہ علیھم اجمعین ہیں دیکھو تفسیر معالم ومدارک وخازن وغیرہ۔(انوار شریعت جلد ۲، حصہ سیزدھم، ص ۲۸۹)

تفصیلات کیلئے:

تصانیف اہلسنت بالخصوص انوار شریعت جلد ۲ کا مطالعہ کیجئے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

چھیل لنگھیندے پار گوری من دھیریا کنچن وَنے پا سے کلوٹ چیریا

حل لغات:

* چھیل: گبھرو، زورآور، طاقتور، جوان۔ * لنگھیندے: گزار دیتا، دوسرے کنارے پر۔ * پار: گزار دیتا، پار کر دیتا۔ * گوری: نازک حسینہ، خوبصورت عورت، نرم و نازک حسینہ، مٹیار، سفید رنگ کی خوبصورت عورت، محبوبہ مراد ناقص مرید۔ * من: دل، ضمیر۔ * دھیریا: حوصلے میں، دیر لگائی، آہستہ آہستہ کیا۔ * کنچن: سونا، سونے۔ * پاسے: پہلو۔ * چیریا: چیر دیئے۔ دو ٹکڑے کر دیئے۔ * ونے: مثل، کی مانند، کی طرح۔ * کلوت: آری۔

(پل صراط کے مشکل مرحلہ سے) طاقتور گبھرو جوان (کامل مرشد) آسانی سے پار گزار دیتا ہے جبکہ نرم و نازک محبوبہ (ناقص مرید) اس طرف ڈر ڈر کر آہستہ آہستہ سوچتے ہوئے اس طرف رجحان پیدا کرتی ہے بلکہ سوچوں میں گم ہو جاتی ہے۔ سونے کی پوجا کرنے والے دنیاداروں کو اس وقت یوں چیر دیا جائے گا جیسے آری سے چیر دیا جاتا ہے۔

مطلب:

انسانی حیاتِ مستعار کے دن گنتی کے دن ہیں گزرتے دیر نہیں لگتی زندگی خواہ سو سال ہی گزاری ہو مگر یونہی محسوس ہوتی ہے جیسے ایک کمرہ کے دروازے ہیں اور دونوں دروازے ایک ہی سیدھ میں ہیں ایک دروازے سے داخل ہوا اور دوسرے سے گزر گیا۔ اس دنیوی زندگی کو گزار کر قبر اور پھر حشر کا سامنا کرنا پڑے گا اور پھر وہ وقت بھی آنا ہے کہ جب پل صراط سے گزرنا پڑے گا۔ پل صراط سے گزرنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ پل صراط ایک بڑا اہم مرحلہ ہے۔ اس سے گزر کر ہی اللہ تعالیٰ کے انعامات حاصل ہوں گے، سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان اس سے گزرنے کے بعد ہی حق تعالیٰ کے جلوے کا خصوصی دیدار ہوگا۔ اس سے گزرنے کے بعد ہی محبوب حقیقی کے جلوے حاصل ہوں گے اس پل صراط سے گزرنے کی کیفیت طاقتور، گبھرو اور جوان یعنی مرشد کامل تو اپنے متعلقین کو آسانی سے گزار دیں گے۔ کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ان کے لیے رب کائنات کا ارشادِ گرامی

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

ہی کافی ہے۔ اور دنیوی حیات مستعار کے ایام نازنخروں میں گزارنے والی حسین و جمیل نازنین یعنی حیات مستعار میں جس کی کل توجہات مالک حقیقی کی طرف نہ تھیں بلکہ ہمہ وقت ہر حال میں جو شخص اپنے جسم اور دنیوی امور میں غافل ہو کر حق تعالیٰ سے گریزاں رہا۔ وہ اب تفکرات میں ڈوبا کہ اب کیا بنے گا اب کون ہے میرا؟ یعنی کوئی بھی نہیں اس طرح ایسی سوچوں میں گم خود بھی ڈوبے گا اور دوسرے متعلقین کو بھی لے ڈوبے گا۔ حتیٰ کہ دنیادار سونے چاندی کے پجاریوں کے پہلو آری سے چیر دیئے جائیں گے۔ حق تعالیٰ کا خصوصی رحمتوں والا مقام جنت الفردوس اسی پل صراط سے گزر کر ہی حاصل ہوگا۔

فائدہ:

صاحبان تارک الدنیا اور نیک اعمال اور قلب سلیم استقامت سے ہر وقت جہد و ریاضت کرنے والے اور الم ہائے جسمانی اور روحانی پر صابر اور متحمل رہنے وا[illegible] اور جو شخص اپنے نفس کے مطیع ہو کر

marfat.com
Marfat.com

اس کو تروتازہ رکھتے ہیں اور اچھے اچھے لذیذ کھانوں سے فربہ کرتے جاتے ہیں اور معبود حقیقی کا کبھی خیال نہیں کرتے ان کے سونے جیسے پہلو جو کہ عمدہ نعمتوں کے کھانے اور یاد خدا سے بےفکر رہنے سے خون سے بھر کر سرخ ہو رہے تھے اور دل کو اچھے بھاتے تھے وہ آخرکار آرہ سے چیرے جاتے ہیں۔(دیوان فرید،ص ۲۴۵)

دوسرا مطلب:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب اسی شلوک کا ترجمہ اور شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ:

ترجمہ: سوہنے گبھرو پار لنگھ جاندے نیں۔گوری دے دل وچ ایہ تسلی اے تے سونے ورگیاں داپاسہ آری نال چیریا جاندا اے۔

شرح: فرماندے نیں۔نیک عملاں تے حلیم طبیعتاں والے جوان پار لنگھ جاندے نیں۔گوری دے من وچ نیک دے دل وچ ایہ تسلی اے پر سونے وانگر لشکن والے۔وِخالا کرن والے،جھوٹھی شہرت دے شوقین آریاں نال اپنے پاسے چِروالیندے نیں۔اوھناں دے وخالے،تے جھوٹی شہرت پسندی اوھناں نوں لوبھ لالچ وچ پھسا دیندی اے اوہ اپنی عاقبت تے دنیاں وی دونویں خراب کرلیندے نیں۔(بول فریدی،ص ۱۵۴)

یعنی آپ فرماتے ہیں کہ نیک اعمال اور حلیم الطبع جوان پار گزر جاتے ہیں گوری کے من میں نیک کے دل میں یہ تسلی ہے مگر سونے جیسے چمکنے والے،محض دکھاوا کرنے والے،جھوٹی شہرت پسندی انہیں لالچ میں پھنسا دیتی ہے وہ اپنی عاقبت اور دنیا دونوں ہی خراب کر لیتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

شیخ! حیاتی جگ ، نہ کوئی تھر رہیا ‏ ‏ ‏ جس آسن ہم بیٹھے ، کیتے بیس گیا

حل لغات:

★ شیخ:اے شیخ فرید!بابا صاحب اپنا تخلص استعمال فرمایا جیسے فرید،فریدا وغیرہ۔★ حیاتی:زندگی،جان،روح۔★ جگ: دنیا،کائنات،مخلوق،خلق،خلقت۔★ نہ کوئی تھر:کوئی بھی غیر فانی نہیں،کوئی بھی ہمیشہ رہنے والا نہیں یعنی سب کچھ فناہ ہونے والا ہے ۔★ تھر:اٹل،قائم،ہمیشہ رہنے والا۔★ رہیا:رہا۔★ جس:جو،وہ،اس،جونسا۔★ آسن:بیٹھنے کی جگہ،جگہ،مسند نشست۔ ★ کیتے:کتنے ہی،کتنے۔★ بیس گیا:بیٹھ کر گیا،بیٹھا اور بیٹھ کر چلا گیا۔

ترجمہ:

اے شیخ فرید!(یاد رکھ) جان ہے تو جہان ہے۔اس کائنات میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ جسے فناہ نہیں۔جس جگہ آج ہم بیٹھے ہوئے ہیں یہاں کتنے ہی آئے،بیٹھے اور پھر چلے گئے۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے یا اپنا تخلص شیخ بیان فرماتے ہوئے دنیا کی بے ثباتی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ [illegible] رہے گی کچھ فناہ ہو جائے گا جو کچھ بنا ہے

marfat.com
Marfat.com

اس نے ٹوٹ جانا ہے۔ سرسبز کھیتیاں تیرے سامنے ہیں وقت آنے پر سُوکھ جاتی ہیں۔ چھیل چھبیلے گبھرو جوان جو اپنے آپ میں اتنے متکبر ہوتے ہیں کہ سمجھتے ہیں کہ انہیں زوال نہیں آئے گا مگر دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ ان کی جوانی کیسے خواب خیال ثابت ہوتی ہے۔ جب بلند و بالا پہاڑ ایک ہی جھٹکے سے ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ جن کی استقامت کی لوگ مثالیں دیتے ہیں۔ جب ایسے ایسے مضبوط پہاڑوں کا یہ حال ہے اور انسان بیچارے کا کیا؟ بہر حال آپ بیان فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ جو کچھ نظر آ رہا ہے تخلیق ہوا ہے یا بنا ہے سب کچھ فناہ ہونے والا ہے جان ہے تو جہان ہے۔ اگر جان ہی نہ رہی تو پھر جہان ہمارے کس کام کا۔ یہ جان بھی جسم سے نکل جانے والی ہے اس لیے اس پہ نازاں ہو کر حقیقت کو فراموش نہ کر بیٹھنا۔

فناہ کی حقیقت ایک اور طریقے سے بھی سمجھ لیجئے۔ دیکھیئے کہ جہاں آج ہم بیٹھے ہیں کیا ہم ہمیشہ سے یہاں بیٹھے ہیں کیا یہ چیز ہمیشہ سے ہماری ملکیت رہی ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہاں نہ جانے کتنے آئے اور مسافرانہ طور پر آئے اور چلے گئے۔ اسی طرح ہم نے بھی یہاں ہمیشہ نہیں رہنا ہمارے لیے بھی کوچ کا نقارہ بجنا ہے۔ ہم بھی فانی ہیں۔ فناہ کا دور ہم پہ بھی آئے گا۔ اس لیے فرمایا کہ کوئی ایسا کام کر جا جو تیرے لیے آئندہ موت کے بعد کی زندگی میں کام آئے۔ تفصیلات دیگر مقامات پہ ملاحظہ کیجیے۔

دنیا فانی:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے اس میں موجود ہر شے فنا کا شکار ہوگی۔ اس شلوک میں دنیا کی ناپائیداری بیان کی گئی ہے۔ فرمایا کہ جہاں آج ہم بیٹھے ہوئے ہیں اس جگہ ہزاروں آدمی آئے، بیٹھے اور چلے گئے۔ اب کچھ کے نشانات کا پتہ چلتا ہے اور ہزاروں یہاں بیٹھ کر جانے والوں کے نشانات کی بھی کوئی خبر نہیں کہ یہاں کون کون آ کر بیٹھا اور چلا گیا ان کے نشانات بھی مٹ گئے۔

آئے تھے ہم سیر کو، سیر گلشن کر چلے
لے او مالی سنبھال باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے

اسی لیے یہ دنیا تو مسافر خانہ کی مانند ہے کہ جہاں مسافروں کی طرح انسان آتے ہیں کچھ دیر آرام کر کے روانہ ہو جاتے ہیں۔ جیسے مسافر مسافر خانہ میں آتے ہیں گھڑی دو گھڑی یا ایک دن یا دو دن آرام کرتے رات بسر کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اس لیے اس پر مغرور ہو کر حرص و ہوس میں مبتلا ہو کر حیات مستعار کو برباد نہیں کرنا چاہیے۔ ہر وقت حق تعالیٰ کی یاد میں مصروف ہو کر غفلت کے پردے چاک کرنے چاہیں۔ یہاں سے چلنے کا سامان ہر وقت تیار رکھنا چاہیے۔ ورنہ حسرت ہی حسرت کے سوا کچھ نہ حاصل ہوگا۔ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے:

رہ یہاں مسافرانہ حال، اپنے آپ کو ذرا سنبھال
مسرت کا دور آنا ہے لمحاتِ حیات کو ذرا سنبھال

آزمائش:

جہاں تک ہو سکے دنیا کا خام خیال ترک کر کے اور دم بدم خدا کی یاد میں شاغل ہو کر قید ہستی سے چھوٹ کر اس سے چلنے کا

marfat.com
Marfat.com

سازوسامان بخوبی تیار کرنا چاہیے۔ ورنہ حسرت رہے گی کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی آزمائش ہے اگر یہ نہ ہوتی تو ہر شخص آسانی سے بہشت اور وصل خدا حاصل کر لیتا اب بتوفیق خدا اس قید ہستی سے آزاد ہو کر ہی دائمی بقا حاصل کرے گا۔ جو کہ رہبر کامل کی اطاعت اور متابعت دل و جان سے بجالاوے گا اس واسطے ہر شخص کو پیر کامل پکڑنا نہایت امر ضروری ہے جو کہ ہر مذہب کا متفق الرائے اصل اصول ہے۔ (خلاصہ دیوان فرید، ص ۲۴۶)

-----☆☆☆-----

کتک کونجاں ، چیت ڈونہہ ، ساون بجلیاں سیالے سوہندیاں پر گل باہڑیاں

حل لغات:

★ کتک: کاتک، بکرمی سال کا ایک مہینہ۔ ★ کونجاں: (واحد، کونج) یعنی مرغابیاں، راج ہنس، آبی پرندے۔
★ چیت: بکرمی سال کا پہلا مہینہ، اس مہینہ میں موسم بہار اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ مارچ اور اپریل کے دوران یہ مہینہ آتا ہے۔
★ ڈونہہ: (ڈوں ہ) جوبن والی بہار۔ ★ ساون: بکرمی سال کا پانچوں مہینہ کہ جس میں ہمارے ہاں بارشیں بکثرت ہوتی ہیں۔
★ بجلیاں: بجلی کی جمع، برقی قوت، مرد، بارشوں کے موسم جب گھٹائیں آتی ہیں برستی ہیں تو ان سے آسمانی بجلیاں چمکتی بھی ہیں اور بعض اوقات گرتی بھی ہیں۔ ★ سوہندیاں: سوہنی لگتی ہیں، خوبصورت لگتی ہیں، جچتی ہیں، بھلی لگتی ہیں۔ نیند کے مزے لینے والی، سونے والیاں۔ ★ سیالے: سردیوں کے موسم میں۔ ★ پر: پیا، محبوب، شوہر، پیارے۔ ★ گل: گلے میں۔ ★ باہڑیاں: (واحد باہڑی) یعنی بانہیں۔ بازو۔

ترجمہ:

(موقع محل کے مطابق تمام موسم اور مناظر ہی خوبصورتی کا نشان ہوتے ہیں کہ) کاتک (کے مہینہ یعنی موسم خزاں میں مرغابیوں کا اڑتے ہوئے نظر آنا، چیت (مارچ اور اپریل کا وسط) یعنی موسم بہار کے پورے جوبن پر بہار کے مناظر، ساون کے مہینے میں بادلوں کی گھن گرج اور بجلی کا چمکنا اور سردیوں کے موسم میں محبوب کے گلے میں بازو ڈال کر سونے والوں کے مناظر۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر تخلیق اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا ایک نادر نمونہ لیے ہوئے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی تخلیق بھی ایسی نہیں کہ جس پہ انسان انگشت نمائی کر سکے یہ الگ بات ہے کہ وہ تخلیق اس کی سمجھ میں نہ آسکے۔ قدرتی مناظر، پہاڑوں اور آبشاروں کے مناظر ہوں یا اڑتے پرندوں کی اڈاروں کے مناظر ہوں۔ آسمان پہ چھائے بادلوں کے مناظر ہوں یا زمیں پہ اگے ہوئے درختوں اور پودوں کے مناظر ہوں، بدلتے موسموں کے مناظر ہوں۔ ہر منظر میں قدرت کی کاریگری ظاہر ہوتی ہے۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مناظر بیان فرماتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ جب بہار کا موسم آتا ہے۔ ہر طرف پودوں پہ نیا نیا تازہ تازہ ... کی خوبصورتی۔ ... ایک طرف سے دوسری طرف نقل مکانی کرنا، ان کی

marfat.com
Marfat.com

آوازیں، ان کا قطاروں اور دائروں کی شکل میں گاہے گاہے اڑتے ہوئے آوازوں کا پیدا کرنا کتنا بھلا منظر معلوم ہوتا ہے۔ ماہ چیت میں درختوں پہ خزاں کا موسم آنا، ہرے بھرے درختوں کو چند ہی ایام میں خزاں کا شکار ہو جانا گو یہ دونوں ہی موسم ایک دوسرے کے متضاد ہیں مگر ان میں یہ تضاد بھی ایک حسن پیش کرتا ہے کہ یہ رب کائنات کی کاریگری ہے کہ یہ دونوں موسم ایک دوسرے کے متضاد ہونے کے باوجود حسن وخوبصورتی کا بہترین منظر پیش کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

شلوک کا خلاصہ یوں سمجھ لیجئے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں چند مناظر بیان فرمائے تاکہ حق تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ذہن نشین ہو جائیں۔ انسان کے ذہن خالق کائنات کی قدرت کاملہ پہ ایمان کی پختگی حاصل ہو۔ آخر میں یہ بیان فرمایا ان مناظر کو دیکھیئے ان میں خوب غور وفکر کیجئے۔ یہ مناظر تجھے کچھ سبق سکھا رہے ہیں کہ عبادات بھی موقع محل کے مطابق ہوں تو انتہائی قرب حق کا سبب ہیں۔ مثلاً نمازیں اگر وقت پر ادا کی جائیں تو نہایت قربِ خدا کا سبب اور وقت گزار کر پڑھیں تو کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان کا سبب اس طرح روزہ ہے۔ وقت پہ روزہ رکھا جائے بلکہ جن ایام میں روزہ رکھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے ان میں روزہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان کا سبب ہے۔ اسی طرح دیگر عبادات کا حال ہے۔ اسی طرح یہ مناظر حق تعالیٰ کی قدرت کے عظیم نشانات ہمیں بہت کچھ سکھاتے ہیں اگر ہم غور وفکر کریں۔ اگر ہم غور نہ کریں تو پھر ہمیں ان سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ وقت کا زیاں اور نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق بڑی چیز ہے مگر عشق اور محبت میں حق تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل کیا جائے تو بڑا اجر ہے ورنہ فضول محنت اور بعض اوقات نقصان کا سبب بھی ہے۔ اسی طرح یاد رکھیئے حق تعالیٰ کے عشق میں اپنے وجود کو اس طرح استعمال کیجئے جیسے ہمیں حکم ہے۔ اپنے من گھڑت طریقوں سے اپنا جسم بھی برباد نہیں کرنا چاہیے اور حق تعالیٰ کی مخالفت میں اپنی دنیا وآخرت بھی تباہ نہیں کرنی چاہیے۔

محض نام نہاد عشق میں اپنے جسم کو نہیں تپانا چاہیے اور نہ ہی اپنی ہڈیوں کو حق تعالیٰ کے فرمان کے خلاف جلا کر تباہ وبرباد کر۔ اسی طرح تیرے سر اور پاؤں نے تو کوئی قصور بھی نہیں کیا کہ انہیں بلاوجہ کی تکالیف میں مبتلا نہ کر۔ حق تعالیٰ تو تیرے دل میں ہے۔ وہ ہر وقت تیرے ساتھ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مفہوم ہے کہ جہاں تم دو ہوتے ہو تمہارے ساتھ تیسرا خدا ہوتا ہے اور جہاں تم ایک ہوتے ہو وہاں تمہارے ساتھ دوسرا خدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری شاہ رگ سے بھی نزدیک ہوتا ہے۔ ہر وقت ساتھ رہتا ہے۔ ایک لحہ بھی جدا نہیں ہوتا۔

وھو معکم این ما کنتم (قرآن مجید)

اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔

فائدہ:

جیسے کونجیں انڈے دے کر پہاڑوں سے ماہ کاتک میں جبکہ بیج بویا جاتا ہے۔ اس ملک میں ضرور آتی ہیں اور بچوں کے تصورات کو دل میں رکھتی ہیں آخر انڈے پختہ ہو کر حکم الٰہی سے بچے نکل آتے ہیں ماہ چیت میں بانس کے جنگلوں کو ہوا سے آپس میں گھس کر آگ پیدا ہونے سے دون ضرور [illegible] اور دکھتی ہیں ایسے ہی سہاگن عورتیں

marfat.com
Marfat.com

ضرور موسم سرما میں اپنے خاوند کے نام کی محبت اور عشق میں مستغرق اور اس میں واصل ہو کر تمام رات خوشی سے گزارتی ہیں اور نہایت ہی زیبائش پاتی ہیں۔ اسی واسطے ہر شخص کو لازم ہے کہ حتیٰ المقدور خدا کی عبادت میں مشغول ہو کر رفتہ رفتہ ایسا قرب اور وصل حاصل کرے جو منقطع نہ ہو اور برابر لگاتار رہے۔ (دیوان فرید، ص ۲۵)

-----☆☆☆-----

چلّے چلّن ہار، وچاراں لے ءِ منو　　گنڈھیندیاں چھے ماہ تُرندیاں ہِک کھِنو

حل لغات:

* چلن ہار: جانے والے، مسافر فانی۔ * وچاراں: (وچار کی جمع) سوچیں، خیالات۔ * لے ءِ: لیے ہوئے۔ * منو: (من) دل میں۔ * گنڈھیندیاں: گانٹھتے ہوئے، تیار کرتے ہوئے۔ * چھ ماہ: چھ مہینے۔ * ترندیاں: توڑتے ہوئے۔ * کھنو: پل، لمحہ، لحظہ۔

ترجمہ:

فانی مسافر اپنی سوچوں میں مگن، اپنے اپنے خیالات دلوں میں لیے ہوئے چل پڑے ہیں۔ بچے کا ماں کے پیٹ میں گانٹھنے جوڑنے میں چھ ماہ لگ گئے ہیں مگر جب اسے توڑنے اور مٹانے کا وقت آیا تو صرف ایک پل میں خاتمہ ہو جاتا ہے۔

مطلب:

حق تعالیٰ کے سوا ہر شے فانی ہے۔ سب کچھ فناہ ہونے والا ہے دنیا میں جو کوئی بھی آیا ایک مسافر کی حیثیت سے آیا ہے۔ ہر انسان مسافروں کی طرح اپنی زندگی کے آخری لمحات کی طرف رواں دواں ہے۔

حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ جس منزل کی طرف رواں دواں ہے اسی کی طرف ذہن ہوتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہو رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک ایک لمحہ بیتا جا رہا ہے زندگی کے لمحات سے ایک ایک سانس کم ہوتا جا رہا ہے۔ زندگی کے لمحات ختم ہوتے جا رہے ہیں مگر مسافر ہے کہ اپنی ہی سوچوں اور خیالات میں مگن اپنا سفر طے کرنے میں معروف، زندگی ایک ایک لمحہ کر کے گزرتا جا رہا ہے دنیا سرائے کی مانند ہے مسافر جہاں کہیں سرائے میں ٹھہرا آخر اس نے وہاں سے اپنی منزل کی طرف روانگی اختیار کرنی ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ منصوبے بنانے میں مدتیں صرف ہو جاتی ہیں جیسے ماں کے پیٹ میں بچے کا بننا، مختلف اعضاء کا بننا اور جوڑنا اور اعضاء کے کامل ہونے میں تقریباً چھ ماہ تو ضرور لگ جاتے ہیں مگر جب توڑنے اور مٹانے کو جی چاہا تو صرف ایک ہی پل میں سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔

یہ اس دنیا کی حقیقت ہے عرصہ دراز ہوا خالق کائنات کی تخلیقات کا عمل شروع ہے مگر جب اس دنیا کے اختتام کا وقت آیا تو کائنات کے ختم ہوتے دیر نہیں لگتی۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

زمین پچھے اسماں، فریدا، کھیوٹ کِن گئے
جالن گوراں نال الاہے جیا سہے

حل لغات:

* زمین: زمین۔ * اسمان: آسمان۔ * پچھے: پوچھے، پوچھتی ہے، پوچھتا ہے۔ * کھیوٹ: ملاح، قائد، لیڈر، رہنما، بڑے بڑے لوگ۔ * کن گئے: کہاں گئے، کدھر گئے۔ * جالن: بھگت رہے ہیں، برداشت کر رہے ہیں۔ سہہ رہے ہیں۔ * گوراں: گور کی جمع یعنی قبروں میں قبریں، قبور۔ * نال: ساتھ۔ * الاہے: طعنے، گلے، شکوے۔ * جیایا جیو: جی، دل۔ * سہے: سہتا ہے، برداشت کرتا ہے۔

ترجمہ:

اے فرید! زمین آسمان سے پوچھتی ہے کہ قائد، لیڈر اور پھنے خاں قسم کے بڑے بڑے لوگ کہاں گئے ہیں یا آسمان زمین سے دریافت کرتا ہے کہ بڑے بڑے پھنے خاں قسم کے ظالم اور جابر قسم کے لوگ کدھر گئے ہیں (تو جواب ملتا ہے کہ) وہ اپنی اپنی قبروں میں سزا بھگت رہے ہیں سزا کے ساتھ ساتھ دل کو طعن و تشنیع بھی سننے پڑتے ہیں۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنا تخلص بیان کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! زمین اور آسمان ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ سینہ تان تان کر چلنے والے متکبر لوگ کہاں گئے ہیں دنیا جہان میں فساد برپا کرنے والے ظالم ظلم کی آگ برسانے والے آج نظر نہیں آ رہے۔ فرعون، نمرود اور شداد جیسے اپنے آپ کو خدا کہلوانے والے کہاں ہیں نظر نہیں آ رہے۔ وہ کدھر گئے ہیں۔ حالانکہ خدا واحدہٗ لاشریک سے برابری کرنے کے دعویدار آج کیوں نظر نہیں آ رہے ہیں۔ تو انہیں جواب ملتا ہے کہ سب فناہ کا شکار ہو گئے سب موت کا شکار ہو کر قبروں میں چلے گئے کیونکہ۔

وڈے وڈے راجیاں نوں موت نے نہیں چھوڑیا
جیہڑے اُتے دل آیا اوہو پھل توڑیا
ہرے بھرے باغ کئی ہو گئے ویران اوئے
سدا نہیوں رہناں ایتھے کسے انسان اوئے
بندیا جہان اُتے کریں نہ گمان اوئے

اپنی اپنی قبور میں سزا بھی بھگت رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں طعنے بھی سننے پڑتے ہیں کہ ارے انسان یہ دنیا کی زندگی تو چند روزہ زندگی تھی اس کے پیچھے تو نے سب کچھ داؤ پہ لگا دیا۔ اب حشر تک تجھے اسی حال میں رہنا پڑے گا۔

اگر تو دنیا میں گزاری ہوئی زندگی اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق زندگی گزار کر آتا تو تجھے آج ایسے دن سے واسطہ نہ پڑتا۔

marfat.com
Marfat.com

تَپ تَپ لُوہ لُوہ ہاتھ مروڑو باوَلی ہُوئی سو شُوہ لوڑو

حل لغات:

★ تپ تپ: جل جل کر، گھبرا گھبرا کر۔ ★ لوہ لوہ: تڑپ تڑپ کر، بل کھاتے ہوئے۔ ★ ہاتھ مروڑو: ہاتھ مروڑنا، ہاتھ ملتے ہوئے، افسوس کرتے ہوئے۔ ★ باول ہوئی: دیوانی ہوگئی، پاگل ہوگئی، باولی ہوئی، دیوانی ہوئی۔ ★ سو: پس، تب، تو پھر اس وقت۔ ★ شوہ: محبوب، شوہر، رب، پیارا، مالک۔ ★ لوڑو: تلاش کیا، ڈھونڈھا۔

(انسانی روح) جلتے ہوئے، تڑپتے ہوئے، ہاتھ ملنے لگی، پچھتانے لگی۔ اسی پچھتاوے میں مجنونانہ حالت میں محبوب کو تلاش کرنے لگی۔

مطلب:

جب کسی انسان کو دکھ اور مصیبت دبوچتی ہے تو اس سے نجات کی سبیل نہ دیکھ کر اور زندگی کے آخری لمحات تصور میں آتے ہیں تو پھر انسان کی روح آخرت میں معاصی کی جو سزا مالک و خالق کے ہاں ہے اسے تصور میں لاتی ہے تو بیکار گزری ہوئی زندگی اور گناہوں کی آلودگیوں سے لبریز زندگی کے لمحات تصور میں لاتے ہوئے انسانی روح کف افسوس ملتے ہوئے، جلتے اور تڑپتے ہوئے افسوس کا اظہار کرنے لگتی ہے کہ ہائے میں نے اتنی زندگی فضول اور بیکار کاموں میں گزار دی اتنی ہی زندگی میں خالق و مالک کی رضا حاصل کی جاسکتی تھی۔ خالق و مالک کی رحمت کے اسباب تیار کیے جاسکتے ہیں۔ خالق و مالک کے قہر و غضب سے بچنے کے لیے یہی ایام گزارے جاسکتے تھے، یہی ایام ان کاموں میں گزارے جاسکتے تھے کہ جن سے حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا۔ ہائے افسوس اب کیا کیا جاسکتا ہے وقت تو بیت چکا وقت کا پنچھی ہاتھوں سے اڑ چکا۔ اب اسے واپس لانا میرے بس میں نہیں اب مالک و خالق کے قہر و غضب کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوگا اُس کے سامنے میری کوئی وقعت نہیں۔ نہ ہی مجھ میں اُس مالک کے قہر و غضب برداشت کرنے کی سکت ہے۔ اب کیا کروں اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ اس کی یہ کیفیت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ وہ پاگلوں کی طرح اب محبوب حقیقی کی تلاش شروع کر دیتی ہے کہ جس کے لیے مجھے بھیجا گیا تھا وہ تو مجھے ابھی تک حاصل نہ ہوا۔ روح پچھتاتی ہے تڑپتی ہے روتی ہے مگر اب تو وقت بیت چکا۔

اب پچھتائے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ مگر اب اس پچھتاوے کا کیا فائدہ اب گزرے ہوئے ایام کے زیاں کی تلافی کیسے ممکن ہو۔

ارے انسان! تیرے لیے اب بھی وقت ہے ابھی تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ وقت آخری آنے سے پہلے حقائق سمجھنے کی سعی کرتا کہ وقت آنے پر تجھے پچھتانا نہ پڑے پھر اس وقت کے پچھتانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

روح کی بے چینی:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر بیان فرماتے ہیں کہ

روح وراگ تے جدائی دی اگ وچ تپدی تے سڑدی اوہنوں کسے ویلے آرام نہیں آوندا۔ اُسل وٹ لیندی تے ہتھ بتی مروڑدی اے۔ ایہدے ایس رو[illegible] سوہنیاں دی ملاقات [illegible] ایسے کرکے ایہ پاغلاں وانگو بے وس

marfat.com
Marfat.com

ہو ہو کے اپنے مالک خدا نوں ملنا چاہندی اے۔ (بول فریدی، ص ۱۵۷)

روح محبت اور جدائی کی آگ میں تپتی اور جلتی ہے۔ اسے کسی بھی وقت آرام نہیں آتا۔ بے چینی اور پریشانی کا اظہار کرتی ادھر ادھر ہوتی ہاتھ ملتی اور مروڑتی ہے۔ اس کے اس روگ کا علاج سوائے محبوب حقیقی کی ملاقات اور وصال کے کوئی نہیں۔ اسی لیے یہ پاگلوں کی طرح بے قرار ہو کر مجبوراً اپنے مالک وخالق کو ملنا چاہتی ہے۔

موت ایک پل :

قرآن مجید میں ہے کہ

الموت جسر یو صل الحبیب

موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست کے ساتھ ملا دیتی ہے۔

حالتِ نزع کے وقت روح کی بے چینی :

چونکہ ہر شے اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے اس لیے حالت نزع کے وقت روح اپنے مالک وخالق کے ہجر اور جدائی میں سخت بے چین ہے اسی بے چینی اور پریشانی میں وہ تپتی، جلتی اور پریشانی اور بے چینی کا اظہار ہاتھ مروڑ کر کرتی ہوئی دیوانوں کی مانند اِدھر اُدھر بھاگنے دوڑنے کی کوشش کرتی ہوئی کہتی ہے کہ مجھے اس جسمانی پنجرے سے جلد آزاد کر دیجئے تاکہ جلد از جلد میں اپنے مالک وخالق کے حضور پیش ہو جاؤں کیونکہ اس کی جدائی میں بڑا لمبا پریڈ گزار لیا ہے۔ اب تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرا محبوب میرے سامنے ہے لقائے حبیب کے بغیر یہ لحات گزارنے میرے لیے انتہائی دشوار ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لیے جلد از جلد مجھے میرے محبوب کے پاس لے چلیے۔

روح کا اصل وطن:

کیونکہ روح کا اصل وطن یہ دنیا نہیں بلکہ عالم بالا ہے۔ جہاں تمام روحیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اکٹھی رہتی تھیں یہاں تو مسافری کی حالت میں آئی ہیں آخر اپنے گھر جانا ہے۔ اللہ والوں کی روحیں تو ہمہ وقت واپسی کے لیے بے چین رہتی ہیں۔ کہ کون سی وہ خوش نصیب گھڑی ہوگی جب ہم اپنے وطن عزیز میں پہنچیں۔ محبوب کے جلوے سے مستفید ہوں۔

-----☆☆☆-----

تَیں شَوہ مَن مَانہہ کِیا روس مُجھ اَوگُن شَوہ ناہِیں دوس

بعض کتابوں میں یہ شعر یوں ہے کہ

تیں سہہ من منہہ کیا روس

مجھ اوگن سہہ ناہیں دوس

marfat.com
Marfat.com

حل لغات:

٭ تیں: تو۔ ٭ شوہ: مالک، رب، شوہر۔ ٭ من: دل۔ ٭ مانہہ: میں۔ ٭ کیاروس: کیا غصہ، کیسا غصہ، کیوں غصہ، ناراضگی۔ ٭ مجھ: صیغہ واحد متکلم، ایک کلمہ جو اپنے نفس پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ ٭ اوگن: عیب، گناہ، خطائیں، غلطیاں۔ ٭سہہ: سہیلی، سکھی، دوست، محبوب۔ ٭ ناہیں: نہیں۔ ٭ دوس: قصور، خطا، غلطی، گناہ، عیب۔ ٭منہہ: میں۔

ترجمہ:

اے میرے محبوب! آپ کے دل میں (میرے متعلق) کیا ناراضگی ہے۔ یعنی آپ مجھ سے کیوں ناراض ہیں؟ (حالانکہ جتنا مجھے یاد ہے) میری تو ایسی کوئی بھی خطا نہیں جو تیری ناراضگی کا سبب بن سکے۔ بہرحال اے میرے مالک جیسی بھی ہوں حاضر ہوں۔

مطلب:

اس شعر میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ انسانی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انسان خطا کا پتلا ہے۔ نسیان مارا ہے۔ لمحات میں ہی سب کچھ بھول جاتا ہے۔ خطائیں اس سے ہو جاتی ہیں مگر وہ یاد نہیں رہتیں۔ انسانی روح بے چینی کا اظہار کرتی ہے۔ انسانی روح کی اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے آپ بیان فرماتے ہیں کہ انسانی روح کہتی ہے کہ اے میرے محبوب، اے میرے خالق و مالک، تو بڑی عظمتوں والا ہے۔ اللہ اکبر تیری شان ہے۔ اسم اعظم عظیم سے تیری عظمتوں کا اندازہ ہوتا ہے تو ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ مگر مجھے یہ حقیقت سمجھ نہیں آ رہی کہ تو مجھ سے ناراض کیوں ہے؟ تیری ناراضگی کا سبب کیا ہے؟ اگر مجھے معلوم ہو جائے تو میں اسے ترک کر دوں کیونکہ تیری ناراضگی میرے لیے سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ حالانکہ جہاں تک ممکن ہو سکا۔ مجھے جہاں تک یاد ہے میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جو تیری منشاء کے خلاف ہو۔ تیری ناراضگی کا سبب بن سکے۔ مگر تیری ناراضگی کا ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی نہ کوئی غلطی مجھ سے ہو گئی ہوگی۔ کسی نہ کسی خطا کا صدور مجھ سے ہو گیا ہوگا مگر یا اللہ

خوار ہیں بدکار ہیں، ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
خواہ کچھ بھی ہیں تیرے محبوب کی امت تو ہیں

مگر یا اللہ! بدنصیبی کا بار اٹھائے تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، میری بدنصیبی کو خوش نصیبی میں بدلنا تیری قدرت کاملہ کا کام ہے۔ یا اللہ تیری بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوں۔ میری خطاؤں سے درگزر فرما۔

خطا کا پتلا:

خطا کا پتلا اپنی خطا کو تسلیم کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ یا اللہ تیری ناراضگی اس امر کی دلیل ہے کہ یہ تیری ناراضگی بلاوجہ نہیں ضرور مجھ سے خطا سرزد ہوئی ہوگی۔ مجھے معلوم ہو یا نہ معلوم ہو۔ حقیقت وہی ہے جو تو جانتا ہے۔

مجھے اپنی حالت بھی کما حقہ معلوم نہیں۔ اور نہ ہی تمام حقائق سے آشنا ہوں۔ جبکہ تو عالم الغیب والشھادۃ ہے۔ علیم بذات الصدور ہے۔ تمام علوم کا کمال تجھے حاصل ہے۔ تجھ سے جدا کوئی علم نہیں ایسی کوئی حقیقت نہیں کہ جس کے متعلق کہا جا سکے کہ تو اسے

marfat.com
Marfat.com

نہیں جانتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تمام حقائق سے تو علیم وخبیر ہے۔ تو سب کچھ جانتا ہے تجھے سب کچھ کی خبر ہے۔ اللہ کسی سے بے خبر نہیں بلکہ اسے ہر ایک کی ہر حال میں خبر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان:

کما قال فی القرآن المجید فرقان الحمید:

(۱) اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ (پ۱، سورۃ البقرہ ۱۱۰)

بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ (کنز الایمان)

(۲) اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (پ۱، سورۃ البقرہ ۱۲۷)

بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

(۳) وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (پ۱، البقرہ ۱۳۷)

(اور وہی ہے سنتا جانتا ۔ (کنز الایمان)

(۴) وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ (پ۱، سورۃ البقرہ ۱۴۰)

اور خدا تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں۔ (کنز الایمان)

(۵) وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ (پ۱، سورۃ البقرہ ۱۴۴)

اور خدا تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں۔ (کنز الایمان)

(۶) فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ ○ (پ۲، البقرہ ۱۵۸)

اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔ (کنز الایمان)

(۷) اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ (پ۲، البقرہ ۱۸۱)

بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

(۸) وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ (پ۲، البقرہ ۲۲۴)

اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

(۹) وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○ (پ۲، البقرہ ۲۳۱)

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

(۱۰) وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ○ (پ۲، البقرہ ۲۳۴)

marfat.com
Marfat.com

اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (کنزالایمان)

(۱۱) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ○ (پ۲، البقرہ ۲۳۵)

اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلیم ہے۔ (کنزالایمان)

(۱۲) اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ (پ۲، البقرہ ۲۳۷)

بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت کے اعداد کے مطابق ۱۲ حوالہ جات حاضر ہیں ورنہ اس موضوع پہ سینکڑوں آیات پیش کی جاسکتی ہیں۔

حق تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب:

حق تعالیٰ بلاوجہ ناراض نہیں بلکہ مجھے اعتراف ہے کہ کوئی نہ کوئی خطا یا گناہ مجھ سے ہی صادر ہوا ہوگا۔ اس ناراضگی میں محبوب حقیقی کا کوئی قصور نہیں بلکہ میرا اپنا ہی قصور ہے اس لیے روح پکار پکار کر کہتی ہے یا اللہ تو جو مجھ سے ناراض ہے واقعی میں خطا کا روسیاہ کار ہوں مجھ سے ہی تیری ناراضگی کے اسباب پیدا ہوئے ہیں مجھے تسلیم ہے فلہذا آئندہ ایسی خطا نہیں کروں گا فلہذا مجھے بخش دے تو غفور الرحیم بھی ہے غفار بھی ہے ستار بھی۔ اس لیے مہربانی فرما اور مجھے بخشش سے نواز دے مجھے میری خطائیں بخش دے تیری ذات علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہے جبکہ تیرا بندہ عاجز ہے گنہگار و خطار ہے سیاہ کاریوں سے اپنا من میلا کر چکا ہے اب تیری بخشش کی امید ہے۔ اسی سہارے پہ حیات مستعار کے لحات معافی مانگنے میں گزار رہا ہوں یا اللہ تو غفور الرحیم ہے اس عاجز بندے کو اپنی رحمت کاملہ سے بخش دے۔ خطائیں معاف فرمادے، اپنی عطاؤں سے نواز دے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وان لم تغفرلنا وترحمنا لَنَکُوْنن من الخسرین۔

اے میرے رب ہم اپنی جانوں پہ ظلم کر بیٹھے ہیں اگر تو ہمیں اپنی بخشش سے نہ نوازے اور ہم پہ رحم نہ کرے تو پھر ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں ہو جائیں گے۔

توبہ واستغفار کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم! میں ایک دن میں سو بار سے زیادہ استغفار کرتا ہوں۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ)

توبہ کرنے کا فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو میں

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ)

گناہ کا اعتراف اور توبہ کی فضیلت:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جب بندہ گناہ کا اعتراف کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔
(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ)

-----☆☆☆-----

تَیں صَاحِبْ کی مَیں سَار نہ جَانی جوبَن کھوئے پاچھے پچھو تانی

فائدہ:

بعض کتب میں دوسرے مصرعہ (کھوئے کی بجائے کھوءِ اور پچھوتانی کی بجائے پچھتانی ہے مگر اس میں کوئی فرق نہیں کیونکہ معانی وہی ہیں۔اس قسم کا فرق متعدد مقامات پر ہے کہیں اشارہ کر دیا ہے اور کہیں چھوڑ دیا ہے۔

حل لغات:

★ تیں: تو۔ ★ صاحب: مالک، آقا، رب، دوست، ساتھی، کلمہ تعظیم، شریف۔ ★ کی: (ہ، حرف اضافت) مؤنث سے پہلے "کا" کی جگہ بولتے ہیں۔ ★ میں: اپنی ذات، خود آپ، غرور، تکبر۔ ★ سار: لُب لُباب، جوہر، اعتبار، قدر و طاقت، قدر و قیمت، وقعت، قدر و منزلت، مرتبہ، مقام۔شان، عظمت۔ ★ نہ جانی: نہ پہچانی۔ ★ جوبن: حسن، جوانی، رونق، حسن و جمال، طاقت، خوبصورتی۔ ★ کھوئے: ضائع کیے۔ ★ پاچھے: پیچھے، بعد۔ ★ پچھوتانی: میں پچھتائی، پچھتاوا۔

یا اللہ تو میرا خالق و مالک اور رب ہے میں تیری قدر و منزلت اور شان کما حقہ نہ پہچان سکا میرا حسن جوانی اور طاقت سب کچھ برباد ہو گیا۔اب اسی پچھتاوے کے باعث ندامت کا شکار ہو چکا ہوں۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ تمام کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اس لیے وہی عبادت کے لائق ہے۔اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔جب ہمارا خالق بھی وہی ہے، مالک بھی وہی ہے رازق بھی وہی ہے ہمارا پروردگار بھی وہی ہے تو پھر ہمیں چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اسی مالک و خالق کی عبادت کرتے کہ جس کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ہم اپنے جسم و روح پہ ہر لحاظ سے اسی کے احکام کو رائج کرتے اسی کے احکام کے خلاف لمحہ بھر بھی زندگی نہ گزارتے۔ہم ایک ایک سانس اسی کے فرمان کے مطابق لیتے۔اسی کے لیے اپنا تن من دھن سبھی کچھ قربان کر دیتے مگر افسوس کہ ہم نے اپنی زندگی کی تمام بہاریں خود ہی برباد کر دیں۔اپنے پاؤں پہ ہم خود ہی کلہاڑی مار بیٹھے۔اپنی زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کر بیٹھے کما حقہ، اپنے خالق و مالک کی قدر و منزلت اور مقام نہ پہچان سکے ساری زندگی گناہوں کی دلدل میں خراب کر بیٹھے۔اب جبکہ جوانی ساتھ چھوڑ گئی۔جسم کے تمام جوڑ ڈھیلے ہو گئے، ہمت و طاقت جواب دے گئی، کمزوری کا راج ہے جسم پہ قائم ہو گیا تو اب آنکھ کھلی کہ ہائے

marfat.com
Marfat.com

افسوس کیا کرنا چاہیے تھا اور ہم کیا کر بیٹھے۔ ہمیں کیسے مالک وخالق کو راضی کرنا چاہیے تھا ہم نے کیسے اس کی ناراضگی کے اسباب مہیا کر لیے اب پچھتاوا ہے اور ہم ہیں۔ ندامت کے آنسو ہیں کہ تھمتے نظر نہیں آتے۔ اب پچھتاوا لگا ہوا ہے۔

زندگی دا پچھتاوا:

اس شلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے لکھا ہے کہ یا اللہ! میں جوبن جوانی دے ویلے تیرے حکماں تے عمل نہ کیتا تے نہ تیری محبت نال یاد ای کیتی۔ تیری معرفت تیری پوری تابعداری دے بغیر حاصل نہیں ہوسکدی۔ پر افسوس میں تیرے حکماں تے نہ چلیا۔ پر ہن جد بدن وچ طاقت نہیں رہی تے نہ تندرستی دا ای ساتھ اے میں ہن افسوس کرناں تے مینوں ایس گل دا پچھتاوا اے کہ میں عمر دا ایہہ انملا حصہ بے عملی تے غفلت وچ کیوں گزار دتا۔ (بول فریدی، ص ۱۵۸)

یعنی یا اللہ! میں نے جوانی کے وقت تیرے احکام پہ عمل نہ کیا اور نہ ہی تجھے محبت سے یاد کیا۔ تیری معرفت تیری پوری تابعداری کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ مگر افسوس! میں تیرے احکام پہ نہ چلا۔ مگر جب جسم میں طاقت نہ رہی اور نہ تندرستی کا ہی ساتھ ہے۔ میں اب افسوس کرتا ہوں اور مجھے اس بات کا پچھتاوا ہے کہ میں نے اپنی عمر کا نہایت قیمتی حصہ بے عملی اور غفلت میں کیوں گزار دیا۔

فائدہ:

مقصد یہ ہے کہ ساری حیات مستعار کے لمحات غفلت میں گزار دیئے۔ معرفت حق حاصل نہ کر سکا۔ نہ اوامر کے مطابق زندگی کو سجایا اور نہ ہی نواہی کے مطابق منع کردہ امور سے اپنی زندگی کے لمحات بچا سکا۔ حالانکہ معرفت حق کے حصول کے لیے متابعت اور اطاعت کا وسیلہ ایک اہم وسیلہ ہے۔ جس کے ذریعے حق تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس میں حتی الوسع کوشش کرنی چاہیے۔ مگر افسوس کہ میں اپنی زندگی کو صحیح طریقہ کے مطابق نہ گزار سکا بلکہ تمام عمر ہی ضائع کر بیٹھا۔ نفس امارہ کی پیروی کرتا رہا دنیا اور دنیوی امور کی حرص اور محبت میں گم ہو کر حق سے دوری کے راستے پہ چلتے چلتے زندگی کے انمول لمحات ضائع کر بیٹھا۔ اب یہی حسرت وندامت میرے گلے کا ہار بنا ہوا ہے۔ جو زندگی گزر گئی گزر گئی جیسے بھی ہو سکا وہ تو اب لوٹ نہیں سکتی کم از کم آئندہ کے لمحات کے متعلق ہی سدھرنے کی سعی کر لیجئے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شلوک میں یہی پیغام دے رہے ہیں کہ انسان بیتے ہوئے لمحات پہ ندامت اختیار کیجئے۔ اپنا حال اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق گزاریئے اور آئندہ کے لیے پختہ تہیہ کر لیجئے آئندہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ضائع کرنے سے بچاؤں گا اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ کی معرفت اور قرب حاصل ہوگا۔

-----☆☆☆-----

کالی کوئل تُو کِت گُن کالی　　　اَپنے پرِیتم کے ہوں بِرہے جالی

حل لغات:

★ کالی: سیاہ رنگ کی۔ ★ کوئل: مشہور گانے والا، پرندہ جو موسم بہار میں خوش ہو کر گاتا ہے۔ ★ تو: حرف خطاب، جو کم درجہ والے کے نسبت بولا جاتا ہے پیار اور بے تکلفی سے بھی استعمال کرتے ہیں۔ ★ کت: کس۔ ★ گن: وصف، وجہ، صف، سبب۔ ★ اپنی: اپنا کی تانیث، ذاتی۔ ★ پریتم: محبوب، پیارا، معشوق، دلبر، خاوند۔ ★ کے: کی۔ ★ ہوں: میں۔ ★ برھے: جدائی

marfat.com
Marfat.com

کی بچھوڑے کی۔ ★ جالی: جلائی ہوئی، ماری ہوئی، مبتلا گزاری۔

ترجمہ:

اے سیاہ رنگ کی کوئل! تو کس وجہ سے کالی سیاہ ہے؟ کوئل نے جواب دیا کہ میں تو اپنے پیارے کی جدائی کی جلائی ہوئی ہوں۔ یعنی مجھے میرے محبوب کی جدائی کے دردو فراق نے جلا کر کوئلے کی مانند کر دیا ہے۔

فائدہ:

پہلے مصرعہ میں کوئل سے سوال پوچھا گیا اور دوسرے مصرعہ میں کوئل کا جواب بیان کیا گیا ہے۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ محبوب کی جدائی کے درد اور تکلیف کو ایک مثال کے ذریعے واضح فرمایا ہے کہ محبوب سے جدائی کوئی معمولی صدمہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ تو انسان کو کسی کام کا نہیں چھوڑتا۔ رنگ ڈھنگ سب کچھ ہی بدل جاتا ہے۔ اس کی اپنی پہچان مشکل ہو جاتی ہے۔

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے جو غور کیا کہ موسم بہار میں اتنی خوبصورت آواز کس کی ہو سکتی ہے جی چاہتا ہے کہ وہ اپنی دل لبھانے والی آواز نکالتا رہے واقعی پرندوں میں سے بڑی خوبصورت آواز ہوتی ہے۔ بہر حال بابا صاحب نے جب کوئل کی آواز موسم بہار میں سنی ہوگی، ہر طرف درختوں کے نئے نئے شگوفے پھوٹے ہوئے ہوں گے، ہر طرف پھولوں کی بہار اور مہکار سے موسم بڑا بھلا معلوم ہو رہا ہوگا کہ اچانک کوئل کے بولنے کی بڑی لمبی سی مخصوص انداز میں صدا (گو یا ہو) سنی ہوگی۔ تو آپ تڑپ گئے ہوں گے۔ عالم تصور میں کوئل کو سامنے بٹھا کر پوچھا ہوگا۔ کہ اے کوئل! تیری آواز کتنی خوبصورت ہے جی چاہتا ہے کہ سنتا رہوں۔ بار بار تیری آواز سننے کو جی چاہتا ہے۔ مگر یہ تو بتا کہ تیرا رنگ سیاہ کیوں ہے؟ تو گویا بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ گویا کوئل نے عالم تصور میں مجھے جواب دیا یہ میرا سیاہ رنگ میرے محبوب کے درد اور فراق کی وجہ سے ہے تو کیا جانے کہ محبوب کی جدائی کتنا مشکل مرحلہ ہے۔ ایک ایک لمحہ گزارنا نہایت دشوار ہے۔ محبوب کی جدائی کی لگی ہوئی آگ نے مجھے سیاہ کر دیا ہے۔ میرا یہ سیاہ رنگ میرے محبوب کی جدائی کی آگ میں جلنے کی وجہ سے ہے۔

نار عشق:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ تمثیلاً کوئل کو مخاطب کر رہے ہیں۔ مگر ان کا اصل مخاطب مرد عاشق ہے۔ وہ مرد عاشق جسے حق تعالیٰ سے انتہا درجہ کی محبت ہے۔ اسی محبت کی آگ میں جلنے والے سے پوچھتے ہیں کہ اے اللہ کے محب تو اللہ تعالیٰ کا محب بھی ہے پھر بھی یہ حال ہے کہ خون نام کی کوئی چیز تیرے جسم میں نہیں۔ خون کی کمی بھی لاحق ہے جسم کالا سیاہ ہو چکا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ پھر خود ہی اس سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ عشق کا روگ بڑا ہی عجیب ہے اس کی ابتدا بڑے پیار بھرے انداز سے ہوتی ہے غیر محسوس طریقے سے جب اس میں ابتدا ہوتی ہے تو اتنا محسوس نہیں ہوتا مگر جب یہ پوری طرح جکڑ لیتا ہے تو اس کی آگ تن من دھن سب، کچھ جلا کر راکھ کر دیتی ہے اس کی آگ ظاہری دنیوی آگ سے بھی زیادہ ہوتی ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عشق کی آگ کے مدمقابل یہ دنیا کی آگ کچھ بھی نہیں۔ دنیوی آگ کا اثر محض ظاہری جسم پہ ہوتا ہے جبکہ عشق کی آگ کا اثر ظاہر پر

marfat.com
Marfat.com

بھی ہوتا ہے باطن پر بھی۔ اسی عشق کے باعث میری یہ حالت ہو گئی ہے۔

زندہ دل:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ زندہ دل وہی ہے جس میں (حق تعالیٰ کی) محبت اور اشتیاق ہے۔
(راحت القلوب فصل ہشت بہشت)

دنیا ومافیہا سے بے خبری:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اہل سماع وہ گروہ ہے کہ جب وہ سماع اور تحیر میں مستغرق ہوتے ہیں اس وقت اگر لاکھ تلوار بھی اس کے سر پر ماری جاوے تو اس کو خبر نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا: یہ لوگ جس وقت عالم تحیر اور دوست کی خواہش میں متحیر ہوتے ہیں اس وقت انہیں کسی آنے جانے والے کی خبر نہیں ہوتی۔ اس وقت اگر ہزار ملک اس کان آئیں اور اس کان جائیں تو انہیں خبر نہیں ہوتی۔ (راحت القلوب فصل ۴ ہشت بہشت)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار سے آواز آنی:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ مشائخ کبار میں سے ایک معہ اپنے اصحاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روضہ انور پہ پہنچے۔ روضہ انور سے آواز آئی رب ارنی انظر الیك۔

اس بزرگ نے فرمایا یہ عشق ہے واقعی زندگی میں بھی یہی حالت ہوگی۔ اگر مرد کی یہ حالت ہوگی تو جب اٹھے گا اس کی وہی حالت ہوگی۔ قیامت کے دن بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے کنگرے میں ہاتھ مار کر فریاد کریں گے رب ارنی انظر الیك۔ اگر اس حالت میں فرشتے انہیں پکڑیں گے تو تمام مخلوق مارے اشتیاق کے درہم برہم ہو جائے گی۔

فائدہ:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ طالب کو ہر حالت میں مطلوب کے عشق و محبت اور اس کی یاد میں رہنا چاہیے ہر گھڑی ہر روز ہر لحظہ اور ہر حالت میں اسی کے عشق میں رہے تاکہ ان لوگوں میں سے ہو جائے جو اس سے پیشتر گزرے ہیں۔
(راحت القلوب فصل ۷ ہشت بہشت)

فائدہ:

بہر حال اس شلوک میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حق تعالیٰ کے عشق کی کیفیت بیان کرتے ہوئے ایک مثال کے ذریعے حقائق بیان کیے ہیں۔

-----☆☆☆-----

پُرہے بے ہُوں کِتھ سُکھ پائے   جاں ہوئے کرپال تاں پُرَ بھو ملائے

حل لغات:

★ پرہے: محبوب کے [illegible] ★ [illegible] کے بغیر۔ ★ کتھ: یعنی کتے، کہاں، کب

marfat.com
Marfat.com

، کیسے، کس طرح۔ ★ سکھ: راحت، چین، آرام، سکون، امن وامان۔ ★ پائے: حاصل کرے۔ ★ جاں: جب اگر، کس طرح، کیسے۔ ★ تاں: تب، تو، پھر، بعد میں، اس وقت، اس پر، اس حالت میں، اس لیے، اس سبب سے، تو۔ ★ کرپال: مہربان۔ ★ پربھو: اللہ تعالیٰ ملائے۔ ★ ملائے: رب ملائے۔

ترجمہ:

محبوب کے بغیر کہیں بھی اور کسی طرح بھی سکون میسر نہیں آسکتا۔ محبوب کے بغیر سکھ کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟ ہاں اگر اللہ تعالیٰ مہربان ہوجائے تو پھر وہ ملادے۔

مطلب:

آپ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب کے بغیر کسی طرح بھی سکھ نہیں مل سکتا جیسے ظاہری طور پر ایک محب اپنے محبوب کے بغیر خوش نہیں رہ سکتا۔ اس کی خاطر اگر اسے آسمان سے تارے بھی توڑ کر لانے پڑیں تو پھر بھی حتی الوسع کوشش ضرور کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح محبوب مل جائے ہاں یہ الگ بات ہے کہ ہر ایک کا محبوب جدا ہے۔ کسی کا محبوب زن ہے، کسی کا محبوب زر ہے، کسی کا محبوب زمین ہے کسی کا محبوب علم ہے، کسی کا محبوب مشاورت ہے کسی کا محبوب وزارت ہے، کسی کا محبوب عہدہ صدارت ہے، کسی کا کچھ محبوب ہے کسی کا کچھ محبوب ہے۔ مگر بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایسے ہرجائی کہیں بھی سکون میسر نہیں آسکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ مہربان ہوجائے تو محبوب حقیقی مل جائے، پھر سکون ہی سکون حاصل ہوگا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مہربانی کرے اور محبوب حقیقی کی محبت میں مستغرق ہونا نصیب ہوجائے۔

اصول:

یہ اصول مسلمہ ہے کہ محبوب حقیقی یعنی حق تعالیٰ کے بغیر انسان کسی کام کا نہیں انسان جو کچھ ہے حق تعالیٰ کی رحمت اور ساتھ کی بنا پر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہوجائے تو پھر بیڑا پار ہے ورنہ انسان دنیا میں بھی مشکلات کا شکار رہتا ہے اس پہ دکھوں کا راج رہتا ہے۔ کوئی بھی اپنا نہیں بنتا ہے اگر کوئی بنے بھی تو محض دنیوی لالچ کی بنا پر یا مطلب نکلا تو پھر وہی بے ڈھنگی چال کہ تو کون اور میں کون۔ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

جانا تھا جنہیں ہم نے وہ سبھی پھر گئے
نکلا جو مطلب تو سبھی پھر گئے
کچھ نہیں مطلب بنا، مطلب کی ہے یہ دنیا
کس نے ہے کام آنا، چلتی پھرتی ہے یہ دنیا
دنیا ہے فانی، آنی جانی، کسی نے یہاں ٹھہرنا نہیں
موت نے کسی کو چھوڑنا نہیں، پھر کسی نے پھرنا نہیں

بہرحال دنیا میں جو آیا ہے اس نے آخر [illegible] دنیا سے جانا ہے آخرت کی طرف رواں [illegible] اختیار کرنی ہے۔ دنیا میں موجود

marfat.com
Marfat.com

کسی چیز کو بقا حاصل نہیں۔ ہر چیز نے ساتھ چھوڑ جانا ہے کسی چیز نے کام نہیں آنا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائے۔ تو پھر بخشش ہی بخشش ہے اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائے تو سب کچھ مل سکتا ہے۔

-----☆☆☆-----

وِدھن کھوہی ، مُندھ اَکیلی نہ کو ساتھی ، نہ کو بیلی

حل لغات:

٭ ودھن: ڈراؤنی جگہ، خوفناک، خطرناک۔ ٭ کھوہی: چھوٹا سا کنواں جس سے ڈول کے ذریعے پانی نکالا جاتا تھا۔ ٭ اکیلی: تنہا۔ ٭ نہ کو: نہ کوئی، کوئی بھی نہیں۔ ٭ کو: کوئی۔ ٭ بیلی: دوست، یار۔ ٭ مندھ: جوان عورت، جتی، مٹیار۔ ٭ ساتھی: رفیق، ہمراہی، مددگار، حمایتی، ساتھ دینے والا۔

ترجمہ:

(یہ دنیا) ایک ڈراؤنا اور خطرناک کنواں ہے اور اس خوفناک کنوئیں میں (انسانی روح) تنہا (قیدیوں کی مانند) ہے۔ اس کا کوئی بھی ساتھی اور مددگار نہیں۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی مذمت، تحقیر اور دنیا کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ دنیا ایک خطرناک چھوٹا سا کنواں ہے جسے پنجابی میں کھوہی کہا جاتا ہے۔ کھوہی عموماً دیہاتوں میں مساجد کے پاس بنائی جاتی تھی یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب بجلی تو دور کی بات ہے پانی کے لیے نلکے بھی نہیں ہوا کرتے تھے۔ پانی حاصل کرنے کے ذرائع اس وقت چوکوں میں کھوہی بنا دی جاتی تھی تاکہ ڈول کے ذریعے پانی نکال لیا جائے۔

بہرحال بابا صاحب نے بیان فرمایا کہ دنیا ایک خطرناک، اور ڈراؤنا کنواں ہے۔ اس کے قریب جانے سے بھی خوف آتا ہے جہاں انسانی روح اکیلی ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ روح بیچاری کا کوئی سنگی ساتھی بھی نہیں اور اس کی مدد کرنے والا بھی کوئی نہیں۔ ایسے ماحول میں روح قیدی کی مانند گزارہ کر رہی ہے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب اس دنیا کے متعلق اپنے احساسات کا ذکر فرمایا مگر افسوس کہ آج ہم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کاملہ کو بھی تسلیم کرتے ہیں اور اس کے برعکس دنیا میں بھی ایسی مشغولیت اختیار کر رکھی ہے کہ حقیقت کی طرف کبھی بھول کر بھی رجحان پیدا نہیں کیا۔

دنیا، روح اور نفس امارہ:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی خادم دربار کلیسر شریف اسی شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "چونکہ روح جبرئیلی صفت والی نفس حیوانی صفت والے کے ساتھ قفس وجود میں قید ہے اس واسطے یہ دونوں اس زندان میں ہر وقت بباعثِ صفت متضاد باہم کشمکش میں رہتی ہے کیونکہ روح تو یہ چاہتی ہے کہ اپنے پروردگار کی عبادت کر کے عالم بالا کی طرف محو پرواز ہو کر اپنی اصل [illegible] نفس یہ چاہتا ہے [illegible] سے متلذذ رہوں جو کہ ہمیشہ عالم پست

marfat.com
Marfat.com

میں قائم رہنے کا باعث ہے اس سبب سے روح بھی نفس گمراہ سرکش سے مغلوب اور عاجز آ کر اور ہر وقت اسی کے زیر سایہ ہو کر اپنے اصل سے باز رہتی ہے۔ جس کے لیے طرح طرح کے عذاب دوزخ اور وعدہ وعید ہا آخرت میں اٹھانے پڑیں گے پس ہر شخص کو لازم ہے کہ جہد و ریاضت کے ساتھ اپنے نفس امارہ کو قتل کرنے کے لیے ساعی ہو کر روحی طاقت کو شغل اور ذکر سے بڑھاتا رہے انشاء اللہ امید قوی ہے کہ آخر کار وہ اس پر غالب آخر غذا نوری سے پرورش پا کر نوری رنگ سے رنگین ہو کر حیات طیبہ سے مشرف و ممتاز ہو۔

ضرورت مرشد:

واضح رہے کہ دنیا میں کوئی ایسا ادنیٰ سے ادنیٰ کام نہیں کہ جس کے لیے کسی استاد یا پیر کی تعلیم کی ضرورت نہ ہو۔ اس واسطے یہ امر مذکورہ بالا بھی کسی شیخ اکمل کی تعلیم اور متابعت اور توجہ کے بغیر حاصل ہونا ممکن نہیں ہے اور اگر غور کیا جاوے تو ظاہر ہے کہ جس چیز میں روح کو لذت ہوتی ہے اس میں نفس کو تکلیف پہنچتی ہے اور جس چیز میں نفس کو لذت پہنچتی ہے اس میں روح کو تکلیف پہنچتی ہے اس واسطے نفس ارادہ لذات نفسانی کی طرف راغب اور راجع ہو کر ہر وقت اپنے مطلب میں مستغرق رہتا ہے اور روح سے شور و غوغا اور ملامت سے سرکش اور نافرمان ہو کر اپنی عادت کو نہیں چھوڑتا ہے۔ (دیوانِ فرید، ص ۲۶۱)

روح کی مثال:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شلوک میں ایک مثال کے ذریعے سمجھا رہے ہیں کہ انسانی روح کی مثال یوں سمجھیئے کہ جیسے کسی سنسان اور ویران جگہ جو کہ ایک ڈراؤنی اور ویران وادی میں ہے۔ وہاں ایک تن تنہا عورت خطرناک اور ڈراؤنی جگہ کھو ہی پہ جائے وہاں اس کا کوئی ساتھی بھی نہ ہو۔ اور اکیلی ہی پھنس جائے۔ اس کا وہاں سے نکلنا انتہائی دشوار ہو جاتا ہے یہی حال اس دنیا میں آئی ہوئی روح کا ہے کہ ویران جگہ سانپ، بچھو اور خطرناک جانور ہوتے ہیں ہر لحہ نقصان اور تکلیف کا خطرہ رہتا ہے۔ اسی طرح اس دنیا میں روح بے چین رہتی ہے۔ ہمہ وقت نقصان کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ اسی لیے پیر و مرشد کی اشد ضرورت ہوتی ہے جو اس کے اس خطرناک جگہ سے نجات کا سبب بن سکے۔ ورنہ دنیا میں دنیا دار جتنے بھی رشتے ہوتے ہیں سبھی اپنی اپنی ڈفلی پہ اپنا اپنا راگ الاپنے میں مصروف ہوتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ احکام کے مطابق زندگی گزاریں۔ تاکہ روح کو سکون حاصل ہو۔

-----☆☆☆-----

کر کرپا پربھے سادھ سنگ میلی — جاں پھر دیکھاں تاں میرا اللہ بیلی

حل لغات:

★ کر کرپا: مہربانی کر کے۔ ★ کرپا: مہربانی، بخشش۔ ★ پربھے: اللہ تعالیٰ نے۔ ★ سادھ سنگ: اچھے درویشوں کی سنگت، درویشوں کا ساتھ۔ ★ میلی: ملادی۔ ★ جاں: جب، جہاں، جدھر، جس طرف، جس وقت۔ ★ دیکھاں: دیکھوں۔ ★ تاں: تو پھر، اس وقت۔ ★ بیلی: دوست

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل و کرم کیا کہ مجھے سیدھے سادھے اچھے درویشوں کی سنگت میں شامل کر دیا ہے۔اس لیے اب میں جس وقت بھی جس طرف بھی نظر اٹھاتا ہوں مجھے یوں نظر آتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی مدد اور سہارا میسر آ گیا کہ میرا اللہ نگہبان محافظ اور دوست ہے۔

مطلب:

اللہ والوں کا قرب، اللہ تعالیٰ کے قرب، مہربانی، عنایت اور فضل و کرم سے ہی حاصل ہوتا ہے۔کوئی مانے تو یہ اس کی خوش نصیبی ہے کوئی نہیں مانتا تو اس کا نہ ماننا اس کی اپنی بدنصیبی کے باعث ہے۔اس لیے کسی کو منوانے کی ہمیں ضرورت نہیں ہاں ضرورت اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کا محبوب طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کامل مسلمان وہی ہے جو اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پہ خود بھی عمل پیرا ہو اور مخلوق خدا کی بھلائی کا بھی اس لحاظ سے خیال رکھے۔محض دنیوی مفاد کی خاطر کوئی ضرورت نہیں۔

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم کیا ہے کہ مجھے اللہ والے درویشوں کی مجلس عطا فرمائی کہ جن کی زندگی ہمہ وقت، ہر لحاظ سے اللہ کے قرب اور اللہ کی معرفت میں صرف ہوئی اور اسی طلب کی خاطر ان کا جینا، اسی طلب میں ان کا مرنا، ان کی حیات مستعار کا نقطہ نظر محض یہی اس کے سوا کچھ نہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے درویشوں کی سنگت عطا فرمائی کہ میری نظر جب بھی اٹھتی ہے مجھے یوں نظر آتا ہے جیسے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی مدد میرے ہمراہ ہے۔میرا اللہ ہر وقت میرا نگہبان، محافظ اور دوست ہے۔درویشوں اور بزرگی کی سنگت کے ایک لمحہ کی وقعت اور شان کیا ہے؟ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاءؔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

فائدہ:

درویشوں اور بزرگوں کی صحبت کے حصول سے کئی فوائد حاصل ہوئے۔جن میں سے ایک یہ بھی ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں وقت صرف ہوتا رہا۔زندگی کے لمحات آسانی سے گزرتے رہے کسی قسم کی تکلیف بھی نہ ہوئی۔مشکلات آسانیوں میں بدل گئیں۔صحبت یاراں بھی حاصل رہی۔

صحبت:

اس شلوک میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے صحبت صالحین کے اثرات اور فوائد بیان کیے ہیں۔کیا خوب کسی شاعر نے اپنی عقیدت کا اظہار بیان فرمایا ہے کہ

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

marfat.com
Marfat.com

شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا

اے درویش! جس نے سعادت حاصل کی، خدمت سے کی کیونکہ دین و دنیا کی نعمت مشائخ اور پیروں کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۵، ہشت بہشت)

سات سو سال کی عبادت کا ثواب:

بابا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ:

جو شخص سات دن مشائخ اور پیروں کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اعمالنامے میں سات سو سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور جو قدم اٹھاتا ہے ہر قدم کے بدلے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۵، ہشت بہشت)

حکایت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یہ دولت کہاں سے پائی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ایک درویش کی خدمت کرنے سے کہ جو کچھ وہ درویش فرماتا تھا میں سچے دل سے بجالاتا تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اس درویش نے فرمایا کہ فلاں درویش کو میرا اسلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ کل میرے مرشد کریم کا عرس ہے کھانا موجود ہوگا قدم رنجہ فرمائیے گا۔ اور اس مقام کو بابرکت کیجئے گا تاکہ کھانا آپ کے رُو برو تقسیم ہو۔ جہاں پر وہ درویش رہتا تھا۔ راستے میں شیر کا ڈر تھا۔ اس درویش نے مجھے یہ کام آزمائش کے لیے فرمایا تھا۔ الغرض حکم کے بموجب میں روانہ ہوا۔ تو ایک مقام پر شیر بالمقابل ہوا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو کہا "اے شیر! میں اپنے مرشد کریم کے حکم کے بموجب فلاں درویش کے پاس جاتا ہوں۔ مجھے راستہ دے دو۔ یہ سنتے ہی شیر نے راستہ دے دیا اور آداب بجالا کر چلا گیا میں گزر کر اس درویش کے پاس پہنچا اور پیغام پہنچایا۔ اس نے قبول کیا کہ میں آؤں گا۔ میں آداب بجالا کر واپس حاضر خدمت ہوا تو میرے مرشد کریم نے مجھے گلے لگایا اور فرمایا کہ واقعی خدمت کا حق یہی تھا جو تو بجالایا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ! تجھے دین اور دنیا سے مالا مال کر دیا۔ وہاں سے لوٹ کر میں کٹیا میں آ گیا۔ پس جو نعمت مجھ سے دیکھتے ہو وہ سب اس درویش کی عطا کردہ ہے۔

(اسرار الاولیاء فصل ۵، ہشت بہشت)

حکایت نمبر ۲:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یہ دولت کہاں سے پائی۔

تو انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا کہ۔ دو باتوں سے، ایک اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت سے اور دوسرے مرشد کریم کی خدمت کرنے سے۔

والدہ ماجدہ والا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دفعہ موسم سرما میں رات کے وقت میری والدہ ماجدہ نے پانی مانگا۔ میں نے اُٹھ کر کوزہ بھر کر ہاتھ پر رکھ کر حاضر خدمت ہوا لیکن والدہ صاحبہ سو گئیں جب تیسرا حصہ رات گزر گئی تو پھر والدہ ماجدہ بیدار ہوئیں تو پھر پانی میرے ہاتھ سے لیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعا مانگی۔

marfat.com
Marfat.com

مرشد کریم والا واقعہ اس طرح ہے کہ میں نے اپنے مرشد کریم کی خدمت بیس سال کی اس عرصہ کے دوران خدمت کرنے کے سلسلے میں میرے دن اور رات برابر تھے۔ یعنی میرا دن بھی خدمت میں گزرتا اور ساری رات بھی خدمت میں گزرتی۔ چنانچہ ایک رات میں قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھا اور میرے سوا اس وقت کوئی مرید آپ کی خدمت اقدس میں حاضر نہیں تھا۔ میرے مرشد کریم نے آواز دی کہ اے عزیز! قرآن شریف لاؤ۔ میں قرآن شریف لے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو مجھ سے قرآن مجید لے کر دعا فرمائی۔

فائدہ:

اولیاء اللہ کی صحبت، سنگت اور خدمت سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بزرگوں کی صحبت، سنگت اختیار کرنے اور خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

-----☆☆☆-----

واٹ ہمارِی گھڑی اُڈِینی کھنیوں تِکھی بُہت پِکِّھنی

حل لغات:

★ واٹ: راستہ، طریقہ۔ ★ واٹ ہماری: ہمارا راستہ، ہمارا طریقہ، سفر، راہ۔ ★ کھری: بہت واضح، کھلی، درست، صحیح۔ ★ اُڈینی: دُکھاں والی، دُکھ بھری، مشکل۔ ★ کھنیوں تکھی: تلواروں سے زیادہ تیز۔ ★ بہت پکھنی: بہت نازک، بہت باریک، بہت خطرناک، بہت اداسی والی۔

ترجمہ:

ہمارا راستہ بڑا کٹھن ہے یا ہمارا سفر نہایت دشوار گزار ہے یا ہمارا طریقہ انتہائی مشکل ہے اس پہ چلنا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں۔ جو تلوار سے زیادہ تیز اور انتہائی خطرناک ہے۔

مطلب:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ درویشی کے متعلق بیان فرماتے ہوئے بیان فرمایا کہ ہمارا راستہ درویشی ہے درویشی کے راستے پہ چل کر ہی ہم کامیابی سے اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔ مگر راہِ درویشی انتہائی دشوار گزار ہے اسے اختیار کرنا ہر ایرے غیرے کے بس کا روگ نہیں۔ اس لیے اس طرف وہی رجحان پیدا کرے جو دنیا جہان کے دکھوں سے نبرد آزمائی کر سکے۔ کیونکہ یہ راستہ انتہائی خطرناک ہے۔ جو کہ تلوار سے بھی زیادہ تیز ہے اور انتہائی خطرناک ہے اس لیے اس طرف کوئی سوچ سمجھ کر ہی آئے۔ کیونکہ درویشی کا راستہ تقویٰ و پرہیزگاری اور طریقت کا راستہ ہے۔ یہ راستہ نہایت کٹھن بھی ہے اور نازک بھی بہت زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ اس جہان فانی سے چلے جانے کے بعد بھی پل صراط کا راستہ سامنے ہے جو کہ نہایت کٹھن اور دشوار راستہ ہے اس سے بھی وہی آسانی سے گزر سکیں گے جن پہ حق تعالیٰ مہربان ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

درویشی مثل پل صراط:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب اس شلوک کی شرح یوں بیان کی کہ ہماری منزل نہایت ہی خوفناک اور دشوار ہے تلوار کی دھار سے تیز اور بہت ہی باریک اور اس میں بہت ہی خوف اور خطرے پیش آتے ہیں اور ہزار ہا طرح کے الم ہائے جسمانی اور روحانی منہ دکھلاتے ہیں لیکن پیر کامل کے برزخ کے وسیلہ سے سب آسان ہو جاتے ہیں اور رستہ بھی نہایت آسانی سے طے ہو جاتا ہے حقیقتاً اس کی تکلیفات بھی پل صراط کی تکلیفات کے مشابہ ہیں۔ جو شخص اس کی تکلیفات کو برداشت کر کے درجہ فقر حاصل کرلے گا۔ اس کو پل صراط اور دوزخ کا کیا ڈر ہے کیونکہ اس پر سے وہ ہوا کی طرح گزر جاوے گا اور دوزخ اس سے خود خائف ہوگا۔ (دیوانِ فرید، ص ۲۶۴)

-----☆☆☆-----

اُس اُوپر ہے مارگ میرا شیخ فریدا پنتھ سمھار سویرا

حل لغات:

★ اس: اسی۔ ★ اس اوپر: اسی پل صراط پر۔ ★ مارگ میرا: میرا راستہ۔ ★ مارگ: گزرگاہ، گزرنے کی جگہ۔ ★ پنتھ: راستہ، مذہب، فرقہ۔ ★ سمھار: سنبھال، مضبوطی سے پکڑ لے۔ ★ سویرا: صبح سویرے۔

ترجمہ:

میری گزرگاہ اس پل صراط کے اوپر سے ہے۔ اس لیے اے شیخ فرید (ذرہ بھر بھی غفلت کا شکار نہ ہو جانا بلکہ) صبح سویرے ہی راستہ اختیار کرلے۔

مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پل صراط کا تذکرہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ پل صراط کے اوپر سے گزرنا ہے وہ مرحلہ بڑا مشکل اور دشوار گزار ہے۔ پل صراط ہی ہماری گزرگاہ ہے۔ ہر حال میں اس پر سے گزرنا ہے۔ اس کے اوپر سے گزرے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ اس لیے اے شیخ فرید غفلت چھوڑ دے بلکہ علی الصبح ہی اپنی منزل کی طرف روانگی اختیار کرلینا۔ یعنی عمر کی ابتدا سے ہی اس پہ رواں ہو جا یہ نہیں کہ سوچتا رہ کہ ابھی تو ابتدا ہے کچھ دن دنیوی امور سے استفادہ کرلوں پھر اس راستے پہ چل نکلوں گا۔ توبہ ہی کرنی ہے پہلے گناہوں سے لذت حاصل کرلوں پھر توبہ کرلوں گا۔ بلکہ شروع زندگی سے ہی راہِ راست اختیار کر۔ تب کہیں جا کر منزل مقصود کا حصول ممکن ہے کیونکہ

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

رہبر کامل:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب اسی شعر کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جناب شیخ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عالم فنا کی علی الصباح میں شروع عمر سے کسی رہبر کامل کے برزخ کا پیرو ہو کر منزل فقر پر چلنا اختیار کرتا کہ تو کسی روز اپنی منزل مقصود پر پہنچ کر حیات جاودانی ... ف ... ا ... ٹھکانہ رہے۔ (دیوانِ فرید، ص ۲۶۵)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

یہ شلوک درج بالا شلوک کے ساتھ ہی ہے یعنی اس سے پہلے شلوک والے ہی مفہوم کی وضاحت اسی شلوک میں بیان کی ہے۔ پروفیسر محمد یونس حسرت ان دونوں اشعار کا مطلب یوں بیان فرمایا ہے کہ اب ہمارے آگے جو راستہ ہے وہ کٹھن اور دشوار ہے اس میں ہلاکت اور تباہی کا بڑا خطرہ ہے ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے وہ راستہ نہیں وہ کوئی تلوار سے زیادہ تیکھی اور تیز شے ہے اسی راستے پر چلنا اب ہمارا طریق ہوگا۔ اس لیے اے شیخ فرید! تو سویرے سویرے ہی اس راستے پر چل کھڑا ہو۔ (کلام بابا فرید گنج شکرؒ، ص ۱۴۱)

-----☆☆☆-----

بیڑا بَندھ نہ سَکیُوں بَندھن کی ویلا　　　بَھر سَرْوَر جَب اُچھلے تَب تَرَن دُھیلا

حل لغات:

٭ بیڑا: کشتی، پانی کا وہ جہاز جو لکڑی کے گٹھے جوڑ کر اور باندھ کر تیار کیا جاتا ہے۔ ٭ بندھ نہ سکیوں: باندھ نہ سکا، تو باندھ نہ سکا۔ ٭ بندھن: بندھن مصدر ہے یعنی باندھنا۔ ٭ بندھن کی ویلا: باندھنے کا وقت، باندھنے کے وقت۔ موجودہ وقت، اب۔ ٭ سرور: جھیل، ندی، بحیرہ۔ ٭ بھر سرور: ندی یا جھیل بھر جانے کے بعد۔ ٭: جب اُچھلے: جب جھیل بھر گئی اور پانی کناروں سے بھی اوپر بہنے لگا۔ ٭ تب: تو پھر، اس وقت۔ ٭ ترن: تیرنا۔ ٭ دُھیلا: مشکل۔

ترجمہ:

جب بیڑے کے ٹھیک طریقے سے بنا کر باندھنے کا وقت تھا وہ وقت ضائع کر دیا۔ اُس وقت باندھ کر تیار نہ کر سکا۔ اب تو ندی پانی سے خوب بھر گئی ہے۔ پانی کناروں کے اوپر سے اُچھل اُچھل کر بہنے لگا ہے اب تجھے بیڑا بنانے اور باندھنے کے متعلق یاد آیا ہے۔ اب تو تیرنا بھی نہایت مشکل ہے۔ اے دوست دنیوی آگ جیسی نعمتوں یعنی اسباب دنیا کو ہاتھ نہ لگانا نفسانی لذتوں کے حصول کے لیے ان کے پیچھے نہ بھاگنا کیونکہ تیرا ہاتھ جل جائے گا۔ تو نقصان اٹھائے گا۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بدعملی کی حقیقت واضح کرتے ہوئے ایک مثال کے ذریعے یہ حقیقت واضح کی ہے کہ بدعملی کا نتیجہ بڑا بھیانک ہوتا ہے۔ برے انجام سے بچنے کے لیے بدعملی کو ترک کرنا ضروری ہے۔ وہی کام صحیح طور پر انجام پا سکتا ہے جو وقت پر سرانجام دیا جائے۔ آج نہیں کل کا نتیجہ ہمیشہ خراب ہی نکلتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ بے عملی کا نتیجہ خراب ہی نکلتا ہے۔ بے عملی انسان کو لے ڈوبتی ہے صرف عمل صالح ہی وہ سرمایہ ہے جو کامیابی و کامرانی کا سبب بن سکتا ہے۔

مثال:

آپ نے بیان فرمایا کہ کسی ندی یا بحیرے سے گزرنے کے لیے ضروری ہے کہ کسی بیڑے کا انتظام کر لیا جائے۔ جب ابھی ندی جاری نہیں ہوئی یا معمولی پانی ہے تو لکڑیوں کو مناسب طور سے باندھ کر بیڑا تیار کر لیا جائے کہ جب بھی ضرورت پڑے اس بیڑے کے ذریعے پانی سے گزرا جاسکے [illegible] کا تیار کرنا اور باندھنا آسان بھی تھا۔

marfat.com
Marfat.com

اور ممکن بھی تھا مگر جب وقت گزر گیا ندی پورے زور شور سے بہنے لگی بلکہ ندی کا پانی اُچھل اُچھل کر باہر بہنے لگا۔ تو اب عین موقعہ پر بیڑے کا تیار کرنا اور باندھنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اب تجھے بیڑا یاد آیا ہے۔ حالانکہ اب تو تیرنا بھی نہایت دشوار کام ہے۔

اے انسان آج تجھے وقت میسر ہے آخرت میں حق تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر جواب دہ ہونا ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لیے بے عملی آج ترک کر کے اعمال صالح کا بیڑا تیار کر لے تاکہ اُس وقت کسی بھی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے مگر جب موت نظر آنے لگی حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ اُس وقت عمل کی سوچ پیدا ہو بھی گئی تو کس کام کی۔ کیونکہ اس وقت تو چلو چلی کا وقت ہوگا نہ کہ عمل کا۔ عمل کا وقت آج ہے بدعملی چھوڑ دے۔ آج اعمال صالح اختیار کر لے۔

وقت کی اہمیت:

زہد و تقویٰ سے وجود کا بیڑا جبکہ اس کے باندھنے کا وقت تھا تو باندھ نہ سکا۔ اور اس کے باندھنے سے بیٹھ رہا۔ اور غفلت کی نیند میں سوتا رہا اب بھی وقت ہے اگر باندھنا ہے تو باندھ کیونکہ ابھی جسم میں طاقت ہے۔ اس واسطے حسب الارشاد پیر کامل ذکر الٰہی کے ساتھ جہد و ریاضت کرنے سے ذات فنا پا کر حیات روحی کی خلعت فاخرہ عطا ہو سکتی ہے ورنہ جب حواس خمسہ کے سوراخوں سے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کا پانی جسم میں پڑنے لگ جائے گا اور دل کا تالاب بھر کر اچھلے گا تو اس وقت تجھ کو اس دنیا فانی کے سمندر سے تیر کر پار ہونا نہایت دشوار ہوگا اس واسطے حتی المقدور شروع سے اس جسم کے بیڑے کو زہد اور تقویٰ کے چیتھڑوں سے بند رکھ۔ اور حواس ظاہری کے سوراخوں سے گناہوں کا پانی اس میں پڑنے نہ دے تاکہ یہ بیڑا نیک اعمال سے خاتمہ عمر تک پر ہو کر اس دنیا کے سمندر سے پار لگے اور درگاہ الٰہی سے پورا پورا اجر اس کے عوض میں عطا ہو اور کسی طرح کا خسارہ اٹھانا نہ پڑے۔

(دیوان فرید، ص ۲۶۷۔۲۶۶)

ھتھ نہ لا کسُمبڑے جل جاسی ڈھولا

حل لغات:

★ ھتھ: ہاتھ۔ ★ نہ لا: نہ لگا، نہ چھیڑ۔ ★ کسمبڑے: (کسمبا، کسمبڑا) ایک جنگلی پھول جو بڑی مشکل سے ملتا ہے مراد دنیا۔ ★ جل جاسی: تو جل جائے گا۔ ★ ڈھولا: پیارے، پیارا، محبوب۔

ترجمہ:

اس کسمبڑے کے پھول کو نہ چھونا کیونکہ اس کے چھونے سے پیارے جل جائے گا۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے کسمبڑا پھول کو بطور استعارہ استعمال کیا ہے۔ آپ نے بیان فرمایا ہے کہ اے پیارے اس کسمبڑے کے پھول کو نہ چھیڑنا۔ کیونکہ اس پھول کو چھیڑنا یا چھونا تیرے لیے مفید نہیں بلکہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ بظاہر دیکھنے میں یہ پھول ہے درحقیقت یہ پھول نہیں ہے بلکہ جلا دینے والا آگ کا انگارہ سمجھ شاید تو سمجھے کہ اس کی نرم و نازک پتیاں کتنی خوبصورت لگ رہی ہیں۔ اوپر سے رنگوں کی بہار کہیں تجھے دھوکے میں مبتلا نہ کر دے خبردار اس سے بچنا۔ اگر تو اس کے قریب گیا تو یہ تجھے لے ڈوبے گا۔ تجھے جلا دے گا۔ اس کے ظاہر کو دیکھ کر ... باطنی حقیقت ملاحظہ کر، اس کی خوشنمائی پہ

marfat.com
Marfat.com

قربان نہ ہو۔اس کی بد باطنی کی حقیقت سے آشنائی حاصل کر کیونکہ ہر خوبصورت چیز حقیقتاً خوبصورت نہیں ہوتی ہر چمکتی ہوئی چیز سونا نہیں ہوتی، ہر صاف ستھری نظر آنے والی چیز ضروری نہیں کہ اندر سے بھی صاف ستھری اور خوبصورت ہو۔جس کا ظاہر خوبصورت ہو ضروری نہیں کہ اس کا باطن بھی خوبصورت ہو مثلاً سانپ کو ہی دیکھ لیجئے۔ظاہری طور پر ایک خوبصورت رسی نظر آتا ہے جی چاہتا ہے کہ اسے اٹھا کر گلے کا ہار بنا لیا جائے مگر باطنی طور پر وہ انسان کا انتہائی خطرناک اور جان لیوا دشمن ثابت ہوتا ہے اسی طرح بعض بد باطن خوبصورت نظر آنے والے انسان ہمارے دوست نہیں دشمن ہوتے ہیں جو بظاہر بڑے اچھے، نیک اور صالح نظر آتے ہیں مگر باطنی طور پر وہ ہمارے دشمن ہوتے ہیں جو دین وایمان کی دولت سے ہمیں قلاش کر دیتے ہیں۔دولت ایمانی چھین لیتے ہیں۔باطنی طور پر ہمیں تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔جیسے دہکتے ہوئے انگاروں کو دیکھیے سرخ سرخ انگارے کتنے خوبصورت نظر آتے ہیں ان کے ساتھ کھیلنے کو جی چاہتا ہے ان کی خوبصورتی اپنی مثال آپ ہے مگر ان کی حقیقت سے آشنائی اس وقت حاصل ہوگی جب ان کا قرب حاصل کرتے ہوئے انہیں اپنے ہاتھوں سے اٹھائیں گے ہمارا جسم بھی جل جائے گا ہمارا لباس بھی جل جائے گا۔بظاہر بعض درویش نظر آنے والے جبوں کبوں میں ملبوس درویشوں کے روپ میں ہمارے دوست نہیں بلکہ ایمانی دشمن ہوتے ہیں خدارا ان سے بچنا وہ ایمان کی دولت کو جلا کر خاکستر کر دیں گے۔ایسے بد باطنوں کا قرب حاصل نہ کیجئے ورنہ جل جاؤ گے۔دین وایمان کی دولت خاکستر کی ڈھیری بن جائے گی۔آگ جیسی دنیوی نعمتوں کے قریب بھی نہ جانا کیونکہ وہ تجھے جلا دیں گی، تیرے ہاتھ جل جائیں گے تو نقصان اٹھائے گا۔اسباب دنیا جتنے بھی ہیں ان سب کا قرب تجھے لے ڈوبے گا۔کیونکہ دنیا کے طالب حق تعالیٰ کے قرب سے نہیں نوازے جاتے جو دنیا کے طالب ہوتے ہیں انہیں حق تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہوتا بلکہ اگر دل میں حق تعالیٰ کے قرب کی خواہش بھی ہو اور دنیا اور دنیا کے ساز وسامان کی طلب بھی تو ان میں سے ایک ہی خواہش پوری ہوگی اگر قسمت بھلی ہوئی تو حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا ورنہ دنیا کے باعث حق تعالیٰ سے دوری تیرا مقدر رہے گی۔حق تعالیٰ سے دوری کی آگ میں جلتا رہے گا۔جو تیرے لیے انتہائی نقصان کا باعث ہوگی۔قلب اور روح کے اوصاف جمیلہ نفس کے اوصاف سے بدل جائیں گے جو حق تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنے گا حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بہت بڑا نقصان ہے۔

اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

کسمبے کا پھول:

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب لکھتے ہیں کہ
اس کسمبے کے پھول کو مت چھو، پیارے، جل جائے گا تو! (دنیا کا خیال چھوڑ دے، اس کا پیچھا نہ کر پاگل ہو جائے گا!)

(معارف فریدیہ، ص ۲۳۲)

اللہ سے بُعد اور شیطان کا قرب:

دنیا فانی کی زہریلی اور آگ جیسی نعمتوں کو جو کہ سراسر خدا کی طرف سے غافل کرنے والی اور دوزخ کی طرف کھینچنے والی

marfat.com
Marfat.com

ہیں ہاتھ مت لگا۔اور اپنے قلب اور روح کو ان سے ماخوذ اور مفتون مت کر۔اور ہر وقت ان سے تارک ہو کر خدا کی یاد میں مصروف ہو اور اگر ایسا نہیں کرے گا اور ہر وقت مطیع نفس لعین ہو کر لذات دنیاوی کے حظ اٹھانے میں مصروف اور مشغول رہے گا تو امید قوی ہے کہ بباعث غفلت اور نفسانیت رفتہ رفتہ خدا کی طرف سے تجھ کو بُعد اور شیطان کے ساتھ قرب ہوتا جائے گا یہاں تک کہ ایک وقت تو عذاب خدا کے لائق ہو کر غضب الٰہی کا مورد ہوگا کیونکہ نفس اور شیطان کی متابعت جن کا ذکر قرآن شریف میں آچکا ہے گویا ایک شخص عداوت خدا تعالیٰ سے پیدا کرنے کا باعث ہے جو کہ ہر شے پر قادر ہے اور حالیکہ نفس اور شیطان کے اختیار میں کچھ نہیں ہے ہاں ایک قسم کی آزمائش ہے پھر باوجود اس کے تو خواہ مخواہ خدا کو اپنا دشمن بناتا ہے پس تجھ کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے لذت نفسانی سے جو کہ دوزخ کی آگ ہے۔خبردار ہو کر دور رہ اور اس کو ہاتھ مت لگا ورنہ تیرا قلب اور روح موقعہ وصل سے محروم رہ کر ایسے ایسے دردناک عذاب دوزخ میں مبتلا ہوگا کہ جن سے نہ مرے گا نہ جیتا رہے گا۔(دیوان فرید، ص ۲۶۹_۲۶۸)

اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ھے:

حق تعالیٰ کی ناراضگی انتہائی نقصان دہ ہے اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت سخت ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

وَاتَّقُو اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جانو یہ کہ اللہ سخت عذاب والا ہے۔

منافق:

کسمبڑے کے پھول کو بطور تمثیلاً استعمال کیا گیا ہے۔اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو حق تعالیٰ سے غفلت کا سبب بنے۔ خواہ انسان ہو یا حیوان ہو۔ بظاہر دوست ہو یا دشمن، دنیاداری ہو دین داری۔خواہ کچھ بھی ہو مگر حق تعالیٰ سے دوری کا سبب بن جائے۔حق تعالیٰ کے غضب کا سبب بنے۔نقصان کا سبب بنے۔ہر وہ چیز خواہ کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ نظر آئے۔بظاہر انتہائی دوست نظر آئے، مگر اللہ کے محبوبوں سے دوری کا سبب بنے۔انسان کو اس طرف راغب کرے جو حق تعالیٰ کے قرب کے خلاف راستہ ہو۔جن میٹھی میٹھی چیزوں میں انسان مشغولیت اختیار کر کے حق سے غافل ہو جائے، جو مختلف اور خوبصورت اور اعلیٰ ترین لباس اور ساز و سامان غفلت کا سبب بنے وہ کسمبڑے کا پھول ہی سمجھ لیجئے۔کیونکہ ہر ایسی چیز تیری دوست نہیں دشمن ہے۔محبوب نہیں مغضوب ہے۔حق تعالیٰ سے قرب کا سبب نہیں بعد کا سبب ہے۔

ایسے دوست جو بظاہر بڑے خیر خواہ نظر آئیں بڑی چکنی چپڑی باتیں کر کے دل کو لبھا کر نقصان کا سبب بنیں۔ایسے بظاہر صوفی نظر آنے والے یا بعض نام نہاد مولوی نظر آنے والے جن کا ظاہر تو انتہائی خوبصورت ہو بھلے مانس بھی نظر آئیں ہاتھوں میں تسبیحیں بھی پھیرتے نظر آئیں۔زبان پہ بظاہر ذکر بھی جاری کیے ہوئے ہوں۔مگر ان کا باطن خراب ہو تو ایسے لوگ بھی کسمبڑے کے پھول ہی سمجھ لیجئے۔کیونکہ ایسے لوگوں کے یہ تمام امور بگلے کی مانند ہی سمجھ لیجئے جیسے بگلا ایک ٹانگ پر کھڑا ہو جاتا ہو اس سے ہر ایک کو دھوکا ہو جاتا ہے کہ یہ تو بڑا بھلا مانس ہے تصور میں گم ہے۔مگر جونہی شکار یعنی مچھلی چونچ میں دیکھی فوراً سب کچھ چھوڑ کر شکار پہ جھپٹا ہے اور مچھلی کو لے اڑتا ہے۔مچھلی تڑپتی رہ جاتی ہے اسے ذرہ بھر رحم نہیں آتا اس کا تڑپنا بگلے پہ کچھ اثر نہیں کرتا اس لیے ایسے بگلے نما

marfat.com
Marfat.com

انسانوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں یہ دعا سکھائی ہے کہ یوں دعا مانگا کیجئے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ (پ ا، سورۃ الفاتحہ آیت نمبر ۵ تا ۷)

ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی کہ اس طرح دعا مانگا کرو۔صاف ظاہر ہے کہ یہ بھی سمجھایا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کی مجالس ومحافل سے بھی پرہیز کیا جائے۔ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک کردو کیونکہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تجھے لے ڈوبے گا۔دین وایمان کے لیے خطرہ ہے۔اس لیے ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا نقصان دہ ہے۔ایسے لوگ بظاہر دوست نظر آتے ہیں مگر حقیقتاً دوست نہیں بلکہ دشمن ہوتے ہیں۔خود تو ڈوبے ہی ہیں تجھے بھی لے ڈوبیں گے۔اُن کا تو حال یہ ہے کہ

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

(پ ا، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۴ تا ۱۶)

اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ہنسی کرتے تھے۔اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ (کنز الایمان)

منافقین کی حقیقت:

ایسے لوگ کہ جن کا ظاہر نہایت خوبصورت اور باطن انتہائی گندہ۔بظاہر بڑی میٹھی میٹھی زبان استعمال کرنے والوں، بظاہر اللہ والوں جیسی شکل وشباہت اختیار کرنے والوں کی حقیقت واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے لافانی کلام میں ارشاد فرمایا ہے کہ

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ (پ ا، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۶)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔(کنز الایمان)

گمراہوں سے دوری نہایت ضروری:

اس لیے ایسے لوگوں سے بچنا چاہیے گمراہوں کی محافل ومجالس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ضرور بچنا چاہیے ورنہ وہ

marfat.com
Marfat.com

تو ڈوبے ہی ڈوبے ہیں ہمیں بھی لے ڈوبیں گے۔ اسی لیے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بچنے کی تاکید کی ہے۔

منافقین کا ٹھکانہ:

وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ز اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ○ (پ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت نمبر۴)

(ترجمہ) اور جب تو انہیں دیکھے ان کے جسم تجھے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو تو ان کی بات غور سے سنے گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی۔ ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں وہ دشمن ہیں تو ان سے بچتے رہو۔ اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

اس آیت مبارکہ تفسیر بیان کرتے ہوئے حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یعنی اے مسلمان یہ منافق صورت کے ایسے پاکیزہ اور زبان کے ایسے تیز ہیں کہ تو انہیں دیکھ کہ ان کی باتیں سن کر ان پر فریفتہ ہوجاوے۔ عبداللہ ابن اُبی اور اس کے ساتھیوں کی ظاہری شکلیں خوب اور زبانیں نہایت تیز تھیں اب بھی دیکھا جارہا ہے کہ جھوٹے لوگ تیز طرار ہوتے ہیں۔ (تفسیر نور العرفان، ص۸۸۶)

لکڑی کی خوبصورت کڑیاں:

جیسے لکڑی کی خوبصورت کڑیاں، دیکھنے میں اچھی ہیں مگر بے جان و بے شعور ہیں ایسے ہی یہ لوگ ظاہری صورت و زبان میں اچھے مگر ایمان سے خالی اور کڑی کی طرح دوسروں کے سہارے سے قائم ہیں۔ (تفسیر نور العرفان، ص۸۸۶)

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○ (پ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت نمبر۵)

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لیے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔ (کنزالایمان)

اللہ کے ذکر سے کوئی چیز غافل نہ کرے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (پ۲۸، سورۃ المنافقون آیت نمبر۹)

marfat.com
Marfat.com

(اے ایمان والو۔ تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔ (کنز الایمان)

سورۃ العصر میں ہے کہ

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۞ (پ۳۰، سورۃ العصر)

اس زمانہ محبوب کی قسم۔ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ (کنز الایمان)

بہرحال اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے تمثیلاً قرآن مجید کی متعدد آیات مبارکہ کا مفہوم بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

-----☆☆☆-----

اِک اپنی پت لے ، شوہ کیرے بولا ۔۔۔ دُدھا تھنّے نہ آوے ، پھر ہوئے نہ میلا

حل لغات:

★ اک: ایک۔ ★ اپنی پت لے: اپنا خط پتر لے۔ اپنا پیغام لے، اپنا رقعہ لے۔ ★ شوہ: خاوند، میاں، مالک، آقا مراد اللہ تعالیٰ۔ ★ کیرے بولا: بول بھیجتا ہے، الفاظ بھیجتا ہے، نصیحت کرتا ہے۔ ★ دُدھا: دودھ۔ ★ تھنّے نہ آوے: دودھ دوبارہ تھنوں میں نہیں آ سکتا۔ ★ پھر ہوئے نہ میلا: پھر دوبارہ دنیا کا میلا نہ ہوگا کہ جس میں دوبارہ آئے۔

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ جل جلالہ یہ پیغام بھیجتا رہتا ہے کہ جیسے دودھ دوبارہ تھنوں میں واپس نہیں ڈالا جا سکتا اسی طرح تجھے بھی دوبارہ اس دنیا میں آنا نصیب نہیں ہوگا۔

مطلب:

اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بھی بیان ہے اور بندے کی بے بسی کا بیان بھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے مدمقابل انسان کتنا بے بس ہے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔ جیسے چاہے کر سکتا ہے۔ اس کے مقابل کوئی بھی ایسا نہیں کہ قادرِ مطلق کے مقابلے میں کوئی اپنے اختیارات استعمال کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو سمجھانے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر صفت نبوت و رسالت سے سرفراز ہونے والے اس دنیا فانی میں تشریف لاتے رہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لاتے رہے کہ یہ دنیا فانی ہے۔ جو بھی اس فانی دنیا میں آیا اسے موت کا ذائقہ چکھنا پڑے گا۔ جو ایک دفعہ اس دنیا میں آ کر چلا گیا۔ پھر دوبارہ اپنی مرضی اور قوت و اختیار سے اس دنیا

marfat.com
Marfat.com

میں نہیں آسکتا جیسے تھنوں سے نکلنے والے دودھ کو کوئی بھی دوبارہ واپس تھن میں واپس نہیں لوٹا سکتا اسی طرح دوبارہ اس دنیا میں اپنی مرضی سے دوبارہ کوئی نہیں آسکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ سب قدرتوں کا مالک ہے اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ سب کچھ ہوسکتا اس کی مثالیں موجود بھی ہیں مثلاً قرآن مجید میں حضرت عزیز علیہ السلام کا قصہ اور ان کے گدھے کے زندہ ہونے کا واقعہ موجود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کہنے پر پرندوں کو زندہ کیا گیا۔ ایسے واقعات اس کے محبوب اولیاء وانبیاء کے ہاتھ سے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تا قیامت ظاہر ہوتے بھی رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے اذن سے محبوبان حق کا مردوں کو زندہ کرنا:

(۱) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ص فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا قف ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ○ (پ۲، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۴۳)

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ نے ان سے فرمایا مرجاؤ۔ پھر انہیں زندہ فرما دیا جائے بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

یہ واقعہ شہر واسط علاقہ وادروان کا ہے وہاں کے لوگ طاعون سے بچنے کے لیے بھاگے تھے اور مر گئے پھر عرصہ کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوئے۔ یہ لوگ حضرت حزقیل ابن یوذی علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوئے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ تھے۔ پہلے خلیفہ یوشع ابن نون علیہ السلام دوسرے کالب ابن یوحنا تھے تیسرے حزقیل ابن یوذی۔

(خلاصہ از تفسیر نور العرفان بحوالہ روح البیان

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ع وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ لا اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ج اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ لا فِيْ بُيُوْتِكُمْ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ع ○ (پ۳، سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۹-۴۸)

اور اللہ اسے سکھائے گا کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] اور میں شفا دیتا ہوں،

marfat.com
Marfat.com

مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے جلائے۔ عاذر جو آپ کا دوست تھا موت سے تین دن بعد اسے زندہ کیا اور عرصہ تک زندہ رہے۔ اس کے اولاد بھی ہوئی۔ ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ جا رہا تھا آپ نے زندہ فرمایا وہ لوگوں کے کندھوں سے کود پڑا۔ عرصہ تک زندہ رہا۔ اولاد ہوئی۔ سام ابن نوح علیہ السلام جنہیں وفات پائے ہزار ہا سال ہو چکے تھے آپ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور انہیں زندہ فرمایا مگر انہوں نے عرض کیا کہ اب مجھے زندگی کی خواہش نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات کو زندہ فرمایا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس دولھا کی قبر گجرات پنجاب (پاکستان) میں ہے۔ ان کا نام کبیر الدین ہے اور شاہ دولہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حضور غوث پاک کے خلیفہ ہیں ان کی قبر شریف زیارت گاہِ خاص وعام ہے ان کی عمر چھ سو برس ہوئی۔ (تفسیر نور العرفان، ص ۸۸) الحمد للہ الفقیر ابو احمد اویسی نے زیارت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ایسے بزرگانِ دین کے مزارات کی زیارت کرنی چاہیے۔

فائدہ:

بارہ برس کی ڈوبی ہوئی بارات کے زندہ فرمانے والی کرامت کی تحقیق میں فیض ملت شیخ القرآن والحدیث مصنف اعظم اہلسنت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف بڑھیا کا بیڑا مطالعہ فرمائیے۔ یاد رہے کہ مردوں کا یوں زندہ ہونا معجزے کے طور پر ہے یا بطور کرامت۔ مگر اس شلوک میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے عام اصول بیان فرمایا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ اپنی طبعی عمر پوری کر کے فوت ہو جائے گا تو پھر وہ شخص واپس اس دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا۔ کفار اپنی آرزو اللہ تعالیٰ کے سامنے عرض کریں گے مگر ان کی دنیا میں آنے کی آرزو کی شنوائی نہ ہوگی۔

-----☆☆☆-----

کہے فَرِید سَہیلیو! شَوہ اَلَیسی ۔۔۔ ھَنس چَل سی ڈُمنا ، ایہ تَن ڈھیری تھیسی

(معارف فریدیہ، ص ۲۳۴)

حل لغات:

★ کہے فرید: فرید کہتا ہے، فرید کہو۔ ★ سہیلیو: دوستو، ساتھیو۔ اے میرے دوستو، اے میرے ساتھیو۔ ★ شوہ: محبوب، خاوند، آقا، مالک، اللہ تعالیٰ۔ ★ الیسی: (الا ئے سی) آلانا بمعنی بلانا، پکارے گا، بلائے گا۔ ★ ہنس: ہنس ایک پرندے کا نام مگر یہاں مراد نیک روح ہے۔ ★ چل سی: چل کر جائے گی۔ چلی جائے گی۔ ★ ڈمنا: عاجزی سے، عاجزانہ انداز سے، مسکین بن کر۔ ★ ایہ: یہ۔ ★ ڈھیری: ڈھیر [illegible] ڈھیر ہو جائے گا۔ ★ تھیسی: ہو جائے گا،

marfat.com
Marfat.com

ہو جائے گی۔

نوٹ: بعض کتب میں یہ شعر یوں ہے۔

کہے فریدا سہیلیو سوہ آلائے سی
ہنس چلسی ڈھنا ایہہ تن ڈھیری تھے سی

اَلَیسی کو ہی دوسرے طریق سے (آلائے سی) اور تھیسی کو ہی (تھے سی) لکھا گیا ہے ہاں البتہ ڈمنا اور ڈھنا دو کلمات اس شعر میں غور طلب ہیں کیونکہ ڈھنا یعنی ڈھیہنا یعنی گرنا کے معنی میں ہے جبکہ ڈمنا (عاجزی کے معنی میں ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ان دو کلمات کا مسئلہ بھی اس طرح حل ہوتا نظر آتا ہے کہ بار بار کی نقل سے بھی بعض اوقات انداز تحریر میں فرق آجاتا ہے یہ کلمہ دراصل ڈمنا ہی ہوگا کیونکہ ہنس کی چال کے ساتھ عاجزی کی چال ہی مناسب معنی میں معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہنس کی چال کے ساتھ ڈھنا یعنی ڈھیہنا یعنی گرنا کا معنی چہ معنی دارد فلہذا واضح ہوا کہ یہاں لفظ ڈمنا ہی مناسب اور صحیح معلوم ہوتا ہے یہی معنی اسی لفظ کا ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے دیوان بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بین الاقوامی ایڈیشن معارف فریدیہ، ص ۲۳۴ پر ڈمنا کا معنی عاجزی سے، مسکین بن کر بیان کیا ہے۔ یہ کتاب مرکز معارف اولیاء دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ محکمہ مذہبی امور و اوقاف حکومت پنجاب لاہور نے شائع کی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ترجمہ:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ فرید کہتا ہے کہ اے میرے دوستو! جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلایا جائے گا تو نیک روحیں ہنسوں کی چال یعنی عاجزانہ انداز سے چلی جائے گی مگر یہ مادی جسم، گر کر وہیں ڈھیر ہو جائے گا۔

مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے نیک اور بدنیک، سعید اور شقی میں بڑا فرق ہے۔ اس لیے آج وقت ہے اس فرق کو مدنظر رکھ کر زندگی گزار کیونکہ نیک ہو یا بدنیک شقی ہو یا سعید۔ ہر ایک کو ہر حال میں بارگاہ وحدہٗ لاشریک سے بلاوا آتا ہے۔

کوئی بخوشی جائے یا اسے زبردستی لے جایا جائے ہر حال میں اس کٹہرے میں کھڑا ہونا پڑے گا۔ وہاں جانے کی کیفیت نیک اور بدروحوں کی جدا جدا ہوگی۔ نیک روحیں تو ہنس کی عاجزانہ روش اختیار کرتے ہوئے حاضر ہوں گی جبکہ بدروحوں کی کیفیت اور ہوگی اسی طرح جسم کی کیفیت بھی جدا جدا ہوگی۔ مادی جسم سے جب روح نکل جائے گی تو پھر مٹی کے ڈھیر کی مانند گر پڑے گا۔ اس کیفیت کو مدنظر رکھیے اور آج سوچیے غور و فکر کیجیے کہ اس جسم کی خاطر ہم کیسے کیسے امور سرانجام دینے میں معروف ہیں ان پر ذرا غور تو فرمائیے روح کے لیے ہم کچھ نہیں کرتے جبکہ جسم کے لیے ہم صراط مستقیم بھی چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ جس صراط مستقیم پہ چلنے کے لیے ہم نماز میں بھی بار بار دعا مانگا کرتے ہیں کہ اهدنا الصراط المستقیم ۔ صراط الذین انعمت علیهم

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

اُٹھ فَرِیدَا سُتِّیَا ، جھاڑُو دے مَسِیت تُو سُتَّا ، رَبّ جاگدا ، تیری ڈاڈھے نال پَرِیت

(معارف فریدیہ، ص ۲۲۵، کلام بابا فرید گنج شکر، ص ۹۳)

حل لغات:

★ اُٹھ: اٹھنا مصدر سے امر، اٹھو، اُٹھ کھڑا ہو، جاگ۔ ★ فریدا: اے فرید۔ ★ ستیا: اے سوئے ہوئے غافل۔ ★ جھاڑو: جاروب، بہاری، بانس یا کے تیلے جنہیں اکٹھا کر کے باندھ کر کوڑا کرکٹ صاف کرتے ہیں۔ صفائی کرنے کا آلہ، جھاڑن۔ ★ مسیت: مسجد۔ ★ جھاڑو دے مسیت: مسجد میں جھاڑو پھر کر صفائی کر۔ ★ تو ستا: تو سویا ہوا ہے، یعنی غافل ہے۔ ★ جاگدا: جاگ رہا ہے۔ ★ رب: پالنے والا، پروردگار، مالک۔ ★ ڈاڈھے: سخت جابر، قوت واختیار کا مالک۔ ★ نال: ساتھ۔ ★ پریت: محبت، پیار، دوستی، تعلق، لگاؤ، میل جول۔

ترجمہ:

اے سوئے ہوئے غافل فرید! اب اُٹھ کھڑا ہو، غفلت چھوڑ کر جاگ، مسجد میں حاضر ہو جھاڑو دے کر صفائی کر۔ تو سویا ہوا ہے۔ اب جاگ، تیری دوستی اور پیار، بڑے قوت واختیار کے مالک سے ہے۔

مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ سے محبت اور تعلق کے متعلق بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ والے کہلانا تو آسان کام ہے مگر اللہ والے ہونا آسان کام نہیں۔ غفلت شعاری اچھا کام نہیں اب غفلت چھوڑ دینی چاہیے۔ اے فرید غفلت چھوڑ دے۔ اُٹھ کھڑا ہو۔ جاگ کر مسجد جا۔ مسجد میں آنے والوں کے لیے مسجد کی صفائی کر، مسجد میں جھاڑو دے تو ابھی تک سویا ہوا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے حالانکہ جس رب کے ساتھ تیری پریت ہے وہ کوئی معمولی نہیں ہے وہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔ اس کی شان جیسا کوئی نہیں۔ اسی نے ہی سب کچھ تخلیق کیا ہے۔ جس کسی کو کوئی عظمت ملی اُسی مالک وخالق کی عطا کردہ ہے۔ ایسے عظیم مالک سے تیری پریت ہے۔ وہ جاگ رہا ہے اور تو غفلت کا شکار ہو کر سو رہا ہے۔ اُٹھ جاگ، غفلت چھوڑ کیونکہ تیرا رب رؤف الرحیم بھی ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر قادر بھی ہے، جبار بھی ہے، قہار بھی۔ اس لیے غفلت چھوڑ دے۔ یہ کتنی بے نصیبی کی بات ہے کہ تیرا رب تو جاگ رہا ہو اور تو خراٹے پہ خراٹے لیتے ہوئے مزے کی نیند میں مست سو رہا ہے۔ تیرا یوں بے پرواہ ہو کر سونا قطعاً مناسب طریقہ نہیں ہے۔ یہ بات تجھے ہرگز زیب نہیں دیتی۔

اس لیے اٹھ کھڑا ہو۔ جاگ اور اپنے خالق و مالک کی عبادت کر کے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کر حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اُٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں ایہہ سون تیرے درکار نہیں

مسجد تعمیر کرنے کی فضیلت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ذکر کے لیے جو مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ شریف جلد اول ابواب المساجد والجماعات)

marfat.com
Marfat.com

مسجد آباد کرنے کی فضیلت:

چونکہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اس شلوک میں جھاڑو دینے کے متعلق بھی بیان فرمایا ہے اس لیے کہ مسجد بڑا مبارک مقام ہے رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

اللہ تعالیٰ کی مساجد کو صرف وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں۔

فائدہ:

صبح شام سے مراد ہیشگی ہے یعنی جو ہمیشہ نماز کے لیے مسجد میں جانے کا عادی ہوگا اسے ہمیشہ جنتی رزق ملے گا۔

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد اوّل، ص ۴۳۳)

مسجد میں آنے کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اوّل روز یا آخر روز مسجد کی طرف گیا اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی جنت میں تیار کرتا ہے جب بھی صبح صبح (نماز کے لیے) جاتا ہے یا پچھلے پہر۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب المساجد)

حدیث شریف:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں (زیادہ) نماز کا ثواب پانے والا وہ ہے جس کا راستہ دراز ہو اور جو نماز کا انتظار کرے حتیٰ کہ امام کے ساتھ پڑھے اس کا ثواب اس سے زیادہ ہے جو نماز پڑھے اور پھر سو جائے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب المساجد)

فائدہ:

جس کا گھر اپنی مسجد سے دور ہو پھر وہ جماعت سے نماز پڑھا کرے اسے بقدر قدم ثواب ملے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ محلے کی مسجد چھوڑ کر خواہ مخواہ دور کی مسجد میں پہنچا کرے ہاں اگر محلے کی مسجد کا امام بدعقیدہ ہے تو اور جگہ جا سکتا ہے۔

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد اوّل، ص ۴۳۴)

حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مسجد کے اردگرد کے کچھ مکانات خالی ہوئے تو بنوسلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آ بسیں یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان سے فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب آنا بسنا چاہتے ہو وہ بولے ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے یہ ارادہ تو کیا ہے فرمایا اے بنوسلمہ! اپنے گھروں ہی میں رہو تمہارے نقش قدم لکھے جارہے ہیں اپنے گھروں ہی میں رہو تمہارے نقش قدم لکھے جارہے ہیں۔ (مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب المساجد)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

خیال رہے کہ گھر کا مسجد سے دور ہونا متقی کے لیے باعث ثواب ہے کہ وہ دور سے جماعت کے لیے آئے گا۔ مگر غافلوں کے لیے ثواب سے محرومی کہ وہ دوری کی وجہ سے گھر میں ہی پڑھ لیا کریں گے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل، ص ۴۳۲)

حدیث شریف:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مرد کی باجماعت نماز اس کے گھر یا بازار کی نماز پر پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتی ہے اور اس لیے ہے کہ جب وہ وضو کرے تو اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کی طرف چلے بجز نماز اور کوئی چیز اسے (مسجد کی طرف نہ لے جائے جو قدم بھی ڈالے گا اس پر اس کا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک گناہ معاف ہوگا پھر جب نماز پڑھے گا تو جب تک اپنی نماز کی جگہ رہے گا ملائکہ اسے دعائیں دیتے رہیں گے کہ یا اللہ! اسے بخش دے، یا اللہ! اس پر رحم کر اور جب تک تم سے کوئی اپنی نماز کی جگہ نماز کا انتظار کرتا ہے نماز میں رہتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا جب مسجد میں داخل ہوتا ہے نماز ہی اسے روکتی ہے اور فرشتوں کی دعا میں یہ زیادتی ہے الٰہی اسے بخش دے، الٰہی اس کی توبہ قبول فرما جب تک کہ وہاں وہ ایذا نہ دے اور وضو نہ توڑے۔

حدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں کی قیامت کے دن پوری روشنی کی خوشخبری دو جو اندھیروں میں مسجدوں کو جاتے ہیں۔ (ترمذی شریف، ابوداؤد شریف)

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت کی دعا:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو کہے۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یا اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب نکلے تو کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ یا اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

مسجد میں تحیتہ المسجد:

جب مسجد میں آئے تو پہلے دو نفل ادا کرلے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے۔ (مسلم شریف بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

مسجد کی صفائی ستھرائی:

مسجد میں آکر یہ خیال رکھنا چاہیے کہ مسجد میں کوڑا کرکٹ وغیرہ نہ پھینکا جائے بلکہ مسجد میں صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔ (مسلم شریف، بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے پکے فرش اور وہاں کی چٹائیوں مصلوں پر ہرگز نہ تھوکے کیونکہ وہاں اسے دفن نہ کر سکے گا۔ یہ ان مسجدوں کے لیے حکم تھا جہاں کے فرش کچے تھے اور وہ بھی سخت ضرورت کے موقعہ پر۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل، ص ۴۳۹)

حدیث:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی کو مسجد کی خبر گیری کرتے دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دے دو کیونکہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

مسجدیں وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔

(رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی، مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

مسجد کے آداب:

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس بدبودار درخت سے کچھ کھائے تو ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتے بھی اس سے ایذا پاتے ہیں جس سے انسان ایذا پاتے ہیں۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

فائدۃ:

جو کچی پیاز یا کچا لہسن کھائے تو جب تک منہ سے بو آتی ہو تب تک کسی مسجد میں نہ آئے لہٰذا حقہ پی کر، کچی مولی یا گندنا کھا کر بھی نہ آئے نیز جس کے کپڑوں یا منہ سے بدبو ظاہر ہو مسجد میں نہ آئے۔ گندہ دھن کا بھی یہی حکم ہے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل، ص ۴۳۸)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو مسجد میں گمی چیز ڈھونڈتے سنے تو کہہ دے خدا تجھے وہ چیز واپس نہ دے کہ مسجدیں اس لیے نہیں بنی ہیں۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

فائدہ:

چیخ کر شور مچا کر جس سے نمازیوں کی نمازوں میں خلل واقع ہو کیونکہ خاموشی سے گمشدہ چیز مسجد میں ڈھونڈھ لینا ممنوع نہیں جیسا کہ منشاء حدیث سے ظاہر ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ)

فائدہ:

مسجدیں دنیاوی باتیں کرنے، شور مچانے کے لیے نہیں بنیں۔ یہ تو نماز اور ذکر اللہ کے لیے بنی ہیں بہتر یہ ہے کہ اس شور مچانے والے کو سنا کر کہے تاکہ وہ اس سے باز آجائے اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بھیک مانگنا دیگر قسم کی دنیاوی باتیں کرنا منع ہے

marfat.com
Marfat.com

بلکہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مسجد کے بھکاری کو خیرات نہ دو کہ یہ گناہ پر مدد ہے۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے جو نماز کی حالت میں سائل کو انگوٹھی خیرات کی وہ سائل غالباً مسجد سے باہر ہوگا یا آپ مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ نماز پڑھ رہے ہوں گے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول، ص ۴۳۸)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اسے دیکھو جو مسجد میں خرید وفروخت کر رہا ہے تو کہہ دو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب تم وہاں کسی کو گمی ہوئی چیز ڈھونڈتے دیکھو تو کہہ دو خدا کرے تیری چیز نہ ملے۔ (رواہ الترمذی وادرمی)

(۴) روایت ہے حضرت حسن سے مرسلاً فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کی دنیاوی باتیں مسجدوں میں ہوں گی تم ان میں نہ بیٹھنا ایسوں کی اللہ کو ضرورت نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

فائدہ:

یعنی اللہ ان پر کرم نہ کرے گا ورنہ رب کو کسی بندے کی ضرورت نہیں وہ ضرورتوں سے پاک ہے۔ (مراۃ ج ۱، ص ۴۵۷)

(۵) ابن ماجہ واثلہ ابن اسقع سے اور طبرانی ان سے اور ابوداؤد ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں مساجد کو بچوں، پاگلوں اور بیع وشرا اور جھگڑے اور آواز بلند کرنے اور حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۳۱)

احکام فقھیہ:

مسئلہ: مسجد میں نجاست لے کر جانا اگر چہ اس میں مسجد آلودہ نہ ہو یا جس کے بدن پر نجاست لگی اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔

(بہار شریعت، ص ۱۳۲، حصہ سوم بحوالہ ردالمختار)

مسئلہ: بچے اور پاگل کو جن سے نجاست کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ۔ (ایضاً)

مسئلہ: ہر گھن کی چیز سے بچانا ضروری ہے آجکل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد منہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ سوم، ص ۱۳۳)

مسئلہ: کیچڑ سے پاؤں سنا ہوا ہے اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا ممنوع ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: مسجد کا کوڑا جھاڑ کر کسی ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں بے ادبی ہو۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار)

مسئلہ: مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے۔

مسئلہ: مسجد میں شعر پڑھنا ناجائز ہے البتہ اگر وہ شعر حمد ونعت ومنقبت ووعظ وحکمت کا ہو تو جائز ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار)

مسئلہ: مسجد میں کھانا، پینا، سونا معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: مسجد میں کچا لہسن پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں جب تک بو باقی ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہو جیسے گندنا، مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل وغیرہ۔

مسئلہ: مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں اور نہ آواز بلند کرنا جائز۔ افسوس کہ اس زمانہ میں مسجد کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے ... ایک ... ہے ... علاوہ ازیں صد افسوس آج کل تو بعض اوقات

marfat.com
Marfat.com

غنڈہ گردی، لڑائی جھگڑوں کی بنیاد ہی مسجد سے کھڑی کی جاتی ہے۔

فائدہ:

اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو اللہ کے گھروں کو لڑائی جھگڑوں کی جگہ بنائے ہوئے ہیں۔

مسئلہ: جو ادب مسجد کا ہے وہی مسجد کی چھت کا ہے۔ (بہار شریعت)

فائدہ:

چونکہ ان مسائل کا تعلق صفائی ستھرائی اور آداب مسجد سے ہے اس لیے یہاں چند مسائل پیش کرنے کی سعادت حاصل کی مفصل مسائل کے مطالعہ کے لیے بہار شریعت افتاویٰ عالمگیری دیگر فقہی کتب کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔

جب لوگ سوتے ہوں تو نماز پڑھنے کی فضیلت:

حضرت معاذ ابن جبل سے فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں تاخیر کی قریب تھا کہ ہم سورج دیکھ لیں آپ تیزی سے تشریف لائے نماز کی تکبیر کہی گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور نماز میں اختصار کیا جب سلام پھیرا تو آواز سے فرمایا جیسے ہو ویں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہو۔ پھر ہماری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ آج صبح مجھے تم سے کس چیز نے روکا میں رات میں اٹھا وضو کیا۔ جتنی مقدر میں تھی نماز ادا کی۔ نماز میں ہی مجھے اونگھ آ گئی حتیٰ کہ نیند غالب ہو گئی اچانک میں اپنے رب تعالیٰ کے پاس اچھی صورت میں تھا فرمایا یا محمد! میں نے عرض کیا مولا میں حاضر ہوں فرمایا مقرب فرشتے کس میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا مجھے نہیں خبر یہ تین بار فرمایا۔ فرماتے ہیں میں نے رب کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست رحمت میرے کندھوں کے بیچ رکھا حتیٰ کہ میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی تو مجھ پہ ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لی پھر فرمایا یا محمد میں نے عرض کیا یارب حاضر ہوں فرمایا مقرب فرشتے کس میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کفاروں میں فرمایا وہ کفارے کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا جماعتوں کی طرف پیدل جانا، نمازوں کے بعد مساجد میں بیٹھنا، ناگوار حالتوں میں پورا وضو کرنا فرمایا پھر کیا ہے، جس میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا درجات میں۔ فرمایا وہ کیا چیز ہیں؟ میں نے عرض کیا کھانا کھلانا، نرمی سے گفتگو کرنا اور جب لوگ سوتے ہوں تو نماز پڑھنا۔ فرمایا: کچھ مانگ لو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

میں نے عرض کیا الٰہی میں تجھ سے نیکیاں کرنا، برائیاں چھوڑنا اور مسکینوں سے محبت مانگتا ہوں اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور جب تو کسی قوم میں فتنہ بھیجنا چاہے تو مجھے بغیر فتنے میں مبتلا کیے وفات دے دے اور میں تجھ سے تیری محبت اور جو تجھ سے محبت کریں ان کی محبت اور اس عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت سے قریب کر دے مانگتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب برحق ہے یہ یاد کر لو پھر سکھاؤ۔ (رواہ احمد و ترمذی، مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

1۔ معلوم ہوا کہ نبی کا خواب محض خواب خیال نہیں ہوتا بلکہ مبنی بر حقیقت ہوتا ہے۔

2۔ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ [illegible]

marfat.com
Marfat.com

اس میں نماز فجر اور نماز تہجد اور دیگر رات کے وقت پڑھے جانے نوافل کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ضرور نوافل میں وقت گزارنا چاہیے۔

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے پچھلی رات اٹھ کر نماز تہجد اور نماز فجر ادا کرنے اور مسجد کی صفائی ستھرائی وغیرہ کا خیال کرنے کی فضیلت بڑے بہترین محبت بھرے انداز میں بیان کی ہے۔

توستا رب جاگدا، تیری ڈاڈھے نال پریت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اے انسان تو ساری رات سوتے ہوئے گزار دیتا ہے بلکہ ضائع کر دیتا ہے حالانکہ پچھلی رات رب تعالیٰ کی خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اسے بخش دوں......

یہ حدیث قدسی بڑی مشہور ہے اسی شرح میں بھی بیان ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی وقت انسانوں سے یا کسی اور شے سے غافل نہیں ہوتا۔ وہ سمیع و بصیر ہے۔ علیم و خبیر ہے۔ وہ حی و قیوم ہے نہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند کے غلبے سے وہ مغلوب ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ:

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۥ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ○

(پ ۳، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۵ یعنی آیت الکرسی)

اور اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا اُسے نہ اُونگھ آئے نہ نیند۔ (کنزالایمان)

تمام قدرتوں کا مالک تو ہر وقت تجھے یہ خیال رکھے ہوئے ہے وہ تجھ سے غافل نہیں کتنی افسوسناک بات ہے کہ اے انسان تو اس کی یاد سے غافل ہے۔ یہ مت بھول کہ تیری پریت اور محبت اس مالک و خالق سے لگی ہے جو سارے جہانوں کا خالق و مالک ہے۔ ایسے خالق و مالک سے تو ایک لمحہ بھی غفلت اختیار نہیں کرنی چاہیے ہر وقت اس کی یاد میں مگن رہنا چاہیے۔ گویا آپ اس شلوک میں بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید پچھلی رات کا وقت ہے حق تعالیٰ اپنے انعامات تقسیم فرما رہا ہے اور لوگوں کو بلا رہا ہے کہ اے بخشش طلب کرنے والو آؤ بخشش طلب کرو میں تجھے بخشش دوں گا۔ اے مغفرت کے طالبو! آؤ مغفرت طلب کرو میں مغفرت سے نواز دوں گا۔ اے دکھیو! آؤ دکھوں سے نجات طلب کرو۔ میں تجھے دُکھوں سے نجات عطا فرماؤں گا۔ ایسا وقت ضائع نہ کر۔ اٹھ کھڑا ہو۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کر۔ اللہ تعالیٰ کے رحمتوں والے مقام مسجد کی طرف جا۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے انعامات تقسیم ہو رہے ہیں حاصل کر۔ وہاں خود بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں کے لیے مسجد کو صاف ستھرا بھی کر۔ کتنی افسوسناک بات ہے تیرا رب تو جاگ رہا ہے اپنی رحمتوں اور انعامات کی طرف بلا رہا ہے اور تو غفلت چھوڑنے کو تیار ہی نہیں۔ اے جاگ! تیری پریت اللہ تعالیٰ سے ہے جو علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔

فائدہ: اس شعر میں مسجد کے خادموں کی شان کا بھی اظہار ہو رہا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اَج کہ کَل، کہ چَونہہ ڈِھیں، مِلک اَساڈِی ھِیر
کَئیں جِتّا کَئیں ھَاریو، سُودَا ایہی وِیر

حل لغات:

★ اج: آج۔ ★ کہ: بیان کے لیے نیز "جو" کے بجائے جو بیان کے لیے آتا ہے، علت، سبب، ناگاہ، دفعتہً، بمعنی یا۔ ★ کل: آنے والا دن۔ ★ اج کہ کل: آج یا کل۔ ★ چونہہ: چار۔ ★ ڈھیں: دنوں۔ ★ چونہہ ڈھیں: چار دنوں کے اندر، چار دنوں میں۔ ★ ملک اساڈی ھیر: ہیر جیسی ہستی ہماری ہوگی، یعنی محبوب ہمارا ہوگا ★ کیں: کس نے، کون۔ ★ جتا: جیتا، ہارنا کا متضاد۔ ★ سودا: پاگل پن، بے وقوفی۔ ★ ویر: بھائی۔ ★ ہیر: پسندیدہ، منزل، خوبصورت مقصد، محبوب، مطلوب، مقصود۔ ★ ملک: ملکیت۔ ★ اساڈی: ہماری۔ ★ ہاریو: ہارا۔

ترجمہ:

آج یا کل یا چار دنوں میں محبوب ہستی ہماری ہوگی۔ ہر طرف میرے بھائی یہی سودا سمایا ہوا ہے کہ کون جیتا ہے اور کون ہارا ہے۔

مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ عام لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس طرف چلے جایئے۔ جدھر متوجہ ہو جایئے ہر طرف یہی شور اُٹھا ہوا ہے کہ کون جیتا ہے، کون ہارا ہے۔ جیت اور ہار سے تجھے کیا ملے گا کہ اپنا وقت برباد کر رہا ہے۔ کسی کے پیچھے پڑا ہوا اپنا سب کچھ برباد کر رہا ہے تجھے ذرہ بھی پرواہ نہیں ہے۔ ذرا غور تو کر اپنے خوبصورت مقصد کو بھلا بیٹھا ہے۔ اپنے مقصد حیات کا کچھ خیال کر لے تو اس دنیا میں کس لیے آیا۔ تیرے لیے مالک و خالق سے کیا پیغام آیا اور تو کر کیا رہا ہے۔ تجھے کون سے امور سرانجام دینے چاہئیں اور تو کر کیا رہا ہے۔ کس طرف جانا چاہیے اور تو کس طرف جا رہا ہے۔ اے انسان غفلت کا پردہ ذرا ہٹا کر تو دیکھ۔ اگر تو ہمت سے کام لے تو مقصد حیات کا حصول ممکن ہے ناممکن بالکل نہیں۔ ہمت مرداں مدد خدا کے مصداق، محنت اور ہمت کرنے سے آج یا کل یا چند ہی دنوں میں تیرا مقصد حیات تجھے حاصل ہو جائے گا یہ ممکن ہے ناممکن نہیں ہے۔ مگر

اُلٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

کے مصداق تو نے آنکھ کھولنے کی بجائے آنکھیں بند کر لی ہیں اپنے فائدے کی بجائے فضول امور میں منہمک ہو چکا ہے بلکہ آوے کا آوا ہی بگڑ چکا ہے ہار، جیت کی پکار ہی ہر طرف سے سنائی دیتی ہے۔ کوئی جیتے کوئی ہارے تجھے اُس سے کیا۔ اپنی حیات مستعار کی پونجی تو نہ ہار۔

مگر کیا کریں بھائی ہر طرف سے مقصد حیات کو بھلا دیا گیا ہے محض کھیل کود کا ہی چرچا سنائی دیتا ہے۔ بہر حال یہ سب کچھ تجھے حق تعالیٰ سے اور تیرے مقصد حیات سے دور کرنے کا ایک شیطانی جال ہے اس سے بچنا چاہیے۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ سمجھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے بھائی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کر محض ناسمجھی کا ثبوت نہ دے اللہ تعالیٰ نے تجھے عقل جیسی نعمت سے نوازا ہے اگر تو سمجھداری سے کام لے محض نظاروں کی طرف ان کے پیچھے بھاگا

marfat.com
Marfat.com

پھرے تو تو اس طرح تو حیوانات بھی بھاگتے پھر رہے ہیں جیسے تو زندگی گزارنے میں مصروف ہے ایسے ہی حیوانات بھی زندگی گزار رہے ہیں انسان اور حیوان کی زندگی میں کچھ تو فرق ہونا چاہیے۔ عام حیوانات کو اللہ تعالیٰ نے عقل اور سمجھ جیسی نعمت سے نہیں نوازا جبکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل جیسی نعمت سے نوازا ہے۔

جیسے آنکھیں دیکھنے کے لیے ہوتی ہیں اگر انسان آنکھوں سے کام لے اور نہایت ہوشیاری سے دیکھتے ہوئے کام کرے اور چلے پھرے تو بہت سی مشکلات کا سامنا ہی نہ کرنا پڑے جب کوتاہی کی اس کا نتیجہ برا اور تکلیف دہ نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہاتھ اس کے فوائد کے لیے عطا کیے ہیں کہ ان سے کام لے کر انسان اپنے اکثر کام سرانجام دے اور فوائد حاصل کرے۔ اگر اپنے ہاتھوں سے کام لے گا تو فائدے میں رہے گا ورنہ دکھوں، تکالیف اور مصائب میں پھنس جائے گا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل جیسی نعمت عطا فرمائی ہے اگر اس سے کام لے گا تو انسان ترقی کی منازل طے کر سکتا ہے۔ مصائب و آلام سے بچ سکتا ہے۔

دنیا کی زندگی کا ساتھ:

حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ دنیا اور دنیا کی زندگی عارضی ہے مستقل نہیں۔ اس زندگی نے ختم ہونا ہے۔ یہ زندگی آج یا کل یا محض چند دن ہے اس کا ساتھ ہمارے ساتھ عارضی ہے دنیا کی زندگی کو لوگوں نے مختلف الفاظ سے تعبیر کیا ہے کوئی کہتا ہے کہ زندگی ایک پھول ہے یعنی

(۱) جیسے پھول خوشبودار ہے ایسے ہی زندگی بھی خوشبودار ہے۔

(۲) جیسے پھول میں ہزار ہا فوائد ہیں اسی طرح زندگی میں بھی بہت فائدے موجود ہیں۔

(۳) پھول نہایت خوبصورت ہوتا اسی طرح زندگی بھی نہایت خوبصورت ہے۔ اگر اسے صحیح معنوں میں بہترین اور بھرپور طریقہ سے گزارا جائے تو واقعی یہ زندگی نہایت خوبصورت ہے اور آئندہ زندگی میں مختلف طریقے سے خوبصورتی مہیا کر سکتی ہے مختلف خوبصورت نعمتوں کے حصول کا سبب بن سکتی ہے۔

(۴) پھول کی زندگی محض ایک دن یا اس سے بھی کم ہوتی ہے۔ اسی طرح زندگی کا بھی یہی حال ہے زندگی بھی نہایت قلیل ہے۔

(۵) پھول جس طرح خوبصورت تو ہے مگر اس کی بقا کا کوئی علم نہیں کہ یہ کب تک باقی رہے گا یہی حال انسانی زندگی کا بھی ہے کہ کوئی علم نہیں کہ

نا جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

(۶) پھول کی زندگی چند لمحات ہوتی ہے اسی طرح انسانی زندگی بھر چند لمحات پہ مبنی ہوتی ہے اگرچہ انسان کو سو سال بھی زندگی میسر آجائے تو اس سے پوچھا جائے تو اب اپنی پوری زندگی پہ نظر دوڑا کر دیکھ تجھے اپنی گزری ہوئی زندگی کیسے محسوس ہو رہی ہے وہ یہی کہنے پہ مجبور ہو گا یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے کل کا بچہ ہوں، اگر ایک مکان کے دو دروازے آمنے سامنے ہوں ایک دروازے سے داخل ہوا اور اسی طرح متواتر چلتے ہوئے بغیر کسی وقفہ کے سامنے دروازے سے باہر نکل گیا پس اسی طرح معلوم ہو رہا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۷) پھول ایک دن یا کم و بیش تو خوب مہکتا رہتا ہے اور اپنی خوبصورتی کا خوب مظاہرہ کرتا ہے مگر پھر اس پہ زوال آتا ہے وہی پھول جو کچھ وقت لوگ اس کی خوبصورتی کی مثالیں دیتے ہیں۔ لوگ توڑ کر بطور خوبصورتی استعمال کرتے ہیں اس کی خوشبو سونگھتے ہیں مگر چند ہی لمحات بعد یہ پھول پتی پتی ہو کر بکھر جاتا ہے یہی حال انسانی زندگی کا ہے بالآخر انسان مر جاتا ہے تو اس کا وجود ذرہ ذرہ ہو کر بکھر جائے گا۔

(۸) جب پھول بکھر جاتا ہے تو آہستہ آہستہ اس کے نشانات بھی مٹ جاتے ہیں یعنی اس کی پتیاں اور خوشبو سب کچھ ختم ہو جاتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تھا ہی نہیں اسی طرح انسان بھی جب مر جاتا ہے تو اس کے نشانات بھی آہستہ آہستہ مٹتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ ایک وقت ایسا ہی آتا ہے کہ اس کا نام تک کوئی نہیں جانتا یعنی یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے وہ کبھی تھا ہی نہیں۔

(۹) پھول بھی ٹہنی اور درخت اور سورج کی روشنی کا محتاج ہوتا ہے خود مختار نہیں ہوتا ہے یہی حال حضرت انسان کا ہے۔

(۱۰) پھول کی جب تک خوشبو اور خوبصورتی قائم رہتی ہے دیکھنے والوں کو اچھی لگتی ہے سبھی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جب خوشبو ڈھل جاتی، خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے تو پھر اسے پھینک دیا جاتا ہے یہی حال انسانی زندگی کا ہے۔

تلك عشرة كاملة

اسی طرح انسانی زندگی کے متعلق کسی نے کیا خوب بیان فرمایا ہے۔

چار دناں دی چانی ہوندی فیر ہنھیریاں راتاں
کہنا میاں محمد والا ہر دم سوچ وچاراں
سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپے حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں

فائدہ:

کوئی زندگی کو پانی کے بلبلے سے تشبیہ دیتا ہے۔ کوئی میلے سے تعبیر کرتا ہے، کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے بہر حال انسانی زندگی جس نے جیسے محسوس کی ویسے ہی بیان کر دی سبھی کے نزدیک یہ ایک حقیقت ہے کہ زندگی ختم ہونے والی ہے آخر اس نے ختم ہونا ہے۔

زندگی کی بازی:

آج یا کل یا چار دنوں میں یہ زندگی ختم ہونے والی ہے کسی نے پہلے چلے جانا ہے اور کوئی بعد میں چلا جائے گا ہر ایک یہ دنیا فانی چھوڑ کر چلا جائے گا۔ دنیا کا سودا یہی ہے کہ اس دنیا میں کوئی ہارتا اور کوئی جیتتا ہے۔

کوئی بھروسہ نئیں ایتھے دنیا دے پیار دا
کوئی ایتھے جتدا اتے کوئی ایتھے ہاردا

marfat.com
Marfat.com

کوئی ہنستا ہے تو کوئی روتا ہے یہاں کوئی خوشیاں مناتا ہے تو کوئی افسوس کی ندی میں ڈوبتا ہے کوئی سکھوں سے نہال ہوتا ہے تو کوئی دکھوں کی بھٹی میں جلتا رہتا ہے۔

بہر حال ہم اس دنیا میں جس حال میں بھی ہوں ہر حال میں بالآخر جیت سکتے ہیں کیونکہ ہماری جیت اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے وہ راضی کیسے ہوگا؟

اس کی رضا اس میں ہے کہ جس مقصد کے لیے انسان کو تخلیق کیا گیا ہے وہ اپنا مقصد حیات پورا کرے۔ انسان کو کس لیے تخلیق کیا گیا ہے؟

قرآن مجید میں آتا ہے کہ

وما خَلَقْتُ الجن و الانس الا لیعبدون

یعنی جنوں اور انسانوں کو محض اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تخلیق کیا گیا ہے۔

اب دیکھیئے جو انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے وہ سمجھیئے کہ جیت گیا۔ اسی طرح زندگی کی آخری گھڑی تک انسان رہے تو سمجھ لیجئے کہ ایسا انسان جیت گیا شیطان اور شیطان صفت انسان ہار جاتے ہیں۔ اس لیے ہم جیت سکتے ہیں۔ ارے انسان اگر تو جیت چاہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اس کی رضا اور خوشنودی کے حصول کی کوشش کر کہ تو اس طرح بازی جیت سکتا ہے۔ اگر دنیا کی رنگینیوں میں کھو گیا، اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہو گیا تو پھر یہ بازی ہار جائے گا۔

دنیا مطلب دی:

ہر شخص پر مطلب کا جنون سوار ہے ہر انسان اپنا مطلب نکالنے کے لیے بھاگ رہا ہے۔ دھن دولت کے خزانے اکٹھے کرنا چاہتا ہے اسی سلسلے میں کوئی نہیں دیکھتا کہ میں اس کی خاطر کیا کیا پاپڑ بیلنے میں مصروف ہوں۔ گناہوں کی گندگی اور دلدل میں دھنستا جا رہا ہے مگر اسے احساس تک نہیں کوئی باپ کو مار رہا ہے کوئی ماں کی توہین کر رہا ہے کوئی باپ بیٹے کو قتل کر رہا ہے کہیں ماں اولاد کو تکلیفوں اور دکھوں کے تندور میں جھونک رہی ہے یہ محض مطلب کی خاطر کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ۔

بندہ بندے دا دارو تے بندہ ای بندے دا مارو

بہر حال کامیابی اسے حاصل ہوگی جو دنیا اور ومافیہا سے منہ موڑ کر محض اللہ کی رضا کی خاطر زندگی کے لیل ونہار گزارے گا اور ہمہ وقت عبادت میں مصروف رہے گا۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

اُچا کُر نہ سَدْ فرِیدا، رَبّ دِلاں دِیاں جانْ دا   جے تدھ وچ قلب، سو مجھا ٹھوں دُور کر

(معارف فریدیہ، ص ۲۴۷)

حل لغات:

★ اُچا: اونچا، بلند۔ ★ سد: آواز، پکار، صدا۔ ★ اُچا کر نہ سد: بلند آواز سے نہ پکار۔ ★ رب: کائنات کی ربوبیت، پرورش اور تربیت دینے والا، پالنے والا، پروردگار۔ ★ دلاں: دلوں، دل کی جمع۔ ★ دیاں: کی (جمع کے لیے) ★ جاندا: جانتا ہے۔ ★ تدھ: تیرے۔ ★ جے: اگر۔ ★ قلب: دل، ضمیر، وسط، درمیان فوج کا درمیانی حصہ مراد دل ہے۔ ★ سو: پس، تو، اس لیے۔ ★ دور کر: دور کردے، ہٹادے، ختم کردے، نکال دے۔

ترجمہ:

اے فرید! اللہ تعالیٰ کو حد اعتدال سے زیادہ چیخ چیخ کر مت پکار کیونکہ وہ علیم وخبیر تو دلوں کے پوشیدہ رازوں سے بھی واقف ہے۔ اگر تیرے دل میں ہے۔ تو پھر اپنے دل سے نہ سننے کا شک یا کھٹکا نکال کر باہر پھینک دے بلکہ آہستہ آہستہ پُرسکون حالت میں یاد کر۔

مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے متعلق بہترین انداز سے سمجھاتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ یاد رکھو اے فرید! اللہ تعالیٰ تو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔ اس لیے چیخ چیخ کر، زور زور سے بڑی ہی عجیب وغریب ہیئت میں یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلند آواز سے پکارو گے تو پھر بھی وہ سنتا جانتا ہے اور اگر آہستہ آہستہ اسے یاد کرو گے تو وہ پھر بھی سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔ یہ نہیں کہ اگر آہستہ پکارا تو ہوسکتا ہے وہ نہ سنے یا کم سنے یا شاید غفلت کا شکار ہو جائے معاذ اللہ ایسا ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ تو علیم بھی ہے خبیر بھی ہے علیم بذات الصدور بھی ہے اسے جیسے بھی پکارا جائے وہ خوب سنتا ہے۔ وہ تو دلوں کے خطرات سے بھی واقف ہے۔ اگر تجھ میں دل ہے دل مقام ربی ہے۔ جو اتنا قریب ہے کہ تیری شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے وہ تجھ سے یا تیری یاد سے کیسے غافل ہوسکتا ہے۔ وہ ہماری تمہاری طرح نہیں کہ سننے کے لیے کانوں کا محتاج ہو، یا کسی اور سبب کا محتاج ہو وہ تو علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔ ہاں اگر اس وجہ سے اتنا زور زور اور چیخ چیخ کر اسے پکارتا ہے کہ تجھے کسی لحاظ سے شک پڑ گیا ہے کہ شاید آہستہ نہ سنے تو ایسے شکوک وشبہات اللہ تعالیٰ کے متعلق نہ پڑنے دے بلکہ ایسے شکوک وشبہات دور کردے۔

اچاکر نہ سد فریدا! رب دلاں دیاں جان دا:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اے فرید اللہ تعالیٰ کو اعتدال کی حالت میں یاد کر، حد اعتدال سے زیادہ چیخ چیخ کر نہ یاد کر کیونکہ وہ علیم بھی ہے خبیر بھی ہے۔ وہ تو دلوں کے بھید سے بھی آشنا ہے وہ جانتا ہے جو ہم ظاہراً زبان سے باتیں کرتے ہیں اور وہ ان سے بھی باخبر ہے جو ہمارے دلوں میں باتیں ہوتی ہیں۔ وہ سبھی کچھ جانتا ہے۔ کوئی بات ہماری زبان پہ آئے چاہے آہستہ چاہے بلند آواز سے وہ ان باتوں کو بھی جانتا ہے جو ہم آہستہ آہستہ کہتے ہیں وہ ایسی باتوں کو بھی جانتا ہے جو ہم سرگوشی میں کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ علیم بذات الصدور تو ہمارے دلوں کے بھید بھی جانتا ہے

marfat.com
Marfat.com

اعتراض:

ایسے ہی مفہوم کو مد نظر رکھ کر بعض لوگ اعتراض جڑ دیتے ہیں کہ ذکر بالجہر نا جائز ہے۔ ذکر بالجہر کے عدم جواز کے متعلق بہت پر پرزے نکالتے ہیں۔

جواب:

ذکر بالجہر جائز ہے۔ نا جائز یا حرام بالکل نہیں قرآن واحادیث اور اقوال علماء وصلحاء سے ثابت ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے کہ

فَاذْكُرُ اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْاَشَدَّ ذِكْراً

اللہ کا ذکر اس طرح کرو جیسے اپنے باپ دادوں کا ذکر کرتے ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

فائدہ:

کفار مکہ حج سے فارغ ہو کر مجمعوں میں اپنی قومی خوبیاں اور نسبی عظمتیں بیان کرتے تھے اس کو منع فرمایا اور اس کی جگہ ذکر اللہ کرنے کا حکم دیا اور ظاہر ہے کہ یہ ذکر بالجہر ہی ہوگا اسی لیے تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے خاص کر جماعتوں کے ملنے کے وقت رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

اور جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو۔ (تا کہ تم پر رحم کیا جائے)

معلوم ہوا کہ بلند آواز سے تلاوت جائز ہے کہ ذکر بالجہر ہی سنا جا سکتا ہے نہ کہ ذکر خفی (تفسیر کبیر یہی آیت)

(جاء الحق بحث بلند آواز سے ذکر کرنا، جلد اول، ص ۳۲۹)

پس معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر جائز ہے اسے نا جائز ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔

حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت سلام پھیرتے تھے بلند آواز کے ساتھ کہتے تھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اس

marfat.com
Marfat.com

کے لیے ہی سب تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے نہیں باز گشت گناہوں سے اور نہیں قوت عبادت پر مگر ساتھ اللہ کے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور نہیں عبادت کرتے ہم کسی کی مگر اسی کی۔ اسی کے لیے ہے نعمت اور اس کے لیے ہے بزرگی اور اسی کے لیے ہے تعریف نیک۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ خالص کرنے والے ہیں ہم واسطے اس کے بندگی اگرچہ کافر اسے اچھا نہ جانیں۔

حدیث شریف:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَآءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں تکبیر کی آواز سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا اختتام معلوم کرتا تھا۔

فائدہ:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بوجہ صغرسنی (چھوٹی عمر) کے جماعت نماز میں حاضر نہ ہوتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد مسلمان اس قدر بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے کہ ہم گھروں کے لوگ سمجھ جاتے تھے کہ اب نماز ختم ہوئی لمعات میں اسی حدیث کے ماتحت ہے اَنَّ ابنِ عَبَّاسٍ كَانَ لَمْ يَحْضُرِ الْجَمَاعَةَ لِاَنَّهٗ صَغِيْراً مِّمَّنْ لَا يُوَاظِبُ عَلٰى ذٰلِكَ حضرت ابن عباس بچے تھے اسی لیے جماعت میں پابندی سے نہ آتے تھے۔ (جاء الحق، ص ۳۳۰ بحث ۱۹ بلند آواز سے ذکر کرنا)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں نماز با جماعت سے فوراً بعد ذکر بالجہر کیا جاتا تھا۔ تفصیلات کے لیے کتب احادیث اور علمائے اہلسنت و جماعت کی تصنیفات بالخصوص جاء الحق وزھق الباطل ملاحظہ فرمایئے۔

بابا فریدؒ کے فرمان کا مطلب:

اس مقام پر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا مطلب یہ نہیں کہ ذکر بالجہر ناجائز یا حرام ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چیخ چیخ کر اور بدتمیزی کے ساتھ اللہ کا ذکر نہ کرو جیسے عام لوگوں کو چیخ چیخ کر پکارتے ہو۔ اور یہ تصور کرتے ہوئے کہ شاید جیسے عام لوگ اگر کچھ دور ہوں تو آہستہ نہیں سن سکتے اس لیے انہیں بلند آواز سے پکارا جاتا ہے۔ فلہٰذا شاید اللہ بھی آہستہ نہ سن سکتا ہو اسے سنانے کے لیے بلند آواز سے بڑے زور زور سے اور چیخ چیخ کر ذکر کیا کرو۔ اس لحاظ سے یہ سوچ کر بلند آواز سے اور چیخ چیخ کر اور بدتہذیبی سے اللہ کا ذکر نہ کرو بلکہ نہایت ادب و احترام سے اللہ کا ذکر کرو۔

جے تدہ وچ قلب، سو مجھا ہوں دور کر:

اللہ تعالیٰ کا ٹھکانہ بندے کے دل میں ہے۔ اگر حق تعالیٰ دل میں ہے تو پھر اسے آہستہ پکارا جائے یا بلند آواز سے وہ ہر حال میں پکار سنتا ہے ایسا شک دل سے نکال دے کہ نہ جانے وہ آہستہ کی پکار سن سکتا ہے یا نہیں۔ یہ خام خیالی اپنے دل سے نکال

marfat.com
Marfat.com

دے کیونکہ وہ علیم بذات الصدور ہے وہ تو دلوں میں پیدا ہونے والے خطرات سے بھی واقف ہے۔اس لیے اسے جیسے بھی پکارا جائے وہ سنتا ہے۔

-----☆☆☆-----

اَسّاں تُساڈی سجّنو ، اٹھو پہر سَمھال ڈِہنُوں وَسو منّے منہہ ، راتیں سُپنے نال

حل لغات:

★ اساں: ہم نے، ہمیں۔ ★ تساڈی: تمہاری، آپ کی۔ ★ سجنو: دوستو، یارو۔ ★ اٹھو پہر: آٹھوں پہر، دن اور رات میں آٹھ پہر ہوتے یعنی ہر پہر میں، ہر وقت۔ ★ سمھال: یاد۔ ★ ڈہنوں: (ڈی۔ ں۔ ہوں) دن کو، دن کے وقت۔ ★ وسو: بسو، بستے ہو، رہتے ہو۔ ★ منے: دل۔ ★ منہہ: (مانہہ) یعنی میرے۔ ★ منے منہہ: میرے دل میں۔ ★ راتیں: راتوں کو، راتوں میں، راتوں کے وقت۔ ★ سپنے: سفنے، خواب۔ ★ سپنے نال: خوابوں میں، خوابوں کے ساتھ۔

ترجمہ:

ارے دوستو! ہم تو تمہیں آٹھوں پہر یاد رکھتے ہیں یعنی ہم تمہیں ہر وقت یاد رکھتے ہیں۔دن کے وقت دل میں بستے ہو اور راتوں کو ہمارے خوابوں کے راجا بن کر آموجود ہوتے ہو۔

مطلب:

یہ اللہ والوں کی شان ہے کہ وہ ہر وقت اپنے خالق و مالک کو یاد رکھتے ہیں۔ ہر وقت اس کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں۔ جاگتے ہوئے بھی اور سوتے ہوئے بھی۔ جاگتے ہوئے اگر انہیں ہم دیکھیں کہ وہ دنیوی امور میں مگن ہیں تو یہ ہماری بھول ہوتی ہے کیونکہ اکثر بزرگوں سے سنا ہے کہ اللہ والوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ ہتھ کار ولے چت یار ولے یعنی ہاتھ کوئی نہ کوئی کام میں مشغول ہوں تو اس وقت بھی اللہ والوں کا دھیان مالک و خالق کی طرف ہی ہوتا ہے اگر سوئے ہوئے بھی ہوں تو بظاہر ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں بند ہیں۔ نیند کی وجہ سے خراٹے بھی پیدا ہو رہے ہیں مگر ان کے متعلق ہم صحیح طور پر نہیں جانتے وہ سوئے ہوئے بھی حق تعالیٰ کی یاد میں معروف ہوتے ہیں۔اس شعر کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اے میرے دوستو۔ہم تو آٹھوں پہر تجھے سنبھالے ہوئے ہیں دن کے وقت ہم آپ کو دل میں بسائے رکھتے ہیں اور راتوں کے وقت سپنے بھی ہم آپ کے متعلق ہی دیکھتے رہتے ہیں۔گویا ہم تجھ سے کسی لحہ بھی غافل نہیں ہوتے۔بزرگ تو فرماتے ہیں کہ جو دم غافل سو دم کافر۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

آسرا دِھنی مُنجھاہ ، کوءِ نہ لاھُو کنڈھ توں　　　دے آیوں کاج ، ہتھاہ ، وریانے سچا دھنی

(کلام بابا فرید گنج شکر، ص ۹۵)

حل لغات:

* آسرا: سہارا، بھروسہ، آس، امید، وسیلہ، توقع۔ * دھنی: بے نیاز، یعنی اللہ تعالیٰ (معارف فریدیہ)۔ * منجھاہ: مجھے، مجھ کو۔ * کوءِ: کوئی۔ * نہ: نہیں۔ * نہ لاہو کنڈھ توں: کشتی کنارے نہیں پہنچا سکتا۔ * دے آیوں کاج ھتھاہ: تو یونہی اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارتا پھرتا ہے۔ * وریانے سچا دھنی: سچے رب کا سہارا پکڑ۔

ترجمہ:

مجھے سہارا صرف اپنے سچے رب کا ہے اس کے علاوہ کوئی بھی میری کشتی کنارے پہ نہیں لگا سکتا تو بلاوجہ کیوں اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں چلاتا پھر رہا ہے۔ بس اپنے سچے رب کے سہارے کو مضبوطی سے پکڑ لے پس تمام سہاروں سے تو بے نیاز ہو جا۔

مطلب:

اس شعر کا مطلب تو واضح ہے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے انسان اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو کیونکہ ہر مشکل کے وقت وہی مشکل آسان کرنے والا ہے ہر تکلیف کے وقت تکلیف دور کرنے والا، ہر پکار کو سننے والا ہے۔ چونکہ ہم مسلمان ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا سہارا ہے ہر مشکل کے وقت اسی سہارے کی بنا پر مشکلات آسان ہوتی ہیں۔ جب بھی مشکل گھڑی آ پہنچے تو اللہ تعالیٰ ہی تمام مشکلات سے نجات عطا فرماتا ہے۔ جب بھی کوئی مشکل آئے ہمیں اِدھر اُدھر توجہ کرنے کی بجائے حق تعالیٰ کے حضور پیش ہو جانا چاہیے۔ وہی مالک وخالق ہمارا سچا سہارا ہے۔ اس سہارے سے قرب اختیار کرنے والا دیگر تمام سہاروں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا اِکناں مَت خُداءِ دی ، اِکناں منگ لئی　　　اِک دِتی مُول نہ گھندے ، (جیوں) پتھّر بُوند پئی

حل لغات:

* اکناں: کچھ لوگ ایسے ہیں، کئی ایک ایسے بھی ہیں۔ * مت: نصیحت، فائدے کی بات، عقل کی بات، عقل۔ * خدائے دی: خدا کی عطا کی ہوئی، خدا کی عطا کردہ۔ * منگ لئی: مانگ لی۔ * اک: ایک۔ * مول: بالکل نہیں، قطعاً نہیں، سرے سے ہی نہیں۔ * دتی: دی ہوئی، اگر کوئی دے دے۔ * جیوں: جیسے، جس طرح۔ * گھندے: لیتے۔ * بوند: قطرہ۔ * پئی: پڑی، گری۔

ترجمہ:

اے فرید! کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عقل عطا کی جاتی ہے (اس لیے وہ سمجھدار ہوتے ہیں) کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو عقل مانگ لیتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے یا دوسرے انسانوں سے مشورہ کر کے) اور

marfat.com
Marfat.com

کچھ لوگ ایسے (کوڑھ مغز) ہوتے ہیں کہ انہیں اگر کوئی عقل کی بات سمجھائے تو وہ پھر بھی قبول نہیں کرتے یہ تو اسی طرح ہے جیسے پتھر پہ پانی کی ایک بوند گرے (تو اس پانی کا اس پتھر کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا)۔

مطلب:

اس شعر کا مطلب بھی بالکل ہی واضح ہے۔ تیسرے درجے والے بے وقوف ہر حال میں عقل اور سمجھداری سے محروم رہتے ہیں۔ اس لیے سراسر نقصان ہی اٹھاتے ہیں۔ کسی کی عقلمندی ان کے کسی طرح بھی کام نہیں آسکتی۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو بہت زیادہ عقلمند تصور کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو سب سے زیادہ عقلمند سمجھنے والا ہی دراصل بے وقوف ہوتا ہے۔

تین قسم کے لوگ:

اس شعر میں عقل کے لحاظ سے تین قسم کے لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۱) ایسے لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصیت سے عقل عطا کی جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کی عقل کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جیسے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عقل کہ ان کی عقل کے مقابل کسی کی عقل نہیں ہو سکتی۔ ان کی عقل کا جو مقابلہ کرنے کی سعی لاحاصل کرے دراصل وہ بے وقوف ہوتے ہیں۔ خواہ دنیوی لحاظ سے انہیں ابوالحکم ہی کیوں نہ کہا جاتا ہو۔ جیسے ابوجہل کو ابوالحکم کہا جاتا تھا اس کی عقل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنظر کیا حقیقت رکھتی تھی۔

(۲) دوسری قسم کے وہ لوگ ہوتے ہیں جو عقل مانگ لیتے ہیں۔ اگر انہیں سمجھ نہیں ہوتی تو کسی دوسرے سے عقل کی باتیں پوچھ لیتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کر لیتے ہیں وہ بھی سمجھداری کا ثبوت دیتے ہیں۔ مثلاً انبیاء کرام کی اطاعت کر کے۔ انبیائے کرام کی اطاعت کر کے بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتے ہیں اسی طرح اگر کسی میں عقل کا مادہ کم بھی پایا جائے تو وہ سمجھدار اور عقلمند لوگوں سے دریافت کر کے، ان کے مشورے کے مطابق عمل کر لینے سے وہ بھی عقلمندوں جیسے کام کر لیتے ہیں ایسے لوگ بھی فائدے میں رہتے ہیں۔

(۳) تیسری قسم کے وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں عقل سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی عقلمندوں کا قرب حاصل کر کے عقلمندی کی کوئی بات پوچھتے ہیں جو ان کے بھلے کا سبب ہو۔ اپنی بے وقوفی کے سبب اپنے بنے بنائے کام بگاڑ بیٹھتے ہیں۔ مگر اپنی دانست کے مطابق وہ صحیح کام کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے بے وقوفوں کو اگر کوئی سمجھانے کی سعی کرتا بھی ہے تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے بڑھ کر سمجھدار کون ہو سکتا ہے یعنی ہم سے بڑھ کر سمجھدار کوئی نہیں ہے اگر ہم سے بڑھ کر کوئی اور سمجھدار ہوتا تو یہ دولت کی دیوی ہم پہ مہربان نہ ہوتی، لوگ ہمیں جھک جھک کر سلام نہ کرتے۔ لوگ ہمارے محتاج نہ ہوتے۔ ایسے سمجھداری کے گمان میں مبتلا لوگ کسی کی سمجھداری سے فائدہ نہیں حاصل کر سکتے۔

تیسری قسم کے لوگوں کے متعلق بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرنا بے سود ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ پتھر پہ پانی کی ایک بوند گرے تو اُس پانی کی بوند سے اس پتھر پر پانی کا کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ وہ پانی ضائع جاتا ہے۔ ایسے ہی ایسے بے وقوفوں کو سمجھانے کا ان پہ کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہاں سمجھانے والے کو سمجھانے کا فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے کفار کے حق میں ارشاد فرمایا ہے کہ۔

marfat.com
Marfat.com

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی......

اللہ تعالیٰ نے کفار کے حق میں ارشاد فرمایا ہے کہ تبلیغ سے ان کو کفار کو کوئی فائدہ نہ ہوگا ہاں تبلیغ کرنے والے کو اس کی تبلیغ میں محنت کرنے کا اجر و ثواب ضرور ہوگا کیونکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کوئی فعل بھی عبث و بے کار نہیں ہوتا۔ ان کی تقلید ثواب عظیم کا سبب ہوتی ہے۔ ان کی اطاعت کی بنا پر اللہ تعالیٰ عظیم انعامات سے نوازتا ہے۔ کفار کو تبلیغ و سعی کر کے اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچاتے رہنا انبیاء کرام کا مسنون طریقہ ہے۔ اور انبیائے کرام کے مسنون طریقے کو اپنانا اجر عظیم کا سبب ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا اک وہاجیں لُون، بیا کستوری جھنگ چوے ۔۔۔ باہر لاءِ صبون ، اندر بچھا نہ تھیوے

حل لغات:

★ اک: ایک، کئی، کئی ایک۔ ★ وہاجیں: خریدتے ہیں، ادھار لیتے ہیں۔ ★ لُون: نمک۔ ★ بیا: دوسرا، دوسرے، دوسری قسم کے۔ ★ کستوری: مشک، خوشبو۔ ★ جھنگ: بہت زیادہ، بہت بڑی مقدار۔ ★ چوے: برسائے، چھتا ہے۔ ★ باہر: بیرون، خارج، کھلے میدان میں پردیس میں، علیحدہ مراد جسم کا باہر والا حصہ۔ ★ اندر: جسم کے اندر والا حصہ۔ ★ صبون: صابن۔ ★ لائے: لگائے۔ ★ بچھا: اچھا، صاف ستھرا۔ ★ نہ تھیوے: نہ ہو، نہیں ہوتا۔

ترجمہ:

اے فرید! کچھ لوگ نمک خریدتے یا فروخت کرتے ہیں۔ اور دوسرا خوشبو کے حلے برساتا ہے۔ اسی طرح کوئی ایسا ہوتا ہے جو اپنی ظاہری جسم کو صابن سے مل مل کر دھوتا اور چمکانے میں مصروف رہتا ہے محض ظاہر صابن سے دھونے سے جسم کا اندرونی حصہ یعنی باطن اچھا اور صاف ستھرا نہیں ہوتا۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ عام لوگوں کی حالت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا بیوپار محض نمک ہی نمک ہوتا ہے۔ ان کے ظاہر پر بھی نمک اور باطن بھی نمک سے معمور ہوتا ہے۔ وہ خود بھی اتنے کڑوے ہوتے ہیں کہ دیکھنے والے دور سے ہی تھوک کر منہ دوسری طرف کر لیتے ہیں۔ وہ اپنے اعمال و کردار کی نمک پاشی کے ذریعے مخلوق خدا کو تکلیف دینے کے مواقع ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور نہیں تو کم از کم زبان سے نمک پاشی کر کے اپنی عاقبت ضرور خراب کرتے ہیں۔

زبان کی حفاظت:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حالت میں کہ ان کے گرد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت تھی۔ میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے اور نہ چوری کرو گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ بہتان لاؤ گے جو تم نے اُسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں

marfat.com
Marfat.com

کے درمیان اور نیک بات میں نافرمانی نہ کرو۔ جو شخص وعدہ پورا کرے گا اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو ان چیزوں میں سے کسی کو پہنچا۔ دنیا میں اس کی سزا دیا گیا وہ اس کا کفارہ ہے اور جو کوئی پہنچا ان میں سے کسی چیز کو پھر اللہ نے اُسے ڈھانک لیا وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر چاہے بخشے اگر چاہے سزا دیوے ہم نے اس پر آپ سے بیعت کی۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان جلد اوّل)

لعنت کرنے کا وبال:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے لیے عیدگاہ کی طرف نکلے، عورتوں کے پاس سے گزرے پس فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت خیرات کرو۔ میں اہل نار (جہنمیوں) میں سے تم کو زیادہ دکھلایا گیا ہوں۔

ان عورتوں نے عرض کیا: کس لیے اے اللہ کے رسول!

آپ نے فرمایا: تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے نہیں دیکھا کہ ایک ناقص عقل رکھنے والی اور ناقص دین والی مرد ہوشیار کی عقل کو تم سے بڑھ کر کھو دے۔

عورتوں نے عرض کیا: اور ہمارے دین کا نقصان کیا ہے؟ اور ہماری عقل کا نقصان کیا ہے اے اللہ کے رسول۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں ہے۔

انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: یہ اُس کی عقل کا نقصان ہے۔ فرمایا کیا عورت جب حیض والی ہوتی ہے۔ نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔

عورتوں نے عرض کیا: کیوں نہیں ایسا ہی ہے۔

آپ نے فرمایا یہ اُس کے دین کا نقصان ہے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان، مسلم شریف)

زمانے کو گالی دینے کی مذمت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آدم کا بیٹا مجھے ایذا دیتا ہے وہ زمانے کو گالی دیتا ہے اور میں زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں حکم ہے رات اور دن کو میں بدلتا ہوں۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان)

افضل اسلام:

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس دین پر آپ کے ساتھ کون تھا؟

فرمایا: ایک آزاد اور ایک غلام۔

میں نے عرض کیا: اسلام کیا ہے؟

فرمایا: اچھی کلام کرنا اور کھانا کھلانا۔

marfat.com
Marfat.com

میں نے عرض کیا: ایمان کیا ہے؟
فرمایا: صبر کرنا اور سخاوت کرنا۔
میں نے عرض کیا: کونسا اسلام (مسلمان) افضل ہے۔
فرمایا: وہ کہ سلامت رہیں دوسرے مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ ہے۔
میں نے عرض کیا: ایمان میں کون سی بات بہتر ہے؟
فرمایا: نیک خلق۔
میں نے عرض کیا: نماز میں کون سی چیز بہتر ہے؟
فرمایا: کھڑا رہنا دیر تک۔
میں نے عرض کیا: کونسی ہجرت بہتر ہے؟
فرمایا: تو اس چیز کو چھوڑ دے جسے تیرا رب مکروہ سمجھے۔
میں نے عرض کیا: کونسا جہاد افضل ہے؟
فرمایا: جو شخص کہ مارا جائے اس کا گھوڑا اور اس کا خون بہایا جائے۔
میں نے عرض کیا: کونسی ساعت بہتر ہے؟
فرمایا: رات کا آخر وقت۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان رواہ احمد)

فائدہ:

حالانکہ اسی زبان سے نکلے ہوئے دو میٹھے بول دنیا و آخرت دونوں سنوارنے کا سبب بن سکتے ہیں۔ بہر حال کچھ لوگ ایسے ہیں خود بھی خوشبوؤں یعنی گفتار و کردار کی بلندی کے باعث خود بھی اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازے جاتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب بنتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی حق کی طرف راغب کرتے ہیں۔ جس سے ان کے اپنے دماغ بھی معطر رہتے ہیں اور مخلوق خدا کے قلوب و ابدان کو بھی ہمہ وقت معطر رکھنے کی سعی میں مشغول رہتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ظاہری جسم کو تو صابن سے مل مل کر دھوتے اور صاف کرتے ہیں مگر باطنی صفائی کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ اس طرح ان کا ظاہر تو چمکنے لگتا ہے مگر باطن درست نہیں ہوتا۔ باطن کو درست کرنے کے لیے باطن کی درستگی کا سامان کرنا پڑے گا۔ جیسے ظاہری جسم سے پلیدی، بدبو وغیرہ صفائی تب ہی حاصل ہوگی جبکہ صابن اور پانی سے مل مل کر دھوئیں گے تو ورنہ ظاہری جسم کی صفائی نہیں ہوگی اسی طرح باطنی جسم کا حصہ عقائد درست کرنے اور اعمال صالح اختیار کرنے سے باطن صاف ستھرا ہوگا۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا اِکّے تاں سکّن ، اِکے تاں پُچھ سکّنڈیاں   تِنہاں پِچھے نہ مُک ، جو سکّن سار نہ جانّن

حل لغات:

★ اکے: اک کے بعد (ے) یہ حرف شرط ہے یعنی یا تو یہ کر اور یا پھر وہ کر ان دو کاموں میں سے ایک کر۔ ★ تاں: تو۔ ★ سک: شوق، بے قراری، تڑپ۔ ★ سکندیاں: جو تڑپ رکھتے ہیں انتظار میں ہیں۔ ★ تنہاں: اُن کے۔ ★ پچھے: پیچھے، خاطر، کیلئے۔ ★ سکن: شوق، انتظار کرنا، امید، بے قراری، تڑپ۔ ★ نہ مک: نہ ختم ہو۔ مت مر۔ ★ سار: قدر، پرکھ، قدر و قیمت۔ ★ پچھ: پوچھ۔ ★ نہ جانن: نہیں جانتے۔

ترجمہ:

اے فرید! یا تو اپنے آپ میں شوق، انتظار، امید، بے قراری اور تڑپ جیسی صفات پیدا کر یعنی اس مرحلے سے اپنے آپ کو گزار تب تجھے اس کی حقیقت سے آشنائی حاصل ہوگی یا پھر ان لوگوں سے دریافت کر جو اِن مراحل سے گزر چکے ہیں تب تجھے پتہ چلے گا۔ (ہاں ایک بات پلے باندھ لے) جو لوگ انتظار کی لذت سے آشنا نہیں ہیں ان کے پیچھے تباہ و برباد نہ ہو۔

اس شعر کا ترجمہ پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب نے یوں کیا ہے۔

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو سیکھنا جانتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں سے پوچھ پوچھ کر سیکھ جاتے ہیں اے فرید! تجھے اُن لوگوں کے پیچھے بالکل نہیں لگنا چاہیے جو سیکھنا جانتے ہی نہیں۔ (کلام بابا فرید گنج شکر، ص ۹۶)

مطلب:

اس شعر کا مطلب بھی واضح ہے کہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت، شوق، اللہ تعالیٰ کے لیے بے قراری اور تڑپ جیسی صفات کے مالک ہیں ان لوگوں سے راہ و رسم پیدا کر، ان لوگوں کا قرب حاصل کرتا کہ تجھے بھی صراطِ مستقیم کی طرف گامزن ہونے میں مشکلات اور دشواریاں محسوس نہ ہوں بلکہ مشکلات بھی آسانیوں میں تبدیل ہو جائیں۔ حق کے جلوے کی خاطر سب کچھ قربان کرنا آسان ہو جائے۔ تن آسانی کو مجاہدات کی بھٹی میں ڈال کر جلا دینا آسان ہو جائے اس طرح حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے اور جو اس راہ پہ گامزن نہیں بلکہ اُلٹا مخالف ہیں ان کے قریب بھی نہ جا کہیں تجھے بھی گمراہی کے پھندے میں پھانس کر گمراہ نہ کر دیں۔ تیرے لیے بھی گمراہی کا پھندہ ثابت نہ ہوں۔

-----☆☆☆-----

فریدا اِکّے تا لوڑ مُقدّمی ، اِکے تاں اللہ لوڑ   دوُنہہ بیڑی نہ لت دھر ، ونجیں وکھر بوڑ

حل لغات:

★ لوڑ: ڈھونڈھ، تلاش کر، طلب کر۔ ★ مقدمی: آگے ہونا، بڑھنا، شوق کرنا، افسر اور لیڈر بننا۔ ★ دونہہ: دونوں۔ ★ وکھر: وکھرے، علیحدگی، تنہائی۔ ★ بیڑی: کشتی۔ ★ لت: ٹانگ، پاؤں۔ ★ دھر: رکھ۔ ★ ونجیں: جائے گا تو۔ ★ بوڑ: ڈوب، ڈوبنا۔

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

اے فرید یا تو تُو دنیوی ترقی کی منازل اور دنیوی لیڈری (اور بادشاہت یا وزارت وغیرہ) طلب کر یا پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طلب کر۔ دونوں بیڑیوں میں ٹانگ نہ اڑا یعنی یہ نہیں کہ تو دنیاداری کی لیڈری بھی طلب کر اور اللہ تعالیٰ کا بھی طالب بن۔ ایسا نہیں بلکہ کسی ایک کا طالب بن ورنہ ان دونوں میں سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا علیحدگی میں ہی ڈوب مرے گا۔

مطلب:

اس شعر کا مطلب بالکل واضح ہے کہ بابا صاحب فرماتے ہیں کہ اے فرید۔ یا تو تو خالص دنیادار بن کر دنیا کا طالب بن جایا پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو طلب کر۔ ان دو میں سے ایک حاصل ہوگا کیونکہ دونوں مقامات کا حصول مشکل ہے بلکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے متضاد ہیں اگر دنیا حاصل ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی طلب میں کامیاب نہ ہو سکے گا اور اگر اللہ تعالیٰ طلب کرے گا تو دنیا کی طرف سے توجہ ہٹالے ہاں یہ الگ بحث ہے کہ خالق کی طلب کرے گا تو دنیا اور دنیاداریاں سب تیرے قدموں میں ہوں گی۔ اگر دنیا کے پیچھے اللہ تعالیٰ سے قدم پیچھے ہٹالیے تو پھر کہیں کا نہیں رہے گا۔ ان دونوں میں سے ایک کا انتخاب ضروری ہے ورنہ جیسے دو بیڑیوں میں ٹانگ اڑانے والے کا حشر ہوتا ہے وہی حشر تیرا بھی ہوگا۔

دنیا کا طالب اور مولیٰ کا طالب:

سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

دین تے دنیا ں سکیاں بھیناں تینوں عقل نہیں سمجھیندا ہو
دونویں اِکس نکاح وچ آون تینوں شرع نہیں فرمیندا ہو
جیویں اگ تے پانی تھاں اِکے وچ واسا نہیں کریندا ہو
دوہیں جہانیں مٹھا باہو جھڑا دعوے کوڑا کریندا ہو

(ابیات باہوؒ)

ترجمہ:

(اے درویش) تجھے عقل (سلیم) نے یہ نہیں سمجھایا کہ دین اور دنیا تو دونوں سگی بہنیں ہیں دونوں (بہنیں) ایک (ہی عقد) نکاح میں آجائیں (ایسی بات کی) شریعت اجازت نہیں فرماتی۔

(اے درویش) جس طرح آگ اور پانی ایک برتن میں یکجا نہیں رہ سکتے (اسی طرح دین اور دنیا کی محبت ایک دل میں نہیں رہ سکتی۔

اے باہو۔ (ان حالات میں) جس نے (دین اور دنیا کو یکجا رکھنے کا) جھوٹا دعوےٰ کیا وہ دونوں جہانوں میں (معرفت الٰہی سے) محروم رہا۔

marfat.com
Marfat.com

تشریح:

پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب اس کی شرح بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:
حب دنیا اور حب دین ایک دل میں نہیں سما سکتیں جیسا کہ ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے۔ اور جیسے کسی نے بیت میں کہا کہ زبان پر تو اللہ کا نام ہو اور دل میں گاؤ خر کا دھیان تو ایسی تسبیح خوانی سے کیا فائدہ

حاشیہ قال علیہ السلام حب الدنیا والدین لا یسعان فی قلب واحد کالمآء والنار فی اناء واحدۃ۔

بیت: بر زبان تسبیح در دل گاؤ خر — این چنیں تسبیح کے دارد اثر

ابیات باہو ص ۳۲۰ بحوالہ سلطان باہو عین الفقر شرح نظام الدین، ص ۱۶
پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب مزید تحریر فرماتے ہیں کہ
حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ یہ دعوئ قطعاً جھوٹا ہے اگر کوئی کہے کہ وہ دین اور دنیا اور دونوں کی محبت دل میں رکھے ہوئے معرفت الٰہی حاصل کر سکتا ہے حقیقت میں وہ ایسا آدمی دونوں جہانوں سے معرفت الٰہی سے محروم ہوتا ہے۔

(ابیات باہو، ص ۳۲۰)

-----☆☆☆-----

آوو لدھو ساتھڑو ، ایویں ونج کریں — مُول سنبھالیں آپنا ، پاچھے لاہا لیں

حل لغات:

★ آوو: آؤ۔ ★ لدھو: ڈھونڈھو، تلاش کرو۔ ★ ساتھڑو: ساتھیو۔ ★ ایویں: اس طرح، اسی طرح۔ ★ ونج کریں: جا کر کرتے ہیں، کر لیتے ہیں، کر لیں۔ ★ مُول: اصل زر، راس المال، جڑ، بنیاد، پونجی سرمایا مگر یہاں اصل زر مراد ہے۔ ★ سنبھالیں: محفوظ کر لیں، سنبھال لیں۔ ★ آپنا: اپنا۔ ★ پاچھے: پیچھے، بعد میں۔ ★ لاہا: نفع، بچت، فائدہ، آمدنی۔ ★ لیں: حاصل کر لیں۔

ترجمہ:

اے ساتھیو! آؤ ایسا نفع بخش کاروبار تلاش کریں کہ جس میں ہمارا اصل زر یعنی جو پونجی ہمارے پاس ہے وہ بھی محفوظ او سلامت ہمارے پاس رہے اور آگے چل کر بعد میں اس پہ ہمیں بھاری نفع بھی حاصل ہو جائے۔

مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں اپنے مریدوں اور مخلوق خدا کو مخاطب کر کے بیان فرماتے ہیں کہ اے میرے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

آؤ! ہم سب مل کر ایسا کاروبار کریں۔ جو نفع بخش ہو۔ اس سے نفع ہی نفع حاصل ہو نقصان کا شائبہ تک نہ پایا جائے۔ خسارے اور نقصان سے ہر طرح محفوظ ہو۔ اس دنیا میں زندگی گزارنا ایک کاروبار کی حیثیت رکھتا ہے جیسے عموماً کاروبار میں کامیابی و کامرانی بھی ممکن ہے ناکامی بھی، اسی طرح کاروبار میں نفع بھی ہوسکتا ہے اور نقصان بھی۔ اسی طرح اس دنیا میں زندگی گزارنے کے کاروبار میں نفع بھی ہوسکتا ہے اور نقصان بھی۔ لیکن عموماً لوگ جس انداز سے دنیا میں زندگی کا کاروبار چلاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے متنبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ (سورۃ العصر، پ ۳۰)

اس زمانہ محبوب کی قسم۔ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔ (کنزالایمان)

تفسیر آیت:

حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

اس کی عمر جو اس کا راس المال ہے اور اصل پونجی ہے وہ گھٹ رہی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اسی طرح اسی سورۃ مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اپنی اصل پونجی عمر کو کفر، گناہ، غفلت، دنیا طلبی، کھیل کود میں برباد کر رہا ہے اسے آخرت بنانے کا ذریعہ نہیں بناتا۔ انسان تاجر ہے اور اس کی دکان کے اعمال سودے ہیں اگر اچھے ہیں تو خریدار خدا تعالیٰ ہے اور جنت ان کی قیمت اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ اگر برے ہیں تو شیطان خریدار ہے اور دوزخ ان کی قیمت، جیسا سودا ویسے خریدار، شراب کی دوکان پر شرابی اور تسبیح ومصلٰی کی دوکان پر نمازی خریدار ہوتے ہیں۔ نیز تھوڑی پونجی کا نفع ونقصان بھی تھوڑا ہوتا ہے۔ بڑی کا بڑا، انسان کی زندگی تمام مخلوقات کی زندگیوں سے زیادہ قیمتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ ولایت، قرب الٰہی کما سکتا ہے فرشتے، جنات، جانوروں کی زندگیاں ایسی نہیں لہٰذا اگر انسان نفع کمائے تو غوث وقطب بنے، نقصان اٹھائے تو دوزخ میں جوتے کھائے لہٰذا آیت بالکل حق ہے کہ انسان بڑے ہی خسارے میں ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص ۹۸۳)

نفع بخش کاروبار:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اے میرے ساتھیو! آیئے ایسا نفع بخش کاروبار (زندگی) تلاش کریں کہ نفع بخش کاروبار کیا ہے؟

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ العصر کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ:

"وہ نقصان میں نہیں ہیں بلکہ نفع میں اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پھر جیسا ایمان قوی ویسا ہی نفع زیادہ اس نفع کا مزہ شہید کربلا سے پوچھو جنہوں نے سب کچھ لٹا کر سب کچھ پایا۔ (تفسیر نور العرفان، ص ۹۸۳)

پس معلوم ہوا کہ نفع بخش کاروبار یہ ہے کہ حیات مستعار کے لمحات صالح اعمال میں گزارے جائیں کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۵ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (سورۃ العصر)

marfat.com
Marfat.com

مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

(ترجمہ کنز الایمان)

فائدہ:

حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام نے اپنی اولاد کو اور ہمارے حضور نے آخری سانسوں میں اپنی امت کو نماز اور غلاموں سے اچھے برتاوے کی وصیتیں فرمائیں۔(تفسیر نور العرفان، ص ۹۸۴)

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وہی طریقہ ساری زندگی اپنایا۔اور فرمایا کہ اے میرے ساتھیو! آؤ ہم نفع بخش کاروبار حیات تلاش کریں کہ جس میں نفع ہی نفع ہو۔اصل پونجی بھی محفوظ رہے اور نفع بھی حاصل ہوتا رہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا ایہہ جو جنگل رُکھڑے، ہریل پت تنہاں   پوتھا لکھیا ارتھ دا ، ایکس ایکس مانہہ

حل لغات:

* ایہہ جو: یہ جو۔ * جنگل: جنگلوں کی کثرت کا مقام۔ * رکھڑے: روکھا، خشک رو، درخت۔ * ہریل: ہرے ہرے، سبز۔ * پت: پتے۔ * پوتھا: (پوتھی) نوشتہ، کتابچہ۔ * لکھیا: لکھا ہوا۔ * دا، کا۔ * تنہاں: ان کے۔ * ارتھ: خواہش، مقصد۔ * ایکس ایکس: ایک سا، ایک جیسا، ایک ایک سا۔ * مانہہ: (ماں۔ہ) ماہ چاند، مہینہ۔

ترجمہ:

اے فرید! یہ جو جنگل کے درخت ہیں ان کے ہرے ہرے اور سرسبز و شاداب پتے ہیں۔ان میں سے ہر ایک پہ ان سب کی زندگی کا نوشتہ ایک جیسا لکھا ہوا ہے۔

مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اے فرید! یہ جو جنگلوں میں کھڑے درخت ہیں یہ بھی معرفت حق اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ان سب میں اور ان کے ہر پتے پہ حق تعالیٰ کی معرفت کا نوشتہ لکھا ہوا ہے۔دیکھنے والوں کو ان میں حق تعالیٰ کی قدرت کے نشانات نظر آتے ہیں۔پتے ایک جیسے نظر آنے کے باوجود ان میں معرفت حق کے دفتروں کے دفتر مرقوم ہیں۔کوئی سمجھے نہ سمجھے تو یہ اس کی ناسمجھی ہے اسی طرح جو کچھ بھی نظر آنے والی چیز ہے ہر ایک میں حق تعالیٰ کی معرفت کے نشانات ہیں کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ جدھر دیکھتا ہوں تو ہی روبرو ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

بڈّھا تھیا شیخ فرید، کنبن لگے ٹاہل   ٹنڈڑیاں جل لانیاں، ٹٹّن لگی ماہل

حل لغات:

٭ بڈّھا: بوڑھا۔ ٭ تھیا: ہوگیا۔ ٭ کنبن لگے: کانپنے لگے، لرزنے لگے۔ ٭ ٹاہلی: ٹاہلی یعنی شیشم کے بڑے بڑے درخت مراد بڑے زور آور بازو اور ٹانگیں۔ ٭ جل: پانی۔ ٭ لانیاں: لانے والی۔ ٭ ٹٹّن لگی: ٹوٹنے لگی ہے۔ ٭ ٹنڈڑیاں: (ٹنڈیں) لوٹے مراد کام دینے والے جسمانی اعضاء ویسے ٹنڈیں ٹنڈ کی جمع ہے، ٹنڈ کنوئیں کے لوٹے کو کہا جاتا ہے۔ ٭ ماہل: جس رسی کے ساتھ کنوئیں کے لوٹے باندھے ہوئے ہوتے ہیں جب کنواں چلتا ہے تو لوٹوں میں پانی جس کے ساتھ لوٹے بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔

ترجمہ:

شیخ فرید اب بوڑھا ہوگیا ہے اس لیے اس بڑھاپے کے باعث اس کی ٹانگیں اور بازو کانپنے لگے ہیں۔ کنوئیں سے پانی لانے والے لوٹے وہ بھی ماہل یعنی اپنی رسی سمیت ٹوٹنے لگے ہیں۔ یعنی جسم کا ڈھانچہ سارا ہی باقی اعضاء کے ساتھ ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا ہے۔ اسی طرح آخر کار بندہ اس جہان فانی سے رخصت ہوجاتا ہے۔

مطلب:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اس شعر میں بڑھاپے کی کیفیات کا منظر اس شعر میں بہت خوبصورت اور انوکھے انداز میں بیان فرمایا ہے اس شعر میں تشبیہات واستعارات کا استعمال خوب جچے تلے انداز میں کیا گیا ہے مثلاً کنبن لگے ٹاہل، میں ہاتھ پاؤں کے لیے لفظ ٹاہل کا استعمال کیا ہے اسی طرح کام دینے والے جسمانی اعضا کے لیے ٹنڈڑیاں اسی طرح جل لانیاں اور ٹٹّن لگی ماہل کے استعمال خوب بیان فرمائے۔ اس شعر اور آپ کے دیگر کلام کی خصوصیات میں سے چند ایک ہماری زیر ترتیب کتاب تجلیات الفرید میں انشاء اللہ بیان کی جائیں گی یہاں اس شعر کا مطلب بیان کیا جاتا ہے۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں بڑھاپے کا منظر بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں کہ شیخ فرید تو اب بوڑھا ہوگیا ہے۔ اس کے ٹاہل (یعنی اس کے کام کرنے والے جسمانی اعضاء ہاتھ پاؤں وغیرہ پہ انتہائی ضعف کمزوری اور بڑھاپے کی وجہ سے کپکپاہٹ طاری ہوگئی ہے۔ جسمانی اعضاء پہ اب پورا کنٹرول نہیں رہا۔ اب سارے جسمانی اعضاء ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہے ہیں کبھی کوئی بیماری لاحق ہوگئی کبھی کسی تکلیف میں مبتلا ہوگئے۔ کبھی کسی مرض کا شکار ہوئے، کبھی طبیعت میں کوئی گڑبڑ پیدا ہوگئی۔ حتیٰ کہ سانسوں کی ڈور بھی ٹوٹنے کا وقت قریب آگیا ہے یعنی اچانک ہی ایک ایسا وقت آئے گا کہ سانسوں کی ڈور کٹ جائے گی اور اس طرح موت وارد ہوجائے گی۔ گویا جسم پر رعشہ کا طاری ہوجانا، اعضاء پہ پورا کنٹرول نہ رہنا، قوتوں میں ضعف پیدا ہوجانا، اعضاء کا ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوجانا یہ سب موت کا پیغام دینے والے ہوتے ہیں کہ گویا اب موت آئی کہ آئی۔ اب کسی وقت بھی موت آسکتی ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا جت تن برہا اُبجے جت تن کیسا ماس اِت تن ایہہ بھی بہت ہے ، ہاڑ چام اور ماس

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ جت: جس۔ ★ تن: جسم، بدن۔ ★ برہا: جدائی، فراق۔ ★ اُبجے: لگے، طاری ہو۔ ★ تت: (تُس) اُس۔ ★ کیسا ماس: کیسا گوشت۔ ★ اِت ایس، اِس۔ ★ ایہہ: یہ۔ ★ بہت ہے: بہت زیادہ ہے۔ ★ ہاڑ: ہڈی، بڑی بڑی ہڈیاں۔ ★ چام: چمڑا، چم۔ ★ اور: دولفظوں، دوکلمات، دواسماء وغیرہ کو ملانے والا کلمہ، دوسرا، زیادہ پھر صرف، فقط، یا وگرنہ، علاوہ، غیر، ہاں وغیرہ، مراد یہاں پہلا معنی ہے۔

ترجمہ:

اے فرید! جو جسم جدائی اور فراق کے دُکھوں کا مارا ہو اس میں گوشت کیسے رہ سکتا ہے؟ دردو فراق اور جدائی کے مارے جسم میں تو ہڈیاں، کھال یعنی چمڑا اور معمولی سا گوشت ہی غنیمت ہے۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اور اس محبت کی وجہ سے دردو فراق کی کیفیت اور جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کی جسمانی کیفیت خوب بیان کی ہے آپ بیان فرماتے ہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ ہمہ وقت اسی جتن میں رہتا ہے کہ کسی طرح حق تعالیٰ کے جلوے میسر آجائیں اور پھر بقیہ ساری زندگی انہیں میں گزار دے مگر یہ کب آسانی سے میسر آتے ہیں۔ اپنا تن من دھن سب کچھ داؤ پہ لگانا پڑتا ہے۔ بس اسی جدائی، غم اور فراق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب جدائی اور فراق کی انتہا ہو جاتی ہے تو اس جدائی اور فراق کی آگ جسم سے گوشت جلانا شروع کر دیتی ہے۔ اس فراق کی آگ میں جلتے جلتے جسم پہ گوشت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے بلکہ محض ہڈیوں کا پنجر ہی رہ جاتا ہے۔ بابا صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے جسم کے لیے تو یہ ہڈیوں کا پنجر، چمڑا اور معمولی سا گوشت ہی کافی ہے یہی غنیمت ہے ورنہ جدائی اور فراق کی آگ تو ایسی سخت ہوتی ہے کہ۔ اس کی وجہ سے کچھ بھی نہیں بچنا چاہیے تھا۔

عشاق کی زندگی:

سید مسلم نظامی دہلوی تحریر فرماتے ہیں سالار عارفاں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عاقلوں اور عام آدمیوں کی زندگی خون اور ہڈیوں کے مغز سے ہوتی ہے لیکن عاشقوں کی زندگی دوست کی یاد اور اس کے ذکر سے ہوتی ہے خون کی بجائے ان کے بدن میں محبت ہوتی ہے۔ (انوار الفرید المعروف تاریخ فریدی ۲۷، بحوالہ سیر العارفین، ص ۴۲)

آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخ گل میں جس طرح بادِ سحر گاہی کا نم

(علامہ اقبال)

marfat.com
Marfat.com

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے مجاہدے اور ریاضتیں:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مجاہدات اور ریاضتوں کے متعلق سید مسلم نظام دہلوی نے خوب لکھا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

طے کا روزہ:

طے کا روزہ وہ روزہ کہلاتا ہے جس کا افطار تین یا پانچ یا سات یا اس زیادہ دن میں ہوتا ہے اس عرصے میں ہر روز بعد غروب آفتاب تقریباً دو تولہ پانی تو پیا جا سکتا ہے لیکن اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

روزہ ہر مذہب و ملت میں تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس میں خاص اہمیت رکھتا ہے حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ دوام روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ بیمار ہو جاتے یا قصد کھلواتے تب بھی روزہ نہ چھوڑتے تھے آپ کا ارشاد ہے کہ روزہ آدھا سلوک ہے اور بقیہ آدھے میں نماز و اور دو دیگر طاعات ہیں۔

اسی زمانے کا ذکر ہے جب حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ دروازہ مندہ کے حجرہ میں مجاہدہ کر رہے تھے کہ ایک دن آپ نے اپنے مرشد سے عرض کیا "حضور! میں اور سخت مجاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت قطب العالم رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "مسعود! تو پھر تم کو طے کا روزہ رکھنا چاہیے۔ لیکن اس میں یہ خیال رکھنا کہ روزے کا افطار غیب کی آئی ہوئی پاکیزہ چیز سے ہو ورنہ روزے کا مقصد حاصل نہ ہوگا"۔

دوسرے روز سے آپ نے طے کا روزہ شروع کر دیا۔ آخری دن شام کو ایک ناواقف شخص از خود کھانا لے کر آیا اور آپ کو دے کر چلا گیا۔ آپ نے یہ غیبی کھانا سمجھا اور اس سے روزہ افطار کر لیا۔

ابھی آپ فارغ نہیں ہوئے تھے کہ آپ کی نظر سامنے درخت پر بیٹھے ہوئے کوے پر پڑی۔ جو کسی مردار کی غلیظ انتڑیاں منہ میں لیے ہوئے تھا۔ اس کو دیکھ کر اس قدر کراہت آئی کہ آپ کو اُلٹی ہو گئی اور تمام کھانا باہر نکل گیا اور پیٹ خالی ہو گیا۔ اس کے بعد آپ اپنے مرشد حضرت قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ تمام واقعہ عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا "مسعود! تین دن کے طے کے بعد تم نے جس کھانے سے روزہ افطار کیا وہ تو شرابی کے گھر کا کھانا تھا۔ حضرت حق تعالیٰ کی نوازش تمہارے حال پر تھی جو وہ کھانا تمہارے معدہ میں نہ ٹھہرا۔ اب پھر طے کا روزہ رکھو اور جو کچھ غیب سے پہنچے اس سے افطار کرو۔

(اسرار الاولیاء، ص ۶۸)

یہ سن کر حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اسی وقت طے کے روزے کی نیت کر لی جب اس روزے کے تین دن پورے ہو گئے تو گویا چھ دن کا روزہ ہو گیا افطار کے وقت کوئی چیز نہ آئی اور عشاء کا بھی بعد ہو گیا ضعف نے غلبہ کیا۔ نفس شدت بھوک سے جلنا شروع ہوا۔ آپ نے زمین پر ہاتھ مارا اور ایک مٹھی کنکر اُٹھا کر منہ میں رکھ لیے۔ قدرت خدا سے کنکر منہ میں جاتے ہی شکر ہو گئے۔ آپ کو معاً یہ خیال آیا کہ یہ بھی کہیں شیطانی وسوسہ نہ ہو۔ اس خیال کے آتے ہی آپ نے انہیں تھوک دیا اور پھر ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے آدھی رات گزرنے کے بعد پھر بھوک کی شدت کے سبب آپ نے ایک مٹھی کنکر اٹھا کر منہ میں ڈال لیے۔ وہ بھی فوراً شکر ہو گئے آپ نے ان کو بھی تھوک دیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ آخر صبح کے قریب بھوک اور نقاہت بہت زیادہ ہو گئی تو آپ کو خیال آیا کہ شدت ضعف کے سبب میں کہیں [illegible] ایک مٹھی کنکر زمین سے اٹھا کر منہ میں

marfat.com
Marfat.com

ڈال لیے جو پھر فوراً شکر ہو گئے۔آپ نے ان کو کھالیا اور صبح جب اپنے مرشد حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا: مسعود نیکو کردی کہ بداں افطار کردی کہ ہر چہ از غیب است نیکو است یعنی مسعود تم نے اچھا کیا جو ان سے روزہ افطار کرلیا کہ جو کچھ غیب سے ہوتا ہے۔وہ اچھا ہی ہوتا ہے" پھر فرمایا: مسعود جاؤ شکر کی طرح شیریں رہو گے"۔(سیر الاولیاء، ص ۶۸)

امیر خورد کرمانی کا بیان ہے کہ آپ کو اسی لیے پیر شکر بار یا گنج شکر کہا جاتا ہے۔

(انوار الفرید، ص ۶۲-۶۳، بحوالہ سیر الاولیاء، ص ۶۸)

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ گنج شکر کیسے مشہور ہیں اسی سلسلے میں ہماری کتاب حیات الفرید کا مطالعہ کیجئے اس میں بہت سے واقعات بیان کیے ہیں۔

چلہ معکوس:

چلہ معکوس کے متعلق تفصیلات انوار الفرید، حیات الفرید اور دیگر کتب میں ملاحظہ فرمائیے۔

مرشد کریم سے اجازت پا کر آپ نے چلہ معکوس کا طریقہ معلوم کر کے اجازت حاصل کر کے مناسب کنویں کی تلاش شروع کر دی اسی جستجو میں آپ کھتوال پہنچے وہاں کچھ عرصہ رہے پھر اسی جستجو میں آپ چلتے چلتے ایسا کنواں تلاش کرتے کرتے کھتوال پہنچے۔کچھ دن یہاں گزار کر پھر والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر پھر رخصت ہو گئے یہاں تک کہ اوچہ شریف پہنچے۔وہاں آپ مسجد حاج میں پہنچے۔یہاں مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لیے بڑا پر فضا مقام تھا۔اس مسجد کے پاس ہی کنواں تھا۔وہ کنواں چلہ معکوس کے لیے بڑا موزوں تھا کیونکہ کنویں پہ ایک بڑا درخت تھا اس کی شاخیں پھیلی ہوئی تھیں۔اتفاقاً اس مسجد کا موذن خواجہ رشید الدین مینائی ہانسی کا رہنے والا تھا۔وہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبت وعقیدت رکھتا تھا۔آپ نے یہاں چند روز قیام فرمایا اور ایک روز رشید الدین سے اپنا مقصد ظاہر کیا۔رشید الدین نے پوری راز داری کا یقین دلایا اور نہایت خلوص ومحبت کے ساتھ اپنے آپ کو خدمت کے لیے پیش کیا۔

جب حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو ہر طرح تسلی ہو گئی تو آپ نے بازار سے ایک رسی منگائی اور ایک دن بعد نماز عشاء تازہ وضو کیا اور اس رسی کا ایک سرا اپنے پاؤں میں اور دوسرا اس درخت کے ٹہنے کے ساتھ باندھ دیا۔پھر موذن سے کہا کہ مجھے آہستہ آہستہ کنوئیں میں لٹکا دو۔اور فجر سے تھوڑی دیر پہلے باہر نکال لینا۔

خواجہ رشید الدین مینائی موذن نے آپ کو کنویں میں لٹکا دیا اور پھر فجر کی اذان سے قبل عرض کیا کہ حضور صبح صادق ہونے والی ہے۔اب میں آپ کو باہر نکالتا ہوں۔یہ کہا اور آپ کو باہر نکال لیا۔بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ رسی کھول کر مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔اور قبلہ رو بیٹھ گئے۔اور نمازِ فجر جماعت سے ادا کی۔یہی شغل چالیس رات جاری رہا۔

چلہ معکوس کی مدت:

چلہ معکوس کی مدت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مثلاً کافی کتابوں میں چلہ معکوس کی مدت چالیس رات بیان کی گئی ہے۔
جیسے انوار الفرید، سیر الاولیاء وغیرہ۔میں چالیس شب بیان کی گئی ہے۔
انوار الفرید میں ہے کہ ''صاحب جوامع الکلم کا بیان ہے کہ حضرت کا یہ چلہ رات دن جاری رہا۔صرف پنج وقتہ نمازوں کے لیے آپ کو باہر نکالا جاتا تھا۔(جوامع الکلم، ص ۲۳۱)
صاحب اخبار الاخیار لکھتے ہیں کہ:
درمقام اوچہ چلہ معکوس کشید تا چہل روز ہر شب دراں چاہ بدرختے کہ براں چاہ بودے۔او یختند چوں روز میشد بیرونش می آوردند (اخبار الاخیار، ص ۶۳)
یعنی اوچہ میں آپ نے چلہ معکوس کیا چالیس روز اسی طرح کہ ہر شب کنوئیں میں اس کے اوپر والے درخت کے ساتھ لٹکتے رہتے اور دن کو باہر نکال لیے جاتے۔
رفیق العارفین میں لکھا ہے کہ چلہ معکوس کا زمانہ چھ ماہ ہے۔

فائدہ:

حاشیہ انوار الفرید میں ہے کہ رفیق العارفین حضرت شیخ حسام الدین مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ ہے آپ خلیفہ ہیں حضرت نور قطب عالم پنڈوں کے اور وہ خلیفہ ہیں حضرت علاء الحق بنگالی کے اور وہ خلیفہ ہیں حضرت شیخ اخی سراج کے اور وہ خلیفہ ہیں حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے۔(انوار الفرید، ص ۶۷)
جواہر فریدی میں لکھا ہے کہ یہ چلہ بارہ سال جاری رہا یہاں تک کہ چڑیوں نے حضرت کے زانوئے مبارک میں گھونسلے بنا لیے تھے۔
''دوازدہ سال خود را چاہے آویزاں کردہ بہ نماز معکوس کردوظائف برائے صفائے باطن اکسیر اعظم است ادا نمودند دریں مدت حال ریاضت واستغراق ودرجہ فنا بجائے رسید کہ گنجشکاں وجانوروں در پائے ہائے ووجودِ مبارک ایشاں آشیاں ساختند۔
(جواہر فریدی، ص ۱۸۷)
یعنی بارہ سال کنویں میں لٹک کر نماز معکوس ادا کی کہ یہ وظیفہ صفائی باطن کے لیے اکسیر اعظم ہے اس زمانہ میں حال اور استغراق ودرجہ فنا یہاں تک پہنچا کہ چڑیوں اور جانوروں نے آپ کے پاؤں اور وجود مبارک میں گھونسلے بنا لیے تھے۔
(انوار الفرید، ص ۶۸۔۶۷)

مطابقت:

مختصر یہ کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چلہ معکوس کے متعلق تذکرہ نگاروں نے الگ الگ مدت بیان کی ہے۔جس میں سیر الاولیاء اخبار الاخیار شریف اور شجرۃ الانوار کا بیان ایک ہے یعنی یہ چلہ چالیس رات کا تھا۔جوامع الکلم، جواہر فریدی، رفیق العارفین، سیر الاقطاب مراۃ الاسرار وغیرہ کے بیانات مختلف ہیں۔ان میں مطابقت کی یہی صورت ہے کہ آپ کا پہلا چلہ چالیس رات کا تھا اس کے بعد آپ نے مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں مختلف مدت کے لیے یہ مجاہدۂ معکوس جاری رکھا۔جس کی مجموعی مدت بارہ سال تھی۔پاک وہند میں کئی مقامات [illegible] جاتے ہیں [illegible] معکوس کیے۔کھتوال، ریواڑی،

marfat.com
Marfat.com

شاہ مدار صاحب کی ٹیکری اور اوچہ کے کنویں زیادہ مشہور ہیں۔امیر خورد کرمانی نے لکھا ہے کہ اوچہ شریف کی مسجد حاج کا وہ کنواں اور درخت جہاں آپ نے چلہ معکوس کیا تھا اس وقت تک موجود ہے۔(سیر الاولیاء ص ۷۰۔۶۹) یہ تحریر آٹھویں صدی ہجری کے آخری نصف کی ہے۔(انوار الفرید، ص ۶۸)

آپ کی خوراک:

آپ ہر کسی کے پاس سے کھانا نہیں کھایا کرتے تھے۔بلکہ آپ کا ایک فرمان ذیشان یہ ہے کہ نان ہر کس مخور ہر کسی را بدہ یعنی ہر ایک کی روٹی نہ کھا مگر ہر کسی کو کھلا (سیر الاولیاء، ص ۷۶)

بھوک کی شدت میں نفس کی خواہش کے خلاف جنگلی درختوں کے بے مزہ پھل اور پتے کھایا کرتے تھے مثل پیلو و ڈیلہ کہ از جنگل آں ولایت خیزد قانع می بودند۔(سیر العارفین، ص ۴۸)

مثلاً پیلو یا ٹینٹ (کریل کا پھل) پر جو اس ولایت کے جنگلوں میں پیدا ہوتا ہے قناعت کرتے تھے۔مسلسل روزوں اور شب بیداری اور کثرت اذکار و اشغال کی وجہ سے آپ ایک انسانی ڈھانچہ رہ گئے تھے مگر مجاہدوں میں کمی نہ ہوئی بلکہ روزانہ زیادتی ہی تھی جوانی ڈھل گئی۔بڑھاپا آ گیا، مگر ریاضت ہائے شاقہ اسی طرح جاری رہیں۔(خلاصہ از انوار الفرید، ص ۷۵)

خلاصہ:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسی جسمانی کیفیت کو بیان فرما رہے ہیں کہ اے فرید! جو جسم جدائی اور فراق کے دکھوں کا مارا ہوا ہو۔اس میں رونق کیسی ہو سکتی ہے اس میں گوشت کی فراوانی کیسے پیدا ہو گی۔اسی لیے ہڈیوں کے سوا کچھ نہیں رہا تو پھر گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔گھبرانا نہیں چاہیے۔پریشان ہونے کی بالکل ضرورت نہیں بلکہ اس پہ جو معمولی سا گوشت موجود ہے وہی غنیمت ہے۔

-----☆☆☆-----

پرِیتم ! تُم مَت جانیا ، تُم بِچھڑت ہم چَین ڈاڈھے بَن کی لاکڑی سُلگت ہُوں دِن رَین

حل لغات:

★ پریتم: محبوب، جس سے محبت، پیارے۔★ تم: تو۔★ مت جانیا: یہ خیال نہ کرنا۔★ بچھڑت: بچھڑ گئے، جدا ہو گئے۔★ ہم چین: ہم آرام و سکون سے ہیں۔★ ڈاڈھے: سخت۔★ بن: جنگل۔★ لاکڑی: لکڑی۔★ سلگت: سلگ رہی ہے۔★ ہوں: جل رہی ہے۔★ رین: رات۔

ترجمہ:

اے پیارے! یہ خیال نہ کرنا کہ تم سے بچھڑ کر میں سکون سے ہوں یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ خیال غلط ہے۔بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ میں بھی کسی جنگل کی گیلی پختہ لکڑی کی مانند شب و روز جل رہا ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

مطلب :

اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ جدائی کی کیفیت ایک اور انداز میں بیان کی ہے کہ اے پیارے ہم جدا ہو گئے ہیں ایک دوسرے سے بچھڑ گئے ہیں شاید تجھے یہ خیال ہو کہ ہوسکتا ہے کہ تجھے تو جدائی کا صدمہ بہت ہوا ہے بلکہ اس جدائی کا صدمہ سے تجھے سنبھالنا مشکل ہو گیا ہے اور ہمیں سکون میسر ہے یہ غلط ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ محبوب کی جدائی ہو اور سکون میسر ہو جائے یہ کیسے ممکن ہے؟ جیسے تجھے اس بچھڑنے کا غم لاحق ہے اسی طرح میں بھی اسی صدمے میں مبتلا ہوں۔ اس کی کیفیت یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے کسی جنگل کی گیلی لکڑی کو آگ کے آلاؤ میں پھینک دیا جائے تو جو کیفیت اس لکڑی کی ہوتی ہے وہی کیفیت میری سمجھ لیجئے کہ نہ تو وہ لکڑی جلتی ہے کہ آسانی سے جل جائے اور نہ ہی جلنے سے محفوظ رہتی ہے بلکہ ہم تو مرتے ہیں مر مر کے جیتے ہیں۔ ہمارا تو ہر لمحہ مرنے اور جینے میں گزر رہا ہے۔ جل بھی رہے ہیں مگر شعلہ بھی نہیں پیدا ہوتا کہ لوگوں کو علم ہو کہ انہیں آگ لگی ہوئی ہے جل رہے ہیں۔ یہی کیفیت شب و روز ہے۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدا پِرِیْ وِسَارَنَ بِیَارَ وَن کو بُدھ چوِین کَنچن رَاس وِسَار کَر، مُٹھی دُھوڑ بھرِین

حل لغات:

★ پری: محبوب۔ ★ وسارن: بھولنا، بھول جانا۔ ★ بیا: دوسرا کوئی اور۔ ★ رون: قبول کرنا۔ ★ کو: کوئی۔ ★ بدھ: عقل، سمجھ، عقل والی بات۔ ★ چوین: اختیار کرنا۔ ★ کنچن: سونا۔ ★ راس: سر، سردار، فرد، ڈھیر، کھلیان، کھیل تماشا وغیرہ، اصلی پونجی مراد ہے۔ ★ بھریں: تو بھرے۔ ★ دھوڑ: مٹی، غبار۔ ★ وسار کر بھول کر۔

ترجمہ:

اپنے محبوب کو بھلا دینا اور کسی اور کو قبول کر لینا کہاں کی عقلمندی ہے؟ یعنی عقل مندی کی بات نہیں یہ تو بالکل اسی طرح ہے جیسے سونے کو چھوڑ کر اپنی مٹھی میں مٹی بھر لے۔

مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ کوئی کام بھی بندہ کرے سوچ سمجھ کر کرے۔ اللہ تعالیٰ نے سوچ سمجھ اور عقل اسی لیے دی ہے کہ اس سے کام لیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اپنے محبوب کو بھلا دینا عقلمندی نہیں ہے یا اپنے محبوب سے بے پرواہی اختیار کرنا عقلمندی نہیں ہے بے وقوفی ہے۔ اپنے محبوب کی بجائے کسی اور کو قبول کر لینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ یہ تو اسی طرح ہے جیسے سونے سے بے پرواہی اختیار کر لے اور اپنی مٹھی میں خاک ڈال کر اسے اہمیت دی جائے۔ کہاں سونا؟ اور کہاں مٹی۔ یہی حال ہے دنیا میں مست ہونے اور اللہ تعالیٰ سے بے پرواہی اختیار کرنا عقلمندی تو کیا انسانیت بھی نہیں ہے۔ وہ کہاں کا عقلمند انسان ہے جو اپنے خالق و مالک اور رازق سے بھی بے پرواہی اختیار کر لے کہ جس کے بغیر کوئی رازق نہیں۔ دنیا اور دنیا کے امور میں مست رہنا اللہ تعالیٰ کو بھلا دینا قطعاً مناسب نہیں ہے اس کی وہی مثال ہے ... ہے۔ مگر آج کیسا الٹ دور

marfat.com
Marfat.com

چل گیا ہے کہ اللہ والوں کو کوئی جانتا بھی نہیں دنیا داروں کی خوب پذیرائی ہوتی ہے۔ اندھوں کو حافظ جی کہنے کا عام رواج ہے حالانکہ بعض اوقات اسے قرآن مجید کے حفظ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ جو دنیا داری کی چالاکیوں سے خوب واقف نہیں ہوتا اسے ملا کہہ دیا جاتا ہے۔ انتہائی بدباطن اور زانی قسم کے لوگوں کو حاجی کہہ دیا جاتا ہے۔ اس سے فقیر کے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جن امور کا تعلق خالص دین سے ہے، دینداروں پہ لازم ہے کہ جنہیں عام لوگ بدباطنی کے رنگ میں پیش کرنے لگے ہیں۔ ان امور کے متعلق انہیں سمجھانے کی کوشش کریں۔ ایسے کاموں سے لوگوں کو روکنے کی کوشش کریں۔ جاننے والوں کو چاہیے کہ ان کو ان کے اس غلط رویے کے متعلق حقیقت کہ ایسا کہنا غلط ہے۔ ایسے امور سے اس طرح زبان سے ادا کرنا سراسر نقصان ہے۔ ایمان سلامت ہی نہیں رہتا بلکہ محض چند لمحوں کی ہنسی مزاح کے پیش نظر یہ جو چند جملے اور غصے میں آکر ایسے جو جملے بولتے ہیں کیا آپ جانتے ہیں کہ نادانستگی میں ہم کیا کچھ اپنی زبان سے ادا کر گئے ان کا مطلب کیا ہے! کیا ہم اس سے متفق ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تو ایک طرح سے یہ جھوٹ ہوا۔

لَعۡنَتُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِين۔

جھوٹوں پہ اللہ تعالیٰ کی لعنت۔

پھر ہم نے دینی امور کی توہین آمیز رنگ میں بول کر بعض اوقات کفر کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور ہمیں علم بھی نہیں ہوتا۔

اس طرح بعض اوقات محض ہنسی مزاح کے طور پر ہم من گھڑت غلط اور دین کے خلاف اولیائے کرام اور انبیائے کرام، قرآن مجید، حق تعالیٰ، اسلام اور اسلامی امور کے متعلق من گھڑت لطائف سنتے بھی ہیں سناتے بھی ہیں۔ جو دین وایمان کے صراحتًا خلاف ہیں انسان کی نیکیاں برباد ہوتی ہیں۔ ایسے غلط اور دین، مذہب، دینی امور اور دین کے متعلقات کے متعلق نازیبا لطائف سننا سنانا سب شریعت مطہرہ کا مذاق اڑانا ہے جو بعض اوقات کفر تک نوبت پہنچنے کا سبب ہیں فلہٰذا ایسے ڈرامے، لطیفے سننا اور سنانا تمام ناجائز ہیں اس لیے ایسے امور سے پرہیز کرنا چاہیے۔

فائدہ:

لطائف پیش کرنے والے، ڈرامہ کرنے والے بعض اوقات سکولوں میں آجاتے ہیں حکام بالا سے اجازت لے کر یا بعض اوقات سربراہ ادارہ کی اجازت سے پھر نہ جانے کیسے کیسے غلط، من گھڑت، دین اور دین کے متعلقات کے خلاف لطائف پیش کرتے ہیں محض چند لمحات طلبہ اور اساتذہ کو خوش کر کے پیسے بٹورنے کے لیے کوئی خیال نہیں کرتے کہ محض ہنسی مزاق اور مزاح کے رنگ میں ہم دین اسلام کے خلاف شیطانی زہر تقسیم کرنے میں معروف ہیں۔

لطیفہ:

اسی طرح ایک مرتبہ گورنمنٹ ہائی سکول کلیانہ (ضلع پاکپتن شریف) میں بھی ایک کرتب کرنے والا آیا اس نے مختلف کرتب بچوں کو دکھائے ساتھ ساتھ لطیفے بھی سناتا گیا۔ اس نے علمائے کرام کی بھی خوب خبر لی۔ غالبًا ایک لطیفہ اساتذہ کرام کے متعلق بھی سنایا۔ الفقیر ابواحمد اویسی تو وہاں سے اٹھ کر اپنی کلاس کے کمرے میں جا بیٹھا۔ اکیلا بیٹھا رہا۔ کافی وقت بعد جماعت بھی اپنے کمرے میں آگئی۔ الفقیر نے پڑھانا شروع کر دیا کچھ وقت بعد وہی لطائف [illegible]نے والا ہماری جماعت میں آیا اور کہنے لگا

marfat.com
Marfat.com

استاذ جی السلام علیکم!

الفقیر نے عرض کیا وعلیکم السلام۔ کیسے تشریف لائے؟

انہوں نے کہا جی آپ سے انعام لینے کے لیے۔

الفقیر القادری نے عرض کیا کہ کس چیز کا انعام کہ تو نے علمائے کرام کی خوب درگت بنائی۔

اس چیز کا انعام لینے آیا ہے کہ دیکھیے اساتذہ کرام میں نے آپ کی خوب مٹی پلید کی۔ اس چیز کا انعام آپ کو دوں کہ تو نے طلباء اور اساتذہ کرام کو دین علمائے کرام اور اساتذہ کرام سے دور کر کے شیطانی راستے پہ ڈالنے کی بھرپور کشش کی۔ کیونکہ یہ آج کل عالمی طور پر سلسلہ چل رہا ہے کہ آپ نے یہود و ہنود اور نصاریٰ کی خوب وکالت کی۔

یہ سن کر وہ ہکا بکارہ گیا پھر وہ معذرت کر کے چلا گیا۔

بہر حال بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اس شلوک میں یہی بیان فرمار ہے ہیں کہ اپنے محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے احکام، اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین متین، دین اسلام اور دین متین کے متعلقات کو بھلا دینا، ان سے بے پرواہی برتنا، انہیں لطائف کا نشانہ بنانا۔ بلکہ لوگوں کے سامنے ان پر جملے بازی کرنا، ان پہ پھبتیاں کسنا وغیرہ کہاں کی عقلمندی ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عقلمندی نہیں بلکہ بے وقوفی کی دلیل ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے کوئی سونا پھینک دے اور مٹی کی مٹھی بھر لے اور یہ سوچے کہ اس مٹی کی مٹھی کے مجھے زیادہ پیسے ملیں سونے کے پیسے بہت کم ملیں۔ کیا ایسا کرنے والا عقلمند ہے یا بے وقوف یہ کیفیت ہے مگر جن کی عقل دانی الٹ جائے اسے کون سمجھائے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے آمین۔

-----☆☆☆-----

فریدا پیریں بیڑا ٹھیلھ کے، کنڈھیں کھڑا نہ رو وت نہ آون تھیسیا، ایت نہ نینڈڑی سو

حل لغات:

★ پیریں: تیریں، عبور کریں۔ ★ بیڑا: بڑی کشتی، بانسوں والا وہ بڑا گٹھڑا جس کے ذریعے سے دریا پار کرتے ہیں۔ جہازوں یا کشتیوں کی قطار وغیرہ۔ ★ ٹھیلھ کے: پانی میں ڈال کر۔ ★ کنڈھیں: کنارے۔ ★ کھڑا نہ رو: کھڑا نہ رہ۔ ★ وت: پھر۔ ★ نہ آون: نہ آنا۔ ★ تھیسیا: ہوگا۔ ★ ایت: اتنا۔ ★ نینڈڑی: میٹھی نیند۔

ترجمہ:

اے فرید! دریا میں کشتی ڈالنے کے بعد دریا پار کر لینا چاہیے محض دریا کے کنارے پر ہی کھڑا نہیں رہنا چاہیے۔ یہاں پھر دوبارہ تجھے آنے کا موقع نہیں ملنا اس لیے اتنی میٹھی اور لمبی غفلت کی نیند نہ سو تا رہ بلکہ غفلت ترک کر دے۔

مطلب:

واضح ہے بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے کہ ارے انسان یہ دنیا دریا کی مثل ہے اور تیری زندگی اس دریا میں کشتی کی مانند۔

marfat.com
Marfat.com

جب دریا میں کشتی ڈال دی جائے، لنگر اٹھا دیئے جائیں تو پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو کر دریا کو عبور کر لینا چاہیے۔ بلاوجہ وہیں کھڑا رہنا اور غفلت میں پڑ جانا قطعاً مناسب نہیں ہے بلکہ کسی بھی وقت دریا کی طغیانی نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔ یہی حال انسانی زندگی کا بھی ہے۔ جب اس دنیا کے دریا میں داخل ہو گیا ہے تو اپنی زندگی کی کشتی کو معرفت حق کے کنارے کی طرف لے کر چلتا بن۔ صراط مستقیم اختیار کرتا ہوا اس دنیا کے دریا کو بہترین طریقے اور صراط مستقیم کا راستہ اپناتے ہوئے اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے زندگی کے کنارے کی طرف بڑی ہوشیاری سے بڑھتا چلا جا، یہاں تک کہ معرفت حق کی منزل پالے۔ اگر غافل ہو گیا تو کسی بھی لمحے طوفان کا ایک ہی جھٹکا تجھے لے ڈوبے گا اور کہیں کا نہ رہنے دے گا۔ دین سے بھی جائے گا دنیا سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ تو نے اس دنیا کے دریا میں دوبارہ نہیں آنا، یہاں آنے کا تجھے دوبارہ موقع نہیں دیا جائے گا یہی موقع ہے اسے غفلت میں ضائع نہ کر بیٹھنا۔ اس لیے غفلت کی نیند میں نہ پڑا رہ بلکہ غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا۔

-----☆☆☆-----

پیریں کنڈھے پندھڑا ، سیتی سجانا بھٹھ ہنڈولے دا پینگھنا ، سیتی اُجانا

حل لغات:

★ پیریں: عبور کرنا، تیرنا۔ ★ کنڈھے: کنارے پر۔ ★ پندھڑا: پینڈا، سفر، فاصلہ راستہ۔ ★ سجانا: سیاننا: پہچاننا، معرفت حاصل کرنا، نیکی کرنا۔ ★ بھٹھ: بھٹی، بھاڑ، چولہا جس میں چنے بھنے جاتے ہیں، تنور۔ ★ ہنڈولے: پنگھوڑے میں۔ ★ پینگھنا: جھولنا۔ ★ سیتی: کے ساتھ کیلئے، واسطے برائے۔ ★ دا: کا۔ ★ اجانا: یہ بے فائدہ کام ہے، کہیں بھی نہ جانا۔

ترجمہ:

سفر کنارے کے ساتھ ساتھ تیر کر طے کر لینا چاہیے۔ معرفت حاصل کرنے اور نیکی کی طرف راغب ہونا چاہیے اس سلسلے میں پنگھوڑے میں جھولنا بھاڑ میں جائے میرا اس سے کیا کام کیونکہ یہ تو فضول اور بے فائدہ کام ہے۔

مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں غفلت سے بیداری کا درس دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ راستے کا سفر جو قریب ہی ہے اگر تیرنا جانتا ہے تو پھر معمولی سی تگ و دو کر کے تیر کر سفر طے کر لینا چاہیے اس معمولی سے کام کے لیے بیڑے کا انتظار کرنا فضول اور وقت کی بربادی ہے ایسے فضول اور بے فائدہ وقت کو برباد کرنے کی بجائے کسی مفید اور کار آمد کام میں صرف کر لینا چاہیے اللہ تعالیٰ کی رضا اور معرفت کے حصول کے لیے وہی وقت صرف کر لینا چاہیے۔ نیکی اور معرفت کے حصول کے لیے تگ و دو کرنی چاہیے غفلت شعاری کی روش کو ترک کرنا ہی مناسب ہے۔ کیونکہ جو وقت ضائع ہو گیا وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آئے گا۔ مطلوبہ مقام تک پہنچنے کے لیے کشتی یا بیڑے کا انتظار کرنا اور پنگھوڑے میں جھولنا عبث اور فضول کام ہیں۔ ایسے بے فائدہ کام بھاڑ میں جائیں۔ ان چیزوں میں مشغول ہو کر غافل نہیں ہونا چاہیے۔

☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

تکل کاسہ کاٹھ دا ، واسا وچ وناں باریں اندر جالنا ، درویشاں تے ہرناں

حل لغات:

* تکل: کمر، پیٹھ۔ * کاسہ، کشکول، گداگری کا پیالہ، پیالہ، کٹورا۔ * کاٹھ دا: لکڑی کا۔ * واسا: رہن سہن، ٹھکانہ، رہائش۔ * وچ: میں۔ * وناں: (واحد ون) درخت، جھنڈ، جنگل۔ * باریں: (واحد بار) جنگل بیابان، جنگلات۔ * اندر: میں۔ * جالنا: گزارنا، وقت کاٹنا۔ * درویشاں: درویش کی جمع۔ * تے: اور۔ * ہرناں: ہرن کی جمع۔

ترجمہ:

کمر کے ساتھ کشکول یعنی گداگری والا لکڑی کا بنا ہوا پیالہ ہے۔ پیلو کے درختوں کے گھنے جھنڈ یا جنگلات میں رہنا سہنا اور گزارا کرنا یہ درویشوں اور ہرنوں کا کام ہے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں درویشی کے راستے میں آنے والی مشکلات کا تذکرہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ درویشی کوئی آسان کام نہیں نہایت دشواریوں کا مجموعہ ہے۔ درویشی نہایت جان جوکھوں کا کام ہے۔ تن آسان اس کے قریب بھی نہ پھٹکیں کیونکہ یہ راستہ طے کرنا تن آسانوں کے بس کا روگ نہیں۔ ہمیشہ لکڑی کا کشکول کمر کے ساتھ لٹکائے رکھنا بھکاریوں جیسی صورت بنائے رکھنا پیلو کے درخت انتہائی خطرناک سانپوں، عقرب اور دیگر زہریلے اور موذی جانوروں کا مسکن ہوتے ہیں۔ وہاں بسیرا کرنا، نہایت ویرانے مقامات اور جنگلات میں بسیرا کرنا، درویشوں اور ہرنوں کا ہی کام ہے۔ عام آدمی کے بس کا روگ نہیں۔

ایسے حالات سے گزر کر جب اللہ والے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ نہایت مہربانی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اللہ والے ہر وہ کام کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جب اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور جو اولیاء اللہ عرض کرتے ہیں اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے ہوئے ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات پوری کر دیتا کرامات کا تعلق اسی قبیل سے ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں۔

فائدہ:

جب ایک عام آدمی درویشوں جیسی دکھوں اور تکلیفوں سے بھرپور زندگی گزارنے سے قاصر رہ جاتا ہے تو ان جیسی شان کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ پس واضح ہوا کہ ایک عام آدمی اولیاء اللہ انبیاء کرام جیسی شان نہیں رکھتا۔ محض ظاہری اعضاء ان جیسے نظر آنے کی وجہ سے ان سے برابری کا دعویٰ کرنا عقلمندی کی دلیل نہیں بلکہ بے وقوفی کی دلیل ہے۔ اس لیے ان سے برابری کا دعویٰ قطعاً غلط ہے۔ بلکہ سچ پوچھیے تو کوئی بھی عقلمند آدمی اپنے استاد سے بھی برابری کا دعویٰ نہیں کرے گا۔ استاد کا ادب واحترام کرے گا خواہ استاد سے اپنے علم میں بڑھ بھی جائے تو پھر بھی اپنے استاد کے علم سے برابری کا دعویٰ نہیں کرے گا۔ جو علم وعرفان کی حقیقت سے بالکل ہی ناواقف ہوں وہ کیسے انبیاء واولیاء اللہ سے برابری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ ہاں انبیاء کرام سے برابری کا دعویٰ البتہ کفار نے کیا تھا اس لیے انبیاء کرام سے برابری کا دعویٰ کرنا شیوہ مومن نہیں ہے بلکہ کافروں کا شیوہ

marfat.com
Marfat.com

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا کہنا طریقہ کفار:

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو شیطان نے اس وقت بشر کہا جب اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ کرام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو شیطان نے سجدہ نہ کیا جب اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَالَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ○ (۳۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا۔

اس نے بڑی ڈھٹائی سے جواب دیا۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ (۳۳)

بولا مجھے زیب نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔

فائدہ:

انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر بشر کہہ کر نہیں پکارنا چاہیے کیونکہ ایسا ہی شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو کہا جس کی اسے سزا یہ ملی کے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ○ (پ ۱۴ سورۃ الحجر آیات نمبر ۳۲ تا ۳۴)

فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

کیونکہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا۔ انبیاء کرام اور اللہ کے محبوبوں کو بشر بشر کہنا مردودوں کا طریقہ ہے۔ معلوم ہوا کہ جو بزرگان دین خصوصاً انبیاء کرم کی توہین کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں سزا دی جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوبوں کی توہین کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ موجب عذاب حق ہے۔ مزید فرمایا کہ:

وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○ (۳۵)

اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔ (کنزالایمان سورۃ الحجر ۳۵ پ ۱۴)

کافروں نے نوح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہا:

جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا کہ

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ○ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ○

(پ ۱۲، سورۃ ھود آیات نمبر ۲۶، ۲۷)

marfat.com
Marfat.com

اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بے شک تم پر ایک مصیبت والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔
تو اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے آپ کو بشر کہا:

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو دعوت و تبلیغ فرماتے رہے بالآخر آپ کی قوم کے لوگ بولے کہ

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۙ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۚ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۭ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ (پ۱۹، سورۃ الشعراء آیات نمبر ۱۸۵ تا ۱۸۹)

تم پر جادو ہوا ہے۔
تم نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔
تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادو اگر تم سچے ہو۔
فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے کوتک ہیں۔
تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں شامیانے والے دن کے عذاب نے آلیا بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔

فائدہ:

ان کو سات دن تک سخت گرمی میں گرفتار رکھا گیا گرمی سے کہیں امن نہ ملتا تھا آٹھویں دن ایک سیاہ بادل شامیانے کی شکل میں نمودار ہوا جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی سب لوگ وہاں جمع ہو گئے اس سے آگ برسی اور تمام لوگ جل کر راکھ ہو گئے۔
(تفسیر نور العرفان، ص ۵۹۷)

قوم کفار نے اللہ کے پیغمبر کو اپنے جیسا بشر کہا:

قرآن مجید میں ہے کہ:

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ ص لا (پ۱۸، سورۃ المومنون آیت نمبر ۳۳)

marfat.com
Marfat.com

اور بولے اس کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی۔ جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے۔ اور جو تم پیتے ہو اس میں سے پیتا ہے۔

بہر حال حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے بہت بہت بکواس کی آخر میں بولے کہ:

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ نِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ○ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ○ج فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ج فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ (پ۱۸ سورۃ المومنون ۳۸ تا ۴۱)

وہ تو نہیں مگر ایک مرد جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور ہم اسے ماننے کے نہیں۔

عرض کی میرے رب! میری مدد فرما اس پر انہوں نے مجھے جھٹلایا۔

اللہ نے فرمایا کچھ دیر جاتی ہے کہ یہ صبح کریں گے پچھتاتے ہوئے

تو انہیں آلیا سچی چنگھاڑ نے تو ہم نے انہیں گھاس کوڑا کر دیا تو دور ہوں ظالم لوگ۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

حضرت جبریل کی چیخ نے انہیں ہلاک کر دیا نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں صالح علیہ السلام کی قوم ثمود مراد ہے ورنہ قوم عاد آندھی سے ہلاک ہوئی تھی (نور العرفان، ص ۵۴۹) مگر یہ حقیقت ہے اللہ کے پیغمبر کو انہوں نے اپنے جیسا بشر کہا۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود نے انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہا:

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ○ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ لا اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○ (پ۲۷، سورۃ القمر آیت نمبر ۲۳۔۲۴)

ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا تو بولے کیا ہم اپنے میں کے ایک آدمی کی تابعدار کریں جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں۔ (کنزالایمان)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہا گیا:

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۵ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○لا اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ○ج فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ○ج فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ○ (پ۱۸، سورۃ المومنون ۴۵ تا ۴۸)

پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا فرعون اور اس کے

marfat.com
Marfat.com

درباریوں کی طرف تو انہوں نے غرور کیا اور وہ لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر اور ان کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو ہلاک کیے ہوؤں میں ہو گئے۔

فائدہ:

ان کی ہلاکت کا سبب ان دونوں بزرگوں کو جھٹلانا ہے معلوم ہوا کہ دنیاوی عذاب نبی کی نافرمانی پر آتا ہے اس لیے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچنے کی سعی کرنی چاہیے کہ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

اُس دن آکڑ تے مغروری نکل جانی او تیری
جس دن کیہا محمد سرور ﷺ ایہہ نئیں امت میری

کفار نے محبوب کبریا ﷺ کو عام انسانوں جیسا بشر کہا:

لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ (پ ۱۷، سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳)

ان کے دل کھیل کود میں پڑے ہیں اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورت کی ہے کہ یہ کون ہیں ایک تمہیں جیسے آدمی تو ہیں کیا جادو کے پاس جاتے ہو دیکھ بھال کر۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ کفار نے انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہا اور اس لیے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ کفار کا شیوہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بہرحال بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شلوک میں درویشی کے راستے میں جو جو مشکلات راستے کا پتھر بنتی ہیں ان کا تذکرہ بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے کہ درویشوں کو جن تکالیف اور مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ برداشت کرتے ہیں یہ انہیں کا کمال ہے ورنہ عام آدمی ایسی مشکلات سے نبرد آزما نہیں ہو سکتے۔ یہ انہیں اللہ والوں کی شان ہے اس لیے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ شانیں عطا فرمائیں ہیں ان کی شان کو تسلیم کرنا چاہیے محض انہیں اپنے جیسا آدمی سمجھ کر ان کی شان کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا تن رہیا من پھٹیا طاقت رہی نہ کائے اُٹھ پری ، طبیب تھیو ، کاری دارو لائے

حل لغات:

* فریدا: اے فرید۔ * تن: جسم، بدن۔ * رھیا: رہ گیا، جواب دے گیا، کمزور ہوگیا، کام سے رہ گیا ہے۔ * من: دل۔ * پھٹیا: بگڑ گیا، خراب ہوگیا۔ * طاقت: زور، قوت، جرأت، حوصلہ، برداشت، بساط، حکومت۔ * رہی نہ کائے: کوئی نہ رہی، ذرہ بھی طاقت نہ رہی۔ * اُٹھ: اُٹھ کھڑا ہو۔ * پری: پیارا، محبوب۔ * طبیب: علم طب سے واقفیت رکھنے والا، طب جاننے والا، بیماریوں اور ان کے علاج کے متعلق جاننے والا، علاج کرنے والا۔ * کاری: کارگر، انتہائی مفید اور کامیاب۔ * کائے: کوئی۔ * تھیو: ہے۔

اسی شعر کا مفہوم ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے یوں بیان کیا ہے۔

جسم نے جواب دے دیا ہے (کام سے رہ گیا ہے) دل بھی خراب ہوگیا ہے اور طاقت بھی نہیں رہی اس لیے اے پیارے اٹھ کھڑا ہو کہ طبیب حاضر ہے اس کے پاس بڑی مفید دوا ہے (یعنی فرشتہ اجل ہی اب آخری معالج ہے جس کا نسخہ بہر حال تیر بہدف ہے)

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بڑھاپے کے دور کا منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دنیا میں زندگی گزارتے گزارتے بعض لوگ جو بڑھاپے میں پہنچ جاتے ہیں تو ان کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔ جو اسی شعر میں بیان کی گئی ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! ساری زندگی گزار لی ہے اب زندگی کا آخری دور آ گیا ہے۔ جسم کمزور ہوگیا ہے بلکہ حد سے زیادہ کمزوری لاحق ہوگئی ہے۔ پاؤں جسم کا وزن سہارنے سے قاصر ہو گئے ہیں ہاتھوں سے کوئی کام ہوتا نہیں، آنکھیں بھی جواب دے گئی ہیں یا جواب دیتی جارہی ہیں، دماغ میں بھی وہ پہلی کیفیت نہیں رہی حتیٰ کہ سارے کا سارا جسم ہی اپنے امور سرانجام دینے سے رہ گیا ہے۔ دل بھی خراب ہوگیا ہے۔ وجود میں طاقت نہیں رہی کمزوری انتہا درجے کی ہوگئی ہے۔ اس لیے اے پیارے! اُٹھ کھڑا ہو۔ یہ بھی غنیمت جان، کیونکہ طبیب آ گیا ہے، یعنی موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام دور نہیں ہیں انہیں آیا ہی سمجھ۔ ان ساری بیماریوں کا آخری علاج صرف ان کے پاس ہے۔ جب وہ اپنا نسخہ استعمال کریں گے یعنی جان نکالیں گے تو پھر کسی مزید علاج کی ضرورت نہ رہے گی۔ ان کا لایا ہوا دوا نہایت مجرب ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

تَنُ سمند ، مَنْسَا لہِرُ اُرتارُوْ تَرِیں انیک
تے بِرْھی کیوں جِیوٗت ہے جو آہ نہ کرتے ایک

حل لغات:

★ تن: جسم۔ ★ سمند: گھوڑا، خصوصاً زرد رنگ، اعلیٰ نسل کا گھوڑ۔ ★ منسا: (من، آسا) دل کی امید، دل میں پیدا ہونے والی امید۔ ★ لہر: جوش۔ ★ اُر: اور۔ ★ تارو: تیرنے والا، تیراک۔ ★ تریں: تیرتے ہیں۔ ★ انیک: متعدد، متفرق، کئی ایک، الگ الگ۔ ★ تے: وہ، اسے۔ ★ برھی: فراق میں مبتلا، جدائی کا مارا ہوا۔ ★ کیو: کیسے، کس طرح۔ ★ جیوت ہے: جیتا ہے، زندہ ہے۔ ★ جو: (حرف صلہ) جو شخص، جو چیز، جو بات، اسم ظرف جس قدر، جتنا، (صف) جو کوئی جونسا (حرف شرط) اگر بشرطیکہ اچانک (اسم موصل) جس وقت جبکہ۔ ★ آہ: (۱) کلمہ افسوس، ہائے، وائے، اُف، (۲) سانس، دم، نفس مراد پہلا معنی۔ ★ جو آہ نہ کرتے ایک: جو ایک بار بھی ہائے اف وغیرہ نہ کرتے۔

سمند سے مراد سمندر بھی ہو سکتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) اگر سمند سے مراد سمندر لیا جائے تو پھر اس شعر کا مفہوم یہ ہوگا کہ:
جسم سمندر ہے اور جسم میں پیدا ہونے والی خواہشات اس کی لہریں ہیں۔ اور سمندر میں پیدا ہونے والی لہروں کی موجودگی کے باوجود تیرنے والے کئی ہیں یعنی ان لہروں میں تیرنے والوں کی بھی کمی نہیں۔ ہجر و فراق کے مارے کیسے جیتے ہیں، ان کی زندگی کیسے گزرتی ہے کہ ان کے منہ سے ایک بھی آہ نہیں نکلتی۔

(۲) اور اگر سمند بمعنی زرد رنگ کا اعلیٰ نسل کا گھوڑا مراد لیا جائے تو پھر اس شعر کا مطلب یوں ہوگا۔ جسم زرد رنگ کا اعلیٰ نسل کا گھوڑا بن گیا ہے اور دل کی خواہشات جوش مارنے لگی ہیں اور تیرنے والے جدا جدا تیرنے لگے ہیں۔ ہجر و فراق میں مبتلا کیسے جی رہے ہیں کہ ان کے منہ سے ایک آہ بھی نہیں نکلتی۔

وضاحت مطلب:

اس شعر کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں پہلے مطلب میں سمند سے مراد سمندر لیا گیا۔ بقیہ سارا شعر غور سے پڑھا جائے یہی معنی زیادہ قرین قیاس ہے۔ جبکہ دوسرے مفہوم میں سمند سے مراد زرد رنگ کا اعلیٰ نسل کا گھوڑا ہے۔ اگر سارے شعر کا مفہوم دیکھا جائے تو یہ معنی بھی درست ہے۔

فائدہ:

اس شلوک کی ترجمانی جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے یوں بیان کی ہے کہ بدن گھوڑا بن گیا ہے، دل کی امنگ جوش مارنے لگی ہے اور جو تیراک تھے الگ الگ تیرنے لگے ہیں ایسے میں وہ مبتلائے فراق کس طرح جی رہا ہے جو ایک آہ بھی نہیں کرتا۔ (معارف فریدیہ، ص ۲۵۴)

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فَرِیدَا تُوں تُوں کَرِیندے جو موئے، موئے بھی تُوں تُوں کَرَن
جِنھیں تُوں تُوں نہ کیا، تِنھیں نہ سنجا تو تن

حل لغات:

★ تُوں تُوں: یا اللہ تو ہی تو ہے۔ تیرے سوا کچھ نہیں تیرے قائم رکھنے سے ہر چیز قائم ہے ورنہ کچھ نہیں یا یا اللہ ہر چیز میں غور کرنے سے تیری ہی قدرت ظاہر ہو رہی ہے۔ ★ کریندے: کرتے ہوئے۔ ★ توں توں کریندے: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے۔ ★ موئے: مرے، مرے ہوئے۔ ★ کرن: کرتے ہیں۔ ★ نہ سنجاتو: نہ پہچانا۔ ★ تینھیں: اُس نے۔ ★ جیھیں: جس نے۔ ★ تن: تیرا تن تیری ذات کو۔

ترجمہ:

اے فرید! جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہوتے ہیں وہ بعد از وصال بھی اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں یعنی بعد از وصال بھی ذکر اللہ میں شاغل رہتے ہیں۔ اور جو زندہ ہونے کے باوجود ذکر اللہ میں مشغول نہیں ہوتا یا اللہ اس نے حقیقتاً تجھے پہچانا ہی نہیں۔

مطلب:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بعد وصال کی حالت بیان فرماتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اے فرید! جن لوگوں نے حیات مستعار کے لمحات اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزارے ان کی شان ہی نرالی ہوتی ہے۔ جس طرح وہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں یہ ان کے عشق کا منہ بولتا ثبوت ہوتا ہے۔ جب انہیں اپنے اعضاء پہ حکمرانی کی قوت و اختیار حاصل ہوتا ہے تو وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں کوئی لمحہ بھی یاد حق سے انحراف نہیں کرتے بلکہ کوئی لمحہ بھی ان کا یاد حق سے غفلت میں گزرے تو اسے موت خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جوں جوں دنیوی حیات میں آگے بڑھتے رہتے ہیں یعنی جوں جوں موت کے قریب سے قریب ہوتے جاتے ہیں ان کے اعمال قرآن وسنت پہ عمل کے لحاظ سے کمال کی طرف ترقی کرتے رہتے ہیں۔ یہ سلسلہ موت تک جاری و ساری رہتا ہے حتیٰ کہ جب ان پہ موت طاری ہوتی ہے تو اس وقت بھی وہ اس جہان فانی سے رخصت ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں مرنے کے بعد بھی زندگی کے گزارے ہوئے لمحات کی طرح ذکر میں مشغولیت کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

گویا جن لوگوں کی موت جس رنگ میں ہوگی وہ اسی رنگ میں اٹھائے جائیں گے۔

اور جو لوگ اللہ کی یاد سے دنیا میں غافل رہے وہ قبر و حشر میں بھی غفلت کا شکار رہیں گے۔ جن لوگوں نے دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا ہی نہیں۔ گویا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ صمدیت میں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ جن لوگوں نے دنیا میں تیرا ذکر نہ کیا انہوں نے حقیقتاً تجھے پہچانا ہی نہیں کیونکہ اگر وہ تجھے پہچان لیتے تو اس طرح بھی غفلت کا شکار نہ ہوتے۔

چند فوائد:

اس شعر سے چند فوائد معلوم ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

بعد از وصال ذکر اللہ:

کوئی مانے یا نہ مانے یہ اس کی مرضی ورنہ بزرگان دین اپنی تصانیف میں بیان فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کا بندہ زندگی بھر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بعد وصال بھی ذکر اللہ میں مشغول رہنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اس کا مشاہدہ بھی گاہے گاہے ہوتا رہتا ہے تا کہ اللہ والوں کی شان لوگ ملاحظہ فرمائیں اور زندگی بھر ذکر اللہ میں مشغولیت اختیار کریں۔

حیاۃ الانبیاء:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء علیھم السلام زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ (شرح الصدور اردو ترجمہ، ص ۳۰۹)

فائدہ:

شرح الصدور کا بہترین ترجمہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے لمعۃ النورفی ترجمہ شرح الصدور کے نام سے کیا ہے اس کی خصوصیات تو کافی ہیں ان میں سب سے اہم ایک خوبی یہ ہے کہ تقریباً ستر سے زیادہ صفحات پہ مقدمہ میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی تصانیف کے موضوع پہ بہترین تحقیق بیان کی جو کہ بذات خود ایک الگ تصنیف ہے۔

معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا:

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث کو بہت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے روایت کیا۔ (شرح الصدور، ص ۳۰۹)

قبر میں نماز ادا کرنا:

حضرت علیہ نے کہا کہ میں نے حضرت ثابت کو حمید طویل سے کہتے ہوئے سنا کہ اے حمید! کیا تمہیں کوئی ایسی حدیث معلوم ہے کہ جس سے پتہ چلتا ہو کہ انبیاء علیھم السلام کے علاوہ دیگر لوگ بھی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔

انہوں نے کہا کہ پھر ثابت نے دعا مانگی کہ "اے اللہ! اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو ثابت کو ضرور (اجازت) دینا۔

جبیر کہتے ہیں کہ میں خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ثابت بنانی کو قبر میں اتارا۔ میرے ساتھ حمید بھی تھے جب ہم اینٹیں رکھ چکے تو اچانک ایک اینٹ گر پڑی اور میں نے ثابت کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے خدا تعالیٰ نے ان کی دعا کو رد نہ فرمایا۔ (شرح الصدور، ص ۳۱۰-۳۰۹)

قبر سے قرآن پڑھنے کی آواز:

حضرت ابراہیم بن صمہ مہلبی نے روایت کی، انہوں نے کہا کہ مجھے صبح کے وقت قلعہ کے قریب سے گزرنے والوں نے بتایا کہ جب ہم ثابت بنانی کی قبر کے پاس گزرتے ہیں تو قرآن پڑھنے کی آواز آتی ہے۔ (شرح الصدور، ص ۳۱۰)

marfat.com
Marfat.com

حدیث:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کسی قبر پر اپنا خیمہ لگالیا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے تو انہوں نے سنا کہ اندر کوئی شخص سورۃ ملک پڑھ رہا ہے جب وہ پوری سورۃ ملک پڑھ چکا تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے اور واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عذاب سے نجات دلانے والی اور عذاب کو روکنے والی ہے۔ (شرح الصدور، ص ۳۱۰)

حکایت:

ابوالحسن بن براء نے "کتاب الروضہ" میں اپنی سند سے روایت کی کہ ابراہیم گورکن نے مجھے اطلاع دی کہ مجھے قبر کھودتے وقت ایک اینٹ ملی، اب جو میں نے اسے سونگھا تو اس میں مشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔ میں نے قبر کے اندر دیکھا تو ایک بوڑھا بیٹھا ہوا قرآن پڑھ رہا تھا۔ (شرح الصدور، ص ۳۱۱)

کسی نے کیا خوب اپنے عقیدے کا اظہار کیا۔

کون کہتا ہے کہ ولی مر گئے
قید سے چھوٹے اور اپنے گھر گئے

بہر حال بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اے فرید! جو ساری زندگی ذکر اللہ میں مشغول رہتے ہیں اور ذکر اللہ ہی کی حالت میں اس جہان فانی سے رخصت ہوتے ہیں تو وہ بعد از وصال بھی اپنی قبروں میں ذکر اللہ میں مشغول رہتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کتنے اعلیٰ مقام سے نوازتا ہے غور تو کیجئے۔ اس لیے دنیا میں ذکر اللہ میں مشغولیت اختیار کرتا کہ قبر میں ہمیشہ ہی ذکر اللہ میں مشغول رہے بعد قبر سے ذکر اللہ کرتے ہوئے اٹھے۔ اور جو اس جہان فانی میں بظاہر زندہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہے تو وہ کیسے زندہ تھے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ دنیا میں ہونے کے باوجود (زندہ نہیں بلکہ مردہ ہے۔ اس نے دراصل اپنے خالق و مالک کو پہچانا نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا تو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہوتا۔

(۱) جو لوگ اس جہان فانی میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہ کر وصال فرماتے ہیں وہ مرنے کے بعد بھی حقیقتاً نہیں مرتے بلکہ انہیں خاص حیات جاودانی سے نوازا جاتا ہے۔ وہ مرتے نہیں جاتے بلکہ زندہ ہوتے ہیں۔

کون کہتا ہے کہ ولی مر گئے
قید سے چھوٹے اور اپنے گھر کو گئے

(۲) جو لوگ اس جہان فانی سے رخصتی کے وقت یادِ حق میں مصروف ہوتے ہیں وہ مرنے کے بعد بھی یادِ حق میں مصروف ہوتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ پچھلے دنوں جو لوگ میلاد النبی شریف کے جلسہ کراچی میں بم دھماکہ کا شکار ہوئے وہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق الحمد للہ بعد از شہادت بھی ذکر محبوب میں انشاء اللہ مشغول و مصروف ہوں گے۔ کتنی بڑی سعادت ہے۔ اور جن لوگوں نے ایسے نصیبوں والے لوگوں پہ اپنی شقاوت قلبی کا اظہار کیا ان کے لیے کتنی بڑی شقاوت قلبی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۳) جو لوگ غافلانہ حالت میں مرتے ہیں وہ غافل ہی رہتے ہیں۔ اس لیے خدارا آج دنیا کی زندگی میں ہی اپنی غفلت دور کیجئے۔

(۴) جن لوگوں نے حق تعالیٰ کو دنیا میں یاد نہ کیا گویا وہ حق تعالیٰ سے غافل ہوتے ہیں ان کی یہ غفلت مرنے کے بعد بھی دور نہ ہوگی۔

(۵) بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل انسانوں نے گویا اللہ تعالیٰ کو پہچانا ہی نہیں۔

(۶) ذکر اللہ میں مشغول انسان گویا اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کر لیتے ہیں۔

(۷) گویا صالح اعمال اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کے حضور انعامات کے حصول کا سبب ہے۔

(۸) حیات دنیوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کاملین سے محبت جنہیں حاصل ہے انشاء اللہ بعد از وصال انعام ربانی انہیں میسر رہے گا۔

(۹) جو لوگ آج اولیائے کرام وانبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے متمنی رہتے ہیں اللہ تعالیٰ بعد از وصال انشاء اللہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان عطا فرمائے گا۔

(۱۰) جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گم ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قبر وحشر میں بھی اسی حال میں اٹھائے گا۔

تلك عشرة كاملة

-----☆☆☆-----

فِرِیدَا اِیہہ مَسْجِدیں اُوتھیاں، رکھیاں رَبّ سوار
جَاں جَاں ایس جہان مَنہہ، تَاں تَاں دیکھیں جار

حل لغات:

★ ایہہ: یہ۔ ★ ابوتھیاں: تیار کیں، قدرت نے تعمیر کیں۔ ★ منہہ: دراصل ماننہہ ہے یعنی میں۔ ★ رکھیاں: محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ ★ تاں: تب تک۔ ★ جار: یار۔ ★ رب سوار: اللہ نے سوار کر رکھا ہوا ہے۔ ★ مسجدیں: مسجد کی جمع۔ ★ جاں جاں: جیسے جیسے، جب تک۔ ★ ایس: اس۔ ★ جہاں: جہان۔ ★ منہہ: میں۔ ★ تاں تاں: تب تک۔ ★ ویکھیں: دیکھتے رہیں گے۔

ترجمہ:

اے فرید! یہ جو مساجد جگہ جگہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت کے لیے) تعمیر کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہی انہیں اپنے ذکر سے آباد رکھا ہوا ہے اور انہیں محفوظ بھی رکھا ہوا ہے۔ اس جہان میں تو جہاں جہاں بھی جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے ان گھروں کو اللہ کے پیارے بندے دیکھتے رہیں کہ یہ اللہ کے ذکر سے آباد ہیں۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ مساجد اور مساجد کو آباد کرنے والوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تعمیر ہوئی ہیں۔ انہیں تعمیر کرنے والے اور تعمیر

marfat.com
Marfat.com

کروانے والے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہو کر انہیں تعمیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا اجر ضائع نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی عنایات سے خوب نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی قدرت کاملہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو ہی یہ توفیق ملتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرتے ہیں۔ ان گھروں کو وہی آباد کرتے ہیں جن پہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی کرم کرنا ہوتا ہے۔ جہاں بھی یہ گھر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آباد ہوتے ہیں مساجد کی طرف چل کر آنے والوں کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں، نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور درجات بلند کیے جاتے ہیں اور یہ سب درجات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اللہ تعالیٰ کے ان محبوب گھروں کی زیارت کرتے ہیں اس طرح وہ انعامات ربانی کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

سَائِیں سَندے نا دُکھے ، دَائِم پِری چوَن رَبّ نہ بھنّے پوریا ، سَندے فَقیرَن

حل لغات:

★ سائیں: مالک، آقا، مولیٰ، رب۔ ★ سندے: جن کے، ان کے۔ ★ نادُکھے: ناراض نہ ہو، غصے نہ ہو۔ ★ دائم: ہمیشہ، نت، سدا، مدام۔ ★ پری: پیار، محبت۔ ★ چون: پاتے ہیں، حاصل کرتے ہیں۔ ★ رب: پالنے والا، پروردگار، مالک، اللہ تعالیٰ۔ ★ نہ بھنّے: نہ توڑے، نہیں، توڑتا۔ ★ فقیرن: فقیروں۔ ★ پوریا: پوری جیسے کمادیا بانس کی پوری ہوتی ہے مراد سہارے۔

ترجمہ:

وہ جن کا مالک ناراض نہ ہو وہی لوگ اس کی محبت اور پیار ہمیشہ پاتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کا سہارا نہ توڑے اور فقراء کا سہارا بھی نہ توڑے تا کہ فقراء کا بھرم قائم رہے۔ کیونکہ فقراء کا بھرم مالک کی مہربانی سے ہی قائم رہتا ہے۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ کو ساری زندگی خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے اسے کبھی بھی ناراض نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا تو دنیا و آخرت دونوں میں ہی تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گئی تو پھر دنیا و آخرت ہر مقام پہ ہی انعامات سے نوازے جائیں گے۔ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

وہ لوگ کہ جن کے مالک اُن سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ خوش ہوتے ہیں۔ وہی ہمیشہ محبت پاتے ہیں انہیں ہمیشہ عزت سے نوازا جاتا ہے، انہیں ہمیشہ ہر حال میں انعامات سے نوازا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کسی کے سہارے نہ توڑے بلکہ اپنی قدرت کاملہ سے قائم رکھے تا کہ اُن کا بھرم، عزت، وقار اور شان قائم رہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے فقراء کا بھی بھرم قائم رکھے۔ کہ دنیا میں جو اُن کے منہ سے نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دیتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قبر و حشر اور قیامت کے دن بھی اُن کا بھرم قائم رکھے۔ اسی بھرم کے باعث ہی اولیاء کرام سے کرامات کا صدور ہوتا ہے۔

☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

ٹبھی مارن گاکھڑی سدھراں لکھ کرن - جھاں دامن دھرا پیا، سے مانک لبھن

حل لغات:

★ ٹبھی: (ٹبی) پانی میں غوطہ لگانا، مراقبہ کرنا۔ ★ مارن: مارتے ہیں۔ ★ گاکھڑی: مشکل۔ ★ سدھراں: شوق، آرزوئیں۔ ★ لکھ: بہت زیادہ، لاکھوں۔ ★ کرن: کرتے ہیں۔ ★جھاں: جن لوگوں نے۔ ★ دامن: آنچل، پلو، انگرکھے یا قبا کا وہ حصہ جو نیچے لٹکا رہتا ہے، کور، کنارہ وغیرہ۔ ★ دھرا پیا: بچھا رکھا ہے۔ ★ سے: وہی۔ ★ مانک: موتی، ہیرے۔ ★ لبھن: پاتے ہیں، تلاش کرتے ہیں۔

ٹبی مارنا یعنی غوطہ لگانا نہایت مشکل کام ہے خواہ غوطہ لگانے کی دل میں لاکھوں خواہش موجود ہوں مگر اس کے باوجود غوطہ لگانا نہایت مشکل کام ہے۔ ٹبی یعنی غوطہ لگانے سے مراد دریائے معرفت میں غوطہ زنی کرنا ہے اور یہ کام نہایت مشکل ہے۔ خواہ لاکھوں خواہشیں اس کے متعلق ہوں اور لاکھ کوششیں بھی کر لے۔ دریائے معرفت میں تو وہی غواصی کر سکتے ہیں جن کے نصیب اچھے ہوں اور انہوں نے اپنا دامن اس سلسلے میں بچھا رکھا ہو وہی دریائے معرفت میں غوطہ زن بھی ہوتے ہیں معرفت کے ہیرے جواہرات بھی سمیٹتے ہیں۔

وضاحت:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اس شعر میں مراقبے کی حقیقت اور فضیلت بیان فرمائی ہے کہ مراقبہ کرنا نہایت دشوار کام ہے یہ ہر تیس میں کے بس کا روگ نہیں کہ پوری دنیا سے اپنا تعلق کاٹ کر صرف ایک وحدہٗ لاشریک ذات سے نسبت قائم جدھر دیکھتا ہوں روبرو کی منزل پا لے۔ دریائے معرفت ہو اور وہ ہو اس کے سوا کچھ نہ ہو۔ نہ کوئی اپنا نہ کوئی بیگانہ، صرف اسی کے تصورات ہوں۔ یہ کام نہایت مشکل ہے خواہ اس کی لاکھوں خواہشات دل میں پیدا ہوں اور بندہ ہمت بھی کر دیکھے۔ ہاں صرف وہی لوگ جنہوں نے سوائے معرفت حق کے باقی سب کچھ سے اپنا دامن سمیٹ رکھا ہو۔ کوئی بھی یہ منزل نہیں پا سکتا۔ ہاں ایسے ہی اللہ والے پھر اس دریائے معرفت سے معرفت و وصال کے ہیرے، موتی، جواہرات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

ٹوپی لیندے باورے، دیندے کھرے نلج - چوہا کھڈ نہ ماوای پچھے بندھیئے چھج

حل لغات:

★لیندے: لیتے ہیں۔ ★ باورے: دیوانے، پاگل۔ ★ دیندے: دیتے ہیں۔ ★ کھرے: خالص، ستھرے۔ ★ ماوئی: پناہ کی جگہ۔ ★ نلج: بے شرمی، نہ جھجکنا۔ ★ چوھا: ایک چھوٹا سا جانور۔ ★ کھڈ: چوہوں کی بل جس میں چوہے رہتے ہیں یعنی چوہوں کے رہنے کا سوراخ۔ ★ نہ: نہیں۔ ★ پچھے: پیچھے۔ ★ بندھیئے: باندھا ہو ہو۔ ★ چھج: چھاج۔

marfat.com
Marfat.com

مطلب:

بعض لوگ محض دکھاوے کے طور پر سر پہ کلاہ اور ٹوپی لیتے ہیں یہ لوگ محض دیوانے اور پاگل ہوتے ہیں ہاں سنت مدنی تاجدار سمجھ کر سر پہ عمامہ باندھنا درجات کا سبب ہے۔ حالانکہ کمر امال محض دکھاوے کے طور پر دینے سے ذرا بھی نہیں شرماتے۔ ایسے بے شرموں کا حال یوں سمجھیئے کہ جیسے چوہے کی بل اس کا اپنا ہی گھر ہے مگر اس کے باوجود اگر اس کی دُم کے ساتھ چھاج باندھ دیا جائے تو پھر وہ اپنے بل میں نہیں جا سکتا جو کہ حقیقتاً اس کے نقصان کا سبب بنتا ہے۔

دکھاوے کے طور پر ٹوپی تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کی حقیقت میں کوئی عزت و آبرو نہیں ہوتی۔ ورنہ انہیں دکھاوے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ محض معززین جیسا ظاہری لباس پہن کر ہی معزز بننے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں حالانکہ یہ ظاہری ٹیپ ٹاپ انہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ حالانکہ اس سلسلے میں وہ کمر امال دیتے ہیں اور محض دکھاوے کا مال لیتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ چوہے کی بل (کھڈ) اس کا اپنا گھر ہے۔ اس کا اپنا گھر ہونے کے باوجود اگر اس کی دُم کے ساتھ چھاج باندھ کر اسے بڑا ظاہر کرنے کی کوشش کی جائے تو کیا اسے یہ چھاج باندھا جانا آڑے وقت میں کام دے سکتا کہ یہ کوئی عام سا معمولی چوہا نہیں ہے بلکہ اسے چوہا سمجھ کر نقصان نہ پہنچایئے۔ ایسا چوہا نقصان سے ہرگز نہیں بچ سکتا بلکہ اس کا اپنا گھر (کھڈ) کہ جس میں ہمہ وقت آ جا سکتا ہے جہاں اسے کوئی روکاوٹ نہیں۔ وہ اس کا اپنا گھر بھی اس کے لیے پناہ گاہ ثابت نہیں ہو سکتا اسی طرح جو محض ظاہرداری کی بنا پر اللہ والوں جیسا لباس وغیرہ پہن کر اُن کے صحیح طریقے سے دور رہتے ہوئے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے بلکہ چھاج بندھے چوہے کی مانند اس کے اپنے گھر میں بھی پناہ حاصل نہ ہو سکے گی۔ جیسے اگر چوہے کی دُم کے ساتھ چھاج باندھ دیا جائے تو مشکل کے وقت اگر وہ بھاگ کر اپنے گھر میں داخل ہونا بھی چاہے گا تو چھاج کی وجہ سے داخل نہ ہو سکے گا۔

یہی حال محض دکھاوا کرنے والوں کا ہے کہ وہ بھی اپنے اسی محض دکھاوے کی وجہ سے نہ صرف فائدہ نہیں اٹھا سکتے بلکہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے انداز اپنانے کی نیت سے، محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ سمجھ کر اپنائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔

ریاکاری کی مذمت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شلوک میں محض دکھاوے کے طور پر سر پہ ٹوپی پہننے کی مذمت کی ہے۔ وہ لوگ دیوانے اور پاگل ہیں جو محض دکھاوے اور ریاکاری کے طور پر سر پہ ٹوپی پہنتے ہیں یہ ایک ٹوپی ہی کیا جو عمل بھی ریاکاری کے طور پر کیا جائے گا وہ دنیا و آخرت میں نقصان کا باعث ہوگا ریاکاری اور محض دکھاوے کے طور پر کیے گئے اعمال کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاکاری کو شرک اصغر فرمایا ہے۔

ریاکاری شرک اصغر:

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارے بارے میں جس چیز سے میں بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرک اصغر کیا چیز ہے فرمایا ریاء (یعنی دکھاوے کے لیے کام کرنا۔ (انوار الحدیث بحوالہ احمد، ص ۲۴۳)

marfat.com
Marfat.com

ریاکاری کی حقیقت:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے ریاکاری کو شرک اصغر کیوں فرمایا گیا ہے اس کا جواب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کے تحت یوں بیان فرمایا ہے کہ۔

"ہر عملے کہ بریا کند شرک ست۔ غایت آنکہ شرک جلی ست وخفی شرک آشکارا بت پرستی کردن ومرائی کہ برائے غیر خدا عمل میکشد نیز بت پرستی می کند لیکن پنہانی چنانکہ گفتہ اند کُل ما صَدَّكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ۔

(اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ جلد چہارم، ص ۲۵۰)

یعنی جو کام دکھاوے کے لیے کرے شرک ہے خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں جلی اور خفی بت پرستی کرنا کھلم کھلا شرک ہے (یہ شرک جلی ہے) اور ریاکار جو کہ غیر خدا کے لیے عمل کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتا ہے (یعنی یہ شرک خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بت ہے۔ (انوار الحدیث، ص ۴۷۳)

فائدہ:

اسی طرح جو کوئی ریاکاری کے طور پر سر پہ ٹوپی یا عمامہ باندھتے ہیں وہ سمجھدار نہیں ہے بلکہ بے وقوف ہیں دیوانے اور پاگل ہیں کیونکہ انہیں تو یہ بھی علم نہیں کہ ایسا کرنا سراسر نقصان کا سبب ہے دنیا وآخرت میں خسارے کا سبب ہے۔ ایسے بے وقوفوں کو ایسے برے فعل سے اجتناب کرنا چاہیے ریاکاری ترک کر دینی چاہیے اخلاص کے ساتھ جو عمل بھی کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو وہی بارگاہِ حق میں قبول ہوتا ہے جب ان کے ٹوپی پہننے یا عمامہ باندھنے وغیرہ میں اخلاص ہے ہی نہیں تو انہیں اس سے فائدہ کب حاصل ہو سکتا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس سے انہیں اجر حاصل ہو تو پھر ایسے امور سرانجام دینے والے پاگل یا دیوانے ہوئے کہ عبث اور بے کار امور میں اپنا وقت اور پیسہ برباد کرتے ہیں۔

اس لیے ایسے دکھاوے کے طور کیے گئے اعمال کے متعلق توجہ کرنی چاہیے۔ اور جو بھی عمل مبارک کریں اخلاص کے ساتھ کریں وہ بارگاہِ حق میں شرف قبولیت سے نواز لے جائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔

عمامہ کے فضائل:

اس شلوک کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ ٹوپی سر پہ اوڑھنے کو دیوانوں اور پاگلوں کا نشان بیان فرما رہے ہیں بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو عرض کر دیا کہ محض دکھاوے کے طور پر سر پہ ٹوپی نہ پہنو کہ ایسا کام کہ محض ریاکاری کے طور پر ٹوپی پہن لینا کہ لوگ اللہ والے سمجھنے لگیں گے لوگ عزت کریں گے۔ تو یہ بے وقوفی ہے کہ کچھ وقت کہ جب تک ان کی حقیقت آشکارا نہ ہوگی تب تک تو ایک آدھ یا چند آدمی عزت کریں گے مگر جب حقیقت آشکارا ہو گئی تو اس سے زیادہ ذلت اٹھانی پڑے گی تو ایسا کون شخص ہے جو معمولی سی عزت حاصل کر کے پھر بہت زیادہ ذلت وخواری کا سامان کرے۔ ایسے شخص کو ہر کوئی پاگل اور بے وقوف کہے گا یہی کچھ یہاں بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ [illegible] ہیں

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

عمامہ کے فضائل مفصل مطلوب ہوں تو اس سلسلے میں فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری مدظلہ العالی نے فضائل عمامہ بہترین رسالہ تحریر فرمایا ہے دیگر اہلسنت و جماعت کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے یہاں مختصراً چند فضائل عرض کیے جاتے ہیں۔

عمامے باندھنا فرشتوں کی علامت:

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمامے باندھنا تم لازم پکڑو کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے ان کے شملے اپنی پشت کے پیچھے چھوڑو۔ (مشکوٰۃ شریف، بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

عمامہ کے فضائل:

امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی نے نہایت اختصار کے ساتھ عمامہ کے فضائل بیان کیے ہیں انہیں کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

پیارے اسلامی بھائیو! عمامہ شریف ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی پیاری سنت ہے ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سر اقدس پر اپنی مبارک ٹوپی پر عمامہ مبارکہ کو سجا کر رکھا۔

مدینے کے دیوانو! اپنی جھجک اُڑاؤ اور عمامہ کا تاج سر پر سجاؤ۔ امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ عمامہ سنت متواترہ دائمہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ ارشادات:

(۱) عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی ستر (۷۰) رکعتوں سے افضل ہیں۔

(۲) عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

(۳) بے شک اللہ جل جلالہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے عمامہ والوں پر۔

(۴) ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ پر کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اُس پر روزِ قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

(۵) عمامہ باندھو تمہارا حلم (بردباری) بڑھے گا۔

(۶) عمامہ مسلمانوں کا وقار اور عرب کی عزت ہے تو جب عرب عمامہ اتاریں گے اپنی عزت اتاریں گے۔

(۷) تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

(۸) عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بغیر عمامہ کے ستر (۷۰) جمعہ کے برابر ہے۔

حکایت:

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حضور حاضر ہوا۔ وہ عمامہ باندھ رہے تھے جب باندھ چکے تو میری طرف التفات کر کے فرمایا، تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟

marfat.com
Marfat.com

میں نے عرض کی۔ کیوں نہیں۔

فرمایا: اسے دوست رکھو۔ عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا اے فرزند! عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ باندھنے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

(دیلمی۔ جامع الصغیر وغیرہ)

عمامہ مبارکہ کے پیچ سیدھی جانب ہونے چاہئیں چنانچہ امام اہلسنت اعلیٰحضرت مولینا شاہ احمد رضا خان (رحمتہ اللہ علیہ) عمامہ شریف اس طرح باندھتے کہ شملہ مبارک سیدھے شانہ پر رکھتے نیز باندھتے وقت اس کی گردش بائیں (یعنی اُلٹے) ہاتھ سے فرماتے جبکہ سیدھا ہاتھ مبارک پیشانی پر رکھتے اور اسی سے ہر پیچ کی گرفت فرماتے۔ (خلاصہ از حیات اعلیٰحضرتؒ)

عمامہ کے آداب:

(۱) عمامہ سات ہاتھ (ساڑھے تین گز) سے چھوٹا نہ ہو اور بارہ ہاتھ (چھ گز سے بڑا نہ ہو)۔

(۲) عمامہ کے شملے کی مقدار کم از کم چار انگل اور زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔

(۳) عمامہ اتارتے وقت بھی ایک ایک کر کے پیچ کھولنا چاہیے۔ عمامہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے کھڑے باندھے۔

(فیضان سنت، ص۷۰۹)

فائدہ:

مزید تفصیلات بہار شریعت میں ملاحظہ فرمائیے۔

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے

جو دم غافل سو دم کافر، سمجھ تو اے ناداں
مقصد حیات جو پورا نہ کرے کیسا ہے وہ انساں

ہر لحہ حق تعالیٰ کی یاد میں مگن رہنا ہی انسان کا مقصد حیات ہے اسے بھول جانا انسانیت نہیں بلکہ حیوانیت سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔ ایسا انسان انسان کہلانے کے لائق نہیں۔

انسان جو بھی کام کرے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے احکام کے مطابق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کرے تو انسان کے جسم سے ظاہر ہونے والی ایک ایک حرکت فضول یا بیکار نہیں بلکہ یاد حق میں ایک ایک لحہ گزرتا ہے رزق کی تلاش کیوں ہے اس لیے کہ محبوب کبریا کا ارشاد گرامی ہے اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ رزق حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔ اللہ کا دوست تبھی ہے کہ یہ رزق کمانا عبادت ہو۔ معلوم ہوا کہ رزق حلال اور حلال ذرائع کے ذریعے، جائز طریقوں سے کمایا ہوا مال برا نہیں بلکہ اچھا ہے اس سلسلے میں جو طریقے اختیار کیے گئے وہ غفلت نہیں بلکہ یہ بھی حق تعالیٰ کی یاد کا طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے کر۔ اس لیے میں ایسا کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کے محبوب نے فرمایا کہ حلال اور جائز ذرائع کے ذریعے رزق حلال کی سعی کرو اس لیے یہ کام اختیار کیا۔ ان ذرائع کے اختیار کرنے میں بھی اللہ کی یاد ہے۔ نماز، روزہ، حج وغیرہ عبادات میں بھی یاد حق ہے۔ رات کے اوقات میں سونا بھی یاد حق

marfat.com
Marfat.com

پھر عبادت کے لیے جاگنا بھی یادِ حق ہے، عبادت کے لیے اٹھنا اور بیٹھنا بھی یادِ حق میں شامل ہے۔ یادِ حق کے لیے چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا وغیرہ سبھی کچھ یادِ حق ہی ہے۔ اسی طرح یادِ حق کے لیے شب بیداری کرنا بھی یادِ حق میں شامل ہوتا ہے۔

شب بیداری:

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شب بیداری ہے کیا چیز؟ بعض لوگوں نے شب بیداری کا معنی ہی غلط سمجھ لیا ہے کہ ساری رات جاگنا ہے۔ جاگتے ہوئے خواہ کچھ ہی کریں وہ سب کچھ شب بیداری میں داخل ہے۔ حالانکہ شب بیداری کا یہ مفہوم غلط ہے۔

امیر اہلسنت مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ

کم از کم مبارک راتوں کو شب بیداری ضرور کرنی چاہیے مثلاً شب برات، شب معراج، شب قدر، شب میلاد النبی ﷺ شب عاشورہ، بڑی گیارھویں شریف وغیرہ۔

ان راتوں میں نفل نماز پڑھنا، تلاوت قرآن مجید کرنا، سنتوں کے اجتماع میں شرکت کرنا، ذکر و درود پڑھنا، محفل نعت و ذکر میں شرکت کرنا شب بیداری ہے۔ نہ کہ خالی جاگنا کہ خالی تو کتے بھی جاگتے ہیں اور بھونک کر لوگوں کی نیندیں خراب کرتے ہیں۔ اگر کوئی بدنصیب خواہ مخواہ رات جاگ کر محلوں اور گلیوں میں غل غپاڑہ کرے اور دھینگا مشتی میں مگن رہے اور کھیل کود میں مصروف رہے تو اس کو شب بیداری کیسے کہیں گے؟ بلکہ یہ تو شب بربادی ہوئی۔ (فیضان سنت باب فضائل نوافل، ص۹۹۰)

فائدہ:

اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو شب برأت اور دیگر متبرک راتیں شب بیداری غلط طریقے سے کرتے ہیں کہ ساری رات فلمیں اور ڈرامے دیکھتے ہوئے گزار دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے شب برأت ساری رات شب بیداری میں گزاری ہے ایک لمحہ بھی نہیں سوئے ان کا یہ نہ سونا بے کار ہی نہیں بلکہ انتہائی نقصان دہ ہے بلکہ اس طرح شب بیداری کرنے سے بہتر تھا کہ سو جاتا صرف عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کر لیتا۔

فائدہ:

ایسی شب بیدری سے ان لوگوں کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے جو ساری رات عبادت میں مصروف رہنے کی بجائے، شرلیاں، پٹاخے اور آتش بازی کرتے ہوئے گزار دیتے ہیں بلکہ خصوصاً شب برأت کی شب بیداری کے لیے خصوصی طور پر کافی دنوں پہلے سے ہی آتش بازی کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس سے نہ جانے ہر سال کتنا جانی و مالی نقصان ہوتا ایسی شب بیداری مسلمانوں کا شیوہ نہیں لہٰذا خود بھی بچنا چاہیے اور اپنے بچوں کو بھی ایسی متبرک راتوں میں آتش بازی سے بچانا چاہیے جہاں تک ممکن ہو مزید کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں کو آتش بازی کی وجہ سے بے سکون نہ کیا جائے بلکہ عبادت کرنے والے پرسکون ماحول میں اللہ کی عبادت کر سکیں۔

امیر اہلسنت بیان فرماتے ہیں کہ "عیدین کی راتوں میں شب بیداری یہ ہے کہ عشاء و فجر دونوں جماعت اولیٰ سے ہوں کہ صحیح حدیث میں فرمایا" جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اُس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑھی اُس نے ساری رات عبادت کی" ان راتوں میں اگر جاگے گا تو نمازِ عید و قربانی وغیرہ میں دقت ہوگی لہٰذا اسی پر اکتفا

marfat.com
Marfat.com

کرے اور اگر ان کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا بہت بہتر ہے۔ (فیضان سنت، ص ۹۹۰ بحوالہ بہار شریعت)

چشم بے خواب کے صدقے میں ہے بیدار نصیب
آپ جاگے تو ہمیں چین کی نیند آئی ہے

(فیضان سنت بحوالہ ذوق نعت)

-----☆☆☆-----

فَرِیدا جاگنا اِی تاں جاگ، رَاتِڑِی ہُھ وِدھانیاں   جے مُوں متھے بھاگ، پِری وِسارَن نہ کَرَن

حل لغات:

* جاگنا: بے خوابی، سونے کا متضاد، ہوشیار ہونا۔ * ای: ہی۔ * تاں: تو، پھر۔ * جاگ: جاگنا، بے خوابی، ہوشیاری۔ * راتڑیں: راتیں۔ * ہُھ: سب۔ * وِدھانیاں: بڑھتا ہے گزارتا ہے۔ * موں متھے: منہ اور ماتھے پیشانی چہرے۔ * بھاگ: خوش بختی۔ * پِری: پیارا، محبوب۔ * وسارن: بھلانا۔ * نہ کرن: نہیں کرتے۔

ترجمہ:

اے فرید! اگر تو جاگنا چاہتا ہے تو پھر جاگ لے، ہوشیار ہو جا۔ یہ سب راتیں تو تجھے گزارنی ہی ہیں۔ کیوں نہ اللہ کی یاد میں گزارے۔ جن کے ماتھے کا لکھا یعنی چہروں پہ خوش نصیبی کی چھاپ ہے وہ اپنے محبوب حقیقی کو نہیں بھولتے بلکہ ہر وقت یاد رکھتے ہیں۔

مطلب:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی یاد کی خاطر شب بیداری کی رغبت دلاتے ہوئے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ اے رات کو سونے والے تو نے ساری رات سوتے سوتے گزار دی ہے۔ اس سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اگر تو یہی رات اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار دیتا تو تجھے کیا کچھ ملتا۔ کبھی خیال کیا ہے۔ جاگنا تو ہے۔ دن چڑھے جاگے گا تو پھر بھی جاگ گیا اور اگر پچھلی رات یعنی تہجد کے وقت جاگ اُٹھتا تو وہ بھی جاگنا ہی کہا جاتا اور اگر چند لمحات سو کر جاگ پڑتا اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جاتا تو پھر بھی جاگ اُٹھتا۔ بہر حال اے فرید! اگر تو جاگنا چاہتا ہے تو بڑی بات ہے جاگ لے۔ اس میں تیرا ہی بھلا ہے۔ تیری زندگی کی سبھی راتیں تو تجھے گزارنی ہی پڑیں گی خواہ سوتے ہوئے گزار دے خواہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار دے۔ غفلت کی حالت میں یہ راتیں گزارنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ کل قیامت کے دن اُلٹا پچھتاوے کا سبب ہوں گی اور اگر اللہ تعالیٰ کی یاد میں زندگی کی راتیں گزارے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ مالک حقیقی سے رحمتیں حاصل کرے گا۔ مگر ایک بات یاد رکھیے خوش نصیبی کی ایک دلیل تجھے بتاتا ہوں کہ جن کے نصیب اچھے ہوتے ہیں وہ اپنے محبوب حقیقی یعنی حق تعالیٰ کو کبھی بھی نہیں بھولتے بلکہ ہر وقت اس کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔ حق تعالیٰ کی یاد میں مگن رہنا خوش نصیبی کی دلیل ہے۔ عمل بدست مختار

marfat.com
Marfat.com

ہمہ وقت یادِ حق:

اس لیے ہمیں ہمہ وقت حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہونا چاہیے زندگی کا ایک ایک لمحہ حق تعالیٰ کی یاد میں مشغولیت اختیار کرنی چاہیے۔ سارا دن اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار اور ساری رات بھی حق تعالیٰ کی یاد میں گزار کسی بھی لمحے حق تعالیٰ کی یاد سے غفلت اختیار نہ کر۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدا جاگنا اِی تاں جاگ، ہوئی آاے پربھات　　　اِس جاگن نُوں پچھتائیں گا، گھنّا سوئیں گا رات

حل لغات:

* ہوئی آ: دیکھ ہوگئی ہے۔ * اے: یہ۔ * پربھات: سحر، سویرا، صبح، فجر۔ * جاگن: جاگنا، جگراتا، شب بیداری۔
* پچھتائیں گا: تو پچھتائے گا۔ * نوں: سے * گھنا: بہت زیادہ۔ * سویں گا: سوئے گا۔ * رات: شب، دن غروب ہونے کے بعد سے طلوع فجر تک مراد قبر۔

ترجمہ:

اے فرید! اگر جاگنا چاہتا ہے تو جاگ لے۔ اسی میں تیرا فائدہ ہے، وقت گزار کر جاگا تو اس جاگنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس دنیا کی شب بیداریوں سے غفلت اختیار کر کے جب سمجھ آئی تو پچھتاتا رہے گا کیونکہ اس دنیا سے رخصتی کے بعد قبر میں تو ہر وقت سوتا ہی رہے گا۔

مطلب:

حسب سابق اس شعر میں بھی حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی یاد کی خاطر شب بیداری کا درس دیا کہ آج وقت ہے آج شب بیداری میں اپنی راتیں گزار تا کہ تیرے لیے قبر میں روشنی کا سبب بنے اگر اس دنیا میں رہتے ہوئے شب بیداری کی نعمت سے محروم رہا تو مرنے کے بعد پھر تو پچھتائے گا کہ جب ایک آدھ رات کی یا رات کے چند لمحات کا اتنا عظیم ثواب اور اجر عطا ہوا تو بقیہ ساری زندگی کی راتیں اور راتوں کے بقیہ حصے میں نے اللہ تعالیٰ کی یاد میں شب بیداری میں کیوں نہ گزارے۔ اگر ساری زندگی زیادہ سونے میں مصروف رہا تو پھر فائدہ کچھ نہ ہوگا بلکہ پچھتاوے میں اضافہ ہی ہوگا۔ کیونکہ جونہی اس جہان فانی سے کوچ کیا، موت کی وادی میں قدم رکھتے ہی قبر میں ہمیشہ ہی سوتا رہے گا۔

ابواحمد اویسی نے عرض کیا۔

جاگ لے تو جاگ لے سایہ افلاک تلے
عرصہ دراز سوتا رہے گا قبر کی خاک تلے

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا جتی خوشیاں کیتیاں تتی تھیئم روگ چھلوں کارن ماریئے ، کھادھے دا کیا ہوگ

حل لغات:

★ جتی: جتنی۔ ★ خوشیاں: خوشی کی جمع بمعنی سرور وشادمانی، مرضی، جشن۔ ★ کیتیاں: کیں، کی ہیں۔ ★ روگ: بیماری ،تکلیف۔ ★ تتی: اُتنی ہی۔ ★ تھیئم: میں ہوا ہوں، مجھے ہوا ہے۔ ★ کارن: کے لیے۔ ★ کھادے: کھائے ہوئے۔ ★ کیا ہوگ: کیا ہوگا، کیا بنے گا۔ ★ ماریئے: مارتے ہیں۔ دا: کا۔ ★ چھلوں: ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے اس کا معنی فریب کیا ہے ممکن ہے اس کا یہی معنی ہو یہ لفظ آجکل کی پنجابی زبان میں بھی مروج ہے۔ چھلوں، چھل کی جمع ہے۔ چھل اور چھل بمعنی چھلکا بھی ہے۔ پھلوں اور سبزیوں کے اوپر والے چھلکے کو بھی چھل ہی کہتے ہیں جبکہ لکڑی اوپر والے چھلکے کو بھی چھل کہا جاتا ہے۔ یعنی چھل بمعنی چھلکا۔

ترجمہ:

اے فرید! میں نے جتنی بھی خوشیاں کی ہیں۔ یعنی جتنا بھی خوش ہوا ہوں۔ اتنا ہی مصائب و آلام اور تکالیف کا شکار ہوا ہوں، اتنے ہی زیادہ مجھے روگ لگے ہیں۔ اگر دھوکے باز کو مارتے ہیں یا سزا دیتے ہیں کہ اس نے دھوکہ فریب کیا ہے دھوکہ کھانے والے کا کیا ہوگا۔

اگر چھلوں بمعنی چھلکے مراد لیں تو پھر اس کا مطلب ہوگا کہ میں نے جتنی بھی خوشیاں یا جشن منائے ہیں میں اتنا ہی دُکھی ہوا ہوں۔ اس دنیا میں بسنے والے انسانوں نے عجیب وطیرہ بنا رکھا ہے کہ معمولی معمولی دنیوی مال سامان دولت دنیا جو کہ چھلکوں کی مانند بے کار اور فضول ہوتے ہیں ان کی خاطر انسانوں کو مارتے ہیں، انسانوں کی جان تک لے لیتے ہیں۔ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔ کھانے کا کیا ہے اچھا نہ کھایا تو نرم کھالیا۔ زیادہ دولت خرچ نہ کی تو کم کرلی۔ جیسے تیسے دنیا میں گزارہ تو ہو ہی جائے گا۔ معمولی معمولی بات پہ مرنے مارنے پہ تل جانا۔ معمولی معمولی چیز کی خاطر انسانوں کو مارنا اور قتل کرنا کب اچھا کام ہے۔ ایسے کھائے ہوئے کا کیا ہوگا جس کی خاطر انسانیت کا بھی پاس نہ کیا۔ وہ عذاب کا باعث نہ بنے تو کیا بنے، وہ تکالیف کا سبب نہ بنے تو کیا بنے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث نہ بنے تو کیا بنے۔ پس ایسی معمولی معمولی چیزوں کی خاطر کہیں سے کہیں پہنچ جانا انسانیت کے خلاف ہے۔

ناحق قتل کا انجام:

آج کل بدامنی کا تو یہ حال ہے کہ معمولی معمولی جھگڑے پہ قتل کر دیا جاتا ہے اور افسوس بھی نہیں ہوتا کہ ہم کیا کر بیٹھے بلکہ بعد میں بجائے پچھتانے کے اُلٹا دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فخریہ طور پر سینہ تان کر بیان دیتے ہیں۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ○ (سورۃ نساء آیت نمبر ۹۳، پ ۵)

ترجمہ: مسلمان جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر

marfat.com
Marfat.com

غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

جہاں خلود کے ساتھ ابدًا ہوگا وہاں اس کے معنی ہیشگی کے ہوں گے اور ابد کے بغیر اس کے معنی مدت دراز ہوں گے یہاں بعنی مدت دراز ہے مسلمان کے لیے جہنم میں ہیشگی نہیں خیال رہے کہ مومن کو اُس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرنا یا قتل مومن کو حلال جان کر قتل کرنا کفر ہے جس کی سزا دائمی جہنم ہے اس کے سوا کسی جھگڑے وغیرہ میں قتل کرنا فسق ہے جس کی سزا بہت عرصے تک دوزخ میں رہنا ہے۔ (تفسیر نورالعرفان، ص ۱۴۶)

حدیث شریف:

حضرت ابو سعید و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر تمام آسمان و زمین والے ایک مسلمان کا خون (قتل) کرنے میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان تمام کو منہ کے بل اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی شریف)

قتل میں مدد دینے والے کی سزا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ جو شخص ایک مسلمان کے قتل میں مدد کرے اگرچہ ایک لفظ بول کر ہی مدد کرے تو وہ اس حال میں (قیامت کے دن) اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوگا کہ "یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانے والا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۳۰۲ بحوالہ ابن ماجہ شریف)

فائدہ:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں کہ جتنی بھی میں نے خوشیاں کیں کہ اب غموں اور تکلیفوں کا خاتمہ ہونے والا ہے اب مجھے سکون ہی سکون حاصل ہوگا۔ تمام دکھ اور تکلیفیں ختم ہو جائیں گے۔ اب میں ہر قسم کی مصیبتوں سے نجات حاصل کر لوں گا مگر افسوس کہ میرے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ

الٹی ہوئیں سب تدبیریں کچھ نہ میرے کام آیا
سب کچھ ضائع کر بیٹھا سمجھا جسے میں نے پایا

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کام کر گئی۔ میرے تمام منصوبے فیل ہوئے۔ جتنا خوش ہوا تھا اس سے بڑھ کر مصیبتوں میں گھر گیا۔ اس دنیا فانی میں جو کچھ ہے فضول ہے بے کار ہے بے قیمت چھلکوں سے زیادہ کوئی چیز بھی وقعت نہیں رکھتی بے ایمانی کر کے ہر کسی سے سب کچھ چھیننے کی کوشش سے ہم اللہ کی مخلوق کو دھوکہ دیتے ہیں، تکلیفوں میں جھونک دیتے مخلوق خدا کو مصائب و آلام کا شکار کر دیتے ہیں۔ لوٹتے ہیں قتل و غارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ معمولی سکوں کی خاطر لٹیرے لوٹ مار کرتے ہیں۔

بے کار دولت کی خاطر ڈاکو ڈاکے مارتے ہیں۔ اسی دولت کے حصول کے لیے ہی اکثر قاتل قتل کرتے ہیں۔ اسی دولت کے حصول کی خاطر دنیا دنگا و فساد کا مرکز ہوتی ہے۔ بھائی بھائی کا قتل کرنے پر تل جاتا ہے۔

حقیقت کے لحاظ سے بے قیمت اور فضول چیز دنیا اور دنیاوی چیزوں کی خاطر قتل تک نوبت پہنچتی ہے۔ جب دنیا اور دنیا

marfat.com
Marfat.com

کے مال و متاع کا یہ حال ہے کہ دنیا والے اس کی خاطر مومن کا قتل بھی کر دیتے ہیں۔ (جس کی سزا قرآن کے حوالے سے عرض کی جا چکی ہے) کھاتے ہوئے کا کیا ہوگا۔

حکایت:

ہمارے ہی علاقے کی بات ہے سننے میں یہ حکایت آئی ہے کہ ایک آدمی عشاء کے وقت کھادو نہر پر اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ڈاکوؤں نے اسے روکنے کی کوشش کی۔ ڈاکو قدرے دور تھے دور سے ہی للکار کر کہا رک جاؤ۔ مگر جو آدمی گھر جا رہا تھا اس کا گھر اس مقام سے زیادہ دور نہ تھا اس نے سوچا کہ آواز تو شاید نہ پہنچ سکے ہاں ان سے جونہی میں آگے نکلوں گا پھر یہ مجھے پکڑ نہ سکیں گے۔ اس نے بھاگنے کی کوشش کی۔ پیچھے سے ڈاکوؤں نے گولی چلا دی۔ وہ آدمی وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جب ڈاکو وہاں پہنچے تلاشی لی تو اس سے صرف پانچ روپے نکلے۔ اب سوچئے ایک انسان کے مقابل پانچ روپوں کی کیا وقعت ہے سچا واقعہ ہے مگر یہاں تو ایک ایک پیسہ کی خاطر دنگا فساد ہو رہا ہے۔ یہی کچھ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اسی شلوک میں بیان فرما رہے ہیں۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدَا جَاں جَاں جِیوِیں دُنی تے ، تاں تاں بھرالکھ
دَرْ گاہ سچا تاں تھیویں ، جاں کھمن مُول نہ رَکھ

حل لغات:

★ جاں جاں جیوں: جب جب زندہ رہے، جب تک تو زندہ رہے۔ ★ جیویں: تو زندہ ہے۔ ★ دُنی: دنیا۔ ★ تاں تاں: اُس وقت تک۔ ★ بھرالکھ: صرف رب کا ہو کر رہ۔ ★ درگاہ: آستانہ، چوکھٹ، خانقاہ، درگاہ خدا مراد ہے۔ ★ تاں: تبھی اس وقت۔ ★ جاں: جب۔ ★ کھمن: کفن۔ ★ مول: سرے سے، بالکل ہی۔

ترجمہ:

اے فرید! جب تک تو دنیا میں زندگی گزارتا ہے۔ اس وقت تک تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں زندگی گزارنے والا بندہ بن کر زندگی گزار۔ بارگاہ حق میں تب ہی سچا ہوگا کہ جب سوائے کفن کے اپنے پاس کوئی چیز بھی نہ رکھے گا۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نصیحت کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے بندو! اس دنیا میں جب تک زندہ رہو، اللہ کے بندے بن کر زندگی گزار جاؤ۔ اگر اللہ کے بندوں جیسی زندگی گزار کر اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام سے نوازے جاؤ گے۔ حق تعالیٰ کی درگاہ میں سچے بھی ہو گے جب مرتے دم تک دنیوی مال متاع سے دور رہو گے، کچھ نہ اکٹھا کرو گے بلکہ جو کچھ میسر آ گیا وہ بھی حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر خرچ کر ڈالتا۔ حتیٰ کہ جب اس جہان فانی سے رخصتی کا وقت آ پہنچے تو اس وقت سوائے کفن کے کچھ بھی تیرے گھر سے نہ نکلے یعنی ساری زندگی سوائے کفن کے کپڑے کے کچھ بھی

marfat.com
Marfat.com

جوڑ کر نہ رکھنا۔

سنت حبیب کبریا ﷺ:

سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پہ نظر دوڑائیں تو واضح ہوگا کہ آپ نے ساری زندگی کبھی دنیا اور دنیا کے مال ومتاع سے دل نہیں لگایا آپ نے تو ہمیشہ یہ درس دیا کہ رزق حلال کمائیے۔ رزق حلال دعاؤں کے قبول ہونے کا سبب ہے حرام کے قریب نہ جائیے کیونکہ رزق حرام یعنی حرام ذرائع سے کمایا ہوا مال متاع مفید نہیں بلکہ نقصان کا سبب ہے حتیٰ کہ جہنم میں جھونکے جانے کا سبب ہے۔

حلال روزی کا حصول فرض ہے:

ہر مسلمان پہ حلال ذرائع سے روزی کا حصول فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (شریعت کے دیگر فرائض کے بعد حلال روزی حاصل کرنا فرض ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حرام روزی کا نقصان:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس بدن کو حرام غذا دی گئی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حرام ذرائع سے رزق حاصل کرنا جہنم میں جھونکے جانے کا سبب ہے اس لیے پرہیز کرنا چاہیے۔ دھوکے فریب سے حاصل کی ہوئی روزی بھی حرام ہے۔ حالانکہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ تو اس سے بھی آگے کی بات بیان فرمار ہے ہیں کہ آپ بیان فرمار ہے ہیں جب تک دنیا میں زندگی گزار رہا ہے غفلت چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں زندگی گزارنے والا بن۔ حلال ذرائع سے روزی حاصل کر اور اتنی ہی حاصل کر جتنی تیری ضروریات کو کافی ہے اس سے بڑھ کر اپنے پاس اکٹھی کر کے رکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ بقیہ وقت حق تعالیٰ کی یاد اور عبادت میں گزارا کر۔ اگر کچھ زائد از ضرورت حاصل ہو بھی جائے تو اسے حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر مخلوق خدا میں سے جسے ضرورت مند سمجھے اس کی ضرورت پوری کرنے میں صرف کر دے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ضروریات دنیا میں پوری کرتا ہے حق تعالیٰ دنیا میں بھی اس کی ضروریات پوری کرے گا اور آخرت میں بھی۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

توکل کا درس:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ توکل کا درس بھی دے رہے ہیں کہ اے انسان یہ نہ سوچ کہ نہ جانے جو کچھ میرے پاس ہے اللہ کی مخلوق پر صرف کر دوں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ جب میں مروں تو میرے پاس اپنے گھر سے کفن ہی نہ نکلے۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم کفن تو بنا کر رکھ لے۔ گویا مجھے رب تعالیٰ پہ توکل نہیں کہ آج ہے نہ جانے کل حاصل ہو یا نہ ہو۔ جو تیرا رازق ہے اس نے تجھے ہر حال میں رزق عطا کرنا ہے۔ حق تعالیٰ پہ بھروسہ کر۔ توکل اختیار کر تب حق تعالیٰ کی بارگاہ میں سچا ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

جُتا ! سَۓ رَاتیں وَڈیاں ، ڈُو ڈُو گانڈھیاں   تُم اِک جَال نہ سَنگھیاں ، اَساں سَبھے جَالنیاں

حل لغات:

★ جسا: ارے ممدوح! اے حبیب، اے پیارے۔ ★ سے راتیں وڈیاں: راتیں بہت بڑی اور لمبی ہیں۔ ★ ڈوڈو: دو، دو۔ ★ تم: تو کی جمع تعظیماً واحد کے لیے بھی بولتے ہیں۔ ★ جال: جالنا سے یعنی گزارا برداشت کیا۔ ★ راتیں: رات کی جمع۔ ★ گانڈھیاں: ملائی ہیں۔ ★ وڈیاں: لمبی، بڑی۔ ★ اک: ایک۔ ★ اساں: ہم نے۔ ★ سبھے: سب، تمام، ساری۔ ★ جالنیاں گزارنی ہیں، برداشت کرنی ہیں۔

ترجمہ:

ارے ممدوح! ارے دوست، ارے پیارے غفلت چھوڑ دے۔ راتیں تو کافی بڑی اور لمبی لمبی ہیں۔ اللہ والے تو دو، دو راتیں ملا کر یعنی دو، دو دن اور دو، دو راتیں ملا کر مسلسل کام میں مشغول رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد مسلسل کرتے رہتے ہیں تھکاوٹ محسوس نہیں کرتے تم ایک رات بھی برداشت نہیں کر سکے۔ مگر ہمیں دیکھ ہم سب راتیں ہی اللہ کی یاد میں گزارتے ہیں اور گزارنی ہیں۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ عام لوگوں کو متوجہ کر کے فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے بندو، ارے دوستو! جب تک اس دنیا میں موجود ہو غفلت کی نیند سے بیداری اختیار کرو، اس نیند سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ نقصان ہے خدارا اس ایسے نقصان سے بچو کہ جس کا کبھی بھی مداوا نہیں ہو سکے گا۔

اس دنیا میں چار دن بسیرا ہے ان میں جو راتیں ہیں انہیں ضائع نہ کیجئے اتنی بڑی بڑی اور لمبی راتیں ہیں۔ زندگی کا آدھا حصہ تو یہی راتیں ہیں ساری راتیں سو کر غفلت کی حالت میں گزار دنیا گویا آدھی زندگی غفلت میں گزار دی۔ یہ راتیں گزارنے کا سلیقہ اللہ والوں سے سیکھیئے جو دو، دو راتیں یکجا کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیتے ہیں انہیں تھکاوٹ تو کیا انہیں پرواہ ہی نہیں ہوتی بلکہ انہیں وہ لذت و سرور حاصل ہوتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ اللہ کے بندو! تم ایک ایک رات اللہ کی عبادت میں مشغول رہ کر نہیں گزار سکتے جبکہ ہمیں دیکھو۔ ہم نے ساری زندگی کی راتیں اللہ کی عبادت میں گزارنے کا تہیہ کر رکھا ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح گزاریں گے۔ انشاء اللہ ان میں لحہ بھر بھی ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ خدارا آج وقت ہے اپنی زندگی کی راتوں کو ضائع نہ کیجئے انہیں کے ذریعے حق تعالیٰ کی معرفت اور قرب حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

جَان مُوں لگا نینہہ، تاں مَیں ڈُکھ وہا جِیا　　جھراں ہتھو ہی ڈِینہہ، کارَن سچے ماپڑی

حل لغات:

* جاں: جب۔ * ڈکھ: دُکھ، غم، درد۔ * موں (مونہہ) چہرا، میری۔ * وہاجیا: خریدا، ذمے لگا۔ * جھراں: دکھ درد کا اظہار کروں، شکایت کرتا ہوں۔ * لگیا: لگا، محبت ہوئی۔ * ہتھو: سب، تمام، سارا۔ سارے۔ * نینہہ: تعلق محبت۔ * ڈینہہ: (ڈ۔ی۔ں۔ہ) دن۔ * ما: (ماں) ماں۔ والدہ ماجدہ۔ * تاں: تب، پھر۔ * کارن: کیلئے، کے واسطے۔ * پری: محبوب، پیارا، رب۔

ترجمہ:

جب سے میرا تعلق قائم ہوا ہے یعنی جب سے مجھے حق تعالیٰ کے ساتھ محبت ہوئی ہے۔ اور بعض کتابوں میں نینہہ کی بجائے نینا نین سے بمعنی آنکھ آیا تو پھر اس مصرع کا معنی یہ ہوگا جب سے میرے نین میرے محبوب سے ملے ہیں اس کی مراد بھی وہی ہے کہ جب سے مجھے میرے محبوب سے محبت ہوئی ہے اُسی وقت سے دُکھوں غموں دردوں، تکالیف اور مصائب نے میری طرف دھاوا بول دیا ہے۔

اے میری پیاری امی جان اور اے میرے سچے رب میں سارے دنوں میں شاکی رہتا ہوں۔

مطلب:

جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجحان کرتا ہے شیطان اسی وقت سے اس اللہ تعالیٰ کے بندے کو تاڑ لیتا، شیطان معہ چیلے اس اللہ کے بندے پر ہر قسم کی تنگی کرنے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔ اس بندے پر اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہوتی ہے۔ دکھ تکالیف اُس اللہ کے بندے کی طرف دھاوا بول دیتے ہیں یعنی اسے ہر طرف سے دکھ، تکالیف اور مصائب گھیر لیتے ہیں۔ غالباً ایسے ہی مسائل میں گھرے ہوئے انسان کے لیے علامہ اقبال نے بھی ایک حکیمانہ شعر بیان فرمایا ہے کہ۔

بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے جب سے اپنے خالق و مالک سے محبت ہوئی ہے اسی وقت سے دکھوں میں گھر گیا ہوں گویا کہ خود ہی میں نے دُکھ خرید لیے ہیں اے میری ماں اور میرے سچے رب میں ساری زندگی شاکی رہتے ہوئے گزار رہا ہوں۔ مگر اس کے باوجود ایک لمحہ بھی اپنے محبوب سے غافل نہیں ہوا۔ اور نہ ہی غافل ہونا چاہیے۔ مسلسل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا چاہیے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

marfat.com
Marfat.com

فرِیدا جنگل ڈھونڈیں سنگھنا، لے لُویا نہ وَٹ
تَن حُجرہ درگاہ دا، تِس وِچ جھاتی گھت

حل لغات:

* جنگل: درختوں کی کثرت کا مقام، بنجر اور ویران جگہ۔ * ڈھونڈیں: ڈھونڈھتا ہے، تلاش کرتا ہے۔ * سنگھنا: گھنا۔
* لے: دور۔ * لُڑیا: پانی میں بہنا، پایا گیا۔ * وٹ: پھر۔ * تن: جسم۔ * حجرہ: کوٹھڑی، مسجد میں چھوٹا سا کمرہ، خلوت خانہ۔
* درگا: آستانہ، چوکھٹ خانقاہ۔ * جھاتی: جھانک۔ * وچ: میں۔ * گھت: ڈال۔ * دا: کا۔ * تس: اُس۔

ترجمہ:

(اے اللہ کے بندے) گھنے جنگلوں میں (اپنے رب کو) تلاش کرتا پھر رہا ہے۔اس سلسلے میں جنگلوں میں دور دور تک نہ چل۔ کیونکہ تو نے جنگلوں میں لاکھ جتن کیے مگر وہ تجھے نہ ملا۔جنگلوں میں مارے مارے پھرنے کی بجائے اپنے جسم کے حجرے میں تلاش کرنے کی کوشش کر کیونکہ اسی تیرے بدن میں ہی درگاہِ خدا کا حجرہ مبارک ہے۔اس لیے اپنے جسم میں تلاش کرنے کی کوشش کر۔

مطلب:

بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے درویش تجھے اللہ کی تلاش ہے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا متلاشی ہے میں جانتا ہوں تو نے اس سلسلے میں بڑا کھوج کیا ہے۔ بڑی جدوجہد سے کام لیا ہے۔ سنگھنے جنگلات تو نے چھان مارے ہیں۔ اس سلسلے میں نزدیکی اور دوری تو نے نہیں دیکھی، خوب محنت کی ہے مگر ابھی تک اس مالک کا سراغ نہ پا سکا اسے تلاش کرنے کے لیے اتنی دور دور جنگلات میں گھومنے پھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس لیے جنگلات میں دور دور تک نہ بھٹکتا پھر۔اس کی تلاش کے لیے تو تجھے یکسوئی قلب کی ضرورت ہے۔اس سلسلے میں یکسوئی قلب تجھے جہاں بھی میسر آجائے وہیں بیٹھ جا۔اس مالک وخالق کی درگاہ خاص کا حجرہ تو تیرے اپنے وجود میں ہے۔اسے اپنے وجود میں تلاش کر۔اگر تیرا نصیب اچھا ہوا تو اسی تیرے وجود میں ہی وہ تجھے مل جائے گا۔اس لیے اپنے وجود میں جھانک کر دیکھ۔اس میں ہزار ہا نشانیاں تجھے نظر آئیں گی جو تیرے محبوب کا پتہ تجھے بتائیں گے۔اس وجود کا محور و مرکز دل ہے۔یہی دل وہ خاص جلوہ گاہ حق ہے جس میں جھانک کر تو اپنا مطلوب پا سکتا ہے۔وہ جہاں کہیں مرضی ہو بیٹھ جا یکسوئی حاصل ہونے کے بعد اپنے وجود کے مرکز اپنے دل میں جھانک کر تو دیکھ۔ تجھے حقیقت سے آشنائی حاصل نہ ہو تو پھر کہنا۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا جیں در لگے نینہہ ، سو دَر ناہیں چھڈنا   آپوے بھانویں مینہہ ، سر ہی اُپر جھلنا

حل لغات:

★ جیں: جس۔ ★ در: دروازے۔ ★ لگے: لگ جائے۔ ★ نین: آنکھ۔ ★ سو: پس۔ ★ ناہیں: نہیں۔ چھڈنا: چھوڑنا۔ ★ آ: آجائے، آ آن۔ ★ پوے: پڑے۔ ★ آپوے: آن پڑے۔ ★ بھانویں: خواہ۔ ★ مینہہ: بارش۔ ★ سر: سر۔ ★ اُپر: اوپر۔ ★ جھلنا: برداشت کرنا۔ ★ نینہہ: پیار، محبت، تعلق۔

فائدہ:

معارف فریدیہ میں پہلا مصرعہ یوں ہے

جیں در لگے نین ، سو در ناہیں چھڈنا

لگے نین کا معنی بھی محبت ہو جانا۔ تعلق ہو جانا۔ آنکھیں لگ جانا ہے تقریباً نینہہ کا معنی بھی تقریباً یہی ہے۔

اے فرید جس در پہ محبت ہو جائے، تعلق قائم ہو جائے وہ دروازہ نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ نہایت پختگی کے ساتھ وہ محبت پروان چڑھانی چاہیے۔ اگر اس راستے میں خدانخواستہ بارش بھی آجائے تو بارش سے گھبرا کر پاؤں پیچھے نہیں ہٹانے چاہیں بلکہ جوانمردی سے سر پہ بھی وہ بارش برداشت کرنی چاہیے یعنی راہ حق کی خاطر جتنے بھی مصائب و آلام اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑے مجاہدانہ روش اختیار کرتے ہوئے قدم آگے ہی بڑھنا چاہیے۔

مطلب:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہمت، جرأت، جوانمردی، مستقل مزاجی کا درس دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! اگر محبت کے دریا میں چھلانگ لگانا چاہتا ہے تو پھر یہ سوچ لے کہ اس راستے میں کئی چیزیں راستے کا پتھر ثابت ہوتی ہیں۔

ان کی پرواہ نہ کرنے والا ہی کامیابی کی منزل تک پہنچتا ہے۔ بلکہ ہر آنے والی رکاوٹ دور کرنا ہی نشانِ منزل کی طرف پہلا قدم ثابت ہوتی ہے۔

اے فرید! جہاں سے محبت حق کا سراغ مل جائے پھر اس در پہ محکم لا یئے جھوکاں وہ در نہیں چھوڑنا چاہیے۔ مستقل مزاجی اختیار کرتے ہوئے ہر آنے والے امتحان سے گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہیے ہر امتحان کامیابی کی طرف ایک زینہ ہے اس لیے اچھی طرح کامیابی سے اس کا استقبال کرنا چاہیے۔ ہر راستے کے پتھر کو ضرب مصطفوی کے ذریعے راستے سے ہٹاتا چلا جا۔ ہر آنے والی رکاوٹ تیرے دل میں محبت کا اور جادو جگا دے مستانہ وار جوش اور جذبہ سے اور طلب صادق کا چراغ جلاتا ہوا نہ ڈر منزل کی دوری سے قدم آگے بڑھاتا جا۔ اس راستے میں ہر آنے والی مصیبت اور دکھ کو محبوب کی طرف سے پھولوں کے ہار کا تحفہ سمجھ کر سینے سے لگا۔ اگر اتنی مستقل مزاجی سے کام لیا تو کامیابی خود تیرے قدم چومنے کے لیے بے تاب ہو جائے گی۔

marfat.com
Marfat.com

فریدا جے توں دل درویش ، رکھ عقیدہ ساہمنا
دریں سیتی ویکھ ، متھا موڑ نہ کنڈ دے

حل لغات:

★ جے: اگر۔ ★ دل: قلب، کسی شے کا باطن، مرضی، وسط، مرکز وغیرہ۔ ★ توں: تو: جے توں دل درویش: اگر تیرا دل درویشانہ ہے۔ ★ ساہمنا: سیدھا، صاف۔ ★ عقیدہ: دل میں جمایا ہوا یقین، ایمان۔ ★ دریں سیتی: دروازے ہی کی طرف ★ متھا: پیشانی۔ ★ موڑ: پھیر۔ ★ نہ کنڈ دے: پیٹھ نہ دکھا۔ پشت نہ پھیر۔ یعنی اس طرف پشت نہ کر۔

ترجمہ:

اے فرید! اگر تیرا دل درویش ہے تو پھر اپنا عقیدہ صاف صاف اور سیدھا سا رکھ پس محبوب حقیقی کے دروازے کی طرف دیکھتا ہوا چلا جا۔ اس طرف سے منہ نہ پھیر کہ اس طرف سے پشت کر کے واپس نہ مڑ۔ یعنی پشت نہ کر۔

عقیدہ:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہونے والی مقدس کتاب قرآن مجید کو غور سے دیکھا جائے قرآن مجید کی تعلیمات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔(۱) اعتقادی (۲) عملی

(۱) اعتقادی حصے کو اصول یا اجزائے ایمان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(۲) عملی حصے سے مراد وہ تعلیم ہے کہ ایک مسلمان جس کے مطابق اپنی حیات مستعار کے لمحات گزارتا ہے۔

عقیدہ کا لغوی معنی:

لفظ عقیدہ عقد سے نکلا ہے۔ عقد کے معنی ہیں گرہ لگانا۔ دو چیزوں کو باندھنا مضبوط اور پکا باندھنا، عہد و پیمان کرنا نکاح کو بھی عقد اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں دو افراد کے درمیان شریعت کی رو سے میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزارنے کی دونوں کے درمیان گرہ لگائی جاتی ہے یا میاں بیوی دو افراد کو میاں بیوی کی حیثیت سے شرعی اصولوں کے مطابق باندھا جاتا ہے۔ اور اس کے لیے بھی کہ میاں بیوی کی حیثیت سے عہد و پیمان باندھنے کا نام عقد یعنی نکاح ہے۔

عقیدہ کا اصطلاحی مفہوم:

عقیدہ اصطلاح اسلام میں اسلام کی اس بنیاد اور اساس کو قولاً و فعلاً اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عقیدہ کی بجائے لفظ ایمان استعمال کیا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی ایمان اور اعمال کو اکٹھا بیان کیا ہے پہلے ایمان کو بیان کیا گیا ہے اعمال صالح بعد میں بیان ہوئے مثلاً

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

ترجمہ: اس زمانہ محبوب کی قسم۔ بے شک انسان ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

marfat.com
Marfat.com

واضح ہوا ہے پہلے ایمان یعنی عقائد کا درست ہونا ضروری ہے پھر اعمال صالح اور اگر عقائد ہی درست نہ ہوئے تو اعمال کسی کام نہ آئیں گے جیسے منافقین کے اعمال صالح ان کے کسی کام نہ آئیں گے۔ کفار بھی اچھے اعمال کیا کرتے تھے ان کے اعمال بھی کام نہ آئیں گے کیونکہ ان کے عقائد صحیح نہ تھے۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے درویش اگر تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے درویشانہ دل نصیب ہوا ہے تو وحدہٗ لاشریک کا شکر ادا کر۔ اپنا عقیدہ بہترین صاف ستھرا اور سیدھا سا رکھ بلاوجہ کی اس میں ہیر پھیر پیدا نہ ہونے دے محض چونکہ چنانچہ کی ہیر پھیر حقیقت سے دور پھینک دیتی ہے۔ بس تو محض محبوب کا در مدنظر رکھ۔ اپنا مقصد وحید اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دے۔ مقصد کے حصول کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دے، اپنا تن من دھن بھی کچھ محبوب حقیقی پہ قربان کر دے۔ اگر سینے پہ گولیوں کی بوچھاڑ آ جائے تو محبوب کی خاطر سینہ سپر ہو جا سینہ چھلنی ہوتا ہے تو ہو جانے دے پرواہ نہیں تجھے حیات جاودانی سے نواز دیا جائے گا۔ حسین کی مانند شہزادہ علی اصغر قربان کرنا پڑ جائے تو ذرا بھی نہ جھجکنا، شہزادے علی اکبر کی مانند تیرے بھی لخت جگر پہ محبوب کی خاطر دشمن حق کے گھوڑے دوڑتے دیکھنے پڑیں تو اپنے پائے استقلال میں ذرا بھی ڈگمگاہٹ پیدا نہ ہونے دینا۔

پس محبوب حقیقی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینا۔ اگر محبوب کی خاطر سارا خاندان ہی قربان کرنا پڑ جائے تو یہ سودا پھر بھی مہنگا نہیں۔ پس محبوب کے در پہ تیری نظر ہونی چاہیے۔ زندگی کے ہر لمحے میں تیرے جسم، تیری روح، تیری سوچوں، تیرے دل و دماغ پہ تیرے محبوب کا ہی قبضہ ہونا چاہیے۔ دیکھ جو حق تعالیٰ کی خاطر اپنی جان داؤ پہ لگا دیتے ہیں انہیں شہید کہا جاتا ہے: ایک شہید کہ جس نے اپنی جان دی اسی سے اگر تو پوچھے کہ ارے شہید! تو نے بڑا کمال کر دیا کہ محبوب پہ جان نچھاور کر دی تو شہید بزبان حال یہ کہتا نظر آتا ہے کہ

جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

سب کچھ لٹانے کے باوجود حق ادا نہیں ہوا۔ بہر حال خواہ کیسے ہی حالات کا سامنا کرنا پڑے ہر حال میں محبوب کے در پہ پڑا رہ۔ اس طرف سے چہرہ نہ پھیرنا۔ جان جاتی ہے تو چلی جائے، مگر محبوب کا در نہ چھوٹ جائے، جان کو آروں سے چیرا جاتا ہے تو چر جانے دے مگر محبوب کا در آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دے، ظالموں کے ظلم کا نشانہ بنتا ہے تو بننے دے مگر راہ حق سے ڈگمگانہ جانا، اُس طرف سے منہ موڑ کر، پیٹھ کر کے واپس نہ ہو۔ یہ خسارے ہی خسارے کا سودا ہوگا۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا جے تُوں وَنجیں حج ، حج ہمھو ہی جیا میں
لاہ دلے دی لج ، سچا حاجی تاں تھیویں

حل لغات:

★ جے: اگر۔ ★ لاہ: اتار دے، دور کردے، پورا کر۔ ★ ونجیں: جائے۔ ★ حاجی: حج کرنے والا۔ ★ ہمھو: سب کا سب، سارا ہی۔ ★ دلے: دل۔ ★ تاں: تو۔ ★ دی: کی۔ ★ جیا میں: دل میں۔ ★ لج: وقار عزت ★ تھیویں: ہوگا۔

ترجمہ:

اے فریدؒ اگر تو حج کرنے کے لیے جائے تو پھر اس حقیقت کو ضرور مدنظر رکھنا کہ حج کا سب کا سب تعلق دل سے ہے۔ پھر اپنے دل کا وقار پورا کرنا۔ اگر تو ایسا پورا کرنے میں کامیاب ہوگیا تو پھر سچا حاجی ہوگا۔

مطلب:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں اعمال کی حقیقت بیان کرتے ہوئے بطور مثال حج کا ذکر فرمایا ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ جتنے بھی اعمال صالح ہیں ان سبھی کا تعلق دل سے ہے محض ظاہری طور پر یہ اعمال اختیار کرنے اور باطنی طور پر ان اعمال کی حقیقت سے دور رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ ان اعمال کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پھر ان کا فائدہ ہے۔

مثلاً حج کو ہی دیکھیے اے فرید! حج کے تمام اعمال کا تعلق دل سے ہے۔ حج کے دوران جتنے بھی امور سرانجام دیئے جاتے ہیں ان سبھی کا تعلق دل سے ہے۔ اگر تو قلبی طور پر حج کے امور صحیح معنوں میں ادا کرے گا تو پھر حج ہے۔ حج کے لیے اپنے دل میں حج کے امور کی اہمیت پیدا کر، ان امور کو سرانجام دیتے ہوئے محض بیکار وجود کی حرکات نہ سمجھ بلکہ ان کے متعلق دل میں عزت، وقار پیدا کر اگر ایسا کرنے میں تو کامیاب ہوگیا تو پھر سمجھ لے کہ حقیقی معنوں میں تو حاجی ہوگا ورنہ تو حاجی نہیں۔

حج کیا ہے؟ اور حج کی حقیقت کیا ہے؟...... اس کے متعلق کچھ تو بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر میں بیان کیا گیا حج کے فضائل کے متعلق چند احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

فضائل حج:

قرآن مجید میں ہے کہ

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ○ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ○

(پ۴، سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۷۔۹۶)

بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کا مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا رہنما اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے

marfat.com
Marfat.com

لیے لوگوں پر اس کے گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (کنزالایمان)

فضائل حج:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ کو یکے بعد دیگرے ادا کرو (یعنی قران کا احرام باندھو یا بالفعل دونوں کو حصلا کرو) اس لیے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے چاندی اور سونے کی میل کو دور کر دیتی ہے اور حج مقبول کا بدلہ صرف جنت ہے۔

(ترمذی شریف، نسائی شریف، مشکوۃ شریف)

دنیا و مافیھا سے بہتر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج مبرور دنیا و مافیھا سے بہتر ہے اور حج مقبول کا بدلہ سوائے جنت کے اور کچھ نہیں (احیاء العلوم شریف)۔

اللہ کے قاصد اور مہمان:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے قاصد اور اس کے مہمان ہیں اگر اس سے کچھ مانگتے ہیں تو وہ دیتا ہے اگر اس سے مغفرت چاہتے ہیں تو ان کی مغفرت کرتا ہے۔ اگر دعا مانگتے ہیں تو قبول کرتا ہے۔ اور اگر سفارش کرتے ہیں تو ان کی سفارش منظور فرماتا ہے۔ (احیاء العلوم، ج اول، ص ۵۰۰)

حکایت:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ علی ابن موفق نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چند حج کیے وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا۔ مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ابن موفق تو نے میری طرف سے حج کیا۔

میں نے عرض کیا۔ ہاں
پھر ارشاد فرمایا کہ تو نے میری طرف سے لبیک کہا۔
میں نے عرض کیا ہاں۔
ارشاد فرمایا کہ اس کا بدلہ قیامت میں تجھے اس وقت دوں گا کہ ابھی مخلوق میں حساب کی سختی ہوگی اور میں تیرا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا۔ (احیاء العلوم، جلد اول باب ۷، حج کے اسرار)

رمضان المبارک میں عمرہ شریف کی فضیلت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف...)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان المبارک میں عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔(نسائی شریف، ابن ماجہ شریف)

حجاج سے بخشش کی دعا کرانے کا حکم:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جس وقت تو کسی حاجی سے ملے تو اسے سلام کہہ اور اس سے مصافحہ کر اور اسے کہہ کہ وہ تیرے لیے بخشش کی دعا کرے اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اس لیے کہ اسے بخش دیا گیا ہے۔(مشکوٰۃ شریف کتاب الحج)

مسئلہ:

عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے خواہ وہ عورت جوان ہو یا بڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جا سکتی ہے محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے باپ۔بیٹا بھائی وغیرہ یا دودھ کے رشتہ سے نکاح کی حرمت جیسے رضائی بھائی باپ بیٹا وغیرہ۔سسر رشتہ کی وجہ سے حرمت آئی جیسے خسر شوہر کا بیٹا وغیرہ۔شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔مجنوں یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں جا سکتی۔(بہار شریعت حصہ ششم، ص ۱۲)

مسئلہ:

عورت کو بغیر محرم یا شوہر کے حج کے لیے جانا حرام ہے اگر حج کرے گی تو ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، ص ۶۹۱) بعض عورتیں بغیر محرم اپنے پیر یا کسی بوڑھے آدمی کے ساتھ حج کو جاتی ہیں یہ بھی ناجائز و حرام ہے۔(انوار الحدیث، ص ۲۶۳)

فائدہ:

اس سے وہ عورتیں عبرت حاصل کریں تو صحیح محرم کے بغیر ہی حج یا عمرہ غیر محرموں کے ساتھ کرتی ہیں۔محض منہ بولے بھائی، منہ بولے چچا وغیرہ کے ساتھ حج کا سفر بلا جھجک کرتی ہیں۔ایسے عمرے کا کیا فائدہ جو شریعت مطہرہ کے قوانین کو توڑتے ہوئے کیا جائے۔خدارا! ایسے سفر پہ اگر صحیح شرعی قوانین کے مطابق موقع مل جائے تو بہت خوب ورنہ ایسا عمرہ نقصان ہی نقصان ہے۔

مسئلہ:

عورت کے ساتھ شوہر اور محرم نہ ہو تو اس پر واجب نہیں کہ حج کے جانے کے لیے نکاح کرے۔

(انوار الحدیث، ص ۲۶۳ بحوالہ بہار شریعت)

حج کی حقیقت:

اس شلوک میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے حج کی حقیقت بیان فرمائی ہے کہ حج مبارک محض چند رسموں

marfat.com
Marfat.com

کا نام نہیں ہے کہ حج کے لیے گئے تو محض طواف کعبہ کر لیا، صفا و مروہ میں دوڑ لینے سے حج ہو گیا، یا شیطان کو محض کنکر مار لیے تو حج ادا ہو گیا یا محض قربانی کر لی وغیرہ وغیرہ محض ظاہری امور کے سرانجام دینے کا نام حج نہیں اور نہ ہی محض ظاہری امور کے سرانجام دینے والا سچا حاجی ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ حج کا تعلق دل سے ہے اس دل سے جو خالق کائنات کی خاص جلوہ گاہ ہے۔

دل کی حقیقت:

حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی رحمتہ اللہ علیہ دل کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یاد رہے کہ دل یہ گوشت کا گاؤدم لوتھڑا نہیں ہے جو بائیں جانب انسانی جوف کے اندر لٹک رہا ہے جو غلیظ گندے خون سے بھرا رہتا ہے بلکہ اصطلاح تصوف میں دل انسانی جسم میں ایک وسیع اور عظیم الشان نوری جوہر اور حق نما آئینہ ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے نوری اسم ذات سے روشن اور تابندہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ رب جلیل کا جلوہ گاہ بن جاتا ہے۔ (عرفان جلد ۲، ص ۱۴۶)

دل کی وسعت:

غرض دل جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آئینہ حق نما بن کر اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے منور ہو جاتا ہے تو اس میں عظیم الشان وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور تمام کائنات اس میں رائی کے دانے کے برابر نظر آتی ہے اسی لحاظ سے بزرگان دین نے ایسے دل کو عرش اللہ، قلزم کے بحر عمیق اور قاف قدس سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ ہمارے روحانی مربی حضرت سلطان العارفین قدس سرہ اپنے پنجابی دوہے میں فرما گئے ہیں۔

دل دریا سمندروں ڈونگھے ، کون دلاں دیاں جانڑے ہو
چوداں طبق دِلے دے اندر جتھاں عشق تنبو وچ تانڑے ہو

اسی حقیقت کو حضرت پیر محبوب سبحانی نے اپنے قصیدے کے ایک بیت کے اندر یوں ادا فرمایا ہے۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمِیْعًا   کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

یعنی جب میں نے اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات کی طرف نگاہ ڈالی تو وہ تمام مجھے اپنے دل کے آئینہ میں رائی کے ایک دانے کے برابر نظر آئے۔ نہیں دیکھتے کہ آنکھ کی پتلی کس قدر چھوٹی چیز ہے مگر نور بصیرت کی وجہ سے تمام زمین و آسمان اس میں نظر آتے ہیں۔ اسی طرح جب عارف سالک کے دل کا سوادا سویدا اللہ تعالیٰ کے نور سے منور اور ہویدا ہو جاتا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی غیر مخلوق نور جلوہ نما ہو جاتا ہے اس وقت اس کے سامنے تمام مخلوق یعنی زمین و آسمان بلکہ چودہ طبق کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے حضرت صائبؒ نے ان ابیات میں دل کی وسعت کا کیا عمدہ نقشہ کھینچا ہے۔

چرخ است حلقہ در دولت سرائے دل
عرش است پردہ حرم کبریائے دل
دل آں چناں کہ ہست اگر جلوہ گر شود

marfat.com
Marfat.com

ئہ اطلس سپہر بگر دِ قبائے دل
گرگ کہ زیر پوست بخون تو تشنہ است
یوسف شود ز پرتوِ نورِ ضائے دل
ماخودچہ ذرہ ایم کہ نہ محمل سپہر
رقص الجمل کنند زبانگ درائے دل
دست از کتاب خانہ یونانیاں بشو
صد شہر عقل گرد سر رُوستائے دل

خانہ کعبہ کو بالکل حقیقی قبلہ قلب کے نمونے پر بنایا گیا ہے اور حجر اسود کے سودا سویدا کے طور پر اس میں قائم کیا گیا ہے جیسا کہ اس کی نسبت اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ حجر اسود بہشت کا ایک نوری پتھر تھا جسے بہشت سے اٹھا کر یہاں لگا دیا گیا ہے اور جو حجاج اسے بوسہ دیتے ہیں ان کے گناہ اس میں دھنس جاتے ہیں۔ جس سے وہ سیاہ ہو گیا ہے غرض یہ اس عارف کامل کے دل کی مثال ہے کہ جو اللہ کے نور سے منور ہو جاتا ہے اور جب لوگ تعظیم و تکریم کی وجہ سے اس کے ہاتھ بوسہ دیتے ہیں تو ان کے گناہوں کو اس کا دل جذب کرتا ہے۔ (عرفان جلد ۲، ص ۱۴۸-۱۴۷)

حاجیوں کی اقسام:

حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔

حاجی حرم اور ہیں اور حاجی کرم اور، حاجی بطن اور ہیں اور حاجی باطن اور، حاجی ثواب اور ہیں اور حاجی بے حجاب اور۔ حاجی ثواب محض خانہ کعبہ آب و گل کا طواف کر کے ثواب کے امیدوار ہوتے ہیں لیکن جس وقت اہل اللہ حاجی بے حجاب حج کرنے جاتے ہیں تو وہاں صاحب خانہ اللہ تعالیٰ سے ملاقی اور مشرف دیدار ہوتے ہیں اور جب مدینہ منورہ جا کر روضہ پر حاضر ہوتے ہیں تو حضور پُر نور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ اور تربت مبارک سے باہر آ کر انہیں مشرو حا اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں اور مصافحہ اور معانقہ فرما کر دولت باطنی سے مالا مال فرماتے ہیں اور حرمین شریفین کا نور دائمی طور پر ان کے دل کے اندر ہمیشہ کے لیے جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ ان کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ ہمارے روحانی پیشوا حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے ان فارسی اور ہندی ابیات سے ہویدا ہے۔

کعبہ را در دل بہ بینم جہاں کنم بروے فدا
در مدینہ دائما ہم مجتمع با مصطفٰے
باہو باغ بہاراں کھڑیا نرگس ناز نرم دا ہو
دل وچ کعبہ صحیح کیتو سے پاکوں پاک پرم دا ہو

marfat.com
Marfat.com

طالب طلب طواف تمامی حب حضور حرم دا ہو
گیا حجاب تھیو سے حاجی حضرت باہو اللہ بخشیا راہ کرم دا ہو

(عرفان جلد ۲، ص ۱۴۹)

حکایت:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۵۲ سال ہوگئی۔ آپ پہلے کعبہ شریف گئے پھر وہاں سے آپ نے مدینہ منورہ میں حاضری دی۔ آستانہ نبوی میں مقیم ہو گئے ایک دن روضہ مقدس سے آواز آئی کہ معین الدین کو بلاؤ۔ خدام نے معین الدین نام لے کر پکارنا شروع کیا تو کئی طرف سے لبیک کی آواز سنی۔ خدام نے عرض کی کس معین الدین کی طلبی ہے یہاں اس نام کے بہت لوگ حاضر ہیں پھر آواز آئی معین الدین چشتی کو بلاؤ۔ خدام آپ کے پاس پہنچے تو ان کی عجیب حالت تھی جب خواجہ گریاں ونالاں درود وسلام پڑھتے ہوئے روضہ مقدسہ پہ حاضر ہوئے آواز آئی اے قطب المشائخ اندر چلے آؤ۔ حضرت بے خود ومدہوش اندر گئے وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پُر انوار سے مشرف ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: اے معین الدین! تم میرے دین کے مطابق لیکن تم کو فوراً ہندوستان جانا ہے۔ وہاں اجمیر نام کا ایک شہر ہے۔ جہاں میرے فرزندوں میں سے سید حسین نام کے ایک شخص نے جا کر جہاد کیا تھا اور اب وہ شہید ہو گئے ہیں اور وہ مقام پھر کفار کے قبضہ میں آ گیا ہے۔ تمہارے دم قدم سے وہاں اسلام کا بول بالا ہوگا اور کافروں کو ذلت وشکست سے دوچار ہونا پڑے گا۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انار خواجہ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اس میں دیکھو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تمہیں کس جگہ جانا ہے آپ نے انار سے دیکھا تو مشرق سے مغرب تک جو کچھ تھا سب ان کی نظروں کے سامنے آ گیا پھر اسی میں سے اجمیر شہر اور اس کی پہاڑیاں نظر آنے لگیں۔ آپ وہاں سے چالیس مریدوں کے ہمراہ اجمیر کے لیے روانہ ہوئے اُدھر اجمیر کے راجہ کو نجومیوں کے ذریعے آپ کی تشریف آوری کی خبر مل گئی۔ جگہ جگہ احکام جاری کر دیئے گئے کہ اس قسم کا درویش نظر آئے تو اسے فوراً قتل کر دیا جائے۔ (حیات الفرید، ص ۸۲۔۸۱ بحوالہ سیر الاقطاب، ص ۱۴۳۔۱۴۲)

فائدہ:

بہر حال دوران سفر آپ پر کوئی بھی قابو نہ پا سکا۔ جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے کے مصداق اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں چالیس ساتھیوں کے ہمراہ اجمیر شریف پہنچ گئے۔ (حیات الفرید، ص ۸۲)

اسی طرح اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام محمد احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق بھی مشہور ہے کہ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بھی اپنی زیارت سے مستفید فرمایا۔

فائدہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اس شلوک میں حج کی حقیقت بہترین انداز میں بیان کی ہے۔ یہ ہے بھی حقیقت کہ حج پہ جانے والے کو چاہیے کہ وہ محض ظاہری اعمال پہ ہی خوش نہ ہو جائے بلکہ حج کی حقیقت ضرور مدنظر رکھے۔ حج محض چند ظاہری اعمال کے سرانجام دینے کا نام نہیں بلکہ اس کا تعلق دل سے ہے۔ جو دل کا وقار پورا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے وہی سچا حاجی ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

جے جے جیویں دُنی تے، کھرِ یئے کہیں نہ لاء   اِکو کَھپھَن رَکھ کے، ہور سَبھو دیہہ لُٹاء

حل لغات:

★ جے جے: جیسے جیسے، جہاں جہاں۔ ★ جیویں: تو زندہ رہے۔ ★ دنی: دنیا۔ ★ تے: پہ، پر۔ ★ کھرِ یئے: قدموں کے نشان، قدم۔ ★ کہیں: کسی جگہ پر۔ ★ نہ لا: نہ لگا۔ ★ اِکو: ایک ہی۔ ★ کھپھن: کفن۔ ★ دیہہ لٹا: لٹا دے، قربان کردے۔ ★ سبھو: سب کچھ۔ ★ ہور: اور۔ ★ رکھ کے: رکھ کر۔

ترجمہ:

اے انسان تو! جہان فانی میں جہاں جہاں بھی رہے، جہاں جہاں بھی زندگی گزارنے کا موقع ملے وہاں قدموں کے نشان نہ لگنے دینا یعنی گناہ نہ کرنا، گناہوں کی گندگی سے بچنا۔ دنیا کے مال اسباب میں سے ایک کفن سنبھال کے رکھ لے تا کہ مرنے کے بعد تیرے کام آئے اس کے علاوہ سب کچھ فی سبیل اللہ لُٹا دے۔

مطلب:

حضرت بابا الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ گناہوں سے بچنے اور صدقات وخیرات کی ترغیب دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ انسان کی زندگی کسی ایک ٹھکانے پہ ہی نہیں بیت جاتی جہاں جہاں جانا انسان کے نصیبوں میں ہے اُس نے ہر حال میں وہاں جانا ہے۔ بہرحال جہاں جہاں بھی جانا پڑے، چلا جا، ضرور جا، کوئی ہرج نہیں۔ ہاں اللہ کی زمین کے کسی بھی حصے میں گناہ نہ کرنا۔ کیونکہ گناہ محبوب کی نافرمانی ہے عصیاں شعاری محبوب کے نافرمانی والی روش ہے۔ گناہ کرنے سے محبوب ناراض ہوتا ہے۔ محبوب کی ناراضگی کسی حال میں بھی مناسب نہیں اس لیے گناہوں سے پرہیز کر۔ اس کے علاوہ دنیوی مال متاع بھی اکٹھا کرنے کی ضرورت نہیں جو آتا جائے اُسے راہِ حق میں لٹاتا جا۔ اپنے لیے اپنے پاس کفن ہر وقت تیار رکھ کیونکہ موت کا کوئی علم نہیں کہ کب آجائے۔ اور اس جہان فانی سے رخصت ہونا پڑے۔

گویا آپ یہ فرما رہے ہیں کہ ہروقت موت کی تیاری رکھ کسی بھی وقت موت آسکتی ہے۔ جب بھی موت آجائے پچھتاوے کا سبب نہ بنے بلکہ موت کے لیے تیار پہلے سے ہی ہو۔ کیونکہ موت کا دروازہ گزر کر ہی محبوب سے شرف ملاقات حاصل ہوگا۔

بہرحال موت کی تیاری کے لیے کفن کے علاوہ بقیہ بھی کچھ راہِ حق میں لٹا دے۔

صدقات وخیرات کی فضیلت:

قرآن مجید میں ہے کہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (پ ۱، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳)

اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔ (کنزالایمان)

marfat.com
Marfat.com

تفسیر:

اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ

راہ خدا میں خرچ کرنے سے یا زکوٰۃ مراد ہے جیسا وہ دوسری جگہ فرمایا یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ یا مطلق انفاق خواہ فرض و واجب ہو جیسے زکوٰۃ۔ نذر اور اپنے اہل کا نفقہ وغیرہ۔ خواہ مستحب جیسے صدقات نافلہ اموات کا ایصال ثواب۔

مسئلہ: گیارہویں شریف، چالیسواں وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ سب صدقات نافلہ ہیں اور قرآن پاک وکلمہ شریف کا پڑھنا نیکی کے ساتھ ہے اور نیکی ملا کر اجر وثواب بڑھاتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان ومما رزقنا ھم آیت کے تحت)

فضائل نفلی صدقات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ دو اگر چہ ایک کھجور ہی ہو اس لیے کہ وہ کسی قدر بھوکے کی تکلیف بند کرتا ہے اور گناہ کو ایسے بجھاتا ہے۔ جیسے پانی آگ کو۔ (احیاء العلوم جلد اوّل باب ۵، اسرار الزکوٰۃ، ص ۴۷۴)

صدقہ ستر خرابیاں دور کرتا ہے:

ابن ابی الجعد رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ صدقہ آدمی سے ستر خرابیاں دور کرتا ہے اور صدقہ پوشیدہ دینا ظاہر کی بہ نسبت ستر گنا زیادہ ہوتا ہے اور صدقہ ستر شیطانوں کی جڑ چیر دیتا ہے۔ (احیاء العلوم، جلد اوّل باب ۵، اسرار الزکوٰۃ، ص ۴۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمیرؓ کا قول مبارک:

حضرت عبید اللہ بن عمیر فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام بھوکے اور پیاسے اور ننگے اٹھیں گے پس جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کھانا کھلایا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کا شکم سیر کرے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پانی پلایا ہوگا اسے سیراب کرے گا اور جس نے اس کے لیے کپڑا پہنایا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو (قیامت کے دن) لباس پہنائے گا۔ (احیاء العلوم باب ۵، اسرار الزکوٰۃ)

حکایت:

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ ابی الفرج الازدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک گاؤں سے گزر ہوا اور اس گاؤں میں ایک دھوبی رہتا تھا گاؤں والوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ دھوبی ہمارے کپڑے پھاڑ دیتا ہے اور اپنے پاس بھی رکھ لیتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ یہ اپنے گھاٹ سے واپس ہی نہ آئے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ یہ دھوبی اپنے گھاٹ سے واپس نہ آئے۔ دھوبی اپنے گھاٹ پر کپڑے دھونے گیا اس کے پاس تین روٹیاں تھیں، وہیں پہاڑوں میں عبادت میں مشغول عابد رہتا تھا وہ اس دھوبی کے پاس آیا اور سلام کر کے کہا کہ کیا تیرے پاس روٹی ہے؟ اگر ہے تو مجھے کھلایا صرف دکھا دے تاکہ میں صرف ایک نظر روٹی کو دیکھ لوں اور اس کی خوشبو سونگھ لوں کیونکہ بہت عرصہ سے میں نے روٹی نہیں کھائی۔ دھوبی نے اسے ایک روٹی دے دی۔ عابد نے کہا اے دھوبی! اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو بخش دے اور تیرے دل کو پاک کرے دھوبی نے دوسری روٹی بھی عابد کو دے دی۔ عابد نے کہا اے دھوبی! اللہ تعالیٰ تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائے۔ دھوبی نے تیسری روٹی بھی دے دی۔ عابد نے کہا اللہ تعالیٰ جنت میں تیرے لیے محل بنائے۔

marfat.com
Marfat.com

شام کو دھوبی صحیح سالم لوٹا تو گاؤں والوں نے کہا اے عیسیٰ علیہ السلام یہ دھوبی تو لوٹ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا سے بلاؤ۔ جب دھوبی آیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے دھوبی بتاؤ! آج تم نے کونسا عمل کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ ان پہاڑیوں میں سے ایک عابد میرے پاس آیا تھا اس نے مجھ سے کھانا مانگا تو میں نے اسے تین روٹیاں دے دیں۔ پس اس نے ہر روٹی پر مجھے دعا دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنی گٹھڑی لاؤ۔ تاکہ ہم اس کو دیکھیں، وہ لایا۔ اس کو کھولا تو اس میں ایک سیاہ سانپ تھا جس کے منہ میں لوہے کی لگام تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے کالے سانپ۔

اس نے کہا: میں حاضر ہوں اے اللہ کے نبی!

آپ نے فرمایا: کیا میں نے تجھے اس کی طرف نہیں بھیجا تھا؟

اس نے عرض کیا: ہاں! لیکن پہاڑوں سے ایک عابد اس کے پاس آیا تھا اور روٹی مانگی تھی پھر ہر روٹی ملنے پر اس نے اس کو دعا دی تھی اور پاس کھڑا ہوا فرشتہ آمین کہتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا۔ اس نے مجھے لوہے کی یہ لگا دے دی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس دھوبی سے فرمایا تیرے عمل نے تجھے بچالیا بے شک اللہ تعالیٰ نے اس عابد پر صدقہ کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، حصہ اوّل، آخری باب ۳۸۷، ص ۳۸۶)

حکایت:

حضرت سالم بن ابی الجعد فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کے ساتھ باہر نکلی۔ ایک بھیڑیا آیا اور وہ بچہ چھین کر لے گیا۔ عورت نے اس کا پیچھا کیا۔ اس کے پاس ایک روٹی تھی۔ آگے سائل مل گیا عورت نے وہ روٹی اس (سائل) کو دے دی اِدھر وہ بھیڑیا آیا اور اس کے بیٹے کو واپس کر دیا تب ایک آواز سنائی دی یہ لقمہ اُس لقمے کے بدلے میں واپس آیا ہے۔

(تنبیہ الغافلین، حصہ اوّل آخری باب، ص ۳۸۷)

فائدہ:

صدقہ کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے تفصیلاً صدقہ کی فضیلت کے سلسلے میں کتب احادیث اور فضائل اعمال پہ مبنی کتب کا مطالعہ کیجئے۔ مختصر یہ کہ صدقہ دنیا و آخرت میں سینکڑوں مصائب و آلام سے نجات کا سبب بنتا ہے جو دولت سنبھال کر اور گن گن کر رکھی جائے گی اس کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ مرتے وقت افسوس کا سبب ہوگا۔

-----☆☆☆-----

چوڑیلی سیوں رتیا ، دنیا کوڑا بھیت — اِہنیں اکھیں ویکھدیاں ، اُجڑ وَنجے کھیت

حل لغات:

★ چوڑیلی: چوڑیاں والیاں، بجی بجیلی بجی سجائی۔ ★ سیو: اے سہیلیو۔ ★ رتیا: رات۔ ★ دنیا: دن، اس سے مراد دنیا بھی ہوسکتا ہے۔ ★ کوڑا: جھوٹا۔ ★ بھیت: راز۔ ★ اہنیں: (ایہناں) اِن۔ ★ اکھیں: آنکھوں۔ ★ ویکھدیاں: دیکھتے ہی دیکھتے۔ ★ اجڑ: تباہ، برباد۔ ★ ونجے: گئے۔ ★ اجڑ ونجے کھیت: کھیت اجڑ گئے ★ اہنیں اکھیں ویکھدیاں: ان آنکھوں سے دیکھتے

marfat.com
Marfat.com

ہوئے، ان آنکھوں سے دیکھتے ہی، جیتے جاگتے چلتے پھرتے۔

اے بجی بجلی ہوئی سہیلیو! اس دنیا میں تم اپنے حسن کا کتنا خیال کرتی ہو ہر وقت بجی بجلی رہتی ہو حالانکہ بغور دیکھو تو محسوس ہوگا کہ یہ دن رات کا چکر تو محض ایک جھوٹا چکر ہے۔ حالانکہ اچھے بھلے ہوں گے، چلتے پھرتے ہوں گے، جیتے جاگتے ہوں گے، اس دنیا سے نہ جانے کب چلتے بنیں۔ کب موت کا وقت آجائے اور رخصت ہو جائیں۔

مطلب:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ دنیا کی بے ثباتی اور موت کی حقیقت سمجھاتے ہوئے بیان فرمایا کہ ارے دوستو! اس دنیا میں اپنے جسم کی خاطر تو بہت کچھ کرتے ہو ہر وقت بجے سجائے رہتے ہیں، اپنے چہرے پہ مکھی تک نہیں بیٹھنے دیتے، ہر وقت زرق برق لباس میں ملبوس رہتے ہو۔ شب و روز گزار رہے ہو اور دن رات، مہینوں اور سالوں کا حساب کتاب کرتے ہو حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ

یہ دنوں اور راتوں کا حساب کتاب کسی کام کا نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ عمر کا حساب کتاب، دن رات کا چکر سب جھوٹا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو گنتی کے سانس عطا فرمائے ہیں جب وہ پورے ہو گئے بلا لیے جاؤ گے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ جیسے ایک لطیفہ ہے کہ

لطیفہ:

ایک آدمی پہ موت وارد ہونے لگی پاس بیٹھے اس کے بیٹے نے پوچھا۔

اباجی آپ کی عمر کتنی ہے؟

باپ نے جواب دیا: بیٹا انچاس سال۔

بیٹا: ابھی نہ مرنا

باپ: بیٹا جب موت کا جب وقت آجاتا ہے پھر ٹلتا نہیں۔ مگر تم کیوں کہتے ہو کہ ابھی نہ مرنا۔

بیٹا: اباجی! ایک اور سال کسی نہ کسی طرح گزار لوتا کہ ففٹی ہو جائے۔

بہر حال موت کا وقت مقرر ہے جتنا وقت لے کر کوئی آیا ہے اتنا ہی گزار کر چلتا بنے گا۔ دن اور رات کے چکر میں نہ پڑ کہ ابھی میری عمر پچیس سال ہے ابھی تو آدھی زندگی کا بھی وقت نہیں ہوا، یہ حساب کتاب سب جھوٹا ہے جو سانسیں تجھے ملی ہیں وہ گزار کر اچھا بھلا ہوگا یا بیمار، چلتا پھرتا ہوگا یا بستر مرگ پہ دراز ہر حال میں زندگی کا کھیت اُجڑ جائے گا جیسے دیکھنے میں آرہا ہے دیکھتے ہی دیکھتے کتنے لوگوں کے زندگی کے کھیت اجڑ گئے ہیں۔ اس لیے موت کے لیے تیاری میں معروف رہ۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا داڑھیاں لکھ وتّن ، ہُنھ نہ ہکو جیہیاں
اِک وَرّ لکھ لہن ، ہِک ٹکھوں گھوں ہولیاں

حل لغات:

★ داڑھیاں: داڑھی کی جمع۔ ★ لکھ: لاکھوں۔ ★ وتن: پھرتی ہیں۔ ★ ہمھ: سبھی، سب، ساری، تمام۔ ★ نہ: نہیں۔ ★ نہ ہکو جیہیاں: ایک جیسی نہیں ہیں۔ ★ اک: ایک۔ ★ دُر: موتی۔ ★ لھن: اترتی ہیں، تول کراتی ہیں، پڑتی ہیں۔ ★ کنوں: سے۔ ★ ہولیاں: ★ کم قیمت۔ ★ ککھوں: تنکوں۔ ★ ہک: ایک کچھ بعض۔

ترجمہ:

اے فرید! داڑھیاں تو لاکھوں لوگوں نے رکھی ہوئی ہیں۔ مگر سبھی ایک جیسی نہیں ہیں۔ کیونکہ کچھ داڑھیاں تو وہ ہیں کہ ان کی قدر و قیمت لاکھوں موتیوں کے برابر ہوتی ہیں۔ یعنی ان کی اہمیت بہت زیادہ ہوتی ہے اور کچھ داڑھیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کی قدر و قیمت تنکوں سے بھی کم ہوتی ہے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ظاہری طور پر کیے گئے اعمال کی حقیقت واضح بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ بظاہر ایک جیسی نظر آنے والی چیزیں ضروری نہیں کہ ان کی حقیقت بھی ایک جیسی ہی ہو۔ مثلاً یہی دیکھیے کہ داڑھی سنت محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مگر اس کے باوجود ضروری نہیں ہے کہ جس کی داڑھی بھی دیکھ لیں وہ سنت رسول ہی ہو۔ بلکہ داڑھیاں لاکھوں قسم کی ہیں۔ داڑھی سنت رسول بھی ہے۔ مگر بدفطرت لوگ ہر رنگ میں اپنی بدفطرتی کا اظہار کرتے رہتے ہیں مثلاً محض دکھاوے کے لیے رکھی ہوئی داڑھی فیشنی داڑھی وغیرہ۔ اسی لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان فرمایا کہ۔ اے فرید! محض داڑھی رکھی ہوئی دیکھ کر انہیں محبوب کے غلام تصور نہ کر لینا بلکہ داڑھیاں تو لاکھوں قسم کے لوگوں کی ہیں۔ یہ سبھی ایک جیسی نہیں ہیں۔ کچھ داڑھیاں تو ایسی قیمتی ہیں کہ ان کی قدر و قیمت کا مقابلہ لاکھوں موتی اور ہیرے جواہرات بھی نہیں کر سکتے۔ اور بعض داڑھیاں اتنی بے وقعت ہوتی ہیں کہ ان کی وقعت تنکے جتنی بھی نہیں ہوتی کیونکہ تنکے پھر بھی کم از کم آگ جلانے کے کام آسکتے ہیں جبکہ ایسی داڑھیاں تو اتنا بھی فائدہ دینے والی نہیں ہوتیں بلکہ اُلٹا نقصان عظیم کا سبب ہوتی ہیں کہ بعض لوگ ظاہری طور پر داڑھی دیکھ کر دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اُس دھوکے کا شکار ہونے والوں کو جو دھوکہ دے کر تکلیف یا نقصان ہوا وہ بھی گناہ ہے اور اس گناہ کا عذاب سہنا پڑے گا اس لیے ایسی داڑھی جو بطور فیشن رکھی جائے یا لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے رکھی جائے یا محض دکھاوے کے لیے رکھی جائے ایسی داڑھیاں کسی کام کی نہیں ہیں بلکہ دنیا و آخرت میں نقصان کا سبب ہیں اس لیے ایسی داڑھیوں سے پرہیز کرنا چاہیے اور ایسی داڑھیاں رکھنے والوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ایسی داڑھیوں سے زیادہ خطرناک ایسی داڑھیاں رکھنے والے ہیں۔

شیطان نے اللہ تعالیٰ کو چیلنج دیا کہ

قرآن مجید میں ہے کہ

وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۙ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ
وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ

marfat.com
Marfat.com

الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ○ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ط وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ز وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ○ (پ۵ سورۃ النساء ۱۱۸ تا ۱۲۱)

اور بولا کہ قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرا ہوا حصہ لوں گا قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا۔ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح ٹوٹے میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے۔ اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اُس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"داڑھی منڈانا بھی اس میں داخل ہے کہ یہ تغیر خلق اللہ ہے جیسے عورت کو سر منڈانا حرام ہے ایسے ہی مردوں کو داڑھی منڈانا"۔ (تفسیر نور العرفان، ص ۱۵۳)

صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مردوں کا عورتوں کی شکل میں زنانہ لباس پہننا، عورتوں کی طرح بات چیت اور حرکات کرنا، جسم کو گود کر سرمہ یا سیندور وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش و نگار بنانا بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۷۵)

داڑھی بڑھانے کا حکم:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو۔ داڑھیاں بڑھاؤ اور لبیں پست کرو۔

اور ایک روایت مبارکہ میں ہے کہ لبیں خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

حکیم الامت شیخ القرآن مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ کفار کی مخالفت کو حضور انور نے مقرر فرمادیا کہ داڑھی بڑھا کر ان کی مخالفت کرو اگر کسی جگہ کے کفار داڑھی رکھاتے ہوں جیسے ہمارے ہاں کے سکھ تو ان کی مخالفت میں داڑھی مونڈانا حرام ہے کہ مخالفت کو حضور نے مقرر فرمادیا یہ بھی خیال رہے کہ ایک مشت داڑھی قرآن مجید سے بھی ثابت ہے حضرت ہارون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ لا تاخذ بلحیتی میری داڑھی نہ پکڑو۔ معلوم ہوا کہ آپ کی داڑھی اتنی تھی کہ پکڑنے میں آجائے وہ مٹھی ہی ہے انبیاء کرام کے متعلق احادیث میں ہے کہ وہ کثّ یعنی بھری داڑھی والے تھے۔ بھری داڑھی مشت سے کم نہیں ہو سکتی لہذا فرنچ یا خشخشی یا مشت سے کم داڑھی رکھنا حرام ہے کہ یہ منڈانے کے حکم میں

marfat.com
Marfat.com

ہے اس کی بحث شامی کتاب الصوم میں دیکھو۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ششم، ص ۱۴۸)

داڑھی کے متعلق چند اہم مسائل:

مسئلہ: داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں۔ (بہار شریعت، جلد ۲، حصہ ۱۶، ص ۱۶۴ بحوالہ درمختار)

مسئلہ: داڑھی چڑھانا یا اُس میں گرہ لگانا جس طرح سکھ وغیرہ کرتے ہیں ناجائز ہے اس زمانہ میں داڑھی مونچھ میں طرح طرح کی تراش خراش کی جاتی ہے بعض داڑھی مونچھ کا بالکل صفایا کرا دیتے ہیں۔ بعض لوگ مونچھوں کی دونوں جانب مونڈ کر بیچ میں ذرا سی باقی رکھتے ہیں جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ناک کے نیچے دو مکھیاں بیٹھی ہیں۔ کسی کی داڑھی فرنچ کٹ اور کسی کی کرزن فیشن ہوتی ہے یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب نصاریٰ کے اتباع و تقلید میں ہو رہا ہے مسلمانوں کے جذبات ایمانی اتنے زیادہ کمزور ہو گئے کہ وہ اپنے وقار و شعار کو کھوتے ہوئے چلے جاتے ہیں اُن کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے۔ جب اُن کی بے حسی اس درجہ بڑھ گئی اور حمیت و غیرت ایمانی یہاں تک کم ہو گئی کہ دوسری قوموں میں جذب ہوتے جاتے ہیں۔ پامردی و استقلال کے ساتھ اسلامی روایات و احکام کی پابندی نہیں کرتے تو ان سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ اسلامی احکام کا احترام کرائیں گے اور حقوق مسلمین کی حفاظت کریں گے۔ مسلم کے ہر فرد کو تعلیمات اسلام کا مجسمہ ہونا چاہیے۔ اخلاق سلف صالحین کا نمونہ ہونا چاہیے۔ اسلامی شعار کی حفاظت کرنی چاہیے تاکہ دوسری قوموں پر اُس کا اثر پڑے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۶۴)

تنبیہ:

بعض داڑھی منڈے یہاں تک بے باک ہوتے ہیں کا وہ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں شریعت کے مطابق داڑھی پر پھبتیاں کستے ہیں۔ داڑھی مونڈانا حرام تھا گناہ تھا مگر یہ تو سوچو یہ تم نے کس چیز کا مذاق اڑایا۔ کس کی توہین و تذلیل کی اسلام کی ہر بات اٹل ہے۔ اور اس کے تمام اصول و فروع مضبوط ہیں۔

ان میں کسی بات کو بُرا بتانا اسلام کو عیب لگانا ہے تم خود سوچو تو جو کچھ اس کا نتیجہ ہے وہ تم پر واضح ہو جائے گا۔ کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

قوم لوط کی تباہی کی ایک وجہ داڑھی منڈانا بھی تھا:

امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ

"دس برے کاموں کی وجہ سے قوم لوط ہلاک کی گئی جن میں سے ایک لواطت (مرد سے بدفعلی) ہے اور شراب پینا اور داڑھی منڈانا اور مونچھیں بڑھانا بھی ہے۔ (فیضان سنت، ص ۵۵۹، بحوالہ دُرِ منثور)

فائدہ:

پیارے اسلامی بھائیو! خدارا! غور فرمائیے، ٹھنڈے دل سے سوچیئے۔ قوم لوط کی تباہی اور بربادی کا نقشہ ذہن میں لائیے کہ اُس نافرمان قوم پر کس طرح آسمان سے پتھر برسے [illegible] پڑا وہیں ڈھیر ہو گیا حتیٰ کہ سیدنا

marfat.com
Marfat.com

لوط علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی نے جب یہ ہولناک منظر دیکھا تو اس کے منہ سے صرف اتنا نکلا "ہائے میری قوم! تو اس کے بھی پتھر آ لگا اور وہ بھی وہیں ڈھیر ہو گئی۔

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ (عزوجل) کے عذاب سے پناہ مانگیئے مان جایئے اور پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنت کو قبول کر کے چہرہ پر سجا ہی لیجئے۔ (فیضان سنت، ص ۵۵۹)

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کا مطلب:

آپ کے اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ داڑھیاں رکھنے والے تو اس دنیا میں لاکھوں ہوں گے مگر ان میں تمام کی داڑھیاں ایک جیسی نہیں ہیں کیونکہ کچھ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی نیت سے داڑھی رکھی ان کی داڑھی دنیا و آخرت میں اجر عظیم کا سبب ہے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی دلیل ہے حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے۔ ایسی داڑھیاں بڑی قیمتی ہیں اور بعض داڑھیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو یہود و ہنود یا غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی رکھی گئیں یا فیشن پرستی میں جتلا لوگوں کے ڈھنگ اپناتے ہوئے فیشنی داڑھیاں فیشن کے طور پر رکھیں یا سنت مدنی تاجدار کے مسنون طریقہ کے خلاف رکھیں۔ یا کسی دنیا دار کی خوشی کے لیے رکھی وغیرہ ایسی تمام داڑھیاں بے وقعت ہیں۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ اُلٹا گناہ ہے جہنم میں جھونکے جانے کا سبب ہیں حق تعالیٰ ایسی فرنچی اور فیشنی داڑھیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدا دَرْ بھیڑیا، گھر سَنگوا، گور نو اُہوں نِت ‏ ‏ ‏ ‏ دیکھ فریدا جو تھیا، سو کَل چلّے مِت

حل لغات:

★ در: دروازہ۔ ★ بھیڑا: بند کیا۔ ★ گھر: مکان، ٹھکانا، وطن، خاندان، گھرانا وغیرہ۔ ★ سنگوا: تنگ۔ ★ گور: قبر۔ ★ نت: ہر روز، روزانہ، ہمیشہ۔ ★ مت: (متر) یار، دوست۔ ★ نواہوں: (نیویں) نیچی ہوتی ہے، نیچی ہوتی رہتی ہے۔ عاجزی ظاہر کرتی رہتی ہے۔ ★ جو تھیا: جو کچھ ہو گیا، جو کہ ہے۔ ★ سو: پس، وہی، ویسا ہی۔ ★ کل چلے: کل یعنی بروز قیامت چلے گا، آخرت میں چلے گا آخرت میں کام آئے گا۔

اے فرید! (آخری گھر یعنی قبر کا) دروازہ بند ہے گھر (یعنی قبر) بھی تنگ ہے۔ قبر روزانہ عاجزی ظاہر کرتی رہتی ہے جو کچھ تو دنیا میں کر چکا ہے یعنی نیکیاں یا بدیاں جو کچھ تیرے پاس ہے وہی کل (قیامت کے دن) تیرے کام آئے گا۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے قبر کی حقیقت اور نیک اعمال کی فضیلت بیان کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اے فرید! اس دنیا فانی میں جو کچھ کمائے گا آخرت میں پائے گا۔ اس لیے دنیا میں رہتے ہوئے اللہ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور طریقے کے مطابق زندگی گزار کر نیکیاں کما لے کل قیامت کے دن یہی کچھ کام آئے گا۔ اس دنیا میں زندگی گزارنے کے بعد سب سے پہلے ... قبر ... ایک ایسا گھر ہے کہ جس کو ہر طرف سے

marfat.com
Marfat.com

بند کر دیا جائے گا، وہاں نہ سورج کی روشنی پڑے گی اور نہ ہی چاند اور تاروں کی روشنی، قبر میں باہر آنے جانے کے لئے دروازہ بھی نہیں ہوگا۔ قبر کا گھر اتنا وسیع اور کھلا بھی نہیں ہوگا بلکہ نہایت ہی تنگ ہوگا۔ اس کے باوجود قبر پھر بھی نہایت عاجزی ظاہر کرتی رہتی ہے۔ بہر حال اے فرید! جو کچھ کیا ہوگا ہے وہی تیرے کام آئے گا۔ اگر نیکیاں کی ہوں گی تو اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازے گا اور اگر گناہوں کی دلدل میں دھنستے ہوئے زندگی کے لیل ونہار گزارے ہوں گے۔ تو اُن کا بدلہ پائے گا۔ دنیا میں اُگائے ہوئے اعمال کے سائے میں بیٹھے گا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اگر دنیا میں سایہ دار اور پھلدار درخت لگایا جاتا ہے تو انسان اس کے ثمرات سے فوائد ایسے ہی حاصل کرتا ہے۔ اس کے سائے میں آرام کرتا ہے۔ جب دھوپ ہوتی ہے سخت دھوپ بدنوں کو جلاتی ہے ہوا بھی بند ہو جاتی ہے بجلی بھی جواب دے جاتی ہے کمروں میں انتہائی حبس اور گرمی کے باعث ایک ایک لحہ گزارنا نہایت دشوار ہو جاتا ہے تو جن لوگوں نے سایہ دار درخت لگائے ہوتے ہیں ان کے لیے ان درختوں کا سایہ کسی بھی نعمت سے کسی طرح کم نہیں ہوتا یہی حال ان لوگوں کا ہوگا جو دنیا میں نیکی کے امور سرانجام دینے میں ہمہ وقت معروف ہوتے ہیں ہر وقت نیک اعمال اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں وہی کل دوست بنیں گے۔ وہی مددگار ہوں گے وہی آرام وسکون کا سبب بنیں گے۔

-----☆☆☆-----

فریدا دَرْ سائیاں کانیاں ، رَبْ نہ گھڑیئین ۔۔۔ لگن تِنہاں مُنافقاں ، جو کدھیں نہ جانین

حل لغات:

* در: دروازہ، پھاٹک، چوکھٹ۔ * دسائیاں: (دسنے والیاں) خبر دینے والی ہیں۔ پتہ بتانے والی ہیں۔ * کانیاں: (کانے کی سوٹیاں یعنی کانے) سرکنڈے کی سوٹیاں۔ * رب نے گھڑیئین: (گھڑی، ان) یہ رب نے گھڑی ہیں، یہ رب نے بنائی ہیں۔ * لگن: لگتے ہیں، لگتی ہیں۔ * تنہاں: وہ۔ * منافقاں: منافق کی جمع۔ جس کے دل میں نفاق ہو، زبان پہ کچھ دل میں کچھ رکھنے والا، ریاکاری کرنے والا، شریعت اسلامیہ میں وہ شخص جو بہ بظاہر مسلمان ہو مگر دل سے کافر ہو۔ منافق کی جمع پنجابی میں منافقاں۔ * کدھیں: (کدی) کبھی۔ * نہ جانن: نہیں جانتے نہیں جانیں گے۔

نوٹ:

دسائیاں کا ایک مطلب تو وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اگر دسانیاں لفظ کو "دِ" کے کسرہ سے پڑھیں یعنی دسانیاں کی بجائے وسانیاں پڑھیں تو پھر اس کا مطلب ہوگا نظر آتی ہیں۔ نظر آنے والی، یعنی دسنے والیاں۔ کانیاں جمع ہے کانی واحد ہے۔

دروازے پر لگے پردے کے سرکنڈے کے دروازے گھر (قبر) کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ رب نے گھڑے ہیں مگر وہ لوگ منافق لگتے ہیں جو اس حقیقت کو کبھی نہیں جانیں گے۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۷۲)

اور اسی شعر کا مفہوم پروفیسر محمد یونس حسرت نے یوں بیان فرمایا ہے۔

اے فرید درد اور عذاب کے تیر جو اللہ تعالیٰ نے تراشے ہوئے ہیں اُن منافقوں کے سینوں میں پیوست ہوں گے جو اوپر

marfat.com
Marfat.com

سے باخدا بنے ہوئے ہیں لیکن اندر سے بے خدا ہیں۔

فائدہ:

اس شلوک مبارک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے منافقت کی مذمت پرزور طریقے سے بیان فرمائی۔ کہ منافق دنیا میں بھی عذاب سے دوچار رہتے ہیں قبر وحشر اور جہنم میں بھی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدا دَرَد نہ وَنجم دَارُوئیں، جے لکھ طبیب لگّن   چنگی بھلی تھی بہاں، جے مُوں پری ملن

حل لغات:

★ درد: دکھ، درد، مصیبت، تکلیف۔ ★ درد نہ ونجم: میرا درد نہیں جاتا، میرا درد ختم نہیں ہوتا۔ ★ جے: اگر۔ ★ لکھ: لاکھ۔ ★ داروئیں طبیب: دارو کی جمع یعنی دواؤں سے علم طب سے واقف علاج کرنے والا۔ ★ لگن: لگے رہیں، مصروف رہیں۔ ★ چنگی بھلی: تندرست، صحیح سلامت۔ ★ تھی بہاں: ہو بیٹھی ہوں۔ ★ موں: مجھے، مجھ کو۔ ★ پری: محبوب، پیارا۔ ★ ملن: ملے۔

ترجمہ:

خواہ لاکھ طبیب بھی میرا علاج کرنے میں مصروف ہیں میرا دکھ، درد ختم نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر مجھے میرا محبوب مل جائے تو پھر تندرست ہو کر بیٹھ جاؤں۔

مطلب:

بابا صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میرے تمام دکھوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کا ایک ہی علاج ہے۔ اس کے سوا لاکھ جتن کیے جائیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ میرا علاج صرف میرے محبوب کی ملاقات ہے۔ پس اگر مجھے میرے محبوب کی ملاقات کا شرف حاصل ہو جائے تو بغیر علاج کے میری سب بیماریاں ختم ہوسکتی ہیں۔ اس علاج کے بغیر لاکھوں حکیم طبیب آ کر اپنے جتن لگائیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ مجھے تندرستی حاصل نہیں ہوسکتی۔ میرے تمام دکھوں کا علاج محض محبوب کا جلوہ ہے۔ اس لیے میرے دوستو اگر آپ میرا علاج کرنا چاہتے ہیں تو کوئی ایسی تدبیر اختیار کرو کہ جس سے مجھے محبوب حقیقی کا جلوہ حاصل ہو جائے۔

-----☆☆☆-----

فریدا دل اَندر دَریَاؤ، کنڈھی لگا کیہ پھرے   ٹبھی مار منجھاہیں، منجھوں ہی مانک لہیں

حل لغات:

★ دل: قلب، کسی شے کا باطن، حوصلہ، جرأت، خواہش، وسط، مرکز وغیرہ۔ ★ اندر: میں۔ ★ دریاؤ: دریا ہے۔ ★ کنڈھی: (کدھی) کنارہ۔ ★ لگا: لگ کر۔ ★ پھریں: پھرتا ہے۔ ★ کی: (کیہ) کیا۔ ★ ٹبھی مار: غوطہ لگا۔ ★ منجاہیں: درمیان میں منجدھار میں۔ ★ منجھوں: درمیان سے ہی۔ ★ ... ★ لہیں: لے گا، حاصل کرے گا۔

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

اے فرید! دل تو دریا کی مانند ہے، صرف اس کے کنارے کنارے یہ کیا کرتا پھر رہا ہے۔ دل والے دریا کے درمیان میں غوطے لگا کیونکہ دل کے درمیان سے ہی موتی حاصل ہوں گے۔

مطلب:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ دل کی حقیقت اور کیفیت نیز غور وفکر اور تدبیر کرنے کے متعلق اس شعر میں بیان کیا ہے۔

کہ اے فرید! دل محض ایک گوشت کا ٹکڑا نہ سمجھ بیٹھنا۔ یہ تو دل کا ظاہر ہے۔ دل کا باطن اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے۔ انسان کے دل میں ایک بہت بڑا جہان آباد ہے۔ اسی دل کے دریا میں ہی عشق کا دریا بھی ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اسی دل میں ہی محبوب حقیقی کے جلوہ افروز ہونے کا مقام ہے۔ اسی دل کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ۔

دل دریا سمندروں ڈونگھے ،کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے ، وچے جھیڑے ، وچے ونجھ مہانے ہو

دل کی وسعت کو سمجھنا ایک عام آدمی کے بس کا روگ نہیں۔ دل کی وسعتوں کو تو وہی جانے جو دل کی حقیقت سے باخبر ہو۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! دل بڑا وسیع ہے۔ دل میں عشق کا دریا بھی ٹھاٹھیں مار رہا ہے، دل میں ہی محبوب حقیقی کا مقام بھی ہے اس لیے دل کے صرف ارد گرد ہی نہ پھرتا رہ بلکہ دل کے درمیان میں پہنچ ،دل کے دریا میں غوطہ زن ہو کر دل سے نکلنے والے، معرفت اور حقیقت کے ہیرے، موتی اور جواہرات حاصل کر خصوصاً۔ قلبی سیر کرتے کرتے حق تعالیٰ تک پہنچ اور وہ مقام حاصل کر کہ تجھے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے، اس مقام تک پہنچنے کی سعی کر کہ اپنے من میں ڈوب کر دنیا ومافیہا سے بے خبر ہو جا اور حق تعالیٰ کے جلووں سے سرفراز ہو جا۔

-----☆☆☆-----

فریدا دمامہ وجیا موت دا، چڑھیا ملک الموت گھن واہے جندڑی ،ڈھا ہن واہے کوٹ

حل لغات:

★ دمامہ: توپ، نقارہ، گھڑیال۔ ★ وجیا: بجا۔ ★ موت: وفات۔ ★ دا: کا۔ ★ چڑھیا: چڑھا، آیا۔ ★ ملک الموت: حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ ★ گھن: لے۔ ★ واھے: چلے۔ ★ گھن واہے: لے چلے، لے جاتا ہے۔ ★ جندڑی: جند، جان۔ ★ ڈھاھن: گراتا۔ ★ کوٹ: فصیل، قلعہ۔

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

اے فرید! موت کا گھڑیال بج چکا، ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام چڑھائی کرتے ہوئے جسم تک پہنچ چکا ہے۔ جسم سے جان یعنی روح کو نکال کر لے جائے گا۔ اور انسانی جسم جو کہ روح کے لیے قلعے کی مانند ہے وہ روح کو لے جاتے ہوئے روح کے قلعے کو گراتا جائے گا۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اس شعر میں موت کی کیفیت بیان کی ہے کہ جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو۔ اس آدمی کی موت کے اعلان والا گھڑیال بجادیا جاتا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام اس مرنے والے کے جسم کی طرف چڑھائی کردیتے ہیں۔ اس کے جسم سے روح نکال کر، اس کے جسم کے قلعے گرا کر چلا جاتا ہے۔

یہ وہی جسم والا قلعہ ہے جس کی حفاظت کے لیے ہم مصروف رہتے ہیں۔ بہترین سے بہترین غذائیں استعمال کرتے ہیں تاکہ جسمانی طاقت حاصل ہو۔ حفظ ماتقدم کے تحت مختلف دوائیں استعمال کرتے ہیں تاکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی بیماری لاحق ہی نہ ہو سکے۔ اگر خدانخواستہ کوئی تکلیف یا بیماری جسم کو لگ جائے تو علاج کے پورے جتن کرتے ہیں اپنے اردگرد کے ڈاکٹروں سے علاج کرواتے ہیں۔ پھر ڈسٹرکٹ ہسپتال تک اسی لیے رسائی حاصل کرتے ہیں تاکہ بیماری سے نجات حاصل ہو جائے پھر وہاں سے بھی شفا حاصل نہ ہو تو صوبائی سطح کے بڑے بڑے تمام ہسپتالوں کے کئی کئی دن چکر لگاتے ہیں تاکہ بیماری سے جان چھوٹے پھر بھی علاج جاری رہتا ہے پھر ملکی سطح کے بڑے سے بڑے ہسپتال تک اگر رسائی حاصل ہو سکے تو حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ تندرستی حاصل ہو جائے۔ وہاں بھی کچھ نہ فائدہ ہو تو جن کے پاس دولت ہوتی ہے یا جس طرح بھی ہو سکے پوری دنیا میں جہاں سمجھتے ہیں کہ یہاں پوری دنیا سے اعلیٰ سطح پر علاج ہوتا ہے۔ وہاں بھی کوشش کرتے ہیں۔ اگر شفا حاصل ہو گئی تو ٹھیک ورنہ موت کی وادی میں ہر حال میں مجبوراً قدم رکھنا پڑتا ہے جہاں سے اب تک گریز کی کوشش کرتے رہے بچتے رہے۔ پوری دنیا کے مشہور و معروف اور اعلیٰ ترین ڈاکٹروں کے بورڈ زل کر بھی ایک سانس کے بڑھانے کا سبب نہ بن سکے بلکہ مجبور ہو گئے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنا کام کر کے انسانی جسم کا قلعہ گرا کر چلے گئے۔

-----☆☆☆-----

کوٹ ڈھٹھا گھر لٹیا ، ڈیرے پئی کہاہ جیوندیاں دے ہور راہ ، مویاں دے ایہی راہ

حل لغات:

★ کوٹ: قلعہ، فصیل مراد جسم۔ ★ ڈھٹھا: گر گیا۔ ★ لٹیا: لوٹ لیا گیا، تباہ و برباد کر دیا گیا۔ ★ ڈیرے: (ڈیرہ) مجلس، گھر۔ ★ پئی کہاہ: کوک، پکار، فریاد۔ ★ جیوندیاں: زندہ رہنے والوں، جیتے ہوئے۔ ★ مویاں: مرے ہوئے لوگوں، مردوں۔ ★ ہور: اور کئی۔ ★ دے: کے۔ ★ ایہی: ایہو ہی، یہی۔ ★ راہ: راستے۔ ★ دا: کا۔

جب موت وارد ہوگئی تو روح کا کوٹ انسانی جسم گر پڑا، گھر لوٹ لیا گیا اس انسان کی حیثیت سے تباہ و برباد ہو گیا، گھر میں

marfat.com
Marfat.com

چیخوں، کوکوں یعنی رونے دھونے کا شور بلند ہو گیا۔ زندوں کے لیے تو کافی سارے راستے ہوتے ہیں ان میں سے کوئی بھی راستہ اختیار کر سکتے ہیں جبکہ مرنے والوں کے لیے تو صرف ایک ہی راستہ موت والا رہ جاتا ہے مجبوراً اسے اسی پہ چلنا پڑتا ہے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے بعد والی کیفیت بیان فرمائی ہے کہ زندہ لوگوں کے لیے تو کئی راستے ہوتے ہیں کسی نہ کسی راستے پہ چل کر مصیبت یا دکھ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں کسی سے تعویذ لے لیا، علاج کروالیا، قرآنی آیات وغیرہ کا دم کروالیا اور دیگر نجات کے طریقے بھی اپنا سکتے ہیں۔ مگر مرنے والے کے لیے سوائے موت کے کوئی راستہ نہیں اسے مجبوراً اسی راستے پہ لے جایا جاتا ہے۔ مرنے والا جب مرجاتا ہے تو روح کا قلعہ جسم بے جان ہو کر گر پڑتا ہے۔ جسم سے تمام حرکات ختم ہو جاتی ہے۔ قلبی حرکت بند ہو جاتی ہے۔ آنکھیں بے نور ہو جاتی ہیں۔ قدم چلنے سے عاجز رہ جاتے ہیں۔ جسم بے حس و حرکت ہو کر گر پڑتا ہے۔ جسم کے بے حس و حرکت ہوتے ہی گھر میں عزیز و اقارب کا ایک ہنگامہ سا برپا ہو جاتا ہے عزیز و اقارب رونے پیٹنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ انہیں علم بھی ہے کہ مرنے والے نے مرنا ہے اور مرتے ہی یہ جسم بے حس و حرکت ہو جاتا ہے۔ پھر یوں آہ و بکاء اور رونے پیٹنے کا کیا فائدہ۔

رونے پیٹنے کی مذمت:

دکھ، تکلیف اور مصیبت کے وقت بے صبری کا مظاہرہ کرنا بالخصوص فوتگی پہ بالوں کا نوچنا، آواز کے ساتھ بین کرتے ہوئے رونا، دو ہتھڑ مارنا سینہ کوبی کرنا وغیرہ بھی ناجائز اور خلاف شرع امور ہیں۔

حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز، مسلم شریف)

حدیث شریف:

حضرت ابوبُردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا ابوموسیٰ بیہوش ہو گئے اس کی بیوی اُم عبداللہ چلا کر رونے لگی۔ ابوموسیٰ ہوش میں آئے تو کہا تو جانتی نہیں اور اُسے حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اس سے بری ہوں جو سر کے بال منڈوا دے، چلا کر روئے اور کپڑے پھاڑے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

گندھک اور خارش کا کُرتا:

حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار کام میری امت میں جاہلیت کے ہیں لوگ ان کو نہیں چھوڑیں گے حسب میں فخر کرنا، نسب میں طعن کرنا، ستاروں کے سبب پانی طلب کرنا اور نوحہ کرنا اور فرمایا اگر نوحہ کرنے والی عورت مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے گی تو اُسے قیامت کے دن اُٹھایا جائے گا اس پر گندھک اور خارش کا کرتا ہوگا۔ (مسلم شریف مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

marfat.com
Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے لعنت فرمائی:

حضرت ابوامامہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ نوچنے والی، گریبان پھاڑنے والی اور تباہی اور ہلاکت کا شور مچانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز)

گریبان پھاڑنے وغیرہ کی مذمت:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے گریبان چاک کیا، رخسار پیٹے اور جاہلیت کی پکار پکاری وہ ہم میں سے نہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(ترمذی شریف ابواب الجنائز)

میت پر رونے کی ممانعت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کے خاندان والوں کے رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے۔

اس باب میں حضرت ابن عمر اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے بھی روایات منقول ہیں۔ (ترمذی شریف ابواب الجنائز)

فائدہ:

حضرت علامہ مولانا محمد صدیق سعیدی ہزاروی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جمہور علماء کے مذہب کے مطابق نوحہ کے سبب اس میت کو عذاب ہوتا ہے جس نے نوحہ کی وصیت کی ہو لہٰذا اب نفاذ وصیت پر اسے عذاب ہوگا۔ جس نے منع کیا یا اس کے گھر والوں نے از خود نوحہ کیا تو اسے عذاب نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جاتا ہے۔

(حاشیہ جامع ترمذی مع شمائل ترمذی جلد اوّل، ص ۵۱۶ بحوالہ مرقات)

خلاصہ:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ فوتگی پہ رونا پیٹنا، ماتم کرنا اور دیگر بے صبری کے مظاہرے اختیار کرنا فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہیں اس لیے ایسے امور سے یکسر پرہیز کرنا چاہیے۔ ایسے وقت رونے دھونے کا کیا فائدہ۔ حالانکہ معلوم ہے۔ جو زندہ ہے جب تک اس کی موت کا وقت نہیں ہو جاتا اس وقت تکلیفیں اور بیماریاں لاکھ سہی اس کے بچنے کے لاکھوں راستے ہیں۔ متعدد حکیم اور ڈاکٹروں کے علاج سے آفاقہ اور صحت ہو سکتی ہے مگر جس کی موت کا وقت ہو گیا اس کے لیے صرف ایک ہی راستہ موت والا راستہ رہ جاتا ہے۔ اس لیے رونے، دھونے اور پیٹنے وغیرہ جیسے امور سرانجام دینے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ الٹا نقصان کا سبب ہے۔ اس لیے ایسے امور سے پرہیز کرنا چاہیے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا دُنی دے لالچ لگیاں ، محنت بھل گئی جاں سرآئی آپنے ، تاں سبھو وسر گئی۔

حل لغات:

★ دنی: دنیا۔ ★ لالچ: حرص، لوبھ۔ ★ دے: کے۔ ★ لگیاں: پڑ کر، الجھ کر۔ ★ محنت: مراد عبادت۔ ★ بھل گئی: بھول گئی۔ ★ جاں: جب۔ ★ سرآئی: سر پر آئی، ختم ہوئی، مکمل ہوئی۔ ★ آپنے: اپنے۔ ★ تاں: تو، پھر۔ ★ سبھو: سب کچھ۔ ★ وسر گئی: بھول گئی۔

جب لوگوں کے دل میں دنیا کا لالچ پیدا ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کی خاطر محنت کرنا بھول گئی۔ دنیا کی رنگینیوں میں کھو گئے۔ مگر جب موت کا وقت آیا۔ مرنے لگے تو موت کی تلخی سے دنیوی رنگینیوں کے نشے سب اتر گئے۔ دنیا اور دنیا کے متعلقات سب کچھ بھول گئے۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے دنیوی لالچ اور موت کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ جب انسان کے دل میں دنیوی لالچ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لالچ کے پیدا ہونے سے وہ بعض اوقات اتنا آگے نکل جاتا ہے کہ واپس اللہ تعالیٰ کی ریاضت اور عبادت کی طرف مڑنا اس کے لیے دشوار ہو جاتا ہے بلکہ جیسے شرابی شراب کے نشے میں دُھت ہوتا ہے تو پھر اسے کچھ بھی نہیں سوجھتا بعینہ جب انسان دنیوی لالچ کے نشے میں دُھت ہو جاتا ہے۔ تو پھر اپنی حقیقت بھی بھول جاتا ہے کہ میں خود مختار نہیں۔ میں اپنا خالق خود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا تخلیق کیا ہوا ہوں، میں خود اپنے آپ اس جہان فانی میں نہیں آیا بلکہ بھیجنے والے خالق و مالک کے بھیجنے سے آیا ہوں۔ جس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی عطا فرمائی ہے۔ اسی کام میں زندگی بسر کروں۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ

وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون

اور جنوں اور انسانوں کو نہیں تخلیق کیا مگر (صرف اللہ تعالیٰ کی) عبادت کے لیے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور جنوں کو اس جہان فانی میں عبادت کے لیے بھیجا ہے۔ مگر غارت جائے لالچ کا جس میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محنت و ریاضت کرنا بھول گیا۔

حتیٰ کہ ساری زندگی اسی غافلانہ روش میں بیت گئی جب موت کا وقت آیا، حضرت عزرائیل علیہ السلام سر پہ آپہنچے تو اُس وقت سب کچھ بھول گیا۔ مگر اب دنیا اور دنیوی لالچ کا بھول جانا چہ معنی دارد اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ عام زندہ انسانوں کو سمجھا رہے ہیں کہ خدارا موت کا وقت آنے سے پہلے سنبھل جاؤ تا کہ اس سنبھلنے کا فائدہ حاصل ہو۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا سِکّاں سِکْ سِکَنْدِیاں سِکَّنْ ڈِیْنہہ رات
مینڈیاں سِکّاں سَبْھ وَنْجَنْ، جاں پِرْیا پائی جھات

حل لغات:

★ سکاں: انتظار، بیقراریاں۔ ★ سک: سکن کا حاصل مصدر یعنی بے قراری، انتظار۔ ★ ڈینھے رات: دن رات، شب وروز یعنی ہر وقت۔ ★ مینڈیاں: میری، میریاں۔ ★ سکاں: سک کی جمع۔ ★ سبھ: ساری، تمام۔ ★ ونجن: پوری ہوتی ہیں۔ ★ جاں: جب، جس وقت۔ ★ پریا: محبوب، پیارا، دوست۔ ★ پائی جھات: اندر جھانکا، جھانکا، چہرہ دکھایا۔

ترجمہ:

اے فرید! بیقرار دن رات ہر وقت بیقراری کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں انہیں کسی وقت بھی سکون حاصل نہیں ہوتا۔ یہی حال میرا بھی ہے مجھے بھی کسی وقت سکون حاصل نہیں ہوتا ہاں میری بے قراری اس وقت ختم ہوتی ہے جس وقت میرا محبوب مجھے اپنا جلوہ جہاں آرا دکھاتا ہے۔ جب مجھے اپنے جلوے کی ایک جھلک دکھاتا ہے تو پھر مجھے سکون حاصل ہو جاتا ہے۔

مطلب:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں محبوب کی ایک ایک جھلک دیکھنے کے متمنی کی بے قراری کا اظہار بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے کہ محبوب کے جلوہ سے مستفید ہونے کے متمنی محبوب کے جلوہ کی تمنا لیے ہوئے بیقرار رہتے ہیں۔ ان کی یہ بیقراری اور انتظار ہمہ وقت رہتی ہے کسی طور کسی بھی وقت انہیں سکون نصیب نہیں ہوتا مقولہ بھی ہے کہ الانتظار اَشَدُّ من القتل کہ انتظار قتل سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ ہمہ وقت انتظار کی سولی پہ لٹکے رہتے ہیں مجال ہے کوئی لمحہ انہیں سکون آجائے ان کا ایک ایک لمحہ محبوب کی جدائی اور ملنے کی تمنا میں بیتتا رہتا ہے اسی طرح ساری عمر بیت جاتی ہے مگر انتظار اور بے قراری سے سکون نہیں حاصل ہوتا۔ اسی حال میں ان کا دن کا سکون بھی برباد رہتا ہے اور انہیں رات کو بھی چین نصیب نہیں ہوتا۔ ساری ساری رات اسی تلوار سے گھائل ہونے کا سلسلہ جاری وساری رہتا ہے۔ عشاق کا یہ سلسلہ جب سے چلا ہے انشاء اللہ ہمیشہ تاقیامت چلتا رہے گا۔ بابا صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میرے محبوب حقیقی نے جب اپنے جلوۂ حق سے نوازا تو پھر میری تمام بیقراریاں ختم ہوں گی۔ اس سے قبل ختم نہیں ہو سکتیں۔

محبوب کی ایک جھلک:

پروفیسر محمد یونس حسرت نے اس شعر کی ترجمانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میری تشنہ آرزوئیں اور نا آسودہ ارمان مجھے چین نہیں لینے دیتے اور ان آرزوؤں اور ارمانوں کی وجہ سے میں دن رات تڑپتی ہوں۔ اے فرید! میری ساری آرزوئیں اور امیدیں بر آجائیں گی اگر میرا محبوب آ کر مجھے ایک نظر دیکھ لے۔ (کلام بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۱۵)

بیقراری:

کشتہ عشق ہونے والوں کو ہمہ وقت، ہر جہت محبوب کی یاد تڑپاتی رہتی ہے۔ محبوب کی ایک ایک جھلک دیکھنے کے لیے دل بیقرار رہتا ہے اور یہ بیقراری بڑھتی رہتی ہے کسی طرح کسی وقت بھی سکون میسر نہیں آتا۔ مضطرب اسی اضطراب میں دنیا ومافیہا سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔ انہیں اگر خبر ہوتی [illegible] محبوب [illegible] ایک جھلک کے لیے ترستی رہتی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

جب محبوب نظر نہیں آتا ہے تو دل میں ہول سے اٹھنے لگتے ہیں۔ دل ڈوبنے لگتا ہے۔ دل میں ایسا اضطراب پیدا ہوتا ہے کہ پورا وجود اس بے قراری اور بے سکونی کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ ایک دل کا اضطراب پورے جسم پہ قیامت ڈھا دیتا ہے مگر کیا کریں۔ اس بے قراری بے سکونی اور اضطراب سے کیسے جان چھڑائیں۔ اس کا ایک ہی حل ہے مگر وہ ہمارے بس میں نہیں۔ اس جان لیوا حالت سے کیسے نجات حاصل کریں کہ جس بیماری کی دوا ہمارے پاس نہیں بلکہ محبوب کے پاس ہے اگر محبوب چاہے تو ان کی ایک جھلک ہمارے تمام دکھوں کا مداوا بن سکتی ہے۔ جب تک محبوب کی ایک جھلک نصیب نہ ہو دل کے اضطراب میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس اضطراب میں مبتلا عشاق شب و روز مضطربانہ حالت میں عجیب و غریب مظاہرے کرتے رہتے ہیں۔ کاش کہ محبوب حقیقی رحم و کرم فرمائے اور ہمیں اس اضطراب سے نجات کی سبیل پیدا کردے۔ اس سے نجات ہمارے لیے تو ناممکن نظر آتی ہے ہاں اگر محبوب کا فضل و کرم ہو جائے تو لمحوں میں نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ محبوب حقیقی تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ علی کل شیءقدیر ہے۔ اس کی قدرت کاملہ کے سامنے کچھ بھی ناممکن نہیں وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ کسی کے کنٹرول میں نہیں پوری کائنات اس کے کنٹرول میں ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ پوری کائنات اس کی محتاج ہے۔ اللہ علی کل شیءقدیر۔

-----☆☆☆-----

فریدا دیہہ جرجر ہوئی نینیں وہے سریش　　سے کوہاں منجھا تھیا ، آنگن تھیا بدیس

حل لغات:

★ دیہہ: جسم۔ ★ جرجر: کپکپی، لرزہ، جسم کی ایسی بیماری کہ جس کی وجہ سے جسم پہ لرزہ طاری ہو جاتا ہے جسم بے اختیاری کی حالت میں کانپنے لگتا ہے بندے کا جسم پہ پورا کنٹرول نہیں رہتا خصوصاً بڑھاپے میں یہ کیفیت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ ★ نینیں: نین کی جمع یعنی آنکھیں، آنکھوں سے۔ ★ وہے: بہے، بہتی ہے۔ ★ سریش: پیپ۔ ★ سے: سو۔ ★ کوہاں: کوہ کی جمع کوہ بمعنی تقریباً دو میل یعنی کئی سومیل۔ ★ منجھا: چارپائی، بڑی چارپائی۔ ★ تھیا: پڑا ہے، ہوا ہے، معلوم ہوتا ہے۔ ★ آنگن: صحن۔ ★ تھیا: ہوا۔ ★ بدیس: کوئی دوسرا ملک، اپنے ملک کے علاوہ کوئی دوسرا ملک پردیس مگر یہاں دوری مراد ہے۔

ترجمہ:

میرا جسم کپکپانے لگا ہے۔ آنکھوں سے اب پیپ بہنے لگی ہے۔ جسمانی کمزوری اس انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ پاس پڑی چارپائی سینکڑوں میل دور پڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ میرے اپنے ہی گھر کا صحن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نہیں بلکہ کسی اور ہی ملک میں ہے۔

مطلب:

اے فرید! جسم کمزور ہوتا جا رہا ہے بلکہ ہر لحہ کمزوری غالب آتی جا رہی ہے۔ آنکھیں بھی زوال کا شکار ہوتی جا رہی ہیں حتیٰ کہ ان سے پانی بہتے بہتے اب پیپ بہنے لگی ہے۔ سارا جسم ہی انتہائی زیادہ کمزور ہو گیا ہے۔ اس کمزوری کی کیفیت کیا بیان کروں کہ مجھے اپنی ہی چارپائی جو کہ قریب پڑی ہوئی ہے مجھے کئی میل دور پڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اپنے ہی گھر کا صحن اس کمزوری

marfat.com
Marfat.com

اور نقاہت کے باعث مجھے یوں معلوم ہونے لگا ہے کہ شاید یہ صحن میرے گھر کے سامنے نہیں بلکہ کسی اور ہی ملک میں ہے میرا وہاں تک پہنچنا نہایت دشواری کا سبب ہے۔

بڑھاپا:

انسان جوں جوں بوڑھا ہوتا جاتا ہے۔ جسمانی اعضاء کمزور سے کمزور تر ہوتے جاتے ہیں حتیٰ کہ اعضاء کی کمزوری کا وہی عالم ہو جاتا ہے۔

فرمان ربانی:

مصیبت پہنچنے کے متعلق قرآن میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا فرمان مبارک ہے کہ

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط (پ۲۸ سورۃ التغابن آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ: کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے۔ (کنز الایمان)

تفسیر:

اذن سے اس کی تقدیر وارادہ مراد ہے گویا ہر مصیبت انسان کی طرف متوجہ ہے لیکن واقع نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہو۔ (تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان) (پ۲۸ سورۃ تغابن آیت ۱۱)

شان نزول آیت مبارکہ:

کفار نے کہا کہ اگر مسلمانوں کا دین حق ہوتا تو انہیں ان کا خدا ان کے ابدان واموال میں مصیبت نازل نہ فرماتا۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کچھ تم پر مصیبت نازل ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ کے مطابق ہوتی ہے اور اس کی حکمت کو صرف وہی جانتا ہے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان ۲، پ۲۸، ص ۴۶۱)

فائدہ:

اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بزعم خویش دولت مندی اور دنیوی ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزارنے کو حقانیت کی دلیل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر مسلمان حق پر ہوتے تو اس طرح ہر طرف سے مصائب وآلام کا شکار نہ ہوتے۔

مصیبت کے نزول کی حکمتیں:

نزول مصیبت میں بہت سی حکمتیں ہوتی ہیں منجملہ ان کے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) تحصیل الیقین یعنی بندوں کو یقین ہو کہ ان کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں جو کچھ ہوتا ہے۔ وہی کرتا ہے گویا بندے اپنی قوت وطاقت کو اللہ تعالیٰ کی قوت وطاقت کے سپرد کرتے ہیں۔

(۲) گناہوں کا کفارہ اور صبر کے ثواب کا ترتب۔

(۳) قضائے الٰہی پر راضی ہونا وغیرہ وغیرہ۔

marfat.com
Marfat.com

ازالہ وہم:

اگر انبیاء و اولیاء مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے تو لوگ ان کے معجزات وخوارق عادت (معجزات و کرامات) دیکھ کر غلط فہمیوں میں گرفتار ہو جاتے (کہ معاذ اللہ) یہ معبود یا ابنائے معبود ہیں جیسے نصاریٰ نے غلطی کھائی) ان کے بواطن ایسے آلام و مصائب سے محفوظ تھے کیونکہ ان کے بواطن مشاہدہ حق وانس رب میں مشغول تھے (اسی لیے انہیں ایسے آلام و مصائب سے بھی راحت محسوس ہوتی تھی کالعدم تھے بخلاف کفار اشرار کے کہ وہ ان کے آلام و مصائب سے خوب گھبراتے تھے۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۲۸، ص ۴۶۱)

جو کیفیت اس شعر میں بیان کی گئی ہے۔ انسانی جسم دکھوں، تکلیفوں کا گھر بن جاتا ہے کوئی لمحہ بھی سکون سے نہیں گزرتا۔ ہر لمحہ مصائب و آلام کا حملہ رہتا ہے۔

مصائب و آلام سبب انعام:

مگر یاد رکھیے دکھ، تکالیف اور مصائب و آلام اپنے آپ ہی انسان کو گھیر نہیں لیتے بلکہ دکھ، تکالیف اور مصائب و آلام کا آنا من جانب اللہ ہے اس لیے ان کے آنے کو عذاب نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر ان پہ صبر اختیار کرنا چاہیے۔ صبر اختیار کرنا اجر عظیم کا سبب ہوتا ہے۔

حدیث:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اُصِیْبَ بِمُصِیْبَۃٍ فَذَکَرَ مُصِیْبَتَہٗ فَاَحْدَثَ اِسْتِرْجَاعًا وَاِنْ تَقَادَمَ عَھْدَھَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَہٗ یَوْمَ اُصِیْبَ

(ابن ماجہ شریف ابواب الجنائز باب ماجاء فی الصَّبْرِ عَلَی الْمُصِیْبَۃِ حدیث نمبر ۱۶۶۳)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے مصیبت پہنچے اور پھر مصیبت یاد کر کے انا للہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ مصیبت کے دن سے لے کر اس وقت تک اجر دے گا۔

نبی کریم ﷺ کی مصیبت کا خیال:

انسان کو مصائب و آلام کا شکار ہو کر غفلت کا شکار نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے تصورات میں گم ہو جانا چاہیے دیکھیے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے کیسے مصائب و آلام کا شکار ہونا پڑا اور وہ وقت آپ نے کیسے گزارا آیئے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَابًا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّاسِ اَوْکَشَفَ سِتْرًا فَاِذَا النَّاسُ یُصَلُّوْنَ وَرَآءَ اَبِیْ بَکْرٍ فَحَمِدَ اللّٰہَ عَلٰی مَارَاٰی مِنْ حُسْنِ حَالِھِمْ

marfat.com
Marfat.com

وَرَجَآءَ اَنْ یُّخْلِفَهُ اللّٰهُ فِيهِمْ بِالَّذِیْ رَاٰهُمْ۔

فَقَالَ آیَاَیُّهَا النَّاسُ اَیُّمَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ اَوْمِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اُصِیْبَ بِمُصِیْبَةٍ فَلْیَتَعَزَّ بِمُصِیْبَتِهٖ بِیْ عَنِ الْمُصِیْبَةِ الَّتِیْ تُصِیْبُهٗ بِغَیْرِیْ ۔ فَاِنَّ اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِیْ لَنْ یُّصَابَ بِمُصِیْبَةٍ بَعْدِیْ اَشَدَّ عَلَیْهِ مِنْ مُّصِیْبَتِیْ (سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے سے پردہ ہٹایا لوگ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے آپ کو یہ دیکھ کر نہایت ہی مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر کے فرمایا:

پس نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! جس مومن کو مصیبت پہنچے وہ میری مصیبت کا خیال کرے کیونکہ میرے بعد کسی کو مجھ سے زیادہ مصیبت نہ پہنچے گی۔

مصیبت کے وقت کی دعا:

اگر مصیبت آجائے تو اسے برداشت کرنا چاہیے۔غفلت وشعاری سے پرہیز کر کے نیچے والی حدیث مبارکہ میں بیان کی گئی دعا مانگنی چاہیے۔اس پہ اللہ تعالیٰ اجر عظیم اور بدلہ عطا فرماتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ مُّسْلِمٍ یُّصَابُ بِمُصِیْبَةٍ فَیَفْزِعُ اِلٰی مَااَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ مِنْ قَوْلِهٖ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسَبْتُ مُصِیْبَتِیْ فَاْجُرْنِیْ فِیْهَا وَعَوِّضْنِیْ مِنْهَا اِلَّا اَجَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهَا وَعَاضَهٗ خَیْرًا مِنْهَا۔

جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتا ہے اور کہتا ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسَبْتُ مُصِیْبَتِیْ هٰذَا فَاْجُرْنِیْ عَلَیْهَا۔

لیکن میں نے دل میں خیال کیا مجھے ابو سلمہ سے بہتر کون ملے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بدلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا اور مجھے میری مصیبت کا اجر دیا۔ (سنن ابن ماجہ شریف جلد اوّل ابواب الجنائز)

فائدہ:

پس ہر قسم کی مصیبت پہ صبر اختیار کرنا چاہیے۔ بڑھاپے میں انسان کو حق تعالیٰ کی یاد کا وقت میسر آتا ہے اس لیے بڑھاپے کو بھی ضائع ہونے سے بچایئے۔انسان کو عمل کرنے کا موقع ملتا ہے۔انسانی اعضاء بڑھاپے میں گناہوں کے اکثر امور سرانجام دینے سے قاصر رہتا ہے فلہٰذا اس وقت کو بھی غنیمت جانتے ہوئے حق تعالیٰ کو قرب کی طرف سعی کرنی چاہیے۔گزرے لمحات میں

marfat.com
Marfat.com

کمیوں اور کوتاہیوں پر شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

فرمان بابا فریدؒ:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس جہان میں دکھ درد میں بالکل ہی جتلا نہیں ہوتا وہ کبھی بھی کامیابی کی منزل سر نہیں کر سکتا۔ (اسرار الاولیاء، صفحہ ۱۴۱، فصل ۲۲)

اسی طرح بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے دیگر ملفوظات اس موضوع کے متعلق مطالعہ کرنے کا شوق ہو تو اسرار الاولیاء، راحت القلوب اور ہشت بہشت کا مطالعہ فرمائیں نیز ہماری تصنیف لطیف حیات الفرید کا مطالعہ بھی انشاء اللہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔

بڑھاپا ایک حیثیت سے انعام ربانی:

اگر بندہ غور و فکر کرے تو بڑھاپا ایک حیثیت سے انعام ربانی ہے۔ کیونکہ غافل انسان کو اللہ تعالیٰ جب چاہتا غافلانہ حالت میں اٹھا لیتا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے غافلانہ حالت میں اٹھا لینے کی بجائے اسے مہلت دی۔ سنبھلنے کا موقع عطا فرمایا کہ سنبھل جا۔ اب اس کے بعد مزید زندگی کی حرص تو تجھے ہے نہیں کہ اب تو تیرے سامنے موت ناچتی نظر آ رہی ہے۔ اکثر گناہوں کی طرف راغب کرنے والی قوتیں بھی مضمحل ہو چکی ہیں۔ نفسانی خواہشات گناہوں کے متعلق بھی ختم ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپا عطا فرما کر سنبھلنے کا موقع عطا فرمایا ہے۔ تیرے اکثر ساتھی آہستہ آہستہ تجھے داغِ مفارقت دے گئے ہیں۔ اب تو ٹانگیں بھی چوری اور دیگر گناہوں کے اکثر کام سرانجام دینے سے قاصر ہو گئی ہیں۔ آنکھیں نادیدنی چیزوں سے خود بخود ہی بند ہو گئی ہیں یا کم از کم کمزور تو ضرور ہو گئی ہیں۔ ناشنیدنی باتیں اب تو کان بھی نہیں سن سکتے یا کم سنتے ہیں جس وجہ سے ایسی اکثر برائیوں سے بچ گیا ہے اس لیے اب تو اللہ اللہ کیا کر کیونکہ اب اس کے سوا کچھ کرنے سے تیرا جسم ہی مفلوج ہو چکا ہے اسی وقت کو غنیمت جان۔ اکثر گناہوں کی گندگی میں ملوث ہونے والی قوتیں خود بخود کمزور ہو گئی ہیں یا ختم ہو گئی ہیں۔ اس لیے دِن کے متعلقہ گندگیاں خود بخود ہی تیرے جسم سے دور ہو گئی ہیں یہ تیرے لیے انعام ربانی نہیں تو اور کیا ہے توبہ کرنے کے لیے تجھے وقت میسر ہے قرب ربانی کے لیے ذکر حق کی خاطر تیری زبان کام کر رہی ہے۔ زبان کام نہیں بھی کرتی تو دل تو ابھی تک ذکرِ رحمٰن کے لیے حاصل ہے کم از کم دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لے۔

بڑھاپا موت کی خبر:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اس شعر میں بڑھاپے کی کیفیت بیان کی ہے کہ ہر آنے والا لمحہ میری جسمانی کمزوری میں اضافہ کر رہا ہے آنکھیں بینائی سے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔ جسمانی کمزوری انتہائی ہو چکی ہے۔ گویا یہ جسمانی کمزوری خبردار کر رہی ہے کہ اے انسان اس وقت کو یاد کر جب تو جوانی کے دور سے گزر رہا تھا۔ اس وقت تیری جسمانی کیفیت کیا تھی اس وقت سے اب تک مسلسل یہ جسم کمزور ہو رہا ہے حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ تجھے تیرے تمام اعضاء ہی جواب دے جائیں گے اور موت آ جائے گی کیونکہ انسان کی ظاہری زندگی کی ابتدا پیدائش سے ہے اور انتہا موت ہے۔ گویا بڑھاپا موت کا پیش خیمہ ہے۔ جس طرح اب بڑھاپے سے جان چھوٹتی نظر نہیں آ رہی بلکہ کمزوری غالب آتی جا رہی ہے اسی طرح موت سے بھی جان نہیں چھوٹے

marfat.com
Marfat.com

کی پھر تو نے اپنی ساری زندگی میں جو کام سرانجام دیئے ہیں ان کا حساب ہوگا۔ گویا بڑھاپا انسان کو آگاہ کرتا ہے کہ اے انسان اب کب تک تو زندہ رہے گا تیرے جسمانی اعضاء آہستہ آہستہ کام کرنا بند کردیں گے وہ وقت آنے سے پہلے سنبھل جا۔ جیسے ایک آدمی امتحانی پرچہ دے رہا ہو۔ گھڑی اس کے پاس ہو وہ وقت دیکھتا ہے تو مناسب وقت میں محتاط طریقے سے مکمل پرچہ حل کرلے گا اور اگر وقت معلوم کرنے کے لیے گھڑی نہ ہو وقت ضائع کر بیٹھے تو وقت ہونے پر پرچہ چھین لیا جائے گا نتیجہ فیل کی صورت میں نکلے گا۔ بڑھاپا انسان کو موت کا وقت قریب آنے کا احساس دلاتا رہتا ہے۔ پھر بھی کوئی محتاط نہ ہو تو بالآخر موت آنے پر سب کچھ چھین لیا جائے گا جو سراسر زیاں کا سبب ہوگا۔ بڑھاپا انسان کو اس جہان فانی سے کوچ کا احساس دلاتا رہتا ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا سو در سچا سیو ، جت مکلو بنی جاہ   رج مستک ہڈ کھوہ ، عمل نہ وکن کھاہ

حل لغات:

★ سو: وہ۔ ★ در: دروازہ۔ ★ سچا: سچا بمعنی حق کا۔ ★ سیو: سمجھ، جان سمجھ لیجئے، جان لیجئے۔ ★ فریدا: اے فرید۔
★ جت: جہاں، جس جگہ۔ ★ مکلو: کھلا، کھلی۔ ★ جاہ: جگہ۔ ★ رج: چوڑا۔ ★ مستک: پیشانی ماتھا۔ ★ ہڈ: بڑی ہڈی مراد جسم۔
★ کھوہ: کنواں۔ ★ عمل: جسم سے ظاہر ہونے والے اعمال۔ ★ وکن: فروخت ہوں بمعنی ملیں۔ ★ کھاہ: بمعنی کھیہہ یعنی مٹی۔

ترجمہ:

(۱) اے فرید! وہی دوارہ سچا سمجھ لیجئے۔ جہاں وسیع اور کھلی جگہ میسر آجائے۔ پیشانی چوڑی اور کھلی ہو۔ یعنی خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرسکیں اور اعمال مٹی میں ضائع نہ ہوں۔

(۲) اے فرید! وہی مقام حق تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ دروازہ سمجھ لیجئے جہاں وسیع اور کھلی جگہ مل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے کوئی چیز بھی روکاوٹ نہ بنے۔ پیشانی چوڑی اور کھلی ہو یعنی ہمہ وقت خوشی خوشی سے حق تعالیٰ کی عبادت کریں، دل دریا ہو کہ ہمہ وقت دل اللہ تعالیٰ کی یاد و صفات میں مستغرق رہے اور اعمال وہاں مٹی میں نہ ملیں۔ یعنی اعمال ضائع نہ ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمہ قسم کے اچھے اعمال شرف قبولیت سے نوازے جاتے ہیں معمولی سے معمولی نیکی کا بھی ایک مقام ہے وہ اللہ ضائع نہیں کرتا۔

ہجرت:

مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا مکہ مکرمہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا اسی مقصد کے حصول کے لیے ہی تھا کہ کفار مسلمانوں کو ہر حربہ استعمال کرکے راہ حق کے سفر سے روکنا چاہتے تھے۔ کفار چاہتے تھے کہ ہر وہ حربہ استعمال کرنا چاہیے جس سے مسلمان اسلام چھوڑ دیں اور اپنے سابقہ مذہب کی طرف واپس پلٹ جائیں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی حفاظت کے لیے مکہ سے ہجرت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

marfat.com
Marfat.com

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ہجرت کے عوامل ومحرکات:

پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ضیاء النبی شریف میں بیان فرماتے ہیں کہ

کئی سال تک رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی سرگرمیاں حرم مکہ تک محدود رہیں یہاں کے اصلی باشندے یا باہر سے یہاں آنے والے لوگ ہی حضور کے مخاطب تھے لیکن وہ دین جو صرف اہل مکہ یا جزیرہ عرب کے مکینوں کی تقدیر بدلنے کے لیے نہیں آیا تھا بلکہ جس نے سارے عالم انسانیت کو عقیدے اور عمل کی گمراہیوں سے نکال کر ہدایت کی شاہراہ پر گامزن کرنا تھا، زندگی کے فکری، نظری اور عملی گوشوں کو نور حق سے منور کرنا تھا وہ کیونکر ایک تنگ گوشہ میں محدود رکھا جاسکتا تھا اس کی فطرت اپنے ظہور کے لیے وسیع آفاق کی متلاشی تھی۔ اسے اپنی گوناں برکات کے اظہار کے لیے بہت کشادہ میدانوں کی ضرورت تھی۔

مکہ کے رئیسوں نے اس نعمت عظمیٰ کی قدر نہ پہچانی بجائے اس کے کہ وہ اس ہادی برحق کے قدموں میں اپنے دیدۂ دل فرش راہ کرتے اور اس دعوت کو قبول کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ عقل کے ان اندھوں نے بڑی بے دردی سے اس دعوت کو ٹھکرا دیا اور اس داعی صادق کی راہ میں چٹان بن کر کھڑے ہو گئے۔ وہ سلیم الفطرت افراد جنہوں نے اس کلمہ توحید کو قبول کیا اہل مکہ نے ان پر ظلم وتشدد کی انتہا کر دی۔ ان کی ستم کیشیوں نے جادۂ حق کے ان خوش بخت مسافروں پر جینا حرام کر دیا۔ ان کے ترکش جفاء میں ظلم وستم کے جتنے تیر تھے۔ انہوں نے ان بندگان خدا پر خوب دل کھول کر آزمائے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات باوجود اپنے ذاتی کمالات باوجود اپنی خاندانی وجاہت وسیادت کے ان کی دست درازیوں سے مستثنیٰ نہ تھی۔ ان کا اندھا تعصب تبلیغ اسلام کی راہ میں ایک سنگین چٹان بن کر حائل ہو گیا۔ حبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ان پاکبازوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی۔ جس کا ایک نتیجہ تو یہ نکلا کہ ان مظلوموں کو ایک ایسا گوشہ عافیت مل گیا جہاں وہ آزادی سے اپنے خالق ومالک کی عبادت کا شوق پورا کر سکتے تھے اور عزت کی زندگی بسر کر سکتے تھے نیز انہیں یہ موقع مل گیا کہ جزیرہ عرب سے باہر حبشہ کے ملک میں اپنے دین کی تبلیغ کر سکیں اور بھٹکی ہوئی مخلوق کو راہ راست دکھا سکیں نیز اپنے اخلاق حسنہ، طرز عمل، بلند نظریات اور پاکیزہ کردار سے اسلام کی حقانیت پر گواہی دے سکیں۔

(ضیاء النبی جلد سوم، ص ۴۰۔۳۹)

ستر سے زیادہ اہل وفا کی بیعت:

جب اللہ تعالیٰ نے مکہ سے اڑھائی تین سو میل دور یثرب نامی ایک بستی کے مکینوں کے دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دی اور ستر سے زائد اہل وفا نے ایام تشریق میں منیٰ کی ایک گھاٹی کے دامن میں نصف شب کے بعد اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی اور ہر دشمن سے اپنے آقا کا دفاع کرنے کے لیے جان ومال کی بازی لگا دینے کا عہد کیا تو مکہ کے ستم رسیدہ مسلمانوں کو ایک نئی پناہ گاہ مل گئی۔ جہاں وہ عزت وآرام سے اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق زندگی بسر کر سکتے تھے۔

اہل مکہ کو جب یثرب والوں کے مسلمان ہونے کا علم ہوا تو یہ خبر ان پر بجلی بن کر گری اور مسلمانوں پر انہوں نے جبر وتشدد کی مہم از سر نو بڑی تیزی سے شروع کر دی تو حضور سے صحابہ نے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے تھے چند روز سکوت اختیار فرمایا ایک روز حضور مسکراتے ہوئے صحابہ کے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا "مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارا مقام ہجرت یثرب ہے جو ہجرت کا ارادہ رکھتا ہو وہ یثرب چلا جائے۔"

marfat.com
Marfat.com

یوں مدینہ کی طرف صحابہ کی ہجرت کا آغاز ہوا۔ (ضیاء النبی، جلد ۳، ص ۴۲)

نبی کریم ﷺ کی ہجرت کی حکمتیں:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے اسرار بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال رقمطراز ہیں کہ

عقدہ قومیت مسلم کشود   از وطن آقائے ما ہجرت نمود

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وطن سے ہجرت فرما کر مسلمان قومیت کے عقدہ کی گرہ کھول دی۔

حکمتش یک ملت گیتی نورد   بر اساس کلمہ تعمیر کرد

حضور کی حکمت نے کلمہ توحید کی بنیاد پر ایک ایسی ملت تعمیر فرمائی جو عالمگیر تھی۔

تا ز بخشش ہائے آن سلطان دیں   مسجد ما شد ہمہ روئے زمین

یہاں تک کہ دین کے اس بادشاہ کی جود وسخا کے طفیل ساری روئے زمین ہماری مسجد بنا دی۔

آنکہ در قرآن خدا او را ستود   آنکہ حفظ جاں او موعود بود

وہ ذات اقدس جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی ہے اور اس کی جان کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

دشمناں بے دست و پا از ہیبتش   لرزہ بر تن از شکوہ فطرتش

اس کی ہیبت سے دشمن ہر وقت بے دست و پا رہتے تھے اور جس کی فطرت کے دبدبہ سے ان پر لرزہ طاری رہتا تھا۔

پس چرا از مسکن آبا گریخت؟   تو گماں داری کہ از اعداء گریخت

بایں ہمہ حضور نے اپنے آبائی وطن سے کیوں رخت سفر باندھا۔ تیرا یہ گمان ہے کہ حضور دشمنوں کے خوف سے ڈر کر بھاگ گئے

قصہ گویاں حق ز ما پوشیدہ اند   معنی ہجرت غلط فہمیدہ اند

ہجرت کا واقعہ بیان کرنے والوں نے حق کو ہم سے چھپالیا اور ہجرت کا غلط معنی سمجھا۔

(ضیاء النبی جلد سوم، ص ۴۳۔۴۲، بحوالہ رموز بے خودی)

فائدہ:

اسی لیے یہ گمان کرنا سراسر غلط ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے خوف اور ڈر سے مکے کو چھوڑا اور وہاں سے بہت دور یثرب کی ایک بستی میں جا اقامت گزیں ہو گئے۔ جس کا اللہ محافظ ہو، جس کا اللہ مددگار ہو۔ اس کو کسی دشمن کا کیا خوف

marfat.com
Marfat.com

ہوسکتا ہے اور کیا بڑے سے بڑا دشمن اسے گزند پہنچا سکتا ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تیرا سالہ مکی زندگی کا ہر دن حضور کی بہادری اور شجاعت پر شاہد عدل ہے۔ اس عرصہ میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں حضور نے ہزاروں زہرہ گداز مشکلات کا سامنا کیا۔ لیکن ہر موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے ایسی شجاعت و استقامت کا مظاہرہ کیا کہ دشمن بھی انگشت بدنداں رہ جاتے۔ ان کے بغض وعناد کے اسلحہ خانہ میں کون سا ایسا مہلک ہتھیار تھا جو انہوں نے ہادی برحق کے خلاف نہ آزمایا ہو۔ مکہ کی سنگلاخ وادیاں ہوں یا طائف کے کوچہ وبازار، شعب ابی طالب میں محصوری کے تین سال ہوں یا حرم کعبہ کا کوئی گوشہ راہِ حق کے اس مسافر کا قدم کبھی نہیں پھسلا، منزل توحید کا یہ راہی مشکل ترین حالات میں اپنی منزل سے کبھی بدظن نہیں ہوا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی وجہ یہ تھی کہ مکہ کے ماحول میں جہاں کفر وشرک کے تنگ دل اور سنگدل پرستاروں کو بالادستی حاصل تھی وہاں دعوت توحید کا شجر بار آور نہیں ہوسکتا تھا۔ خاندانی برتری کا بھوت جہاں سروں پر سوار تھا وہاں اسلامی مساوات کا نظریہ کیونکر نشوونما پا سکتا ہے۔ جہاں دولت اور طاقت کی نخوت کے باعث عظمت انسانی کی ساری قدریں پامال ہوتی رہتی ہیں۔ وہاں اسلامی عدل واحسان کے اصولوں کو کیونکر پذیرائی حاصل ہوسکتی تھی۔ جہاں سرمایہ دارانہ نظام کی چیرہ دستیوں نے سارے معاشرہ کو غریب وامیر دو طبقوں میں تقسیم کردیا ہو۔ وہاں اسلام کے کریمانہ اور فیاضانہ نظام معیشت پر عمل کیونکر ممکن تھا۔ جہاں ہر شخص اپنے قبیلہ کی قوت وطاقت کے بل بوتے پر ہر ظلم روا رکھتا ہو۔ وہاں انصاف کے نازک نظام کو کیونکر عملی جامہ پہنایا جاسکتا تھا۔ جہاں غریبوں اور زیر دستوں کو ستانا اور لوٹنا سیادت کی نشانی ہو، جہاں مے خواری اور قمار بازی، دولت وثروت کی علامت ہو، جہاں فسق وفجور کا ارتکاب متمول خاندانوں کے نوجوانوں کا محبوب ترین مشغلہ ہو، جہاں قحبہ گر عورتوں کے گھروں پر جھنڈے جھولتے ہوں وہاں اسلام کے اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور انسانیت پرور نظام حیات کا نفاذ کیونکر ممکن تھا۔

اس لیے ضروری تھا کہ رہبر نوع انسانی ایک ایسے مقام کو اپنی رہائش کے لیے اختیار کرکے جہاں کی آزاد فضا میں اسلام اپنے تمام قواعد، قوانین، اخلاقی ضوابط اور سیاسی عادلانہ اصولوں کو بآسانی نافذ کرسکے۔ (ضیاء النبی جلد ۳، ص ۴۴۔۴۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو ہجرت کی اجازت:

حضرت علامہ نور بخش توکلی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ قریش کی اذیت رسانی کے سبب سے اب مکہ میں مسلمانوں کا قیام نہایت دشوار ہوگیا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ہجرت کر کے چلے جاؤ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفرق طور پر رفتہ رفتہ چوری چھپے مدینہ پہنچ گئے۔ اور مکہ میں حضور انور فداک ابی و امی کے علاوہ حضرات ابوبکر وعلی اور کچھ بیمار وعاجز رہ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اجازت مانگی تو حضور نے فرمایا "امید ہے کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔"

عرض کیا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ امید ہے؟

فرمایا: ہاں

یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمراہی کی امید پر حاضر خدمت رہے۔ (سیرت رسول عربی، ص ۹۷)

دارالندوہ میں کفار کا اجتماع:

قریش نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب باہر مدینہ میں جا کر ملے ہو گئے ہیں اور مہاجرین مکہ کو

marfat.com
Marfat.com

انصار نے اپنی حمایت و پناہ میں لے لیا ہے۔تو وہ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی وہاں چلے جائیں اور اپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر حملہ آور ہوں۔اس لیے تمام قبائل قریش کے سردار عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ، ابوسفیان، طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود، ابوجہل، بنیہ ومنبہ پسران حجاج اور امیہ بن خلف وغیرہ دارالندوہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے۔ابلیس لعین بھی کمبل اوڑھے اور شیخ پارسا کی صورت بنائے دروازہ پر آموجود ہوا۔

انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟

بولا: میں نجدیوں سے ایک شیخ ہوں۔میں نے سن لیا ہے جس امر کے لیے تم جمع ہوئے ہو۔اس لیے میں بھی حاضر ہوا ہوں تا کہ سنوں کہ تم کیا کہتے ہو۔اور مجھے تم سے اپنی رائے اور نصیحت سے بھی دریغ نہ ہوگا۔

وہ بولے: بہت اچھا۔آیئے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ایک بولا کہ اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دو اور کھانے پینے کو کچھ نہ دو خود ہلاک ہو جائے گا۔

شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے اچھی نہیں۔اللہ کی قسم! اگر تم اس کو اس طرح کوٹھڑی میں قید بھی کر دو تو اس کی خبر بند دروازے میں سے اس کے اصحاب تک پہنچ جائے گی۔وہ تم پر حملہ کر کے اس کو چھڑا لیں گے۔

دوسرا بولا کہ اس کو شہر سے نکال دو۔جہاں چاہے چلا جائے۔ہمیں اس کا خوف نہ رہے گا۔

شیخ نجدی نے کہا: اللہ کی قسم! یہ رائے اچھی نہیں۔کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کا کلام کیسا شیریں اور دلفریب ہے۔اگر تم ایسا کرو گے تو ممکن ہے وہ کسی قبیلہ میں چلا جائے اور اپنے کلام سے اسے اپنا تابع بنا لے اور پھر انہیں ساتھ لے کر تم پر حملہ کر دے۔

ابوجہل بولا: میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو ابتک کسی کو نہیں سوجھی۔

انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے۔

ابوجہل نے کہا: وہ یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جوان لیں اور ہر نوجوان کے ہاتھ میں ایک تیز تلوار دے دیں پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں۔اس طرح جرم خون تمام قبائل پر عائد ہوگا۔عبد مناف کی اولاد تمام قبائل سے لڑ نہیں سکتی۔اس لیے وہ خون بہا پر راضی ہو جائیں گے اور ہم آسانی سے خون بہا دے دیں گے۔

یہ سن کر شیخ نجدی بولا: یہی بات درست ہے۔اس کے سوا کوئی اور رائے نہیں۔

سب نے اس رائے پر اتفاق کیا اور مجلس برخواست ہوگئی۔

قرآن مجید کی آیۂ ذیل میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ط وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ○ (سورۃ انفال آیت نمبر ۳۰)

اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔ (کنزالایمان)

marfat.com
Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت:

جب قریش قتل پر اتفاق کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو حضرت جبرئیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور قریش کے ارادہ کی آپ کو اطلاع دی اور عرض کیا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں۔ عین دو پہر کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ دروازے پر دستک دی۔ اجازت کے بعد اندر داخل ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جو تمہارے پاس ہیں ان کو نکال دو۔"

حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کے اہل کے سوا کوئی اور نہیں"

آپ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت ہوگئی ہے۔

حضرت صدیق نے عرض کیا "یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان میں آپ کی ہمراہی چاہتا ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا۔ (سیرت رسول عربی، ص ۱۰۰-۹۹)

فائدہ:

ہجرت کے واقعہ کی تفصیلات کے لیے کتب سیرت کا مطالعہ کیجئے۔

حق تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ دوارہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شلوک مبارک میں بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے وسیع اور کھلی جگہ جہاں بھی میسر ہو جائے وہی حق تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ دوارہ سمجھ کر قبول کر لینا چاہیے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکۃ المکرمہ سے بہت پیار تھا جیسا کہ احادیث میں بیان ہوا مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ آپ نے یثرب (بیماریوں کے گھر) کی خاک کو خاک شفا کرنا تھا۔ وہاں عبادت کرنے سے روکاوٹیں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا حق تعالیٰ نے ہجرت کی اجازت عطا فرمائی تو وہی ہجرت سے مدینۃ المنورہ بن گیا۔

وہاں کی خاک بیماریوں کا گھر نہیں بلکہ خاک شفا بن گئی۔ تنگیوں کے مقام خصوصاً کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں رکاوٹیں آئیں۔ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہجرت کرنا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے فلہذا وہاں سے ہجرت کر کے ایسی جگہ چلے جانا چاہیے کہ حق تعالیٰ کی عبادت اچھے ماحول میں کر سکیں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں اعمال مٹی میں مل جائیں۔ عقیدہ میں فرق پڑے۔

-----☆☆☆-----

فریدا سے داڑھیاں کوڑ دیاں، جو شیطان بھچن   اہرن تلے و دان جیوں، دوزخ کھڑ دھریئن

حل لغات:

★ سے: کافی ساری، بہت سی، سینکڑوں۔ ★ داڑھیاں: داڑھی کی جمع۔ ★ کوڑ: جھوٹ۔ ★ کوڑ دیاں: جھوٹ موٹ کی۔ ★ شیطان: نافرمان، سرکش، شریر، مردود، ... ابلیس ... ★ بھچن: ورغلائیں، بہکائیں۔

marfat.com
Marfat.com

★ اہرن: لوہاروں کا لوہے کی بڑی سی سل کہ جس پر رکھ کر لوہا کوٹا جاتا ہے۔ ★ تلے: نیچے۔ ★ ودان: لوہاروں کا ہتھیار کہ اہرن پہ لوہا رکھ کر ہتھوڑے کی مانند بڑا سا لوہے کا بنا ہوا کہ جس سے لوہا کوٹا جاتا ہے۔ ★ جیوں: جیسے۔ ★ دوزخ: حساب کتاب کے بعد جہاں اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو سزا دے گا۔ ★ کھڑ دھریئن: جا پہنچاتے ہیں۔

ترجمہ:

سینکڑوں داڑھیاں جھوٹ موٹ کی رکھی ہوئی ہوتی ہیں محض لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے رکھی ہوتی ہیں۔ جو کہ شیطان کو بھی بہکا لیا کرتی ہیں جیسے لوہے کے بڑے ہتھوڑے جسے ودان کہا جاتا ہے کے نیچے لوہا ایسی ہی جھوٹ موٹ کی بعض داڑھیاں انسان کو دوزخ میں پہنچا دیں گی۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دکھاوے کے اعمال کی حقیقت بیان فرمائی اسی طرح ظاہری شکل وصورت اور بد باطنی کی حقیقت واضح فرمائی ہے کہ جیسے کہا جاتا ہے کہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی، ہر اچھی نظر آنے والی چیز اچھی نہیں ہوتی۔ ہر خوبصورتی کا شاہکار چیز ضروری نہیں کہ وہ حقیقت میں بھی خوبصورت ہو۔ مثلاً پیتل یا کسی بھی دھات پہ سونا کی ملمع کاری کیا ہوا زیور اصلی سونے کے زیور سے بھی بعض اوقات زیادہ خوبصورت نظر آتا ہے مگر حقیقت اس سے کوسوں دور ہے۔ کئی دفعہ کا ہمارا مشاہدہ ہے کہ بعض انسان بظاہر ہمیں بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر جب ان کی حقیقت سے آشنائی حاصل ہوتی ہے تو ہم کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ سانپ بعض اوقات نہایت خوبصورت رسی معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت کیا ہے یہ بات کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔ اسی طرح چہرے پہ داڑھی بڑی خوبصورت لباس بزرگوں جیسا، زبان پہ بزرگانہ کلام مگر بعض اوقات یہ سب ظاہری چیزیں انسان کو دھوکے میں ڈال دیتی ہیں۔ جب حقیقت معلوم ہوتی ہے تو انسانیت بے اختیار پکار اٹھتی ہے کہ الامان والحفیظ۔ مثلاً سکھ جو اپنے مذہب کا پابند ہوتا ہے اسے دور سے دیکھ کر ان کی داڑھی دیکھ کر مسلمان عالم کا گمان ہوتا ہے مگر حقیقت کیا ہے؟ اسی طرح بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ محض داڑھی دیکھ کر دھوکے میں نہ آجانا۔ اس کی حقیقت معلوم کرنا پھر اعتماد کرنا فرمایا کہ اے فرید! کافی داڑھیاں بظاہر خوبصورت نظر آنے والی داڑھیاں حقیقت میں جھوٹ موٹ کی داڑھیاں ہیں حقیقت سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ وہ انسانوں کو دھوکہ دینے کے لیے رکھی ہوئی ہیں اپنے فن میں ان داڑھیوں والے اتنے پختہ ہیں کہ انہیں دیکھ کر شیطان بھی بہکاوے میں آسکتا ہے۔ ان کی گمراہی کا یہ حال ہے کہ جیسے اہرن کے اوپر ودان کے نیچے جو حشر لوہے کی چیز کا ہوتا ہے اس سے بھی برا حشر دوزخ میں پہنچنے والوں کا ہوگا۔ یہی حشر ایسی جھوٹ موٹ کی فریب کے طور پر رکھی ہوئی داڑھیوں والے انسان کو دوزخ کے راستے پہ ڈال کر دوزخ میں پہنچا کر دم لیں گے اس لیے خدارا آج وقت ہے کہ ایسے بہروپیوں کے بہروپ کو پہچاننے کی کوشش کیجئے تاکہ ان کے بہروپ کو سمجھ کر ان سے دوری اختیار کی جائے۔ اور دوزخ سے نجات کا سامان کیا جائے۔

مذہبی بہروپیئے:

میرے بزرگو! دوستو! آج بھی مختلف بہروپ میں بہروپیے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں بظاہر شکل وصورت کے لحاظ سے فرشتہ صفت انسان نظر آتے ہیں۔ اخلاق سے دل موہ لیتے ہیں۔ ان کی گفتار کی مٹھاس دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔ ان کا راہ ورسم

marfat.com
Marfat.com

انسان کو گرویدہ کر لیتا ہے۔ ان کا ظاہری بہروپ انسان کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ جیسے یہ کوئی انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ مگر ان کی بدباطنی انسان کو لے ڈوبتی ہے۔

خدارا ایسے مذہبی بہروپیوں سے بچیئے جو بظاہر تو بااخلاق نظر آتے ہیں جب تک انہیں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہمارے چنگل میں پھنس جائے گا اس وقت تک ان سے زیادہ پیار کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا مگر جونہی ناامید ہوتے ہیں کہ یہ ہمارے ہتھکنڈوں میں آنے والا نہیں تو وہی خونخوار بھیڑیوں کی کھال میں ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ دشمنی کا کردار بھی اسی انداز سے کرتے ہیں۔ اگر ان کا بس نہ چلے تو پھر چلتے پھرتے ہوئے سلام کرنا تو کجا سلام کا جواب بھی نہ دیں گے۔ سامنے سے آتا ہوا دیکھ کر نفرت کی بنا پر راستہ ہی بدل لیں گے اگر راستہ بدلنا ممکن نہ ہو تو کم از کم چہرہ دوسری طرف پھیر لیں گے۔

خدارا! ایسے مذہبی بہروپیوں سے بچیئے کہیں ان کا بہروپ تجھے حقیقت سے دور نہ کر دے بعض ایسے بھی مذہبی بہروپیئے نظر آئیں گے جو بظاہر تو بڑے دیندار نظر آئیں گے۔

مگر باطنی طور پر ان پہ دنیاداری کا غلبہ ہوگا۔ اس لیے ایسے مذہبی بہروپیوں سے بھی بچنے کی سعی کیجئے مختصر یہ کہ اللہ والوں کا قرب حاصل کیجئے یہی وہ آسان اور سیدھا راستہ ہے ہم جسے اختیار کر کے صراط مستقیم پہ گامزن ہو سکتے ہیں۔

فریب کاروں سے بچنا:

اس لیے محض ریا کے طور پر داڑھی رکھنے والوں محض فیشن کے طور پر داڑھیاں رکھنے والوں، محض ظاہری داڑھی والے دیکھ کر بزرگ نہ سمجھ لیجئے کیونکہ بعض اوقات رہنما کے رنگ میں رہزن بھی ہوتے ہیں۔ رہنما کے رنگ میں جو رہزن ہیں ان پہ نظر رکھیئے ان کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کیجئے ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی فلہٰذا محض ظاہری سب کچھ نہیں ہوتا بلکہ ظاہر اور باطن جدا جدا بھی ہو سکتے ہیں۔ محض ظاہر خوش نمائی دیکھ کر لٹو نہ ہو جانا۔ محض داڑھی والا ہی دیکھ کر اسے صراط مستقیم پہ چلنے والا نہ سمجھ لینا اس کی تحقیق کرنا ضروری ہے کہ کہیں بھلے مانس کے روپ میں شکاری تو نہیں، کہیں رہنما کے روپ میں کوئی رہزن تو نہیں۔ کہیں مسلمان بزرگ کے روپ میں کوئی بدمذھب تو نہیں۔ کہیں مسلمان عالم کے روپ میں کوئی سکھ یا کوئی دوسرا کافر تو نہیں۔

نتیجہ:

فلہٰذا داڑھی والا، جبے والا دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا اس کی تحقیق کر لینا ضروری ہے۔ بدمذہب اور کافر تجھے اپنے ہی رنگ میں رنگ لے گا اس لیے خبردار دوزخ کی طرف لے جانے والوں سے بچنا ہے خواہ وہ کسی بھی روپ میں ہوں ان کے روپ کو نہیں دیکھنا ان کے باطن اور ان کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنا ہے۔ ورنہ وہ دوزخ کی طرف جانے والی سڑک پہ چڑھا کر انگلی پکڑ کر خود بھی جہنم کی طرف جائیں گے تجھے بھی اسی طرف بلائیں گے۔ اور دوزخ میں پہنچا کر دم لیں گے۔ فلہٰذا ہر ایک کی حقیقت جاننے کی کوشش کر محض ظاہری شکل وصورت دیکھ کر اسے ویسا ہی نہ سمجھ لے۔ ورنہ کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ:

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

marfat.com

Marfat.com

فریدا ایسا ہوئے رہو ، جیسا ککھ مسیت　　پیراں تلے لتاڑیئے ، کدے نہ چھوڑے پریت

حل لغات:

★ ایسا ہوئے: ایسا ہو کے۔ ★ رہو: رہ۔ ★ جیسا: جیسے، جیسا کہ۔ ★ ککھ: تنکا۔ ★ مسیت: مسجد۔ ★ پیراں: پاؤں (کے)۔ ★ تلے: نیچے۔ ★ لتاڑیئے: روندتے ہیں۔ ★ کدے: کبھی بھی۔ ★ نہ چھوڑے: نہیں چھوڑتا۔ ★ پریت: دوستی، محبت۔

ترجمہ:

اے فرید! مسجد کے تنکے کی مانند بن کر اس جہان فانی میں زندگی گزار کیونکہ ہم مسجد کے تنکے کو اپنے پاؤں کے نیچے روندتے ہیں وہ پھر بھی ہم سے تعلق نہیں توڑتا یعنی جہاں ہم بیٹھے ہوں وہاں سے ہمارے نیچے سے اِدھر اُدھر نہیں ہوتا۔ وہ پھر بھی دوستی قائم رکھتا ہے۔ دوستی چھوڑتا نہیں۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں عاجزی کا درس دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ عاجزی اختیار کیجئے اسی میں آپ کی بھلائی ہے کیونکہ مالک وخالق کے حضور عاجزی اختیار کرنا خالق و مالک کے محبوب پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کی سنت مبارکہ ہے اور فخر، غرور اور تکبر اپنانا ابلیس لعین شیطان کی ریت ہے۔ پیغمبرانہ روش اپنانا حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے اور ابلیسی اور شیطانی روش اپنانا حق تعالیٰ کی بارگاہ سے راندے جانے کا سبب ہے۔ اس لیے عاجزی اختیار کیجئے۔

تشبیہ کے رنگ میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔

اے فرید! ایسے ہو جا جیسے مسجد میں پڑا ہوا تنکا ہوتا ہے کہ وہ ہمارے پاؤں میں پڑا رہتا ہے ہمیں تکلیف نہیں دیتا بلکہ تکالیف سے نجات کا سبب بنتا ہے۔ وہ یہ نہیں کرتا کہ یہ لوگ مجھے پاؤں تلے روندتے ہیں اس لیے یہاں سے چلا جاؤں۔ وہ ایسی سوچ بھی نہیں سوچتا بلکہ مسجد اور مسجد میں آنے والوں سے پریت یعنی تعلق نہیں توڑتا۔ بلکہ محبوب کی خاطر سب نرمی، گرمی، سختی، تکلیف، مصیبت، بے آرامی سب کچھ قبول کرتا ہے مگر محبوب سے دوری قبول نہیں کرتا۔ اسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اپنے دکھ، تکلیف، مصائب و آلام، سختی، نرمی، گرمی، بے آرامی سب کچھ محبوب کی خاطر قبول کر لیں مگر اپنا تعلق حق تعالیٰ سے قائم رکھیں۔

صبر کی فضیلت:

اس سلسلے میں ہمیں جتنی بھی تکالیف کا سامنا کرنا پڑے ہمیں صبر و تحمل سے برداشت سے کام لینا چاہیے۔ بے صبری کا اظہار قطعاً مناسب نہیں۔

صبر پیغمبروں کا طریقہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کی حکایت بیان کرتے تھے آپ نے فرمایا اس پیغمبر کی قوم نے اسے مارا اور لہولہان کر دیا وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتا جاتا تھا اور کہتا تھا اے اللہ! میری قوم کو بخش دے [illegible] وہ نہیں جانتے۔

marfat.com
Marfat.com

(مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر)

حدیث شریف:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے لیے تعجب ہے کہ تمام بہتر شان اس لیے ہے اور یہ شان کسی کے لیے نہیں مگر صرف مسلمان کے لیے ہے اس لیے کہ اگر اس کو خوشی پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے یہ شکر اس لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے یہ صبر اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر)

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شلوک میں بیان فرماتے ہیں کہ صبر کا درس سیکھنا چاہتا ہے اور صبر کی حقیقت سے آشنائی چاہتا ہے تو مسجد میں پڑے ہوئے تنکوں کو دیکھ۔ مسجد میں بچھی ہوئی صفوں اور دریوں کی حقیقت پہ غور کر۔ لوگ مسجد میں آتے ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ صفوں اور دریوں پہ بیٹھتے ہیں چلتے ہیں۔ مگر اس میں پڑے ہوئے تنکے جو کہ ان کے دور میں اکثر لوگ مساجد کے فرش پہ ڈال دیا کرتے تھے تاکہ لوگ مسجد میں سکون سے یادِ حق میں مشغول ہو سکیں انہیں کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اب جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ان میں نرمی آتی جاتی لوگوں کے سکون میں اضافہ ہوتا جاتا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مسجد میں پڑے ہوئے تنکوں سے صبر کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کر۔ یہی تنکے پہلے پہل جب ڈالے جاتے ہیں تو ان میں قدرے سختی بھی ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ وہ باقیماندہ سختی بھی نرمی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لوگوں کو سکون میسر آتا ہے۔ تکلیف نہیں ہوتی پرسکون حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ وہاں پہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں حاصل ہوتی رہتی ہیں ہمہ وقت وہ تنکے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں اور انوار و تجلیات میں ہوتے ہیں تو ان کی نرمی میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ ان میں یہ سوچ کبھی پیدا نہیں ہوئی کہ لوگوں کے لتھاڑنے کی وجہ سے جو تکلیف ہوتی ہے اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے یہاں سے بھاگ جائیں ہمیں اس تکلیف سے نجات حاصل ہو گی مگر نہیں وہاں یہ سب تکلیف اس لیے برداشت کر رہے ہیں کہ ان پہ حق تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی رہے۔ ہمارے پاس ہمارے اردگرد اور ہم پہ بیٹھ کر چل پھر کر، کھڑے ہو کر ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا رہے۔ اور ہم پہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں دکھ، تکلیف اور مصیبتیں برداشت کر کے بھی حق تعالیٰ کے قرب کے ذرائع حاصل کرنے چاہئیں۔ حالانکہ تنکے ہماری طرح کا عقل و فہم بھی نہیں رکھتے جبکہ ہم عقل و فہم کی دولت سے بھی مالا مال ہیں۔ تنکے اشرف المخلوقات بھی نہیں ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اشرف المخلوق بھی بنایا ہے اس لیے ہم پہ بدرجہ اولیٰ لازم ہے کہ ہم ہر وہ کام کریں کہ جس سے مخلوقِ خدا کو سکھ سکون اور آرام و چین نصیب ہو ہمارا ہر آئندہ لمحہ پہلے سے بہتر ہونا چاہیے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا ایسا ہو رہو ، جیسے ککھ مسیت　　پیراں ہیٹھ لتاڑیئے ، صاحب نال پریت

حل لغات:

★ پیراں: پاؤں (کے)۔ ★ ہیٹھ: نیچے، تلے۔ ★ صاحب: دوست، ساتھی، مالک، آقا، کلمہ تعظیم وغیرہ۔ ★ نال: ساتھ۔ ★ پریت: دوستی، پیار، محبت، تعلق۔

ترجمہ:

اے فرید! اس جہان فانی میں اس طرح زندگی گزار جیسے مسجد کا تنکا زندگی گزارتا ہے کہ ہمارے پاؤں تلے روندا جاتا ہے مگر پھر بھی اپنے مالک وخالق کے ساتھ تعلق قائم رکھتا ہے۔ تکالیف ومصائب سے تنگ آ کر وہ اپنا تعلق نہیں توڑتا۔ بلکہ پھر اپنے محبوب سے تعلق قائم رکھے ہوئے ہے۔

مطلب:

یہ شعر بھی پہلے شعر سے ملتا جلتا ہے اس شعر میں بھی بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ عاجزی اختیار کرنے کا سبق دیا ہے نیز عاجزی اختیار کرنے کے فوائد بھی بیان کیے ہیں کہ اگر ہم مسجد کے تنکے کی مانند چند روزہ دنیا میں دکھ تکالیف برداشت کرنے کے باوجود عاجزانہ رویہ اختیار کر کے اپنے مالک وخالق کو راضی کر لیں گے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے خصوصی انعامات سے نوازا جائے جیسے وہ تنکا جو مسجد میں پڑا ہوتا ہے۔ ہم اسے پاؤں تلے روندتے ہیں اس کے باوجود وہ دکھ تکلیف برداشت کرتا ہے تو اس کا تعلق حق تعالیٰ سے قائم رہتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم بھی عاجزی اختیار کریں گے تو ہمارا تعلق بھی حق تعالیٰ سے قائم رہے گا۔ ورنہ ہم کسی کام کے نہ رہیں گے۔

عاجزی اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام، رُسل، صحابہ کرام اور اولیائے کرام کا طریقہ ہے۔ ایسے محبوبوں کے نقوش پہ عمل پیرا ہونا قرب ربانی کا سبب ہے۔

مزید تفصیلات دوسرے اشعار کی شرح میں بھی بیان کی گئی ہیں وہاں سے ملاحظہ فرمائیے۔

-----☆☆☆-----

سائیں سیویاں کھل گئی ، ماس نہ رہیا دیہہ　　تب لگ سائیں سیوساں، جب لگ ہوسوں کھیہہ

حل لغات:

★ سائیں: مالک، آقا، خدا، اکثر درویش، آپس میں ایک دوسرے کو اسی لفظ سے پکارتے ہیں۔ ★ سیویاں: (سیوا سے) خدمت کرتے ہیں، عبادات۔ ★ کھل گئیں: کھال یعنی چمڑا گیا، جسم کا چمڑا بھی گیا، ضائع ہو گیا، چمڑا ختم ہو گیا۔ ★ ماس: گوشت۔ ★ سیوساں: (سیوا سے) عبادت کروں گا۔ ★ نہ رہیا: نہ رہا۔ ★ دیہہ: جسم۔ ★ لگ: تک۔ ★ ہوسوں: ہو جائیں گے۔ ★ کھیہہ: خاک، مٹی، غبار۔

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

یا اللہ! میرے جسم سے کھال بھی اُدھڑ گئی ہے۔ جسم پہ گوشت کا نام تک باقی نہیں رہا۔ یعنی گوشت بھی ختم ہو گیا صرف ہڈیوں کا پنجر ہی پنجر رہ گیا ہے۔ مگر اس کے باوجود میں اس وقت تک تیری عبادت کرتا رہوں گا جب تک کہ میرا جسم خاک میں نہ مل جائے یعنی مرنے تک میں تیری عبادت کرتا رہوں گا۔

مطلب:

انسانی حیات میں مختلف ادوار آتے ہیں۔ انسان کی زندگی کے آثار والدہ کے شکم میں بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ بچپن میں انسان نہایت کمزور ہوتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی قوتیں عروج حاصل کرتی جاتی ہیں۔ یہاں کہ انسان پہ جوانی کا دور جب آتا ہے۔ تو ایک وقت اس پہ ایسا بھی آتا ہے کہ اس کی تمام قوتیں عروج پہ پہنچ جاتی ہے پھر آہستہ آہستہ زوال پذیری کا عمل شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ انسانی جسم دُبلا پتلا انسانی جسم میں طاقت نام کی کوئی شے نہیں رہتی ایسے ہی دور کی کیفیت حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اس شعر میں بیان کی ہے کہ میرے جسم کی کھال اُدھڑ گئی ہے۔ میرے جسم سے گوشت بھی ختم ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ میرا جسم ہڈیوں کا پنجر ہی رہ گیا ہے۔ پھر بھی یا اللہ! دعا گو ہوں کہ مجھے اتنی توفیق عطا فرما کہ جسمانی حالت جو بھی ہو جائے مگر مجھے یہ توفیق عطا فرما کہ تا حیات تیری عبادت میں مشغولیت برقرار رہے۔ یہاں تک کہ میری موت آجائے یعنی آخری لمحے تک میں تیری عبادت کرتا رہوں یہاں تک کہ اِدھر میری روح پرواز کر رہی ہو اُدھر میرا جسم تیری عبادت میں مصروف ہو۔ یہاں تک کہ عبادت ہی کی حالت میں مر جاؤں۔

آخری حالت اچھی ہو:

چونکہ انسان عبادت کے لیے تخلیق ہوا اس لیے بہتر تو یہ ہے کہ انسان کو ہر حال میں عبادت کرنی چاہیے۔ حتیٰ کہ جوں جوں لمحات زندگی آخری طرف منتقل ہوتے جائیں انسانی زندگی کم ہوتی جائے اسی نسبت سے انسان کو اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے یہ احساس پیدا ہونا چاہیے کہ میں موت کی طرف بڑھ رہا ہوں اور موت دھیرے دھیرے میری طرف بڑھ رہی ہے اس لیے ہر آنے والے لمحہ بیتے ہوئے لمحے سے بہتر ہونا چاہیے۔ دکھ سکھ ہر حال میں عبادت میں مشغولیت اختیار کرنی چاہیے تاکہ زندگی کے آخری لمحات عبادت میں مصروفیت کے باعث پہلے زندگی کے لمحات سے بہتر ہوں۔

فائدہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرما رہے ہیں کہ میں ہڈیوں کا پنجر رہ گیا ہوں۔ میرا جسم نہایت کمزور ہو گیا ہے۔ اس کے باوجود میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میری سانسوں کی ڈور ٹوٹ جائے۔ سانسیں اکھڑنے کے وقت بھی انشاء اللہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوں گا۔ یعنی زندگی کا کوئی بھی لمحہ میں عبادت سے غفلت اختیار نہیں کروں گا۔ پوری زندگی بھرپور طریقے سے عبادت کرتے ہوئے گزاردوں گا۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا پاؤں پسار کے ، اٹھے پہر ہی سوں لیکھا کوئی نہ پچھی ، جے وچوں جاوی ہوں

حل لغات:

★ پاؤں: پیر۔ ★ پسار کے: پھیلا کر، آرام سے۔ ★ سوں: سوتا رہ۔ ★ اٹھے پہر: آٹھوں پہر، چوبیس گھنٹے ہی یعنی سارا وقت ہی۔ ★ لیکھا: حساب۔ ★ کوئی نہ پچھ: کوئی نہ پوچھے گا۔ ★ جے: اگر۔ ★ وچوں جاوی: تیرے اندر سے جائے۔

ترجمہ:

اے فرید! تو آٹھوں پہر ہی آرام وسکون سے سوسکتا ہے اس میں کوئی ہرج نہیں ،تم سے کوئی بھی نہ پوچھے گا۔تم سے کوئی بھی حساب نہ لے گا۔مگر اس میں شرط یہ ہے کہ تیرے وجود سے فخر، غرور اور تکبر نکل جائے۔ کیونکہ تکبر انسان کو نہیں بھاتا اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

مطلب:

تکبر کی مذمت بیان کرتے ہوئے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔اے فرید! ایک دن کے آٹھ پہر ہوتے ہیں۔اس میں چار پہر دن کے ہوتے ہیں اور چار پہر ہی رات کے ہوتے ہیں۔دن اور رات کا سارا وقت جمع کیا تو آٹھ پہر ہوئے۔آپ فرماتے ہیں کہ اے فرید! آٹھوں پہر ہی یعنی دن اور رات کا سارا وقت ہی آرام وسکون سے پاؤں پھیلا کر آرام کر، ایک لمحہ بھی بے سکونی میں مبتلا نہ ہو۔ ہمہ وقت آرام وسکون کر، کوئی پرواہ نہیں تجھ سے کوئی بھی نہیں پوچھے گا کہ تو نے یہ کیا کیا۔مگر اس میں شرط یہ ہے کہ اپنے وجود سے تکبر فخر اور غرور کا بھوت نکال دے۔کیونکہ تکبر ایک انتہائی بری صفت ہے۔یہی وہ گندی صفت ہے جس نے شیطان کو بھی ذلیل وخوار کر کے چھوڑا۔اسی طرح جو انسان بھی اس گندی صفت کو اپناتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔شیطان کی مانند رسوا ہو جاتا ہے۔اس لیے اپنے وجود سے تکبر نکال کر باہر پھینک دے تاکہ دنیا وآخرت میں تیری رسوائی کا سبب نہ بنے۔

-----☆☆☆-----

فریدا راتیں چار پہر ، ڈوستا ڈو جاگ گھنا سوسیں گور ماں لہسیا ایہہ ویراگ

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ پہر: دن یا رات کا چوتھا حصہ۔ ★ ڈو: دو۔ ★ ستا: سویا، سو کر گزار دیا، سو سو کر ضائع کر دیا۔
★ گھنا: زیادہ۔ ★ سوسیں: سوئے گا۔ ★ گور: قبر۔ ★ ماں: میں۔ ★ لہسیا: لہے گا یعنی اترے گا۔ ★ ویراگ: شوق، ہوس، چاہت، محبت۔ ★ ایہہ: یہ۔

(۱) اے فرید! راتوں کے چار پہر ہوتے ہیں ہر رات چار پہر پر مبنی ہوتی ہے۔ساری رات سو کر گزارنے کی بجائے۔دو پہر سو کر گزار اور دو پہر جاگ کر گزار۔مراد یہ ہے کہ رات کے دو پہر تو جسم کے آرام کے لیے سو لیا کر اور رات کے دو پہر جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار۔سارا وقت ہی غفلت میں نہ گزار دے۔موت سے لے کر قیامت کے بعد میدان

marfat.com
Marfat.com

حشر میں بلانے کے وقت تک بڑا لمبا عرصہ گزرے گا۔ اس درمیان میں سو سو کر اپنی سونے کی چاہت کے پورے پورے ارمان نکالنے کا موقع حاصل ہو جائے گا۔ اس لیے دنیا کی زندگی میں ہمہ وقت غفلت میں نہ گزار۔ رات کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا کر۔

(۲) اسی شعر کا دوسرا مفہوم کچھ یوں بنتا ہے کہ اے فرید۔ ایک رات کو چار پہر میں تقسیم کیا جاتا ہے یعنی ایک رات کے چار پہر ہوتے ہیں۔ ان چار پہروں میں سے دو پہر سو لیا کر اور دو پہر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے جاگ کر گزارا کر۔ اگر تو اس طرح اس انداز سے اپنی زندگی کے لیل و نہار گزار کر اس جہان فانی سے جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گی۔ جونہی اس جہان فانی سے رخصتی ہو گی۔ کل نفسٍ ذائقة الموت کی وادی سے گزر جائے گا تو قبر میں تجھے آرام میسر ہو گا۔ قبر میں آرام و سکون حاصل ہونے کی وجہ سے آرام کی گہری نیند سویا کرے گا اور آرام کرنے کا پورا پورا موقع نصیب ہو گا۔ وہاں تجھے کسی قسم کا کوئی فکر و فاقہ دامن گیر نہیں ہو گا۔

-----☆☆☆-----

راتیں سویں کھٹ فریدا ڈینہیں پٹیں پیٹ کوں

جاں تو کھٹن ویل ، تداہیں تئیں رہیا سوں

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ راتیں: راتوں کے وقت۔ ★ سویں: تو سو جاتا ہے۔ ★ کھٹ: چارپائی۔ ★ ڈینہیں: دن کے وقت، دن کو۔ ★ پٹیں: پیٹتا ہے، ماتم کرتا ہے یعنی پیٹ کے لیے محنت مزدوری کرتا ہے۔ ★ جاں: جب۔ ★ تُو: تیرا۔ ★ کھٹن ویل: کھٹن بمعنی کمانے دا وقت، محنت مزدوری کرنے کا وقت یعنی رات کے وقت۔ ★ تداہیں: تب اس وقت۔ ★ تیں: تو۔ ★ رہیا: رہا۔ ★ سوں: سو یعنی نیند کے مزے لینے لگا۔

ترجمہ:

اے فرید! ساری ساری رات چارپائی پہ سو کر گزار دیتا ہے اور سارا دن پیٹ کی خاطر محنت کرنے میں۔ جب تیرے کمانے کا وقت (یعنی رات عبادت کرنے کا وقت رات) آتی ہے تو پھر تو نے ساری رات سونے میں ضائع کر دی۔

اے فرید! رات کے وقت تو چارپائی پر سوتا ہے اور جب دن کا وقت آتا ہے تو سارا دن اپنے پیٹ کے ماتم میں گزار دیتا ہے یعنی جب دن ہوتا ہے تو پیٹ کی خاطر محنت مزدوری کرنے لگتا ہے سارا دن محنت مزدوری میں گزار دیتا ہے۔ اور ساری رات سو سو کر ضائع کر دیتا ہے۔ حالانکہ جس کمائی کی خاطر تو اس جہانِ فانی میں آیا تھا یعنی عبادت کرنے کے لیے۔ تو اس مقصد وحید کو بھلا بیٹھا کیونکہ دن تو چلو جیسے کیسے گزر گیا رات کو ہی اپنے مقصد کے حصول میں گزار دیتا۔ یہی غنیمت تھا مگر تو نے ذرہ بھر بھی اس طرف توجہ نہ کی بلکہ رات آئی تو وہ بھی تو نے ساری رات سوتے ہوئے گزار کر یہ بہترین وقت بھی ضائع کر دیا۔ گویا سارا دن بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کر سکا اور ساری رات بھی اس مقصد سے غافل رہا۔ جس مقصد کے لیے زندگی حاصل ہوئی تھی۔

marfat.com
Marfat.com

مقصد حیات:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ (پ۲۷، سورۃ الذّٰریٰت آیت نمبر ۵۶)

اور میں نے جن اور آدمی ایسے ہی نہیں پیدا کیے۔ بلکہ اس لیے پیدا کیے ہیں کہ وہ میری عبادت کریں۔

فائدہ:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی محض اس لیے عطا فرمائی کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، جنوں کو بھی حیات مستعار محض اس لیے عطا کی گئی کہ جنات اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ مگر انسان اور جنات اپنا مقصد حیات بھلا بیٹھے جس مقصد کے لیے زندگی عطا ہوئی تھی وہ مقصد تو آنکھوں سے اوجھل کر دیا بلکہ اس طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے اور جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا ہم اسی کے حصول کے لیے بھاگ دوڑ میں مصروف ہو گئے رزق کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا کہ سب کو روزی دینے والا اللہ ہے۔

وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْن

مگر رزق کے لیے ہم نے جائز و ناجائز ہر طرح کا طریقہ اپنایا۔ دولت حاصل ہونی چاہیے خواہ اس سلسلے میں بے ایمانی کرنا پڑے، رشوت لینے سے دولت حاصل ہوتی ہے تو دولت کے ڈھیر لگا لو، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی پرواہ نیں۔ مخلوق خدا پہ ظلم کرنے سے دولت حاصل ہوتی ہے تو مخلوق خدا کو ظلم کی سولی پہ چڑھا کر بھی دولت کی دیوی رام کر لو قتل و غارت کی کوئی پرواہ نہیں ہاں دولت حاصل ہونی چاہیے۔ دنگا فساد کرنے سے دولت حاصل ہو تو دنگا فساد کرنا عار کی بات نہیں محسوس ہوتی۔ دولت کے حصول کے لیے بعض اوقات انسان ایسے ایسے امور سرانجام دینے میں بھی فخر محسوس کرتا ہے جو انسانیت کے لیے کسی طور پر مناسب ہی نہیں بلکہ تا ابدالآباد جہنم میں جھونکے جانے کا سبب بھی ہے۔ جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تجھے رزق عطا کروں گا۔ اس کے حصول کے لیے تو ہم دین و دنیا دونوں طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ جمعہ کی اذان ہوتی ہے کوئی پرواہ نہیں۔ نماز کا وقت جاتا ہے تو کوئی پرواہ نہیں۔ دین اسلام پہ کیچڑ اُچھالا جائے کوئی پرواہ نہیں کرتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف کوئی ہرزہ سرائی بکتا ہے تو کوئی پرواہ نہیں مگر شرط یہ کہ دولت حاصل ہو جائے۔ اللہ کے بندو! غور تو کیجئے رزق تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمانا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا کرنا ہے وہ ہر حال میں تجھے حاصل ہو جائے گا۔ مگر اس کے لیے اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان شکنی کی تو یہ ہمارے لیے دنیا و آخرت میں خسارے کا سودا ہو گا۔

متوکلین کی صفت:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جتنے بھی متوکلین ہیں ان کو رزق وغیرہ کا کوئی غم نہیں اور نہ ہی انہیں کوئی اندیشہ ہے کیونکہ جو کچھ قسمت میں ہے وہ مل کر رہے گا جب جو کچھ قسمت میں ہے مل کر رہنا ہے تو پھر اندیشہ کرنے کا کیا فائدہ۔

فرمایا: کہ سالکین رزق کی خاطر فکر مند درویشوں کے متعلق حکم دیتے ہیں کہ ان کو گردن سے پکڑ کر خانقاہ سے باہر نکال دو کیونکہ وہ بدعقیدہ ہے اسے صدق حاصل نہیں (اسرار الاولیاء [illegible])

marfat.com
Marfat.com

رزق کی خاطر غم:

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ سے سنا انہوں نے ارشاد فرمایا یہ ایک گنا کبیرہ ہے کہ انسان رزق کی وجہ سے غمگین ہو کہ آج تو کھالیا ہے پتہ نہیں کل بھی ملے گا یا نہیں ملے گا۔

قسمت سے زیادہ رزق کی تلاش بے سود:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے درویش! اگر سو سال بھی رزق کی خاطر مارا مارا پھرتا ہے تو پھر بھی قسمت سے زیادہ رزق طلب کرے تو پھر بھی مقدر سے زیادہ ذرہ بھر بھی نہیں ملے گا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳)

حکایت:

ایک شخص کئی سال تک روزگار تلاش کرتا پھرا ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا۔ اس کے باوجود اس کے رزق میں ذرہ بھر بھی اضافہ نہ ہوا۔ جب وہ شخص واپس آیا تو اس کا حال پہلے کی نسبت بھی زیادہ برا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا! یہ کیا حالت تم نے بنا رکھی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں تو اس لیے گیا تھا کہ رزق زیادہ ہو جائے گا مگر قسمت سے زیادہ ذرہ بھر بھی اضافہ نہ ہوا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳)

رزق انسان کو تلاش کرتا ہے:

انسان کو محض کھانے پینے اور کمانے میں ہی ساری زندگی نہیں گزار دینی چاہیے بلکہ

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اہل سلوک تحریر فرماتے ہیں کہ جیسے موت انسان کو ڈھونڈتی ہے اور اس کے کندھے پہ لکھی ہے بعینہ اسی طرح رزق بھی لکھا ہوا ہے رزق انسان کو تلاش کرتا ہے آدمی جہاں جہاں بھی جاتا ہے اس کا رزق وہیں اس کے ساتھ جاتا ہے انسان اگر بیٹھتا ہے تو اس کا رزق بھی اس کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے۔

فرمایا: اے درویش! رزق کے متعلق تو بے غم ہو جا، بے فکر ہو جا کیونکہ تیرا رزق تیرے کندھے پہ لکھا ہوا ہے بس تو اللہ تعالیٰ کے کام میں مصروف ہو جا کیونکہ جو کچھ تیری قسمت میں ہے وہ تجھے ہر حال میں مل کر رہے گا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳)

فائدہ:

رزق کا حال بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے اقوال مبارک سے ملاحظہ فرمالیا جس رزق کی خاطر ہم حق تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوتے ہیں۔ اس رزق کا کیا فائدہ؟ حالانکہ وہ رزق تو اللہ تعالیٰ نے ہر حال میں دینا ہے۔ محض اس کی خاطر حق تعالیٰ کی یاد سے غفلت اختیار کرنا قطعاً مناسب نہیں۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ دنیوی مال و منال کی خاطر جائز و ناجائز ہر قسم کے ذرائع اپنانا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والی راہ اپنانا جہنم میں گرنے کے مترادف ہے خدارا!! اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و احوال کے مطابق زندگی کو صراط مستقیم کے مطابق گزارنا ہی دنیا و آخرت میں سعادت کے حصول کا سبب ہے۔

یاد حق سے غفلت کا نتیجہ:

اس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جن اور انسان کو عبادت کے لیے تخلیق کیا گیا ہے عبادت ریاضت اور حق تعالیٰ کی یاد سے

marfat.com
Marfat.com

غافل ہیں۔ بابا فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ساری رات عبادت کرنی چاہیے تھی مگر ہم غافلانہ رنگ میں سوتے ہوئے گزار دیتے ہیں سارا دن کمانے میں گزار دیتے ہیں گویا دن بھی غفلت میں گزار دیتے ہیں رات بھی غفلت میں ہی گزارتے ہیں گویا ساری زندگی ہی غفلت میں گزارتے ہیں۔

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

''تصوف کے مذہب وسلوک کے مطابق ایسا شخص صوفی اور سالک بالکل نہیں جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں نہیں کیونکہ جس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوتا ہے اسے کیا معلوم کہ اس سے کیسی کیسی نعمتیں جدا کر دی گئی ہیں۔ اس لیے جہاں تک ممکن ہو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت نہیں کرنی چاہیے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۷)

زندہ دل :

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل تصوف زندہ دل صرف اسی دل کو سمجھتے ہیں جو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہے لحہ بھر بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کا شکار نہ ہو۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۷)

حکایت:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ولی کامل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کا شکار ہو گیا۔ تو اس شہر میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ فلاں بزرگ فوت ہو گیا ہے۔ شہر کے لوگ اس بزرگ کے گھر آئے اور پوچھا تو اس بزرگ کو زندہ سلامت دیکھا۔ زندہ دیکھ کر واپس جانے لگے تو اس اللہ کے بندے نے لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا وہ آواز جو سن کر آپ آئے ہیں وہ ٹھیک ہی تھی کیونکہ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا تھا ایک لحہ غافل ہوا۔ اسی غفلت کی آواز دی گئی کہ فلاں شخص زندہ نہیں رہا۔

(اسرار الاولیاء فصل ۱۷)

خلاصہ کلام:

اس شعر کے سلسلے میں ساری بیان کردہ گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ساری رات چار پائی پہ سوتے ہوئے گزار دیتا ہے سارا دن کمانے میں گزار دیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رات خصوصی کمائی یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے بنائی ہے گویا حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے بنائی ہے وہ وقت بھی غفلت میں سوتے ہوئے گزار دیتا ہے یہ غفلت اچھی بات نہیں۔ پچھلی رات خصوصی طور پر انعامات ربانی تقسیم ہونے کا وقت ہے وہ ضائع کر دینا عقلمندی نہیں۔ روحانی طور پر یہ غفلت شعاری موت کی مانند ہے۔ فقیر ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد نے فرمایا
رحمتاں دے حصول دا ایویں کیوں ویلا گوایا

marfat.com
Marfat.com

فریدا ستیاں نیند ، مت پوندے ایو!   جنہاں نین نندراولے ، دھنی ملندے کیو؟

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ ستیاں: سوتے ہوئے، سونے کی حالت میں، لیٹے لیٹے، لیٹے ہوئے۔ ★ نیندمت پوندے ایو: وہ نیند نہیں کیا کرتے۔ ★ جنہاں: جن لوگوں۔ ★ نین: نینوں میں آنکھوں میں۔ ★ نندراولے: نیند والے، نیند میں مست، جن کو نیند زیادہ آتی ہے، سونے کے شوقین۔ ★ دھنی: قسمت، نصیب، دولت۔ ★ ملندے: ملیں گے، حاصل ہوں گے، ملے گی، حاصل ہوگی۔ ★ کیو؟: کیا۔

ترجمہ:

اے فرید! اللہ والے تو لیٹے لیٹے بھی نیند نہیں لیتے یعنی اللہ والے تو لیٹے لیٹے بھی نہیں سوتے کیونکہ اس طرح آنکھوں میں نیند کا خمار پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جن کی آنکھیں نیند زدہ ہو جاتی ہیں انہیں خوش نصیبی کیسے ملے گی؟ یعنی سونے والے خوش نصیبی کا دروازہ بند کر لیتے ہیں۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی عبادت میں زندگی کے لمحات گزارے جائیں۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ حق تعالیٰ کے ذکر میں گزارنا چاہیے۔ کوئی لمحہ بھی غفلت میں نہ گزارا جائے۔ جتنے بھی سانس خالق و مالک نے عطا فرمائے ہیں وہ سبھی حق تعالیٰ کی یاد میں گزارنے ضروری ہیں ایک ایک لمحہ کی غفلت کسی طور پر بھی مناسب نہیں کیونکہ بزرگوں کا اصول ہے کہ جو دم غافل سو دم کافر ہے۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ یادِ حق سے روشن ہونا چاہیے تاکہ وہی روشنی قبر و حشر اور پل صراط کے موقع پہ حاصل ہو قربِ حق کا سبب بنے۔ اور نیند غفلت کا سبب بنتی ہے اس لیے بچنا چاہیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! غافلانہ روش چھوڑ ہمہ وقت یادِ حق میں مشغول رہ اللہ والوں کا طریقہ غفلت نہیں بلکہ اللہ والے تو لیٹے لیٹے بھی اپنی آنکھوں کے قریب غفلت کو نہیں آنے دیتے بلکہ لوگ انہیں نیند میں سمجھتے ہیں مگر حقیقتاً وہ سوتے نہیں ہوتے بلکہ یادِ حق میں شاغل ہوتے ہیں۔ نیند میں مصروف انسان کی آنکھیں نیند کی وجہ سے نیند میں مست ہوتی ہیں، آنکھوں میں نیند کا خمار آنکھوں کو نیند زدہ کر دیتا ہے۔ بزرگ بیان فرماتے ہیں کہ نیند زدہ آنکھوں والے خوشی نصیبی نہیں حاصل کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف شب بیداروں کے لیے ہی خوش نصیبی کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس لیے شب بیداری کرتا کہ اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو سکے۔

-----☆☆☆-----

فریدا کھیتی اُجڑی ، سچے سیوں بولا   جے ادھ کھادھی اُبریں ، تاں پھل بھتیرا پا

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ کھیتی: کھیت، فصل۔ ★ اُجڑی: خراب ہو جائے، ویران ہو جائے، تباہ و برباد ہو جائے۔
★ سچے: سچ بولنے والا، پوری کائنات میں سب سے زیادہ سچا، تمام سچ بھی جس سچے کے سامنے اپنی عاجزی کا دم بھرتے

marfat.com
Marfat.com

ہیں یعنی اللہ تعالیٰ۔ ★ سیوں: سے، لولا: لو بمعنی تعلق، محبت، لا بمعنی جوڑ، لگا، کر، یعنی تعلق جوڑ لے۔ ★ جے: اگر۔ ★ ادھ: آدھی، نصف۔ ★ کھادی: کھائی ہوئی، ویران تباہ و برباد۔ ★ اُبریں: بچ جائے، بچائیں، سنبھال لیں، محفوظ کر لیں۔ ★ تاں: تو پھر بھی۔ ★ بہتیرا: بہت سا، زیادہ، کافی۔ ★ پائے: حاصل کرے، حاصل ہو جائے۔

ترجمہ:

اے فرید! خواہ تیری کھیتی اُجڑ جائے، ویرانی کی آگ کا شکار ہو جائے تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھ۔ ویران شدہ کھیتی اگر تجھے آدھی بھی مل جائے تو پھر بھی فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ پھر بھی تجھے اس میں سے پھل بہتیرا مل جائے گا اللہ تعالیٰ اس میں برکت پیدا کر دے گا۔

مطلب:

انسان اس دنیا میں آتا ہے جتنے دن ناسمجھی میں گزرتے ہیں وہ تو گزرتے ہی ہیں۔ نابالغ عمر تک تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی احکام کا نفاذ نہیں ہوتا ہاں والدین اور بزرگوں کو چاہیے کہ اپنی اولاد اور زیر کفالت بچوں کو راہ حق کی طرف گامزن کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ جب انسان حد بلوغ کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام آئے ہیں ان کے مطابق زندگی گزارنا لازم ہو جاتا ہے۔ سر مو بھی انحراف کرے گا تو اس کا حساب کتاب ہوگا۔ جس سے نجات حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اب انسان کے لیے دو قسم کے کام اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۱) جسمانی ضروریات کا حصول (۲) روحانی اور ایمانی ضروریات کا حصول

(۱) جسمانی ضروریات کے حصول کے لیے رزق حلال کمانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ جسم کے لیے لباس، خوراک، اہل وعیال کے مصرف کے لیے بھی ضرورت ہوتی ہے عزیز و اقارب اور دوست احباب سے معاشرتی تعلقات کی ضروریات پورا کرنے کے لیے بھی کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے اس سلسلے میں مختلف پیشے ہوتے ہیں جس کے جو پیشہ حسب حال ہوتا ہے وہ اپناتا ہے تاکہ اپنی جسمانی ضروریات پوری کر سکے۔

(۲) جسمانی ضروریات کے ساتھ ساتھ، باطنی، روحانی ترقی کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی انسان پہ لازم ہے کیونکہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَمَاخلقت الجن وانس الا لیعبدون

پس ان دو امور یعنی دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے دنیوی امور سرانجام دینا پڑتے ہیں اور روحانی ایمانی اور باطنی امور میں ترقی کے لیے عبادت کرنا ضروری ہوتی ہے، مگر ان دونوں میں سے اگر دونوں جب ایک دوسرے کے متضاد ہو جائیں تو بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو پھر اے فرید اگر ایک طرف تیری دنیوی کھیتی کا نقصان ہوتا محسوس ہو اور دوسری طرف روحانی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوتی معلوم ہو تو روحانی رکاوٹ ضرور دور کر دنیوی کھیتی اُجڑتی ہے تو اس کی پروا نہ کر۔ دنیوی کھیتی اجڑتی ہے تو اُجڑنے دے۔ دنیوی کھیتی ویرانی کی آگ میں جلتی ہے تو اس کی پرواہ نہ کر مگر تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھ۔ تجھے ویران شدہ کھیتی آدھی بھی مل جائے تو پھر بھی فکرمند نہ ہو۔ کیونکہ جو رزق تجھے اللہ تعالیٰ نے

marfat.com
Marfat.com

دینا ہے وہ تو ہر حال میں مل کر رہے گا اس میں ذرہ بھر بھی نقصان نہیں ہو سکتا۔ جب جو کچھ ملنا ہے اور ہر حال میں ملنا ہے تو پھر اس کے متعلق ہمیں فکر مندی کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ علیٰ کل شی ءٍ قدیر ہے۔ وہ جلی ہوئی کھیتی میں برکت پیدا کر کے تیری ضروریات تجھے عطا فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ تھوڑے میں ہی برکت فرما دے گا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے سلسلے میں کوتاہی قطعاً مناسب نہیں۔ بڑے عظیم خسارے کا سبب ہے فلہٰذا اس سے بچنے کی سعی ہر حال میں کر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نماز کی وجہ سے آنکھ نہ بنوانا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آنکھ میں جب پانی اتر آیا تو آنکھ بنانے والے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم آنکھ بنا دیں لیکن پانچ دن تک آپ کو احتیاط کرنا پڑے گی کہ سجدہ بجائے زمین کے کسی اونچی زمین پر کرنا ہوگا اُنہوں نے فرمایا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ واللہ ایک رکعت بھی مجھے اس طرح پڑھنا منظور نہیں حضور کا ارشاد مجھے معلوم ہے کہ جو شخص ایک نماز بھی جان کر چھوڑے وہ حق تعالیٰ شانہٗ سے اس طرح ملے گا کہ حق سبحانہٗ وتقدس اس پر ناراض ہوگا۔

(حکایات الصحابہ، ص ۶۸، فضائل اعمال، تبلیغی نصاب)

فائدہ:

شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے لکھا ہے کہ

اگرچہ شرعاً نماز اس طرح سے مجبوری کی حالت میں پڑھنا جائز ہے اور یہ صورت نماز چھوڑنے کی وعید میں داخل نہیں ہوتی مگر حضرات صحابہ کو نماز کے ساتھ جو شغف تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرنے کی جس قدر اہمیت تھی کہ اس کی وجہ سے حضرت ابن عباس نے آنکھ بنوانے کو بھی پسند نہ کیا کہ ان حضرات کے نزدیک ایک نماز پر ساری دنیا قربان تھی۔

(حکایات صحابہ، ص ۶۸ تبلیغی نصاب، فضائل اعمال)

حکایت:

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اپنے باغ میں تو ایک چڑیا اڑی اور ڈھونڈنے لگی راہ نکلنے کی کیونکہ باغ اس قدر گنجان تھا اور پیڑ آپس میں ملے ہوئے تھے کہ چڑیا کو جگہ نکلنے کی نہ ملتی تھی پس پسند آیا اُن کو یہ امر اور خوش ہوئے اپنے باغ کا یہ حال دیکھ کر تو ایک گھڑی تک اس طرف دیکھتے رہے پھر خیال آیا نماز کا سو بھول گیا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تب کہا آزمایا اللہ جل جلالہٗ نے اس حال سے تو آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیان کیا جو کچھ باغ میں قصہ ہوا تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ باغ صدقہ ہے واسطے اللہ کے اور صرف کریں اس کو جہاں آپ چاہیں۔

(مؤطا امام مالک کتاب الصلوٰۃ باب النظر فی الصلوٰۃ ما یشغلک عنہا)

حکایت:

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے نماز پڑھ رہا تھا اپنے باغ میں اور وہ باغ قف میں تھا جو نام ہے ایک وادی کا جو مدینہ کی وادیوں سے ہے ایسے موسم میں کہ کھجور پک کر لٹک رہی تھی گویا پھلوں کے طوق شاخوں کے گلوں میں پڑے تھے تو اس نے نماز میں اس طرف دیکھا [illegible] یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تو کہا

marfat.com
Marfat.com

کہ مجھے اس مال میں آزمائش ہوئی اللہ جل جلالہٗ کی پس آیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ ان دنوں خلیفہ تھے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) اور بیان کیا اس سے یہ قصہ پھر کہا کہ وہ صدقہ ہے تو صرف کرو اس کو نیک راہوں میں پس بیچا اُس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار کو اور اُس مال کا نام ہو گیا پچاس ہزارہ۔(موطا امام مالک کتاب الصلوٰۃ باب النظر فی الصلوٰۃ)

فائدہ:

یہ حکایت بیان کرنے کے بعد اہلحدیث مکتبہ فکر کے علامہ وحید الزماں نے لکھا ہے کہ سبحان اللہ! صحابہ کرام کا تقویٰ اور پرہیزگاری اس درجے کو پہنچی تھی کہ ایسا مال عزیز نہ رکھا اور ایک دم بھر جو اُس کے باعث سے خدا کی عبادت میں غفلت ہو گئی تو اس مال کو نکال ڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی تمام گھوڑوں کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اُن کو قتل کیا جب اُن کے دیکھنے کی وجہ سے نماز کا وقت فوت ہو گیا تھا۔(موطا امام مالک، ص ۸۳ مترجم وحید الزماں)

-----☆☆☆-----

فریدا کھیتی اُجڑی ، گِروِی پَر رہیا مال صاحب لیکھا منگسی ،بندے کون حوال

(۱) معارف فریدیہ، ص ۲۸۷ (۲) کلام بابا فرید، ص ۷۵، از صوفی تاج دین (۳) کلام بابا فرید، ص ۱۲۰

حل لغات:

★ گروی: رہن۔ ★ پر: پہ۔ ★ رہیا: رہن پر۔ ★ صاحب: مالک، آقا، دوست، ساتھی، کلمہ تعظیم، شریف آدمی، مگر یہاں مراد مالک ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔ ★ رہن: گرو، گروی۔ ★ لیکھا: حساب۔ ★ منگسی: مانگے گا۔ ★ بندے: لوگ۔ ★ کون: کس کے۔ ★ حوال: حوالے۔

ترجمہ:

اے فرید! تیری کھیتی تو اجڑ گئی ہے تباہ و برباد ہو گئی ہے۔ مال رھن رکھ کر اُدھار لے کر کھیتی پہ خرچ کیا تھا۔ اب کھیتی تباہ ہو گئی ہے۔ اب مالک نے حساب مانگنا ہے۔ حشر کے دن بندے کس کے حوالے ہوں گے؟ صاف ظاہر ہے کہ بندے اللہ کے ہی حوالے ہوں گے۔ اللہ کے رحم و کرم پر ہوں گے کیوں نہ آج ہی اُسی کے ہو رہیں۔ تاکہ کھیتی اُجڑنے سے بچ جائے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے انسان کو نصیحت کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ ارے انسان! اس دنیا میں زندگی سوچ سمجھ کر گزار، شتر بے مہار نہ بن کیونکہ اس دنیا میں جو کچھ کرے گا سب کا حساب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر دینا پڑے گا۔ اگر کسی پہ ظلم و زیادتی کرے گا تو اس کا بدلہ تجھے چکانا پڑے گا۔ اگر کوئی تجھ پہ زیادتی کرے گا اور تو اُس پہ زیادتی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی بدلہ دلائے گا اگر بندہ صبر کرے تو اسے اس صبر کا بھی اجر عطا فرمائے گا۔

واللہ مَعَ الصّٰبِرین

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے جو حیات مستعار کی چند گھڑیاں عطا فرمائی ہیں۔ انہیں بہترین انداز میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہوئے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور طریقے کے مطابق گزار کر قیمتی بنالے۔ مگر افسوس کہ اپنی بے ڈھنگی چال کے سبب سب کچھ لٹا بیٹھا۔ کھیتی اجاڑ بیٹھا تباہ و برباد کر بیٹھا حالانکہ مال رہن پہ رکھ کر خرچ کیا تھا۔ کھیتی برباد ہونے کی وجہ سے سب کچھ برباد ہو گیا اب مالک نے حساب مانگنا ہے۔ جب میدان محشر میں تمام انسان حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا اللہ تعالیٰ حساب کتاب لے گا۔ حشر کے دن بندے کس کے حوالے ہوں گے؟

اس سوال کا آسان سا جواب یہی ہے کہ اُسی دن بندے صرف اللہ تعالیٰ کے ہی حوالے ہوں گے جب اُس دن اُس مالک و خالق کے حوالے ہونا ہے۔ تو آج ہی کیوں نہ اپنے آپ کو اُسی کے حوالے کر دیں جیسے اللہ تعالیٰ کا حکم ہو اپنے وجود عنصری کو اُسی کے مطابق چلائیں جن اُمور سے مالک و خالق نے منع فرمایا ہے اُن سے رُک جائیں اور جو اُمور سرانجام دینے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ اُمور سرانجام دیں تا کہ آج اس کی رضا حاصل ہو جائے تا کہ رہی سہی حیات مستعار کی کھیتی ہی کم از کم بچ سکے۔ جو کھیتی برباد کر بیٹھے ہیں۔ اس کے مطابق اظہار افسوس کریں بقیہ بچانے کی سعی کریں۔

-----☆☆☆-----

فریدا کڈیں اہ ہکوا، اتے ہن بھی تھیسی ہک   اوپئی ٹا نہ کرے، تیہی لایوس سک

(۱) معارف فریدیہ، ص ۲۸۶ (۲) کلام بابا فرید، ص ۱۶۷ از صوفی تاج دین (۳) کلام بابا فرید گنج شکرؒ، ص ۱۲۰ از پروفیسر محمد یونس وحسرت، ص ۱۲۰)

حل لغات:

★ کڈیں: کدی، کبھی۔ ★ آہ: تھا۔ ★ ہکوا: اکیلا، تنہا۔ ★ اتے: اور۔ ★ ہن: اب۔ ★ تھیسی: ہوگا۔ ★ ہک: ایک، اکیلا۔ ★ اوپئی: بتانا، فائدہ مند کام کرنا۔ ★ ٹا: کوشش، روز، ہمت۔ ★ نہ کرے: نہیں کرتا۔ ★ تیہی: آج کل کی پنجابی میں ترینہہ کہتے ہیں، پیاس، تڑپ، طلب۔ ★ لایوس: اس نے لگائی۔ ★ سک: شوق تمنا، توقع، طلب، محبت۔

ترجمہ:

اے فرید! کبھی تو تنہا تھا یعنی پیدائش کے وقت تنہا تھا اور اب پھر (موت کے بعد قبر میں) پھر تنہا ہی رہ جائے گا۔ تو فائدہ مند کام کرنے میں ہمت سے کام نہیں لیتا بس صرف (دیدار) کا شوق لیے در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔

مطلب:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ انسان کو یہ حقیقت سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اے انسان! تو اکیلا آیا ہے اور تو نے اکیلا ہی جانا ہے۔ تو اپنے وجود کے لحاظ سے بھی تنہا ہے اور روح کے لحاظ سے بھی تنہا سبھی عزیز و اقارب، دوست احباب تجھے اکیلا ہی (نصیب میں ہے تو) غسل دے کر کفن پہنا کر جنازہ پڑھا کر، کاندھوں پہ اٹھا کر قبرستان میں کسی قبر میں تنہا ہی چھوڑ آئیں گے۔ جب فرشتے قبر میں تجھ سے سوالات پوچھیں گے تو پھر جواب تو تنہا ہی دے گا۔

ذرا قبر میں تنہائی کا تصور تو کر کتنا ہولناک منظر ہوگا۔ چھوٹی سی قبر ہوگی۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔ اس میں نہ کوئی

marfat.com

Marfat.com

روشن دان ہوگا نہ ظاہری سورج کی روشنی ہوگی اس وقت کیسا حال ہوگا۔ عرصہ دراز وہیں گزارنا پڑے گا۔ پھر میدان حشر میں اپنے ہی کیے ہوئے عملوں کو دیکھے گا تو اکیلا ہی افسوس کرے گا۔ میزان کے وقت بھی تنہا ہی ہوگا۔ پل صراط سے گزرتے وقت کی تنہائی کو ذرا تصور میں لا۔ اس لیے انسان اس تنہائی اور بے کسی سے بچنے کے متعلق ذرا سوچ، غور وفکر کر۔ آج اس دنیا میں ظلم وستم کے ذریعے مال اسباب ہتھیا کر اپنی اولاد، عزیز واقارب اور دوست احباب کو کھلا کر، کچھ دے دلا کر زندگی گزار جائے گا تو اس کا خمیازہ تو اکیلا ہی بھگتے گا۔ اُس دن کوئی تیرا عذاب اور بدلہ آدھا لینے کو تیار نہیں ہوگا۔ آج جن کے لیے رشوت ستانی بے ایمانی، دھوکہ، فریب، ٹھگی، چوری اور ڈکیتی جیسے مذموم دھندے اپنائے ہوئے ہے کل ان مذموم دھندے کی سزا کے وقت کوئی بھی تیرا ساتھی اور غمخوار نہیں بنے گا کیوں نہ اس حقیقت پہ آج ہی غور وفکر کر لے۔ آج ہی سنبھل جا۔ زیادہ مال اکٹھا کرنے کی دوڑ میں شامل نہ ہو بلکہ جائز ذرائع سے جو مال ودولت اکٹھی ہوتی ہے محض اسی پر صبر وشکر کر۔ آج ہمت کر لے مفید کاموں کو سرانجام دینے کے لیے مصروف ہو جا اور ناجائز امور کو ترک کر دے۔

ہمت مرداں مدد خدا:

آج ہمت سے کام لے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تیرا کوئی کام بھی ادھورا نہیں رہے گا۔ کیونکہ جو ہمت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمت کرنے کے انعام کے طور پر اپنی مدد سے نوازتا ہے۔ مفید امور کے سرانجام دینے میں ہمت سے کام لے۔ کچھ پانے کے لیے ہمت کرنی پڑتی ہے دیکھیے واللہ خیر الرازقین قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے مگر کسب حلال کمانے والے کی فضیلت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی۔

اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللہِ

رزق حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دیکھنے کے لیے دی ہیں کان سننے کے لیے دیئے ہیں۔ پاؤں چلنے کے لیے دیئے ہیں۔ دماغ غور وفکر کرنے کے لیے دیا۔ پھر بھی انسان ان اعضاء سے کام نہ لے تو یہ اس کی کم ہمتی ہے۔

شوق دیدار حق:

محض دل میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق لیے در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرنے سے شاید تیرا مقصود تجھے حاصل نہ ہو سکے۔ اس سلسلے میں تجھے محنت اور ہمت سے کام لینا پڑے گا۔ اگر حق تعالیٰ کے دیدار کا طالب ہے تو وہ راستہ اپنانا پڑے گا جو اس منزل کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔ محض زبانی جمع خرچ سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس کے لیے بقول علامہ اقبال کہ

یقین محکم ، عمل پیہم ، محبت فاتح ہے عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

ہمت ہار بیٹھنے سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا بلکہ نقصان اٹھائے گا۔ منزل مقصود کے لیے جہد مسلسل کی ضرورت ہے۔ سو بار سوچ لے مگر جب پختہ تہیہ کر لے تو پھر

marfat.com
Marfat.com

نہ ڈر منزل کی دور سے قدم آگے بڑھاتا جا

انشاءاللہ اللہ تعالیٰ تجھے منزل مقصود تک پہنچائے گا۔ تیری منزل دیدارِ حق انشاءاللہ تجھے حاصل ہوگی۔

-----☆☆☆-----

فریدا کدے آہوں ہیکڑا، اتے ہن تھیو پرگٹ ایوں پاؤ مشاہرو ، جا لابیٹھوں ہٹ

(۱) کلام بابا فرید، ص ۶۷ (۲) معارف فریدیہ، ص ۲۸۸ (۳) کلام بابا فرید گنج شکرؒ، ص ۱۲۱)

حل لغات:

٭ کدے: کدیں، کدی، (پنجابی) کبھی۔ ٭ آہوں: دل جلا دینے والی آہ، ٹھنڈی سانس نکالنا، کلمہ افسوس، ہائے وائے، اُف۔ ٭ سانس: دم، نفس مگر یہاں کلمہ افسوس کے طور پر ٹھنڈی سانسیں نکالنا مراد ہے۔ ٭ ہائے ہائے کرنا: افسوس کا اظہار کرنا۔ ٭ ہیکڑا: مضبوط۔ ٭ اُتے: اور۔ ٭ ھن: اب۔ ٭ تھیو: تھیا بمعنی ہوگیا۔ ٭ پرگٹ: ظاہر، واضح۔ ٭ ایوں: اس طرح، اسی طرح، یونہی، یوں۔ ٭ پاؤ: پاؤں حاصل کروں۔ ٭ مشاہرو: مشاہرہ، تنخواہ، ماہانہ تنخواہ۔ ٭ لابیٹھوں: لگا کر بیٹھوں، لگا کر بیٹھ جاؤں، بنا کر بیٹھ جاؤں۔ ٭ ہٹ: ہٹی، دکان۔

ترجمہ:

ہائے افسوس کہ کسی وقت یعنی جوانی کے ایام میں تو میرا بھرم تھا کہ میں طاقتور ہوں مگر اب وہ میرا بھرم نہیں رہا۔ اب ہر ایک پہ راز کھل گیا ہے کہ میں کمزور ہوگیا ہوں۔ یا تو اب میری معقول تنخواہ ہونی چاہیے یا پھر دوکان کھول کر بیٹھ جاؤں تاکہ میرے بقیہ زندگی کے دن آسانی سے گزر سکیں۔

مطلب:

زندگی میں انسان پہ کئی طرح کا وقت آتا ہے کبھی دُکھ، کبھی سکھ، کبھی اونچ، کبھی نیچ، کبھی افسوس، کبھی خوشی کبھی غمی، کبھی بچپن کبھی لڑکپن، کبھی جوانی کبھی بڑھاپا۔ کبھی کمزوری اور کبھی طاقت کا خمار، کبھی دن کبھی رات کبھی غموں کی بارات آتی ہے تو کبھی دکھوں کی رات گزارنی پڑتی ہے۔ زندگی میں کبھی چہکار کی بہار آتی ہے تو کبھی غموں کے بادل منڈلاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مختصر یہ کہ وقت ایک سا نہیں رہتا اس شعر میں یہی حقیقت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کی ہے کہ میں نے کئی قسم کی بہاریں دیکھی ہیں بچپن کا دور بھی بے شک نرالا تھا مگر جوانی کا دور تو عجیب وغریب تھا ہر طرف قوت وطاقت کے مظاہرے کرتا پھرتا تھا۔ میرے نام کے ڈنکے بجتے تھے۔ ہر طرف طاقتوری کی شہرت تھی۔ میرا بھرم قائم تھا کہ بڑا شہزور ہے مگر جونہی جوانی دیوانی کا دور گزرا بڑھاپے نے آدبوچا تو میری شہزوری دھری کی دھری رہ گئی۔ اب میرا وہ بھرم نہیں رہا ہر ایک پہ یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ نہایت کمزوری لاحق ہوگئی۔ اب میں کوئی بھی زور آوری والا کام نہیں کرسکتا۔ اس لیے یا تو اب معقول مشاہرہ ملنا چاہیے۔ یا پھر اب دوکان کھول لینی چاہیے تاکہ آرام سے زندگی گزاروں۔

یہ تو بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی خواہش ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے کام کیے مگر اب جسمانی طاقت کے

marfat.com
Marfat.com

کام نہیں ہو سکتے کیونکہ اب کمزوری نے ڈیرے لگا لیے ہیں جسمانی ناطاقتی بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ افسوس کہ اب میں جوانی کے دور کی طرح خوب محنت نہیں کر سکتا۔ اب تو معمولی سے کام کے بدلے اچھا بھلا مشاہرہ ملنا چاہیے تا کہ زندگی آرام سے گزار سکوں یا آرام سے بیٹھا رہوں اور دکان چلاتا رہوں تا کہ آرام سے زندگی کے لیل ونہار بیت جائیں۔

ہماری حالت:

آیئے اب ہم اپنی حالت پہ ذرا غور فرمائیں کہ ہم اپنی زندگی کے لیل ونہار اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف گزار کر اپنی زندگی تباہی کے گڑھے میں پھینک دی ہم اب بھی ہوشمندی کے قریب جانے کو تیار نہیں ہیں کاش کہ آج ہی سنبھل جائیں بقیہ زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے گزار لیں۔ اور ایک ایسی دوکان کھولیں جس میں صرف اخروی مفادات کی خاطر سوداگری کریں۔ خود بھی نفع حاصل کریں اور گاہکوں کو بھی حقیقت سے آشنا کرنے کی سعی کریں۔ تا کہ ہمارے لیے دنیوی زندگی کے آخری ایام ہی آرام وسکون کا سبب بن سکیں۔

-----☆☆☆-----

فرید چلے پردیس کو ، قطب جو کے بھاؤ ۔۔۔ ساناں جو دھاں ناہراں ، تینوں دانت بندھاؤ

(۱) کلام بابا فرید، ص ۷۶ (۲) معارف فرید، ص ۲۸۹ (۳) کلام بابا فرید گنج شکرؒ، ص ۱۲۱)

حل لغات:

★ چلے: سفر کے لیے نکلے، چلنا مصدر سے۔ ★ پردیس: غیر وطن، دوسرا ملک، اپنے علاقے کے علاوہ دوسرا علاقہ۔ ★ قطب: (۱) وہ کیل جس پر چکی پھرتی ہے (۲) زمین کے محور کے دونوں سرے (۳) وہ ولی جس کے سپرد کسی بستی یا علاقے کا انتظام ہو (فیروز اللغات)۔ ★ جو: (۱) ندی، نہر (۲) (صف) ڈھونڈنے والا۔ (۳) مرکبات میں مستعمل جیسے جنگجو (فیروز اللغات) یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔ ★ کے: بمعنی کے یعنی حرف اضافت جمع سے پہلے بولتے ہیں جیسے کا۔ کی اور اسی طرح کے۔ ★ بھاؤ: (۱) حالت، (۲) قیمت (۳) شرح (۴) ناز وادا (۴) پیار ومحبت۔ یہاں یہی چوتھا معنی مراد ہے جو کہ معارف فرید یہ میں بیان کیا گیا ہے۔ ★ ساناں: سانپ کی جمع یعنی سانپو یعنی سانپوں کو مخاطب کر کے کہنا۔ ★ جو دھاں: جودھا کی جمع اور یہی لفظ تھوڑا سا تبدیل ہو کر اژدھا بن گیا ہے اور ایسی تبدیلی اردو میں اکثر پائی جاتی ہے مثلاً چراغ کے لیے ایک لفظ دیا بھی استعمال ہوتا ہے جسے پنجابی میں ڈیوا کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ ضیاء سے لفظ تبدیل کر کے اردو میں دیا بنایا گیا۔ مختصر یہ کہ جو دھاں سے مراد ہے اژدھو جو دھاں کا معنی معارف فرید یہ میں اے لڑا کو بیان کیا گیا ہے جبکہ کلام بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے، ص ۱۲۱ اور شعر نمبر ۱۸۸ کے تحت پروفیسر محمد یونس نے اس کا ترجمہ اژدھو بیان کیا ہے۔ ★ بندھاؤ: بنوالو بتیسی بندھوا لو۔ دانت تیز کرلو۔ ★ ناہراں: بھیڑیے۔

ترجمہ:

فرید سائیں سفر پہ چل کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ فرید کا نکلنا کسی دنیوی لالچ کی بنا پر نہیں ہے بلکہ فرید سائیں تو کسی اللہ والے

marfat.com
Marfat.com

ولی کامل قطب کی تلاش میں نکلے ہیں۔اس لیے اے سانپو اژدھو بھیڑیو درندو بھی اپنے اپنے دانت بند ہوالو۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ

فرید! پہلے تو آرام وسکون سے اپنے دیس میں ہی زندگی بسر کرتا رہا ہے جیسے عام لوگ زندگی گزارتے ہیں ویسے ہی زندگی گزارنے میں معروف رہا ہے مگر پردیس کے لیے سفر کی تیاری کی۔مگر میرا یہ سفر کسی دنیوی غرض کے لیے نہیں ہے۔

چند لطیف اشارات:

(۱) طالب صادق جب ارادہ کرے کہ وہ اپنے شیخ کامل کی خدمت کرے تا کہ وہ اسے سلوک کے منازل طے کرائیں تو اسے لازم ہے کہ توفیق ایزدی کو اپنا رفیق بنائے اس لیے کہ اس کے پاس مردہ مچھلی یعنی قلب ہے جو شہوات نفسانیہ (جس میں جب دنیا اور اس کی زینت کی ملاوٹ ہے) کے حملوں سے مردہ ہو چکی ہے اور وہ ولایت مراد ہے جو مرید اور شیخ کامل کے مابین واقع ہے۔اس میں اشارہ ہے کہ مرید صادق شیخ کی صحبت سے اس وقت کامیابی کامرانی پا سکتا ہے جب مجمع ولایت تک پہنچے گا یاد رہے مجمع ولایت کے قرب میں آبحیات کا چشمہ موجود ہے جسے حیات حقیقیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اسی سے ایک قطرہ مرید کے مردہ قلب پر پڑتا ہے تو وہ مرید کا قلب زندہ ہو کر ولایت کے دریا میں غوطہ زن ہو کر اپنا راستہ بنالیتا ہے۔

(۲) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کے دل پر تجلی ڈالتا ہے تو وہ اپنے قلب کو بھی بھلا دیتا ہے لیکن یہ اس وقت نصیب ہوتا ہے جب کسی شیخ کامل کی نظر عنایت سے سرشار ہو۔

مثنوی شریف میں ہے۔

اے خنک آں مردہ کز خود راستہ شد ۔۔۔ در وجود زندہ پیوستہ شد

وائے آں زندہ کہ بامردہ نشت ۔۔۔ مردہ گشت و زندگی از وے برست

ترجمہ: خوش وہ مردہ ہے جو اپنی ہستی کو مٹا کر کسی زندہ سے جاملا اور بدقسمتی ہے اس زندہ کی جو کسی مردہ دل کے ہاں بیٹھا تو وہ خود مر گیا اور زندگی سے نجات پا گیا۔

(۳) بہت سے مریدین کو اثنائے طے راہ سلوک میں توہمات گزرتے ہیں کہ خواہ مخواہ ایک اپنے جیسے انسان کے احسانات اٹھا رہا ہوں اور اس کی وجہ سے بہت سے مصائب وتکالیف برداشت کرتا ہوں کیوں نہ ہو کہ اسے چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جاؤں اور شب وروز اسی کی یاد میں مشغول رہوں اسی طرح سے منزل مقصود کو پہنچ جاؤں گا یہ خیال اس کا غلط اور سراسر غلط ہے۔اس راستہ کے لیے جب تک شیخ کامل کی نگاہ کرم نہ ہوگی منزل پر پہنچنا محال اور سخت محال ہے بلکہ الٹا زندگی ضائع ہوگی اور عبادت کی کلفت اور عبادت وریاضت کی تکالیف ومشقت بے سود اور شیخ کی رہبری کے بغیر سیدھے راستے پر چلنے کا خطرہ اور راہ حق سے بہت دور ہونے کا یقین ہاں عنایات الٰہی کی دستگیری وہ علیحدہ بات ہے لیکن یہ کسی خوش قسمت کو نصیب ہوتا ہے عام قاعدہ یہی ہے کہ راہ سلوک میں مرشد کامل کی رہبری ضروری ہے۔

(فیوض الرحمٰن، پ ۱۵، ص ۴۲۰)

marfat.com
Marfat.com

شیخ کامل کی صحبت:

شیخ کامل کی صحبت مرید کے لیے بمنزلہ صبح کے کھانے کے ہے اس لیے کہ شیخ کے ملفوظات سننا اور اس کے افعال واعمال دیکھ کر پیروی کرنا اس کی روحانی غذا ہے اور صحبت سے محروم ہوگا تو حصول مقصد سے محروم رہے گا الغرض میں تھکاوٹ محسوس کرے گا اور شیطان کا کام ہے کہ وہ رسوائی کی طرف رغبت دلائے اسی لیے سالک پر لازم ہے کہ صحبت شیخ کی طرف رجوع کرے اور شیخ کی خدمت کرتے ہوئے توفیق ایزدی کو اپنا رفیق بنائے جیسے موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام واپس لوٹے تو منزل مقصود کو پایا اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا الذین امنو اتقوا اللہ و کونوامع الصادقین یعنی سچے لوگوں کی صحبت حاصل کرو اور جھوٹے لوگوں سے دور بھاگو۔ (تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان، پ ۱۵، ص ۴۲۱)

خلاصہ:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ فرید سائیں سفر پہ چل نکلے ہیں فرید سائیں کا یہ نکلنا کسی دنیوی غرض اور لالچ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ کسی اللہ والے ولی کامل اور قطب زمانہ کی تلاش کے لیے ہے۔ ایسے سفر کے دینی، دنیوی اور اخروی بے شمار فوائد ہیں کیونکہ یہ انبیائے کرام، صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کا مقدس طریقہ ہے۔ یہ محض حق تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے اس کے علاوہ کوئی غرض وغایت نہیں اس لیے آپ ضرررساں جانوروں کیڑوں مکوڑوں وغیرہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے اژدھو، سانپو، بھیڑیو اور درندو تم بھی مجھے ضرر نہ پہنچاؤ بلکہ بھی اپنے اپنے دانت بند ھوالو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے شخص کو درندے اور زہریلے جانور بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے جیسے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے سامنے شیر دم ہلانے لگا بلکہ راستہ بھی بتایا۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط دریا میں ڈالنے سے خشک دریا بہنے لگا ایسے بے شمار واقعات کتابوں میں ملتے ہیں کہ نقصان دہ جانوروں نے اللہ والوں کو نقصان نہ پہنچایا کیونکہ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

بن گئے غلام جیہڑے شاہ ابرار دے
ویکھ لے نظارے اوہناں پروردگار دے

بلکہ کسی ولی کامل کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا ہوں۔ اللہ والے کی تلاش میں نکلا ہوں کیونکہ اللہ والے کی نظر کیمیا سے ہی بندہ حقیقت آشنا بنتا ہے۔ اس لیے اے سانپو، اژدھو، بھیڑیو اور درندو! تم اپنے دانت بند ہوالو تاکہ میرے نقصان کے لیے تمہیں بے چین نہ کردیں۔ میں امن وامان سے اللہ والے تک پہنچ سکوں۔

اللہ والوں کی تلاش:

اولیاء اللہ کی تلاش میں زندگی بسر کرنا نہایت بہترین عمل ہے۔ کیونکہ بزرگ فرماتے ہیں کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بزرگان دین کی تلاش میں نکلنا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی بھی سنت ہے۔ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

marfat.com
Marfat.com

کرام رضی اللہ عنہم کی بھی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا بھی محبوب طریقہ ہے۔ نیز جو اس تلاش میں نکلتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پہ خصوصی کرم فرماتا ہے۔ دنیا میں موجود کوئی چیز انہیں نقصان نہیں پہنچاتی ہاں البتہ جو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے وہ خود اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو جاتا ہے۔

کسی اللہ والے کی تلاش میں نکلنا سیدنا موسیٰ کلیم اللہ کی سنت:

حضرت موسیٰ کلیم اللہ حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کے لیے نکلے یہ واقعہ قرآن مجید میں بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے۔ سراج العلماء زبدۃ الفضلاء حضرت علامہ مولانا شیخ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام قبطیوں کے مرمٹنے کے بعد جب ملک مصر پر قابض ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی قوم کو وعظ سنانے کا فرمایا جس کا موضوع کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیسی اعلیٰ نعمتوں سے نوازا چنانچہ آپ نے اپنی قوم کو نہایت بہترین انداز میں وعظ فرمایا۔ جس سے بنی اسرائیل خوب روئے اور ان کے دلوں پر آپ کے وعظ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ (تفسیر فیض الرحمٰن ترجمہ روح البیان، پ ۱۵، ص ۴۱۱)

مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

وعظ کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ سے بڑا عالم بھی کوئی ہے۔

فرمایا: نہیں

رب نے فرمایا: اے موسیٰ تم سے بڑے عالم خضر علیہ السلام ہیں۔ (تفسیر نور العرفان، ص ۴۷۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ! میں خضر کو کہاں تلاش کروں اور وہ مجھے کس طرح مل سکتے ہیں۔ اس کا کوئی آسان طریقہ بتائیے۔ تاکہ میں آسانی سے مل سکوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ چٹان کے نزدیک مجمع البحرین میں اس کی ملاقات کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ اپنا زادِ راہ ساتھ لے جائیے یعنی مچھلی بھون کر ایک جھولے میں ڈال کر اپنے ساتھ رکھیں تاکہ بھوک ستائے تو بھیک نہ مانگنی پڑے لیکن جب یہ مچھلی دریا میں غوطہ لگائے تو سمجھنا کہ یہیں پر میرا بندہ ہوگا۔

آپ نے مچھلی بھون کر جھولے میں رکھ دی اور اپنے خادم سے فرمایا کہ جہاں یہ مچھلی دریا میں غوطہ لگائے تو مجھے مطلع کرنا۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، پ ۱۵، ص ۴۱۱)

اعتراض: یہودی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں اس مقام پر جس موسیٰ کا ذکر ہے اس سے موسیٰ بن عمران علیہ السلام مراد نہیں بلکہ یہ موسیٰ بن میثا بن یوسف نبی علیہ السلام تھے یہ بھی نبی تھے اور یہ موسیٰ بن عمران سے پہلے تھے ان کا وہم اس لیے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات باہرہ ہیں اور کلیم خدا بھی اور حضرت خضر علیہ السلام کا یہ مرتبہ کہاں۔ اس لیے وہ مفضول تھے اور افضل مفضول سے استفادہ نہیں کرتا۔

جواب: یہ ان کا صرف وہم ہے ورنہ کامل افضل ہو کر بہت سے امور سے بے خبر ہوتا ہے اور یہ کوئی عیب بھی نہیں اور فاضل کبھی مفضول بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ من وجہ سہی۔ اس معنی پر یقیناً اس سے موسیٰ بن عمران علیہ السلام مراد ہیں اگر وہ دوسرے موسیٰ علیہ السلام مراد ہوتے تو اسے مقید بہ قید اضافی بیان کیا جاتا ہے اس لیے کہ مشہور و معروف شخصیت کے ہم نام کو جب کسی وقت لکھنا یا کہنا پڑتا ہے تو اس [illegible] امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا ہم نام

marfat.com
Marfat.com

ایک اور امام ابوحنیفہ گزرا ہے۔ اب اس ثانی ابوحنیفہ کو جب لکھا جائے گا تو اس کے دینوری کا لفظ ضرور ہوگا۔ مثلاً کہا جائے گا قال ابوحنیفہ الدینوری ورنہ مطلقاً ابوحنیفہ لکھا ہوگا تو وہاں امام صاحب کے سوا کوئی اور مراد نہ ہو سکے گا ایسے ہی سمجھیے کہ موسیٰ علیہ السلام کو مطلق کہا گیا ہے۔ اگر ان کے علاوہ دوسرے موسیٰ علیہ السلام مراد ہوتے تو ان کے ساتھ موسیٰ بن میشا بن یوسف علیہ السلام لکھا جاتا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، پ ۱۵، ص ۴۱۲۔۴۱۱)

خادم:

آپ کے خادم یوسف بن نون بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام تھے۔ یوشع بن نون کا تعارف علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا ہے کہ

یہ یوشع بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے اور آپ کے اکبر خلفائے میں سے تھے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہر وقت ساتھ رہتے یہاں تک کہ تا وصال آپ کے ساتھ رہے موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کی خلافت کا بوجھ ان کے کاندھوں پر رکھا گیا اور انہوں نے ہی شریعت موسوی کو چلایا۔ بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کے بعد انہی یوشع بن نون کو معظم ترین شخصیت سمجھا جاتا تھا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، پ ۱۵، ص ۴۱۲)

روانگی:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم خاص حضرت یوشع بن نون کو ساتھ لیا اور روانہ ہوئے۔ مطلوبہ سامان بھی ساتھ لے لیا۔ اور روانہ ہوئے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا کہ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ○

(پ ۱۵ سورۃ الکہف آیت ۶۰)

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں چلا جاؤں۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

بعض تفاسیر میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میں عرصہ دراز تک چلتا رہوں گا یہاں تک کہ میں اس عالم دین کو پالوں۔

(ف) کاشفی نے لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میں چلتا رہوں گا یہاں تک کہ میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں اگرچہ عرصہ دراز اسی (۸۰) سال تک سفر کرنا پڑے تب بھی اس بندۂ خدا کو تلاش کیے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔

دست از طلب ندارم تا کام من برآید

ترجمہ: اس کی تلاش سے باز نہیں آؤں گا جب تک مطلب پورا نہ ہو

مثنوی شریف میں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

گرگراں دگر شتا بندہ بود
آنکہ جوئندہ است یا بندہ بود
در طالب زن دائما تو ہر دو است
کہ طلب در راہ نیکو رہبر است

ترجمہ: اگر آہستہ چلے یا دوڑے بالآخر تلاش کرنے پر مقصد حاصل ہو جاتا ہے مقصد کی طلب میں جدوجہد کیجئے اس لیے کہ طلب ہی بندے کی بہتر رہبر ہے۔

فائدہ طالبعلمانہ:

امام صاحب نے تفسیر میں لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس کو سفر کی کوفت اور اس کے دکھ اور تکلیف سے تسلی دلائی ہے تاکہ سفر کی تکالیف کو دیکھ کر نفس کو گھبراہٹ نہ ہو اور علم کی طلب میں ایسی مشقتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اس میں طالب علم کو سبق دیا گیا ہے کہ اگر اسے صرف ایک مسئلہ کے حصول کے لیے مشرق سے مغرب تک جانا پڑے تو بھی علم کی شان میں معمولی امر ہے۔ (فیوض الرحمٰن، پ۱۵، ص۴۱۴)

حکایت:

روضۃ الخطیب میں ہے کہ ایک بزرگ نے مدینہ طیبہ سے ملک مصر تک صرف ایک حدیث شریف سننے کے لیے سفر کیا۔
(فیوض الرحمٰن پ۱۵، ص۴۱۴)

فَلَمَّا بَلَغَا مَجۡمَعَ بَيۡنِهِمَا نَسِيَا حُوۡتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيۡلَهٗ فِى الۡبَحۡرِ سَرَبًا ۝
(پ۱۵، سورۃ الکہف آیت نمبر۶۱)

پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے۔ اپنی مچھلی بھول گئے اور اس نے سمندر میں اپنی راہ سرنگ بنائی۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

جہاں ایک پتھر کی چٹان تھی اور چشمہ حیات تھا تو وہاں دونوں حضرات نے استراحت کی اور مصروف خواب ہو گئے بھنی ہوئی مچھلی زنبیل میں زندہ ہو گئی اور تڑپ کر دریا میں گری اور اس پر سے پانی کا بہاؤ رک گیا اور ایک محراب سی بن گئی حضرت یوشع کو بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کا ذکر کرنا یاد نہ رہا۔ (تفسیر نور العرفان، پ۱۵، سورۃ الکہف)

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰٮهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدۡ لَقِيۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝
(پ۱۵، سورۃ الکہف آیت نمبر۶۲)

پھر جب وہاں سے گزر گئے موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بے شک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔ (کنز الایمان)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

تھکان بھی ہے بھوک کی شدت بھی اور یہ بات جب تک مجمع البحرین پہنچے تھے پیش نہ آئی تھی منزل مقصود سے آگے بڑھ کر تکان اور بھوک معلوم ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ مچھلی کو یاد کریں اور اس کی طلب میں منزل مقصود کی طرف واپس ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہ فرمانے پر خادم نے معذرت کی۔

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ○ (پ۱۵، سورۃ الکہف آیت ۶۳)

بولا بھلا دیکھیے تو جب ہم نے اس چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بے شک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کو مذکور کروں اور اس نے تو سمندر میں اپنی راہ لی اچنبھا ہے۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

عجیب راہ کہ جہاں جاتی تھی راہ کشادہ پیدا ہو جاتی تھی اور دریا کی زمین بھی خشک ہو جاتی تھی۔

(تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد اوّل، ص ۵۷۹)

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ○ (سورۃ الکہف ۶۵)

موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ○ (الکہف ۶۵)

تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔ (کنز الایمان)

علم لدنی:

ذوالنون مصری قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ علم لدنی وہ ہے کہ خلق پر توفیق اور خذلان کا حکم کریں اور بعض نے کہا کہ علم لدنی وہ علم ہے جو بے حاصل کیے اور حرف پڑھے ہوئے حاصل ہو جائے۔ صاحب کشف الاسرار نے فرمایا کہ یہ علم جاننے والا محقق ہے جو کچھ پاتا ہے وہی زبان پر لاتا ہے۔ فتوحات میں سلطان العارفین سے نقل ہے کہ علماء کے ایک گروہ سے کہتے تھے کہ تم نے مردہ علم لیا مردے سے اور ہم نے اُس زندہ سے علم لیا جو کبھی نہ مرے گا۔ مثنوی

گلشنے کز نقل روید یک دم ست
گلشنے کز عشق روید خرم ست
گلشنے کز گل دمد گردد تباہ
گلشنے کز دل دمد وافر متاہ
علم [illegible]

marfat.com
Marfat.com

علم چوں بر گل زندہ بادے شود

(تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد اوّل، ص ۵۷۹)

موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر سے ملاقات:

لکھا ہے کہ جب حضرت خضر علیہ السلام کی جگہ پر پہنچے تو انہیں دیکھا کہ تکیہ لگائے ہیں اور اپنا کپڑا منہ پر ڈالے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا خضر علیہ السلام نے کپڑا اپنے منہ پر سے ہٹا کر جواب دیا اور پوچھا کہ تم کون ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے کہ میں موسیٰ ہوں بنی اسرائیل کا نبی۔ حق تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ تم سے صحبت رکھوں اور کچھ سیکھوں انہوں نے جواب دیا کہ جو شخص یہ کہے کہ میں پیغمبر شریعت والا ہوں وہ دوسرے سے کیونکر کچھ سیکھے گا اور کہا کہ رسول ایسا چاہیے کہ جن کی طرف بھیجا گیا ہے اُن سے اُصول وفروع دین کا عالم زیادہ ہو جوان کی طرف لایا ہے اور جو علم اس قبیل سے نہیں اس کی تعلیم اُمورِ نبوت کے منافی نہیں اور اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ اس قول کا مؤید ہے۔

(تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد اوّل، ص ۵۷۹)

مچھلی:

صحیح بخاری کی حدیث سے اس مچھلی کے متعلق اتنا ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ ہی کی طرف سے یہ حکم ہوا تھا کہ ایک مچھلی اپنی زنبیل میں رکھ لیں۔ اس سے زائد یہ کچھ معلوم نہیں کہ یہ مچھلی کھانے کے لیے ساتھ رکھنے کا حکم ہوا تھا یا کھانے سے علیحدہ دونوں احتمال ہیں۔ اس لیے مفسرین میں سے بعض نے کہا کہ یہ بھونی ہوئی مچھلی کھانے کے لیے رکھی گئی تھی اور اس سفر کے دونوں ساتھی دورانِ سفر اس میں سے کھاتے بھی رہے اس کا نصف حصہ کھایا جا چکا تھا اس کے بعد بطور معجزہ یہ بھونی ہوئی اور آدھی کھائی ہوئی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی۔

ابن عطیہ اور بعض دوسرے لوگوں نے یہ بھی بیان کیا کہ یہ مچھلی بطور معجزہ کے پھر دنیا میں باقی بھی رہی اور بہت دیکھنے والوں نے دیکھا بھی کہ اس کی صرف ایک کروٹ ہے اور دوسری کھائی ہوئی ہے۔ ابن عطیہ نے خود بھی اپنا دیکھنا بیان کیا ہے۔

(معارف القرآن جلد ۵، ص ۶۱۰ بحوالہ قرطبی)

موسیٰ علیہ السلام اور طالب علم:

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ (الکہف ۶۶)

اس سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

پیر محمد کرم شاہ ایم اے (الازہر) نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جلالت شان کے باوجود کتنے ادب واحترام سے اپنی خواہش کا اظہار فرما رہے ہیں۔ ہر طالب علم کو حضرت کلیم کے اس اسوۂ حسنہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے جب تک دل میں ادب واحترام کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا استفادہ کا سلسلہ ... یہاں ... معلوم ہوا کہ اگر اپنے سے کم درجہ

marfat.com
Marfat.com

والے میں کوئی کمال ہو تو اس کے حصول سے باز نہ آنا چاہیے۔ (تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۳، ص ۴۱)

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ○ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ○ (الکہف ۶۷۔۶۸)

اس بندے نے کہا (اے موسیٰ) آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد اور مرشد کے آداب میں سے ہے کہ وہ شیخ و استاد کے افعال پر زبان اعتراض نہ کھولے اور منتظر رہے کہ وہ خود ہی اس کی حکمت ظاہر فرمائیں۔ (تفسیر خزائن العرفان، بحوالہ مدارک)

فائدہ:

حضرت خضر علیہ السلام کو معلوم تھا کہ علوم تکوینیہ کے جو راز مجھ پر منکشف کیے گئے ہیں ایک صاحب شریعت رسول اس پر سکوت اختیار نہیں کر سکتا اس لیے پہلے اس امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ ایسے امور واقع ہوں گے تو آپ ضرور اعتراض کریں گے اور جہاں اعتراض کی نوبت آجائے وہاں افادہ و استفادہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اسی لیے صوفیاء کرام نے فرمایا انه یجب علی المرید ترك الا عتراض علی الشیخ (مظہری) مرید پر لازم ہے کہ اپنے شیخ پر اعتراض نہ کرے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۳، ص ۴۱)

قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ○ (الکہف ۶۹)

کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوئے پورا واقعہ قرآن مجید میں مفصل بیان ہوا ہے یہاں یہ واقعہ بیان کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ بزرگوں کی تلاش میں نکلنا موسیٰ کلیم اللہ کی بھی سنت ہے۔ نیز مرشد کریم کی تلاش اور بزرگوں کی تلاش میں نکلنا اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہے خلاف نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کلیم اللہ کو حکم دیا۔

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ:

حضرت علامہ عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن مسعدۃ بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن ردمان بن ناجیہ بن مراد مرادی جو بعد کو قبیلہ قرن میں داخل ہو گئے تھے یہ بڑے مشہور زاہد ہیں ابن کلبی نے ان کا نسب اسی طرح ذکر کیا ہے۔ انہوں نے نبی کا زمانہ پایا تھا مگر آپ کو دیکھا نہیں کوفہ میں رہتے تھے وہاں کے اعلیٰ طبقہ کے تابعین میں سے تھے۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اردو ترجمہ، ص ۲۳۶)

آپ خلافت فاروقی میں حج کو آئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کہاں رہنا پسند کرتے ہیں عرض کیا کہ کوفہ میں چنانچہ آپ عرصہ تک کوفہ میں [illegible] نے صفین فرمایا ہے مگر اشعۃ اللمعات

marfat.com
Marfat.com

نے نہاوند کو ترجیح دی ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۸، ص ۵۷۴)

خواجہ اویس قرنیؓ سے دعا کرانے کا فرمان حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک صاحب آئیں گے جنہیں اویس کہا جاتا ہے انہیں یمن میں صرف ان کی ماں ہی روکے ہوئے ہے ان کو برص کی سفیدی تھی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی اللہ نے وہ دور کردی سوا دینار یا درہم کی جگہ کے تو تم میں سے جو اُن سے ملے تو وہ اس سے دعا مغفرت طلب کریں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تابعین میں بہترین وہ صاحب ہیں جنہیں اویس کہا جاتا ہے ان کی ایک ماں ہیں انہیں برص کی سفیدی تھی ان سے عرض کرنا کہ وہ تمہارے لیے دعاء مغفرت کریں۔
(رواہ مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب ذکر الیمن والشام وذکر اویس القرنی فصل اوّل)

فائدہ:

چونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ ہی میں حج کو آنے والے تھے اس لیے اس علیم وخبیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی سے یہ فرمایا مگر یہ کہ تمام صحابہ میں سے جو بھی اویس کو پائے وہ اپنے لیے ان سے دعا کرائے اس سے معلوم ہوا کہ افضل بھی مفضول صالح سے دعا کرائے۔

حضرات صحابہ جناب اویس سے کہیں افضل ہیں مگر ان حضرات کو جناب اویس سے دعا کرانے کا حکم دیا گیا۔ ایک بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب کہ وہ عمرہ کرنے مکہ معظمہ جارہے تھے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی دعا میں نہ بھولنا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۸، ص ۵۷۵)

فائدہ:

حضرت خضر علیہ السلام والا واقعہ اور حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حاضر ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک پیش کرنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی بخشش کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانا واضح کرتا ہے بزرگوں کو تلاش کر کے ان سے دعا کرانا اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پہ عمل پیرا ہونا ہے اس سے حق تعالیٰ کے انعامات اور بخشش حاصل ہو سکتی ہے۔ تفصیل کے لیے فیض ملت حضرت علامہ شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف ذکر اویس میں ملاحظہ فرمائیے یہ کتاب مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور اور ادارہ تالیفات اویسیہ نزد جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم کو ڈھونڈتے ہوئے آپ کے حضور حاضر ہوئے اور صحابہ کرام کی سنت پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے اولیائے کرام بھی مرشد کریم کی تلاش میں سفر کرتے رہے۔ کامل مرشد کی تلاش ضروری ہے۔ اس سلسلے میں خواہ جتنا بھی سفر کیا جائے کم ہے۔ اس میں ہزاروں دینی اور دنیوی فوائد ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

قاعدہ صوفیانہ:

حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ

بندہ ولایت میں کمال کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کسی کامل کے ہاں جا کر گھٹنے نہ ٹیکے اور منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا جب تک ہجرت نہ کرے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، پ۱۵، ص۴۱۵)

لطیفہ:

جو شخص استاد کے بغیر اپنی کاروائی سے مقصد کو پہنچنا چاہے یا پیر و مرشد کے بغیر اپنے دل کے پردے ہٹانا چاہے وہ اگرچہ کامیاب بھی ہو تب بھی اسے اس بچے کی طرح سمجھو جو راستہ میں پڑا ہوا ملے لیکن اس کا باپ کوئی نہ ہو کہ جس سے اس کا نسب بیان کیا جا سکے۔ (فیوض الرحمٰن، پ۱۵، ۴۱۵)

بے پیر شیطان کا چیلہ:

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جس کا شیخ و پیر و مرشد نہ ہو اس کا شیخ شیطان ابلیس ہے۔

مثنوی شریف میں ہے کہ

پیر رابگویں کہ بے پیراں سفر — ہست بس پر آفت و خوف و خطر
چوں گرفتی پیر ہن تسلیم شو — ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر

ترجمہ: پیر کا دامن پکڑ کہ یہ سفر پیر کے بغیر بہت بڑا آفت اور خوف و خطرہ سے بھرپور ہے جب پیر و مرشد کا دامن پکڑا ہے تو ان کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے خضر کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔

چند فوائد:

حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ کی تفسیر میں تفسیر صوفیانہ بیان کرتے ہوئے مفسر قرآن حضرت علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

تلاویلات نجمیہ میں ہے کہ آیت میں سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

(۱) مسافر پر لازم ہے کہ سفر سے پہلے رفیق سفر کی تلاش کرے۔

(۲) سفر میں ایک کو امیر سفر مقرر کر لینا ضروری ہے تاکہ دوسرے اس کے ماتحت کام کریں اور اسی کے تبع رہیں البتہ مشورہ دیتے جائیں اور امیر پر لازم ہے کہ سفر میں ان کے مفید مشوروں کو ضائع نہ جانے دے۔

(۳) رفیق سفر کو اپنے سفر کے مقاصد سے باخبر کرے اور اسے بتادے کہ اس سفر میں اتنا عرصہ لگے گا تاکہ رفیق سفر اس کے حالات سے آگاہ ہو اگر مناسب ہو تو وہ اس کے ساتھ چلے گا ورنہ معذرت کرے گا۔

(۴) مرید پر لازم ہے کہ شیخ کامل کو تلاش کر کے اس کی بیعت کے بعد اس کی اقتداء میں سر کی بازی لگا دے یہاں تک کہ منزل مقصود تک پہنچ کر مقاصد میں کامیاب ہو اس لیے شیخ کامل کی تلاش درحقیقت حق تعالیٰ کی تلاش ہے۔

marfat.com
Marfat.com

فریدا کرن حکومت دُنی ، حاکم ناوَں دھرن
اَگے دُھول پیادیاں ، پچھے کوت چلن
چڑھ چلن سُکھ واسنی ، اُپر چَور جھلن

حل لغات:

٭ کرن: کرنا مصدر سے یعنی کرتے ہیں۔ ٭ حکومت: ملک کا انتظام کرنے والا ادارہ، راج، حکمرانی، سختی زبردستی، اختیار یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔ ٭ دنی: دنیا، مخلوق، خلق خدا مراد انسان۔ ٭ دی: کی۔ ٭ حاکم: حکمران حکومت کرنے والا، حکم کرنے والا، بادشاہ، آقا یہاں سارے معانی مراد لیے جاسکتے ہیں۔ ٭ ناوَں: نام۔ ٭ ناوَں دھرن: نام دیتے ہیں۔ ٭ اگے: آگے۔ ٭ دھول: ہنگامہ، شور، خاک، گرد، راکھ، مٹی۔ ٭ پیادیاں: پیادہ کی جمع، پیادہ کے معنی ہیں پیدل سفر کرنے والا، شطرنج کا مہرہ، ہرکارہ: چپراسی۔ ٭ پچھے: پیچھے۔ ٭ کوت: مدح، قدردان، درباری۔ ٭ چلن: چلتے ہیں۔ ٭ سکھ واسنی: آرام طلب، آرام چاہنے والے۔ ٭ اُپر: اوپر۔ ٭ چور: چار چوفیرے، چاروں طرف۔ ٭ جھلن: جھولنے والے پنکھے جھولتے ہیں۔

ترجمہ:

دنیا پہ حکومت کرنے والے حکمران کہلاتے ہیں۔ ان کے آگے آگے اچھل کود کرنے والے پیادوں کی قطاریں ہوتی ہیں۔ اور ان کے پیچھے پیچھے درباری چل رہے ہوتے ہیں۔ آرام طلب سواریوں پہ سوار ہوتے ہیں۔ جن پر جھولنے والے پنکھے چاروں طرف سے جھول رہے ہوتے ہیں۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دنیوی حکمرانوں کی حالت بیان کی ہے کہ جو لوگ اس دنیا میں حکومت کرتے ہیں۔ وہ اس دنیا میں حکمران یعنی بادشاہ، وزیر، مشیر، صدر، وزیراعظم وغیرہ کہلاتے ہیں ان کے چلنے یا ایک مقام سے دوسرے مقام پہ پہنچنے اور جانے کے عجیب و غریب طریقے ہوتے ہیں ان کی ٹھاٹھ باٹھ کا عجیب رنگ ہوتا ہے ان کے آگے آگے پیادے قطاروں کی شکل میں اُچھلتے کودتے جاتے ہیں۔ ان کے پیچھے پیچھے درباری ایک خاص ترتیب اور انداز سے چلتے ہیں عام درباریوں سے ہٹ کر بلند عہدے والے اپنی اپنی سواریوں پہ سوار ہو کر چل رہے ہوتے ہیں اور انھیں کے چاروں طرف سے جھولنے والے پنکھے جھول رہے ہوتے ہیں۔ وہ عجیب نشے کی حالت میں ہوتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں کہ ہم بھی انسان ہیں اور پیدل چلنے والے پیادے بھی انسان ہیں۔ ہم بھی انسان ہیں اور ہمیں پنکھے سے آرام و سکون پہنچانے والے بھی ہمیں جیسے انسان ہیں۔ بحیثیت انسان ہم سب برابر ہیں۔ یہ سب اونچ نیچ ہماری اپنی ہے شرف انسانیت کے لحاظ سے سب انسان برابر ہیں ہاں اُن میں افضل وہ ہے جو زیادہ پرہیزگاری اختیار کرتا ہے۔ انسان کو ان سب بھول بھلیوں میں اپنے آپ کو گم نہیں کر دینا چاہیے۔ بلکہ ہوشیاری اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

کنّاں ، دنداں ، اَکھیاں ، سبھناں دِتی ہار ویکھ فریدا چھڈ گئے ، مُڈھ قدیمی یار

حل لغات:

★ کنّاں: کن کی جمع یعنی کان۔ ★ دنداں: دند کی جمع یعنی دانت۔ ★ اکھیاں: اکھ کی جمع یعنی آنکھیں۔ ★ سبھناں: سبھی نے ،تمام نے۔ ★ دتی ہار: ناکام کردیا۔ ★ ویکھ: دیکھ: چھڈ گئے: چھوڑ گئے۔ ★ مُڈھ قدیمی: شروع کے، بنیادی، لنگوٹیے یار۔ ★ یار: دوست۔

ترجمہ:

میرے کانوں، دانتوں اور آنکھوں سبھی نے ہی مجھے ہرایا ہے۔اے فرید دیکھ تو سبھی سب سے پہلے میرے دوست ہی مجھے چھوڑ گئے ہیں میں اور کسی کا شکوہ کیا کروں۔

مطلب:

وقت ایک سا نہیں رہتا مثل مشہور ہے۔مگر اکثر انسان کی نا سمجھی اسے یہ حقیقت سمجھنے نہیں دیتی۔انسان کے پیدا ہوتے ہی انسانی وجود کو اکثر آہستہ آہستہ عروج حاصل ہونا شروع ہوتا ہے مثلاً یہی دیکھیے کہ اس کے منہ میں دانت نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کے منہ میں دانتوں کی بہار آہستہ آہستہ آتی ہے۔

جسمانی اعضاء میں قوت آہستہ آہستہ پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔فہم وفراست کی قوت میں بھی آہستہ آہستہ اضافہ ہوتا ہے۔ آنکھ کھولتے ہی علوم کی بہار سے آشنائی شروع ہو جاتی ہے آہستہ آہستہ اس میں اضافہ بھی ہوتا جاتا ہے۔جو قوتیں انسان کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔اسے انسان اپنی قوتیں سمجھ بیٹھتا ہے۔اپنے اعضاء اس کے دوستوں کی مانند ہوتے ہیں کہ اس جہانِ فانی میں آنے سے پہلے ہی یہ دوست اس کے ساتھ آتے ہیں اکثر وبیشتر ساری زندگی ساتھ رہتے ہیں خود بخود دور نہیں ہو جاتے یعنی انسان کا ساتھ جسمانی اعضا خود بخود نہیں چھوڑتے۔مثلاً کان، دانت، آنکھیں یہ سبھی اعضاء جسمانی انسان کو پیدائش سے قبل ہی ملتے ہیں۔یہ اس کا ساتھ شروع سے آخر تک دیتے ہیں حتیٰ کہ جب صحت روبہ زوال ہوتی ہے۔یہ جسمانی اعضا آہستہ آہستہ کمزور ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ دانت ٹوٹ جاتے ہیں۔کانوں کی شنوائی کی قوت ضعف کا شکار ہو جاتی ہے۔حتیٰ کہ کانوں سے سنائی دینا بند ہو جاتا ہے۔ خوب دیکھنے والی آنکھیں جب تک اللہ کو منظور ہوتا ہے آہستہ آہستہ زوال کا شکار ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ ان سے نظر آنا بند ہو جاتا ہے۔بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا مطلب ہے کہ کان، دانت، آنکھیں یہ میرے جسمانی اعضاء جو میرے زندگی کی ابتداء سے ہی میرے دوست ہیں ان سبھی نے آہستہ آہستہ میرا ساتھ چھوڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ سبھی ہمت ہار بیٹھے۔جب لنگوٹیے یار ہی ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔تو کسی اور کا کیا کہنا، کون کب تک ساتھ دیتا ہے؟ وقت آنے پر سبھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ قیامت کا دن ہوگا تو یہی لنگوٹیے یار ہی گواہیاں بھی دیں گے اپنے جسمانی اعضا اپنے ہی خلاف گواہی دیں گے۔

مگر قربان جائیں اولیائے کرام خصوصاً سید الانبیاء، محبوب کبریا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔کہ بعد از وصال بھی، قیامت میں بھی، میدان حشر میں، اعمال کے میزان کے وقت، پل صراط سے گزرتے وقت، ہر وقت اور انشاء اللہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت فرماتے نظر آئیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

محبوبانِ حق کی پختہ دوستی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں یوں کیا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ع (پ۵، سورۃ النساء آیات نمبر ۶۹۔۷۰)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔ (کنزالایمان)

-----☆☆☆-----

کنت نیناں تن گارڑی ، ناگاں ہاتھ منا وس گندلیں مندہ نگر ، ہوریں لہر لہا

حل لغات:

★ کنت: محبوب، آقا، مالک شوہر۔ ★ نیناں: نین کی جمع بمعنی آنکھیں۔ ★ تن گارڑی: بدن کا پھندا۔ ★ ناگاں: (ناگ کی جمع) سانپوں، اژدھوں۔ ★ ہاتھ مناء: ان سے ہاتھ دور رکھ۔ ★ گندلیں: (گندل کی جمع) ساگ کی گندلیں، ساگ۔ ★ وس گندلیں: زہریلا ساگ، زہریلی سبزی۔ ★ وس: زہر، زہریلا۔ ★ مندہ: برا، بری۔ ★ نگر: نگری، شہر، قصبہ۔ ★ ہوریں: تو نے منع کرنا ہے۔ ★ لہر لھا: نفع کا جوش۔

ترجمہ:

آقا یا شوہر کی آنکھوں، جسم کے پھندے اور ناگ سانپوں کو چھونا منع ہے انہیں ہاتھ نہ لگا، زہریلی گندلوں یعنی زہریلی سبزی اور برے شہر یا قصبے سے فائدہ تلاش کرنے سے باز رہ کیونکہ یہ سبھی امور نقصان دہ ہیں۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے نہ صرف دینی امور سمجھائے ہیں۔ عبادات کو بھی اپنے کلام کا موضوع بنایا اور ریاضتوں کو بھی اپنے کلام میں بیان فرمایا۔ معاشرتی امور کو بھی آپ اپنے کلام میں بیان فرمایا ہے مثلاً اس شعر کو ملاحظہ فرمائیے کہ آپ نے بیان فرمایا ہے کہ۔

آقا یا شوہر کی آنکھوں، جسم کے پھندے اور ناگ یعنی سانپوں کو چھونا منع ہے۔ کیونکہ انہیں ہاتھ لگانا نقصان دہ ہے۔ اسی طرح آپ بیان فرماتے ہیں کہ زہریلی سبزی اور بُرے مقامات سے فائدہ تلاش کرنا نقصان کا باعث ہے اس لیے نقصان دہ اشیاء سے فائدہ تلاش کرنا بے وقوفی بھی ہے اور نقصان کا سبب بھی ہے۔ اور نقصان کے اسباب سے پرہیز کرنا چاہیے۔

آقا یا شوہر کی آنکھوں کو چھونے سے اسی لیے بھی منع کیا گیا ہے کہ ایسا کرنا بے ادبی ہے۔ بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی۔

marfat.com
Marfat.com

جب عام آقا شوہر کی آنکھوں کو چھونا منع ہے؟ کیوں منع ہے؟ اس لیے کہ ایسا کرنا ان کی بے ادبی ہے تو اولیاء وانبیاء کی بے ادبی کرنا کہاں جائز اسی طرح جسمانی اعضاء کو بار بار اور بلاوجہ چھیڑ چھاڑ کرتے رہنا نقصان کا سبب ہے۔ اسی طرح فضول اموراور کام سرانجام دینا بھی مناسب نہیں کھیل کود میں وقت ضائع کر دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اسی طرح ناگوں کو چھونے سے ان کے حملے کا خطرہ ہے۔ جو اُن کے کاٹنے کا سبب بن سکتا ہے۔ لہٰذا ہر نقصان دہ کام سے بچنا لازم ہے۔

اسی طرح زہریلی سبزی اور دیگر زہریلی چیزوں سے بھی بچنا چاہیے۔ اسی طرح برے شہر قصبے، علاقے وغیرہ سے بھی بچنا چاہیے کیونکہ نقصان کا موجب ہوسکتا ہے۔

اس کے برعکس مفید امور کا سرانجام دینا ضروری ہے کیونکہ ہر مفید کام فوائد عظیمہ کا سبب بن سکتا ہے۔ مفید اور بابرکت چیزوں کو چھونے سے فائدہ ہوتا ہے اس لیے کہ تبرکات میں شفاء ہوتی ہے، تبرکات اور مقدس مقامات کی زیارت کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا سبب ہوتا ہے اس لیے ان کی زیارت سے مستفید ہونا چاہیے۔

-----☆☆☆-----

فریدا کوکینڈڑا تاں کوک، کدے تاں رب سنیسیا　　نکل ویسی پھوک ، پھر کوک نہ ہوسیا

حل لغات:

٭ کوک: فریاد کر، گڑگڑا کر دعا مانگ۔ ٭ کوکینڈڑا: فریادی، فریاد کرنا، چاہتا ہے تو اللہ کی بارگاہ میں ضرور فریاد کر۔ ٭ کدے: (کدیں، کدی) کبھی۔ ٭ سنیسیا: سنے گا۔ ٭ نکل ویسی: نکل جائے گی۔ ٭ پھوک: ہوا، سانس، مراد مرنا۔ ٭ تاں پھر: تو پھر۔ ٭ کوک نہ ہوسیا: فریاد نہ ہو سکے گی۔

ترجمہ:

اے فرید! اگر تو فریاد کر سکنے والا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں ضرور فریاد کر کبھی تو اللہ تعالیٰ سنے گا کیونکہ وہ سمیع وبصیر ہے۔ جب سانس نکل گئی یعنی جب موت وارد ہوگئی تو پھر تجھ سے فریاد نہ ہو سکے گی۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ۔

ارے فرید! اگر تو بارگاہ حق میں فریاد کرنا چاہتا ہے تو بارگاہِ حق میں گڑگڑا کر، رو، رو کر عاجزی سے دعا مانگ، اللہ تعالیٰ کے حضور ضرور فریاد کر، جو بھی اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر عاجزی سے دعا مانگی جائے اللہ تعالیٰ اُسے شرف قبولیت سے نوازتا ہے اس لیے اگر تو نے بھی دعا مانگی تو انشاء اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تو خود فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ دعا ہر حال میں قبول ہو جاتی ہے۔ یہ دعاؤں کی توفیق، نیک اور صالح اعمال کا کرنا زندگی تک ہے جب تک تجھے زندگی میسر ہے تو اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگتا رہ، اللہ تعالیٰ دعائیں سننے والا ہے۔ سنے گا۔ اور مرنے کے بعد یعنی جب جسم سے روح کا تعلق ظاہری کٹ گیا تو پھر بارگاہ حق میں اس طرح دعا نہ مانگ سکے گا۔ وہ وقت آنے سے پہلے دعائیں

marfat.com
Marfat.com

مانگ لے۔ یہ وقت غنیمت ہے اسے ضائع اور برباد نہ ہونے دے۔ اس سے دنیا میں خوب کام لے۔ اتنا کام لے کہ کل جب دعاؤں کے ثمرات سے مستفید ہو تو پھر پچھتاوا نہ آئے کہ کاش اتنا وقت میں نے غفلت کی حالت میں کیوں گزار دیا۔

دعا:

دعا عبادت کا مغز ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں بھی ہے کہ

اَلدُّعَا مخ العبادة

دعا عبادت کا مغز ہے۔

(انطاق المفہوم اردو ترجمہ احیاء العلوم جلد اول، ص ۵۹۵[1])

قرآن مجید میں ہے کہ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۶)

ترجمہ: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

اس میں طالبان حق کی طلب مولا کا بیان ہے جنہوں نے عشق الٰہی پر اپنے حوائج کو قربان کر دیا وہ اسی کے طلبگار ہیں انہیں قرب ووصال کے مژدہ سے شادکام فرمایا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

شان نزول:

ایک جماعت صحابہ نے جذبہ عشق الٰہی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اس پر نوید قرب سے سرفراز کر کے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہو وہ اس کے دور والے سے ضرور بعد رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ سب بندوں سے قریب مکانی کی یہ شان نہیں۔ منازل قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان البقرہ آیت ۱۸۶)

اسی آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حکیم الامت علامہ حضرت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

---

(۱) ترجمہ: احیاء العلوم شریف حجۃ الاسلام ابو حامد امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے احیاء العلوم شریف کا بہترین ترجمہ: انطاق المفہوم کے نام سے شیخ القرآن والتفسیر فیض ملت ابو صالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے ترجمہ کیا شبیر برادرز لاہور نے بحمد اللہ یہ ترجمہ شائع کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بعض لوگوں نے حضور سے پوچھا کہ کیا رب ہم سے دور ہے کہ اسے آواز سے پکاریں یا قریب ہے کہ آہستہ عرض کریں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی میری رحمت قریب ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۔اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اے محبوب جو تمہارے پاس آ کر مجھے ڈھونڈے تو میں قریب ہوں۔ (تفسیر نور العرفان)

آیت نمبر ۲:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۚ (پ۸ سورۃ اعراف آیت ۵۵)

ترجمہ: اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ (کنز الایمان)

تفسیر: دعا اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں اور یہ داخل عبادت ہے کیونکہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو عاجز و محتاج اور اپنے پروردگار کو حقیقی قادر و حاجت روا اعتقاد کرتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

احادیث:

چونکہ اس شعر میں دعا کی فضیلت بیان کی گئی ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دعا کی فضیلت کے متعلق چند احادیث پیش کر دی جائیں۔

(۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ یعنی دعا ہی عبادت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات، ترمذی شریف ابوداود، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی دعا عبادت کا اصل ہے یا دعا عبادت کا مغز ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات، ترمذی شریف)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَآءِ ۝

اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے زیادہ عزت والی کوئی چیز نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات، ابن ماجہ شریف، ترمذی شریف)

فائدہ:

اس حدیث کے متعلق امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ ۔

(۴) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

لَا يُرَدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ ۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات ترمذی شریف)

ترجمہ: دعا تقدیر کو پھیرتی ہے اور نیکی عمر کو زیادہ کرتی ہے۔

(۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

marfat.com
Marfat.com

اِنَّ الدُّعَآءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَآءِ

(مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

ترجمہ: دعا نفع دیتی ہے اس چیز میں کہ اتری ہو یا نہ اتری ہو۔ اللہ کے بندو! اپنے پر دعا لازم کرو۔

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهِ يَغْضَبْ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات، ترمذی شریف)

جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

دعا کے آداب:

دعا کے آداب میں سے چند آداب درج ذیل ہیں۔

(۱) دعا کے وقت ہتھیلیاں آسمان کی طرف پھیلی ہوں۔ دونوں ہاتھوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہو۔ ہاتھ نہ بہت نیچے ہوں اور نہ بہت زیادہ بلند بلکہ کندھے کے مقابل ہونے چاہیں دعا کے بعد ہاتھ منہ پر پھیر لینے چاہئیں۔

(۲) دعا کرنے والے کا رزق حلال ہو صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ دعا آسمان کے دروازے کی ایک کنجی ہے اور غذا حلال اس کنجی کے دندانے۔ (روح البیان)

(۳) دعا کے وقت دل حاضر ہو۔

(۴) دعا کے وقت قبول کی قوی امید ہو نا امیدوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

(۵) دعا کے وقت اپنے مقصد کو دھیان میں رکھنا چاہیے کیونکہ خیال کا بڑا اثر پڑتا ہے۔

(۶) بہتر ہے کہ صرف اپنے لیے دعا نہ کرے بلکہ اور مسلمانوں کے لیے بھی دعا کرے۔

(۷) دعا میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود شریف بھیجے پھر اپنے گناہوں کو یاد کر کے توبہ کرے اور پھر عرض حاجات کرے پھر درود شریف پہ دعا ختم کرے۔ (خلاصہ از تفسیر نعیمی جلد ۲، ص ۲۴۴)

دعا زیادہ قبول ہونے کے چند اوقات:

چند وقتوں میں دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔

(۱) جمعہ کے دن دو خطبوں کے درمیان۔

(۲) خطبہ اور نماز کے درمیان۔

(۳) جمعہ کے دن سورج غروب ہوتے وقت۔

(۴) بارش کے وقت۔

(۵) مرغ کے اذان دیتے وقت۔

(۶) ہر رات کے آخری حصے میں۔

(۷) رمضان المبارک میں افطار کے وقت۔

marfat.com
Marfat.com

(۸) قرآن پاک ختم ہوتے وقت۔

(۹) اذان کے بعد۔

(۱۰) فرض نمازوں کے بعد۔

(۱۱) شب قدر میں۔ (تفسیر نعیمی جلد ۲، ص ۲۴۴)

دعا زیادہ قبول ہونے کے چند مقامات:

چند جگہ دعا بہت قبول ہوتی ہے۔

(۱) بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑتے وقت۔

(۲) طواف میں ملتزم کے پاس۔

دعا کے چند ایسے مقامات جہاں قبولیت یقینی ہے:

(۱) کعبۃ اللہ (۲) مساجد ثلاثہ یعنی بیت اللہ بیت المقدس مسجد نبوی کو دیکھتے وقت (۳) سورہ انعام کے جلالتین کے مابین (۴) طواف میں (۵) ملتزم کے وقت (۶) بیت اللہ کے اندر (۷) زمزم کے نزدیک (۸) زمزم کا پانی پیتے وقت (۹) صفا پر (۱۰) مروہ پر (۱۱) سعی میں (۱۲) مقام ابراہیم کے پیچھے (۱۳) عرفات میں (۱۴) مزدلفہ میں (۱۵) منیٰ میں (۱۶) تینوں کنکریوں کو پھینکنے کے وقت (۱۷) حضرات انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزارات کے نزدیک۔ (تفسیر فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ تفسیر روح البیان، پ ۲، ص ۱۰۸)

کن کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے:

چند شخصوں کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔

(۱) روزہ دار کی دعا افطار کے وقت۔

(۲) عادل بادشاہ کی دعا۔

(۳) مظلوم کی دعا۔

(۴) ماں باپ کی دعا۔

(۵) مسافر کی دعا۔

(۶) بیمار کی دعا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۷) گھر پہنچنے سے پہلے حاجی کی دعا۔

(۸) مسلمان کے لیے اس کے پیچھے دعا۔

(۹) مجاہد کی دعا۔ (تفسیر نعیمی، جلد ۲، ص ۲۴۵)

مسئلہ: ناجائز کاموں کے لیے دعا کرنا منع ہے۔ (تفسیر نعیمی)

مسئلہ: محال چیز کی دعا کرنا منع ہے۔ (تفسیر نعیمی)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

دعا تو دراصل بندگی کے اظہار کا نام ہے بظاہر جسے ہم کہتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی ایسی حالت میں بھی دعا مانگتا رہے دعا کا مانگنا ترک نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ سمجھنا یہ چاہیے۔ کہ اس دعا کے قبول نہ ہونے میں ہماری ہی بھلائی ہوگی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہماری خواہش کے مطابق نہیں کر دیا۔

میری رات کی دعائیں جو نہیں قبول ہوتیں
میں سمجھ گیا یقیناً ابھی مجھ میں کچھ کمی ہے

فائدہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی تم میں سے اپنے پروردگار سے سوال کرے اور معلوم ہو کہ قبول ہو گیا ہے تو کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بنعمته تتم الصلحت

ترجمہ: شکر ہے اس خدا کا جس کی نعمت سے پوری ہوتی ہیں نیکیاں
اس کے قبول میں کچھ دیر ہو جائے تو پھر کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال

ترجمہ: شکر ہے اللہ کا ہر حال پر۔ (اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد اوّل، ص ۵۹۹)

دعا کے اوّل و آخر درود شریف:

حضرت ابوسفیان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے اسے چاہیے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنی حاجت مانگے (یعنی دعا کرے) پھر خاتمہ درود شریف پر کر دے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ دونوں درودوں کو قبول کرتا ہے تو وہ اس سے برتر ہے کہ درودوں کے بیچ کے مطلب کو چھوڑ دے حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو ابتداء میرے اوپر درود پڑھنے سے کرو کہ اللہ تعالیٰ کا کام اس امر کا مقتضی نہیں کہ اس سے کوئی دو حاجتیں مانگے تو ایک پوری کر دے اور دوسری کو نہ کرے۔ (اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد اول، ص ۶۰۰)

چغل خوری کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی:

چغل خوری ہمارے ہاں وبا کی صورت اختیار کر چکی ہے ہماری دعاؤں کے قبول نہ ہونے اور بارش کی کمی کی وجوہات میں سے ایک وجہ چغل خوری بھی ہے۔

حکایت:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ کعب بن احبار فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں لوگوں میں ایک سخت قحط پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ بارش طلب کرنے کے لیے میدان میں نکلے مگر بارش نہ

marfat.com

Marfat.com

ہوئی۔ پھر آپ تین دن باہر تشریف لے گئے پھر بھی بارش نہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی دعا قبول نہ کروں گا کہ تم میں چغل خور ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ الٰہی! وہ کون ہے؟ ہمیں بتا دے کہ ہم اسے اپنے درمیان سے نکال دیں، حکم ہوا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) چغلی سے میں منع کرتا ہوں میں خود ہی چغلی کا ارتکاب کروں۔ آپ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم چغلی سے توبہ کرو۔ سب نے توبہ کی تو بارش ہوئی۔ (احیاء العلوم جلد اوّل، ص ۶۰۰)

حقداروں کے حقوق:

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بار سات برس کی خشکی ہوئی یہاں تک کہ مردار اور لڑکوں کو کھا گئے اور پہاڑوں میں جا جا کر روتے اور تضرع کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے پیغمبروں پر وحی نازل کی کہ اگر بالفرض تم میری طرف اتنا چلو کہ تمہارے گھٹنے گھس جائیں اور تمہارے ہاتھ آسمان کے بادلوں کو لگ جائیں اور دعائیں کرتے کرتے زبانیں تھک جائیں، تب بھی میں کسی دعا مانگنے والے کی دعا قبول نہ کروں گا نہ کسی رونے والے پر ترس کروں گا جب تک کہ حقداروں کے حقوق نہ پہنچا دو۔ جب سب اس امر کے مطابق کاربند ہوئے تو اسی دن بارش ہوگئی۔

(احیاء العلوم جلد اوّل، ص ۶۰۰)

ناپاک بدن کی مذمت:

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں قحط پڑا اور کئی بار بارش کے لیے باہر نکلے لیکن بارش نہ ہوئی، ان کے پیغمبر پر وحی ہوئی کہ ان سے کہہ دو کہ تم ناپاک بدنوں سے نکلتے ہو اور وہی ہاتھ میرے سامنے پھیلاتے ہو جن سے بہت سے خون کیے اور اپنے پیٹوں کو حرام سے بھر رکھا ہے، اب میرا غصہ تم پر بہت زیادہ ہوگیا ہے اور دوری کے سوا تمہیں کچھ نہ ملے گا۔

(احیاء العلوم، جلد اوّل)

خلاصہ کلام:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے فرید! تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں آہ و زاری اور گریہ زاری کرتے ہوئے دعائیں مانگتا رہ۔ بظاہر دعا قبول ہو یا نہ ہو۔ ہر حال میں دعا مانگتا رہ۔ خالق و مالک کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہ وہ سمیع و بصیر ہے وہ تیری دعا ضرور سنے گا۔ مرتے دم تک دعا مانگتا رہ دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے انعامات سے نوازتا ہے۔

حکایت:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ بصرے میں قحط پڑا اور بارش نہ ہوئی۔ لوگوں نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں آ کر عرض کی کہ آپ دعا کریں تو امید ہے کہ بارش ہوجائے گی۔ جب بہت منت سماجت کی تو فرمایا کہ اچھا جامع مسجد میں اکٹھے ہو۔ میں دعائے باراں پڑھوں گا چنانچہ خواجہ صاحب نے جمعہ کی نماز کے بعد منبر پر چڑھ کر بارش کے لیے دعا پڑھی، دستار مبارک اور جبہ مبارک جو آستین میں لائے تھے نکال کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اس جامے کی حرمت سے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے چھوا ہے۔ بارانِ رحمت بھیج۔

marfat.com
Marfat.com

ابھی یہ بات کہنے بھی نہ پائے تھے کہ اس قدر بارش ہوئی کہ سات روز تک بصرہ سے پانی کم نہ ہوا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۹، ہشت بہشت)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ تبرکات کے وسیلہ مبارک سے مانگی ہوئی دعائیں اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا کیا لڑ چٹے لٹ، تھیں جائی چنج ونے　　　　جے توں مریں پٹ، تاں کیہیا تیرا سو پری

حل لغات:

★ کیا لڑ: تیرے کپڑے کے لڑ یعنی پلو میں کیا ہے، تیرے دامن میں کیا ہے۔ ★ چٹے لٹ: چٹے بمعنی سفید اور چند اکٹھے بالوں کو لٹ کہتے ہیں، یعنی سفید بال۔ ★ جائی: جگہ۔ ★ چنج: چونچ مراد پرندوں یا پرندے۔ ★ ونے: درختوں۔ ★ جے: اگر۔ ★ تھیں: ہو کر۔ ★ توں: تو۔ ★ مریں: مر جائے۔ ★ پٹ: پیٹ کی خاطر۔ ★ سو: بمعنی سلوک۔ ★ پری: محبوب، پیارا، مالک۔

ترجمہ:

اے فرید! تیرے دامن کے پلو میں کیا بندھا ہوا ہے تیرے بال سفید ہو گئے ہیں جو کہ تیرے بڑھاپے کی دلیل ہیں۔ حالانکہ تیری ساری عمر بیت گئی ہے مگر تیرے پلے کچھ بھی نہیں ہے۔ تو نے ساری زندگی بھاگنے دوڑنے اور پرندوں کی مانند دانہ دُنکا چگنے میں صرف کر دی ہے۔ اگر غافلانہ زندگی میں ہی موت آ گئی تو مالک و خالق کے حضور تیرا کیا حال ہو گا۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر میں غافلانہ روش سے دور رہنے کے لیے مشورہ دیا گیا ہے اور یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ انسان اور حیوان کی زندگی میں فرق ہے۔ اس کے باوجود انسان بھی اگر حیوانوں جیسی زندگی گزار کر اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔ تو پھر اس سے جب خالق کائنات اس کی غفلت کے متعلق پوچھا تو اس کے پاس کیا جواب ہو گا حالانکہ حیوانات اور انسان کی زندگی کے راستے جدا جدا ہیں۔ اگر پرندوں نے ساری زندگی روزی کے دھندوں میں گزار دی تو اُن سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی حیات مستعار کی سبھی گھڑیاں محض دانہ دُنکا چگنے میں کیوں گزار دیں تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی، تم نے روزہ کیوں نہیں رکھا۔ استطاعت کے باوجود تم نے حج کیوں نہیں کیا۔ استطاعت کے باوجود تم نے زکوٰۃ کیوں نہیں ادا کی، وغیرہ کسی کے متعلق ان سے نہیں پوچھا جائے گا کیونکہ انہیں ان امور کا مکلف نہیں بنایا گیا جبکہ انسان ان فرائض کا مکلف ہے۔ اگر تو نے بھی ساری زندگی کھانے پینے میں ہی گزار دی تو پھر ایسے انداز سے زندگی تو جانور بھی گزار دیتے ہیں پھر ان کی زندگی اور تیری زندگی میں کیا امتیاز ہو گا کہ ان دو زندگیوں میں سے کون سی زندگی اشرف المخلوق کی زندگی ہے۔ اور اگر کوئی کہہ بھی دے کہ یہ زندگی اشرف المخلوق حضرت انسان کی ہے تو ذرا سوچنے کی بات ہے کہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ زندگی اشرف المخلوق کی ہے اس کی پہچان کیا ہے۔ تو اس بات کا تیرے پاس کیا جواب ہے کہ اگر محض دانہ دُنکا چگنا اور محض کھانے پینے میں زندگی گزار دینا دونوں ایک جیسے امور ہیں۔ جب دونوں ایک جیسے کام ہیں تو پھر ایسے حال میں انسان اور حیوان میں تو کوئی فرق نہیں رہا۔ حالانکہ ان دونوں

marfat.com
Marfat.com

قسم کی زندگی میں فرق ہوتا اگر اسی طرح غفلت میں مشغول رہا غافلانہ زندگی میں ہی مست رہا تو تیری اور جانوروں کی زندگی ایک جیسی ہی ہوئی فلہٰذا ذرا غور وفکر کر، ذرا تدبر سے کام لے کیا یہ تیرا مناسب طریقہ ہے کیا یہ تیری غفلت تیرے لیے اچھی ہے یا غلط ہے۔ تو ضرور اس نتیجہ پہ پہنچے گا کہ یہ حقیقتاً غلط طریقہ ہے تو خدارا توجہ کر یہ غفلت چھوڑ دے۔ تیری یہ غفلت ایک نہ ایک دن تجھے لے ڈوبے گی فلہٰذا یہ غفلت چھوڑ دے۔ اگر خدانخواستہ اسی غفلت کی حالت میں ہی تجھے موت آ گئی تو پھر کیا بنے گا۔ اسے تو کیسے ٹال سکے گا۔ موت نہیں ٹلے گی کیونکہ موت کا وقت معین ہے آئی موت نے نہیں ٹلنا اس لیے وہ وقت آنے سے پہلے تو ہی بے ڈھنگی چال بدل لے۔ اسی میں تیرا فائدہ ہے۔ اور کچھ نہیں تو اپنے سفید بالوں کی طرف ہی دیکھ کر حقیقت سمجھ جا کہ اب بڑھاپا آ گیا ہے۔ بڑھاپے کا آنا موت کے قرب کی دلیل ہے۔ موت کے قریب ہونے کا پیغام ہے اس لیے اس بڑھاپے کے پیغام میں غور وفکر کر لے۔ چلو پہلی عمر تو جیسے تیسے گزر گئی۔ ان گزرے ایام کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا بھی احساس کر لے بارگاہِ حق سے معافی مانگ کر بخشوا لے۔ ورنہ مرنے کے بعد بہت برا حشر ہوگا۔

-----☆☆☆-----

فریدا لہریں ساگر کھیہندیاں بھی سوہنس ترن کیا تریں بگ پڑے، جو پہلی لہر ڈبن

حل لغات:

٭ لہریں: لہر کی جمع، موجیں، وہم، خیال وغیرہ۔ ٭ ساگر: سمندر، سیلابی۔ ٭ کھیہندیاں: ٹکراتی ہیں۔ ٭ بھی: نیز، اور علاوہ، زیادہ۔ ٭ سو: وہ، جو، اس لیے۔ ٭ ہنس: بطخ کی قسم کا ایک پرندہ، روح یا جان۔ ٭ ترن: تیریں۔ ٭ بگ پڑے: احمق بگلے، نکمے بگلے۔ ٭ ڈبن: ڈوب جاتے ہیں۔

سمندر یا جھیل کی لہریں آپس میں ٹکراتی ہی رہتی ہے اس کے باوجود ان میں ہنس تیرتے ہی رہتے ہیں ڈوبتے نہیں ہیں۔ بے قوف اور نکمے بگلے جو پہلی لہر کے آتے ہی ڈوب جاتے ہیں انہوں نے کیا تیرنا ہے یعنی وہ نہیں تیر سکتے۔

مطلب:

اسی شعر میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ بظاہر ایک جیسی نظر آنے والی چیزیں ضروری نہیں کہ ان کی حقیقت بھی ایک جیسی ہی ہو۔ بلکہ حقیقت بھی یہی کہ بظاہر ایک جیسی نظر آنے والی چیزیں ایک جیسی بھی ہو سکتی ہیں اور ان میں فرق بھی ہو سکتا۔ اس میں امتیاز کرنا عقلمند کا کام ہے۔ عقلمند انسان تو ان کا فرق سمجھ لیتا ہے اور نا سمجھ اپنی نا سمجھی کی بدولت اس حقیقت سے آشنا نہیں ہو سکتا۔ اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ہنس اور بگلے کے حقائق بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ سمندر پُر سکون رواں دواں ہو یا اس میں لہریں پیدا ہو رہی ہوں۔ سمندر کی لہریں ایک ہی سمت میں چل رہی ہوں یا مخالف لہریں پیدا ہو کر ایک دوسری میں ٹکرا رہی ہوں ہنس کے تیرنے میں کوئی فرق نہیں پڑتا وہ ہر حال میں ہی تیرنے میں معروف رہتے ہیں۔ تیرتے ہی رہتے ہیں۔ ان کی تیراکی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جبکہ بظاہر انہیں جیسے نظر آنے والے بے وقوف اور احمق بگلے ساکن پانی میں تو تیر سکتے ہیں۔ مگر جونہی پہلی لہر آئی۔ وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکتے۔ اسی لیے ڈوب جاتے ہیں انہوں نے کیا تیرنا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اولیاء وانبیاء کرام کے روحانی مقامات عظیمہ سے ایک عام آدمی کا مقابلہ چہ معنی دارد؟

حالانکہ وہ دنیا کے سمندر میں غوطہ خوری بھی کرتے ہیں۔ ہر طرف بڑی آسانی سے صراط مستقیم اپنائے رہتے ہیں وہ شیطان اور شیطانی چالوں کو سمجھتے ہیں بہترین انداز میں زندگی گزار جاتے ہیں مگر ان کے مدمقابل اگر کوئی ان سے ہمسری کا دعویدار ہو تو وہ پہلی لہر میں ہی ڈوب کر اپنی دنیا وآخرت تباہ و برباد کر بیٹھتا ہے۔ اس لیے ان کی ہمسری چہ معنی دارد؟ وہ برابر ہرگز نہیں ہو سکتے۔ تمام لوگ ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ ایسے ہی عام انسان اور انبیاء کرام اولیاء اللہ سے برابری کا دعویٰ غلط ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا مانک مُول اتھاہ، قدر کیہ جانے شیش گری
اِکے تاں گوہڑا شاہ جانے اِکے تاں جانے جوہری

حل لغات:

★ مانک: موتی، ہیرے، جواہرات۔ ★ مول: قیمت۔ ★ اتھاہ: بے حد گہرا، بہت زیادہ گہرا۔ ★ قدر: عزت، مقام، بزرگی، توقیر، کسی چیز کا اندازہ، مقدار، قیمت۔ ★ کیہ جانے: کیا جانے۔ ★ شیش گری: شیشے کا کام کرنے والا۔ ★ اکے تاں: (ھکے تاں) یا تو۔ ★ گوہڑا شاہ: پختہ فطرت بادشاہ۔ ★ جانے: جان سکتا ہے، معلوم کر سکتا ہے۔ ★ جوہری: جواہرات کا سوداگر، کسی چیز کی خوبی یا عیب کی پرکھ رکھنے والا، جوہر سے متعلق، ایٹمی، ایٹم کا، پہلا اور دوسرا معنی مراد ہو سکتا ہے۔

ترجمہ:

موتی کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے اس کی قدر و قیمت شیشہ گری کا کام کرنے والا معلوم کر سکتا ہے یا ان کی قدر و قیمت سے صحیح طور پر پختہ فطرت بادشاہ ہی شناسائی حاصل کر سکتا ہے یا پھر کوئی جوہری۔ ان کے سوا موتی کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ کسی اور کو نہیں ہو سکتا۔

مطلب:

جو مقام یا شان اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا فرمایا ہے اس کا وہ مقام، مرتبہ اور شان تسلیم کرنا لازم ہے جو ان کے مقام اور شان کو تسلیم نہ کرے وہ مجرموں کی صف میں کھڑا کیا جاتا ہے۔ اور جو تسلیم کر لیتے ہیں انہیں انعامات سے نوازا جاتا ہے ہمارے ہاں دنیوی قانون بھی اسے قابل تعزیز جرم قرار دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اسے مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی دیدہ دانستہ ان حقائق کو جھٹلانے کی کوشش کرتا ہے تو اسے سزا بھی برداشت کرنا پڑتی ہے اگر کوئی اپنی جہالت کا اظہار کرے تو اسے کم از کم بے وقوف سمجھا جاتا ہے۔ جیسے ایک لطیفہ ملاحظہ فرمائیے۔

لطیفہ:

کہتے ہیں کہ ایک مقام پر بادشاہ کا ٹھہراؤ ہوا۔ بادشاہ تو اپنے لاؤ لشکر سمیت چلا گیا۔ کئی دنوں بعد ایک دیہاتی کا وہاں سے گزر ہوا تو اسے ایک چھوٹا سا منکا ملا اس نے دھاگے میں پرو کر گدھے کے گلے میں ڈال دیا اور گھر کی راہ لی۔ راستے میں کسی جوہری کی نظر اس پر پڑی وہ حیران رہ گیا۔ اس نے پوچھا میاں، یہ منکا کہاں سے ملا۔ وہ کہنے لگا کہ فلاں علاقے سے ملا۔ میں نے

marfat.com
Marfat.com

سوچا کہ گدھے کے گلے میں خوبصورت لگے گا۔ اس لیے میں نے اسے اپنے گدھے کے گلے میں ڈال لیا۔ وہ جوہری چونکہ ایمان دار تھا اُس نے کہا ارے میاں۔ یہ گدھے کے گلے سے اتار لے اور بادشاہ کے پاس لے جا وہ تجھے انعام سے نوازے گا۔ کئی دنوں بعد وہ بادشاہ کے دربار میں گیا تو بادشاہ نے اس سے موتی لے لیا اور بیش بہا دولت دی۔

فائدہ:

اس طرح وہ نا اہل ہیرے سے محروم ہو گیا۔ اور ہیرے کے مقابل جو کچھ اس نے حاصل کیا وہ بہت کم تھا۔ لیکن سمجھ بیٹھا کہ میں نے بہت زیادہ کما لیا ہے۔ بلکہ بادشاہ کو بے وقوف بنا لیا حالانکہ وہ خود بے وقوف ثابت ہوا۔ بہر حال عقلمند وہی ہے جو حقیقت سے آشنا ہو۔

اولیاء اللہ وانبیائے کرام کی عظمتوں کو وہی سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی انعامات سے نوازا ہے۔ جو اُن کے مقام و مرتبہ کو جانتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی ہے کہ۔

قدر پانی دا مچھلی جانے یا جانے مرغابی

قدر نبی دا اللہ جانے یا جانے صحابی

اولیاء الرحمٰن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر، مقام وشان تو وہی جانتا ہے جسے اللہ تعالیٰ ان کی حقیقت سے آشنا کر دیتا ہے۔ یا انشاء اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر یا شان قبر میں جا کر معلوم ہو گی جب آپ کے متعلق سوال ہو گا تو اس دنیا میں غفلت کا نتیجہ قبر میں جب ہاہا لا ادری کہہ کر ظاہر ہو گا۔

قدر یوسف دا معلوم ہویا بھائیاں مصر گیاں نوں

قدر نبی دا معلوم ہوسی قبراں وچہ گیاں نوں

جن لوگوں نے اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کی عظمتوں کو دنیا میں تسلیم نہ کیا اور اکڑ گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ محشر کے دن سب اکڑ پھوں نکل جائے گی۔

اُس دن آکڑ تے مغروری نکل جاوے گی تیری

جس دن کہیا محمد سرور ایہہ نہیں امت میری

بہر حال جسے اللہ تعالیٰ جو شان عطا فرماتا ہے اسے تسلیم کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شان اور مقام کو وہی سمجھے گا اور تسلیم کرے گا جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی، اور جسے خالق و مالک نے اتنی فہم و فراست سے نہیں نوازا وہ کیسے تسلیم کرے گا مثلاً بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی شعر میں بیان فرمایا ہے کہ اے فرید! موتی کی قدر و قیمت شیشہ گری کا کام جاننے والا ہی معلوم کر سکتا ہے یا اس کی قدر و قیمت پختہ فطرت بادشاہ معلوم کر سکتا ہے اگر بادشاہ ہو مگر ہو بے وقوف تو اسے بھی موتی کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا اسی طرح یا جوہری اس کی حقیقت سے آشنا ہو گا۔ کوئی اور اس کی حقیقت سے آشنا نہیں ہو سکتا۔

بعینہ اولیاء اللہ وانبیاء کرام کو جو عظمتیں اور شانیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں انہیں صحیح طور پر تو انہیں نوازنے والا ہی جانتا

marfat.com
Marfat.com

ہے یاان کی عظمتوں کوانبیاء کرام جانتے ہیں۔یاراہِ حق پہ گامزن اولیاء کرام ان کی عظمتیں جانتے ہیں یا جن پہ اللہ تعالیٰ کرم کرے انہیں کچھ حقائق معلوم ہوتے ہیں خصوصاً سیدالانبیاء،محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں عام بندوں کی عقلوں سے ماورا ہیں۔ عام دنیادارلوگ نہیں سمجھتے۔

کیا خوب کسی نے بیان فرمایا ہے کہ۔

قدر نبی دا ایہہ کیہ جانن دنیا دار کمینے
قدر نبی دا جانن والے سوں گئے وچ مدینے

یعنی عام لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام،شان نہیں جانتے کیونکہ یہ تو محض دنیادار ہیں ان کو دنیوی بھول بھلیوں کو سمجھنے سے فرصت نہیں ملتی۔قدر نبی کا جاننے والے تو وہ لوگ ہیں۔جنہوں نے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جام پیا ہے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر کے راہِ محبت کے دریا میں مست اپنی جان مدینے والے کے فرمان پہ قربان کر کے ابدی نیند سو گئے ہیں۔قدر نبی کا تو وہ جانتے ہیں۔ان عام لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیا معلوم جنہوں نے اپنا سب کچھ دنیوی امور میں ضائع کر دیا۔

قدر پھلا دا گرج کی جانے مردے کھاون والی
قدر پھلاں دا بلبل جانے صاف دماغاں والی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کماحقہ قدر،مقام،شان تو قبروں میں پہنچ کر معلوم ہوگا پھر ناقدروں کو پچھتانا پڑے گا مگر اُس وقت کا پچھتاوا کسی کام نہ آئے گا۔

قدر گھٹاون نہ شرماون شرماں دور ہٹائیاں
محشر دے دن بے قدراں نوں بھل جاسن وڈیائیاں

-----☆☆☆-----

فریدا ماں جے مینڈی کملی جس "جیون" دھریا ناؤں
جاں دن ائے موت دے، نہ جیون نہ ناؤں
ماؤ مینڈی کملی جن "جیون" رکھیا ناؤں
جاں دن نپنے موت دے، نہ جیون نہ ناؤں

(کلام بابا فرید گنج شکرؒ ص ۱۲۶)

اسی طرح بعض دوسرے اشعار کا بھی معمولی معمولی فرق ہے سوائے چند ایک کے مطلب میں فرق نہیں ہوتا اس لیے ہر

marfat.com
Marfat.com

ایک شعر کی اس طرح تحقیق سے قصداً گریز کیا ہے کیونکہ بلاوجہ کی طوالت بھی مناسب نہیں۔

فریدا ماں بے مینڈی کمبلی، جس جیون دھریا ناؤں
جاں دن آئے موت دے، نہ جیون نہ ناؤں

(کلام بابا فرید، ص۱۲۶)

حل لغات:

* ماؤ: ماں۔ مینڈی: میری۔ * کملی: پگلی، نادان مراد، سیدھی سادھی سی۔ * جن: جس۔ * جیون: زندگی۔ * دھریا: رکھا۔ * رکھیا: رکھا۔ * ناؤں: نام۔ * جاں: جب۔ * دے: کے۔ * مینڈی: میری۔ * پنے: پہنچے، پورے ہوئے۔ * موت دے: موت کے۔ * جیون: زندہ رہنا۔

میری والدہ ماجدہ بھی کیسی سیدھی سادھی سی خاتون تھیں کہ جنہوں نے جیون (زندگی) نام رکھا تھا جب موت پہنچنے کے مقررہ دن پورے ہو گئے اور مقررہ دن آ گیا پھر نہ تو جیون (زندگی، زندہ ہونا) رہے گا۔ اور نہ ہی نام رہے گا۔

بعض کتابوں میں مینڈی کی بجائے تینڈی لکھا ہوا ہے ان کے مطابق میری ماں کی بجائے تیری ماں معنی بنے گا۔ مگر اُس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فریدا بیان فرمایا ہے۔ گویا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے بیان فرما رہے ہیں کہ اے فرید، تیری ماں ایک سیدھی سادھی سی خاتون ہیں۔

ماں کی شان:

اس شعر سے یہ مراد لینا بالکل ہی غلط ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام سے ماں کی شان کے خلاف مطلب نکلتا ہے۔ بلکہ اس شعر میں تو والدہ کی عظمت بیان کی گئی ہے کہ میری والدہ ماجدہ کتنی سیدھی سادھی سی خاتون ہیں کہ انہوں نے میرا نام جیون (زندگی) رکھا۔ اسے کیا خبر تھی کہ میں اپنی زندگی کو کس نہج پہ گزاروں گا۔ ان کا یہ نام رکھنا ہی کام آ گیا کہ زندگی میں کچھ زندوں جیسے کام کر لیے۔ مقررہ دن تک زندگی گزاری اور خوب گزاری مگر جب موت کا وقت آیا تو نہ زندگی رہے گی اور نہ ہی نام رہے گا۔ اس شعر سے والدہ کی محبت، یعنی اولاد سے پیار کرنے والی اور سادہ سی والدہ ہیں گویا آپ فرما رہے ہیں کہ میری پیار کرنے والی والدہ کتنی پیار کرنے والی اور سادہ خاتون ہیں کہ انہوں نے میرا نام جیون (زندگی) رکھا حالانکہ جب موت کا مقررہ وقت پورا ہو گا تو نہ زندگی رہے گی اور نہ ہی نام رہے گا، زندگی بھی ختم ہو جائے گی اور نام بھی۔

ذرا غور تو فرمائیے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی اور دیگر بزرگان دین کے نام آج تک اور ان شاء اللہ تا قیامت لوگوں کے ذہنوں اور فہموں میں اور زبانوں پہ گونجتے رہیں گے اور ایسے مشہور و معروف ہیں کہ بظاہر جنہیں لوگ زندہ سمجھتے اور کہتے ہیں اتنے ان کے نام لوگوں کی زبان پہ نہیں جتنے بزرگان دین کے نام ہیں پس یہ بھی حقیقت سمجھ لینی چاہیے یہاں شلوک سے مراد عام ماں اور عام انسان مراد ہیں نہ کہ اولیاء اللہ۔ کیونکہ اولیاء اللہ کی شہرت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ بلکہ ان شاء اللہ قیامت والے دن بھی ان کے نام کا شہرہ ہو گا۔

ماں کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول سب سے زیادہ کون لائق ہے

marfat.com
Marfat.com

کہ جس کے ساتھ میں حسن سلوک سے پیش آؤں۔ فرمایا تیری ماں۔

میں نے عرض کیا۔ پھر کون؟

فرمایا: تیری ماں۔

اس نے عرض کیا: پھر کون۔

فرمایا: تیری ماں۔

اس نے عرض کیا: پھر کون؟

فرمایا: تیرا باپ۔

ایک روایت میں ہے کہ تیری ماں، پھر تیری ماں پھر تیری ماں پھر اپنے باپ کے ساتھ احسان کر پھر تیرے قریبی رشتہ دار ہیں اور قریبی عزیز ہیں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب البر والصلۃ)

خدمت والدین جنت کے حصول کا سبب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کس کی؟

فرمایا: جو اپنے ماں باپ دونوں کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی عمر میں پاتا ہے پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہو۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ)

کسی کے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ جو دوسرے آدمی کے ماں اور باپ کو گالی دیتا ہے وہ اپنے ہی ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ)

مشرکہ والدہ کے ساتھ بھی حسن سلوک:

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش کے ساتھ صلح کے زمانہ میں میری ماں میرے پاس آئی وہ اس وقت تک مشرکہ تھیں میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں اس (اپنی والدہ) کے ساتھ حسن سلوک کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو اس کے ساتھ سلوک (حسن سلوک) کر۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

ماں کے ساتھ سب سے بڑھ کر سلوک کا اجر:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں جنت میں

marfat.com
Marfat.com

داخل ہوا (تو) میں نے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟

فرشتوں نے جواب دیا کہ حارثہ بن نعمان ہے نیکی کرنے کا ثواب اسی طرح ہے۔ نیکی کرنے کا ثواب اسی طرح ہے وہ اپنی ماں کے ساتھ سب سے بڑھ کر سلوک کیا کرتا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ فصل دوم)

نبی کریم ﷺ کا سنت طریقہ:

ابو طفیل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جعرانہ میں گوشت تقسیم کر رہے ہیں ایک عورت آئی جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئی تو آپ نے اپنی چادر مبارک پھیلا دی وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے عرض کیا یہ کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ یہ آپ کی رضاعی ماں ہیں۔ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ)

حکایت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین آدمی جا رہے تھے۔ بارش نے ان کو آلیا۔ وہ ایک پہاڑ کی غار میں چھپ گئے۔ پہاڑ کا ایک پتھر غار کے منہ پر آ گیا۔ اور نکلنے کا راستہ بند ہو گیا۔

ایک مسافر نے دوسرے ساتھیوں سے کہا تم نے جو خالص اللہ کے لیے عمل کیے ہیں ان کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو شاید اللہ تعالیٰ اس پتھر کو دور کر دے ایک شخص کہنے لگا۔ اے اللہ! میرے بوڑھے ماں باپ تھے اور میرے چھوٹے بچے بھی تھے میں ان کے اخراجات کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا جب میں شام کے وقت واپس آتا اور دودھ دوہتا تو سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا ایک دن اتفاقاً دور گیا واپس دیر سے آیا۔ میرے ماں باپ سو چکے تھے۔ میں نے حسب معمول دودھ دوہا اور اس بات کو مکروہ (اچھا نہ) سمجھا کہ میں اپنے والدین کو دودھ پلانے سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔ میں ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ میں نے (ان کی عزت واحترام کے باعث) انہیں جگانا بھی مناسب نہ سمجھا اور نہ ہی انہیں دودھ پلانے سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلانا پسند کیا۔ بچے بھوک کی وجہ سے میرے پاؤں میں روتے چلاتے رہے (ساری رات) میرا اور بچوں کا یہی حال رہا (میرے والدین نہ جاگے اور نہ ہی انہیں دودھ پلا سکا اور نہ ہی بچوں کو دودھ پلایا) یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی (یا اللہ) اگر تو (میری) اس بات کو جانتا ہے کہ میں نے ایسا محض تیری رضا کے لیے کیا تو اس پتھر کو اتنا دور کر دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے پتھر (ذرا سا غار کے منہ سے) ہٹا دیا جس سے وہ آسمان دیکھنے لگے۔

دوسرے نے کہا یا اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی مجھے اس کے ساتھ شدید محبت تھی جس قدر کہ کوئی مرد کسی عورت سے محبت کر سکتا ہے۔ میں اس کے نفس کی طرف مائل ہوا۔ اس نے انکار کر دیا یہاں تک کہ میں اسے سو دینار دوں۔ میں نے محنت اور کوشش سے سو دینار جمع کیے اور سو دینار لے کر پھر اسے ملا۔ جب میں اس کے پاؤں کے درمیان بیٹھا تو وہ کہنے لگی۔ اے اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ اور مہر کو نہ کھول۔ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ یا اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لیے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پتھر تھوڑا سا اور سرکا دیا۔

تیسرے شخص نے کہا یا اللہ! ایک فرق کے بدلہ میں میں نے ایک مزدور کام پر لگایا۔ جب اس نے کام ختم کر لیا۔ کہنے لگا میرا حق مجھے دو۔ میں نے اسے اس کا حق [illegible] اعراض کر لیا۔ میں اس میں زراعت کرنے لگا [illegible] کہنے لگا اللہ تعالیٰ سے

marfat.com
Marfat.com

ڈر اور مجھے میرا حق دے دے میں نے کہا یہ بیل اور چرواہے سب لے جاؤ۔ وہ کہنے لگا مجھ سے مذاق نہ کرو میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا بلکہ وہ بیل اور چرواہے لے جاؤ۔ اس نے لے لیے اور چلا گیا۔ یا اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضامندی کے لیے کیا ہے تو جو پتھر باقی رہ گیا ہے اسے بھی کھول (یعنی راستے سے ہٹا) دے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ پتھر دور کر دیا۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ فصل سوم)

جنت ماں کے قدموں کے پاس:

حضرت معاویہ بن جاہمہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جاہمہ (یعنی ان کے والد صاحب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں کہ میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: تیری ماں ہے

انہوں نے عرض کیا: ہاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے (اپنی والدہ کی خدمت کرنا) لازم پکڑ۔ (کیونکہ) جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔ (رواه احمد والنسائی والبیهقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ شریف باب البر والصله فصل سوم)

ماں باپ جنت اور دوزخ:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ (ماں باپ) دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں۔

(ابن ماجه شریف، مشکوٰۃ شریف)

ماں باپ کی فرمانبرداری کی جزا اور نافرمانی کی سزا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری میں صبح کرتا ہے جنت کے دو دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اگر ایک ہے تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور جو شخص ان کی نافرمانی میں صبح کرتا ہے (اس کے لیے) دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اگر ایک ہے تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔

ایک آدمی نے عرض کیا اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔

(مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ فصل سوم)

مبرور حج کا ثواب:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت انہوں نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی ماں باپ کا فرمانبردار بیٹا نہیں جو اپنے ماں باپ کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ہر نظر کے بدلے مبرور حج کا ثواب اس کے لیے لکھ دیتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اگرچہ ہر روز سو بار دیکھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ بڑا اور بہت پاکیزہ ہے۔ (مشکوۃ شریف باب البر والصلہ فصل سوم)

فائدہ:

یہ تمام احادیث اس لیے بیان کی ہیں کہ ہم بحیثیت مسلمان ان پہ غور کریں کہ والدین کے متعلق ہمارے آقا و مولیٰ مدنی تاجدار، احمد مختار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تعلیمات دی ہیں اور ہمارا عمل کیا ہے؟

اگر ہم اپنے گھر میں دیکھیں یا اپنے اردگرد دیکھیں تو ہمیں اکثر ایسے مناظر دیکھنے میں ملیں گے باپ کا گریبان ہوگا اور اولاد کے ہاتھ۔ یعنی اولاد کے ہاتھ باپ کے گریبان پکڑے ہوئے اپنے باپ کو گھر یا گلی میں گھسیٹ رہے ہوں گے۔ بیٹا باپ یا ماں کو پیٹ رہا ہوگا۔ اولاد والدین کو گالیاں دے رہی ہوگی۔ اولاد والدین کی نافرمانی پہ فخر کر رہی ہوگی۔ اولاد والدین کو ڈانٹ ڈپٹ کر رہی ہوگی باپ کو بیٹے نے محض جائیداد کے جھگڑے کے باعث قتل کر دیا وغیرہ نہ جانے ہم اسلامی تعلیمات چھوڑ کر کدھر جا رہے ہے۔

خدارا غور ضرور کیجئے ورنہ زندگی گزارنے کے بعد پچھتانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ آج کل ہمارا یہ حال ہے جبکہ خالق کائنات کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیے کہ والدین کے متعلق خالق کائنات کا حکم ہمیں کیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ (پ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳ تا ۲۴)

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن سے ہُوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

غور فرمائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی خصوصاً والدہ کی کیا شان بیان فرمائی اور والدین کے متعلق خالق کائنات نے کیا احکام بھیجے اور اب ہمارا اپنا عمل کیا ہے؟ کیا ہم اس سلسلے میں قرآن وسنت کے خلاف تو نہیں کر رہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو کیا ہم یہ سب کچھ درست کر رہے ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر ذرا سوچئے قرآن وسنت کے خلاف عمل کرنے کا کیا نتیجہ ہوگا؟ جواب خود سوچئے۔

marfat.com
Marfat.com

کملی:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کرنا کئی وجوہ کی بنا پر ہوسکتا ہے۔ لیکن میری سمجھ میں جو آ رہی ہیں وہ یہ ہوسکتی ہیں۔

(۱) ہمارے محبوب مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی کملی کی نسبت سے یہاں کملی فرمادیا کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کملی بھی عیب چھپانے والی اور یہاں ماں بھی عیب چھپانے والی۔ اولاد خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ ماں جب اپنی اولاد کو دیکھتی ہے تو اس کی تعریفیں ہی بیان کرتی ہے حالانکہ ماں کو علم ہے کہ میرا بیٹا چور بھی ہے۔ ڈاکو بھی ہے قاتل بھی ہے مگر یہ نہیں کہتی کہ میرا بیٹا ان تمام برائیوں میں ملوث ہے بلکہ بیٹے کی تعریفیں ہی بیان کرتی ہے۔

(۲) کملی سے مراد سادگی کا بیان ہے والدہ کی سادگی کا بیان کرنا مقصد ہے کہ میری والدہ کیسی سادہ دل خاتون ہے وہ دنیا کی ہیرپھر سے واقف نہیں ہیں۔ وہ دنیوی چالبازیوں سے کوسوں دور ہیں۔ انہوں نے سادگی کی بنا پر میرا نام جیون رکھ دیا ہے۔

فائدہ:

کملی بمعنی بے وقوف، عقل وخرد سے بیگانی مراد نہیں کیونکہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل اور اپنے وقت کے باکمال عالم دین ہیں ان سے یہ متصور بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کو بے وقوف کہیں کیونکہ آپ کی والدہ تو ایک ولیہ کاملہ تھیں۔

بابا فریدؒ کی والدہ ماجدہ ولیہ کاملہ:

بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ ولیہ کاملہ تھیں اس لیے آپ اپنی والدہ ماجدہ کو کملی یعنی بے وقوف کیسے کہہ سکتے ہیں فلہٰذا آپ کا یہاں کملی بمعنی سادگی بیان فرمایا ہے۔ گویا آپ کے اس شلوک کا مطلب یہ ہوا کہ اے فرید! تیری والدہ ماجدہ ایک سادہ سی خاتون ہیں کہ جنہوں نے جیون نام رکھ دیا ہے۔ حالانکہ جب موت آنے کا وقت آ گیا تو نہ جیون رہے گا اور نہ ہی نام رہے گا۔

-----☆☆☆-----

مُنّاں ! مُن مُنایا ، سِر مُنّے کِیا ہوئے؟   کِتی بھیڈاں مُنّیاں ، سِرک نہ لِدّھی کوئے

حل لغات:

★ منّاں: میں نے مونڈا۔ ★ مُن: تو مونڈ امر کا صیغہ۔ ★ مُنایا: اس نے مونڈوا دیا۔ ★ سر منّے: سر مونڈنے سے۔ ★ کیا ہوئے: کیا ہوگا۔ ★ کتی: کتنی ہی۔ ★ بھیڈاں: بھیڑیں۔ ★ منیاں: مونڈ دی گئیں۔ ★ سرک: سرا، رستہ، نتیجہ۔ ★ نہ لدھی: (نہ لدھا) بمعنی نہ ملا۔ ★ کوئے: کوئی۔

میں نے سر مونڈ دیا تو بھی اپنا سر مونڈ لے، اور کچھ دوسرے لوگوں نے بھی اپنا اپنا سر مونڈوا دیا ہے۔ (ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ محض) سر مونڈنے یا سر مونڈوانے سے کیا ہوگا، کیا اس کا کوئی فائدہ ہے یا محض فضول ہے۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو حقیقت کچھ کچھ سمجھ آ جائے گی کہ کتنی ایسی [illegible] جنہیں مونڈا [illegible] سے نتیجہ کے طور پر اس کا کوئی نتیجہ

marfat.com

Marfat.com

برآمد نہ ہوا اور نہ ہی نتیجہ یا بات کا کوئی سرا مل سکا۔

فائدہ:

آپ کے اس شلوک کا مطلب ہے کہ محض ظاہری رسم و رواج کا کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک کہ حقیقت سمجھ نہ آئے اس لیے محض ظاہرداری نہ اپنایئے بلکہ حقیقت سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

-----☆☆☆-----

فریدا منجھ مکہ منجھ ماڑیاں ، منجھے ہی محراب منجھے ہی کعبہ تھیا ، کیں دی کری نماز

حل لغات:

★ منجھ: میں، میرا۔ ★ مکہ: مکہ شہر کہ جہاں کعبہ شریف ہے۔ ★ ماڑیاں: محلات۔ ★ منجھے ہی: میرے ہی، میرا ہی۔ ★ محراب: مساجد میں وہ کمان نما جگہ جہاں امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے۔ ★ کعبہ: کعبہ شریف جسے بیت اللہ بھی کہا جاتا ہے جس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ ★ تھیا: ہوگیا۔ ★ کیں دی: کس کی۔ ★ کری نماز: نماز ادا کی۔

اے فرید! میں مکۃ المکرمہ ہوں، میں ہی محل ماڑیاں ہوں اور محراب بھی میں ہی ہوں۔ بیت اللہ شریف بھی میں ہی ہوں تو اب بتایئے پھر نماز کس کی ادا کی۔

مطلب:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فلسفہ وحدت الوجود کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ حضرت علامہ ابوالاسد اللہ دتہ نوری مدظلہ العالی سابق خطیب اعظم حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن شریف کی خدمت اقدس میں شرفیابی کے لیے حضرت علامہ جناب محمد ارشد قادری عطاری (پاکپتن شریف) نے سعی کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو شرف قبولیت سے نوازے۔ ان کی وساطت سے حضرت علامہ ابوالاسد اللہ دتہ نوری مدظلہ العالی کی زیارت حاصل ہوئی ان کی نگاہِ فیض کا کرشمہ ہے کہ اس شعر اور چند دیگر اشعار پہ کچھ کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ اس شعر کے متعلق آپ کے سامنے عرض کیا تو حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ شعر وحدت الوجود کے متعلق ہے۔ نیز اس میں قلبی احوال بیان فرمائے جیسے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ

دل دریا سمندروں ڈونگے کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونجھ موہانے ہو
چوداں طبق دِلے دے اندر جتھے عشق تمبو ونج تانے ہو
جو دل دا محرم ہووے باہو، سوئی رب پچھانے ہو

ترجمہ:

(۱) (عارفان اہل اللہ کے) دل [illegible] زیادہ گہرے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

(۲) (جیسا کہ دریا کے اندر) کشتیاں (جہاز) جھگڑے ملاح وغیرہ موجود ہیں (اسی طرح عارفان کامل کے دلوں میں تمام کائنات موجود ہے)

(۳) چودہ طبقات (ارض وسماء) (عارف کامل) کے دل میں سمائے ہوئے ہیں) جہاں پر (حضرت) عشق نے اپنے خیمے گاڑ دیئے ہیں۔

(۴) اے باہو جو (کوئی) دل (کے راز) کا محرم ہو وہی (رب تعالیٰ کو) پہچانتا ہے۔

(ابیات باہو معہ ترجمہ وشرح، ص ۲۹۷ از پروفیسر سلطان الطاف علی)

مومن بندے کا دل:

اسی بیت کی شرح میں پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام فرید الدین والحق قدس اللہ سرہٗ العزیز رسالہ گنج الاسرار میں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل فرمایا ہے کہ۔ لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدالمؤمن میری سمائی کے لیے میری زمین اور میرے آسمان کی وسعت کافی نہیں البتہ میرے مومن بندے کا دل میرے سمانے کے لیے کافی ہے۔ (ابیات باہو ترجمہ وشرح، ص ۲۹۸)

الف احد جد دتی و کھالی از خود ہویا فانی ہو
قرب وصال مقام نہ منزل ناں اوتھے جسم نہ جانی ہو
نہ اوتھے عشق محبت کائی نہ کواتھے کون مکان ہو
عینوں عین تھیو سے باہو سرو حدت سبحانی ہو

ترجمہ:

(۱) (مقام احدیت میں) جب ذات احد نے تجلیات وارد فرمائیں (تو میں ذات میں تجلی ذات میں مستغرق ہو کر اپنے آپ سے فانی ہو گیا۔

(۲) (فنا فی الذات ہونے کے بعد) وہاں نہ تو قرب وصال رہا اور نہ مقام ومنزل نہ ہی وہاں جسم رہا اور نہ روح۔

(۳) (محویت اور قرب حق کے عالم میں عارف پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ وہاں) نہ تو عشق ومحبت (باقی رہتی ہے اور نہ ہی کون ومکان (کا وجود رہتا ہے۔

(۴) (اس حال میں) اے باہو۔ ہم وحدت سبحانی کا عین راز بن گئے۔ (ابیات باہو معہ ترجمہ وشرح، ص ۶۹)

فائدہ:

اس بیت میں سلطان العارفین قدس سرہ نے مقام احدیت پر اور فقیر کے مقام احدیت میں فنا ہو جانے پر روشنی ڈالی ہے اسی موضوع پر ایک محقق لکھتے ہیں کہ عبد حقیقی کا عمل یہی یافت وشہود ہے اسی یافت وشہود کا نتیجہ محویت فی الذات ہے یعنی جب تجرید نفسی کے ساتھ استغراق فی الحق ہو تو ... فنا الفنا کا مقام ہے۔

marfat.com
Marfat.com

محویت ہے۔ اُستر داد امانت، اب عبد نہیں رہتا۔ اللہ ہی اللہ رہتا ہے۔

ماند آں اللہ باقی جملہ رفت
اللہ لیس فی الوجود غیر اللہ

(ابیات باہو، ص ۷۰، بحوالہ ڈاکٹر میر ولی الدین قرآن وتصوف، ص ۹۸)

وحدتِ وجود وحدتِ شہود:

وحدۃ الوجود کی اصطلاح کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ سید محمد ذوقی احمد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

وحدتِ وجود کا اطلاق صوفیائے کرام کی اصطلاح میں واجب تعالیٰ پر ہوتا ہے اور اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ صرف ذات حق تعالیٰ ہی ہے جو اپنی ذات سے قائم ہے برعکس دیگر اشیاء کے جو ہستی مطلق سے قائم ہیں۔

ہرچہ آید در نظر غیر تو نیست
یا توئی یا بوئے تو یا خوئے تو

(خسرو)

یہاں توئی سے مراد ذات ہے بوئے تو سے مراد صفات اور خوئے تو سے افعال باری تعالیٰ ہیں۔

چنانچہ وحدت الوجود سے یہی مراد ہے کہ

مجموعہ کونین بقانون سبق کردیم تفحص ورقا بعد ورق
حقا کہ ندیدیم و نخواندیم درد جز ذاتِ حق وشیونِ ذاتیہ حق

اس حقیقت تک از روئے کشف ومشاہدہ پہنچنے سے قبل ایک درمیانی منزل آتی ہے جس میں سالک بوجہ غلبہ انوارِ حق جملہ موجودات کو اپنی نظر سے غائب پاتا ہے اور غیر حق سے یہاں تک روگردانی کر لیتا ہے کہ بسا اوقات حفظ مراتب سے بھی غافل ہو جاتا ہے اور غلبہ حال میں **سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ یَا اَنَا الْحَق** یا اسی نوع کے نعرے بلند کرنے لگتا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ دن میں جبکہ آفتاب کی روشنی کا غلبہ ہوتا ہے تو آسمان میں ستارہ ایک بھی نظر نہیں آتا اور دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ آسمان میں کوئی ستارہ ہی نہیں بلکہ آفتاب ہی آفتاب ہے حالانکہ ستارے ہوتے ہیں گو آفتاب کی چمک انہیں ڈھانپ لیتی ہے لیکن یہ حالت وسط سلوک کی ہے۔ ابتدائے سلوک میں سالک کی حالت رات کو ستارے دیکھنے والے کی سی ہوتی ہے کہ تارے تو دیکھتا ہے مگر آفتاب نہیں دیکھتا۔

وسط سلوک میں سالک پر دن چڑھ آتا ہے کہ آفتاب دیکھتا ہے مگر تارے نہیں دیکھتا۔

انتہائے سلوک میں سالک رات اور دن کی کیفیات سے تجاوز کر کے حقیقت کے میدان میں اپنا خیمہ نصب کرتا ہے جہاں سے وہ آفتاب کو بھی دیکھتا ہے اور تاروں کو بھی اور یہ بھی صریح طور پر معلوم کر لیتا ہے کہ یہ سب تارے آفتاب ہی کی روشنی سے چمکتے ہیں یہیں پہنچ کر وہ حفظ مراتب کا بھی خیال رکھ سکتا ہے اور یہ مقام [illegible]

marfat.com
Marfat.com

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد   گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

وسط سلوک میں جو حالت طاری ہوتی ہے وہ وحدت شہود ہے اور انتہائے سلوک کی حالت وحدت وجود ہے۔

جمہور صوفیہ کا مسئلہ توحید وجودی پر اتفاق ہے۔ اظہار حقیقت کے لیے البتہ مختلف پیرایوں اور مختلف اصطلاحات کا استعمال کیا گیا ہے مگر حقیقتاً سب آپس میں متفق ہیں عوام اور اغیار کو جو اختلافات نظر آتے ہیں وہ سطحی اور لفظی ہیں نہ کہ معنوی۔

(سر دلبراں، ص ۳۹۵ تا ۳۹۷)

مولانا الحاج (کپتان) واحد بخش سیال چشتی صابری صاحب واحدۃ الوجود کی حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں کہ۔

حقیقت وحدۃ الوجود:

مسئلہ وحدت الوجود بے حد پیچیدہ اور پر خطر ہے کیونکہ عالم اذہان کی رسائی سے بالاتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق یہ ہے کہ اس کا تعلق خود ذات باری تعالیٰ سے ہے جس کا ادراک حد بشریت سے باہر ہے۔ وحدت الوجود کی حقیقت صرف ان حضرات پر آشکارا ہوتی ہے جو تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کی منازل طے کر کے عالم اجساد سے اوپر نکل جاتے ہیں اور عالم ارواح، عالم جبروت اور عالم لاہوت کی پاک و مقدس فضا میں سیر کرتے ہیں اس لیے شروع سے اہل ظواہر اور اہل باطن میں اس کے متعلق نزع چلا آتا ہے۔ اہل ظواہر کثرت وجود کے قائل ہیں اور اہل باطن وحدت وجود کے۔ اہل باطن کے نزدیک وجود صرف ایک ہے اور ایک ہوسکتا ہے اور وہ خود ذات باری تعالیٰ کا ہے ان کا استدلال یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ ذات و صفات میں وحدہ لاشریک ہے اور جب وجود بھی اس کی ایک صفت ہے تو پھر صفت وجود میں اس کا کس طرح کوئی شریک ہوسکتا ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ہستی لامحدود ہے اگر اس کو محدود مانا جائے تو کفر لازم آتا ہے لیکن وحدت وجود کے انکار سے اس کی ہستی محدود ہوجاتی ہے کیونکہ اگر یہ کہا جائے کہ اشیاء کائنات حق تعالیٰ کی عین نہیں غیر ہیں تو اس کی ہستی محدود ہوجاتی ہے کیونکہ جس ہستی سے کائنات خارج ہو یا جو ہستی کائنات سے خارج ہے اور علیحدہ ہو وہ لازماً محدود ہے یعنی کائنات کی اشیاء میں نہیں ہے باقی ہر جگہ ہے اس سے حق تعالیٰ کی ہستی کا محدود ہونا لازم ہے جو کفر ہے۔ (مقدمہ مجموعہ مکتوبات قدوسیہ، ص ۴۰۔۴۱)

فائدہ:

اسی لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک شلوک مبارک ملاحظہ فرمائیے کہ

فریدا خالق خلق میں، خلق وسے رب مانہہ
مندا کس نوں آکھیئے جاں تس بن کوئی نانہہ

فائدہ:

پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب اس شلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اے فرید! خالق یعنی اللہ تعالیٰ اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق میں بستا ہے اور مخلوق رب تعالیٰ میں بستی ہے جب صورت یہ ہے تو ہم بُرا کس کو کہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا تو کوئی دوسرا ہے ہی نہیں پس کسی کو یہاں تک کہ دشمن کو بھی بُرا نہیں کہنا چاہیے کیونکہ دوست دشمن سب میں خالق ہی کی رُوح بستی ہے۔

(کلام بابا فرید گنج شکرؒ، ص ۶۴)

marfat.com
Marfat.com

درجہ همہ اوست:

فریدا خالق خلق میں والے شلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب لکھتے ہیں کہ بابا صاحب فرماتے ہیں کہ خدا مخلوق میں اور مخلوق خدا میں کس کو برا کہا جاوے۔ سوائے ذات الٰہی کے دوسرا کوئی نہیں ہے۔ (دیوان فرید، ص ۱۲۵)

فائدہ:

پس یہی وحدت الوجود ہے جیسے اس شلوک مبارک سے واضح ہوا کہ اس میں مسئلہ وحدت الوجود بیان کیا گیا ہے اسی طرح ہی۔ فریدا منجھ مکہ منجھ ماڑیاں

منجھے ہی محراب والے شلوک میں بھی مسئلہ وحدت الوجود بیان کیا گیا ہے۔

کافی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ۔

حسن قبح سب مظہر ذاتی — ہر رنگ میں بیرنگ پیارا
نَحْنُ اَقْرَبْ راز انوکھا — وھُوَ مَعَکُمْ ملیا ہوکا
سمجھ سنجا نرو عالم لوکا — ہے ہر روپ وچ عین نظارا
ہر صورت وچ رانجھن ماہی — کیتا ناز دا ڈھنگ نیارا
حسن ازل دی چال عجیبے! — طرح لطیفے طرف غریبے
آپ ہی عاشقِ آپ رقیبے — تھی دلبر جگ موہیس سارا
کتھ مطرب کتھ تان ترآنے — کتھ عابد کتھ نفل دُگانے
کتھ صوفی کتھ مست یگانے — کتھ رنداں میں کرے اتارا
کیا افلاک عقول عناصر — کیا متکلم غائب حاضر
سب جانو حقیقی ظاہر — کون فرید غریب و چارا

(دیوان فرید مع دوہڑے کافی نمبر ۷، ص ۹۔۷)

فائدہ:

اسی مسئلہ کی وضاحت حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ایک اور کافی میں یوں بیان فرماتے ہیں کہ

میڈا عشق وی توں، میڈا یار وی توں — میڈا دین وی توں، ایمان وی توں
میڈا جسم وی توں، میڈا روح بھی توں — میڈا قلب وی توں، جند جان وی توں
میڈا کعبہ قبلہ مسجد منبر مصحف تے قرآن وی توں

marfat.com
Marfat.com

میڈے فرض فریضے حج زکوٰتاں — صوم صلوٰۃ اذان وی توں
میڈی زہد عبادت طاعت تقویٰ — علم وی توں عرفان وی توں
میڈا ذکر وی توں میڈا فکر وی توں — میڈا ذوق وی توں وجدان وی توں

(دیوان فرید کافی نمبر ۱۳۲)

کلام حضرت شاہ جمال رحمتہ اللہ علیہ:

صورت کے پردے میں اللہ نظر آتا ہے
صورت کے پردہ میں مولا نظر آتا ہے

(کلام شاہ جمالؒ (سوز عشق) ص ۵۴، کافی نمبر ۲۲)

صوفی محمد ظفر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پاکپتن شریف):

آپ بیان فرماتے ہیں کہ

عالم میں کل ظہور ہے حق کے وجود کا
مظہر ہی خود ثبوت ہے اس کی نمود کا
بے رنگ وبو ہے جسم نہ صورت نہ نور و نار
پابند وقت وہ نہ مقید حدود کا
دنیا میں اور کچھ نہیں ہے ایک حق کی ذات
جو دیکھتے ہیں ہم یہ ہے دھوکہ نمود کا
حق ہی کی ذات سے ہے رونق جہاں
عالم ہی لاپتہ ہو وگرنہ شہود کا
آنکھیں جو بند کیں تو سخن آنکھ کھل گئی
تھا سامنے ہی ، غیب میں عالم شہود کا

(کلیات سخن ڈبائیوی، جذبات، ص ۱۵)

فائدہ:

مختصر یہ کہ اس شلوک مبارک میں بھی دوسرے بزرگوں کی طرح وحدت الوجود کے متعلق کلام کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مُوسیٰ نٹھا موت تھیں ، ڈھونڈے کائے گلی
چارے کُنڈاں ڈھونڈیاں ، اَگے موت کھلی

حل لغات:

* نٹھا: بھاگا۔ * موت تھیں: موت سے۔ * ڈھونڈے: ڈھونڈنے لگا، تلاش کرنے لگا۔ * کائے گلی: کوئی گلی۔
* چارے: چاروں۔ * کنڈاں: (کُٹھاں) طرفیں، سمتیں۔ * ڈھونڈیاں: تلاش کیں۔ * اگے: آگے۔ * کھلی: کھڑی۔

تحقیق موسیٰ:

سب سے پہلے یہ تحقیق کر لی جائے کہ موسیٰ سے مراد کیا ہے؟ پھر اس شلوک کا مطلب بیان کیا جائے تا کہ ذہن کسی غلط قسم کی خلفشاری میں مبتلا نہ ہو۔

کیونکہ جو مطلب عام ظاہری معنوں میں محسوس ہو رہا ہے وہ تو ایک پیغمبر کی شان ارفع واعلیٰ کے خلاف ہے۔ اس سلسلے میں الحمدللہ الفقیر ابواحمد اویسی نے بہت سے علمائے کرام سے رابطہ کیا بالمشافہ بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور فون پہ بھی رابطہ کیا کسی بھی عالم بزرگ نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد لیے جاسکتے ہیں جن میں سے فیض ملت مصنف اعظم، شیخ القرآن والتفسیر ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپور استاذ العلماء حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی مدیر فیض عالم بہاولپور، حضرت علامہ محمد ریاض احمد اویسی مدظلہ العالی بہاولپور، حضرت علامہ عبدالمجید اویسی لیاقت پور، حضرت علامہ محمد فیض احمد درانی لیاقت پور ضلع رحیم یار خان۔ حضرت علامہ پیر محمد یار شاہ صاحب خطیب اعظم دربار حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف۔ حضرت علامہ اللہ دتہ صاحب سابقہ خطیب اعظم دربار بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ مشتاق احمد قادری چوک حسینہ قادریہ پرانا تھانہ پاکپتن شریف، استاذ العلماء حضرت علامہ علی محمد اویسی، حضرت علامہ ابواحمد بشیر احمد فاروقی خطیب کنڈہ شاپ پاکپتن شریف، علامہ غلام محی الدین اویسی ضلع پاکپتن شریف، حضرت علامہ شفقت رسول سیالوی خطیب کلیانہ اور دیگر بے شمار علمائے کرام سے رابطہ کیا۔ (اس سلسلے میں جن علمائے کرام سے رابطہ کیا ان کے اسماء کی فہرست طویل ہے) کسی نے بھی یہ نہیں جواب دیا کہ اس سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام مراد لیے جاسکتے ہیں بلکہ تمام نے ہی یہی جواب دیا کہ یہاں موسیٰ علیہ السلام مراد نہیں لیے جاسکتے ہیں کیونکہ ایسا کہنے میں موسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی ہے یہ تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسا کہا ہو۔ ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر ایسا ہی معنی مراد لیا جائے تو اس صورت میں یہ شعر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ آپ کا نام غلط منسوب ہے اور ایسی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

من گھڑت حکایت:

دو مولوی صاحبان سے ملاقات ہوئی۔ ان میں سے ایک مولوی صاحب بزرگ تھے ان سے پوچھا تو وہ خاموش رہے۔ دوسرے نوجوان مولوی صاحب قدرے جوشیلی طبیعت کے تھے ان سے پوچھا تو وہ فوراً جوش میں آ کر کہنے لگے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ایسا کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ دیکھیے موسیٰ علیہ السلام دشمن سے ڈر کر بھاگے تو آپ کے پیچھے پیچھے دشمن تھا آپ نے ایک کنواں دیکھ کر اس میں چھلانگ لگا دی۔

marfat.com
Marfat.com

دشمن تلاش کرتے پھر رہے تھے دوسری جانب نکل گئے گھوگھی یعنی فاختہ نے کنویں میں آپ کو دیکھ کر زور زور سے گھوہ گھوہ گھوہ...... موسیٰ گھوہ پکارنے لگی دشمنوں کو بتانے لگی کہ موسیٰ علیہ السلام تو اِدھر کنویں میں ہیں۔ یہ بات اکثر مشہور و معروف ہے اور آج تک گھوگھی یعنی فاختہ اسی طرح بولتی ہے آج بھی تجربہ کر لیجئے۔الفقیر نے عرض کیا کہ اس کا ثبوت دکھانا پڑے گا۔مولوی صاحب کہنے لگے تفسیر میں ہے؟

عرض کیا کہ کون سی تفسیر میں؟

مولوی: نعیمی میں

عرض کیا: یہ کسی تفسیر میں بھی نہیں پھر وہ ٹال مٹول سے کام لینے لگے۔

(فائدہ) خدارا غلط باتیں اڑانا کسی لحاظ سے مناسب نہیں یہ من گھڑت حکایت ہے۔

موسیٰ:

ہوسکتا ہے کہ اس شلوک میں موسیٰ نہ ہو بلکہ موسی لفظ ہو۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام ایک اسم معرفہ ہے ایسا اسم معرفہ ہے کہ ہمارے ہاں یہ نام عام رکھا اور بولا جاتا ہے۔کسی نے سوچا ہو کہ یہ لفظ موسی نہیں ہے بلکہ یہ لفظ غلط ہے بلکہ حقیقت میں یہ لفظ موسیٰ ہے کیونکہ موسیٰ تو ایک پیغمبر کا نام ہے جبکہ موسی کس کا نام ہوا۔یہ سوچ کر اس سوچنے والے نے کتابت میں موسیٰ لکھ دیا ہو یعنی اوپر کھڑی زبر لگادی ہو اسی طرح یہ لفظ موسی سے موسیٰ بن گیا ہو اور یوں یہ غلط نقل در نقل ہوتا رہا اور ہم تک پہنچا۔

فائدہ:

چونکہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ شلوک پنجابی زبان میں لکھا ہے اور پنجابی لغت میں اس کا معنی دکھ مارا یا۔ دُکھی لکھا گیا ہے فلہذا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں موسیٰ نہیں بلکہ مَوْسِی بمعنی دکھ مارا یا دکھی ہے۔اور یہ معنی شعر سے مطابقت بھی رکھتا ہے کیونکہ یہ معنی اگر مراد لیا جائے تو پھر اس کا معنی یا مطلب ہوگا کہ دکھ مارا، دکھوں کی دلدل میں پھنسا ہوا انسان انتہائی دُکھی انسان بھی موت سے بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔حالانکہ اسے تو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ وہ تو دکھی ہی اتنا ہے کہ دکھوں سے لاچار ہو چکا ہے موت آجاتی تو لحہ کا لحہ دکھی ہوتا پھر تمام دکھوں سے نجات حاصل ہوسکتی تھی۔مگر اس کے باوجود وہ موت سے بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔کوئی نہ کوئی ایسی گلی ڈھونڈھتا پھر رہا ہے کہ جس میں داخل ہو کر موت سے بچ سکے مگر کل نفس ذائقة الموت موت نے تو ہر ایک کے پاس آنا ہے مخلوق میں سے کوئی بھی موت سے نہ بچ سکے گا۔اس لیے اسے کوئی ایسی گلی نظر نہیں آتی کہ جس میں داخل ہو کر موت سے بچ سکے۔

کچھ پہلے دکھی تھا اب یہ اور مسئلہ اس کے لیے پیدا ہو گیا دنیا بھر میں کوشش کرتا ہے چاروں طرف کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح موت سے بچ سکوں مگر پھر بھی موت سے نہیں بچ سکا کیونکہ جدھر بھی گیا موت نے اس طرف اس کا استقبال کیا موت سامنے کھڑی نظر آئی۔

دُکھی:

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ دُکھی کیسے؟

اس سوال کا جواب عام لوگوں کو کیا معلوم بلکہ معلوم ہوسکتا ہی نہیں جب تک خود بے شمار دکھوں میں مبتلا نہ ہو۔ انتہائی

marfat.com
Marfat.com

بوڑھے شخص کو دیکھیے جب وہ جوان تھا تو اس کی حالت کیسی تھی مگر اب انتہائی ضعف کا شکار ہے۔ جوانی کے عالم میں دور دور تک دیکھ لیا کرتا تھا مگر ضعیفی کا شکار ہو کر پاس بیٹھا شخص بھی پہچانا نہیں جاتا اس شخص سے پوچھیے کہ اس کا کیا حال ہوتا ہے۔ کان شنوائی سے محروم ہو چکے زبان سے پورے طور پر بولا نہیں جاتا۔ ہاتھ اور پاؤں ساتھ نہیں دیتے پورا وجود رعشے کا شکار ہو چکا خود اپنے آپ کھڑا بھی نہیں ہو سکتا۔ بیٹا، اولاد، وغیرہ عزیز و اقارب بھی نفرت کرنے لگتے ہیں۔ ہر طرف سے دکھوں کی گھمن گھیری کا شکار ہو چکا ہے۔

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ تو بڑے تعجب کے ساتھ ایسے دکھوں اور دردوں کے شکار لوگوں کا ذکر فرما رہے کہ کتنے تعجب کی بات ہے دکھوں اور دردوں نے اسے گھائل کر رکھا۔ کسی لمحے سکون میسر نہیں بلکہ ہر آنے والی گھڑی پہلی سے سخت ہی آتی ہے اس کے باوجود زندہ رہنا چاہتا ہے مرنے سے بچنا چاہتا۔ موت سے بچنے کے لیے ذرائع اور اسباب تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ ہر طرف بھاگتا پھر رہا ہے مگر کیا کہتے ہیں کہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی آخر ایک نہ ایک دن چھری تلے آنا ہی ہے۔ جتنا چاہے موت سے بچنے کے اسباب پیدا کر لے جب موت کا وقت آتا ہے تو ہرگز نہ بچ سکے گا خواہ جتنے بھی جتن کر لے۔ آخر کار موت کا شکار ہونا ہی ہے۔

مُوسَا:

ہو سکتا ہے یہاں موسیٰ کی بجائے مُوسَا ہو۔ مُوسَا لکھا ہوا دیکھ کر کسی نے غلط تصور کرتے ہوئے کہ موسا کیا ہوا حالانکہ نام تو موسیٰ ہے جو کہ ایک پیغمبر کا نام ہے غلط تصور کرتے ہوئے کسی نے موسا کو موسیٰ لکھ دیا۔ اور وہاں سے نقل در نقل آج تک اسی طرح لکھا ہوا ہے حالانکہ ایسی نقل در نقل غلطیاں عام پائی جاتی ہے جن کی طرف آج ہماری توجہ ہی نہیں ہوتی بلکہ ہم اسی طرح لکھتے جا رہے ہیں لکھتے اسی طرح ہیں مگر معنی اس کا اس طرح مراد نہیں لیتے۔

لکھے موسیٰ پڑھے خدا:

جیسے لکھے موسیٰ پڑھے خدا۔

اب دیکھیے اسی مثال کو ہی لیجیے اب لکھنے میں تو اس طرح آتا ہے کہ لکھے موسیٰ پڑھے خدا اگر اس کے ظاہری معنی مراد لیں تو بڑی خرابی واقع ہو گی۔ بظاہر اس کا مفہوم یوں معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ لکھے اور خدا پڑھے گویا معاذ اللہ موسیٰ کا لکھا ہوا کوئی اور تو کیا پڑھے گا خود موسیٰ بھی اپنا لکھا ہوا نہیں پڑھ سکتا۔ تو ان کے لکھے ہوئے کو صرف خدا ہی پڑھ سکتا ہے۔ گویا اس کے علاوہ کوئی اور نہیں پڑھ سکتا۔ ایسی کیا تحریر ہوئی کہ جو خود لکھنے والا بھی نہ پڑھ سکے صرف خدا ہی پڑھ سکے۔

ایسا مفہوم مراد نہیں لیا جا سکتا ایسا مراد لینے میں بے شمار خرابیاں پیدا ہوں گی۔ یہ ضرب المثل لکھی اسی طرح جاتی ہے مگر اس کا مفہوم اس ظاہری مفہوم کے مطابق مراد نہیں لیا جاتا۔

حالانکہ سمجھتے بھی ہیں کہ یہ مفہوم قطعاً غلط ہے اس کے باوجود لکھتے اسی طرح ہیں مگر مفہوم اسی طرح کا مراد نہیں لیتے۔

اب لکھنے کے لحاظ سے تو موسیٰ ہی لکھا جاتا ہے مگر اس کا معنی اور مفہوم لکھے مُوسَا کے مطابق مراد لیتے ہیں۔ اسی طرح اس ضرب المثل میں لکھتے تو خدا ہیں مگر معنی و مفہوم خدا کا مراد نہیں لیتے بلکہ خود آپ یا خود آ کے معنی کے مطابق معنی مراد لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خود آپ یا خود آ کا مخفف کر لیا گیا ہے فلہٰذا اس بال جیسی باریک اور بال جیسی گنجلوں پہ مبنی تحریر پہ یہ ضرب المثل بولتے ہیں کہ بال جیسی باریک اور گنجلوں پہ مبنی تحریر کوئی اور نہیں پڑھ سکتا کیونکہ ایسی تحریر پڑھنا بڑا مشکل کام ہے اس لیے ایسی تحریر پڑھنا کسی اور کے بس کا روگ نہیں لہٰذا ایسی [illegible] لکھنے والا [illegible] اس لیے اس کے معنی وہ نہیں جو بظاہر

marfat.com
Marfat.com

معلوم ہوتے ہیں۔

لکھے موسیٰ پڑھے خدا کا مطلب:

(مثل) ایسی تحریر جو کسی سے پڑھی نہ جائے۔ (فیروز اللغات اردو جدید، ص ۵۹۸)

(ا۔مثل) ایسی تحریر جو کسی سے پڑھی نہ جائے۔

فیروز اللغات پروناؤنسنگ ڈکشنری، ص ۱۱۶۰)

فائدہ:

بعینہٖ اس شلوک میں بھی موسیٰ دراصل موسا کے معنی میں ہے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے نام کی حیثیت سے نہیں۔

اب ذرا مُوْ اور سا کے الگ الگ معانی میں غور فرمایئے کہ یہاں لفظ مُو اور سَا کے معانی کیا ہیں۔ کیا یہ معانی شلوک میں بیان کردہ مطلب کی وضاحت کرتے ہیں یا نہیں۔

مُوکے لغوی معانی:

مُوْ:

(۱) مُوْ۔ موئے۔ (ف) مذکر ھ بال۔

داغ اللہ رے اسی کا رنگ ترقی بلا کی ہے

ہر موئے زلف موئے کمر سے نکل گیا

(۲) وہ خط جو چینی یا مٹی کی ظرف یا موتی میں وڑک جانے سے پڑجاتا ہے۔ (آتش)

تیر دندان میں دکھائی دی جو مستی کی لکیر

اے پری دُرِ نجف میں مُو نظر آیا مجھے

(نورالغات)

(۲) (ف۔مذکر) (۱) بال (۲) وہ باریک شگاف جو چینی یا مٹی کے برتن یا موتیوں کی ترخ جانے کی وجہ سے آتا ہے درز۔ دراڑ۔ نقص۔ (جامع اللغات جلد ۲، ص ۱۸۹۶)

(۳) بار۔ وہ خط جو برتن میں ٹوٹنے سے پڑجاتا ہے۔ (نسیم اللغات ۱۱۲۴)

(۴) (ف۔ا۔مذکر) بال کیس۔ (فیروز اللغات جدید اردو جدید ترتیب اور اضافوں کے ساتھ، ص ۶۶۰)

(۵) بال۔ درز۔ شگاف۔

مثلاً موی سرم سفید شد۔ میرے سر کے بال سفید ہو گئے اور این بشقاب چینی مُو دارد۔ چینی کی اس پلیٹ میں بال آگیا ہے۔

(فرہنگ فارسی یعنی جدید لغات فارسی، ص ۶۰۲)

marfat.com
Marfat.com

ساکا لغوی معنی:

سا:

(ف) حرف تشبیہ

(۱) ساں اور آسا کا مخفف یعنے مثل مانند۔ سائیدن کا (امر)

(۲) حرف تشبیہ مثل، مانند۔ جیسے تم سا

(۳) افراد اور کثرت ظاہر کرنے کے لیے

(۴) سائیدن کا امر جیسے سرمہ سا

(۵) زاید حسن کلام کے لیے

(۶) آواز کا نام جو پہلے سر سے نکلتی ہے۔ (نور اللغات، ص ۲۶۶)

(۲) (ہ۔تف) (۱) بہت بے حد۔ (جامع اللغات، ص ۱۱۷۹، جلد دوم)

(۳) (ف۔حرف۔تشبیہ) ساں اور آسا کا مخفف (۱) مثل مانند (جامع اللغات، ص ۱۱۷۹، جلد دوم)

(۴) (ف۔ہ) حرف تشبیہ۔ مثل۔ مانند جیسے تم سا۔ افراد اور کثرت ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے جیسے اندھیر سا گویا کے معنی دیتا ہے۔

سائیدن: (پیٹا) کا امر جو سموہ کے آخر میں بطور لاحق آتا جیسے سُر ماسا۔ آواز کا نام جو سُر میں سب سے پہلے نکلتی ہے۔
(جامع نسیم اللغات، ص ۶۶۷)

(۵) (ف) (۱) حرف تشبیہ بطور لاحقہ یہاں اور آسا کا مخفف مثل مانند جیسا لڑکا سا، تم سا
(۲) مصدر سائیدن کا اسم فاعل بمعنی رگڑنے والا، چمکانے والا جیسے جبہ سا پیشانی، رگڑنے والا۔
(۳) (اُر) مقدار ظاہر کرنے والا (۴) گویا

(۶) سا۔(ہ) لاحقہ یعنی (۱) بہت بے حد (۲) خاص، یہی (صفات اور ضمائر کے ساتھ مل کر اسم صفت بناتا ہے جیسے کالا سا، بہت سا، کون سا، حسن کلام کے لیے زائد بھی استعمال ہوتا ہے۔ چھوٹا سا، کوئی سا۔ (فیروز اللغات اردو جدید، ص ۴۰۳)

(۷) سا مخفف ہے آسا کا بمعنی مانند۔ (فرہنگ فارسی یعنی جدید لغات فارسی، ص ۵۳۶ از ڈاکٹر عبداللطیف ایم اے پی ایچ ڈی)

فائدہ:

مُو کے معنی بال ہر لغت میں موجود ہیں۔ جبکہ سا کا معنی دیگر معانی کے ساتھ ساتھ ایک معنی مانند۔ جیسا۔ مثل بھی ہے اب پورے شلوک کو غور سے پڑھیئے کیا ان معانی میں یہ لفظ واضح معنی دیتا ہے یا نہیں۔ مثلاً پورے شلوک میں بات ہو رہی ہے موت کی اور اگر مُو اور سا کے معنی اس شلوک کے ساتھ ملا کر غور کریں تو واضح ہوگا کہ یہاں مُو اور سا کے معانی ہی صحیح طور پر واضح ہوتے ہیں۔

مُو سا نٹھا موت تھیں ڈھونڈے کائے گلی

[illegible]

marfat.com
Marfat.com

گویا بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرمارہے ہیں جب آدمی بیماریوں کا شکار ہوتا ہے تو انسان کی صحت بگڑتی چلی جاتی ہے۔ جیسے جیسے علاج کرتے ہیں۔ مرض میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق حتیٰ کہ آدمی چلنے سے لاچار ہو جاتا ہے بعض اوقات سوکھ کر کانٹا سارہ جاتا ہے محض ہڈیوں کے پنجر کے سوا جسم پہ گوشت نام کی کوئی چیز نہیں رہتی جب جسمانی حالت انتہائی درجہ تک گر جاتی ہے تو جب ہم محسوس کرتے ہیں کہ جہاں سے ہم علاج کروار ہے ہیں وہاں سے فائدہ نہیں ہورہا۔ اس لیے اس سے بڑے حکیم اور ڈاکٹر کے پاس علاج کروانا چاہیے ڈسٹرکٹ سطح کے ہسپتال میں داخلہ لے لیا جاتا ہے جب وہاں سے بھی حالت میں کوئی افاقہ نہیں دیکھتے تو صوبائی سطح پر موجود ہسپتال میں علاج کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے بھی ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں تو پھر پاکستان بھر کے سب سے اعلیٰ ہسپتال تک علاج کے لیے رسائی حاصل کرتے ہیں۔

مگر ہوتا تو وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے پھر بھی موت سے بچنے کی سعی لاحاصل جاری رکھتے ہوئے جن کے پاس وسائل ہوتے ہیں وہ مریض کو دنیا بھر کے اعلیٰ ترین سہولتوں والے ہسپتال میں چلے جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں کے بورڈ بٹھا کر علاج کرواتے ہیں۔ دنیا کے اعلیٰ ترین نیک نامی والے ڈاکٹروں کا بورڈ بٹھایا جاتا ہے تمام ڈاکٹر اپنا اپنا جتن لگا لیتے ہیں بلکہ آخر تھک جاتے ہیں تو پھر بھی انسان چاہتا ہے کہ فلاں جگہ چلا جاؤں تو موت کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤں مگر جتنی مرضی سعی کرلیں ہر حال میں موت کو سامنے کھڑا پاتے ہیں۔ گویا بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرمارہے ہیں کہ بیماریوں سے لاچار ہو جانے والا مریض یعنی عام مریض کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اس کی بیماری ایک عذاب سے کم نہیں ہوتی ایک عذاب محسوس ہوتی ہے مگر پھر بھی ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح کہیں نہ کہیں میں موت سے بچ جاؤں مگر موت سے بچ نہیں سکتا۔

فلہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام مراد نہیں ہیں بلکہ عام مریض اور عام انسان مراد ہے۔

مُوسیٰ کے لغوی معانی:

اگر بالفرض محال یہاں لفظ موسیٰ ہی صحیح تسلیم کرلیا جائے تو پھر بھی یہاں ضروری نہیں کہ موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی مراد ہو بلکہ یہاں لغوی معنی میں ہی مراد لیا جاسکتا ہے آیئے ذرا نور اللغات کا مطالعہ کیجئے نوراللغات میں ہے کہ۔

یہ لفظ زبانِ سریانی کا ہے اور مرکب ہے مو بمعنی تابوت۔ سا بمعنی پانی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے ایک تابوت میں پایا تھا جو دریائے نیل میں بہتا ہوا پایا گیا۔ اس وجہ سے موسیٰ نام ہوا۔ (نوراللغات جلد ۳۔۴، ص ۱۳۹۹)

فائدہ:

گویا صاحب نوراللغات نے اس کا معنی بیان کیا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ایک تابوت میں پایا تھا جو کہ دریائے نیل میں بہتا ہوا پایا تھا اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو موسیٰ کہا گیا۔ اس میں مناسبت دریائے نیل کے پانی اور تابوت جو کہ لکڑی کا تھا اس مناسبت سے اگر غور کیا جائے آدمی کی کیا کیفیت ہے قریب المرگ شخص اسی طرح تختے پہ پڑا ہوتا ہے۔

پانی دا بلبلہ:

کسی معنی کو بیان کرتے ہوئے اگر انسان کو پانی کا بلبلہ کہہ دیا جائے تو اس کے اس طرح کہنے سے انسان عام سادہ سے پانی کا بلبلہ تو نہیں بن جاتا ہے وہاں مراد یہ ہوتی ہے کہ جیسے پانی کے بلبلہ کی عمر کم ہوتی ہے یہی حال انسان کی زندگی کا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بیماریوں سے لاچار زندگی کے آخری لمحات میں جو انسان ہوتا ہے یہی حال اس انسان کا بھی ہوتا ہے اسی لیے ایسے عام فرد کو موسیٰ کہہ دیا گیا فلہٰذا ایسا کہنے سے وہ آخری سانسیں لینے والا مریض مراد ہوگا نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

موسیٰ کا دوسرا معنی:

بعض علماء نے کہا کہ یہ لفظ عربی ہے بر وزنِ فُعْلیٰ ہے اور مَاسَ یُمِیْسُ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں اکڑ کر چلنا چونکہ آپ کی رفتار بہت قوت سے ہوتی تھی اس لیے آپ کا نام موسیٰ رکھا گیا۔ (تفسیر نعیمی جلد اوّل، ص ۴۲۵)

فائدہ:

چونکہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اسم گرامی کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے مگر یہیں سے عام لفظ موسیٰ کا معنی بھی معلوم ہوا موسیٰ کا ایک معنی اکڑ کر چلنا بھی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی رفتار کی وجہ سے ہی موسیٰ کہا گیا اور یہی آپ کا نام مشہور ہو گیا۔

اب اس شعر کی طرف توجہ فرمایئے اس شعر کا مفہوم سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے اسم گرامی کی حیثیت سے قطعاً درست نہیں معلوم ہوتا فلہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں موسیٰ سے مراد اکڑ کر چلنے والا عام انسان ہے۔ اب ذرا اس معنی کے لحاظ سے پورا شعر ملاحظہ فرمایئے کہ۔

زمین میں اکڑ کر چلنے والا انسان جب موت کو اپنے قریب دیکھتا ہے تو اکثر موت سے پہلے آنے والی بیماریاں ہی اس کی اکڑ فوں نکال دیتی ہیں اکڑی ہوئی گردن پہ جب بیماری کا اثر ہوتا ہے تو وہی گردن بیماریوں کی وجہ سے لاچار ہو کر جھک جاتی ہے اگر وہ اکڑانا بھی چاہے تو اس کی گردن اکڑ نہیں سکتی تکبر اور غرور سے زندگی بسر کرنے والا جب موت کو سامنے دیکھتا ہے تو موت سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ ہر طرف بھاگتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح موت کے چنگل سے آزاد ہو جاؤں مگر وہ موت سے بچ نہیں سکتا۔ ہر طرف بھاگتا رہتا ہے۔ گلی گلی محلہ محلہ ملک ملک کے ہسپتال اور ڈاکٹرز تک پہنچتا ہے تا کہ میں مر نہ سکوں۔ میری گردن پہ موت کا پنجہ نہ پڑ جائے مگر بالآخر موت اسے بھگا بھگا کر تھکا دیتی ہے جب موت کا وقت آجاتا ہے تو ایک پل بھی اس کے لیے کمی بیشی نہیں ہو سکتی ہے۔ جب موت کا وقت آجاتا ہے تو اس کی روح اس کے جسد عنصری سے پرواز کر جاتی ہے۔ جس موت سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی بالآخر اسی کا شکار ہوا۔

یہاں بھی لکھا موسیٰ جاتا ہے مگر معنی موسیٰ کلیم اللہ مراد نہیں لیا جاتا۔

اسی طرح اس شعر میں بھی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام مراد نہیں ہیں بلکہ عام انسان یا عام آدمی مراد ہے۔

مگر صحیح یہ ہے کہ یہ لفظ عبرانی اور مُو اور شیٰ سے بنا ہے۔

عبرانی زبان میں مُو پانی کی اور شیٰ درخت کو کہتے ہیں چونکہ آپ کو فرعون کی بی بی آسیہ کی لونڈیوں نے اس نہر سے پایا تھا جو ان کے باغ میں بہتی تھی اور ایک صندوقچے میں پایا تھا اس لیے حضرت آسیہ نے آپ کا نام مُوشیٰ رکھا یعنی درخت و پانی سے پایا ہوا فرزند۔ پھر عربی میں آکر شین سین بن گیا اور موسیٰ رہ گیا۔ (تفسیر نعیمی جلد اوّل، ص ۴۶۵)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ وقت کے ساتھ ساتھ اسماء اور کلمات میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے اس سے اہل علم اچھی طرح واقف ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اصول:

یہ تو ایک شعر ہے اشعار میں تو یہ اصول بکثرت پایا جاتا ہے کہ بظاہر خطاب مخصوص شخصیت کو مگر مراد عام لوگ ہوتے ہیں شاعر کا تخیل محدود دائرہ تک نہیں ہوتا بلکہ شاعر اپنے تخیل میں وسعت پیدا کرتا ہے تا کہ اس کے شعر کا مفہوم محدود نہ ہو یہ نہیں کہ کچھ علاقے کے لوگ ہی استفادہ کریں بلکہ استفادہ عام ہو موجودہ دور کے لوگ بھی استفادہ کریں اور آئندہ نسلیں بھی اس کے کلام سے مستفید ہوتی رہیں۔ بظاہر ہمیں نام موسیٰ پڑھنے کو مل رہا ہے مگر بابا فرید اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے عام کو مخاطب کر رہے ہیں کہ ہمارا عمومی رویہ یہی ہے کہ ہم موت سے فرار ہونا چاہتے ہیں تا کہ موت ہم تک نہ پہنچ سکے۔ عام آدمی موت سے چھپنا چاہتا ہے تا کہ موت اسے تلاش نہ کر سکے۔ عام آدمی اتنی دور جانا چاہتا ہے کہ موت اس تک نہ پہنچ سکے۔ عام آدمی اپنا وجود ایسے بنانا چاہتا ہے کہ موت اس کے وجود کو ختم نہ کر سکے۔ مگر کوئی جتنی چاہے سعی کر لے موت سے بچ نہیں سکتا۔ کوئی پردہ یا آڑ موت آنے سے روک نہیں سکتا۔

کوئی دوری اسے موت سے نہیں بچا سکتی۔ کوئی ڈاکٹر یا حکیم یا دوائی اسے موت کے چنگل سے چھڑانے میں کامیاب نہیں ہو سکتی کوئی جتنی چاہے کوشش کر لے بالآخر جب وقت آتا ہے تو موت نے اس کے تمام قلعے گرا کر، تمام سپاہ اور پہریداروں کو شکست دے کر اس تک پہنچ جانا ہے۔

اسم موسیٰ کی حیثیت:

بالفرض محال ہر حال میں اسم موسیٰ ہی یہاں مراد لیا جائے تو پھر بھی لازم تو نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور موسیٰ اس جہان فانی میں گزرا ہی نہیں۔ اب تک ہزاروں لوگوں کے نام موسیٰ رکھے گئے ہوں گے نہ جانے کتنے لوگوں کے نام قیامت تک موسیٰ رکھے جائیں گے۔ اتنے سارے ناموں میں سے موسیٰ نام کسی کا بھی ہو سکتا ہے۔ جب یہ نام کسی کا بھی ہو سکتا ہے تو پھر ہزاروں میں سے ایک موسیٰ نام کے ساتھ یہاں کوئی ایسی خصوصیت نہیں پائی جاتی کہ جس سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی تخصیص پائی جائے کہ جس سے ثابت ہو کہ اس مقام پر موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔ پس واضح ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام خصوصیت سے مراد نہیں فلہذا یہاں موسیٰ سے مراد عام موسیٰ نام کوئی شخص ہی ہو سکتا بالخصوص اس شلوک میں جو موسیٰ مراد ہے وہ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ تو اللہ کے نبی ہیں۔ آپ تو اللہ کے رسول ہیں آپ تو اللہ کے وہ عظیم الشان رسول ہیں کہ جنہیں کلیم اللہ کہا گیا۔ آپ کے مد مقابل دشمن کو ڈبو دیا گیا۔ آپ کے دعا کرنے پر بنی اسرائیل کو نجات ملی۔ آپ کے کہنے پر بنی اسرائیل کو دریا کا پانی روک کر پختہ راستے بنا کر یوں گزارا گیا جیسے وہ پانی سے نہیں گزر رہے بلکہ کسی خشک حصہ پہ بڑی وسیع اور کھلی سڑکوں پر سے گزر رہے ہوں۔ آپ ہی کے کہنے پر دریا میں سے گزرتے ہوئے تمام گروہ دریا کی موجوں میں سے اپنے اپنے عزیز و اقارب کو دریا سے گزرتے ہوئے یوں دیکھتے جا رہے تھے جیسے صاف شفاف شیشے سے گزرتے ہوئے دیکھا جاتا ہے۔ آپ ہی کے کہنے پر آپ کی قوم پہ من و سلویٰ جیسی نعمت نازل کی گئی۔ وغیرہ وغیرہ معجزات آپ کے کہنے پہ ظاہر ہوئے۔ آپ ہی کے کہنے پہ اللہ تعالیٰ نے مردہ بنی اسرائیلیوں کو دوبارہ زندگی سے نوازا۔ ایسا جلیل القدر پیغمبر موت سے کب اور کہاں بھاگا بھاگا پھرتا رہا ہوگا۔ یہ غلط ہے غلط ہے بس غلط ہے فلہذا اس شعر کے موسیٰ سے مراد کوئی عام موسیٰ نامی شخص ہو سکتا ہے اور نہ ہے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد نہیں ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

ایک حدیث:

بخاری شریف میں ہے کہ

حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُوْسیٰ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسیٰ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فَلَمَّا جَآئَهٗ صَكَّهٗ فَرَجَعَ اِلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ قَالَ ارْجِعْ اِلَیْهِ فَقُلْ لَهٗ یَضَعُ یَدَهٗ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهٗ بِمَا غَطَّتْ یَدُهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ ـ قَالَ اَیْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ قَالَ فَسَاَلَ اللّٰهَ اَنْ یُدْنِیَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْیَةً بِحَجَرٍ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَاَرَیْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ تَحْتَ الْكَثِیْبِ الْاَحْمَرِ قَالَ وَاَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ ـ (بخاری شریف کتاب الانبیاء، پ ۱۳)

اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمتہ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف موت کا فرشتہ بھیجا گیا جب وہ اس کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو طمانچہ مارا۔ فرشتہ اپنے رب کے پاس واپس چلا گیا اور کہا اے اللہ تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واپس اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھے تو جتنے بال ان کا ہاتھ ڈھانپ لے گا ہر بال کا بدل ایک سال عمر دی جائے گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! پھر کیا ہوگا فرمایا پھر موت! موسیٰ علیہ السلام نے کہا ابھی فوت کردے اور اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا کہ ان کو بیت المقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ کے قریب کردے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس وجود عنصری سے وہاں موجود ہوتا تو تمہیں ان کی قبر شریف دکھاتا جو سرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کی جانب ہے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو معمر نے ہمام سے خبر دی انہوں نے کہا ہم کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح خبر دی۔ (تفہیم البخاری شرح بخاری، پ ۱۳)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ نمبر ۲:

یحییٰ بن موسیٰ، عبدالرزاق، معمر ابن طاؤس، ان کے والد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ ملک الموت کو موسیٰ کے پاس بھیجا گیا۔ جب وہ ان کے پاس آئے تو موسیٰ نے ان کے گھونسہ مارا تو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس واپس گئے۔ اور کہنے لگے کہ تو نے ایسے بندہ کے پاس مجھے بھیجا ہے جو موت نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم واپس جا کر اس سے کہو کہ تم کسی بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھو پس جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آجائیں گے تو ہر بال کے بدلے میں ایک سال کی عمر ملے گی۔ موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار پھر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا پھر موت آئے گی۔ موسیٰ نے کہا تو ابھی آجائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی انہیں ارض مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ تک قریب کردے۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر راستہ کے کنارے سرخ ٹیلے کے نیچے دکھا دیتا۔ (صحیح بخاری شریف مترجم اردو جلد ۲، ص ۲۹۴۔۲۹۳)

فائدہ:

یہ ترجمہ وفوائد (۱) مولانا امجد علی صاحب (۲) مولانا ابوالفتح صاحب (۳) مولانا سبحان محمود صاحب (۴) مولانا قاری احمد صاحب نے لکھا اسے محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب کراچی نے شائع کی۔ یہ ترجمہ غالباً دیوبند مکتبہ فکر کا نمائندہ ترجمہ ہے۔

فائدہ:

اسی حدیث مبارکہ کا ترجمہ اہلحدیث مکتبہ فکر کے علامہ وحید الزمان صاحب نے یوں کیا۔

باب موسیٰؑ کی وفات اور وفات کے بعد کا حال:

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی اُنہوں نے عبداللہ بن طاؤس سے انہوں نے اپنے والد سے اُنہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا موت کے فرشتے (حضرت عزرائیل) موسیٰ پیغمبر کے پاس بھیجے گئے جب وہ آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اُن کو (آدمی سمجھ کر) ایک طمانچہ جڑا (ان کی آنکھ پھوٹ گئی) وہ پروردگار کے پاس لوٹ گئے اور عرض کیا تو نے مجھ کو ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا پروردگار نے فرمایا تو پھر اُس کے پاس جا اور اس سے کہنا کہ ایک بیل کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھ جتنے بال اس کے ہاتھ تلے آئیں اتنے برس وہ زندہ رہے گا عزرائیل آئے اور پروردگار کا یہ پیغام پہنچایا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار پھر اُس کے بعد کیا ہونا ہے فرمایا پھر مرنا ہے غرض ہر جاندار کے لیے موت ہے موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تو پھر ابھی سہی (اگر لاکھ برس جئے تو کیا فائدہ آخر فنا) انہوں نے پروردگار سے التجا کی مجھ کو مقدس زمین (بیت المقدس) سے ایک پتھر کی مار برابر نزدیک کردے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہاں (بیت المقدس) میں ہوتا تو تم کو موسیٰ علیہ السلام کی قبر بتا دیتا راہ کے کنارے لال ٹیلے (ٹبے) کے تلے عبدالرزاق نے کہا اور ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام سے کہا ہم سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ایسی ہی حدیث نقل کی۔

(تیسیر الباری ترجمہ تشریح صحیح بخاری جلد سوم پارہ گیارھواں، ص ۴۰۷۔۴۰۶)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

یہ حدیث علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور (ص ۱۳۹) میں بھی بیان کی ہے اور پھر بیان فرمایا کہ بس اسی دن سے حضرت ملک الموت چھپ کر آنے لگے۔ (لمعۃ النورانی ترجمہ شرح الصدور، ص ۱۳۹)

فائدہ:

درج بالا تینوں تراجم ملاحظہ فرمائیے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ ترجمہ غلط کیا گیا ہے اس میں یہ سقم ہے وہ غلطی ہے۔ اب تینوں ترجمے بغور مطالعہ کیجئے غور وفکر کیجئے۔

اب اہلسنت و جماعت کے محدث حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد کے قلم سے اس حدیث مبارکہ کی شرح ملاحظہ کیجئے۔

شرح حدیث:

ملک الموت لوگوں کے پاس اعلانیہ آیا کرتا تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلا کے پاس بھی اسی طرح آیا تو انہوں نے مکہ مارا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ اس کو طمانچہ مار کر اس کی آنکھ نکال دی۔ عمار کی روایت میں ہے کہ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کے حضور شکوہ عرض کرتے ہوئے کہا۔ اگر وہ تیرے نزدیک مکرم و معظم نہ ہوتا تو میں اس پر سختی کرتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ خواہش کی کہ ان کو ارض مقدسہ کے قریب دفن کیا جائے کیونکہ اس مقام میں بکثرت انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں اور وہ مشرف ومقدس خطہ ارض ہے۔ معلوم ہوا کہ مواضع فاضلہ، مواطن مبارکہ اور مدافن صالحین کے قرب وجوار میں دفن ہونا مستحب ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کو مبہم رکھا اور سُرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کی جانب کے ذکر پر اکتفاء کی اور اگر اس کی وضاحت کا ارادہ فرماتے تو صراحۃً بیان فرما دیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر یہودیوں کو حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی قبروں کا علم ہو جاتا تو وہ ان کی پوجا شروع کر دیتے۔ حضرت وہب نے کہا فرشتوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکفین وتدفین کی تھی۔ آپ کی عمر شریف ایک سو بیس سال تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ نے حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات سے گیارہ ماہ بعد وفات پائی۔ (تفہیم البخاری جلد پنجم، ص ۲۶۳۔۲۶۴)

حدیث شریف ۲:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ جیسی ایک حدیث مبارکہ بخاری شریف کتاب الجنائز میں بھی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ملک الموت کو جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا (ان کی روح قبض کرنے کے لیے) تو آپ نے انہیں ایک طمانچہ مارا۔ ملک الموت اپنے رب کے پاس لوٹ گیا اور کہا تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ ان کو واپس کر دی اور فرمایا اب جاؤ اور موسیٰ سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھیں تو جتنے بال ان کے ہاتھ ڈھانپ لے گا ہر بال کے عوض ایک سال ان کو عمر دے دی جائے گی موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر موت ہوگی'' موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو پھر موت ابھی آجائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کو ایک پتھر پھینکنے کے مقدار ارض مقدس (بیت المقدس) کے قریب کر دے'' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو ان کی قبر راستہ کے کنارے سرخ ٹیلے کے پاس دکھاتا۔

(بخاری شریف کتاب الجنائز باب من اَحبَّ الدَّفن فی الارض المقدسہ اونحوھا)

فائدہ:

اہلحدیث مکتبہ فکر کے علامہ وحید الزمان صاحب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھپڑ مارنے والی حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ:

حضرت موسیٰ بڑے قوی شہ زور تھے فرشتہ آدمی کے لباس میں تھا اس لیے طمانچہ سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔

(تیسر الباری شرح بخاری جلد اوّل، ص ۸۷۷)

شرح حدیث:

حضرت علامہ غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد کے قلم مبارک سے اس حدیث مبارکہ کی شرح ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت علامہ خطابی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ کہا جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرشتے کے ساتھ ایسا سلوک کریں۔ ان کا ہاتھ ملک الموت تک کیسے پہنچا۔ پھر وہ ان کی روح کیسے نہ قبض کر سکے اور کیسے ان میں اللہ کا حکم پورا نہ ہوا۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان کی زندگی میں اکرام میں منفرد اور یکتا کیا تھا" اور جب ان کو موت قریب آئی تو ان پر مزید مہربانی فرمائی کہ فرشتہ کو ان کی روح جبراً قبض کرنے کا حکم نہ دیا اور امتحان کے طور پر اس کو بشری صورت میں بھیجا سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اچھا نہ جانا اور اس کو اپنے سے ہٹانا چاہا تو چونکہ وہ بشری صورت میں تھا اس کی آنکھ طمانچہ سے باہر نکل آئی کیونکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طبع شریف میں حدت تھی۔

ایک روایت کے مطابق جب موسیٰ علیہ السلام غصہ میں آتے تو ان کی ٹوپی سے آگ نکلتی تھی عادۃً انسان اپنی حفاظت کرتا ہے اور تکلیف دہ شے کا ازالہ کرتا ہے۔ ہماری شریعت مطہرہ میں اگر کوئی کسی کے گھر جھانکے تو اہل خانہ اس کو زجر کر سکتا ہے اگر چہ زجر کرنے میں اس کی آنکھ نکال دی جائے پھر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ ان کو واپس کی تا کہ موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو جائے کہ ملک الموت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اسی لیے آپ نے اللہ تعالیٰ کی قضا قبول کی اور اسی کے لیے راضی ہو گئے۔

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ کہنا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اجازت دی ہو کہ وہ ملک الموت کو طمانچہ ماریں۔ (تفہیم البخاری شرح بخاری شریف جلد ۲، ص ۳۹۴)

فائدہ:

فیض ملت شیخ القرآن والحدیث ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی اسی حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تقدیر معلق کے قاعدہ پر عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لیے آئے انہیں رازِ الٰہی کا علم نہ تھا رازِ الٰہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مار کر ظاہر کر دیا یہی تقدیر مبرم ثابت ہے لیکن ہم اہلسنت اس کا نام شبیہ معلق مبرم یا

marfat.com
Marfat.com

شبیہ یا متعلق رکھتے ہیں۔ (ماہنامہ فیض عالم بہاولپور ص ۱۱ رجب ۱۴۲۹ھ جولائی ۲۰۰۸ء)

فوائد حدیث از فیض ملت مدظلہ العالی:

(۱) اللہ تعالیٰ کو انبیاء علیہم السلام کا ادب محبوب ہے یہی وجہ ہے کہ عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو گویا یوں فرمایا: ''اے ملک الموت تم ان سے اس طرح عرض کرو انہیں اختیار دو آنے کے لیے صیغہ امر عرض نہ کرو۔ اگر وہ بہت دراز مدت بھی دنیا میں رہنا چاہیں تو منظور ہے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا کہ وہ اللہ رب العزت کی طرف سے مختار ہوتے ہیں زندگی و موت ان کی اختیاری ہوتی ہے مثلاً رب تعالیٰ کے اس فرمان میں حضرت ملک الموت کا جواب ہے (انہوں نے عرض کیا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مرنا نہیں چاہتے) ملک الموت جا کر دیکھ لو تم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موت سے بچنے کے لیے مارا ہے یا کسی اور وجہ سے۔ موت سے بچنے کے لیے ہوتا تو پھر آخر میں موت کے لیے سر تسلیم خم کیوں؟

(۳) معلوم ہوا کہ محبوبانِ خدا کی دُعا بلکہ ان کی خواہش سے عمریں بڑھ جاتی ہیں۔ آئی قضا ٹل جاتی ہے آفتیں دور ہو جاتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف پوری ہو چکی لیکن اگر آپ زندگی چاہتے تو ہزاروں سال عطا ہو جاتی۔ بلکہ ملک الموت کے اس آنے جانے عرض معروض کرنے کی بقدر قضاء ٹلی رہی۔ یہی ہمارا موقف ہے کہ وہ تقدیر پر مبرم جو ملائکہ کے علم میں نہیں اور لوح محفوظ میں بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اپنے محبوبوں کی دُعا سے ٹال دوں گا۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گویا کہا گیا کہ آپ کی وفات بھی آپ کے اختیار سے ہے خیال رہے کہ انبیاء کے لیے بھی موت ضرور آتی ہے مگر وقتِ موت میں انہیں اختیار ہوتا ہے۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا کہ مجھے اس گھڑی موت منظور ہے تم اس وقت مارنا موت کے خوف سے نہ تھا بلکہ وہ کہلوانے کے لیے تھا جو تم نے اب کہا خلاصہ یہ ہے کہ بلاوے تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(i) دعوتِ خوشی کے لیے بلاوا جسے کہتے ہیں نوید مسرت۔

(ii) دوسرے سمن عدالت میں حاضری کا بلاوا۔

(iii) تیسرے وارنٹ گرفتاری۔ کافر کی موت وارنٹ ہے عام مومنوں کی موت سمن ہے۔ حضرات انبیاء کی موت دعوتِ خوشی یعنی نوید مسرت ہے۔ ملک الموت نے نوید مسرت کو سمن کے طور پر پیش کیا یعنی نوید مسرت کو سمن بنا دیا کہ کہا جب رب کے حاضر بارگاہ ہو۔ اس لیے مارا تھا۔ حضرت ملک الموت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جان شریف قبض کرنے کی اجازت چاہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مشورہ کیا غرض حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ رب تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے چلیے تب اجازت دی تو انہوں نے روح کو قبض کیا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سکھا دیا تھا اشعۃ اللمعات میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جلالی نبی ہیں۔ جب آپ کو غصہ آتا تو سر پر اوڑھی ہوئی ٹوپی جل جاتی تھی۔ (اشعہ و مرقات) وہ غضب کی آگ جلالی دکھائی نہیں جا سکتی تھی نور نار سے نہیں جلتا ہے۔

(۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو طمانچہ مارا ان کو نبی کا ادب سکھانے کے لیے (مرآت) کوئی شخص نبی سے یہ نہ کہے کہ نماز پڑھ لیجئے مسجد میں [illegible] حضرات انبیاء کرام حاکم ہوتے ہیں کسی بندے کے

marfat.com

Marfat.com

مامور یا محکوم نہیں ہوتے۔ نیز نبی تو ہر وقت ہی رب کے مطیع ہوتے ہیں۔ ان سے کہنا کہ آپ رب کی اطاعت کریں۔ اس کا شائبہ ہے کہ انہیں غیر مطیع مانا (مرقات) نبی کا ادب یہ تھا کہ ملک الموت عرض کرتے کہ آپ کو یہاں رہنے اور چلنے کا اختیار ہے اگر اجازت ہو تو میں تعمیل ارشاد کروں۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت و حیات کے مختار ہوتے ہیں۔ (مرقات) اس طمانچہ کی اور بہت سی وجوہات ہیں۔ (فقیر کی فیض البخاری شرح بخاری میں ملاحظہ ہوں)

(۷) جب فرشتہ شکل انسانی میں آئے تو اس کو انسانی اعضاء دیئے جاتے ہیں ان کے لیے مختلف شکلیں ایسی ہیں جیسے ہمارے لیے مختلف لباس۔ حضرت ملک الموت کی یہی بشری آنکھ موسیٰ علیہ السلام کے طمانچہ سے بیکار ہوئی ورنہ مَلَکی آنکھ کسی طمانچہ وغیرہ سے بیکار نہیں ہو سکتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی طاقت فرشتہ کی طاقت سے زیادہ ہوتی ہے۔ رسالہ ''نبی و ولی کی قوت'' پڑھیے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اس آنکھ نکلنے کا درد نہ ہوا جیسے ہمارے لباس پھٹنے سے درد نہیں ہوتا۔

(۸) ملک الموت کی واپسی بغیر روح حضرت موسیٰ علیہ السلام قبض کیے ہوئے ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے تابع فرمان ہوتے ہیں۔ مرضی نہ پائی خالی واپس آ گئے۔

(۹) رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قصاص نہیں دلوایا کہ استاد سے شاگرد کا والد سے بیٹے کا۔ نبی سے اُمتی کا قصاص نہیں لیا جاتا بلکہ وہاں تو چھوٹا معافی مانگتا ہے۔ (مرآت)

(ماھنامہ فیض عالم بہاولپور ص ۱۱ تا ۱۲ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ جولائی ۲۰۰۸ء)

فائدہ:

اسی حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

اس حدیث میں اَنْ یُّدْنِیَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ کے الفاظ محل ترجمہ ہیں۔ جس سے واضح ہوا کہ جیسے زندگی میں نیکوں کی مصاحبت باعث برکت و رحمت ہوتی ہے اسی طرح مرنے کے بعد جوارِ صالحین میں دفن ہونا بھی باعث رحمت و برکت ہوتا ہے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے ارض مقدس کے قریب دفن ہونے کی دعا اس لیے فرمائی تھی کہ وہاں انبیاء کرام اور صالحین کی قبریں تھیں اور اس لیے بھی کہ لوگ مقدس مقامات پر بالقصد جاتے ہیں اور قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور وہاں کے دفن شدہ افراد کے لیے دعا کرتے ہیں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ

انما سال ذالك بفضلٍ من دفن فى الارض المقدسة من الانبياء و الصالحين فاستحب مجاورتهم فى الممات كمافى الحيات ولان الناس يقصدون المواضع الفاضلة و يزورون قبورها ويدعون الاهلها ۔

(عینی جلد ۴، ص ۱۶۴)

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حضرت ملک الموت لباس بشریت میں آئے تھے اپنی اصلی صورت میں نہیں آئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پہچانا بھی نہیں تھا جب آپ نے ایک اجنبی شخص کو اپنے پاس دیکھا تو آپ کو

marfat.com
Marfat.com

غصہ آگیا اور آپ نے ایک تھپڑ مار دیا اور حضرت ملک الموت کی صورت بشری کی آنکھ پھوٹ گئی۔
اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ الٰہی میں قدر و منزلت کا اظہار ہوتا ہے اس وقت موسیٰ علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو بیس برس کی تھی۔

(۳) یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں اوّل یہ کہ حضرت ملک الموت بحضور موسیٰ بامر الٰہی قبض روح کے لیے آئے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پہچانا نہیں اس لیے ان کو تھپڑ مار دیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب حضرت ملک الموت بحکم الٰہی قبض روح کے لیے آئے تھے تو پھر تھپڑ کھا کر حکم الٰہی کی تعمیل کیے بغیر کیوں واپس ہو گئے۔ دوم یہ کہ موت کا وقت مقرر ہے اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ کیوں فرمایا گیا کہ بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھیے۔ جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آجائیں گے اتنے برس آپ اور زندہ رہیں گے جب موت کا وقت مقرر ہے تو اس میں کمی بیشی کیسے ہوئی؟
جواب یہ ہے کہ جو کچھ ہوا مقدرات ہی سے تھا یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ایسا ہی لکھا گیا تھا کہ پہلے ملک الموت آئیں گے پھر ان کے ساتھ مذکورہ بالا معاملہ ہو گا وہ بارگاہِ الٰہی میں پہنچیں گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مذکورہ بالا بات کہی جائے گی اس کے بعد وہ لقاء الٰہی کو پسند کریں گے اور ان کی روح مبارک قبض کی جائے گی۔
اور سوال اوّل کا جواب یہ ہے کہ حضرت ملک الموت کو صرف اسی قدر حکم دیا گیا تھا کہ وہ بحضور موسیٰ علیہ السلام حاضر ہوں اور قبض روح کا قصد فرمائیں۔ پھر اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام قبض روح کو پسند نہ کریں تو واپس آجائیں چنانچہ ان کو جیسا حکم دیا گیا اسی کی تعمیل فرمائی یعنی حضرت ملک الموت کا قبض روح کے لیے آنا پھر بغیر قبض روح کے واپس ہو جانا دونوں ہی حکم الٰہی تھے۔ (فیوض الباری شرح بخاری جلد ۲، پارہ پنجم، ص ۱۱۹۔۱۲۰)

فوائد:

اس حدیث مبارکہ سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے ساتھ حضرت عزرائیل علیہ السلام کا معاملہ نرم بلکہ انتہائی نرم ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے مغضوبوں کے ساتھ بڑا سخت۔

(۲) اللہ کے محبوب بندے سے کسی معاملے میں سختی بھی ہو جائے تو برداشت کرنا چاہیے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی موت اور ہماری عام لوگوں کی موت میں بہت زیادہ فرق ہے۔ بعض اوقات انبیاء کرام کو خصوصی طور پر مرنے کے متعلق خصوصی انعام کے طور پر اختیار دیا جاتا ہے کہ ابھی مرنے پہ راضی ہو تو ٹھیک ورنہ کچھ عرصہ مہلت بھی عطاء کی جاتی ہے جبکہ عام لوگوں کا معاملہ اس کے خلاف ہے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام موت سے بھاگے نہیں بلکہ موت لانے والے فرشتے کے ساتھ جو معاملہ ہوا وہ موت سے بھاگنے والوں جیسا نہیں بلکہ موت سے وہ نہیں ڈرے اگر موت سے موسیٰ علیہ السلام ڈر کر بھاگے بھاگے پھرتے تو جونہی حق تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملی کہ اگر تم مرنا نہیں چاہتے تو پھر ایک بیل کے جسم پر ہاتھ رکھیے ہاتھ کے نیچے آنے والے بالوں کے عوض ہر بال کے بدلے سال بھر مزید زندگی عطا کی جائے گی مگر آپ نے ثابت کر دیا کہ نہ تو انہیں موت سے ڈر تھا اور نہ ہی موت سے بھاگے بھاگے پھرے بلکہ ثابت کر دیا کہ وہ موت سے بالکل نہیں ڈرتے۔

marfat.com
Marfat.com

(۵) اگر موت سے ڈرتے ہوتے تو ہزاروں سال زندگی مزید مل رہی تھی قبول فرمالیتے مزید زندگی کی بجائے موت کو قبول کرلینا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ موت سے بالکل نہیں گھبرائے۔

(۶) بلکہ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محبوبوں کی موت کے وقت کی خواہش بھی پوری کردیتا ہے۔

(۷) یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے غصہ سے بچنا چاہیے۔

(۸) اللہ کے محبوب حق تعالیٰ کی قضا کو ہر حال میں تسلیم کرتے ہیں۔

(۹) نورانی فرشتہ بھی بشری صورت اور اس کے عوارض اختیار کرسکتا ہے۔ اور اس کی نورانیت وملکیت باقی رہتی ہے۔ اور بشر ونور دونوں جمع ہوسکتے ہیں۔ (تفہیم البخاری جلد ۲، ص ۳۹۴)

(۱۰) بزرگان دین کے مدافن کے قریب دفن اختیار کرنا چاہیے اس میں برکت ہے۔ (تفہیم البخاری جلد ۲، ص ۳۹۴)

(۱۱) اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ حق تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو بعض اختیارات سے نوازا ہے۔

(۱۲) معلوم ہوا کہ مواضع فاضلہ، مواطن مبارکہ اور مدافن صالحین کے قریب وجوار میں دفن ہونا مستحب ہے۔

(تفہیم البخاری جلد ۵، ص ۲۶۳)

(۱۳) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کو مبہم رکھا اور سرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کی جانب کے ذکر پر اکتفاء کی اور اسی کی وضاحت کا ارادہ فرماتے تو صراحتہً بیان فرماتے۔ (تفہیم البخاری، جلد ۵)

(۱۴) جیسے زندگی میں نیک اور صالحین کی مصاحبت وبرکت اور رحمت کا باعث ہے اسی طرح بعد از مرگ بھی جوار صالحین میں دفن ہونا باعث رحمت وبرکت ہے۔ (فیوض الباری، پ ۵، ص ۱۱۹)

(۱۵) فوت شدگان کی مزارات کی زیارت کرنا اور دفن شدہ افراد کے لیے دعائے مغفرت کرنا اچھا طریقہ ہے۔

فائدہ:

اس روایت مبارکہ سے اخذ ہونے والے مزید فوائد بیان کیے جاسکتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے انہیں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

فائدہ:

یہ حقیقت ہے کہ اس حدیث مبارکہ کے پیش نظر کہنا کہ موسیٰ پیغمبر علیہ السلام موت سے بھاگا بھاگا پھرا۔ یہ غلط ہے اور صراحتاً غلط ہے بلکہ یہ بات خلاف واقعہ ہے۔ جو اللہ کا محبوب موت کا پیغام لانے والے سے نہیں ڈرا وہ موت سے کب ڈرنے والا ہے۔ بلکہ آخری حصہ سے تو واضح ہوگیا کہ موت سے آپ نہیں گھبرائے بلکہ بعد میں واضح فرمادیا کہ چلو یہ بات ہے تو ابھی ......

خلاصہ:

اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ بیماریوں مارا اور دکھوں کا مارا ہوا عام انسان جو بال کی طرح باریک ہوچکا ہے اس کے باوجود اس کی خواہش ہے کہ کاش ابھی میں نہ مروں کسی نہ کسی طرح تندرست ہوجاؤں ہر طرف سے علاج کرواتا ہے کہ شاید میں موت کو شکست دینے میں کامیاب ہوجاؤں مگر وہ موت کو شکست نہیں دے سکتا بلکہ موت اسے شکست دے دیتی ہے۔ یہاں موسیٰ

marfat.com
Marfat.com

سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ مراد نہیں بلکہ عام انسان مراد ہے کہ عام انسان موت سے بچنے کے لیے گلی گلی بھاگتا پھرتا ہے موت سے فرار کا راستہ ڈھونڈتا پھرتا ہے جتنی چاہے موت سے بچنے کی سعی کر لے بالآخر موت سامنے کھڑی نظر آتی ہے۔ بالآخر اپنی زندگی کی بازی ہار جاتا ہے۔

انبیاء کرام واولیاء اللہ موت سے نہیں ڈرتے:

اللہ کے محبوب بندے انبیاء کرام اور اولیائے کرام موت سے نہیں ڈرتے ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں تاریخ گواہ ہے کہ اللہ کی رضا کی خاطر اللہ کے محبوبوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا تن من دھن سب کچھ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم پہ قربان کر دیا۔

استقامت:

موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ جب آپ وہاں تشریف لے گئے تھے تو آپ کے راستے میں اہل طائف نے دوطرفہ جمع ہو کر آپ پر اتنے پتھر برسائے تھے کہ آپ کی ایڑیاں تک زخمی ہو کر آپ کے نعلین مبارک خون سے بھر گئے تھے چنانچہ آپ ان سفاک لوگوں کی سنگ باری سے بچنے کے لیے جو اس طرح آپ کی جان لینے پر آمادہ تھے اس احاطے کے اندر داخل ہو گئے۔ جہاں انگوروں کا باغ تھا لیکن وہاں آپ کو ربیعہ کے بیٹوں عتبہ وشیبہ کی موجودگی ناگوار گزری کیونکہ وہ بھی دشمنانِ اسلام اور مشرکین مکہ میں سے تھے۔ (البدایہ والنہایہ اردو ترجمہ، جلد ۳، ص ۱۵۳)

یہ روایت صحیحین (صحیح بخاری وصحیح مسلم) میں عبداللہ بن وہب کے حوالے سے آئی ہے جو کہتے ہیں کہ انہیں یونس بن یزید نے ابن شہاب کے حوالے سے بتایا اور یہ بھی کہا کہ آخر الذکر نے عروہ بن زبیر سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یہ روایت سنی جو انہوں نے یوں سنائی۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تمہیں اس روز کا واقعہ نہیں معلوم جب تمہاری قوم (قریش) نے مجھ پر یوم احد سے بھی زیادہ مصیبت ڈھائی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ: میں نے یہ سن کر آپ سے پوچھا: یوم احد سے زیادہ؟
یارسول اللہ (ﷺ) وہ کونسا دن تھا؟

آپ نے جواب دیا: وہ دن وہ تھا جب میں پہلے روز اہل طائف کے پاس دین اسلام کی دعوت لے کر اور ان سے مشرکین مکہ کے خلاف امداد طلب کرنے گیا تھا تو وہاں سنگ باری کے سوا مجھے کچھ نہیں ملا تھا۔ میں ایک سڑک کے کنارے سر جھکائے کھڑا تھا اور مجھ پر اہل طائف کی طرف سے جن میں مشرکین قریش شامل تھے سنگ باری ہو رہی تھی۔ میں نے جب ذرا سا سر اٹھا کر دیکھا تو اس چلچلاتی دھوپ میں میرے سر پر ایک بادل سایہ فگن تھا۔ اسی بادل میں سے میں نے ایک آواز سنی: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آپ کی قوم کا طرزِ عمل دیکھ لیا ہے اور آپ کی دعا بھی سن لی ہے۔ اس نے آپ کے پاس ملک الجبال کو بھیجا ہے آپ جو چاہیں ان سے فرما دیجئے وہ وہی کر دے گا۔ یہ آواز جبریل علیہ السلام کی تھی۔ پھر ملک الجبال میرے پاس آیا۔ اور بولا: ”مجھے اللہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں یہاں کے داھنے اور بائیں دونوں پہاڑ ان لوگوں پر الٹ دوں۔“

اس کے بعد آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ... کہ مجھے امید ہے کہ ان لوگوں کی

marfat.com
Marfat.com

اولاد خدائے واحد پر ایمان لے آئے گی اور پھر کبھی شرک میں مبتلا نہیں ہوگی۔ (تاریخ ابن کثیر المعروف البدایہ والنہایہ، جلد سوم، ص ۱۵۴)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی استقامت:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہر طرح کی اذیتیں دی گئیں کہ دین چھوڑ دو مگر آپ نے تمام اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کیں مگر دامن اسلام کو ہاتھ سے نہ چھوٹنے دیا ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے بعد کفار قریش نے مکے کے ان تمام قبائل کو تکلیفیں دینا شروع کر دیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر آپ پر ایمان لے آئے تھے انہوں نے ایسے لوگوں پر ظلم وستم کی انتہا کر دی انہوں نے بھوکا پیاسا رکھا، مارا پیٹا اور موسم گرما میں تپتی زمین پر لٹا کر ان کے سینے پر پتھر رکھے۔

کفار قریش نے ان میں سے سب سے زیادہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ سختی برتی جو امیہ کے حبشی غلام تھے ان کی ماں کا نام حمامہ تھا وہ حد سے زیادہ صادق الاسلام تھے بہت سے دوسرے لوگ ان تکالیف سے تنگ آ کر بظاہر اسلام سے پھر گئے تھے تاہم اللہ تعالیٰ نے ان کو مجبوری کے پیش نظر انہیں معاف کر دیا تھا کیونکہ وہ دل سے اسلام پر قائم تھے البتہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا معاملہ ان لوگوں سے بالکل الگ تھا انہیں کفار قریش نے طرح طرح کی تکلیفیں دیں بلکہ ان پر ظلم وستم کی انتہا کر دی انہیں بھوکا پیاسا رکھا گیا، گرمی کے موسم میں انہیں تپتی ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر بھاری پتھر رکھے گئے اور ان سے کہا گیا کہ تمہارے ساتھ مسلسل یہی سلوک ہوتا رہے گا اگر تم اسلام سے بت پرستی کی طرف واپس نہ آئے یا اسی حالت میں مر نہ گئے۔ وہ تپتی زمین پر پشت کے بل لیٹے رہتے تھے جبکہ ان کے سینے پر بھاری بھاری پتھر رکھے جاتے تھے لیکن ان کی زبان سے اس وقت جو الفاظ نکلتے تھے وہ احد احد ہوتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان سے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ ایک بار جب وہ یعنی عروہ کے والد ورقہ بن نوفل کے ہمراہ اس راستے سے گزر رہے تھے جہاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر عذاب نازل کیا جا رہا تھا لیکن ان دونوں نے ان کی زبان سے اس شدت ظلم وجور اور جبر واستبداد کے صرف احد احد ہی سنا لوگ کہتے تھے کہ اگر کفار انہیں قتل (شہید) بھی کر ڈالتے تو وہ حلف سے کہنے کو تیار ہیں کہ پھر بھی ان کی زبان سے احد احد کی آواز آتی رہتی۔ (البدایہ والنہایہ جلد سوم، ص ۸۵۔۸۴)

حکایت:

امام احمد فرماتے ہیں کہ ان سے ابو معاویہ اور اعمش نے مسلم، مسروق اور جناب بن ارث کے حوالے سے بیان کیا کہ آخر الذکر کا واسطہ شدائد ظلم وستم کے سلسلے میں العاص بن وائل سے پڑا تھا وہ انہیں دین اسلام سے منکر ہو کر دوبارہ اپنے معتقدات پر لانا چاہتا تھا۔ جب ان پر العاص بن وائل نے جسمانی عذاب کی انتہا کر دی تو انہوں نے اشارے سے کہا کہ وہ اس کی بات ماننے کے لیے تیار ہیں لیکن وہ بولا: ''جب تک تم زبان سے اس کا اقرار اور دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انکار کا اعتراف نہیں کرو گے میں تمہیں ہرگز نہیں چھوڑوں گا چاہے تمہارا دم ہی کیوں نہ نکل جائے۔''

اس کی زبان سے یہ سن کر ان کے جوش ایمانی اور غیرت اسلامی پر ایسی ضرب پڑی کہ وہ فوراً بولے: ''خدا کی قسم! اگر تو مجھے مار بھی ڈالے اور میں قیامت تک تیرے ہاتھوں بار بار مر کر دوبارہ زندہ ہوتا اور تیرے اس ظلم وستم کا شکار ہوتا رہوں اور اس کے علاوہ میرے اموال واولاد پر جس کی دھمکی تو مجھے دے رہا ہے جو کچھ بھی کر گزرے میں دین محمد (ﷺ) سے برضا ورغبت ہرگز منکر نہیں ہو سکتا۔

marfat.com
Marfat.com

اسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف کی یہ آیت اتری تھی۔

اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ .... وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا

(تاریخ ابن کثیر المعروف البدایہ والنہایہ جلد سوم، ص ۸۷۔۸۶)

فائدہ:

یہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال ہیں کہ وہ موت سے نہیں ڈرتے۔ جان جاتی ہے تو جائے مگر ایمان نہ جائے۔ ایمان کی حفاظت کے پیش نظر موت سے نہیں ڈرتے بلکہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھی اپنے ایمان کی حفاظت کرتے نظر آتے ہیں کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہ کلیم اللہ ہیں موت سے ڈر کر اِدھر اُدھر بھاگتے پھرتے رہے کہ کسی نہ کسی طرح موت سے بچ جاؤں اس شعر میں موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ مراد نہیں ہیں۔

فائدہ:

اس سے وہ لوگ بھی عبرت حاصل کریں جو کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام دشمنوں سے بھاگے بھاگے ایک کنویں میں اتر گئے۔ دشمن آپ کو ہر طرف تلاش کرنے لگے مگر کسی طرح ان کو موسیٰ علیہ السلام نہ ملے تو ایک فاختہ اڑتی اڑتی اسی کنویں پر آپ کے دشمنوں کو مطلع کرنے کے لیے زور زور سے (گھوہ گھوہ گھوہ موسیٰ گھوہ) کہنے لگی گھوگھی (فاختہ) کی یہ آواز اس وقت سے ہے۔ یہ اور اس جیسی من گھڑت حکایات سے بچنا چاہیے۔

فائدہ:

بخاری شریف کے حوالے سے جو حدیث مبارکہ نقل کی گئی ہے اس میں بھی موسیٰ نامی ایک راوی ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس دور میں بھی موسیٰ نام رکھنے کا عام رواج تھا۔ اس شعر سے بھی کوئی اور ہی موسیٰ مراد ہو سکتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد نہیں ہیں۔

موت اور مؤمنین:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس میرے رب کی طرف سے کوئی آنے والا آیا اور مجھے خبر دی یا فرمایا مجھے خوشخبری دی کہ جو کوئی میری امت سے فوت ہو جائے جبکہ اُس نے اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ بنایا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے کہا اگر چہ زنا کرے اگر چہ چوری کرے، فرمایا اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے۔

(بخاری شریف کتاب الجنائز)

حدیث نمبر ۲:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر جائے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور میں کہتا ہوں کہ جو کوئی فوت ہو جائے اور وہ اللہ کا کسی کو شریک نہیں بناتا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

یہ عام مومن کا حال ہے جو اس حال میں فوت ہو کہ وہ شریک نہیں کیا کرتا تھا یا شرک سے توبہ کر کے فوت ہوا اسے جنت کی خوشخبری مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور حضرت موسیٰ پیغمبر ہیں کیا آپ عام مومن سے اعلیٰ مقام اور شان کے مالک نہیں ایک مومن موت سے نہیں ڈرتا بلکہ حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر اگر وہ راہِ حق میں جان دے دیتا ہے تو اسے شہادت کے مقام سے نواز دیا جاتا ہے۔ جن کو وصال فرمانے کے باوجود مردہ کہنے سے حق تعالیٰ نے خود روکا ہے۔ جب ایسے مجاہد موت سے نہیں ڈرتے بلکہ راضی خوشی شہادت کے طلبگار ہوتے ہیں تو کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام موت سے بھاگے بھاگے پھرتے رہے تاکہ موت سے بچ سکیں مگر پھر بھی موت سے نہ بچ سکے۔

اس لیے اس شعر میں موسیٰ علیہ السلام مراد نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی خواہش:

حضرت عبادہ ابن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ سے ملنا چاہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ملنا چاہتا ہے اور جو اللہ سے ملنا نہیں چاہتا اللہ اس سے ملنا نہیں چاہتا اللہ اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔

تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا حضور کی بعض بیویوں نے کہا کہ ہم تو موت سے گھبراتی ہیں فرمایا کہ یہ مطلب نہیں لیکن جب مومن کو موت آتی ہے تو اسے اللہ کی رضا اور اس کے احترام کی بشارت دی جاتی ہے تب اسے کوئی چیز اگلے جہان سے پیاری نہیں ہوتی اس پر وہ اللہ سے ملنا چاہتا ہے اللہ اس سے ملنا چاہتا ہے اور کافر کو جب موت حاضر ہوتی ہے تو اسے اللہ کے عذاب و سزا کی خبر دی جاتی ہے تب اسے اگلے جہان سے زیادہ کوئی شے ناپسند نہیں ہوتی لہٰذا وہ اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملنا۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب تمنی الموت وذکرہ)

فوائد:

یہاں اللہ کو ملنے سے مراد موت ہے کیونکہ موت ہی خدا سے ملنے کا ذریعہ ہے۔ یعنی منہ سے موت مانگنا منع مگر اسے پسند کرنا اچھا، پسند کرنے کے یہ معنی ہیں کہ دنیا میں دل نہ لگائے اور آخرت کی تیاری کرے ایسے بندے کو رب پسند کرتا ہے اس کی زندگی بھی خدا کو پیاری ہے اور موت بھی۔ ہر ایک کی زندگی موت خدا کے ارادے سے ہی ہے اور اس کی رضا سے بھی۔ ارادے اور رضا میں بھی بڑا فرق ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۲، ص ۴۳۷)

فائدہ:

یہ تو عام مومنوں کا حال ہے خواص کو جان کنی کے وقت جمال مصطفےٰ دکھا دیا جاتا ہے۔ ان کی اس وقت کی خوشی بیان سے باہر ہے پھر انہیں جانکنی قطعاً محسوس نہیں ہوتی روح خود بخود شوق میں جسم سے نکل آتی ہے جیسا کہ بارہا دیکھا گیا۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲، ص ۴۳۷)

یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر فوراً موت طلب کر لی گویا آپ موت سے نہیں ڈرتے تھے نہ ہی موت سے گھبراتے تھے اس مقام پر آپ دو اصول بتانا چاہتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

(۱) انبیاء کرام کو دو امور میں سے ایک امر کی اجازت ہوتی ہے اگر چاہیں تو کچھ وقت مزید دنیا میں گزار لیں چاہیں تو بارگاہ حق میں حاضر ہو جائیں۔

(۲) بعض علماء کرام بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بتلا دیا کہ میرے بعد محبوب کبریا جلوہ افروز ہونا چاہتے ہیں ان کی بارگاہ میں حاضری کے لیے ایسے ہی نہ چلے جانا۔

فائدہ:

مومن کی موت عید ہے اور کافر کی موت مصیبت اسی لیے اولیاء اللہ کی موت کو عرس کہا جاتا ہے۔ یعنی شادی۔ فلہٰذا موسیٰ علیہ السلام جو ساری زندگی حق تعالیٰ کی ملاقات کی خواہش کرتے رہے جب وقت آیا تو وہ کیسے انکار کرتے بلکہ فوراً لبیک کہہ دیا۔ یہ بات نہیں کہ آپ موت سے بھاگے انشاء اللہ یہ کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی ایسا ثابت کر سکتا ہے۔ فلہٰذا یہاں اگر موسیٰ بحیثیت اسم ہی ہے تو پھر موسیٰ سے مراد کوئی اور ہی موسیٰ ہے جو موت سے بھاگتا پھرا حضرت موسیٰ کلیم اللہ مراد نہیں ہیں کیونکہ وہ تو ساری زندگی خالق کائنات کی ملاقات طلب کرتے رہے جب عام مومن موت سے نہیں بھاگتا اس لیے کہ اسے معلوم ہے کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوگا۔ حق تعالیٰ کے انعامات حاصل ہوں گے جیسے مجاہد شوق شہادت میں دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر جہاد کرتا ہے تاکہ اسے مقام شہادت حاصل ہو۔ ڈرتا، یا گھبراتا نہیں ہے کیا موسیٰ علیہ السلام اس سے بھی گئے گزرے ہیں ہرگز نہیں بلکہ آپ تو کلیم اللہ ہیں وہ کب موت سے ڈر کر بھاگے۔

مسلمان کا تحفہ موت:

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتِ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: مسلمان کا تحفہ موت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

فائدہ:

موت مسلمان کو رب کا تحفہ ہے کیونکہ یہ رب سے ملنے اور جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ مگر یہی موت کافر کے لیے مصیبت ہے کیونکہ مسلمان کا محبوب رب ہے اور کافر کا محبوب دنیا موت مومن کو محبوب سے ملاتی ہے اور کافر کو اس کے محبوب سے چھڑاتی ہے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲، ص ۴۴۰)

فائدہ:

اس حدیث مبارکہ سے خود بخود یہ بات واضح ہوگئی کہ مومنین انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کے لیے موت تحفہ ہے ایسا تحفہ جو محبوب کی جانب سے عطا ہو پسند کیا جاتا ہے ناپسند نہیں کیا جاتا پس معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے لیے بھی موت تحفہ ہی تھی آپ اسے کیسے رد کر سکتے تھے آپ کو بھی محبوب ہی تھی فلہٰذا واضح ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام موت سے بھاگے بھاگے نہیں پھرتے رہے۔ اگر کوئی ہے تو وہ کوئی اور ہوگا اگر پورا شعر بغور مطالعہ کیا جائے تو موسیٰ بحیثیت اسم ہے ہی نہیں بلکہ دوسرے معانی میں استعمال ہوا ہے۔ اسی کے لحاظ سے موسیٰ کے معنی متعین ہوں گے۔ نہ کہ موسیٰ بمعنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔

marfat.com
Marfat.com

فقراء کی موت راحت:

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔
اموات چار قسم کی ہوتی ہیں علماء کی موت، مالداروں کی موت، فقراء کی موت۔ حکام کی موت۔

(۱) علماء کی موت دین میں نقصان لاتی ہے۔
(۲) مالداروں کی موت حسرت ہوتی ہے۔ (اور ندامت)
(۳) فقراء کی موت راحت ہے۔ (یعنی مصائب دنیا سے)
(۴) حاکموں کی موت فتنہ ہے۔ (لباب الحدیث کا ترجمہ فضائل کا نچوڑ، ص ۱۶۵)

فائدہ:

مخبر صادق (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا ہے اب غور فرمایئے فقراء کی موت راحت ہے یعنی دنیوی مصائب سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بھی بخوبی واقف تھے۔ پھر کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پھر بھی موت سے بھاگتے رہے بالآخر موت نے دبوچ لیا۔ یہ غلط ہے۔ پس واضح ہوا کہ شعر میں سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام مراد ہی نہیں ہیں۔

اللہ کے دوست مرتے نہیں:

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :ان اولیاء اللہ لاتموتون وانما ینتقلون من داری الی اخری

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے دوست مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر (یعنی آخرت) کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ (لباب الحدیث باب ۳۷ ص ۱۶۶ از حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ)

فائدہ:

جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ جانتے ہیں کہ موت اللہ کے دوستوں کے لیے ایک تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست تو مرتے ہی نہیں محض ایک گھر سے دوسرے گھر (آخرت) کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ تو پھر یہ بات تسلیم کرنے کی نہیں ہے اللہ کے دوست مرتے نہیں کیا خوب کسی شاعر نے حقائق پہ مبنی شعر کہا کہ۔

کون کہتا ہے کہ ولی مر گئے
قید سے چھوٹے اور اپنے گھر گئے

مومن کی وفات کی کیفیت:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے ریشم اور خوشبودار ٹہنیاں لے کر آتے ہیں اور اس کی روح کو اس طرح نکالتے ہیں جیسے آٹے سے بال اور اسی سے کہتے ہیں کہ "اے مطمئن [illegible] اللہ کی رحمت اور [illegible] جب اس کی روح نکلتی ہے تو اسے

marfat.com
Marfat.com

مشک اور خوشبو پر رکھا جاتا ہے اور ریشم میں لپیٹ کر علیین میں لے جاتے ہیں۔

اور جب کافر کی روح نکلنے کو ہوتی ہے تو فرشتے کمبل میں چنگاریاں رکھ کر لاتے ہیں اور سختی سے اس روح کو نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "اے خبیث نفس! تو خدا سے ناخوش اور خدا تجھ سے ناخوش ہے تو ذلت اور عذاب الٰہی کی طرف چل" جب اس کی روح نکلتی ہے تو اس کو چنگاریوں پر رکھ کر بھونا جاتا ہے پھر اسے سجین میں لے جاتے ہیں۔

(شرح الصدور، ص ۱۵۹ ترجمہ از فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی)

فائدہ:

اب ذرا ایمانداری سے غور فرمایئے سیدنا موسیٰ کلیم اللہ کے وصال کے وقت ان کی کیا کیفیت ہوگی۔ ایسی کیفیت دیکھ اور سن کر اور جانتے ہوئے کون بھاگنا پسند کرتا ہے صحیح غازی کیوں نہیں بھاگتے انہیں شہادت کے حصول کی تڑپ کیوں ہوتی ہے ذرا غور فرمایئے اور اس شلوک میں موجود کلمہ (موسیٰ) پہ غور کیجئے۔ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے گی کہ موسیٰ سے مراد یا تو اس کے معانی ہیں یا اگر اسم ہی مراد لیں تو پھر کوئی اور موسیٰ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہ پیغمبر ہیں وہ یہاں مراد نہیں ہیں۔

حضرت علامہ محمد ریاض احمد اویسی مدظلہ العالی کا فرمان:

فقیر ابو احمد اویسی نے حضرت علامہ محمد ریاض احمد اویسی مدظلہ العالی (مدرس جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور) کو اسی شعر کا مطلب دریافت کرنے کے لیے فون کیا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا۔

یہ شعر اور اس جیسے دیگر اشعار جو بزرگان دین کے نام سے منسوب کیے جاتے ہیں یہ انتساب سو فیصد درست نہیں۔ اس شعر میں اگر موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام لیا جائے تو یہ قطعاً غلط ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے عام مومن اور اولیائے کرام موت سے نہیں ڈرتے بلکہ حق تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اللہ کا کلیم جو ساری زندگی اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات کا متمنی رہا۔ کلام کرتا رہا اب موت سے کیسے گھبرائے گا یہ غلط ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام موت سے ڈر کر بھاگے بھاگے پھرتے رہے۔ حالانکہ جب آپ کے امتیوں نے جہاد کرنے سے انکار کر دیا تو آپ اس وقت بھی ثابت قدم رہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے سامنے آگ کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا آپ موت سے نہ گھبرائے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کا تو خاصہ ہے کہ وہ موت سے نہیں گھبراتے۔ جہاں تک بخاری شریف کی روایت والا معاملہ ہے تو یاد رکھیئے اگر آپ موت سے گھبرائے ہوتے تو عزرائیل علیہ السلام پہ ہاتھ نہ اٹھا سکتے۔ اس ہاتھ اٹھانے کا اور سبب ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ موسیٰ دراصل لفظ مَـوْسِـیْ ہو جس کا معنی ہے دکھیارا، دُکھی تو مطلب ہوا کہ اتنا دکھی ہے تکلیفوں اور بیماریوں نے لاچار کر رکھا ہے مگر پھر بھی مرنا نہیں چاہتا۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ مُوْ اور سَا کا مرکب مُوْسَا ہو۔ اس کا مطلب بال جیسا باریک بیماریوں اور تکلیفوں کی وجہ سے بالآخر انسان بال جیسا باریک ہی رہ جاتا ہے۔ آپ فرما رہے ہیں کہ ایسی حالت کے باوجود مرنا نہیں چاہتا۔

فائدہ:

علاوہ ازیں ایک ضرب المثل ہے کہ لکھے موسیٰ پڑھے خدا۔ اس ضرب المثل میں لکھنے میں موسیٰ آتا ہے مگر مطلب سمجھنے کے

marfat.com
Marfat.com

لحاظ سے یہاں مُوسا یعنی بال جیسا باریک مراد لیا جاتا ہے اسی طرح لکھنے میں خدا آتا ہے اور مراد پڑھے خود آپ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس شعر میں بھی سمجھ لیجئے۔

فائدہ:

جب یہ مکمل مضمون فقیر نے لکھ لیا تو پھر دوبارہ حضرت علامہ مدظلہ العالی صاحب سے رجوع کیا اور یہ سارا مضمون آپ کو سنایا تو انہوں نے ارشاد فرمایا بالکل ٹھیک ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا مُوں تن اوگن لیتڑے، چمی اندر وار ہک نری خواری تھی رہے، جے ڈسن باہر وار

حل لغات:

٭ موں: میرا۔ ٭ تن: بدن، جسم۔ ٭ اوگن: ناقص، بیمار۔ ٭ لیتڑے: پھولنا، سوجنا۔ ٭ چمی: چمڑی، کھال، بدن۔ ٭ اندروار: جسم کا اندرونی حصہ۔ ٭ ہک: ایک۔ ٭ نری: بہت زیادہ، صرف، محض، بالکل۔ ٭ خواری: ذلت، رسوائی۔ ٭ تھی: ہوئی، ہوگئی۔ ٭ جے: جو، اگر۔ ٭ ڈسن: دکھائی دینا، نظر آنا۔ ٭ باہروار: باہروں، باہر کی طرف سے۔

ترجمہ:

میرا جسم بیرونی طرف سے سب عیبوں والا، خراب اور بیمار ہوگیا۔ اور میرے جسم میں اندرونی طرف سے بھی سوجن پیدا ہوگئی ہے۔ میرے لیے یہی رسوائی بہت تھی۔ میرے اندرونی عیوب دوسرے لوگوں سے پوشیدہ ہیں یہی اگر دوسرے لوگوں کو نظر آجائیں تو پھر میرے لیے ذلت وخواری اور رسوائی کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا۔

مطلب:

انسان خطا کار ہے اس کی خطاؤں کا شمار بھی مشکل ہے۔ اس کی حیاتی کے ظاہری احوال بھی عیوب سے پُر نظر آتے ہیں اور باطنی حالت نہایت خراب ہے۔ کسی انداز سے بھی اچھے احوال نہیں ہیں، نہ ظاہری احوال اچھے ہیں اور نہ باطنی احوال ظاہر و باطن خراب ہی خراب ہے۔ یہی حقیقت اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اے فرید! میرا جسم ظاہری طور پر بھی عیبوں سے پُر خراب اور نہایت خراب بیماریوں میں مبتلا ہے۔ اور باطنی طور پر بھی۔ میرا جسم ظاہری طور پر بھی عام بندوں کو نظر آنے والی بیماریوں میں بھی مبتلا ہے اور باطنی طور پر اندرونی اعضاء میں سوجن پیدا ہو چکی ہے۔ جو کہ عنقریب موت کا سبب بھی بن سکتی ہے اور یہی میری رسوائی کا سبب بھی ہے۔ میرا ظاہری جسم تو لوگوں کے سامنے ہے، ظاہری امراض وخرابیوں کو تو لوگ دیکھ سکتے ہیں باطنی اور پوشیدہ امور لوگوں کی نظروں سے بچے ہوئے ہیں اگر وہ بھی لوگوں کو نظر آجائیں تو میرے لیے کتنی ذلت وخواری اور رسوائی کا سبب ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسی تمام بیماریوں سے نجات عطا فرمائے جو میری ذلت ورسوائی اور خواری کا سبب بنیں۔ اگر لوگوں کو ان پوشیدہ بیماریوں کا علم ہو جاتا تو میرے لیے ذلت وخواری اور رسوائی ہی رسوائی ہوتی یہ تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ یہ بیماریاں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔

☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

فریدا میں تن اوگن لیتڑے، جیتے دھرتی ککھ
تُو جیہا میں نہ لہاں، میں جیہاں کئی لکھ

حل لغات:

★ میں: میرا۔ ★ تن: بدن، جسم۔ ★ اوگن: ناقص، نقائص، بیماریاں نقائص، گناہ۔ ★ جیتے: جتنے۔ ★ دھرتی: زمین۔ ★ ککھ: تنکے۔ ★ تو: تیرے۔ ★ جیہا: جیسا، جیسے۔ ★ میں نہ: میں نہیں۔ ★ لہاں: لبھاں: نہیں پایا۔ ★ جیہاں: جیسی۔ ★ کئی لکھ: لاکھوں۔

ترجمہ:

میرا جسم تو بیماریوں بھرا ہے بیمار ہوں، میرا جسم پھولا ہوا ہے، بے کار ہوں، میرے جسم میں اتنے عیب ہیں جتنے زمین پر تنکے۔ آپ سا مجھے کوئی بھی نہیں ملتا ہاں میرے جیسی لاکھوں ہوں گے۔

مطلب:

انسان جب اس جہان فانی میں آتا ہے تو گناہوں، غلطیوں اور خطاؤں سے معصوم ہوتا ہے۔ بالکل سفید چادر کی مانند، اس کے ذمے نہ کوئی گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی خطا۔ مگر جیسے جیسے وہ لاشعوری حالت سے شعور میں آتا جاتا ہے۔ ناسمجھی سے سمجھداری کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔ ایک وقت تک کی غلطیاں، خطائیں تو معاف کر دی جاتی ہیں مگر جب بالغ ہو جاتا ہے تو پھر اس کی غلطیوں اور خطاؤں کو شمار کیا جانے لگتا ہے۔ ایک گناہ ہوا کچھ دل میں احساس پیدا ہوا کہ یہ تو گناہ ہو گیا ہے میں غلط روش پہ چل نکلا ہوں، اسی احساس کے نتیجے میں جو ذہن میں خلش سی پیدا ہوئی۔ اس کا احساس ہوا۔ ندامت پیدا ہوئی۔ انسان توبہ کی طرف راغب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہوئے بارگاہِ حق میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی اس کا وہ گناہ معاف کر دیا گیا وہ پہلے جیسا ہی ہو گیا یعنی اس پہ اس گناہ کا کوئی اثر نہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوا اور اگر ایک گناہ کیا۔ دل میں احساس پیدا بھی ہوا مگر اس طرف توجہ ہی نہ کی نتیجتاً اس گناہ سے توبہ نہ کی۔ اس کے دل پہ گناہ کے عوض اس کے دل پہ ایک دھبہ لگتا رہا۔ یوں دل بالکل سیاہ ہو گیا۔ گناہوں کا کوئی شمار نہ رہا یہی حقیقت بیان کرتے ہوئے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں فرمایا ہے کہ میرا جسم تو بیماریوں یعنی گناہوں کی گندگی سے لتھڑا ہوا ہے۔ گناہ بھی بیماریاں ہی ہوتے ہیں، میرا جسم ان بیماریوں یعنی گناہوں کے باعث سوجن کا شکار ہو چکا ہے۔ اس لیے کوئی کام تو ہو نہیں سکتا جیسے یرقان اور دیگر بیماریوں کے باعث جب انسانی جسم پہ سوجن پیدا ہو جاتی ہے۔ تو وہ بندہ لاچار ہو جاتا ہے اس لاچاری کے باعث وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں یہی حقیقت بیان فرمائی ہے کہ اے فرید! میرا جسم بیماریوں سے پُر ہے بے کار ہو چکا ہے۔ میرا جسم ان بیماریوں کی وجہ سے پھول چکا ہے اتنے گناہ ہو چکے ہیں جیسے زمین پہ تنکے جیسے ان کو شمار کرنا مشکل ہے یہی حال میرے گناہوں کا ہے۔ یا اللہ! تو انہیں بخش دے کہ تو غفار الذُّنُوب ہے۔ ستارا العیوب ہے، میرے گناہوں کی بخشش فرما دے کہ تو گناہوں کو بخشنے پہ قادر ہے۔ میرے لیے تیرے جیسا کریم، ستار، غفار، رحمٰن اور دیگر عظیم صفات کا مالک کوئی نہیں مگر میرے جیسے گنہگار، خطاکار، سیہ کار تو لاکھوں کروڑوں بلکہ بے شمار ہیں۔

☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

وچھوڑا بُر یار ، جت وچھڑے تن ڈُبلا　　　سے ماہنو ہینسیار وچھڑے میٹے جو تھیئن

حل لغات:

★ وچھوڑا: جدائی۔ ★ بُر: برا۔ ★ یار: دوست، محبوب، پیارا۔ ★ جت: جب سے، جو، جب۔ ★ ڈبلا: پتلا، (لستا)۔ ★ تن: بدن، جسم۔ ★ سے: سینکڑوں۔ ★ وچھڑے: بچھڑے، جدا ہوئے۔ ★ ماہنو: آدمی۔ ★ ہینسیار: ہنسوں جیسے خوبصورت، ہنس مکھ۔ ★ میٹے: ملائے، بند کیے۔ ★ جو تھیئن: جو ہوئے۔

ترجمہ:

بچھوڑا (بچھڑنا) بہت بری چیز ہے۔ جب کوئی اپنے پیارے سے بچھڑ جاتا ہے تو اس کی جدائی اور غم میں وہ ڈبلا پتلا ہو جاتا ہے۔ سینکڑوں ہنسوں جیسے سادہ، مخلص، ہنستے کھیلتے، خوبصورت اور پیارے نظر آنے والے آدمی جب بچھڑ گئے تو ان کا یہی حال ہوا۔

مطلب:

اس شعر میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بچھوڑے کا منظر بیان کیا ہے کہ بچھوڑا ایک بڑی بری بلا ہے کہ جسے یہ چمٹ جائے اسے دنیا جہان میں بے سکون کر دیتا ہے۔ جسے بچھوڑا کا آزار لگ جاتا ہے کوئی لمحہ بھی سکون میسر نہیں آتا ہے۔ ہمہ وقت محبوب کا انتظار اور تلاش میں اور بے چینی میں گزرتا ہے۔ ہر وقت بچھڑنے والے کی یاد میں ٹھنڈی آہیں نکلتی رہتی ہیں چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ کھانے پینے، کھیل کود مختصر یہ کہ کسی چیز اور کام میں دل نہیں لگتا۔ ہر وقت بچھڑنے والے کی یاد بے چین کیے رہتی ہے نہ کھانے پینے کو جی چاہتا ہے اس طرح شدت پیاس اور شدید بھوک کا بھی احساس نہیں رہتا۔ نہ کھانے پینے کا ہوش اور نہ دکھ سکھ کا ہوش رہتا ہے۔ اسی لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب کا بچھوڑا جسے لگ جائے وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔

عشق نے نکما کر دیا غالب　　　ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

اس شعر کے مصداق بچھوڑے کا شکار نکما ہو جاتا ہے کچھ بھی کھانے پینے کو جی نہ چاہنے کے باعث فاقوں پہ فاقے گزرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کا جسم بھی لاغری کا شاہکار نمونہ بن جاتا ہے۔ سینکڑوں ہنسوں جیسے سادہ، مخلص، ہنستے کھیلتے، خوبصوت اور پیارے نظر آنے والے ایسے دائمی مریض بن جاتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

سیج وِ چھاون پاہرُو ، جتھے جاءِ سون　　　تیہناں جھہاں دیاں ڈھیریاں، دُورُوں پیاں دِسّن

حل لغات:

★ سیج: سونے کے لیے تازہ تازہ پھولوں کی چادر، بستر، بچھونا۔ ★ وچھارن: بچھاتے ہیں۔ ★ پاہرو: سپاہی، محافظ۔ ★ جائے: جگہ۔ ★ جھہاں: جو، جن کی۔ ★ ڈھیریاں: ڈھیری کی جمع، ڈھیری یعنی قبر، قبریں۔ ★ جتھے: جہاں۔ ★ سون: سونے کی۔ ★ تیہاں: وہ۔ ★ دوروں: دور سے ہی۔ ★ پیاں: پڑی ہوئی۔ ★ دسن: نظر آ رہی ہیں

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

جن کے آرام کرنے اور سونے کے لیے محافظ اور خاص پہریدار سیجیں بچھاتے ہیں، ان سبھی کی قبریں دور سے ہی نظر آ رہی ہیں۔

مطلب:

قبر سے انکار صرف وہی کریں گے اور کرتے ہیں جن کا عقیدہ درست نہیں جو قرآن وسنت پہ ایمان رکھتے ہیں ان میں سے قبر کے متعلق کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیے۔ اور نہ ہی کسی کو انکار ہے۔ قبر کا ظاہری حصہ جو ہر کسی کے دیکھنے میں آتا ہے۔ ان میں سے زیادہ سے زیادہ یہ فرق ہو سکتا ہے کہ بادشاہوں امراء اور وزراء کی قبور پختہ بنادی جاتی ہیں مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عبرت کے یہ نشان بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتے رہتے ہیں پھر انہیں بھی ہاتھ لگانے والا نظر نہیں آتا ہے جبکہ غرباء کی قبریں کچی ہوتی ہیں مگر دونوں قسم کی قبریں دور سے ہی نظر آتی ہیں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ ایسے ایسے لوگ بھی اس جہان فانی سے گزرے ہیں کہ جن کے آرام کرنے کے لیے سیجیں بچھانے والے نوکر چاکر ہوتے۔ سیجیں بچھاتے۔ ان کی قبروں کی ڈھیریاں بھی دور سے ہی نظر آتی ہیں عبرت کا نشان بنی ہوئی نظر آتی ہیں اس لیے انسان سنبھل جا۔

-----☆☆☆-----

فریدا وڈی ایہہ بہادری ، کر کسنگ کو تیاگ   درگاہ تھیوی مکھ اُجلا ، کوئے نہ لگے داغ

حل لغات:

★ وڈی: بڑی۔ ★ ایہہ: یہ۔ ★ بہادری: دلیری، شجاعت، جوانمردی۔ ★ کسنگ: برا ساتھ، بری صحبت۔ ★ تیاگ: چھوڑ دے، ترک کر دے۔ ★ درگاہ: کچہری، حضوری، جگہ۔ ★ تھیوی: (ہووی) ہو۔ ★ مکھ: اُجلا۔ ★ تھیوی مکھ اُجلا: سرخ رو ہو، نیک شہرت پائے۔ ★ اُجلا: روشن، صاف ستھرا۔ ★ داغ: دھبا۔ ★ کوئے: کوئی۔

ترجمہ:

اگر تو بری صحبت کو ترک کر دے تو یہ بہت بڑی بہادری والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے توفیق عطا فرمائے۔ ہاں ایسی جگہ ڈھونڈ جہاں تو کامیابی کی منازل طے کرے اور تجھے سرخروئی حاصل ہو۔ اور تجھ پہ کسی قسم کا داغ دھبہ نہ لگ سکے۔

مطلب:

اس دنیا میں زندگی گزارتے ہوئے انسان کو ہر قسم کے انسان سے واسطہ پڑتا ہے۔ اچھے انسانوں سے بھی تعلق قائم ہوتا ہے اور بعض اوقات برے لوگوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ انسان کو اچھی اور بری ہر قسم کی صحبت حاصل ہوتی ہے۔ مگر کوشش یہ کرنی چاہیے کہ بری صحبت سے پرہیز کرے اور اچھی صحبت اختیار کرے کیونکہ بری صحبت انسان میں بری صفات کے پیدا ہونے کا سبب بنتی ہے جبکہ اچھی صحبت کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شیطان اور شیطان صفت انسان ایک عام انسان کو بری صحبت میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح اچھے انسان کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں کو اچھی صحبت میں لے جائیں تاکہ ان کی بھی دنیا

marfat.com
Marfat.com

وآخرت سنور جائے۔ جبکہ شیطان اور شیطان صفت انسان بری صحبت کے برے ثمرات ہر انسان تک پہنچانے کے لیے جتن کرتے رہتے ہیں۔ تا کہ ہر طرف بدعملی کا طوفان آجائے اس طوفان سے کوئی بھی سلامت نہ رہے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے نصیحت کرتے ہوئے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ۔ اے فرید! بری صحبت کو چھوڑنا نہایت مشکل کام ہے۔ ایک عام آدمی جو شیطانی جال میں پھنس چکا ہے اس کا اس جال سے نکلنا نہایت دشوار کام ہے۔ ایسے جال کو کوئی انتہائی بہادر انسان ہی توڑ سکتا ہے۔ کیونکہ بری صحبت کو ترک کرنا نہایت مشکل کام ہے کوئی انتہائی بہادر انسان ہی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے نجات حاصل کرسکتا ہے ایک عام آدمی کے بس کا روگ نہیں اگر اللہ بری صحبت سے بچ نکلنے کی توفیق عطا فرمادے تو یہ بڑی سعادت ہوگی۔ ایسی بری مجالس اور صحبت کے قریب بھی نہ پھٹک بلکہ ایسا مقام، ایسی صحبت اور مجلس تلاش کر جہاں تو کامیابی کی منازل طے کرسکے اور تجھے بارگاہ حق سے سرخروئی حاصل ہو۔ تجھے کسی قسم کا شیطانی داغ دھبہ نہ لگے۔

سُنی ہے تو جماعت اہلسنت میں آ:

الحمدللہ دعوت اسلامی ایک بہترین اسلامی سنتوں بھرا ماحول مہیا کررہی ہے اس کے ساتھ ساتھ اب جماعت اہلسنت بھی خوب کوشش کررہی ہے غالباً اسی لیے حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق رضوی گوجرانوالہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

سنی ہے تو جماعت اہلسنت میں آ

بری صحبت کا اثر:

بری صحبت انسان کو برائی کی طرف راغب کرتی ہے اس لیے بری صحبت سے بچنا چاہیے۔

حکایت:

کہتے ہیں کہ کسی شخص کے بچے بری صحبت سے پرہیز نہیں کرتے تھے بلکہ اگر انہیں باپ سمجھاتا تو پھر بھی وہ باپ کی بات پہ کان نہ دھرتے بلکہ اپنی بے ڈھنگی چال میں ہی مست رہتے۔ بچے ابھی چھوٹی ہی عمر کے تھے۔ باپ ایک دن بازار سے بڑے بہترین پھل لایا۔ باپ نے بیٹوں کے سامنے وہ پھل کھولے بیٹوں نے دیکھا کہ ان پھلوں میں سے پھل کا ایک دانہ خراب تھا اس میں کیڑا لگا ہوا تھا بیٹوں نے کہا کہ ابا! یہ گندہ پھل کیوں لایا ہے؟

باپ نے جواب دیا کہ بیٹا کوئی بات نہیں اگر ایک گندہ پھل آگیا ہے تو اب کیا کریں۔ گندہ گندہ حصہ پھینک دیں گے اچھا اچھا پھل کھالیں گے۔ بچوں نے پھل کھانے چاہے تو باپ نے کہا کہ بیٹا صبح کھائیں گے اب تو ہم کھانا کھا چکے ہیں۔ بیٹے رضامند ہوگئے۔ پھل رکھ دیئے گئے صبح ہوئی۔ پھل کھانے کے لیے لایا گیا تو بچے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سارے پھل خراب ہو چکے ہیں باپ نے اپنے بیٹوں کو سمجھایا کہ بچو! تم نے دیکھا کہ کل صرف ایک پھل خراب تھا محض ایک رات گزرتے ہی سارے پھل ہی خراب ہوگئے ہیں کوئی پھل بھی خرابی سے محفوظ نہیں رہ سکا اسی طرح بیٹا گندی اور خراب صحبت کا اثر بھی ہوتا ہے خراب صحبت میں پڑ کر انسان اپنی دنیا بھی تباہ کر بیٹھتا ہے اور آخرت بھی تباہ کر بیٹھتا ہے۔ اس لیے بچو! بری صحبت سے بچنا چاہیے کیونکہ خراب صحبت یا سوسائٹی میں بیٹھنے سے بندہ خراب نہ ہوجائے۔

marfat.com
Marfat.com

تجربہ:

اسی طرح اچھی صحبت کا اثر بھی مسلم ہے۔ایک دفعہ فقیر ابواحمد اویسی گورنمنٹ پرائمری سکول کالے چشتی میں بطور عارضی ڈیوٹی پڑھانے جاتا تھا کہ گولڈن سیب کا ایک کلو منگوایا اور ایک بیگ میں وہ سیب ڈالے اور گھر چلا گیا۔گھر جا کر وہ بیگ رکھ دیا صبح سیب نکال کر کھا لیے۔پھر اس بیگ کو اسی طرح بند کر کے رکھ دیا عرصہ تقریباً ۱۹ سال گزرنے کے بعد ایک دن اس بیگ کو کھولا تو اس میں سے گولڈن سیب کی خوشبو ظاہر ہوئی اسی طرح یہ تجربہ کوئی بھی شخص کر سکتا ہے۔انشاء اللہ حقیقت واضح ہو جائے گی عطار کے ہاں بیٹھنے سے خوشبو ہی حاصل ہوتی خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔جبکہ بدبو والے مقام پہ ٹھہرنا بھی دوبھر ہو جاتا ہے۔پس واضح ہوا کہ اچھی صحبت انسان کو اچھا بناتی ہے اور بُری صحبت انسان کو برائی کی طرف راغب کرتی ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا ہاتھی سوہن انباریاں ، پچھے کٹک ہزار   جاں سر آوی آپنے ، تاں کو میت نہ یار

حل لغات:

★ سوہن: (سو۔ہ۔ن) سجے ہوئے۔ ★ انباریاں: (انبار سے) ڈھیر، ڈھیریاں۔ ★ پچھے: پیچھے۔ ★ کٹک ہزار: ہزاروں لشکر، ★ جاں: جب۔ ★ سر آوی آپنے: جب اپنے سر آئے، جب برا وقت آئے۔ ★ کو: کوئی۔ ★ میت: (متر) دوست، عزیز رشتے دار۔ ★ نا: نہیں۔ ★ یار: دوست، مددگار۔

ترجمہ:

انسان پہ کبھی ایسا وقت بھی آتا ہے کہ سجے سجائے ہاتھی اس کی سواری کے لیے، دولت کے ڈھیر اس کے پاس ہوتے ہیں ہزاروں لشکر اس کے اختیار میں ہوتے ہیں مگر جب کبھی اس پہ برا وقت آتا ہے تو پھر کوئی بھی دوست، یار اور مددگار نہیں بنتا اللہ برا وقت کسی پہ نہ لائے۔

مطلب:

مثل مشہور ہے کہ وقت ایک سا نہیں رہتا۔کبھی مشکلات سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے تو کبھی تن آسانیاں مہربان ہوتی ہیں، کبھی دکھ، درد اور تکالیف کے طوفان اُمڈ آتے ہیں تو کبھی عیش ہی عیش استقبال کرتے ہیں۔کبھی مصائب و آلام کی آندھیوں کے جھکڑ پریشانی کا سبب بنتے ہیں تو کبھی سکھ اور آرام و سکون کی وادیاں نصیب ہوتی ہیں۔مختصر یہ کہ حالات بدلتے رہتے ہیں۔کبھی دکھ کبھی سکھ کبھی مشکلات، کبھی آسانیاں، یہی حقیقت بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمائی ہے کہ اے

marfat.com
Marfat.com

فرید! انسان پہ ہر قسم کا وقت آتا ہے۔ مگر انسان کو ہر وقت مستقل مزاجی سے صراط مستقیم پہ چلتے ہوئے اپنی حیات مستعار کے لمحات گزارنے چاہئیں۔ کبھی ایسا وقت آتا ہے کہ سواری کے لیے سجے سجائے ہاتھی پیش کیے جاتے ہیں۔ دولت کے ڈھیر آرام وسکون کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ کسی قسم کی پریشانی لاحق نہیں ہوتی۔ بلکہ ہمت کرے تو اوروں کے لیے بھی راحت وسکون کے اسباب مہیا کر سکتا۔ اس کے تابع فرمان ہزاروں لشکر ہوتے ہیں اسے تنہائی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ مگر جب حالات بدلتے ہیں۔ اچھا وقت ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔ تو پھر دوستی اور یاری کا دم بھرنے والے بھی دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں۔ اگر انہیں پکارا جائے تو ذرا بھی ادھر توجہ نہیں کرتے جیسے پہچانتے نہیں۔ بس جب تک مطلب رہا دھن دولت رہی۔ سبھی ساتھی رہے مگر جب حالات بدلے تو سبھی کے چہرے بدل گئے۔

کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ

اساں تے اج تک ایہہ ازمایا پتر وی جے کسے بنایا
مطلب نکلیا تے ٹھکرایا فیر نہ پچھی سار

بہر حال جب برا وقت آیا تو سبھی دوست، احباب، یار اور مددگار کوئی بھی نہیں بنتا۔ ایسے دوستوں کے متعلق حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

دنیا تے جو کم نہ آیا اوکھے سوکھے ویلے
اس بے فیضے سنگی کولوں بہتر یار اکیلے

-----☆☆☆-----

فریدا اُتھاں ٹکیئے ، جتھاں وِسن انھے نہ کو سائوں جانیں ، نہ کو سائوں منے

حل لغات:

★ اُتھاں: وہاں۔ ★ ٹکیئے: ٹھہریے، قیام کیجئے۔ ★ جتھاں: جہاں۔ ★ وسن: بستے ہوں، رہتے ہوں، زندگی گزارتے ہوں۔ ★ انھے: اندھے، جنہیں کچھ بھی نظر نہ آتا ہو، نابینا، مراد ناواقف۔ ★ نہ کو: نہ کوئی۔ ★ سائوں: ہمیں۔ ★ جانیں: جانے، جاننے کی کوشش کرے۔ ★ منے: مانتا ہو۔

ترجمہ:

اے فرید! کسی ایسی جگہ جا کر ٹھکانہ بنانا چاہیے کہ جہاں اندھے بستے ہوں یعنی جہاں کوئی ہمیں جاننے والا نہ ہو۔ ہمارا

marfat.com
Marfat.com

کوئی بھی واقف نہ ہو نہ کوئی ہمیں جانتا ہو اور نہ ہی کوئی ہمیں مانتا ہو۔تا کہ پرسکون حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغولیت اختیار کی جاسکے۔

مطلب:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ شہرت اور ناموری سے کوسوں دور بھاگتے تھے یہی وجہ ہے کہ جب اُن کی شہرت دہلی میں پھیلنے لگی تو آپ نے ہانسی میں اپنا ٹھکانا بنایا۔جب ہانسی میں بھی شہرت پھیل گئی تو آپ نے اجودھن کا رخ کیا۔مختصر یہ کہ آپ دنیوی شہرت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس شعر میں آپ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اے فرید! وہاں ٹھکانا بنائیں جہاں سب اندھے بستے ہوں یعنی جہاں سارے ہی ایسے لوگ رہتے ہوں جو اللہ والوں کو نہ پہچانتے ہوں تا کہ لوگوں کی آمدورفت نہ ہو۔ایسی جگہ پر پُرسکون انداز میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاسکے۔نہ کوئی ہماری حقیقت سے آشنا ہو اور نہ ہی کوئی ہمیں مانے بلکہ ہمیں جانتا تک نہ ہو۔تا کہ ہم تے دور دور ہیں ہمارے قریب نہ ہوں۔اس طرح ہمیں خلوت حاصل رہے۔اور ہم خلوت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرسکیں۔

-----☆☆☆-----

زندگی دا وساہ نہیں ، سمجھ فریدا توں کرلے اچھے عمل تے ہو جا سرنگوں

حل لغات:

★ زندگی: حیات، جینا۔ ★ دا: کا۔ ★ وساہ: بھروسہ۔ ★ کرلے: کرلے۔ ★ تے: اور۔ ★ سرنگوں: سر جھکالے، جھک جا۔

ترجمہ:

زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔اے فرید یہ حقیقت تو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کر۔اعمال صالح اختیار کر،خودی،تکبر اور غرور کو اپنے وجود سے نکال کر سرنگوں ہو جا۔

مطلب:

قرآن مجید میں ہے كُلُّ نَفْسٍ ذائقة الموت: ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔جو کچھ بنا ہے اُس نے آخر ٹوٹنا ہے جسے زندگی عطا ہوئی اسے آخر موت کا ذائقہ چکھنا ہے یہ قانون قدرت ہے موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی بھی منکر نہیں۔حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں موت کے متعلق ہی بیان فرمایا ہے کہ اے انسان جس زندگی کے

marfat.com
Marfat.com

بھروسے پہ تو یہ سب منصوبہ بندیاں بنا رہا ہے اس کا کوئی بھروسہ نہیں۔

آگّ ت سے کوئی بشر نہیں
ـ ن سو برس کا پل کی خبر نہیں

بہر حال زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اے فرید! اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کر۔ اس ظاہری زندگی کا آخر ہونا ہے جسے موت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ موت نے آنا ہے جب اس نے آنا ہے تو پھر اس کے لیے تیاری کر لے کیونکہ مرنے کے بعد تجھے قبر کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔ قبر کے احوال سے خبردار ہو۔ ایسے جملہ امور ترک کردے جو تیرے لیے عذاب قبر کا سبب بنیں اور ایسے امور اختیار کر کہ جو قبر کے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بننے کا سبب بنیں، قبر کی وسعت کا سبب بنیں، قبر کے منور ہونے کا سبب بنیں، ایسے اعمال اختیار کر جن کی وجہ سے عذاب قبر سے نجات حاصل ہو۔ قبر میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا سبب ہوں، قبر کے سوالات کے جوابات دینے میں آسانی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کا سبب ہوں۔

ایسے امور کون سے ہیں؟ اس کا جواب اسی شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ اے فرید! زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اس حقیقت سے آشنائی حاصل کر اور صالح اعمال اختیار کر اور بارگاہِ حق میں سرنگوں ہو جا۔ جو اپنے آپ کو سرنگوں کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مقامات عُلیا سے نوازتا ہے اور جو متکبرانہ شان اپناتے ہوئے سربلند ہونے کی سعی لاحاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے در در پہ ٹھوکریں کھانے کے لیے جھکا دیتا ہے۔ جو جھک جاتا ہے وہ پھلدار ہوتا ہے۔ انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ جیسے جو درخت پھل لگنے کے بعد سرنگوں ہو جاتا ہے وہ پھل پاتا ہے جو درخت سرنگوں نہیں ہوتا بلکہ اکڑ جاتا ہے وہ درخت ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کے سر پہ کلہاڑے والا یا آرے والا پہنچ جاتا ہے اسے سخت مصائب وآلام سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ یہی حال اکڑنے والے متکبر انسان کا ہوتا ہے۔ دنیا و آخرت میں نقصان اٹھاتا ہے اور جو انسان تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں سربلندی عطا فرماتا ہے کیا خوب کسی شاعر نے لکھا ہے کہ

اُس دن آکڑ تے مغروری نکل جاوے گی تیری
جس دن کہیا محمد سرور ایہہ نئیں امت میری

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

ہتھوں وٹوں ہتھوڑے ، پیراں وٹوں پر   تساں نہ متیاں گاجراں ، اساں نہ مُٹے بیر

حل لغات:

★ ہتھوں: اپنے ہاتھوں سے۔ ★ وٹوں: دھاگا یا رسی کو بل دے کر لپیٹیں، جیسے بل دے لوں۔ ★ ہتھوڑے: گانٹھیں۔
★ پیراں: پیر کی جمع یعنی پاؤں۔ ★ وٹوں پیر: پاؤں کے ذریعے کھڈی سے کپڑا بننا۔ ★ تساں: تم، آپ۔ ★ متیاں: بھیجیں۔
★ گاجراں: گاجر کی جمع یعنی گاجریں۔ ★ اساں: ہم نے۔

ترجمہ:

ہم اپنے ہاتھ سے ہی سوت اور دھاگے کی گانٹھیں تیار کرتے ہیں اور اپنے پاؤں کے ذریعے کپڑا بنتے ہیں۔ تم نے ہمیں گاجریں نہیں بھیجی ہیں اور ہم نے بھی تمہیں بیر نہیں بھیجے یعنی ہم آپس میں ایک دوسرے سے تعاون نہیں کر رہے اسی لیے ہمیں تمام کام خود ہی کرنے پڑتے ہیں۔

مطلب:

اس دنیا میں کوئی بھی انسان اپنے تمام کام خود سرانجام نہیں دے سکتا۔ اگر ضرورت کی تمام چیزیں خود ہی بنانا شروع کرے، اپنے ہی ہاتھ کی تیار کردہ چیزیں استعمال کرے تو اس طرح ممکن نہیں۔ آج تک جو ترقی ہوئی۔ سائنسی میدان میں یا عملی میدان میں زرعی میدان میں وغیرہ مختصر یہ کہ آج تک جو بھی ترقی ہوئی ہے یہ سب ترقی ایک دوسرے سے تعاون کا نتیجہ ہے۔

تعاون کی دو اقسام:

ایک دوسرے سے تعاون کی دو قسمیں ہیں ان دونوں کا ہی ذکر قرآن مجید میں ہے۔

(۱) وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

(۲) وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ o

(پ ۶، سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲)

اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

ان میں سے پہلی قسم کے تعاون کے سلسلے میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے ہی پہننے والے کپڑے کے لیے سوت کاتتے ہیں، سوت کاتنے کے بعد سوت کی گانٹھیں تیار کرتے ہیں جب یہ مرحلہ بخوبی طے ہو جاتا ہے تو پھر وہی سوت کسی کو کپڑا [illegible] کی بجائے خود ہی کھڈی پر کپڑا [illegible] لگتے ہیں۔ اس طرح سارے

marfat.com
Marfat.com

کام خود ہی سرانجام دیتے ہیں حالانکہ اس طرح ہم خود اپنے کتنے کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ اس دنیا میں ایک دوسرے سے تعاون کر کے ہی پرسکون زندگی گزاری جاسکتی ہے ورنہ ایک دوسرے سے تعاون کے بغیر زندگی ایک عذاب سے کم نہیں رہ جاتی۔ تعاون کے سلسلے میں بابا فرید صاحب فرماتے ہیں کہ اگر تم نے گاجریں بیجی ہیں تو تم نے ہمیں گاجریں نہ بھیجیں حالانکہ تمہارے پاس تو گاجریں تمہاری ضرورت سے زیادہ تھیں۔ وہ گاجریں خراب ہوگئیں مگر اس کے باوجود تم نے ہمیں نہ بھیجیں۔ جب تم نے گاجریں ہمیں نہ بھیجیں تو اسی طرح ہم نے بھی تمہیں بیر نہ بھیجے یعنی نہ تم نے ہمارے ساتھ تعاون کیا اور نہ ہی ہم نے تمہارے ساتھ تعاون کیا۔ تم اپنی جگہ پہ قائم رہے ہم اپنی ضد پہ اڑے رہے اس طرح ہم نے ایک دوسرے سے تعاون نہ کر کے اپنی زندگی اجیرن بنالی۔

اگر ہم سمجھداری سے کام لیتے تو زندگی میں بڑی آسانیاں پیدا کی جاسکتی ہیں۔ کم وقت میں کام بھی زیادہ کیا جاسکتا ہے۔ بگڑتے کام سنوارے جاسکتے ہیں مگر

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھے بھی لے ڈوبیں گے

کے مصداق ہم نہ خود ترقی کرنا چاہتے اور نہ ہی کسی کو ترقی کرتے دیکھ سکتے ہیں۔ اسی لیے نہ ہم کسی کے ساتھ تعاون کرتے ہیں کہ کسی کی مدد کی جائے تا کہ اس کے بگڑتے کام بھی سنور جائیں کسی کا کام خراب ہوتا دیکھتے رہتے ہیں مگر اس کے ساتھ تعاون نہیں کرتے شاید اگر ہم تعاون کرتے تو اس کا بگڑتا کام بھی سنور سکتا اسی طرح ہماری بھی مدد کوئی نہیں کرتا۔ اگر ہم کسی کی مدد کرتے تو کوئی ہماری مدد کرتا کہ جس سے ہمارے بگڑے کام بھی سنور سکتے۔ بہرحال ہم سب نے اگر ترقی کی منازل طے کرنی ہیں تو پھر ہمیں نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔

تنبیہ:

یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ گناہ اور حد اعتدال سے بڑھنے کے امور میں ایک دوسرے سے تعاون نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ دنیا و آخرت میں خسارے کا سبب ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے تعاون سے منع فرمایا ہے۔ نیز ایسا گھناؤنا تعاون ایک دوسرے پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح ایک شعر اکثر سننے میں آتا ہے کہ

مسجد ڈھاہ دے مندر ڈھاہ دے تے ڈھاہ دے جو کجھ ڈھیندا
اک بندے دا دل نہ ڈھاویں رب دلاں وچہ رہندا

اگر کوئی گناہ اور ظلم پہ مبنی امور کے متعلق کہے تو اس کے کہے پہ چلنا اس لیے کہ کہیں اس کا دل نہ ٹوٹ جائے۔ ایسا نہ کرنا

marfat.com
Marfat.com

اپنی ذات کو بھی ظلم کی بھٹی میں جھونکنے کے مترادف ہے۔ اور دوسرے پہ بھی ظلم ہے فلہٰذا ایسے امور کو سرانجام دینے سے قبل یہ ضرور سوچ لینا چاہیے کہ یہ امر اللہ و رسول کے فرمان ذیشان کے خلاف تو نہیں۔ ایسے شخص کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔

-----☆☆☆-----

فریدا جنہیں دا صبر کمان، اُتے ذکر کماون کانیاں　　اُوہناں مندے بان، خالق خالی نہ کرے

حل لغات:

★ جنہیں دا: جن کا۔ ★ کمان: کمانا، کرنا۔ ★ صبر: برداشت، تحمل، توقف، تامل، خدا کی مار، توکل، قناعت۔ ★ صبر کمان: صبر کرنا۔ ★ اتے: اور۔ ★ ذکر کماون: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ ★ کانیاں: کانی کی جمع، تیر، قلم۔ ★ مندے: بُرے، گندے۔ ★ اوھناں: ان کا، ان کے۔ ★ بان: بیان، باتیں کلام گفتگو۔ ★ خالق: پیدا کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام۔

ترجمہ:

اے فرید! جن کا کام ہمہ وقت صبر کرنا ہے، ان کے قلم بھی ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں یعنی ان کے قلم ہر وقت ذکر میں معروف رہتے ہیں (مجاہد فی سبیل اللہ یعنی ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہنے والے، مجاہد، صابر اور صحیح اللہ والا عالم مصنف) پہ برے الفاظ کی کوئی یلغار کرے یہ بات اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں۔

مطلب:

علمائے کرام بھی مجاہد فی سبیل اللہ ہی ہوتے ہیں۔ دین حق کی خاطر قربانیاں جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہیں جہاد بالقلم، جہاد بالنفس اور جہاد باللسان جہاد ہی کی اقسام ہیں۔ دینی علوم کے حصول اور دینی علوم کی دعوت وتبلیغ کے لیے جو امور بھی سرانجام دیئے جائیں وہ بھی جہاد ہیں۔ اس سلسلے میں جن مصائب وآلام سے واسطہ پڑے ان پر صبر اختیار کرتے ہوئے مستقل مزاجی اختیار کرنا اور نامساعد حالات کے باوجود جہاد بالقلم کا سلسلہ حتیٰ الوسع جاری رکھنا اجر عظیم کا سبب ہے۔ اس شعر میں اسی حقیقت کو بالوضاحت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ۔

اے فرید! جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت وتبلیغ میں معروف ہوں، اس راستے میں انہیں جو مشکلات آئیں انہیں ہنسی خوشی برداشت کریں۔ صبر اختیار کریں۔ جہاد بالنفس اور جہاد باللسان کے ساتھ ساتھ جہاد بالقلم کا سلسلہ جاری رکھیں تو ایسے لوگ تمام مشکلات برداشت کرتے ہیں۔ صبر اختیار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی کانیاں یعنی قلمیں بھی اللہ جل وجلالہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں مشغول رہتی ہیں۔ ایسے اللہ والے ہر لحاظ سے ذکر میں مشغولیت اختیار کرتے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ کے دین پہ مبنی

marfat.com
Marfat.com

لٹریچر لکھنے کے لیے قلموں کو استعمال کرنا بھی ذکر ہی ہوتا ہے ایسے لوگوں کے خلاف برے الفاظ کے تیر و تلوار اور نشتر استعمال کرنا اچھا کام نہیں ہے۔ بلکہ ایسے مؤلفین و مصنفین پہ برے الفاظ کی یلغار کرنے والے لوگوں کی عادت اللہ کریم کو پسند نہیں۔

-----☆☆☆-----

فریدا (بندے رب دے) تینے ٹول کرین مِٹھا بولن نِو چلّن ، ہتھوں بھی کُجھ دین

حل لغات:

★ بندے رب دے: اللہ کے بندے۔ ★ تینے: (تینوں) تجھے، تمہیں۔ ★ ٹول: اکٹھے، جمع، گروہ۔ ★ کرین: کرتے ہیں۔ ★ مٹھا: میٹھا، میٹھے۔ ★ بولن: بولتے ہیں۔ ★ نِوا: (نیواں) سر اجھکا کر، تواضع سے۔ ★ چلّن: چلتے ہیں۔ ہتھوں: اپنے ہاتھوں سے۔ ★ کجھ: کچھ۔ ★ دین: اللہ کی راہ میں دیتے ہیں۔

ترجمہ:

اے فرید! اللہ کے بندے اپنے وجود میں یہ تینوں صفتیں یکجا کرتے ہیں جب بھی بولتے ہیں میٹھا بول بولتے ہیں، تواضع اور عاجزانہ روش اختیار کرتے ہوئے جھک کر چلتے ہیں اور جو کچھ میسر ہوتا ہے اس میں سے فی سبیل اللہ بھی خرچ کرتے رہتے ہیں۔

مطلب:

اس شعر میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے تین ایسی باتیں بیان کی ہیں جو اکثر اولیاء اللہ اپناتے ہیں۔

اس شعر کا ایک مطلب تو وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے اور ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ اے فرید یعنی اے بندہ خدا فرید! تو تین باتوں کو اپنانے کی کوشش کر۔

(۱) جب بھی بول میٹھا بول۔ کڑوے اور سخت بول سے پرہیز کر، جو بول کسی کی تکلیف کا سبب ہو اسے اپنی زبان سے ادا نہ کر بلکہ ایسی گفتگو سے اپنی زبان بند رکھ۔

(۲) عاجزی اختیار کرتے ہوئے جھک کر چلنے کی کوشش کر۔ اور اگر ہو سکے تو پھر حتی الامکان کوشش کر کہ کچھ نہ کچھ راہ حق میں فی سبیل اللہ خرچ بھی کیا کر۔

یہ تینوں امور اولیاء کاملین کے طریقے ہیں انہیں اپنانے میں بڑے فائدے ہیں۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Marfat.com

فریدا ہے جیا کھڑسی جب، اتے کیسی ہی وَن جیون   کیا روسی تب ، جو رہی کوڑا تھیا

حل لغات:

★ جیا: (جی) روح۔ ★ کھڑسی: لے جائے گا۔ ★ ہے: ہونا سے مشتق، حاضر، موجود۔ ★ جب: جس وقت، جس صورت میں، جونہی، تب۔ ★ اتے: اور۔ ★ کیسی: کس کام، کیسے، کس طرح۔ ★ کیا: کس کام، کیسے، کس۔ ★ روسی: رونا دھونا۔ ★ تب: پھر، بعد میں، اس وقت، اس پر، اس حالت میں، اس لیے، اس سبب سے، تو۔ ★ کوڑا: جھوٹا، جھوٹ۔ ★ تھیا: ہوا، ثابت ہوا۔

ترجمہ:

اے فرید! جب موت کے فرشتے نے تیرے جسم کے تمام ٹانکے ادھیڑ دیئے۔ اور تیرا جسم اُدھیڑ کر اس میں سے تیری روح نکال کر لے جائے گا تو پھر یہ تیرا رونا دھونا تیرے کس کام آئے گا۔ تو نے جو برا بھلا کیا تھا وہ سب کچھ تیرے سامنے ظاہر کر دیا جائے گا۔ اس وقت حقیقت آشکار ہو جائے گی۔ تو پھر تیرے سامنے دنیا اور دنیا کی رنگینیاں سب جھوٹ ثابت ہوں گی۔

مطلب:

ہمارا پختہ ایمان ہے کہ ایک دن موت کا گھڑیال بجنا ہے اور ہمارا کئی بار کا یہ بھی تجربہ ہے کہ اکثر جب کوئی مرنے والا مر رہا ہوتا ہے تو اُس وقت یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسے حد درجہ تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مرنے والا بڑے مشکل دور سے گزر رہا ہے۔ مگر کئی اللہ کے بندے موت کے وقت ہنستے مسکراتے اس جہان فانی سے رخصت ہوتے ہیں۔ کئی اللہ کے بندے سجدہ کی حالت میں سر رکھتے ہیں اسی کیفیت میں ان کی روح پرواز کر جاتی ہے۔

ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد میدانِ محشر میں تمام زندگی میں کی گئیں نیکیاں اور بدیاں حاضر کر دی جائیں گی۔ اس وقت نیکیوں کو دیکھنا خوشی کا باعث ہوگا اور بدیوں کا دیکھنا دکھ اور تکلیف کا باعث۔ آنکھ بند ہوتے ہی دنیا کی حقیقت آشکارا ہو جائے گی۔ یہی حقائق بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمائے ہیں۔ آپ نے بیان فرمایا ہے اے فرید! جب موت کا فرشتہ آئے گا تو تیری عجیب کیفیت ہوگی۔ ذرا غور و فکر سے کام لے کہ جس وقت ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیرے جسم کے تمام ٹانکے اکھیڑ دے گا اور تیرے جسم کے ہر مقام سے تیری روح نکال کر لے جائے گا۔ تو اس وقت کے متعلق تصور تو کر تیرا کیا حال ہوگا؟ اس وقت تیرا رونا دھونا تیرے کسی کام نہ آئے گا۔ تو نے جو کچھ دنیا فانی میں کیا ہوگا وہ سب کچھ تیرے سامنے ہوگا۔ جو نیکیاں کمائی ہوں گی وہ بھی تیرے سامنے حاضر کر دی جائیں گی اور جو گناہ تو نے کیے ہوں گے وہ بھی تیرے سامنے ہوں گے۔ ان سے پیچھا چھڑانا چاہے گا تو بچ نہ سکے گا۔ اس وقت تجھے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب کی حقیقت سے تجھے آشنائی حاصل ہو جائے گی۔ دنیا میں خوبصورت نظر آنے والی اشیاء کی جب تجھے حقیقت معلوم ہوگی تو پھر ان سے تجھے گھن آنے لگے گی تجھے نفرت ہوگی۔ دنیا کی تمام رنگینیاں جھوٹی معلوم ہوں گی۔ دنیا کی روشنیاں تجھے اندھیر معلوم ہوں گی۔ جیسے بظاہر عام بچہ اگر سانپ کو دیکھے جو سانپ کی حقیقت سے آشنا نہ ہو وہ سانپ کو خوبصورت سی شے سمجھتے ہوئے اسے حاصل کرنے کے لیے

marfat.com
Marfat.com

اس کی طرف لپکے گا مگر جب اس کی حقیقت اس پہ کھلتی ہے تو اس سے دوری اختیار کرتا ہے اسے مار دینے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ کہیں مجھے نہ ڈس لے۔ بظاہر خوبصورتی کا شاہکار مگر حقیقت میں زہریلا، بعینہٖ دنیا اور دنیا کی رنگینیاں بظاہر خوبصورت ہیں۔ دل کو اچھی لگتی ہیں لیکن حقیقت ان کی یہ ہے کہ انسان کے لیے نقصان دہ ہیں۔ آگ کے انگارے بظاہر دیکھنے کے لحاظ سے بڑے خوبصورت ہوتے ہیں مگر جو ان کی حقیقت سے آشنا نہیں ہوتا وہ ان کی خوبصورتی پہ مرمٹتا ہے۔ اگر انہیں اٹھالے تو نقصان اٹھالے گا۔ وہی خوبصورت نظر آنے والے اسے جلا دیں گے۔ یہی حال دنیا اور دنیا کی رنگینیوں کا ہے۔ جو دنیا کی حقیقت نہیں جانتے وہ سب کچھ ہی دنیا اور دنیا کی رنگینیوں کو سمجھ بیٹھتا ہے اسے کیا خبر کہ جو دنیا اور دنیا کی رنگینیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ وہ بعض اوقات اپنے دین وایمان سے دور ہوجاتا ہے۔ دنیا میں مشغولیت کے باعث اپنے مالک وخالق سے رابطہ منقطع کر بیٹھتا ہے۔

بہرحال اے انسان جب تو اس جہان فانی سے رخصت ہوگا تو دنیا کی حقیقت تجھ پہ واضح ہوجائے گی۔ دنیا کی سب رنگینیاں جھوٹ ثابت ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ حقائق سے آشنائی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

-----☆☆☆-----

فریدا میں نُوں منج کر، نکی کر کر کُٹ　　　بھرے خزانے رب دے، جو بھاوے سو لُٹ

حل لغات:

★ میں: اپنی ذات، خود آپ، فخر، غرور، تکبر، یہاں فخر، غرور اور تکبر مراد ہے۔ ★ نوں: کو۔ ★ مار کے منج کر: کوٹ کوٹ کر منج کی طرح باریک کردے۔ ★ منج: مونج، جس کا بان بنایا جاتا ہے۔ ★ نکی: باریک۔ ★ کرکر: کر کے۔ ★ کٹ: کوٹ۔ ★ بھاوے: اچھا لگے، پسند آئے۔ ★ بھرے خزانے رب دے: رب کے بھرے ہوئے خزانے۔ ★ سو: پس وہی۔ ★ لُٹ: حاصل کر، لے لے۔

ترجمہ:

اے فرید! میں یعنی جو تیری ذات میں فخر وغرور اور تکبر موجود ہے اسے مونج کی مانند کام کے قابل بنالے۔ اور میں کو کوٹ کوٹ کر نہایت باریک کردے، اتنی باریک کردے کہ اس میں ذرہ بھی رڑک نہ رہ جائے تکبر کا نشان تک باقی نہ رہے۔ اگر تو نے ایسی کیفیت پیدا کرلی تو پھر اللہ تعالیٰ کے سب خزانے تیرے سامنے حاضر کردیئے جائیں گے ان میں سے جو جی چاہے حاصل کرلینا۔ تیرا ہاتھ کوئی بھی نہیں روکے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ہر چیز تیری طلب میں ہوگی۔

غالباً اسی لیے علامہ اقبال نے حقیقت واضح کرتے ہوئے اسی حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے کہ۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

marfat.com
Marfat.com

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا ایک مفہوم یوں بھی ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! اپنے وجود سے فخر وغرور اور تکبر کا بھوت نکال کر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پہ حاضر ہو جا۔ ان کے فرمان کے مطابق اپنی حیات مستعار کے لمحات گزار اُن کا صحیح وفادار بن جا اگر تو نے ایسا کیا تو پھر یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم بھی تیرے ہیں۔ سب کچھ تیرا ہے۔ جیسے چاہے استعمال کر۔ اگر تو میرے محبوب کا وفادار بن جائے گا تو میری کائنات کا ذرہ ذرہ تیرا غلام بننے میں فخر محسوس کرے گا۔

بن گئے غلام جیہڑے شاہِ ابرار دے

ویکھ لے نظارے اوہناں پروردگار دے

-----☆☆☆-----

زمی پچھے اسمان فریدا ، کھیوٹ کن گئے جالن گوراں نال الاھمے جیو سھے

(معارف فریدیہ۲۲، دیوان فرید ۲۵۲)

حل لغات:

★ زمی: زمین۔ ★ پچھے: پوچھتی ہے۔ ★ اسمان: آسمان۔ ★ فریدا: اے فرید۔ ★ کھیوٹ: ملاح، قائد، لیڈر۔ ★ کن: کدھر، کہاں۔ ★ جالن: بھگت رہے ہیں، برداشت کر رہے ہیں۔ ★ گوراں: قبریں، قبروں میں۔ ★ نال: ساتھ۔ ★ الاھمے: طعنے، گلے۔ ★ جیو: دل۔ ★ سہے: سہتا ہے۔

ترجمہ:

اے فرید! زمین آسمان سے پوچھتی ہے کہ بڑے بڑے لوگ کدھر اور کہاں چلے گئے ہیں۔ (آسمان جواب دیتا ہے کہ) وہ قبروں (اور مرگھٹوں میں اپنی کی ہوئی بداعمالیوں کی) سزا بھگت رہے ہیں۔ سزا بھگتنے کے ساتھ ساتھ اُن کے دل کو الاھمے طعنے بھی سننے پڑتے ہیں۔

فائدہ:

کل نفس ذائقۃ الموت۔ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اسی قانون کے تحت ہر انسان نے بھی موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ انسان مر جاتے ہیں۔ شہزوری سے مقابلہ کرنے والے بھی، اپنے آپ کو خدا کہلانے والے، ظالم وجابر انسان بھی جن کا وقت آیا، اس جہان فانی سے موت کا شکار ہو کر چلتے بنے۔ ان کے متعلق زمین آسمان سے پوچھتی ہے اللہ کی زمین پہ اکڑ اکڑ کر چلنے والے خدائی کے دعویدار کہاں گئے، جنہوں نے دنیا میں محل ماڑیاں بنائی تھیں لوگوں پہ ظلم وستم کر کے دولتوں کے خزانے اکٹھے کیے تھے اب وہ کدھر ہیں۔ آج نظر نہیں آرہے۔

گویا بابا فرید ایک تمثیل کے ذریعے ہر انسان کو تنبیہ کر رہے ہیں کہ اے انسان اس دنیا میں اپنی اپنی زندگی کے لیل ونہار

marfat.com
Marfat.com

گزار کر اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے ایک وہ وقت بھی تجھ پہ آنے والا ہے دنیا پہ تیرا نام ونشان بھی باقی نہ رہے گا لوگ تیرے بارے پوچھیں گے کہ فلاں فلاں یہاں رہتا تھا وہ کدھر گیا۔ وہ کہاں چلا گیا ہے۔ کوئی جواب دے گا اور کوئی جواب بھی نہ دے سکے گا۔

بہر حال زمین کے سوال کا جواب دیتے ہوئے آسمان جواب دیتا ہے کہ وہ جن کے متعلق تو پوچھ رہی ہے وہ اب یہاں نہیں رہے بلکہ فوت ہو گئے ہیں اپنی اپنی قبروں میں اپنے کیے کا بدلہ پا رہے ہیں۔ ظالم، جابر، گنہگار، اپنی سیاہ کاریوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ دنیا میں کماتا ہے بالآخر اس کا بدلہ پاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ دل کو طعنے بھی سننے پڑتے ہیں کیونکہ جس دنیا کی خاطر اپنی حیات مستعار کے قیمتی لحات ضائع کر دیئے افسوس کہ اس کی حقیقت نہ سمجھ سکا یہ دنیا کی زندگی تو چند روزہ تھی جسے ضائع کر دیا اب حشر تک اسی خاک کے سپرد رہنا ہے۔ اسی خاک میں ہی بدلہ پانا ہے۔ کاش کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے خاک پہ ظلم و بربریت کے نشانات نہ چھوڑتے تو آج انہیں یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ دنیا کے حریص مرنے کے بعد قبروں میں ہے گئے۔ قبروں میں اپنے کیے کا بدلہ پالیا اور ان کی روحیں اپنی بداعمالیوں کے بدلے میں ملامتیں اٹھاتی ہیں۔

حق تعالیٰ کی تنبیه:

قرآن مجید میں ہے کہ

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ؏ (سورۃ التکاثر)

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔ ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی تھیں صحت و فراغ و امن و عیش و مال وغیرہ جن سے دنیا میں لذتیں اٹھاتے تھے پوچھا جائے گا یہ چیزیں کس کام میں خرچ کیں ان کا کیا شکر ادا کیا اور ترک شکر پر عذاب کیا جائے گا۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۰۸۲)

marfat.com
Marfat.com

فائدہ:

قبر کے عذاب کے متعلق بعض لوگوں کو انکار ہے ایسے منکرین کے لیے احادیث مبارکہ کا مطالعہ نہایت مفید ہے گا محض ضد اور ہٹ دھرمی کا علاج تو انشاء اللہ قبر میں پہنچ کر ہی خوب ہوگا۔عذاب قبر کے متعلق اسی شرح میں دیگر مقامات پر مطالعہ کیجئے۔

فائدہ:

یہاں جتنے بھی اشعار کی شرح پیش کرنے کی سعادت کی ان میں سے اکثر متعدد مجموعوں میں موجود ہیں۔ان کے علاوہ بھی بعض کتب میں اشعار موجود ہیں کچھ اشعار لوگوں کی زبان سے بھی سننے میں آتے ہیں۔اس لیے الفقیر احمد اویسی یہ دعویٰ تو نہیں کہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب تمام اشعار درج کیے ہیں ان کے علاوہ بھی آپ سے منسوب اشعار ہیں۔

مثلاً ٹریا ٹریا جا فریدا، ٹریا ٹریا جا

مت کوئی مل جاوی بخشیا توں وی بخشیا جا

اُٹھ فریدا ستیا، دنیا ویکھن جا

وغیرہ۔اس طرح کئی اشعار مزید بھی ہیں۔حق تعالیٰ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے الفقیر القادری ابواحمد اویسی کے اس سلسلے میں کی ہوئی محنت کو شرف قبولیت سے نوازے اور اسی طرح تجلیات الفرید، فیضان العرفان، دورہ تفسیر القرآن، میلاد حبیب کبریا، فیضانِ حیدری شرح دیوانِ علی وغیرہ کتب مکمل کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔علاوہ ازیں فقیر ابواحمد اویسی نے مزید موضوعات پہ بھی محنت کی ہے۔اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین وعلی الاواصحابہ اجمعین۔

فقط طالب دُعا

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی

مدرسہ فیض اویسیہ چک نمبر ۱۱۔کے بی

ڈاک خانہ کلیانہ تحصیل وضلع پاک پتن شریف

marfat.com
Marfat.com

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور